UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226062

UNIVERSAL
LIBRARY

مجموعہ رسائل محمدیہ جلد سوم

اس مجموعہ میں مندرجہ ذیل اضافہ شدہ رسائل شامل ہیں :-

۱- حقوق محمد
۲- میلاد محمد
۳- دلائل محمد حصہ سوم
۴- سیف محمد
۵- اشعار در تقلید
۶- صراط محمد
۷- معراج محمد
۸- انعام محمد
۹- آئینہ محمد
۱۰- درود محمد
۱۱- تحفہ محمد
۱۲- تعلیم محمد
۱۳- فرقہ محمد
۱۴- صدائے محمد
۱۵- اذان محمد
۱۶- عبادت محمد
۱۷- دلائل محمد حصہ دوم
۱۸- سلطنت محمد
۱۹- قرب محمد
۲۰- شمع محمد
۲۱- خطبہ محمد
۲۲- منافرہ محمد
۲۳- وضو محمد
۲۴- تعویذ محمد
۲۵- فیصلہ محمد
۲۶- سیف محمد
۲۷- درّہ محمد
۲۸- مشکوٰۃ محمد

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اے ایمان والو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجو

الحمد للہ علی احسانہ

کہ یہ رسالہ المسمّٰی بہ

دلائل الفریقین فی تقبیل الابہامین

المعروف بہ

حقوق محمدی صلعم

جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف سُنکر انگوٹھے چومنے کی تردید کی چالیس دلیلیں اور درود شریف پڑھنے کی بے نظیر تحقیق ہے

من تصانیف

جناب مولانا مولوی محمد صاحب مالک و منصرم اخبار محمدی و مدرس و مہتمم مدرسہ محمدیہ اجمیری دروازہ دہلی

حسب فرمائش جناب مصنف صاحب بماہ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ

مفت تقسیم کرنیوالوں کو چار روپے کے ایک سو

ملنے کا پتہ

اخبار محمدی اجمیری دروازہ دہلی

اخبار محمدی پریس دہلی میں چھپی

بار چہارم | قیمت فی جلد ایک آنہ | تعداد ایکہزار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

درود شریف کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یعنی اللہ تعالیٰ اور اُسکے فرشتے اللہ کے نبی پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود وسلام بھیجتے رہا کرو۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خطاب کرکے اپنے نبیؐ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیتا ہے۔ اور زیادہ رغبت دلاتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ تو وہ بزرگ کام ہے جسے کُل فرشتے کر رہے ہیں اور نہ صرف فرشتے ہی بلکہ خود رب العالمین بھی اپنے نبیؐ پر رحمت وسلام بھیج رہا ہے۔ مسلمان بھائیو! یہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کے احسان ہم پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہوں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جسکے احسان جسقدر زیادہ ہونگے اُسی قدر اُسکا حق بھی زیادہ ہوتا ہے۔ تو سید المرسلین رحمۃ للعالمین کا حق ہم پر سب سے زیادہ ہے۔ حقوق محمدیؐ کے ادا کرنیکا ایک طریقہ آپ پر درود بھیجنا بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور دس گناہ معاف کرتا ہے۔ اور دس درجے بلند کرتا ہے اور دس نیکیاں عطا فرماتا ہے (ترغیب) فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر بکثرت درود پڑھتے ہوں (ترمذی) ارشاد ہوتا ہے جو شخص اپنے وظیفہ کا کل وقت مجھ پر درود پڑھنے میں گذارے اللہ تعالیٰ اُسکے گناہ معاف فرمادیگا اور دونوں جہان کی پریشانیوں سے اُسے محفوظ رکھیگا (مسند احمد) فرماتے ہیں سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو میرا نام سُنے پھر درود نہ پڑھے (ترغیب) ایک لمبی حدیث میں ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی

میں ممبر کے پاس خدا تعالےٰ سے دعا کی کہ الٰہی اُسے ذلیل و خوار بدنصیب روسیاہ کر جس کے سامنے تیرے نبی کا نام لیا جائے اور وہ درود نہ پڑھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بددعا پر آمین کہی۔

انگوٹھے چومنے کی تردید

افسوس! آجکل اکثر لوگ اس افضل و اعلیٰ ثواب سے محروم ہو رہے ہیں۔ وہ آپکا نام سُن کر انگوٹھے چومتے ہیں۔ آنکھیں ملتے ہیں۔ بالخصوص اذان کے وقت۔ اس بدعت نے آج کل سنت کی جگہ لے رکھی ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ کوئی بدعت ایجاد کرتے ہیں اُن سے اُسکے مقابل ایک سنت چھن جاتی ہے۔ عموماً اس بدعت میں وہ لوگ مبتلا ہیں جو اپنے تئیں حنفی کہتے ہیں حالانکہ حنفی مذہب میں بھی یہ فضول فعل ثابت نہیں (۱) علامہ عینیؒ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں۔ یَجِبُ عَلَی السَّامِعِیْنَ تَرْکُ کُلِّ عَمَلٍ غَیْرِ الْاِجَابَۃِ یعنی اذان سُننے والے کو اذان کا جواب دینے کے علاوہ اور سب باتوں کو چھوڑ دینا واجب ہے۔ (۲) اور جگہ لکھتے ہیں وَلَا یَشْغَلُ بِشَیْءٍ مِّنَ الْاَعْمَالِ سِوَی الْاِجَابَۃِ یعنی اذان کا جواب دینے کے علاوہ کسی اور عمل میں مشغول نہ ہونا چاہیئے۔ (۳) خیر جاری میں عینیؒ کے اس کلام کو نقل کر کے لکھا ہے یُسْتَفَادُ مِنْ کَلَامِ الْعَیْنِیِّ الْمَذْکُوْرِ فِیْدِ مَنْعُ وَضْعِ الْاِبْهَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ عِنْدَ سَمَاعِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یعنی عینی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سُن کر انگوٹھوں کا آنکھوں پر رکھنا منع ہے (۴) مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں "در وقت اذان سوائے کلمات اذان چیزے ثابت نہ شدہ و در وقت ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے فرستادن درود و سلام بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز چیزے دیگر ثابت نہ شدہ و ایں عمل از روئے احادیث معتبرہ در زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و زمانہ خلفاء راشدین نبودہ پس ایں عمل را بوقت اذان یا بوقت شنیدن نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنت یا مستحب دانستہ کردن

بدعت است واز یں امر احتراز باید۔" "یعنے اذان سُنتے ہوئے جو کچھ مؤذن کہہ رہا ہے اُسکا جواب دینے کے علاوہ اور کوئی بات ثابت نہیں اور انگوٹھے چومنا اور اُنہیں آنکھوں پر لگانا نہ تو کسی معتبر حدیث سے ثابت ہو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں یہ عمل پایا گیا ہو۔ پس اذان کے وقت یا حضورؐ کا نام سُن کر سنّت یا مستحب جان کر انگوٹھوں کا چومنا اور اُنہیں آنکھوں پر لگانا بدعت ہو اس سے بچنا چاہیئے۔" (۵) مرزا حسن علی لکھنوی بھی اپنے ایک فتوے میں لکھتے ہیں "ایں امر ممنوع است و از قبیل بدعت" "یعنی یہ کام منع ہے اور بدعت ہو"۔ (۶) مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی مجموعہ فتاوی میں لکھتے ہیں "اکثر کتب معتبرہ متداولہ میں اس کا نشان نہیں ہے"۔ (۷) حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب دُرِّ مختار میں ہو وَلَا یَشْتَغِلُ بِغَیْرِ الْاِجَابَۃِ یعنی اذان کا جواب دینے کے علاوہ کسی اور (قول و فعل) میں مشغول نہ ہو۔ (۸) شامی مصری جلد اوّل صـ۲۹۴ میں ہے لِاَنَّ الْمَشْرُوْعَ اِجَابَۃٌ لَا حَشْوَ فِیْھَا۔ یعنی سنت طریقہ یہ ہو کہ اذان کا صرف جواب دے علاوہ ازیں کچھ بھرتی نہ کرے۔ (۹) اور جگہ اسی صفحہ میں ہے یَنْبَغِیْ لِلسَّامِعِ اَنْ لَا یَتَکَلَّمَ وَلَا یَشْتَغِلَ بِشَیْءٍ فِیْ حَالَۃِ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ یعنی اذان واقامت کا سُننے والا (سوائے جواب دینے کے) نہ تو زبان سے کوئی کلمہ نکالے نہ ہاتھ سے کوئی کام کرے۔ (۱۰) دُرِّ مختار جلد اوّل صـ۲۹۴ میں ہو وَلَا یَشْتَغِلُ بِغَیْرِ الْاِجَابَۃِ یعنی اذان کے جواب کے سوا اور کچھ نہ کہے نہ کرے (۱۱) علاوہ ان حوالوں کے یہ بات بھی قابلِ غور ہو کہ اذان خود جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتی تھی صحابہ کرامؓ سُنتے تھے آپ نے اُنہیں تعلیم دی کہ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ الخ (صحیح بخاری صحیح مسلم شریف) یعنی جب تم اذان سُنو تو جو مؤذن کہہ رہا ہو وہی تم بھی کہا کرو۔ ہاں جب وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو تم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کہو۔ لیکن کسی صحیح حدیث سے کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ آپ نے اُنہیں انگوٹھے چومنے اور آنکھیں ملنے کا حکم دیا ہو۔ (۱۲) نہ لاکھوں صحابیوں میں سے کسی ایک صحابی سے

یہ بدعت کوئی بہ سندِ صحیح ثابت کرسکتا ہو۔ (۱۳) نہ تابعینؒ سے (۱۴) نہ چاروں اماموںؒ میں سے کسی سے اس امر زبوں کی کوئی سند لاسکتا ہو۔ مسلمانو! تم محکوم ہو حاکم نہیں ہو، مطیع ہو مُطاع نہیں ہو، تابع فرمان ہو فرمانروا نہیں ہو، اُمتی ہو۔ نبی نہیں ہو۔ پھر تمہیں سنّتِ نبوی کے خلاف کی جرأت کیوں ہوتی ہے؟ کیا تم نے یہ ارشادِ پیغمبر نہیں سُنا؟ (۱۵) مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ یعنی ہمارے اس دین میں جو شخص کوئی نئی بات اپنی طرف سے نکالے وہ مردود ہے (بخاری مسلم)۔ (۱۶) جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ یعنی جب مؤذن سے اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سُنو تو تم بھی یہی کہو۔ اس صریح فرمان کے ہوتے ہوئے افسوس اُمتیوں نے کہیں انگوٹھے ہلانے کہیں آنکھیں ملنی کہیں قُرَّتْ عَیْنِیْ وغیرہ کے خود ساختہ الفاظ کہنے شروع کردئے۔ خدا جانے یہ لوگ نبیؐ کی تعلیم کو ناقص خیال کرتے ہیں؟ یا نبیؐ کی تعلیم سے ناخوش ہیں؟ یا نبیؐ کی نبوّت سے ناراض ہیں؟ نہ جانے کیا بات ہے؟ (۱۷) بھلا اور الفاظ کا یا اور کسی کام کا تو کیا ذکر؟ حضورؐ نے تو اذان کے الفاظ کی نظم و ترتیب کا یہاں تک خیال رکھا ہو کہ درود شریف پڑھنا بھی اذان کے خاتمہ کے بعد بتلایا فرماتے ہیں۔ قُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ یعنی مؤذن جو کہہ رہا ہو وہی تم بھی کہو۔ پھر اذان ہو چکنے کے بعد مجھ پر درود پڑھو۔ کلام عرب میں ثُمَّ کا لفظ ترتیب مع التراخی کے لئے آتا ہے تو ثابت ہوا کہ درود شریف بھی بعد میں پڑھنا چاہئے (۱۸) اسی طرح فقہ حنفی میں بھی نظمِ اذان کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ چنانچہ شامی مصری جلد اوّل کے صـ۲۹۴ میں ہے لِاَنَّ الْکُلَّ یُخِلُّ بِالنَّظْمِ یعنی جو چیز نظمِ اذان میں خلل انداز ہو وہ ممنوع ہو یہ بھی خیال رہے کہ بعض لوگ صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ سُنکر صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ پڑھتے ہیں۔ یہ بھی ناجائز اور بدعت ہو حنفی مذہب میں بھی اسے بے ثبوت لکھا ہو (۱۹) چنانچہ التحریر المختار و الحتار

جزو اوّل ص۴۷ میں ہے وَلَمْ یَرِدْ حَدِیْثٌ اٰخَرُ فِیْ صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ۔ یعنی اس کا پڑھنا حدیث سے ثابت نہیں ❊

انگوٹھے چومنے کی ایک حدیث بھی صحیح نہیں

جو لوگ اس فعل کے کرنیوالے ہیں وہ بعض حدیثیں اور بعض فقہ کی عبارتیں اس کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اُنکا حال بھی بیان کر دوں تاکہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہو جائے (۲۰) مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی اپنے فتوے میں لکھتے ہیں۔ "احادیث جو اِس باب میں فقہا نقل کرتے ہیں وہ بتحقیق محدثین صحیح نہیں ہیں" (۲۱) حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب ردّ المحتار مصری جزو اوّل ص۲۹۳ میں علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں لَمْ یَصِحَّ فِی الْمَرْفُوْعِ مِنْ کُلِّ هٰذَا شَیْءٌ یعنی اس بارے میں جتنی مرفوع حدیثیں ہیں اُن میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔ (۲۲) فوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ ص۹ میں لکھتے ہیں قَالَ ابْنُ طَاهِرٍ فِی التَّذْکِرَةِ لَا یَصِحُّ یعنے ابن طاہر حنفی تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ (جس روایت میں حضرت ابوبکرؓ کا حضورؐ کیسامنے انگوٹھے چومنا بیان کیا جاتا ہے) وہ صحیح نہیں۔ (۲۳) اسی طرح دوسری حدیث جس میں قُرَّتْ عَیْنِیْ الخ والی عبارت بھی ہے اُس کی نسبت لکھتے ہیں لَا یَصِحُّ یعنی یہ روایت بھی صحیح نہیں۔ (۲۴) تمیز الطیب من الخبیث ص۱۸۹ میں شیبانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں قَالَ شَیْخُنَا وَلَا یَصِحُّ وَاَوْرَدَهُ الشَّیْخُ اَحْمَدُ الرَّدَّادُ فِیْ کِتَابِهٖ مُوْجِبَاتِ الرَّحْمَةِ بِسَنَدٍ فِیْهِ مَجَاهِیْلُ مَعَ انْقِطَاعِهٖ عَنِ الْخَضِرِ وَکُلُّ مَا یُرْوٰی مِنْ هٰذَا فَلَا یَصِحُّ رَفْعُهُ الْبَتَّةَ یعنی شیخ سخاوی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں اور خضر والی حدیث میں راوی مجہول ہیں۔ اور پھر سند میں انقطاع ہے۔ اس بارے میں جتنی بھی حدیثیں ہیں ان میں سے مرفوعاً ایک بھی صحیح نہیں۔ (۲۵) مقاصد حسنہ میں ہے لَا یَصِحُّ یعنے یہ حدیثیں صحیح نہیں۔ (۲۶) شیخ الاسلام ترجمہ بخاری میں لکھتے ہیں۔ ہرگز صحیح نہ شدہ نزد محدثین چیزے ازاں الخ یعنی انگوٹھے چومنے اور آنکھوں

پر ملنے کی حدیثوں میں سے ایک بھی محدثین کے نزدیک صحیح نہیں۔ (۲۷) حسن بن علی ہندیؒ تعلیقاتِ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کُلُّ مَا رُوِیَ فِیْ وَضْعِ الْاِبْہَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ عِنْدَ سَمَاعِ الشَّہَادَۃِ مِنَ الْمُؤَذِّنِ لَمْ یَصِحَّ۔ یعنی مؤذن سے اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ سُنکر انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنے کی جتنی حدیثیں ہیں وہ سب غیر صحیح ہیں۔ (۲۸) مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ اپنے فتوے میں لکھتے ہیں "ایں عمل از روئے احادیث معتبرہ در زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و زمانۂ خلفاء راشدین نبودہ" یعنی نہ تو انگوٹھوں کا چومنا اور آنکھوں پر رکھنا کسی معتبر حدیث سے ثابت ہے نہ حضورؐ کے اور خلفاء راشدینؓ کے زمانہ میں یہ عمل پایا گیا۔ (۲۹) خاتمہ مجمع البحار ص۵۱۱ جلد ۳ مطبوعہ نولکشور میں اس حدیث کی بابت لکھا ہے ذَکَرَہُ الدَّیْلَمِیُّ وَلَا یَصِحُّ۔ یعنی دیلمی کی یہ روایت صحیح نہیں۔ (۳۰) وَکَذَا مَا وَرَدَ عَنِ الْخَضِرِ۔ اس بارے میں حضرت خضرؑ کی جو روایت ہے وہ بھی صحیح نہیں ✣

انگوٹھے چومنے کی روایتیں سب موضوع ہیں

برادران! مندرجہ بالا حوالوں میں آپنے پڑھ لیا کہ جو حدیثیں اس بارے میں پیش کیجاتی ہیں وہ سب کی سب غیر صحیح غیر ثابت ناقابلِ عمل ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یہ روایتیں موضوع یعنی بناوٹی اور محض جھوٹ ہیں۔ چنانچہ (۳۱) علامہ ابو اسحٰق کابلیؒ شرح رسالہ عبدالسلام میں لکھتے ہیں۔ فَتَکَلَّمُوْا فِیْ اَحَادِیْثِ وَضْعِ الْاِبْہَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ فَلَمْ یَصِحَّ شَیْءٌ مِّنْہَا بِرِوَایَۃٍ ضَعِیْفَۃٍ اَیْضًا صَرَّحَ بَعْضُہُمْ بِوَضْعِ کُلِّہَا۔ یعنے انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنے کی تمام روایتوں پر محدثین نے جرح کی ہے ان میں سے ایک روایت بھی ضعیف سند سے بھی ثابت نہیں بلکہ بعض محدثین نے کھلے لفظوں میں ان سب کو موضوع کہا ہے۔ (۳۲) امام ابوالحسنؒ اقوال الاکاذیب میں لکھتے ہیں۔ لَا اَصْلَ لَہَا بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ اَیْضًا یعنی اس مسئلہ کی کوئی اصل نہیں کسی ضعیف حدیث سے بھی یہ ثابت نہیں۔ (۳۳) قَالَ اَبُوْ نُعَیْمٍ

الْاَصْفَهَانِیُّ فِیْ مَا رُوِیَ فِیْ ذَالِکَ کُلِّهٖ مَوْضُوْعٌ۔ یعنی امام ابونعیم اصفہانی رح فرماتے ہیں اس بارے میں جو کچھ روایتیں ہیں سب کی سب موضوع اور من گھڑت ہیں (۳۴) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کُلُّهَا مَوْضُوْعَاتٌ (تیسیر المقال) یعنی یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں (۳۵) مرزا حسن محدث لکھنوی لکھتے ہیں "وآنچہ دریں باب (الی) نقل کنند موضوع است" یعنی اس بارے میں جو حدیثیں بیان کیجاتی ہیں وہ موضوع اور بناوٹی ہیں ✣

حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتابوں میں بھی یہ نہیں

میں چاہتا ہوں ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بیان کردوں کہ فقہ کی جن کتابوں میں اس فعل کو دبی زبان سے جواز تک پہنچانے کی کوشش کی ہے اُن کتابوں کی حقیقت بھی ناظرین کو معلوم کرادوں۔ (۳۶) شاہ عبدالعزیز دہلوی اپنے فتوے میں لکھتے ہیں "وآنچہ در بعضے کتب فقہ می نویسند آں کتب چنداں اعتبار ندارند" یعنی اس مسئلہ کو جن بعض فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وہ کتابیں اعتبار کے لائق نہیں (۳۷) مرزا حسن لکھنوی اپنے ایک فتوے میں لکھتے ہیں "وبسبب روایات فقہ معتبرہ ہم اصلا ثبوت ندارد" یعنی فقہ کی معتبر کتابوں سے بھی اس عمل کا کوئی ثبوت نہیں (۳۸) مجموعہ فتاوی عبدالحی میں ہے "وہ کتب جن میں یہ مسئلہ مذکور ہے وہ غیر معتبر ہیں" (۳۹) ہاں آخر میں یہ بھی کہدوں کہ بعض عوام میں مشہور ہے کہ اس کے چومنے سے آنکھیں نہیں دکھتیں انسان اندھا نہیں ہوتا وغیرہ یہ بھی غلط ہے نہ تو کسی حدیث سے ثابت ہے نہ عقل سے۔ تجربہ بھی اسکے برخلاف ہے۔ بیسیوں اس کام کے کرنیوالے اندھے موجود ہیں بیسیوں آنکھوں کے درد سے بیتاب پھرتے ہیں جس کتاب سے انگوٹھے چومنے کی روایت لیجاتی ہے وہ کتاب خود بھی چوتھے طبقے کی اور غیر معتبر ہے۔ (۴۰) عجالہ نافعہ میں ہے۔ "ایں احادیث قابل اعتماد نیستند" یعنی فردوس دیلمی کی حدیثیں (بوجہ سند صحیح نہ ہونے کے) اعتماد کے لائق نہیں ✣

خاتمہ و دُعا الغرض کسی طرح یہ بدعت ثابت نہیں ہوسکتی حدیثیں جو اس بارے میں ہیں واہی۔ فقہ کی کسی معتبر کتاب میں اسکا جواز نہیں۔ صحابہ تابعین اور چاروں اماموں سے اسکا ثبوت نہیں اسکے برخلاف حدیثیں اور اقوالِ ائمہ کئی ایک بہ صحت موجود۔ جیسا آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ پس تمام مسلمانوں سے امید ہے کہ اسکو دیکھ کر انگوٹھے چومنے کی بدعت سے باز رہیں گے اور حضورؐ کا نام نامی سُنکر درُود پڑھنے کی سنّت پر عمل کریں گے خواہ چھوٹا درُود صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہی ہو۔ جسے صحابہؓ نام نبیؐ سُنکر پڑھا کرتے تھے۔ اذان میں جو مؤذن کہے وہی کہیں گے اور اذان کے بعد درُود پڑھیں گے پھر وہ دُعا جو حدیث میں ہے مثلاً اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الخ اور رَضِیْتُ بِاللّٰہِ الخ وغیرہ +

اللہ تعالیٰ ہمیں سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے اور بدعتوں سے بچائے۔

برادرانِ اہلِ رسولؐ نام ہی ہے احادیثِ رسولؐ کی اتباع کرنے کا۔ چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ (ترمذی) یعنے مجھ سے محبت رکھنے والا وہ ہی جو میری سنّت سے محبت رکھے اور جس نے مجھ سے محبت رکھی وہ جنّت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔ سنّتِ رسولؐ حدیثِ پیمبرؐ سے روگردانی کرنیوالے کی نسبت فرمانِ رسولؐ ہے مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ یعنے جس نے میری سنّت سے روگردانی کی وہ نہ میرا اُمتی نہ میں اُسکا نبی (بخاری مسلم) اور سُنئے انگوٹھے چومنے اور آنکھیں ملنے میں تو رکھا ہی کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے ایک مرتبہ جوشِ محبت میں آپ کے وضو کے پانی کو لیکر اپنے جسم پر ملنا شروع کیا تو آپنے فرمایا جس کی یہ چاہت ہو کہ خدا اور اُسکا رسولؐ اُس سے محبت کرنے لگے جو اس بات کا ثبوت دینا چاہتا ہو کہ اُس کے دِل میں اللہ اور اُسکے رسولؐ کی محبّت ہے وہ سچ بولا کرے امانت کی ادائیگی کرے اور پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک کرے (یعنی قول و فعل میں رسول اللہؐ کا تابع بنجائے) (شعب الایمان بیہقی) الغرض عوام کا یہ خیال کہ انگوٹھے چومنا محبّت کی علامت ہے اور جو نہیں چومتے اُن کے دل محبّتِ

رسول ؐ سے خالی ہیں بالکل غلط خیال ہے اہلحدیث کے نزدیک ایمان نام ہی ہے حُبِّ رسول ؐ کا جس دل میں محبتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں وہ دل ایمان سے خالی ہے۔ انگوٹھے چومنا چونکہ قرآن حدیث سے ثابت نہیں۔ اسلئے ہم نہ چومتے ہیں نہ چومنے کو جائز جانتے ہیں۔ نام نامی اسم گرامی سُنکر درود شریف پڑھنا حدیث و قرآن سے ثابت ہے۔ اسلئے ہم اسے کرتے ہیں اور کرنے کو کہتے ہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ انگوٹھوں میں حضورؐ کا نور ہے یہ بھی بالکل غیر ثابت شدہ بات ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی خیال فرمائیے کہ پھر استنجا کرتے وقت انگوٹھے کچھ جُدا تو نہیں ہو جاتے پھر تو چاہیئے کہ ہر وقت وہ ہونٹوں اور آنکھوں پر ہی رہیں۔

حنفی بھائیو! دیوبندی حضرات بھی تو آخر حنفی ہی کہلاتے ہیں۔ وہ بھی انگوٹھے نہیں چومتے اس لئے کہ ثابت نہیں۔ بلکہ بدعت ہے۔ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ یعنے ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مسلم) ابن ماجہ کی حدیث میں ہے بدعتی شخص کی نماز روزہ حج عمرہ توبہ فدیہ کوئی چیز مقبول نہیں اس لئے میں تو خیر خواہانہ طور پر کہوں گا کہ اس بدعت سے توبہ کیجئے اور آیندہ سے اس فعل سے رک جائیے!

برادران! آپ کے انگوٹھے آپ نے چومے آپ کی آنکھوں پر آپنے انگوٹھے پھیرے بتلائے تو اس سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ملا؟ اور آپ کو کیا حاصل ہوا؟ پس حضور ؐ کا نام مبارک سُن کر درود پڑھئے۔ جو حضور ؐ کو فرشتوں کے ذریعے پہنچایا جائے اور آپکو وہ ثواب ملے جو آپ سن چکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اتباعِ سنّت کی توفیق بخشے والسلام۔

الراقم عاجز

محمد بن ابراہیم (میمن متوطن جوناگڈھ۔ کاٹھیاواڑ)

مدرس مدرسہ محمدیہ و اڈیٹر اخبار محمدی اجمیری دروازہ دہلی

جناب مولانا مولوی محمد صاحب کی بعض دیگر تصانیف

عقائدِ محمدی ۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی کتاب السنۃ کا عربی سمیت اردو ترجمہ عقائد کے باب میں قیمت ۴ر

عقیدۂ محمدی ۔ اہلحدیث کے صحیح مذہب کا بیان اور اُن کے مذہب پر جو تہمتیں ہیں اُن کا ازالہ قیمت ار

صلوٰۃِ محمدی ۔ وضو، تیمم، نماز پنجگانہ، جنازہ، تراویح، تہجد، عیدین وغیرہ کا حوالوں سمیت بیان قیمت ۳ر

صیامِ محمدی ۔ نفلی فرضی روزوں کے احکام، مسائل و فضائل ماہِ رمضان، لیلۃ القدر، اعتکاف، صدقہ فطر وغیرہ کے احکام قیمت ۳ر

زکوٰۃِ محمدی ۔ کس مال پر زکوٰۃ ہے کیسے دینی چاہئے۔ کتنی دینی چاہئے کب دینی چاہئے، غرض زکوٰۃ اور نفلی خیرات کے کل مسائل قیمت ۳ر

حج محمدی ۔ حج کا گناہ، حج اور عمرے کے فضائل، التوائے حج کے دلائل کی تردید، حج کی علت، ترغیب، فضیلت کا بیان قیمت ار

امام محمدی امام خطیب بغدادیؒ کی کتاب تاریخ بغداد کے ایک جزو کا ترجمہ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں قیمت ۴ر

سیرتِ محمدی امام ابوجعفر طبریؒ کی کتاب خلاصۃ السیر اردو ترجمہ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل سوانحعمری ساتھ ہی آپکی جملہ ازواج مطہرہ و اولاد کے حالات عربی معہ ترجمہ عربی صرف ۸ر اردو ۱۲ر

طریق محمدی سینکڑوں دلائل سے تقلید کی تردید اور اتباعِ سُنّت کی تاکید قیمت ایک روپیہ

بُرہانِ محمدی حضرت امام سبکیؒ کا رسالہ جزء رفع الیدین، عربی اردو ترجمہ سمیت رفع الیدین کے ثبوت میں ۲ر

دلائلِ محمدی ۔ آمین، رفع الیدین، سورۂ فاتحہ کا حدیثوں سے اور حنفی مذہب کی کتابوں سے ثبوت اور اہلحدیث کو کسی سجدے روکنے کی حنفی مذہب سے حرمت اور اہلحدیث کے حق پر ہونیکا حنفی مذہب سے بیان قیمت دو آنے ۲ر

دلائلِ محمدی حصہ دوم ۔ ان مسائل میں حنفی دلیلیں اور سندیں حنفی پیش کرتے ہیں سب کا جواب قیمت آٹھ آنے

درایتِ محمدی ۔ حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی تنقید، صاحب ہدایہ کا حدیثوں میں کمی زیادتی کرنا، امام صاحب کے مذہب بیان کرنے میں غلطیاں کرنی ہدایہ کے سو بہتر ناک مسائل ۔ امام صاحبؒ اور اُن کے شاگردوں کے ایک سو اختلافی مسائل، خود امام صاحبؒ کے اقوال میں حلال حرام کا اختلاف وغیرہ قیمت بارہ آنے ۱۲ر

سیفِ محمدی ۔ فقہ حنفی کا برہنہ فوٹو ۔ اور اس کے چھ سو بے دلیل اور غلط مسائل قیمت ایکروپیہ

توحیدِ محمدی پکی قبروں، گنبد قبروں کے بنانیکی کراہت بنے ہوؤں کو گرادینے کی تقریباً دو سو دلیلیں قرآن حدیث و فقہ سے قیمت ۴ر

ہدایتِ محمدی حنفی مذہب کی کتاب ہدایہ کے عجیب و غریب بے دلیل ایکسو مسائل قیمت ۲ر

برأتِ محمدی حسن نظامی کے رسالے نادان وہابی کا دانائی کے ساتھ جواب اہلحدیث کی برأت میں قیمت ار

انعامِ محمدی عید کے فطرے کے نماز عید کے احکام اور مسائل حوالوں سمیت قیمت ار

صراطِ محمدی تعزیہ داری کی تردید

میلادِ محمدی ۔ مولود کے رد کی بیس دلیلیں ۔ قیام مولود کے رد کی بیس دلیلیں معہ اضافہ جدیدہ قیمت تین آنے

ملنے کا پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی اجمیر دروازہ دہلی

تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ تفسیر محمدی

دنیا میں اس سے زیادہ معتبر مطول صحیح مستند اور آسان تفسیر کوئی نہیں الحمد للہ اسکا اردو ترجمہ ہو گیا ہے۔ زبان و بیان نہایت پاکیزہ با محاورہ بہت سہل اور صاف ہے حروف بڑے بڑے موتیوں جیسے ہیں چھپائی نہایت ہی پاکیزہ ہے ہر پارہ الگ الگ ہے کاغذ سولہ پونڈ کا نہایت اعلیٰ لگا ہوا ہے گیارہ پارے تیار ہیں باقی زیر کتابت و طباعت ہیں قیمتیں بھی بہت کم ہیں ملاحظہ ہوں تفسیر محمدی پارہ اول ایکروپیہ پارہ آنے پارہ دوم ایکروپیہ چار آنے پارہ سوم ایکروپیہ پارہ چہارم ایکروپیہ دو آنے پارہ پنجم ایکروپیہ چار آنے پچیسواں پارہ ایکروپیہ چھبیسواں پارہ ایکروپیہ چار آنے ستائیسواں پارہ ایکروپیہ چار آنے اٹھائیسواں پارہ ایکروپیہ پانچ آنے۔ انتیسواں پارہ ایک روپیہ تیسواں پارہ ایکروپیہ چھ آنے۔ باقی زیر طبع۔

اخبار محمدی اگر آپ قرآن و حدیث کی معلومات حاصل کرنی چاہتے ہیں اگر آپکو سچی توحید اور خالص سنت کی اشاعت کا شوق ہے۔ اگر آپکو مذہب اہلحدیث کی وسعت اور عالمگیری کی اُمنگ ہے اگر آپ شرک و بدعت کی جڑیں کھوکھلی کرنی اور رسومات مروجہ کی بنیادیں اُکھیڑ پھینکنی چاہتے ہیں اگر آپ اصل اسلام کی نگہبانی اور سنت رسول کی پاسبانی کی دھن میں ہیں تو آپ "اخبار محمدی" منگوائیں جو مولانا محمد صاحب دہلوی کی زیر ایڈیٹری نکل رہا ہے۔

کیا یہ کم حیرت و استعجاب کی بات ہے کہ آپ اپنے اُس مبلغ کا خیر مقدم نہ کریں؟ جو دنیا کے اس سرے سے لیکر اُس سرے تک آپکے مذہب کی تبلیغ کرتا پھرے جو حدیث اور اہلحدیث کا حامی ہو۔ میں تو کہونگا کہ اس دینی پرچہ کی حمایت اعانت اشاعت آپ پر بحیثیت ضروری ہے آج جبکہ باطل فرقے بھی اپنے عقائد دوسروں کو گھول گھول کر پلا رہے ہیں آپ حدیث اور علم حدیث اور اہلحدیث کے خادم "اخبار محمدی" کیطرف توجہ نہ فرمائیں یہ کسقدر تعجب خیز امر ہے۔

اس میں علماء کرام کے کارآمد مضامین شرعی نظمیں، ملکی مسائل اور سچی خبریں بھی ہوتی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ اور خوشنما ہے اور ہر پندرھویں دن ٹھیک وقت پر نکلتا رہتا ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت سال بھر کی صرف تین روپے ہے۔ نمونہ مفت

پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی، اجمیری دروازہ دہلی

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھ جاؤ

الحمد للہ ۲

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور لطف ورحم سے یہ رسالہ

مصنفہ

حضرت مولانا مولوی محمد صاحب مدرس ومہتمم مدرسہ محمدیہ

وایڈیٹر ومالک اخبار محمدی دہلی

المسمّٰی بہ

میلادِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

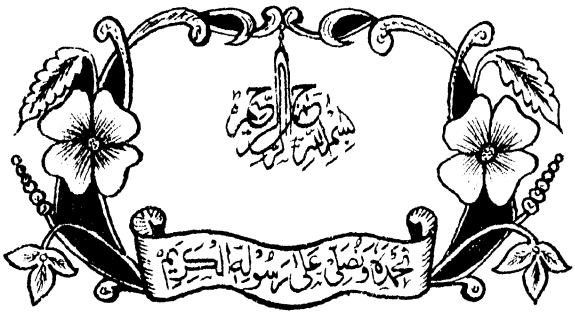
جس میں قرآن حدیث اجماع قیاس فقہ اصولِ فقہ معقول ومنقول اور چاروں مذہبوں کی پچاس ایسی دلیلوں سے جو سب کے نزدیک مسلّم ہیں۔ مروجہ مجلس میلاد اور قیام میلاد کا بدعت اور ناجائز ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

ماہ ربیع الآخر ۱۳۵۲ھ حیدری پریس دہلی میں چھپا

لوگوں میں مفت تقسیم کرنیوالے حضرات کو یہ رسالے صرف چھ روپے کے ایکسٹو بھیج دیئے جائینگے۔

ملنے کا پتہ دفتر اخبار محمدی بارہ ہفدہ دہلی ۱۱

بار سوم — قیمت دو آنے ۲ — تعداد دو ہزار



میں مولودِ مروج کی تردید میں قلم اٹھاؤں اس سے پہلے ایک ضروری گذارش گوش گذار کردوں کہ اس بدعت کی تردید سے ہماری مراد صرف مروجہ مجالس جو آجکل کارِ ثواب بلکہ دینی ضروریات اور شعائر اسلام سمجھی جاتی ہیں ان کی تردید ہے نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا بغیر ان تکلفات اور قیود خاصہ اور وقتِ مقررہ اور اشخاص مخصوص اور ہیئت معروضہ اور روایات غیر صحیحہ کے بیان کرنا۔ آپ کے اخلاق کریمانہ اور شمائل رحیمانہ اور احوال زندگی اور آپ کی سنتوں اور طریقوں کا ذکر مذکور کرنا یہ تو عین باعثِ ثواب اور کارِ خیر ہے اور طریقہ مسنونہ ہے ؎

محمدِ عربی کا بروئے ہر دو سرا ست
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک برسر اد

ہم مانتے ہیں کہ آپ کے صحیح حالات وصفات کا بیان سبب رحمت اور آپکی سچی اتباع موجب نجات ہے لیکن اس طریقہ میں ہمارے زمانہ کے لوگوں نے جو زیادتیاں کر رکھی ہیں یہ سب قابلِ حذف ہیں۔ سنت عمل کے قابل اور بدعت ترک کے لائق ؎

مسلکِ سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

میلادِ مروّج کی تردید

دلیل اوّل ۔ پروردگار عالم نے اپنے سچے اور پسندیدہ دین کو اپنے سرور رسل حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پورا کر دیا اور فرمادیا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ یعنی میں نے آج اپنا دین پورا کر دیا اور اس پورے دین میں کسی صحیح یا ضعیف روایت سے ثابت نہیں کہ اس دن کو

عید کی مانند منایا گیا ہو اور کوئی محفل رچائی گئی ہو اور آجکل کی طرح محفل میلاد کی گئی ہو اگر ہم اس محفل میلاد کو دینی کام سمجھیں حالانکہ دین میں اسکا کوئی ثبوت نہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ اتنا نقصان دین میں رہ گیا تھا حالانکہ خدا نے اسے کامل فرمایا۔ اب لازمی امر یہ ہے کہ یا تو خدا سچا اور مولود جھوٹے اور خدا کا دین کامل یا خدا جھوٹا اور مولود سچے اور خدا کا دین ناقص۔ ظاہر ہے کہ دوسری بات کا قائل کوئی نہیں پس پہلی ہی سچ ہے اور مجلس میلاد بدعت ہے اور ناجائز ہے۔

دلیل دوم صاحب میلاد یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نبوت کے بعد دنیا میں تیئیس سال زندہ موجود رہے۔ ہر سال ربیع الاول آتا رہا اور ہر ربیع الاول میں بارہویں تاریخ بھی آتی رہی لیکن نہ تو آپ نے کوئی مجلس منعقد کی نہ اس کا حکم دیا اور انتقال سے پہلے فرما گئے کہ میرے بعد میرے اس دین میں جو نیا کام نکلے میں اس سے بیزار ہوں اور اس کام اور اس کام کے نکالنے والے کو مردود کہتا ہوں اور میلاد ساتویں صدی میں ۶۰۴ھ ہجری میں ایجاد ہوا ملاؤں میں سے اسے ایجاد کرنیوالا شیخ عمر بن محمد ہے جو ایک مجہول شخص ہے۔ نہ محدثین میں سے ہے نہ فقہاء میں سے نہ ائمہ و مجتہدین میں سے اور بادشاہوں میں سے سب سے پہلے اسے رواج دینے والا ابو سعید کوکبوری بن ابو الحسن علی بکتگین ترکمانی ہے جس کا لقب ملک المعظم مظفر الدین تھا جسے ۵۸۶ھ ہجری میں سلطان صلاح الدین نے اربل شہر کا جو موصل کے قریب ہے گورنر مقرر کیا تھا جس کا انتقال ۶۳۰ھ ہجری میں ہوا (تاریخ ابن خلکان و قاموس) پس چونکہ یہ آپ کے بعد کی چیز ہے اور دینی کام سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے بدعت ثابت ہو گیا۔ **دلیل سوم** صحابہ کبارؓ و آل اطہارؓ سے بھی بعد از وصال نبی مجلس میلاد منقول نہیں ہوئی اس کی وجہ یا تو یہ سمجھنی چاہئے کہ اسوقت ربیع الاول کا مہینہ آتا ہی نہ ہو۔ یا آتا ہو مگر اس میں بارہویں تاریخ نہ آتی ہو۔ یا آتی ہو لیکن ان حضرات کو ہم جیسی محبت اور عقیدت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہو یا ہو لیکن بخیلی کی وجہ سے یا کام کے دشوار نہ جاننے کی وجہ سے اس کار خیر سے وہ محروم رہ گئے ہوں۔ یا ان بزرگوں نے اس کام کو بدعت اور ناجائز سمجھا ہو اور باوجود اس ماہ اور اس تاریخ کے آنے یا باوجود بخیلی اور نادانستگی کے نہ ہونے کے بھی ان حضرات نے دیدہ و دانستہ اس کام سے احتراز کیا ہو اور اسے پسند نہ فرمایا ہو۔

اب ظاہر بات ہے کہ دو پہلی شقیں بالکل باطل ہیں تو تیسری رہی اور وہ ہی حق ہے کہ باوجود عقیدت اور محبت میں بڑھے ہوئے ہونیکے، باوجود نیکیوں اور بھلے کاموں کی طرف پوری طرح راغب ہونیکے اس نئی چیز یعنی بدعت نکالنے سے وہ بچے رہے۔ تو جس کام کو ان

بزرگوں نے اپنے اجماع سے بُرا جانا پیچھے والے کوئی استحقاق نہیں رکھتے کہ ان حضرات کے بعد اس طرح کی باتیں ایجاد کرکے وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ میں داخل ہوکر غضب خداوندی کے مستحق اور جہنم کے لائق ہوں۔ **دلیل چہارم** تابعینؒ اور تبع تابعینؒ اور چاروں اماموںؒ کا زمانہ بھی گذر جاتا ہے لیکن نہ یہ بزرگانِ دین اس کام کو کرتے ہیں نہ فرماتے ہیں۔ ان حضرات کی کتابیں اور ان کے منقول ارشادات اس سے بالکل خالی نظر آتے ہیں۔ تو گویا اس زمانہ میں بھی اس فعل کے کم از کم ترک پر تو اجماع رہا اور ہمارے دوست ایک امام کی تقلید چھوڑنے پر دست بگریباں ہو جاتے ہیں لیکن خود جو چاروں کی تقلید چھوڑتے ہیں تو دل میں خیال تک نہیں لاتے غرض چاروں مذہب کے نزدیک یہ عمل باطل ہے اسی واسطے امام احمد بصریؒ اپنی کتاب قول معتمد میں لکھتے ہیں۔ قَدِ اتَّفَقَ عُلَمَاءُ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ عَلَى ذَمِّ الْعَمَلِ بِهٖ یعنی چاروں مذاہب کے علماء کا مجلس میلاد کی برائی پر اجماع ہے۔ **دلیل پنجم** حنفی مذہب کی معتبر کتابوں مثلاً ہدایہ، بحرالرائق، شرنبلالی شرح نیتا المصلی وغیرہ وغیرہ میں عدمِ نقل کو ترکِ فعل کی حجت گردانا ہے یعنی جس کام کا کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت نہ ہو اس کام کا کرنا منع ہے چنانچہ ہدایہ مجتبائی جلد اول کتاب الصلوٰۃ صفحہ میں ہے لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِمَا یعنی طلوع فجر کے بعد دو رکعتوں کے سوا پڑھنا مکروہ ہے اسلئے کہ آنحضرتؐ سے منقول نہیں۔ پس اسی قاعدے کی بنا پر چونکہ آنحضرتؐ اور صحابہؓ سے مجلس میلاد منقول نہیں اس لئے یہ بھی ناجائز اور مکروہ ٹھیر گی۔ **دلیل ششم** علما لکھتے ہیں کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کیے ہوئے کام کا کرنا سنت ہے اسی طرح آپ کے نہ کیے ہوئے کام کا کرنا بھی سنت ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے نماز عید سے پہلے دوگانہ ادا کرنا چاہا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے منع فرمایا اس نے کہا امیر المومنین اتنا تو میں جانتا ہوں کہ نماز کوئی گناہ نہیں جس کی وجہ سے مجھے عذاب ہو حضرت علیؓ نے جواب دیا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُثِيبُ عَلٰى فِعْلٍ حَتّٰى يَفْعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ يَحُثَّ عَلَيْهِ فَتَكُوْنُ صَلٰوتُكَ عَبَثًا وَالْبِدْعَةُ حَرَامٌ فَلَعَلَّهٗ تَعَالٰى يُعَذِّبُكَ بِمُخَالَفَتِكَ لِنَبِيِّهٖ یعنی جب تک کسی کام کا ثبوت آنحضرتؐ کے قول و فعل سے نہ ہو اس پر پروردگار عالم ثواب نہیں دیتا تو کم از کم تیری نماز ایک بے معنیٰ اور عبث ہوگی اور عبث اور فضول کام کرنا حرام ہے کیا عجب کہ پروردگار عالم اپنے نبیؐ کی مخالفت کرنیکی وجہ سے اس نماز کے باعث تجھے عذاب کرے۔ خیال فرمائیے کہ ایک جائز بلکہ بہترین کام کو موجبِ عذاب

قرار دیا جاتا ہے اسلئے کہ حضورؐ نے نہیں کیا تو اس کام پر کتنا بھاری عذاب ہوگا جو سراسر ناجائز اور ممنوع کاموں کا مجموعہ ہے چنانچہ امام ابن الحاجؒ اپنی کتاب مدخل میں لکھتے ہیں فَاحْتَوٰی ذٰلِکَ عَلٰی بِدَعٍ وَّ مُحَرَّمَاتٍ یعنی یہ مجلس میلاد بدعتوں اور محرمات کا مجموعہ ہے۔ دلیل ہفتم فقہاء کا مسلک ہے اشباہ و نظائر وغیرہ حنفی مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے مَا اجْتَمَعَ مُحَرَّمٌ وَّ مُبِیْحٌ اِلَّا غَلَبَ الْمُحَرَّمُ یعنی جب کبھی کسی کام کی اباحت اور حرمت جمع ہو جائے تو حرمت کی جانب کو غلبہ دیا جائیگا اور فتویٰ حرمت ہی کا رہیگا تو اگرچہ آجکل کی ان نو ساختہ مجلسوں میں کوئی وجہ اباحت کی ہو بھی تو اور حرمت کی وجہوں سے وہ حرام ہی رہے گی۔ حرمت کی وجہیں ظاہر ہیں۔ اوّلاً تو یہ صورت اجتماع کی۔ دوسرے سرور و خوشی مطابق عید تیسرے دن کا تقرر چوتھے اہتمام و انتظام بلیغ چاہے روزے نمازا دا نہ ہوتے ہوں لیکن مجلس مولود فوت نہ ہو جمعہ اور جماعت سے مطلب نہ ہو لیکن مجلس مولود میں پیش پیش نظر آئیں۔ پانچویں راگ راگنیاں الاپ الاپ کر گلا پھاڑ پھاڑ کر لئے کے ساتھ اونچے نیچے سروں میں گانا چھٹے، موضوع غلط اور جھوٹی روایتوں کا بیان کرنا ساتویں امرد اور خوش گلو گویوں کا بلانا آٹھویں اسراف اور فضول خرچ کرنا بکثرت روشنی اور عمدہ مٹھائی فرش فروش کے تکلفات وغیرہ وغیرہ پس اس دلیل کی رو سے بھی مروجہ مجلس مولود حرام اور ناجائز ٹھیری۔ ؎

دلیل ششم قرآن پاک میں ہے وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اور حدیث شریف میں ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی مسلمانوں میں سے جو لوگ ان کفار کے ساتھ مشابہت کریں اور ان کی روش پر چلیں وہ بھی خدا کے نزدیک انہی جیسے ہیں اس آیت و حدیث کو مدنظر رکھکر خیال فرمایئے کہ نصاریٰ بڑا دن مانتے ہیں اور اس دن حضرت عیسیٰؑ کی مولود کی مجلس کرتے ہیں اور اسی طرح ہندو بھی پس مسلمانوں پر ان کا تشبہ حرام ٹھیرا۔ اور اس دلیل کی رو سے بھی مجلس مولود ممنوع قرار پائی

دلیل ہفتم حدیث شریف میں ہے دَعْ مَا یُرِیْبُكَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُكَ یعنی شبہ والے کام کو نہ کیا کرو اگر بالفرض اس مجلس پر قطعی طور پر فتویٰ حرمت کا نہ بھی لگایا جائے تاہم یہ تو صراحتاً ثابت ہے کہ اس کا ثبوت کوئی نہیں نہ یہ خیر القرون میں ہوئی۔ فقہا اور علماء چاروں مذہب کے اس سے روکتے اور منع کرتے ہیں تو لامحالہ ایک شبہ والا کام تو کم از کم ہو گیا اور حدیث میں ہے کہ شبہ والے کام کے پاس بھی نہ جاؤ۔

دلیل نہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ شریف جاتے ہوئے دیکھا کہ لوگ راہ چھوڑ کر ایک طرف کو جا رہے ہیں پوچھا یہ کہاں جا رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ نماز پڑھی تھی وہیں یہ بھی نماز پڑھنے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اسی بات نے اگلی

قوموں کو غارت کیا کہ وہ انبیاء کے آثار کو تبرک سمجھکر وہاں چلے اور زیارت گاہیں بنالیا کرتے تھے ایسا نہ کرو۔ وہاں وقتِ نماز آئے تو وہاں پڑھو ورنہ جہاں وقت آجائے۔ اسیطرح جب آپ کو معلوم ہوا کہ جس درخت تلے بیعت الرضوان ہوئی تھی لوگ اسے متبرک ماننے لگے تو حکم دیا کہ وہ درخت کاٹ ڈالا جائے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب لوگوں کو حلقہ کئے ہوئے اور ایک کو بڑا بنائے ہوئے اور کنکریوں پر اس کے کہنے سے تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا تو سخت غصہ ہو کر فرمایا کہ تم ابھی سے بدعتی بن گئے یہانتک کہ اس مجمع کو مسجد سے باہر نکلوا دیا۔ ایک شخص چھینکتا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑھتا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ ناراض ہو کر فرماتے ہیں اس نے تعلیمِ نبویؐ کے خلاف کیا۔ جب ان جیسی ذرا ذرا سی حرکتوں پر صحابہؓ روک ٹوک کرتے تھے بلکہ انہیں دفع کرتے اور مٹا دیتے تھے تو آج اگر وہ بزرگانِ دین موجود ہوتے اور ان خلافِ شرع بدعتوں اور حرام کاموں کے مجمع کو دیکھتے تو نہ جانے کیا کر گزرتے اور کس سختی سے پیش آتے۔ ✤

دلیل یازدہم یہ مسئلہ مسلّم ہے کہ جس امر کی صحت معلوم نہ ہو اسکی اتباع ناجائز ہے اور یہ یقیناً معلوم ہے کہ اس مجلسِ مولود کی صحت نہیں نہ کتاب اللہ سے نہ سنتِ رسول اللہ سے نہ اجماعِ صحابہؓ اور تابعین سے نہ چاروں مذہبوں کے اماموں میں سے کسی ایک سے نہ قیاس سے نہ استحسان سے کیونکہ قیاس کیلئے بھی مقیس علیہ کا ہونا ضروری ہے اور وہ قرآن وحدیث یا کم ازکم اجماع ہے اور استحسان میں بھی فقہانے قیاسِ خفی کو ضروری مانا ہے۔ **دلیل دوازدہم** فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ بھی متفق علیہ ہے کہ اگر کوئی جائز کام بھی ہو لیکن جب لوگ اسے مانند سنت فرض کے سمجھنے لگیں تو بھی اس کام کو ترک کر دینا چاہیئے نفس مجلس مولود ہی اوّلاً تو ثابت نہیں اور اگر بالفرض یہ جائز بھی ہوتی تو آجکل ممنوع ہو جاتی۔ مستملی میں ہے وَمِنْهَا اَنَّ الْعَامَّةَ يَعْتَقِدُوْنَهَا سُنَّةً یعنی اس وجہ سے بھی (یہ مخصوص نمازیں باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے) کہ لوگ اسے سنت سمجھنے لگے ہیں لیجئے محض سنت سمجھنے کے خوف کی وجہ سے ایک وہ کام جس میں اصل جواز تھا ممنوع قرار دیا گیا اور مکروہ ہونیکا فتویٰ ملا تو مولود کا کیا حکم ہوگا؟ جبکہ آج اسے فرض وواجب سے بھی زیادہ گنا جاتا ہے نہ کرنیوالوں کو دشمنِ رسولؐ وہابی بے دین کہا جاتا ہے اسی کو حبِّ نبیؐ کی علامت اور اسی کو شعائرِ اسلام گنا جاتا ہے تو مندرجہ بالا قاعدہ کے مطابق اگر یہ کام فی نفسہٖ جائز بھی ہوتا تو اس وجہ سے مکروہ ہو جاتا۔ **دلیل سیزدہم** مسند احمد میں ہے مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ یعنی جو بدعت ایجاد کی جائے وہ اس جیسی اہم سنت کو

اٹھا دیتی ہے اور دارمی کی روایت میں ہے ثُمَّ لَا یُعِیْدُھَا اِلَیْھِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یعنی پھر وہ لوٹ کر قیامت تک نہیں آتی یہاں پر لفظ بدعت جو نکرہ ہے اور نفی کی تحت میں ہے اس نے بقاعدۂ عربیت عموم اور استغراق کا فائدہ دیا اور اس سے صاف معلوم ہوا کہ کسی قسم کی بدعت ہو سیئہ ہو یا حسنہ وہ رافع سنت ہے اور ہر وہ کام جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اٹھ جاتی ہو حرام ہے اگر بالفرض اس مجلس مولود کو بدعت حسنہ بھی مانی جائے۔ حالانکہ اولاً تو یہ تقسیم غلط ہے پھر تقسیم صحیح ماننے کے باوجود بھی بدعتِ حسنہ کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی اگر آ بھی جائے تو وہ بھی اس حدیث کی رو سے ممنوع اور حرام ہے پس مروجہ مجلس مولود ممنوع و حرام ہے۔ **دلیل چہاردہم** یقینی امر ہے کہ یہ مجلسیں زمانۂ رسالتمآب میں مروج نہ تھیں جسکی وجہ یا تو یہ ہے کہ اسکی حاجت ہی شارع نے نہ سمجھی یا کوئی روک تھی یا آسکا علم نہ تھا یا اس کے بجا لانے میں سستی اور بے پرواہی کی یا مکروہ اور ناجائز اور خلافِ شرع سمجھا۔ وجہ اول باطل ہے اسلئے کہ حاجت ظاہر ہے۔ ربیع الاول کی بارہ تاریخ آتی تھی اور کارِ خیر اور ثواب کی طلب تھی۔ وجہ دوم بھی باطل ہے اسلئے کہ جن لوگوں کو اپنا جان و مال عزت و آبرو وطن و احباب راہِ خدا پر لٹا دینا آسان اور ممکن تھا اُن پر مجلس مولود کا رچانا کیا مشکل تھا جو تلوار چلانے پر قادر تھے انہیں گھنٹہ بھر کیلئے ایک جگہ بیٹھنا کیا دشوار تھا۔ وجہ سوم اور چہارم کا تو کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی قائل نہیں ہو سکتا۔ باقی رہ گئی وجہ پنجم اور وہی حق اور سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مکروہ۔ ناجائز اور خلافِ شرع سمجھا۔ **دلیل پانزدہم**۔ یہ بات بالبداہت ثابت ہے کہ زمانہ امرِ سیال اور غیر قار ہے یعنی اسے قیام نہیں وہ چلا جا رہا ہے اور منقطع ہوتا جاتا ہے یہ بات عقلاً اور نقلاً ثابت ہے عقلاً تو ظاہر ہے کہ جو منٹ گیا وہ گیا اور ایسا گیا کہ پھر لوٹ کر نہیں آتا اور نقلاً بھی۔ شرح عقائد نسفی وغیرہ ملاحظہ ہوں بلکہ فلاسفو بھی اس پر متفق ہیں۔ شیخ الرئیس الشفا میں تحریر فرماتے ہیں وَکَانَ مُتَجَدِّدًا لَوْجُوْدِ شَیْئًا بَعْدَ شَیْءٍ فَھُوَ الزَّمَانُ یعنی زمانے کے اجزا ایکے بعد دیگرے نئے وجود میں آتے رہتے ہیں پہلے کا جانا دوسرے کا آنا ہے اور اسی طرح مسلسل اس واضع قانون کے مطابق جس سال کے جس ماہ جس دن جس وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے تھے وہ سال وہ مہینہ وہ دن اور وہ وقت گذر گیا اب وہ لوٹ کر نہیں آسکتا قیامت تک نہیں آئیگا۔ پس ان دنوں میں خوشی کس چیز کی اور فرحت کس امر پر؟ ہاں! یہاں پر ایک بات اور بھی ذہن نشین کر دوں وہ یہ کہ کوئی صاحب عید اور بقرہ عید پر اس دن کو محمول نہ کریں کیونکہ ہر سال رمضان المبارک کے روزے نئے سرے سے رکھے جاتے ہیں اور ہر سال

نئے سرے سے حج ادا ہوتا ہے تو ہر سال عید بھی نئے سرے سے منائی جاتی ہے لیکن ہر سال کے ربیع الاول میں نہ تو آنحضرتؐ کا تولد ہو نہ ہر سال کے اس ماہ اور اس دن میں یہ خوشی منائی جائے اسی معنی کو مدنظر رکھکر اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی آیت جس دن نازل ہوئی تھی صحابہ کرامؓ نے اس دن کو عید کا دن نہ منایا حالانکہ یہ وہ چیز تھی جس سے کل انبیاء اور ان کی تمام امتیں محروم رہی تھیں اور خاص نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یہ نعمتِ عظمیٰ عطا ہوئی تھی اور یہی وجہ تھی کہ باوجودیکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶۳ برس تک دنیا میں موجود رہے سلسلۂ نبوت کے آپ شروع کرنیوالے نہ تھے بلکہ ختم کرنیوالے تھے آپ سے پہلے ہزاروں پیغمبر دنیا میں آئے اور پھر رب کے پاس چلے گئے تھے ان کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وصال بھی دنیا میں مشہور تھی اور آپ ان سب کی عزت کرنیوالے تھے لیکن کسی کی پیدائش والے دن آپ نے کوئی محفل نہ رچائی کوئی مجلس مقرر نہ کی نہ ان کے وصال والے دن کوئی غمی اور رنج اور تعزیت کی مجلس منعقد کی۔ اسی طرح آپ کے بعد والوں نے بھی ان دونوں مجلسوں سے اجتناب کیا پھر کس قدر بُرے وہ لوگ ہیں جو اس مجلس کو ایجاد کرکے کل انبیاء کے نافرمان اور خدا کے نمکحرام بنتے ہیں۔ **دلیل ۱۰ شانزدہم** احکام شرع یا فرض و واجب ہیں یا مندوب و مباح یا مکروہ و حرام۔ اتنا تو اجماعاً ثابت ہے کہ مولود مروّج کی مجلس فرض و واجب نہیں۔ مندوب بھی نہیں ہوسکتی اسلئے کہ مندوب وہ فعل ہے جسے شرع طلب تو کرے لیکن نہ کرنے پر عذاب نہ ہو اور یہاں یہ بھی ثابت نہیں اور مباح بھی نہیں ہے اسلئے کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ بدعت مباح نہیں ہوتی۔ اب ظاہر ہے کہ سوائے اسکے کہ مکروہ و حرام ہو اور کوئی صورت باقی نہیں رہی اسی لئے علماء سلف نے اسے کھلم کھلا بدعت اور مکروہ اور حرام اور ممنوع لکھا۔ بعض اقوال آپ پڑھ چکے ہیں بعض اور بھی ملاحظہ فرمائیں۔ شیخ تاج الدین فاکہانیؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں هُوَ بِدْعَةٌ اَحْدَثَهَا الْبَطَّالُوْنَ وَشَهْوَةُ نَفْسٍ اِعْتَنٰى بِهَا الْاَكَّالُوْنَ یعنی یہ مجلس مولود باطل پرست لوگوں کی ایجاد کردہ بدعت ہے اور پیٹ کے بجاریوں کی نفس پرستی کو پورا کرنے کی ایک مشین ہے تحفۃ القضاۃ میں ہے لَا یُنْعَقَدُ لِاَنَّهٗ مُحْدَثٌ وَكُلُّ مُحْدَثٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ یعنی یہ مجلس منعقد نہ کی جائے اس لئے کہ یہ دین میں ایک نئی گھڑنت ہے اور ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لیجانیوالی ہے۔ ذخیرۃ السالکین میں ہے "چیزے کہ نام آں مولدمی نامند بدعت است"

یعنی مولود بدعت ہے۔ نور الیقین میں بھی اسی طرح کا فتویٰ منقول ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے دو سو تہترویں مکتوب میں لکھتے ہیں "اگر فرضاً حضرت ایشاں دریں آواں در دنیا زندہ می بودند وایں مجلس واجتماع منعقدے شد آیا بایں امر راضی میشدند وایں اجتماع را می پسندیدند یا نہ؟ یقینِ فقیر آنست کہ ہرگز ایں معنیٰ را تجویز نہ می فرمودند بلکہ انکار می نمودند" یعنی اگر بالفرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانے میں زندہ موجود ہوتے اور میلاد کی ان مجلسوں کو ملاحظہ فرماتے تو ہرگز اسے پسند نہ فرماتے بلکہ اس سے قطعاً روکدیتے۔ حافظ ابوبکر بغدادی حنفی الشہیر بابن نقطہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں۔ اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ لَمْ یُنْقَلْ عَنِ السَّلَفِ وَلَا خَیْرَ فِیْ مَالَمْ یَعْمَلِ السَّلَفُ یعنی مجلسِ مولود سلف سے منقول نہیں اور اس کام میں کبھی خیر و برکت نہیں ہو سکتی جسے سلف نے نہ کیا ہو۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تحفۂ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں "روزِ تولد و وفات ہیچ نبی عید نہ گردانیدند" یعنی کسی پیغمبر کی وفات یا تولد کے دن کو عید کی طرح منانا جائز نہیں۔ اسی طرح علمائے متاخرین میں سے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی حنفی فتویٰ مولود و عرس میں لکھتے ہیں "ایسی مجلس ناجائز ہے اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے اور خطاب فخرِ عالم علیہ السلام کو کرنا اگر حاضر ناظر جان کر کرے تو کفر ہے اور ایسی مجلس میں جانا اور شریک ہونا ناجائز ہے" اور اس فتوے پر مولانا محمد محمود صاحب دیوبندی حنفی مولوی محمد ناظر حسن صاحب دیوبندی حنفی۔ محمد عبدالخالق صاحب حنفی دیوبندی وغیرہ کے بھی دستخط ہیں۔ **دلیل ہفدہم** ہمارے زمانے کے ان مسلمانوں نے آج کے دن کی یہ دھوم دھام اسلئے منا رکھی ہے کہ اس دن حضورؐ تولد ہوئے اگر یہ مان لیا جائے تو تولد کا دن بیشک عظیم الشان دن ہے لیکن اس سے بھی زیادہ عظمت و عزت کا وہ دن ہے جس دن حضورؐ پر وحیِ الٰہی نازل ہوئی اور اور غارِ حرا سے پیغمبر بن کر آئے اور قرآن پاک کی آیتیں نازل ہوئیں۔ جب اس دن کو عید نہ منایا گیا تو پھر اُس دن کو کیوں؟ اس سے کیا ترجیح بلا مرجح لازم نہیں آتی؟ بات یہ ہے کہ خود صاحب میلاد اور صاحبِ وحی نے ان دونوں دنوں کی نسبت کچھ نہ فرمایا ہم امتی ہیں نہ کہ نبی ۱۸ محکوم ہیں نہ کہ حاکم۔ تابع ہیں نہ کہ متبوع ہمارا کام اتباع کرنا ہے نہ کہ ابتداع۔ **دلیل ہیزدہم** احکامِ شرع یا تو عقلی ہیں یا نقلی۔ اگر عقلی ہوں تو ہر شخص کو آزادی حاصل ہونی چاہیئے کہ جو کچھ اسکی عقل میں آئے اُسے کرنا چاہیئے اور ہر عقلی امر پر ثواب پائے حالانکہ یہ بالبداہت باطل ہے تو ثابت ہوا کہ احکامِ شرع نقلی ہیں اور نقل سے مولود ثابت نہیں لہذا خارج

از شرع بلکہ خلافِ شرع ہے۔ دلیل نوازدہم۔ عموماً احناف یہ حدیث شریف پیش کرتے ہیں کہ عَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ یعنی بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ اب یا تو سوادِ اعظم صحابہؓ اور تابعینؒ کو قرار دینا چاہیے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ یعنی سب سے بہتر میرا زمانہ ہے اس کے بعد اس کے بعد والا پھر اسکے بعد والا۔ یا سوادِ اعظم اور بڑا گروہ ہمارے زمانے کے لوگوں کو قرار دینا چاہیے، اگر اس زمانہ کے لوگوں کو قرار دیا گیا تو میں ادب سے گذارش کرونگا کہ ڈاڑھی منڈوانا یا کتروانا وغیرہ وغیرہ شرعاً فرض و واجب ہونا چاہیے کیونکہ مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کا بلکہ فیصدی پچانوے کا اسی پر عمل ہے اور اگر یہ نہیں اور یقیناً نہیں تو لامحالہ اس سے جماعتِ صحابہؓ و تابعینؒ ہی مراد لینی پڑیگی۔ اور اس صورت میں مجلس مولود کا ممنوع ہونا ظاہر ہے کیونکہ چھ سو برس تک دنیائے اسلام میں اس بدعت کا نام بھی کسی کان میں نہیں پڑا تھا جیسا کہ آپ بھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔ دلیل بستم صاف بات ہے کہ اس فعل کو کرنے والے اسی لئے کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ظاہر کرنے کا یہ ایک ذریعہ ہے۔ اگر شرعی طور پر اظہارِ محبت کے طریقے کے ایجاد کرنیکا ہمیں حق ہو تو یقیناً یہ مجلسِ مولود بھی جائز ہو جائیگی اور اگر نہ ہو تو پھر اس کے ناجائز ہونے میں کوئی کلام نہ رہیگا۔ حدیث شریف میں موجود ہے کہ اصلِ ایمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور دوسری حدیث میں طریقہ محبت بھی بتا دیا گیا ہے چنانچہ فرمایا مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ یعنی مجھ سے محبت رکھنا یہ ہے کہ میری سنتوں سے محبت رکھے اور تاریخی شہادت موجود ہے کہ یہ آجکل کی رسمی مولود چھ سو سال کے بعد جاری ہوئی تو کسی طرح اسے سنت نہیں کہہ سکتے تو اس سے محبت رکھنے والا آپ سے محبت رکھنے والا نہ ہوا اور جو آپ سے محبت نہ رکھے وہ اصلِ ایمان سے محروم ہے وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ ؎

وَمَنْ قَدْ ھَوٰی حُبَّ النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ
وَلِلنَّاسِ فِیْمَا یَعْشَقُوْنَ مَذَاھِبُ

برادران! اسقدر دلائل کے بعد گو ایک سلیم العقل آدمی کو مسئلہ کے سمجھنے میں کوئی دقت باقی نہیں رہتی مگر تاہم چونکہ اس بدعت نے ایک عالم کو گھیر رکھا ہے میں کچھ اور بھی کہدوں مگر مانا کہ یہ تفریح یہ خوشی اس مہینے کی اس تاریخ میں اس لئے کیجاتی ہے کہ اسمیں حضورؐ تولد ہوئے

تو کیوں جناب! حضور علیہ السلام کا انتقال بھی تو اسی مہینے کی اسی تاریخ میں مشہور ہے بلکہ عوام میں تو اس مہینہ کا نام ہی بارہ وفات ہے تو کیا اس انتقال کا صدمہ کچھ نہ ہوگا بظاہر ہے کہ یقیناً ہر مسلم قلب اس صدمۂ جانکاہ سے پارہ پارہ ہو جائے گا۔ پس یہ مہینہ اور یہ تاریخ اگر اپنے ساتھ ایک بہت بڑی خوشی لائی ہے تو اسی کے برابر ایک بہت بڑا رنج بھی لائی ہے۔ وہ لوگ مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہیں جو خوشی کو سامنے رکھ کر رنج کو بھول بیٹھے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ حضورؐ کی میلاد کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ۹ تاریخ کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی پھر بارہ پر جم رہنا یہ بھی تاریخ میں اجتہاد کرنا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے جب دوسروں کو اپنے بزرگوں کے بڑے دن مناتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بھی انہی کے پیچھے رہنا پسند نہ کیا ورنہ شرعاً تو اس پہاڑ کے برابر کام کارائی کے دانے جتنا بھی ثبوت نہیں۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب حنفی اپنے رسالہ طریقۂ مولد میں اس مجلس مروج کا خاکہ کھینچکر فرماتے ہیں "شرعاً بالکل ناجائز و گناہ ہے"۔ علامہ حسن بن علی طریقۃ السنۃ میں کہتے ہیں لَا اَصْلَ لَہٗ فِی الشَّرْعِ بَلْ ھُوَ بِدْعَۃٌ مَذْمُوْمَۃٌ۔ یعنی اس کی کوئی دلیل شریعت میں نہیں بلکہ یہ بدترین بدعت ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ بِدْعَۃٌ لَمْ یُنْقَلْ عَنْ اَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ یعنی یہ بدعت ہے سلف سے منقول نہیں۔ علامہ عبدالرحمٰن مغربی حنفی لکھتے ہیں۔ اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ بِدْعَۃٌ یعنی مجلس مولود مروج بدعت ہے۔ علامہ علاؤ الدین شرح البعث میں لکھتے ہیں مَا یُحْتَفَلُ لِمَوْلِدِہٖ بِدْعَۃٌ یَذُمُّ فَاعِلُھَا یعنی یہ محفل بدعت ہے اسکے کرنیوالے برائی والے ہیں۔

مسلم دوستو! یہ بھی آپ کو یاد رہے کہ بدعت کرنیوالے شخص کی نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ تو اس کی نماز قبول کرتا ہے نہ روزہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ توبہ نہ فدیہ بدعتی دین اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے گندھے ہوئے آٹے میں سے بال (ابن ماجہ) میرے بھائیو! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے پاس جاتے ہوئے ہمیں آخری وصیت کی تھی کہ دو چیزیں تم میں چھوڑ کر جا رہا ہوں جبتک انہیں مضبوط تھامے رہو گے گمراہ نہ ہوؤ گے۔ ایک تو کلام اللہ شریف دوسرے سنت رسولؐ پس آپ کو یہ دو چیزیں کافی ہیں۔ جب ان دونوں کو اس مجلس مولود سے خالی پاتے ہو تو پھر اسے جاری کر کے اللہ کے رسول صلعم کی اس آخری وصیت کا خلاف کیوں کرتے ہو؟ اور کیوں خدا کو

ناراض کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق خیر دے ۔ چونکہ اس رسالہ میں اختصار مدنظر ہے اس لئے ان ہی دلیلوں پر اکتفا کرکے اب قیام کی بات کچھ عرض کرتا ہوں

قیام مولود کی تردید

دلیل اوّل۔ جب خود مجلس مولود بدعت اور حرام ثابت ہوگئی تو قیام جو کہ اس کے ضمن میں تھا وہ بھی بدعت اور ممنوع ثابت ہوگیا۔ علاوہ ازیں قرآن پاک میں صاف موجود ہے۔ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ○ یعنی قیام باادب صرف خدا کیلئے ہی کیا کرو۔ ۔

دلیل دوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے اپنی زندگی میں اپنے اصحابؓ کو قیام کرنے سے منع فرمادیا تھا اور روک دیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے ہمارے مجمع میں تشریف لائے۔ ہم آپ کو دیکھکر کھڑے ہوگئے تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا۔ لَا تَقُوْمُوْا کَمَا یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ یُعَظِّمُ بَعْضُھُمْ بَعْضًا (ترمذی) یعنی مجھے دیکھ کر کھڑے نہ ہوجایا کرو جیسے بیدین لوگ ایک دوسرے کے لئے کھڑے ہوا کرتے ہیں۔ ۔

دلیل سوم حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ باوجودیکہ صحابہ کرامؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت کسی سے نہ تھی لیکن چونکہ جانتے تھے کہ آپ کو دیکھکر کھڑے ہوجانا آپ کو برا معلوم ہوتا ہے اور آپ نے اس سے منع فرمادیا ہے۔ کبھی بھی حضورؐ کو دیکھکر کھڑے نہ ہوتے تھے (ترمذی) **دلیل چہارم** حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ جو ایک بزرگ صحابی ہیں ایک مرتبہ ایک مجلس میں آتے ہیں۔ ایک شخص انہیں دیکھ کر کھڑا ہوجاتا ہے۔ آپ اس پر ناراض ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ ذَا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد) **دلیل پنجم** برہان شرح مواہب الرحمٰن حنفی مذہب کی فقہ کی کتاب میں لکھا ہے۔ یُکْرَہُ الْقِیَامُ لِلتَّعْظِیْمِ یعنی تعظیم کے طور پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ **دلیل ششم** چلپی حاشیہ شرح وقایہ

میں ہے لَمْ یُذْکَرِ الْقِیَامُ تَعْظِیْمًا لِلْغَیْرِ یعنی کسی کی تعظیم کے لئے قیام کرنا مذکور نہیں۔ **دلیل ہفتم**۔ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں اَلْقِیَامُ مَکْرُوْہٌ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِعْظَامِ یعنی کسی کی تعظیم کے لئے قیام کرنا مکروہ ہے۔ **دلیل ششم** امام بغوی نے شرح السنہ میں لکھا ہے۔ اَلْقِیَامُ لِاَحَدٍ لِلْاِحْتِرَامِ مَکْرُوْہٌ یعنی کسی کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ **دلیل نہم**۔ تعظیم وہ کرتا ہے جو حاضر ہو اور اس کے سامنے کوئی بہت بڑا جلیل القدر شخص آجائے۔ کیا ولادت کے وقت بھی کوئی موجود ہوتا ہے یعنی جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے کیا اس کی پیدائش کو دیکھنے کے لئے کوئی جماعت وہاں حاضر ہوتی ہے؟ اور اگر نہیں تو سچ مچ ولادت کے وقت جب قیام نہیں ہوا تو اب اس کے ذکر کے وقت قیام کیسا؟ اور اگر بغیر مشاہدہ کے یہ قیام کیا گیا ہے تو اس سے بڑھکر دیوانہ پن اور کیا ہو سکتا ہے۔ **دلیل دہم** اگر یہ قیام اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کو گویا اپنی آنکھوں سے اس وقت دیکھ رہے ہیں یہ فرض کیا جاتا ہے تو یہ بھی ممنوع ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے مَا ھٰذِہِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَھَا عَاکِفُوْنَ ○ یعنی ان فرضی چیزوں کی عزت کیسی؟۔ **دلیل یازدہم**۔ اگر نقل ہی ہو تو کم از کم اُس وقت اور اسوقتِ نقل کا ایک ہونا ضروری ہے اور زمانہ کی کمی بیشی دن رات کا دخول و دلوج ظاہر ہے ممکن ہی نہیں کہ ٹھیک اوس وقت کو کوئی صحیح طور پر معلوم کرے۔ **دلیل دوازدہم** اگر اس قیام کی وجہ محض نعمتِ رب پر اظہارِ خوشی ہے تو پھر ہر نعمت پر ایسا ہونا چاہئے یعنی ہر بڑے معجزے پر۔ نزولِ قرآن پر۔ بعثتِ نبوی پر۔ فتح مکہ پر وغیرہ وغیرہ۔ اور جب یہ نہیں تو وہ بھی نہیں۔ **دلیل سیزدہم**۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قیاس غائب شاہد پر صحیح نہیں۔ اسی وجہ سے حنفی مذہب میں جنازہ غائبانہ جائز نہیں پھر قیام غائبانہ جائز کر لینا امام صاحب کو غیر فقیہ سمجھ لینا نہیں تو اور کیا ہے؟۔ **دلیل چہاردہم** حنفی مذہب کے مایۂ ناز عالم فقیہ محمد شامی نے اپنی کتاب سیرۃ شامی تنبیہہ دوم باب ششم میں لکھا ہے۔ جَرَتْ عَادَۃُ کَثِیْرٍ مِّنَ الْمُحِبِّیْنَ اِذَا سَمِعُوْا بِذِکْرِ وَضْعِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقُوْمُوْا لَہٗ تَعْظِیْمًا وَھٰذَا الْقِیَامُ بِدْعَۃٌ لَّا اَصْلَ لَہٗ یعنی اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی ولادت کا بیان سنکر کھڑے ہوجایا کرتے ہیں یہ قیام بدعت ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ دلیل پانزدہم۔ تحفۃ القضاۃ میں ہے وَيَقُوْمُوْنَ عِنْدَ تَوَلُّدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَزْعُمُوْنَ اَنَّ رُوْحَهٗ تَجِيْئُ وَحَاضِرٌ فَزَعْمُهُمْ بَاطِلٌ بَلْ هٰذَا الْاِعْتِقَادُ شِرْكٌ وَقَدْ مَنَعَ الْاَئِمَّةُ الْاَرْبَعَةُ عَنْ مِّثْلِ هٰذَا یعنی لوگ آپ کے تولد کا ذکر سنکر کھڑے ہوجایا کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آپ کی روح تشریف لاتی ہے اور آپ اسوقت حاضر ہوتے ہیں یہ گمان باطل ہے بلکہ یہ اعتقاد شرک ہے اور چاروں اماموں نے اس جیسی باتوں سے منع فرمادیا ہے۔ دلیل شانزدہم۔ شیخ محمد بن فضل اللہ جونپوری کتاب تحفۃ العشاق میں لکھتے ہیں۔ وَمَا يَفْعَلُهُ الْعَوَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وَضْعِ خَيْرِ الْاَنَامِ عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ لَيْسَ بِشَيْءٍ بَلْ مَكْرُوْهٌ۔ یعنی عام لوگ جو قیام آپ کی ولادت کے وقت کیا کرتے ہیں وہ بالکل بے دلیل ہے بلکہ مکروہ ہے۔ دلیل ہفدہم۔ قاضی نصیر الدین گجراتی برہانپوری کتاب طریقۃ السلف میں لکھتے ہیں قَدْ اَحْدَثَ بَعْضُ جُهَّالِ الْمَشَائِخِ اُمُوْرًا كَثِيْرَةً لَا تَجِدُ لَهَا اَثَرًا وَلَا اِسْمًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْهَا الْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ یعنی بعض جاہل مشائخ نے بہت سے کام ایسے نکال رکھے ہیں جو درحقیقت کتاب وسنت سے ہرگز ثابت نہیں ان ہی میں سے ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے ذکر کے وقت قیام کرنا ہے۔ دلیل ہیژدہم اس قسم کی تعظیم میں بھی یہود و نصاریٰ اور مجوس و ہنود کی مشابہت ہے جو حرام ہے اس لئے یہ کام بھی حرام ہوا جیسا کہ اس سے پہلے بسط سے بیان ہوچکا ہے۔ دلیل نوازدہم علمائے متاخرین نے بھی اس قیام کو حرام قرار دیا ہے چنانچہ مولوی عبدالحی لکھنوی مجموعہ فتاوی جلد دوم صفحہ ۳۲۹ میں لکھتے ہیں "قیام جو بوقت بیان ولادت نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیہ کیا جاتا ہے اس کی کوئی اصل معتد بہ شرعاً نہیں ہے اور یہ گمان کہ قیام تعظیم نبوی ہے فاسد ہے۔ اس وجہ سے کہ تین حال سے خالی نہیں۔ یا یہ کہ یہ قیام واسطے تعظیم نام پاک محمدی کے ہے۔ یا واسطے تعظیم ہیئت ولادت و تصور وقائع ولادت کے ہے یا واسطے تعظیم ذات محمدی کے جسداً اور روحاً۔ یا روحاً۔ شق اول باطل ہے۔ اولاً اس وجہ سے کہ نام پاک کی تعظیم قیام یا انحنا

وغیرہ کے ساتھ کہیں نہیں وارد ہے بلکہ بدعت ہے۔ تعظیم کا کام یہی ہے کہ وقت نام لینے یا سننے کے درود بھیجا جائے۔ وثانیاً اس وجہ سے کہ اگر نام لینے کی تعظیم قیام کے ساتھ ہو تو لازم ہے کہ تمام بیان مولد کھڑے ہو کر کیا جائے اور جب نام پاک آپ کا لیا جائے غیر بیانِ مولد میں اسوقت قیام کیا جائے وَلَا قَائِلَ بِہٖ (حالانکہ اس کا قائل کوئی بھی نہیں) اور شق دوم بھی باطل ہے اسوجہ سے کہ مجرد تصور ہیئت کی اسطرح سے نہیں وارد ہے۔ باقی رہی شق ثالث وہ موقوف اس امر پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقتِ بیان ولادت میں جسداً یا روحاً تشریف لاتے ہوں اور یہ امر شرع میں ثابت نہیں ہے۔ وَمَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْہِ الْبَیَانُ بِاَدِلَّۃِ الشَّرْعِیَّۃِ لَا بِمَا قِیْلَ اَوْ یُقَالُ اور اگر بالفرض والتقدیر آپ کا تشریف لانا ثابت بھی ہو تو یہ ثابت ہونا محال ہے کہ بہ وقت بیان ولادت فقط تشریف لاتے ہیں نہ ابتداء بیانِ مولد سے بلکہ برتقدیر ثابت ہونے تشریف لانے کے ظاہر یہ ہے کہ ابتدائے مجلس سے تشریف لاتے ہونگے۔ پس لازم ہے کہ ازابتدا تا انتہا قیام کیا جائے۔ (وَلَا یَقُوْلُ بِہٖ اَحَدٌ) (حالانکہ اسکا کوئی قائل نہیں) علاوہ ازیں کتاب احادیث میں یہ امر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم حیات میں اپنے واسطے صحابہؓ کے کھڑے ہونے کو منع کرتے تھے اور صحابہؓ آپ کے واسطے قیام نہیں کرتے تھے۔ پس جو امر کہ آپ اپنے حق میں بحالتِ حیات پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ صحابہؓ کو اس سے منع کرتے تھے وہ بعد وفات کے آپ کے تشریف لانے کے وقت کیونکر جائز ہوگا۔ والحاصل یہ قیام افرادِ تعظیم نبوی سے جو ہر مسلمان پر فرض ہے نہیں ہے اور نہ اسکی کوئی اصل معتد بہ شرعاً پائی جاتی ہے بلکہ بدعت ہے اور تارکینِ قیام پر ملامت کرنیوالے مرتکب گناہ کے ہیں۔ اسی طرح مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی حنفی ایک عالمانہ بحث کے بعد نتیجۃً لکھتے ہیں "یہ قیام صورتِ اولیٰ میں بدعت ومنکر اور دوسری میں حرام وفسق تیسری صورت میں کفر وشرک چوتھی میں اتباع ہوا وکبیرہ ہوتا ہے۔ پس کسی وجہ سے مشروع وجائز نہیں" (فتاوی میلاد) **دلیل ہشتم** قیام کرنے والے یا تو حضور علیہ السلام کو اس مجلس میں موجود جانتے ہیں اگرچہ کسی بیسوا کے گھر مولود ہو یا ہر دور ونزدیک اور ہر حاضر غائب کا آپ کو عالم سمجھتے ہیں حالانکہ حنفی مذہب کی رو سے یہ دونوں اعتقاد کفر ہیں چنانچہ شرح فقہ اکبر للقاری میں جو حنفی مذہب کی ایک معتبر کتاب ہے لکھا ہے ذَکَرَ الْحَنَفِیَّۃُ تَصْرِیْحًا بِالتَّکْفِیْرِ بِاِعْتِقَادِ اَنَّ

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ لِمُعَارَضَۃِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی علمائے حنفیہ نے بالاتفاق صاف صاف لفظوں میں اس شخص کو کافر کہا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں کیونکہ قرآنِ پاک کی اس آیت میں صاف فرمایا ہے قُلْ لَّا الخ یعنی زمینوں اور آسمانوں میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی غیب نہیں جانتا اور حنفی مذہب کی معتبر کتاب فتاویٰ بزازیہ میں ہے مَنْ قَالَ اَرْوَاحُ الْمَشَائِخِ حَاضِرَۃٌ تَعْلَمُ یُکَفَّرُ یعنی جو شخص یہ کہے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہیں اور وہ علم رکھتی ہیں وہ کافر ہے ۔

ہماری مندرجہ بالا تحریر سے مولودِ مروّج کا قرآن وحدیث واجماعِ امت سے بدعت ہونا بلکہ چاروں مذہبوں کے نزدیک بھی ناجائز ہونا اور دلائلِ عقلیہ ونقلیہ سے اس کا خلافِ شرع ہونا بلکہ حرام ہونا ثابت ہوگیا اور اس مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فِدَاہُ اَبِیْ وَاُمِّیْ کا تشریف نہ لانا نہ آپ کو اس کا علم ہونا وغیرہ امور دلائلِ مبینہ سے واضح ہوگئے اور بحوالۂ قرآن وحدیث اور کتبِ فقہ یہ بھی ثابت ہوگیا کہ قیامِ مولود شرک وکفر ہے۔ اب رب العالمین سے دعا ہے کہ خدا اپنے بندوں کو اپنے فرمان پر عامل ہونے کی توفیق دے۔ اٰمین۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْاَعْظَمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْاَکْرَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ ذَوِی الْفَضْلِ وَالْھِمَمِ۔ وَاَنَا الْعَاجِزُ الرَّاجِیْ رَحْمَۃَ رَبِّہِ الْکَرِیْمِ اَبُوعَبْدِاللّٰہِ محمد بن ابراھیم اڈیٹر اخبار محمدی دھلی

مصنف صاحب کی اور تصانیف۔ صلوٰۃ محمدی ۲ر۔ صیام محمدی ۳ر۔ زکوٰۃ محمدی ۳ر۔ حج محمدی ۱ر۔ ایمان محمدی ۱۰ر۔ سیرت محمدی ۱۲ر۔ عقیدۂ محمدی ۱ر۔ معراج محمدی ۱ر۔ سیف محمدی عہ۔ درایت محمدی ۱۲ر۔ ہدایت محمدی ۲ر۔ درود محمدی ۵ر۔ تحفہ محمدی ۱ر۔ براءت محمدی ۱ر۔ آئینہ محمدی ۱ر۔ مساجد محمدی ۱ر۔ حقوق محمدی ۱ر۔ توحید محمدی ۴ر۔ اشعار محمدی ۱ر۔ عرب محمدی ۱ر۔ اربعین محمدی ۳ر۔ عقائد محمدی ۴ر۔ صدائے محمدی ۳ر۔ میلاد محمدی ۲ر۔ انعام محمدی ۱ر۔ فضائل محمدی عربی معہ ترجمہ عہ۔ احکام محمدی عربی مع ترجمہ عہ۔ برہان محمدی عربی معہ ترجمہ ۲ر۔ طریق محمدی فرمانِ محمدی ۱ر

تفسیر محمدی اردو۔ پارہ اول عہ۔ دوم عہ۔ سوم عہ۔ چہارم عہ۔ پنجم عہ۔ ششم عہ۔ ہفتم عہ۔ انیس عہ۔ بیس عہ۔ اکیس عہ۔ بائیس عہ۔ تیئیسواں عہ۔ چوبیس عہ۔ پچیس عہ۔ چھبیس عہ۔ ستائیس عہ۔ اٹھائیس عہ۔ انتیسواں عہ۔ تیسواں عہ۔ باقی زیرِ طبع۔

اخبار محمدی۔ محض مذہبی اخبار اہلحدیث کو ڈھال تلوار کا کام دینے والا۔ کتاب وسنت کا خادم اور کھلا مبلغ قیمت سالانہ تین روپے۔ ملنے کا پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی دہلی

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ

جب کبھی جس کسی چیز میں اختلاف ہو اُس کا فیصلہ قرآن حدیث سے کر لیا کرو

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اُسکے لطف و احسان سے یہ رسالہ بنام

۳

اتفاق و انصاف مابین اہلحدیث و احناف

المعروف بہ

دلائل محمدی حصہ دوم

جس میں رسالہ صراط المستقیم کا پورا جواب۔ الحمد پڑھنے کی دلیلوں کے ۱۶۲ بیاسی جوابات ہیں۔ آمین بلند آواز سے نہ کہنے کی دلیلوں کے ۶۱ اڑسٹھ جوابات ہیں۔ رفع الیدین نہ کرنیکی دلیلوں کے ۹ اناسی جوابات ہیں۔ ناف تلے ہاتھ باندھنے کی روایت کے دس جوابات ہیں۔ اور ان چاروں مسائل کا نہایت ٹھوس اور زبردست ناقابل انکار اور لاجواب ثبوت قرآن حدیث اور کتب فقہ سے قابل دید ہے۔

مُصَنَّفَہ

حضرت مولانا محمد صاحب۔ مدرس و مہتمم مدرسہ محمدیہ۔ مالک و ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی

حسب فرمائش جناب مصنف صاحب خواجہ برقی پریس دہلی میں

دوبارہ ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ میں چھپا

مفت تقسیم کرنیکے لئے زیادہ تعداد میں منگوانے والوں سے فی روپیہ چار آنے رعایت

ملنے کا پتہ

دفتر اخبار محمدی۔ بارہ ہندراؤ۔ دہلی

قیمت ایک کی سات آنے (۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام علی سید المرسلین۔

یہ دیکھکر سخت حیرت ہوتی ہے کہ مسلمان کلمہ گو امت محمدؐ کہلوا کر اماموں کی اور فقیہوں کی تو مان لیں اور اپنے نبیؐ کی باتیں تسلیم کرتے ہوئے جھجھکیں۔ انکی بڑی وجہ یہ ہے کہ احادیث رسولؐ انکے کانوں تک کم پہنچتی ہیں اگر ہم اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتوں اور خدا پسند سنتوں کو عام طریق پر پہنچاتے تو آج گھر گھر مخالفت سنت کی صدائیں بلند نہ ہوتیں جن چار مسائل کی تحقیق اس مختصر سے رسالے میں ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جو صحت و صراحت کیساتھ زبردست دلیلوں سے ثابت ہیں۔ لیکن آج ان پر عمل تو کہاں؟ انسے عام نفرت پھیلی ہوئی ہے چنانچہ عام طور سے یہ کہا جاتا ہے کہ ان مسائل کیخلاف دلائل ہیں۔ اسلئے میں نے اپنے اس رسالے میں ان تمام دلیلوں کی اصلی حیثیت بتائی ہے۔ آپ تعصب سے اپنے دماغ کو خالی کرکے اس رسالے کا مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ راہ راست کیطرف رہبری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبیؐ کی سنتوں کا علم و عمل عطا فرمائے۔ آمین

اس رسالے کے مضامین کی فہرست ملاحظہ ہو

وجہ تصنیف ص۱۔ بحث سورۂ فاتحہ اذا قرئ القرآن الخ کے کتالیس جوابات ص۲۔ حضرت ابوبکرہؓ والی روایت کے دس جوابات ص۸۔ حدیث واذا قرأ الخ کے دس جوابات ص۱۰۔ حضرت جابرؓ والی روایت کے دس جوابات ص۱۲۔ حضرت ابوہریرہؓ والی روایت کے چوبیس جوابات ص۱۴۔ حضرت ابن مسعودؓ والی روایت کے سات جوابات ص۱۷۔ الحمد کی حدیث پر پہلا اعتراض اور اسکے دس جوابات ص۱۸۔ دوسرا اعتراض اور اسکے چار جوابات ص۲۰۔ تیسرا اعتراض اور اس کے سولہ جوابات ص۲۱۔ چوتھا اعتراض اور اسکے چار جوابات ص۲۲۔ پانچواں اعتراض اور اسکے چھ جوابات ص۲۳۔ چھٹا اعتراض اور اسکے چھ جوابات ص۲۳۔ ساتواں اعتراض اور اسکے دو جواب ص۲۴۔ آٹھواں اعتراض اور اس کے سات جوابات ص۲۵۔ الحمد شریف کی بابت شاہ عبدالعزیزؒ کا فتویٰ ص۲۶۔ آمین کی بحث۔ حنفیوں کی پہلی دلیل دلیل کے دس جوابات ص۲۷۔ آیت ادعوا ربکم الخ کے تائیس جوابات ص۲۹۔ تیسری دلیل کے بیس جوابات ص۳۱۔ آمین کی حدیث پر اعتراض اور اس کے جوابات ص۳۳۔ چوتھی دلیل کے پانچ جواب ص۳۴۔ اس امت کے یہود ص۳۵۔ رفع الیدین کی بحث پہلی دلیل کے چھبیس جوابات ص۳۶۔ دوسری دلیل کے تیرہ جواب ص۴۰۔ تیسری دلیل کے چار جواب ص۴۱۔ چوتھی دلیل کے تین جواب ص۴۱۔ پانچویں دلیل کے دو جواب ص۴۲۔ چھٹی دلیل کے جوابات ص۴۲۔ ساتویں دلیل کے پانچ جوابات ص۴۳۔ آٹھویں دلیل کے تین جواب ص۴۳۔ نویں دلیل کے آٹھ جوابات ص۴۴۔ دسویں دلیل منسوخیت رفع الیدین کے گیارہ جوابات ص۴۶۔ امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کی صاف صریح مرفوع حدیثیں ص۴۶۔ صحابہ رضؓ سے ثبوت ص۴۸۔ تابعین وغیرہ کے ثبوت ص۴۹۔ اونچی آواز سے آمین کہنے کے صاف دلائل ص۵۰۔ رفع الیدین کرنے کے دلائل ص۵۲۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی بحث حنفیوں کی دلیل کے دس جوابات ص۵۳۔ سینے پر ہاتھ باندھنے کی آٹھ دلیلیں ص۵۴۔ خاتمہ ص۵۶۔

والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ عَلَی الَّذِیْ ھُوَ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ○
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ

وجہِ تصنیف

میرے ایک رسالے دلائل محمدی حصہ اول کے جواب میں راجکوٹ سے ایک کتاب چھپکر شائع ہوئی ہے جس کا نام ہے الصراط المستقیم فی اتباع سید المرسلین نام کی علمیت مصنف کے کمالات کا آئینہ ہے اس میں سورۂ فاتحہ وغیرہ کے دلائل کا جواب دیا گیا ہے اور اپنے طور پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان مسائل میں جماعت اہلِ حدیث کے دلائل کمزور ہیں گو اس موضوع پر طرفین سے بہت سے رسائل شائع ہو چکے ہیں اور یہ مسئلہ مدتوں سے زیرِ بحث رہ کر بڑی حد تک منجھ چکا ہے لیکن صاحب رسالہ کو کچھ اس رسالہ پر بہت فخر معلوم ہوتا ہے اور اپنے نزدیک وہ اسے لاجواب چیز سمجھے ہوئے ہیں اس لئے میں مناسب جانتا ہوں کہ مناسب اختصار کے ساتھ اس کا جواب دیدوں۔ کیا عجب کہ اس سے حق نکھر آئے اور خود صاحب رسالہ یا بعض اور بھائیوں کے لئے شمع ہدایت کا کام دے وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ○

میں نے اپنے اُس رسالہ میں لکھا تھا کہ اگر امام کے پیچھے سورۂ الحمد پڑھنی منع ہونیکی ایک بھی صریح مرفوع غیر مجروح صحیح حدیث پیش کردیں تو سو روپے انعام لے لیں اور ہمیشہ کے لئے امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھنے کا تحریری اقرار نامہ لے لیں (دلائل محمدی مطبوعہ بار چہارم ص۹) اس کے جواب میں صاحب رسالہ نے آٹھ دلیلیں نقل کی ہیں اور انعام کے طالب ہوئے ہیں، میں کہتا ہوں جناب سن کیا آپ ایمان سے کہہ سکتے ہیں کہ ان میں سے ایک صحیح حدیث میں بھی بہ صراحت موجود ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھے۔ ناظرین کرام! اگر آپکے ہاتھوں میں راجکوٹی رسالہ ہو تو دوبارہ غور سے دیکھئے آٹھوں کی آٹھوں میں یہ الفاظ نہیں پھر صراحت نہ ہوئی اور جب صراحت نہیں تو میری شرط پوری نہیں ہوئی اور جب شرط ہی پوری نہ ہوئی تو انعام کے لئے ہاتھ بڑھانا کیا

معنیٰ رکھتا ہے؟ افسوس ہے کہ مجھے اپنے دوست کو اپنے دروازے سے خالی ہاتھ پھیرنا پڑتا ہے میں پھر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ دُنیا کا کوئی بھی حنفی عالم اگر اس طرح کی ایک حدیث بھی پیش کردے تو میں اُسے سو روپے انعام دینے کو تیار ہوں۔ ورنہ خدا سے ڈرو قیامت کا دن سامنے رکھو اور اپنی اور اپنے ساتھ دوسرے مسلمانوں کی فرض نمازیں نہ بگاڑو" آیت فَاقْرَءُوْا کے ترجمے کو غلط کہنا اگر اس وجہ سے ہے کہ الفاظ ترجمے کے عربی کے ماتحت نہیں تو میں کہونگا کہ جناب کا ترجمہ بھی عربی ترکیب سے غلط ہے کیونکہ مَا کا بیان مِنَ الْقُرْاٰنِ ہے پس ترجمہ میں "سے" کا لفظ محض غلط ہے لیکن غالباً جناب تو اس بات کو سمجھ بھی نہ سکیں گے اور اگر یہ مطلب ہے کہ آیت نماز میں قرآن پڑھنے کے بارے میں ہے ہی نہیں تو اس کا ثبوت سُنئے۔ آپ کے مذہب کی وہ کتاب جسے آپ کے نزدیک مثل قرآن ہونے کا فخر حاصل ہے یعنی ہدایہ باب صفۃ الصلوٰۃ صـ۸۷ جلد اول مطبوعہ مجتبائی کو دیکھئے اسی آیت کو وہ مطلق قرأتِ نماز کے بارے میں لائے ہیں آپ کے مذہب کے اصول کی کتاب نُوْرُ الْاَنْوَار صـ۱۹۱ میں اس آیت کی نسبت لکھا ہے۔ یُوْجِبُ الْقِرَاءَۃَ عَلَی الْمُقْتَدِیْ یعنے آیت فَاقْرَءُوْا سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی پر قرأت واجب ہے پھر مجھ پر اعتراض کیسا؟

سورۂ فاتحہ کے خلاف دلائل کی تردید

آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے اکتالیس جوابات

(۱) جناب الحمد شریف نہ پڑھنے کی پہلی دلیل آیتِ قرآنی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ دی ہے اس کی بابت گذارش ہے کہ اوّلاً تو اسے سورۂ فاتحہ سے کوئی تعلق ہی نہیں دوسرے سننا اور چپ رہنا دل میں پڑھنے کے خلاف نہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن خیر آپ کی تمام باتیں مان لینے کے بعد میں بھی آپ کی طرح آپ کو جواب دیتا ہوں کہ کیا اس کے بعد کی آیت جناب نے نہیں پڑھی جس میں ارشاد ہے کہ امام کے پیچھے الحمد شریف پڑھ لیا کرو، خصوصاً اُن نمازوں میں بھی جن میں امام بآوازِ بلند قرأت پڑھتا ہے یعنے مغرب عشا اور فجر، فرمان ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ ۝ یعنے اپنے رب کو اپنے جی میں عاجزی اور پوشیدگی سے بغیر بہت اونچی آواز کے زبان سے یاد کیا کر صبح شام کو اور غافلوں میں سے مت ہو جا۔ اب دونوں آیتوں کو ملایئے تو

مطلب حل ہو جائے گا اوپر کی آیت میں حکم ہوا کہ جب امام اونچی آواز سے قرارت پڑھے تو تم سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے لیکن دوسری آیت میں فرمایا کہ آہستہ آہستہ ذکر خدا اپنے دل میں کر لیا کرو یعنے الحمد پڑھ لیا کرو خصوصاً صبح کے وقت نماز فجر میں اور شام کے وقت مغرب و عشا میں اگر الحمد بھی نہ پڑھی تو تمہارا شمار غافلوں میں ہوگا ملاحظہ ہو تفسیر بیضاوی۔ پس ثابت ہوا کہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا قرآن کا حکم ہے اور اُسے نہ پڑھنے والے خدا کے نزدیک غفلت کرنے والے ہیں یہ کیا کہ آپ نے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پڑھ کر لوگوں کو سنا دیا کہ نماز نہ پڑھو قرآن کا حکم ہے۔ آگے کے الفاظ چھوڑ دئے اسی طرح یہاں کیا کہ فَاسْتَمِعُوْا وَاَنْصِتُوْا پڑھ کر فتویٰ جڑ دیا کہ الحمد نہ پڑھو آگے کی آیت نہ پڑھی جس میں حکم ہے کہ الحمد پڑھو غافل نہ بنو۔ جناب من یہ ہے حقیقت جناب کی اس دلیل کی ذرا خیال فرمائیے، فی الواقع اگر اس آیت کو الحمد امام کے پیچھے پڑھنے سے تعلق ہے تو اس آیت کو بھی ہے اگر الفاظ دیکھ کر ہی اترانا ہو تو ذرا جواب پر بھی ٹھنڈے دل سے نظر ڈال جائیے۔ تفسیر ابن جریر وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً هٰذَا فِي الْمَكْتُوْبَةِ یعنے یہ آیت جس میں حکم ہے کہ دل میں پڑھ لیا کرو یہ فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے پس ثابت ہوا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت پڑھنے کا حکم ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ ممانعت چنانچہ تفسیر بیضاوی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۷۱ میں ہے اَمْرٌ لِلْمَأْمُوْمِ بِالْقِرَاءَةِ سِرًّا بَعْدَ فَرَاغِ الْاِمَامِ عَنْ قِرَاءَتِهٖ یعنی آیت وَاذْكُرْ رَّبَّكَ الخ میں مقتدی کو امام کے پیچھے پوشیدہ قرارت پڑھ لینے کا حکم ہے، ہاں میرے حنفی بھائی ذرا یہ بھی فرمائیے کہ آپ کے امام صاحبؒ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے اُس کی قرأت کی حالت میں ثنا کا یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ کا پڑھ لینا جائز ہے کیوں صاحب پھر کیا یہ آیت قرآنی امام ابوحنیفہؒ کی نگاہ سے نہیں گذری تھی؟ اگر یہ جائز ہے حالانکہ اس کا پڑھنا فرض نہیں پھر الحمد جس کے بغیر نماز کا ہونا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ثابت ہے اُس کا پڑھنا جائز کیوں نہیں کہتے؟۔ اسی طرح امام صاحبؒ کے نزدیک فرض نماز کے ہوتے ہوئے جب کہ امام قرأت پڑھ رہا ہے صبح کے وقت سنت پڑھنا بھی جائز ہے ملاحظہ ہو المحتار وغیرہ پھر وہاں یہ آیت کہاں گئی؟ اور جبکہ پوری دو رکعت کا پڑھنا باوجود امام کی قرأت کے جائز ہے جو حدیث میں محض منع ہے تو پھر صرف سورۂ فاتحہ کا پڑھ لینا جو حدیث سے ضروری ہے کیوں

جائز نہ ہو؟ ہاں، اور یہ بھی فرمائیے کہ سُننا اس وقت ہو سکتا ہے جب امام بلند آواز سے پڑھتا ہو لیکن پست آواز سے پڑھ رہا ہو آپ اس وقت مقتدی کو کیوں روکتے ہیں؟ کم سے کم دو نمازوں یعنی ظہر عصر میں تو اُسے پڑھنے دیجئے اور مغرب کی آخری رکعت اور عشا کی دو آخری رکعت میں تو الحمد کی دُھنی چھوڑئے۔ اسی طرح اگر کوئی بہرا ہو یا جماعت میں امام سے اس قدر دور ہو کہ امام کی آواز اُس تک نہ پہونچتی ہو تو اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے دیجئے۔ لیکن کیا مجال؟ کہاں کی حدیث؟ اور کیسا قرآن؟ یہاں تو ایمان اس پر ہے جو فقہ کی کتابوں میں ہو۔ اسلام اسکا نام ہے کہ وہ مانیں جو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہو فَاقْتُلُوْهُمْ وَلَا تَعْبُرُوْهُمْ آگے چل کر جو جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی عقلمند کے نزدیک یہ مسلّم نہیں کہ یہ آیت خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہو جواباً گذارش ہے کہ جناب کے نزدیک آپ کے مذہب کی مثل قرآن کتاب لکھنے والے یعنی ہدایہ والے بھی عقلمند تھے یا نہ تھے؟ غالباً اس کا جواب آپ کی تحریر پر یہ ہوگا کہ وہ بھی عقلمند نہ تھے کیونکہ انہوں نے بھی فصل فِی الْقِرَاءَۃِ کے آخر میں صفحہ ۱ پر لکھا ہے وَكَذٰلِكَ فِي الْخُطْبَةِ یعنی خطبہ کے وقت بھی سُننا اور چپ رہنا فرض ہے۔ اور اس سے پہلے سننے اور چپ رہنے کی فرضیت کو ثبوت میں اسی آیت کو نص بتایا ہے۔ اور سُنئے حضرت مجاہدؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جمعہ کے دن امام کے خطبہ کے وقت چپ رہنا اور سُننا ہے۔ اس قول کو آپ کے مذہب کے امام علامہ عینی نے بھی نہایہ میں نقل کیا ہے تو کیا آپ کے نزدیک عینی بھی نادانوں میں سے تھے؟ حضرت عطاءؒ کا بھی یہ قول ہے حضرت حسنؒ کا بھی حضرت سعید بن جبیرؒ کا بھی۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن جریرؒ اور تفسیر نیساپوری میں ان حضرات کے علاوہ حضرت عمرو بن دینارؒ کا اور ایک جماعت کا بھی یہی فرمان لکھا ہے اور تفسیر کبیر میں حضرت امام شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان بھی یہی لکھا ہوا ہے۔ پھر ایکا ان بزرگان دین پر ہاتھ صاف کرنا اور گستاخانہ طور پر یہ لکھ دینا کہ کسی عقلمند یا دانا کے نزدیک یہ مسلّم نہیں۔ یہ کہاں کی دانائی ہے؟ جناب نے حضرت امام احمدؒ کا بھی حوالہ دیا ہے حالانکہ یہ جناب کی محض ناواقفیت ہے حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ تو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا حکم دیتے ہیں ملاحظہ ہو ترمذی مطبوعہ میرٹھ ص ۴۳ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ يَرَوْنَ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْاِمَامِ۔ (یعنے حضرت عبادہؓ والی سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کی) حدیث پر

عمل ہے اکثر علماء صحابہ کا اور اکثر علماء تابعین کا اور یہی قول ہے حضرت امام مالکؒ حضرت امام ابن المبارکؒ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام احمدؒ حضرت امام اسحاقؒ کا ان سب حضرات کے نزدیک امام کے پیچھے قراءت پڑھنی چاہیئے۔ [۱۸] جو قول آپ نے امام احمدؒ کا پیش کیا ہے آپ قیامت تک اُس کی سند پیش نہیں کر سکتے۔ [۱۹] اور جناب نے ایک لاعلمی اپنی اس میں بھی بتائی ہے کہ حضرت امام بیہقیؒ کا نام بھی لکھدیا ہے حالانکہ امام بیہقیؒ نے تو سورۂ فاتحہ کی فرضیت پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے [۲۰] اور بھائی صاحب ہاں ذرا یہ تو فرمائیے کہ بیہقیؒ کی تفسیر کونسی جناب نے دیکھ لی ہے جس میں سے آپ نے نقل فرمانے کی زحمت گوارا کی اچھا ہوتا جو آپ کچھ نہ لکھتے اور اس علمی میدان میں نہ آتے۔ جناب تحریر فرماتے ہیں کہ یہ بھی دانا کے نزدیک مسلّم نہیں ہو سکتا کہ آیت ردِّ کفار میں نازل ہوئی اس کی بابت بھی سنئے۔ [۲۱] کفار کا مقولہ خود قرآن کریم میں موجود ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ یعنی کافر کہتے ہیں کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اس کی پڑھائی کے وقت شور و غل کرو تاکہ تم غلبہ پاؤ۔ ٹھیک اس کے مقابلے میں پروردگار عالم حکم دیتا ہے کہ قرآن کریم کو سنو اور اُس کی پڑھائی کے وقت خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ وہ کہتے تھے نہ سنو یہاں فرمایا گیا سنو۔ وہ کہتے تھے شور و غل کرو یہاں فرمایا گیا خاموش رہو۔ وہ کہتے تھے یہی تمہارے غلبہ کی صورت ہے یہاں کہا گیا یہی تمہارے اوپر رحم ہونے کی صورت ہے۔ تفسیر کبیر [۲۲] میں بھی یہ ہے کہ کفار کے اس مشورے کے خلاف اس آیت میں حکم دیا گیا ہے۔ [۲۳] اور اگر جناب فتویٰ نہ جڑیں تو میں بتلاؤں مفسر قرآن علامہ نظام الدین نیشاپوری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں اِنَّ الْخِطَابَ فِي الْاٰيَةِ مَعَ الْكُفَّارِ یعنی اس آیت میں خطاب کفار سے ہے، [۲۴] اور علامہ فخر الدین رازیؒ بھی اپنی تفسیر کبیر میں یہ لکھتے ہیں اور اسی کو پسند فرماتے ہیں۔ [۲۵] اور سنئے قرآن کریم کے سیاق سباق پر نظر ڈالئے اس آیت سے پہلے بیان ہے کہ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات طلب کرتے پھر جب کوئی معجزہ انہیں اُن کی خواہش کے مطابق نہ دکھایا جاتا تو باتیں بناتے اُن کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبیؐ تم کہدو میں تو وحیِ خدا کا پیرو ہوں خدا کی یہ وحی قرآن کریم جیتا جاگتا سب سے اعلیٰ اور سب سے عمدہ معجزہ موجود ہے جس کی موجودگی کے بعد کسی اور معجزے کی طلب کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی تم اے کافرو اسے غور سے سنو اسے جب میں پڑھوں تو خاموش رہو تو یہی تمہیں راہِ راست کی طرف رہبری کر کے خدا کے رحم تلے لا کھڑا کریگا۔

ناظرین کرام اب آپ انصاف فرمائیے کہ راجکوٹی رسالے میں اور عموماً براہین احناف کی

اس مسئلہ پر لکھی ہوئی کتابوں میں کس قدر دیانت کا خون کیا جاتا ہے کہ اس آیت کو منع قرأت فاتحہ میں پیش کیا جاتا ہے حالانکہ حنفی مذہب اصول کی کتابوں میں صاف طور پر موجود ہے کہ یہ آیت اور آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ میں تضاد اور معارضہ ہے اس لئے دونوں کی دونوں اس مسئلہ میں دلیل پکڑنے کے قابل نہ رہیں۔ جب اصولی طور سے آپ کے بڑوں نے اس سے استدلال پکڑنا حرام قرار دیدیا پھر آپ اس سے استدلال کرکے ایک طرف تقلید کی گردن پر الٹی چھری اور دوسری طرف اصول کے سینے پر لات اور تیسری طرف ارتکاب حرمت کیوں کریں؟ ملاحظہ ہو آپکے مذہب کے اصول کی کتاب تلویح باب المعارضہ جس میں ان دونوں آیتوں کو ایک دوسرے کے معارض بتلائی ہیں۔ حالانکہ اصولیوں کی یہ ناقابل معافی غلطی ہے۔ لیکن جو لوگ ان پر مٹے ہوئے ہیں انہیں اپنے خلاف انہیں پاکر دیدے پھیر لینا یہ کونسی دیانت داری ہے؟۔

ہاں جناب اور مہربانی فرماکر ذرا یہ بھی بتلایئے کہ یہ آیت تو مکہ میں اتر چکی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیوں کو اپنے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم مدینہ میں دے رہے ہیں تو کیا اس آیت کا مطلب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی سمجھے تھے یا آپ اور آپکے فرقہ ہی نے سمجھا؟ حضرت ابو ہریرہ رضؓ اس حکم کے راوی ہیں اور یہ خیبر والے سال ۷ھ میں مسلمان ہوئے تھے دوسرے راوی اس کے حضرت عبادہ بن صامت رضؓ ہیں یہ بھی انصار میں سے ہیں اور جس نماز کے بعد حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا تھا اس نماز میں یہ خود موجود تھے یہ واقعہ بھی قطعاً مدینہ شریف کا ہے آیت اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ مکہ میں نازل ہو چکی ہے اور آپ مدینہ میں قرأت فاتحہ کا حکم دیتے ہیں پھر بھی آیت سے اس قرأت کا منع ثابت کرنا یا تو یوں سمجھنا ہے کہ نعوذ باللہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے کلام کا مطلب نہیں سمجھتے تھے یا یوں سمجھنا ہے کہ نعوذ باللہ باوجود سمجھنے کے پھر بھی مخالفت کرتے تھے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں کوئی مسلمان نہیں کہہ سکتا پس ثابت ہوا کہ اس آیت سے یہ مطلب لینا غلط اور بالکل غلط ہے۔ درّ اصل ان دونوں آیتوں کو قرأت نماز کے حکم میں مان لینے کے بعد بھی کسی طرح کا تعارض پیدا نہیں ہوتا اس لئے کہ ممانعت ہے الحمد کے سوا کی اور حکم ہے الحمد کا پھر معارضہ کیسا؟ اسی طرح یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ منع ہے بلند آواز سے پڑھنے کی اور حکم ہے آہستہ پڑھ لینے کا جیسے کہ خود حنفی مذہب کے فقہانے خطبہ کے احکام میں یہی تطبیق دی ہے کہ خطبہ کے وقت آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ سے کچھ پڑھنے کی ممانعت ہوتی ہے اور دوسری آیت صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا الخ سے درود پڑھنے کا حکم ہو رہا ہے اور خطیب اسی

آیت کی تلاوت کی ہے تو سُننے والوں کو چاہیئے کہ دل میں ذرد د پڑھ لیں (ملاحظہ ہو بنایہ) پس ثابت ہوا کہ سُننے اور چپ رہنے کے خلاف دل میں پڑھ لینا نہیں اسی طرح سورۂ فاتحہ جو مقتدی دل میں پڑھے اُس نے بھی سُننے اور چپ رہنے کا خلاف نہیں کیا پھر اس آیت کو ممانعت میں پیش کرنا محض بیہودہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی یاد رہے کہ امام جب سکتہ کرتا ہے مقتدی اُس کے سکتے کے وقت اُس کی پڑھی ہوئی آیت کو پڑھ لیتا ہے پس سُننا بھی باقی ہے چپ رہنا بھی باقی ہے اور قرأت بھی ہو رہی ہے۔ ہاں، یہ نکتہ بھی خیال میں رہے کہ قرآن کریم میں صاف حکم موجود ہے وَاَرْجُلَكُمْ یعنے وغیرہ میں پیروں کو دھولیا کرو لیکن حدیث میں ہے کہ جب جُرابیں پہنے ہوئے ہو تو اُن پر مسح کرلینا کافی ہے جس طرح یہ صورت حدیث کی وجہ سے آیت کے عام حکم سے مخصوص ہوگئی اسی طرح اس آیت کے عام حکم قرأت سے سورۂ فاتحہ مخصوص ہو جائیگی یا یوں کہہ لیجئے کہ جن جن لوگوں کو یہ حکم ہے اُن عام لوگوں میں سے مقتدی مخصوص ہو جائینگے پس ان تمام لحاظ سے اس آیت کو سورۂ فاتحہ کے نہ پڑھنے کے بارے میں پیش کرنا نری جرأت ہے کیا اتنا آپ نہیں سوچ سکتے کہ سننا اور سننے کے لئے خاموش رہنا اُسیوقت ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز سنائی بھی دے یعنے امام بلند آواز سے قرأت پڑھ رہا ہو لیکن جبکہ نہ سننا ممکن ہو نہ سننے کیلئے خاموش رہنا پھر کیا وجہ کہ حنفی مذہب ایسے وقت میں مقتدی الحمد پڑھنے سے روکتا ہے؟ کیوں جناب کیا ان تمام باتوں میں سے کوئی بات بھی آپ پر اثر نہیں کرتی اور اس مبارک سورت کی دشمنی نہیں چھٹتی؟ عربی زبان میں انصات اور سکوت وغیرہ کے معنے چُپ رہنے کے ہیں اور چپ رہنا اونچی آواز سے پڑھنے کے خلاف تو ہے لیکن آہستہ آہستہ دلمیں پڑھ لینے کے خلاف نہیں دیکھئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوتا ہے اِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ الخ یعنی حضورؐ سے حضرت ابوہریرہؓ پوچھتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ تو فرمائیے کہ آپ تکبیر اولیٰ کے بعد سورۂ فاتحہ سے پہلے چُپ رہتے ہیں اُس وقت کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ آخر تک۔ پس ثابت ہوا کہ چپ رہنا دل میں پڑھنے کے خلاف نہیں۔ انصات کے معنے ہیں بلند نہ پڑھنا۔ ہاں یہ علمی بات بھی ذہن میں رہے کہ ہمارے بھائیوں کا دعوی تو عام ہے اور دلیل خاص ہے۔ پس دلیل مطابق دعوی نہیں۔ اور اسی طرح لفظ اِذَا جو اس آیت میں ہے وہ مفید تکرار نہیں ساتھ ہی یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اس آیت کے حکم میں سے بہت سی صورتیں اور بھی مخصوص ہیں اگر یقین نہو

تو فرمائیے کہ ایک شخص مسجد میں ایک جگہ نماز پڑھ رہا ہے تو کیا دوسرا شخص چپکے چپکے قرآن پڑھ سکتا ہے؟ ایک شخص بیٹھا ہوا چپکے چپکے قرآن پڑھ رہا ہے تو کیا دوسرا اُس کے پاس کھڑے ہو کر اپنی نماز ادا کر سکتا ہے؟ ایک ہی مسجد میں کئی شخص الگ الگ سُنتیں یا نوافل پڑھ رہے ہیں تو کیا یہ منع ہے؟ کیونکہ قرآن ایک پڑھ رہا ہے دوسرے پر سُننا اور چُپ رہنا یعنی بقول آپ کے گونگا بن جانا واجب ہے پھر روزمرہ آپ کی تمام مسجدوں میں ہر وقت یہ حرام فعل کیوں ہوتا ہے؟ ایک بچہ مکتب میں قرآن پڑھ رہا ہو چاہئے کہ جبتک وہ ختم نہ کرے اُستاد اور دوسرے سب بچے گونگے ہو جایا کریں۔ حالانکہ آپ حضرات یہ نہیں کرتے۔ پس جس طرح ان تمام صورتوں میں اور اسی جیسی اور بیسیوں صورتوں میں آپ حضرات دوسری قرأت کو جائز کہتے ہیں پھر فرمانِ رسول اللہ کا احترام کر کے الحمد کو مقتدی کے لئے جائز کیوں نہیں کہتے؟ اگر بیچ میں الحمد کا امام کے پیچھے پڑھنا اس آیت سے منع ہے تو مقتدی کو قرأت پڑھتے ہوئے امام کے پیچھے آ کر ملنے سے اللہ اکبر کا کہنا بھی منع ہوا پھر اُسے جائز کیوں کہتے ہو؟

حنفی مذہب کی دوسری دلیل حضرت ابوبکرہؓ والی حدیث کے دس جوابات

(۲) راجکوٹی مصنف نے الحمد شریف نہ پڑھنے کی دوسری دلیل یہ دی ہے کہ حضرت ابوبکر نماز کو آئے اور حضورؐ اُسوقت رکوع میں تھے حضرت ابوبکرؓ نے وہیں رکوع کیا" اور کچھ نہ پڑھا بسبب جلدی کے" جواباً گذارش ہے کہ خدا جانے ہمارے حنفی بھائیوں کی دیانت داری حدیث کے نقل کرنے کیوقت کہاں چلی جاتی ہے؟ مولوی صاحب بخاری شریف کا آپنے حوالہ دیا ہے میں تو آپ کے کھلے الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر اس حدیث میں آپ یہ لفظ دکھا دیں جو آپنے نقل کئے ہیں کہ" اور کچھ نہ پڑھا بسبب جلدی کے" تو اور تو کیا میں آپ کو ایک سو روپیہ انعام دونگا۔ مولوی صاحب اللہ کے رسولؐ کے کلام میں زیادتی کرنیوالا یعنی آپ پر وہ کہنے والا جو آپ نے نہ فرمایا ہو قطعاً جہنمی ہے کیا اس وعید کا ڈر آپ کو نہیں؟ اگر بالفرض کسی شخص نے آپکے اس رسالہ کو دیکھکر الحمد کی دشمنی اختیار کر لی تو آپ کو کیا لڈو ملجائیں گے جو اس طرح نبیؐ پر بہتان باندھ کر جہنم پر دلیری کریں؟ غرض یہ جملہ حدیث میں نہیں مولوی صاحب کی اپنی زیادتی ہے یہ الفاظ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں مصنف عبداللہ صاحب کے ہیں۔ زاں بعد یہ بھی واضح رہے کہ مولوی صاحب نے ابوبکر لکھا ہے یہ بھی آپ کی ناواقفیت کی بنا پر ہے ابوبکر اور ہیں یہ ابوبکرہ ہیں افسوس آپ کو یہ بھی تمیز نہیں" ناظرین یہ نہ خیال فرمائیں کہ ابوبکرہ کی" ہ" کاتب کی غلطی سے چھوٹ گئی ہے، نہیں آٹھ جگہ اس رسالہ میں حضرت

ابوبکرہ کا نام لکھا ہے اور ہر جگہ صرف ابوبکر ہی لکھا ہے، جس سے صاف ثابت ہے کہ مصنف کے نزدیک یہ واقعہ جناب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے حالانکہ ویسا نہیں، اب اسکی اصل حقیقت اور صحیح مطلب سنئے؟

علمی قاعدے کے مطابق عدم ذکر عدم شئی کو مستلزم نہیں یعنی کسی چیز کا بیان نہ ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ یہ چیز فی الواقع ہے ہی نہیں پس قرأت کا ذکر نہ ہونا اس بات کو لازم نہیں کہ دراصل قرأت پڑھی ہی نہیں۔ ہاں لے علامۂ راجکوٹ ذرا یہ تو فرمائیے کہ اس حدیث میں تو یہ بھی نہیں کہ حضرت ابوبکرہؓ نے اللہ اکبر کہا ہو تو کیا آپ کے نزدیک امام کے پیچھے اگر جو نماز میں شامل ہو اُسے اللہ اکبر بھی نہ کہنا چاہیئے؟ اگر کہنا چاہیئے اور ضرور کہنا چاہیئے تو پھر اس حدیث کا جواب آپ کیا دیں گے؟ جو جواب آپ کا اللہ اکبر کہنے کا ہو وہ ہی جواب ہمارا الحمد پڑھنے کا ہے۔ ہاں یہ بھی ارشاد ہو کہ قیام آپ کے نزدیک بھی فرض ہے اور حضرت ابوبکرہ اگر رکوع میں ملتے ہیں تو کیا قیام کی فرضیت باقی رہی یا نہ رہی؟ اگر باوجود قیام نہ پانے کے اور رکعت شمار کر لینے کے قیام کی فرضیت اپنی جگہ باقی رہی تو الحمد کی فرضیت بھی اپنی جگہ باقی ہے۔

اور سنئے، اس حدیث میں یہ بھی نہیں کہ حضرت ابوبکرہؓ نے اس میں رکوع سجود کی تسبیحیں اور التحیات درود دعا بھی پڑھی ہو پھر کیا جناب کے نزدیک ان تمام چیزوں کا پڑھنا بھی مقتدی کو ممنوع ہے؟ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ آپکو تو صرف الحمد سے عداوت ہے اور اس کا پڑھنا بُرا لگتا ہے۔ علاوہ ان تمام باتوں کے جناب نے حدیث کے آخر میں جو جملہ تھا خدا جانے اُسے کیوں چھوڑ دیا اُس میں تو یہ فرمان موجود ہے وَلَا تَعُدْ یعنے اب ایسا نہ کرنا۔ مولوی صاحب نے حدیث کا یہ جملہ نقل ہی نہیں کیا بلکہ اس کے بدلے اپنی طرف سے یہ جملہ بنا کر لکھدیا کہ اور کچھ نہ پڑھا یہ ہیں وہ دیانت داریاں جو صرف مذہب کی پاسداری اور امتیوں کی طرفداری میں کی جارہی ہیں، علاوہ ازیں یہ بھی خیال میں رہے کہ الحمد کی حدیث میں سے یہ صورت مخصوص ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ قیام کی فرضیت بعض صورتوں میں مخصوص ہو جاتی ہے ایسے ہی یہاں بھی سمجھنا چاہیئے کہ یہ صورت مخصص ہے اُس عموم کی، پھر اسی حدیث کے بعض طرق میں حضورؐ کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں وَاقْضِ مَا سَبَقَ یعنی فوت شدہ کو پوری کر لو غرض اس حدیث کا بھی مقتدی کے الحمد نہ پڑھنے کے بارے میں پیش کرنا سراسر دھینگا مشتی ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ یہ حضرات منہ بھر کر ایسا بول بول دیتے ہیں جس کے لئے بعد میں بغلیں جھانکنی پڑتی ہیں لکھتے ہیں کہ رکوع ملنے سے رکعت کے ہو جانے پر اجماع ہے سب کا اتفاق ہے، حالانکہ محض غلط ہے امام بخاریؒ جیسے محدثین نے تو اس میں خلاف کیا ہے اور ایک زبردست جماعت اس کے خلاف ہے۔ اس مسئلہ میں علماء امت کے دو گروہ ہیں ایک وہ جو رکوع میں ملنے سے رکعت کو شمار کرتا ہے دوسرا

وہ جو شمار نہیں کرتا جو شمار نہیں کرتا اُن کے مذہب پر تو یہ حدیث کوئی اثر نہیں ڈال سکتی جو شمار کرتے ہیں اُن کی طرف سے بھی یہ اصولی جواب کافی ہیں جو وارد کئے گئے زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ یہ صورت مخصوص ہو جائیگی الحمد کے عموم سے۔ یہ یاد رہے کہ جس طرح پہلی دلیل میں الحمد کا نام تک نہ تھا اسی طرح اس دوسری دلیل میں بھی نام تک نہیں۔

حنفی مذہب کی تیسری دلیل حدیث وَاِذَا قَرَأَ الخ کے دس جواب

(۳) راجکوٹی رسالہ میں تیسری دلیل الحمد نہ پڑھنے کی یہ لکھی ہوئی ہے کہ اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا یعنی جب امام پڑھے تم چپ رہو۔ اس کا جواب سُنئے۔ اوّل تو یہ جملہ اس حدیث میں ہونا ثابت نہیں خود حنفی مذہب کی شمل قرآن کتاب ہدایہ کی تخریج زیلعی میں ہے قَدْ اَجْمَعَ الْحُفَّاظُ عَلٰی خَطَاءِ هٰذِهِ اللَّفْظَةِ فِی الْحَدِیْثِ یعنی حافظ محدثین کا اجماع ہے کہ اس حدیث میں یہ جملہ نری خطا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ اس حدیث کا حوالہ صحیح مسلم کا دینا یہ بھی نری خیانت ہے نہ تو امام مسلمؒ نے اسے وارد کی ہے نہ اس صفحہ میں جس کا حوالہ راجکوٹی رسالے میں ہے نہ ساری کتاب میں کسی جگہ پھر امام مسلم کا حوالہ دینا کس قدر خیانت ہے؟ امام مسلمؒ نے تو اپنی کتاب صحیح مسلم میں ایک سوال اور اُس کا جواب نقل کیا ہے لیکن ساری مسلم شریف میں یہ حدیث جس کی نسبت اُنہوں نے کہا کہ یہ میرے نزدیک صحیح ہے مع سند وارد نہیں کی یہ وارد نہ کرنا صاف دلیل ہے اس امر کی کہ یہ حدیث امام مسلمؒ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں وارد کرنے کے قابل نہیں سمجھی یہ کم فہمی ہے کہ صاحب کتاب اتنا نہیں سمجھ سکے کہ بروایت قتادہ جس زیادتی کو امام مسلمؒ نے نقل کیا ہے وہ سند اور ہے اور جس حدیث کو صحیح کہا ہے وہ حدیث اور ہے نقل جس حدیث کو کیا ہے اس کی نسبت نہیں فرمایا کہ یہ میرے نزدیک صحیح ہے اور جس حدیث کی نسبت فرمایا ہے کہ یہ میرے نزدیک صحیح ہے اُسے نقل نہیں کیا۔ لیکن افسوس یا تو ناسمجھی سے یا بد دیانتی سے دونوں کو ایک کیا جاتا ہے اور الحمد کی دشمنی کے لئے ایک ہتھیار اُسے بھی بنایا جاتا ہے راجکوٹی مصنف تو خیر اور بڑے بڑے حنفی مولوی صاحب بھی یہی کیا کرتے ہیں اور حقیقت پر پردہ ڈال رہے ہیں خود صحیح مسلم میں امام مسلمؒ کے اسی قول کے آگے یہ بھی موجود ہے کہ میری اس کتاب میں اُس حدیث کو میں نہیں لایا جسے تمام محدث صحیح نہ مانتے ہوں پس یہ حدیث وہ ہے جسے محدثین نے صحیح ماننے میں اتفاق نہیں کیا علاوہ ازیں حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ جب امام پڑھے نہ قرآن پڑھنے کی قید ہے نہ غیر قرآن کی نہ بلند آواز کا ذکر ہے نہ پست آواز کا پس اس حدیث

کو پیش کرنے والوں کو چاہیئے کہ ثنا اور رکوع سجود کی تسبیحیں التحیات وغیرہ بھی چونکہ امام پڑھتا ہے اس لئے یہ خاموش رہیں اور نہ پڑھیں اور اگر انہیں پڑھیں گے تو پھر دوسروں کو الحمد سے رفع کنے کا انہیں کیا اختیار ہے؟ اِذَا قَرَءَ کے معنی ہیں جب پڑھے ظاہر ہے کہ امام التحیات بھی پڑھتا ہے ثنا تسبیح وغیرہ بھی پڑھتا ہے پس مقتدی کو اسے بھی نہ پڑھنا چاہیئے۔ قرأت کے معنے عربی میں مطلق پڑھنے کے ہیں صرف قرآن پڑھنے کے نہیں، قرآن کے سوا بھی جو پڑھیں گے وہ سب قرأت میں داخل ہے۔ مجھے رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ مصنف صاحب اجکوٹی اپنے قلم کو غیر حق سے کیوں نہیں بچاتے یہاں بھی بیہودہ جرأت کر کے صاف جھوٹ آپ نے لکھا ہے کہ امام مسلم نے اس جگہ لکھا ہے اور اس کے حدیث ہونے میں کوئی شک نہیں" مولوی صاحب ذرا صحیح مسلم میں سے یہ جملہ تو نکال دو یہ کیا مصیبت ہے کہ آپ لوگ جھوٹ کو شیر مادر سمجھے ہوئے ہیں۔ ناظرین! واللہ صحیح مسلم شریف میں ہرگز یہ جملہ نہیں پھر انصات کے معنی مطلق نہ پڑھنے کے نہیں بلکہ آہستہ پڑھنا اس کے خلاف نہیں جیسے کہ پہلی دلیل کے جواب میں بیان ہوا۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں کسی نے اس حدیث پر جرح نہیں کی جناب یہ جناب کی ناواقفیت ہے سنئے اس پر امام مسلمؒ سے بھی بڑھ کر مرتبہ والے محدثین کی جرح ہے امام بخاریؒ امام ابو داؤدؒ امام ابو حاتمؒ امام بیہقیؒ امام علی بن عمرؒ حافظ امام محمد ذہلیؒ امام ابو علی نیشاپوریؒ حافظ امام یحیٰی بن معینؒ امام حاکمؒ امام دارقطنیؒ امام ابن خزیمہؒ امام یحیٰی بن معینؒ۔ وغیرہ زبردست محدثین اس روایت کو غیر محفوظ بتلاتے ہیں، پھر آپ کا یہ فرمان کہ کسی محدث نے اس پر جرح نہیں کی سب نے تسلیم کر لیا یہ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟ ان سب سے بڑھ کر یہ کہ اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں اور وہ خود فرماتے ہیں کہ ہر نماز میں مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیئے ملاحظہ ہو مشکوٰۃ۔ پس معلوم ہوا کہ خود راوی حدیث صحابی رسولؐ نے بھی اس کے معنے وہ نہیں لئے جو آج مقلدین لے رہے ہیں ہاں یہ بھی یاد رہے کہ حنفی مذہب کا اصول ہے کہ جب راوی حدیث اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف فتویٰ دے تو پھر اس حدیث پر عمل نہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ یہ فتویٰ علامت ہے منسوخیت کی پس اس قاعدے کے ماننے والوں کا اس حدیث کو پیش کرنا اپنے اصولوں کا گلا دبوچنا اور انہیں محض بیکار ثابت کرنا ہے اس حدیث کو صحیح مان لینے کے بعد بھی اس کا اکثر وہی جواب ہے جو آیت قرآن کے جواب میں بجواب اول گذرا ٹھیک مطلب حدیث کا اس طرح ہو سکتا ہے کہ جب امام الحمد کے سوا پڑھے تو تم چپ رہو الحمد پڑھ لیا کرو کیونکہ دوسری حدیث میں آچکا کہ بغیر اس کے نماز نہیں۔ ناظرین کرام یہاں بھی خیال رکھیں کہ اس حدیث میں صراحت الحمد شریف کی نہیں، علم دوست اصحاب اس نکتے کو بھی فراموش

نہ فرمائیں کہ اس حدیث میں ہر صیغۂ امر وجوب کے لئے نہیں مثلاً اس کے بعض طرق میں ہے وَلَا الضَّالِّينَ سُنکر آمین کہو اور حنفیہ کے ہاں یہ حکم وجوب کے لئے نہیں۔ پھر فَانْصِتُوْا کے حکم پر اس قدر زور کیوں ہے؟

حنفی مذہب کی چوتھی دلیل حدیث جابرؓ کے دس جوابات

(۴) اس رسالہ صراط المستقیم میں الحمد شریف نہ پڑھنے کی چوتھی دلیل مصنف صاحب نے یہ دی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں "جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اس طرح کہ سورۂ فاتحہ اُس میں نہیں پڑھی تو اُس نے نماز نہیں پڑھی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو" جواباً گذارش ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ حضرت جابرؓ کا اپنا قول ہے اور آپ کے مذہب کے اصول کے مطابق جو قولِ صحابی حدیثِ مرفوع کے خلاف ہو وہ حجت کے قابل نہیں ہوتا چنانچہ حنفی مذہب کے امام ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں اِذَا لَمْ يُنْفِهِ شَيْءٌ آخَرُ مِنَ الْمُسْنَدِ یعنی صحابی کا قول حجت کے قابل اُسی وقت ہوتا ہے جب کسی مرفوع حدیث کے خلاف نہ ہو اور یہاں چونکہ مرفوع حدیث اس کے خلاف موجود ہے پس صحابی کا قول حجت کے قابل نہ رہا۔ اسی طرح آپ کے مذہب کے اصول کی کتاب نور الانوار میں ہے فِي كُلِّ مَا ثَبَتَ عَنْهُمْ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ بَيْنَهُمْ یعنی صحابہ کے اقوال کے حجت ہونے نہ ہونے میں اختلاف اُس وقت ہے جبکہ اُن میں اُس مسئلہ میں اختلاف نہ ہو یعنی جب آپس میں خود صحابہ کا اختلاف ہو تو یقیناً صحابہ کے اقوال حجت نہیں رہتے، اور اس مسئلہ میں صحابہ کے جم غفیر سے الحمد کا امام کے پیچھے پڑھنا منقول ہے جیسے کہ ہم ان جوابات سے فارغ ہونے کے بعد اُن احادیث اور اقوالِ صحابہؓ کو نقل کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ یہاں اجمالاً صرف اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ خود انہی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کے پڑھ لینے کا ثبوت مروی ہے ابن ماجہ مصری جلد اول صـ۶۴ میں ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ یعنی حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں ہم ظہر عصر میں امام کے پیچھے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھتے اور کوئی اور سورت بھی پڑھا کرتے۔ اور پچھلی دو میں سورۂ الحمد ہی پڑھتے تھے پس خود حضرت جابرؓ سے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ثابت ہو گیا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ امام سندھی مدنی حنفی مذہب کے امام اس حدیث پر لکھتے ہیں هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ یعنی اس کا اسناد صحیح ہے اور اسکے کل راوی ثقہ ہیں۔ یہ حدیث حنفیوں کے سراسر مخالف ہے اُن کا دعویٰ ہے کہ ظہر عصر میں بھی مقتدی کو الحمد نہ پڑھنی چاہئے۔ جناب مولوی صاحب ذرا یہ تو فرمائیے کہ حضرت جابرؓ والی اس حدیث کو آپ بھی مانیں گے یا

اپنے خصم سے ہی منوانیکی کوشش کرینگے؟ سنئے جناب میرا دعویٰ ہے کہ اس حدیث کو آپ ہرگز ہرگز نہ مانیں گے۔ کیونکہ اس حدیث سے کم از کم یہ تو ضرور ثابت ہو رہا ہے کہ جو شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور کسی رکعت میں الحمد نہ پڑھے تو وہ نماز اُس کی نہ ہوگی لیکن حنفی مذہب جسے الحمد سے دشمنی ہے وہ فتویٰ دیتا ہے کہ پھر بھی ہو جاتی ہے آپکے مذہب کی مثل قرآن کتاب ہدایہ شریف میں ہے فَقِرَاءَۃُ الْفَاتِحَۃِ لَا تَتَعَیَّنُ وَکُنَّا عِنْدَ نَاصٍ مجتبائی یعنی سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ہمارے نزدیک بطور رکن کے مقرر نہیں یعنی حنفیہ کے نزدیک نماز بغیر سورۂ فاتحہ پڑھے بھی ہو جائیگی۔ یہ تو ہے حنفی مذہب اور وہ ہے حضرت جابرؓ کا فرمان کہ نہ ہوگی پس پہلے آپ اسے مانئے پھر ہم سے منوانے کے لئے تشریف لائیے۔ بلکہ حنفی مذہب نے تو یہاں تک غضب ڈھایا ہے کہ اگر پچھلی دو رکعتوں میں امام بھی اور مقتدی بھی دونوں کچھ بھی نہ پڑھیں جب بھی نماز ہو جائیگی پس پہلے آپ اس قولِ جابرؓ کو مانیں اور اپنے مذہب کو چھوڑ دیں مگر آپ کبھی نہیں مان سکتے کیونکہ مذہب منع کرتا ہے اور جس مذہب کی پابندی نے قرآن و حدیث پر سے عمل چھڑا رکھا ہے وہ یہ توفیق کہاں دے کہ کسی صحابی کی بات جو خلافِ مذہب ہو اُسے تسلیم کریں؟ یہ تو اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے کہ ایک ہی حدیث کے ایک ٹکڑے کو جو ان کے مذہب کے مطابق ہو لے لیں گے اور دوسرے حصے کو گو وہ بھی اسی کے ساتھ ہو چھوڑ دینگے۔ چوتھائی سر کے مسح کے لئے ناصیہ والی حدیث لے لی اور اسی میں عمامہ پر مسح کرنا ہے اُسے چھوڑ دیا۔ تکبیر کے لفظوں کو دو بار کہنا لے لیا اور اسی حدیث میں اذان میں شہادت کے کلمات کو دو دو مرتبہ ذرا آہستہ اور دو مرتبہ بلند آواز سے کہنا ہے اُسے چھوڑ دیا اسی طرح یہاں کیا کہ مقتدی کے الحمد نہ پڑھنے کو تو لے لیا اور امام اور منفرد یعنی تنہا نمازی پر الحمد کی فرضیت جو ثابت ہو رہی ہے اسے چھوڑ دیا اسی کو قرآن نے فرمایا ہے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ غرض حضرت جابرؓ والی روایت اول تو مرفوع نہیں دوسرے اس میں تصریح نہیں تیسرے خود حنفیہ اسے نہیں مانتے چوتھے خود حضرت جابرؓ سے اسکے خلاف مروی ہے پانچویں حنفیہ اپنے اصول کے اعتبار سے مجبور ہیں کہ اس اثر کو چھوڑ دیں چھٹے یہ کہ اس کے خلاف اور صحابہؓ سے بھی مروی ہے ساتویں یہ کہ حضرت جابرؓ الحمد چھوڑ اس کے ساتھ دوسری سورت ملا کر مقتدی کے پڑھنے کے قائل ہیں آٹھویں یہ کہ حدیث تو حضرت جابرؓ کی اپنی ہے اور الحمد پڑھنے والی حدیث میں حضرت جابرؓ کے ساتھ حضورؐ کے کل مقتدیوں کا بیان ہے فرماتے ہیں کُنَّا نَقْرَأُ ہم سب امام کے پیچھے پڑھتے تھے نویں بقاعدہ اصول حدیث یہ صیغہ جہاں آتا ہے حکماً موقوف بھی مرفوع ہو جاتی ہے پس حضرت جابرؓ والی حدیث ابن ماجہ کی روایت کی ہوئی جو سندًا بھی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے حکماً مرفوع ہے یہی قابلِ ترجیح سمجھی جائیگی۔ دسویں ہم اس روایت پر

کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ کرام کا اجماع تھا کہ وہ امام کے پیچھے الحمد پڑھا کریں۔ حضرت جابرؓ کسی کا استثنا نہیں کرتے اور عموم کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ہم سب امام کے پیچھے پڑھتے تھے وغیرہ وغیرہ

حنفی مذہب کی پانچویں مکرر دلیل کا جواب

(۵) حنفی مولوی صاحب نے پانچویں دلیل دی ہے وہی حدیث اِذَا قَرَأَ فَانْصِتُوا کیوں مولوی صاحب یہ حدیث تو آپ پہلے ہی بحوالہ صحیح مسلم پیش کر چکے تھے پھر اب پانچویں دلیل کا عنوان لکھکر اُسی جملہ کو بروایت نسائی بیان کر دینا یہ کونسی تقویت حنفی مذہب کو پہنچائیگا؟ خیر بہر صورت اس کا جواب نمبر ۲ کے جواب میں دیکھ لیا جائے۔

حنفیہ کی چھٹی دلیل حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے چوبیس جواب

آپ نے چھٹی دلیل یہ دی ہے کہ ابوداؤد میں بروایت ابوہریرہ مروی ہے کہ نماز ظہر سے فارغ ہو کر حضورؐ نے پوچھا کہ میرے ساتھ ساتھ تم میں سے کون پڑھ رہا تھا؟ ایک شخص نے کہا میں؟ آپ نے فرمایا میں کہہ رہا تھا کہ مجھ سے قرآن کی منازعت کیوں ہو رہی ہے؟ راوی کہتا ہے رُک گئے قرأت پڑھنے سے ساتھ رسول اکرم صلعم کے پھر نہ پڑھی کسی نے" ناظرین کرام اس روایت کی بابت عرض ہے کہ ابوداؤد میں یہ روایت موجود ہے لیکن اس میں ظہر کا لفظ نہیں یہ مولوی صاحب کی دیانتداری ہے کہ آپ نے لکھ مارا کہ یہ نماز ظہر تھی، پھر مولوی صاحب نے جو یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ" پھر نہ پڑھی کسی نے" یہ الفاظ بھی کسی روایت میں نہیں یہ بھی حنفی مذہب کی حمایت اور الحمد شریف کی عداوت میں ایک ہی روایت کے نقل کرنے میں دوسری دیانتداری ہے۔ افسوس مولوی صاحب عربی الفاظ تو نقل نہیں کرتے اور ترجمہ میں ہیر پھیر کرتے ہیں اب اس روایت کے صحیح الفاظ اور صحیح مطلب سُنئے آخری جملہ یعنی رُک گئے قرأت پڑھنے سے ساتھ رسول کریم کے" یہ حدیث کا جملہ نہیں بلکہ راوی کا قول ہے یہ قول زہریؒ کا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں خود مصنف صاحب کو بھی یہ مسلّم ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں" کہا راوی نے" اور ابوداؤد میں بھی صراحتاً موجود ہے کہ یہ زہری کا قول ہے اور زہریؒ تابعی ہیں اور اصولاً تابعی کا قول حجت نہیں ہوتا پھر اس سے حنفیت کو کیا فائدہ؟ پھر یہاں بھی مولوی صاحب نے چوری سے کام لیا ہے حضرت ابوہریرہؓ والی حدیث میں اس جملے کے بعد ہی یہ لفظ بھی ہیں فَيَسْمَعُهُمْ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِينَ سَمِعُوا ذَالِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی حضورؐ کا یہ فرمان سُنکر قرأت سے رُک جانا اُن نمازوں میں تھا جن میں بلند آواز سے حضورؐ قرأت پڑھتے تھے، چونکہ یہ جملہ مولوی صاحب کیخلاف تھا یعنے اس سے معلوم ہوتا تھا کہ صرف اُن نمازوں میں قرأت نہیں پڑھتے تھے جن میں اونچی آواز سے قرأت پڑھی جائے لیکن جن میں آہستہ قرأت پڑھی جاتی ہے اُن میں پڑھ لیا کرتے تھے اور حنفی مذہب تو سرے سے منع ہی کرتا ہے کہ اونچی آواز والی نماز میں اور پست آواز والی نماز میں مقتدی پڑھے ہی نہیں پس یہ حدیث چونکہ مذہب حنفی کے خلاف تھی اس لئے مولوی صاحب نے یہ جملہ ہی نقل نہیں کیا خود اسی حدیث میں بھی یہ لفظ موجود ہیں کہ انصرف من صلوۃ جھر فیھا بالقراءۃ یعنی آپ اُس نماز سے فارغ ہوئے جس میں قرأت اونچی آواز سے پڑھی تھی۔ اسی باب میں اسی کتاب ابو داؤد میں اسی حدیث میں اور طریق سے انہی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نظن انھا الصبح یعنے ہمارا خیال ہے کہ یہ صبح کی نماز تھی پس ہمارا مذہب بھی اس حدیث کے مطابق ہی ہے کہ جب امام بلند آواز سے قرأت پڑھے تو مقتدی الحمد کے سوا اور کچھ نہ پڑھے کیونکہ اسی معنی کی جو حدیث حضرت عبادہؓ وغیرہ سے مروی ہے اس میں یہ لفظ موجود ہیں لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرأ بھا کہ سوائے سورۂ فاتحہ کے اور کچھ نہ کرو کیونکہ بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی۔ اسی طرح اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا مجھ سے منازعت یعنی چھینا جھپٹی کشاکشی ہو رہی تھی اور یہ اُسی وقت ہو سکتی ہے جب پیچھے والا بھی باواز بلند پڑھے ورنہ منازعت کا تحقق ہی نہیں ہو سکتا پس یہ حدیث بلند آواز سے پڑھنے کی ممانعت کر رہی ہے نہ کہ پست آواز سے، اسی طرح یہ بھی واضح رہے کہ جس اور روایت میں ظہر کی نماز کا ذکر ہے جو حضرت عمران بن حصینؓ سے منقول ہے اس میں ہے کہ اُس شخص نے سورۂ سبح اسم ربک الخ پڑھی تھی اور ظاہر ہے کہ جب ادی نے اُسکا اس سورت کا پڑھنا سُنا بھی نقل کیا پس اونچی آواز کی قرأت موجب منازعت ہوئی نہ کہ پست آواز کی بلکہ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ اُس نے اس قدر بلند آواز سے اس سورت کو پڑھی تھی کہ خود حضورؐ نے بھی سُنی تھی چنانچہ آپ نے پوچھا ایکم قرأ خلفی بسبح اسم ربک الخ یعنے تم میں سے میرے پیچھے سورۂ سبح اسم کون پڑھ رہا تھا؟۔ ہاں جناب مولوی صاحب یہ تو فرمایئے کہ اس حدیث میں بھی کس لفظ سے صراحت نکلی کہ مقتدی امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھے دوسری سورت کا پڑھنا معرض بحث میں نہیں اونچی آواز سے پڑھنے میں بھی بحث نہیں الحمد کے سوا کے بارے میں بھی نزاع نہیں پس جو چیز زیر بحث ہو اُس پر آپنے کوئی دلیل پیش نہیں کی علاوہ ازیں یہ حدیث بھی ضعیف ہے ابن اکیمہ جو اس کے راوی ہیں وہ مجہول ہیں دیکھئے حنفی مذہب کے امام ملا علی قاری کی کتاب مرقاۃ۔ اسکے ساتھ ہی یہ بھی خیال میں رہے کہ یہی

روایت جزء القراءۃ بخاری میں ہے جس میں یہ لفظ بھی ہے وَقَرَّ فِیْ اَنْفُسِھِمْ سِرًّا یعنی لوگ آہستہ آہستہ اپنے دل میں پڑھتے ہے پس معلوم ہوا کہ راوی کا یہ کہنا کہ لوگ قرأت سے رُک گئے اس سے مراد یہی ہے کہ اونچی آواز سے قرأت پڑھنے سے رُک گئے۔ خود ابو داؤد میں بھی انہی حضرت زہری کا یہ مقولہ بھی ہے فَانْتَھَی الْمُسْلِمُوْنَ بِذٰلِکَ فَلَمْ یَکُوْنُوْا یَقْرَءُوْنَ مَعَہٗ فِیْمَا یَجْھَرُ بِہٖ۔ اور اُسی ابو داود میں حضرت قتادہؓ کا یہ قول بھی ہے کہ کَانَ اِذَا جَھَرَ بِہٖ دونوں کا مطلب یہ ہے کہ یہ مخصوص ہے نماز جہری کے ساتھ، چنانچہ حنفی مذہب کے امام ملا علی قاری بھی مرقاۃ میں لکھتے ہیں اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسِرُّوْنَ بِالْقِرَاءَۃِ الخ کہ صحابہ پوشیدہ قرأت پڑھ لیتے تھے۔ اور اگر قولِ زہریؒ کا وہی مطلب لیا جائے جو حنفی مذہب کے رہا ہے تو زہریؒ کا یہ قول مطابق واقعہ بھی نہیں کیونکہ زہریؒ فرماتے ہیں صحابہ رُک گئے اور حضورؐ کے پیچھے قرأت ترک کر دی حالانکہ صحابہ کرام امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ہم نے آگے چل کر مفصل اور مدلل بیان کیا ہے پس یہ قول واقعہ کے بھی خلاف ہے اور تو اور خود راوی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ ہر نماز میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا مقتدی کو حکم دیتے تھے، ملاحظہ ہو یہی ابو داؤد کہ جس وقت حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں؟ آپ نے فرمایا اِقْرَأْ بِھَا یَا فَارِسِیُّ فِیْ نَفْسِکَ الخ یعنی پوشیدہ پوشیدہ اُسوقت بھی الحمد شریف پڑھ لیا کرو۔ مولوی صاحب کبھی آپ نے اس بات پر بھی غور کیا کہ ایک طرف تو آپ یہ فرماتے ہیں کہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ سے الحمد کا پڑھنا منع ہو گیا اور یہ آیت مکہ میں اُتری پس مدینے میں اصحاب کا آپ کے پیچھے پڑھتے رہنا کیا معنیٰ رکھتا ہے؟ اس حدیث کے الفاظ فَانْتَھَی النَّاسُ کی "ف" پر جناب کی نظریں ہیں؟ یہ "ف" "تعقیب" کے لئے آتی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ رُک جانا اس واقعہ کے بعد ہوا ادھر آپ یہ فرماتے ہیں کہ مکہ میں ہی حرمت ہو چکی۔ پس یہ دو متناقض دعوے ہی آپ کی تردید کے لئے کافی ہیں۔ اور اگر آپ صحیح معنیٰ پر محمول کرنا اور حدیثوں کو آپس میں ٹکرانا نہ چاہتے ہوں تو سُنئے ٹھیک مطلب اس حدیث کا یہ ہو سکتا ہے کہ لوگ الحمد کے سوا کی اور قرأت سے اُن نمازوں میں رُک گئے جن میں امام باواز بلند قرأت پڑھتا ہو اور یہاں جو جواب اس سے پہلے گذرے ہیں اُن پر بھی دوبارہ نظر ڈال جائے۔ کہ قرأت کے معنیٰ صرف الحمد پڑھنے کے نہیں بلکہ مطلق پڑھنے کے ہیں۔ اور صحابی کا قول جبکہ پیروی کے قابل اس مخالفت کی صورت میں نہیں تو تابعی کا قول کیسے ہو گا؟ اصولاً جبکہ راوی کا فتویٰ اپنی روایت کے خلاف موجود ہے پس وہ روایت کیسے مانی جائیگی؟ وغیرہ۔ ہاں حنفی دوستو! یہاں تو حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث پر جھک پڑے

ہو لیکن وہ موقعہ بھول گئے جہاں ابو ہریرہؓ کی حدیث سے نفرت ہے اور حنفی مذہب میں یہ اصول ہے کہ ابو ہریرہؓ غیر فقیہ تھا اس لئے اُسکی جو حدیث قیاس کے خلاف ہو اُسے نہ ماننی چاہئے ملاحظہ ہو نور الانوار وغیرہ۔ دوستو! یہ کیا بات ہے کہ "میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو" دراصل ان حضرات کو حدیث سے کوئی واسطہ نہیں انہیں تو حنفی مذہب سے غرض ہے جہاں اسکے موافق مل گیا وہاں تو جھاڈیاں ڈال کر لے لینگے اور جہاں مخالف دیکھا وہاں نظر ڈالکر بھی نہیں دیکھینگے "لینے کو مچھلی دینے کو کانٹے"

حنفیہ کی ساتویں مکرر دلیل کا جواب

ساتویں دلیل مولوی صاحب نے یہ دی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا "کیا ہی واسطے میرے کہ منازعت کیا جاؤں میں قرآن میں"، یہی منازعت کا جملہ اس سے پہلی حدیث میں بھی تھا اور وہیں اس کا پورا جواب بھی گذر چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں مولوی صاحب کہ اپنی دلیلوں کی تعداد بڑھانی تھی اس لئے اسی جملہ کو یہاں ساتواں نمبر دے دیا۔ دراصل یہ حدیث بھی جس کا حوالہ مولوی صاحب نے ابن ماجہ کا دیکر اسے ساتویں دلیل بنائی ہے وہی حضرت ابو ہریرہؓ والی حدیث ہے جو چھٹی دلیل بحوالہ ابو داؤد بنائی تھی۔ پس یہ ایک کو دو کرکے گنتی بڑھالی۔ باقی خیر سلا۔

حنفیہ کی آٹھویں دلیل اثر ابن مسعودؓ کے سات جوابات

آٹھویں دلیل آپ نے یہ دی ہے کہ ابن مسعودؓ نے کہا چپ رہو قرأت کیواسطے پس تحقیق نماز میں شغل ہے اور قریب ہے کہ کافی ہو تجھ کو قرأت کیواسطے امام (طحاوی) اس کی بابت گذارش ہے کہ یہ بھی قولِ صحابی ہے مرفوع حدیث نہیں اور قولِ صحابی کا جواب چوتھی دلیل کے جواب میں گذر چکا ہے۔ مزید برآں یہاں بھی الحمد کا ذکر نہیں اور قرأت مطلق ہے جو شامل ہے التحیات درود دعا سکو۔ پس خود احناف کے ہاں بھی حضرت عبداللہؓ کا یہ فتویٰ معمول بہا نہیں۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ اپنی ایک امید بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں "قریب ہے" صاف فتوے نہیں دیتے۔ یہ بھی واضح رہے کہ خود انہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے الحمد کا پڑھنا امام کے پیچھے ثابت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر اُن سے یہ اثر ثابت ہو بھی جائے حالانکہ ثابت نہیں اس کی سند صحیح نہیں، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ الحمد کے سوا کی قرأت کی مقتدی کو جہری نمازوں میں ضرورت نہیں چنانچہ جزء القرأۃ بخاری میں ہے عَنْ اَبِیْ مَرْیَمَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ خَلْفَ الْاِمَامِ یعنے ابن مریم فرماتے ہیں میں نے

سُنا کہ حضرت عبداللہ رضؓ امام کے پیچھے قرأت کیا کرتے تھے۔ بلکہ اسی جزء القراۃ میں ہے اَنَّہٗ قَرَأَ فِی الْعَصْرِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسُوْرَۃٍ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے امام کے پیچھے عصر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد بھی پڑھی اور دوسری سورت بھی پڑھی۔ پھر یہ بھی خیال رہے کہ اگر ہمارے دوست کے وارد کردہ اس اثر کو لے لیں تو ساری نماز میں مقتدی کا بالکل خاموش رہنا لازم آئیگا کیونکہ شغل ساری نماز میں ہے وہ یہ نہیں فرماتے کہ شغل قیام میں ہے بلکہ پوری نماز میں فرماتے ہیں جس میں رکوع سجدہ قومہ قعدہ سب داخل ہیں پس سب میں مقتدی کو امام کی قرأت کافی ہونی چاہیئے حالانکہ اس کے قائل خود حنفیہ بھی نہیں

راجکوٹی رسالے کی دلیلیں ختم ہوئیں اور افسوس کہ نہ کسی ایک میں صراحت ہے نہ صحت وغیرہ

اے جناب آپ تو کیا آپ کے بڑوں نے بھی یہاں ہتھیار ڈال دئے ہیں سُنئے حنفی مذہب کی فقہ کی کتاب تعلیق الممجد صـ۱۰۱ میں ہے وَلَمْ یُرْوَ فِی حَدِیْثٍ مَرْفُوْعٍ صَحِیْحٍ اَلنَّہْیُ عَنْ قِرَأَۃِ الْفَاتِحَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ یعنی کسی مرفوع صحیح حدیث میں مقتدی کو الحمد پڑھنے کی ممانعت وارد نہیں ہوئی۔

الحمد پڑھنے کی حدیثوں پر حنفیہ کے اعتراضات اور ان کے جوابات

"یہاں تک تو اس رسالے کی دلیلوں کا جواب تھا اب صاحب رسالہ نے کچھ اعتراضات الحمد شریف پڑھنے کی دلیلوں پر کئے ہیں اس کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیے"

پہلا اعتراض اور اُسکے دس جواب

بخاری شریف کی جس حدیث میں ہے کہ جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی اُس کی بابت لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے مقتدی مراد نہیں بلکہ یہ حدیث اُس نمازی کے بارے میں ہے جو اکیلا نماز پڑھتا ہو اسکی بابت گذارش ہے کہ ٹھیک انہی لفظوں سے ایک حدیث وضو کے بارے میں بھی مروی ہے لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَہٗ ملاحظہ ہو دارمی شریف وغیرہ یعنی جو شخص وضو نہ کرے اُس کی نماز نہ ہوگی۔ اب فرمائیے کیا اس حدیث کی مراد میں بھی مقتدی نہیں؟ مقتدی بے وضو ہی ٹرخائیں یہ حدیث بھی اُس نمازی کے بارے میں ہے جو اکیلا نماز پڑھتا ہو؟ اے گروہ احناف! اگر ذرہ برابر بھی انصاف و دیانت تم میں ہے تو آج سے منادی کر دو کہ مقتدی وضو بھی نہ کرے۔ جس طرح اس بات کا ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہو کہ مقتدی الحمد نہ پڑھے۔ اور اگر یہ نہیں کہہ سکتے تو

پھر بھولے سے بھی یہ نہ کہنا کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ سے مقتدی مراد نہیں بلکہ ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ سمجھ لیگا کہ آپ کو کلام اللہ کی اس بہترین سورت اور رسولِ خدا کے اس زبردست معجزے سے ہی دشمنی ہے اور اس بات کے درپے ہو کہ دنیا سے یہ اُٹھ جائے زمانہ اسے بھول جائے تو یاد رکھو کہ جب تک خدا کے فضل سے عاشقانِ حدیثِ نبوی و تابعینِ سننِ محمدی زندہ ہیں تب تک نہ یہ آپ کے بس کی بات ہے نہ دوسروں کے بس کی اور اگر راجکوٹ کی اس جماعت میں کوئی علم آشنا بھی ہے تو سُن لے کہ یہاں نکرہ سیاق میں نفی کے ہے اور جہاں نکرہ سیاق میں نفی کے ہو وہاں استغراق اور عموم ہوتا ہے اسی طرح لفظ مَنْ بھی عام ہے اور یہی عموم کا فائدہ دیتا ہے آپ کے مذہب کے اُصول کی کتاب توضیح مصری جزاول صـ۲۶۳ میں ہے وَیَقَعُ عَامًّا فِی الْعُقَلَاءِ یعنے لفظ مَنْ عقلا کے بارے میں عموم کے لئے آتا ہے۔ پس ہر ایک نمازی خواہ امام ہو خواہ مقتدی ہو خواہ منفرد ہو اور ہر ایک نماز خواہ وہ فرض ہو خواہ سنت نفل ہو کسی نمازی کی کوئی نماز نماز کہلانے کی بھی مستحق نہیں جب تک اُس میں اُس نے سُورۂ فاتحہ نہ پڑھی ہو۔ اور ہاں حنفی بھائی یہ تم غیر مقلد کب سے ہو گئے جو کہتے ہو کہ یہاں منفرد مُراد ہے تو معلوم ہوا کہ منفرد پر الحمد کا پڑھنا فرض ہے لیکن یاد رہے کہ تمہارے مذہب میں منفرد پر بھی یہ فرض نہیں، دیکھو آپ کے مذہب کی معتبر کتاب ہدایہ جس میں ہے وَاَدْنٰی مَا یُجْزِئُ مِنَ الْقِرَاءَۃِ اٰیَۃٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ صـ۹۵ مجتبائی یعنے امام ابو حنیفہ کے نزدیک صرف ایک آیت کا پڑھ لینا کافی ہے۔ پس حنفی مذہب سرے سے کسی نمازی کے ذمے الحمد کا پڑھنا فرض نہیں کرتا۔ پس آپ کا یہ فرمانا بھی آپ کے مذہب کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں کیوں جناب مولوی صاحب آپ کے یہ الفاظ تو بتلا رہے ہیں کہ امام بھی سورۂ فاتحہ نہ پڑھے کیونکہ آپ تو اُسے اُس نمازی کے لئے مخصوص کر رہے ہیں جو اکیلا ہو۔ تو جہاں مقتدی اس سے نکل گیا وہاں امام بھی چھٹی پا گیا۔ پس یہ بھی آپ کے مسلّمات کے خلاف ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ آپ نے اپنا مذہب اس چودھویں صدی میں اب کوئی نیا جاری کیا ہو اور راجکوٹیوں نے اُسے تسلیم کر لیا ہو۔ آپ فرماتے ہیں امام ترمذی نے بھی اس حدیث کا صاف طور پر یہی مطلب بیان کیا ہے۔ مولوی صاحب! جھوٹ کیوں بولو؟ ساری ترمذی میں سے اگر امام ترمذیؒ کا یہ مقولہ نکال دو تو آپ ہر طرح سچے، اللہ اکبر یہ دیدہ دلیری؟ اور اس قدر شرمناک جھوٹ؟ اس کے بعد آپ نے امام احمد بن حنبلؒ کا جو مقولہ نقل کیا ہے کہ وہ بھی یہی فرماتے ہیں یہاں بھی آپ نے خیانت سے کام لیا ہے۔ یہ اثر امام احمدؒ کا یہاں ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے آگے ہے وَاخْتَارَ اَحْمَدُ مَعَ ھٰذَا الْقِرَاءَۃَ خَلْفَ الْاِمَامِ

وَاَنْ لَّا یَتْرُکَ الرَّجُلُ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَاِنْ کَانَ خَلْفَ الْاِمَامِ یعنی باوجود اس کے حضرت امام احمدؒ نے اسی کو پسند فرمایا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھ لینا چاہئے۔ اسی طرح آپ نے حضرت امام ابو داؤدؒ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ بھی اس حدیث کا یہی مطلب بیان کرتے ہیں کہ یہ حکم اُس نمازی کے لئے ہے جو اکیلا ہو یہ بھی آپ کا محض جھوٹ ہے ابو داؤد کے سینکڑوں صفحات میں سے کسی صفحہ میں بھی یہ نہیں کہ امام ابو داؤدؒ نے یہ فرمایا ہو، مولوی صاحب جھوٹ بول بول کر اگر آپ نے اپنے مذہب کو فروغ دے لیا تو یہ خضاب کب تک اصلی رنگ کو چھپائے رکھیگا؟ ہاں اور سنئے، سفیانؒ کا جو قول ابو داؤد میں ہے وہ اُس حدیث کے ماتحت ہے جس میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ اور زیادتی کا ذکر بھی ہے پس سورۂ فاتحہ مع زیادتی اور چیز ہے اور صرف سورۂ فاتحہ بغیر زیادتی کے اور چیز ہے آپ دونوں کو ایک آنکھ نہ دیکھئے۔ اس کے بعد آپ نے دلیری یہ کی ہے کہ لکھ مارا ہے کہ باقی محدثین بھی یہی کہتے ہیں یہ بھی محض غلط ہے۔ جملہ محدثین نے اپنی کتابوں میں مقتدی کی قرأت الحمد کے باب باندھے امام المحدثین حضرت امام بخاری رحؒ نے تو اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ لکھا پھر آپ کی یہ گپ بلکہ گپوڑا کہاں چل سکتا ہے:

دوسرا اعتراض اور اُس کے چار جوابات

پھر مصنف صاحب کو ایک دور کی سوجھی ہے لکھتے ہیں کہ اگر یہ حدیث مقتدی کے بارے میں بھی لی جائے تو پھر ابو بکرہ والی حدیث سے اس کا تعارض ہو جائیگا۔ جواباً سنئے حضرت ابو بکرہؓ والی حدیث میں جنہیں آپ ابو بکر لکھ رہے ہیں مقتدی کی قرأت کا نفیاً یا اثباتاً کچھ ذکر ہی نہیں پھر تعارض کیسا؟ اس کا بیان جواب نمبر ۲ میں ملاحظہ فرمایئے۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ تعارض کی وجہ سے کلام بے معنیٰ اور بے نور ہو جاتا ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ رسولؐ کا کلام تعارض سے پاک ہوتا ہے سارے رسالے میں شاید آپ نے اس سے زیادہ اچھی اور سچی بات نہ لکھی ہوگی، جزاکم اللہ مگر جناب ذرا آنکھیں تو ملایئے وہ دیکھئے حنفی مذہب کی چھت بلکہ دیواریں اور ستون بھی ڈھے پڑے اور یہ سارا کا سارا بنایا صدیوں کا کھیل بگڑ گیا۔ حنفی مذہب اُصول کی چھوٹی سے لیکر بڑی تک کی تمام کتابوں میں اسے تو خوب اُچھالا ہے کہ حدیثوں میں تعارض ہے یعنی ایک دوسرے کی مخالفت ہے۔ بلکہ آپ کے اصولیوں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو بے معنیٰ اور بے نور کرکے پھر کلام اللہ پر بھی ہاتھ صاف کیا ہے اور اُس میں بھی

تعارض بتایا ہے اور اتنا ہی نہیں کہ صرف کہنے کو ہو بلکہ مثالیں دیکر ثابت کیا ہے۔ چنانچہ قرآن کے تعارض کی مثال دی ہے آیت فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ اور آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ کی جیسے کہ اس کا بیان بسط سے جواب نمبر ا میں گذرا اور حدیثوں کے تعارض کی مثال دی ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ سورج گہن کی نماز کی ہر ایک رکعت میں آپ نے ایک رکوع کیا اور دوسری روایت میں ہے کہ ہر رکعت میں دو رکوع کئے ملاحظہ ہو تلویح وغیرہ پس اب فتویٰ دیجئے کہ یہ لوگ کلام الرسول اور کلام اللہ کو بے نور بتلانے والے بے معنیٰ کہنے والے کون ہوئے؟

تیسرا اعتراض اور اُس کے سولہ جواب

اس کے بعد رائجوٹی رسالے میں حضرت عبادہؓ والی وہ حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدیوں کو حکم دیا ہے کہ تم اپنے امام کے پیچھے جب کہ وہ بآواز بلند قرأت پڑھے سوائے الحمد کے اور کچھ نہ پڑھو کیونکہ جو الحمد نہ پڑھیگا اُس کی نماز نہ ہوگی اس حدیث پر جرح کی ہے، اس کے جواب میں گذارش ہے کہ جناب نے اپنی اسی کتاب کے ص۱۵ پر لکھا ہے، کسی اہل حق کا عقیدہ نہیں کہ امام ترمذیؒ و امام ابوداؤدؒ نے خلافِ شرع حکم کیا ہو، پس ثابت ہوا کہ ان بزرگ محدثین کی بات حق اور مطابق شرع ہوا کرتی ہے اب سنئے اس حدیث کو وارد کرکے امام ترمذیؒ فرماتے ہیں حَدِیْثُ عُبَادَۃَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ یعنے حضرت عبادہؓ والی یہ حدیث حسن ہے ملاحظہ ہو ترمذی شریف مطبوعہ میرٹھ ص۱۴۳ اسی طرح امام ابوداؤدؒ بھی اسے صحیح بتلاتے ہیں ملاحظہ ہو تلخیص ص۶ عبارت یہ ہے صَحَّحَہٗ اَبُوْ دَاؤُدَ یعنے امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے پھر آپ اس حدیث پر جرح کرنے والے کون؟ جبکہ خود لکھ چکے ہیں پھر اہل حق سے آپ خود الگ کیوں ہوئے؟ یہ دو بزرگ محدث ہی نہیں بلکہ امام دارقطنیؒ امام ابن حبانؒ امام حاکمؒ امام بیہقیؒ بھی اسے صحیح کہتے ہیں ملاحظہ ہو تلخیص کا یہی صفحہ، درایہ میں ہے اس کی سند کے کل راوی ثقہ ہیں نتائج الافکار میں ہے یہ حدیث حسن ہے۔ حافظ منذریؒ بھی اس پر سکوت کرکے امام ترمذیؒ کی تحسین پر مہر کرتے ہیں۔ مرقاۃ میں بھی اس کی صحت کے اقوال منقول ہیں۔ علامہ ابن الہمام جو حنفی مذہب میں مجتہد زمان ہیں فتح القدیر میں امام محمد بن اسحاقؒ پر سے ساری جرح اٹھا دیتے ہیں اور لکھتے ہیں ثِقَۃٌ ثِقَۃٌ لَا شُبْھَۃَ عِنْدَنَا یعنی یہ بالکل پورے ثقہ ہیں ہمارے نزدیک اسمیں کوئی شبہ نہیں، زیلعی حنفی جو حنفی مذہب کے رکن اعظم ہیں نصب الرایہ میں لکھتے ہیں کہ محمد بن اسحاقؒ

نے اپنے اُستاد مکحول سے یہ حدیث سُنی ہے اور یہ حدیث متصل صحیح ہے، مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی جو متاخرین حنفیہ کے سرگروہ ہیں سعایہ میں محمد بن اسحاق کی اس حدیث کو حسن بتلاتے ہیں بلکہ صحیح کہتے ہیں۔ شیخ سلام اللہ حنفی نے جو حنفیوں کے مسلّم بزرگ ہیں محلی میں اس کی ثقاہت بیان کی ہے اب اس کے بعد خلاصہ وار جواب سُنئے۔ حضرت مکحول کی نسبت جو آپ نے لکھا ہے کہ وہ مدلس ہیں اور عنعنہ سے روایت کرتے ہیں لیجئے جناب ہم آپ کو وہ حدیثیں دیتے ہیں جن میں حضرت مکحول راوی ہی نہیں مسند احمد میں یہی حدیث ہے اور اُس کے راوی یہ ہیں خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَائِشَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ حافظ ابن حجر اس سند کو حسن کہتے ہیں۔ ابن حبان میں بھی یہ حدیث ہے اُس کے راوی اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ ہیں۔ دارقطنی میں یہی حدیث مروی ہے اور اُس کی سند میں بجائے حضرت مکحول کے حرام بن حکیم ہیں اور اس سند کی نسبت امام دارقطنی فرماتے ہیں هٰذَا اِسْنَادٌ حَسَنٌ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ کُلُّهُمْ ایک اور سند بھی اس حدیث کی دارقطنی میں ہے اس میں حضرت مکحول کی متابعت کرنیوالے راوی حضرت عثمان بن ابی سودہ ہیں پس یہ کئی کئی متابعین ہوگئے اور اس متابعت نے آپ کی اُس جرح کے ٹکڑے ٹکڑے کردئے۔ مستدرک حاکم میں اُن کی متابعت کرنے والے عبداللہ بن عمرو ہیں۔ دارقطنی کی روایت میں مکحول کے متابع حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

چوتھا اعتراض اور اُس کے چار جوابات

دوسری بات آپ نے یہ لکھی ہے کہ اس میں اضطراب ہے کبھی تو یہ مرسل بیان ہوئی ہے اور کبھی مسند۔ اس کا جواب بھی سنئے۔ کسی حدیث کا مرسل اور مسند بیان ہونا باعث اضطراب نہیں، مسلم شریف کے مقدمہ میں ہے کہ یہ تو راویوں کی عام عادت ہے کہ کبھی حدیث کو مرسل بیان کردیتے ہیں اور کبھی مسند۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جہاں کہیں ایک ہی حدیث مرسل اور مسند مروی ہو وہاں ترجیح مسند کو دیجاتی ہے کیونکہ اس میں اثبات ہے اور اس میں نفی ہے اور بقاعدۂ اصول اثبات مقدم ہے نفی پر۔ اسی طرح مسند میں راوی کی زیادتی ہے مرسل سے اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہے چنانچہ امام نووی مقدمہ میں لکھتے ہیں وَاَمَّا اِذَا رَوَاهُ بَعْضُ الثِّقَاتِ الضَّابِطِیْنَ مُتَّصِلًا وَبَعْضُهُمْ مُرْسَلًا.... فَالصَّحِیْحُ..... اَنَّ الْحُکْمَ لِمَنْ وَّصَلَهٗ یعنی جب بعض ثقہ راوی کسی حدیث کو مسند فرمائیں اور بعض دوسرے ثقہ اس کو مرسل بیان کریں تو صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث

مسند اور موصول مانی جائے گی۔ (کیونکہ یہ زیادتی ثقہ کی ہے جو مقبول ہے) پس کسی حدیث کا معمول اور مرسل بیان ہونا موجب اضطراب نہیں پس آپ کی یہ جرح بھی ھَبَاءً مَّنْثُوْرًا ہو گئی۔

پانچواں اعتراض اور اُس کے چھ جوابات

پھر آپ کا فرمانا کہ محمد بن اسحٰق کا اس میں انفراد ہے یہ بھی غلط ہے بلکہ امام محمد بن اسحٰق کی متابعت زید بن واقد نے کی ہے جو شامی ہیں اور ثقہ ہیں۔ پھر ان کے علاوہ سعید بن عبدالعزیز ہیں اور زبیدی اور ابن جابر اور عبداللہ بن علاء وغیرہ یہ سب حضرات بھی امام محمد بن اسحٰق کے متابع ہیں۔ اور اس کا جواب یہ بھی ہے کہ انہی سے اسی قسم کی روایتیں خود حنفی مذہب نے لی ہیں اور ان پر اپنے مذہب کے مسائل کی بنا رکھی ہے جن میں سے بعض در اصل ٹھیک بھی نہیں۔ ملاحظہ ہو طحاوی میں انہی سے ایسی ہی روایت دس درہم پر ہاتھ کٹنے کی لی ہے اور ہدایہ میں مغرب کی جلدی پر انہی کی ایسی ہی حدیث سے دلیل پکڑی ہے۔ فتح القدیر میں انہی کی ایسی ہی حدیث کی صحت اذان میں نقل کی ہے۔ اسی طرح یہ بھی واضح رہے کہ امام ترمذیؒ لکھتے ہیں وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَاَنَسٍ وَّاَبِيْ قَتَادَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو یعنے اس باب میں علاوہ حضرت عبادہ بن صامت رضؓ کے حضرت ابوہریرہؓ حضرت عائشہؓ حضرت انسؓ حضرت ابوقتادہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے بھی روایت ہے۔ ملاحظہ ہو صحیح مسلم مسند احمد ابن ماجہ جزء القرأۃ بیہقی جزء القرأۃ بخاری ابن حبان طبرانی۔ پس یہ حدیث صریح ہے اس امر پر کہ مقتدی امام کے پیچھے الحمد پڑھ لیا کرے اور صحیح ہے جیسے کہ محدثین کی تصحیح بیان ہوئی۔ اور مرفوع ہے یعنے فرمان نبویؐ ہے پس حجت ہے تمام امت پر۔ اس کے سن لینے کے بعد جو نماز میں الحمد نہ پڑھیگا خواہ مقتدی ہو خواہ امام ہو خواہ اکیلا ہو اس کی نماز خدا کے نزدیک نماز نہیں اور مخالفت رسولؐ کی وجہ سے عاصی اور گنہگار ہے۔ کسی صحیح صریح مرفوع غیر مجروح حدیث سے الحمد کا امام کے پیچھے نہ پڑھنا ثابت نہیں۔ ایک میں ہی یہ نہیں کہتا لو آپ کو آپ کے گھر کا گواہ دوں آپ کے مذہب کی کتاب تعلیق الممجد ص۱۰۱ میں ہے لَمْ يَرِدْ فِيْ حَدِيْثٍ صَرِيْحٍ صَحِيْحٍ اَلنَّهْيُ عَنْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ یعنے کسی مرفوع صحیح حدیث میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کے پڑھنے کی ممانعت وارد نہیں ہوئی۔

چھٹا اعتراض اور اُسکے چھ جوابات

ناظرین کرام! سوگند بخدا تقلید جڑ ہے تمام برائیوں کی اور منبع ہے ندامت و رسوائی کا

اور مخزن ہے بے علمی اور جہالت کا دیکھو راجکوٹی مصنف نے مولوی رشید احمد کی اندھی تقلید کر کے لکھ مارا ہے کہ "اس حدیث میں نفی کے بعد استثنا ہے اور اس سے صرف اباحت ثابت ہوتی ہے اور اس پر جملہ محققین کا اتفاق ہے" میں کہتا ہوں مولوی صاحب علمی بات ساری کتاب میں ایک یہی تو آپ نے لکھی تھی گو وہ بھی کسی سے نقل ہی کی لیکن تاہم ایسی ٹھوکر کھائی کہ کسی چھوٹے موٹے گڑھے میں نہیں بلکہ سمندر میں اور وہ بھی سقوطرے میں گرے اور وہاں سے خدا جانے کہاں پہنچے۔ کیوں جی اگر بقول آپکے یہ قاعدہ کلیہ اور ضابطہ کلیہ صحیح ہے تو غالباً آپ کے نزدیک مسلمان ہی رہنا بھی فرض و واجب ہوگا بلکہ مستحب بھی نہ ہوگا صرف مباح ہوگا بلکہ درست ہی نہ ہوگا چنانچہ آگے چل کر آپنے نتیجہ یہی نکالا ہے کہ فاضل کی تقریر سے مقتدی پر فاتحہ کا پڑھنا درست نہیں"۔ خیر اب دیکھو قرآن کہتا ہے لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ نہ مرنا تم مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔ پس یہاں بھی نفی کے بعد استثنا ہے تو ثابت ہوا کہ آپ کے نزدیک اسلام پر مرنا ضروری نہیں بلکہ اسلام پر مرنا جائز ہی نہیں بلکہ اسلام پر مرنا درست ہی نہیں، کیونکہ ایسے ہی جملہ سے آپ نے الحمد کے ناجائز ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اس قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں دیجا سکتی ہیں لیکن آئیے میں آپ کے مذہب کے اصول کی کتاب توضیح تلویح کی سیر کراؤں جس میں لکھتے ہیں وَكَذَا بَعْدَ الْحَظْرِ اور لکھتے ہیں فَالْمُخْتَارُ اَنَّهٗ اَيْضًا لِلْوُجُوْبِ یعنی کسی شئی کی حرمت اور ممانعت کے بعد جو حکم ہو وہاں بھی مختار مذہب یہی ہے کہ وجوب ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ حدیث بلفظ حکم بھی ثابت ہے ملاحظہ ہو جزء القراۃ صحیح ابن حبان ابو یعلیٰ اور اوسط طبرانی جس میں یہ لفظ ہیں فَلَا تَفْعَلُوْا وَلْيَقْرَأْ اَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِيْ نَفْسِهٖ یعنی آپ نے مقتدیوں کو فرمایا "ایسا نہ کرو (یعنی الحمد کے سوا اور کچھ باواز بلند نہ پڑھو) تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ سورۂ فاتحہ چپکے چپکے پڑھ لیا کرے" علاوہ ازیں اس حدیث میں تو اس کے بعد کا یہ جملہ بھی ہے کہ اسے جو نہ پڑھے گا اس کی نماز نہ ہوگی یہ جملہ صاف بتا رہا ہے کہ سورۂ فاتحہ مقتدی کے لئے بھی رکن نماز ہے، علاوہ ازیں یہی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جزء القراۃ بیہقی میں منقول ہے اس میں نہی کا جملہ ہی نہیں صرف امر ہے کہ اِقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ سورۂ فاتحہ پڑھا کرو۔ مولوی صاحب مجھے تو واللہ رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ آخر ایک مصنف کو کچھ تو تمیز چاہئے۔ ایک طرف تو آپ مباح لکھتے ہیں کہ اس قاعدے کے مطابق الحمد کا پڑھنا مقتدی کو مباح ہوا پھر آگے چل کر صفحہ پر لکھتے ہیں درست نہیں۔ یہ تضاد پیدا کر کے بے نور بے معنی کلام کیوں کرتے ہیں؟

ساتواں اعتراض اور اُس کے دو جواب

ہمارا ناتجربہ کار مصنف اس کے آگے لکھتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور آیت اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ ناسخ ہے اُس بھولے بھالے انسان کو یہ بھی پتہ نہیں کہ ناسخ منسوخ کے بعد ہونا چاہیے یہاں تو برعکس معاملہ ہے یعنی آیت مکی ہے اور حضرت عبادہؓ والی حدیث والا واقعہ مدنی ہے۔ پس اگر اس باب میں ناسخ منسوخ مانا جائے تو حضرت عبادہؓ والی حدیث البتہ ناسخ ہو سکتی ہے بھلا مکی آیت مدنی واقعہ کی ناسخ کیسے ہو سکتی ہے؟ اور اُس کی مزید تقریر جواب نمبر ایک میں ملاحظہ ہو۔ پھر یہ بھی واضح ہو کہ حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی حدیث کا عمل بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی اسی پر رہا۔ چنانچہ ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ حضرت عبادہؓ امام کے پیچھے سورۂ الحمد پڑھا کرتے تھے۔

آٹھواں اعتراض اور اُس کے سات جوابات

اس کے بعد جناب نے بعض نام گنوائے ہیں کہ یہ حضرات بھی الحمد پڑھنے کے قائل نہیں، اس کی بابت گذارش ہے کہ مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے ذمے تو مولوی صاحب راجکوٹی نے محض افترا کیا ہے۔ ہم ان بزرگوں سے اور ان کے علاوہ اور بھی حنفی مذہب بزرگوں اور حنفی مذہب فقہ کی کتابوں سے اپنی کتاب "دلائل محمدی حصہ اول" میں ثابت کر آئے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ تو الحمد شریف امام کے پیچھے پڑھنے کے قائل ہیں، ملاحظہ ہو حجۃ اللہ۔ بلکہ آپؒ اپنے والد صاحب کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ بھی امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کے قائل تھے ملاحظہ ہو انفاس العارفین، اور آپ کے خاندان کا بھی یہی مذہب تھا چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں "سورۂ فاتحہ رکن نماز ہے"۔

اب ہم یہاں پر مولانا موصوف کا ایک مطول فتویٰ نقل کرتے ہیں جس سے اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر بہت صاف روشنی پڑے گی اور معلوم ہو جائے گا کہ الحمد کا پڑھنا صاف اور صریح اور بکثرت حدیثوں سے ثابت ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے حنفی بھائی شاہ صاحب کے دوٹوک فیصلے کے بعد اس مسئلہ میں کسی شک وشبہ میں نہ رہیں گے۔

ترجمہ فتوی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی

بن شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

سوال:- سورۂ فاتحہ پڑھنے مقتدی کو پیچھے امام کے بہ لحاظ حدیث کہ نماز نہیں ہوتی ہے مگر الحمد پڑھنے سے اور بلحاظ آیت جب پڑھا جائے قرآن چپکے رہو اور سنو کیا حکم ہوگا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ الحمد پڑھنا پیچھے امام کے منع ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض پڑھے نماز جائز نہیں کیا کرنا چاہئے اور کس کے فتوے پر عمل بہتر ہے؟

جواب:- پڑھنا سورۂ فاتحہ کا مقتدی کو امام کے پیچھے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک منع ہے اور امام محمد کے نزدیک امام کے آہستہ پڑھنے میں جائز بلکہ اولیٰ ہے اور نزدیک امام شافعیؒ کے بغیر سورۂ فاتحہ پڑھے نماز جائز نہیں اور نزدیک فقیر کے بھی قول امام شافعیؒ کا ترجیح رکھتا ہے اور بہتر ہے کیونکہ بلحاظ حدیث صحیح کہ نماز نہیں ہوتی مگر سورۂ فاتحہ سے نماز کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے اور قول امام ابوحنیفہؒ کا بجا وارد ہے کہ جس جگہ حدیث صحیح وارد ہو اور میری بات اس کے خلاف پڑے تو میرے قول کو نہ مانے اور حدیث پر عمل کرے اور حال آیۂ کریمہ کا یہ ہے کہ جس وقت امام دوسری سورت ملاوے مقتدی چپ رہے اور سنے نہ کہ سورۂ فاتحہ کے لئے کہ ام الکتاب ہے اور مستثنیٰ ہے مفہوم سے بعض حدیث صحیح کے اور علمائے محققین و محدثین و مفسرین نے اس باب میں بہت گفتگو کی ہے بالآخر تجویز یہ ہوئی کہ سورۂ فاتحہ پیچھے امام کے مقتدی پڑھے اس طور پر کہ جس وقت امام لفظ الحمد پڑھے مقتدی سنے اور کہے الحمد للہ آخر سورۃ تک اسی طور سے باہستگی ملاوے اور جب امام آمین پر پہنچے تو سب مقتدی پکار کر آمین کہیں اور اس باب میں صحیح بخاری میں بھی ایک حدیث وارد ہے اب شانِ نزول موافق بیان اور تحقیقات شیخ کامل شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی معلوم کرنا چاہئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے اور صحابہ بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور جس سورت کو آپ زور سے پڑھتے مقتدی بھی آہستہ اس کو پڑھتے جب سورۂ فاتحہ کو پڑھ کر سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى الخ شروع کیا صحابہؓ بھی بہ نظر اتباع پڑھنے لگے اسی اثناء میں یہ آیت نازل ہوئی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرأت امام کی قرأت مقتدی کی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت دوسری سورت کے منع میں نازل ہوئی نہ کہ سورۂ فاتحہ کے لئے اور پھر سب صحابہ پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سورۂ فاتحہ

ہمیشہ ادا کرتے رہے کبھی آپ نے منع نہیں فرمایا۔ پس لازم ہے کہ سورۂ فاتحہ کو مقتدی پیچھے امام کے پڑھا کریں تاکہ تابعداروں میں مفسرین اور محدثین کے داخل رہیں اور چھوڑنے میں سورۂ فاتحہ کے خلاف حدیث صحیح کا ہوگا۔ اور کیا تعجب ہے کہ صحت اس حدیث کی امام ابو حنیفہؒ کو نہ پہنچی ہو اور جبکہ صدہا اور ہزارہا علمائے محققین مثل امام بخاری و صاحب مسلم وغیرہ رحمہم اللہ کے صحت اُس کی ثابت ہوگئی چھوڑنے میں اس کے مطعون ہوگا۔" انتہی

اے حنفی مولویو! میں تمہاری خیر خواہی کرتے ہوئے تمہیں یہ بات بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ تم جو الحمد کو منسوخ ناجائز وغیرہ کہتے ہو یہ تمہارا اپنا مذہب ہو تو ہو امام صاحبؒ کا ہرگز یہ مذہب نہیں۔ دیکھو حنفی مذہب کے امام مولانا عبدالحی صاحبؒ امام الکلام میں فرماتے ہیں وَهٰذَا هُوَ الَّذِیْ اَتَرَجّٰی اَنْ یَّکُوْنَ مَذْهَبًا لَّهُمْ یعنے امام ابو حنیفہ امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنا مکروہ یا حرام نہیں بلکہ مجھے تو امید ہے کہ صرف اَوْلَوِیَّت کا اختلاف ہے وہ نہ پڑھنے کو صرف ترجیح دیتے ہیں۔" یہی امام ابن حبانؒ نے لکھا ہے کہ ان اماموں کے نزدیک مکروہ ناجائز حرام نہیں بلکہ صرف پسندیدہ امر نہ پڑھنا ہے۔ اَمَامُ الکلام میں ہے عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّهٗ لَا بَاْسَ بِاَنْ یَّقْرَاَ الْفَاتِحَةَ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبِمَا شَاءَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ظہر عصر کی نماز میں (مقتدی کو) سورۂ فاتحہ پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ فاتحہ کے سوا کچھ اور پڑھ لینے میں بھی۔" ناظرین کرام مطلع رہیں کہ الحمد شریف کے مقتدی کو پڑھ لینے کے اور مزید دلائل جو بالکل صاف ہیں ہم نے اپنے اسی رسالے صـ۴۶ میں بیان کئے ہیں وہاں اُنہیں دیکھ لینا چاہیئے۔ الحمد کی مخالفت سے جب راجکوٹی مصنف کو بدہضمی ہوگئی تو اب اُس نے منہ کا مزہ بدلنے کے لئے آمین کی طرف توجہ کی ہے

پکار کر آمین نہ کہنے کے دلائل کی تردید

حنفیوں کی پہلی دلیل کے دس جوابات

(۱) اس کی بابت راجکوٹی مصنف نے پہلے تو لکھا ہے کہ آمین کے دعا ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہے۔" حالانکہ یہ غلط ہے۔ تفسیر معالم میں ہے قَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ اِسْمٌ مِّنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَقِیْلَ هُوَ طَابَعُ الدُّعَاءِ وَقِیْلَ هُوَ خَاتَمُ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهٖ اور ابو داؤد میں ابو زہیر نمیریؓ سے مروی ہے اِنَّ اٰمِیْنَ مِثْلُ الطَّابَعِ عَلَی الصَّحِیْفَةِ تفسیر بیضاوی میں

حضرت علیؓ سے مروی ہے اٰمِیْنَ خَاتَمُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنے آمین اللہ کا نام ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ دعا کی مہر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ کی مُہر ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ ایسا ہے جیسا خط پر مُہر اور ایک قول یہ ہے کہ رب العالمین کی یہ مُہر ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ جنت کے ایک درجے کا نام ہے (فتح الباری) اور ابن شاہین اپنی کتاب السُّنہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت میں آمین قرآن کا لفظ ہے۔ علاوہ اس کے اور اقوال بھی ہیں پھر کسی بھولے انسان کا یہ دعویٰ کہ آمین کے دعا ہونے میں کسی کو انکار نہیں کس قدر مضحکہ انگیز ہے؟ لے جناب سنو! خود امام ابو حنیفہ صاحبؒ بھی آمین کو دعا نہیں کہتے آپ کے مذہب کی کتاب مبسوط میں ہے رُوِیَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ اَنَّہٗ قَالَ لَا یَقُوْلُ الْاِمَامُ اٰمِیْنَ اِنَّمَا یَقُوْلُ الْمَأْمُوْمُ وَذٰلِکَ لِاَنَّ الْاِمَامَ دَاعٍ وَالْمَأْمُوْمَ مُسْتَمِعٌ اِنَّمَا یُؤْمَرُ الْمُسْتَمِعُ لَا الدَّاعِیْ کَمَا فِیْ سَائِرِ الْاَدْعِیَۃِ خَارِجَ الصَّلٰوۃِ۔ یعنی امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ امام آمین نہ کہے صرف مقتدی کہیں اس لئے کہ امام تو دعا کرنے والا ہے سُننے والا مقتدی ہے اور سُننے والے کو آمین کہنا چاہیئے نہ کہ دعا مانگنے والے کو جیسے اُن دُعاؤں کا حال ہے جو نماز کے باہر ہیں؛ پس صاف ثابت ہوا کہ آمین دعا نہیں ورنہ اس سے امام کو نہ روکا جاتا کیونکہ اُسے دعا مانگنے والا مانا گیا ہے مقتدی چونکہ دُعا کرنے والا نہیں اس لئے آمین جو دعا نہیں وہ اسے کہہ لے مفتی ہفیاوی بھی یہی لکھتے ہیں پس خود امام صاحب کے نزدیک آمین دعا نہیں یہ عجب اندھیر ہے کہ مدعی سُست اور گواہ چست، اس سے یہ قول باطل ہوگیا کہ آمین کے دعا ہونے میں سب کا اتفاق ہے۔ در اصل یہ مصنف صاحب کے علم کا قصور ہے جو ایسے بے دلیل دعوے کر بیٹھتے ہیں۔ مؤطا محمد میں ہے فَاَمَّا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ فَقَالَ ... وَلَا یُؤَمِّنُ الْاِمَامُ یعنے امام آمین نہ کہے۔ علاوہ ازیں اور سنئے یہی حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ جن سے آپ نے آمین کے دعا ہونے کا قول نقل کیا ہے فرماتے ہیں اور اُسی صحیح بخاری شریف میں یہ روایت بھی موجود ہے جس سے آپ نے وہ قول نقل کیا ہے اور خیانت کر کے آپ نے حضرت عطاؒ کا آدھا قول نقل کیا اور آدھے کو چھوڑ دیا اس جملہ کے بعد ہی جسے آپ نے نقل کیا یہ جملہ ہے اٰمَّنَ ابْنُ الزُّبَیْرِ وَمَنْ وَرَاءَہٗ حَتّٰی اِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّۃً یعنے حضرت عطاؒ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے پیچھے کے لوگ یعنے امام اور مقتدی آمین کہتے تھے یہاں تک کہ مسجد گونج اٹھتی تھی (بخاری) یعنے اس قدر بلند آواز سے آمین کہتے کہ مسجد گونج اٹھتی، اور یہی حضرت عطاؒ فرماتے ہیں اَدْرَکْتُ مِائَتَیْنِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّآلِّیْنَ سَمِعْتُ لَھُمْ رَجَّۃً بِاٰمِیْنَ ۝ (فتح بحوالہ بیہقی) یعنے میں نے اسی مسجد (بیت اللہ شریف) میں دو سو صحابیوں کو پایا کہ جب امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہتا تو میں سُنتا کہ اُن کی آمین کی آوازیں گونج پیدا کر دیتی تھیں یہ ایک حدیث قائم مقام دو سو حدیثوں کے ہے کیونکہ دو سو صحابیوں سے اونچی آواز سے آمین کہنا ثابت کر رہی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ حضرت امام عطاؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اُستاد مشہور ہیں۔

حنفیوں کی آہستہ آمین کی دوسری دلیل کے ستائیس ۲۷ جوابات

(۲) اس کے بعد جناب نے آیتِ قرآن اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً وارد کی ہے یعنی پکارو اپنے رب کو اس حال میں کہ عاجزی کرنے والے ہو اور پوشیدہ،، مطلب آپکا یہ ہے کہ آمین دعا ہے اور ہر دعا کو آہستہ پڑھنے کا خدا کا حکم ہے تو آمین بھی آہستہ کہنی چاہئے، اس کی بابت سُنئے اوّل تو تضرّعًا کے معنیٰ جو جناب نے لکھے ہیں اُس کے علاوہ اور مطلب بھی مروی ہے۔ سُنئے تفسیر عباسی میں ہے اَیْ عَلَانِیَۃً یعنے پکارو اپنے رب کو ظاہر اور پوشیدہ یعنے بلند آواز سے اور آہستہ آواز سے پس جبکہ تضرعًا کی تفسیر علانیۃً مروی ہے تو ثابت ہو گیا کہ آمین اونچی بھی کہنی چاہئے اور نیچی بھی۔ یہی مذہب اہلحدیث کا ہے کہ جن نمازوں میں اونچی آواز سے قرأت پڑھی گئی ہے اُن میں آمین بھی اونچی کہے اور جن میں پست پڑھی گئی ہے اُن میں آمین پست آواز سے کہنی چاہئے۔ یہی تفسیر تفسیر کلیمی میں ہے تَضَرُّعًا عَلَانِیَۃً۔ تفسیر زاہدی میں ہے اے ہم بہ ظاہر و ہم باطن۔ تفسیر حسینی میں ہے از روئے زاری بہ آشکارا۔ تفسیر جلالین میں ہے تَدْعُوْنَہٗ تَضَرُّعًا عَلَانِیَۃً۔ اور تفسیر مدارک میں آیت تَدْعُوْنَہٗ تَضَرُّعًا کی تفسیر میں ہے مُعْلِنِیْنَ الضَّرَاعَۃَ۔ بیضاوی میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے مُعْلِنِیْنَ وَمُسِرِّیْنَ اَوْ اِعْلَانًا وَّاِسْرَارًا۔ تفسیر معالم میں ہے اَیْ عَلَانِیَۃً ان حوالوں سے خوب واضح ہو گیا کہ اگر اس آیت کو دعا کے بارے میں بھی مان لی جائے تو بھی اس میں خفیہ علانیہ دونوں موجود ہیں۔ مولوی صاحب یاد رہے کہ تضرّعًا کے مفہوم میں اعلان لغتًا بھی ہے پس آپ حضرات کا اس سے استدلال کرنا بالکل نادرست ہے۔ بلکہ میں بتاؤں کہ اس آیت کے علاوہ قرآن پاک میں ایک اور آیت بھی ہے جس سے اونچی آواز سے آمین کہنا ثابت ہوا ارشاد ہے وَلَا تَجْھَرْ بِصَلٰوتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو آیت کا مطلب یہ

ہوا کہ نہ تو دعا کو بہت بلند آواز سے مانگو نہ بہت پست آواز سے۔ بلکہ درمیانہ اونچی آواز سے دعا مانگا کرو ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر جلد ۶ صفحہ ۱۱۶ میں ہے اِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الدُّعَاءِ۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے نَزَلَتْ فِي الدُّعَاءِ یعنے یہ آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے حضرت مجاہدؒ سعید بن جبیرؒ ابو عیاض مکحولؒ عروہ بن زبیرؒ حضرت عبداللہ بن شدادؓ سے بھی یہی مروی ہے کہ یہ آیت دعا کے بارے میں ہے، اور سنئے اگر آپ کی پیش کردہ آیت کو دعا کے دل میں پڑھ لینے کے بارے میں ہی مان لیا جائے تو ہر دعا کو دل میں پڑھنا فرض اور اونچی آواز سے پڑھنا حرام ہوگا حالانکہ آمین کے علاوہ بیسیوں دعائیں ہیں جنکو خود حنفی اونچی آواز سے پڑھتے ہیں سُنئے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ سے وَلَا الضَّالِّينَ تک دعا ہے اور اُسے حنفی امام بھی بلند آواز سے تین نمازوں میں پڑھتا ہے پھر اُسے کیوں نہیں روکا جاتا؟ اور سنئے شامی جلد اول صفحہ ۴۹۶ میں ہے اِذَا جَهَرَ یعنے فرض نماز میں دعا قنوت جب امام بآواز بلند پڑھے فرمائیے یہاں اس آیت پر عمل کیوں نہیں کیا جاتا اور آواز کیوں نہیں دبائی جاتی؟ اور حرمت کا کام کیوں کیا جاتا ہے؟ علاوہ اس کے تمام حنفیہ عموماً اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ آخر تک نمازوں کے بعد بلند آواز سے کیوں پڑھتے ہیں؟ کیا یہ دعا نہیں؟ اور کیا بقول آپ کے ہر دعا کو خفیہ پڑھنے کا حکم نہیں؟ یا صرف آمین سے ہی حسد ہے، اسی طرح صرف راجکوٹ ہی نہیں سارے کاٹھیاواڑ میں فرض سنت وغیرہ سے فارغ ہو کر امام اونچی اونچی آواز سے چیخ چیخ کر دعائیں مانگتا ہے اور سب لوگ ہاتھ اُٹھا کر اُس کے پیچھے آمین آمین کہتے رہتے ہیں اور وہ بھی عموماً بلند آواز سے ہی کہتے ہیں فرمائیے یہ حرام کیوں ہو رہا ہے؟ پھر اُس کے بعد دوسرا فاتحہ پڑھتے ہیں جو محض بدعت ہے اور حنفی مذہب کی کسی فقہ کی کتاب میں بھی اس کا وجود بھی نہیں افسوس یہ ملا مولوی ان بدعتوں کو تو نہیں روکتے اور یہ سنت انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی اس کے حسد میں آتش زیر پا ہو رہے ہیں۔ حنفی دوستو! اس آیت کا مطلب تم نے ہی سمجھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سمجھے تھے آپنے خود آمین اونچی کہی آپ کے صحابہؓ نے کہی تابعینؒ نے کہی قرآن کی یہ آیت موجود تھی پھر کیا اس کا مطلب اللہ کے نبیؐ سمجھے ہی نہ تھے؟ ذرا غور کرو اور اپنے ایمان کو ٹٹولو اگر واقعی آیت میں آمین آہستہ کہنے کا حکم ہوتا تو پھر اللہ کے رسولؐ اللہ کے فرمان کا خلاف کیوں کرتے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ صرف آمین بلکہ اور بھی بہت سی دعاؤں کا بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے۔ حضرت ام سعیدؓ فرماتی ہیں میں نے سُنا حضورؐ یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي (بیہقی) حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں میں نے سُنا

آپ یہ دعا مانگتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْکُفْرِ الخ (نسائی) اور بھی اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں پس آیت اپنے عموم پر نہ رہی اور آمین کو اونچی آواز سے کہنا حضورؐ سے ثابت ہے پس اس سے وہ بھی مستثنےٰ اور مخصوص ہوگیا، اسی طرح قرآن پاک کی وہ تمام دعائیں جو قرأۃ پڑھنے میں آتی ہیں سب جہری نمازوں میں جہر سے پڑھی جاتی ہیں۔ عینؒ حالتِ نماز میں جہری اور سری دونوں میں خود نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ اٹھا کر اونچی آواز سے دعا کا مانگنا بالکل صحیح حدیثوں سے ثابت ہے ملاحظہ ہو بخاری مسلم کی قنوت کی حدیثیں۔

حنفیوں کی پست آمین کی تیسری دلیل کے بیس جوابات

(۳) راجکوٹی رسالے میں اور دلیل یہ دی ہے کہ حضورؐ نے "کہا آمین پس آہستہ کہا آپ نے آمین کو حدیث حسن اور صحیح ہے" مجھے خیال آتا ہے کہ آخران لوگوں کو خدا کا ڈر بھی ہے یا نہیں؟۔ حدیث کے الفاظ نقل نہ کر کے اپنی حسب منشا ترجمہ کر دیا ہے جو الفاظِ حدیث میں نہیں۔ اور یہ صرف اس لئے کہ الفاظ کا صحیح ترجمہ ہی اس دلیل کو حنفیہ کے لئے دلیل نہیں رہنے دیتا، پھر لکھدیا کہ حسن صحیح ہے، حالانکہ امام ترمذی رحمہ نے نہ اسے صحیح کہا ہے نہ حسن کہا ہے۔ صحیح اور حسن تو ایک طرف امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یَقُوْلُ حَدِیْثُ سُفْیَانَ اَصَحُّ مِنْ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ فِیْ ھٰذَا وَاَخْطَأَ شُعْبَۃُ فِیْ مَوَاضِعَ مِنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَ عَنْ حُجْرٍ اَبِی الْعَنْبَسِ وَاِنَّمَا ھُوَ حُجْرُ ابْنُ الْعَنْبَسِ وَکُنْیَۃُ اَبَا السَّکَنِ وَزَادَ فِیْہِ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ وَلَیْسَ فِیْہِ عَنْ عَلْقَمَۃَ وَاِنَّمَا ھُوَ حُجْرُ بْنُ عَنْبَسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَقَالَ وَخَفَضَ بِھَا صَوْتَہٗ وَاِنَّمَا ھُوَ مَدَّ بِھَا صَوْتَہٗ۔ یعنے امام ترمذیؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت امام محمد (بخاری) رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ اس مسئلہ میں حضرت سفیانؒ والی حدیث (جس میں اونچی آواز سے آمین کہنا ہے) زیادہ صحیح ہے بہ نسبت شعبہؒ کی حدیث کے بلکہ شعبہؒ نے تو اس حدیث کے بیان کرنے میں کئی غلطیاں کی ہیں حجر ابو العنبس کہا ہے حالانکہ اصل میں حجر بن عنبس ہے اور ان کی کنیت ابو السکن ہے۔ اسی طرح علقمہ بن وائل کا وہ ذکر کرتے ہیں حالانکہ دراصل سند میں حضرت علقمہ ہیں ہی نہیں اور غلطی یہ ہے کہ کہتے ہیں آمین کے ساتھ اپنی آواز کو پست کی حالانکہ دراصل یوں ہے کہ آمین کے ساتھ اپنی آواز بلند کی، پس امام ترمذیؒ تو اس حدیث کو بالکل خطا اور غلط کہتے ہیں اور مصنف حسن صحیح لکھتے ہیں۔ اب میں خود آپ کو آپ کی اگلی تحریر یاد دلاتا ہوں جو آپ نے اپنی اسی کتاب

کے صہ ۱۶ پر لکھی ہے مطلب یہ ہے کہ اہل حق میں سے کوئی ان بزرگ محدثین پر خلافِ حق کا الزام نہیں لگا سکتا پس یہ حدیث تو پایۂ اعتبار سے گر گئی۔ ہاں البتہ بلند آواز سے آمین کہنے کی حدیث کو امام ترمذیؒ حسن لکھتے ہیں۔ اسی طرح آپ کے مذہب کی کتاب عمدۃ الرعایہ میں پست آواز کی آمین کی نسبت لکھا ہے اِنَّ فِیْ سَنَدِہٖ خَدْشَۃً وَخَطَأً مِّنْ شُعْبَۃَ اَحَدِ رُوَاتِہٖ وَالصَّحِیْحُ فَجَھْرُھَا یعنے اسکی سند میں خدشہ اور خطا ہے شعبہ کی طرف سے اور صحیح یہ ہے کہ بلند آواز سے آپنے آمین کہی۔ اور آپ کے مذہب کے مجتہد امام ابن الہمام نے ہدایہ کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ منقطع اور معلول ہے۔ اور لکھتے ہیں وَقَدْ رَوَی الْبَیْھَقِیُّ عَنْ شُعْبَۃَ فِی الْحَدِیْثِ رَافِعًا صَوْتَہٗ یعنے بیہقی میں انہی حضرت شعبہؒ سے یہ روایت مروی ہے اور اُس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپنے آمین کے ساتھ اپنی آواز بلند کی۔ اسی طرح لکھتے ہیں کہ علقمہ نے اپنے باپ سے نہیں سُنا کیونکہ اِنَّہٗ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِیْہِ بِسِتَّۃِ اَشْھُرٍ یعنے وہ تو اپنے باپ کے انتقال کے چھ مہینے بعد پیدا ہوئے پھر اپنے باپ سے کیسے سنتے؟ اسی طرح آپ کے مسلّم بزرگ بحر العلوم ارکانِ اربعہ میں لکھتے ہیں وَھُوَ ضَعِیْفٌ جِدًّا یعنے یہ حدیث بالکل ضعیف ہے۔

علاوہ ان باتوں کے ایک یہ بات بھی یاد رکھئے کہ راوی حدیث کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کی جس سے صاف ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ راوی نے آپ کا آمین کہنا سُنا نہ سنتے تو کس طرح کہتے کہ آپ نے آمین کہی کوئی شخص دل میں جو چاہے کہہ لے دوسرے کو کیا خبر کہ کیا کہا؟ پس حنفیہ جو کہتے ہیں کہ دل میں آمین کہہ لے اُن کے پاس دراصل کوئی ٹوٹی پھوٹی دلیل بھی نہیں کیونکہ اس حدیث سے بھی آمین باوازِ بلند کہنا ثابت ہوتا ہے۔ اب جو راوی کا بیان ہے کہ اس کے ساتھ آواز پست کی اس کے یہ معنی ہیں کہ جس بلند آواز سے آپ قرأت پڑھ رہے تھے اُس قدر بلند آواز سے آمین نہیں کہی بلکہ قدرے اُس سے پست آواز تھی۔ اور اگر دل میں ہی کہہ لیتے تو نہ کوئی سُنتا نہ آگے بیان کرتا۔ دوسری روایت میں صاف آچکا کہ یہ آواز آپ کی اتنی بلند ہوتی تھی کہ پہلی صف کے لوگ سُن لیا کرتے تھے گو کبھی کبھی بہت بلند آواز سے بھی کہنا مروی ہے جیسے کہ ابن راہویہ نے روایت کی ہے کہ آپ اس زور سے آمین کہتے کہ عورتیں بھی سن لیتیں۔ اس بات کی اور دلیل کہ شعبہ والی روایت میں راوی نے آمین سُنی۔ دار قطنی کی یہ حدیث ہے کہ سَمِعْتُہٗ حِیْنَ قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِھَا صَوْتَہٗ یعنے میں نے سنا کہ حضورؐ نے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہہ کر

آمین کہی اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کی۔ پس صاف روشن ہوگیا کہ پست آواز کے یہی معنے ہیں کہ بہت بلند آواز نہ تھی بلکہ درمیانہ آواز تھی۔ اور یہی آپ کے مجتہد ابن الہمام نے بھی فتح القدیر میں لکھا ہے (ملاحظہ ہو میری کتاب دلائل محمدی حصہ اول)۔ ناظرین یہ نہ بھولیں کہ مصنف صاحب نے خود اسی حدیث کو وارد کی ہے۔ جملہ فَسَمِعْتُہٗ کے معنے ہی ہضم کر گئے کیونکہ اس سے بھرم کھل جاتا تھا۔ اور ہاں مولانا یہ تو فرمائیے کہ آپ کو اس حدیث سے کیا فائدہ؟ آپ کے امام صاحب کا تو یہ مذہب ہے کہ امام سرے سے آمین کہے ہی نہیں نہ پست نہ بلند جیسا کہ پہلے گذرا۔ اور موطا محمد میں بھی مذکور ہے بلکہ آپکے مذہب میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ مقتدی بھی ان نمازوں میں آمین نہ کہے جن میں پست قرأت پڑھی جاتی ہے گو امام سے سُن بھی لے، ملاحظہ ہو شامی جلد اول صفحہ ۳۶۲۔ بلکہ اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے کہ اگر امام نے بلند آواز سے قرأت پڑھی ہو اور مقتدی نے دور ہونے کی وجہ سے نہ سنی ہو تو وہ مقتدی بھی آمین نہ کہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں مَنْ کَانَ بَعِیْدًا عَنِ الْاِمَامِ لَا یَسْمَعُ قِرَاءَتَہٗ اَصْلًا لَا یُؤَمِّنُ

بلند آواز کی آمین کی دلیل پر اعتراض اور اُسکے چھ جوابات

ہاں جناب یہ آپنے کیا لکھدیا کہ آمین اونچی آواز سے کہنے کی حدیث میں اضطراب ہے۔ کیونکہ وائل بن حجر سفیان سے روایت کرکے یہ الفاظ بیان کرتا ہے۔ اور شعبہ سے جو روایت کرتا ہے اُس میں لفظ "خُفْیًا صَوْتَہٗ" ہے۔ اولاً تو بندۂ خدا یہ خُفْیًا کیا لفظ ہے؟ صحیح لفظ خَفِیٌّ ہے پھر اسکے کیا معنے کہ وائل بن حجر سفیان سے روایت کرتا ہے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ تو صحابی ہیں اور حضرت سفیان رحمہ اللہ تو اُن کے شاگرد کے شاگرد ہیں آپ نے اُنہیں صحابی کا اُستاد بنا دیا۔ اتنی تو آپ کو اور آپ کے سارے معاونین کو تمیز نہیں اور چلے ہو حنفی مذہب کی حمایت میں رسالے لکھنے کو۔ خود تیرنا نہیں جانتے اور حنفی مذہب کی منجدھار میں پڑی ہوئی ناؤ کو سخت طوفان سے بچانے کیلئے چلے ہیں فَسُبْحَانَہٗ مَا اَعْظَمَ شَانَہٗ۔ اور غضب دیکھئے کہ حضرت سفیان کا شاگرد ایک صحابی کو بنا کر پھر اُنہیں حضرت شعبہؒ کے شاگرد بتلاتے ہیں فَافْقَلِمْ۔ پھر اس سمجھ پر خدا کی مار کہ ایک لفظ دو طرح سے مروی ہو نیکو یہ اور ان کے بڑے اضطراب بتاتے ہیں حالانکہ دوسرا طریقہ اور دوسرا لفظ ثابت ہی نہیں وہ تو صرف شعبہؒ کی خطا ہے۔ جیسے ہم اوپر لکھ آئے اور خود شعبہؒ قائل ہیں۔ پس آمین اونچی کہنے کی حدیث میں کوئی اضطراب نہیں۔ پھر ان کی جرأت دیکھئے جھٹ سے لکھ مارا کہ جملہ محققین کے نزدیک یہ حدیث ناقابلِ استدلال ہے۔ کیوں بھائی جن حضرات نے اس کی صحت کی جن حضرات نے اس سے

مسئلہ لیا کیا وہ سب آپ کے نزدیک محقق نہ تھے؟ آپ کے ہم مذہب بزرگوں کے اقوال کچھ تو اوپر نقل کر دئے ہیں کچھ دلائل محمدی حصہ اول میں بھی گذر چکے ہیں امام ترمذیؒ وغیرہ محدثین کے اقوال بھی نقل ہو چکے ہیں کیا وہ سب آپکے نزدیک محققین میں سے نہیں؟ امام ترمذیؒ کہتے ہیں بہت سے صحابہ بہت سے تابعین اور بہت سے اُن کے بعد والے کہتے ہیں کہ آمین اونچی آواز سے کہنی چاہئے پست نہ کہے وَبِہٖ یَقُوْلُ الشَّافِعِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحٰقُ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور امام اسحاقؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ پس اس حدیث سے استدلال کرنے والے یہ تمام صحابہ تابعین تبع تابعین، اور ائمہ دین سب کے سب آپ کے نزدیک محقق نہ تھے؟۔ پہلے تو آپ ان تمام حضرات کو ناسمجھ نادان وغیرہ لکھ چکے ہیں یہاں یہ لکھا اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صحابی کو تو تکار سے یاد کیا اور اس جہالت پر تو بار بار ہنسی آتی ہے کہ وائل سفیان سے روایت کرتا ہے اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی کسی کے دادا سے کہے کہ تیرا باپ تیرا پوتا ہے، واہ رے علمیت!

حنفیہ کی پست آمین کی چوتھی مکرر دلیل اور اُسکے پانچ جوابات

(۴۱) دلیلوں کا نمبر بڑھانے کے لئے پھر مصنف صاحب نے اسی حدیث کو بحوالہ دار قطنی نقل کر دیا اور ایک کو دو بنانے کی اور دوسروں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی چال چلی حالانکہ امام دار قطنیؒ نے بھی اس حدیث کو وار دکر کے امام ترمذیؒ کی طرح لکھدیا ہے وَھِمَ فِیْہِ یعنے شعبہؒ کو اسمیں وہم ہو گیا ہے۔ اور آمین اونچی آواز سے کہنے کی حدیث وار دکر کے امام دار قطنیؒ لکھتے ہیں ھٰذَا صَحِیْحٌ یعنے یہ حدیث صحیح ہے۔ پھر دوسری روایت اونچی آواز سے آمین کہنے کی وار دکر کے لکھتے ہیں ھٰذَا اِسْنَادٌ صَحِیْحٌ یعنے اس کی اسناد صحیح ہے۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ والی روایت نقل کی ہے جس میں بلند آواز سے آمین کہنا مروی ہے اُس کی بابت لکھتے ہیں ھٰذَا اِسْنَادٌ حَسَنٌ یہ اسناد حسن ہے، پھر آپ فرماتے ہیں کہ اسی پر عمل درآمد ہے مذہب حنفی کا، اس کی بابت گذارش ہے کہ حنفی مذہب کے بزرگ تر لوگوں سے میں نے اپنے رسالے دلائل محمدی حصہ اوّل میں اس کے خلاف ثابت کیا ہے، مزید سنئے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی حنفی اپنے فتاوی رشیدیہ جلد اول صفحہ ۶ میں اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی غیر مقلد ہمارے پاس کھڑا ہوا رفع یدین یا آمین بالجہر کرتا ہو تو اس کے پاس کھڑا ہونے سے ہماری نماز میں تو کچھ خرابی نہ آئے گی؟ آپ لکھتے ہیں "کچھ خرابی نہ آئیگی ایسا تعصب اچھا نہیں وہ بھی عامل بالحدیث ہیں"۔ ناظرین کرام مولوی صاحب راجکوٹی کے

ترکش کے تیر ختم ہوئے اور آپ نے دیکھ لیا کہ ایک بھی حدیث صریح صحیح مرفوع وہ ایسی پیش نہیں کر سکے جس میں ہو کہ آمین دل میں کہہ لیں۔ اب میں یہاں پر ایک پُرمغز تحریر لکھتا ہوں یقین ہے کہ اس سے ہمارے حنفی بھائی عبرت حاصل کرینگے۔

اس امت کے یہود

کون نہیں جانتا کہ آمین کہنے کی کس قدر فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ کہے تو تم آمین کہو جس کی آمین کی آواز فرشتوں کی آمین سے موافقت کر جائے اس کے تمام اگلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں (بخاری مسلم) بعض بزرگوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آمین اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، طبرانی کی ایک حدیث میں ہے کہ آمین کہنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ ابو یعلیٰ میں حدیث ہے کہ آمین نہ کہنے والا ایسا ہے جیسے ایک شخص مجاہدین کے گروہ میں ہو اور مالِ غنیمت کا حصہ نہ پائے ایک اور روایت میں ہے کہ آمین میرے سوا کسی نبی کو نہیں دی گئی ہاں البتہ حضرت ہارون ؑ نے حضرت موسیٰ ؑ کی دعا پر آمین کہی تھی (ابن خزیمہ) مگر تاہم مسلمانوں میں آج ایک فرقہ موجود ہے جو آمین کی آواز سے چڑتا ہے طبلے کی تھاپ سارنگی کے سُر باجوں کی آوازیں گو بھلی معلوم ہوتی ہوں لیکن آمین کی آواز کلیجے پر تیر کا کام دیتی ہے۔ ایسے لوگوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ .... وَالتَّأْمِينِ (ابن ماجہ) یعنے یہودی آمین پر جسقدر تمہارا حسد کرتے ہیں کسی اور چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے، مسند امام احمد کی حدیث میں یہ لفظ ہیں وَ عَلٰى قَوْلِنَا خَلْفَ الْإِمَامِ اٰمِيْنَ ۝ یعنے ہمارا امام کے پیچھے آمین کہنا یہودیوں کو برا لگتا ہے طبرانی میں یہ الفاظ ہیں وَقَوْلِهِمْ خَلْفَ اِمَامِهِمْ فِي الْمَكْتُوْبَةِ اٰمِيْنَ ۝ یعنے یہ حاسد یہودی مسلمانوں کے اپنے امام کے پیچھے فرض نمازوں میں آمین کہنے سے جسقدر چڑتے ہیں اُس سے زیادہ کسی اور چیز سے نہیں چڑتے۔ ظاہر ہے کہ جب تک آمین کی آواز کان میں نہ پڑے نہ اُسے کوئی سُن سکتا ہے نہ اس پر حسد کر سکتا ہے نہ اس سے چڑ سکتا ہے۔ پس ان احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آمین سے چڑنے والے اسے بُرا ماننے والے یہود ہیں۔ ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے فَمَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلٰى اٰمِيْنَ فَاَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ اٰمِيْنَ یعنے یہودیوں نے تمہارا حسد کسی چیز پر اتنا نہیں کیا جتنا آمین پر تم بھی آمین بکثرت کہا کرو۔

میں اپنے اس مضمون میں صرف یہ ثابت کرنا نہیں چاہتا کہ آمین اونچی آواز سے کہنی چاہئے بلکہ

میرا مطلب اس وقت یہ ہے کہ جو لوگ آمین کی آواز سے چڑتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں انہیں بتاؤ کہ آمین کی چڑ نے انہیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے؟۔ اکثر اس آواز کو ناپسند کرنے والے مقلد حنفی ہیں جو صرف اسی ایک مسئلہ پر لڑتے جھگڑتے ہیں مار پیٹتے ہیں مقدمات قائم کرتے ہیں مساجد سے اہل حدیث کو نکالتے ہیں ان مقلدین حاسدین کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنئے حضورؐ فرماتے ہیں عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَیَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رِجَالٌ یَّدْعُوْنَ النَّاسَ اِلٰی اَقْوَالِ اِمَامِهِمْ وَدُعَاتِهِمْ وَیَحْسُدُوْنَ الْمُسْلِمِیْنَ عَلَی التَّاْمِیْنِ خَلْفَ الْاِمَامِ اُولٰٓئِكَ یَهُوْدُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اُولٰٓئِكَ یَهُوْدُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اُولٰٓئِكَ یَهُوْدُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ (رواہ ابن قطان) وصححہ ابن السکن (جمع الجوامع للسیوطی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں ایسے لوگ ہونگے جو لوگوں کو اپنے امام کے اقوال کی طرف اور اپنے بزرگوں کے اقوال کی طرف بلائیں گے اور مسلمانوں سے امام کے پیچھے آمین کہنے پر حسد کرینگے یاد رکھو یہ لوگ اس امت کے یہودی ہیں یہ لوگ اس امت کے یہودی ہیں یہ لوگ اس اُمت کے یہودی ہیں۔

برادران! آپ کو قسم ہے ایک مرتبہ اور اس حدیث کو پڑھ جائیے اور دیکھئے کہ اس کا مصداق کون فرقہ ہے؟ کیا حنفی مذہب حضرات آمین سے نہیں چڑتے؟ کیا وہ لوگوں کو اپنے امام ابوحنیفہؒ اور اپنے بزرگ کتب فقہ کے مصنفین کے اقوال کی طرف نہیں بلاتے؟ پھر کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی مسلمان رہے؟ سُنئے ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں ہم حضورؐ کی خدمت میں ایک روز بیٹھے ہوئے تھے کہ فَخَطَّ خَطًّا وَّخَطَّ خَطَّیْنِ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَخَطَّ خَطَّیْنِ عَنْ یَّسَارِهٖ ثُمَّ وَضَعَ یَدَهٗ فِی الْخَطِّ الْاَوْسَطِ فَقَالَ هٰذَا سَبِیْلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ آپ نے ایک خط کھینچا اور دو خط اس کے دائیں جانب کھینچے اور دو خط اُس کے بائیں طرف کھینچے پھر اپنا ہاتھ بیچ والی لکیر پر رکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ کی سیدھی راہ یہی ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ میری سیدھی راہ یہی ہے تم اسی کی پیروی کرو اور راستوں پر نہ لگو ورنہ خدا کی راہ سے بہک جاؤ گے۔

میرے بھائیو! کیا اتنی صاف بات بھی ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایک سیدھی لکیر کو راہِ خدا بتلانا پھر ٹیک

چار لکیریں اس کے ارد گرد کھینچنا اور ان چاروں کو بہکنے اور بھٹکنے کی راہیں بتانا کیا اس مصلحت کو ظاہر نہیں کرتا جو چار لکیروں میں تھی؟ خیر میرا مقصد تو یہ تھا کہ یہ یہودیت ہے کہ اپنے امام کی رائے قیاس پر بھروسہ کر بیٹھنا اور دینی امور میں شخصی تقلید کو کوئی چیز سمجھنا اور آمین کی آواز سے چڑنا۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ بھی ایسے مقلدین کی مذمت کرتے ہوئے انہیں نمونہ یہود لکھتے ہیں ملاحظہ ہو فوز الکبیر ص فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَرٰی اُنْمُوْذَجًا لِّلْیَهُوْدِ فَانْظُرْ اِلٰی عُلَمَآءِ السُّوْءِ مِنَ الَّذِیْنَ یَطْلُبُوْنَ الدُّنْیَا وَقَدِ اعْتَادُوْا تَقْلِیْدَ السَّلَفِ (الٰی) کَاَنَّهُمْ هُمْ یعنے اگر تم یہودیوں کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو ان بُرے علماء کو دیکھ لو جو اپنے پیشواؤں کی تقلید کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ (کتاب وسنت کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ اگلے فقہ دان بکواسی اور قیاسی لوگوں کے پیچھے لگ گئے ہیں اور شارع معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ فرامین واہی باتوں اور فضول تاویلوں سے رد کر رہے ہیں۔) یہ یہود اور وہ یہود گویا بالکل ایک ہی ہیں۔ امید کہ برادران احناف اس مضمون سے نصیحت حاصل کرینگے۔ اور آمین کی چڑ سے بچیں گے۔ آمین کے اونچی آواز سے کہنے کے اور مزید دلائل جو صراحت وصحت والے ہیں اس کتاب کے ص۵ میں ملاحظہ فرمائیے۔

رفع الیدین نہ کرنیکے دلائل کی تردید

پہلی دلیل اور اُس کے چھبیس جوابات

(۱) اس میں حنفی مولوی صاحب نے پہلی دلیل تو یہ دی ہے کہ ترمذی اور ابوداؤد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضورؐ کی نماز کا نمونہ بتاتے ہوئے "نہ اٹھایا اپنے ہاتھوں کو مگر اول دفعہ میں" پھر لکھتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے، اگر اس سے یہ مطلب ہو کہ امام ترمذیؒ نے اسے صحیح کہا ہے یا امام ابوداؤدؒ نے۔ تو یہ تو محض جھوٹ ہے، بلکہ ترمذی میں اور ابوداؤد میں اس حدیث پر جرح موجود ہے، ترمذی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَمْ یَثْبُتْ یعنے یہ حدیث ثابت نہیں، امام ابوداؤدؒ اسی حدیث کو وارد کرنے کے بعد لکھتے ہیں لَیْسَ هُوَ بِصَحِیْحٍ یعنے یہ حدیث صحیح نہیں۔ اب بقول آپ کے ان دونوں بزرگ محدثین کی آپ کو ماننی چاہیئے۔ یا آپ وہی مثل کرینگے کہ "لینے کے وقت مچھلی اور دینے کے وقت کانٹے" اپنے مطلب کی ہو تو لے لی۔ خلاف دیکھی تو دامن جھاڑ الگ ہو گئے۔ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں لَمْ یَثْبُتْ۔ امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں یہ حدیث بے حد ضعیف ہے اور اس میں بڑی بڑی

علتیں ہیں۔ علاوہ ان کے امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث پر کلام کیا ہے پس یہ حدیث قابل استدلال نہیں۔ اس کے راوی عبدالرحمن بن اسود اسے علقمہ سے روایت کرتے ہیں حالانکہ عبدالرحمن کا علقمہ سے سننا ثابت نہیں (عون المعبود) ہاں امام ترمذی رفع الیدین کرنے کی حدیث کو لائے ہیں اور اسے حسن صحیح بتلایا ہے۔ پھر صحیح حدیث کو چھوڑ کر غیر ثابت آپ کیوں لیں پس یہ حدیث صحیح نہیں۔ ساتھ ہی صریح بھی نہیں۔ اس میں یہ ذکر نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت بھی رفع الیدین کرتے تھے یا نہیں؟ پس ان دونوں حدیثوں میں یوں تطبیق ہو سکتی ہے کہ جن میں رفع الیدین کا ذکر ہے اُن میں اثبات ہے اور اثبات جبکہ نفی پر بھی مقدم ہوتا ہے پھر عدم ذکر پر مقدم کیوں نہ ہوگا؟ گو عدم ذکر عدم شے کو مستلزم نہیں۔ اسی طرح جن میں رفع الیدین کرنے کا ذکر ہے اُن میں زیادتی بیان ہے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی مطلب اس حدیث کا ہو سکتا ہے کہ آپ نے ایک ہی مرتبہ رفع الیدین کیا پھر نہ کیا، یعنے تکبیر اولیٰ کے ساتھ دو تین مرتبہ رفع الیدین نہ کرنا چاہیے۔ اور اگر یہی مطلب لیا جائے جو برادران احناف لے رہے ہیں تو نہایت ادب سے گذارش ہے کہ پھر آپ حضرات رکوع سے پہلے وتر میں رفع الیدین قنوت کے لئے کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ وہ بالکل ثابت نہیں۔ تو اگر اس حدیث کے ہوتے ہوئے رکوع سے پہلے قنوت کے لئے رفع الیدین کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی جو رفع الیدین کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ پھر اس رفع الیدین کی ممانعت کیسے ہو جائے گی؟ جو تواتر از رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اور ہاں جناب یہ تو فرمائیے کہ عید کی نماز کی تکبیروں میں رفع الیدین کرنے کو جو آپ کے مذہب کے امام جائز بتلاتے ہیں وہ اس حدیث سے ناجائز کیوں نہ ہوگا؟ چنانچہ درالمختار اور شامی جلد اول ص۶۱۰ میں ہے وَیَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الزَّوَائِدِ یعنے عید کی زائد تکبیروں میں ہر تکبیر پر رفع الیدین کیا جائے تعجب ہے کہ حنفیہ یہاں اس حدیث کو بالکل بھول جاتے ہیں، ہاں جناب یاد رہے کہ یہ روایت گو حضرت عبداللہ رضؓ سے ثابت تو نہیں لیکن آپ حضرات جبراً جب ثابت شدہ منسوا سے ہو تو سنو حضرت عبداللہ رضؓ نے یہاں بھول اور نسیان سے کام لیا ہے جس طرح اور بھی بعض مسائل میں آپ سے سہو و نسیان ثابت ہے۔ چنانچہ سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تمام مسلمانوں کے نزدیک قرآن کریم کی سورتیں ہیں لیکن حضرت عبداللہ رضؓ فرماتے ہیں کہ یہ قرآن میں نہیں۔ رکوع کی حالت میں تطبیق کے قائل ہیں۔ یعنے فرماتے ہیں کہ

دونوں ہاتھ ملاکر دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھے دونوں گھٹنوں پر دونوں ہاتھ الگ الگ نہ رکھے۔ فرماتے ہیں کہ جب دو مقتدی ہوں تو ایک امام کی بائیں جانب کھڑا رہے ایک دائیں جانب۔ پس ان مسائل میں جس طرح آپ نے غلطی کی اور سہو و نسیان ہو گیا اسی طرح رفع الیدین کے مسئلہ میں بھی اسی طرح اور مسائل بھی آپ کے تفرد کے ہیں۔ مثلاً وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ کو وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَىٰ پڑھنا۔ اسی طرح مفوضہ کا حکم، اسی طرح صبح کی سنتوں کے بعد لیٹنے کا حکم۔ اسی طرح جُنبی کا تیمم۔ اسی طرح کیفیتِ جمع نماز بعرفات۔ اور سجدے میں کہنی اور بازو کا زمین پر ٹیکنا۔ اور دس ذی الحجہ کی صبح کی نماز کا وقت وغیرہ۔ پس جس طرح ان مسائل میں سہو ہو گیا اسی طرح رفعیدین میں بھی۔ پس آپ کا یہ فرمان ہمارے لئے حجت نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس کے خلاف صحیح حدیثیں موجود ہیں۔

اے حق پوش مولویو! اور اے امتی کی طرفداری میں نبیؐ کی دشمنی کرنے والو! اور اے ناحق کی حمیت میں اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنے والو یہ جو تم لکھا کرتے ہو اور تمہارے بڑوں نے بھی لکھا ہے کہ ترمذی میں رفع الیدین کرنے کا بھی باب ہے اور نہ کرنے کا بھی، دو باب ہیں تمہیں تمہارے رب کی قسم! اگر ذرا بھی تم میں دین و دیانت۔ ایمان و امانت ہے تو تم پر روٹی کھانی بھی حرام ہے جب تک ترمذی میں سے یہ دونوں باب نہ دکھا دو۔ راجکوٹی مولوی تو کیا اگر اگلے پچھلے تمام کے تمام مدعیانِ حنفیت جمع ہو جائیں تاہم ترمذی شریف میں رکوع میں جانے اور رکوع سے اُٹھنے کے وقت رفع الیدین نہ کرنے کا باب نہیں دکھا سکتے۔ ناظرینِ کرام آپ کو بھی خدا کی قسم ہے ان مولویوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ ترمذی میں سے یہ دوسرا باب ذرا دکھائیں تو سہی، اور جب نہ دکھا سکیں تو سمجھ لو کہ جو لوگ اس قدر سفید جھوٹ بولنے پر دلیر ہیں وہ کیا معنے بگاڑنے اور تاویلیں کرنے اور پوشیدہ خیانتیں کرنے اور غیر ظاہر بددیانتی کرنے میں ذرا بھی جھجکینگے؟ اور سنئے امام ترمذیؒ کا حسن کہنا ایک خاص معنے رکھتا ہے جو اُن کی اپنی اصطلاح ہے انہوں نے خود اپنی کتاب کے آخر میں اس کی تصریح کی ہے کہ جس سند میں کوئی متہم بالکذب نہ ہو مخالفِ ثقہ نہ ہو سندیں اور بھی ہوں بس یہ حدیث ان کی اصطلاح میں حسن ہے گو اس کے کسی راوی میں حافظہ کی کمی ہو۔ گو اس کا کوئی راوی مجہول ہو گو مستور ہو وغیرہ پھر بھی امام ترمذیؒ کے نزدیک وہ حسن ہے۔ اسی لئے میزان میں ہے لَا تَغْتَرَّ بِتَحْسِينِ التِّرْمِذِيِّ فَعِنْدَ الْمُخَالَفَةِ غَالِبًا ضَعَّفَ یعنے امام ترمذیؒ کے حسن کہنے سے دھوکے میں نہ

پڑنا اکثر ایسی حسن کہی ہوئی حدیثیں مخالفت کے وقت ضعیف نکلتی ہیں۔ پس آپ کا امام ترمذیؒ سے اس کی تحسین نقل کرنا آپ کے لئے مفید نہیں اور در اصل یہ ضعیف ہے جیسے کہ اس کے ضعف کو ہم نے خوب اچھی طرح اس سے پہلے واضح کر دیا ہے۔ اور خود کتاب ترمذی سے ہی جرح منقول کی ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔

رفع الیدین کیخلاف دوسری دلیل اور اُس کے تیرہ جوابات

(۲) اسی طرح آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ یہ حدیث حضرت براءؓ سے بھی مروی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ براءؓ والی حدیث ابوداؤد میں موجود ہے اور وہیں امام ابوداؤدؒ نے لکھدیا ہے کہ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِصَحِيْحٍ یعنے یہ حدیث صحیح نہیں ہے پھر اُس میں بھی صراحت نہیں ہے اور اُس کے بھی وہ ہی جوابات ہو سکتے ہیں جو پہلے گذرے۔ علاوہ ابوداؤدؒ کے ابن المدینیؒ احمدؒ دارقطنیؒ اور بخاریؒ بھی اس حدیث کو ضعیف بتلاتے ہیں۔ اُس کے ایک راوی یزید بن زیاد ہیں جن کا حافظہ آخر عمر میں بگڑ گیا تھا اور مختلط ہو گئے تھے پہلے یہ اس حدیث میں یہ لفظ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنے پھر نہ لوٹتے تھے بیان نہیں کرتے تھے پھر بیان کرنے لگے جب حافظہ کمزور ہو گیا اور لوگوں نے یہ لفظ بڑھوا دیا پس یہ لفظ جس پر حنفی مذہب کا مدار ہے بالکل غیر صحیح ہے۔ اور کیوں جناب نہ رفع الیدین کرنیوالوں کو ترمذی سے نقل کر دیا۔ اور اس نقل میں بھی غلط ترجمہ لکھا مگر کرنے والوں کو نہ لکھا جو امام ترمذیؒ نے لکھا ہے کہ پہلے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث وارد کی پھر لکھا کہ حضرت عمرؓ سے حضرت علیؓ سے حضرت وائلؓ بن حجرؓ سے حضرت مالکؓ بن حویرث سے حضرت انسؓ سے حضرت ابوہریرہؓ سے حضرت ابوحمیدؓ سے حضرت ابواسیدؓ سے حضرت سہلؓ بن سعد سے حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ سے حضرت ابوقتادہؓ سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے حضرت جابرؓ سے حضرت عمیر لیثیؓ سے بھی رفع الیدین کرنے کی حدیثیں مروی ہیں نہ کرنے کے لئے صرف حضرت براءؓ کو نقل کیا لیکن کرنے کی حدیثوں کے راوی چودہ بیان کر دئے۔ جزء القراءۃ میں سترہ بیان کئے ہیں۔ لیکن خدا کی شان ہے کہ یہ امتیوں کے امتی ایک کو نقل کر دیتے ہیں اور چودہ اُن کی نگاہ نہیں پڑتے۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حسن اور حمید کسی صحابی کو رفع الیدین نہ کرنے والا نہیں مانتے۔ اور ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ جن جن سے ترکِ رفعِ یدین کی حدیثیں مروی ہیں اُن سے رفع الیدین کرنے کی بھی حدیثیں مروی ہیں بجز ابن مسعودؓ کے اور ابن مسعودؓ کی حدیث کا حال آپ دیکھ سن چکے۔ اگر اطمینان نہ ہوا

ہو تو گھر کا گواہ لیجئے۔ مُلّا علی قاریؒ حنفی موضوعات صغرا میں منقول کرتے ہیں مِنْہَا اَحَادِیْثُ الْمَنْعِ عَنْ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْہُ کُلُّھَا بَاطِلَۃٌ لَا یَصِحُّ مِنْھَا شَیْءٌ کَحَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ یعنے جن جن حدیثوں میں رکوع میں جانے اور رکوع سے اُٹھنے کیوقت رفع الیدین نہ کرنا مروی ہے وہ سب کی سب جھوٹی ہیں اور باطل ہیں ان میں سے ایک حدیث بھی صحیح نہیں جیسے کہ ابن مسعود وغیرہ کی حدیث۔ رہا امام ابوداؤدؒ کی جرح کی نسبت کسی کا یہ کہنا کہ ممکن ہے یہ اسی سند کے لئے کہا ہو۔ جواباً عرض ہے ممکن ہے سب سندوں کے لئے کہا ہو۔ صرف ممکن کہدینے سے کسی حدیث کی صحت نہیں ہو جاتی، صحیح نہیں کہنے سے حسن ہے کہنا لازم نہیں آتا۔ پس یہ احتمالات باطل ہیں۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا۔

رفع الیدین نہ کرنیکی تیسری دلیل اور اُسکے چار جوابات

اس کے بعد اب آپ نے کچھ آثار لکھے ہیں اُن کا اجمالی جواب تو یہ ہے کہ قولِ صحابی حدیث مرفوع کے مقابلہ میں حجت نہیں۔ بلکہ بلامقابلہ بھی حجتِ شرعی ہونا احناف کے نزدیک مسلم نہیں پھر ان اقوال سے کیا فائدہ؟ اسی طرح کے اور جوابات بھی سورۂ فاتحہ کی بحث میں جواب ۱۲ اور ۱۳ وغیرہ میں گذر چکے ہیں۔ اب یہاں تفصیلی جواب ملاحظہ ہو۔

(۳) پہلے تو آپ نے حضرت علیؓ کا فعل نقل کیا ہے کہ وہ سوائے تکبیر اولیٰ کے رفع الیدین نہیں کرتے تھے، میں کہتا ہوں کہ یہ بھی غلط ہے اس اثر کی صحت کوئی شخص پیش نہیں کر سکتا مسک الختام میں ہے "بصحت نرسیدہ" اور بالفرض اگر ثابت بھی مان لیں تو کہینگے کہ ممکن ہے کہ یہ مسئلہ باوجود خوب شہرت کے حضرت علیؓ کو معلوم نہ ہو جیسے کہ بیع امہات اولاد کا آپ کو علم نہ تھا وغیرہ۔ ہاں البتہ صحیح سند سے رفع الیدین کرنے کی روایت حضرت علیؓ سے مروی ہے جیسا کہ امام ترمذیؒ نے فرمایا اور امام ابوداؤدؒ حضرت علیؓ سے رفع الیدین کرنا تکبیر اولیٰ کیوقت اور تکبیر رکوع کیوقت اور رکوع سے اُٹھنے کیوقت اور دو رکعتوں کے بعد نقل کرتے ہیں ابوداؤد مع عون ص۲۷۱۔

عدمِ رفع کی حنفیوں کی چوتھی دلیل اور اُسکے تین جوابات

(۴) پھر یہی فعل حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ روایت بھی صحیح نہیں ضعیف

اور واہی ہے خود آپ کے مذہب کی کتاب نصب الرایہ میں منقول ہے ھٰذَا بَاطِلٌ مَوْضُوْعٌ یعنے یہ روایت باطل موضوع ہے۔ بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ رفع الیدین کرنا ثابت ہے ملاحظہ ہو بخاری شریف پارہ سوم اِنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا رَکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ رَفَعَ یَدَیْہِ وَرَفَعَ ذٰلِکَ ابْنُ عُمَرَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تکبیر اُولیٰ کے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت اور پہلی التحیات کے بعد کھڑے ہو کر رفع الیدین کیا کرتے تھے اور یہ بھی بیان فرماتے تھے کہ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس رفع الیدین کو کیا کرتے تھے۔ بلکہ جزء رفع الیدین میں حضرت امام بخاری رحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ کَانَ اِذَا رَاٰی رَجُلًا لَا یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا کَبَّرَ وَاِذَا رَفَعَ رَمَاہُ بِالْحَصَا یعنے آپ جب کسی کو دیکھتے کہ وہ رکوع میں جانے اور رکوع سے اُٹھنے کے وقت رفع الیدین نہیں کرتا تو اسے کنکر مارتے۔ حنفی دوستو! ایک اس بزرگ صحابی رضی اللہ عنہ پر آپکا بہتان کہ جو آج اگر زندہ ہوتے تو آپ کو پتھر مارا کرتے عجب تعجب انگیز ہے۔

رفع الیدین نہ کرنیکی حنفیوں کی پانچویں دلیل کے دو جواب

(۵) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہی اثر نقل کیا ہے، میں کہتا ہوں اس میں بھی آپکی غلطی ہے۔ دراصل حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی رفع الیدین کرنا ثابت ہے جیسا کہ امام ترمذیؒ نے فرمایا ہے۔ اور خود آپ کے مذہب کی کتاب نصب الرایہ میں ہے اِنَّ عُمَرَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْہُ یعنے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکوع میں اور رکوع سے اُٹھتے ہوئے رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

حنفیوں کی چھٹی دلیل کے جواب

(۶) پھر ابن مسعودؓ کی یہ روایت لائے ہیں کہ میں نے حضورؐ کے پیچھے اور صدیق اکبر کے پیچھے اور عمر فاروق کے پیچھے نماز پڑھی اور انہوں نے سوائے تکبیر اُولیٰ کے رفع الیدین نہیں کیا۔ اس کا مفصل جواب تو اوپر گذر چکا پھر پڑھ لیا دہرے کہ یہ بھی سنداً نامعتبر ہے۔ آپ کے

مذہب کے امام ملا علی قاری کی موضوعات ص۱۱ میں ہے ھُوَ مُنْقَطِعٌ لَا یَصِحُّ یعنی یہ روایت منقطع ہے اور صحیح نہیں۔

حنفیوں کی ساتویں دلیل کے پانچ جوابات

(۷) زاں بعد حنفی مولوی صاحب نے ایک اور صحابی کا نام لیا ہے یعنے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا، میں کہتا ہوں یہ بھی مولوی صاحب کی غلطی ہے خود حنفی مذہب کی کتاب تخریج نصب الرایہ میں ہے کہ یہ اثر غریب ہے۔ پس حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے یہ تو ثابت نہیں ہاں ان سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے، ملاحظہ ہو ترمذی، جہاں لکھتے ہیں کہ یہی فرمان ہے حضرت ابن عمر حضرت جابر بن عبداللہ حضرت ابوہریرہ حضرت انس حضرت ابن عباس حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ کا اور حوالہ لیجئے موضوعات ملا علی قاری میں بھی منقول ہے ھُوَ مَوْضُوْعٌ یعنے یہ روایت موضوع ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رفع الیدین کرنا امام بخاری رح بھی نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو جزء رفع الیدین للبخاری ص۱۳ حضرت عطاء جو امام ابوحنیفہؒ کے استاد ہیں اور جن کی بابت امام صاحب فرماتے ہیں کہ ان جیسا کوئی اور میری نگاہ سے نہیں گذرا فرماتے ہیں کہ رَأَیْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَیْرِ وَاَبَا سَعِیْدٍ وَّجَابِرًا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ اِذَا افْتَتَحُوا الصَّلٰوۃَ وَاِذَا رَکَعُوْا وَاِذَا رَفَعُوْا رُؤُسَھُمْ مِنَ الرُّکُوْعِ یعنے میں نے دیکھا کہ حضرت ابن عباس حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تکبیر اولیٰ کے وقت اور رکوع میں جانے کے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے اور جب رکوع سے اُٹھتے تو بھی رفع الیدین کرتے۔

حنفیہ کی رفع الیدین نہ کرنے کی آٹھویں دلیل کے تین جوابات

(۸) حضرت ابن مسعود کا جو اثر آپ نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے ہاتھ اُٹھائے ہم نے بھی اٹھائے پھر ترک کئے ہمنے بھی ترک کئے وہ بھی غیر ثابت ہے آپ مدۃ العمر تک اس کی صحت ثابت نہیں کر سکتے علاوہ ازیں اس میں بیان نہیں کہ یہ کس موقعہ کی رفع الیدین کا ذکر ہے۔ بظاہر وہ مطلق ہے تو بقاعدہ اصول کہ اَلْمُطْلَقُ یَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِہٖ، یعنے مطلق اپنے اطلاق ہی پر رہتا ہے اس کا اطلاق پہلی مرتبہ کے یعنے تکبیر اولیٰ کے رفع الیدین کو بھی شامل ہے۔ پس

آپ حضرات حنفیہ پر جب وہ دن آئے کہ رفع الیدین کی دشمنی میں اتنے بڑھ جائیں کہ تکبیراتِ عیدین اور قنوت اور تکبیر اولیٰ کا رفع الیدین بھی چھوڑ دیں اس وقت یہ قول پیش کرنا، ابھی پیش کرتے ہوئے تو خود آپ کو شرم کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ابتک تو آپ رفع الیدین کرکے ہی نماز شروع کرتے ہیں۔ پس جو جواب آپ کا اس قول کی نسبت پہلی مرتبہ کے رفع الیدین کرنے کا ہوگا وہی جواب ہمارا ان تین موقعوں کی رفع الیدین کرنے کا بھی سمجھ لیجئے۔

حنفیوں کی نمبر ۹ کی دلیل کے آٹھ جوابات

(۹) پھر آپ لکھتے ہیں کہ ابن عباس رضؓ سے عشرہ مبشرہ کے رفع الیدین نہ کرنے کی روایت منقول ہے۔ میں کہتا ہوں خود حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ چنانچہ یہ روایت جزء رفع الیدین بخاری سے پہلے بھی بیان ہو چکی اور سنئے اسی کتاب کے ۶ میں بھی حضرت ابن عباس رضؓ کا رفع الیدین کرنا مروی ہے۔ اور ۵ پر بھی ہے یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَیْثُ کَبَّرَ وَاِذَا رَفَعَ یعنے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکبیر کے وقت اور رفع کیوقت رفع الیدین کیا کرتے تھے، رہا آپ کا عشرہ مبشرہ کی نسبت کہنا یہ بھی بے سند ہے اور غیر صحیح ہے۔ ہاں ان حضرات سے رفع الیدین کرنا تو مروی ہے جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جزء رفع الیدین میں فرمایا ہے۔ اور جیسے امام حاکم فرماتے ہیں اِتَّفَقَ عَلٰی رِوَایَۃِ ھٰذِہِ السُّنَّۃِ الْعَشَرَۃُ الْمَشْھُوْدُ لَھُمْ بِالْجَنَّۃِ مِمَّنْ بَعْدَھُمْ مِنْ اَکَابِرِ الصَّحَابَۃِ۔ یعنے اس سنت کی روایت پر عشرہ مبشرہ متفق ہیں، یعنے وہ دس صحابی جنہیں جنت کی خوش خبری دیگئی ہے اور ان کے سوا اور بزرگ صحابہ رضؓ سے بھی یہ مروی ہے۔ اسی طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَا یُعْلَمُ سُنَّۃٌ اِتَّفَقَ عَلٰی رِوَایَتِھَا الْعَشَرَۃُ فَمَنْ بَعْدَھُمْ مِنْ اَکَابِرِ الصَّحَابَۃِ عَلٰی تَفَرُّقِھِمْ فِی الْاَقْطَارِ الشَّاسِعَۃِ غَیْرَ ھٰذِہِ السُّنَّۃِ یعنے ایسی کوئی سنت نہیں جسکی روایت پر عشرہ مبشرہ اور دوسرے بزرگ صحابہ رضؓ کا اتفاق ہو باوجودیکہ وہ دور دراز ملکوں میں پھیلے ہوئے تھے سوائے اس سنتِ رفع الیدین کے۔ اور امام بخاریؒ کا وہ قول بھی یاد کر لیجئے کہ تمام صحابہؓ اس پر متفق ہیں۔

حنفیہ کی دسویں دلیل رفع الیدین کے منسوخ ہو جانیکے گیارہ جوابات

(۱۰) اخیر میں جناب نے یہ ستم ڈھایا ہے کہ لکھدیا ہے کہ رفع الیدین منسوخ ہے۔ اے جناب

تین مذہب والے اسے مانتے ہیں کیا وہ سب حرام کام کرتے تھے؟ خود آپ کے مذہب والوں کی شہادتیں ہم نے اپنے رسالے دلائل محمدی حصہ اول میں نقل کر دی ہیں پھر کیا منسوخ ہونے کا علم انہیں نہ تھا؟ اور منسوخ کہنے والوں کی آپ ہی کے مذہبی بھائیوں نے بُری طرح خبر لی ہے جیسا کہ ہمنے دلائل محمدی حصہ اول میں لکھا ہے اور آپ کے مذہب کے مجتہد علامہ ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں وَالتَّحْقِیْقُ بَعْدَ ذٰلِکَ کُلِّہٖ ثُبُوْتُ رِوَایَۃِ کُلِّ مَنَ الْاَمْرَیْنِ یعنے اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ رفع الیدین کرنا بھی ثابت ہے۔ درمختار مصری جلد اول صـ۴۶۲ میں ہے فَلَا تُفْسَدُ بِرَفْعِ یَدَیْہِ یعنے رفع الیدین کرنے سے نماز نہیں بگڑتی، پس اگر رفع الیدین منسوخ ہوتا تو نماز فاسد ہو جاتی۔ آپ کے مذہب کی کتاب حاشیہ فوائد بہیہ صـ۲۳ میں ہے کہ رفع الیدین متواتر حدیثوں سے ثابت ہے اور صحابہؓ کا فعل ہے اس سے نماز میں نقصان نہیں ہوتا اور جو فساد بتاتا ہے اُس کا قول بہت بُرا اور نہایت کمزور ہے۔ اور آپ کے مذہب کے امام عصام بن یوسف رفع الیدین کرتے تھے فوائد صـ۲۳ آپ نے منسوخ ہونے کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ حالانکہ اگر ایسا ہو بھی تو کسی صحابی کا کسی سنت کو چھوڑ دینا اُس کے منسوخ ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ اور آپ سے تو چھوڑنا ثابت بھی نہیں جیسے کہ ہم نے اوپر تفصیل سے ذکر کیا۔ یہانتک کہ امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مَنْ شَمَّ رَائِحَۃَ الْحَدِیْثِ عَلَی الْبُعْدِ شَھِدَ بِاللّٰہِ اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ یعنے جس نے دور سے بھی حدیث کی خوشبو سونگھی ہو وہ اس روایت کے موضوع ہونے پر خدا کی قسم کھا سکتا ہے۔ بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تو اس قدر اس مسئلہ میں تشدد رکھتے تھے کہ نہ کرنے والوں کو کنکر مارتے تھے پھر ایک صحابیؓ پر بہتان باندھنا اور اس کے غیر ثابت شدہ فعل کو لینا اور خود اُس کے ثابت شدہ فعل کو ترک کر دینا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مداومت والی متواتر سنت کو حرام بتلانا یہ صرف مذہب کی پیچ اور بیجا حمایت نہیں تو اور کیا ہے؟ غرض نسخ کے دعوے کا دارومدار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے رفع الیدین نہ کرنے پر ہے اور اُن سے یہ ثابت نہیں پس نسخ بھی ثابت نہیں۔

جناب من آپ کو تو بحیثیت مسلمان ہونے کے چاہئے تھا کہ ایسی نفیس اور پاکیزہ ثابت اور مستمرہ سنت کے حامی بنتے اس کی طرفداری کرتے، بجائے اس کے آپ نے اس کیخلاف کیا بلکہ اسے منسوخ کہنا شروع کیا "ایں ہم رفت و آں ہم رفت" اب بھی میں آپ کی خیر خواہی

کرتا ہوا آپ کو کہتا ہوں کہ اہل کوفہ کی تقلید کی پھانسی کے پھندے میں پھنسکر اور بے تحقیقی کی سولی کی لکڑی پر لٹک کر خیالی ڈھیر کی پیروی کر کے اپنے بڑوں کی ہاں میں ہاں ملا کر تعصب وحمیت جاہلیت کی آن میں کتب فقہ کی مصنوعی شان میں بڑ کر سنت نبوی کی دشمنی پر کمر کسو خیالی قرائن سے سنت کو نہ ہٹاؤ۔ فضول اور بے کار ہتھیاروں سے احادیث کا خون نکرو ڈرو اللہ سے ڈرو اور اللہ کے نیک بندوں کو اس کے رسول کی سنتوں پر عمل کرنے دو۔ اللہ ہمیں نیک توفیق دے۔ رفع الیدین کرنے کے مزید دلائل اسی رسالے کے صـ۵۲ میں آرہے ہیں انشاء اللہ انہیں ملاحظہ فرمائیے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ ان تینوں مسئلوں کی کچھ اور دلیلیں بھی لکھدوں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ان تینوں مسائل کی بعض دلیلیں احادیث تفاسیر کتب فقہ حنفیہ اور ملفوظات حضرات اولیاء اللہ سے میرے رسالہ دلائل محمدی حصہ اول میں گذر چکی ہیں ان کے سوا ملاحظہ ہوں۔

الحمد شریف امام کے پیچھے پڑھنے کے صحیح اور صریح مزید دلائل

(۱) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِاَصْحَابِہٖ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَہٗ اَقْبَلَ عَلَیْھِمْ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ اَتَقْرَءُوْنَ فِیْ صَلٰوتِکُمْ وَالْاِمَامُ یَقْرَأُ فَسَکَتُوْا فَقَالَھَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ قَائِلٌ اَوْ قَائِلُوْنَ اِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا۔ وَالْیَقْرَأْ اَحَدُکُمْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فِیْ نَفْسِہٖ یعنے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی۔ فارغ ہو کر اُن کی طرف منہ کر کے پوچھا کیا تم اپنی نماز میں اپنے امام کے پڑھتے ہوئے پڑھتے ہو؟ سب خاموش رہے تیسری بار کے سوال پر جواب دیا کہ ہاں حضور ہم ایسا کرتے ہیں فرمایا نہ کرو "تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ فقط سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھ لیا کرے"۔ یہ حدیث جزء القراۃ میں حضرت امام بخاریؒ نے روایت کی ہے، حضرت امام ابن حبانؒ نے بھی اپنی صحیح میں اسے روایت کی ہے۔ ابو یعلیٰ میں بھی یہ حدیث ہے۔ اور طبرانی میں بھی۔ امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ یعنے اسکے سب اوی ثقہ ہیں۔ یہ حدیث صحت وصراحت کیساتھ مقتدی کے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی دلیل ہے۔

(۲) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَقْرَءُوْنَ خَلْفِیْ قَالُوْا نَعَمْ اِنَّا لَنَھُذُّ ھَذًّا قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا

اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ یعنے حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ کیا تم میرے پیچھے پڑھتے ہو؟ صحابہؓ نے کہا ہاں ہم جلدی جلدی پڑھتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "سوائے سورۂ فاتحہ کے اور نہ پڑھو" یہ حدیث جزء القرأۃ میں حضرت امام بخاریؒ نے روایت کی ہے۔ یہ بھی کھلی دلیل ہے کہ مقتدی اپنے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھے۔

(۳) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْاِمَامِ یعنے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی" اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے کتاب القرأۃ میں روایت کی ہے۔ اور فرمایا ہے اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ اس کی اسناد صحیح ہے۔ یہ بھی صریح دلیل ہے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی۔

(۴) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَلْيَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے وہ سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرے"۔ اس حدیث کو امام طبرانیؒ نے کبیر میں روایت کی ہے۔ ہیثمیؒ فرماتے ہیں رِجَالُهٗ مُوَثَّقُوْنَ یعنے اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ یہ حدیث جامع صغیر سیوطی میں اور کنز العمال میں بھی ہے۔ اور علامہ علقمیؒ نے اسے حسن کہا ہے۔ ان سب حدیثوں سے جو صحیح ہیں صریح ہیں مرفوع ہیں صاف ثابت ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے رہیں۔ اور جس مقتدی نے اپنے امام کے پیچھے جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی وہ نماز نماز نہیں۔ علاوہ ازیں اور کچھ حدیثیں دلائل محمدی حصہ اول میں ہم نے بیان کردی ہیں کچھ اسی کتاب میں پہلے گذر چکی ہیں اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جنہیں ہم نے اس لئے بیان نہیں کیں کہ رسالہ بہت بڑا ہو جائے گا اور اس لئے بھی کہ ماننے والے مسلمان کو تو ایک ہی حدیث عمل کے لئے کافی ہے۔ اور جن کی طبیعتوں میں ذرا بھی کجی ہے جن کے دلوں میں حُبِّ محمدی کی جگہ تقلید امام رچ گئی ہے اُن کا تو یہ حال ہے کہ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

انہی صحیح حدیثوں کا مضمون بہت واضح طور پر امام بیہقیؒ کی کتاب جزء القرأۃ میں حضرت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا:۔

(۵) مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً مَکْتُوْبَۃً مَعَ الْاِمَامِ فَلْیَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فِیْ سَکَتَاتِہٖ

یعنے جو شخص امام کے پیچھے فرض نماز پڑھے وہ سورۂ فاتحہ کو امام کے سکتوں کی حالت میں پڑھ لے الخ اور بعض روایتوں میں اسکے بعد ہے کہ اگر اُسنے ایسا نہیں کیا تو اسکی نماز پوری نہیں۔

اب میں یہاں پر اُن صحابیوں رضؓ کے نام لکھتا ہوں جن سے امام کے پیچھے الحمد شریف کا پڑھنا کھلے لفظوں سے ثابت ہے۔ ہر صحابی کا نام ایک خانہ میں ہے اور دوسرے خانہ میں کتاب کا حوالہ ہے۔

اُن صحابہ کے نام جو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں مع حوالہ

۱	حضرت عمر فاروق رضؓ	دار قطنی صہ ۱۲۰	۱۱	حضرت ہشام بن عامر رضؓ	طبرانی کبیر صہ ۱۱
۲	حضرت علی رضؓ	دار قطنی صہ ۱۲۲	۱۲	حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ	ابن ابی شیبہ جزء القراۃ صہ ۵
۳	حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ	جزء القراۃ صہ ۵	۱۳	حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ	جزء القراۃ صہ ۸
۴	حضرت اُبی بن کعب رضؓ	دار قطنی صہ ۱۲۰	۱۴	حضرت حذیفہ بن یمان رضؓ	جزء القراۃ صہ ۵ و صہ ۸
۵	حضرت ابوہریرہ رضؓ	ابوداؤد مع عون صہ ۳۰۲	۱۵	حضرت عبداللہ بن زبیر رضؓ	جزء القراۃ صہ ۶
۶	حضرت عبادہ بن صامت رضؓ	ابوداؤد مع عون صہ ۳۰۴	۱۶	حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ	جزء القراۃ صہ ۸
۷	حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ	ابن ماجہ مصری صہ ۱۴۴	۱۷	حضرت معاذ بن جبل رضؓ	کتاب القراۃ للبیہقی صہ ۶۳
۸	حضرت عائشہ رضؓ	جزء القراۃ صہ ۵	۱۸	ابو الدرداء رضؓ	کتاب القراۃ للبیہقی صہ ۶۸
۹	حضرت عبداللہ بن مغفل رضؓ	جزء القراۃ صہ ۸	۱۹	حضرت انس بن مالک رضؓ	کتاب القراۃ للبیہقی صہ ۶۸
۱۰	حضرت ابو سعید خدری رضؓ	جزء القراۃ صہ ۱۴۹۸	۲۰	حضرت عمران بن حصین رضؓ	کتاب القراۃ للبیہقی صہ ۶۸

یہاں میں اتنا لکھنا ضروری سمجھتا ہوں علماء احناف اس کا جواب دیں کہ صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب ہدایہ میں الحمد کی بحث میں جو یہ لکھا ہے کہ عَلَیْہِ اِجْمَاعُ الصَّحَابَۃِ یعنے صحابہ کا اجماع ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھے، یہ کہانتک صحیح ہے؟ آیا یہ جھوٹ ہے؟ یا مبالغہ ہے؟ یا مغالطہ ہے؟ یا خیانت ہے؟ یا بے علمی ہے؟ یا لاپرواہی ہے؟ یا تعصب ہے؟ یا حمایت مذہب ہے؟ غرض اس کی کیا وجہ ہے؟ کہ اُنہوں نے خلاف واقعہ اس قدر بے باکانہ طور پر صاف غلط لکھ مارا کہ اس پر صحابہ کا اجماع ہے، حالانکہ بیسیوں حدیثیں اس کے خلاف، صحابہ رضؓ کے بیسیوں آثار اس کے خلاف علاوہ ان کے جن کے نام ہم نے ایک ایک کر کے لکھے اور بھی بہت سے صحابہ ہیں

پھر صاحب ہدایہ نے بلا تحقیق یا بعد از تحقیق صرف حمایتِ مذہب میں اس قدر صریح غلط فقرہ کیوں لکھا؟ امید کہ ہدایہ کو مثل قرآن سمجھنے والے اس کا جواب دینگے۔ لیکن جب بڑوں نے اتنی بڑی ٹھوکر کھائی تو کیا عجب کہ چھوٹے کوئی زبردست چوٹ کھالیں فَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا۔ بلکہ کتاب القرأۃ بیہقی کے صـ۶۹ پر ہے اِنَّھُمْ کَانُوْا یَقْرَؤُوْنَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْصَتَ فَاِذَا قَرَأَ لَمْ یَقْرَؤُوْا وَاِذَا اَنْصَتَ قَرَؤُوْا ۱۲ یعنے صحابہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آپ جب وقفہ کرتے تھے پڑھا کرتے تھے جب پڑھتے تھے چپ رہتے تھے پھر جب وقفہ کرتے پھر پڑھ لیتے الخ۔ یہ ایک روایت گویا اجماعِ صحابہ قرأتِ خلفِ امام پر ثابت کرتی ہے۔

علاوہ ان صحابہ رضؓ کے اور بھی بہت سے اصحاب سے یہ منقول ہے۔ خیر ہر دست ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ٹھیک اسیطرح بہت سے بزرگ تابعین و تبع تابعین سے بھی الحمد کا امام کے پیچھے پڑھنا اور پڑھنے کا فتویٰ دینا منقول ہے۔ ان میں سے بھی بعض کے نام مع حوالہ کتاب سنئے!

ان تابعین رح تبع تابعین وغیرہ کے نام مع حوالہ جو الحمد شریف امام کے پیچھے پڑھنے کے قائل ہیں

۱	حضرت سعید بن جبیر رح	امام الکلام صـ۱۷۳	۱۱	حضرت سعید بن ابی عروبہ رح	جزء القرأۃ صـ۷
۲	حضرت مکحول رح	ابوداؤد مع عون صـ۳۰	۱۲	حضرت شعبی رح	جزء القرأۃ صـ۷
۳	حضرت عروہ بن زبیر رح	امام الکلام صـ۱۷۳	۱۳	حضرت نافع بن جبیر رح	جزء القرارۃ صـ۷
۴	حضرت حسن بصری رح	ابن ابی شیبہ جزء القرأۃ صـ۵	۱۴	حضرت ابوالملیح رح	جزء القرأۃ صـ۷
۵	حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رح	جزء القرأۃ صـ۲۹	۱۵	حضرت عطا رح	جزء القرأۃ صـ۱۴
۶	حضرت مجاہد رح	جزء القرأۃ صـ۶	۱۶	حضرت زہری رح	کتاب القرأۃ بیہقی صـ۷۵
۷	حضرت میمون بن مہران رح	جزء القرأۃ صـ۵	۱۷	حضرت اوزاعی رح	کتاب القرأۃ بیہقی صـ۷
۸	حضرت مالک بن عون رح	جزء القرأۃ صـ۷	۱۸	حضرت حمید بن ہلال رح	جزء القرأۃ صـ۶
۹	حضرت عبید اللہ بن عبداللہ رح	جزء القرأۃ صـ۷	۱۹	حضرت حماد رح	جزء القرأۃ صـ۷
۱۰	حضرت ابوجعفر رح	جزء القرأۃ صـ۷	۲۰	حضرت سعید بن مسیب رح	جزء القرأۃ صـ۷

علاوہ ان بزرگ تابعین وغیرہ کے جن کے نام ہم نے گنوائے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس قدر تابعین سے یہ روایت مروی ہے جن کی گنتی کا ہم احاطہ نہیں کر سکتے۔ وہ

سب فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھ لے گو امام بآواز بلند قرأت پڑھتا ہو، ملاحظہ ہو جزء القرأۃ ص۵ الغرض یہ مسئلہ وہ مسئلہ ہے جس کی منادی مدینہ کے گھر گھر میں ایک ایک کے کان میں سر کو چہ و بازار میں کرائی گئی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منادی تھے۔ تینوں مذہبوں میں یہ ہے اور حنفی مذہب سے بھی ہم اسے ثابت کر چکے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ ملاحظہ ہو دلائل محمدی حصہ اول

اونچی آواز سے آمین کہنے کے مزید دلائل

(۱) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ۔ یعنے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھتے تو اٰمِيْنَ کہتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے۔ ابو داؤد میں یہ حدیث موجود ہے ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں حَدِيْثٌ حَسَنٌ یعنے یہ حدیث حسن ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں سَنَدُهٗ صَحِيْحٌ اس کی سند صحیح ہے، امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں هٰذَا صَحِيْحٌ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس سے اونچی آواز سے آمین کہنا صاف ثابت ہے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَلَا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ يَّلِيْهِ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ یعنی حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھتے تو آمین کہتے (اسقدر بلند آواز سے) کہ پہلی صف کے آپ کے آس پاس کے لوگ سن لیتے۔ یہ حدیث ابوداؤد میں موجود ہے ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے :۔

(۳) فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ یعنے پھر تو آمین کی آواز سے مسجد ہل جاتی تھی۔ اور یہ حدیث دارقطنی میں بھی ہے امام دارقطنیؒ اسے حسن کہتے ہیں۔ مستدرک حاکم میں بھی یہ حدیث ہے اور امام حاکمؒ اسے صحیح کہتے ہیں۔ بیہقی میں بھی یہ حدیث ہے اور امام بیہقیؒ اسے حسن صحیح بتلاتے ہیں۔ یہ حدیث بھی صریح دلیل ہے کہ آمین بآواز بلند کہنی چاہئے۔

(۴) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اٰمِيْنَ

اِذَا قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ یعنے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ پڑھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آمین کہنا میں نے سُنا ہے۔ مستدرک حاکم اور اعلام الموقعین میں یہ حدیث مروی ہے ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اس کے کل راوی ثقہ ہیں صرف ابن ابی لیلیٰ میں کلام ہے سو انہیں بھی ابو حاتم مُحِلُّهُ الصِّدْقُ کہتے ہیں اور ان کی متابعت علاء بن صالح اور علی بن صالح محمد بن سلمہ سفیان اور شعبہ کرتے ہیں۔ پس یہ حدیث بھی کم سے کم حسن ہے۔ اور بلند آواز سے آمین کہنے کی صریح دلیل ہے۔

(۵) عَنِ ابْنِ اُمِّ الْحُصَيْنِ عَنْ اُمِّهَا اَنَّهَا صَلَّتْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ قَالَ اٰمِيْنَ ۝ فَسَمِعَتْهُ وَهِيَ فِيْ صَفِّ النِّسَاءِ یعنے حضرت اُم حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے جب وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھی تو آمین کہی جسے مائی صاحبہؓ نے سُنی حالانکہ مائی صاحبہؓ عورتوں کی صف میں تھیں۔ اس حدیث کو حافظ ابن حجرؒ تخریج ہدایہ میں لائے ہیں اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ بلکہ زیلعیؒ بھی اپنی تخریج میں اسے لائے ہیں اور اس کی اسناد پر کوئی جرح نہیں کی۔ طبرانی کبیر میں بھی یہ حدیث مروی ہے۔ اور یہ بھی صاف دلیل ہے کہ آمین اونچی آواز سے کہنی چاہیئے۔

حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث کی صحت شیخ عبد الحق دہلویؒ بھی ترجمہ مشکوٰۃ میں کرتے ہیں۔ اور علامہ ابو الطیبؒ مدنی بھی شرح ترمذی میں۔ اور دیگر علماء کرام حنفیہ جنہیں حق تعالیٰ کی اس مسئلہ میں توفیق ہوئی اُنہوں نے اس حدیث کو صحیح مانا ہے، اور اُن بزرگوں نے گو اُنہیں نسبت حنفی مذہب سے ہو صاف صاف صحت کی گواہی دی ہے۔ جیسے علامہ لکھنوی ابن الہمام وغیرہ۔ جیسا کہ ہم دلائل محمدی حصہ اوّل میں لکھ آئے ہیں۔ اور اسی رسالہ میں آمین کے بیان میں بیان کر آئے ہیں۔ مجھے اس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کے ناموں کے گنوانے کی ضرورت نہیں جو آمین اونچی آواز سے کہنے کے قائل تھے کیونکہ اوپر حضرت عطاءؒ کی وہ روایت گذر چکی ہے کہ دو سو صحابہ آمین کو امام کے پیچھے باواز بلند پکارا کرتے تھے۔ تابعین میں بھی یہی دستور رہا۔ امام شافعیؒ کی روایت میں حضرت عطاءؒ کے یہ لفظ ہیں كُنْتُ اَسْمَعُ الْاَئِمَّةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ يَقُوْلُوْنَ اٰمِيْنَ وَيَقُوْلُ مَنْ خَلْفَهُ اٰمِيْنَ

حَتّٰی اِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّۃً یعنے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے بعد کے ائمہ کو میں نے آمین کہتے ہوئے سنا اور ان کے پیچھے کے مقتدیوں کو بھی (اس بلند آواز سے) کہ مسجد ہل ہل جاتی تھی، پس یہ سینکڑوں صحابہ رضؓ اور سینکڑوں تابعین رح ہو گئے۔ بلکہ حنفی مذہب کے قاعدے کے مطابق صحابہ رضؓ کا اجماعی مسئلہ آمین بالجہر ہو گیا انہی ابن زبیر کے حبشی کے فتوے پر عدم انکار صحابہ کو تسلیم کر کے یہ لوگ اس پر اجماع لکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ ثابت ہی نہیں۔ پھر یہاں اس سچے واقعہ اور نہ صرف عدم انکار بلکہ شرکت فعل کو اجماع کہتے ہوئے کیوں اُن کی زبان رُکنے لگی؟ پس بفضلہ یہ وہ مسئلہ ہے کہ جس پر اجماع صحابہ رضؓ ہے اسی طرح الحمد کا مسئلہ تھا جیسا کہ بیان ہوا۔ اور اسی طرح رفع الیدین کا مسئلہ ہے جیسا کہ واضح ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ اور ان کے مقتدیوں کا بھی اُن کے ساتھ آمین بالجہر ثابت ہے ملاحظہ ہو نسائی شریف ناظرین یہ بھی نہ بھولیں کہ اس حدیث کے راوی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے شاہزادے ہیں ان کے والد حضرموت کے بادشاہ تھے، وہاں سے یہ دربارِ نبوی میں محض اس لئے حاضر ہوئے تھے کہ اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھیں۔ چنانچہ یہاں حضورؐ کی خدمت میں پہنچیں اس سے پہلے ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو یہ خبر کر دی۔ اور آپ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ وائل بن حجر دُور دراز سے خوشی خوشی اللہ رسول کی محبت میں مست چلا آرہا ہے۔ جب یہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے اپنی مسرت کا اظہار کیا مرحبا کہا اور اپنے پاس بٹھایا۔ ملاحظہ ہو مسک الختام۔ بیہقی وغیرہ۔

رفع الیدین کرنے کے مزید دلائل

اس کی وہ روایتیں صحیح بخاری مسلم وغیرہ سے دلائل محمدی حصہ اول میں بیان ہو چکی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے اور اسی طرح دو رکعتوں کے بعد جب تیسری کے لئے کھڑے ہوتے تو بھی رفع الیدین کر لیتے۔ اب اور حدیثوں کی عبارت کی چنداں ضرورت نہیں صرف نام راوی کا اور حوالہ کتاب کا ملاحظہ ہو:۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری صحیح مسلم شریف میں۔ اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم شریف میں۔ اور حضرت علی

رضی اللہ عنہ سے سنن اربعہ میں۔ اور حضرت سہل بن سعد اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابو داؤد میں۔ اور حضرت انس اور حضرت جابر اور حضرت عمیر لیثی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ابن ماجہ میں۔ اور حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیہقی میں۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دارقطنی میں۔ اور حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے طبرانی میں رفع الیدین کرنے کی روایتیں موجود ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں ستر صحابی اس کے راوی ہیں (فتح)۔ امام حاکمؒ فرماتے ہیں عشرہ مبشرہ اس کے راوی ہیں ابوالفضل حافظ فرماتے ہیں پچاس صحابہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ تیس صحابیوں کے نام بیہقیؒ نے اس کے راویوں میں سے گنوائے ہیں۔ بے شمار صحابہؓ اور بے شمار تابعینؒ اور بے شمار ائمہ دینؒ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ سب اس کے قائل ہیں جن جن راویوں اور جن جن کتابوں کے نام ہم نے اوپر گنوائے ہیں وہ اکیس حدیثیں ہوئیں۔ غرض رفع الیدین کی حدیثیں اس قدر ہیں کہ بقول امام المحدثین حضرت امام بخاریؒ کسی اور مسئلہ میں اتنی حدیثیں نہیں۔ یہ حدیثیں تواتر کے درجہ کو پہونچ گئی ہیں۔

بحمداللہ راجکوٹی رسالہ کی تو کافی تردید ہو چکی ساتھ ہی ان تینوں مسئلوں کی تحقیق بھی خاصی ہو چکی۔ میں چاہتا ہوں اختصار کے ساتھ سینہ پر ہاتھ باندھنے کے دلائل اور اس کے خلاف کا حال بھی لکھدوں تاکہ نماز کے بڑے بڑے مسائل تقریباً طے ہو جائیں۔

ناف تلے ہاتھ باندھنے کی دلیل کی تردید میں دس جوابات

اس بارے میں احناف کی طرف سے حضرت علیؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ والی حدیث ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کی پیش کی جاتی ہے۔ اس کی بابت گذارش ہے کہ اوّل تو یہ روایت ابو داؤد کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے صرف ابن الاعرابی وغیرہ کے نسخہ میں ہے۔ اسکے اور بھی طریق ہیں اور اور کتابوں میں بھی مروی ہے۔ لیکن ان دونوں میں ایک راوی عبدالرحمن بن اسحٰق

واسطی ہیں جو ہر طریق میں تقریباً موجود ہیں۔ ان کی نسبت امام احمدؒ اور امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہے۔ ابن معینؒ کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں اس میں نظر ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں یہ بالاتفاق ضعیف ہیں۔ بیہقیؒ فرماتے ہیں یہ متروک ہیں۔ خود امام ابو داؤدؒ جو اس حدیث کو لائے ہیں وہ بھی اس راوی کا ضعیف ہونا نقل کرتے ہیں۔ پس یہ حدیث لایق استدلال نہ رہی۔ پھر حضرت علیؓ سے اسی ابو داؤد کے اسی صفحہ اور اسی باب میں فَوْقَ السُّرَّةِ کا لفظ بھی ہے یعنی ناف سے اوپر۔ پھر ہم اپنے حنفی بھائیوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر فی الواقع اس حدیث کو تم قابلِ عمل جانتے ہو تو پھر اپنی عورتوں کو اس حدیث پر عمل کرنے سے کیوں روکتے ہو؟ تمہیں چاہئے کہ عورتوں کو بھی اسی حدیث پر عمل کرنے کی ہدایت کرو۔ ہم نے اکثر سنا ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے والوں پر پھبتیاں اڑائی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ خدا سے کشتی لڑتے ہیں۔ تو کیوں جناب اگر یہ حدیث مرد کشتی لڑ کر برائی کا کام کریں تو حنفی عورتیں پہلوان بن کر خدا کا مقابلہ کرنے کو کیوں نکلیں؟ غرض یہ تو محض بیجان اعتراض ہے۔ ہاں البتہ اس کا کوئی جواب ہمارے بھائی نہیں دے سکتے کہ عورتیں تو سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد ناف تلے یہ حدیث کہاں ہے؟ اس تفریق کے ساتھ کوئی صحیح حدیث نہیں۔ پس برادرانِ احناف کا یہ مسئلہ ایک ایسا چھوٹا مسئلہ ہے جس پر کوئی ضعیف سی دلیل بھی اُن کے ہاتھ میں نہیں۔ اب ہمارے دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

سینہ پر ہاتھ باندھنے کے آٹھ دلائل

(۱) عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَرَأَيْتُهُ يَضَعُ هٰذِهِ عَلٰى صَدْرِهِ وَوَصَفَ يَحْيَى الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَوْقَ الْمَفْصِلِ یعنی حضرت ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز کے بعد کبھی دائیں سے اور کبھی بائیں جانب سے گھوم کر (مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر) بیٹھتے اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر رکھا کرتے تھے۔ یہ حدیث مسند امام احمد میں موجود ہے۔ اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ نماز میں ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں۔

(۲) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی عَلٰی صَدْرِہٖ یعنے حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھے۔ یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ میں ہے۔ اور امام ابن خزیمہؒ اسے صحیح کہتے ہیں۔ یہ بھی صریح دلیل ہے سینے پر ہاتھ باندھنے کی۔

(۳) عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضَعُ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی یَدِہِ الْیُسْرٰی ثُمَّ یَشُدُّ بَیْنَہُمَا عَلٰی صَدْرِہٖ وَھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ۔ یعنے حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ نماز میں اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینے پر باندھ لیا کرتے تھے۔ یہ حدیث ابوداؤد کے ایک نسخے میں بھی ہے۔ اور مراسیل ابوداؤد میں بھی ہے۔ گو یہ مرسل ہے لیکن دوسری سند سے ملکر قوی ہوگئی ہے۔ اور صاف بتلا رہی ہے کہ نماز میں ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں۔

(۴) ہاں یہ بھی خیال رہے کہ وَانْحَرْ کی تفسیر میں حضرت علی رضؓ سے مروی ہے کہ اس سے مراد سینے پر ہاتھ باندھنا ہے بائیں پر دایاں۔ اسے امام حاکمؒ لائے ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ روایت حسن ہے۔

(۵) امام بخاریؒ تاریخ بخاری میں لائے ہیں عَنْ عَلِیٍّ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔ وَضْعُ یَدِہِ الْیُمْنٰی عَلٰی وَسَطِ سَاعِدِہِ الْیُسْرٰی عَلٰی صَدْرِہٖ یعنے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ کی تفسیر یہ ہے کہ آدمی اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کے بازو کے درمیان پر رکھے۔ اور سینے پر باندھ لے۔

(۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ النَّحْرِ یعنے اس آیت میں یہ حکم ہے کہ نماز میں اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لے۔

(۷) اور ابن ابی حاتم ابن شاہین ابن مردویہ اور بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے یہ لفظ ہیں وَضْعُ یَدَکَ الْیُمْنٰی عَلَی الشِّمَالِ عِنْدَ النَّحْرِ یعنے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر سینے پر باندھ۔

(۸) طبرانی کی حدیث میں حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ثُمَّ وَضَعَ یَمِیْنَہُ عَلٰی یَسَارِہٖ عَلٰی صَدْرِہٖ الخ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ

اپنے بائیں ہاتھ پر سینے پر رکھا یہ آٹھ روایتیں سینے پر ہاتھ باندھنے کی ہوئیں۔

میرے مسلمان بھائیو! بالخصوص وہ بھائیو جو اپنے تئیں حنفی کہتے ہو یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ دین صرف وہ ہے جو قرآن حدیث میں ہو کسی اور کا قول دین نہیں۔ پس آپ کو چاہئے کہ سنتِ رسولؐ حدیثِ پیغمبرؐ ہوتے ہوئے دوسروں کے اقوال کی پابندی میں اپنے تئیں نہ رکھیں اور حدیث و قرآن پر دل سے عامل بنجائیں۔ ان چاروں مسئلوں کے دلائل ہم نے بیان کر دئے ہیں اور ہماری چاہت ہے کہ آپ حضرات سنتِ رسولؐ کے عامل بنجائیں خدا ہمیں توفیقِ خیر دے۔

برادران وہ عمل ایک جَو کے برابر بھی خدا کے نزدیک وقعت نہیں رکھتا جو خلافِ سنت ہو۔ دوستو، الحمد کو امام کے پیچھے نہ پڑھ کر اپنی نمازوں کو برباد نہ کرو۔ آمین بالجہر اور رفع الیدین چھوڑ کر تارکِ سنت نہ بنو نماز اُس طرح پڑھو جس طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھی اور فرمایا صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔ میرے اُمتیو! نماز اُسی طرح پڑھنا جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے

مسلکِ سنت پہ سالک چلا جائے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِھَا عِنْدَکَ اَجْرًا وَّضَعْ عَنِّیْ بِھَا وِزْرًا وَّاجْعَلْھَا لِیْ عِنْدَکَ ذُخْرًا وَّتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝

فقط الراقم عاجز محمد بن ابراہیم میمن جوناگڑھی مدرس مدرسہ محمدیہ ایڈیٹر اخبار محمدی

(باڑہ ہندو راؤ: دہلی)

اطلاع اس کتاب کی قیمت سات آنے رکھی ہے۔ لیکن جو صاحب مفت تقسیم کرنیکے لئے منگوائینگے انہیں صرف پانچ آنے کے حساب سے بھیج دیجائینگی۔ اسکا پہلا حصہ جس میں خود حنفی مذہب کے ان مسائل کو بہترین طور پر ثابت کیا ہے وہ قابلِ دید ہے قیمت دو آنے تقسیم کرنے والوں سے چھ پیسے۔ "منیجر"

اطلاع علاوہ ان کتابوں کے مولانا کی کل مصنفات اور آپکی تفسیر محمدی اور ہر قسم کے کلام اللہ شریف اور دینی کتابیں سستی اور اچھی اس پتہ سے منگوا لیا کیجئے۔ دفتر اخبار محمدی۔ دہلی

اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا مولوی محمد صاحب کی تصنیف کردہ دیگر بعض کتابیں

۱ ایمانِ محمدی۔ ایمان کی ستر شاخوں کا قرآن حدیث اور اقوال بزرگان سے پورا بیان۔ قیمت صرف دس آنے

۲ صلوٰۃ محمدی۔ وضو نماز وغیرہ کے جملہ احکام ترکیب اور دعائیں مع ترجمہ مطابق احادیث۔ قیمت تین آنے

۳ صیام محمدی۔ نفلی فرضی روزوں اور ماہ رمضان کے کل احکام مطابق احادیث مع حوالہ۔ قیمت تین آنے

۴ زکوٰۃ محمدی۔ زکوٰۃ خیرات کے کل مسائل نصاب تحقیق زکوٰۃ وغیرہ کا کل بیان مع حوالہ۔ قیمت تین آنے

۵ سیرۃ محمدی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور معتبر سوانح عمری آپکی اولاد ازواج بیبیوں وغیرہ کے حالات۔ قیمت بارہ آنے

۶ عقیدۂ محمدی۔ اہل حدیث کے سچے مذہب کا بیان اور جو تہمتیں اُن پر ہیں سب کا ازالہ۔ قیمت ایک آنہ

۷ عقائد محمدی۔ امام احمد بن حنبل رح کی کتاب کا ترجمہ عقائد کے بارے میں سچا مسلمان بنانے والی کتاب قیمت ایک آنہ

۸ فرمان محمدی۔ زیارت قبر کا صحیح طریقہ۔ قبروں کی تمام بدعتوں کی تردید قبر پرستی کا رد۔ قیمت صرف ایک آنہ

۹ ہدایت محمدی۔ حنفی مذہب فقہ کی سب سے اعلیٰ کتاب ہدایہ کے ایک سو مسائل جو غلط اور ہیبتناک ہیں قیمت دو آنے

۱۰ برائت محمدی۔ حسن نظامی نے اہل حدیث کے خلاف جو رسالہ لکھا تھا اُس کا قابل دید جواب۔ قیمت ایک آنہ

۱۱ برہان محمدی۔ امام سبکی رح کے رسالہ کا ترجمہ رفع الیدین کے ثبوت میں سب سے اعلیٰ کتاب عربی مع ترجمہ قیمت دو آنے

۱۲ سیف محمدی۔ فقہ حنفی اور کتب حدیث کے فرق کو واضح کرنیکے لئے اسمیں چھ سو غلط مسائل فقہ کے مع حوالہ ہیں قیمت ایک روپیہ

۱۳ طریق محمدی۔ تقلید کی تردید میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ اس میں چھ سو دلیلوں سے تقلید کا رد ہے قیمت ایک روپیہ

۱۴ دلائل محمدی۔ حصہ اول۔ قرآن حدیث اور حنفی مذہب سے آمین رفع الیدین اور سورۂ فاتحہ کا ثبوت قیمت تین آنے

۱۵ دلائل محمدی حصہ دوم۔ ان تینوں مسائل میں حنفیوں کی جو دلیلیں ہیں اُنکا جواب اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا بھی ثبوت سات آنے

۱۶ ردائے محمدی۔ اہل حدیث کے مذہب پر جتنے بڑے بڑے اعتراضات کئے جاتے ہیں سب کا جواب۔ قیمت دو آنے

۱۷ درایت محمدی۔ حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی ہر فن کی غلطیوں کا ثبوت سے بیان۔ قیمت بارہ آنے

۱۸ تحفۂ محمدی۔ بقرعید کے۔ نماز عید کے۔ قربانی کے مفصل احکام مع حوالہ حدیث۔ قیمت ایک آنہ۔

۱۹ آئینۂ محمدی۔ ڈاڑھی موچھ خط اور لباس کے کل احکام مطابق احادیث مع حوالہ۔ قیمت ایک آنہ

۲۰ عصائے محمدی۔ اہل حدیث کے مسائل پر جتنے اعتراض مخالفین کرتے ہیں سب کا جواب۔ قیمت چھ آنے۔

۲۱ میلادِ محمدی۔ مولود اور قیام مولود کی قابل دید تردید قرآن حدیث اور فقہ سے۔ قیمت دو آنے

۲۲ حقوقِ محمدی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کی تردید اور درود شریف پڑھنے کی تاکید قیمت ایک آنہ

۲۳ فضائل محمدی۔ اہلحدیث کے ہمیشہ سے ہونے اور قیامت تک رہنے اور فرقہ ناجیہ ہونیکا ثبوت عربی مع اردو قیمت سوا روپیہ

۲۴ امام محمدی۔ حضرت امام ابوحنیفہ رح کی پوری سوانحعمری ساتھ ہی اُن پر لدا ماموں نے جو جرح کی ہے وہ بھی عربی مع اردو۔ ایک روپیہ چھ آنے

۲۵ توحید محمدی۔ پکی قبروں گنبدوں اور مقبروں کے حرام ہونے کی اور اُنہیں گرانے کی سینکڑوں دلیلیں۔ قیمت چار آنہ

۲۶ صراطِ محمدی۔ تعزیہ داری کی پوری تردید قرآن حدیث اور فقہ سے۔ قیمت ایک آنہ

۲۷ معراج محمدی۔ معراج جسمانی کا ثبوت معراج کا صحیح قصہ اور ماہ رجب کی بدعتوں کی تردید۔ قیمت ایک آنہ

۲۸ انعام محمدی۔ عید الفطر کے نماز عید کے فطرے کے کل احکام اور مسائل حدیثوں سے۔ قیمت ایک آنہ

۲۹ درود محمدی۔ نیچے دسویں۔ بیسویں۔ برسی۔ عرس وغیرہ میت کی تمام بدعتوں کی تردید۔ قیمت پانچ آنے

اطلاع:۔ ان کتابوں کے علاوہ بھی ہر قسم کی کتابیں اس دفتر سے مل سکتی ہیں فہرست کتب مفت منگوا کر ملاحظہ فرمالیں۔

پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی۔ دہلی

دُنیا کی سب تفسیروں سے زیادہ معتبر مستند اور مفصل تفسیر محمدی

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ تفسیر ابن کثیر سے بہتر تفسیر کوئی نہیں۔ اس میں پہلے تو قرآن کی آیت کی تفسیر خود قرآن سے کی جاتی ہے پھر حدیث سے پھر اقوالِ صحابہ سے پھر تابعین اور بزرگانِ دین کے اقوال سے مضامین قرآن پانی کی طرح حل کرکے دیئے جاتے ہیں۔ حدیث میں جو مرتبہ بخاری شریف کا ہے وہی مرتبہ تفسیروں میں تفسیر ابن کثیر کا ہے۔ یہ تفسیر عربی میں آٹھ جلدوں میں ہے۔ الحمد للہ اب اس کا ترجمہ ہوگیا۔ اس وقت تیس پارے تو بفضلِ خدا چھپ چکے ہیں۔ پہلا پارہ اس کتاب سے دو گنے لمبے چوڑے کاغذ پر پونے دو سو صفحات میں آیا ہے۔ کم و بیش ہر پارے کی تفسیر اسی طرح تشریح اور تفصیل کے ساتھ ہے۔ اردو نہایت اعلےٰ اور ساتھ ہی بالکل آسان حروف بہت واضح چھپائی لکھائی بالکل صاف کاغذ عمدہ۔ ہدیہ ہر پارے کا الگ الگ ملاحظہ ہو۔

تفسیر محمدی اردو۔ پارہ اوّل پونے دو روپے۔ دوسرا پارہ سوا روپیہ۔ تیسرا پارہ ایک روپیہ۔ چوتھا پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ پانچواں پارہ سوا روپیہ۔ چھٹا پارہ ایک روپیہ چھ آنے۔ ساتواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ آٹھواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ نواں پارہ سولھواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ سترھواں پارہ ایک روپیہ۔ اٹھارھواں پارہ ایک روپیہ۔ انیسواں پارہ چودہ آنے۔ بیسواں پارہ چودہ آنے۔ اکیسواں پارہ ایک روپیہ ایک آنہ۔ بائیسواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ تئیسواں پارہ ایک روپیہ۔ چوبیسواں پارہ ایک روپیہ۔ پچیسواں پارہ سوا روپیہ۔ چھبیسواں پارہ سوا روپیہ۔ ستائیسواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ اٹھائیسواں پارہ ایک روپیہ پانچ آنے۔ انتیسواں پارہ سوا روپیہ۔ تیسواں پارہ ایک روپیہ چھ آنے۔ باقی زیرِ طبع۔

صرف قرآن و حدیث کی تبلیغ و اشاعت کرنیوالا اخبار محمدی دہلی

دنیا میں اور اخبار بھی ہیں۔ کوئی پولیٹکل مضامین پڑھتے ہے۔ کوئی دنیوی خبروں پر ہے۔ کوئی علم و ادب پر ہے کوئی کسی اور طرح کا۔ لیکن اخبار محمدی وہ اخبار ہے جو وہ خدمت انجام دیتا ہے جو ہر سچے مسلمان محمدی کا پہلا فریضہ ہے۔ یہ اخبار قرآن و حدیث کی حمایت و اشاعت کرتا ہے۔ اس پر جو اعتراض ہوں اُن کا سچا مُنہ توڑ جواب دیتا ہے شرک و بدعت کے خلاف جہاد کرتا ہے رسومات و تقلیدی امور پر گرفت کرتا ہے۔ صراطِ مستقیم کی سچی رہبری کرتا ہے ہر وقت جن مسائل کی ضرورت ہوتی ہے قرآن حدیث سے بیان کرتا ہے۔ پندرہ روزہ ہے ٹھیک وقت پر نکلتا ہے۔ علماء کا بہترین رفیق طلبا کا سہارا اور سب لوگوں کا دینی معلم ہے ساتھ ہی پولیٹکل مضامین دنیوی خبریں شرعی نظمیں وغیرہ بھی ہوتی ہیں۔ یوں کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ اخبار دین و دنیا کی بھلائی اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ قیمت پورے سال کی صرف تین روپے۔ نمونہ مفت۔

اطلاع اس صفحے کے پیچھے جن کتابوں کا اشتہار ہے وہ سب اور تفسیر محمدی اور اخبار محمدی اور اس کے علاوہ آپکو جس دینی کتاب یا جس قسم کے قرآن مجید کی ضرورت ہو اس پتے سے طلب فرمالیا کریں

دفتر اخبار محمدی دہلی

قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین

(مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنی چاہیے، پھر اگر وہ روگردانی کریں تو اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا)

الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ رسالہ

المسمی بہ

ضیاءِ درِ محمدی

المعروف بہ

سیفِ محمدی

جس میں حنفی مذہب فقہ کا فوٹو دکھانے کے لئے فقہ کی نہایت ہی معتبر اور مشہور کتابوں سے تقریباً چھ سو مسائل جمع کئے گئے ہیں جو نہایت گھناؤنے مکروہ اور خلافِ قرآن و حدیث ہیں۔ نیز ہر ہر مسئلہ میں حنفی بھائیوں کی جتنی دلیلیں تھیں وہ بیان کی گئی ہیں اور پھر ان کے نہایت ٹھوس اور سنجیدہ جواب دیئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ اس رسالے کا بنظرِ انصاف مطالعہ فرمانے والے موجودہ تقلیدی دلدل سے نکلکر کتاب و سنت کی صراطِ مستقیم پر آجائینگے انشاء اللہ تعالیٰ

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ و ایڈیٹر اخبار محمدی اجمیر دروازہ دہلی

بماہ ربیع الآخر سنہ ۱۳۴۸ھ

از دہلی پریس دہلی میں طبع ہوا۔ ملنے کا پتہ

(قیمت ایک)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین ضیاءِ نورِ محمدی المعروف بہ سیفِ محمدی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵	قرآن وحدیث پر عمل	۲۳	جانوروں کے پیشاب سے پاکی
۱۵	ایجادِ تقلید	۲۳	دودھ شہد تیل کی پاکی
۱۵	ردِ تقلید کی مستقل کتاب	۲۳	شراب سے گندھا ہوا آٹا
۱۶	توحید میں تربیع	۲۳	منی کے بعد غسل ندارد
۱۶	مولد وانتقالِ امام	۲۳	مُردہ عورت سے وطی
۱۶	کتبِ فقہ کی تصنیف کی تاریخ	۲۴	خنثےٰ کا مسئلہ
۱۷	سند	۲۴	نابالغ لڑکی کے ساتھ وطی
۱۸	فقہ کے مطالعہ کا نتیجہ	۲۵	مباشرتِ فاحشہ
۱۸	وجہ تصنیف	۲۶	عورت جانور سے کرائے،
۲۰	ہدایہ کی تنقید کی کتاب	۲۶	مُردہ مرد سے کرائے،
۲۱	جانور کے ساتھ وطی کرنے سے غسل کا نہ آنا	۲۶	بچے سے کرائے
۲۱	عضوِ مخصوص کا بھی نہ دھونا،	۲۶	مجامعت کے قابل لڑکی سے کرے
۲۱	فرج کے سوا کی وطی میں بھی،	۲۷	عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے،
۲۲	کپڑا لپیٹ کر کیا تو بھی،	۲۸	بچے کی پیدائش کے وقت کی رطوبت پاک ہے
۲۲	جانور کا منہ اور اُسکی فرج یکساں ہے،	۲۸	جانور کے بچے کی بھی
۲۳	لیٹے ہوئے مسواک سے تلی کی زیادتی	۲۸	انڈے کی بھی،
۲۳	مسواک پکڑنے سے بواسیر	۲۸	یہ چیز پانی میں پڑے تو پاک ہے،
۲۳	مسواک چوسنے سے اندھاپا،	۲۸	کپڑے پر اور بدن پر لگے تو پاک
۲۳	شیطان کی مسواک	۲۸	چوہے کا پیشاب پاک ہے،
۲۳	شیطان کی سواری	۲۸	تمام جانوروں کی منی پاک ہے،
۲۳	مسواک رکھنے سے جنون	۲۹	چمگادڑ کا پیشاب پاک ہے،

۲۹	چمگادڑ کی بیٹ پاک ہے،	۳۶	انہیں گالیاں دینا کفر نہیں،
۲۹	بلی کا پیشاب کپڑے پر پاک ہے،	۳۶	معاویہ رضہ باغی تھے،
۲۹	باکرہ کے پاس جائے تو بھی غسل نہیں	۳۶	یہ اور ان کے ساتھی باغی تھے،
۳۰	انسان کی رنگی ہوئی کھال پاک ہے،	۳۶	امام پر چڑھائی کرنے والے تھے،
۳۱	قیاس کے خلاف حدیث کو چھوڑ دو	۳۶	بدعتی تھے،
۳۱	ابوہریرہؓ غیر فقیہ ہیں،	۳۶	محاربِ اسلام تھے،
۳۱	انس بن مالکؓ غیر فقیہ ہیں،	۳۶	قاتلِ صحابہ تھے،
۳۱	عقبہ بن مالکؓ غیر فقیہ ہیں،	۳۷	علیؓ مجتہد نہ تھے،
۳۱	وہیانی صحابی غیر فقیہ ہیں،	۳۷	حسینؓ کے قتل کا حکم کفر نہیں،
۳۲	بعض صحابہ غیر عادل تھے،	۳۷	امام باقر جاہل تھے،
۳۲	فاطمہؓ مجہول نہیں،	۳۷	بھلکڑ تھے،
۳۲	وابصہ بن معبدؓ مجہول تھے،	۳۷	جھوٹ تہمت باندھنے والے تھے،
۳۲	سلمہ بن محبقؓ مجہول تھے،	۳۷	چاروں خلفاء کو قتل کروانے والا بھی مسلمان ہے،
۳۳	امام شافعیؒ جاہل تھے،		
۳۳	امام صاحب کے کسی قول کو بھی رد کرنیوالا ملعون ہے،	۳۷	اسلام کو گالیاں دینے سے بھی آدمی کافر نہیں ہوتا
۳۳	امام شافعیؒ ابلیس سے بھی بدتر تھے،	۳۷	آنحضرتؐ کو گالیاں دینے سے وضو نہیں ٹوٹتا
۳۳	امام شافعیؒ محمدؒ کی شاگردی سے پہلے فقیہ نہ تھے،	۳۸	بھیڑیے کا بچہ جو بکری سے پیدا ہو وہ حلال ہے
۳۴	معبد خزاعیؓ غیر فقیہ تھے،	۳۹	کتے کی رنگی ہوئی کھال پاک ہے،
۳۴	معقل بن سنانؓ غیر فقیہ تھے،	۴۰	حرام جانور ذبح کئے ہوئے کا گوشت چربی پاک ہے،
۳۶	صحابہؓ کو گالیاں دینے والا مسلمان ہے،	۴۰	مردہ جانور کی کھیس پاک ہے،
۳۶	صحابہؓ سے دشمنی رکھنے والا مسلمان ہے،	۴۰	مردہ جانور کے تھنوں کا دودھ پاک ہے
۳۶	ابوبکر و عمرؓ کو گالیاں دینے والا مسلمان ہے،	۴۱	عورت کی چھاتی ناپاک ہو تو بچے کے تین دفعہ چوس لینے سے وہ پاک ہو جاتی ہے،
۳۶	ان کی خلافت کا منکر مسلمان ہے،	۴۱	کتے کا پلا جو بکری کے پیٹ سے ہو حلال ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۱	کتے کو ذبح کرکے اسکا گوشت بیچنا جائز ہی	۴۴	قرآن کے تمام اعضا کا استعمال جائز ہے،
۴۱	بدن کی نجاست زبان سے چاٹ لے پاک ہوجائیگا	۴۵	کتا نجس العین نہیں،
۴۱	ہاتھی کی رنگی ہوئی کھال پاک ہے،	۴۶	بلکہ طاہر العین ہے،
۴۲	عورت کی پنڈلی چوتھائی سے کم کھلی ہو تو نماز ہوجائیگی۔	۴۶	کتے کی کھال کی جانماز بنانی جائز ہے
		۴۶	کتے کی کھال کا ڈول بنانا جائز ہے،
۴۲	ران بھی اور پیٹ بھی اور سر بھی	۴۷	اس ڈول کے پانی سے وضو جائز ہے
۴۲	قبل و دبر بھی چوتھائی سے کم ننگی ہو تو نماز ہوجائیگی،	۴۷	کتے کی کھال پہن کر نماز جائز ہے
		۴۷	کتوں کی تجارت جائز ہے،
۴۳	کتے کے دانت کا ہار پہن کر نماز جائز ہی،	۴۷	کتوں کو اجرت پر دینا جائز ہے،
۴۳	بھیڑیے کے دانت کا بھی	۴۷	جو کتے کو گم کردے اس سے قیمت لیلو
۴۳	ذبح کئے ہوئے چوہے اور سانپ کا گوشت لیکر بھی،	۴۷	ذبح کئے ہوئے بھیڑیے کی کھال پہ نماز جائز ہے،
۴۳	کتے وغیرہ درندوں کی رنگی ہوئی کھالوں کی کتابوں کی جلدیں بندھوانی بھی جائز ہیں،	۴۷	پانی میں کتا گر پڑے منہ اور پیر ہو تو ناپاک نہیں
		۴۷	نمازی کے سر پر نجس کبوتر بیٹھے تو نماز جائز
۴۳	کتے وغیرہ درندوں کی کھالیں صرف ذبح سے بھی پاک ہیں	۴۷	نمازی کی گود میں نجاست والا بچہ بیٹھ جائے تو نماز جائز ہے،
۴۳	حرام جانوروں کا گوشت ذبح کیا ہوا پاک ہی	۴۸	چوہوں کی مینگنیاں گیہوں کے ساتھ پیس لو اور کھالو،
۴۳	گو ذبح کرنے والا ہندو کافر ہو،	۴۸	کتا خوشہ انگور کچھ کھائے تو کچھ تم کھالو
۴۳	تمام حرام جانوروں کے سب اجزاء ذبح کے پاک ہیں،	۴۸	کتے کے بدن کی چیزیں پاک ہیں،
		۴۸	نجاست خفیفہ سے چوتھائی سے کم کپڑا یا
۴۴	مُردہ جانور نمک بن جائے تو پاک ہی،	۴۹	بدن بھر گیا ہو تو حرج نہیں نماز پڑھ لو،
۴۴	پاخانہ مٹی بن جائے تو پاک ہے،	۴۹	چمگادڑ کے پیشاب سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا
	حرام جانوروں کو جب چھری پھیر لی جائے	۴۹	پانی بھی ناپاک نہیں ہوتا،

۴۹	دیچگاڈر کی بیٹ سے	۵۲	کتے کے بالوں کی گھنڈیاں اور بٹن بنالو
۴۹	شہیدوں کا خون ناپاک ہے،	۵۲	سؤر کے بال پاک ہیں،
۴۹	مسجد کے بوریے پر گیلے بدن والا کتا بیٹھ جائے نجاست ظاہر نہ ہو پاک ہے،	۵۲	تھوڑے سے پانی میں کتے کے بال پڑیں تو پاک ہے،
۴۹	بڑے حوض میں کتا مرجائے پانی پاک ہے	۵۲	ایک درہم سے کم سؤر کے بال لیکر نماز پڑھ لو
۴۹	انسان کا پیشاب ہتیلی کی چوڑائی کے برابر بدن یا کپڑے پر لگا ہو تو حرج نہیں نماز پڑھ لو	۵۳	چیل شکرہ وغیر حرام پرندوں کی بیٹ پاک ہے
۴۹	حرام پرندوں کی بیٹ اس سے بھی زیادہ ہو تو بھی نماز پڑھ لو	۵۳	زندہ اور مُردہ کتے کے بال پاک ہیں،
۴۹	کتے کے کاٹے ہوئے کا منہ خشک نظر آئے تو پاک ہے	۵۳	پیاسے کو شراب پینے کی اجازت ہے،
۵۰	پیشاب کی باریک چھینٹیں گو سارا بدن یا سارا کپڑا لت پت کردیں نماز پڑھ لو،	۵۳	پیاس کے خوف کے وقت شراب پی لو،
۵۰	نکسیر کے علاج کیلئے احمد کی سورت کو خون سے لکھ لو،	۵۳	شراب سے گوشت پکا کر پھر تین جوش پانی میں دے لو،
۵۰	پیشاب سے لکھ لو	۵۳	روٹی شراب میں ڈال کر شراب کا سرکہ بنا کر روٹی کھالو،
۵۰	بڑے کتے کو اٹھا کر نماز پڑھ لو،	۵۳	سالن کی ہنڈیا میں شراب ڈال کر پھر سرکہ ڈال کر کھٹا کر کے کھالو،
۵۱	نماز میں کتے کو چمکار لو،	۵۳	گیہوں کی شراب حلال ہے،
۵۱	نماز میں کتے کے پلے کو آستین میں رکھ لو	۵۳	جَو کی شراب حلال ہے،
۵۱	نماز میں گدھے کو ہنکا دو،	۵۳	شہد کی شراب حلال ہے،
۵۱	ہاں قرآن دیکھ کر نہ پڑھو،	۵۳	جُوار کی شراب حلال ہے،
۵۱	بچے کو اٹھا کر نماز نہ پڑھو،	۵۳	ان کے پینے سے گو نشہ آئے پھر بھی حد نہیں
۵۲	نماز میں کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھ لو	۵۴	انجیر کی شراب حلال ہے،
۵۲	نماز باطل نہ ہوگی،	۵۴	دس جام میں نشہ آتا ہو تو نو حلال ہیں،
۵۲	ہاں قرآن دیکھ کر پڑھو گے تو باطل ہو جائیگی	۵۴	انگوری شراب دو تہائی جلا کر پی لو،
۵۲	فقہ کی کتاب دیکھ سمجھ لو تو باطل نہ ہوگی	۵۴	شراب کا سرکہ بنا کر پی لو،
۵۲	کتے کے بال پاک ہیں،	۵۴	شراب کی مکھی سرکہ میں ڈال لو،

صفحہ	مضمون
۵۴	کھجور کی آنچ دی ہوئی شراب حلال ہے
۵۴	چھواروں کی آنچ دی ہوئی شراب حلال ہے،
۵۴	کشمش کی آنچ دی ہوئی شراب حلال ہے،
۵۴	کھجور اور کشمش کی بنی ہوئی شراب حلال ہے،
۵۴	چار قسم کی نشے والی شراب حلال ہے،
۵۵	بھنگ وغیرہ کے استعمال کر کو نشہ آئے پھر بھی حرج نہیں،
۵۵	امام ابو حنیفہؒ کی نہ ماننے والے لعون ہیں
۵۵	شراب کی تجارت کیلئے ذمی کو وکیل بنالو،
۵۵	سور کی تجارت کیلئے ذمی کو وکیل بنالو،
۵۵	بھنگ وغیرہ نشہ کی جامد چیزیں تھوڑی مقدار میں حلال ہیں،
۵۵	شراب بنانے والوں کے ہاتھ شیرہ انگور خمر بنانے کے لئے بیچدو،
۵۵	عیسائیوں کو گرجا بنانے کیلئے زمین بیچدو
۵۵	پارسیوں کو آتشکدہ بنانے کیلئے زمین بیچدو
۵۵	عیسائیوں کو گرجا بنانے کیلئے زمین بیچ دو
۵۶	خوبصورت بیوی والے کو امام بناؤ،
۵۶	شکیل اور حسین شخص کو امام بناؤ،
۵۶	مالدار آدمی کو امام بناؤ
۵۸	غلام کی امامت مکروہ ہے،
۵۸	اندھے کی امامت مکروہ ہے،
۵۸	دیہاتی کی امامت مکروہ ہے،
۵۹	چھوٹے ذکر والے کو امام بناؤ،
۶۰	بڑے ذکر والا آدمی کمینہ ہوتا ہے،

صفحہ	مضمون
۶۱	حنفی مذہب کی نماز کا نقشہ
۶۲	نبیذ سے وضو جائز ہے
۶۳	الٹا پلٹا وضو کرلو،
۶۳	وضو بے نیت کرلو،
۶۳	اللہ اکبر کا ترجمہ دوسری زبان میں کرلو
۶۳	فقط ایک آیت پڑھ لینا کافی ہے،
۶۳	وہ بھی قرآن ہی نہیں بلکہ اس کا ترجمہ،
۶۴	رکوع سجدے میں اطمینان ضروری نہیں
۶۴	سجدے میں صرف پیشانی ٹکالے،
۶۴	قومہ جلسہ میں بھی اطمینان ضروری نہیں
۶۴	کمر جھکالے رکوع ہوگیا،
۶۴	سجدے میں صرف ناک ٹکانے کافی ہے
۶۴	پچھلے راستے سے ہوا نکالدے سلام پھیرنا ہی ہے
۶۴	اگر چاہے سلام کے عوض قہقہہ مارے
۶۴	اگر چاہے بات چیت کرلے،
۶۴	اگر چاہے چلنے پھرنے لگ جائے،
۶۵	فرج کے سوا اور جگہ مجامعت کرنے سے اگر انزال نہ ہو روزہ نہیں ٹوٹتا،
۶۵	مردہ عورت کے ساتھ کرنے سے بھی روزہ ثابت ہے،
۶۵	جانوروں کے ساتھ کرنے سے بھی روزہ ثابت ہے
۶۵	ہاتھ سے حلق لگانے سے بھی روزہ نہیں بگڑتا
۶۵	سوتی ہوئی عورت کے ساتھ کرلے تو اوس پر کفارہ نہیں،
۶۵	احتلام کرنے سے بھی روزے کا کفارہ نہیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۵	زنا کے خوف سے مشت زنی کرنے میں حرج نہیں	۷۱	بھول کر پھر جان بوجھ کر جماع کرے تو بھی کفارہ نہیں
۶۵	زنا کے بچاؤ کا یقین ہو تو مشت زنی واجب ہے	۷۲	نشہ میں بیٹی کا بوسہ لے تو بیوی حرام
۶۶	مشت زنی کے وقت پر منی روک لی ٹھنڈا کرکے ڈال دی تو غسل فرض نہیں،	۷۲	مجنون ایسا کرے تو بھی حرام،
		۷۲	دیوانہ ایسا کرے تو بھی حرام،
۶۶	غلبۂ شہوت کے وقت مشت زنی کرنے میں گناہ نہیں	۷۲	بھولا ہوا کرے تو بھی حرام،
۶۶	بیوی کے ہاتھ سے منی نکلوائے،	۷۲	غلطی سے ہو جائے تو بھی حرام،
۶۶	خدمت گذار عورت کے ہاتھ سے منی نکلوائے	۷۲	جبراً کرے تو بھی حرام،
۶۶	کنوارا شخص بھی مشت زنی کرے،	۷۳	کسی کو شہوت سے چھوئے تو اوس کی ماں حرام
۶۷	روزے کی حالت میں دو عورتیں آپس میں بازی کریں تو روزہ فاسد نہیں ہوتا،	۷۳	شرمگاہ دیکھے تو اوسکی ماں حرام،
		۷۳	مساس سے انزال ہو جائے تو حلال،
۶۸	مشت زنی کی منی نکلی پھر بھی روزہ رہ گیا،	۷۳	اوس کی دبر میں وطی کرے تو حلال
۶۹	خوفِ زنا کے وقت ہاتھ سے حلق لگانا ثواب کا کام ہے،	۷۳	بیوی کے بڑے بیٹی کو ہاتھ لگجائے تو بیوی حرام
		۷۳	جسے بوسہ لیلے اوس کی بیٹی حرام،
۷۰	بیوی والا بھی جبکہ وہ حیض کی حالت میں ہو	۷۳	اوس کی ماں حرام
۷۰	اپنے ہاتھ سے اپنا پانی سینچ لے،	۷۳	عورت لیلے تو بھی یہی حکم ہے،
۷۰	سفر میں ہو تو بھی یہی ٹوٹکا کرے،	۷۴	چھوٹی لڑکی سے کرے تو اسکی ماں حلال،
۷۰	چوپائے کی فرج کے ساس سے انزال ہو تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا،	۷۴	دبر کو دیکھے تو حلال
		۷۴	مذاق سے کہدے کہ میں نے ساس سے کیا تو بیوی حرام
۷۰	گائے بھینس بکری وغیرہ چوپائے جانوروں کے ساتھ برا کام کرنے سے بغیر انزال کے روزہ نہیں گیا	۷۴	پھر بتادے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا تو بھی حرام،
		۷۵	کنواری لڑکی بعد نکاح کنواری نہیں نکلتی اور کہتی ہے کہ اوس کے خسر نے اس سے کالا منہ کیا ہے تو بھی بیٹے پر حلال
۷۰	مری ہوئی عورت کے ساتھ کرنے سے بھی		
۷۰	اغلام کرنے اور کرانیوالے پر بھی کفارہ نہیں،	۷۶	ساسالی سے کرے تو بیوی حلال،
۷۱	سوئی ہوئی عورت کیساتھ کرے تو کفارہ نہیں	۷۶	ساس سالی وغیرہ کی دبر میں کرے تو حلال،
۷۱	چھوٹی بچی کے ساتھ کرے تو کفارہ نہیں،	۷۶	نو عمر لڑکی سے نکاح کیا دخول کیا طلاق دی اوس نے

صفحہ	مضمون
۷۶	دوسرے سے نکاح کیا اوس سے لڑکی ہوئی تو اس اگلے خاوند کو حلال ہے،
۷۶	کوئی عورت کسی مرد پر نکاح کا جھوٹا دعویٰ کرے قاضی فیصلہ کر دے تو حلال،
۷۶	کوئی مرد کسی عورت پر نکاح کا جھوٹا دعویٰ کرے تو بھی قاضی کے فیصلہ کے بعد حلال،
۷۷	طلاق کے جھوٹے دعوے میں بھی قاضی کے فیصلہ کے بعد طلاق،
۷۷	اس صورت میں جھوٹے گواہ پر بھی حلال،
۷۷	نامرد کی دو سال کی چھوٹی ہوئی عورت کا حلالی کرنا
۷۸	کسی عورت پر نکاح کا جھوٹا دعویٰ کیا پھر عورت کو تم دو بار اقرار کرا لیا تو نکاح ہو گیا،
۷۸	میاں بیوی نے ایک دوسرے کا منہ نہیں دیکھا دونوں میں سال بھر کا فاصلہ ہے اور چھ مہینہ بعد عورت کے لڑکا ہو جائے تو وہ حلالی ہے،
۸۰	قاضی کے فیصلہ کی شرعی حیثیت،
۸۲	چار ماہ سے کم کے حمل کو گرا دو،
۸۳	خاوند کی اجازت بغیر بھی حمل گرا دے،
۸۳	فرض نماز اور فرضی غسل عورت چھوڑ دے تو اس کا میاں اوسے نہ مارے،
۸۴	ماں کے دودھ نہ ہو اور دودھ پلائی کی طاقت نہ ہو تو حمل گرا دیں،
۸۴	حمل نہ ٹھیر جائے اس لئے عورت اپنے بچہ دان کا منہ بروقت سکیڑ لے،

صفحہ	مضمون
۸۴	بچہ نہ ٹھیر جائے اس لئے مرد اپنی منی بروقت باہر نکال ڈالے،
۸۵	لونڈی سے یوں کیا اور پھر بھی بچہ ہو گیا تو اوسے اپنا بچہ نہ کہے،
۸۵	بیس صورتوں میں حنفی مرد کی عدت ان صورتوں کا مفصل بیان،
۸۶	زانیہ عورت سے بلا عدت نکاح،
۸۷	مرد والی عورت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ مباشرت کرے تو بلا عدت اگلا خاوند بھی کر لے،
۸۷	زانیہ عورت پر عدت نہیں،
۸۷	حربیہ عورت جسکا خاوند موجود ہو اوس سے نکاح بغیر عدت کے کر لے،
۸۷	خرید کی ہوئی لونڈی کو اوسی وقت حلال کر لینے کا حیلہ،
۸۸	باپ نے جس لونڈی سے کیا ہو اوس سے بیٹا بھی کرے
۸۸	ماں بہن وغیرہ محرمات ابدیہ سے زنا کرنے میں حد نہیں،
۸۸	دوسرے کی نکاحتا بیوی سے نکاح کرنے میں حد نہیں
۸۸	دوسرے کی عدت میں بیٹھی ہوئی عورت سے بھی زنا کرنے میں حد نہیں لیکن تینوں صورتوں میں ظاہری نکاح کرے،
۸۹	اس صورت میں اگر اس ماں کو اس لڑکے کا نطفہ ٹھیر جائے تو بچہ

صفحہ	مضمون
۸۹	اسی کا سمجھا جائیگا یعنی اس عورت کا وہ خاوند بھی ہے اور لڑکا بھی ہے،
۹۰	ساس اور سالی سے زنا کرنے والے پر حد نہیں
۹۰	متعہ کرنیوالے پر حد نہیں،
۹۱	دودھ ماں دودھ بہن دودھ ساس وغیرہ سے زنا کرے اور وہ آزاد نہوں تو حد نہیں
۹۲	زنا کے گواہ اگر بروقت پتھر پھینکنے سے رکیں تو رجم نہ ہوگا،
۹۲	اگر ایک بھی رُکے تو بھی حدِ رجم معاف،
۹۲	کوئی گواہ گواہی دیکر رجم سے پہلے مرگیا تو بھی رجم معاف
۹۲	کہیں چلا گیا تو بھی رجم نہیں،
۹۲	اندھا ہوگیا تو بھی رجم نہیں،
۹۲	گونگا ہوگیا تو بھی رجم نہیں،
۹۲	مجنون ہوگیا تو بھی رجم نہیں،
۹۲	مرتد ہوگیا تو بھی رجم نہیں،
۹۴	اندھے کے بستر پر غیر عورت ہے جس نے یقین دلایا کہ وہ اس کی بیوی ہے تو اندھے پر حد ہے،
۹۴	ہر شخص پر احتیاطاً ضروری ہے کہ ہر مہینے میں دو ایک دفعہ اپنی بیوی کے ساتھ گواہوں کے روبرو اپنا نیا نکاح کرلیا کرے،
۹۴	جانور کے ساتھ کرنے میں حد نہیں،
۹۴	جانور کا منہ اور وہ ایک جیسی ہے،

صفحہ	مضمون
۹۴	مُردہ عورت کے ساتھ کرنیسے بھی حد نہیں
۹۵	جس جانور کے ساتھ بدفعلی کی جائے اُسے ذبح کرکے جلا ڈالو،
۹۵	اُس جانور کو ذبح کرکے کھالو،
	عورت مذبر سے کرائے تو حد نہیں،
۹۵	اس طرح انزال نہ ہو تو نہ وضو ہی نہ غسل نہ آلۂ تناسل دشرمگاہ کا دھونا
۹۵	لونڈے بازی کرنے سے حد نہیں،
۹۶	گروی رکھنے والا مرد گروی لونڈی سے کرے تو حد نہیں،
۹۶	جو گرو رکھنے کے لئے جا رہا ہو اس پر بھی اس سے زنا کرکی حد نہیں،
۹۶	غلام اپنے آقا کی لونڈی سے حرام کاری کرے تو حد نہیں،
۹۷	جنت میں بھی لونڈے بازی ہوگی،
۹۸	عدت میں بیٹھی اپنی بیوی کی دبر میں کرنے سے رجعت ہو جائیگی،
۹۸	کافروں کی سلطنت میں زنا کرنیسے حد نہیں
۹۸	بغاوت کرنیوالوں کی سلطنت میں زنا کرنے سے حد نہیں،
۱۰۰	حربی پر شراب کی حد نہیں،
۱۰۰	لشکرگاہ سے دور جاکر زنا کرے تو بھی حد نہیں
۱۰۰	حربی دارالاسلام میں آکر زنا کرے تو حد نہیں
۱۰۰	ماں کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں،

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۱	نانی پرنانی کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں،	۱۰۴	نامرد اگر اپنے زنا کا اقراری ہو تو حد ہے،
۱۰۱	باپ کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں،	۱۰۵	چھوٹی لڑکی سے یہانتک بدکاری کی کہ اسکی
۱۰۱	دادا پردادا کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں،		دونوں رگیں ایک ہوگئیں تاہم اوسپر حد نہیں،
۱۰۱	اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں	۱۰۵	اسکی ماں بیٹی وغیرہ سے نکاح حلال ہے،
۱۰۱	اپنے آقا کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں	۱۰۵	لونڈی سے زنا کرتے کرتے مار ڈالا تو زنا کی حد نہیں
۱۰۱	گرو شدہ لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں،	۱۰۵	غلام زنا کا اقراری ہو لیکن اسکا مالک جھٹلائے
۱۰۱	رہن کیلیے اوٹھا رجسنے لی ہو اوسپر بھی حد نہیں		تو حد نہیں،
۱۰۱	خرچی دیکر زنا کرے تو حد نہیں،	۱۰۵	زنا کاری سے اکیماہ بعد گواہ گذریں تو حد نہیں،
۱۰۱	غصب کردہ لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں	۱۰۵	خرچی دیکر زنا کرنیوالے پر حد نہیں،
۱۰۲	شرابی کے منہ میں بو نہ ہو تو حد نہیں،	۱۰۶	زنا کے چار گواہ موجود ہیں لیکن دو کہدیں
۱۰۲	نابالغ وغیرہ غیر مکلف جس سے زنا کریں	۱۰۶	کہ عورت راضی نہ تھی تو زانی پر حد نہیں نہ زانیہ پر
	اوس پر حد نہیں،	۱۰۶	اس صورت میں گواہوں پر بھی حد نہیں،
۱۰۲	مرد کو مجبور کیا گیا اور خوشی سے عورت نے	۱۰۶	گواہ اگر عورت کو نہ پہچانتے ہوں تو بھی حد نہیں
	زنا کرایا تو عورت پر بھی حد نہیں،	۱۰۶	گو وہ زانی کہے کہ وہ نہ میری بیوی تھی نہ لونڈی
۱۰۲	گواہ زنا کے اگر عورت کو نہ پہچانتے تو حد نہیں	۱۰۶	گو پھر گواہ پھر کہدیں کہ وہ فلاں عورت تھی،
۱۰۲	دو گواہ اگر کہدیں کہ عورت راضی نہ تھی تو حد نہیں	۱۰۷	آزاد عورت سے زنا کرکے کہدی کہ میں نے
۱۰۳	مہر زانی بچے پر بھی واجب ہے،		تو اسے خریدا ہے تو حد نہیں،
۱۰۳	امن لیکر آنیوالا زنا کرے تو حد نہیں،	۱۰۷	گو وہ کہے کہ یہ خرید فاسد ہے،
۱۰۳	ایک انکار کر جائے تو زنا کی حد نہیں،	۱۰۷	گو وہ کہے کہ بیع اختیاری ہے،
۱۰۴	زانی اگر گونگا ہو تو حد نہیں،	۱۰۷	اسی طرح اگر کہدے کہ ہبہ دی ہے،
۱۰۴	نہ زنا کی نہ شراب نوشی وغیرہ کی،	۱۰۷	اسی طرح اگر کہدے کہ صدقہ میں دی ہے
۱۰۴	گو وہ خود اشارے سے اقرار کرے،	۱۰۷	باپ اپنے بیٹے کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں
۱۰۴	گو گواہ موجود ہوں،	۱۰۷	دادا اپنے پوتے کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں
۱۰۴	گو وہ مکر کر اقرار کرے،	۱۰۸	کسی کی لونڈی کو غصب کرکے پھر زنا کرے تو حد نہیں

صفحہ	مضمون
۱۰۸	کوئی کہدے کہ اوسکی لونڈی سے زنا کرلو پھر کرے تو حد نہیں،
۱۰۸	زنا کرتے کرتے لونڈی کو اندھا کردے تو حد نہیں
۱۰۸	ہاں ران توڑدی تو حد ہے
۱۰۸	مسلمان آزاد بادشاہ پر حد نہیں
۱۰۹	وہ زنا کرے تو شراب پئے تو،
۱۰۹	کوئی زانی کسی عورت سے زنا کرے پھر کہدے کہ یہ تو میری بیوی ہے کوئی دلیل نہ ہوتا ہم وہ حد سے آزاد ہے،
۱۰۹	غلام پر اوس کا آقا حد نہیں لگا سکتا،
۱۱۰	غلام اور آقا میں سودی لین دین میں حرج نہیں
۱۱۰	حربی کافروں سے بھی مسلمان سود لیلے،
۱۱۲	متقاوضین آپس میں سودی لین دین کرلیں
۱۱۲	شریک عنان آپسمیں سودی لین دین کرلیں
۱۱۳	مسلمان غیر مہاجر سے سود لیلو،
۱۱۳	کافروں کی سلطنت میں سودی لین دین میں حرج نہیں
۱۱۳	روٹی کے روٹی سے بیپار میں سود لیلے،
۱۱۳	چاندی سونیکے ذروں کے تبادلہ میں سود نہیں
۱۱۳	کھجور سے کھجور کے بدلے کے بیپار میں سود لیلے
۱۱۳	بوٹی دیکر بکرا لیلے سود نہیں،
۱۱۳	ایک درہم کو دس درہم کے برابر کے درہم کے بدلے لو سود معاف،
۱۱۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے ذمی کا ذمہ نہیں ٹوٹتا،
۱۱۴	حربی کافر کا مال دارالحرب میں حلال ہے
۱۱۴	خواہ جھوٹ بولکر لیلو خواہ شراب وسور بیچکر
۱۱۴	غرض جس طرح بن پڑے لیلو حلال ہے،
۱۱۴	گونگے چور کے ہاتھ نہ کاٹو،
۱۱۴	اندھے چور کے ہاتھ نہ کاٹو،
۱۱۴	قیمت گھٹ جائے ہاتھ نہ کاٹو،
۱۱۴	جہاں پکڑا جائے وہاں قیمت کم ہو تو ہاتھ نہ کاٹو
۱۱۴	دینار چرا کر نگل گیا تو ہاتھ نہ کاٹو،
۱۱۴	چور کے ہاں سے چرالائے تو ہاتھ نہ کاٹو،
۱۱۴	گوشت کے چور کے ہاتھ نہ کاٹو،
۱۱۴	ہری ترکاری کے چور کے ہاتھ نہ کاٹو
۱۱۴	جلد بگڑ جانیوالی چیزوں کے چور کے ہاتھ نہ کاٹو
۱۱۴	دارالحرب والے چور کے ہاتھ نہ کاٹو،
۱۱۵	دارِ سرکش کے چور کے ہاتھ نہ کاٹو،
۱۱۵	تھوڑا تھوڑا مال نکالا ہو تو ہاتھ نہ کاٹو،
۱۱۵	چوروں کے ساتھ بچہ ہو تو حد معاف،
۱۱۵	پاگل ہو تو معاف،
۱۱۵	چوروں کے ساتھ بے عقل ہو تو معاف
۱۱۵	مال والے کا رشتہ دار ہو تو معاف،
۱۱۵	گواہی کے بعد گواہ کہیں چلا گیا ہو تو حد نہیں،
۱۱۵	گواہ مرگیا تو چور پر حد نہیں،
۱۱۵	جلانے کی لکڑیاں چرائے تو حد نہیں،
۱۱۵	گھاس چرائے تو حد نہیں،
۱۱۵	پرند یعنی مرغی بطخ وغیرہ چرائے تو حد نہیں،

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۵	چونے کی چوری پر حد نہیں،	۱۱۵	چوری کردہ چیز کی دوبارہ چوری پر حد نہیں
۱۱۵	مٹی کے چور پر حد نہیں،	۱۱۵	قریبی رشتہ دار کی چوری پر حد نہیں،
۱۱۵	شکاری جانور کے چور پر حد نہیں،	۱۱۵	طلاق والی عورت کے چور مرد پر حد نہیں،
۱۱۵	کوئلے کے چور پر حد نہیں،	۱۱۵	غلام آقا کی چوری کرے حد نہیں،
۱۱۵	نمک کے چور پر حد نہیں،	۱۱۵	آقا کی بیوی کا مال چرائے تو حد نہیں،
۱۱۵	دودھ کے چور پر حد نہیں،	۱۱۵	عورت آقا کے میاں کا مال چرائے تو حد نہیں
۱۱۵	مٹی کے برتنوں کے چور پر حد نہیں،	۱۱۵	داماد اور سسر کے ہاں چرائے تو حد نہیں
۱۱۵	روٹی کے چور پر حد نہیں،	۱۱۵	مال غنیمت چرائے تو حد نہیں،
۱۱۵	سونے کا نشہ والی چیز کا برتن چرانے پر حد نہیں،	۱۱۶	حمام میں سے چرائے تو حد نہیں،
۱۱۵	مسجد کے دروازے کے چور پر حد نہیں،	۱۱۶	انگلیوں کے درمیان درہم چرائے تو حد نہیں
۱۱۵	قرآن کے چور پر حد نہیں،	۱۱۶	نیز بان کی چوری کرلو ہاتھ نہیں کٹیگا،
۱۱۵	بچے کے چور پر حد نہیں گو زیور پہنے ہوئے ہو،	۱۱۶	چوری کی چیز پر بندر کے ہاتھ بھیجو حد نہیں
۱۱۵	غلام کے چور پر حد نہیں،	۱۱۶	نقب لگا کر دوسری چور کو دیدی حد نہیں
۱۱۵	شرعی کتابوں کے چور پر حد نہیں،	۱۱۶	گھر کے باہر کھڑے کھڑے مال نکال لو حد نہیں
۱۱۵	دفتروں کے چور پر حد نہیں،	۱۱۶	قطار میں سے اونٹ چرالو حد نہیں،
۱۱۵	کتے کے چور پر حد نہیں گو سونے کا پٹہ ہو	۱۱۶	خیمہ کی چوری کی حد نہیں،
۱۱۵	کفن چور پر حد نہیں،	۱۱۶	میسری مرتبہ کی چوری پر حد نہیں،
۱۱۵	بیت المال کے چور پر حد نہیں،	۱۱۶	گناہ کے تمام کاموں میں بلا شرط اجرت لینی جائز ہے
۱۱۵	شراکت والے چور پر حد نہیں،	۱۱۶	مثلاً گا کر بجا کر کھیل تماشا وغیرہ کر کے مزدوری لینی
۱۱۵	مسجد کے بوریوں کے چور پر حد نہیں،	۱۱۷	زانیہ عورت کو زنا کی اجرت حلال ہے،
۱۱۵	غلاف کعبہ کے چور پر حد نہیں،	۱۱۷	دعوت میں گو کھیل تماشے راگ راگنیاں
۱۱۵	مال وقف کے چور پر حد نہیں،		ہوں پھر بھی دعوت نہ چھوڑی کھالے،
۱۱۵	قرض کے برابر چوری کرنیوالے پر حد نہیں،	۱۱۷	خود امام ابو حنیفہ نے ایسی دعوت میں شرکت کی
۱۱۵	چھوٹے بچے کی قرضدار کے ہاں کی چور پر حد نہیں		امام صاحب گانا سنتے تھے،

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۷	امام ابو یوسف گانا سنا کرتے تھے،	۱۲۰	سؤر کی اس کھال کا بیچنا بھی جائز ہے،
۱۱۷	کپڑے کے اوپر ریشمی کپڑا مرد پہنے	۱۲۰	سؤر کی اس کھال سے نفع اٹھانا بھی جائز ہے
۱۱۸	ریشمی تکیہ لگائے،	۱۲۰	سؤر کی کھال کی جانماز بنانا بھی جائز ہے،
۱۱۸	ریشمی بستر پر سویا کرے،	۱۲۰	سؤر کی کھال کا اور ٹھسنا بچھانا بھی جائز ہے
۱۱۸	بعض حنفی علماء کے نزدیک ریشم ہر حال میں مکروہ نہیں،	۱۲۰	سؤر کے دودھ سے پلا ہوا بکری کا بچہ حلال ہے،
۱۱۸	بالشت برابر ریشم پہن لو	۱۲۰	سؤر کے بدلے کھجوریں لینے کے جواز کی صورت بھی ہے،
۱۱۸	اس سے بھی بڑا ٹکڑا دوسرے کپڑے کے ساتھ ملا کر پہن لو،	۱۲۱	حنفی مذہب فقہ کی کتابوں کا مرتبہ حنفیوں کے نزدیک،
۱۱۸	اپنے گھر کی زینت ریشم سے کرلو،	۱۲۱	فقہ کی کتابوں کا دیکھنا تہجد سے افضل ہے،
۱۱۸	سؤر نجس العین نہیں،	۱۲۱	فقہ باقی قرآن سے افضل ہے،
۱۱۸	سؤر شکار کھیل لے تو اسے کھالو،	۱۲۱	ساری فقہ ضروری ہے،
۱۱۹	اسلام سے پہلے قہر میں سؤر ٹھیرایا ہے تو اسلام کے بعد بھی قہر کا سؤر دیدو،	۱۲۱	فرصت کا وقت فقہ کے مطالعہ میں گذارو،
۱۱۹	شراب ٹھیرائی ہے تو شراب دیدو،	۱۲۱	فقہ دونوں جہان کی بھلائی ہے،
۱۱۹	سؤر کے بالوں سے موزے گانٹھ لو،	۱۲۱	بڑی فضیلت والا یہ علم ہے،
۱۱۹	سؤر کے بال بیچ لو،	۱۲۱	تمام علموں سے افضل ہے،
۱۱۹	سؤر کے بال تھوڑے سے پانی میں گر پڑیں تو پانی پاک ہے،	۱۲۱	حدیث کا پھل ہے،
۱۱۹	سؤر کے بال پاک ہیں،	۱۲۲	اس کا ثواب حدیث سے کم نہیں،
۱۱۹	سؤر کے بال ساتھ رکھ کر نماز پڑھ لو،	۱۲۲	فقہاء اللہ کی مراد جانتے ہیں،
۱۱۹	سؤر کی کھال رنگی ہوئی پاک ہے،	۱۲۲	قیامت تک کے تمام حنفی بخشے بخشائے ہیں،
۱۱۹	کان نمک میں گر کر سؤر بھی نمک بن جائے تو پاک ہے،		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۲	خضر علیہ السلام بھی امام صاحب کے شاگرد تھے،	۱۳۳	حنفی مذہب کی سود خواری،
		۱۳۳	حنفی مذہب کی چوری،
۱۲۲	پچاس برس تک زندگی میں پڑھتے رہے	۱۳۴	حنفی مذہب میں سؤر کا حکم
۱۲۳	پچیس برس تک موت کے بعد پڑھتے رہے	۱۳۴	حنفی مذہب کی طہارت،
۱۲۳	قشیری کا قصہ	۱۳۴	حنفی مذہب کی گالیاں،
۱۲۴	حنفی مذہب دریا برد ہو گیا،	۱۳۵	حنفی مذہب کی شہوت رانی،
۱۲۶	عیسیٰ علیہ السلام بھی حنفی مذہب ہوں گے	۱۳۵	حنفی مذہب کی شرابیں،
۱۲۸	حنفی مذہب فقہ کا برہنہ فوٹو،	۱۳۶	حنفی مذہب اولاد،
۱۲۸	حنفی مذہب کا غسل،	۱۳۶	حنفی مذہب مرد کی عدت،
۱۲۹	حنفی مذہب کی پاکیزہ چیزیں،	۱۳۶	حنفی مذہب کمائی،
۱۳۰	حنفی مذہب کا روزہ،	۱۳۷	حنفیوں کی جنت،
۱۳۰	حنفی مذہب کی حرام عورتیں،	۱۳۷	حنفیوں کا لباس،
۱۳۱	حنفی مذہب کی حلال عورتیں،	۱۳۷	حنفی مذہب نماز،
۱۳۱	حنفی مذہب کی معاف کی ہوئی حدیں،	۱۳۹	خاتمہ،
		۱۳۹	دعا

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ - وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

تمہید

دنیا میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جو اس حقیقت سے ناآشنا ہو کہ زمانہ رسالتمآب میں مسلمانوں کے پاس عمل و عقیدے کے لئے صرف وحیِ الٰہی تھی جس کے دو حصے تھے، قرآن اور حدیث، صحابۂ کرام رضؓ صرف انہی دو چیزوں پر عمل کرتے رہے دین و دنیا کی تمام ضرورتوں کے احکام اسی سے لیتے رہے، مسلمانوں کا یہ ابتدائی زمانہ جو لاکھوں صحابیوں کی موجودگی کا تھا اور جس مبارک زمانہ میں لاکھوں تابعی بھی تھے ان ہی دو چیزوں پر عمل کرتے ہوئے گذر گیا، گو مسائل میں ان بزرگوں کا اختلاف ہو لیکن اصلِ اسلام صرف انہی دو چیزوں کو سمجھتے رہے، لیکن ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا کہ بعد والے مسلمانوں نے ایک تیسری چیز کا بھی اس میں اضافہ کر لیا، اور وہ امت کے چار بزرگوں میں سے ایک کی تمام باتوں کا مان لینا ہے جسے تقلیدِ شخصی کے نام سے تعبیر کیا گیا اور صاف کہدیا گیا کہ ان ائمہ کے اجتہادات و قیاسات و فتاوی کا آنکھیں بند کر کے بغیر دلیل دیکھے مان لینا بھی اسلام کا ایک فرض ہے، سر دست ہمیں اس سے بحث نہیں کہ آیا تقلیدِ شخصی چوتھی صدی کے بعد کی ایجاد ہے یا چھٹی صدی کے بعد کی لیکن اتنا تو ہر مسلمان کو مسلّم ہے کہ ہے یہ بعد کی چیز کیونکہ امامت کی حیثیت سے ان چاروں اماموں میں سے ایک بھی پہلی صدی میں نہ تھے پہلی صدی گذر جانے کے بعد یہ حضرات اجتہاد کے درجہ کو پہنچے، میں اس وقت اس بحث میں بھی پڑنا نہیں چاہتا کہ خود ان ائمۂ کرام کے اپنی تقلید کے متعلق کیا ارشادات ہیں، میں نے اس بحث کو اپنی ایک مستقل تصنیف "طریقِ محمدی" میں بالوضاحت بیان کر دیا ہے، یہاں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اسلام کا برکتی زمانہ گذر جانے کے بعد مسلمانوں نے دین اللہ میں جہاں اور بہت سی ایجادات کیں وہاں ایک یہ ایجاد بھی ہوئی، رفتہ رفتہ ہر ایک امام کے

مقلدین نے دین و مذہب کا دار و مدار ہی اپنے امام کے قول پر رکھدیا پھر ہر مذہب کی تصنیفات الگ الگ ہونے لگیں جن میں ان اماموں اور ان کے متعلقین کے اقوال کو جمع کیا گیا اور ہر ایک فرقہ کی الگ الگ راہ قائم ہوگئی، اور خدا کے رسولؐ کی پھیلائی ہوئی توحید میں یہ تریع اس طرح جم گئی جس طرح حضرت عیسیٰؑ کی پھیلائی ہوئی توحید میں تثلیث قائم ہوگئی تھی، ملک ہند میں بھی گو ان مذاہب کے پیرو موجود ہیں لیکن یہاں اکثریت حنفیوں کو حاصل ہے اس لئے ہمارا روئے سخن اس کتاب میں اپنے انہی بھائیوں سے ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں تولد ہوئے اور ۱۵۰ھ میں آپنے انتقال فرمایا خدا آپکی روح پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، آپنے نہ تو اپنے ہاتھ سے کوئی کتاب لکھی نہ آپنے کسی کو اپنی تقلید کرنے پر مجبور کیا لیکن صدیوں بعد لوگوں کو سوجھی کہ ایک مجموعہ مرتب کیا جائے چنانچہ فقہ حنفیہ کی کتابوں کی ترتیب شروع ہوئی اور ایک بہت بڑا مجموعہ مرتب ہوگیا جس میں نہ کسی مسئلہ کی سند ہے نہ دلیل، صاحب کتاب مسائل بیان کرتے جاتے ہیں لاکھوں مسائل کے مجموعہ کی ایک کتاب تیار کرتے ہیں اور مقلدین حنفی اس پوری کتاب کو حنفی مذہب کا بنیادی پتھر سمجھنے لگتے ہیں اور اپنے ایمان کا دار و مدار انہی پر کر لیتے ہیں، دور کیوں جائیے تاریخی طور پر فقہ حنفیہ کی موجودہ معتبہ کتابوں کی تصنیف کی تاریخ کا مطالعہ کر لیجئے تو یہ حقیقت ابھی بے نقاب ہو جائیگی۔

حنفی مذہب کی بہترین کتاب "قدوری" پانچویں صدی میں تصنیف کی جاتی ہے، حنفی مذہب کی مایہ صد ناز کتاب "ہدایہ" چھٹی صدی میں تالیف ہوتی ہے، اسی کی ہم پایہ فقہ کی کتاب "قاضی خان" بھی چھٹی صدی میں لکھی جاتی ہے اور "فتاوی ولوالجیہ" بھی اسی صدی کی کتاب ہے اور "فتاوی سراجیہ" بھی "منیۃ" اور "قنیہ" جیسی حنفی مذہب کی معتبر کتابیں ساتویں صدی میں وجود پذیر ہوئی ہیں، حنفی مذہب فتاووں کا ذخیرہ "کنز" آٹھویں صدی میں صادر ہوتا ہے، "نہایہ" "عنایہ" "شرح وقایہ" جیسی اشد ضروری کتاب کی ترتیب بھی آٹھویں صدی میں ہوتی ہے "طحطاوی" بھی اسی آٹھویں صدی میں بنائی جاتی ہے، اسی طرح "جامع الرموز" بھی آٹھویں صدی میں تیار ہوتی ہے "فتح القدیر" جیسی کتاب جس کا درجہ حنفی مذہب کتابوں میں ایسا ہی ہے جیسا جسم انسان میں ناک کا، یہ

کتاب نویں صدی میں تالیف کی جاتی ہے "نہایہ" اور "خلاصہ کیدانی" اور "حلیہ" جیسے حنفی بھائیوں کے کارآمد ہتھیار بھی اسی نویں صدی میں ڈھالے جاتے ہیں "بحرالرائق" دسویں صدی میں تصنیف ہوتی ہے اور "غنیہ" "شرح منیہ" اور "تنویرالابصار" اور "ذخیرۃ العقبیٰ" اور "چلپی" بھی "درمختار" جیسی کتاب جسے حنفی مذہب کا بنیادی پتھر کہنا بیجا نہ ہوگا گیارھویں صدی میں ظہور پذیر ہوتی ہے، اور "فتاویٰ خیریہ" بھی "ردالمحتار" یعنی "شامی" تو درمختار کی شرح ہے "فتاویٰ عالمگیری" جو پانچسو مجتہدوں کی مشترکہ کوشش کا مجموعہ ہے بارھویں صدی میں جمع کیا جاتا ہے "مراقی الفلاح" اور "مالابد" "عمدۃ الرعایہ" وغیرہ تو تیرھویں صدی کی کتابیں ہیں، پس ناظرین کرام خود انصاف فرمالیں کہ جب یہ کتابیں امام صاحب کے انتقال کے سینکڑوں برس بعد لکھی جاتی ہیں اور ان کے مصنفین ان لکھوکھا مسائل میں سے چند مسائل کی سند بھی خود سے لیکر امام صاحب تک نہیں پہنچاتے تو یہ کتابیں کہاں تک اعتبار کے قابل رہ جاتی ہیں؟ مگر آج مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ حلال وحرام جائز وناجائز کفر واسلام فرائض ونوافل عقائد واعمال الغرض دین اسلام کا دارومدار انہی کتابوں پر رکھا ہے، مسائل لکھنے ہوں تو ان ہی کتابوں کی ورق گردانی کی جاتی ہے، نکاح وطلاق کے فیصلے کرنے ہوں تو انہی دفتروں کو کھنگالا جاتا ہے، عقائد واعمال کی بحث ہو تو انہی مجموعوں پر نظر غائر ڈالی جاتی ہے، برادران اللہ غور فرمائیے کہ حدیث شریف یعنے کلام رسولؐ میں صاحب کتاب سے لیکر اللہ کے نبی تک کی سند میں اگر ایک شخص بھی ایسا آجائے جس کے حافظہ میں کمی ہو تو اس حدیث کو ضعیف ٹھیرادیا جائے مگر فقہ کی کتابوں کے مصنفین کو عجب آزادی ہے کہ جو چاہیں تحریر فرمائیں اور ان کا قلم جو لکھ گیا مسلمان اسے اسلام کا مسئلہ سمجھیں۔

مندرجہ بالا نقشہ میں آپ دیکھ رہے ہونگے کہ موجودہ کتب فقہ میں سے ایک بھی پانچویں صدی سے پہلے کی نہیں، اب ان کتابوں میں کیا کچھ ہے کیسے کیسے مسائل جمع کئے گئے ہیں، کیا کیا ہدایت کے سامان اکٹھے کئے گئے ہیں اس کا صحیح نقشہ پیش کرنے کیلئے میں قلم اٹھا رہا ہوں، بخدائے لایزال نہ مجھے کسی کا دل دکھانا منظور نہ کسی پر چوٹ کرنی مقصود ہاں میرا مطلب ایک اور صرف ایک ہی ہے کہ میرے وہ مسلمان بھائی جو آنکھیں بند کرکے ان کتابوں کو اسلامی احکام کا مجموعہ سمجھے ہوئے ہیں کم سے کم انہیں ایک مرتبہ موقعہ دیا جائے کہ وہ اپنے اس عقیدے پر نظر ثانی کرلیں، یہ ہوسکتا ہے کہ جسے آپ کھرا سونا سمجھے ہوئے

ہیں وہ نرا پیتل ہو جسے آپ خالص چاندی کہہ رہے ہیں وہ فقط قلعی ہو، جسے آپ آٹا کہتے ہیں وہ راکھ ہو، جسے آپ نجات کا قلعہ سمجھے ہوئے ہیں وہ ہلاکت کا گڑھا ہو، قدرت نے جنہیں وسیع ظرف دے رکھا ہے وہ حوض کے مینڈک بننا کبھی پسند نہیں کرتے نجات کے متلاشی باپ دادوں کی سنی سنائی پر کبھی مطمئن نہیں ہو جاتے آپ فراغدلی سے اس کتاب کا مطالعہ کیجئے کیا عجب کہ آپ بھی اوسی نتیجہ پر پہونچ جائیں جس میں پہنچا ہوا ہوں، آپ برا مانیں یا بھلا میرا تو فقہ کے وسیع مطالعہ کے بعد یہ عقیدہ ہے کہ اس کے رسائل امام اور مجتہد دیندار اور عالم تو کیا ایک نو مسلم اُمّی کے منہ سے بھی نہیں نکل سکتے، اسوقت میری یہ بات آپکو بہت کڑوی لگی ہوگی لیکن جب اس کتاب کو آپ ختم کریں گے اور پھر فقہ کا برہنہ فوٹو اپنے ذہن میں جمائیں گے تو آپ مجبور ہو کر وہی کہنے لگیں گے جو اب میری زبان سے سن رہے ہیں، غور فرمائیے کہ کلام اللہ اور کلام الرسول کی طرح اگر عام لوگوں کے کلام بھی نورانی اور بے عیب ہوں تو پھر خدا میں اور بندے میں، نبی میں اور امتی میں فرق ہی کیا رہ جائے +

وجہِ تصنیف

کتاب کو دیکھ کر ممکن ہے یہ خیال بھی آپ کو گذرے کہ بھلا اس موضوع پر قلم اٹھانیکی کیا ضرورت تھی؟ آپس میں اس قسم کی رد و کد نامناسب ہے، اس کی بابت بھی عرض کر دوں کہ اول تو ایک وہ شخص جو کسی مہلک مرض سے کسی آسان سی دوا کے باعث نجات پا گیا ہو اور پھر وہ اوس دوا کو دوسرے کو نہ بتائے اوس کے بخل جیسا اور بخل کس کا ہوگا؟ اگر راہ چلتے ایک شخص نے دشمن کو کمین گاہ میں دیکھ لیا اور اُس نے اپنا بچاؤ کر کے اوس سے نجات پالی تو کیا وجہ ہے کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کو اس گھات میں لگے ہوئے دشمن کا اور اوس کے خطرناک حملہ سے بچنے کے آلات کا پتہ نہ دے؟ جب میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلمانوں کا ایک جمِ غفیر اوس راہ لگ گیا ہے جس میں قدم قدم پر فولادی گوکھرو بچھے ہوئے ہیں جس کے دائیں بائیں درندوں کے بن اور شیروں کے کچھار ہیں، جس کے اوپر سے آگ برس رہی ہے اور جس کے نیچے

جہنم دہک رہی ہے پھر بھلا میں خاموش بیٹھا رہوں تو کیا اس مجرمانہ خاموشی کی سزا مجھے نہ ہوگی؟ میں نے یہی مناسب جانا ہے کہ مجھے کوئی کچھ بھی کہے اور میری نسبت کوئی کچھ ہی خیال کرے میں تو ایک مرتبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر ہی دونگا، دوسری وجہ یہ ہے کہ برادران احناف دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے عموماً اہلحدیث پر وہ وہ تہمتیں باندھا کرتے ہیں کہ الامان والحفیظ پس ضروری ہے کہ ہم اپنا دامن صاف کریں اور دنیا کو دکھلا دیں کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ ضلع پرتاب گڈھ کے حنفی بھائیوں نے اہلحدیث کے خلاف چند اشتہارات نکالے کوئی بات نہ تھی لیکن غضب تو یہ ہے کہ بہت سے گندے اور واہی مسائل کو مذہب اہلحدیث کے سر تھوپا جب یہ اشتہارات میرے پاس پہونچے تو میں نے بذریعہ اخبار محمدی جواب دیا جس کا ملخص یہ ہے کہ اہلحدیث کا مذہب صرف قرآن کریم اور احادیثِ رسولِ رحیم ہیں جو اعتراض ان دو پر ہو وہ مذہب اہلحدیث پر ہے اور اوس کے جواب وہ یہ حضرات ہیں دگر ہیچ اس اجمالی جواب کے بعد میں نے یہ بھی بتایا کہ دراصل خلافِ تہذیب مسائل گندے اور گھناؤنے فتاوے فقہ حنفی میں بے شمار موجود ہیں، مثال کے طور پر حنفی مذہب کی بہت بڑی معتبر کتاب دُرِّ مختار ہے میں نے پچاس مسائل نکال کر چھاپ دئے جس رسالہ کا نام دُرِّ محمدی رکھا، جس پر بعض حضرات بہت غیظ وغضب میں آگئے اب وہ یہ تو کہہ نہیں سکتے تھے کہ یہ مسائل ہمارے مذہب کے نہیں جس طرح اہلحدیث کی طرف سے دو ٹوک جواب ہو گیا تھا اس لئے انہوں نے ان مسائل کی دلیلیں تلاش کرنی شروع کیں اور اپنے اخبارات میں مضامین دینے لگے واللہ میرا خیال تو یہی تھا کہ فقہ کے اس نوٹ کو دیکھ کر یہ شرما جائیں گے اور ان کتابوں کی جو وقعت ان کی نگاہ میں ہے وہ جاتی رہیگی یا کم از کم تو ضرور ہو جائیگی اور الحمد للہ یہ خیال ایک حد تک صحیح نکلا، بہت سے خدا کے بندے ان مسائل کے مجموعے کو دیکھ کر دامن جھاڑ کر ان کتابوں کی پابندی سے الگ ہو گئے مگر افسوس کہ بعض لوگ اس آرزو کا خون کرنیوالے بھی دیکھے گئے بجائے اس کے کہ وہ ان نامعقول مسائل کو چھوڑ کر قرآن وحدیث کی طرف جھکتے انہوں نے چاہا کہ قرآن وحدیث کو ہی اس کی طرف جھکائیں بھلا کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنی اس ناسبارک کوشش میں کامیاب ہو جاتے میں نے اوس کا جواب پھر بذریعہ اپنے اخبار کے دینا شروع کیا، گو یہ مذہبی اخبار ہے اور غالباً لوگ اسے

باحتیاط رکھتے ہونگے لیکن تاہم ممکن ہے کوئی ایک آدھ پرچہ ادھر اودھر ہوجائے اسلئے مصلحت یہی معلوم ہوئی کہ اس مضمون کو کتابی صورت میں محفوظ کرلیا جائے جب کتابی صورت میں محفوظ کرنے لگا تو اوس وقت خیال آیا کہ "فقہ حنفی" کا ایک صیقل شدہ آئینہ ہی کیوں اسے نہ بنادیا جائے تاکہ ہر شخص اسے دیکھ کر ایک صحیح نتیجہ پر پہنچ سکے، اور ان مسائل کی بدتہذیبی سے واقف ہوکر ان کتابوں کی بے جا وقعت اوس کے دل سے نکل جائے اور وہ اپنے دل کو خدا کے رسول کی باتوں کی وقعت و محبت جانے کے لئے خالی کرسکے، پس میں نے اس میں بہت کچھ اضافہ کیا جو اگر اوس اصلی تحریر سے زیادہ نہیں تو کسی صورت میں کم بھی نہ ہوگا، الحمدللہ اب میں اسے آج آپ حضرات کے سامنے رکھتا ہوں، خدا سے دعا ہے کہ اس کے پڑھنے والے کی وہ اپنی طرف رہبری کرے اور مختلف لوگوں کے متضاد اقوال کی دلدل سے نکال کر اپنے اور اپنے نبی کے کلام پاک پر عمل کرنے کی اور انہی دو چیزوں کو اصول اسلام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، میں بزرگوں کو بزرگ ہی مانتا ہوں اور اون کی بزرگی کا معترف ہوں لیکن ساتھ ہی میرا ایمان ہے کہ فقہ کی یہ کتابیں غیر محفوظ ہیں ان میں رطب و یابس کھرا کھوٹا جھوٹ سچ بھلا برا صحیح غلط حیا اور بیحیائی ستھرائی اور گندگی اچھائی اور برائی نیکی اور بدی ایمان داری اور حیلہ جوئی سب کچھ موجود ہے اور اس کا ثبوت بہترین طور سے مع حوالوں کے میں اپنی کتاب ہدایت محمدی میں بیان کرچکا ہوں، میں تو صاف طور سے کھلے الفاظ میں کہتا ہوں کہ ایک وہ شخص جو خدا کے پاس سرخرو ہوکر جانا چاہتا ہو اوس پر جس طرح ایمان باللہ اور ایمان بالرسول ضروری ہے اوسی طرح ان کتابوں کو شریعت کا مجموعہ نہ جاننا اور اصول اسلام نہ سمجھنا اور قرآن و حدیث کے علاوہ تیسری چیز جاننا بھی ضروری ہے۔ ایک مسلمان پر اگر قرآن و حدیث پر عمل کرنا فرض ہے تو فقہ کے ان دفاتر پر آنکھیں بند کئے ہوئے عمل کرنا حرام بھی یقیناً ہے۔

کتبِ فقہ کے مسائل اُن کے دلائل اور اُن کا جواب

اب میں یہاں سے اون مسائل کو لکھتا ہوں، پھر اون مسائل کے جو دلائل حنفی علماء کرام کی طرف سے پیش کئے گئے وہ اور اون کے جوابات بھی ساتھ ہی ساتھ آرہے ہیں، اہلِ انصاف سے توقع ہے کہ وہ اس تحریر پر غور فرمائیں گے اور نیک نتیجہ پر پہنچیں گے، گو میں اس سے پہلے حنفی مذہب فقہ کی چوٹی کی کتاب ہدایہ پر بھی ایک تنقیدی نظر ڈال چکا ہوں اور اس پر ہر ہر پہلو سے جرح کی ہے اور ایک مستقل رسالہ بہ نام درایتِ محمدی لکھ چکا ہوں لیکن پھر بھی چونکہ ہمارے دوست ان کتابوں کو احکامِ اسلام کا مجموعہ قرآن حدیث کا عطر اور ان کے مصنفین کو گویا معصوم اور بے خطا مانتے ہیں لہٰذا ضرورت پڑی کہ ایک دوسری معتبر کتاب پر بھی ایسی ہی نظر ڈالی جائے اور ساتھ ہی فقہ کی اور کتابوں کا ذائقہ بھی چکھا دیا جائے، پس اب غور سنئے۔

(۱) پہلا مسئلہ۔ دُرِّ مختار مطبوعہ دار الکتب مصر جلد اول ص۱۲۲ میں ہے وَکَاعِنَّۃَ وَطِیَ بَہِیْمَۃً یعنی جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے سے نہ تو غسل آتا ہے نہ وضو ٹوٹتا ہے جبتک انزال نہ ہو،، اس مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے حنفی مذہب نامہ نگار اخبار الفقیہ اور العدل میں تسلیم کرتے ہیں کہ دُرِّ مختار میں ہے مگر فرماتے ہیں کہ اس کے برخلاف کوئی حدیث نہیں،، میں کہتا ہوں سچ ہے آپ کا حدیث سے انکار کرنا کچھ تعجب انگیز امر نہیں اس لئے کہ آپ حضرات اس کوچہ سے ناواقف ہیں، سنئے صحیح بخاری صحیح مسلم میں ہے وَاِنْ لَّمْ یُنْزِلْ یعنی اگرچہ انزال نہ ہوا ہو تو بھی غسل واجب ہے، تعجب ہے کہ اپنی نکاحتا حلال بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تاہم غسل واجب ہو، اللہ کے نبی ﷺ کے صریح الفاظ ہوں اور آپ کے فقہا فرمائیں کہ جانوروں سے بدکاری کرے اور غسل واجب نہ ہو بلکہ وضو بھی نہ ٹوٹے بلکہ طحطاوی مصری جلد اول ص۵۷ میں ہے فَلَا یَلْزَمُہٗ غُسْلُ الذَّکَرِ اَیْضًا یعنی حنفی مذہب میں اس صورت میں عضو تناسل کا دھونا بھی لازم نہیں، اب فرمائیے کہ اس کے خلاف دلیل حدیث صریح صحیح سے آپ کو مل گئی یا نہیں؟ نفسِ حدیث میں جو مسئلہ صراحتاً ہے حنفی مذہب اس میں بھی خلاف ہے چنانچہ فتح القدیر مصری جلد اول ص۵۲ میں ہے اَوْ جَامَعَ اِمْرَأَۃً اَوْ یعنی کسی نے اپنی بیوی سے فرج کے سوا اور جگہ مجامعت کی پھر انزال کے

وقت سر ذکر کو تھام لیا اور الگ ہو کر پھر منی نکال ڈالی جبکہ سکون ہو گیا تھا تو بھی امام ابو حنیفہ کے نزدیک اوس پر غسل واجب نہیں، رہا آپ کا یہ فرمان کہ "محل مرغوب نہیں" یہ خاصی فقہ ہے اگر اوس خبیث کو جو یہ بدکاری کرتا ہے یہ محل مرغوب نہ ہوتا تو یہ انسانیت سوز فعل کیوں کرتا؟ اور اگر عقل سلیم کے نزدیک محل کا مرغوب ہونا آپ مراد لیتے ہیں تو اس میں دُبُرِ انسان بھی داخل نہیں لیکن آپ کے فقہا اُس میں غسل کا حکم دیتے ہیں، پس آپ کا یہ کلیہ ٹوٹ گیا، اور سُنئے آپ کے مذہب کی کتاب فتاوٰی ظہیریہ میں ہے إِنْ كَانَ مُنْتَشِرًا فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ یعنی اگر کسی شخص نے پیشاب کیا اور انتشار کی حالت میں اُس کی منی نکل گئی تو اُس پر غسل واجب ہے فرمائیے یہاں آپکا وہ قاعدہ کہاں گیا کہ محل کا مرغوب ہونا شرط ہے اسی طرح اس آپ کے اختراعی قاعدے کے خلاف یہ مسئلہ بھی آپ کی مذہبی کتابوں میں موجود ہے کہ اگر کسی شخص نے سر ذکر کو کپڑا لپیٹ کر داخل کیا تو بھی اُس پر غسل واجب نہیں اگر لذتِ جماع نہیں پائی ملاحظہ ہو درمختار جلد اول صـ ۱۲۱ دیکھئے محلِ مرغوب موجود اور غسل مفقود، حضرت امام بخاریؒ کا نام بھی آپنے لکھا ہے کہ وہ بھی صرف خَتنہ گاہ کے مل جانے کو بلا انزال موجبِ غسل نہیں مانتے حالانکہ اگر یہ بات مان بھی لی جائے بلد وجود کیا امام بخاریؒ غسل کو احوط اجود اوکد مانتے ہیں، یعنی احتیاط اچھائی عمدگی اور تاکید بہت زیادہ غسل کی ہے تو بھی آپ اور آپ کے فقہاء تو اس کے بھی قائل نہیں وہ تو التقاءِ ختانین کو اس جگہ بلا انزال بھی موجبِ غسل مانتے ہیں ملاحظہ ہو مراقی صـ ۵۵ حنفی دوستو! تم ہی ایمان سے کہو کہ کسی مسجد کا امام اگر کسی جانور کے ساتھ کالا منہ کرے اور بلا وضو اور بلا غسل بلکہ عضوِ مخصوص کو بھی دھوئے بغیر امامت کرانے کو آجائے اور مصلے پر کھڑا ہو جائے تو برا تو نہ معلوم نہ ہوگا، ہاں یہ بھی خیال میں رہے کہ حنفی مذہب میں جانور کا منہ اور اُس کی شرمگاہ ایک جیسی ہی ہے چنانچہ دُرِّ مختار کی شرح رد المحتار کے صـ ۱۲۳ جلد اول میں ہے فَرْجُ الْبَهِيمَةِ كَفِيهَا یعنی چوپایوں کی فرج شل اون کے منہ کے ہے۔ کیوں نہ ہو اجتہادی پرواز ہوائی جہاز کی پرواز سے بھی تیز ہوتی ہے شرمگاہ اور منہ میں فرق نہ کرنا یہ ایک ادنیٰ کرشمہ ہے فقہ کی پرواز کا اسی پرواز نے انہیں یہاں تک اونچا اڑایا ہے کہ اسی کتاب دُرِّ مختار جلد اول مصری صـ ۸۵ میں

ہے وَلَا مُضْطَجِعًا فَاِنَّهٗ یُوْرِثُ کِبَرَ الطِّحَالِ یعنی لیٹے لیٹے مسواک نہ کرے اس سے تلی بڑھ جاتی ہے (طب کی کسی اینٹ البحر میں ہوگا) وَلَا یَقْبِضُهٗ فَاِنَّهٗ یُوْرِثُ الْبَاسُوْرَ اپنے ہاتھ سے مسواک کو پکڑے بھی نہیں اس سے بواسیر ہو جاتی ہے (یہ بھی طب کی کسی فوق البحر ک کتاب میں ہوگا) وَلَا یَمُصُّهٗ فَاِنَّهٗ یُوْرِثُ الْعَمٰی مسواک کو چوسے بھی نہیں اس سے اندھا ہو جاتا ہے (یہ طب فقہ کا خاص مسئلہ ہے) ثُمَّ یَغْسِلُهٗ وَاِلَّا فَیَسْتَاکُ الشَّیْطَانُ بِهٖ پھر دھو ڈالے ورنہ اوس سے شیطان مسواک کرنے لگتا ہے (یہ شیطان بھی کوئی حنفی مذہب ہوگا؟) وَلَا یَزِدْ عَلَی الشِّبْرِ وَاِلَّا فَالشَّیْطَانُ یَرْکَبُ عَلَیْهِ اور بالشت بھر سے زیادہ لمبی مسواک نہ رکھے ورنہ اوس پر شیطان سواری کرتا ہے (ہوگا کوئی بالشتیا شیطان) وَلَا یَضَعُهٗ بَلْ یَنْصِبُهٗ وَاِلَّا فَخَطَرَ الْجُنُوْنُ اور اُسے رکھ نہ دے بلکہ گاڑ دے ورنہ پاگل ہو جائیگا (خدا جانے پھر اوسے حنفی مذہب کے کس پاگل خانہ میں رکھا جائیگا)

ناظرین کرام! واللہ خود آپ کو ان مسائل کے سننے سے بھی گھن آئیگی، آپ تعجب سے سُنیں گے کہ اتنا ہی نہیں کہ جانور سے ساتھ کی بدکاری کے بعد بھی پاکیزگی قائم ہی رہی بلکہ اندھیر تو یہ ہے کہ غایۃ الاوطار ص۱۵۰ جلد اول میں ہے کہ امام ابو یوسف کے تردیک حلال جانوروں کے پیشاب سے دوسری کسی نجاست کو دھویا جائے تو وہ بھی پاک ہو جائیگی، اور اسی کتاب درمختار جلد اول ص۲۴۵ میں ہے کہ یُطَهِّرُ لَبَنٌ وَعَسَلٌ الخ یعنی دودھ شہد تیل وغیرہ میں اگر ناپاکی مل گئی ہو (مثلاً پیشاب پاخانہ وغیرہ پڑ گیا ہو) تو اوس کی پاکیزگی کی صورت یہ ہے کہ تین مرتبہ اوسے جوش دے لیا جائے اور ٹھنڈا کر لیا جائے۔ اور ص۲۴۶ میں لکھتے ہیں وَعُجِنَ خُبْزٌ بِمُتَنَجِّسٍ طَهُرَ ظَهِرَ بِهٖ خَمْرٌ الخ یعنی اگر روٹی کا آٹا گوندھنے میں شراب ملائی گئی پھر اتنا سرکہ ڈال دیا کہ اثر جاتا رہا تو وہ بھی پاک صاف ہو گئی۔ ہدایہ جلد اول مجتبائی ص۱۴ میں ہے شہوت کے ساتھ منی نکل کر اپنی جگہ سے نہ بڑھے تو غسل فرض نہیں اِنْفِصَالُهٗ عَنْ مَکَانِهٖ۔

(۲) دوسرا مسئلہ۔ دُرِّمختار مطبوعہ دار الکتب مصر جلد اول ص۱۱۳ میں ہے اَوْ مَیِّتَةٍ یعنی اسیطرح مُردہ عورت کے ساتھ بدفعلی کرنے سے بھی نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ غسل لازم ہوتا ہے جبتک انزال نہ ہو،، اس مسئلے کے جواب میں بھی حنفی مولوی صاحب وہی لکھتے ہیں جو پہلے مسئلے کے جواب میں تحریر فرما آئے ہیں اور ہمارا جواب بھی وہی ہے جو اوپر بیان ہوا

ہاں جناب نے جو یہ لکھا ہے کہ سبب کامل نہیں اس لئے غسل فرض نہیں" اور سبب کامل آپ کے نزدیک سہ ذکر کا محل مرغوب میں چھپ جانا ہے" میں کہتا ہوں یہ بھی آپ اپنے فقہا کا خلاف کرتے ہیں آپکا یہ قاعدہ بھی آپ کے فقہا کے خلاف ہے دیکھئے درمختار کی شرح ردالمحتار کے اسی صفحہ ۱۲۲ میں ہے وَيَجِبُ الْغُسْلُ فِي الْقُبُلِ یعنی اگر کوئی عورت اپنی شرمگاہ میں لکڑی ڈالے تو اس پر غسل واجب ہو جائیگا مختار مذہب یہی ہے کہ یہاں سہ ذکر نہیں اور وجوب غسل ہے نہ حقیقتاً منی نکلی ہے نہ حکماً پھر بھی غسل کے وجوب کے درپے آپ کے فقہاء ہیں، اور ہاں یہ بھی فرما دیا جائے کہ آپنے جو فرمایا ہے کہ پانی پانی سے ہے، کہیں شافی صاحب کا یہ حکم آپ کے اس فرمان کے خلاف تو نہیں؟ حنفی دوستو! کہو کوئی ملا ایک مُردہ عورت کے ساتھ کالا منہ کرے اور بے غسلا نماز کو کھڑا ہو جائے بلکہ نہ وضو کرے نہ اپنے عضو کو دھوئے تو آپ کو گھن تو نہیں آئیگی؟ اس مسئلہ کو دوسروں کے سامنے بیان کرنے سے آپ شرمائینگے تو نہیں؟ نامہ نگار کا مَيِّتَةٍ کا ترجمہ غایت الاوطار سے مُردہ جانور نقل کرنا اور مُردہ عورت سے انکار کرنا بتا رہا ہے کہ آپ صرف عربی کتابوں سے کام نہیں چلا سکتے، بندۂ خدا سنو اسی درمختار کے صہ ۱۱۹ میں اٰدَمِيٍّ حَيٍّ کے بعد لکھا ہے سَيِّئُ مُحْتَرَزٌ یعنی یہاں انسان کے ساتھ زندہ کی قید اس لئے ہے کہ مردہ انسان کا حکم آگے آتا ہے اب لفظ مَيِّتَةٍ سے مُردہ کا حکم بیان کیا تو مردہ آدمی ہوا نہ کہ مردہ جانور، اور فتح القدیر شرح ہدایہ جلد اول مطبوعہ مصر صہ ۵۶ میں صاف لفظ موجود ہیں وَالْمَيِّتَةِ الْاٰدَمِيَّةِ یعنی انسان کے مردے کا یہ حکم ہے اور مراقی الفلاح مصری جلد اول صہ ۵۹ میں اَوْ اَمَةٍ مَيِّتَةٍ موجود ہے یعنی مُردہ عورت نہ کہ مردہ جانور پس ثابت ہوا کہ حنفی مذہب شخص اگر کسی مری ہوئی عورت سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو تو وہ بے نہائے اور بے وضو کئے بلکہ بے ذکر دھوئے نماز پڑھ سکتا ہے بلکہ پڑھا بھی سکتا ہے، بلکہ اسی کتاب درمختار مصری جلد اول صہ ۱۲۰ میں ہے فَاِنَّهٗ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ بِاِيْلَاجِهٖ فِيْ قُبُلٍ اَوْ دُبُرٍ وَّ عَلٰى مَنْ جَامَعَهٗ اِلَّا بِاِنْزَالٍ یعنی خنثیٰ اپنے ذکر کو اپنی دبر میں داخل کرے یا فرج میں تو اس پر غسل نہیں، جبتک کہ انزال نہ ہو اسی طرح اگر کوئی اوس سے جماع کرے اوس پر بھی بغیر انزال غسل نہیں،

(۳) تیسرا مسئلہ۔ درمختار مصری جلد اول صہ ۱۲۲ میں ہے اَوْ صَغِيْرَةٍ غَيْرِ مُشْتَهَاةٍ یعنی اسی طرح نابالغ غیر خواہش مند لڑکی کے ساتھ زنا کرنے سے نہ وضو جائے نہ غسل آئے

جب تک انزال نہ ہو، اس مسئلہ کی نسبت جناب مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ لفظِ زنا اس میں زیادہ کیا گیا ہے یہ بہتان ہے، سنئے جناب دُرِّ مختار جلد اول ص۱۲۲ میں ہے وَلَا عِنْدَ وَطْءِ بَهِيمَةٍ اَوْ مَيِّتَةٍ اَوْ صَغِيرَةٍ غَيْرِ مُشْتَهَاةٍ یعنی غسل واجب نہیں ہوتا جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے سے اور مُردے کے ساتھ کرنے سے اور نابالغ غیر مشتہاۃ لڑکی کے ساتھ کرنے سے، وطی کا لفظ خود درمختار کی عبارت میں موجود ہے جس کے صاف معنے جماع کرنے کے ہیں، اور جس طرح جانور میں کوئی قید نہیں کہ اوس کا اپنا ہو یا پرایا دونوں کے لئے یہی حکم ہے اسی طرح مَيِّتَةٍ یعنی مردے کے لئے بھی کوئی قید نہیں گھر کا ہو یا باہر کا، اسی طرح صَغِيرَةٍ کے لئے بھی کوئی قید نہیں بیوی ہو یا غیر۔ ایک لفظ وطی کے ماتحت یہ تینوں ہیں، پھر جانور اور مُردے پر بدفعلی کا لفظ سن کر چپ رہنا اور نابالغ لڑکی پر زنا کے لفظ کو جو اسی بدفعلی کے معنی میں ہے سن کر غل مچا دینا یہ نرا لڑکپن نہیں تو اور کیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں اپنی بیوی نہیں ہو سکتی؟ کیوں جناب میں پوچھتا ہوں اپنی بیوی کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتی؟ پہلے کے دو سلوں کو تو آپ نے مان لیا تیسرے کی نسبت آپ کو گفتگو باقی ہے، سنو میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ دنیا کے حنفیوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو اس لفظ کا بیاہتا بیوی کے ساتھ مخصوص ہونا ثابت کر سکے تعجب ہے کہ صَغِيرَةٍ کے معنی کرتے ہو "اپنی نابالغ بیوی" دنیا کے کسی لغت میں یہ دکھا سکتے ہو؟ کیوں جناب کیا اصل کتاب میں وَاِنْ غَابَتِ الْحَشَفَةُ آپ کی نظر سے نہیں گذرا؟ نابالغ لڑکی سے.... کرتا ہے اور یہاں تک کہ سر..... بھی غائب ہو جاتا ہے لیکن فتویٰ وہی ہے جو آپ کو کڑوا لگتا ہے، بلکہ یہاں تک ظلم ہے کہ ردالمحتار جلد ثالث ص۱۷۳ میں ہے وَاِنْ اَفْضَاهَا وَهِيَ صَغِيرَةٌ الخ یعنی اگر چھوٹی بچی سے حرام کاری کی یہاں تک کہ اوس کے پیشاب پاخانہ کا راستہ ایک ہو گیا تو بھی اوس پر حد نہیں، غرض فقہا حنفیہ کے نزدیک تو مطلع صاف ہے کہ کسی چھوٹی لڑکی کے ساتھ کوئی کالا منہ کرے، کسی جانور کے ساتھ بدکاری کرے، کسی مردہ عورت کے ساتھ کالا منہ کرے تو جب تک انزال نہ ہو اس پر غسل نہیں آتا بلکہ وضو بھی نہیں ٹوٹتا، بلکہ عالمگیری مصری جلد اول ص۱۳ میں ہے کہ بَنا بشرت فاحشہ سے بھی امام محمد کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا یعنی میاں بیوی ننگے ہو کر انتشار کی حالت میں شرمگاہیں ملائیں تو بھی حنفی مذہب محض کا وضو نہیں ٹوٹتا

پھر صاحب کتاب لکھتے ہیں قیاس بھی یہی چاہتا ہے صحیح بھی یہی ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے
حنفی بھائیو! سنو اور ایمانی فیصلہ دو کہ کیا یہ باتیں حیا سوز شرم شکن خلاف قرآن و حدیث
نہیں؟ کہ ایک شخص وضو کرکے اگر جانور کے ساتھ، مردہ عورت کے ساتھ، نابالغ بچی کے
ساتھ بدفعلی کرے تو نہ اوس کا وضو ٹوٹا نہ اوس پر غسل واجب ہوا نہ اوسے اپنی
شرمگاہ کا دھونا ضروری ہے، وہ شوق سے آئے اور حنفی مصلے پر کھڑا ہو کر بے تکان
نماز پڑھا دے اچھا لوہے کا وضو ہے، اور مزے کی بات سنئے حنفی مذہب فقہ کی
معتبر کتاب مراقی الفلاح مصری جلد اول صفحہ ۵۷ میں ہے کہ اسی طرح اگر عورت بھی کسی
جانور سے صحبت کرائے یا مردے سے، تو اس پر بھی اس صورت میں نہ غسل واجب
ہے نہ وضو، نہ اپنی شرمگاہ کا دھونا، ہاں جناب الفقیہ صاحب اور العدل صاحب
ذرا یہ مسئلہ تو بتائیے کہ بقول آپ کے اپنی نابالغ بیوی کے ساتھ اگر کوئی یہ حرکت
کرے تو تو اس پر نہ غسل آئے نہ وضو جائے، لیکن اگر اجنبیہ عورت کے ساتھ کرے
تو دلدادگان فقہ شیفتگان قیاس مقلدان رائے، حامیان غیر نبی مفتیان مذہب
حنفی کا کیا فتویٰ ہے؟ ناظرین! اب ایک لطیفہ سنئے اگر اہلحدیث درمختار کے
مسئلہ کو نہ مانیں تو تو یہ حضرات ٹھیکیداران تقلید گلا پھاڑ پھاڑ کر اوسے غیر مقلد
غیر مقلد کہنے لگیں، لیکن یہ دلدادگان فقہ اگر درمختار کے مسئلہ کو پیروں تلے روند
دیں تو خاصے مقلد رہیں چنانچہ اسی مسئلہ کی نسبت حنفی مولوی صاحب نے لکھا ہے
"اگر ایلاج ممکن ہو تو غسل واجب ہے" حالانکہ درمختار میں صاف موجود ہے
کہ حشفہ کے داخل ہو جانے یعنی ایلاج ممکن بلکہ واقع ہو جانے کے بعد بھی غسل
واجب نہیں بلکہ وضو بھی نہیں، ہاں یہ خیال رہے کہ میں نے درمختار کا مسئلہ
لکھا ہے نہ کہ مراقی اور بحر کا۔ جناب نے مراقی الفلاح کا حوالہ تو دیدیا لیکن
افسوس کہ اوس کی شرح پر نظر نہ ڈالی جہاں لکھا ہے لَا یَجِبُ مُطْلَقًا یعنی اس
صورت میں مطلق غسل واجب نہیں، اور مراقی کے صفحہ ۵۷ میں ہے وَ ذَکَرَ صَبِیٌّ
لَا یَشْتَہِیْ یعنی اگر ایک بالغہ عورت غیر خواہش مند بچے کے ساتھ مجامعت کرے تو
اگرچہ اوس کے عضو مخصوص کا سر چھپ جائے تاہم اوس لڑکے پر غسل نہیں،
اور عالمگیری میں ہے کہ مجامعت کے قابل لڑکی سے جماع کیا جائے تو بھی اُس لڑکی

پر غسل نہیں اگر وہ نابالغہ ہو،

واللہ العظیم میرا خیال تو یہ تھا کہ یہ لوگ ایسی باتیں اپنی کتابوں میں دیکھ کر شرمائیں گے اور ندامت کے ساتھ اُن سے رجوع کریں گے اور ان کتابوں کو خیرباد کہہ کر رسولِ خدا کی صحیح سنتوں کے عامل بن جائیں گے، لیکن خلافِ امید مجھے ایسی ہستیاں بھی نظر آئیں جو اس تہذیب و متانت کے زمانے میں اس انسانیت اور عقل و ہوش کی ترقی کے دور میں بھی تقلیدی ظلمت کی تیرہ و تار اور بے نور غاروں سے سر نکالنا نہیں چاہتیں، وہ ابتک وہی رٹ رہی ہیں جو بڑوں نے رٹایا تھا، جو بل نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا کے صحیح مصداق ہیں، اے میرے مہذب حنفی بھائیو! خدارا غور کرو کیا تمہارا دل چاہتا ہے کہ اس گھناؤنی تعلیم کو قبول کرو؟ کیوں تم اس کے پیچھے پڑ گئے کیوں تم نہیں کہدیتے کہ بزرگ بزرگ ہی ہیں کچھ نبی نہیں، نبی غلطی سے معصوم ہوتا ہے نہ کہ غیر نبی بھی، ہم گو ان کی بزرگی کو تسلیم کریں لیکن ان کی ان واہی باتوں کو خلافِ شرع سمجھ کر چھوڑنا ضروری جانتے ہیں، آپ حضرات کو تو اُس شخص کا شکر گذار ہونا چاہیے جو آپ کو اس خار دار جنگلے کے چبھتے ہوئے کانٹوں سے بچانے کی کوشش کرے نہ کہ اور اُسی پر خفا ہو رہے ہو اور مذاق و استہزا کرتے ہو۔

(۴) **چوتھا مسئلہ**۔ دُرِّ مختار مصری جلد اول ص۱۲۳ میں ہے رُطُوبَةُ الْفَرْجِ طَاهِرَةٌ عِنْدَهٗ یعنی امام صاحب کے نزدیک عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے، اس مسئلہ کی نسبت بھی معترض صاحب ہم سے دلیل مانگتے ہیں کہ اس کے ناپاک ہونیکی کیا دلیل ہے؟ فی الواقع یہ لوگ حدیث میں یتیم ہوتے ہیں، سنئے جناب صحیح مسلم شریف جلد اول ص۱۵۵ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں يَغْسِلُ مَا اَصَابَهٗ مِنَ الْمَرْاَةِ یعنی عورت کی شرمگاہ کی جو رطوبت لگی ہو اسے دھو ڈالے، صحیح بخاری میں بھی یہی ہے یہ حدیث اس امر پر روشن دلیل ہے کہ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت ناپاک ہے، جبھی تو حضورؐ اسکے دھونے کا حکم دے رہے ہیں، اس حدیث کو پیشِ نظر رکھ کر پھر حنفی [illegible] کے اس مسئلہ کو سامنے رکھئے تاکہ حیا اور بے حیائی میں تمیز ہو جائے ساتھ ہی یہ بھی دیکھا رہے

کہ اسی کتاب کے صـ۲۵ پر لکھا ہے رُطُوْبَۃُ الْوَلَدِ عِنْدَ اُوْلَادَۃٍ طَاھِرَۃٌ وَکَذَا السَّخْلَۃُ اِذَا خَرَجَتْ مِنْ اُمِّھَا وَکَذَا الْبَیْضَۃُ فَلَا یَتَنَجَّسُ الثَّوْبُ وَلَا الْمَاءُ اِذَا وَقَعَتْ فِیْہِ یعنی بچے پر اوس کے پیدا ہونے کے وقت جو رطوبت لگی ہوئی ہوتی ہے اور چوپائے جانوروں کے بچوں کی پیدائش کے وقت اون پر جو رطوبت لگی ہوئی ہوتی ہے اور اسی طرح جیکہ مرغی تازہ تازہ انڈے اوس پر جو رطوبت ہوتی ہے یہ سب پاک ہے یہ رطوبت اگر کپڑے کو لگ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا اگر یہ پانی میں گرے تو وہ پانی بھی ناپاک نہیں ہوتا، یعنی یہ رطوبت (تری) جس پانی میں پڑی ہو اوسے پی لینا اور اُس سے وضو اور غسل وغیرہ کر لینا سب جائز و درست ہے، بلکہ فتح القدیر شرح ہدایہ جلد اول صـ۱۸۶ میں ہے اَوْ مَرَّ قَدْرَ قُلَّتَیْنِ یعنی اگر یہ شوربے میں بھی پڑ جائے تو وہ بھی نجس نہیں، خوب کھاؤ پیو، اور مراقی الفلاح مصری جلد اول صـ۲۲ میں ہے رُطُوْبَۃُ الْفَرْجِ لَیْسَتْ بِنَجِسٍ یعنی فرج کی رطوبت نجس نہیں ہے بلکہ فتاوی تتارخانیہ میں ہے بَوْلُ الْفَارَۃِ طَاھِرَۃٌ یعنی چوہے کا پیشاب بھی پاک ہے، (طحطاوی صـ۸۸) دوستو! آپ میں سے جسے اس نشہ نے مدہوش نہ کر دیا ہو اُس سے میرا سوال ہے کہ اسلام تو پاکیزگیوں اور طہارتوں کا مجموعہ ہے، تو مسلم تو کہاں؟ ایک صحیح دل و دماغ رکھنے والا معمولی انسان بھی اس گندی اور گھناؤنی چیز کو پاک صاف اور طیب و طاہر مان سکتا ہے؟ کیا ایک وہ شخص جس کے بدن یا کپڑے پر یہ رطوبت لگی ہوئی ہو یا اوس پانی سے وہ غسل یا وضو کئے ہوئے ہو جس میں یہ پلید چیزیں پڑی ہوئی ہوں اور وہ آپ کو اوسی طرح نماز پڑھاوے تو کیا آپ کو یہ اچھا معلوم ہوگا؟ کیا ان مسائل کا اعلان کرتے ہوئے آپ کو شرم و غیرت تو معلوم نہوگی؟ پھر اگر میں نے ان مسائل کو حیاسوز شرم شکن لکھا تو مجھ پر کیوں بگڑتے ہو؟ کیوں ان کتابوں سے دست بردار نہیں ہو جاتے؟ کیوں غلاموں کے غلام بنے ہوئے ہو؟ اتنا ہی نہیں بلکہ ہدایہ کی شرح لکھنوی میں ہے اِنَّ مَبْنَاھَا طَاھِرَۃٌ یعنی تمام جانوروں کی منی خواہ وہ حلال ہوں خواہ حرام پاک ہے، یہ تو تھے پاک پانی، اب سنئے ناپاک پانی کونسا ہے؟ قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَاَبُوْیُوْسُفَ ھُوَ نَجِسٌ جس پانی سے وضو کیا گیا اور پھر کچھ اسمیں مچ رہا یا اعضاء وضو سے ٹپکا وہ ناپاک ہے، معترض صاحب نے درمختار کی حمایت میں چار نام اور گنوا دئے ہیں اور پھر اہلحدیث کو الزام دیا ہے کہ یہ حضرات بھی اسے پاک کہتے ہیں،

مجھے تو ان حضرات کی دیانتداری پر رہ رہ کر تعجب آتا ہے کہ کیا انہیں معلوم نہیں کہ جماعتِ اہلحدیث کے نزدیک سوائے کلام اللہ اور کلام الرسول کے تیسری چیز تیسرے کا کلام حجتِ شرعی نہیں؟ پھر تم کیوں انہیں اوروں کے کلام سے الزام دیکر مجرمانہ خیانت کرتے ہو؟ امام نووی رح کی جو عبارت معترض صاحب نے اپنے موافق دیکھی تو اوسے لے اڑے اور جو خلاف دیکھی اُسے چھوا بھی نہیں کیوں جناب کیا اسی حدیث کے ماتحت جسے میں نے نقل کیا ہے امام صاحب موصوف نے یہ نہیں لکھا؟ کہ فِیْہِ دَلِیْلٌ عَلٰی نَجَاسَتِ رُطُوْبَۃِ فَرْجِ الْمَرْأَۃِ یعنی یہ حدیث دلیل ہے اس امر پر کہ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت ناپاک ہے اور جناب رطوبت ہی کو پاک کہہ کر آپ کے فقہا خاموش نہیں ہو گئے اسی درمختار جلد اول ص۲۳ میں ہے بَوْلُ الْخَفَاشِ وَخُرْؤُہٗ فَطَاهِرٌ یعنی چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ پاک ہے، اور طحطاوی مصری جلد اول ص۸۹ میں بلی کے پیشاب کو بھی جو وہ کپڑے پر کر دے پاک مانا ہے، کہو دوستو! حنفی بن کر ان پاک چیزوں کے استعمال کو پسند کرتے ہو یا محمدی بن کر تمام خبیث اور گندی چیزوں سے دست برداری کو چاہتے ہو؟

(۵) **پانچواں مسئلہ** ۔ درمختار مصری جلد اول ص۱۲۳ میں ہے لَوْ اَتٰی عَذْرَاءَ وَلَمْ یَزُلْ عُذْرُهَا الخ یعنی اگر کسی باکرہ عورت کے پاس جائے اور اس کا بکر زائل نہ ہو تو اوس پر بھی غسل نہیں، اس مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے بھی مجیب صاحب ہم سے ہی دلیل طلب کرتے ہیں۔ جواباً گذارش ہے کہ سنئے صحیح بخاری صحیح مسلم میں ہے اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ الخ یعنی تم میں سے کوئی جب عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے تو اس پر غسل واجب ہو گیا، پس اس حدیث سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ مباشرت کرتے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے دخول موجب غسل ہے ازالت بکر شرطِ غسل نہیں، پھر آپ اپنے نبی کی مخالفت اور اپنے فقہا کی موافقت کیوں کریں؟ آپ کا اور آپ کے بڑوں کا یہ حیلہ کہ بکر کا زائل نہ ہونا ختنہ گاہوں کے نہ ملنے کی دلیل ہے، یہ محض بے سود ہے اس لئے کہ اسی صفحہ میں اسی کتاب میں اس کے ساتھ ہی لکھتے ہیں اِلَّا اِذَا اِنْبَلَتْ یعنی مگر اوس وقت کہ وہ کنواری حاملہ ہو جائے، کیوں جناب ختنہ گاہ تو ملے ہی نہیں اور حاملہ بھی ہو گئی؟ بلکہ شامی کے اسی صفحہ میں ہے وَکَذَا یَلْزَمُہٗ یعنی اس صورت میں مرد پر بھی غسل ہے، تعجب ہے کہ ختنہ گاہ کا

نہ ملنا بھی مانا جاتا ہے اور بوجھل ہو جانا بھی تسلیم کیا جاتا ہے، کیا کوئی حنفی صاحب اس عقدہ کو حل کر سکتے ہیں؟ اور سنئے عالمگیری مصری جلد اول ص۱۲ میں ہے وَلَوْ اَدْخَلَ اَقَلُّ صَغِیْرَۃٍ یُجَامَعُ مِثْلُھَا ..... لَا غُسْلَ عَلَیْہِ، یعنی ایک بالغ مرد اتنی عمر والی لڑکی سے جماع کرے جو مجامعت کے قابل ہو تو بھی اوس عورت پر غسل نہیں، یہ عبارت صاف پکار رہی ہے کہ وہ عورت مجامعت کے قابل ہے لیکن آپ کے فقہا پھر بھی اوس پر غسل نہیں مانتے، ہاں اے عقلمند حنفیو! بتلاؤ کیا شرم و حیا دین و دیانت انسانیت و شرافت پاکیزگی و نفاست کا اقتضا یہی ہے کہ باکرہ کے ساتھ کرے اور نہ نہائے؟ ایسی عورت سے جو جماع کے قابل ہو کرے اور پھر اوس پر غسل نہ آئے؟

(۶) چھٹا مسئلہ۔ درمختار مصری جلد اول ص۱۵ میں ہے وَلَوْ دُبِغَ طَھُرَ یعنی انسان کی کھال کو بھی اگر دباغت دیجائے تو پاک ہو جاتی ہے، دنیا کے لوگو بستے ہو؟ فقہ حنفی کی کتابوں میں بھی ہے حنفی علماء مانتے بھی ہیں اخبارات میں مضامین لکھے جا رہے ہیں کہ اگر انسان کی کھال کو بھی دباغت دے لی جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔ ان نیت تو ایک طرف یہاں تو انسان کی بھی خیریت نظر نہیں آتی، انہی چیزوں نے انہیں اسقدر سخت دل بے باک بے ادب اور گستاخ بنا دیا ہے کہ نامہ نگار الفقیہ یعنی ہماری کتاب دُرِّ محمدی کا مجیب اچھے اچھے بزرگوں کی جناب میں بھی بدتمیزی کرنے سے نہیں رُکتا، ان بزرگان دین کا احترام تو کہاں؟ ان کا نام بھی بازاری لوگوں کی طرح لیتا ہے، امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں کی نسبت تو تکار کرتا ہے +

حقیوں کے دو اخبار اس وقت نکل رہے ہیں جو مذہبی تقدس کے پیرایہ میں دراصل مغلظات کا دفتر گالیوں کی پڑیا اور بدکلامی کی اونچی دوکانیں ہیں، ان بدکلام بے لگام اخباروں نے کچھ دنوں سے اہلحدیث جماعت کو علاوہ اور گالیاں دینے کے تبرائی فرقہ لکھنا شروع کیا ہے، میرا ارادہ ہے کہ دنیا پر ظاہر کردوں کہ اس ناپاک دطیرہ میں اس بدترین طریقہ میں کون پیش پیش ہے اس مضمون سے جہاں آپ کو اس تبرائی پارٹی کی نسبت صحیح رائے قائم کرنے کا موقعہ ملیگا وہاں آپ یہ بھی معلوم کرلیں گے کہ ان کا یہ شیوہ قدیمی ہے ان کے بزرگوں اور ان کے بڑوں نے جب ہمارے بزرگوں کو بھی گالیاں دینے میں پس و پیش نہیں کیا تو یہ خورد ہمیں بُرا بھلا کہنے میں کیا تامل کریں گے؟ ساتھ ہی حنفی مذہب کی یہ حقیقت بھی بے نقاب ہو جائے گی کہ وہ

قیاس کے مقابلہ میں حدیث رسولؐ کو کوئی چیز نہیں سمجھتا۔

حنفی مذہب کا دار و مدار زیادہ تر قیاس پر ہے اس لئے جب تک کہ قرآن و حدیث کو دور نہ ڈال دیا جائے حنفیت کی بیل منڈھے نہیں چڑھ سکتی، اس لئے حنفی مذہب کے بزرگوں نے عجیب عجیب پردہ داریوں اور لہریا چالوں سے قرآن و حدیث کو پسِ پشت ڈالنے کی پوشیدہ ترکیبیں کی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس حدیثِ رسول صلعم کا راوی غیر فقیہ ہو اور وہ حدیث رسولؐ امام ابو حنیفہ کے قیاس کے خلاف ہو اُسے نہ مانا جائے اور اس صورت میں قیاسِ امام پر عمل کیا جائے حدیثِ رسولؐ پر نہ کیا جائے۔ چنانچہ حنفی مذہب فقہ کی اصول کی کتاب اصول شاشی بحث ثانی میں ہے وَاِنْ خَالَفَہٗ کَانَ بِالْقِیَاسِ اَوْلٰی یعنی وہ حدیث رسولؐ جس کے راوی صحابی ہوں لیکن وہ فقیہ نہوں اور مضمونِ حدیث قیاسِ امام کے خلاف ہو تو اس صورت میں اولیٰ یہ ہے کہ عمل قیاس پر کیا جائے حدیث پر نہ کیا جائے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۲ میں ہے کَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ یعنی ابو ہریرہ اور انس بن مالک دونوں غیر مجتہد غیر مفتی اور غیر فقیہ تھے، بین السطور میں حضرت عقبہ بن مالکؓ اور آس پاس کے دیہات کے تمام صحابیوں کو بھی غیر فقیہ لکھا ہے۔ ناظرین دیکھا آپ نے صحابہؓ تک کو گالیاں دینے سے یہ لوگ نہیں چوکتے، آیئے دیکھئے انہیں بیوقوف اور بے سمجھ کہہ رہے ہیں، کیا یہ چھوٹا رفض نہیں؟ اور کیا یہ چکڑالوی پن کی ابتدا نہیں؟ نورالانوار مطبوعہ دیوبند ص۱۷۹ میں ہے دُوْنَ الْفِقْہِ کَانَسٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یعنی انس اور ابو ہریرہ فقیہ نہ تھے، یہ ہے صحابہ کی حقارت اور صحابہ کرام پر طعن و تشنیع، کیوں جی نورالانوار کا مصنف صول شاشی کا مصنف تو فقیہ ہو اور رسول اللہؐ کے شاگرد آپ کے جاں نثار خادم غیر فقیہ ہوں؟ یہ ہے اس تبرائی پارٹی کی تبرا بازی جن کی بدزبانی بدکلامی بے لگامی دشنام دہی اور بدگوئی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاشیہ نشین خدام بھی محفوظ نہ رہ سکے تو اے الحدیثو! تم چیز ہی کیا ہو پھر نورالانوار والے کی فقاہت ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے لَوْ عُمِلَ بِالْحَدِیْثِ لَانْسَدَّ بَابُ الرَّأْیِ۔ اگر حدیث پر عمل کیا جائے تو رائے قیاس کا دروازہ ہی بند ہو جائے یہ ہے ان کے دل میں حدیث کی عظمت اور یہ ہے قیاس کی وقعت، صاف لکھدیا کہ اگر حدیث ہی پر عمل کر لیا جائے اور حدیث ہی کو عمل کے لئے کافی سمجھا جائے تو پھر رائے قیاس کی ضرورت ہی کیا رہ جائے؟ پھر رائے قیاس کا دروازہ بند ہو جائے اور جب رائے قیاس

ہی جاتا رہا اور نہ رہا تو اماموں کی تقلید کس امر میں رہ جائیگی ؟ اور اس کا ثابت رکھنا ضروری ہے تو حدیث کا گلا گھونٹنا بھی ضروری ہے اس لئے اس کے پاسبان صحابہ کی حقارت اور کسر شان بھی ضروری ہے پس حدیث کو ناقابل عمل بتایا، صحابہؓ کو بیوقوف بے سمجھ کہا اور رائے قیاس کو لے لیا ع

فَلْيَبْكِ عَلَى الْإِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا

جتنے آنسو آنکھوں میں ہوں وہ ان مقلدین پر نوحہ و ماتم کرنے میں بہادو۔ حسامی مطبوعہ یوسفی صـ۴۲۴ میں ہے دُوْنَ الْفُقَهَاءِ مِثْلُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ یعنی ابوہریرہ اور انس بن مالک فقیہ یعنی سمجھدار عالم نہ تھے۔ اسی کتاب کے حاشیہ پر اسرار اور مبسوط سے نقل کیا ہے فَاَمَّا مَا خَالَفَهٗ فَالْقِيَاسُ مُقَدَّمٌ عَلَيْهِ یعنی جس حدیث کا راوی ابوہریرہ ہو اگر وہ حدیث قیاس کے خلاف ہو تو قیاس حدیث پر مقدم ہے، یعنی حدیث پر عمل نہ کیا جائے، قیاس پر عمل کیا جائے۔ توضیح تلویح مصری جلد دوم صـ۲۵ میں ہے اَوْ بِالرَّاْیِ وَاَیْضًا فَقَطْ كَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسٍ مطلب اس کا بھی یہی ہے کہ ابوہریرہ اور انس نہ تو فقیہ تھے نہ مجتہد اور جس حدیث رسول کے یہ راوی ہوں اور وہ حدیث قیاس کے سراسر خلاف ہو تو حدیث پر عمل نہ کیا جائے بلکہ قیاس پر عمل کیا جائے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ان فقیہوں نے ان حنفی مذہب کے بانیوں نے صحابہ کو مجہول اور غیر عادل بھی لکھا ہے چنانچہ تلویح مصری جلد دوم صـ۲۵۴ میں ہے، فِيْهِمْ عُدُوْلٌ وَّغَيْرُ عُدُوْلٍ یعنی صحابہ میں بعض عادل تھے اور بعض عادل نہ تھے (فَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ) اور توضیح کے اسی صفحہ میں حضرت فاطمہؓ کو مجہول لکھا ہے نورالانوار کے صـ۱۸۰ پر حضرت وابصہ بن معبدؓ صحابی رسول اللہ علیہ وسلم کو مجہول لکھا ہے۔ حسامی صـ۲۵ میں وابصہ بن معبدؓ اور حضرت سلمہ بن محبقؓ رضی اللہ عنہما کو دونوں کو مجہول لکھا ہے،

اب میں "العدل" اخبار کے اڈیٹر اور اس کے قاری اور اسے مذہبی پرچہ سمجھنے والوں سے اپیل کرتا ہوں، غور سے سنئے، "العدل" کے اخبار میں جو ۸ر اکتوبر کو شائع ہوا ہے، صـ۲ پر تحریر ہے" اس قسم کی کتابیں دیکھنا جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں بے ادبی کی گئی ہو ہرگز نہ چاہئے کیونکہ معصیت ہے" اے حنفیو! کچھ تو غیرت و شرم کرو اور اے العدل کے کاریگرو! اپنی زبان کی پاسبانی تو کرو خبردار جو اب ان اصول فقہ کی کتابوں کو دیکھ کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا جن میں صحابہ کو غیر فقیہ غیر عادل مجہول بے سمجھ بیوقوف بے علم عدالت سے دور بلکہ مجہول لکھا ہے۔ حضرت انسؓ جیسے خادم رسول حضرت ابوہریرہؓ جیسے مقبول رسولؐ

حضرت سلمہؓ اور حضرت دایہؓ جیسے محبوبانِ رسولؐ حضرت عقبہؓ جیسے فدائے پیغمبرؐ اور مدینہ کے ارد گرد کے دیہات کے رہنے والے صحابہ کرام کو جن کتابوں میں ایسے برے القاب اور ایسی گندی گالیوں سے یاد کیا ہے۔ پس بقول تمہارے ان کتابوں کو دیکھنا بھی معصیت ہے اور ہاں حنفی دوستو! یہ بھی سمجھ لو کہ تقلید پوری نہیں ہو سکتی جبتک حدیث رسولؐ کو بے قدری سے پرے نہ پھینک دے

اب میں یہ بھی بتاؤں کہ بڑے بڑے ائمہ کرام پر بھی ہاتھ صاف کرنے میں کمی نہیں کی گئی چنانچہ نور الانوار مطبوعہ دیوبند ص۳ میں ہے جَہْلُ الشَّافِعِیِّ یعنی ایک جہالت اون لوگوں کی ہے جو اپنے اجتہاد میں کتاب کا خلاف کریں، جیسے کہ شافعیؒ کی جہالت ہے آپنے یہ بے ادب لوگ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو جاہل کہتے ہیں، اس کی چار سطروں کے بعد دوبارہ لکھا ہے جَہْلُ الشَّافِعِیِّ فِیْ جَوَازِ الْقَضَاءِ بِشَاهِدٍ وَّ یَمِیْنٍ یعنی ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا یہ بھی شافعی کی جہالت ہے دوبارہ یہ کلمہ ایسے عظیم الشان امام کے حق میں اسی ایک صفحہ میں لکھا ہے لیکن کیا مجال کہ "العدل اینڈ الفقیہ کمپنی" انہیں بھی تبرائی کہیں؟ ہاں یہ جماعت بے سوچے سمجھے اہلحدیث کو تبرائی کہدیگی لیکن اون لوگوں کی نسبت اون کی زبانیں نہیں کھلینگی جو صحابہ کرام اور مجتہدین عظام کو بھی گالیاں دینے سے نہیں چوکتے، کسی کو بیوقوف کہتے ہیں کسی کو بے عقل کہتے ہیں کسی کو مجہول اور کسی کو جاہل بتلاتے ہیں، بلکہ ان کی گندہ دہنی سے کوئی بھلا انسان محفوظ نہیں، دیکھئے الفقیہ اپنے ہر اخبار کے سرورق پر در مختار جلد اول ص۴۲ کی یہ عبارت لکھتا ہے فَلْعَنَةُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ عَلٰی مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ یعنی ابو حنیفہ کے قول کو رد کرنیوالا ملعون ہے، پس امام شافعیؒ امام مالکؒ امام احمدؒ اور بیسیوں محدثین و مجتہدین نے امام ابو حنیفہ کے قول کو رد کیا ہے بلکہ خود اُن کے شاگردوں اور حنفی مذہب کی اُصول و فروع کی کتابوں کے لکھنے والوں نے امام صاحب کے بیسیوں اقوال کو رد کر دیا ہے پس یہ تبرائی پارٹی ان سب بزرگوں کو ملعون کہتی ہے اور اُن پر لعنت بھیجتی ہے، اب ناظرین خود فیصلہ کریں کہ یہ بڑے رافضی ہیں یا چھوٹے رافضی؟ اور یہ بھی فیصلہ آپ ہی کے ہاتھ ہے کہ تبرائی فرقہ اہلحدیث ہے یا حنفی؟ بلکہ حضرت امام شافعی مکی قرشی مجتہد مطلق عالم بے بدل رحمۃ اللہ علیہ کو ان حضرات نے ابلیس کہا ہے بلکہ ابلیس سے بھی زیادہ بُرا۔ چنانچہ ایک حدیث گھڑی ہے جس میں ہے کہ ابو حنیفہ تو اس امت کے چراغ ہیں اور شافعی اس امت پر ابلیس سے بھی زیادہ ضرر رساں ہیں۔ در مختار جلد اول ص۳۸ پر لکھا ہے فَبِسَبَبِهٖ صَارَ الشَّافِعِیُّ فَقِیْهًا یعنی امام ابو حنیفہ کے شاگرد محمد کی وجہ سے شافعی فقیہ ہو گئے

جس کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ جبتک شافعی نے امام صاحب کے شاگرد کی شاگردی نہیں کی فقیہ نہیں ہوئے اس شاگردی سے پہلے امام شافعیؒ غیر فقیہ تھے، مزہ تو یہ ہے کہ یہ لوگ خود اس کا احساس کرتے ہیں کہ ہم ان بزرگوں کی بے ادبی کر رہے ہیں چنانچہ اس قول کی درفتار کے شارح نے بڑی لیپا پوتی کی ہے وہ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ فقہ میں بڑھ گئے، امام شافعی کو جاہل کہہ کر پھر اس پر ملمع کاری کرتے ہوئے نورالانوار کے مصنف لکھتے ہیں وَقَدْ نَقَلْنَا کُلَّ ھٰذَا عَلٰی نَحْوِ مَا قَالَ اَسْلَافُنَا وَاِنْ کُنَّا لَمْ نَجْتَرِ عَلَیْہِ یعنی ہمارے بڑوں اور بزرگوں نے جو کہا تھا وہ ہم نے نقل کر دیا ہے ورنہ ہم سے تو ان بزرگان دین کی توہین کی ایسی، جرأت ہرگز نہ ہوتی، قمرالاقمار شرح نورالانوار والے صاف لکھتے ہیں فِیْ ھٰذَا الْبَیَانِ سُوْءُ الْاَدَبِ یعنی یہ کہنا بڑی بری بے ادبی ہے، حضرت ابوہریرہ رضہ محبوب رسول اللہ کو غیر فقیہ غیر مجتہد حدیث کے مطلب کو نہ جاننے والا، حدیث سمجھنے میں خطا کرنیوالا وغیرہ کہا، پھر لکھتے ہیں وَھٰذَا لَیْسَ اِزْدِرَاءً بِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاِسْتِخْفَافًا بِہٖ الخ یعنی یہ جو کچھ ہم نے کہا ابوہریرہ رضہ کی حقارت اور بے ادبی کے طور پر نہیں کہا بلکہ ایک نکتہ بیان کیا ہے (کہ حدیث کو اس طرح ترک کرتے ہیں) قمرالاقمار کے اسی صفحہ میں ہے تَحْقِیْرُ الصَّحَابَۃِ وَالطَّعْنُ فِیْھِمْ بِالْغَلَطِ یعنی اس سے گمان ہوتا ہے کہ اس میں صحابہ کی حقارت ہے اور ان پر طعنہ زنی ہے اور ان کی طرف غلطی کی نسبت ہے، اوس حدیث کے ٹکڑے کو جس میں امام شافعیؒ کی بے حد مذمت کی گئی ہے اور اوس کے گھڑنیوالے نے خدا اوس کو روسیاہ کرے منہ بھر کر گندگی چاٹی ہے یہ حنفی حضرات امام ابوحنیفہ کے مناقب بیان کرنے کے وقت بے جھجک وارد کر دیا کرتے ہیں لیکن اوس ابلیسی ٹکڑے کو ہضم کر جاتے ہیں، الغرض جان کر حقارت اور بے ادبی کرتے ہیں، پھر اپنے تئیں پاک صاف بنانے کی بے سود کوشش بھی کر لیتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کو بے سمجھ کہا اور حدیث کے مسئلہ کو دور ڈال دیا۔ بلکہ ان کے ساتھ ہی حضرت انسؓ حضرت عقبہؓ اور دیہات کے رہنے والے کل صحابہؓ کو غیر فقیہ کہا۔ اور قمرالاقمار ص۱۸ میں حضرت معبد خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی غیر فقیہ لکھدیا فالعیاذ باللہ اور حضرت وابصہ بن معبدؓ اور حضرت سلمہ بن محبقؓ کے ساتھ ہی مرجانی والے نے حضرت معقل بن سنانؓ وغیرہ کو بھی مجہول لکھا ملاحظہ ہو جلد ۳ مصری ص۵۳ حالانکہ نہ تو امام شافعیؒ جاہل تھے نہ حضرت ابوہریرہ رضہ غیر فقیہ۔ یہ ابوہریرہؓ وہ بزرگ صحابی ہیں جن سے صرف احکام کی ڈیڑھ ہزار

حدیثیں مروی ہیں، ملاحظہ ہو آپکے مذہب کی کتاب حاشیہ نفری جلد دوم صـ۲۵۳ - اور جملہ حدیثیں ان سے پانچہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) مروی ہیں، صحابہ میں سے کسی سے اسقدر کثرت سے احادیث مروی نہیں جن کے آٹھ سو سے زیادہ صحابہ اور تابعین شاگرد ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت جابر بن عبداللہؓ حضرت انس بن مالکؓ حضرت واثلہ بن اسقعؓ جیسے بزرگ صحابہ کرام کی ہستیاں بھی ہیں ملاحظہ ہو غایۃ المقصود حضرت ابوہریرہ فقیہ ہیں، اپنے سوا دوسرے مفتیوں کے فتووں پر عامل نہ تھے، صحابہؓ کے زمانہ میں یہ خود مفتی تھے، بڑے بڑے صحابہؓ سے بحث مباحثہ کرتے تھے - فقیہ تھے اور کامل مجتہد تھے اور زمانہ صحابہؓ میں مفتی تھے مہاجر تھے بڑے جلیل القدر صحابی تھے، حضورؐ نے ان کے لئے خصوصیت سے حفظِ علم کی دعا کی تھی جو قبول ہوئی اور زمانہ ان کے علم و فضل کا قائل ہوگیا - لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ ان کی روایت کردہ حدیث اس طرح رد کردی جائے، یہ اصولی فقہا صحابہؓ کو بے سمجھ بتانے اور حدیث کو رد کرنے پر اس قدر تلے بیٹھے ہیں کہ جھوٹ بولنے میں بھی نہیں عار نہیں، چنانچہ اصول شاشی کا مصنف صـ۲۷۵ پر لکھتا ہے کہ "جب حضرت ابوہریرہؓ نے ایک حدیث بیان کی تو ابن عباسؓ نے اس پر اعتراض کیا تو ابوہریرہؓ خاموش ہوگئے" حالانکہ یہ محض دروغ بے فروغ ہے حضرت ابوہریرہؓ نے پلٹ کر جواب دیا کہ بھتیجے رسول اللہ کی حدیث سن کر مثالیں نہ بیان کیا کرو جس پر حضرت ابن عباسؓ خاموش ہوئے، ملاحظہ ہو ابن ماجہ ترمذی وغیرہ، پھر ان اصولی حضرات کا کہنا کہ ابوہریرہ چپ ہوگئے کس قدر خلافِ واقعہ ہے جو محض ابوہریرہؓ کی دشمنی اور تردیدِ حدیث کے لئے کہا گیا ہے، حنفی بھائیو! کیا یہ جھوٹ نہیں؟ پھر یہ بھی بات قابلِ غور ہے کہ بالفرض اگر حضرت ابوہریرہؓ کو خاکسار بدہن ایسا ہی مان لیا جائے جیسا ان حنفیوں نے خیال کیا ہے تو ابوہریرہؓ کی بات نہ مانی جائے لیکن ابوالقاسم کی بات کیوں نہ مانی جائے (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر یہ حدیث یعنی دودھ رد کے ہوئے جانور کی جسے حنفی رد کرتے ہیں وہ تو علاوہ حضرت ابوہریرہؓ کے صحیح بخاری شریف میں بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مروی ہے ملاحظہ ہو آپ کے مذہبی اصول کی کتاب اصول شاشی کا حاشیہ صـ۲۷۵، اور وہ تو آپکے نزدیک بھی فقیہ ہیں بلکہ بقول صاحب ذخائر فقہ کی کھیتی کے بونے والے ہیں ملاحظہ ہو جلد اول صـ۳۷ مصری پس ثابت ہوا کہ دراصل عدمِ فقاہتِ ابوہریرہؓ تو بہانہ ہے مطلب اصل حدیث کو ٹالنا اور قولِ امام

کو اچھالنا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت اخبار محمدی میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، صفحے کے صفحے آپ کے تذکرۂ خیر سے بھرے ہوئے ہیں اس لئے سر دست اسی پر اکتفا کیا گیا، غالباً میں ثابت کر چکا کہ در اصل تبرائی جماعت کون ہے؟ اور کون ہے جو قولِ امام کو قولِ رسولؐ پر ترجیح دینے کے لئے مٹا ہوا ہے حنفی بھائیوں سے گذارش ہے کہ خیر یہ حضرات تو گذر چکے اب آپ اپنی کہیئے کیا صحابہؓ کو بُرا کہہ کر حدیث صحیح صریح کو ٹال کر حنفی رہنا پسند ہے یا قیاس امتی کو چھوڑ کر پابندِ حدیث ہو کر محمدی بننا منظور ہے ع در فیضِ محمدؐ وا ہے آئے جو کچھ جی چاہے۔

صحابۂ کرام کو دل کھول کر کوسا جائے اور جو جی میں آئے ان کو نہیں بیسا کا نہ کہدیا جائے اس لئے درِ مختار والے نے کھلے لفظوں میں لکھدیا کہ لَا یُکَفَّرُ مَنْ سَبَّ اَصْحَابَ الرَّسُوْلِ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالیاں دینے والے کو کافر نہ کہنا چاہیئے، درِ مختار کی شرح شامی میں ہے سَبُّ اَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَبُغْضُهُ لَا یَکُوْنُ کُفْرًا یعنی صحابیوں میں سے خواہ کسی کو بھی گالی دے خواہ کسی سے بھی دشمنی اور بغض رکھے کافر نہیں ہوگا ردّ المحتار میں ہے اِنَّ سَابَّ الشَّیْخَیْنِ وَمُنْکِرَ خِلَافَتِهِمَا لَا یُکَفَّرُ یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دینے والا اور ان دونوں کی خلافت کا منکر کافر نہیں، ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں سَبُّ الشَّیْخَیْنِ لَیْسَ بِکُفْرٍ دونوں خلیفۂ رسولؐ کو گالیاں دینا کفر نہیں، شافی میں ہے خَصْمُهُ مِنْ اَهْلِ الْبَغْیِ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغی تھے۔ شرح عقائد نسفی میں ہے غَایَةُ اَمْرِهِمُ الْبَغْیُ وَالْخُرُوْجُ عَلَی الْاِمَامِ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی سب کے سب باغی اور امام برحق تعالیٰ کرنیوالے تھے، توضیح مصری جلد دوم صفحہ ۲۶۰ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغی لکھا ہے اور اسی شرح تلویح کے اسی صفحہ پر تو غضب ڈھایا ہے امیر معاویہؓ کی نسبت لکھا ہے کَالْبَغْیِ فِی الْاِسْلَامِ وَمُحَارَبَةِ الْاِمَامِ وَقَتْلِ الصَّحَابَةِ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغیِ اسلام اور محاربِ امام اور قاتلِ صحابہ تھے، برادران یہ مکمل مضمون جو قدرے بڑھ گیا ہے دیکھ کر آپ کے دل میں خیال پیدا ہوگا کہ یہ عقیدہ تو رافضیوں کا سنا تھا۔ سچ ہے اس کی بابت اندرونی شہادت سنئے حضرت مولانا مولوی عبدالحی صاحب حنفی لکھنوی جن کا حاشیہ فقہ کی موجودہ تقریباً کل کتابوں پر ہے اپنی کتاب الرفع والتکمیل صفحہ ۲۷ و صفحہ ۲۸ میں لکھتے ہیں وَبِالْجُمْلَةِ فَالْحَنَفِیَّةُ لَهَا فُرُوْعٌ بِاعْتِبَارِ اخْتِلَافِ الْعَقِیْدَةِ فَمِنْهُمُ الشِّیْعَةُ وَمِنْهُمُ الْمُعْتَزِلَةُ وَمِنْهُمُ

اَلْمُرْجِئَۃُ یعنی حنفی مذہب کے ان فقہا کا (اعتقاد میں بھی) اختلاف ہے ان میں بعض تو شیعہ (رافضی) ہیں بعض ان میں معتزلہ بھی ہیں اور بعضے مرجیہ بھی ہیں پھلچی حنفی حاشیہ شرح وقایہ مطبوعہ نولکشور ص۲۳۲ میں لکھتے ہیں اِنَّ عَلِیًّا لَمْ یَکُنْ مِنْ اَھْلِ الْاِجْتِھَادِ یعنی حضرت علی کوئی (سمجھدار عالم یعنی) مجتہد نہ تھے، ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں اَلْاَمْرُ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ لَا یُوْجِبُ الْکُفْرَ یعنی رسول اللہ ؐ کے نواسے حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مار ڈالنے کا حکم دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا، ابن ہمام حنفی کی بابت دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور ص۳۴۷ میں لکھا ہے کہ اِمَّا مِنْ جَھْلِہٖ بِمَذْھَبِ عَلِیٍّ اَوْ سَھْوِہٖ اَوْ نِسْیَانِہٖ اَوْ کَانَ بِہٖ عَلَیْہِ لِتَرْوِیْجِ مَذْھَبِہٖ الخ ابن الہمام حنفی کہتے ہیں کہ امام باقر ؒ یا تو حضرت علی کے مذہب سے جاہل تھے یا جھلکڑ تھے یا جھوٹ تہمت باندھی تاکہ اپنا اور اپنی اولاد کا مذہب پھیلائیں خیال فرمائیے اہل بیت کو کاذب مفتری اور جاہل وغیرہ کہا جاتا ہے، ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں لَوْ فُرِضَ اَنَّ اَحَدًا الخ یعنی حضرت علی حضرت عثمان حضرت عمر حضرت ابو بکرؓ کو اگر بالفرض کوئی مار بھی ڈالے قتل کر دے تاہم وہ مسلمان ہے اسلام سے خارج نہیں، اور حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار مصری جلد ۳ ص۳۰۴ میں ہے وَسَبُّ النَّبِیِّ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے سے بھی ذمی کا ذمہ نہیں ٹوٹتا گو حضورؐ کو وہ گالیاں دیں لیکن حنفی مذہب لوگ اوس کی حمایت اور ذمہ داری کریں گے اور سنئے اسی کتاب درمختار کی اسی جلد کے ص۳۱۶ میں ہے لَا یُکَفَّرُ بِشَتْمِ دِیْنِ مُسْلِمٍ یعنی دین اسلام کو بھی اگر کوئی شخص گالیاں دے برا کہے تو بھی وہ مسلمان ہے غرض کوئی کہاں تک لکھے ۔ میں نے اس بحث کو اس لئے عمداً طول دیا ہے کہ موجودہ احناف اپنے مذہب کی اس اندھیر نگری کی بھی سیر کر لیں اور برادران اہلحدیث صبر کی عادت ڈال لیں کہ اگر آج یہ جماعت تمہیں غیر مقلد وہابی لامذہب وغیرہ کہے تو تم بزرگانہ شان کے بڑوں سے ہی یہ طریقہ چلا آرہا ہے اور تمہارے بھی بڑوں سے ہی صبر و سہار کا طریقہ چلا آیا ہے ۔ ہاں اور ناظرین نے یہ بھی اندازہ کر لیا ہوگا کہ فحش گوئی میں یہ جماعت کس قدر ترقی کر گئی ہے پس اگر آج ایک گندہ دہن اخبار کا مضمون نگار ہمیں یا حضرت مولانا صدیق حسن کو یا امام شوکانی کو یا امام خطیب کو یا کسی اور ایسے ہی بڑے بزرگ محدث کو کوسے تو کیا ہوا؟ مَا ھٰذِہٖ بِاَوَّلِ قَارُوْرَۃٍ کُسِرَتْ فِی التَّقْلِیْدِ ۔ عربی کی مثال ہے کہ اَلدِّیْکُ اَفْصَحُ مِنَ الْبَیْضَۃِ یعنی مرغا انڈے سے زیادہ فصیح ہے

خیر یہ تو جملہ معترضہ کے طور پر تھا، اب نفس مسئلہ کو سنئے خود معترض نے لکھا ہے کہ "انسان کا چمڑا اتارنا یا اوس کو دباغت دینا حرام ہے، جب اتارنا حرام و باغت دینا حرام پھر اوس کے احکام کیوں بیان کئے جاتے ہیں؟ اور یہ یاد رہے کہ اتارنا دباغت دینا اور بات ہے اور دباغت دئے ہوئے چمڑے کی پاکیزگی کا حکم

دنیا اور بات ہے، خود لکھتے ہیں کہ "اس سے نفع اٹھانا منع" کیوں جناب جب پاک ہو گیا آپ کے علماء نے فتویٰ دیدیا پھر استعمال حرام کیوں؟ پاک چیزوں کے استعمال سے روکنے والے آپ کون؟ سنئے آپ کے مذہب کی معتبر کتاب عالمگیری مصری جلد اول ص۲۵ میں ہے کہ "اگر انسان کی کھال تھوڑی سی پانی میں پڑ جائے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا"، نامہ نگار الفقیہ نے اس مسئلہ میں مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی کے ایک قول کو اپنے مفید مطلب پاکر دار دکرنے کی تکلیف گوارا فرمائی ہے جو ہم پر تو کسی طرح حجت نہیں کیونکہ ہم تو انتیوں میں سے کسی کے اقوال کے ماننے کے مکلف نہیں لیکن ہاں ان سے یہ تو ہم پوچھ سکتے ہیں کہ کیوں جناب؟ مولانا کے علم غیب ندا بغیر اللہ نذر غیر اللہ وغیرہ وغیرہ کے فتاوے بھی آپ معتبر مانتے ہیں؟ اور کیا اون پر بھی آپ عمل کرینگے؟ غالباً اس کا جواب نفی میں ہوگا کیونکہ جن کاموں کو مولانا لکھنوی منکر و بدعت کہتے ہیں یہ حضرات اونہیں عین ایمان و اسلام سمجھتے ہیں پھر اسکے کیا معنی کہ جس کا کلام خود اپنے لئے آپ ہی حجت نہ مانیں اوسے دوسروں کے لئے بطور حجت پیش کریں "لینے کی مجھلی دینے کی کانٹے" اب آپ فرماتے ہیں کہ اس کے خلاف دلیل کیا ہے اس کی نسبت گذارش ہے کہ جب خود آپ مانتے ہیں لکھتے ہیں کہ انسان کی کھال اتارنی حرام اسے دباغت دینی حرام پھر ہم سے دلیل کیوں پوچھیں؟ اور اگر اپنے ارشاد پر اصرار ہے تو سنئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں زَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ (ابن ماجہ وغیرہ) مطلب یہ ہے کہ جو حکم میں نہ بیان کروں تم بھی اوس میں لب نہ ہلاؤ اور حدیث میں ہے اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ الخ یعنی حلال ظاہر ہے حرام ظاہر ہے اور ان کے درمیان بعض مشتبہ چیزیں ہیں ان مشتبہ چیزوں کو چھوڑ دینے والا اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لینے والا ہے، پس مسئلہ مذکورہ میں انسانی کھال اتارنی حرام ہے اور یہ اتارے دباغت نہیں دیجا سکتی پس دباغت بھی حرام ہوئی پھر اوس کے احکام جو زبانِ رسولؐ سے بیان نہیں ہوئے آپ اور آپ کے فقہا بیان کرنیوالے کون؟ مسکین معترض کو یہ اچھا لٹکا ہاتھ لگا ہے کہ درمختار کے علاوہ دو تین نام اور بھی گنوا دے اور فخریہ لکھدیا کہ دیکھو اہلحدیث کے مذہب میں بھی یہی ہے، حالانکہ اہلحدیث کا مذہب وہ ہے جو خدا کے کلام میں ہو خدا کے رسولؐ کے کلام میں ہو بس، یہ میرے اور تیرے میرے کلام کی پابندی حنفیہ کو بھی مبارک ہو یہاں تو صاف صاف کلام اللہ اور کلام الرسولؐ حجت ہے اسے چھوڑ کر کے حرام و حلال کے دوپرے ہونیوالے ہم لوگ نہیں یہ کھینچا تانی کے مسئلے کتب فقہ کے ماننے والوں کو مبارک ہوں انسانی کھال کو بعد از دباغت پاک کہہ کر اسی درمختار جلد اول ص۱۶۶ مصری میں لکھتے ہیں یَحِلُّ اَکْلُ ذِئْبٍ وَّ لَوْ تُدْشَاةٌ یعنے اوس بھیڑیے کو کھانا بھی حلال ہے جسے بکری نے جنا ہو۔ مُنہ آپنے یہ ہیں اجتہادی مسائل، انسان کی کھال اتارنی تو حرام

لیکن بعد از دباغت پاک چاہے بکری بھیڑ یا نہ جنتی ہو لیکن جنے تو بھیڑ یا بھی حلال ،
(۷) **ساتواں مسئلہ** ۔ درمختار مصری جلد اول ص۱۵۰ میں ہے وَ اَفَادَ کَلَامُہٗ طَہَارَۃَ جِلْدِ
کَلْبٍ یعنی کتے کی کھال بھی دباغت کے بعد پاک ہے ، اسے بھی ہمارے حنفی مولوی صاحب مانتے ہیں
اور کتے کی کھال کو پاک ثابت کرنے کیلئے آپنے بہت کچھ ہاتھ پاؤں ہلائے ہیں اور وہ حدیثیں وارد کی ہیں جن میں ہر
کہ جس کھال کو دباغت دیدیجائے وہ پاک ہے میں کہتا ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ مردار حلال جانور کے چمڑے کو
جب دباغت دیجائے وہ پاک ہو جاتا ہے اور یہی مضمون آپکی وارد کردہ احادیث میں بھی ہے کیونکہ دوسری حدیث میں درندوں
کھالوں کی ممانعت صاف طور پر موجود ہے ارشاد ہے نَھٰی عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ ابوداؤد وغیرہ
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھالوں کی ممانعت فرمادی ، پس آپ کے اس فرمان
کی عمومیت سے کہ ہر کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اون کھالوں کی اس حدیث کے مطابق
تخصیص ہو جائیگی جو درندوں کی ہوں ، اور اس طرح دونوں حدیثوں میں تطبیق بھی ہو جائیگی ، کہ جو
جانور حلال ہیں گو وہ اپنی موت آپ مرجائیں تاہم اون کی کھال بعد از دباغت پاک ، اور جو جانور
حرام ہیں اون کی کھال ناپاک ، ایک دفعہ نہیں دس دفعہ بھی دباغت دیں جب بھی ناپاک ، سنئے
مولانا ! اگر یہ استثنا نہ کیا اور حرام جانوروں کی کھالوں کی تخصیص نہ کی تو سور کی کھال بھی اس
میں داخل ہے پھر وہ بھی بعد از دباغت پاک ہونی چاہئے اور خود آپ اُسے پاک نہیں مانتے ،
پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث متروک الظاہر ہے اور درندوں کی کھالیں اس میں سے مخصوص ہیں اور
کتا بھی درندوں میں داخل ہے پس اوس کی کھال بھی ناپاک گو دباغت دے لی جائے ، اور
سنئے منتخب کنز العمال میں حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثَمَنُ الْکَلْبِ
خَبِیْثٌ وَ ھُوَ اَخْبَثُ مِنْہُ یعنی کتے کی قیمت خبیث اور نجس ہے اور وہ خود اوس سے بھی
زیادہ نجس اور خبیث ہے ص۲۳۲ جلد ثانی ، ہاں یہ بھی خیال شریف میں رہے کہ حلال جانور کو ذبح
کرنا بھی اوس کی کھال کو پاک کر دیتا ہے ، لیکن حرام جانور کو ذبح کرنا اوس کی کھال کو پاک نہیں
کرتا ، اسی طرح دباغت بھی حلال کو پاک کرتی ہے نہ کہ حرام کو ، آپ کا یہ فرمانا کہ شاید یہ حکم قبل
از دباغت ہو ۔ یا شاید نہی تنزیہی ہو کچھ نفع نہیں دیگا کیونکہ دوسرا اس کے برخلاف کہہ سکتا
ہے کہ شاید بعد از دباغت ہو اور شاید نہی تحریمی ہو ، ہاں جناب ذرا سوچ سمجھ کر اس کا بھی
جواب عنایت ہو کہ اگر آپ ان حدیثوں کو مانتے ہیں تو غایت مافی الباب یہ ہے کہ ان حرام جانوروں
کی کھال بعد از دباغت پاک ہو یعنی ان کھالوں کی پاکیزگی کے لئے دباغت شرط ہے لیکن میں

بتلاؤں کہ آپ کے مذہب میں تو دباغت کو شرطِ طہارت نہیں مانا وہاں تو عام وسعت ہے وہ تو فرماتے ہیں کہ ذبح کر لو تو بھی پاک ہو جاتی ہیں، پس اس قول کی بنا پر کتے پر چھری پھیر لو اوس کی کھال پاک صاف ہو گئی پھر جناب نے اتنی مشقت اٹھا کر یہ حدیثیں کیوں وارد کیں؟ وہاں تو مطلع صاف ہے کتے کی کھال دباغت بغیر بھی پاک صاف ہے بلکہ گوشت بھی، چنانچہ آپ کے مذہب کی کتاب تنویر الابصار کتاب الذبائح میں ہے وَیَطْہُرُ بِمَا لَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ یَطْہُرُ لَحْمُہٗ وَشَحْمُہٗ یعنی جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے اونہیں اگر ذبح کر دیا جائے تو اون کا گوشت اور اون کی چربی بھی پاک ہو جاتی ہے، اب فرمائیے کہ آپ کی ان طول طویل بحثوں نے آپ کو اور آپ کے فقہاء کو کیا فائدہ پہونچایا وہاں تو کھال ہی نہیں بلکہ گوشت پوست لحم شحم سب پاک ہے اور کہاں کی دباغت صرف ذبیحہ کر لینے سے مفصل بیان مسئلہ نمبر ۹ میں آتا ہے۔ ہاں اب یہ علمی بات بھی گوش گذار فرمایئے کہ دراصل کُلُّ اِھَابٍ اُدْ والی حدیث میں مضاف الیہ محذوف ہے اور اِھَاب کی تنوین عوضِ مضاف الیہ ہے، مطلب یہ ہے کہ ہر چمڑا حلال جانور کا بعد از دباغت پاک ہے، اس حدیث کو حضورؐ نے بیان بھی اوس وقت فرمایا تھا جب کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بکری مر گئی تھی، تو حلال جانور کے لئے یہ حکم ہے نہ کہ کتے بھیڑیے وغیرہ حرام جانوروں کے لئے، قرآنی تعلیم ہمارے سامنے ہے کہ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ یعنی مردار تم پر حرام ہے، پس مردہ کل کا کل حرام ہو گیا، مگر جس چیز کا مستثنا اور تخصیص قرآن حدیث سے ثابت ہو جائے جیسے اس حدیث نے کھال کی پاکیزگی کو بیان فرمایا لیکن حنفی مذہب میں عجب اندھیر ہے ذرا آنکھیں کھول کر دیکھئے اور کان کھول کر سنئے، عالمگیری مصری جلد اول ص۲۵ میں ہے وَاٰنِیَۃُ الْمَیْتَۃِ وَلَبَنُھَا فِی ضَرْعِھَا..... طَاھِرَۃٌ یعنی مُردہ جانور کی کمیس (یعنی وہ دودھ جو چوپائے جانوروں کے بیاہنے کے بعد نکلتا ہے) پاک ہے اور اسکے تھنوں میں جو دودھ ہو وہ بھی پاک ہے۔ ہاں جناب یہ بھی یاد رہے کہ حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام شافعیؒ بھی اس مسئلہ میں ہمارے ساتھ ہیں ملاحظہ ہو آپ کے مذہب کی کتاب فتح القدیر جلد اول ص۱۸۱ مصری میں حضرت امام شافعیؒ کا یہ فرمان ہے اِنَّ کُلَّ مَا لَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ لَا یَطْہُرُ جِلْدُہٗ بِالدِّبَاغِ یعنی جن جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا اون کی کھال بعد از دباغت بھی ناپاک ہے اور امام مالکؒ بھی کتے اور تمام حرام جانوروں کی کھال کو دباغت کے بعد بھی حرام اور ناپاک کہتے ہیں ملاحظہ ہو آپ کے مذہب کی کتاب ہدایہ مجتبائی ص۲۴ جلد اول، لیکن آپ کے

مذہب میں تو پاکی ناپاکی کے طریقے ہی عجیب وغریب ہیں، مراقی الفلاح مصری جلد اول صـ۹۳ میں ہے یَطْهُرُ الثَّدْیُ اِذَا رَضَعَهُ الْوَلَدُ یعنی عورت کی چھاتی پر نجاست لگ گئی ہو اور بچہ اوس نے تین مرتبہ چسکی لگا کر دودھ پی لے تو وہ چھاتی پاک ہو جائیگی، اور دُرِّ مختار مصری جلد ۵ صـ۲۱۸ میں ہے کہ بکری کو کتے سے بچہ ہوا اور اوس بچے کا سر بھی کتے جیسا ہے اگر وہ چارہ کھائے تو سر کو پھینکدے باقی سب حلال ہے یعنی کتے کا پلا جو بکری کے پیٹ سے پیدا ہوا حلال ہے، عبارت یہ ہے وَاِنْ نَبَتَ کَلْبٌ فَوْقَ عَنْزٍ اِلَّا بِلکہ عالمگیری مصری جلد سوم صـ۱۶۱ میں ہے اِذَا ذَبَحَ کَلْبَهُ وَبَاعَ لَحْمَهُ جَازَ اپنے کتے کو ذبح کرکے اوس کا گوشت بیچنا جائز ہے۔ خانیہ صـ۲۲ جزو اول میں ہے لَحْمُهَا بِلِسَانِ بدن یعنی بدن کے کسی حصہ پر نجاست لگ گئی تو زبان سے چاٹ لے وہ پاک ہو جائیگا، چھپکلی کا بھی یہی حکم ہے +

آٹھواں مسئلہ۔ دُرِّ مختار مصری جلد اول صـ۱۵۱ میں ہے دَبْغُ جِلْدِ یعنی اسی طرح ہاتھی کا چمڑا بھی پاک ہے، اس کے ثبوت میں بھی مجیب صاحب نے وہی دلائل بیان کئے ہیں جو کتے کے چمڑے کی پاکیزگی میں بیان کئے تھے اور اون کا جواب بھی وہی ہے جو ساتویں مسئلے میں گذرا۔

حنفی دوستو! ہاتھی اور کتا ہی نہیں بلکہ حنفی مذہب میں تو سوائے سور کی کھال کے اور سب چمڑوں کو دباغت کے بعد پاک بتایا گیا ہے اس بنا پر شاید نیولے چوہے سانپ چھچھوندر وغیرہ کی کھال کو بھی آپ حضرات پاک ہی مانتے ہونگے رہی سور کی کھال سو اوسے بھی تھوڑی سی رد وکد یونہی سی ہاں نا کے بعد پاک مان لیا گیا ہے اوس کا بیان بھی آگے آتا ہے، حنفی مذہب گو اس بات کا قائل ہو کہ اجتہاد اماموں پر ختم ہو گیا لیکن اس مذہب والے موقعہ پر مجتہد بننے سے بھی نہیں چوکتے، چنانچہ خود ہمارے مخاطب بھی ہاتھی دانت کے نجس نہ ہونے سے ہاتھی کی کھال کے نجس نہ ہونے کا اجتہاد کرتے ہیں۔ جواباً گذارش ہے کہ اوّلاً تو روایت میں لفظ عَاجٌ ہے جس کے معنی ہاتھی دانت کے سوا اور بھی کئے گئے ہیں، دوم یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تیسرے اگر یہ اجتہاد صحیح ہے تو اس کا عکس بھی صحیح ہونا چاہئے، یعنی جس کی کھال بعد از دباغت پاک اوس کی ہڈی کا استعمال بھی شرعاً جائز تو کتے کی بھیڑیے کی شیر کی سانپ کی چھچھوندر کی ہڈی بھی پاک ہونی چاہئے اور قابلِ استعمال ہونی چاہئے، کیونکہ حنفی مذہب علاوہ سور کے اور سب کھالوں کو بعد از دباغت پاک تسلیم کر چکا ہے تو ان تمام درندوں کی ہڈیاں بھی پاک صاف اور کام میں لانے کے قابل، حنفی دوستو! سنتے ہو تمہارے مولوی صاحبان

اور تمہارے فقہائے کرام آج تمہارے مذہب کا برہنہ فوٹو نہایت آزادی سے تمہارے سامنے پیش کر رہے ہیں اب تمہیں اختیار ہے کہ ان تمام درندوں کی ہڈیوں کی مالا گلے میں ڈالو اور ان کی کھالوں کا اوڑھنا بچھونا بناؤ، مزہ تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ کہہ سن کر پھر بھی یہ معصوم بے زبان بھولے اور سیدھے سادے مولوی صاحبان یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ یہ مسائل خلاف تہذیب نہیں کتے کی ہڈیوں کی مالا گلے میں اوس کی کھال کا کرتا جسم پر اوس کی کھوپری کا ٹوپ سر پر اوس کے چمڑے کی جوتی پاؤں میں جا نماز بھی کتے کے قالب کا، ڈول بھی اوسی کے چمڑے کا جلیوں میں کتے کا گوشت نعل میں کتے کا پلا کندھے پر بڑا کتا غرض اس انوکھی ہیئت سے نماز پڑھنے کو حنفی مذہب جائز بتلاتا ہے۔ ہدایہ مجتبائی جلد اول صـ۷۶ میں ہے وَاِنْ کَانَ اَقَلَّ یعنی چوتھائی سے کم پنڈلی کھلی ہوئی ہو تو بھی عورت کی نماز ہو جائیگی اسی طرح ران بھی اگر چوتھائی سے کم کھلی ہوئی ہو تو نماز ہو جائیگی اسی طرح پیٹ اور پیٹھ بھی اگر اتنا کھلا ہوا ہو تو نماز ہو جائیگی صـ۷۸ اور لکھتے ہیں وَالْعَوْرَاۃُ الْغَلِیْظَۃُ یعنی عورت مرئی شرمگاہ قبل و دبر بھی اگر پاؤ سے کم ننگی ہو تو نماز ہو جائیگی برادران جس مذہب میں نماز جیسی اعلیٰ عبادت کا یہ حشر ہوا ہو سمجھ لیجئے کہ اوس میں اور عبادتوں کی کیا گت بنی ہوگی؟ مجھے یہ عبارت لکھتے ہوئے کلیجہ میں ٹیسیں اٹھ رہی ہیں دل دھڑک رہا ہے طبیعت بے قابو ہے دو وجہ سے ایک تو یہ کہ جب یہ باتیں غیر مذاہب لوگوں کے کان پڑیگی تو وہ کیا کہیں گے؟ اور حقیقت کی نسبت اون کا ریمارک کیا ہوگا؟ دوسری وجہ یہ ہے کہ عوام ان یہ مسائل سن کر ہی دامن جھاڑ کر الگ ہو جائیں گے اور صاف کہدیں گے کہ نعوذ باللہ ہمارے ہاں یہ مسائل نہیں یہ ہم پر تہمتیں ہیں ہم ان مسائل کو نہیں مانتے، یہ صرف تعصب کی وجہ سے ہمارے مذہب کو بدنام کرنے کے لئے ہم پر چسپکے گئے ہیں۔ خیر اول وجہ کا تو ہمارے پاس صاف جواب ہے کہ جن کتابوں کے یہ مسائل ہیں وہ اسلامی کتابیں نہیں ہم ان مجموعوں کو نہ خدا کی طرف سے مانیں نہ نبی کی طرف سے ان کے لکھنے والے ہم جیسے ہی اتنی انسان تھے لہذا ان کی باتیں ہم پر حجت نہیں نہ ہم ان کتابوں کو قابل اعتبار مانیں نہ مستند اور بالکل صحیح جانیں لیکن حنفی بھائیو! ذرا تبلاؤ تو آپ کیا جواب دیں گے؟ دوسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ میری نسبت کوئی بدظنی آپ نہ کریں میں تو آپ کی کتابوں سے نقل کرکے صفحات سمیت حوالہ دیتا ہوں خود آپ کے موجودہ مولوی صاحبان بھی مانتے ہیں پھر آپ مجھ پر الزام کیوں رکھیں؟ اب جو چند باتیں میں نے کہی ہیں اون کی دلیلیں بھی سنئے اور آپ کی بہترین اور پسندیدہ تر اور معتبر کتابوں سے، حنفی مذہب

کی معتبر کتاب عالمگیری مصری جلد اول ص۶۵ میں ہے وَصَلّٰی وَفِیْ عُنُقِہٖ قِلَادَۃٌ فِیْھَا سِنُّ کَلْبٍ اَوْ ذِئْبٍ تَجُوْزُ صَلٰوتُہٗ یعنی اگر کسی شخص نے نماز پڑھی اس حال میں کہ اوس کی گردن میں وہ ہار تھا جس میں کُتّے کے یا بھیڑیے کے دانت تھے تو اوس کی نماز جائز ہے، رد المحتار مصری جلد اول ص۱۵۹ میں ہے اِنَّ الْحَیَّۃَ وَالْفَارَۃَ ..... لَوْ صَلّٰی بِلَحْمِھِمَا مَذْبُوْحًا تَجُوْزُ یعنی اگر کوئی شخص سانپ اور چوہی کو ذبح کرکے پھر اون کے گوشت کو لئے ہوئے نماز پڑھے تو جائز ہے نماز ہو جائیگی، حالانکہ حدیث میں حلال جانور ذبح کئے ہوئے کا گوشت مسجد میں لانا بھی منع ہے طحطاوی مصری جلد اول ص۶۲ میں ہے کہ ان کھالوں سے کتابوں کے غلاف بنانے بھی جائز ہیں کُتّے کی کھال اور اللہ کے کلام کی جلد توبہ توبہ - اور باقی حوالے بھی آرہے ہیں +

(۹) نواں مسئلہ - درمختار مصری جلد اول ص۱۵ میں ہے طَھُرَ بِذَکٰوۃٍ یعنی کُتّا ہاتھی وغیرہ درندے اور حرام جانور کی کھال ذبح کرنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے ۔ حنفی مولوی صاحب جو ہمارے رسالے دُرِّ محمدی کا جواب لکھنے بیٹھے تھے وہ ابتک تو خیر کچھ نہ کچھ سیاہ سفید کرتے رہے لیکن یہاں آکر تو آنکھیں بند کرکے دامن بچاکر صاف نکل گئے، حنفی مذہب کے اس مسئلہ کو مان تو لیا لیکن دلیل میں کچھ بولے ہی نہیں بلکہ کتے وغیرہ کی کھال کو پاک کرنے کے لئے دلائل کی جو عمارت چُنی تھی وہ بھی چھت سے لیکر پائے تک کھود ڈالی یعنی اوس سے آپ نے یہ ثابت کرنا چاہا تھا کہ یہ سب کھالیں دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہیں؟ کیوں صاحب یہ دباغت سے پہلے محض چھری پھیر لینے سے پاک ہو جانے کا فتویٰ کیسے دیدیا؟ اب تو مطلع صاف ہے کہ چھری تو کتّے کے گلے پر پھیرو کھال اتار لو پھر خواہ اوس کا لباس بناؤ خواہ اوس کا بٹوا بچھونا بناؤ خواہ ڈول اور جانماز بناؤ خواہ دسترخوان اور توشہ دان بناؤ خواہ کلام اللہ کی جلدیں بندھواؤ سب پاک طیب سب حلال درست، بلکہ درمختار کے اسی صفحہ میں ہے اَلْفَتْوٰی عَلٰی طَھَارَتِہٖ یعنی فیصلہ اسی پر ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے کہ حرام جانوروں کا گوشت بھی جب اون پر چھری پھیر جائے تو پاک ہو جاتا ہے، بلکہ آگے چل کر لکھتے ہیں قِیْلَ نَعَمْ ..... اَطْھَرُ ملاحظہ ہو ص۱۵ یعنی اگر کوئی پارسی ہندو وغیرہ بھی نیز بسم اللہ پڑھے چھری پھیر دے تو بھی ان حرام جانوروں کتّے وغیرہ کی کھال حنفی مذہب کے ظاہر اور صحیح قول کے مطابق پاک ہو جاتی ہے، قنیہ مجتبیٰ اور بحر میں بھی یہی ہے، یہانتک بھی خیریت تھی کہ کھال ہی پر پاکیزگی رہ جاتی لیکن نہیں سنئے عالمگیری شریف مصری جلد اول ص۲۵ میں لکھا ہے وَمَا طَھُرَ جِلْدُہٗ بِالدِّبَاغِ طَھُرَ جِلْدُہٗ وَبِالذَّکٰوۃِ وَ

لَکَ اَلَّا جَمِیْعُ اَجْزَائِہٖ تَطْھُرُ بِالذَّکٰوۃِ یعنی جن جن جانوروں کی کھال دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے اون کی کھالیں ذبح کر لینے سے بھی پاک ہو جاتی ہیں اور نہ صرف کھال بلکہ اوسکے بدن کے تمام اجزا بھی پاک ہو جاتے ہیں، یعنی ایک کتے پر اگر چھری پھیر دی جائے تو اوس کی ہڈیاں کھال ناخن بال دانت آنت گوشت پوست غرض تمام اجزاء بدن سب کے سب پاک صاف طیب طاہر ہیں اسی طرح بھیڑیے شیر چیتے گیدڑ وغیرہ کے بھی، بار بناؤ جانماز بناؤ تانت بناؤ توبڑا بناؤ مشک بناؤ مشکیزہ بناؤ پکھال بناؤ سب کے لئے حلال، شرط صرف یہ ہے کہ بنانیوالا حنفی ہو۔

ناظرین خدا لگتی کہنا میں نے جو مسئلہ نمبر ۸ میں لکھا تھا اوس میں کوئی مبالغہ تو نہ تھا؟ دیکھئے کھلے الفاظ میں حرام جانوروں کے جسم کی تمام چیزوں کو جبکہ اون پر چھری پھیر لی جائے پاک مان لیا گیا اور عالمگیری کوئی معمولی کتاب تو نہیں، وہ تو جناب عالی پانچسو فقہا کی عرق ریزی کا نتیجہ اور دماغ سوزی کا مُربّہ ہے، جس پر بادشاہ عالمگیر کا دو لاکھ سے اوپر اپنا روپیہ صرف ان علماء کی تنخواہوں پر صرف ہوا ہے۔ اور سنئے حنفی مذہب کی معتبر کتاب مراقی الفلاح مصری جلد اول صفحہ ۹۲ میں ہے کَالْمَیْتَۃِ اِذَا صَارَتْ رَمْلًا وَّ الْقَذَرَۃِ تُرَابًا اَوْ دِرْمَادًا یعنی مردہ جانور اگر نمک بن گیا اور پاخانہ اگر مٹی یا راکھ ہو گیا تو یہ مردار جانور اور یہ پلیدی اور گندگی سب پاک ہے کہو حنفی دوستو! ابتک یہ مسائل آپ کو گھاؤنے تو نہیں معلوم ہوتے؟ کیا آج کے بعد بھی حنفی کہلوانا پسند ہی کرتے رہو گے؟ اے حنفی مذہب کے علمبردار عالمو! آج تمہیں کھلے الفاظ میں اپنے مذہب کی کتابوں کے یہ فیصلے پڑھ کر بھی شرم نہیں آتی؟ یہ راز طشت از بام ہوتے ہوئے دیکھ کر بھی آپ کو خیال نہیں آتا کہ اب تو عہد عتیق کی ان کتابوں کی تجدید و تبدیل کر لیں، حنفی مذہب مولویو! کیا کوئی ضعیف حدیث بھی اس امر پر پیش کر سکتے ہو کہ صرف چھری پھیر لینے سے کتے کی کھال ہڈی بھیجا بال ناخن دانت وغیرہ سب پاک ہو گئے۔ سنو! حدیث شریف میں ہے لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَیْتَۃِ بِاِھَابٍ یعنی مردار کے چمڑے سے فائدہ نہ اٹھاؤ، خود آپکے فقہاء نے بھی اس حدیث کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ حلال جانوروں کی کھالوں سے بھی جبکہ وہ اپنی موت آپ مر گئے ہوں دباغت سے پہلے فائدہ اٹھانا جائز نہیں، پھر حرام جانوروں کے چمڑے ہی نہیں بلکہ اون کی تمام چیزوں سے فائدہ اٹھانا جائز کیسے ہو گیا؟ کوئی مُلّا صاحب یہ نہ کہدیں کہ ہمارے فقہائے کرام نے پاک تو بتلایا ہے لیکن استعمال جائز نہیں کہا، کیونکہ آپ کے مذہب کی کتاب شامی شریف جلد اول صفحہ ۱۵۰ میں ہے مَعْنٰی طَھَارَۃِ جَوَازُ اسْتِعْمَالِہٖ یعنی پاک ہونے کے معنی ہی یہ ہیں کہ استعمال جائز ہے

مسلم بھائیو سنو! قرآن پاک نے تو تمام خبیث چیزیں حرام اور نجس قرار دی تھیں یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ کہدیا تھا پھر تم کیوں الٹ پلٹ کرنے بیٹھ گئے؟ یونہی کیا اسلام کو بدنام کرنیوالے کم ہیں جو آپ نے اون میں اضافہ کرنا چاہا؟

(۱۰) دسواں مسئلہ - درمختار جلد اول ص۱۵ میں ہے لَیْسَ الْکَلْبُ بِنَجِسِ الْعَیْنِ عِنْدَ الْاِمَامِ یعنی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کتا نجس العین نہیں یعنی وہ خود سارا کا سارا ناپاک نہیں، اس کی دلیل حنفی مولوی صاحب نے یہ دی ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی اسے نجس نہیں کہتے، میں کہتا ہوں بالفرض اگر یہ دونوں بزرگ بھی اس طرف ہوں تو آپ کو فائدہ نہیں اور ہمیں کوئی نقصان نہیں ہم پر جس طرح امام ابوحنیفہؒ کا قول محض حجت شرعی نہیں اسی طرح ان دونوں بزرگوں کا بھی، اور پھر میں کہتا ہوں کہ ان بزرگوں پر آپ محض تہمت باندھ رہے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری شریف کی تبویب میں ہرگز ہرگز کتے کو پاک نہیں کہا بلکہ باب میں حدیث لائے ہیں کہ کتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہئے، رہا امام الحدثین کا اپنی صحیح میں قولِ زہریؒ وارد کرنا اگر اس سے کسی کو شبہ ہوا ہو تو میں کہونگا یہ قول بھی کتے کی پاکیزگی پر دلالت نہیں کرتا اوس میں یہ قید بوجود ہے کہ اور پانی نہ ہو تو اوسی پانی سے وضو کرے جسے کتے نے جھوٹا کیا ہے، پس یہ قید خود بتلا رہی ہے کہ وہ پاک نہیں ورنہ اس قید کی ضرورت ہی کیا تھی؟ پھر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ساتھ ہی اس کے خلاف حضرت سفیانؒ کا تیمم کا فتویٰ نقل کیا ہے، پھر حدیث لاکر صاف کردیا کہ جب کتے کے جھوٹے برتن کو بھی سات دفعہ دھونے کا حکم ہے تو پھر اوس کے اندر کا پانی کیسے پاک رہ گیا؟ اور جب اوس کا جھوٹا ناپاک تو وہ خود کیسے پاک ہوگیا؟ پھر کس قدر جرأت ہے کہ اپنے مذہب کے ایک خوفناک ذلیل مکروہ اور گندے مسئلہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ایک اتنی بڑی جلیل الشان ہستی کا نام بھی لے دیا - اسی طرح حضرت امام مالکؒ کا نام جو آپنے لکھا ہے اور فتح الباری کا حوالہ دیا ہے افسوس اوسی فتح الباری سے آپنے یہ نقل نہ فرمایا وَعَنْ مَالِكٍ فِیْ رِوَایَةٍ بِاَنَّهٗ نَجِسٌ یعنی حضرت امام مالکؒ سے کتے کے نجس ہونے کی روایت مروی ہے، علاوہ ازیں شاید جناب نے اس پر بھی غور نہیں فرمایا کہ امام ابن حجرؒ نے فتح الباری میں کتے کے نجس نہ ہونے کا قول تو مالکیہ کی طرف منسوب کیا ہے اور نجس ہونے کی روایت امام مالکؒ سے مروی بتلائی ہے اور مالکیوں کا مذہب الگ چیز ہے اور قولِ مالکؒ الگ چیز ہے

ہاں البتہ امام ابوحنیفہ کتے کے پاک ہونے کے یا کم از کم یوں کہہ لیجئے کہ نجس العین نہ ہونے کے قائل ضرور ہیں، چنانچہ عالمگیری مصری جلد اول ص۱۸ میں ہے وَالصَّحِیْحُ اَنَّ الْکَلْبَ لَیْسَ بِنَجِسِ الْعَیْنِ یعنی صحیح بات حنفی مذہب میں یہی ہے کہ کتا نجس العین نہیں، اب جناب کتے کے نجس ہونے کی صاف دلیل سنئے، جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک گھر میں دعوت کیگئی آپ نے قبول فرمالی دوسرے گھر میں دعوت کی گئی آپنے انکار کر دیا لوگوں نے پوچھا حضور یہ کیوں؟ فرمایا ان کے گھر کتا ہے لوگوں نے کہا حضرت جس گھر کی دعوت آپنے قبول فرمالی ہے وہاں بھی تو بلی ہے، آپنے فرمایا وہ نجس نہیں، اس حدیث سے صاف معلوم ہوگیا کہ کتا نجس ہے، دیکھو حاشیہ ہدایہ، علاوہ ازیں منتخب کنز العمال مصری ص۳۳۲ جزء اول میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثَمَنُ الْکَلْبِ خَبِیْثٌ وَّھُوَ اَخْبَثُ مِنْہُ یعنی کتے کی قیمت نجس ہے اور وہ خود اوس سے بھی زیادہ نجس ہے، یہ دونوں حدیثیں کتے کی نجاست کی صاف دلیلیں ہیں، مگر باوجود اس کے حنفی مذہب کتے کو نجس نہیں مانتا طحطاوی جلد اول مصری ص۱۹ میں ہے اِنَّہٗ طَاھِرُ الْعَیْنِ یعنی ٹھیک بات یہی ہے کہ کتا طاہر العین ہے یعنی خود پاک ہے، مراقی الفلاح مصری جلد اول ص۲۲ میں ہے اِنَّہٗ غَیْرُ نَجِسِ الْعَیْنِ، یعنی وہ نجس العین نہیں، اور درمختار مصری جلد اول ص۱۵۲ میں ہے وَعَلَیْہِ الْفَتْوٰی یعنے فتوی اسی پر ہے کہ کتا نجس العین نہیں، اور ردالمحتار کے اسی صفحہ میں ہے ھُوَ کَغَیْرِہٖ مِنَ الْحَیَوَانَاتِ یعنی کتا بھی بیل اور چوپائے جانوروں کے ہے۔

(۱۱) گیارھواں مسئلہ۔ درمختار مصری جلد اول ص۱۵۳ میں ہے یُتَّخَذُ جِلْدُہٗ مُصَلًّی، یعنے کتے کی کھال کی جانماز بنانی بھی جائز ہے"۔

(۱۲) بارھواں مسئلہ۔ درمختار مصری جلد اول ص۱۵۳ میں ہے وَدَلْوًا یعنی کتے کی کھال کا ڈول بنانا بھی جائز ہے"۔ ان دونوں کے جواب میں حنفی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ" جب کھال بعد باغت پاک ہوجاتی ہے تو اوس کی جانماز یا ڈول بنانے میں کیا مضائقہ"

اے جناب ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ حنفی مذہب میں کتے کی کھال کا ڈول بنانا کتے کی کھال کی جانماز بنانا فی اُس میں پانی بھر کر اُس سے وضو کرے اُسکی کھال کو پہنا کر اوڑھ کر نماز پڑھنا بیشک جائز ہے بلکہ بیچنا اُجرت پر دینا لینا قیمت لینا اوسے اٹھانا وغیرہ نماز پڑھنا اُسکی ہڈیوں کی مالا پہننا اسکے دانت اور ناخن کے ہار بنا کر گلے میں حمائل کرنا اُس کا گوشت جیب میں ڈالکر نماز پڑھنا غرض اسکے تمام اجزا محض چھری پھیر لینے کے بعد پاک ہیں۔ یہ تو ہے حنفی مذہب،

البتہ یہ مذہب اہلحدیث کا ہے کہ کتا بالکل ناپاک خواہ چھری پھیر دو خواہ دباغت دو وہ ناپاک ہی ناپاک ہے بلکہ کتا تو (منا) ناپاک ہے کہ حدیث میں ہے کہ اس کا چاٹا ہوا برتن ایک مرتبہ نہیں جیتک سات مرتبہ نہ دھوئے تب تک پاک نہیں ہوتا، اب برادران احناف خود فیصلہ کرلیں کہ اُنہیں وہ مذہب پسند ہے یا یہ؟ حنفی مذہب کی کتاب مراقی الفلاح مصری جلد اول ص۹۶ میں ہے فَتَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ فِیْہِ وَعَلَیْہِ وَالْوُضُوْءُ مِنْہُ یعنے کتے کی دباغت دی ہوئی کھال کی جانماز بنا کر کتے کی کھال کے دونوں میں پاتی لیکر اوس سے وضو کرکے نماز پڑھنی جائز ہے۔ درمختار مصری جلد اول ص۱۵۳ میں ہے فَیُبَاعُ وَیُؤْجَرُ وَیُضْمَنُ یعنی کتے کی تجارت کرنا اُسے اُجرت پر دینا قیمت لینا کسی سے گم ہو جائے تو اسے تاوان دینا اور اُس سے تاوان لینا وغیرہ سب جائز ہے۔ گویا حنفی مذہب میں کتا مثل بکری کے ہے، کتے کے پلے کو جنگل میں دبا کر بڑے کتے کو سر پر اٹھا کر نماز پڑھنی بھی اسی کتاب کے اسی صفحہ میں جائز لکھی ہے، بلکہ اسی کتاب درمختار کی جلد ۵ ص۱۱۸ میں لکھا ہے کہ وَاِنْ یَّذَرْ کَلْبٌ فَوْقَ عَنْزٍ یعنے کتے نے بکری سے جفتی کی جس سے بچہ ہوا اور اس کا سر کتے جیسا ہے اگر وہ بچہ کتی کھائے تو حلال ہے سر کو نہ کھائیں دھڑ کھالیں اوس صورت میں کہ سر اوس کا کتے جیسا ہو، اور فتاوی قاضیخاں برحاشیہ عالمگیری جلد اول ص۳۰ میں ہے اِذَا صَلّٰی عَلٰی جِلْدِ کَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ قَدْ ذُبِحَ جَازَتْ صَلٰوتُہٗ یعنی کتے اور بھیڑیے کی کھالوں پر جب کسی نے نماز پڑھ لی تو اوس کی نماز جائز ہے جبکہ اونہیں ذبح کر دیا گیا ہو، بلکہ پہلے حنفی مذہب کے فتاوے گذر چکے ہیں کہ یہی حکم ہر ایک درندے کی کھال کا ہے۔

(۱۳) تیرھواں مسئلہ۔ درمختار مصری جلد اول ص۱۵۳ میں ہے وَلَوْ اُخْرِجَ حَیًّا وَّلَمْ یُصِبْ فَمُہُ الْمَاءَ لَا یُفْسِدُ مَاءُ الْبِئْرِ یعنی اگر کنوئیں میں کتا گر پڑا اور زندہ نکال لیا گیا اور اوس کا منہ پانی کو نہیں لگا تو کنوئیں کا پانی نہیں بگڑتا۔ اس کے جواب میں حنفی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ یہ حکم اوسوقت ہے جب اوس کی دُبر پر نجاست نہ لگی ہو، میں کہتا ہوں درمختار میں یہ قید نہیں، اور آپ نجاست کو اتنا بُرا کیوں مانتے ہیں؟ سنئے اسی کتاب کی شرح ردالمحتار کے اسی صفحہ میں ہے وَقَعَ عَلٰی رَأْسِہٖ حُمَامٌ نَجِسٌ جَازَتْ صَلٰوتُہٗ یعنی نمازی کے سر پر حالت نماز میں نجاست میں لتھڑا ہوا کبوتر آ بیٹھا تو اوس کی نماز جائز ہے، بلکہ یہ بھی ہے کہ اسی طرح اگر کوئی نجس کپڑوں والا بچہ گود میں بیٹھ جائے جب بھی نماز ہو جائیگی آپنے اہلحدیث کو

جو پانی کے مسئلہ میں الزام دیا ہے اس کی نسبت گذارش ہے کہ اہلحدیث کے مذہب میں صحیح حدیثوں کے مطابق جو پانی رنگ یا مزہ یا بو بدلنے سے پہلے ناپاک نہیں ہوتا وہ وہ پانی ہے جو کم از کم قُلَّتَیْن ہو، اور جناب کے ہاں اس کی کوئی قید نہیں اگر زمین کے کسی گڑھے میں یونہی سا پانی ہو اور ایک کتا منہ اوسچا کئے ہوئے لوٹ پوٹ ہو رہا ہو مل دل کر غسل کر رہا ہو تو آپ تو اپنے حنفی مذہب کے مطابق اوس میں سے پانی پی لیں گے نہا لیں گے وضو کر لیں گے اوس پانی سے ہنڈیا پکا لیں گے کپڑے دھو لیں گے لیکن ہم اہلحدیث ایسا نہیں کر سکتے، پس ان حدیثوں سے اور اہلحدیث کے مذہب سے آپ کو کیا سروکار؟ آپ کے مذہب کی اعلیٰ کتاب مراقی الفلاح مصری جلد اول صـ۲۲ میں ہے [۱۲۱] لَمْ یَصِلْ فَمُهُ الْمَاءَ لَا یَنْجُسُ یعنی کتا گر پڑا اور زندہ نکال لیا گیا اور اُس کا منہ پانی تک نہیں پہونچا تو اوس گڑھے کا پانی نجس نہیں، یہ تو ہوا حنفیوں کے پینے کے پانی کا حکم، اب کھانے کی کیفیت سنئے، فتاوی قاضی خاں مصری جلد اول صـ۲۸ میں ہے [۱۲۲] یَجُوْزُ الْفَارَةِ اِذَا وَقَعَتْ فِیْ حِنْطَةٍ وَطُحِنَتِ الْحِنْطَةُ لَا بَأْسَ بِاَکْلِ الدَّقِیْقِ یعنی گیہوں میں چوہے کی مینگنیاں جب پڑ جائیں اور پھر گیہوں پیس لئے جائیں تو اوس آٹے کے کھانے میں کوئی حرج نہیں، یہ ہوئی حنفیوں کے کھانے کی روٹی، اب سالن کی کیفیت ملاحظہ ہو، اسی کتاب کے صـ۲۲ میں ہے امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ گوشت شراب میں پکایا گیا پھر اوسے پاک پانی میں تین مرتبہ جوش دے لیا گیا تو پاک صاف ہو جائیگا [۱۲۳] اَللَّحْمُ اِذَا طُبِخَ بِالْخَمْرِ .... یُغْلٰی اللَّحْمُ فِی الْمَاءِ الطَّاهِرِ ثَلٰثًا فَاِنَّهٗ یَطْهُرُ - پس کتے والا پانی پینے کو مینگنیوں والی روٹی کھانے کو اور شراب والا گوشت سالن کو، اور سنئے منیۃ المصلی صـ۹ میں ہے [۱۲۴] اَلْکَلْبُ اِذَا اَکَلَ اَوْ یعنی انگور کے ایک خوشے میں سے کچھ کتے نے کھا لیا باقی جو بچ رہے اون پر جہاں جہاں اوس کا منہ لگ گیا ہے تین دفعہ پانی سے دھو ڈالے پھر کھالے، سنئے یہ کھانے پینے کے بعد فروٹ مل رہا ہے۔ جناب مولوی صاحب نے اس نمبر ۱۳ کے مسئلہ میں بھی کچھ اور نام گنوا دئے ہیں اس کا جواب تو بارہا ہو چکا کہ ہم پر امتیوں کے اقوال حجت نہیں "

(۱۴) **چودھواں مسئلہ** - درمختار مصری جلد اول صـ۱۵۳ میں ہے [۱۲۵] وَکَرِهَ التَّوَضُّؤَ بِاِنْتِقَاضِهٖ یعنی بھیگے ہوئے کتے نے اگر پھریری لی اور اُس کی چھینٹیں کپڑوں پر آئیں تو کپڑا ناپاک نہیں ہوتا "، مطلب یہ ہوا کہ ایک کتا کیچڑ پانی میں بیٹھا ہوا تھا وہ اٹھا اوس کا بدن لت پت ہو رہا ہے اُس نے ایک جھرجھری لی پاس ہی ایک حنفی شخص کھڑا ہوا تھا اوس کے بدن پر اور اوس کے

کپڑوں پر وہ چھینٹیں پڑیں وہ اُنہی کپڑوں اور اسی بدن سے بے نہائے اور بے دھوئے نماز پڑھ سکتا ہے اور پڑھا بھی سکتا ہے بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ زندہ کتے کے بال اور اوس کی کھال یعنی بدن بھی پاک ہے" اس مسئلہ کو بھی ہمارے دوستوں نے تسلیم کرلیا ہے خود تو کوئی دلیل نہیں دی ہاں ہم سے اس کے خلاف دلیل مانگ رہے ہیں، سنئے جناب! بھیگے ہوئے کتے نے جب جھرجھری لی اور بدن جھاڑا تو اوس کے بدن کی اوس کے منہ کی اوس کی دبر کی ناک کی غرض سارے بدن کی چھینٹیں آئیں گی اور اس کے ناپاک ہونے میں شک ہی کیا ہے؟ رہا حنفی مذہب تو اوسے ان چھینٹوں کی کیا پرواہ ہوگی جبکہ وہاں مسئلہ ہے کہ اگر نجاستِ خفیفہ سے کپڑا یا بدن چوتھائی سے کم آلودہ ہوگیا ہو تو نماز پڑھ لینی جائز ہے، مراقی مصری جلد اول ص۹۰ عالمگیری مصری جلد اول ص۲۲ میں ہے یَقُوْلُ الْحَفَافِیْشِ وَخَرْقُہٗ لَا یُفْسِدُ الْمَاءَ وَالثَّوْبَ یعنی چمگادڑ کی بیٹ اُس کا پیشاب پانی میں پڑے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا کپڑوں پر پڑے تو کپڑے بھی پاک ہی ہیں۔ ناظرین کرام! ایک ستم ظریفی اور سنئے کہ کتے کی چھینٹیں چمگادڑ کا پیشاب وغیرہ تو کپڑوں کو ناپاک نہ کرے لیکن خدا کی راہ میں جو اولیاء اللہ شہید ہوجائیں اون کے خون کی چھینٹیں اگر کسی کے کپڑے پر پڑجائیں تو وہ کپڑا بالکل ناپاک ہوگیا، چنانچہ فتاویٰ قاضی خاں جلد اول برحاشیہ عالمگیری مصری ص۳۱ میں ہے اِنْ اَصَابَ دَمُ الشَّهِيْدِ ثَوْبَ اِنْسَانٍ اَفْسَدَهٗ یعنی شہید کا خون کسی انسان کے کپڑے پر لگ گیا تو وہ کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے کتے کی چھینٹیں پاک اور خونِ شہدا کے قطرے ناپاک؟ اسی قاضی خاں کے اسی صفحہ میں ہے اِذَا نَامَ الْكَلْبُ عَلٰى حَصِيْرِ الْمَسْجِدِ الخ یعنی ترجمہ والا پانی میں بھیگا ہوا کتا مسجد کی چٹائی یا بوریہ پر آسویا اگر ناپاکی کا اثر بوریے یا چٹائی پر نہ پایا جائے تو وہ بھی نجس و ناپاک نہیں، اور اس پر بھی تعجب نہ کیجئے درمختار مصری جلد اول ص۴۳ پر ہے لَوْ وَقَعَ فِيْهِ فَمَاتَ یعنی کسی بڑے حوض میں اگر کوئی کتا گر پڑے اور مرجائے تو بھی اوس حوض کا پانی ناپاک نہیں جبکہ اوپر سے جما ہوا ہو، بلکہ ہدایہ یوسفی جلد اول ص۱۷ میں ہے قَدُّوْا الدِّرْهَمَ الخ یعنی انسان کا پیشاب گدھے کا پیشاب وغیرہ اگر ہتھیلی کی چوڑائی کے برابر وزن میں ایک مثقال کپڑے پر یا بدن پر لگا ہوا ہو یا پاخانہ اتنا لگا ہوا ہو تو بھی نماز ہوجائیگی اور ص۷۲ میں ہے کہ حرام پرندوں کی بیٹ اس سے زیادہ لگی ہوئی ہو تو بھی نماز ہوجائے گی۔

(۱۵) پندرھواں مسئلہ۔ درمختار مصری جلد اول ص۱۵۳ میں ہے وَلَا بِعَضِّهٖ مَالَمْ يُرِدْ قَصْدَ

یعنی کتے نے اگر کپڑے پر کاٹا جب تک اوس کا تھوک نہ دیکھا جائے وہ بھی پاک ہے، اسے بھی معترض صاحب مانتے ہیں دلیل کچھ نہیں دیتے صرف ایک نام اور لکھدیتے ہیں کہ فلاں نے بھی یہی لکھا ہے، میں کہتا ہوں ہمارے نزدیک اگر اوس فلاں کی بات حجت ہوتی تو صاحب دفتار کی بات بھی حجت ہوتی، اے جناب صرف خدا کے بندوں اور صرف رسولؐ کے تابعداروں سے آپ قیامت تک یہ امید نہ رکھئے کہ وہ فلاں اور فلاں کی بات کو بھی دین مذہب میں داخل کرینگے اور آپکے مذہب میں کتے کا کاٹا تو کہاں؟ سنئے[۱۳۵] مراقی الفلاح مصری جلد اول ص۹ میں ہے وَعُفِیَ رُشَاشُ بَوْلِ الخ یعنی پیشاب کے باریک چھینٹے کپڑے یا بدن پر خواہ کتنے ہی پڑے ہوئے ہوں یہانتک کہ کپڑا یا بدن بھر گیا ہو لیکن پھر بھی کوئی حرج نہیں کپڑا بھی پاک بدن بھی پاک، شامی[۱۳۶] جلد اول ص۱۵۴ میں ہے لَوْ رُعِفَ فَکَتَبَ الْفَاتِحَۃَ بِالدَّمِ عَلٰی جَبْھَتِہٖ وَاَنْفِہٖ جَازَ لِلْاِسْتِشْفَاءِ یعنی اگر کسی کی نکسیر پھوٹتی ہو تو اسے بطور علاج کے سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) کو اپنی پیشانی پر اور ناک پر خون سے لکھنا جائز ہے اور اسی صفحہ میں لکھتے ہیں[۱۳۷] وَبِالْبَوْلِ اَیْضًا یعنی پیشاب سے لکھنا بھی جائز ہے۔ حنفی دوستو! کیا اب بھی حنفی مذہب ہی رہوگے جو مذہب قرآن شریف کا خون سے اور پیشاب سے لکھنا بھی جائز بتلائے، میں پھر ایک مرتبہ آپ سے صدق دل سے کہتا ہوں کہ خدارا ان مختلف ہستیوں کے ہاتھ سے اپنی نکیل چھڑا لو اور قرآن حدیث کے پاک صاف اور یکطرفہ سچے اور اچھے پاک اور طیب فرمان کے سامنے جھک جاؤ۔ فتاوی عالمگیری مصری جلد اول ص۴۹ میں اس مسئلہ کو اور واضح کرکے لکھا ہے لکھتے ہیں[۱۳۸] رَاضِیًا کَانَ اَوْ غَضْبَانَ یعنی کتا خواہ خوشی خوشی کاٹے تو اور خواہ غصے سے کاٹے جب بھی، کپڑا اوسوقت تک ناپاک نہیں ہوتا جبتک کہ اوس کی تھوک کا نشان بالکل صاف نظر نہ آئے۔

(۱۶) **سولھواں مسئلہ**۔ دُرِّ مختار مصری جلد اول ص۱۵۳ میں ہے[۱۳۹] وَکَرِہَ صَلٰوتُہٗ حَامِلًا کَلْبًا یعنی اگر بڑے کتے کو بھی اٹھا کر لئے ہوئے نماز پڑھے تو بھی نماز فاسد نہیں ہوگی" معترض صاحب نے اس کی دلیل یہ دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو لئے ہوئے نماز پڑھی ہے، سمجھدار حنفی بھائیو! آپ کے زندہ ضمیر سے اپیل ہے للہ انصاف کرو کہاں حضورؐ کا اپنی نواسیؓ کا اٹھانا کہاں ان حنفیوں کا کتے کو اٹھانا؟ یہ ہے بیجا حمایت مذہبی کا مظاہرہ کہ رسول اللہ کی نواسی پر کتے کا قیاس

کیا جاتا ہے بلکہ اسی کتاب کے ص۲۵۴ میں لکھا ہے وَلَوِ اسْتَعْطَفَتْ کَلْبًا یعنی کتے کے چمکارنے سے بھی نماز نہیں بگڑتی، شرح[۱۴۰] در مختار مسمی بہ رد المحتار کے اسی صفحہ میں ہے کہ کتے کے پلے کو آستین میں لیکر نماز پڑھے تو نماز ہو جائیگی حالانکہ کتے کی ناپاکی حدیث سے صاف ظاہر ہے اور ہم پہلے اس کی دلیلیں ص۱۰ میں بیان کر آئے ہیں اور اسی صفحہ میں لکھا ہے اَوْ سَاقَ حِمَارًا[۱۴۱] یعنی نمازی اپنی نماز کی حالت میں گدھے کو ہانکے اور چلائے تو بھی اوس کی نماز خراب نہیں ہوتی۔ برادران! میں یہاں آپ کی توجہ ایک اور امر کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں کیا عجب کہ پروردگار عالم کسی میرے بھائی کو اس سے ہدایت دیدے۔ یہ تو آپنے سُن ہی لیا کہ حنفی مذہب میں کتے کو اٹھا کر اگر کسی نے نماز پڑھی تو اوس کی نماز ہو گئی، اب یہ بھی سن لیجئے کہ اسی کتاب کے ص۴۶۱[۱۴۲] میں ہے وَقَرَأَ آیَۃً مِنْ مُصْحَفٍ یعنی اگر قرآن اٹھا کر اوسے دیکھ کر قرأت کرے تو نماز فاسد ہو گئی، یہ اچھا انصاف ہے کہ اگر کتے کو اٹھا کر نماز پڑھے تو ہو جائے لیکن قرآن اٹھا کر پڑھے تو نہ ہو، کتے کو چمکارنے اور گدھے کو ہنکانے سے نماز میں خلل نہ آئے اور قرآن کو دیکھ کر قرأت پڑھنے سے نماز باطل ہو جائے۔ منصف دوستو! خدارا انصاف کرو، دیکھو یہ مذہب کا معاملہ ہے یہاں تو اصلاح کر سکتے ہو لیکن وہاں جہنم کی آگ نہیں بجھا سکتے، یہاں غیر مقلد وہابی وغیرہ کوئی کہدے تو حرج نہیں لیکن اگر وہاں جہنمی بن گئے تو فرمائیے پھر کیا ہو گا؟ ہاں میرے بھائیو! اور سنو آپ کے یہ ملا مولوی چونکہ آپ کو تقلید کی بھول بھلیاں سے نکالنا نہیں چاہتے اس لئے جو پٹیاں انہوں نے مقلدین کی آنکھوں پر چڑھا رکھی ہیں اونہیں اتارنا پسند نہیں کرتے اپنی کساد بازاری کے خوف سے اس تقلیدی جہالت میں ہی آپ کا رہنا پسند کرتے ہیں اور اسی لئے باوجود جاننے کے محض ابلہ فریبی اور دھوکہ دہی سے کام لیتے ہیں، حضرت امامہ کے اٹھانے کی حدیث وارد کر کے کتے کے اٹھانے کے جواز کی دلیل تو آپ کے سامنے رکھ دی مگر کیا مجال کہ خود وہ بھی اس حدیث کو مان لیں حنفی مذہب تو اسے مکروہ بتلاتا ہے اسی کتاب کے ص۴۸۳[۱۴۳] میں ہے وَحَمْلُ الطِّفْلِ یعنی بچے کو اٹھا کر اوسے گود میں لیکر نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ بھائیو! غور کرو اور دیکھو کہ یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ انسان کے بچے کو لیکر نماز پڑھے تو مکروہ لیکن کتے کے پلے کو لیکر نماز پڑھے تو جائز، قرآن اٹھا کر نماز پڑھنی ناجائز لیکن کتے کو اٹھا کر نماز پڑھنی پڑھانی جائز، معترض صاحب نے ایک بات یہ بھی لکھی ہے کہ یہ جواز اوسوقت ہے جبکہ کتے کا منہ بندھا ہوا ہو، میں کہتا ہوں یہ بھی مولوی صاحب کی غلطی ہے

اسی کتاب کی شرح شامی کے اسی صفحہ میں ہے وَالْاَشْبَہُ اِطْلَاقُ الْجَوَازِ یعنی منہ باندھنے کی قید ٹھیک نہیں، مزید لطف کی بات سنئے مراقی الفلاح مصری جلد اول ص۲۰۰ میں ہے وَکَذَا تَبْطُلُ صَلٰوۃُ مَنْ نَظَرَ اِلٰی فَرْجِ الْمُطَلَّقَۃِ یعنی نمازی اگر حالتِ نماز میں عورت کی شرمگاہ کو شہوت کی نظر سے دیکھے تو بھی نماز باطل نہیں ہوتی، اور اسی کتاب کے ص۱۹۶ میں ہے کہ اگر قرآن دیکھے اور جویا رہو اوسے نماز میں پڑھے تو نماز باطل ہو جائیگی۔ سن لیا جناب نے کہ شرمگاہ دیکھ کر شہوتی ہونے سے نماز باطل نہ ہوئی اور قرآن دیکھ کر پڑھنے سے نماز باطل ہو گئی۔ اور عالمگیری جلد اول ص۱۰۲ میں ہے لَوْ نَظَرَ فِیْ کِتَابٍ مِّنَ الْفِقْہِ فِیْ صَلٰوتِہٖ وَفَہِمَ لَا تَفْسُدُ صَلٰوتُہٗ بِالْاِجْمَاعِ یعنے اگر نماز پڑھتے ہوئے فقہ کی کسی کتاب کو دیکھا اور سمجھا بھی تو تمام حنفی مذہب فقہا کا اجماع ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی، اس اندھیر کو خیال فرمائیے کہ قرآن دیکھا اور پڑھا تو نماز فاسد لیکن فقہ شریف کی کتاب دیکھی پڑھی اور خوب مطلب و معنی بھی سمجھ لیا تو نماز فاسد نہیں، یہ ہیں حنفی مذہب کے مسائل، ساتھ ہی یہ بھی نہ بھولئے کہ ان حضرات کے دل میں قرآنِ کریم کی کیا قدر ہے اور فقہ کی کیا کچھ عزت ہے؟

(۱۷) سترھواں مسئلہ درمختار مصری جلد اول ص۱۵۳ میں ہے وَطَھَارَۃُ شَعْرِہٖ یعنی کتے کے بال حنفی مذہب میں بالاتفاق پاک ہیں"۔ اسے بھی ہمارے مولوی صاحب مانتے ہیں اور بکری کے بالوں پر قیاس کرتے ہیں، کتے کو بکری پر قیاس کرنا ایسے مجتہدین اور ان کے خیال حضرات کو مبارک ہو، کتا بکری جس اندھیر نگری میں مکیاں ہوں وہاں کے بسنے والے انسان خدا جانے کس دل گردے کے ہونگے؟ ہم پہلے وہ دلائل بیان کر آئے ہیں جو کتے کے ناپاک ہونے کے ہیں، جب کتا ناپاک اور نجس ہے تو اوس کے بال بھی اوس کے اپنے ہیں، لیکن حنفی مذہب تو ان بالوں کو سینے سے لگائے رہتا ہے چنانچہ عالمگیری مصری جلد اول ص۴۹ میں ہے اِذَا جَعَلَتِ الْبَلَّۃَ مِنْ شَعْرِ کَلْبٍ لَا بَأْسَ بِہٖ یعنی کتے کے بالوں کے بٹن اور گھنڈیاں بنالو تو کوئی حرج نہیں"۔ ناظرین کرام کتے کے بالوں کی پاکیزگی کا فتویٰ سن کر آپ چونک نہ پڑیں حنفی مذہب میں تو سؤر کے بال پاک ہونے کا فتویٰ بھی موجود ہے چنانچہ شامی مصری جلد اول ص۱۵۰ میں ہے اِنَّہٗ عِنْدَ مُحَمَّدٍ طَاھِرٌ یعنی سؤر کے بال بھی امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہیں اور اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ لَا یَتَجَسَّدُ یعنی امام محمدؒ کے نزدیک تھوڑے سے پانی میں بھی اگر سؤر کے بال پڑ جائیں تو وہ ناپاک نہیں ہوتا بلکہ اسی صفحہ میں ہے کہ اگر ایک درہم سے

کم سو کے ہاں اپنے ساتھ لیکر نماز پڑھے تو بھی حرج نہیں، اور مراقی الفلاح مصری جلد اول ص۸۳ میں حنفی مذہب کا ایک قول یہ بھی ہے کہ چیل شکرا باز وغیرہ حرام پرندوں کی بیٹ بھی پاک ہے، اور ردالمحتار مصری جلد اول ص۵۳ کے حاشیہ پر ہے فَلَا خِلَافَ فِیْ طَهَارَةِ شَعْرِهٖ حَیًّا وَّمَیِّتًا یعنی حنفی مذہب میں بالاتفاق کتے کے بال پاک ہی ہیں، زندہ کتے کے بھی اور مردہ کتے کے بھی، نمبر ۱ سے نمبر ۱۷ تک ایک نظر دوبارہ ڈال جائیے اور دیکھئے کہ کتے کے پاک کرنے کے لئے کیا کیا ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور کیسی کچھ شیفتگی کتے سے ظاہر کی ہے اب اور سنئے۔

(۱۸) اٹھارھواں مسئلہ۔ درمختار مصری جلد اول ص۵۲ میں ہے کَمَا رُخِّصَ الْخَمْرُ لِلْعَطْشَانِ یعنی پیاسے آدمی کو رخصت ہے کہ شراب پی لے، یہ مسئلہ ہمارے حنفی مولوی صاحب کو کچھ ناگوار خاطر گذرا اور آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ اضطرار کے وقت ہے اور دلیل اوس پر یہ پیش کی ہے کہ لفظ عطشان مبالغہ کے لئے ہے، اس کا جواب سنئے اسی کتاب درمختار کی جلد ۵ ص۳۱۹ میں ہے اَوْ لِخَوْفِ عَطَشٍ یعنی پیاس کے خوف کی وجہ سے شراب کا پی لینا جائز ہے کہئے جناب یہاں لفظ عطشان ہے ہی نہیں جو جواب تاویل کر سکیں یہاں تو صاف طور پر لکھدیا کہ صرف پیاس کے خوف کے وقت بھی شراب کا پی لینا حنفی مذہب میں جائز ہے اور پیاس ہی پر کیا موقوف ہے۔ سنئے آپ کے مذہب کی کتاب فتاوی قاضی خاں مصری جلد اول ص۲۳ میں ہے یُغْلَی اللَّحْمُ فِی الْمَاءِ الطَّاهِرِ ثَلَاثًا فَیَطْهُرُ یعنی جو گوشت شراب میں پکایا ہو اوسے تین مرتبہ پاک پانی میں جوش دے لیا جاوے تو امام ابو یوسف کے تریک جو حنفی مذہب کے قاضی القضاۃ اور امام صاحب کے شاگرد رشید ہیں وہ گوشت پاک جاتا ہے۔ عالمگیری مصری جلد اول ص۴۵ میں ہے اَمَّا عِنْدَهُمَا فَاِذَا اُلْقِیَ فِی الْخَمْرِ ثُمَّ صَارَ الْخَمْرُ خَلًّا فَالصَّحِیْحُ اَنَّهٗ طَاهِرٌ یعنی روٹی شراب میں ڈالدیجائے پھر شراب سرکہ بنجائے تو ہمارا صحیح مذہب یہ ہے کہ وہ پاک ہے جبکہ بو نہ ہو، اور ص۴۶ میں ہے اِذَا اُصِیْبَ الْخَمْرُ فِی الْبُرْمَةِ ثُمَّ الْخَلَّ الخ یعنی شوربے میں شراب ڈالی پھر سرکہ ڈالا اگر وہ مزے میں سرکے کی طرح کھٹا ہو تو پاک صاف طیب دلطاہر ہے، اچھا اب سنئے نہ اضطرار ہے نہ پیاس ہے نہ خوف پیاس ہے اور پھر بھی حنفی مذہب شراب پینے کی اجازت دیتا ہے گویا شراب نسل ماں کے دودھ کے ہے۔ ہدایہ مطبوعہ فاروقی جلد ۴ کتاب الاشربہ صفحہ ۴۸۰ میں ہے مَا یُتَّخَذُ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِیْرِ وَالْعَسَلِ وَالذُّرَةِ حَلَالٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَلَا یُحَدُّ شَارِبُهٗ عِنْدَهٗ وَاِنْ سَکِرَ مِنْهُ یعنی گیہوں کی جو کی شہد کی جوار کی شراب حلال ہے اس کے پینے والے کو حد بھی

نہ مارنی چاہئے اگرچہ اُسے نشہ بھی چڑھا ہو یہ فرمان خاص حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا ہے
صفحہ ۴۸۱ میں لکھتے ہیں[۱۶۱] نَبِیْذُ الْعَسَلِ وَالتِّیْنِ وَنَبِیْذُ الْحِنْطَةِ وَالذُّرَةِ وَالْعَشِیْرِ حَلَالٌ ..... عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ شہد کی انجیر کی گیہوں کی جوار کی جو کی شراب حلال ہے امام اعظم ابو حنیفہ کا فتویٰ یہی ہے، اسی صفحہ میں ہے وَھُوَ حَرَامٌ[۱۶۲] عِنْدَنَا یعنی شراب کے جس جام سے نشہ آئے وہی حنفی مذہب میں حرام ہے یعنی جو جام کسی شرابی نے شراب کے پیا سے نشہ نہیں چڑھا تو یہ تو حلال ہے البتہ دوسرا جام جس سے نشہ چڑھ جائے حرام ہے، اسی صفحہ میں ہے[۱۶۳] اِذَا قَصَدَ بِشُرْبِ الْمُثَلَّثِ یعنی انگور کی شراب جس کا شیرہ پکنے میں دو تہائی جل گیا ہو اور ایک تہائی رہ گیا ہو تو وہ شراب بھی پی لینی حلال ہے مگر قوت حاصل کرنے کے لئے پیئے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا یہی مذہب ہے صفحہ ۴۸۳ میں ہے[۱۶۴] اِذَا تَخَلَّلَتِ الْخَمْرُ حَلَّتْ ..... وَلَا یُکْرَهُ تَخْلِیْلُهَا یعنی شراب کا سرکہ بن جائے تو حلال ہے اور اس کا سرکہ بنانا بھی مکروہ نہیں، اسی صفحہ میں ہے[۱۶۵] وَاِنْ اُلْقِیَ الدُّرْدِیُّ فِی الْخَلِّ لَا بَاْسَ بِهٖ یعنی اگر شراب کی تلچھٹ سرکہ میں ڈالدے تو کوئی حرج نہیں، سنا آپنے گیہوں کی جو کی شہد کی جوار کی انجیر کی شراب سرکہ بنی ہوئی شراب سرکہ میں پڑی ہوئی شراب سب حلال ہیں، اور دُرِّ مختار مصری جلد ۵ صفحہ ۳۲۲[۱۶۶] میں ہے نَبِیْذُ التَّمْرِ وَالزَّبِیْبِ الخ یعنی تر کھجور کی خشک کھجور کی کشمش کی نبیذ جبکہ کچھ پکا لی جاوے تو اس شراب کا پی لینا بھی حلال ہے مگر لہو ولعب کے طور پر نہ پیئے پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں[۱۶۷] اَلْخَلِیْطَانِ مِنَ الزَّبِیْبِ وَالتَّمْرِ یعنی کھجور اور کشمش کی ملی کی شراب بھی اسی طرح حلال ہے، پس یہ بارہ قسم کی شراب ہوئی جو حنفی مذہب میں حلال ہے، اور دُرِّ مختار جلد ۵ صفحہ ۳۱۸[۱۶۸] اور صفحہ ۳۲۱[۱۶۹] میں ہے وَالْحَلَالُ مِنْهَا اَرْبَعَةُ اَنْوَاعٍ یعنی اصطلاح میں شراب کہتے ہیں نشہ والی چیز کو (اس نشہ والی شراب میں سے) چار قسم کی تو حرام ہے اور چار قسم کی حلال ہے، اللہ اکبر کیا ٹھکانا ہے شراب کو حلال کر کے ہی چھوڑا اور صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ شراب جو نشہ لائے اس کی آٹھ قسمیں ہیں جن میں سے چار حلال ہیں، کہئے جناب مولوی صاحب اب تو آپ بہت جیپ رہے ہونگے فرمائیے اب اضطرار کہاں رہا، پیاس کی شدت کہاں رہی؟ یہاں تو صاف لفظوں میں حلال کہہ دیا اور ایک دو قسم کو نہیں بارہ قسم کی شراب مطلق حلال گویا شیر مادر، اے جناب اب اگر آپ لاکھ پردہ پوشی کرنا چاہیں تو کیا ہوتا ہے جبتک یہ کتابیں دنیا پر موجود ہیں اور جبتک ان کے ماننے والوں سے دنیا خالی نہیں ہوئی، یہ ندامت تو اٹھانی ہی پڑیگی، بلکہ دُرِّ مختار مصری جلد ۵ صفحہ ۳۲۵[۱۷۰] میں ہے

فَاِنْ اَکَلَ شَیْئًا مِّنْ ذَالِکَ لَاحَدَّ عَلَیْہِ وَاِنْ سَکِرَ مِنْہُ یعنی اگر بھنگ وغیرہ کھائے پیئے اور اس سے نشہ بھی چڑھے پھر بھی حنفی مذہب میں اوس پر حد نہیں، حنفی بھائیو! مجھے معاف رکھنا میں اس موقعہ پر بطور آپ کی خیرخواہی کے اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ تو آپ کو معلوم ہے اور میرے رسالے در محمدی کا جواب لکھنے والے اخبار الفقیہ کے ٹائیٹل پر بھی اشعار لکھے رہتے ہیں کہ فَلَعْنَۃُ رَبِّنَا اَعْدَادُ رَمْلٍ عَلٰی مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ - یعنی ریت کے ذروں کی گنتی کے برابر خدا کی لعنتیں اوس شخص پر ہیں جو امام ابوحنیفہ کے قول کو رد کرے - اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کس چیز کو پسند کریں گے آیا ان بارہ قسم کی شرابوں کو حلال کر کے خوب پئیں گے اور پیٹھے آباد کرینگے یا انہیں حرام کر کے لعنتی بننا پسند کریں گے؟ آؤ میں تمہاری نہ شرابیں بیچونہ انہیں حلال کہو نہ لعنتی بنو بلکہ میری طرح کہدو کہ یہ کتابیں دینی کتابیں نہیں، ان کے سارے مسائل صحیح نہیں، یہ لوگوں کے خیالات اور انسانی رائے قیاس کا مجموعہ ہے جس میں صحیح بھی ہے غلط بھی ہے جھوٹ بھی ہے سچ بھی ہے، بس ادھر آپنے اس تقلیدی پٹی کو گلے سے اور اس تقلیدی پٹی کو آنکھوں سے ہٹایا اور اُدھر دل میں نور اور طبیعت میں سرور پیدا ہوا - خدا ہمیں نیک توفیق دے، یہانتک تو شرابیں پینے کا ذکر تھا اب اور سنئے درمختار مصری جلد ۴ ص۲۴۵ میں ہے وَصَحَّ تَوْکِیْلُ مُسْلِمٍ ذِمِّیًّا بِبَیْعِ خَمْرٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ یعنی مسلمان شخص (حنفی المذہب) اگر شراب اور سؤر کی سوداگری اور خرید فروخت کے لئے کسی ذمی کو وکیل بنالے تو یہ صحیح ہے، اور شامی صاحب تو ص۲۲۴ جلد ۵ میں لکھتے ہیں فَلَا یَحْرُمُ قَلِیْلُہَا یعنی تھوڑا سا بھنگ وغیرہ جامد نشہ کی چیزوں کا کھالینا حلال ہے، فتاوی خانیہ جلد ثانیہ کے ص۲۵۵ میں ہے رَجُلٌ بَاعَ یعنی شراب بنانیوالے کے ہاتھ شیرہ انگور بیچنا اور گرجوں اور آتشکدوں کے بنانیوالوں کے ہاتھ ان کاموں کے لئے اپنی زمین بیچنا جائز ہے - لطیفہ شامی والے نے جو درمختار کے شارح ہیں ان شرابوں کے حلال ہونے کی ایک بڑی باریک وجہ نقل کی ہے اور کیوں نہ ہو آخر تو فقیہ ہیں، آپ لکھتے ہیں اِنَّ الْخَمْرَ مَوْعُوْدَۃٌ فِی الْعُقْبٰی فَیَنْبَغِیْ اَنْ یَّحِلَّ مِنْ جِنْسِہَا فِی الدُّنْیَا اَمُوْذَجٌ تَرْغِیْبًا - یعنی جنت میں چونکہ شراب ملنے کا وعدہ ہے تو اگر دنیا میں چکھی ہی نہیں تو اوس کے مزے کی اور لطف و سرور کی اور خوشی و خرمی کی خبر ہی کیا پڑیگی جو اوس جنتی شراب کی رغبت ہو اس واسطے بطور باگی اور نمونے کے ہم ان شرابوں کا دنیا میں پی لینا حلال کہتے ہیں تاکہ لوگ پئیں اور اوہنیں آخرت کی شراب کی رغبت ہو، اعوذ باللہ اعوذ باللہ پھر تو حنفی مذہب میں سونا پہننا بھی حلال

ہونا چاہئے، ریشم پہننا بھی گانا سننا بھی چار سے زیادہ بیویاں کرنا بھی غرض کہ جس جس کام کا وجود جنت میں ہے اون کا نمونہ دنیا میں حلال ہونا چاہئے ورنہ بے نمونہ دیکھے چکھے برتے رغبت ہی کیا ہوگی؟ واللہ بھئی کا دیا، حنفی دوستو! آپنے فقہ کا نمونہ دیکھ لیا فقیہوں کا قیاس سُن لیا یہے وہ فقہ جس سے ہم اہلحدیث پکڑ ہٹانا چاہتے ہیں، اب آپ کو اختیار ہے فقہ کے پیچھے رہیں خواہ قرآن وحدیث کی تابعداری کریں ٭

(۱۹) انیسواں مسئلہ، درمختار مصری جلد اول ص۴۱۲ میں ہے ثُمَّ الْاَحْسَنُ زُہْدًا (یعنی امامت کی ابتدائی شروط میں اگر برابری ہو تو اسے امام بنایا جائے) جس کی جورو بہت زیادہ خوبصورت ہو" اس مسئلہ میں حنفی مولوی صاحب نے جو قلابازیاں کھائی ہیں وہ یقیناً قابلِ دید ہیں، اول تو اس مسئلہ کی کایا پلٹنے کی کوشش کی ہے، پھر دلائل کی تاک جھانک کی ہے، اب مسئلہ کی حقیقت سنئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کے لئے جو شرائط بیان فرمائی ہیں اون میں سے کسی امتی کو نہ کمی کرنے کا اختیار ہے نہ زیادتی کرنے کا حق ہے، شارع کو سبق دینے والے احکام خدا میں اپنے دماغی تخیلات ملانے والے اس کامل دینِ محمدی کو ناقص بتلانے والے کیا اس وعید قرآن کے مستحق نہیں؟ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ یعنی ویل ہے اون لوگوں کے لئے جو اپنی لکھی ہوئی باتوں کو شریعت کے احکام کہتے ہیں، سنئے جناب! حدیث شریف میں صاف موجود ہے کہ امامت کا حقدار وہ ہے جو قرآن زیادہ پڑھا ہوا ہو پھر وہ جو سنت کو زیادہ جانتا ہو پھر وہ جو ہجرت میں مقدم ہو پھر وہ جو عمر میں بڑا ہو (مسلم) یہ تو تھا حدیث کا مسئلہ اب حنفی مذہب کا مسئلہ سنئے وہ لکھتے ہیں۔ سب سے زیادہ حقدار امامت کا وہ ہے جو احکام نماز کو سب سے زیادہ جانتا ہو پھر وہ جو تلاوت اچھی جانتا ہو پھر وہ جو پرہیزگار زیادہ ہو پھر وہ جو اسلام میں مقدم ہو پھر وہ جو اچھے اخلاق والا ہو پھر وہ جو زیادہ خوبصورت چہرے والا ہو پھر وہ جو حسب میں بڑھا ہوا ہو پھر وہ جو نسب کا اچھا ہو، پھر وہ جو اچھی آواز والا ہو پھر وہ جس کی جورو بہت زیادہ خوبصورت ہو پھر وہ جو زیادہ مالدار ہو پھر وہ جو بڑے مرتبے والا ہو پھر وہ جو اچھے کپڑے والا ہو پھر وہ جو بڑے سر اور چھوٹے ذکر والا ہو پھر مقیم مقدم ہے مسافر پر پھر آزاد اصلی مقدم ہے آزاد شدہ پر پھر بے وضو تیمم کرنے والا مقدم ہے جنابت سے تیمم کرنے والے پر وغیرہ وغیرہ، ملاحظہ ہو درمختار مصری جلد اول ص۴۱۲، ص۴۱۳ پھر اس میں فقہاء حنفی کا اختلاف کوئی کسی کو کسی پر مقدم کرتا ہے کوئی کسی کو کسی کو مؤخر کرتا ہے

میں پوچھتا ہوں انصاف پسند دوست بتلائیں ان دونوں صورتوں کو پیش نظر رکھ کر بتلائیں کہ صاف ظاہر ہو رہا ہے یا نہیں کہ حدیثی مذہب اور ہے اور تقلیدی مذہب اور ہے، اور یہ بھی فرما دیجئے کہ خدا رسول کے بتلائے ہوئے احکام کو پس پشت ڈال کر اپنی طرف سے فضول موشگافیاں کرنی کونسی فقاہت ہے؟ کیا یہ آیت قرآنی لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی خدا رسول کے آگے نہ بڑھو کے خلاف نہیں؟ اسی لئے میں تو فقہ حنفی کے وسیع مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ موجودہ حنفیوں کا جو ان کتابوں کو شرعی مسائل کی معتبر کتابیں مانتے ہیں مذہب اور ہے اور قرآن حدیث کے سوا وہ ایک بالکل تیسری چیز ہے، واللہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ایک طرف صحیح حدیث کا صاف اور سلجھا ہوا مسئلہ موجود ہو اسے چھوڑ کر فقہاء احناف اس کے مقابل ایک کٹکھنا بنائیں اور پھر کلمہ گو مسلمان کہلانے والے حدیث کو چھوڑ کر اس کے پیچھے لگ جائیں اور کوئی انہیں راہ راست کی طرف رہبری کرنے لگے تو اوسے غیر مقلد لامذہب وغیرہ الزام لگا کر دنیا میں نکو بنانے کی کوشش کی جائے، ان فقہاء سے جنہوں نے نہایت بے دردی سے حدیث رسول کا خلاف کیا اور احکام شرعی کی بے ادبی کی زیادہ تعجب اون حضرات پر ہے جو دونوں نقشے دیکھ لیں دونوں راہیں جن پر کھل جائیں اور پھر بھی وہ حنفی مذہب کی پُر خار اور غلط راہ کو چھوڑ کر سنت کے صاف راستے پر نہ آئیں اور فرمان نبوی کی اونہیں عزت نہ کریں، کیا اون کے کان میں قرآن کریم کی یہ پاک آیت نہیں پہنچی فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنی جو لوگ ہمارے نبی کے حکم کا خلاف کریں انہیں زبردست فتنے اور دردناک عذابوں سے ڈرتے رہنا چاہئے، اس مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے مجیب حنفی نے پہلے تو یہ لکھا ہے کہ اس سے مراد اچھے اوصاف والی عورت ہے خوبصورت چہرے والی نہیں، میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط ہے درمختار کے الفاظ ثُمَّ الْاَحْسَنُ زَوْجَةً ہیں جس کے لفظی معنی ہیں "بہت حسن والی بیوی والا" یہی لفظ اَحْسَنُ اس سے پہلے بھی ہے یعنی خوبصورت چہرے والا، چنانچہ مراقی الفلاح مصری جلد اول ص۱۷۲ میں[۱۴۷] حسن صورت کے لفظ ہیں جس طرح امامت کی تقدیم کے لئے حنفی مذہب میں ایک وصف خوبصورت چہرے والا ہونا ہے اسی طرح ایک وصف خوبصورت بیوی والا ہونا بھی ہے، خود امام کی اپنی خوبصورتی کو بھی امامت میں دخل ہے[۱۴۸] اور اس کی بیوی کی خوبصورتی کو بھی اَحْسَنُ کے معنی اَصْبَحُ خود درمختار میں موجود ہیں[۱۴۹] اور اَصَحُّ کا لفظ بھی وارد ہے جو آپ کی تاویل کی رگ گردن کاٹ رہا ہے

جو صاف بتا رہا ہے کہ چہرہ کی خوبی مراد ہے نہ کہ اوصاف اور اخلاق کا اچھا ہونا اوصاف کا اچھا ہونا تو الگ بیان کیا ہے اور چہرہ کا خوبصورت ہونا الگ بیان کیا ہے، مراقی الفلاح مصری جلد اول ص۱۷۵ میں بھی یہی لفظ حَسَنُ وَجْهٍ موجود ہیں، اور کیا عجب کہ اسی بنا پر حنفی مذہب نے یہ مسئلہ بھی گھڑ لیا ہو کہ غلام کی امامت گاؤں والوں کی امامت اور اندھوں کی امامت مکروہ ہے، ملاحظہ ہو درمختار مصری جلد اول ص۲۱۲ اور ص۲۱۴، گو بہ ظاہر ان فقہاء نے اور ہی وجہ بیان کی ہو، لیکن ظاہر ہے کہ عموماً دیہاتوں میں چاند جیسی صورتیں کم ہوتی ہیں، غلام کے نکاح میں خوبصورت اور حسین لڑکی کون دیگا؟ اندھے کو حسن صورت کی تمیز ہی کیا؟ اس کے پیچھے حسین عورت کیوں پڑنے لگی؟ جناب من! امام کی عورت کی خوبصورتی کو مسئلہ امامت میں پورا دخل موجود آپ کے فقہاء نے لکھیں مانیں اور آپ اس سے چھپیں اور شرمائیں یہ کیوں ہاں اگر یہ مسئلہ آپ کو بھی شرم وحیا لحاظ ومروت کے خلاف معلوم ہوتا ہو تو میری طرح آپ بھی کھلم کھلا کیوں نہ لکھدیں کہ ہم اس واہی مسئلے کو نہیں مانتے نہ ہم ان بیہودہ مسائل والی کتابوں کے مجموعے کو شرعی احکام کا مجموعہ سمجھیں، ہمیں حدیث رسول کافی ہے نہ یہ فرضی خنکلیں بنانے کی ضرورت اور نہ ان پر فتاوے دینے کا حق، خوش فہم مجیب صاحب نے ایک دلیل بھی اسکی دی ہے کہ اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی اہل اور عورتوں کیلئے اچھا ہو اور امامت کے لئے اچھا آدمی ہونا چاہئے میں کہتا ہوں کہاں ایک مرد کا اپنے بال بچوں اور گھر والوں کے ساتھ نیک سلوک ہونا اور کہاں اسکی بیوی کا خوبصورت ہونا، حدیث میں جو وصف ہے وہ مرد کا ہے اور آپ کی فقہ میں جو وصف ہے وہ عورت کا ہے پھر آپ کا یہ استدلال بچوں کا کھیل اور رئیل کا بیل نہیں تو اور کیا ہے؟ الغرض یہ اچھا امام ہے کہ پہلے بیوی ٹٹولی جائے اور بقول الفقیہ بہت اچھی بیوی والا اور بقول فقہا بہت حسین بیوی والا امام بنایا جائے، بہر صورت عورت کی دیکھ بھال ضرور ہو پھر کسی حنفی امام کو مصلی نصیب ہو اس کی بیوی کی اچھائیاں اور خوبصورتی خواہ اخبار الفقیہ کے قول کے مطابق ہمسایہ سے معلوم ہو یا اہل محلہ سے یا عام لوگوں سے، لیکن معلوم ہونا ضروری ہے اور سنئے اس مشکل کو طحطاوی نے یوں حل کیا ہے کہ بِاِطِّلَاعِ اَوْ اِخْبَارِ ملاحظہ ہو جلد اول مصری ص۱۷۵ یعنی یا تو کسی کو اطلاع ہو یا کسی نے کہا ہو، ساتھ ہی طحطاوی نے اس اشکال کو بھی محسوس کیا ہے وہ لکھتے ہیں ہے یہ تہبت مشکل اور بہت کم، الغرض مسئلہ مذکورہ میں عورت کی خوبصورتی مراد ہے نہ کہ اچھے اوصاف اور اگر بالفرض اوصاف کا اچھا ہونا تسلیم کر لیا جائے

جب بھی یہ مسئلہ بے دلیل رہتا ہے اور پھر بھی امام جی کی عورت کی دیکھ بھال ضروری ہو جاتی ہے اور درحقیقت فقہا حنفیہ کو خوبصورتی مطلوب ہے گو کسی کا ذہن اس فلسفہ پر نہ پہونچے لیکن غالباً ان مصنفین کتب فقہ کو ان کی فقہ کی بلند پروازی نے یہ سمجھا دیا ہے کہ جب اوس کی بیوی خوبصورت ہوگی تو اُسے اپنی بیوی کے ساتھ پوری محبت ہوگی اور اس کی طرف پوری رغبت ہوگی اور یہ رغبت و محبت اوسے بدکاری سے بچانے کا سبب ہوگی اس لئے امامت کی شروط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ امام کی بیوی کی خوبصورتی کی تحقیق کر لی جائے، اچھا حنفی امامو! یہ لو بھی امامت مبارک ہو، یہ امتحان ہے بہت کڑا دیکھیں کون منظور کرتا ہے؟

(۲۰) بلیسواں مسئلہ۔ درمختار مصری جلد اول ص۴۱۲ میں ہے ثُمَّ الْاَکْبَرُ رَأْساً وَالْاَصْغَرُ عُضْواً (یعنی امامت کی ان تمام شرائط میں بھی برابری ہو تو امام اوسے بنایا جائے جس کا سر بڑا ہو اور عضو یعنی ذکر چھوٹا ہو) اس پر تو حنفی مولوی صاحب پسینوں پسینوں ہو گئے، اسے بھی اُلٹ پلٹ کرنے کی لاحاصل سعی کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ بڑے سر اور دوسرے اعضا جس کے چھوٹے ہوں یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ تو چھوٹے چھوٹے ہوں اور سر بڑا ہو۔ کہتے ہوئے تو یہ کہہ گئے لیکن پھر انہیں سوجھی کہ اس ٹائپ کا آدمی ملیگا کہاں تو چھوٹے اعضا کو چھوڑ چھاڑ سے لکھدیا کہ مناسب اعضا والا اور بڑے سر والا، کیوں الفقیہ صاحب یہ گول گیند کی طرح لڑھکنے کیوں لگے؟ سنئے جناب یہاں رَأْساً کے مقابلہ میں عُضْواً ہے اَعْضَاءً نہیں ہے اس لئے آپ کا یہ ترجمہ کہ جسم کے اور اعضا چھوٹے ہوں محض غلط ہے، گو ایک ایک عضو جسم انسانی میں اور بھی ہیں لیکن اون میں سے کوئی مراد نہیں، کیا آپ اس سے ناک مراد لیں گے یا ناف مراد لیں گے پھر چھوٹے کے لفظ کو بھی چھوڑ مناسب کا لفظ لکھنا یہ فقہا کی فقاہت پر پانی پھیرنا ہے اس لفظ کا یہی ترجمہ مجھ سے پہلے خود تمہارے فقہاء نے کیا ہے جو لکھتے ہیں اِنَّ الْمُرَادَ بِالْعُضْوِ الذَّکَرُ کہ یقیناً عضو سے مراد "ذکر" ہے ملاحظہ ہو رد المحتار ص۴۱۳ رہا ابوالسعود کا اس کی تردید کرنا تو یہ تو ہم کہتے ہی ہیں کہ فقہ کا وہ کونسا ایسا مسئلہ ہے جس کی تردید عموماً کسی دوسرے فقیہ نے نہ کی ہو؟ یہ سابق کا کلام ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ اسی امامت کی تقدیم کے مسئلہ میں اسی صفحہ میں کیا نقیض مسئلہ میں اور اختلاف آپ نے نہیں دیکھے؟ حنفی بھائیو! سنتے ہو ابوالسعود سے پہلے کے فقہاء کو ہمارے یہ مجیب مجہول لکھتے ہیں اگر کوئی اہلحدیث یہ لکھ دیتا تو شور مچ جاتا۔ پھر آپنے ثُمَّ کے لفظ سے استدلال کیا ہے اس کا جواب سنئے۔ یہ استدلال اس لئے صحیح نہیں کہ وہ کسی دوسری چیز کے

مقابلہ میں ذکر نہیں کیا گیا اور یہاں بڑے سر کے مقابلہ میں چھوٹا عضو بیان کیا گیا ہے۔ ہاں یہ خیال رہے کہ یہ مسئلہ جس طرح الفقیہ پیش کر رہا ہے اس طرح سے بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں نہ اس طرح ثابت ہے جس طرح اگلے فقہاء نے لکھا ہے نہ سر کا بڑا ہونا اور دوسرے اعضاء کا چھوٹا ہونا امامت کی تقدیم کی کوئی شرط ہے نہ سر کا بڑا ہونا اور عضو مخصوص کا چھوٹا ہونا۔ اصل میں فقہاء حنفیہ نے جس چیز کو سامنے رکھ کر اس مسئلہ کی ایجاد کی ہے اس تک ان چھوٹے سر والوں کے دماغ پہنچے ہی نہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ بڑا سر ہونا عقلمند ہونے کی نشانی ہے اور چھوٹا ذکر ہونا کم شہوت والا ہونے کی نشانی ہے تو عقلمند کم شہوت والا مقدم ہے امامت نماز کے بارے میں۔ شرح مراقی الفلاح مصری جلد اول ص۱۷۵ میں ہے لِاَنَّ کِبَرَہُ الْفَاحِشَ یَدُلُّ غَالِبًا عَلٰی دَنَائَۃِ الْاَصْلِ یعنی عضو مخصوص کے چھوٹے ہونے کی قید اس لئے لگائی ہے کہ اس کا بہت بڑا ہونا عموماً ذلیل اصل ہونے کی علامت ہے، اس سے صاف ثابت ہوا کہ عُضْوٌ سے مراد یہاں عضو مخصوص یعنی آلہ تناسل ہے۔ لیکن یہ لوگ اس سمہ کو حل نہ کر سکے اور فقہاء کی نشانہ نہ سمجھ کر باتیں بنانے لگے، یہ بھی واضح رہے کہ نامہ نگار الفقیہ اردو کی کتاب درمختار کا ترجمہ دیکھ دیکھ کر اس میں جو ہے لکھتے ہیں اور اسی کا حوالہ دیتے ہیں آپ کو عربی کے الفاظ پر نظر نہیں، اصل کو جیسے مسائل میں چھوڑ رکھا ہے ویسے ہی عبارتوں میں بھی ذاتِ مَبْلَغِهِمْ مِنَ الْعِلْمِ۔ طحطاوی مصری جلد اول ص۱۷۵ میں ہے فَسَّرَہُ بَعْضُ الْمَشَائِخِ بِالْاَصْغَرِ ذَکَرًا یعنی حنفی مذہب کے بعض مشائخ نے کہا ہے کہ اس سے مراد چھوٹا ذکر ہے، یہ عبارت مولوی صاحب کی تاویل باطل کی دھجیاں اڑا رہی ہے پس ثابت ہوا کہ یہاں مراد عُضْوٌ سے ذکر ہے نہ کہ اور اعضاء، ایک ہی کتاب کے اسی صفحہ میں اس کے معلوم کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے کہ یا تو اس پر اطلاع ہو یا کسی نے کہا ہو۔ امامت نماز کا نقشہ چونکہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ حنفی مذہب کی نماز کا نقشہ بھی آپ کے سامنے پیش کر دوں اس نقشہ کو میں نے اپنے اخبار محمدی کی جلد ۲ نمبر ۲ بابت یکم اکتوبر ۱۹۲۳ء میں لکھا تھا جس کی نقل اور کتابوں والوں نے بھی اپنی کتابوں میں کی ہے۔ اب وہ نقشہ ملاحظہ ہو:۔

حنفی مذہب کی نماز

امام الحرمین شمس الشریعہ ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللہ جوینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غیث الخلق میں جس کا

ایک قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جس کا اردو ترجمہ آج ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں اور ان کے انصاف پسند ضمیر سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ذرا خیال فرمائیں کہ احادیث رسولؐ کو ماننے میں اصل دین باقی رہتا ہے یا علماء کی موشگافیوں کے ماتحت ہونے میں۔

"واقعہ یہ ہے" سلطان محمود بن سبکتگین حنفی المذہب تھا لیکن فطرتاً اوسے علم حدیث کیطرف پوری توجہ اور رغبت تھی، محدثین سے احادیث نبویؐ سنا کرتا تھا اکثر حلقۂ درس میں حاضر رہا کرتا حدیث کو سمجھنے کی پوری کوشش کرتا بالآخر حدیث کا رنگ اوس پر چڑھا اوس نے دیکھا کہ حنفی مذہب کے زیادہ تر مسائل بالکل خلافِ حدیث ہیں برخلاف اس کے شافعی مذہب کے اس قدر مسائل خلاف نہیں دل پر ایک چوٹ سی لگی اور دفعۃً خیال پیدا ہوا کہ دونوں مذہب کے علماء جمع کئے جائیں اون میں مباحثہ کرایا جائے اور دیکھا جائے کہ فی الواقع خلافِ حدیث کس مذہب میں زیادہ ہے تاکہ کسی مذہب کی ترجیح معلوم ہو، چنانچہ دونوں جانب کے علماء مرو شہر میں بلوائے گئے اور اس بات پر رائے زنی کی گئی کہ طریقۂ مناظرہ کیا قائم کیا جائے، بالآخر یہ قرار پایا کہ دو رکعت نماز حنفی مذہب کے مطابق اور دو رکعت نماز شافعی مذہب کے مطابق بادشاہ کے سامنے پڑھی جائے، چونکہ نماز افضل تر عبادت اور اصل اسلام ہے اس کی اچھائی برائی سے مذہب کی برائی بھلائی کا بھی اندازہ بآسانی ہوسکتا ہے حضرت قفال مروزیؒ جو ایک زبردست عالم اور دونوں مذہبوں سے پورے واقف تھے۔ اونہیں حکم ہوا کہ دونوں مذہب کی رُو سے ایسی نماز جس سے کم درجہ جائز نہ ہو پڑھ کر دکھائیں۔

قفال مروزیؒ نے اوّل شافعی مذہب کے مطابق دو رکعتیں ادا کیں کامل طہارت اور پاکیزگی سے باقاعدہ پورا وضو کرکے اچھا اور پاک لباس پہن کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر باادب خشوع خضوع کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں جن میں نماز کے کل ارکان بجالائے نہ کسی فرض کو چھوڑا نہ سنت کو نہ ہیئت کو نہ رکن کو اور عمدگی سے نماز پوری کی کیونکہ شافعی مذہب میں نماز کے کمال اور عمدگی کو چھوڑ دینا ناجائز ہے۔

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اب دو رکعتیں حنفی مذہب کے مطابق ادا کر دے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جائز رکھتے ہوں قفالؒ نے کتے کی دباغت دی ہوئی کھال پہن لی اور اوس کا چوتھائی حصہ نجاست سے آلودہ کرلیا اور بھگوئی ہوئی کھجوروں کے پانی سے اُلٹا سُلٹا وضو کیا، مثلاً پہلے پاؤں کو دھویا پھر منہ کو پھر مسح کیا پھر ہاتھوں کو دھویا اس طرح بے ترتیبی سے بغیر نیت کے وضو کیا،

چونکہ وہ ایک میدان میں تھے اور گرمی کا موسم تھا اور کھجوروں کے چلکنے اور میٹھے پانی سے وضو کیا تھا بدن پر مکھیاں بھن بھنانے لگیں اور مچھر اور طرح طرح کے جانوروں نے بلا کیطرح آگھیرا اور ایک تماشا بن گیا پھر بجائے اللہ اکبر کہنے کے فارسی زبان میں اوس کا ترجمہ "خدا بزرگ تر ہست" کہکر بجائے قرآن کریم پڑھنے کے چھوٹی سی آیت مُدْهَامَّتَانِ کا ترجمہ "دو برگ سبز" فارسی زبان میں پڑھدیا اور بغیر باقاعدہ اطمینان کے ساتھ رکوع کرنے کے دو سجدے کر لئے اور وہ بھی کیا تھے جیسے مُرغ زمین سے دانا اٹھاتا ہو اور دو سجدوں کے درمیان جلسہ بھی نہ کیا اس طرح دو رکعت پڑھ کر سلام کے بجائے گوز مار دیا اور فارغ ہو گئے، اور سلطان سے کہنے لگے یہ ہے حنفی مذہب کی جائز نماز، سلطان محمود کو بیحد طیش آیا اور نہایت خشمناک ہو کر غصہ سے فرمانے لگے۔ قفال میں سچ کہتا ہوں اگر اس میں کچھ بھی غلطی ہوئی اور کوئی ایک بات بھی حنفی مذہب کی جائز کی ہوئی نہ ہوئی تو میں خدا کی قسم تیری گردن اڑا دونگا، یہ تو ایسی نماز ہے جسے کوئی دیندار جائز نہیں کہہ سکتا اور ساتھ ہی موجودہ حنفیوں نے بھی انکار کیا کہ یہ نماز حنفی مذہب کی نماز نہیں، قفال نے عرض کیا کہ حضور اس مذہب کی کتابیں منگوالیں چنانچہ حنفی مذہب کی فقہ کی کتابیں لائی گئیں چونکہ دونوں مذہب کے علماء آپس میں فریقین تھے اس لئے ایک پڑھے لکھے نصرانی کو بلا کر سلطان محمود نے حکم دیا کہ قفال کی پیش کردہ عبارتیں پڑھ کر ترجمہ کرکے بادشاہ کو سنائے، قفال نے وہ سب مقامات پیش کر دئے جن میں ان مذکورہ بالا کاموں کو جائز کہا گیا تھا اور جن حوالوں سے اس طرح کی نماز جائز ہوتی تھی اب بادشاہ کو یقین ہو گیا اور اوس نے اس مذہب سے توبہ کی۔

اس واقعہ کو نقل کرکے امام الحرمین لکھتے ہیں[۱۹] لَوْ عُرِضَتِ الصَّلٰوةُ الَّتِیْ جَوَّزَهَا اَبُوْحَنِیْفَةَ عَلَی الْعَامِیِّ لَامْتَنَعَ مِنْ قَبُوْلِهَا وَالصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَفْسَدَ اِعْتِقَادُهٗ فِی الصَّلٰوةِ وَضُوْحًا عَلٰی بُطْلَانِ مَذْهَبِهٖ یعنی امام ابوحنیفہؒ نے جس نماز کو جائز کیا ہے اگر یہ نماز کسی گنوار اور جاہل آدمی کے سامنے بھی پیش کی جاوے تو وہ بھی اسے قبول نہ کریگا اور جس مذہب نے نماز جیسی اسلام کی جڑ کو اس طرح بگاڑ رکھا ہو اوس مذہب کے باطل اور غلط ہونے میں کیا شبہ رہ گیا؟

ہمارے دوست سندرجہ بالا مضمون سے ہم پر خفا ہوں ہم نے دنیا کے ایک ممتاز ترین وجود ایک بہترین انسان ایک مسلّمہ عالم جنہیں دنیائے اسلام کی جانب سے امام الحرمین کا خطاب ملا ہے

کا یہ مضمون نقل کیا ہے اصل قلمی نسخہ ہمارے پاس موجود ہے جو صاحب چاہیں زیارت کرلیں۔
ہاں یہ تو ہم بھی ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ بیشک حنفی مذہب کی فقہ کی کتابوں میں یہ سب مسائل موجود ہیں جن سے حنفی مذہب کی نماز کا یہ نقشہ بالکل صحیح اترتا ہے، اب عبارتیں مع عربی و ترجمہ کے صفحات کے حوالوں سمیت ملاحظہ فرمائیے جو صرف اسی کتاب دُرِّمختار سے ہم نقل کرتے ہیں۔ اولاً تو حضرت قفال رح کے کتے کی دباغت دی ہوئی کھال پہنی اسکی نسبت حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار جلد اول ص۱۵۲ میں ہے لَیْسَ الْکَلْبُ بِنَجِسِ الْعَیْنِ یعنی کتا نجس العین نہیں، اور ص۱۵۱ میں ہے اَفَادَ کَلَامُہٗ طَھَارَۃَ جِلْدِ کَلْبٍ یعنی کتے کی کھال دباغت کے بعد پاک ہے، پھر اُسے نجاست میں آلودہ کیا اس کی نسبت سنئے ص۲۳۵ میں ہے وَعُفِیَ دُوْنَ رُبْعٍ یعنی چوتھائی تک نجاست پہنچنے تک کپڑا پاک ہے، ہدایہ میں بھی یہی ہے حَتّٰی یَبْلُغَ رُبْعَ الثَّوْبِ یعنی نجاست آلودہ کپڑا پہن کر نماز جائز ہے یہانتک کہ چوتھائی کپڑے تک پہنچے۔ بِرُبْعِ الْمُصَابِ یعنی چوتھائی کپڑے سے کم تک اگر نجاست میں آلودہ ہوگیا ہو تو نماز ہوجائیگی نیز حکم بدن کا بھی ہے یعنی کچھ کم چوتھائی بدن تک اگر پلیدی لگی ہوئی ہو تو بھی نماز ہوجائیگی، بھیگی ہوئی کھجوروں کے شیرے سے وضو کرنے کی نسبت سنئے۔ ص۹ میں ہے وَبِنَبِیْذِ تَمْرٍ یعنی بھیگی ہوئی کھجوروں کے شیرے سے بھی وضو ہوسکتا ہے۔ وضو کو اُلٹا سُلٹا کرنے کی نسبت سنئے ص۹ میں لکھا ہے وَالتَّرْتِیْبُ یعنی وضو کے اعضاء کو ایک کے پیچھے ایک دھونا یہ سنت ہے (یعنی اگر ایسا نہ کرے تو بھی وضو ہوجائیگا) نیت نہ کرنے کی دلیل سنئے ص۸ میں ہے اَلْبُدَاءَۃُ بِالنِّیَّۃِ یعنی نیت سنت ہے (یعنی اگر نہ بھی کی جائے تو وضو ہوجائیگا) چنانچہ شرح کے اسی صفحہ میں ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَصِحُّ عِنْدَنَا بِاَوْضُوْءٍ وَلَوْ لَمْ یَکُنْ مَنْوِیًّا یعنی وضو کی اگرچہ نیت نہ کی ہو تاہم ہمارے مذہب میں نماز ہوجائیگی اور صحیح ہوگی۔ خلابزرگ تراست کی دلیل سنئے ص۳۵ میں ہے لَمَا صَحَّ لَوْ شَرَعَ بِغَیْرِ عَرَبِیَّۃٍ یعنی بجائے اللہ اکبر کہنے کے دوسری کسی زبان میں اس کا ترجمہ کہدے تو درست اور صحیح ہے۔ صرف ایک ہی آیت پڑھنے کے متعلق سنئے ص۲۹۶ میں ہے فَرْضُ الْقِرَاءَۃِ اٰیَۃٌ یعنی فرض صرف ایک آیت کا پڑھ لینا ہے۔ اور اس ایک آیت کا بھی صرف ترجمہ پڑھ دینے کے متعلق سنئے ص۳۵۸ میں ہے قَرَأَ بِالْفَارِسِیَّۃِ ..... اِنْ ذَکَرَ اٰیَۃً یعنی اگر صرف فارسی میں مقام ذکر کا ترجمہ پڑھ لے تو نماز فاسد نہ ہوگی (اس سے بہت زیادہ تشریح کے ساتھ

یہ مسئلہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب ہدایہ میں صاف لفظوں میں مرقوم ہے وہ لکھتے ہیں قَرَأَ فِيهَا بِالْفَارِسِيَّةِ ..... وَهُوَ مُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةِ أَجْزَأَهُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وص۸۴ جلد اول مجتبائی) یعنی ایک شخص باوجود اچھی طرح عربی میں قرآن کے پڑھنے پر قدرت رکھتا ہو پھر بھی اگر وہ فارسی میں پڑھے تو امام صاحب کے نزدیک جائز ہے (نماز ہو جائیگی) اب رہا امام قفال کا رکوع سجدے وغیرہ میں اطمینان نہ کرنا یعنی مرغ کی طرح ٹھونگیں مار لینا اس کی دلیل سنئے ص۳۴۲ میں ہے وَبَعْدِيلُ الْأَرْكَانِ یعنی رکوع سجود میں اگر تعدیل یعنی اطمینان نہ کرے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی ص۳۳۳ پر لکھا ہے کہ رکوع جو فرض ہے وہ صرف اتنا جھک جانے سے ادا ہو جاتا ہے کہ اگر اپنے ہاتھوں کو دراز کرے تو گھٹنوں کو تھام سکے، اور سجدے کی فرضیت صرف اتنی ہے کہ پیشانی زمین پر لگ جائے اور دونوں پاؤں کی کوئی ایک ہی انگلی زمین پر لگ جائے بس وہ رکوع ہو گیا یہ سجدہ ہو گیا عبارت ملاحظہ ہو بِحَيْثُ لَوْ مَدَّ يَدَيْهِ نَالَ رُكْبَتَيْهِ ..... بِجَبْهَتِهِ وَقَدْرُ مَا يَجِدُ حَجْمَ الْجَبْهَةِ وَوَضْعُ إِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ مِنْهُ اس سے بھی واضح عبارت ہدایہ کی ہے جس کی جلد اول مجتبائی ص۸۹ میں ہے أَمَّا الْاِسْتِوَاءُ قَائِمًا فَلَيْسَ بِفَرْضٍ وَكَذَا الْجَلْسَةُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَالطُّمَأْنِينَةُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَهُذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدٍ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا رکوع سجدہ اطمینان قرار اور آرام سے کرنا امام صاحب کے نزدیک فرض نہیں نہ اوسکے شاگرد محمد کے نزدیک، اور ہدایہ اول یوسفی ص۱۰۰ میں ہے کہ صرف ناک لگا لینے صرف ماتھا لگا لینے سے سجدہ ہو جاتا ہے۔ اب بجائے سلام کے پچھلے راستہ سے ہوا نکال دینے کی بابت حوالہ لیجئے اسی کتاب درمختار جلد اول مصری کے ص۳۳۱ میں ہے وَمِنْهَا الْخُرُوجُ بِصُنْعِهِ یعنی نماز کے خلاف کوئی بھی کام کر ڈالے تو نماز سے گویا سلام پھیر دیا یعنی بقدر تشہد پڑھ لینے کے آخری التحیات میں بیٹھا رہا پڑھا کچھ بھی نہیں پھر بجائے سلام کے خواہ گوز مار دے خواہ قہقہہ لگا کر ہنس دے خواہ کسی سے بات کرے یا اٹھ کر چلتا پھرتا بنے یہ سب قائم مقام سلام پھیرنے کے ہے ملاحظہ ہو اسی کتاب کی شرح ماورہدایہ جلد اول مجتبائی ص۱۱۱ باب الحدث میں لکھا ہے إِذْ تَعَمَّدَ الْحَدَثَ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ ..... تَمَّتْ صَلَوٰتُهُ یعنی قصداً التحیات جتنا بیٹھ کر گوز مار دے تو نماز پوری ہو گئی، ناظرین کرام یہ ہے حنفی نماز کا نقشہ اور وہ ہے حنفی امامت کا نقشہ، اگر پسند ہو تو حنفی بنے رہو اگر طبیعت گھن کرتی ہو تو آؤ ہمارے ساتھ مل جاؤ اور خدا رسول کی باتوں کا ماننا اپنے ذمہ فرض کر کے فقہا کی ان بیہودہ باتوں اور ان مکروہ مسائل کو ترک کر دو۔

(۲۱) اکیسواں مسئلہ - درمختار مصری جلد دوم ص۱۰۸ میں ہے اَوْ جَامَعَ فِیْمَا دُوْنَ الْفَرْجِ وَلَمْ یُنْزِلْ یعنی اگر روزے دار روزے کی حالت میں شرمگاہ کے سوا اور کہیں مجامعت کرے اور انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا مجیب صاحب نے ایک اور نام لکھدیا اور اپنے نزدیک بارِ دلیل سے سبکدوش ہوگئے، حالانکہ ہمارے نزدیک نہ اون کا قول قابلِ حجت نہ ان کا، حدیث شریف میں تو روس شخص پر بھی کفارہ ہے جو اپنی بیوی سے مجامعت کرے، انزال ہونے نہ ہونے کی کوئی قید حدیث شریف میں نہیں ملاحظہ ہو بخاری و مسلم وغیرہ جہاں صاف ہے کہ ایسے شخص کو حضور نے فرمایا تجھ پر کفارہ ہے ایک غلام آزاد کر نہ ہو تو دو مہینے کے روزے رکھ اگر نہ طاقت ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھلاؤ، بلکہ خود آپ کے فقہاء نے بھی کوئی قید نہیں لگائی ملاحظہ ہو مراقی مصری جلد اول ص۳۸۵ جب اپنی بیوی سے یہ فعل کرنا موجب ہوا روزے کے ٹوٹ جانے کا اور کفارے کے واجب ہو جانے کا پھر حنفی مذہب فقہا، کا فرج کے سوا اور جگہ جماع کرنے سے روزے میں کسی قسم کا نقصان نہ بتلانا بلکہ انزال ہو بھی جائے تو کفارے کا حکم نہ دینا - مردہ عورت اور جانوروں کے ساتھ بدکاری کرنے سے بھی گو اون کی فرج میں ہی دخول کیا ہو پھر بھی روزے کو سالم بتلانا ایک اندھیر مچانا نہیں تو اور کیا ہے؟ ملاحظہ ہو درمختار اور اوس کی شرح ردالمحتار کا یہی صفحہ اور اس سے اگلا صفحہ، گو کوئی صاحب اسے ہلکا امر جانیں مگر فقہاء نے تو درحقیقت منی کے نکلنے پر بھی بعض صورتوں میں روزے کو فاسد نہیں بتلایا، جیسے ہاتھ سے منی نکال ڈالنا یعنی مشت زنی کرکے فراغت حاصل کر لینا ملاحظہ ہو اگلا نمبر ۲۲ - مراقی الفلاح مصری جلد اول ص۳۹۳ میں ہے اَوْ اَنْزَلَ بِوَطْءٍ مَیِّتَۃٍ اَوْ بَہِیْمَۃٍ ..... اَوْ اَنْزَلَ بِتَفْخِیْذٍ اَوْ تَبْطِیْنٍ اَوْ عَبَثٍ بِالْکَفِّ ..... اَوْ وَطِئَتْ وَہِیَ نَائِمَۃٌ یعنی مردہ عورت سے صحبت کی اور انزال بھی ہوا یا جانور سے کالا منہ کیا اور منی بھی نکلی یا ران میں یا پیٹ پر مجامعت کی اور انزال بھی ہو گیا یا مشت زنی کرکے منی نکال ڈالی ان سب صورتوں میں روزے کا کفارہ نہیں، اسی طرح سوئی ہوئی عورت سے جماع کیا گیا تو بھی اوس عورت پر کفارہ نہیں، اور ہدایہ جلد اول ص۱۹۹ میں ہے کہ حضرت امام اعظم صاحب فرماتے ہیں لونڈے بازی کرنے سے بھی اگر روزہ رکھ کر کی ہو تو کفارہ نہیں، اور یہ بھی خیال رہے کہ تنویر الابصار کا یہ لکھنا کہ فرج کے سوا اور جگہ ہو ظاہر کر رہا ہے کہ اگر دبر میں وطی کی جائے تو روزہ نہ ٹوٹیگا +

(۲۲) بائیسواں مسئلہ - درمختار مصری جلد دوم ص۱۰۹ میں ہے کَوْ خَافَ الزِّنَا بِاَنْ رَاَی

اَنْ لَّا وَبَالَ عَلَیْہِ یعنی اگر زنا کا خوف ہو اور مشت زنی کر کے اپنے ہاتھ سے منی نکال ڈالے تو امید ہے کہ اوسے کچھ وبال نہ ہوگا، اس مسئلہ میں بھی ہمارے حنفی دوستوں نے ایک نام اور دے دیا ہے، ہمارے نزدیک نہ اوس کی بات حجت نہ اس کی، پھر آپ نہایت غیظ و غضب سے لکھتے ہیں کہ یہ فعل ہمارے ہاں مذہب حنفی میں مکروہ تحریمی ہے، میں کہتا ہوں جناب یہ تو آپ کی صرف پردہ پوشی ہے مکروہ تحریمی تو ایک طرف آپ کے مذہب میں تو یہ فعل واجب ہے، اسی کتاب درمختار کی شرح ردالمحتار کے اسی صفحہ ۱۰۹ میں ہے بَلْ وَتَعَیَّنَ الْخَلَاصُ مِنَ الزِّنَا بِہٖ وَجَبَ یعنی اگر مشت زنی کرنے سے زنا سے بچاؤ کا یقین ہو تو مشت زنی کرنی واجب ہے، اللہ اکبر حنفی دوستو کیا اب بھی اسی مذہب کو مانتے چلے جاؤ گے؟ کونسا مجرد بے عورت جوان آدمی ایسا ہے جسے زنا کا خوف نہ ہو اور کیا منی نکل جانے سے حیوانی جذبات کا اوس وقت مٹ جانا اور اوسوقت شہوت کی تسکین کا ہو جانا یقینی نہیں؟ اور اس صورت میں حنفی مذہب کا فتویٰ ہے کہ مشت زنی کرنی واجب ہے شرم! شرم!! شرم!!! اس سے بھی زیادہ سنئے فتح القدیر مصری جلد اول صفحہ ۵۴ میں ہے وَاسْتَمْنٰی بِکَفِّہٖ ..... فَلَمَّا انْفَصَلَ اَخَذَ اِحْلِیْلَہٗ حَتّٰی سَکَنَتْ فَاَرْسَلَ فَخَرَجَ بِلَا شَہْوَۃٍ الخ یعنی امام اعظم امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مشت زنی کی جب منی آگئی تو اپنے ذکر کے سوراخ کو تھام لیا جب وہ ٹھنڈا پڑ گیا تو چھوڑ دیا اور منی نکال ڈالی تو اس صورت میں اوس پر غسل کرنا بھی نہیں، بلکہ درمختار اور ردالمحتار کے اسی صفحہ ۱۰۹ میں ہے کہ روزے میں اس فعل کے کرنیوالے کا روزہ بھی نہیں جاتا بلکہ اس طرح اگر منی نکالنے سے بھی نہ روزہ جائے نہ کفارہ آئے عبارت ملاحظہ ہو وَالْمُتَبَادَرُ مِنْ کَلَامِہِمْ اَلْاِنْزَالُ یعنی ظاہر یہی ہے کہ انزال ہو جانے پر بھی نہ تو قضا ہے نہ کفارہ اور شامی شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۹ میں ہے کہ غلبۂ شہوت کے وقت تسکین شہوت کے لئے مشت زنی کر لینے میں کوئی گناہ نہیں اور اسی صفحہ میں ہے وَیَجُوْزُ اَنْ یَّسْتَمْنِیَ بِیَدِ زَوْجَتِہٖ وَخَادِمَتِہٖ یعنی اپنی بیوی کے ہاتھ سے اور اپنی خدمتگار عورت کے ہاتھ سے بھی مشت زنی کرانا جائز ہے۔ حنفی مذہب کی معتبر کتاب مراقی الفلاح مصری جلد اول صفحہ ۵۶ میں ہے وَلَہٗ ذَالِکَ اِنْ کَانَ مُغَرَّبًا یعنی کنوارے شخص کو مشت زنی کر لینے کا اختیار ہے، طحطاوی کے اسی صفحہ میں ہے وَاَنْ رَجُلًا عَزَبًا بِہٖ فَرْطُ شَہْوَۃٍ لَہٗ اَنْ یَّسْتَمْنِیَ بِعِلَاجٍ لِتَسْکِیْنِہَا وَلَا یَکُوْنُ مَاْجُوْرًا اَلْبَتَّۃَ یَجُوْزُ رَأْسًا بِرَأْسٍ ھٰکَذَا رُوِیَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی مجتہد مطلق امام اعظم حضرت ابوحنیفہ کا ارشاد ہے

کہ جس نوجوان کنوارے کو شہوت کا غلبہ ہو تو اُسے حق حاصل ہے کہ مشت زنی کرلے تاکہ تسکین ہو جائے گو اس میں اُسے اَجر اور ثواب تو نہ ملیگا لیکن کچھ گناہ بھی نہ ہوگا برابر سرابر رہیگا، اور عالمگیری مصری جلد اول ص۲۱۷ میں ہے کہ اگر دو عورتیں آپس میں چٹی بازی کریں تو اُن کا روزہ بھی فاسد نہیں ہوتا۔ حنفی دوستو! یہ تو ہیں حنفی مذہب کے مسائل اب اہلحدیث مذہب کے مسائل سنئے اور ان شرم سوز خلافِ انسانیت مسائل کی برائی معلوم کیجئے، قرآن کریم فرماتا ہے فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ یعنی جو شخص (اپنی بیاہتا بیوی اور حلال لونڈی) کے سوا اور تلاش کرے وہ ظالم اور حد سے گذر جانیوالا سرکش اور باغی ہے، پس مشت زنی کرنے والا بھی اس میں داخل ہے اور وہ بھی باغی اور عادی ہے۔ دوستو سنو! تمہارے فقہا نے تو تسکین شہوت کے لئے یہ پاجیانہ طریقہ بتلایا کہ وہ مشت زنی کرلے لیکن تمہارے اور ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَآءٌ (بخاری مسلم) یعنی ایسا شخص روزہ رکھے یہ روزہ رکھنا اُس کے لئے خصی ہونا ہے، مشکوٰۃ مطبوعہ انصاری دہلی ص۶۱ میں ہے اِنَّ خِصَآءَ اُمَّتِیَ الصِّيَامُ یعنی روزے رکھنا میری اُمت کی تسکینِ شہوت کے لئے ایسا ہے جیسے خصی ہونا، ساتھ ہی وہ حدیث بھی خیال میں رہے جو تمہاری فقہ کی کتابوں میں بھی ہے جسے صاحبِ دُرِّ مختار بھی لائے ہیں جس کی سند کے ذمہ دار وہ خود ہیں جس میں ہے کہ نَاكِحُ الْيَدِ مَلْعُوْنٌ ص۳۰۹ یعنی ہاتھ سے مشت زنی کرنے والا لعنتی ہے، ہمارے مجیب علامہ نے ایک اور دلیل یہ دی ہے کہ جب دو بلائیں کسی پر آپڑیں تو اُسے ہلکی چیز اختیار کرنی چاہیئے اور اس قاعدہ کی بنا پر اُس نے اپنے طور پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایک طرف زنا کا خوف ہے دوسری طرف مشت زنی ہے تو یہ دوسرا کام کرلے کیونکہ بہ نسبت اُس کے یہ ہلکا کام ہے۔ میں کہتا ہوں اگر یہ قاعدہ صحیح ہے اور قابلِ عمل ہے اور اس کے یہی معنی ہیں جو حنفی مولوی صاحب نے بیان فرمائے ہیں تو ایک طرف کسی گھر بار والی عفیفہ عورت سے کسی بدکار کا یہ ارادہ ہو تو اُسے چاہیئے کہ کسی پیشہ ور رنڈی سے منہ کالا کرلے کیونکہ بمقابلہ اُس کے یہ ہلکا امر ہے، اسی طرح پڑوس اور دور والی اسیطرح قرابت والی اور اجنبیہ، نفس ہے اس سمجھ پر اور لعنت ہے ایسے کام پر اور ایسے کلام پر، فقہ کے مقلدو! یاد رکھو شرعاً یہ بھی حرام وہ بھی حرام

گھر گھرستی عورت کے ساتھ جس طرح زناکاری حرام اسی طرح پیشہ ور عورت کے ساتھ بھی، جس طرح پڑوسن حرام اسی طرح دوروالی بھی، جس طرح زنا حرام اسی طرح مشت زنی بھی۔ حنفی دوستو! اب آپ کو اختیار ہے کہ حنفی رہ کر ان ناہنجار اور ناپاک مسائل کو مانو یا محمدی بن کر ان مسائل کو رد کردو ✤

(۲۳) تئیسواں مسئلہ۔ دُرِّ مختار مصری جلد دوم ص۱۰۹ میں ہے وَكَذَا الْاِسْتِمْنَاءُ بِالْكَفِّ یعنی مشت زنی کرنے سے بھی ایسی حالت میں روزہ فاسد نہیں ہوتا، اس کی دلیل بھی معترض صاحب نے کوئی نہیں بیان کی بلکہ ہم سے ہی اس کے خلاف پر دلیل پوچھی ہے، ہاں آپ نے نہایت خفگی سے یہ لکھا ہے کہ یہ حکم اُسوقت ہے جب انزال نہو، پھر ہماری نسبت لکھا ہے کہ "ہمنے انزال نہونے کا ذکر نہیں کیا تاکہ ناظرین کو مغالطہ لگے کہ انزال ہونے پر بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا" میں کہتا ہوں مسکین معترض سے بدحواسی میں اُردو عبارت بھی نہیں سمجھی گئی، یعنے تو اس نمبر میں یہ عبارت لکھی ہے کہ "ایسی حالت میں" اور اس کی تشبیہ ہے نمبر ۲۱ کے ساتھ اور وہاں یہ قید لفظاً موجود ہے اس لئے یہاں لکھا گیا کہ "ایسی حالت میں"، خیر یہ تو ہوئی ان کی خوش فہمی، لیکن اب میں کہتا ہوں کہ فی الحقیقت حنفی مذہب میں یہ بھی ہے کہ روزہ دار شخص مشت زنی کرے اور انزال ہوجائے تو بھی اُس کا روزہ فاسد نہیں ہوتا ہاں یہ شرط ہے کہ ہو حنفی، سنو لے "العدل" اور "الفقیہ" کے نامہ نگار دو اسی کتاب کی شرح کے اسی صفحہ میں ہے لٰكِنَّ الْمُتَبَادَرَ مِنْ كَلَامِهِ اَلْاِنْزَالُ یعنی دُرِّ مختار والے کے کلام سے فہم کے قریب تر بات یہی ہے کہ انزال ہوجائے تب ہی یہی حکم ہے۔ حقیقت میں شارح نے ٹھیک سمجھا ہے کیونکہ درمختار والے آگے چل کر لکھتے ہیں کہ زنا کا جب خوف ہو تب تو مشت زنی کرنیوالے پر کوئی وبال ہی نہیں۔ ظاہر ہے کہ زنا کے خوف سے محض مشت زنی نجات نہیں دیسکتی جبتک کہ انزال نہو۔ کیونکہ تسکین شہوت کا موجب یا سبب انزال ہی ہے، معترض کی چالاکی دیکھئے کہ شرح کی اس سے پہلے کی عبارت تو نقل کردی اور اُس کے ساتھ ہی کی یہ عبارت نقل نہ کی، یہ چوریاں اور سینہ زوریاں کہ لٰكِنَّ سے جس عبارت سے استدراک کیا ہے اُسے چھوڑ دو آدھا کلام نقل کرو اور پھر اہلحدیث کو برا بھلا کہنے بیٹھ جاؤ، اچھا اب کھلے لفظوں میں سنئے۔ آپ کے مذہب کی معتبر کتاب غنایہ شرح ہدایہ مصری جلد دوم ص۲۵۶ میں ہے اِذَا عَالَجَ ذَكَرَهُ بِكَفِّهِ حَتّٰى اَمْنَى لَمْ يُفْطِرْ

یعنی کسی نے حلق لگایا مشت زنی کی یعنی اپنے ہاتھ سے کام نکالا یہانتک کہ انزال ہوگیا منی نکل آئی تاہم اُس کا روزہ نہیں ٹوٹا کہیئے مولوی صاحب اب تو آپکو بھی یقین ہوگیا ہوگا کہ فی الواقع یہ گندہ اور ناپاک مسئلہ جس کے سننے سے آپ گھبراتے ہیں آپکی کتابوں میں یونہی موجود ہے۔ میرے حنفی بھائیو! میرا روئے سخن تو آپکی طرف ہے میں آپسے پوچھتا ہوں کہ بخاری مسلم اور صحاح ستہ کی بلکہ حدیث کی تقریباً ہر کتاب میں موجود کہ جس صحابی نے اپنی بیوی کے ساتھ رمضان کے دن میں مجامعت کرلی اُسے حضورؐ نے ایک غلام آزاد کرنے یا دو مہینے کے پے در پے روزے رکھنے یا ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم دیا۔ اور بخاری کی روایت میں ہے کہ روزے کی قضا کو فرمایا اب اس حدیث کے ہوتے ہوئے آپکا کہلوا کر مشت زنی جیسے یا جیانہ فعل کو روزے کی حالت میں روزے کو بگاڑ دینوالا نہ بتلانا اُس پر کفارے کا حکم نہ دینا تسکین شہوت کے لئے اسے جائز قرار دینا خوف زنا کی وقت اسے واجب بتلانا منی نکل جائے پھر بھی روزے کو باقی بتلانا یہ صریح مخالفت رسولؐ اور خلاف پیغمبر نہیں تو اور کیا ہے؟ خود معترض نے علامہ شامی کی جو عبارت نقل کی ہے اُس میں بھی یہ موجود ہے کہ مشت زنی سے انزال ہوجانے پر بھی حنفی مذہب کے فقہا کا یہ فیصلہ بھی ہے کہ روزہ نہیں بگڑتا چنانچہ اسی میں ہے وَھُوَ الْمُخْتَارُ معلوم ہوا کہ علامہ کے اس مختار قول کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں جو اس کے خلاف ہیں۔ فتاوی قاضی خاں مصری جلد اوّل صـ۱۱۹ میں ہے لَا یُفْسِدُ یعنی حنفی مذہب فقہا کا یہ قول بھی ہے کہ جانور سے اور مُردہ عورت سے جماع کیا اور منی نکل گئی یا ہاتھ سے مشت زنی کی اور منی نکل گئی تو ان سب صورتوں میں روزہ باطل نہیں ہوتا، دعا ہے کہ خدا آپکو سمجھ دے اور فقہ کی پوجا سے بچائے، ناظرین میں آپ کی زندہ ضمیر سے اپیل کرونگا کہ خدارا حنفی مذہب کے اِس بدترین مسئلہ کو ترک کردو یہ لوگ تو صاف لکھتے ہیں کہ بوقت خوف زنا مشت زنی واجب ہے اعوذ باللہ ثم اعوذ باللہ بلکہ طحطاوی مصری جلد اول صـ۳۸۴ میں ہے یُؤْجَرُ اِذَا خَافَ الشَّھْوَۃَ یعنی خوف زنا کے وقت مشت زنی کرنیوالے کو ثواب ملیگا۔ نعوذ باللہ معترض نے لکھا ہے کہ ہمارے فقہاء کا مقصود یہ ہے کہ اگر کوئی غلطی سے ایسا کر بیٹھے تو اُس کے لئے حکم یہ ہے، یہ مقصود نہیں کہ یہ کام بھی اُن کے نزدیک جائز ہوں لیکن میں کہتا ہوں یہ نرا دھوکہ ہے، درمختار کے اسی صفحہ میں ہے کہ زنا کے خوف کے

وقت مشت زنی کرنے میں وبال ہی نہیں، شارح لکھتے ہیں[۲۴۳] یہ قید لگانا بھی فضول ہے بلکہ زنا سے بچنے کے لئے یہ پاجی فعل کرنا واجب ہے پھر لکھتے ہیں[۲۴۴] لیکن شہوت کیلئے مشت زنی کرنے میں کوئی برائی نہیں۔ پھر لکھتے ہیں[۲۴۵] کہ اپنی بیوی اور اپنی لونڈی کے ہاتھوں یہ کام کرانا بھی جائز ہے۔ پھر لکھتے ہیں[۲۴۶] کسی فقیہ نے اگر مکروہ لکھا ہے تو اُس کا مطلب بھی مکروہ تحریمی نہیں، تو جائز ہونے میں ہرگز ہرگز کسی طرح کا کلام ہی نہیں، پھر لکھتے ہیں[۲۴۷] کہ یہی مذہب سمجھا جائے کہ یہ جواز اُس شخص کیلئے ہے جو مجرد ہو جس کی بیوی لونڈی نہ ہو نہیں گو ہو۔ لیکن وہ اُس وقت پاس نہیں (یا مثلاً حیض سے ہے) نہیں جا سکتے تو بھی اپنے ہاتھ سے ہی کام نکال لے اپنا پانی آپ ہی سینچ ڈالے چلو چھٹی ہوئی۔ شرم! شرم! شرم! ہاں الفقیہ کے نامہ نگارو! سنئے آگے چل کر دُرِ مختار نے اور صورتیں بھی بتائی ہیں وہاں بھی انزال ہو جانے پر بھی روزہ نہیں ٹوٹتا مثلاً چوپائے کے فرج کو اُس کی پیشاب گاہ کو اِس قدر مساس کیا کہ انزال ہو گیا پھر بھی روزہ میں کوئی نقصان نہیں[۲۴۸] اَوْ مَسَّ فَرْجَ بَهِيْمَةٍ اَوْ قَبَّلَهَا فَاَنْزَلَ یعنی کسی نے چوپائے کی پیشاب گاہ کو مساس کیا یا بوسہ دیا اور انزال ہو گیا تو اُس کے روزے میں ٹوٹ پھوٹ نہیں ہوئی ✤

(۲۴) **چوبیسواں مسئلہ** دُرِ مختار مصری جلد دوم صـ۱۰۹ میں ہے[۲۴۹] اَوْ اَدْخَلَ ذَكَرَهٗ فِيْ بَهِيْمَةٍ یعنی اگر کوئی شخص چوپائے جانور (گائے بھینس بکری وغیرہ) کے ساتھ بُرا کام کرے تو بھی ایسی حالت میں روزہ نہیں جاتا۔"

(۲۵) **پچیسواں مسئلہ** دُرِ مختار مصری جلد دوم صـ۱۰۶ میں ہے[۲۵۰] اَوْ مَيِّتَةٍ یعنی اگر میت (مرے ہوئے مُردے) کے ساتھ بھی بدفعلی کرے تو بھی ایسی حالت میں روزہ نہیں بگڑتا"، معترض چونکہ اسکی دلیل دینے سے بھی عاجز تھے اِس لئے شروع سے نقل کرنے میں ہی چالاکی کی یعنی میرے لفظ "ایسی حالت میں" نقل ہی نہیں کئے اور جھٹ سے اعتراض جڑ دیا کہ ہم نے انزال نہ ہونے کی عبارت ہی نقل نہیں کی حالانکہ یہ غلط ہے لیکن شکر ہے کہ اِن تمام مسائل کو مانا ہے کہ بیشک یہ امور حنفی مذہب میں ہیں بلکہ کفایہ شرح ہدایہ جلد دوم مصری صـ۲۶۱ میں امام ابوحنیفہ کا قول نقل کیا ہے کہ دبر میں وطی کرنے سے بھی خواہ عورت کی ہو خواہ مرد کی خواہ انزال ہوا ہو خواہ منی بھی نکل گئی ہو پھر بھی دونوں پر روزے کا کفارہ لازم نہیں[۲۵۱] عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّهٗ لَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِمَا اور ہدایہ مجتبائی جلد اول صـ۱۹۹

میں بھی یہی ہے وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّہٗ لَا یَجِبُ الْکَفَّارَۃُ بِالْجِمَاعِ فِی الْمَوْضِعِ الْمَکْرُوْہِ یعنی دُبر میں جماع کرنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا، دُرمختار جلد دوم مصری ص۱۱۳ میں ہے، اَوْ وَطِئَتْ نَائِمَۃً اَوْ مَجْنُوْنَۃً یعنی سوئی ہوئی اور دیوانگی والی عورت سے اگر وطی کیجائے تو ان دونوں پر بھی کفارہ نہیں، اسی صفحہ میں ہے اَوْ وَطِئَ امْرَأَۃً مَیِّتَۃً اَوْ صَغِیْرَۃً لَا تَشْتَہِیْ ..... اَوْ بَھِیْمَۃً یعنی اسی طرح مُردہ عورت سے چھوٹی غیر خواہشمند لڑکی سے یا جانور سے جماع کیا اور حاجت روائی کر لی تو ان صورتوں میں بھی کفارہ نہیں اگرچہ انزال ہو گیا ہو۔ اب اے حنفی بھائیو میں تم سے پھر پوچھتا ہوں کہ بحث مباحثے کو تو جانے دیجئے خود اپنے دل میں انصاف کر لیجئے کہ حنفی مذہب کا یہ فتویٰ کہاں تک اصولِ اسلام کے مطابق ہے؟ حد جس کے دفعیہ کا شرعی عذر کی وجہ سے حکم ہے وہاں تو بجز زنا کاری کے گو انزال نہ ہوا ہو حد کو واجب بتانا اور یہاں روزے کی حالت میں کفارہ نہ بتانا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ اور روزے کی حالت میں ایسے خلافِ تہذیب فعل ایسی انسانیت سوز حرکات ایسی بے شرمی کی باتیں کرنیوالوں کو فقہا کا ایسی آزادی دینا کہاں تک اسلام کے محاسن کو دوسروں کی نگاہ میں وقعت دے سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ (بخاری) یعنی جو لوگ روزے کی حالت میں بھی جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑیں اُن کی بھوک پیاس کی خدا کو کوئی حاجت نہیں، حدیث میں تو روزہ کا یہاں تک احترام ہوا اور یہاں یہ تعلیم ہو کہ درندوں اور شیطانوں کا فعل کرنے سے بھی روزے میں نقصان نہ آئے فَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ! بلکہ مراقی الفلاح جلد اول مصری ص۳۸۴ میں ہے فَعَلَ الْمَرْءُ بَیْنَ بِلَا اِنْزَالٍ مِنْھُمَا لَا یُفْسِدُ یعنی دو عورتیں آپس میں کارروائی کریں اور دونوں روزے سے ہوں اور انزال نہ ہوا ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا بلکہ ص۲۹۲ میں لکھا ہے اَوْ اَکَلَ عَمْدًا بَعْدَ اَکْلِہٖ نَاسِیًا ..... وَلَوْ عَلِمَ الْخَبَرَ ..... اَوْ جَامَعَ نَاسِیًا ثُمَّ جَامَعَ عَامِدًا ..... یعنی ایک شخص نے بھولے سے کچھ کھا لیا پھر اُسے یاد آ گیا اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ معاف ہے اور میرے روزے میں نقصان نہیں پھر بھی اُس نے جان بوجھکر کھانا کھایا یا بھولے سے جماع کیا پھر یاد آ گیا پھر جان بوجھکر جماع کیا تو بھی کفارہ نہیں، خیال فرمائیے عمداً جماع کر رہا ہے اور فقہا اُسے کفارے سے آزاد کر رہے ہیں +

(۲۶) چھبیسواں مسئلہ۔ دُرمختار جلد دوم مصری ص۳۰۵ میں ہے قَبَّلَ السُّکْرَانُ بِنْتَہٗ تَحْرُمُ الْاُمُّ یعنی نشہ کی حالت میں کسی نے اپنی بیٹی کا بوسہ لے لیا تو اُس کی بیوی اُس پر حرام ہوگئی، ناظرین خیال فرمائیں کہ اوّل تو وہ نشہ میں ہے اُس کے فعل کا اعتبار نہیں پھر اس کی کیا وجہ کہ بوسہ اُس نے لیا اور شامت اُسکی بیوی کی آئی، بُرا کام اُس نے کیا اور برائی اُس کی بیگناہ بیوی پر پڑی۔ خوش فہم معترض نے اِس میں ایک قید لگائی ہے کہ یہ بوسہ شہوت سے لیا ہو تب یہ حکم ہے یہ قید دُرمختار میں نہیں جس کا میں نے حوالہ دیا ہے بلکہ دُرمختار کی شرح میں ہے یُفْتٰی بِالْحُرْمَۃِ فِی الْقُبْلَۃِ مُطْلَقًا یعنی بوسہ میں حرمت کا فتویٰ علی الاطلاق ہے یعنی خواہ شہوت سے ہو خواہ بے شہوت، لیکن میں کہتا ہوں یونہی سہی لیکن اسکی کیا دلیل؟ یا تو یہ بے مکی کہ بد سے بدفعل معاف یا یہ شورا شوری کہ خفیف سے خفیف جرم کی سزا نہ صرف اُس پر بلکہ اسکی بے گناہ بیوی پر، سنو حدیث شریف میں ہے لَا یَجْنِیْ جَانٍ اِلَّا عَلٰی نَفْسِہٖ یعنی ہر گنہگار کا گناہ اُسی پر ہے، قرآن کہتا ہے لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں کرے سو بھرے، ابن ماجہ مصری جلد اوّل ص۱۸۳ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا یُحَرِّمُ الْحَرَامُ الْحَلَالَ یعنی حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔ پس لڑکی کا شہوت سے بوسہ لینا گو حرام ہے مگر اُس حرام سے حلال بیوی حرام نہیں ہوگی یہ ان فقہائے کرام کی خفگی کا نتیجہ ہے حدیث کا مسئلہ نہیں، بلکہ مجنون دیوانے اور پاگل کی نسبت بھی ان کا یہی فتویٰ ہے ملاحظہ ہو ص۳۰۷ دُرمختار مصری جلد۲ وَمَجْنُوْنٌ ..... کَبَالِغٍ حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ مجنون جنون کی حالت میں شرعی مواخذہ سے معاف ہے، اسیطرح بھولے ہوئے شخص کے اور غلطی کرنے والے اور اکراہ یعنی زبردستی سے مجبور کئے ہوئے شخص کے بارے میں بھی حنفی مذہب کا یہی فتویٰ ہے چنانچہ دُرمختار مصری جلد دوم ص۳۰۶ میں ہے وَلَا فَرْقَ ..... بَیْنَ عَمْدٍ وَّنِسْیَانٍ وَّخَطَأٍ وَّاِکْرَاہٍ الخ یعنی خواہ جان کر چھوئے یا دیکھے یا بھولے سے یا خطا سے یا جبر کئے جانے سے یہانتک کہ اگر مرد اپنی بیوی کو جماع کیلئے جگانا چاہے اور ہاتھ لڑکی پر پڑجائے یا عورت اپنے میاں کو جگانا چاہے اور بھولے سے ہاتھ لڑکے پر پڑجائے تو یہ عورت اُس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی حالانکہ حدیث میں ہے رُفِعَ الْمَعْتُوْہُ حَتّٰی یَعْقِلَ یعنے

جنون کی حالت کا ہر کام لغو ہے۔ دوسری حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ (مشکوٰۃ) یعنی میری اُمت کی خطا بھول چوک معاف ہے اور جو کام زبردستی کرایا گیا ہو وہ بھی لغو ہے قابلِ مواخذہ نہیں، یا تو اتنی مہربانی تھی کہ مشت زنی وغیرہ کرے جب بھی روزہ نہ جائے یا اس قدر خفگی ہوئی کہ ایک بیہوش شخص جو اپنے آپے میں نہیں جس کا اقبال انکار، لینا دینا کچھ معتبر نہیں اُس کی ایک بیہوشی کی حرکت پر اُس غریب پر اُس کی بیوی حرام کردی اور اُس بیگناہ عورت کا گھر اُجاڑ دیا۔ اور لطیفہ سنئے ہدایہ شریف جو اس دُرِّ مختار سے بہت زیادہ معتبر ہے جسے حنفی حضرات مثل قرآن مانتے ہیں اُس میں لکھا ہے[۲۶۱] کہ کسی عورت کو اگر شہوت سے چھوئے یا اُس کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھ لے تو اُس کی ماں اُس پر حرام ہو جائیگی۔ لیکن اگر اتنا چھوئے اس قدر مساس کرے کہ انزال ہو جائے یا اُس کے پاخانہ کی جگہ میں بدفعلی کرے تو حرام نہ ہوگی ملاحظہ ہو ہدایہ فَصْلٌ فِی الْمُحَرَّمَاتِ۔ بلکہ اسی[۲۶۲] درمختار میں ہے فَلَوْ اَنْزَلَ مَعَ مَسٍّ اَوْ نَظَرٍ فَلَا حُرْمَۃَ یعنی صرف شرمگاہ کو دیکھ لینے اور مساس کر لینے سے تو حرمت ثابت ہو جائے لیکن اگر اتنا دیکھتا رہا یا مساس کرتا رہا کہ انزال ہوگیا تو حرمت جاتی رہی۔ کیا مزے کی علت حرمت ہے کہ محض چھونے سے حرمت لیکن اگر اتنا چھوئے کہ انزال ہو جائے تو حرمت جاتی رہی، صرف دیکھ لینے سے حرمت موجود لیکن شرمناک خلاف انسانیت لوطی فعل کرنے سے حرمت مفقود، عجب اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے فَالْحَیَا مِنَ الْحَیَا۔ اس سے بھی باریک تر مسئلہ سنئے[۲۶۳] عالمگیری مصری جلد اوّل صـ۲۰۳ میں ہے اِذَا مَدَّ یَدَہٗ اِلٰی اُمِّ اَہٖ بِشَھْوَۃٍ فَوَقَعَتْ عَلٰی اَنْفِ اِبْنَتِھَا فَاَرَادَتْ شَھْوَتَہٗ حَرُمَتْ عَلَیْہِ اُمُّ اَہٖ وَاِنْ نَزَعَ یَدَہٗ مِنْ سَاعَتِہٖ یعنی ایک شخص نے اپنی بیوی کی طرف شہوت سے ہاتھ بڑھایا اور وہ اُس کی لڑکی کی ناک پر پڑ گیا اُسکی شہوت بڑھ گئی پھر گو اُسی وقت اُس نے ہاتھ ہٹا لیا۔ لیکن تاہم اُس کی بیوی اُس پر حرام ہو گئی اور صـ۲۹۱ میں ہے کہ اگر کسی[۲۶۴] عورت کو شہوت سے ہاتھ لگا لیا یا بوسہ لے لیا یا اُسکی شرمگاہ کو دیکھ لیا تو اُسکی ماں اُسکی بیٹیاں وغیرہ سب اُس پر حرام ہو گئیں، اسیطرح اگر عورت نے یہ کام کسی مرد کے ساتھ کر لئے

جب بھی یہی حکم ہے، پھر اندھیر دیکھیئے لکھتے ہیں لیکن اگر کسی چھوٹی لڑکی کے ساتھ جسے خواہش نہ ہو مجامعت کرے تو حرمت ثابت نہ ہوگی ملاحظہ ہو عالمگیری مصری جلد اوّل ص۲۹۲ اسی طرح اگر دُبر کو دیکھے تو بھی حرمت ثابت نہ ہوگی ص۲۹۳ اسی طرح اگر دیکھتے دیکھتے انزال ہو جائے تو بھی حرمت ثابت نہ ہوگی ص۲۹۳ حنفی بھائیو! غور کرو میں پھر تم سے دوستانہ طور پر کہتا ہوں کہ ان انسانی اقوال کی بھول بھلیاں سے نکلو ان انسانی ہیر پھیر سے اپنے تئیں آزاد کرو۔ ہر طرح کے گورکھ دھندوں کو پرے کرو قرآن وحدیث کی صحیح ستھری اور پاکیزہ راہ پر لگ جاؤ ٭

(۲۷) ستائیسواں مسئلہ۔ دُرِّمختار جلد ۲ ص۳۰۸ میں ہے فَقَالَ جَامَعْتُهَا تَثْبُتُ الْحُرْمَةُ یعنی اگر کسی نے (ہنسی مذاق میں جھوٹ) کہدیا کہ میں نے اپنی ساس سے مجامعت کی ہے تو اُس کی بیوی اُس پر حرام ہوگئی، اس کی نسبت حنفی مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس میں لفظ "جھوٹ" ہم نے زیادہ کر دیا ہے۔ حالانکہ معترض صاحب نے خود جو عبارت دُرِّمختار کی نقل کی ہے اُس میں وَلَوْ هَازِلًا کا لفظ موجود ہے اور خود ہی اُس کا ترجمہ کرتے ہیں "اگرچہ ہنسی سے ہو"، تو اب مطلب یہ ہوا کہ اگرچہ کسی نے بطور مذاق کہدیا کہ میں نے ایسا کام کیا ہے تو اُسکی بیوی اُسپر حرام ہوگئی۔ پس ظاہر ہے کہ ہزل اور مذاق خلافِ حقیقت کو ہی عموماً کہا جاتا ہے اور خلافِ حقیقت کا دوسرا نام جھوٹ ہے، پس میں نے ترجمہ میں اسے واضح کر دیا تو آپکو بُرا کیوں لگا؟ غرض صاحبِ کتاب کی صراحت موجود ہے کہ بناوٹ کے طور پر صرف یہ لفظ منہ سے نکالنا موجبِ حرمت ہے نہ یہ کہ یہ واقعہ فی نفسہٖ بھی سچا ہو، علاوہ ازیں اسی کتاب کے اسی صفحہ میں یہ بھی موجود ہے وَلَا يُصَدَّقُ أَنَّهُ كَذَبَ یعنی وہ کہتا ہے کہ میں نے جھوٹ کہا پھر بھی کوئی اعتبار نہیں اُس کی بیوی اُس پر حرام ہوگئی کہیئے اب تو یہ لفظ بھی آگیا کہ وہ خود قائل ہے کہ میں نے غلط اور جھوٹ کہا تھا پھر بھی مینے یہی لکھا تھا پھر مجھپر الزام زیادتی کا کیوں رکھا جاتا ہے؟ خیر اب میں دریافت کرتا ہوں کہ اے "الفقیہ" اور "العدل" اخبار کے اوراق سیاہ کرنیوالو تم ہی بتاؤ اور دین و دیانت سے ایمان و امانت سے بتاؤ اور حنفی مذہب سے اور فقہ کی اُن کتابوں سے بتاؤ جنکی عزت و حرمت نے آپکے دلوں میں قرآن و حدیث کی کوئی وقعت و عظمت باقی نہیں رہنے دی کہ اگر آپکے نزدیک یہ حکم اُس وقت ہے جبکہ جھوٹ نہ ہو یعنی سچ مچ کسی سفلے اور کمینے نے یہ حرکت

کی ہو تو یہ حکم ہے، لیکن اگر کسی نے بطور مذاق یہ کہدیا اور واقعہ یہ نہیں تو اب فرمائیے کہ اس صورت میں مقلدین فقہ کا کیا فتویٰ ہے؟ اور اگر جناب کو یہ لفظ ہی دیکھنا ہے تو گو درمختار سے بھی میں نے نقل کر دیا لیکن ایک اور صاف حوالہ بھی لیتے جائیے، عالمگیری مصری جلد اول صـ۲۹۳ میں ہے قَالَ کَذَبْتُ یعنی گو وہ کہتا ہے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے پھر بھی اوس کی بیوی اوس سے جدا کر دی جائیگی، کہیئے اب تو آپ کی تشفی ہو گئی، اور سنئے صـ۲۹۴ میں ہے وَلَا یُصَدَّقُ اَنَّہٗ کَذَبَ یعنی وہ کہتا ہے کہ میں نے جھوٹ کہا پھر بھی اوس کا اعتبار نہ کیا جائیگا اور اس کی بیوی اوس پر حنفی مذہب حرام کر دیگا، ناظرین کرام یہ ظلم و سفاکی تو آپنے دیکھ ہی لی اب اس کے خلاف سنئے، اسی صفحہ میں ہے کہ ایک شخص نے ایک کنواری لڑکی سے نکاح کیا لیکن جب اوس سے مجامعت کرنی چاہی تو اوسے کنواری نہ پایا اوس سے پوچھا کہ تیرا بکر کس نے توڑا اوس نے کہا تیرے باپ نے مجھ سے بُرا کام کیا تو وہ اوس کی بات کا کچھ اعتبار نہ کرے اوسے جھوٹا جانے اور بدستور اپنی بیوی بنائے رکھے تو یہ بھی حنفی مذہب میں جائز ہے، اور بعینہٖ یہی مسئلہ اسی درمختار جلد دوم صـ۳۰۳ میں بھی ہے، الفاظ ملاحظہ ہوں تَزَوَّجَ بِکْرًا فَوَجَدَھَا ثَیِّبًا وَقَالَتْ اَبُوْکَ فَضَّنِیْ الخ خیال فرمائیے کہ وہاں تو مذاق سے ایک نے پوچھا دوسرے نے مذاق سے جواب دیا پھر وہ غریب کہہ رہا ہے کہ میں نے مذاقاً جھوٹ کہا تھا مگر پھر بھی اوس کی بیوی جو محض بے گناہ ہے اوس پر حرام، اور یہاں وہ خود کہہ رہی ہے کہ تیرے باپ نے مجھ سے کالا منہ کیا اوس کا اقرار ہے ساتھ ہی بکر ٹوٹا ہوا ہے لیکن پھر بھی حنفی مذہب کی یہ بے حمیتی ہے کہ اس خاوند کو اختیار ہے کہ اوسے نہ جانے اور جو عورت کہہ رہی ہے کہ اوس کے خاوند کے باپ نے کنوارپنے میں اُس سے حرام کاری کی ہے اور اوس کا خاوند خود دیکھ رہا ہے کہ یہ کنواری اوس کے پاس نہیں پہونچی لیکن تاہم وہ اوس سے مباشرت کر سکتا ہے اور بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے، اب جناب نے جو فرمایا ہے کہ اس کے خلاف دلیل پیش کرو گو یہ فرض ہمارا نہیں تاہم جس طرح آپ حضرات کی خیرخواہی کے لئے ہم اب تک دلائل پیش کرتے آئے ہیں یہاں بھی ہم بخل نہیں کرتے، سنئے ع۲۲ کے جواب میں ہم اس کے خلاف دلائل احادیث سے نقل کر چکے ہیں اور قرآن سے بھی جنکا مختصر یہ ہے کہ حرام حلال کو حرام نہیں کرتا، گو ساس سے مجامعت حرام ہے لیکن اس حرامکاری سے اوس کی حلال بیٹی یعنی اس کی جائز جورو اس پر حرام نہ ہوگی، اور یہاں تو اس نے بطور

نہر ل دل لگی اور ہنسی کے کہدیا ہے جسے خود وہ مان رہا ہے کہ میں نے غلط اور جھوٹ کہا پھر اوس دُکھیا بے قصور ناکردہ گناہ کو گھر سے بے گھر کیوں کیا جاتا ہے اور اوس کا گھر در کیوں اُجاڑا جا رہا ہے ؟ اور لطف سنئے یہاں تو ان فقہاء کرام کو اس قدر غضب و غصہ ہے اور اس سے پہلے اسی کتاب کے ص۳۰۵ میں لکھ آئے ہیں کہ وَطِیَ اُخْتَ اِمْرَأَتِہٖ لَا تَحْرُمُ عَلَیْہِ اِمْرَأَتُہٗ یعنی اگر کسی نے اپنی بیوی کی بہن سے حرام کاری کی تو اوس کی عورت اس پر حرام نہ ہوگی، اور اسی کتاب کی اسی جلد کے اسی صفحہ میں ہے کہ وَطِیَ دُبُرٌ مُطْلَقًا یعنی اگر کسی نے کسی مرد و عورت کی دُبر میں وطی کی تو اوس کی بیوی اوس پر حرام نہ ہوگی، اب خواہ یہ کالا منہ کسی سے کیا ہو مثلاً ساس سے سالی سے خسر سے سالے سے کسی سے بھی کیوں نہ کیا ہو کوئی حرمت نہیں، اے انصاف پسند و ! ذرا تو آنکھیں کھولو یہ کیا ہو رہا ہے جھوٹ موٹ کہدیا کہ ساس سے میں نے ایسی حرکت کی تو بیوی حرام اور سچ مچ ساس کے پاخانہ کی جگہ وطی کی تو بیوی حلال، بلکہ اسی صفحہ میں ہے فَلَوْ تَزَوَّجَ صَغِیْرَۃً لَا تَشْتَھٰی فَدَخَلَ بِھَا فَطَلَّقَھَا وَانْقَضَتْ عِدَّتُھَا وَتَزَوَّجَتْ بِاٰخَرَ جَازَ لِلْاَوَّلِ التَّزَوُّجُ بِبِنْتِھَا یعنی اگر کسی نے کم سن غیر جماعت والی لڑکی سے نکاح کیا پھر مباشرت کی پھر طلاق دیدی اُس لڑکی نے بعد عدت کسی دوسرے سے نکاح کر لیا اُس سے اُسکے لڑکی ہوئی تو اس لڑکی سے جو اسکے ہاں اُس خاوند سے ہوئی ہے اس اگلے خاوند کو جو اسکی طلاق دیچکا ہے نکاح کرنا جائز ہے، اب خیال فرمائیے کہ نکاح سے بعد یہ عورت اس مرد کی ساس ہو جائیگی حالانکہ پہلے یہ اسکی بیوی تھی لیکن حنفی مذہب یہاں کچھ غیرت نہیں کرتا، غرض ایک طرف تو اتنی سختی ہے کہ زبان سے جھوٹ موٹ نکلگیا کہ اس نے اپنی ساس سے حرامکاری کی تو بیوی نکاح سے باہر دوسری طرف یہ بیغیرتی کہ ساس سے سچ مچ کالا منہ کیا اور وہ بھی ناجائز جگہ تو بیوی نکاح ہی میں رہی بلکہ تیسری طرف یہ حال کہ پہلے جو بیوی تھی وہی اب اسلئے اور یہ جائز ہے، برادران ملت جعفر کہو نکاح کا اس چکر دار راستہ کو چھوڑ دو اور شاہراہ محمدی پر چلو بھلا یہ پہیلیاں بوجھے جانے کے قابل ہیں اور اس اہل اللہ کی تعلیم کیطرح خدا اور رسول کی ہے،

(۲۸) اٹھائیسواں مسئلہ ۔ در مختار مصری جلد دوم ص۳۱۹ میں ہے وَیَحْرُمُ لَوْ وَطِیَ اِمْرَأَۃً اِدَّعَتْ عَلَیْہِ یعنی ایک عورت نے عدالت میں دعوی کیا کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہو گیا ہے وہ شخص انکار کرتا ہے عورت نے دو جھوٹے گواہ گذار دئے قاضی نے فیصلہ کر دیا کہ نکاح ہوا ہے حالانکہ حقیقتاً نکاح نہیں ہوا تو اب اس شخص کو اس عورت سے ملنا جلنا وطی کرنا وغیرہ سب حلال ہے ؟

(۲۹) انتیسواں مسئلہ ۔ در مختار مصری جلد دوم ص۳۱۹ میں ہے وَکَذَا تَحِلُّ لَہٗ لَوْ اِدَّعَی خُلُوَّ نِکَاحِھَا یعنی اسی طرح ایک مرد نے ایک عورت پر جھوٹا دعوی کیا کہ یہ میری بیوی ہے

اور دو جھوٹے گواہ پیش کر دئے اور قاضی نے فیصلہ کر دیا تو بھی یہ دونوں میاں بیوی بن کر رہیں سہیں اور اوس شخص کو اس عورت سے صحبت کرنا حلال ہے یہ خاص امام صاحب کا مذہب ہے"

(۳۰) تیسواں مسئلہ۔ درمختار جلد دوم مصری ص۳۱۹ میں ہے وَلَوْ قَضَیٰ بِطَلَاقِهَا بِشَهَادَةِ الزُّوْرِ الخ یعنی اسی طرح اگر کسی عورت نے جھوٹا دعویٰ کیا کہ اوس کے خاوند نے طلاق دیدی ہے اور جھوٹے گواہ بھی گذار دئے اور قاضی نے فیصلہ کر دیا تو باوجود یکہ وہ عورت خوب جانتی ہے کہ اوس پر طلاق نہیں پڑی لیکن تاہم اوسے جائز ہے کہ دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے صحبت کرے کرائے سب حلال طیب ہے"

(۳۱) اکتیسواں مسئلہ۔ درمختار جلد دوم مصری ص۳۱۹ میں ہے حَلَّ لِلشَّاهِدِ زُوْرًا تَزْوِيْجُهَا یعنی اس جھوٹی طلاق کی جس جھوٹے گواہ نے گواہی دی اوسے بھی اس عورت سے نکاح کرنا حلال ہے"

ان چاروں مسئلوں کی نسبت حنفی مولوی صاحب نے یہ دلیل دی ہے کہ قاضی کا جو فیصلہ ہوتا ہے وہ ظاہر باطن میں نافذ ہوتا ہے یعنی دنیا میں بھی وہ فیصلہ سچا سمجھا جائیگا اور اس پر عملدرآمد ہوگا اور آخرت میں بھی وہی فیصلہ جاری ہوگا یعنی اللہ میاں بھی اوس فیصلہ کے ماننے پر مجبور ہیں، میں کہتا ہوں جناب مولوی صاحب خود آپ کے فقہا ہی اپنے اس مسئلہ کو اور اس کلیہ قاعدہ کو آگے چل کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں غور سے سنئے اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے خَالِيَةً عَنِ الْمَوَانِعِ یعنی روک سے خالی ہو، یعنے اگر وہ عورت خاوند والی ہے یا دوسرے کی عدت میں ہے یا اوس شخص نے اوسے تین طلاقیں دیدی ہیں تو باوجود یکہ قاضی فیصلہ کرے تاہم اوس کی قضا کے ہوتے ہوئے بھی یہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہ ہوگی، پس باطن تو کیا ظاہر میں بھی قاضی کے فیصلے کو جاری نہ کیا گیا، علاوہ ازیں غنیہ مصری جلد ۳ ص۱۵۲ میں ہے کہ املاک اور میراث کے بارے میں قاضی کی قضا باطن میں نافذ نہ ہوگی، عالمگیری مصری جلد اول ص۵۴۵ میں ہے وَيُبْطِلُ قَضَاءَ الْقَاضِيْ یعنی ایک نامرد شخص اور اس کی بیوی کے درمیان قاضی نے جدائی کر دی اور وہ کہتا ہے کہ میں نے اس سے صحبت کی ہے اور اس کے میرے درمیان خلوت ہو چکی ہے پھر دو سال کے بعد اوس نامرد کی جورو کے لڑکا پیدا ہوتا ہے تو حنفی مذہب کے

مطابق نسب ثابت ہو جائیگا یعنی یہ لڑکا اوسی نامرد کا سمجھا جائیگا اور قاضی صاحب کا فیصلہ باطل کر دیا جائیگا، ہدایہ جلد ۲ کتاب النکاح صفحہ ۲۹۳ مجتبائی میں ہے بِخِلَافِ الْاَمْلَاکِ الْمُرْسَلَۃِ یعنی ایک شخص نے کسی لونڈی کا دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے لیکن خریدی ہے یا ورثے میں ملی ہے اس کی کوئی تعیین نہیں کی اور قاضی نے فیصلہ کر دیا کہ ہاں تیری ہی ہے تو اس صورت میں اور ایسی اور تمام صورتوں میں قاضی کی قضا باطن میں نافذ ہوگی کہیئے جناب اب آپ کا وہ کلیہ قاعدہ کہاں گیا، خیال فرمائیے وہاں تو ایک قاعدہ گھڑ کر اوس حرام عورت کو حلال کر دیا پھر دوسری جگہ وہ قاعدہ توڑ کر اوس لڑکے کو جس کی ماں اپنے خاوند سے دو سال سے الگ ہے اور کہہ چکی ہے کہ اوس کا خاوند نامرد ہے، قاضی نے تسلیم کر لیا ہے، اوس لڑکے کو اوس نامرد کا لڑکا مان لیا، پھر اوس قاعدے کو توڑ کر تمام کی تمام املاک کا جو بلا تعیین ہوں فیصلہ کیا کہ ان میں قضاء قاضی باطن میں جاری نہ ہوگی، غرض عجیب و غریب اکھاڑ پچھاڑ ہو رہی ہے، شامی جلد ۴ صفحہ ۳۶۲ میں ہے اِذَا قَضَی الْقَاضِیْ بِشَهَادَةِ مُحْدُوْدٍ فِیْ قَذْفٍ وَهُوَ لَا یَعْلَمُ بِذٰلِکَ ثُمَّ ظَهَرَ لَا یُنَفَّذُ قَضَاؤُهٗ یعنی قاضی نے دو گواہوں کی گواہی لیکر فیصلہ کر دیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دونوں تہمت رکھنے کی حد کھا چکے ہیں تو اس صورت میں قاضی کی قضا یعنی جج کا فیصلہ باقی نہ رہیگا، نہ جاری ہو سکیگا، اور شامی کے اسی صفحہ میں ہے رَجُلٌ مَاتَ وَلَهٗ مُدَبَّرُوْنَ یعنی ایک شخص پر قرض تھا وہ اپنے غلاموں کو اپنی موت کے بعد آزاد کر چکا تھا، اب اوسکی موت کے بعد قرض خواہوں نے دعویٰ کیا قاضی نے اوس کے اون غلاموں کو جو اسکی موت سے آزاد ہو چکے تھے قبضہ میں کر کے بیچ ڈالے لیکن پھر معلوم ہوا کہ یہ تو آزاد ہو چکے تھے تو اُس کا فیصلہ باطل ہو جائیگا، کہیئے آپ کے اس اصول کے کہ قاضی کی قضا ظاہر باطن میں نافذ ہوتی ہے چھٹکارے اُڑ گئے یا نہیں، ناظرین کرام ذرا کلیجہ تھام لینا ایک اور زبردست غضب ڈھایا جا رہا ہے، عالمگیری مصری جلد اول صفحہ ۳۰۱ میں ہے اِدَّعٰی رَجُلٌ عَلٰی امْرَأَةٍ نِکَاحًا فَجَحَدَتْ اہ یعنی ایک مرد ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کرتا ہے وہ انکار کرتی ہے کہ نکاح نہیں ہوا یہ اسے سو درہم دینے کر کے آمادہ کرتا ہے کہ تو نکاح کا اقرار کرے تو اُس کے اس (جھوٹے) اقرار سے جو شاہدوں کے روبرو ہوا ہو حنفی مذہب میں سچ مچ نکاح ہو جائیگا اور ان دونوں کو میاں بیوی بن کر رہنا سہنا آپس میں مجامعت کرنی وغیرہ سب جائز ہوگی،

خدا کے ہاں بھی اس پر کوئی شرعی پکڑ نہیں، نکاح وطلاق کی یہ روح فرسا حوصلہ شکن بیحیائی اور بے غیرتی والی صورتیں تو آپ نے سُن لیں، اب ذرا پاک صاف طیب وطاہر اولاد والی کی صورتیں بھی ملاحظہ فرمائیے اور پھر نہ صرف ان فقہا کی فقہ کی داد دیجئے، بلکہ ان کے ماننے والوں کی تقلید کی تعریف کیجئے، ایک اولاد تو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ نامرد کے ہاں میاں بیوی کے جھوٹ چٹاؤ ہو جانے کے دو سال بعد بچہ ہوتا ہے حنفی مذہب اُسے حلال کا بچہ کہہ کر اس نامرد کو ایک بچہ کا باپ تسلیم کر لیتا ہے، اب اور سنئے ۲۸۹ درمختار جلد ثانی صـ۶۸۴ میں ہے کَتَزَوُّجِ الْمَغْرِبِیِّ بِمَشْرِقِیَّةٍ بَیْنَهُمَا سَنَةٌ فَوَلَدَتْ لِسِتَّةِ اَشْهُرٍ مُذْ تَزَوَّجَهَا یعنی ایک مغرب کے رہنے والے مرد نے ایک مشرق میں رہنے والی عورت سے وہیں بیٹھے نکاح کیا دونوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ اگر ایک دوسرے کے پاس آنا چاہیں تو ایک سال لگ جائے مرد نے عورت کا اور عورت نے مرد کا منہ بھی نہیں دیکھا اور نکاح پر ابھی چھ مہینے ہی گذرے ہیں کہ اوس (سبز قدم نیکبخت عفیفہ) کے ہاں لڑکا بھی ہو گیا تو یہ لڑکا حلال کا کہا جائیگا اور اوسی مرد کا سمجھا جائیگا (حنفی مذہب اس لڑکے کو حرام کا بچہ نہیں کہتا بلکہ حق حلال کا اور اس جائز باپ کا کہیگا) غرض عورت نے خاوند کو نہیں دیکھا نہ خاوند نے اپنی معصوم عورت کی شکل دیکھی ملنا جلنا تو درکنار صورت آشنا بھی نہیں اور دور بھی اتنے ہیں کہ اگر ملنا چاہیں تو سال بھر میں مل سکتے ہیں لیکن چھ مہینے گذرتے ہی لڑکا ٹپک پڑتا ہے تو حنفی مذہب اس کراستی لڑکے کو حلال کہہ کر اوس مغربی باپ کی گود میں ڈال دیتا ہے کہ لو اسے پرورش کرو، آہ! حنفی دوستو سوچو اور غور کرو خدا نہ کرے اگر صحیح طور پر حنفی مذہب دنیا میں پھیل جائے تو ان فتاووں کے بموجب نہ نکاح وطلاق کا ٹھکانا رہیگا نہ حسب نسب کا دنیا سے امن وامان دین وایمان رخصت ہو جائے گا بے شرمی بے حیائی بے غیرتی اور بے ایمانی کا دور دورہ ہو جائیگا، آہ! یہ جرأت و جسارت کہ عورت جانتی ہے میرا دعویٰ جھوٹا ہے مرد جانتا ہے میرا دعویٰ جھوٹا ہے گواہ جانتے ہیں ہماری گواہی خلاف واقعہ ہے لیکن یہ سب آپس میں میل جول کر سکتے ہیں میاں بیوی بن کر رہ سکتے ہیں دنیا میں تو کیا خدا کے ہاں بھی پکڑ نہیں کیونکہ حنفی قاضی کا فیصلہ ہے اور خود خدا بھی حنفی مذہب ہے بھلا کیا مجال کہ اس فیصلہ کے خلاف لب ہلا سکے، حنفیو! شرم وغیرت

کرو دوستو سوچو سمجھو، کیا یہی نکاح ہے کہ سوا سو روپے کے دو جھوٹے گواہ کھڑے کر لئے اور بے نکاح ایک عورت کو گھر میں ڈال لیا، عورت کا جی گھبرایا تو اس نے بھی یہی ٹوٹکا کر لیا اور طلاق کا جھوٹا دعوی کر کے آزاد ہو کر دوسرے کے پلے بندھ گئی بیچارہ اصلی خاوند منہ دیکھتا اور ہاتھ ملتا رہ گیا۔ حنفی دوستو! اپنے نفس پر قیاس کرو، ہے کوئی حنفی جس کے ساتھ یہ واقعہ ہوا اور وہ چپ بیٹھا رہے اسی لئے ہماری جماعت کی ندا ہے کہ چھوڑو اس فقہ پرستی کو اور آؤ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ کی طرف،

میں چاہتا ہوں اب میں آپ کو اس کے خلاف قرآن و حدیث کی صحیح دلیلیں بھی دکھا دوں تاکہ تصویر کے دونوں رُخ آپ پر عیاں ہو جائیں اور آپ سیدھی راہ پر آسکیں، سنئے قرآن پاک فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے دنیا لیتے ہیں آخرت میں اون کا کوئی حصہ نہیں اُن سے خدا تعالیٰ قیامت کے روز بات تک نہ کریگا اور ان پر خدا کی نظر رحمت بھی نہ ہوگی اور نہ انہیں وہ پاک کریگا بلکہ انہیں دردناک سخت تر عذاب ہونگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اوس چیز کا دعوی کرے جو اوسکی نہیں وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے (مسلم) صحیح بخاری صحیح مسلم شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّ اِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَ لَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَلْحَنُ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِیْ لَهٗ عَلٰی نَحْوِ مَا اَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَیْتُ لَهٗ بِشَیْءٍ مِّنْ حَقِّ اَخِیْهِ فَلَا یَاْخُذْ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ یعنی میں ایک انسان ہوں تم میرے پاس اپنے جھگڑے لیکر آتے ہو ممکن ہے کہ ایک شخص دوسرے سے بول چال میں زیادہ ہوشیار اور حجت باز ہو اور میں اوس کی باتوں سے اوس کے مطابق فیصلہ کر دوں اور دوسرا جو در اصل حقدار ہے وہ اپنی کم گوئی کی وجہ سے رہ جائے تو جس شخص کیلئے میرا ایسا فیصلہ ہو جو واقعہ کے خلاف ہو وہ اوس فیصلے کی بنا پر دوسرے کا حق ہرگز ہرگز نہ لے اگر لیگا تو وہ جہنم کا ایک ٹکڑا لیگا، بخاری مسلم کی ایک اور حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارا تو قیامت کے دن خدا تعالیٰ کا غضب و غصہ اس پر نازل ہوگا اوس کے لئے جہنم کی آگ واجب ہی

اور جنت اوس پر حرام ہے اگرچہ ایک پیلو کی مسواک ہی پر قسم کھائی ہو، برادران اب ان احادیث و آیت پر دوبارہ نظر ڈال جائیے اور غور کیجئے کہ اگر کسی کے جھوٹے اور غلط دعوے پر رسولوں کے سردار خدا کے پیارے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے مطابق فیصلہ کر دیں تو بھی اوس کے لئے وہ چیز حلال نہ ہو بلکہ وہ جہنم کا ٹکڑا آگ کا غار اور جنت کی محرومی کا باعث ہو اور آپ کے فقہا کہیں کہ وہ اوس کے لئے حلال طیب نہ یہاں کوئی پکڑ نہ وہاں، ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ خود پیغمبر علیہ السلام بھی اس صورت میں کسی مرد کے حق میں اوس عورت کا یا عورت کے حق میں اوس مرد کا فیصلہ کر دیں یا طلاق کا فیصلہ کر دیں تو ہرگز ہرگز یہ عورت اس مرد کے لئے اور یہ مرد اس عورت کے لئے حلال نہ ہوگا نہ عورت اپنے صحیح خاوند سے الگ ہوگی نہ گواہوں کو حق نکاح حاصل ہوگا عورت تو بڑی چیز ہے اگر ایک پیلو کی مسواک پر بھی ایسے فیصلۂ رسول سے کوئی قبضہ کرے تو وہ قطعاً جہنمی ہے اور جنت سے یقیناً محروم ہے، لیکن حنفی مذہب الٹی گنگا بہا رہا ہے وہ قاضی کے فیصلے کی بنا پر ان حرام کاموں کو کرنا حلال بتلاتا ہے اور اس طرح اوس بدکار کو سانڈ بنا رہا ہے کہ آخرت میں بھی تیری پکڑ نہیں۔ صاف صاف خدا و رسول سے مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے؟ شریعت کا فیصلہ تو ان احادیث کے مطابق صاف ہے کہ یہ لوگ در اصل زانی ہیں کذاب ہیں مقتری ہیں کالے منہ والے ہیں نہ وہ عورت اس مرد پر نہ یہ مرد اس عورت پر نہ اون بدکار گواہوں میں سے کسی پر یہ عورت حلال ہے بلکہ یہ سب حرام کار ہیں۔ اور سنئے مولائے کریم کا ارشاد ہے وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ یعنی آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس معاملہ لیجا کر کسی کا مال گناہ کے ساتھ ہضم کرو باوجودیکہ تمہیں اپنے ناحق پر ہونے کا علم ہو، اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مراد اس سے وہ شخص ہے جس پر دوسرے کا حق ہو لیکن حقدار کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو تو یہ انکار کر جائے، قاضی کے پاس مقدمہ پہنچے حقدار دلیل نہ دے سکے اور قاضی اس کے حق میں فیصلہ کر دے تو یہ گنہگار ہوگا اور حرام کھاؤ ہوگا، حضرت داؤد علیہ السلام جو قاضی تھے نبی تھے رسول تھے اون کے فیصلوں کو جو ناحق تھے توڑ دیا گیا پھر حنفی قاضی کی کونسی ایسی ہستی ہے کہ

اوس کا فیصلہ پتھر کی لکیر ہو، حضرت مجاہدؒ حضرت سعید بن جبیرؒ حضرت عکرمہؒ حضرت خواجہ حسن بصریؒ حضرت قتادہؒ حضرت سدیؒ حضرت مقاتلؒ بن حبان حضرت عبدالرحمٰنؒ بن زید بن اسلم رحمہم اللہ اجمعین بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں کہ اپنے ناحق پر ہونیکا علم رکھتے ہوئے جھگڑے نہ کرو، ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر جلد دوم عربی پر تفسیر فتح البیان مصری ص۱ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں فَدَلَّتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْكَرِيْمَةُ الخ یعنی اس آیہ کریمہ اور حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ حاکم کا حکم قاضی کی قضا حقیقت کو نہیں بدل سکتی۔ اس سے حرام حلال یا حلال حرام نہیں ہوتا یہ حکم ظاہری چیز ہے اگر واقعہ کے مطابق ہو تو تو ٹھیک ہے ورنہ جھوٹے دعوے دار کے ذمہ پکڑ باقی رہیگی، حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں، اے ابن آدم یقین رکھ کہ قاضی کا فیصلہ کسی حرام کو تیرے لئے حلال نہ کریگا اور باطل کو حق نہیں کر سکتا حاکم ایک انسان ہے وہ گواہیوں اور ظاہری دلائل کو دیکھ فیصلہ کرتا ہے ممکن ہے اس کا فیصلہ ٹھیک ہو اور ممکن ہے غلط ہو یا کھوٹا غلط فیصلے پر کاربند ہو کر ہلاکت میں پڑ نہ جانا ورنہ قیامت کے دن تمہاری نیکیاں برباد ہونگی تمہارے اجر چھین کر اون کو دیدئے جائیں گے جن پر تم نے جھوٹے مقدمات سے دنیا میں غلبہ حاصل کر لیا تھا اوس دن تم شرمندہ اور پشیمان ہو گے اور وہیں تم پر ڈگری ہو گی (جلد دوم ص۱ تفسیر ابن کثیر) حنفی دوستو! کیا یہ سب دلائل تمہاری سمجھ میں نہیں آتے کیا قرآن حدیث اقوال سلف سب کے خلاف اپنے مذہب کی ہچ اور اپنے فقہاء کے قیاسات پر ہی اڑے رہو گے؟ اگر ایسا ہی کرو گے تو یاد رکھنا خدا کے نزدیک تم مشرک بنجاؤ گے اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ قرآن کہتا ہے کیا ان لوگوں نے خدا کے ایسے شریک مقرر کر رکھے ہیں جو ان کے لئے دین کی وہ باتیں بتلاتے ہیں جو خدا رسول کی بتلائی ہوئی نہیں؟ اللہ سے ڈرو اور خدا کے حرام کو حلال نہ کہو ✤

(۳۲) بتیسواں مسئلہ درمختار مصری جلد دوم ص۲۱۲ میں ہے يُبَاحُ اِسْقَاطُ الْحَبَلِ قَبْلَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ یعنی چار مہینے سے پہلے پہلے حمل کو گرا دینا مباح ہے" معترض صاحب حنفی نے اس کی نسبت لکھا ہے کہ یہ قول ضعیف ہے، پھر لکھا ہے کہ اس میں اختلاف ہے پھر لکھا ہے کہ ہمیں پورے قتل کا گناہ نہیں پھر لکھا ہے کہ عذر کے وقت ہے پھر لکھا ہے کہ عزل کا جواز اسی بھی جائز کہا ہے

میں حیران ہوں کہ آخر یہ پردہ داری کیوں کرتے ہیں۔ یہ بجز دی بے سبب تو ہو نہیں سکتی کبھی اسے ضعیف قرار دینا کبھی اختلافی مسئلہ کہنا کبھی ہلکے گناہ کا باعث بتلانا کبھی عذر کے وقت بتلانا اور پھر اک دم کروٹ لیکر پکار اٹھنا کہ ہاں صاحب جائز ہے دلیل عزل ہے یہ کیا ہو رہا ہے؟ دُرِ مختار جس کا حوالہ دیا ہے نہ تو وہ اس میں اختلاف نقل کرتے ہیں نہ اس قول کو ضعیف بتلاتے ہیں نہ باعث گناہ صغیرہ کہتے ہیں نہ حالت عذر میں جائز قرار دیتے ہیں وہ تو صاف لکھتے ہیں کہ چار ماہ سے پہلے حمل کو گرا دینا مباح ہے بلکہ آگے چلکر لکھتے ہیں وَلَوْ بِلَا اِذْنِ الزَّوْجِ یعنی عورت خود اپنے حمل کو گرا دے خاوند کی رضامندی کی بھی ضرورت نہیں۔ باقی رہا اختلاف اسے تو آپ عموماً فقہ کے کسی مسئلہ سے دور نہیں پائینگے یہ تو لوگوں کے اقوال ہیں کسی کی سمجھ میں کچھ آیا کسی اور کی سمجھ میں اور کچھ آیا نہر کی عبارت آپنے نقل کی وہاں کیا یہ عبارت جناب کی نظر سے نہیں گذری کہ تَعْمِدُ بَیْاضُ یعنی ایک سو بیس دن کے پہلے اگر حمل گرا دے تو جائز ہے آپکے مذہب کی دوسری معتبر کتاب فتح القدیر جلد ثالث مصری ص۲۷۶ میں ہے تَبْیَاضُ یعنی ایک سو بیس دن سے پہلے ٹھیرے ہوئے حمل کو گرا دینا جائز ہے کفایہ کے ص۲۷۳ میں ہے کہ حمل کو اس مدت کے اندر اندر گرا دینے میں کوئی گناہ نہیں، عالمگیری مصری جلد اول ص۲۵۷ میں یہ مسئلہ اسیطرح ہے کہ چار مہینے میں جب چاہے حمل گرا دے، مولوی صاحب ایمانداری اگر آپ میں ہوتی تو کم از کم اس خونی مسئلہ کی طرفداری تو آپ نہ کرتے جسے گورنمنٹ نے بھی قانونی جرم قرار دے رکھا ہے اے فقہ کے حامیو! یہ کیا اندھیر ہو رہا ہے کہ آپلوگ ایک طرف تو فتویٰ دیتے ہیں کہ حالت احرام میں چونکہ شکار کھیلنا منع ہے اس لئے اگر کوئی احرام والا شخص کسی جانور کے انڈے توڑ دے تو اس نے بھی حرام کام کیا اور اسے فدیہ دینا چاہئے لیکن دوسری جانب آپ ایک انسان کے بچہ کے خون کو بالکل رائیگاں کر رہے ہیں اور فتویٰ دے رہے ہیں کہ چار ماہ کے قبل حمل گرا دو۔ سچ ہے کہ مچھر مارنے سے رُکیں اور اولادِ نبیؐ کو شہید کریں۔ اِس خونی مسئلہ کو جو عورتوں کی نسبت ہے آپنے سن لیا اب ایک اور گندا مسئلہ سنئے فتاویٰ قاضی خاں مصری برحاشیہ عالمگیری مصری جلد اول ص۴۰۵ میں ہے کہ امام صاحب کے قابل فخر شاگرد امام محمد صاحب فرماتے ہیں کہ اگر عورت نماز کو چھوڑ دے جنابت کا غسل کرنا چھوڑ دے حیض کے بعد غسل کرنا چھوڑ دے تو بھی مرد اس کو مار نہیں سکتا چلئے چھٹی ہوئی۔ کیا آپنے شامی میں سے "عذر کے باعث ہو" یہ تو نقل کر دیا اور یہ نہ دیکھا

کہ وہ عذر کس چیز کو قرار دے رہے ہیں؟ اُس چیز کو جس کی نسبت ہم صاف کہہ سکتے ہیں
کہ ع عذرِ گناہ بدتر از گناہ یعنی وہ لکھتے ہیں کہ عذر یہ بھی ہے کہ اُس کی ماں کو دودھ نہ ہو
اور اُس کا باپ اتنا مالدار نہ ہو کہ وہ کسی دایہ کا دودھ پلا سکے تو وہ عورت اپنا حمل گرا دے
آہ! خونخوار درندوں سے بھی زیادہ درندگی ہو رہی ہے! قرآن پاک نے جنہیں اولادوں
کو قتل کرنے سے روکا اُنکا عذر بھی تو یہی تھا جن سے کہا گیا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ
نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے ہلاک
نہ کر دیا کرو اُنکی اور تمہاری روزیاں ہمارے ذمہ ہیں ان کا قتل بھاری گناہ ہے۔ حدیث میں
ہے کہ کبیرہ گناہ ہے کہ تو اولاد کو اس ڈر سے ہلاک کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائیگی (بخاری
مسلم) جس چیز سے کھول کھول کر قرآن و حدیث نے روکا تھا آج تمہارے بزرگوں نے
اس روک کو ہٹا کر تمہیں آزادی دیدی۔ حنفی بھائیو! کیا اب تک اُس مذہب پر اڑے رہوگے؟
جو تمہاری اولادوں کے ساتھ کھلی دشمنی کرے تمہاری بیویوں کو اجازت دے کہ وہ تمہاری
بیخبری میں تمہاری اولاد کو ضائع کر دیں اور تمہارا نام و نشان مٹانے کے درپے ہو جائیں
پس اول تو یہ عذر خود بدترین گناہ پھر یہ پوشیدہ قتل انسانیت سوز حرکت "یک نہ شد دو
شد" ناظرین آیئے میں آپ کو اسی شامی کے اسی صفحہ کی ایک اور عبارت بھی سنا دوں جس
سے "دو نہ شد بلکہ سہ شد" بھی صادق آئے، وہ لکھتے ہیں يَجُوْزُ لَهَا سَدُّ فَمِ رَحِمِهَا یعنی عورت
کو یہ بھی جائز ہے کہ اپنے رحم (بچہ دان) کا منہ بند کر رکھے تاکہ اُس میں نطفہ نہ جائے نہ بچہ ٹھیرے
بلکہ "سہ نہ شد چہار شد" سنئے دُرِّ مختار والے اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ خاوند کو جائز ہے کہ
وہ جب مجامعت کرنے بیٹھے اور منی نکلنے کو ہو تو منی باہر نکال دے اُسے اندر جانے ہی نہ
دے تاکہ نہ اندر جائے نہ بچہ جمے نہ پیدا ہو خواہ اس کام سے عورت ناراض ہی کیوں نہ ہو
غرض بچہ کو برباد کرنے کی پوری پوری ترکیب بتا دی کہ خاوند اپنا نطفہ اندر ڈالے
ہی نہیں بلکہ باہر پھینکدے۔ عورت اپنے رحم کو سمیٹ لے نطفہ اندر جانے ہی نہ دے
اور اگر باوجود ان تمام کوششوں کے پھر بھی بے شرم بچہ جگہ پکڑ لے تو چار مہینے تک جس
وقت چاہے اُسے گرا دے کیونکہ اگر جیتا جاگتا ہوا تو پرورش کیسے کرینگے؟ ہم تو سمجھے ہے
تھے کہ یہ لغو مسئلہ سنکر ہمارے بھائیوں کی آنکھیں کھلیں گی وہ اس تعلیم سے کوسوں دور ہو جائیں
گے لیکن افسوس کہ یہاں اُلٹی گنگا بہنے لگی۔ جناب حنفی مولوی صاحب داد فرماتے

ہیں کہ اس کے خلاف کوئی حدیث ہو تو پیش کرو۔ ہاں جناب یتیم الحدیث صاحب سنئے حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ سِرًّا۔ اپنی اولادوں کو پوشیدگی سے قتل نہ کرو (ابو داؤد) قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت پڑھو جس میں قتلِ اولاد سے روکا گیا ہے اور قرآن کریم کی بہت سی آیتیں اسی مضمون کی ہیں سورۂ تکویر پارۂ عم کی آیت وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بھی بھول گئے اگر حنفی عورتوں نے آپ کے اس مسئلہ پر عمل کیا تو حنفی اولاد سے ترس جائینگے عزل پر قیاس کرنے والے مقلد ہو کر منصب امامت پر بیٹھنے والے کو اتنی بھی نہ سوجھی کہ خود عزل بلا رضامندیِ طرفین ایک حدیث میں منع ہے۔ اور دوسری حدیث میں اسی کو قتل پوشیدہ کہا گیا ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عزل کرنے والوں کو کوڑوں سے پٹواتے تھے حضرت عثمان حضرت ابن مسعود حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہم سے بھی اسکی ممانعت مروی ہے ملاحظہ ہو آپکے مذہب کی کتاب فتح القدیر مصری جلد ۳ صہ ۲۷۲ پھر آپ حضرات کا بنے بنائے چار مہینے کے بچہ کو ایک سو انتیسویں دن بھی گرا دینے کو جائز کہنا خون کرنا نہیں تو کیا ہے؟ دُرِ مختار کے اسی صفحہ میں ہے کہ اگر کسی نے لونڈی سے عزل کیا اور پھر بھی اُسے حمل رہ گیا تو وہ بچہ سے انکار کر سکتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص ایسی صورت میں بچہ اُسید کا فرمایا ہے ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف

(۳۳) **تینتیسواں مسئلہ** دُرِ مختار مصری جلد دوم صہ ۶۵ میں ہے وَمَوَاضِعُ تَتَرَبَّصُ بِهِ عِشْرُوْنَ۔ یعنی بیس صورتوں میں مرد کو بھی (عورت کی طرح) عدت گذارنی پڑے گی، اس کی کوئی دلیل نہ پا کر کھسیانے معترض نے اپنی سننے والوں کے کان میں کاک لگانے کی کوشش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "اصل کتاب میں لفظ تَتَرَبَّصُ ہے "عدت" کیوں لکھا" خدا جانے ان حضرات کو قرآن کریم کے الفاظ بھی بھول جاتے ہیں یا کیا؟ خود قرآن میں تَتَرَبَّصُ بمعنی عدت موجود ہے۔ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اور جگہ ہے يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا دیکھئے طلاق کی عدت کو بھی تَرَبُّص کہا اور موت کی عدت کو بھی تَرَبُّص کہا پھر میں نے تَرَبُّص کے معنی عدت کے لئے تو کسی کا مجھے سُوءِ الفہم کہنا کس قدر سُوءِ فہمی ہے؟ خود دُرِ مختار والے نے اس پر باب باندھا ہے بَابُ الْعِنَّةِ اور عدت کے معنی کئے ہیں تَرَبُّص کے ملاحظہ ہو صہ ۶۴۹ اب میں کہتا ہوں کہ جہاں جہاں تم نے مرد کو عورت کی طرح عدت میں بٹھایا ہے

اُن سب کی دلیل پیش کرو۔ ورنہ خدا سے ڈرو۔ اور اپنی باتوں کو خدا کی شرع نہ کہو۔
اے چودھویں صدی کے مجتہدو! اور مقلدو! ذرا بتلاؤ تو مرد کو بھی حیض آتا ہے جس سے اُس کی عدت کا اندازہ ہوگا؟ اور کیوں جی بھلا رجعی طلاق میں تو تمہیں خوف ہے۔ لیکن بائن طلاق میں کیا ڈر رہ گیا؟ جبکہ اُسے اِس سے نکاح ہی حرام ہوگیا پھر یہ بھی یاد رہے کہ بہت سی صورتوں میں خود حنفیہ نے بھی مرد کی عدت کو اُڑانے کی کوشش کی ہے حالانکہ اِن بیس جگہوں میں وہ بھی ہیں فتح القدیر میں ہے کہ اگر کوئی عورت مرتدہ ہوکر دارالحرب میں چلی جائے۔ تو اُس کی عدت کے اندر بھی اُس کا خاوند اُسکی بہن سے نکاح کرسکتا ہے۔ اب کہو مولوی صاحب آپ کی یہ ساری تحریر دھری کی دھری رہ گئی۔ اور آپ کی جمع کردہ ساری بھوسی ہوا کے ایک ہلکے سے جھونکے سے اُڑ گئی۔ اور سنئے اگر تین طلاق کے بعد بھی جب تک عدت نہ گذرے مرد اُس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا تو معلوم ہوا کہ گویا نکاح ابھی اسی پہلی طرح سے باقی ہے، پھر تمہارے مذہب میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اُس سے زنا کیا تو اُسے حد لگائی جائیگی ملاحظہ ہو کفایہ کہیئے جب نکاح میں ہے تو پھر وطی سے حد کیسی؟ اور اگر نکاح میں نہیں تو اُس کی بہن سے نکاح حرام کیوں؟ اور غریب مرد کو عدت میں کیوں بٹھایا گیا؟ اور ایک دو جگہ نہیں بلکہ بیس صورتوں میں یعنے عورت مرگئی یا اُسے ایک یا دو یا تین طلاقیں دیدیں تو جب تک اُس کی عدت کی مقدار نہ گذرے یہ شخص اُسکی بہن سے پھوپھی سے خالہ سے بھتیجی سے بھانجی سے نکاح نہیں کرسکتا اگر چار بیویاں اُس کی تھیں اور ایک کو طلاق دی ہے یا وہ مرگئی ہے تو اب بھی جب تک عدت نہ گذر جائے کسی عورت سے نکاح نہیں کرسکتا اسی طرح لونڈی کو آزاد عورت پر لانا بھی اور نکاح فاسد سے وطی کی ہوئی عورت کی بہن یا شبہ کے نکاح سے اور تین کے بعد چوتھی سے نکاح کرنا اگر نکاح فاسد یا شبہ نکاح سے اور سے وطی کرچکا ہے غرض اِن تمام صورتوں میں حنفی مرد کو عورت کی طرح عدت گذارنی پڑتی ہے۔ عورتوں کی عدت تو سنتے ہی تھے یہ مردوں کا عدت گذارنا حنفیوں کو مبارک ہو۔ یہاں تو اتنی خفگی ہے لیکن جب کسی عورت سے زنا کیا ہو تو اُس سے نکاح کرنا بغیر عدت گذارے حنفی مذہب میں جائز ہے۔ اور اسی طرح ایک

عورت نے جو دوسرے کے نکاح میں ہے اپنا نکاح کسی مرد سے کرلیا اور وہ باوجود جاننے کے اُس سے ملا۔ اور وطی کی تو اُس کا خاوند بھی بے عدت گذارے وطی کرسکتا ہے ملاحظہ ہو شرح کا یہی صفحہ۔ بلکہ زانیہ عورت پر بھی کوئی عدت نہیں ملاحظہ ہو عالمگیری مصری جلد اوّل صـ۵۴۹ بلکہ حنفی مذہب میں حربیہ عورت جو مسلمانوں کے ملک میں آجائے گو وہاں اُس کا خاوند موجود ہو لیکن اُس پر عدت نہیں ملاحظہ ہو عالمگیری مصری جلد اوّل صـ۵۴۹ وَالْحَرْبِيَّةُ دَخَلَتْ دَارَنَا بِاَمَانٍ تَرَكَتْ زَوْجَهَا فِيْ دَارِ الْحَرْبِ اب اصل مسئلہ کی نسبت سنیئے۔ میں کہتا ہوں صاف بات ہے طلاق نکاح توڑنے کو کہتے ہیں یا نکاح جوڑنے کو؟ اگر طلاق سے نکاح گیا تو پھر دوسرے سے نکاح جائز کیوں نہ ہو؟ یہ تعجب کی بات ہے کہ ایک شخص کی چار بیویاں ہیں ایک کو طلاق دی تو اب جبتک وہ عدّت سے نہ نکل جائے غریب مرد بھی عدت کرے۔ یعنی تب تک وہ اور نکاح نکر سکے گو اُسے تیسری طلاق بائن دی ہوئی ہو حالانکہ قرآن فرماتا ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ یعنی تیسری طلاق کے بعد نا نکاح ثانی اُس پر حلال نہیں معلوم ہوا کہ طلاق حلال کو ہٹا دینے والی چیز ہے خود تمہارے فقہا لکھتے ہیں عَلٰی ذَالِكَ الْاِجْمَاعُ طلاق حِلّت کو ہٹا دینے والی ہے اور اسپر اجماع ہے ملاحظہ ہو ہدایہ کتاب الحدود اسی میں لکھتے ہیں لِزَوَالِ الْمِلْكِ الْمُحِلِّ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ یعنی آخری طلاق کے بعد حِلّت کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ جب اِس مطلقہ بائنہ عورت سے حِلّت کی کوئی وجہ باقی نہیں تو پھر اُس کے خاوند کو کیوں عدت میں بٹھایا جاتا ہے۔ اور سنیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غیلان بن سلمہ ثقفی رضؓ آتے ہیں اور اُن کے نکاح میں دس بیویاں ہیں آپ فرماتے ہیں چار کو رکھو اور باقی کو الگ کردو۔ اب مطلقہ کی عدت کے زمانہ تک اُن میں سے کسی ایک سے رُکے رہنے کا حضور حکم نہیں دیتے جس طرح آج کل کے حنفی عالموتم دیر ہے ہو حضور صلعم کے پاس فیروز دیلمیؓ آتے ہیں اور کہتے ہیں میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں میں کیا کروں، فرماتے ہیں ایک کو ان میں سے پسند کرکے رکھ لو۔ آپنے یہ نہیں فرمایا کہ جبتک اُسکی عدت پوری نہ ہو جائے تم بھی عدت گذارو۔ تاریخ الخلفا میں ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْسُفَ قَالَ قَالَ الرَّشِيْدُ لِاَبِيْ يُوْسُفَ اِنِّي اشْتَرَيْتُ جَارِيَةً الخ یعنی خلیفہ ہارون رشید نے ایک لونڈی خریدی اور یہ چاہا کہ میں اس سے ابھی ہی صحبت کروں تو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام ابو یوسف کو بلوا بھیجا جب وہ حاضر ہوئے تو کہا ابو یوسف کوئی ایسا

حیلہ بتاؤ کہ میں اس سے ابھی اپنی مراد کو حاصل کرسکوں اور اُس کے ایک حیض گذارنے کی عدت جو شریعت میں ہے اُس سے بچ جاؤں کہو کوئی ایسی صورت بتا سکتے ہو کہ یہ عدت اسپر سے ہٹ جائے تو آپنے جھٹ سے فرمایا ہاں اِس عدت کو ہٹانے اور ابھی ہی اِس سے صحبت کرنیکا حیلہ یہ ہے کہ اِسے تو اپنے کسی بچہ کو ہبہ کردے اور پھر اس سے نکاح کرلے ہارون اِس سے بہت خوش ہوا اور ایک لاکھ درہم انعام دینے کو کہا تو مفتی صاحب حنفی فرمانے لگے حضرت صبح تو بہت دور ہے حکم دیجئے کہ ابھی اسی وقت راتوں رات (جیسے آپکو لونڈی کا وصال ہوا ہے) مجھے بھی یہ رقم ملجائے چنانچہ خلیفہ نے حکم دیا کہ اِسی وقت اِنہیں لکھ پتی بنا دو۔ کہو حنفی بھائیو یہاں عدت کیا ہوئی میں تو کہونگا کہ لکھپتی رقم کی بھینٹ چڑھ گئی، اِس سے بڑھکر اِنکی کا یہ واقعہ بھی ذہن نشین سنے جو کہ اِسی کتاب تاریخ الخلفا ہی میں ہے لَمَّا اَفْضَتِ الْخِلَافَةُ اِلَی الرَّشِیْدِ وَقَعَتْ فِیْ نَفْسِہٖ جَارِیَةٌ" الخ یعنے جب ہارون رشید خلیفہ ہوا تو اپنے باپ کی ایک لونڈی پر جس سے اُس کے باپ نے جماع کیا تھا عاشق ہوگیا اور اُس سے صحبت کرنی چاہی اُسے سمجھایا لیکن اُس نے کہا میں آپ کے لئے حلال نہیں ہوں اِس لئے کہ آپ کے والد نے میرے ساتھ صحبت کی ہے ہارون نے جھٹ سے فقیہ صاحب امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ابو یوسف کو بلا لیا اور اُسے اپنے عشق کا واقعہ بیان کرکے یہ بھی کہا کہ اِس سے میرے والد بھی مل چکے ہیں اب کیا ترکیب کی جائے؟ فقیہ صاحب فرمانے لگے تو اِس سے مجامعت کر گناہ اِس کا میری گردن پر۔ سنا آپ نے یہ ہیں بانیانِ مذہب حنفی اور یہ ہے فقہ حنفی اور یہ ہے فقہ حنفیہ کا سرچشمہ حلال کو حیلوں سے حرام کردینا اور حرام کو حیلوں سے حلال کردینا۔ عدت نہ تھی وہاں عدت لگادی، تھی وہاں سے ہٹادی۔ فالعیاذ باللہ۔

(۳۴) چونتیسواں مسئلہ دُرِّمختار مصری مطبوعہ دارالکتب جلد ۳ صـ ۱۶۹ میں ہے[۳۳۰] تَزَوَّجَ بِمَحْرَمِہٖ یعنی اگر کسی شخص نے اپنی (ماں بہن بیٹی وغیرہ) محرمات ابدیہ سے نکاح کرلیا اور پھر صحبت بھی کی تو حد نہیں ماری جائیگی اگرچہ دونوں جانتے ہوں کہ یہ کام حرام ہے"

(۳۵) پینتیسواں مسئلہ درمختار مصری جلد سوم صـ ۱۶۹ میں ہے[۳۳۱] اَوْ مَنْکُوْحَةَ الْغَیْرِ الخ یعنے اسی طرح دوسرے کی نکاحتا بیوی سے نکاح کیا اور مجامعت کی تو بھی اُس پر حد نہیں اگرچہ اسکی حرمت کا علم بھی ہو"

(۳۶) چھتیسواں مسئلہ دُرِّمختار مصری جلد سوم صـ ۱۶۹ میں ہے[۳۳۲] اَوْ مُعْتَدَّتَہٗ الخ یعنی

اسی طرح دوسرے کی عدت میں بیٹھی ہوئی عورت سے نکاح کرکے وطی کی تو بھی حد نہیں لگائی جائیگی اگرچہ عورت مرد دونوں جانتے ہوں کہ یہ نکاح اور یہ وطی حرام ہے،،

ان تینوں مسائل کی نسبت الفقیہ کا نامہ نگار کہتا ہے کہ یہی ٹھیک ہے۔ ان معصوم ہستیوں کو حد نہ مارنی چاہیئے کسی دلیل سے ثابت نہیں میں کہتا ہوں حضرت امام احمد بن حنبل حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ فرماتے ہیں انہیں حد لگیگی (فتح) اور آپنے جو نکاح کرنے کا بہانہ لکھا ہے اُس کی نسبت سنئے۔ نکاح وہ منعقد ہوتا ہے جہاں محلِ نکاح ہو ماں بہن محلِ نکاح نہیں۔ لہذا نکاح لغو ہوا جس طرح کوئی مرد کسی مرد سے نکاح کرے اور باقاعدہ مہر سمیت ایجاب وقبول ہو لیکن محلِ نکاح نہ ہونیکی وجہ سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ لہذا یہ فعل زنا ہوا۔ اور زنا کی حد شریعت محمدیہ میں موجود پھر یہاں جہاں کہ حرام کاری عام حرامکاری سے بڑھی ہوئی ہے آپ حدِ خدا کو ہٹا کر بھیجائی اور ڈھٹائی سکھانے والے اَمَّنْ یَّبْتَدِئُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَمَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ کے مصداق کیوں بنتے ہو دنیا کا ہر بھلا انسان اسے سن کر حیرت کرنے لگیگا کہ دنیا میں کوئی ایسا مذہب بھی ہے جو ماں بہن کے ساتھ زنا کرنیوالے کو بھی حد سے آزاد قرار دیتا ہے اسی طرح یہ بھی خیال رہے کہ نکاح سے وہ حرام عورت حلال ہوتی ہے جس کی حرمت ابدی نہ ہو لیکن جہاں حرمت ابدی ہے جیسے ماں بہن بیٹی وغیرہ وہاں نکاح اُس حرمت کو زائل ہی نہ کریگا۔ پس نکاح لغو امر۔ اور زنا موجود لہذا حد ثابت۔ مولوی صاحب اگر کوئلہ کو کوئی ایک لاکھ مرتبہ دودھ سے دھوئے تو کیا وہ سفید ہو جائیگا؟ اگر کسی سیہ فام حبشی کو ہزاروں مرتبہ سفید صابن سے نہلایا جائے تو کیا اُس کا کلر (رنگ) بدل جائیگا؟ اگر کسی کتے کو گلاب کے حوض میں نہلایا جائے تو کیا وہ پاک ہو جائیگا؟ اسی طرح اگر کوئی بے شرم تقلید کا مارا قیاس کا غلام اپنی نفسانی خواہش بجھانے کے لئے اپنی ماں بہن بیٹی سے منہ کالا کرے اور بظاہر نکاح بھی کرلے تو کیا نکاح ہو جائیگا اور جب نہ ہوا تو اُس کا یہ فعل زنا ہوا یا نہیں؟ اور جب زنا ہوا تو اس سفّاک کے ساتھ تمہارے فقہا کو اور تمہیں کونسی ہمدردی پیدا ہوگئی کہ اُسکی پیٹھ کوڑوں سے یا اُسکی جان ہلاکت سے بچانے کے درپے ہوگئے۔ اسی طرح یہ بھی خیال رہے کہ اگر بالفرض اس زنا کاری سے اُس کی ماں کو حمل رہ گیا تو حنفی مذہب کے اِس مسئلہ کے مطابق وہ بچہ اُس عورت کے بیٹے کا سمجھا جائیگا یعنے باپ بھی وہی اور بھائی بھی وہی اور اسے عادت گذاری بھی

واجب ہوگی چنانچہ حنفی مذہب میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ بچہ اسی کا ہوگا اور اس عورت پر عدت بھی واجب ہے ملاحظہ ہو درمختار ص۱۶۹ جلد ۳ مصری لیکن دوسروں کے نزدیک نہ یہ عدت ثابت ہے نہ نسب پس معلوم ہوا کہ یہ خالص زنا ہی ہے پھر اس پر حد قائم نہ کرنا اپنے گھر کی شرع گھڑنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اس تاکیدی حرام کی نسبت امام صاحب کا تو کھلا فتویٰ ہے جو عالمگیری مصری جلد ثانی ص۱۶۵ میں ہے کہ عقد گو حرام سے ہو اور حرام بھی ایسا جس میں کسی امتی کو اختلاف نہ ہو۔ اور گو زنا کار کو اس کا علم بھی ہو تو امام کے نزدیک اس پر حد نہیں اور صفحہ ۱۶۶ میں ہے اَوْ تَزَوَّجَ بِاُخْتِ اِمْرَاَتِہٖ اَوْ بِاُمِّہَا فَجَامَعَھَا الخ یعنے اگر کسی شخص نے اپنی سالی سے یا اپنی ساس سے تزوج کر کے صحبت کی تو بھی اس پر حد نہیں گو وہ کہے کہ میں اسے حرام جانتا تھا، اسی صفحہ میں ہے کہ متعہ کو بھی حرام جانتے ہوئے پھر بھی کسی نے متعہ کیا اور اس سے زنا کیا تو بھی اس پر حد نہیں، حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس پر حد ہے (مسلم) شریف:۔

اب اور سنئے! زنا کی حد ہماری شریعت میں دو طرح پر دو قسم کے لوگوں پر جدا جدا ہے، ایک تو وہ زانی جو شادی شدہ نہ ہوں اور ایک وہ جو شادی شدہ ہوں۔ اسی طرح حد کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک حد کوڑے لگانا دوسری حد جان سے ہلاک کر دینا۔ پہلی حد پہلی قسم کے زانیوں کے لئے ہے۔ دوسری حد دوسری قسم کے زانیوں کے لئے۔ چونکہ ماں بہن بیٹی وغیرہ کے ساتھ بدکاری کرنے والا تمام بدکاروں سے گناہ میں زیادہ ہے تو اس کی حد کی صورت بھی حدوں میں سے سب سے زیادہ زبوں ہے یعنی عام طور سے دوسری قسم کی حد کا طریقہ پتھر وغیرہ مار کر جان لینا ہے جس میں اسکی زندگی کے چند لمحے بڑھ جائینگے تو یہاں شارع نے وہ طریقہ مقرر کیا ہے جس سے اس پاپ کے گھڑے کے پھوٹنے میں کچھ دیر نہ لگے یعنی تلوار سے فوراً اسکی گردن اتار دو چنانچہ ترمذی ابوداؤد نسائی ابن ماجہ اور دارمی میں حدیث ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بطور نشان

عطا فرمایا ہوا جھنڈا لیکر کہیں جا رہے تھے میں نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ تو فرمایا کہ مجھے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ ایک شخص نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے مجھے حضورؐ کا حکم ہے کہ میں اس کا سر کاٹ لاؤں، ترمذی میں ہے مَنْ وَّقَعَ عَلٰی ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْہُ جو محرماتِ ابدیہ (ماں بہن بیٹی وغیرہ) کے ساتھ وطی کرے اُسے قتل کر ڈالو۔ یہ حدیثیں صاف دلیل ہیں اس امر پر کہ ماں بہن کے ساتھ زنا کرنیوالے کی بھی حد جان لینا ہے مگر چونکہ دوسرے زنا سے یہ زنا بڑا ہے اسلئے دوسرے زنا کی جان لینے سے طریقے سے یہ طریقہ بھی بُرا۔ حنفی دوستو! اب ایمان سے بتلاؤ یہ حدیثِ رسولؐ ماننے کے قابل ہے؟ یا قولِ امام؟ سچ کہو کیا اس شبہ کا علم امام صاحب کو ہو گیا اور رسول اللہؐ کو نہ ہوا؟

آہ یہ ظلم و ستم کہ ماں بہن بیٹی کی زنا کاری کو ہلکا امر بتلا کر پھر بھی چین نہ آیا تو زانیوں کے لئے ایک اور آسانی ٹٹولی کہ جس عورت کے ساتھ بدکاری کرنا چاہیں اس سے نکاح کر لیں گو اس بات کا علم ہو کہ اس کا خاوند موجود ہے پھر کھلم کھلا بدکاری کریں حنفی مذہب قاضی ان پر بھی حد نہ لگائیگا، خیال فرمائیے اگر اُسکا خاوند موجود نہ بھی ہوتا تو بھی اس سے زنا کاری کرنیوالے پر حد تھی، اب جبکہ اُس نے دو بڑا گناہ کیا یعنی نکاح عورت سے نکاح پر نکاح کیا ایک حرام یہ کر کے پھر دیدہ و دانستہ دوسرا حرام کیا یعنی اس سے زنا کیا تو حد معاف ایک حرام اگر ہو تو حد موجود، لیکن دو دو حرام اگر ساتھ ہوں ایک حد والے حرام کے ساتھ دوسرا حرام ملا لے تو حد مفقود، یہاں یہ بھی خیال رہے کہ جس طرح ماں بہن محلِ نکاح نہیں اسی طرح کسی کی عدت میں بیٹھی ہوئی عورت بھی محلِ نکاح نہیں، لیکن حنفی حضرات کی یہ دیدہ دلیری ہے کہ اوس پر سے حد ہٹا رہے ہیں چنانچہ فتاویٰ خانیہ مصری جلد ۳ صفحہ ۳۲۴ میں ہے لَوْ تَزَوَّجَ امْرَأَۃً لَّھَا زَوْجٌ یعنی خاوند والی عورت سے باوجود اس علم کے کہ اس کا خاوند ہے اور اس سے نکاح حرام ہے کسی نے زنا کاری کی لیکن نکاح بھی پڑھا لیا تھا تو اس پر حد نہیں، اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے کہ اگر رضاعی یعنی دودھ ماں یا دودھ بہن دودھ ساس وغیرہ سے زنا کاری کی لیکن وہ ہے لونڈی آزاد نہیں تو بھی حد نہیں گو جانتا ہو کہ یہ میری رضاعی ماں یا بہن یا ساس یا سالی ہے، لیجئے جناب یہاں نکاح کو

بھی ہٹا دیا صاف زنا کاری اور وہ بھی دودھ ماں وغیرہ سے اور پھر صد نہیں الفاظ یہ ہیں
لَوْ وَطِئَ اَمَتَہٗ وَھِیَ حَرَامٌ عَلَیْہِ بِرَضَاعٍ اَوْ صِھْرِیَّۃٍ ..... لَا حَدَّ عَلَیْہِ عِنْدَ
اَبِیْ حَنِیْفَۃَ ۔ اب مقلدہ غیر کے لئے جو اثر آپنے وارد فرمانے کی خلاف عادت تکلیف
گوارہ فرمائی ہے اس کی بابت گذارش ہے کہ یہ منقول نہیں کہ دونوں میں ملاپ بھی ہوا تھا
یا نہیں؟ دوسرے دونوں کو علم بھی تھا یا نہیں؟ وغیرہ پس اس قسم کے احتمال والا
ضعیف سند والا اثر حدود کے بارے میں ثبوت میں پیش کرنا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا
پکڑنے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ۔ حدود کو رفع کرنے کی حدیث جو یہ لوگ بار بار
پیش کرتے ہیں اوّلاً تو ضعیف ہے دوسرے مرفوع ہونا بھی صحت کے ساتھ ثابت
نہیں تیسرے یہ اوسی وقت تک ہے کہ امام کے پاس قصہ نہ پہونچا ہو چنانچہ
حدیث کے یہ الفاظ بھی ہیں یا ثبوت پورا نہ ہو جب معاملہ پختہ ہے، قصہ بڑھ گیا
ہے تو حضورؐ فرماتے ہیں ایک حد کا جاری ہونا خدا کے نزدیک چالیس سال کی برسات
سے زیادہ پسندیدہ ہے (ترغیب) لوگو خدا کی پسندیدہ چیز کے دشمن نہ بنو، خدا تعالےٰ
فرماتا ہے وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیْھَا
وَلَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ جو شخص اللہ رسول کی نافرمانی کرے اور حد سے گذر جائے
اسے اللہ تعالیٰ ہمیشگی والی جہنم میں جھونک دیگا اور رسوا کن عذاب اوسے ہوتے
رہیں گے، مگر حنفی مذہب نے تو زنا کاری کو اتنا سستا کر دیا کہ فتاویٰ خانیہ برحاشیہ عالمگیری
مصری جلد ۳ صـ۳۲۹ میں ہے لَوِ امْتَنَعَ الشُّھُوْدُ مِنَ الرَّجْمِ اگر یعنی ایک شخص شادی شدہ ہے
اُس کے زنا پر گواہ گذر چکے قاضی نے اوس کے رجم کا فیصلہ کر دیا جب رجم کے لئے نکالا تو گواہوں
نے رجم کرنے سے انکار کر دیا کسی نے ہاں کہی اور کسی نے نا کہی یا اون گواہوں میں سے کوئی
اسوقت سے پہلے مر چکا تھا یا کہیں چلا گیا ہے یا گونگا ہو گیا یا اندھا ہو گیا یا مجنون ہو گیا یا مرتد
ہو گیا تو اوس زانی کو سنگسار ہی نہ کیا جائے، کیا رحم و کرم والا مذہب ہے اور کسقدر آسانیوں
بھرا ہے جبھی تو ہندوستان میں اس مذہب کی کثرت اور اشاعت ہے، الغرض گویا یہ فقہا
امتی نہیں نبی ہیں جو چاہیں کریں حلال کو حرام حرام کو حلال شریعت کے وارد غہ نبی کے فرماں روا
گویا حنفیوں نے انہیں سمجھ رکھا ہے ۔ اب رہا معترض کا یہ کہنا کہ ہمارے ہاں اوسے تعزیر کیجائیگی
اس کی نسبت بھی سنئے ۔ اوّلاً تو آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ خدا کی مقرر کردہ حد کو تعزیر سے بدلیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ یعنی ظالموں کا یہ کام ہے کہ جو انہیں کہا جائے اوسے بدل ڈالتے ہیں، چودھویں صدی کے مولویو! یہ بدخصلت تو یہود میں تھی کہ وہ قولِ خدا کو بدل دیا کرتے تھے جو انہوں آج تم فخر سے کر رہے ہو پھر تعزیر حد سے کم درجہ کی چیز کا نام ہے اور گناہ حد سے اعلیٰ درجہ کا تو یہ الٹا حساب کیوں؟ کہ جوں جوں گناہ بڑھتا جائے سزا گھٹتی جائے۔ پھر تعزیر کی بابت حدیث میں ہے لَا یُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ یعنی تعزیر میں دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں گو آپ کے فقہا نے اس میں بھی خلافِ پیغمبر کیا ہے تاہم وہ بھی لکھتے ہیں اَکْثَرُہٗ تِسْعَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ سَوْطًا یعنی تعزیر میں زیادہ سے زیادہ اُنتالیس ۳۹ کوڑے مارے جائیں گے۔ درمختار ص۱۹۴ ج ۳۔ اور تعزیر میں کم سے کم تین کوڑے آپ کے فقہا لکھتے ہیں ملاحظہ ہو ص۱۹۵ ج ۳۔ اور خود امام صاحب نے تو اس تعزیر کا لفظ بھی اس کے لئے بولنا پسند نہیں فرمایا آپ تو فرماتے ہیں حد ہے نہ تعزیر ہے بلکہ صرف یُوْجِعُ عُقُوْبَةً یعنی تکلیف پہنچا دی جائے شامی جلد ۳ ص۱۷۵ اسی طرح آپ کے فقہا نے بھی لکھا ہے، اسی کتاب کی شرح شامی کے اسی صفحہ میں ہے کہ جب اوسے علم نہ ہو تو لَا حَدَّ وَلَا عُقُوْبَةَ تَعْزِیْرٍ نہ تو حد ہے نہ سزا نہ تعزیر چلئے تعزیر سے بھی بچ گئے۔

اے حنفی بھائیو! میں تمہیں خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ بند اس اندھی تقلید کے پٹے کو گلے سے اُتار دو موحد متبع سنت اہل الحدیث بن جاؤ۔ دوستو ان مسائل کے ماننے سے نہ صرف اسلام بلکہ امن و امان اور نسلِ انسان بھی اُٹھ جائیگی، خیال تو فرمایئے کہ ایک شخص اپنی ماں بہن بیٹی سے اس طرح زنا کرے اوس پر حد نہیں، جو شخص دوسرے کی بیوی سے اس طرح زنا کاری کرے وہ بھی حد سے آزاد، جو شخص دوسرے کی عدت میں بیٹھی ہوئی عورت سے اس طرح کالا منہ کرے وہ بھی حد سے الگ، آخر اس سے بڑھ کر اندھیر کیا ہوگا؟ اس میں ایک بات اور بھی ہے میں چاہتا ہوں اُسے بھی قلمبند کر دوں تاکہ یہ بھی کم از کم میدان میں تو آجائے اس کتاب میں لفظ ہیں ظَاهِرًا اَلْحِلُّ یعنی امام صاحب کے نزدیک ماں بیٹا دونوں اگر اس حرام نکاح کو اور حرام کاری کو حلال جانتے ہوں تو بھی یہی حکم ہے۔ میں کہتا ہوں یہ صریح کفر ہے، ماں سے نکاح کرنے ماں سے زنا کرنے کو جو حلال جانے اُس کے کفر میں کیا شک ہے؟ مسئلہ تو اپنی جگہ رہا لیکن یہ خود کس قدر بُری بات ہے کہ ماں بہن کو وہ بیوی بنانا حلال جانے اور ماں بہن اوس کی بیوی بننا اپنے لئے حلال سمجھیں تو ان دونوں کے کفر میں کیا شک رہ گیا؟

ساتھ ہی یہ بھی خیال رہے کہ یہاں تو اس قدر ڈھیل ہے اور دوسری جگہ اتنی سختی ہے کہ لکھتے ہیں وَلَوْ طَلَعَ اَمْرَأَۃٌ وُجِدَتْ عَلٰی فِرَاشِہٖ فَظَنَّھَا زَوْجَتَہٗ وَکَوْھُوَ اَعْمٰی ملاحظہ ہو درمختار کا یہی صفحہ، یعنی ایک اندھا اپنے گھر گیا اور اوس کے بستر پر ایک غیر عورت تھی اوس نے اوس سے جماع کرلیا تو اوس پر حد ہے، بلکہ لکھا ہے کہ اوس نے پوچھا بھی کہ کیا تو میری بیوی ہے تو عورت نے کہا ہاں پھر بھی اوسے حد لگائی جائیگی بلکہ شرح کے اسی صفحہ میں ہے کہ گو اندھیری رات میں یہ واقعہ ہوا ہو۔ خیال فرمائیے اندھا ہے رات ہے اندھیرا ہے عورت اوسے یقین دلاتی ہے کہ میں تیری بیوی ہوں اور وہ غریب اوسے بیوی جان کر اوس سے مجامعت کرتا ہے لیکن یہاں حنفی مذہب کا وہ جلال ہے کہ اوس پر ضرور حد ماری جائے، اور وہاں وہ خبیث ماں کو ماں جان کر اوس سے زنا کرتا ہے تو اوسے حد معاف یہ ہے رحم کا دریا۔ نکاح کی بے احتیاطی کے یہ سائل تو آپنے پڑھ لئے کہ یہ نکاح ہے نہ ایجاب و قبول پھر بھی ہوہی سیاں بنا دے اب احتیاط پر بھی نظر ڈال جائیے درمختار مصری جلد اول ص۳۲ میں لکھتے ہیں یُجَدِّدُ نِکَاحَ اِمْرَأَتِہٖ اِلخ یعنی احتیاطاً ہر مہینے میں ایک دو دفعہ اپنی بیوی سے اپنا نیا نکاح دو گواہوں کے روبرو کر لیا کرے۔

(۳۷) **سینتیسواں مسئلہ**۔ درمختار مصری جلد ۳ ص۱۷۰ میں ہے وَلَا یُحَدُّ وَطْیُ بَھِیْمَۃٍ یعنی چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرنے سے بھی حد نہیں ماری جائیگی۔ حنفی مولوی صاحب نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول کو پیش کیا ہے میں کہتا ہوں انہی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرفوع حدیث میں موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ اَتٰی بَھِیْمَۃً فَاقْتُلُوْہُ وَاقْتُلُوْھَا جو شخص چوپائے سے بدفعلی کرے اوسے قتل کر ڈالو اور اوس جانور کو بھی، بس پہلا فتویٰ تو صرف حضرت عبداللہؓ کا اپنا ہے دوسرا فتویٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اب اے حنفی بھائیو! بتلاؤ کسے مانوگے؟ لیکن احناف کے ہاں تو جانور کی شرمگاہ اور اس کا منہ ایک ہی حکم میں ہے چنانچہ ردالمحتار مصری جلد اول ص۱۲۲ میں ہے فَرْجُ الْبَھِیْمَۃِ کَفَمِھَا یعنی چوپائے کی فرج اوس کے منہ کی طرح ہے یہ بھی خیال رہے کہ مردہ عورت کے ساتھ زنا کرنے سے بھی حنفی مذہب میں حد نہیں ملاحظہ ہو شرح ہدایہ فتح القدیر مصری جلد پنجم ص۲۰۵۔ وَکَذَا اِذَا زَنٰی بِمَیِّتَۃٍ نفس مسئلہ میں اس روایت کو وارد کرتے ہوئے بھی آپ حضرات کو شرم کرنی چاہیئے، یہاں پر احناف کا عجب حال ہے کہ وہ اس حدیث کا ایک حصہ کو مانتے ہیں اور ایک حصہ کو نہیں مانتے

آدمی کے قتل کو نہیں مانتے اور جانور کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں، حالانکہ حقیقتاً پورا گناہ تو اس خبیث انسان کا ہے لیکن فقہ کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ گنہگار بالکل آزاد چنانچہ اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے ثُمَّ یُحَرَّقُ ثُمَّ یُحَرَّقُ یعنی اوس جانور کو ذبح کرکے جلا دیا جائے گو امام صاحب فرماتے ہیں کہ ذبح کرکے کھا لیا جائے ملاحظہ ہو شرح کا یہی صفحہ۔ جب اس حدیث کے اس ٹکڑے کو مان کر جانور کے قتل کا فتویٰ دیا تو پھر اوس انسان کے قتل کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ کیا قرآن کی یہ آیت بھول گئے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ بعض کتاب پر ایمان لاکر بعض کتاب کا کفر کیوں کرتے ہو، اسی کتاب کی شرح کے اسی صفحہ میں ہے لَوْ مَکَّنَتْ اِمْرَأَۃٌ الخ یعنی اگر کوئی عورت کسی مُردے سے حاجت روائی کرے تو اوس پر حد نہیں، بلکہ حنفی مذہب نے تو اس بیہودہ مرد و عورت کو یہانتک دلیر کر دیا ہے کہ اگر اس صورت میں انہیں انزال نہ ہو تو نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ غسل لازم ہوتا ہے بلکہ ذکر کو بھی نہ دھوئے یونہی نماز پڑھے پڑھائے، ملاحظہ ہو مراقی الفلاح ص۵۵ جلد اول مصری۔

(۳۸) اڑتیسواں مسئلہ۔ درمختار مصری جلد سوم ص۱۷۰ میں ہے اَوْ لِوَطِیِ دُبُرٍ یعنی اغلام (لونڈے بازی) کرنے سے بھی حد نہیں" اس کی دلیل بھی حنفی مولوی صاحب نے کچھ نہیں دی بلکہ وہ ہم سے اس کے خلاف پر دلیل مانگتے ہیں، سنئے جناب امام شافعیؒ امام احمدؒ، امام مالکؒ کا بھی یہی مذہب ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا جاتا ہے کہ اغلام کرنیوالے کی حد کیا ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں کہ شہر کی کسی بلند عمارت پر سے اوندھے منہ گرا دیا جائے اور پھر پتھروں سے رجم کر دیا جائے (ملاحظہ ہو ابن ابی شیبہ) ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ حاکم وغیرہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ وَّجَدْتُمُوْہُ یَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوْا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ یعنی جسے تم لواطت کرتے ہوئے پاؤ اُسے اور اس کے مفعول کو قتل کر ڈالو (ابوداؤد ترمذی) بعض روایات میں ہے فَارْجُمُوا الْاَعْلٰی وَالْاَسْفَلَ یعنی اوپر والے کو اور نیچے والے کو دونوں کو پتھروں سے رجم کر دو، خود پروردگار نے یہی سزا لوطیوں کو دی کہ اون کی بستیاں اون کے اوپر الٹ دی گئیں اور اون پر آسمان سے پتھر برسائے گئے جس چیز کے تصور سے جس کے ناپاک نام سے ایک بھلا انسان گھن کرے تم اوس کام پر کوئی حد شرعی نہیں بتلاتے؟

حضرت علیؓ فرماتے ہیں اگر وہ دونوں شادی شدہ ہیں تو رجم کر دئے جائیں اور اگر غیر شادی شدہ ہیں تو کوڑے مارے جائیں، ہاں یہ بھی یاد رہے کہ جب ایک غیر عورت سے ایک شخص نے ناواجب طریقہ سے اپنی حاجت روائی کی یعنی زناکاری کی تو اوسے حد لگی اور یہی حاجت روائی غیر عورت یا مرد سے وہ کرتا ہے اور اس جگہ کہ جو جگہ اپنی حلال عورت سے بھی حرام ہے تو جرم اور بڑھ گیا پھر جرمانہ میں کمی کیوں کر دیگئی؟ قرآن کریم نے جہاں زنا کو فاحشہ کہا ہے وہاں لواطت کو بھی یہی نام دیا ہے فرماتا ہے اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً اور جگہ فرمایا اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ پہلا لفظ فاحشہ کا زنا کیلئے ہے اور دوسرا لواطت کے لئے، اور آپ ہی کے مذہب کی کتاب کفایہ میں ایک حدیث ہے اِذَا اَتَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَهُمَا زَانِيَانِ یعنی اغلام کرنے والا اور کرانے والا دونوں زانی ہیں، جس طرح زنا میں حرام جگہ اپنی شہوت پوری کرتی ہے اسی طرح لواطت میں بھی، بلکہ اس کی حرمت اُس کی حرمت سے بہت زیادہ ہے، یہ تو عقلاً طبعاً شرعاً ہر طرح ممنوع اور مکروہ ہے، زنا میں تو اپنے پانی کا پھل ممکن ہے لیکن یہاں ممکن ہی نہیں، جس عورت اجنبیہ سے زنا کیا ہے اوس کی حلت بھی ممکن ہے لیکن اس کی حلت تو کسی وقت ممکن ہی نہیں، خود اسی کتاب کے صـ۱۰ پر ہے مُحَرَّمَتُهَا اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا یعنی اس کی حرمت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے پھر اس قدر زبردست حرام کاری پر سے حد ہٹا دینا بدکاروں کی حمایت کرنا تو نہیں؟ کہیں صوفیوں کی علت و معلول کے جھگڑے نے آپ کو بھی ازخود رفتہ تو نہیں بنا دیا؟ تعجب ہے کہ حقی مذہب کو ان بدکاروں سے ایسی کونسی محبت ہے کہ ہر طرح اونہیں آزاد کر رہے ہیں چنانچہ شرح وقایہ جلد ثانی کتاب الحدود مطبوعہ یوسفی صـ۲۵۷ میں ہے وَالْمُرْتَهِنُ وَالْمُسْتَعِيْرُ یعنی کسی کے پاس دوسرے کی لونڈی گروی ہے اور اوس سے اوس نے زناکاری کی تو حد نہیں، بلکہ اس کے حاشیہ عمدۃ الرعایہ کے اسی صفحہ میں ہے اِنَّ الْمُسْتَعِيْرَ لِلرَّهْنِ كَالْمُرْتَهِنِ یعنی رہن رکھنے کے لئے جو لونڈی کو اُدھار لیکر جا رہا ہے اوس نے بھی اگر اس سے زناکاری کی تو اوس پر بھی حد نہیں، ہدایہ مجتبائی جلد ۲ کتاب الحدود صـ۲۹۵ میں ہے جَارِيَةُ الْمُعْتَى فِيْ حَقِّ الْعَبْدِ كَالْجَارِيَةِ الْمُرْهُوْنَةِ فِيْ حَقِّ الْمُرْتَهِنِ یعنی غلام اپنے آقا کی لونڈی سے بدکاری کرے یا جس کے پاس کسی کی لونڈی گروی ہو وے وہ اس لونڈی سے زناکاری کرے تو ان دونوں پر بھی حد نہیں، غیر یہ آسمانیاں حقی مذہب

کی تو آپ سنتے چلے آرہے ہیں اور سنیں گے لیکن ایک بلند پروازی اور بھی سنئے، میں چاہتا ہوں کہ ناظرین کو اس جگہ ایک لطیفہ اور بھی سنا دوں۔ فقہاء حنفیہ کو اجتہادی پرواز نے اس جگہ سے اور جگہ پہونچایا اور انہیں خیال پیدا ہوا کہ جنت میں بھی لونڈے بازی ہوگی یا نہیں؟ تو ایک جماعت فقہاء حنفیہ کا اجتہاد ہے وہ فرماتے ہیں ہوگی ملاحظہ ہو درمختار جلد ۳ صفحہ ۱۷۱ اور اس کی شرح ردالمحتار کا یہی صفحہ، تو اب بھلا جنت کی نعمت جب یہ ٹھیری تو پھر یہاں اوس پر حد کیوں ہو؟ شرم! شرم!! شرم!!! ابن ماجہ کی حدیث میں ہے اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ یعنی مجھے سب سے زیادہ ڈر اپنی اُمت پر اغلام بازی کرنے کا ہے، طبرانی کی حدیث میں ہے اِذَا کَثُرَ اللُّوْطِیَّۃُ رَفَعَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَدَہٗ عَنِ الْخَلْقِ فَلَا یُبَالِیْ فِیْ اَیِّ وَادٍ هَلَکُوْا یعنی جب لواطت کسی قوم میں بڑھجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ اون سے اٹھا لیتا ہے اور یہ بھی پروا نہیں کرتا کہ وہ کس جنگل میں ہلاک ہوئے، حاکم کی حدیث میں ہے مَلْعُوْنٌ مَّنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ یعنی یہ کام کرنیوالا ملعون ہے، بیہقی کی حدیث میں ہے کہ یہ کام کرنیوالا صبح شام خدا کے غضب و غصہ میں رہتا ہے کتاب ترغیب ترہیب مصری جلد دوم صفحہ ۱۶۱ میں ہے ذَهَبَ قَوْمٌ اِلٰی اَنَّ حَدَّ الْفَاعِلِ الرَّاضِیْ ایک قوم کا مذہب یہ ہے کہ فاعل کو زنا کی حد ماری جائے، شادی شدہ ہو تو رجم کیا جائے اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے مارے جائیں، حضرت سعید بن مسیب حضرت عطاء بن ابو رباح حضرت حسن بصری حضرت قتادہ حضرت نخعی حضرت ثوری حضرت اوزاعی رحمہم اللہ کا یہی قول ہے، امام شافعیؒ کے دو قول ہیں لیکن زیادہ ظاہر مذہب اون کا بھی یہی ہے، امام ابوحنیفہ کے شاگرد ابو یوسف اور محمد بن حسن سے بھی یہی حکایت کی جاتی ہے۔ مفعول یہ پر بھی امام شافعیؒ کے نزدیک اس قول کی بنا پر ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے مرد ہو یا عورت ہو شادی شدہ یا غیر شادی شدہ۔ بعض بزرگوں کا مذہب ہے کہ لوطی کو رجم کر دیا جائے، سعید بن جبیر اور مجاہد ابن عباسؓ سے یہی روایت کرتے ہیں، امام شعبیؒ سے بھی یہی روایت ہے زہریؒ بھی یہی کہتے ہیں امام مالکؒ امام احمدؒ امام اسحاق کا مذہب بھی یہی ہے۔ حماد بن ابراہیم ابراہیم نخعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کسی کو دو مرتبہ رجم کیا جا سکتا تو اس کے قابل یہ اغلام بازی کرنیوالا تھا، حضرت امام شافعیؒ کا دوسرا قول یہ ہے کہ حدیث کے مطابق نیچے والے اور اوپر والے دونوں

کو قتل کر دیا جائے، چاروں خلفاء راشدین نے ایسے پاجیوں کو آگ سے جلا دیا ہے
ایک تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسرے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
تیسرے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھے حضرت ہشام بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ
ایک روایت میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ یہاں ایک ہیجڑا ہے جو بدکام کراتا ہے، خلیفۂ اول نے اصحاب رسول ؐ کو
جمع کر کے اون سے پوچھا کہ کیا جواب دیا جائے، حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ اس بدکاری
کو سوائے ایک قوم کے اور کسی نے نہیں کیا پھر اون پر (یعنی لوطیوں پر) جو عذاب آیا اُسے
آپ جانتے ہی ہیں پس اوس شخص کو آگ سے جلا دیا جائے اوس مجمع نے اس کی تائید کی
چنانچہ خلافت کی طرف سے یہی فرمان صادر ہوا، اوسط طبرانی میں حدیث ہے کہ ایسے
لوگوں کا کلمۂ شہادت بھی قبول نہیں، ترمذی کی حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ اونہیں نظر رحمت
سے نہیں دیکھیگا، طبرانی کی ایک اور حدیث میں ہے ایسا شخص کافر ہے، افسوس
اتنی سختیاں ہوتے ہوئے حنفی مذہب کا یہ فیصلہ کس قدر لغو فضول اور مضحکہ خیز ہے
کہ اس شخص پر کوئی حد نہیں بلکہ یہاں تک لکھ مارا کہ یہ فعل جنت میں بھی ہوگا، بلکہ یہاں تک
ہے کہ اگر کوئی حنفی اپنی بیوی کو طلاق دیدے پھر اوس کی دُبر میں وطی کرے تو یہی وطی
رجعت ہو جائیگی، درمختار کے الفاظ ہیں وَ وَطْئُهَا فِي الدُّبُرِ
۳۵۲
۳۵۳ **اُنتالیسواں مسئلہ** ۔ درمختار مصری جلد سوم ص۱۷۲ میں ہے اَوْ ذِمِّيٍّ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ
اَوِ الْبَغْيِ یعنی حربی کافروں یا باغیوں کی سلطنت میں زنا کرنے سے بھی حد نہیں "
اس کی بابت حنفی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ اگر ہم فتح القدیر کے اس مقام کو دیکھ لیتے جو
حنفی مذہب کتاب ہدایہ کی معتبر شرح ہے تو یہ اعتراض ہی نہ کرتے، میں کہتا ہوں جناب
مولوی صاحب میں نے اوس کتاب کو بھی دیکھا ہے اور بہت اچھی طرح دیکھا ہے، سنئے
اور کان کھول کر سنئے میں نہ صرف آپ سے کہتا ہوں بلکہ آپکو چیلنج دیتا ہوں کہ اس مسئلہ
میں خود صاحب فتح القدیر نے آپ کے مذہب کا رد کیا ہے اور اسے بالکل خلاف کہا ہے
وہ تو پورا محاکمہ کرتے ہوئے آپ کے اس مسئلہ میں آپ کے خلاف فیصلہ صادر فرماتے ہیں
بحث کو ختم کر دو کسی عربی داں دیانتدار کے سامنے فتح القدیر رکھ دو اور وہ جو کہدے
مان لو کہ آیا اس مسئلہ میں صاحب فتح القدیر ہمیں ڈگری دیتے ہیں یا آپ کو؟ سنئے!

وہ تو صاف کہتے ہیں والحق ..... انّہ یقام اذا خرج یعنی حق مسئلہ یہ ہے کہ جب دارالحرب میں سے وہ نکلے اوس پر حد قائم کی جائے، اس اجمالی جواب کے بعد تفصیلی جواب سنئے جو حدیث اس کی دلیل میں آپنے وارد کی ہے یہ حدیث کہاں کی ہے اور کیسی ہے؟ اس کا آپکو علم ہی نہیں سیر کبیر جس کا آپنے حوالہ دیا ہے کوئی حدیث کی کتاب نہیں کہ اس کا نام لے دینے سے کام چل جائے پس اولاً تو یہ حدیث ثابت ہی نہیں دوسرے یہ کہ خود آپ اور آپکے فقہا اسے نہیں مانتے چنانچہ خود صاحب درمختار اسی صفحہ میں لکھتے ہیں الّا اذا زنی الخ یعنی اگر کسی شخص نے دارالحرب میں ایسے لشکر میں زنا کیا جس کے امیر کو حدود جاری کرنے کا اختیار ہے تو حد ماری جائیگی، جو حدیث آپنے وارد کی ہے اوس میں تو ہے کہ دارالحرب میں زنا اور چوری کرنے والے پر حد نہیں لیکن پھر آپ کے فقہا فرماتے ہیں کہ اگر دارالحرب میں کسی نے زنا کیا یا چوری کی اور وہ اسیر جو حدیں جاری کرتا ہے وہاں ہے تو اُس زانی چور پر حد لگائی جائیگی۔ مولوی صاحب کیا یہ حدیث جسے آپ پیش کر رہے ہیں اور خود اپنی کمزوری کو محسوس کر رہے ہیں کہ یہ حدیث بوجہ ثابت نہ ہونے کے پیش کرنے کے قابل نہیں، ہم پر تو حجت ہو سکتی ہے لیکن آپ پر حجت نہیں؟ اگر واقعی اس حدیث کو مانتے ہو تو پھر اوس پر بھی حد لگاؤ جو امیر اور خلیفہ کے لشکر میں ہے اور وہ لشکر دارالحرب میں ہے اور وہ زنا اور چوری کرتا ہے کیونکہ آپ کی پیش کردہ حدیث میں ہے جو شخص دارالحرب میں زنا یا چوری کرے اُس پر حد نہیں، یہ شخص بھی دارالحرب میں زنا اور چوری کرتا ہے پھر اوس پر حد کیوں لگاتے ہو؟ ناظرین دراصل یہ حدیثیں وغیرہ سب کی سب حنفی مذہب کی دیواریں مضبوط کرنے کے لئے گھڑی جا رہی ہیں، یہ مجیب حنفی تو خیر اصاغر میں سے ہیں ان کے تو اکابر کا بھی یہی حال ہے یہانتک کہ اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے ہدایہ والے نے اس جگہ ایک حدیث بنا بنو کر اپنی کتاب ہدایہ میں لکھدی کہ لا تقام الحدود فی دار الحرب یعنی دارالحرب میں حدیں نہ قائم کی جائیں جس کی بابت صاحب فتح القدیر کو بھی کہنا پڑا لم یعلم لہ وجود یعنی اس حدیث کا وجود ہی معلوم نہیں ہوتا، علاوہ ازیں یہ حدیث بھی حنفیہ کی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ اولاً تو یہ خبر ہے ممانعت نہیں نفی ہے نہی نہیں، دوم دارالحرب میں حد کا لگنا اس امر کو مستلزم نہیں کہ وہ یہاں سے چلا آئے تو دارالاسلام میں بھی حد سے بچ جائے، لیکن ڈوبتے کو تنکے کا سہارا انہیں تو ہر طرح حنفی مذہب کی لاج رکھنی ہے، علاوہ ازیں یہ حدیث دارالحرب کے لئے ہے حنفی صاحب دارالبغی یعنی باغیوں کی سلطنت میں زنا کرنیوالے کو کس دلیل کی رُو سے آزاد

کیا جارہا ہے، ہندوستان کے حنفیو! سنو اور اے اسلامی سلطنتوں کے رہنے والو تم بھی سن لو، جس قدر تم چاہو کفار کی سلطنتوں میں زناکاریاں کرو تم پر حنفی مذہب میں کوئی حد نہیں، قرآن کا حکم اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا الخ یعنی زانیہ عورت اور زانی مرد کو کوڑے لگاؤ، حنفی مذہب میں اون کے لئے ہے جو ہندوستان اور ہندوستان جیسی سلطنتوں میں نہ رہتے ہوں یہاں کی زمینیں اس سے مستثنیٰ ہیں، حنفیو! شرم کرو، قرآن کے صریح الفاظ کے خلاف تو اپنے اماموں کی نہ مانو، قرآن کہتا ہے، زانی مرد و عورت کو حد لگاؤ، تمہارے امام کہتے ہیں، دارالحرب میں باغیوں کی سلطنت میں جو مرد و عورت زنا کرے اوسے حد نہ لگاؤ، لیکن تم ہو کہ امام کی چھوڑ کر قرآن کی ماننے کو تمہارا جی نہیں چاہتا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو دارالحرب میں زنا کرے جب اسلامی سلطنت میں آئے اوس پر حد جاری کرو (ابن ابی شیبہ) امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کا مذہب بھی یہی ہے کہ ایسے زانی کو حد لگائی جائیگی مگر حنفی مذہب کی وسعت نے اس زانی کا سر چھپا لیا اور اسے اپنی پناہ میں لیکر گود دیدی، میں بٹھالیا پھر اور لطیفہ سنئے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک زنا کی چوری کی شراب خواری کی غرض کسی چیز کی حد حربی پر نہیں لیکن پھر اپنے اس اصول کو توڑ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں تہمت کی حد ہے، آپ کے شاگرد قاضی ابو یوسف کی سنئے آپ فرماتے ہیں، حربی کو ساری حدیں لگینگی مگر شراب کی حد نہیں لگیگی خواہ کتنی ہی پی ہو، ملاحظہ ہو فتح القدیر۔ برادران! قرآن کا خطاب اون مسلمانوں سے بھی ہے جو اسلامی سلطنتوں میں ہوں اور اون سے بھی جو غیر اسلامی سلطنتوں میں ہوں جس طرح اسلامی سلطنت میں رہنے والے پر اسلامی حدیں ہیں اسی طرح غیر اسلامی سلطنت والوں پر بھی، ایسے صاف مسئلے میں اختلاف کرنا گناہوں کے اور سیاہ کاریوں کے دروازوں کو کھولدینا اور بدکاروں کو دلیر بنانا نہیں تو اور کیا ہے؟ کتاب اللہ میں فَاجْلِدُوْا ہر زانی کے لئے موجود پھر اپنے قیاس سے بعض زانیوں کی سرپرستی کرکے اونہیں مخصوص کر دینا انتہائی جرأت نہیں؟ سنئے جناب ایک فیصلہ کن حدیث بھی سن لیجئے مراسیل ابی داؤد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَقِیْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰہِ فِی السَّفَرِ وَالْحَضَرِ عَلَی الْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ وَلَا تُبَالُوْا فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ یعنی اللہ تعالیٰ کی حدوں کو سفر میں اور وطن میں پاس والوں پر اور دور والوں پر جاری کرتے رہو اور اس بارے میں کسی ملامت کرنیوالے کی کچھ بھی پرواہ نہ کرو۔ برادران اس حدیث میں غور کیجئے کس طرح صاف لفظوں میں کہ دور والوں پر بھی حد جاری کرو ایک دوسرا شخص جس ریاست اسلام

میں دارالحرب میں زنا کیا تھا آج وہ دارالاسلام میں آیا اور قاضی کے سامنے اپنے زنا کا اقرار کیا آج اس وقت اس قاضی کو اس کا زنا معلوم ہوا، حکم باری ہے کہ زانی کو کوڑے لگاؤ یا سنگسار کرو فرمانِ رسولؐ ہے کہ دور والوں پر بھی حد جاری کرتے رہو، قاضی حدِ خدائی جاری کرنا چاہتا ہے مگر حنفی مذہب بیچ میں آتا ہے اور کہتا ہے چونکہ اس نے زنا اوس زمین پر کیا جس پر کفار کا قبضہ تھا اس لئے آپ اسے حد نہ لگائیے، اس سے بھی زیادہ واضح حدیث سنئے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا یَنْبَغِیْ لِوَالِیْ اَنْ یُّؤْتٰی بِحَدٍّ اِلَّا اَقَامَہٗ یعنی کسی امیر یا بادشاہ کو لائق نہیں کہ اس کے پاس کوئی ایسا شخص لایا جائے جس پر حد ہو اور پھر وہ اس حد کو جاری نہ کرے بلکہ اوسے حد قائم کر دینی چاہئے، منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد مصری جلد ۲ ص ۳۹۲ حنفیو! خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے رسول سے کیا انجام پاؤ گے؟ حنفی مذہب کی اس مسئلہ میں عجب لہریا چال ہے اس نے کہا جو دارالحرب میں زنا کرے اوس پر حد ہی نہیں پھر کہا جو دارالحرب میں زنا کرے اور وہ ہو لشکر گاہ میں اور ذی اختیار امیر مصر وہاں موجود ہو تو اوس پر حد ہے، پھر حنفی مذہب کہتا ہے کہ جو دارالحرب میں لشکر گاہ سے دور جا کر زنا کرے اور پھر لشکر گاہ میں چلا آئے تو اس پر بھی حد نہیں پھر وہ کہتا ہے جو لشکر گاہ میں زنا کاری کرے گو وہاں امیر لشکر موجود ہے تو بھی اسے حد نہیں مار سکتا، پھر اس سے بھی زیادہ آزاد ہو کر وہ فتوی دیتا ہے کہ اگر حربی کافر اور کافرہ امن حاصل کر کے دارالاسلام میں زنا کریں تو بھی ان پر حد نہیں، اتنا ہی نہیں بلکہ حنفی مذہب کی اسی کتاب درمختار جلد ثالث مصری ص ۱۶۷ میں لکھا ہے وَوَطْءُ اَمَۃِ اَبَوَیْہِ وَاِنْ عَلَیَا..... وَاَمَۃِ اِمْرَأَتِہٖ وَاَمَۃِ سَیِّدِہٖ وَوَطْءُ الْمُرْتَھِنِ اَمَۃَ الْمَرْھُوْنَۃَ..... اَلْمُسْتَعِیْرُ لِلرَّھْنِ کَالْمُرْتَھِنِ..... اَلْمُسْتَأْجَرَۃُ وَالْمَغْصُوْبَۃُ یعنی اپنی ماں کی یا نانی کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں، اپنے باپ کی یا دادا کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں، اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں، اپنے آقا کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں اپنے پاس جو لونڈی گروی ہو اس سے زنا کرے تو حد نہیں رہن رکھنے کے لئے جو لونڈی کو مستعار لئے ہوئے ہو وہ اگر اوس سے زنا کرے تو حد نہیں، خرچی یعنی زناکاری کی اجرت دیکر زنا کرے تو حد نہیں کسی کی لونڈی کو غصب کر کے زنا کرے تو حد نہیں وغیرہ وغیرہ۔ حنفی دوستو! خدا را غور کرو یہ کیا الٹی گنگا بہہ رہی ہے، یہ خدائی حدوں کو کیوں توڑا جاتا ہے، خدا کے ہاں کیا جواب ہوگا،

بلکہ شرابی کی نسبت بھی اسی کتاب کے صفحہ ۱۸۰ میں لکھا ہے کہ اگر گواہ گواہی دیں اور شراب پیئے دیر ہو گئی ہو اب منہ میں بو نہ رہی ہو یا وہ خود شرابی اقرار کرے لیکن اوس کے منہ کی بو باقی نہ ہو تو بھی شراب پینے کی حد نہ لگائی جائیگی - دوستو! اس چکر دار راستے کو چھوڑ دو، اللہ رسول کے اطاعت گذار بن جاؤ۔

(۴۰) چالیسواں مسئلہ - درمختار جلد ۳ مصری صفحہ ۱۷۲ میں ہے وَلَا حَدَّ بِزِنَا غَيْرِ مُكَلَّفٍ بِمُكَلَّفَةٍ مُطْلَقًا یعنی نابالغ وغیرہ غیر مکلف مرد اگر بالغہ وغیرہ مکلفہ عورت سے زنا کرے تو دونوں پر حد نہیں ہے اس کی دلیل حنفی مذہب مولوی صاحب نے یہ دی ہے کہ چونکہ زنا اصل فعل مرد کا ہے اور وہ غیر مکلف ہے جس پر حد نہیں اسلئے اس عورت پر بھی حد نہیں، چونکہ اگلے فقہاء نے بھی یہی کہا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس بحث کو قدرے وضاحت کے ساتھ بیان کر دوں سنئے اس اصول کے مطابق جہاں کسی شخص کو دوسرے نے مجبور کیا ہو کہ اس عورت سے زنا کر ورنہ میں تجھے مار ڈالوں گا اور وہ عورت راضی رضامندی سے زنا کراتی ہے تو ظاہر ہے کہ اکراہ اور جبر کی وجہ سے اس مرد پر حد نہیں، جیسے اس غیر مکلف پر اور حنفی مذہب کے اس قاعدے کے مطابق زنا اصل فعل مرد کا ہے اور اس پر چونکہ اس صورت میں حد نہیں لہٰذا اس عورت پر بھی حد نہ ہونی چاہئے حالانکہ حنفی مذہب میں اس عورت پر حد ہے، چنانچہ اسی کتاب کی شرح رد المحتار کے اسی صفحہ میں ہے۔ فَلَوْ زَنَى مُكْرَهًا بِمُطَاوِعَةٍ وَجَبَ عَلَيْهَا الْحَدُّ یعنی اگر کسی مرد پر زبردستی کی گئی اور کسی عورت نے راضی خوشی اس سے زنا کرایا تو مرد پر تو حد نہیں لیکن عورت کو حد ماری جائے گی، اسی طرح حنفی مذہب میں ہے کہ کسی شخص کی زنا کاری کے چار گواہ عینی موجود ہیں لیکن وہ عورت کو نہیں پہچانتے تو اوس مرد پر بھی حد نہیں ملاحظہ ہو ہدایہ جلد اول صفحہ ۵ باب الشہادۃ الخ کہو مرد کے فعل کو اصل بتانے والو! مرد کا فعل موجود شرعی گواہ موجود پھر حد ساقط کیوں ہے؟ اسی طرح ہدایہ کے اسی صفحہ میں ہے اگرچہ چار گواہ شرعی زنا پر ہوں لیکن دو کہدیں کہ عورت ناراض تھی جب بھی حد نہیں، کہو آپکا اصول کیا ہوا؟ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب غیر مکلف مرد مکلفہ عورت کے ساتھ پایا جائے تو عورت کو حد لگیگی، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمدؒ کا مذہب بھی یہی ہے علاوہ ان سب کے لغتاً اس عورت کو زانیہ کہا جائیگا اور قرآن نے زانیہ کو حد لگانے کو

کہا ہے پھر خدائی مجرم کے حامی بن کر تم اپنا نقصان کیوں کرتے ہو؟ ایک اور دلیل بھی سُن لیجئے جس سے یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ نابالغ کے اس فعل کو بھی اثر ہے حنفی مذہب میں ہے کہ عُشر یعنی مہر مثل اس بچہ پر واجب ہے جو کسی بچی سے زنا کرے یا کسی زبردستی اور اکراہ وجبر کی ہوئی عورت سے زنا کرے، ملاحظہ ہو اسی کتاب کی شرح کا یہی صفحہ۔ پس مہر تو آپ حنفی حضرات اس غریب بچہ پر بھی واجب کرتے ہیں جب اس کے فعل کا کوئی اثر ہی نہیں تو اوس سے مہر مثل کس چیز کا دلوایا جا رہا ہے؟ اور سنئے حنفی مذہب میں ہے کہ اگر ستا سن ذمیہ یا مسلمہ سے زنا کرے تو مرد پر حد نہیں لیکن دونوں قسم کی عورتوں پر حد ہے، اب فرمائیے کہ یہاں وہ قاعدہ کیا ہوا؟ ٹھیک اسی طرح حنفی مذہب میں ہے کہ وَلَا یَاْبٰی اِذَا اُکْرِہَ اَوْ اُلْجِیَ ملاحظہ ہو اسی کتاب کا یہی صفحہ یعنی ایک تو کہے کہ میں نے زنا کیا اور دوسرا انکار کرے تو اقرار کرنیوالے کو بھی حد نہیں مارنی چاہئے۔ مثلاً ایک مرد کہتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ میں نے فلاں عورت سے زنا کاری کی اور وہ عورت انکار کرتی ہے تو اس اقرار کرنیوالے مرد پر بھی حد نہیں، اب خیال فرمائیے کہ حنفی مذہب میں اصول تو یہ تھا کہ زنا اصل فعل مرد کا ہے تو اصل فعل مرد کے اقرار سے ثابت ہے لہٰذا اسے حد لگانی چاہئے مگر یہاں آکر گویا اصل عورت کو قرار دیا جا رہا ہے اور اس کے انکار کی بنا پر اس اقراری مرد کو بھی حد سے آزاد کیا جا رہا ہے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر جب حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زنا کا اقرار کرتے ہیں تو آپ ان کی حد کو اس عورت کے اقرار پر اٹھا نہیں رکھتے بلکہ اون پر حد جاری کرنے کو فرماتے ہیں (بخاری مسلم) جو دلیل ہے حنفیہ کے اس مسئلہ کے خلاف پر اور اس اصل کے خلاف پر بھی، اسی طرح صحیح بخاری صحیح مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں ہے کہ دو شخص نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جھگڑا لیکر آئے، ایک نے کہا حضورؐ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے دوسرے نے بھی کہا ہاں حضورؐ ہم میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ واقعہ عرض کروں، آپنے فرمایا کہو اس نے کہا میرا لڑکا اس کے ہاں کام کاج پر تھا اوس نے اس کی بیوی سے زنا کیا لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اوس پر رجم ہے تو

میں نے اس کے بدلے ایک سو بکریاں اور ایک لونڈی فدیہ میں دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ میرے لڑکے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے اور رجم اسکی بیوی پر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب میرا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق سنو! تیری بکریاں اور تیری لونڈی تو تجھے واپس مل جائیگی اور تیرے لڑکے پر سو کوڑے اور ایک سال تک جلا وطن (کوڑوں کا اور جلا وطنی کا حکم دیکر) آپنے حضرت انیسؓ سے فرمایا اے انیس تم اس کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ اقرار کرے تو اسے رجم کر دو چنانچہ ان کے جانے پر اس نے اقرار کیا اور انہیں رجم کر دیا (رضی اللہ عنہا) اس واقعہ میں بھی آپنے اس لڑکے کی حد کو اس عورت کے اقرار پر منحصر نہیں رکھا، ایسی کھلی دلیلوں کے ہوتے ہوئے حنفیہ کا یہ مسلک یقیناً قابل ترک ہے، ابوداؤد میں ایک حدیث ہے کہ نبو بکر بن لیث کا ایک شخص خدمت نبوی میں حاضر ہوکر اپنی زناکاری کا اقرار کرتا ہے چنانچہ اسے سو کوڑے مارے جاتے ہیں، اب اس عورت سے پوچھا جاتا ہے وہ قسم کھا کر انکار کرتی ہے اور وہ شخص اس کی زناکاری پر کوئی شہادت پیش نہیں کرسکتا تو آپ حکم دیتے ہیں کہ اس پر تہمت لگانیکی دوسری حد بھی مارو، چنانچہ سو کوڑے زناکاری کے لگ چکے تھے، اب اسی کوڑے تہمت کے اور لگائے جاتے ہیں، اور سنو! ایک مرد[۳۸۶] غیر شادی شدہ ایک عورت شادی شدہ سے زنا کرتا ہے ظاہر ہے کہ مرد پر اس صورت میں رجم نہیں تو آپ کے اس قاعدے کے مطابق عورت پر بھی رجم نہ ہونا چاہئے، حالانکہ یہاں آپ اپنے قاعدہ کے خلاف رجم کا حکم دیتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ حنفیوں کا یہ غضب تو یہاں تک بڑھا ہوا ہے کہ عالمگیری مصری جلد دوم ص ۱۶۷ میں ہے[۳۸۷] لَا يُؤْخَذُ الْأَخْرَسُ بِحَدِّ الزِّنَا وَلَا بِشَيْءٍ مِنَ الْحُدُودِ وَإِنْ أَقَرَّ بِهِ بِإِشَارَةٍ أَوْ كِتَابَةٍ أَوْ شَهِدَتْ بِهِ الشُّهُودُ عَلَيْهِ یعنی گونگے پر نہ تو زنا کی حد ہے نہ کوئی اور حالانکہ وہ خود اشارے سے اقرار کرلے یا لکھ کر اقرار کرلے گو گواہ بھی موجود ہوں اور شہادت دے رہے ہوں لیکن تاہم گونگے پر کوئی حد نہیں، اس کے برعکس سنئے فتاوی خانیہ جلد ۳ ص ۵۱۰ میں ہے کہ اگر محض نامرد جس میں قوت مردی ہے ہی نہیں اگر وہ چار بار کہدے کہ میں نے زنا کیا تو اسے حد لگائی جائیگی، حنفی مذہب کا یہ نادر شاہی حکم سننے کے بعد اور بھی سنئے۔ فتاوی خانیہ برحاشیہ عالمگیری مصری جلد ۳ ص ۵۰۸[۳۸۹] میں ہے

رَجُلٌ زَنٰی بِصَغِیْرَۃٍ ۱۲ یعنی اگر کسی نے چھوٹی بچی کے ساتھ جماع کیا یہانتک کہ پیشاب پاخانہ کا راستہ ایک ہوگیا تاہم اوس پر حد نہیں بلکہ اس کی ماں بیٹی وغیرہ سے نکاح کرنا بھی اس پر حرام نہیں۔ اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے کہ اگر کسی لونڈی سے زناکاری کرے تو کرنے اور مارڈالا تو بھی امام ابو یوسف کے نزدیک اوس پر حد نہیں، اللہ اللہ یہ ظلم وستم، اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۱ میں ہے کہ ایک غلام نے چار بار زناکاری کا اقرار کیا لیکن اوس کا مالک کہدے کہ یہ جھوٹا ہے تو اوس پر بھی حد نہیں، بلکہ صفحہ ۱۵۱ میں ہے کہ اگر زناکاری کے ایک ماہ کے بعد گواہ گذارے تو بھی حد نہیں لگیگی،

دوستو! کیوں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پر کمر کس رکھی ہے، اللہ سے ڈرو اور خدا کی حدود کو نہ توڑو، اپنی اور اپنے علماء کی باتوں کو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ مانو ۔

(۴۱) اکتالیسواں مسئلہ۔ درمختار مصری جلد ۳ صفحہ ۱۷۱ میں ہے وَلَا حَدَّ بِزِنَا بِالْمُسْتَاجَرَۃِ لَہٗ یعنی جس عورت کو زناکاری کے لئے اُجرت دی ہو اور اوس سے زنا کرے تو اُس پر حد نہیں ۔ اس کے جواب میں حنفی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ اس کے آگے ہے کہ حق یہ ہے کہ حد واجب ہے، میں کہتا ہوں اسی کتاب درمختار کی شرح ردالمحتار کے اسی صفحہ میں ہے وَالْمَتْوْنُ وَالشُّرُوْحُ عَلٰی قَوْلِ الْاِمَامِ یعنی حنفی مذہب فقہ کی تمام متن کی اور شرح کی کتابوں میں یہی ہے کہ اس صورت میں حد نہیں کیونکہ امام صاحب کا قول یہی ہے، کنز الدقائق مطبوعہ دیوبند صفحہ ۱۷۰ میں ہے وَبِالزِّنَا بِمُسْتَأْجَرَۃٍ یعنی اُجرت پر اگر کسی عورت سے زناکاری کی تو بھی حد نہیں، مولوی صاحب حد ہے یہ تو قول امام اعظم کے شاگردوں کا ہے خود امام اعظم صاحب کا تو یہی قول ہے کہ اس پر حد نہیں پھر آپ امام صاحب کی چھوڑ کر اون کے شاگردوں کی مان کر غیر تقلد کیوں بنتے ہو؟ کافی میں ہے لَوْ قَالَ اَمْهَرْتُكِ لِكَذَا اِلَّا زِنْيَ بِكِ لَمْ يَجِبِ الْحَدُّ یعنی اگر کسی شخص نے کسی عورت سے کہا کہ میں تجھ سے زنا کرونگا اور اتنی اتنی اجرت خرچی دونگا تو حد واجب نہیں، فتاوی خانیہ مصری جلد ۳ صفحہ ۵۰۷ میں ہے لَوِ اسْتَأْجَرَ امْرَأَۃً لِيَزْنِيَ بِهَا فَزَنٰى بِهَا لَا يُحَدُّ یعنی اگر کسی شخص نے کسی عورت کو زناکاری کے لئے کچھ خرچی دی پھر اوس سے زنا کیا تو حد نہیں، اے جناب مولوی صاحب فرد الو تقلید شخصی کی لاج رکھئے اس قدر دلیری سے تو جھوٹ نہ کہیے فقہ

کی کسی کتاب میں حضرت امام سے یہ مروی نہیں کہ ایسے شخص کو حد لگانی واجب ہے
پھر آپ کس طرح یہ دانع دھو سکتے ہیں جس طرح اس سے پہلے نہایت بیباکی سے آپنے اور
مسائل تسلیم کئے ہیں لامحالہ ایک دن اس مسئلہ کو بھی آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا، یہ خاص حضرت
امام اعظم صاحب کا مسئلہ اور ان کی فقہ ہے کہ جو زانی روپیہ پیسہ دیکر زنا کرے اس پر
حد نہیں بلکہ حضرت امام صاحب کے نزدیک وہ زانیہ عورت جو اجرت اپنی زناکاری کی لے
وہ بھی اوس کے لئے حلال ہے چنانچہ چلپی حاشیہ شرح وقایہ میں ہے[۳۹۸] اِنَّ مَا اَخَذَتْهُ الزَّانِيَةُ
اِنْ كَانَ بِعَقْدِ الْاِجَارَةِ فَحَلَالٌ یعنی زانیہ جو اجرت یعنی خرچی زناکاری کے بدلے لے وہ
حلال ہے، سنا جناب نے حنفی بننے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ اجرت دیکر زنا کرو حد نہیں
بلکہ وہ پیسہ بھی اوس رنڈی کے لئے حلال ہے، حالانکہ حدیث میں صاف موجود ہے مَهْرُ
الْبَغِيِّ خَبِيثٌ یعنی زانیہ کی اجرت خبیث یعنی حرام ہے لیکن حنفی مذہب کے مطابق آج
جتنی رنڈیاں ہیں ان کی خرچی حلال ہے اور ان کے زانیوں پر کوئی حد بھی نہیں، فتاوے
عالمگیری جزو ثانی مصری ص۱۶۷ میں ہے[۳۹۹] اِسْتَأْجَرَ اِمْرَأَةً لِيَزْنِيَ بِهَا اَوْ لِيَطَأَهَا اَوْ
قَالَ هٰذِهِ الدَّرَاهِمُ لَكِ اَوْ قَالَ مَكِّنِّيْنِيْ بِكَذَا فَفَعَلَتْ لَمْ يُجِدْ کسی شخص
نے ایک عورت کو زناکاری کے لئے کچھ اجرت پر رکھا یا اجرت مقرر کر اس سے وطی کی
یا کہا کہ اتنی خرچی لے اور مجھے زنا کرنے دے یا کہا کہ مجھے اپنا آپا سونپ دے اور میں تجھے
اتنا اتنا دونگا وہ راضی ہوگئی اور اوس نے زناکاری کی تو اسے حد نہ لگانی چاہئے۔
غرض یہ خاص حضرت امام صاحب کا مسئلہ ہے اور فقہ کی کتابوں میں موجود ہے پھر اس سے
انکار کرنا حنفی مذہب کو سلام کرنا ہے، مولوی صاحب! اگر حنفی رہنا چاہتے ہو تو صاف
لفظوں میں کہو کہ جو شخص خرچی دیکر زنا کرے اوس پر حد نہیں" شجرۂ حنفیت کی ایک شاخ یہ بھی ہے"
بلکہ حنفی مذہب میں ہے کہ چار گواہ ایک زنا کے گذ گئے چاروں کہتے ہیں کہ اس نے اس عورت سے
زناکاری کی لیکن دو تو کہتے ہیں کہ عورت خود بھی راضی تھی دو کہتے ہیں عورت کی رضامندی
نہ تھی تو نہ عورت پر حد ہے نہ مرد پر نہ گواہوں پر سب بری الذمہ ہیں[۴۰۰] بلکہ اگر ایک کہے
کہ عورت ناراض تھی تو بھی سب کو چھٹی ہے ملاحظہ ہو عالمگیری مصری جلد ۲ ص۱۵۱ بلکہ ص۱۷۱
میں ہے کہ گو چار گواہ کسی کی زناکاری پر گذر چکے ہوں لیکن وہ عورت کو پہچانتے نہیں کہ
کونسی عورت ہے تو اس زانی پر بھی کوئی حد نہیں گو وہ زانی بھی کہہ رہا ہو کہ جس عورت

کے ساتھ تم نے مجھے دیکھا وہ نہ میری بیوی تھی نہ لونڈی۔ اور گو بعد میں گواہ بھی کہیں کہ وہ فلاں تھی

(۲/۴) بیالیسواں مسئلہ۔ درمختار مصری جلد ۳ صـ۱۷۲ میں ہے وَکَذَا لَوْ قَالَ اشْتَرَیْتُهَا یعنی ایک آزاد عورت سے زنا کیا پھر کہہ دیا کہ میں نے تو اسے خریدا ہے تو اوس پر بھی حد نہیں، یعنی ایک شخص ایک عورت سے زنا کرتا ہے گواہ گذر جاتے ہیں، زناکاری ثابت ہے وہ عورت آزاد ہے لونڈی نہیں لیکن یہ زانی اگر حنفی ہے تو جھوٹ موٹ کہدے کہ یہ عورت میری زرخرید لونڈی ہے تو صرف اوس کے اتنا کہتے ہی حنفی مذہب اسے حد سے آزاد کردیگا بلکہ اس کتاب کی شرح کے اسی صفحہ میں ہے کہ اگر چہ وہ کہے کہ یہ فاسد خرید ہے یا بائع کو اختیار ہے یا مجھے صدقہ میں دی ہے یا میرے نام ہبہ کیا ہے (اور ہو یہ سب غلط) اوس عورت والا ان باتوں کا انکاری ہو وہ عورت آزاد ہو اوس پر کسی کی ملکیت سرے سے ہو ہی نہیں، عورت والے ان تمام باتوں سے انکاری ہوں اس بدکار زانی کے پاس کوئی ثبوت اور دلیل بھی نہ ہو زنا کے چار گواہ گذر چکے ہوں مگر تاہم اس زناکار پر حد نہیں۔ درمختار جلد سوم صـ۱۶۵ پر ہے کَوَطْیِ اَمَةِ وَلَدِہٖ وَوَلَدِ وَلَدِہٖ یعنی باپ اپنے بیٹے کی یا دادا اپنے پوتے کی لونڈی سے زناکاری کرے گو حرام ہونا جانتا ہو پھر بھی اوس پر حد نہیں۔ خیر اصل مسئلہ کی دلیل میں حنفی مولوی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اس کے حلال ظن کرنے سے اس پر شبہ ہوا، حالانکہ اوّلاً تو یہ فرمانا ہی غلط ہے کیونکہ وہ جو اب اُسے زرخرید لونڈی بتا رہا ہے یہ سرے سے غلط ہے، اوس کا آزاد ہونا تسلیم کیا گیا ہے اور اگر صرف اوس کے زبانی الفاظ ہی اوسے حد سے آزاد کرانے کے لئے کافی ہیں تو پھر اُس صورت میں کہ وہ کہدے میں نے اسے اپنی بیوی خیال کیا تھا آپ حضرات اوسے حد سے آزاد کیوں نہیں کہتے، چنانچہ علامہ شامی کہتے ہیں کہ اس کہنے سے حد ساقط نہیں ہوگی، اسی طرح جو شخص اپنے بھائی کی یا چچا کی لونڈی سے زنا کرے اور کہدے کہ میں تو اسے اپنے لئے حلال جانتا تھا تو بھی اس پر حد لگیگی اگر اُس کے الفاظ کا اعتبار ہے تو اس صورت میں بھی اسے حد نہ لگنی چاہئے۔ الغرض یہ بھی حنفی مذہب کی ایک خاص عنایت ہے کہ ایسے زناکار کو جو زنا بھی کرتا ہے اور جھوٹ بھی بولتا ہے وہ حد سے آزاد کر رہا ہے۔ اور لطف کی بات سنئے، عالمگیری مصری جلد ثانی صـ۱۶۹ میں ہے اِذَا زَنٰی بِاَمَةٍ ثُمَّ اشْتَرَاهَا

یعنی کسی لونڈی کے ساتھ زنا کیا پھر اُسے خرید لیا تو بھی اوس پر حد ہے، خیال فرمائیے کہ آزاد عورت سے زنا کر کے جھوٹ موٹ خریداری کا دعویٰ کرے تو حد سے آزاد، لیکن حقیقتاً لونڈی ہے اور سچ مچ خرید بھی کر لی ہے تو حد موجود ہے،

(۴۳) **تینتالیسواں مسئلہ**۔ درمختار مصری جلد سوم ص۱۷۳ میں ہے وَلَوْ غَصَبَهَا ثُمَّ زَنَا بِهَا الخ یعنی اگر کسی لونڈی کو غصب کر لیا پھر اوس سے زنا کاری کی پھر قیمت کا ضامن ہو گیا تو اوس پر بھی زنا کی حد نہیں" اس کی بھی کوئی دلیل حنفی مولوی صاحب نے قرآن حدیث سے نہیں دی اور یہاں بھی یہ کہہ کر ٹال دیا کہ شبہ پیدا ہو گیا، میں کہتا ہوں ٹھیک یہی شبہ اس صورت میں بھی ہے کہ کسی کی لونڈی سے زنا کرے پھر غصب کرے پھر قیمت کا ضامن ہو جائے، لیکن آپ کے فقہا اس صورت میں حد کو ساقط نہیں کرتے ملاحظہ ہو فتح القدیر کتاب الحدود، مولانا ذرا خیال تو فرمائیے کہ قیمت کا ضامن اب ہو رہا ہے، ملکیت اب ثابت ہوتی ہے اور زنا اس سے پہلے کا ہے تو زنا کی حد کو ساقط کرنیوالی کونسی چیز ہے؟ مثلاً ایک شخص ایک عورت سے زنا کرتا ہے پھر اوس سے نکاح کر لیتا ہے تو کیا یہ بعد کا نکاح پہلے کے زنا کی حد کو ٹال دیگا؟ جیسے یہ نکاح اوس زنا کو دور نہیں کر سکتا ایسے ہی یہ ضمانت اوس حد کو ساقط نہیں کر سکتی لیکن حنفی مذہب میں اس سے بھی بڑھ چڑھ کر یہ بھی موجود ہے کہ رَجُلٌ اَحَلَّ جَارِيَةَ لِغَيْرِهٖ فَوَطِئَهَا ذَالِكَ الْغَيْرُ لَا حَدَّ عَلَيْهِ یعنی ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہدیا کہ میں تجھے اپنی لونڈی سے جماع کرنیکی رخصت دیتا ہوں اور اوس نے اوس سے زنا کیا تو اس زانی پر بھی حد نہیں۔ ملاحظہ ہو فتاوی عالمگیری مصری جلد ثانی ص۱۶۹، اور ص۱۷۱ میں ہے لَوْ اَذْهَبَ بَصَرَ اَمَةٍ بِالْوُطْءِ لَا يَجِبُ الْحَدُّ الخ یعنی اگر کسی لونڈی کے ساتھ مجامعت کرتے کرتے اوسے اندھا کر دیا تو کوئی حد نہیں ہاں اگر ران توڑ ڈالی تو حد ہے۔ حنفی مولویو! ان تمام صورتوں میں زنا کاری موجود ہے، چار گواہ شرعی موجود ہیں۔ قرآن و حدیث نے زنا پر حد لگائی ہے پھر آپ اوس حد کو ہٹانیوالے اور اوس بدکار کی حمایت کرنے والے اور زمین میں فساد پھیلانے والے اور امن و امان کو آگ لگانیوالے اور زناکاری کا بیج بونیوالے کون؟

(۴۴) **چوالیسواں مسئلہ**۔ درمختار مصری جلد سوم ص۱۷۳ میں ہے وَلَا يُحَدُّ الخ یعنی خلیفہ سلمان آزاد بادشاہ پر بھی زنا کاری وغیرہ کی حد نہیں لگائی جائیگی" مثلاً شراب پئے،

تہمت لگائے ، چوری کرے ، زنا کاری کرے کسی چیز پر حد نہ لگیگی ، اس کی دلیل میں بھی حنفی مولوی صاحب ساکت صامت ہیں ، صرف یہ لکھا ہے کہ چونکہ اوس پر حاکم کوئی نہیں لہذا یہ حد سے آزاد ہے ، لیکن جناب عالی آپ کے ہاں تو یہ بھی لکھا ہے کہ اِدَّعَی الزَّانِیْ اَنَّھَا زَوْجَتُہٗ سَقَطَ الْحَدُّ عَنْہُ وَاِنْ کَانَتْ زَوْجَۃً لِلْغَیْرِ بِلَا بَیِّنَۃٍ ملاحظہ ہو درمختار مصری جلد ۳ صفحہ ۱۵۹ یعنی اگر زانی نے کسی کی عورت سے زنا کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ تو میری ہی بیوی ہے تو اگرچہ اوس کے پاس کوئی دلیل اور گواہی شہادت نہ ہو اور وہ عورت بھی دوسرے کی ہو تاہم اس پر حد نہیں ، کہئے جناب یہاں تو حاکم تھا پھر حد کیسے ہٹی حالانکہ ایک تو زنا کرتا ہے دوسرے پرائی عورت کو اپنی بتاتا ہے دُہرا مجرم مگر سزا معاف یہ ہے حنفی مذہب کی آسانی غیر لطف یہ ہے کہ حنفی مذہب فقہا لکھتے ہیں کہ قتل کا قصاص خلیفہ سے لیا جائیگا اسی طرح مال کی بربادی کا بدلہ بھی لیا جائیگا ، پس جس طرح یہ بدلہ لیا جاتا ہے اوسی طرح یہ بدلہ بھی کیوں نہ لیا جائے ؟ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ جس طرح مال کے بدلے کے وقت وہ کسی اور کو اپنا والی بنا دیتا ہے اور وہ اس سے بدلہ دلا دیتا ہے اسی طرح خدا کا حق بھی دوسرے کو والی کرکے اپنے نفس سے دلوائے ، خدا کا حق اور اس کا قرض مخلوق کے حق اور قرض سے بہت زیادہ اولیٰ اور احق ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے فَھُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ یعنی لوگوں کے قرض وحق ادا کرنے سے بہت زیادہ ادائیگی کا حقدار اللہ تعالیٰ کا قرض اور اوس کا حق ہے ، پس لوگوں کے معاملات میں پکڑا جائے اور خدائی معاملہ میں چھوڑ دیا جائے یہ تو برے سرے کی بے انصافی ہے ، دوسرے یہ کہ اس میں بھی حق العباد ہے جس عورت سے وہ زنا کاری کرتا ہے آخر وہ بھی کسی کی بہو بیٹی بیوی بہن یا ماں ہوگی ، قرآن کی کوئی آیت یا کسی حدیث رسولؐ سے حدودِ الٰہی سے امامِ وقت یا دشاہِ زماں کا مستثنےٰ ہونا ثابت نہیں ، پھر اس قدر شاہ پسندی کا ثبوت دینا اور پادشاہِ وقت کو مطلق العنان کر دینا اور اوسے سانڈ بنا دینا یہ ایک بچہ مذہب کو کہاں تک زیب دیسکتا ہے ؟ اچھا صاحب اسے جانے دیجئے یہ تو حدیث شریف میں صاف موجود ہے کہ اِذَا زَنَتْ اَمَۃُ اَحَدِکُمْ فَتَبَیَّنَ زِنَاھَا فَلْیَجْلِدْھَا الْحَدَّ یعنی تم میں سے کسی کی لونڈی جب زنا کاری کرے اور اس کا ثبوت ہو جائے تو وہ مالک اُسے حد مارے لیکن حنفی مذہب کی اس کتاب درمختار کی جلد ۳ صفحہ ۱۶۱ میں ہے وَالْعَبْدُ لَا یَحُدُّ سَیِّدُہٗ

یعنی آقا اپنے لونڈی غلام کو حد نہ مارے۔ خلیفہ پر تو خیر کوئی حاکم حد جاری کرنیوالا نہ تھا یہاں کیا ہوا یہاں تو حد جاری کرنیوالا موجود پھر آپ اوس زانی کو حد سے آزاد کیوں کرتے ہیں؟ حنفی بھائیو! کیا چوری میں انسانی حقوق نہیں ہیں؟ بلکہ میں تو کہتا ہوں زنا کاری میں بھی انسانی حق ہے مگر حنفی مذہب علماء دوسروں کو یہ طفل تسلیاں دے دے کر دنیا کے امن کو خطرے میں ڈال رہے ہیں، فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی۔

(۴۵) **پینتالیسواں مسئلہ**۔ درمختار مطبوعہ دارالکتب مصر جلد چہارم ص۲۰۹ میں ہے [۴۱۶] لَا رِبٰوا بَیْنَ سَیِّدٍ وَّعَبْدِہٖ ۔ یعنی غلام اور آقا کے درمیان سودی لین دین میں کوئی حرج نہیں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ باوجود حنفی کہلوانے کے پھر بھی حنفی مذہب کی لاج کیوں نہیں رکھتے یہ کہہ کر کہ حدیث تو ان کی سمجھ میں نہیں آتی لیکن فقہ آسان ہے، پھر فقہ کے سمجھنے میں بھی انہیں اسقدر الجھاؤ کیوں ہوتا ہے، میں نے لکھا تھا کہ حنفی مذہب میں ہے کہ "غلام اور آقا کے درمیان سودی لین دین میں کوئی حرج نہیں" ہمارے کرم فرما مولوی صاحب کہتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ یہ حکم اوس وقت ہے کہ غلام مدیون مستغرق نہ ہو میں کہتا ہوں دراصل یہ غلط ہے بلکہ اسی کتاب کے اسی صفحہ میں اس عبارت کے متصل ہی لکھا ہے [۴۱۷] اَلتَّحْقِیْقُ اَلْاِطْلَاقُ یعنی تحقیق یہ ہے کہ یہ حکم ہر غلام کے لئے ہے کوئی قید اوس کے ساتھ نہیں جس طرح اوپر کے مسائل میں زنا کاری کے بوجھ کو ہلکا کیا تھا اسی طرح یہاں سود خواری کے بوجھ کو ہلکا کرنے اور سود کی مختلف شاخوں کے جواز کی کوشش کی جا رہی ہے، قرآن میں سود مطلق حرام لیکن حنفی علما اس اطلاق کی دھجیاں اڑانے بیٹھ گئے ہیں۔

اے حنفی بھائیو! اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا واقعی آپ کی ضمیر یہی فیصلہ کرتی ہے کہ اجرت دیکر زنا کرے تو حد نہیں، زنا کرکے جھوٹ موٹ کہدے کہ میں نے اسے خرید لیا تھا تو حد نہیں، غصب کرکے زنا کرکے قیمت کا ضامن ہو جائے تو حد نہیں، بادشاہ ہو تو حد نہیں، غلام سے سود لے تو حرج نہیں، بھئی ہماری طبیعت تو ان گھناؤنی باتوں سے گھبراتی ہے تمہاری تم جانو۔

(۴۶) **چھیالیسواں مسئلہ**۔ درمختار مصری جلد چہارم ص۲۰۹ میں ہے [۴۱۸] لَا بَیْنَ حَرْبِیٍّ وَّمُسْلِمٍ یعنی حربی کافر سے مسلمان سود لے سکتا ہے کوئی حرج نہیں" اس کی دلیل حنفی مولوی صاحب نے یہ دی ہے کہ حضرت عباسؓ مکہ میں سود لیتے رہے (یہانتک کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

حجۃ الوداع میں فرمایا کہ میں عباسؓ کا سود موقوف کرتا ہوں، میں کہتا ہوں مولوی صاحب نے "تاریخی ناواقفیت کی وجہ سے یہاں بڑا دھوکا کھایا ہے، گویا تیز دوڑتے ہوئے پوری ٹھوکر کھائی ہے، بھائی سود کی حرمت کی آیتیں ۸ھ ہجری میں نازل ہوئی ہیں اور مکہ ۸ھ ہجری میں فتح ہو گیا تھا اور حضورؐ کا حج ۱۰ھ میں ہوا، تو اگر حضورؐ کے حج کے زمانہ تک حضرت عباسؓ کے سود کو آپنے قائم رکھا ہو تو یہ قید بالکل لغو ٹھیرے گی کہ حربی کافروں سے دار الحرب میں سود لینا جائز ہے، پھر تو دار الاسلام میں بھی سود خواری جائز رہیگی، کیونکہ مکہ ۸ھ ہجری سے دار الاسلام ہو گیا تھا، آپ کو اس پر ناز ہے کہ حضورؐ کا حجۃ الوداع کے خطبہ میں حضرت عباسؓ کے سود کو موقوف کرنا دلیل ہے فتح مکہ سے پہلے کے سودی لین دین کے جواز کی، مگر مجھے حیرت ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہی کیا ہوا فتح مکہ سے پہلے تو حرمتِ سود کی آیتیں نازل ہی نہیں ہوئی تھیں یہ تو نازل ہی ہوئی ہیں، فتح مکہ کے بعد تو حرمتِ شراب کے نزول سے پہلے صحابہؓ کی شراب نوشی جس طرح دار الکفر میں حلتِ شراب کی دلیل نہیں بن سکتی ایسے ہی حرمتِ سود کے احکام کے نزول سے پہلے کسی کا مکہ میں سود لینا دار الحرب میں سود کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتی، باوجود اس کے اس کی بھی کوئی دلیل نہیں کہ حضرت عباسؓ نے سود کی حرمت کے نازل ہونے اور اسکا علم ہو جانے کے بعد بھی اپنے اسلام کے زمانہ میں کسی سے سود لیا ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے حج میں اس سود کو لغو قرار دینے سے اس سے پہلے اس کا جواز کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا، اسی خطبہ میں آپنے اپنے ہاں کے ایک خون کے اوس طریقہ کو جو جاہلیت میں مروج تھا لغو قرار دیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں ربیعہ بن حارث کا خون چھوڑتا ہوں پھر کیا اس سے پہلے اسلام نے دار الحرب میں اس طریقہ کو جائز رکھا تھا؟ یعنی ایک خاندان کا کوئی شخص اگر کسی کو قتل کرے تو قاتل کے خاندان بلکہ قبیلہ کا جو شخص ہاتھ پڑ جائے اوس سے اپنے طور پر بدلہ لیلے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس خطبہ کے یہ فرمان اعلانِ عام کی حیثیت میں تھے۔

دوسری دلیل اس کی یہ دی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے لَا رِبٰوا الخ یعنی اہلِ حرب اور اہلِ اسلام میں سود نہیں، میں کہتا ہوں اول تو خود مولوی صاحب مانتے اور لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے پھر اسے وارد کرنے کی نہ جانے کیوں زحمت گوارا فرماتے ہیں۔

سنئے جناب آپ ہی کے مذہب کی معتبر کتاب عنایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے [۴۱۸] هٰذَا خَبَرٌ مَجْهُوْلٌ لَمْ يُرْوَ فِيْ صَحِيْحٍ وَّلَا مُسْنَدٍ وَّلَا كِتَابٍ مَّوْثُوْقٍ بِهٖ وَهُوَ مَعَ ذَالِكَ مُرْسَلٌ مُحْتَمِلٌ یعنی یہ روایت مجہول ہے نہ تو کسی صحیح سند سے مروی ہے نہ سند ہے نہ کسی معتبر کتاب میں ہے اور پھر مرسل ہے اور باوجود اس کے اس خبر کے معنی بھی احتمال والے ہیں، آپ کے مذہب کی کتاب تخریج زیلعی میں ہے قَالَ الشَّافِعِيُّ هٰذَا لَيْسَ بِثَابِتٍ وَّلَا حُجَّةَ فِيْهِ یعنی حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں نہ تو یہ روایت ثابت ہے نہ اس میں دلیل ہے مولوی صاحب قرآن کریم نے سود کی حرمت صاف صاف بیان کر دی فرمایا حَرَّمَ الرِّبٰوا اللہ تعالیٰ نے سود حرام کر دیا ارشاد ہوتا ہے لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا لوگو سود نہ کھاؤ، حدیث شریف میں آچکا کہ سود خوار ملعون ہے وغیرہ، پھر آپ کے فقہا چھ صورتوں میں سود کو حلال کہیں یعنی (۱) غلام [۴۱۹] اور اوس کا سردار (۲) وہ شخص [۴۲۰] جو منفاضین ہوں (۳) وہ شخص [۴۲۱] جو شریک عنان ہو (۴) حربی [۴۲۲] اور مسلمان ہوں (۵) مسلمان ہو لیکن مہاجر نہ ہو (۶) دونوں دار الحرب میں مسلمان ہوں اور مہاجر نہ ہوں ان چھ صورتوں میں حنفی مذہب فقہا سود کو مثل ماں کے دودھ کے حلال کہیں، ملاحظہ ہو درمختار جلد چہارم صـ ۲۰۹ و ۲۱۰، اور آپ ان کی حمایت میں کھڑے ہوں اور اصول فقہ کے قواعد کو بھی بالائے طاق رکھ کر قرآن کے مطلق کو ضعیف بے نشان اور مجہول روایتوں سے مقید کرنے بیٹھ جائیں؟ کیا یہ دیانتی قرآن کے حکم پر خبر واحد سے نہیں؟ اور کیا اصول فقہ میں اسے ناجائز نہیں لکھا؟ ساتھ ہی یہ بھی ذہن نشین رہے کہ حدیث کے لفظ لَا رِبٰوا ہیں یہ نفی بمعنی نہی ہے جیسے قرآن میں ہے فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ پس جس طرح بیہودگی فسق و فجور اور جھگڑا حج میں منع ہے ویسے ہی اس روایت سے بھی، بر تقدیر یہ صحت سود دار الحرب میں منع ہے، علاوہ ازیں [۴۲۳] جبکہ کوئی حربی کافر امن مانگ کر دار الاسلام میں آئے تو اس سے سود آپ کے فقہا حرام بتاتے ہیں پھر جو مسلمان اون کے ہاں جائے اُسے حرام کیوں نہ ہو؟ ہاں ایک اور بات بھی سن لیجئے خود آپکا اور آپ کے فقہا کا اس روایت پر عمل بھی نہیں کیونکہ روایت میں تو بقول آپ کے یہ ہے کہ مسلم و حربی کے درمیان سود متحقق نہیں ہوتا لیکن آپ فرماتے ہیں کہ کافر مسلمان سے سود لے تو یہ ناجائز ہے، فتح القدیر ملاحظہ ہو اور اسی کتاب کی شرح ردالمحتار کے اسی صفحہ میں ہے [۴۲۴] اَنَّ الْاِبَاحَةَ بِقَيْدِ نَيْلِ الْمُسْلِمِ

لِلزِّیَادَۃِ یعنی یہ جائز اُس وقت ہے کہ زیادتی اور نفع مسلمان کو ہو، کہیئے مولوی صاحب اس روایت کو خود آپنے بھی نہیں مانا کیونکہ روایت سے تو بقول آپ کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دارالحرب میں مسلمان اور کافروں کے درمیان سود ہے ہی نہیں، اور سنئے آپکے مذہب میں ہے کہ دارالحرب میں اگر کوئی مسلمان غیر مہاجر بھی ہو تو اُس سے بھی سود لینے میں کوئی حرج نہیں ملاحظہ ہو درمختار ص۲۱۰ جلد ۴ میں ہے وَحُکْمُ مَنْ اَسْلَمَ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ وَلَمْ یُھَاجِرْ اِلَیْنَا حُکْمُ الْحَرْبِیِّ بلکہ آپ کے مذہب میں تو یہانتک کشادگی ہے یہ دونوں مسلمان ہوں تو بھی بڑی لین دین حلال ہے درمختار کا یہی صفحہ ملاحظہ ہو یعنی دارالحرب میں رہنے والے مسلمان آپس میں سود لے سکتے ہیں۔

فی الواقع حنفی مذہب کا یہ مسئلہ بالکل غلط ہے اسی واسطے تینوں اور اماموں کا مسلک بھی اس کے برخلاف ہے یعنی امام مالکؒ امام احمدؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دارالحرب میں بھی سود لینا حرام ہے، بلکہ درمختار کی جلد ۴ ص۲۰۹ میں ہے کہ ایک نقد روپئی دو اُدھار روپیوں کے بدلے بیچے تو بھی سود نہیں۔ ص۲۰۲ میں ہے کہ تھوڑے سونے چاندی کے ڈلے اوس سے ڈلی سونے چاندی کے بدلے بیچے تو بھی سود نہیں حالانکہ حدیث شریف میں اسے کھلا سود فرمایا گیا ہے (بخاری، ص۲۱۰ میں ہے کہ ایک کھجور کو دو کھجوروں کے بدلے بیچنا یہ بھی سود نہیں حالانکہ اللہ کے رسولؐ نے اسے بھی سود کہا ہے، ص۲۰۵ میں ہے کہ جَازَ بَیْعُ لَحْمٍ بِحَیَوَانٍ یعنی گوشت کو زندہ جانور کے بدلے بیچنا بھی جائز ہے یعنی "بوٹی دیکر بکرا لینا" جائز ہے حالانکہ حدیث میں اسے بھی ممنوع کہا ہے (مشکوٰۃ) ص۱۹۸ میں لکھا ہے یعنی ایک درہم کو اوس درہم سے زیادہ وزنی درہم کے بدلے بیچنا بھی سود نہیں لیکن وہ زیادتی حلال کر دے۔

غرض الفقیہ اور اوس کے مریدوں کا اور تمام حنفیوں کا یہ مذہب ہے کہ قرآن وحدیث نے گو ہر قسم کے سود کو مطلقاً حرام کہا ہے لیکن سچا حنفی وہ ہے جو چھ صورتوں میں سود کو حلال کہے اور بہت سی اور صورتوں میں بھی خدا کے حرام کو حلال کہہ کر اب خواہ حنفی بنیں خواہ حرام کو حرام جان کر اہلحدیث بنیں، مال کی محبت نے یہاں حنفی مذہب میں سود جاری کرایا دوسری جگہ درمختار کی جلد ثالث مصری ص۳۰۲ میں لکھا ہے وَسَبُّ النَّبِیِّ یعنی ذمی شخص اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بھی دے تو اوسے قتل نہ کیا جائے نہ اوس کا ذمہ ٹوٹیگا، یہ ہے عزت خدا کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی، کہ آپ کو گالیاں دینے والا بھی امن وامان میں ہی ہے حالانکہ ابوداؤد وغیرہ میں حدیث ہے کہ حضورؐ کو گالی دینے والی ایک شرعی حد قتل کر دینا

ہے اور یہی مذہب ہے جملہ اہلحدیث کا جن کے دل حضورؐ کی محبت سے لبریز ہیں فالحمدللہ

(۴۷) **سیتالیسواں مسئلہ**۔ درمختار مصری مطبوعہ دارالکتب جلد چہارم ص۲۳۳ میں ہے لَانَّ مَالَهُمْ مُبَاحٌ یعنی حربی کافروں کے مال دارالحرب میں مباح ہیں (خواہ شراب بیچ کرے خواہ جوئے بازی یا چوری سے لے ہر طرح جائز ہے) یہانتک کہ دارالحرب میں جو مسلمان ہو اوس سے بھی سود لے سکتا ہے" اس کی بابت حنفی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ درمختار میں چوری کی اجازت نہیں، میں کہتا ہوں جب اصل یہ ہے کہ اون کا مال مباح ہے اور عجیب خورمانتا ہے کہ اباحت اصلیہ ہے تو چوری ہو تو کیا ڈاکہ ہو تو کیا سود ہو تو کیا ہر طرح جائز ہی ہے اسی لئے صاحب ہدایہ وغیرہ نے لکھا ہے فَاَیَّ طَرِیْقٍ اَخَذَ الْمُسْلِمُ اَخَذَ مَالًا مُبَاحًا یعنی جس طریقہ سے بھی کوئی مسلمان ان کے مال کو لیلے مباح ہے کیونکہ انکا مال ہمارے لئے مباح ہے مثلاً بیوپار میں جھوٹ بول کر قرض کا انکار کرکے امانت میں خیانت کرکے سود اور شراب بیچ کے اڈا لگا کر زناکاری کا دلال بن کر بت بیچ کر جب ان تمام صورتوں کو آپ اور آپ کے فقہا جائز کہتے ہیں تو چوری کے نام سے آپ کو گریز کیوں ہے؟ آپ کو چوری کا لفظ پڑھ کر بڑا تاؤ آیا ہے لہذا میں آپ کو بتاؤں کہ اس بدترین جرم کو بھی آپ کے فقہا نے کس قدر ہلکا کیا ہے چنانچہ اسی درمختار مصری جلد ثالث ص۲۱۱ میں ہے۔ فَلَا یُقْطَعُ اَخْرَسُ ..... وَلَا اَعْمٰی یعنی گونگا چور یا اندھا ہو اوس کا ہاتھ نہ کاٹنا چاہئے یعنی چوری کی حد اوس پر نہ لگائی جائے، اسی صفحہ پر ہے کہ چور نے جس دن چوری کی اوس دن تو اوس کی قیمت اتنی تھی کہ اوس کے ہاتھ کاٹے جائیں لیکن ہاتھ کاٹنے کے وقت اوس کی قیمت اوس سے کم ہوگئی تو بھی حد معاف، اسی صفحہ میں ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک شہر میں چوری کی اوس شہر میں وہ چیز اتنی قیمت کی ہے کہ ہاتھ کاٹے جائیں لیکن جہاں وہ پکڑا گیا وہاں اوس کی قیمت کچھ کم ہے تو بھی ہاتھ نہ کاٹنا چاہئے، اسی صفحہ میں ہے اگر کسی نے خزانہ سے ایک دینار چرایا اور وہیں نگل گیا اور باہر نکل آیا تو اوس چور کے بھی ہاتھ نہ کاٹنے چاہئیں۔ ص۲۱۲ میں ہے فَلَا یُقْطَعُ السَّارِقُ مِنَ السَّارِقِ یعنی چور کے ہاں سے چور چرائے تو اوس کے ہاتھ بھی نہ کاٹے جائیں، اسی صفحہ میں ہے کہ گوشت اور تر کا یاں اور میوے وغیرہ جلد بگڑ جانیوالی چیزوں کے چرانے والے چور پر بھی حد نہیں، اسی صفحہ میں ہے کہ دارالحرب میں بھی ہاتھ نہ کاٹنے چاہئیں، اشباہ فتح دارالنبی میں جس کا مطلب بقول شارح یہ ہے

کہ اگر کسی مسلمان تاجر نے دوسرے مسلمان تاجر کا مال چرایا لیکن دونوں حربی کافروں کی سلطنت میں بستے ہیں یا سرکشوں کی سلطنت میں تو بھی اوس چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے اسی صفحہ میں ہے کہ اگر چوری کا تھوڑا تھوڑا مال لاتا رہا اور اوسے گھر کے باہر پہونچا کر پھر گھر میں جا کر لے آیا اسی طرح اتنا مال نکال لیا کہ ہاتھ کٹنے کی حد کو پہنچ گیا لیکن تاہم اوس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے اسی کتاب کے صہ ۲۱۵ پر لکھا ہے کہ کئی ایک چوروں نے کوئی کی اور کوئی مال لے آیا تو سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے لیکن اگر اُن میں کوئی بچہ ہو یا پاگل ہو یا بے عقل ہو یا مال والے کا کوئی قریبی رشتہ دار ہو تو پھر کسی کا ہاتھ بھی نہ کٹیگا، ایک چور پر حد جاری ہونے سے پہلے گواہ کہیں چلے گئے یا مر گئے تو اوس کے ہاتھ بھی نہ کاٹنے چاہئیں، اسی کتاب کے صہ ۲۱۷ پر ہے کہ چلانے کی لکڑیاں گھانس وغیرہ جیسی وہ چیزیں جو محفوظ کر کے نہیں رکھی جاتیں اون کا چور بھی حد سے دور ہے، مرغی بطخ وغیرہ پرندوں کے چور کے ہاتھ بھی نہ کاٹنے چاہئیں، اسی طرح چونہ کے مٹی کے شکارے جانور کے کوئلے کے نمک کے دودھ کے گوشت کے مٹی کے برتنوں کے روئی کے چور کے ہاتھ بھی نہ کاٹے جائیں اون پر بھی حد جاری نہ کی جائے، سونے کا برتن جس میں نشے کی چیز ہو اُسے چرانے والے پر بھی حد نہیں، اسی کتاب کے صہ ۲۱۸ میں ہے مسجد کا دروازہ چرا کر لیجانیوالے چور پر قرآن کے چور پر بچے کے چور پر گو وہ زیور پہنے ہوئے ہو غلام کے چور پر شرعی کتابوں اور دفتروں کے چور پر بھی حد نہیں یعنی ان سب کے بھی حنفی مذہب میں ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے، کتے کے چور پر گو اوس کے گلے میں سونے کا پٹہ ہو حد نہیں، اسی کتاب کے صہ ۲۱۹ میں ہے کفن چور پر بھی حد نہیں بیت المال کے چور پر، شراکت اور ساجھے والے چور پر مسجد کے بوریوں کعبہ کے غلاف کے چور پر وقف کے مال کے چور پر، اپنے قرض کے برابر چوری کرنیوالے چور پر بھی حنفی مذہب میں حد نہیں، انکا ہاتھ بھی نہ کاٹا جائے، صہ ۲۲۰ میں ہے کہ جو شخص اپنے چھوٹے بچے کے قرضدار کے ہاں سے چرائے اوس پر بھی حد نہیں، ایک چیز چرائی حد لگی پھر اوسی چیز کو چرائے تو بھی حد نہیں، ذی رحم رشتہ دار کے ہاں سے چوری کرنے سے بھی حد نہیں آتی، ایسے رشتہ دار کے ہاں سے کسی دوسرے شخص کی چیز چرا لیا تو بھی حد نہیں، صہ ۲۲۱ میں ہے اپنی بیوی کے ہاں سے جو دوسرے مکان میں طلاق کے بعد عدت گذار رہی تھی کوئی چیز چرا لائے تو اوس کے ہاتھ بھی نہیں کاٹے جائینگے اسی طرح اگر غلام اپنے آقا کا مال چرا لے یا آقا کی بیوی کا، یا عورت آقا کے میاں کا تو بھی حد نہیں، داماد اور سسر کے ہاں سے چرا لائے تو بھی حد نہیں، مال غنیمت کے چور کا ہاتھ بھی

نہیں کاٹا جائیگا، حمام میں[۴۷۸] سے جو چرایا یا اوس کا بھی ہاتھ نہیں کٹیگا، ص۲۲۲ میں ہے انگلیوں[۴۷۹] کے درمیان درہم کو چھپا چھپا کر چوری کرنیوالے کا بھی ہاتھ نہ کاٹنا چاہیئے، مہمان[۴۸۰] اپنے میزبان کی چوری کرے تو اوس کا ہاتھ بھی نہ کاٹنا چاہیئے، اسی کتاب درمختار جلد ثالث مصری ص۲۲۳ میں ہے کہ اگر چوری[۴۸۱] کی چیز کسی پرند سے باندھ دی اور وہ لیکر اوڑ کر چور کے گھر پہنچا آیا تو اوس چور پر بھی حد نہیں، اسی طرح[۴۸۲] اگر چور نے نقب لگا کر وہاں سے مال لے لیکر دوسرے چور کو دیدیا، یا باہر کھڑے[۴۸۳] رہ کر گھر میں ہاتھ ڈال کر چوری کر کے مال لے گیا تو بھی اس چور کا ہاتھ کاٹنا حنفی مذہب میں منع ہے، ص۲۲۴ میں ہے، اونٹوں[۴۸۴] کی قطار چلی جارہی ہے اون پر مال بھی لدا ہوا ہے اور چور نے آکر اونٹ چرالیا یا مال لیگیا تو بھی حنفی مذہب میں اوسکے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے، ص۲۲۵ میں ہے گرے[۴۸۵] ہوئے خیمہ کی چوری کرلی تو اوس چور کے ہاتھ بھی نہیں کاٹے جائیں گے، ص۲۲۶ میں ہے اگر کوئی چور[۴۸۶] تیسری مرتبہ چوری کرے تو اوس پر بھی حد نہیں، غرض اسی طرح کی اور بہت سی صورتیں حنفی مذہب فقہاء کرام نے نکال رکھی ہیں اور اس شرعی حد کو پامال کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کیا ہے، غالباً اب تو مولوی صاحب کو بھی ہوش آگیا ہوگا کہ فی الواقع حنفی مذہب میں چوری کی کوئی ایسی اہمیت نہیں، اب حربی کافر کے مال کی حلت کی بابت بھی اپنی اس تحریر کا جواب سنئے۔ کیوں جناب جب ایک حربی کافر مسلمانوں سے امن حاصل کر کے دو سال کے وعدے پر دارالاسلام میں آیا اب دو سال گذر گئے تو اس کا مال حرام یا حلال؟ آپ کے قاعدے کے مطابق تو حربی کا مال حلال ہونا چاہیئے لیکن آپکے فقہا اسے حرام کہتے ہیں، ملاحظہ ہو غنایہ وغیرہ۔

پھر الفقیہ کے غیر فقیہ نے اس کی دلیل میں ایک اور عبارت نقل کی ہے اور ہم بارہا کہہ چکے کہ ہم پر کسی کا کلام سوائے کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ کے حجت نہیں خواہ وہ اہلحدیث ہو یا حنفی، حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ کا کوئی ثبوت نہ معترض نے پیش کیا نہ کر سکتا ہے، حربیوں کا مال مجاہدین کو بلا قتال جہاد حلال ہے نہ کہ تم جیسے جائیں سود بیچیں مردار کی دوکان لگائیں، سود خواری قمار بازی کریں اور گلچھرے اڑائیں۔ غیر متمدن حنفیو! اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ۔

(۴۸) اڑتالیسواں مسئلہ۔ درمختار مطبوعہ دارالکتب مصر جلد پنجم ص۳۸ میں ہے وَلَوْ اَخَذَ بِلَادَ شَیْءٍ وَطَبَّالَہٗ یعنی گناہ کے کاموں پر مثلاً گانے بجانے نوحہ کرنے اور کھیل تماشوں وغیرہ پر بغیر شرط کے اُجرت اور بدلہ لینا مباح ہے" اس کی دلیل بھی حنفی مولوی صاحب نے

کچھ نہیں دی، بلکہ ہمیں سے دلیل طلب کی ہے، میں کہتا ہوں حرام کی اُجرت اور حرام چیز کی کمائی بھی شریعت نے حرام کی ہے، علاوہ ازیں کیوں جناب مولوی صاحب اگر گناہ کے کاموں پہ اُجرت بغیر مقرر کئے ہوئے یعنی حلال ہے تو شاید آپ کے نزدیک زناکاری کی اُجرت بغیر شرط کے یعنی رنڈی کو بھی حلال ہوگی چنانچہ حنفی مذہب کی کتاب چلپی[۴۸۹] میں ہے اِنَّمَا اَخَذَتْهُ الزَّانِيَةُ اِنْ كَانَ بِعَقْدِ الْاِجَارَةِ فَحَلَالٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی زانیہ عورت جو اُجرت زناکاری کی لے وہ حلال ہے اور اسی طرح تمام گناہ کیونکہ بقول آپ کے بغیر شرط کے اجارہ کا تحقق ہی نہیں ہوتا۔ چلو چھٹی ہوئی بلکہ ہدایہ[۴۹۰] جلد ۳ صفحہ ۳۷۲ مطبوعہ فاروقی فصل فی الغصب میں ہے بَيْعُ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ جَائِزٌ هٰذَا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی نیز امیر طبلہ دف اور نشہ کی چیزوں کی خرید فروخت بھی امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے اور اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ہے[۴۹۱] مَنْ كَسَرَ لِمُسْلِمٍ الخ یعنی جو شخص کسی مسلمان کے بربط کو یا طبلے کو یا باجے کو یا ڈھول کو توڑ ڈالے یا اوس کی شراب بہا دے تو اوسے ان چیزوں کی قیمت ادا کرنی پڑیگی، بلکہ ہدایہ[۴۹۲] جلد ۴ کتاب الکراہیہ صفحہ ۳۹۴ فاروقی میں ہے کہ اگر ولیمہ وغیرہ کی دعوت میں کوئی بلایا جائے اور وہاں پر کھیل تماشے اور راگ رنگنیاں ہوں تو کوئی حرج نہیں بیٹھے اور کھا پی لے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں بھی ایسی ہی دعوت میں چلا گیا اور صبر کیا اُبْتُلِيْتُ بِهٰذِهِ الْاُمَّةِ فَصَبَرْتُ سو آپ نے حنفی مذہب ہی نہیں بلکہ خاص امام صاحب نے کر کے دکھا دیا ایسی مجلس میں شرکت کی، بیٹھے کھانا کھایا، شیخ عبدالحق حنفی دہلوی مدارج النبوۃ مطبوعہ نولکشور ص۵۱۷ ج ۱ میں لکھتے ہیں امام ابوحنیفہ[۴۹۳] را سہا یہ بود کہ ہر شب بر می خاست و تضرع می کرد و امام گوش سیداشت بہ تنعم او، آگے چلکر لکھتے ہیں چنانچہ رفت[۴۹۴] بولیمہ کہ در وے غنا بود، پھر لکھتے ہیں امام ابویوسف[۴۹۵] کہ بسا حاضر می شد مجلس رشید را وی بود در وے غنا پس سے شنید" یعنی امام ابوحنیفہ کا ایک پڑوسی تھا جو ہر رات کو اُٹھ کر گانا گاتا تھا اور امام صاحب بھی کان لگا کر اوس کا گانا سنا کرتے تھے، آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ ولیمہ کی ایک دعوت میں جس میں گانا بھی تھا آپ گئے، اور امام ابویوسف تو رشید کے درباری گویوں کا گانا سنا ہی کرتے تھے،

۴۹، انچاسواں مسئلہ۔ درمختار مصری جلد پنجم ص۲۴۷ میں ہے[۴۹۶] وَعَنِ الْاِمَامِ اِنَّمَا يَحْرُمُ اِذَا مَسَّ الْجِلْدَ یعنی ریشم اگر جسم سے لگتا ہو تو پہننا حرام ہے اور اگر کسی

کپڑے کے اوپر ریشمی کپڑا مرد پہنے تو حرام نہیں لا، اس کی نسبت حنفی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ درمختار میں ہے کہ صحیح مذہب اور روایت متون اس کے خلاف ہیں، میں کہتا ہوں یہ خاص امام صاحب کا مسئلہ ہے چنانچہ درمختار میں وَعَنِ الْاِمَامِ کا لفظ موجود ہے بلکہ قنیہ والے تو اس فتوے پر پھولے نہیں سماتے اور کہتے ہیں هٰذِهٖ رُخْصَةٌ عَظِيْمَةٌ یعنی یہ بہت بڑی رخصت ہے، اب بہتر ہو کہ آپ یہاں پر غیر مقلد نہ بنیں، رہا صاحب رَدِّ محتار کا یہ کہنا کہ یہ روایت متون کے مخالف ہے، تو جناب ایک اسی روایت پر کیا موقوف ہے، فقہ میں تو یہ کمال ہے کہ جس مسئلہ کی نسبت جس قسم کا فتویٰ مطلوب ہو نکل آتا ہے، اے جناب کیا ہدایہ میں یہ نہیں کہ لَا بَأْسَ بِتَوَسُّدِهٖ وَالنَّوْمِ عَلَيْهِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ یعنی ریشمی کپڑے کا تکیہ اور بستر بنانے میں کوئی حرج نہیں، درمختار جلد ۵ ص ۲۵۰ میں بھی یہی ہے، عالمگیری میں ہے وَمِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ قَالَ لَا يُكْرَهُ ذٰلِكَ فِی الْاَصَحِّ فِیْ كُلِّهَا یعنی ہر حالت میں ریشم پہننا مکروہ نہیں ہے، بعض حنفی علماء کا یہ فتویٰ بھی ہے اسی درمختار کی جلد ۵ ص ۲۴۹ میں ہے کہ ایک بالشت برابر ریشم کسی کپڑے میں لگا ہوا ہو تو بھی کوئی حرج نہیں جائز ہے، ص ۲۴۹ میں ہے کہ نشان اگر ایک بالشت سے بڑا بھی خالص ریشم کا کسی کپڑے کے ساتھ ملا کر پہنے تو حرج نہیں ص ۲۵۰ میں ہے اپنے گھر کی زینت ریشم سے کر سکتا ہے حالانکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں پر سونا اور ریشم حرام کیا اور فرما دیا کہ اُسے وہ پہنے گا جس کا کوئی حصہ آخرت میں نہ ہو اور حدیث میں ہے کہ ریشم اور سونا کفار کیلئے دُنیا میں ہے اور ہمارے لئے آخرت میں ہے بلکہ فتح القدیر میں حدیث ہے کہ انگاروں پر تکیہ لگا کر بیٹھنا ریشمی تکیہ پر تکیہ لگا کر بیٹھنے سے زیادہ اچھا ہے۔

(۵) پچاسواں مسئلہ۔ دُرِّ مختار مصری مطبوعہ دار الکتب جلد پنجم ص ۳۳۰ میں ہے:۔ وَالْخِنْزِيْرُ لَيْسَ بِنَجِسِ الْعَيْنِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ یعنی سوَر امام ابو حنیفہ کے نزدیک نجس العین نہیں یعنی خود سوَر ناپاک نہیں لا اس کی بابت معترض صاحب لکھتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں، میں کہتا ہوں درمختار والے نے اسے تحریر سے نقل کیا ہے اور یہ لفظ موجود ہیں کہ وَالْخِنْزِيْرُ لَيْسَ بِنَجِسِ الْعَيْنِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ یعنی امام صاحب کے نزدیک سوَر نجس العین نہیں، رد المحتار والے نے بھی اسی صفحہ میں نقل کیا ہے فَيَحِلُّ بِكُلِّ مُعَلَّمٍ وَلَوْ خِنْزِيْرًا یعنی ہر سدھے ہوئے جانور کے ساتھ شکار کھیلنا جائز ہے اگرچہ

خنزیر یعنی سور ہو، اسی کتاب کی شرح کے اسی صفحہ میں ہے[۵۰۷] وَالْخِنْزِيْرُ عِنْدَ الْاِمَامِ لَيْسَ بِنَجِسِ الْعَيْنِ یعنی سور امام صاحب کے نزدیک نجس العین نہیں، تجرید وغیرہ میں بھی یہی لکھا ہے، اچھا! اب اس کی تائید میں فقہ کے اقوال سنئے، ہدایہ یوسفی[۵۰۸] جلد ۲ ص ۳۱۸ میں ہے فَاِنْ تَزَوَّجَ الذِّمِّيُّ الخ یعنی کسی ذمی مرد نے ذمیہ عورت سے نکاح کیا اور شراب یا سور مہر میں مقرر کیا پھر دونوں یا دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو یہی مہر کا مقرر کردہ سور یا شراب اوسے دیدے، پس سور اور شراب کا مہر اور اس مہر سے نکاح جائز لیکن اگر قرآن پڑھا دینے یا سکھا دینے پر[۵۰۹] نکاح ہوا تو یہ مہر مہر نہیں چنانچہ درمختار جلد ۲ ص ۳۶۲ میں ہے وَفِيْ تَعْلِيْمِ الْقُرْاٰنِ، ہدایہ[۵۱۰] کتاب البیوع ص ۳۹ جلد ۳ فاروقی میں ہے يَجُوْزُ الْاِنْتِفَاعُ بِهٖ لِلْخَرَزِ لِلضَّرُوْرَةِ یعنی سور کے بالوں سے گانٹھنا ضرورۃً جائز ہے، عینی میں[۵۱۱] ہے جَازَ بَيْعُهٗ یعنی سور کے بالوں کا بیچنا بھی جائز ہے، ہدایہ[۵۱۲] میں ہے اگر تھوڑے سے پانی میں بھی سور کے بال گر جائیں تو امام محمدؒ کے نزدیک وہ پانی فاسد نہیں ہوگا اس لئے کہ سور کے بالوں سے نفع اٹھانے کا اطلاق دلیل ہے اس بات کی کہ سور کے بال پاک ہیں، عبارت ملاحظہ ہو وَعِنْدَ مُحَمَّدٍؒ لَا يُفْسِدُهٗ لِاَنَّ اِطْلَاقَ الْاِنْتِفَاعِ بِهٖ دَلِيْلُ طَهَارَتِهٖ، درِّ مختار کی شرح ردّ المحتار کے ص ۱۵۱ جلد اول مصری میں ہے[۵۱۳] اِنَّهٗ عِنْدَ مُحَمَّدٍ طَاهِرٌ یعنی سور کے بال امام صاحب کے شاگرد محمد کے نزدیک پاک ہیں اور اسی[۵۱۴] صفحہ میں ہے کہ اگر ایک درہم سے کم سور کے بال ساتھ لیکر نماز پڑھے تو نماز بھی ہو جائیگی اور[۵۱۵] اگر تھوڑے سے پانی میں سور کے بال گر پڑیں تو وہ پانی بھی ناپاک نہ ہوگا، فتح القدیر[۵۱۶] جلد ۶ ص ۶۲ میں ہے کہ گانٹھنے والے کے پاس اگر سور کے بال ہوں اور وہ انہیں لئے ہوئے نماز پڑھے تو اوس کی نماز ہو جائیگی عالمگیری جلد ۲ مصری ص ۱۶۱ میں ہے[۵۱۷] يَجُوْزُ الْاِنْتِفَاعُ بِهٖ لِلْخَرَّازِيْنَ یعنی سور کے بالوں سے فائدہ اٹھانا گانٹھنے والوں کو جائز ہے، ردّ محتار[۵۱۸] جلد اول ص ۱۵۰ میں ہے فِيْ رِوَايَةٍ عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ یعنی امام صاحب کے شاگرد ابو یوسف سے مروی ہے کہ اون کے نزدیک سور کی کھال بھی دباغت دے لینے سے پاک ہو جاتی ہے، فتاویٰ عالمگیری[۵۱۹] مصری جلد اول ص ۴۶ میں ہے اَلْخِنْزِيْرُ اِذَا وَقَعَ فِي الْمِلْحَةِ فَصَارَ مِلْحًا يُطَهَّرُ عِنْدَهُمَا یعنی سور نمک میں پڑ گیا اور نمک ہو گیا تو امام ابو حنیفہ اور اون کے شاگرد محمد کے نزدیک پاک ہو گیا یعنی ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد، مبسوط[۵۲۰] میں ہے وَاَمَّا جِلْدُ الْخِنْزِيْرِ فَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ

یُوسُفَ رَحِمَہُ اللہُ اَنَّہٗ یَطْھُرُ بِالدِّبَاغِ یعنی ابو یوسف کے نزدیک سوَر کا چمڑا دباغت دینے سے پاک ہو جاتا ہے (فتح) اور نجس العین کے معنیٰ خود رد المحتار جلد اول صہ ۱۵۰ میں لکھے ہیں کہ اِنَّ ذَاتَہٗ بِجَمِیْعِ اَجْزَائِہٖ نَجِسَۃٌ حَیًّا وَّمَیِّتًا یعنی نجس العین اسے کہتے ہیں جس کی ذات تمام اوس کے اجزاء حیات زندگی میں اور مرنے کے بعد ناپاک ہو، پس جب اوس کے بعض اجزاء مثلاً بال ہی پاک سمجھے گئے تو وہ نجس العین نہ رہا بلکہ طحطاوی مصری جلد اول صہ ۹ میں ہے اِنَّ جِلْدَ الْخِنْزِیْرِ یَطْھُرُ بِالدِّبَاغِ وَیَجُوْزُ بَیْعُہٗ وَالْاِنْتِفَاعُ بِہٖ وَالصَّلٰوۃُ فِیْہِ وَعَلَیْہِ یعنی امام ابو یوسف سے جو امام ابو حنیفہ کے اعلیٰ درجہ کے شاگرد رشید ہیں ایک روایت میں ہے کہ سوَر کی کھال بھی دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے اوسے بیچنا اوس سے نفع حاصل کرنا اوسے پہنکر نماز پڑھنا اوس کی جانماز بناکر اوس پر نماز پڑھنا بھی جائز ہے، اور در مختار مصری جلد چہارم صہ ۲۴۵ میں ہے وَصَحَّ تَوْکِیْلُ مُسْلِمٍ ذِمِّیًّا بِبَیْعِ خَمْرٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ وَشِرَائِھَا یعنی مسلمان کسی سوَر کی یا شراب کی خرید فروخت کے وقت کسی ذمی شخص کو اپنا وکیل بنالے تو یہ صحیح ہے، ناظرین کرام چونکہ مسئلہ معرض بحث میں ہے اس لئے میں ایک مسئلہ اسی کے متعلق آپ کو حنفی مذہب کا اور بھی سنا دوں در مختار مصری جلد پنجم صہ ۲۴۰ میں لکھا ہے حَلَّ اَکْلُ جَدْیٍ غُذِیَ بِلَبَنِ خِنْزِیْرٍ یعنی بکری کا بچہ جو سوَرنی کے دودھ سے پالا گیا ہو اوس کا کھانا حلال ہے، حنفی مذہب فقہ کی مشہور و معروف کتاب منیۃ المصلی مترجمہ بترجمہ فارسی مطبوعہ فاروقی دہلی صہ ۶۵ سطر ۱۱ میں ہے وَرُوِیَ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ اَنَّہٗ یَطْھُرُ وَیَجُوْزُ بَیْعُہٗ یعنی سوَر کی کھال بھی رنگ لینے سے پاک ہو جاتی ہے پھر اوس کی تجارت بھی جائز ہے، اسی کتاب کے صہ ۹۱ سطر ۹ میں ہے کَوْصَلِّیْ فِیْ جِلْدِ خِنْزِیْرٍ مَدْبُوْغٍ جَازَ وَقَدْ اَسَاءَ یعنی اگر کسی شخص نے سوَر کی رنگی ہوئی کھال پہن کر نماز پڑھی تو گو برائی کی لیکن اوس کی نماز ہو جائیگی نماز سوَر کی کھال پہنے ہوئے جائز ہے، عالمگیری مصری جلد ۳ صہ ۲۵۵ میں ایک صورت کھجوروں کو سوَر کے بدلے خریدنے کے جواز کی بھی لکھی ہے۔

مولوی صاحب خدا سے شرمائیے اور اوس کے حرام کو حلال بنانے کی کوشش نہ کیجئے، اتنوں کی بیجا حمایت میں خلاف رسولؐ نہ کیجئے حنفی دوستو! خدارا غور کرو ایک روز رب کو جواب دینا ہے، رسولؐ کو منہ دکھانا ہے، شفاعت کی آپ کو نڑکی دیدہ باری کی امید ہے تو خدا رسول کے خلاف کسی کی نہ مانو۔ سنو! الحدیث کا مذہب یہ ہے کہ خدا کے سوا اور کی عبادت نہ کیجئے اور رسولؐ کے سوا کسی اور کو مطاع برحق نہ سمجھا جائے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ نبرگان دین

کی محبت اصلِ اسلام ہے لیکن اونہیں خدا کے عرش پر نہ بٹھاؤ، صرف خدا ہی کی ذات عبادت کے لائق ہے اور صرف رسولؐ ہی کی ذات اطاعت کے قابل ہے۔

بحمد اللہ درمختار کے پچاس سائل کے جواب کا جواب ختم ہوا، خدا اس سے اپنے بندوں کو نفع پہنچائے آمین

حنفی مذہب فقہ کی کتابوں کی قدر و قیمت حنفیوں میں

برادران! یہ تو ہے حنفی مذہب فقہ کی کتابوں کے سائل کا نمونہ اور ابھی اس جیسے اور اس سے بھی بدترین سائل سینکڑوں ہزاروں ہیں، میری کتاب درایتِ محمدی، ہدایتِ محمدی، درِ محمدی وغیرہ کو دیکھئے اور ساتھ ہی اخبار محمدی کے اون مختلف مضامین پر نظر ڈال جائے جو وقتاً فوقتاً اس عنوان کے ماتحت اوس اخبار میں چھپتے رہے ہیں۔ اب اس نمونہ کو دیکھئے اور پھر ان کتابوں کی قدر کیسی کچھ حنفیوں کے دل میں ہے اسے معلوم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل مضمون پڑھئے:۔ حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار مصری جلد اول ص۲۹ میں ہے اَلنَّظَرُ فِیْ کُتُبِ اَصْحَابِنَا مِنْ غَیْرِ سَمَاعٍ اَفْضَلُ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ یعنی ہمارے حنفی فقہاکرام نے فقہ شریف کی جو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن کے سائل کا نمونہ آپ میری اس کتاب سیفِ محمدی میں پڑھ چکے ہیں) ان کا صرف دیکھ لینا بغیر سنے بھی رات بھر کی تہجد کی نماز سے افضل ہے، آگے چل کر لکھتے ہیں تَعَلُّمُ الْفِقْہِ اَفْضَلُ مِنْ تَعَلُّمِ بَاقِی الْقُرْاٰنِ یعنی کچھ قرآن پڑھ لیا ہو تو اس شخص کو باقی قرآن سیکھنے سے بھی افضل فقہ کا سیکھنا ہے، اسی صفحہ میں اس سے آگے لکھتے ہیں جَمِیْعُ الْفِقْہِ کَالْبُدِّ مِنْہُ یعنی قرآن حدیث کل کا جاننا ضروری نہیں لیکن فقہ کا کل کا جاننا نہایت ضروری ہے، اسی کتاب کی شرح ردالمحتار کے اسی صفحہ میں ہے تَعَلُّمُ بَعْضِ الْقُرْاٰنِ وَکَذَا حَدِیْثٍ فَرَاغَاً فَالْاَفْضَلُ الْاِشْتِغَالُ بِالْفِقْہِ یعنی ایک شخص نے تھوڑا سا قرآن سیکھ لیا اب اگر اسے فرصت ہو تو افضل یہ ہے کہ وہ وقت فقہ کے سیکھنے میں خرچ کرے نہ کہ قرآن حدیث کے سیکھنے میں) افضل یہی ہے درمختار کے اسی صفحہ میں ہے غَایَۃُ الْفَوْزِ سَعَادَۃُ الدَّارَیْنِ یعنی فقہ کے حاصل کرنے سے انسان دونوں جہان کی سعادت حاصل کرتا ہے اَفَاضِلُہٗ کَثِیْرٌ شَہِیْرٌ یعنی فقہ کی فضیلتیں بکثرت اور بہت مشہور ہیں اور ص۳۰ میں ہے خَیْرُ عُلُوْمِ عِلْمُ فِقْہٍ یعنی تمام علوم میں سے افضل علم علمِ فقہ ہے، اور ص۳۵ میں ہے اِنَّ الْفِقْہَ ھُوَ ثَمَرَۃُ الْحَدِیْثِ یعنی حدیث کا پھل یہ فقہ ہے کیا معنی کہ حدیث خود کوئی پھل نہیں پھل یہ فقہ شریف ہے جس کا نمونہ آپ دیکھ چکے

اور اسی صفحہ میں ہے لَثَوَابُ الْفَقِیْہِ اَقَلُّ مِنْ ثَوَابِ الْمُحَدِّثِ یعنی ہمارے یہ فقہا ثواب میں محدثین سے کم نہیں ہیں، آگے چل کر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ کس کے ساتھ خدا کا کیا ارادہ ہے اس کی خبر سوائے انبیاء کے اور فقہاء کرام کے کسی اور کو نہیں، اِلَّا الْفُقَہَاءُ۔ اس فقہ کی برکت بھی سن لیجئے، امام ابو حنیفہ کو غیبی آواز آتی ہے کہ آپ کو بخشا اور آپ کے تابعداروں کو بھی بخشا جو قیامت تک آپ کے مذہب کے پابند ہوں، کَانَ عَلٰی مَذْھَبِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ مطلب یہ ہوا کہ جو حنفی بن جائے اُن شرابوں کو پیئے، جُوا کاریاں کرے، اُن حرام چیزوں کو کھائے، اون حرام لباسوں کو پہنے اوس طرح کی نمازیں پڑھے جو اوپر بیان ہوئیں تو وہ اپنے تئیں بخشا بخشا یا بھلا، دوستو! ذرا کلیجہ تھام لو! ہمارے حنفی بھائی اپنی حنفیت کو دیکھو تو کہاں تک اچھالتے ہیں کہ پیغمبر کو بھی حنفی مذہب مقلد اور ان کتب فقہ کا عامل بتاتے ہیں۔ سنئے:۔

شیخ چلی کے قصے فسانہ عجائب کے فسانے، طوطا مینا کی کہانیاں، طلسم ہوشربا کی گپیں تو دنیا میں مشہور ہیں لیکن مذہبی رنگ میں اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز جھوٹ حیا سوز مکر اس بے تکی گپ بلا قرینہ کا کذب بعض نشۂ تقلید کے بدمست لوگوں نے بک دیا ہے، چنانچہ بعض وہ لوگ جو اپنے آپ کو مقلد حنفی المذہب مانتے ہیں، اور اون کے پُر مذاق دل نت نیا سامان تفریح پیدا کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں اونہوں نے ایک بے وقت کی راگنی الاپی ہے اور جھوٹ بکا ہے جس سے شیطان بھی شرمائے، اپنے تئیں تو یہ گویا امام ابو حنیفہؒ کی تعریف و توصیف کرتے ہیں اون کی فضیلت و منقبت بیان کرتے ہیں، لیکن در اصل اگر امام صاحب زندہ ہوتے تو غالباً ان کے کفر کا فتویٰ دیتے، یا اون کے لئے کوئی سخت سے سخت تر سزا تجویز کرتے، یہ دشمنانِ امام صاحب لکھتے ہیں کہ منجملہ اور بہت سی کرامتوں کے امام صاحب کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ پہلا باب خضر علیہ السلام ہر دن صبح کو اون کے پاس آکر علم دین سیکھا کرتے تھے پچاس برس تک برابر یہ تعلیم و تعلّم کا سلسلہ جاری رہا یہانتک کہ امام صاحب کا انتقال ہوگیا چونکہ خضر علیہ السلام کی تعلیم ابتک مکمل نہیں ہوئی تھی اس لئے اونہیں سخت صدمہ ہوا، جناب باری میں عرض کی کہ الٰہ العالمین اس غلام کی اگر تیرے ہاں کچھ بھی قدر ہو تو تو ابو حنیفہ کو اجازت دے کہ وہ قبر میں سے مجھے تعلیم دیا کریں اور میں شریعت کا پورا علم اون سے حاصل کرلوں، آسمان سے جواب ملا خضر تم امام صاحب کی قبر پر جاؤ اور جو چاہو سیکھو اور اپنے ارمان پورے کرو چنانچہ حضرت خضر نے اوسی طرح صبح کے وقت بلا ناغہ اون کی قبر پر جانا شروع کیا اور امام صاحب نے

بھی اونہیں نہر میں سے حسب عادت پڑھانا شروع کر دیا، پچیس برس تک یہ پڑھتے رہے اور وہ پڑھاتے رہے یہانتک کہ کل علم سیکھ لیا، جب خضر کی دستار بندی ہوگئی تو اللہ تعالے سے عرض کی پروردگار اب مجھے کیا حکم ہوتا ہے آسمان سے ندا آئی کہ اب عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور حکم ثانی کا انتظار کرو ۔

دوسرا باب، ماوراء النہر میں ایک شخص تھا ابو القاسم قشیری اوس کا باپ تو مر چکا تھا ماں زندہ تھی، یہ شخص اپنی والدہ کی بہت خدمت کرتا تھا اور اُسے ہر وقت راضی رکھتا تھا جوانی کی عمر میں اوسے علم دین حاصل کرنے کا ولولہ اٹھا، ماں کی خدمت میں حاضر ہوا با ادب عرض کیا کہ مجھے تحصیل علم کے لئے جانے کی اجازت دیجئے، ماں بھی بہت دین دار متقی پرہیزگار تھی خیال کیا کہ اگر روکتی ہوں تو خیر سے روکنے والی بنتی ہوں اگر اجازت دیتی ہوں تو اس کی جدائی پر صبر نہیں ہو سکیگا اور پھر میرا اس کے سوا اور کون ہے بالآخر صبر کی سل کلیجہ پر رکھکر کہا جاؤ جانِ مادر تمہیں خدا کو سونپا، ابو القاسم ایک اور شخص کو اپنے ساتھ لے کر ماں سے رخصت ہو کر خوشی خوشی بخارا کی طرف طلب علم کے لئے چلے ۔

تیسرا باب۔ ماں کی نظروں سے بیٹے کا غائب ہونا تھا کہ وہ غم ان پر ٹوٹ پڑا، صبر کی رسی ہاتھ سے چھوٹ گئی، آنکھیں ساون بھادوں برسانے لگیں جی بیقرار ہو گیا تلملانے لگیں، دروازے پر ہی بیٹھ گئیں اور رو رو کر جناب باری میں عرض کرنے لگیں خدایا میں نے کھانا پینا سونا رہنا اپنے ذمہ حرام کر لیا ہے جب تک کہ اپنے نور نظر کو نہ دیکھ لوں، تمہیں یہ بھی خدا کی لاڈلی۔ اللہ تعالی نے ان کا بھی دل رکھ دیا قشیری جو اپنے ساتھی کے ساتھ چلے رات کو ایک جگہ قیام کیا پاخانے کے لئے باہر نکلے اتفاق سے سارے کپڑے پیشاب میں لت پت ہو گئے، گھبرا گئے واپس آکر ساتھی سے کہا، تم تو جاؤ میں تو گھر واپس جاتا ہوں، اس پہلی منزل میں تو نجاست میرے کپڑوں کو لگی شاید دوسری منزل میں جسم کو لگ جائے اور پھر شاید تیسری منزل میں روح کو بھی ناپاک کر دے بس میں اس سفر سے باز آیا۔ اس سے تو ماں کی خدمت میں رہنا ہی مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے، اولٹے پاؤں واپس آئے دیکھا کہ بڑھیا ماں سے جس جگہ جدا ہوئے تھے وہ وہیں بیٹھی ہیں سخت اندوہناک اور غمگین ہیں آنکھوں سے آنسو تھمتے نہیں، اون کے سلام سے وہ چوکنا ہو گئیں اور خوش ہو کر انہیں لیکر گھر میں آئیں ۔

چوتھا باب - قشیری کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا اور خضر علیہ السلام سے کہا کہ قشیری نے اپنی والدہ کو خوش کیا ہے میں بھی اوس سے خوش ہوں اس لئے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم قشیری کے پاس جاؤ اور جو کچھ تم نے اپنے اوستاد ابو حنیفہ سے سیکھا ہے وہ سب انہیں گھر بیٹھے سکھا دو چنانچہ خضر ان کے پاس آئے اور فرمایا تو نے طلب علم کے لئے سفر کیا اور پھر اپنی ماں کو رضامند کرنے کے لئے واپس چلا آیا اس لئے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو گھر بیٹھے میں پڑھا دوں، قشیری نے ان کی شاگردی شروع کی اور حضرت خضر روزانہ بلا ناغہ آکر انہیں پڑھا جایا کرتے تھے تین برس میں قشیری نے وہ کل علوم حضرت خضر سے سیکھ لئے جو اونہوں نے پچھتر برس میں سیکھے تھے، پچاس برس کی زندہ تعلیم اور پچیس برس کی مردہ تعلیم - اب قشیری بے نظیر عالم اور کل حقائق و دقائق سے آگاہ ہو گئے ۔

پانچواں باب - قشیری خود بڑے صاحب کرامت ولی اللہ تھے بہت سے لوگ ان کے شاگرد ہوئے اور بہت سے مرید بنے، اونہوں نے ایک ہزار کتابیں تصنیف کیں اور ابتک جو علم سینے میں تھا آج کتاب میں آیا، زاں بعد اپنے ایک راسخ الاعتقاد مرید کو بلایا اور کہا مجھے ایک ضروری امر پیش آیا ہے تم میری یہ کتابیں لو اور ایک صندوق میں بند کرو اور دریائے جیحوں میں ڈال آؤ - اون کے سامنے وہ ایک ہزار کتابیں گن کر صندوق میں بند کر کے اون کے سپرد کیں، مرید جب امانت شیخ کو لیکر چلا تو دل میں خیال آیا کہ میں شیخ کی ان متبرک کتابوں کو کیسے دریا برد کر دوں اور اگر نہ کروں تو شیخ کی خفگی کا خیال ہے بہت کچھ شش و پنج کے بعد سوچا کہ آؤ اسے تو حفاظت سے رکھدوں اور شیخ سے جاکر کہدوں کہ حضرت دریا میں ڈال آیا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور شیخ سے جاکر کہدیا کہ پیر و مرشد میں اوس صندوق کو دریا میں ڈال آیا، شیخ نے پوچھا پھینکتے وقت دریا میں سے کوئی نئی بات ظاہر ہوئی اب مرید سٹ پٹایا اور کہا حضرت وہاں تو میں نے کوئی نئی بات نہیں دیکھی، شیخ نے کہا پھر تم نے اوسے دریا میں ڈالا ہی نہیں جاؤ میرا حکم مانو اور اوس صندوق کو دریا میں ڈال آؤ، مرید متفکر و متردد ہو کر دوبارہ چلا مگر اب کی مرتبہ بھی شیخ کی کمائی کو ضائع کرنے کی جرأت نہ ہوئی پھر آکر کہدیا کہ حضرت ڈال آیا پیر صاحب نے پھر پوچھا علامت بتاؤ کہا علامت تو کوئی ظاہر نہیں ہوئی، پیر صاحب سخت ناراض ہوئے اور چیں بجبیں ہو کر فرمایا تم میری اطاعت کیوں نہیں کرتے تم فوراً جاؤ اور جسطرح میں کہتا ہوں

اوس صندوق کو دریا میں ڈال آؤ۔ بالکل پس و پیش نہ کرو، مرید حیراں ہو کر چلا اور دل کو مضبوط کر کے اوس صندوق کو دریا میں ڈال ہی دیا ۔

چھٹا باب ۔ صندوق کے دریا میں پڑتے ہی ایک ہاتھ نکلا اور صندوق کو لیلیا، مرید اولاً تو جھجکا پھر دل کڑا کر کے پوچھا تو کون ہے؟ اور اس صندوق کو کیا کریگا، پانی میں سے ندا آئی، گھبراؤ نہیں میں شیخ کی اس امانت کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں میں نے اسے سنبھال لیا آپ آرام سے جائیے اور شیخ کو مطلع کیجئے، مرید حیران و پریشان شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا، شیخ سے عرض کی کہ جناب مجھے یہ تو فرمائیے کہ اس گراں بہا رقم کو دریا بُرد کرنے کی کیا وجہ تھی، پیر جی نے فرمایا سنو!

ساتواں باب ۔ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے انجیل تو اون کو لبھائیگی لیکن وہ کہیں گے کہ مجھے خدا کا حکم یہ نہیں کہ میں تمہیں انجیل پر عمل کراؤں بلکہ شریعت محمدیہ پر عمل کرنے اور کرانے کا مجھے حکم ہوا ہے، کتب محمدیہ لاؤ تا کہ میں اون کے مطابق حکم کروں لوگ ادھر اودھر چوطرف گھومیں گے ہر جگہ تلاش کریں گے لیکن شریعت محمدیہ کی کوئی کتاب ہاتھ نہ لگے گی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سخت متحیر ہوں گے کہ اب کیا کروں کس طرح لوگوں کو شرع محمدی بتلاؤں تنگ آکر اللہ تعالےٰ سے عرض کرینگے، باری تعالیٰ حکم تو یہ ہے کہ شریعت محمدیہ پر عمل کروں اور یہاں شریعت محمدیہ کی کوئی کتاب نہیں ملتی اب فرمائیے کیا کروں ارشاد ہوگا نہر جیحون پر جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو، پھر کہو اے ابوالقاسم قشیری کے صندوق کے امین مجھکو صندوق دیدو میں عیسیٰ بن مریم ہوں میں نے دجال کو قتل کیا ہے ۔

آٹھواں باب ۔ عیسیٰ علیہ السلام اب خوش ہو کر نہر جیحون پر جائیں گے وہاں بحضورِ قلب دو رکعت نماز ادا کریں گے اور نہر کے کنارے کھڑے ہو کر باادب عرض کرینگے اے ابوالقاسم قشیری کے صندوق کے محافظ صاحب میں عیسیٰ بن مریم ہوں وہ صندوق قشیری نے مجھے دینے کے لئے آپ کے سپرد کیا ہے، آپ وہ امانت مجھے عطا فرمائیے میں نے دجال کو قتل کر دیا ہے، میں اب شریعت پر عمل کرنے میں حیران ہوں مجھے اون کتابوں کا صندوق عطا فرمایا جائے ۔

نواں باب ۔ پانی شق ہوگا اور وہ غیبی مرد اوس صندوق کو سربمہر پیش کریں گے

عیسیٰ علیہ السلام جب اوسے کھولیں گے تو دیکھیں گے کہ ایک ہزار کتابیں ابو القاسم کی لکھی ہوئی سرہانے اس میں موجود ہیں اون پر اب وہ خود بھی عمل کریں گے اور ساری دنیا کو اوسی پر عمل کرائیں گے، حضرت عیسیٰ بھی حنفی ہو کر رہیں گے اور حضرت امام مہدی علیہم السلام بھی۔

دسواں باب۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھیں گے جبرئیل یہ تو بتاؤ قشیری کو یہ مرتبہ کیسے ملا؟ جبرئیل کہیں گے ماں کو راضی رکھنے کی وجہ سے (انسی الجلساء) یہانتک بھی خیریت تھی کہ کوئی انہیں احبار کا سا مصنف ہی کہہ ڈالتا، اتنا ہی نہیں بلکہ درمختار مصری جلد اول صـ۴۲ میں لکھا ہے یَحْکُمُ بِمَذْهَبِهٖ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حنفی مذہب کے مطابق عمل اور حکم کریں گے، شارح لکھتے ہیں تَبِعَ فِیْهِ الْقُهُسْتَانِیُّ یعنی قہستانی بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حنفی المذہب ہونگے۔

میں کہتا ہوں کہ اس سراپا غلط واقعہ مضحکہ صبیان قصہ کو بیان کرتے ہوئے بھی شرم نہ آئی، خیال فرمایئے کہ حضرت خضر زندہ موجود ہیں لیکن نہ تو دربار محمدی میں کبھی حاضری دیتے ہیں نہ خلفاء اربعہ میں سے کسی سے ملتے ہیں نہ اولو العزم بزرگ ذی علم اصحاب سے کچھ سیکھتے پڑھتے ہیں بلکہ امام صاحب کے منتظر رہتے ہیں ان کے زمانہ میں حاضر خدمت ہوتے ہیں اور پچھتر برس تک انکی جوتیاں سیدھی کرتے رہتے ہیں، وہ خضر جنکی نسبت صاحب عالم فرمائے عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ہمنے انہیں خاص اپنے پاس کا علم سکھایا تھا جن کی شاگردی کے لئے موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر خدا سے دعائیں کریں وہ آج ایک احادیث کے شاگرد بنتے ہیں اور اس قدر کند ذہن ثابت ہوتے ہیں کہ پچھتر برس تک پڑھتے ہیں جب جاکر کچھ قابل بنتے ہیں، اس سے تو ان کے شاگرد قشیری ہی اچھے رہے کہ تین برس میں پچھتر برس کا آموختہ چبھا لیا۔ بھائیو خضر کی تو زندگی کے لالے پڑے ہوئے ہیں، محدثین کا قریب قریب اجماع ہے کہ وہ فوت ہو چکے دلائل بھی اس کے کافی وافی موجود ہیں (اصابہ ملاحظہ ہو) مگر یہاں نہ صرف خضر کی زندگی بلکہ سلسلہ تعلیم و تعلم بھی ثابت کیا جاتا ہے، قشیری کو دیکھئے کیا سوجھتی ہے کہ امام کے علوم کے خزانوں کو دریا برد کر دیتے ہیں کاش کہ آج وہ کتابیں علماء احناف کے ہاتھوں میں ہوتیں تاکہ انہیں مذہب کے پھیلانے میں پوری سہولتیں ہو جاتیں، ہمیں نہایت رنج کے ساتھ آج اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ حنفی مذہب تو صدہا سال ہوئے دریا برد ہو گیا آج جو کچھ باتیں لعبدالوں نے نکالی ہیں وہ امام صاحب کے سر تھوپی جاتی ہیں ورنہ اصلی باتیں تو امام صاحب نے خضر کو بتائیں خضر نے قشیری مرد کو اور قشیری نے انہیں سپرد سمندر کیا

سلسلہ منقطع ہوگیا، پھر جب حضرت عیسیٰؑ آئیں گے تب اس سلسلہ کا چوتھا شخص دنیا پر رونما ہوگا، آج تو غائب غلہ ہے۔

وہ عیسیٰ علیہ السلام جو کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں وہ امام صاحب کے شاگرد کے شاگرد ٹھیریں، قرآن وحدیث پر عمل نہ کریں اور ابوحنیفہ کی فقہ پر عمل کریں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَمَّکُمْ مِنْکُمْ اور اس جملہ کی تفسیر میں راوی حدیث ابن ابی الذئب فرماتے ہیں اَمَّکُمْ بِکِتَابِ رَبِّکُمْ عَزَّ وَجَلَّ وَسُنَّۃِ نَبِیِّکُمْ صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح مسلم جلد اول ص۸۷ مطبوعہ انصاری)، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہاری پیشوائی کریں گے کتاب اللہ قرآن شریف اور سنت رسول اللہ حدیث شریف سے۔ پھر تعجب پر تعجب اور اس عقیدہ کے رکھنے والے کے کفر پر دلالت کرنیوالی بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل تو ملیگی لیکن قرآن کریم نہ ملیگا جس کی حفاظت کا ذمہ وار خود رب العالمین ہے فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ ۝ اس ذکر کو ہم نے نازل فرمایا اور اس کی حفاظت بھی ہمارے ذمہ ہے، سبحان اللہ ابوحنیفہ کی کتابوں کی تو اس طرح حفاظت ہو لیکن ابوالقاسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابیں اس طرح برباد ہو جائیں کہ روئے زمین پر پتہ بھی نہ چلے، اور سب سے بڑھ چڑھ کر اس قصہ کو جھوٹ ثابت کردینے والی یہ بات ہے کہ خود ابوالقاسم قشیری حنفی مذہب نہیں، خضر اور عیسیٰ کے لئے حنفی مذہب پسند کریں لیکن آپ خود اوس پر عمل نہ کریں یہ عجب مخمصہ ہے، اور نئے امام صاحب نے قبر میں سے خضر کو بڑھا دیا، لیکن افسوس اب خاموش ہیں حالانکہ اون کا پڑھایا ہوا سبق دریا برد نقش بر آب ہوگیا، ضرورت تو اب ہے نہ کہ جب تھی، عصائے پیر بجائے پیر، پھر خضر کے بخل کو ملاحظہ فرمائیے کہ قشیری کو تو ایک ہزار کتابیں لکھوا دیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک بھی لکھوانے کے لئے تشریف نہیں لائے کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کو ناخوش رکھا تھا قرآن تو فرماتا ہے وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ ماں کے ساتھ بہت سلوک کرنے والے تھے۔

ناظرین کرام ہماری حیرت کی تو کوئی انتہا نہیں یہ اٹھے بانس بریلی کو کیسے؟ امتی تو نبی کا تابع ہوتا ہے لیکن یہاں کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے نبی امتی کا تابع ہے حضرت عیسیٰ نبی ہیں اور حضرت ابوحنیفہ امتی ہیں اور حضرت عیسیٰ کو ابوحنیفہ کا مقلد بتایا جاتا

ہے۔ فالیاذ باللہ۔ ایک مجتہد کو تو دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی ناجائز بتلائی جائے مگر ایک نبی کو مجتہد کا مقلد بنانے میں شرم نہ آئے، کہاں تک لکھوں سچ تو یہ ہے کہ اس ناپاک قصہ کے سننے کی بھی ایک سچے مسلمان میں تاب نہیں، حافظ سیوطیؒ اپنے رسالہ اعلام میں لکھتے ہیں مَا یُقَالُ اِنَّهٗ یَحْکُمُ بِمَذْهَبٍ مِّنَ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ بَاطِلٌ لَّا اَصْلَ لَهٗ یعنی یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان چار مذہبوں میں سے کسی ایک مذہب کی پیروی کرکے لوگوں میں بھی اسی کے مطابق حکم کریں گے یہ بالکل بے اصل جھوٹ اور بدزیب باطل ہے۔

دوستو! کیا کسی کو بزرگ ماننا یہی ہے کہ اوسے نبی سے بھی اوپر چڑھادیں، نبیوں کو بھی اوس کے ایک ادنیٰ خادم مان لیں، اور جو ہماری ان فطرت سوز ناپاک کہانیوں کو نہ مانے اوسے اماموں کا دشمن سمجھ لیں ✦

حنفی مذہب فقہ کا برہنہ فوٹو

ناظرین کرام! آپنے حنفی مذہب فقہ کی ان کتابوں کا کیسا کچھ مرتبہ حنفیوں کے نزدیک ہی یہ تو معلوم کر ہی لیا، اب ذرا ان مسائل پر نظر ڈالئے جو میری اس کتاب سیف محمدی میں تقریباً ساٹھ پانچسو بیان ہوئے ہیں فیصلہ فرمائیے کہ کیا موجودہ کتب فقہ اس قابل ہیں کہ ایک سچا مسلمان انہیں احکام شرعیہ کا مجموعہ سمجھے؟ اور حلال حرام کے فتوے ان سے دیا کرے؟ اور انہیں قابل عمل سمجھے؟ اور ان میں جو ہے اوسے حنفی مذہب جان کر اوس کا عامل بتا رہے؟ اب ملاحظہ فرمائیے کہ ان حوالوں کے مطابق حنفی مذہب کی فقہ کا برہنہ فوٹو کیا ہوا؟

حنفی مذہب کا غسل

چوپائے جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنے سے، فرج کے سوا اور جگہ مجامعت کرنے سے، مرد کر پہ کپڑا لپیٹ کر جماع کرنے سے، مُردہ عورت کے ساتھ بدفعلی کرنے سے، خنثیٰ مشکل کا اپنے ذکر کو اپنی دبر میں داخل کرنے سے، اپنی فرج میں داخل کرنے سے، اس کے ساتھ دوسرے کے جماع کرنے سے، غیر خواہشمند نابالغ

لڑکی کے ساتھ زنا کرنے سے، عورت کے کسی جانور سے بدکاری کرانے سے، مُردے سے بدکاری کرانے سے، چھوٹے سے مردے سے بدکاری کرانے سے، باکرہ کے ساتھ جماع کرنے سے جبتک اوس کا بکر زائل نہ ہو، مشت زنی کرکے منی کو بوقت سکون نکالڈالنے سے بھی نہ غسل آئے نہ وضو ٹوٹے نہ شرمگاہ کا دھونا ضروری ہو جبتک کہ انزال نہ ہو جائے، اور بعض صورتوں میں انزال ہو جانے کے بعد بھی یہی حکم ہے۔

حنفی مذہب کی پاکیزہ چیزیں

عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک، جننے کے وقت انسانی بچہ پر جو رطوبت لگی ہوئی ہے وہ پاک، اسی طرح جانوروں کے بچوں کے اوپر کی یہ رطوبت بھی پاک، انڈے کی اسی رطوبت بھی پاک، بلکہ یہ جس پانی میں پڑ جائے وہ پانی بھی پاک، اوس سے وضو بھی ہو جائے غسل بھی ہو جائے، جس شوربے میں یہ پڑیں وہ بھی پاک، اوسکا کھانا حلال، چوہے کا پیشاب پاک، تمام جانوروں کی منی خواہ وہ حلال ہوں خواہ حرام پاک، چمگادڑ کا پیشاب پاک، اوس کی ہیٹ پاک، دباغت دے لینے یعنی رنگ لینے سے انسان کی کھال پاک، کتے کی کھال پاک، صرف ذبح کر لینے سے بلا دباغت بھی کتے کی کھال پاک، کتے کا گوشت پاک، کتے کی چربی پاک، مردار کی کھیس پاک، دودھ پاک، ناپاک چھاتی بچے کے چوس لینے سے پاک، ہاتھی کی کھال بھی رنگ لینے سے پاک، سانپ چھچھوندر نیولا چوہا وغیرہ سب کی کھال رنگنے سے پاک، ذبح کئے ہوئے کتے کی ہڈیاں پاک، بھیڑیے کی ہڈیاں پاک، سانپ چوہے وغیرہ کا گوشت جبکہ اونہیں ذبح کر دیا جائے پاک، کتا ہاتھی وغیرہ تمام درندے جانور جبکہ ذبح کر دئے جائیں تو اون کی کھالیں پاک، اور اسی طرح اون سب کے تمام اعضا اور اجزاء بدن پاک، یعنی بال ناخن ہڈیاں گوشت پوست سب پاک، جو مردہ نمک میں پڑ جائے اور نمک بن جائے جو پاخانہ مٹی یا راکھ بن جائے وہ پاک، اور ان سب کا استعمال جائز، کتا خود پاک، اس کی رنگی ہوئی کھال کا ڈول بنانا جائز، جانماز بنانا جائز، لباس بنانا جائز، اوڑھنا بچھونا بنانا جائز، اس کے دانتوں اور ہڈیوں کا ہار بنا کر پہننا جائز، کتے کی قیمت پاک، کتے کی اُجرت پاک، کتا جس پانی میں

پڑ جائے اگر اوس کا منہ پانی میں نہ لگا ہو تو وہ پانی پاک، چوہے کی مینگنیوں والے گیہوں کا آٹا پاک، اور کھانے کے قابل، شراب میں پکا ہوا گوشت تین مرتبہ پانی میں جوش دے لینے کے بعد پاک اور کھانے کے قابل، انگور کا خوشہ جس میں سے کتے نے انگور کھائے ہوں پاک اور کھانے کے قابل، کتے کے گیلے بدن کی چھینٹیں پاک، نجاست خفیفہ کپڑے اور بدن پر چوتھائی سے کم تک لگی ہو تو کپڑا اور بدن پاک، کتا کاٹ کھائے تو بدن کا وہ حصہ اور کپڑے کا وہ حصہ بھی جبتک تھوک کے نشان نہ ظاہر ہوں پاک، پیشاب کی باریک چھینٹیں گو بیشمار پڑ جائیں پھر بھی کپڑا اور بدن پاک، کتے کے بال پاک، سور کے بال پاک، جس پانی میں سور کے بال پڑے ہوئے ہوں وہ بھی پاک گو پانی تھوڑا سا ہی ہو، چیل شکرا وغیرہ حرام پرندوں کی بیٹ پاک، مرے ہوئے کتے کے بال بھی پاک، جو روئی شراب میں ڈالی جائے اور وہ شراب سرکہ بن جائے تو وہ روئی پاک، شراب شوربے میں ڈالی جائے پھر سرکہ ڈالا جائے اگر وہ کھٹا ہو تو پاک،

حنفی مذہب کا روزہ

سوائے فرج کے اور جگہ مجامعت کرنے سے جبتک انزال نہ ہو روزہ نہیں ٹوٹتا انزال ہونے پر بھی کفارہ نہیں، مردہ عورت سے صحبت کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، جانوروں کے ساتھ بدکاری کرنے میں روزہ نہیں ٹوٹتا، مشت زنی کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، سوئی ہوئی عورت کے ساتھ مجامعت کرنے سے بھی عورت پر کفارہ نہیں، لونڈے بازی کرنے سے بھی کفارہ نہیں، اپنی بیوی کی دُبر میں وطی کرنے سے بھی کفارہ نہیں، چوپائے کی شرمگاہ کو مس کرکے انزال ہو جانے پر روزہ نہیں ٹوٹتا، چھوٹی بچی کے ساتھ جماع کرنے میں بھی روزہ کا کفارہ نہیں، بھولے سے روزے میں جماع کر لیا پھر جان بوجھ کر یہ حرام کام کیا یعنی روزہ کی حالت میں تو بھی کفارہ نہیں،

حنفی مذہب کی حرام عورتیں

نشہ کی حالت میں اگر کسی نے اپنی بیٹی کا بہ شہوت بوسہ لیا تو اوس کی بیوی اوس پر حرام

دیوانگی کی حالت میں بھی بیٹی کا بوسہ بشہوت لینے سے بیوی حرام، بھولے سے لے لیا تو بھی حرام، غلطی سے لے لیا تو بھی حرام، مجبور ہو کر لے لیا تو بھی حرام، جماع کیلئے بیوی کو جگانا چاہے اور بھولے سے ہاتھ لڑکی پر پڑ جائے تو بیوی حرام، اسی طرح اس صورت میں بیوی پر سیاں حرام، کسی کو شہوت سے چھو لیا تو اوس کی ماں حرام، کسی لڑکی کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھ لیا تو اس کی ماں حرام، شہوت کے ساتھ ہاتھ بڑھایا اتفاقاً بیٹی کی ناک پر پڑ گیا تو گو اوسی وقت ہاتھ کھینچ لے تاہم بیوی حرام۔ اسی طرح عورت پر سیاں حرام ہنسی مذاق میں جھوٹ کہدے کہ میں نے ساس سے مجامعت کی تو بیوی حرام۔

حنفی مذہب کی حلال عورتیں

اگر کسی عورت سے اس قدر ساس کیا کہ انزال ہو گیا تو اوس کی ماں سے نکاح کرنا حلال اگر اوس لڑکی کی دبر میں وطی کی تو بھی اوسکی ماں حلال، اگر اوس عورت کی شرمگاہ کو اس قدر دیکھا کہ انزال ہو گیا تو بھی اوس کی ماں حلال، کسی نابالغ لڑکی کے ساتھ جماع کیا تو بھی اوس کی ماں حلال، ایک کنواری لڑکی سے نکاح کیا لیکن اوس کا کنوارپنا ٹوٹا ہوا تھا اور وہ کہتی ہے کہ تیرے باپ نے مجھ سے زنا کیا پھر بھی وہ عورت حلال، سالی سے کالا منہ کیا تو بیوی حلال، ساس سالی وغیرہ کی دبر میں وطی کی تو بیوی حلال، چھوٹی لڑکی سے نکاح کیا پھر طلاق دی تو اوس کی لڑکی جو دوسرے خاوند سے ہوئی اسپر حلال، گو اوس کی ماں سے مجامعت کر چکا ہے، جھوٹا دعویٰ نکاح کا کر کے جھوٹے گواہ گذار دے تو قاضی کے فیصلہ کے بعد مرد عورت پر حلال، عورت مرد پر حلال، جھوٹے گواہوں پر بھی حلال، رشوت دیکر عورت سے اقرار کرا لیا شاہدوں کے روبرو تو بھی حلال، لونڈی جو خریدی گئی بغیر ایک حیض گذارے حلال، باپ نے جس لونڈی سے صحبت کی وہ بیٹے پر حلال،

حنفی مذہب کی معاف کی ہوئی حدیں

ماں بہن بیٹی خالہ پھوپھی ساس دودھ ماں وغیرہ سے زنا کاری کرنے والے پر جبکہ اوس نے اون سے نکاح کر لیا ہو حد نہیں، خاوند والی عورت سے بھی اسی طرح زنا کی

تو حد نہیں عدت گذارنیوالی عورت سے بھی اسی طرح زنا کیا تو حد نہیں۔ ساس سے اور سالی سے بدکاری کی تو بھی اس صورت میں اوپر حد نہیں، متعہ کرنیوالے پر بھی حد نہیں اسطرح دودھ ماں دودھ بہن اور رضاعی ساس وغیرہ سے بھی اس صورت سے زنا کرنے پر حد نہیں، دودھ ماں دودھ ساس دودھ بہن وغیرہ سے اگر بدکاری کرے اور وہ لونڈیاں ہوں تو بھی کوئی حد نہیں، اگر گواہ رجم کرنے کے لئے آگے نہ بڑھیں تو زانی پر حد نہیں، اگر ان میں سے ایک گواہ بھی رجم کرنے سے انکار کرے تو زانی پر حد نہیں، اگر رجم ہونے سے پہلے کوئی گواہ مرجائے تو زانی پر حد نہیں، اگر گواہ کہیں چلا جائے تو زانی پر حد نہیں، اگر گواہ گواہی دینے کے بعد اندھا ہو جائے تو زانی پر حد نہیں، اگر گواہ گونگا ہو جائے تو حد نہیں، اگر گواہ مجنون ہو جائے تو حد نہیں، اگر گواہ مرتد ہو جائے تو زانی پر حد نہیں، چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرنے سے بھی حد نہیں، مردہ عورت کے ساتھ زنا کرنے سے بھی حد نہیں، لونڈے بازی کرنے سے حد نہیں، کسی عورت کی دبر میں وطی کرنے سے بھی حد نہیں، کوئی عورت کسی بندر سے بدکاری کرائے تو اس پر حد نہیں، دار الحرب میں زنا کرنیوالے پر حد نہیں، دار الاسلام میں زنا کرنیوالے حربی پر بھی حد نہیں، ماں کی لونڈی سے زنا کاری کرنیوالے پر حد نہیں، نانی کی لونڈی سے زنا کرنیوالے پر حد نہیں باپ دادا کی لونڈی سے زنا کرنیوالے پر کوئی حد نہیں اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرنیوالے پر حد نہیں، اپنے آقا کی لونڈی سے زنا کرنیوالے پر حد نہیں، اپنے پاس کسی کی لونڈی گروی ہو اس سے زنا کرنیوالے پر حد نہیں، گروی رکھنے کیلئے جو لونڈی کو ستعار لئے ہوئے ہو وہ اگر اوس سے زنا کرے تو اوس پر بھی حد نہیں، خرچی یعنی زنا کی اجرت دیکر زنا کرے تو اوس پر بھی حد نہیں کسی کی لونڈی کو غصب کرلے پھر اوس سے زنا کرے تو حد نہیں، شرابی کے منہ کی بو نہیں آتی تو باوجود خود اوس کے اقرار کے اوس پر حد نہیں، باوجود گواہوں کے ایسی صورت میں حد نہیں، غیر مکلف مرد مکلفہ عورت کے ساتھ زنا کاری کرے تو دونوں پر حد نہیں، گواہ اگر عورت کو نہیں پہچانتے تو مرد پر بھی حد نہیں، زنا کے چار گواہ ہیں لیکن دو کہتے ہیں عورت راضی نہ تھی تو بھی حد نہیں، مستأمن مرد ذمیہ سے یا مسلمان عورت سے زنا کاری کرے تو حد نہیں، عورت انکار کر جائے تو مرد پر بھی حد نہیں، مرد انکار کر جائے تو عورت پر حد نہیں، گونگے پر زنا کی حد نہیں، چھوٹی بچی

کے ساتھ زنا کرنے والے پر حد نہیں، لونڈی سے زنا کرتے کرتے اوسے مار ڈالا تو اوس پر حد نہیں، اقراری غلام کا مالک انکار کر دے تو غلام پر زنا کی حد نہیں، زنا کاری کے ایکماہ بعد گواہ گذریں تو حد نہیں، زنا کاری کے لئے کچھ دیدے پھر زنا کرے تو حد نہیں، آزاد عورت سے زنا کاری کی پھر کہدیا کہ میں نے تو اسے خریدا ہے تو اس پر بھی حد نہیں، اگر لونڈی کا مالک کہدے کہ اس سے زنا کرے تو زنا کاری پر حد نہیں، کسی لونڈی کے ساتھ زنا کرتے کرتے اوسے اندھا کر دیا تو حد نہیں، مسلمان پادشاہ زنا کرے شراب پیئے تو اوس پر حد نہیں وغیرہ۔

حنفی مذہب کی سود خواری

آقا غلام سے سود لے تو حرج نہیں، حربی کافر سے مسلمان سود لے تو حرج نہیں متقاضین آپس میں سود لیں تو حرج نہیں، شریک عنان سود لیں تو حرج نہیں، غیر حربی سے سود میں حرج نہیں، دارالحرب کے مسلمانوں میں سودی لین دین میں حرج نہیں، روپے کے نقد اور ادھار کے بیوپار میں سود لینے میں حرج نہیں، سونے چاندی کے ذریعے بیچنے میں سود لینے میں کوئی حرج نہیں، کھجوروں کے بیوپار میں جو کھجوروں سے سودی لین دین میں حرج نہیں، بوٹی دیکر بکرا لینے کے سودے میں حرج نہیں وغیرہ۔

حنفی مذہب کی چوری

چور اگر گونگا ہو تو حد نہیں، چور اگر اندھا ہو تو حد نہیں، چوری کی چیز کی قیمت اب گھٹ گئی تو حد نہیں، جہاں پکڑا جائے وہاں قیمت کم ہو تو حد نہیں، چوری کا دینار نکل جائے تو حد نہیں، چور کے ہاں سے چرا لائے تو حد نہیں، گوشت ترکاریاں میوے چرا لائے تو حد نہیں، دارالحرب میں حد نہیں، دارالبغی میں حد نہیں، تھوڑا تھوڑا مال لا تا رہا تو اوس چور پر بھی حد نہیں، چوروں کے ساتھ کوئی بچہ ہو تو چوروں پر حد نہیں، پاگل ہو تو دوسرے چوروں پر حد نہیں، مال والے کا قریبی رشتہ دار ہو تو چوروں پر حد نہیں، گواہ گواہی دیکر کہیں چلے جائیں تو حد نہیں، ایک بھی چلا جائے تو حد نہیں، مرجائیں تو حد نہیں اگواہ مرجائے تو چور پر حد نہیں، لکڑیاں گھاس چرا لائے تو حد نہیں، مرغیاں بطخیں اور پرند چرا لائے تو حد نہیں، چونے مٹی کے چور پر حد نہیں، نمکاری جانور کے چور پر حد نہیں، کوئلے نمک کے چور پر حد نہیں دودھ کے چور پر حد نہیں، گوشت کے چور پر حد نہیں، برتنوں کے چور پر حد نہیں، روئی کے چور پر حد نہیں، سونے کا برتن جس میں نشہ کی چیز ہو اوس کے چور پر حد نہیں، مسجد کا دروازہ چرا لانے والے پر

حد نہیں، قرآن کے چور پر حد نہیں، بچے کے چور پر گو زیور سمیت لیجائے حد نہیں، غلام کے چور پر حد نہیں، حدیث وفقہ وغیرہ شرعی کتابوں کے چور پر حد نہیں، کفن چور پر حد نہیں، بیت المال کے چور پر حد نہیں، شرکت والے چور پر حد نہیں، مسجد کے بوریوں کے چور پر حد نہیں، کعبہ کے غلاف کے چور پر حد نہیں، مال وقف کے چور پر حد نہیں، قرض کے برابر چوری کرنیوالے پر حد نہیں، چھوٹے بچے کے قرضدار کے ہاں سے چرالائے تو اُس پر حد نہیں پہلے کی چوری کی چیز کو چرالائے تو حد نہیں، مطلقہ بیوی کے ہاں سے چوری کرے تو حد نہیں، غلام پر آقا کے مال کی چوری کی حد نہیں، آقا کی بیوی کے چور پر بھی حد نہیں، داماد اور خسر کے مال کے چور پر حد نہیں، مالِ غنیمت کے چور پر حد نہیں، حمام کے چور پر حد نہیں، انگلیوں کے درمیان درہم چرالائے تو اس پر حد نہیں، میزبان کی چوری میں حد نہیں، پرند کے ساتھ باندھ دے تو حد نہیں نقب لگا کر دوسرے کو مال دیدے تو حد نہیں، باہر سے ہاتھ ڈال کر چوری کرے تو حد نہیں۔ قطار میں سے اونٹ لیجائے تو حد نہیں، گرا ہوا خیمہ چرالائے تو حد نہیں، تیسری مرتبہ چوری کرے تو حد نہیں، وغیرہ،

حنفی مذہب میں سؤر کا حکم

سؤر خود ناپاک نہیں، سؤر کا کھیلا ہوا شکار پاک ہے اور حلال ہے، ذبحی شہر میں سؤر دیکھتا ہے گو مسلمان ہوگیا ہو، سؤر کے بال کی خرید وفروخت جائز ہے، سؤر کے بال پانی میں گریں تو پانی پاک ہے، سؤر کے بال پاک ہیں، سؤر کے تھوڑے سے بال ساتھ لیکر نماز پڑھنی جائز ہے، سؤر کے بالوں سے گانٹھنا جائز ہے، سؤر کی کھال رنگ کر بھی پاک ہے، سؤر کی رنگی ہوئی کھال کا بیچنا جائز ہے، سؤر کی کھال سے نفع اٹھانا جائز ہے، سؤر کی کھال کی جانماز بنا کر اس پر نماز پڑھنا جائز ہے، سؤر کی کھال پہن کر نماز پڑھنا درست ہے، ذبحی کو وکیل بنا کر سؤر بیچنا جائز ہے، ذبحی کو وکیل بنا کر سؤر کا خریدنا جائز ہے، سؤر نی کے دودھ سے پلا ہوا بکری کا بچہ حلال ہے، ایک صورت میں کھجوریں لیکر سؤر دینا جائز ہے وغیرہ۔

حنفی مذہب کی طہارت

لیٹ کر مسواک کرنے سے تلی بڑھتی ہے، مسواک پکڑنے سے بواسیر ہوتی ہے، مسواک کو چوسنے سے اندھا ہوجاتا ہے، مسواک نہ دھونے سے شیطان اوس مسواک سے منہ صاف کرتا ہے، ایک بالشت سے بڑی مسواک پر شیطان سواری کرتا ہے مسواک نہ گانٹھنے سے آدمی پاگل ہوجاتا ہے، طلبِ شفاء کیلئے خون سے الحمد کا پیشانی پر لکھ لینا جائز ہے، پیشاب سے پیشانی پر قرآن کا لکھنا بیماری دور کرنے کے لئے جائز ہے۔ لمبا ذکر ہونا نشانی ہے کمینہ پن کی۔

حنفی مذہب کی گالیاں - ابوہریرہ بیوقوف تھے، انس بن مالک بے وقوف تھے، عقبہ بن مالک

بیوقوف تھے، دیہاتی صحابہ سب کے سب بیوقوف تھے، بعض صحابہ عادل نہ تھے، فاطمہ مجہول تھیں، والبصہ بن معبد مجہول تھے، سلمہ بن محبق مجہول تھے، شافعی جاہل تھے، ابو حنیفہ کی بات ٹالنے والے سب کے سب ملعون ہیں، امام شافعی ابلیس سے زیادہ ضرر ناک تھے، امام شافعی امام ابو حنیفہ کے شاگرد کی شاگردی سے پہلے بے سمجھ تھے، معبد خزاعی صحابی بھی سمجھدار نہ تھے، معقل بن سنان مجہول تھے، صحابہ کو گالیاں دینے والے کافر نہیں، کسی صحابی سے دشمنی رکھنے والا کافر نہیں، معاویہ باغی تھے، معاویہ اور اس کے ساتھی باغی اور امام پر چڑھائی کرنیوالے تھے، یہ سب محارب اسلام تھے، محارب امام تھے، قاتل صحابہ تھے، علی مجتہد نہ تھے، حسین کے قتل کا حکم کرنیوالا کافر نہیں، امام باقر جاہل تھے، بھلکڑ تھے، جھوٹ تہمت باندھنے والے تھے، چاروں خلیفوں کا قاتل مسلمان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا ذمی ذمہ سے باہر نہیں، دین اسلام کو گالیاں دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔

حنفی مذہب کی شہوت پرستی ۔ زنا کا خوف ہو تو مشت زنی کرے، اگر زناکاری سے بچنا ضروری ہو تو مشت زنی کرے، مشت زنی کے بعد ٹھنڈا کر کے منی نکال ڈالے تو غسل بھی نہیں، مشت زنی سے روزہ بھی نہیں ٹوٹتا، اپنی بیوی کے ہاتھ سے مشت زنی کرالے، اپنی خدمت گذار عورت کے ہاتھ سے مشت زنی کرالے، کنوارا ہو تو مشت زنی کرے، عورتیں آپس میں چھیڑ بازی کریں تو روزہ نہیں ٹوٹتا، زنا کے خوف کے وقت مشت زنی کرنے سے ثواب ملیگا، زنا کے خوف کے وقت حلق لگانا یعنی مشت زنی کرنا یعنی اپنے ہاتھ سے اپنی منی نکال دینا واجب ہے، بیوی اور لونڈی والا بھی بوقت ضرورت یہی کرے

حنفی مذہب کی شرابیں ۔ پیاس میں شراب پی لے، پیاس کے خوف کے وقت شراب پی لے شراب میں پکا ہوا گوشت پانی میں تین مرتبہ جوش دیکر کھالے، روٹی شراب میں ڈالی پھر شراب سرکہ بن گیا تو روٹی کھالے، شوربے میں شراب ڈال دے پھر سرکہ ڈال کر کھٹا کر کے کھا پی لے، گیہوں کی شراب حلال ہے، جو کی شراب حلال ہے، شہد کی شراب حلال ہے، جوار کی شراب حلال ہے، ان شرابیوں پر حد نہیں، گو نشہ آگیا ہو، انجیر کی شراب حلال ہے، دس پیالیوں میں نشہ آئے تو نو حلال ہیں، قوت کے لئے انگور کی شراب جس کا خمیرہ دو تہائی جل گیا ہو حلال ہے، شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے، شراب کی تلچھٹ حلال ہے، تر کھجور کی پکی ہوئی شراب حلال ہے، اسی طرح خشک کھجور کی بھی، کشمش کی بھی، کھجور کشمش کی ملی ہوئی بھی، چار قسم کی شراب حرام چار قسم کی حلال ہے، بھنگ وغیرہ کے نشہ پر حد نہیں، شراب بیچنے خریدنے کیلئے ذمی شخص کو وکیل بنا لینا صحیح ہے، تھوڑا سا بھنگ وغیرہ نشہ کی جامد چیز حلال ہے، شراب بنانیوالے کے ہاتھ شراب بنانے کے لئے خمیرہ انگور بیچنا حلال ہے۔

حنفی مذہب اولاد - چار مہینہ سے پہلے حمل گرا دینا جائز ہے، خاوند کی اجازت بغیر بھی اس حمل کو گرا دینا جائز ہے، بچہ نہ جم جائے، اس لئے عورت اپنے بچہ دان کا منہ بند کرے تو جائز ہے۔ خاوند اپنی نئی عورت میں نہ ڈالے بلکہ باہر گرا دے تاکہ بچہ نہ ہو، لونڈی سے یوں کیا اور پھر بچہ ہوا تو انکار کر دے کہ یہ میرا نہیں، کسی بیٹے نے اپنی ماں کے ساتھ نکاح کر کے اوس سے حرام کاری کی پھر اوس سے بچہ ہوا تو یہ بچہ علانی ہے میاں بیوی کے درمیان سال بھر کا فاصلہ ہو ایک دوسرے نے منہ بھی نہ دیکھا ہو اور نکاح کئے چھ ماہ بعد لڑکا ہو جائے تو حلالی ہے، ایک نامرد خادم جس کی نامردی ثابت ہو چکی ہے اور اوس کی بیوی اوس سے الگ کرا دی ہے اوس نے کہا ہے کہ میں اوس سے ملا ہوں اگر الگ ہونے کے دو سال بعد اوسکے بچہ پیدا ہوا تو یہ حلالی ہے اور اسی نامرد کا ہے، اگر عورت کی چھاتیوں میں دودھ نہ ہو اور مرد مایہ نہ رکھ سکتا ہو تو یہ چار مہینہ میں جب چاہیں حمل گرا دیں۔

حنفی مذہب مرد کی عدت - مری ہوئی عورت کی بہن سے اگر نکاح کرنا چاہے تو مرد عدت گذارے تین طلاقوں کے بعد بھی اوس کی بہن سے نکاح کرنا چاہے تو عدت گذارے، اوس عورت کی خالہ سے نکاح کرنا چاہے تو عدت گذارے، اوس کی پھوپھی سے نکاح کرنا چاہے تو عدت گذارے، اوس کی بھتیجی سے نکاح کرنا چاہے تو عدت گذارے اوس کی بھانجی سے نکاح کرنا چاہے تو عدت گذارے، چار بیویاں تھیں ایک مر گئی، اور نکاح کرنا چاہے تو عدت گذارے، اور اسی طرح کی تین حالتیں ہیں جس میں حنفی مرد کو خفی عورت کی طرح عدت گذارنی پڑتی ہے۔

حنفی مذہب کمائی - گانے کی اجرت بغیر شرط کے مباح ہے، باجے بجا کر مزدوری بغیر ٹھیرائے لیلے شراب کا پیسا اٹھا کر مزدوری لیلے، کھیل تماشا کر کے اجرت لیلے، اسی طرح گناہ کے تمام کاموں پر بغیر شرط کے اجرت لینی جائز ہے، باجے بیچنے جائز ہیں، جیسے مزامیر طبلہ دف وغیرہ، نشہ کی چیزوں کی خرید فروخت جائز ہے، شراب بنانیوالوں کے ہاتھ شیرہ انگور بیچنا جائز ہے، گرجا گھر بنانے کے لئے عیسائیوں کے ہاتھ زمین بیچنی جائز ہے، مندر بنانے کے لئے بھی، اور دوسرے گناہ کے کاموں کیلئے بھی، حربی کافر کا مال سود سے لیلے، خیانت سے لیلے، قرض لیکر مکر جائے شراب بیچکر لیلے، زناکاری کا اڈا کھول کر مال حلال کرلے، بت بیچ کر لیلے، غرض جس طرح بھی بن پڑے لیلے حلال طیبہ ہے، کتے کو ذبح کر کے اوس کا گوشت بیچ ڈالے، کتے کی خرید فروخت کرلے، کتے کو اجرت پر دیکر پیسہ کمالے، کسی ذمی کو وکیل کر کے یعنی نیم بنا کر سود کی خرید فروخت کرلے صحیح ہے، شراب کی تجارت کرے صحیح ہے، رنڈی اپنی زناکاری کی اجرت لیلے حلال ہے، دعوت کی جگہ اگرچہ کھیل تماشے ہوں لعب گانا بجانا ہو تو کوئی

حرج نہیں خوب دعوت اڑائے اور کھائے پیئے۔

حنفیوں کی جنت ۔ وہاں لونڈے بازی ہوتی ہے، دُبر میں وطی ہوتی ہے،

حنفیوں کا لباس ۔ کتے کی کھال پہن لو، اور تمام درندوں کی کھالیں پہن لو اوڑھ لو بچھا لو ریشم دوسرے کپڑے کے اوپر پہن لو، ریشمی تکیے لگایا کرو، ریشمی بستروں پر سویا کرو، بالشت بھر ریشم میں کوئی حرج نہیں، بالشت سے زیادہ دوسرے کپڑے کے ساتھ ملا کر پہن لو، کتے اور سؤر کے بالوں کی ٹوپی موزے وغیرہ بنا لو، سؤر کتے وغیرہ درندوں کی ہڈیوں اور دانتوں کا ہار بنا کر پہن لو، زیور بنا کر گھر میں پہنا دو، کتے سؤر وغیرہ درندوں کی کھالوں کے مشکیزے مشکیں وغیرہ بنا لو۔

حنفی مذہب کی نماز

جانور سے مُردے سے چھوٹی لڑکی وغیرہ سے دبا کر کے بغیر ازالہ کے یا غسلا جائے نماز پڑھ لے، کپڑے پر بدن پر عورت کی فرج کی رطوبت لگی ہو تو کوئی حرج نہیں، بچے کی ولادت کے وقت کی چکنائی لگی ہو تو حرج نہیں، جانور کے بچے کی یہ رطوبت ہو تو حرج نہیں، کتے کی کھال سؤر کی کھال اور جس درندے کی چربی لگی ہوئی کھال پہن لے اور لگی ہوئی نہ ہو تو بھی حرج نہیں، ذبح کیا ہوا سؤر اور ذبح کئے ہوئے کتے کی کھال کی جانماز پر نماز پڑھ لے، ان کی کھال کا لباس پہن کر نماز پڑھ لے کتے کا سؤر کا، وحشی ذبح کئے ہوئے درندے کا چاہے گوشت اپنی جیبوں میں رکھ لے، کتے سؤر اور جس درندے کی ہڈیوں کا چاہے ہار پہن کر نماز پڑھ لے، کتے کی اسی کھال کے ڈول میں پانی بھر کر اوس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھ لے، ذبح کئے ہوئے سانپ اور بلی کا گوشت لیکر بھی نماز پڑھ لے کتے وغیرہ درندوں کی کھالیں ہڈیاں ناخن بال دانت وغیرہ کو چربی خون ان میں سے جس چیز کو چاہے اپنے ساتھ رکھ کر نماز پڑھ لے، کتے کے پاخانہ کو بغل میں دبا کر نماز پڑھ لے، بڑے کتے کو سر پر چڑھا کر نماز پڑھ لے، جس پانی میں کتا پڑ گیا ہو اگر اوس کا منہ اوس میں نہ لگا ہو تو اوس پانی سے وضو کر لے اور غسل بھی، نماز پڑھتے ہوئے جس چڑیا سر پر بیٹھی ہو تو حرج نہیں، نجاست آلود کپڑوں والا بچہ گود میں بٹھا لے تو حرج نہیں، نماز کے کپڑوں پر کتے کی چھینٹیں ہوں تو حرج نہیں، چوتھائی حصے سے کم کپڑا نجاست خفیفہ سے بھرا ہوا ہو تو نماز پڑھ لے، بچہ کا پیشاب یا بچہ کا ذکر کپڑے پر یا بدن پر ہو تو نماز پڑھ لے، کتے نے بدن پر یا کپڑے پر منہ مارا ہو خواہ تھوک نظر آئے تو نماز پڑھ لے، بلی کی چھوٹی چھوٹی چھینٹوں سے اگر کپڑا بھر جائے یا سلوار بھر جائے تو بھی نماز پڑھ لے،

نمازیں کتے کو پچکارے، نمازیں گدھے کو ہانک دے، نماز میں عورت کی شرمگاہ کو دیکھے، نماز میں فقہ کی کتاب دیکھے اور سمجھے، کتے کے بالوں کی گھنڈیاں لگا کر نماز پڑھے، سور اور کتے کے بال پڑے ہوئے پانی سے وضو کرے، بھیگی ہوئی کھجوروں کے شیرے سے وضو کرے، اس طرح کہ پہلے پاؤں دھوئے پھر منہ دھوئے پھر کلی کرے پھر مسح کرے یعنی الٹا پلٹا وضو کرے، اللہ اکبر کا ترجمہ کسی اور زبان میں کردے، فقط ایک آیت کا ترجمہ اپنی زبان میں پڑھ لے، رکوع سجدے میں اطمینان نہ کرے، رکوع کیلئے ذرا جھک جانا کافی ہو قومہ میں اور دونوں سجدوں کے درمیان ٹھہرنا ضروری نہیں، سلام کے بدلے گو مار دے، کتے یا بھیڑیے کے دانتوں والا ہاتھ کر نماز پڑھ لے، کافر اگر کتے ریچھ بندر وغیرہ پر چھری پھیر دے تو اس کا گوشت پوست لیکر نماز پڑھ لے بھیڑیے کی کھال کی جانماز پر نماز پڑھ لے، کتے کی نگی ہوئی کھال کے ڈول میں پانی بھر کر اسی پانی سے غسل کرے وضو کرے نماز پڑھ لے، لوٹا پر بھیگا ہوا کتا بیٹھ گیا یا لیٹ گیا اگر اسپر نجاست کا اثر نہ ہو تو اسی لوٹا سے نماز پڑھ لے کسی بڑے حوض میں کتا گر کر مر گیا اور اوپر سے پانی جما ہوا ہے تو اوس سے وضو کرے، امامت نماز کے لئے کچھ شرائط کی کمیاں موجود ہیں کہ بعد یہ شرط ہے کہ اوس کی جورو سب کی جوروں سے زیادہ خوبصورت ہو، یہ بھی شرط ہے کہ خود امام شکیل اور خوبرو ہو، یہ بھی ایک شرط ہے کہ امام سب سے بڑا مالدار ہو، امام سب سے اچھے لباس والا ہو، امام کا عضو مخصوص چھوٹا ہو، امام غلام نہ ہو، امام دیہاتی نہ ہو، امام اندھا نہ ہو، سجدے میں صرف پیشانی کا زمین پر لگ جانا کافی ہے، اور صرف ناک کا لگ جانا بھی، التحیات میں بیٹھ کر بجائے سلام کے زور سے ہنس دے بات چیت کر کے گو مار دے، عورت کا پیٹ پاؤں کے نگے ہو تو نماز ہو جاتی ہے عورت کا سر پاؤں سے کم کھلا ہوا ہو اور اوس نے نماز پڑھی تو نماز ہو گئی، عورت کی پنڈلی اور ران کا بھی یہی حکم ہے کہ پاؤں کھلا ہوا ہو تو نماز ہو جائیگی، مرد کے بیٹھے بھی اگر پاؤں کے نگے ہوں تو نماز ہو جائیگی، نمازی کے بدن پر یا کپڑے پر پاخانہ پیشاب وغیرہ جیسی غلیظ نجاست ہتیلی کی چوڑائی کے برابر یا ایک مثقال وزن کے برابر لگی ہو تو بھی نماز ہو جائیگی، حرام پرندوں کی بیٹ یا پیشاب اس سے زیادہ لگا ہوا ہو تو بھی نماز ہو جائیگی، وضو بے نیت کرلو، عورت کی شرمگاہ پاؤں سے کم نگی ہو تو نماز ہو جائیگی، مرد کا آلہ تناسل چوتھائی سے کم کھلا ہو تو نماز ہو جائیگی، نماز کے ایسے ہی مسائل اور بھی بہت سارے ہیں +

برادران! یہ ہے موجودہ حنفیت کا نقشہ، خدارا اس غلط راہ کو چھوڑو اور قرآن حدیث کی صحیح اور سیدھی راہ پر لگ جاؤ +

خاتمہ

برادران! یہ تو ہے حنفی مذہب فقہ کی کتابوں کی قدر حنفی مذہب حضرات کے دلوں میں اور وہ ہے اجمالی نقشہ ان کتابوں کی تعلیم کا اور اس سے پہلے تفصیلی نقشہ بھی آپ دیکھ چکے اب آپ کی خدمت میں دردمندانہ اپیل ہے کہ آپ کے خیالات اب کیا رہے ہیں تو آپ کہو گے کہ ان کتابوں کا ماننا آپ چھوڑ دیں، انہیں دینی کتابیں آپ نہ سمجھیں، مضمون بہت بڑھ گیا ہے صرف اتنی ہی نصیحت میں کافی جانتا ہوں، آخری گذارش ہے کہ یہی وجہ ہے کہ اہلحدیث ان کتابوں کو نہیں مانتے اور صرف قرآن کریم کو اور صحیح حدیثوں کے مجموعے کو ہی وہ دین سمجھتے ہیں۔

دعا

آپ سے یہ گذارش کرنے کے بعد میں بہ عجز و نیاز جناب باری عزاسمہٗ سے دعا کرتا ہوں کہ اے حافظ قرآن خدا، اے حافظ حدیث رب اپنے اور اپنے رسولؐ کے کلام کی سچی اور اچھی مضبوط اور مستقل محبت اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال تاکہ وہ کرسی نبوت پر غیر نبیوں کو نہ بٹھائیں اور اطاعت رسولؐ کی جگہ تقلید شخصی کو نہ دیں اور پیروی وحی کے بدلے فقہا کے قیاس کے پیچھے نہ پڑیں اور دین اسلام کی پاک تعلیم کے بدلے لوگوں کی گندی باتوں کو نہ لیں۔ امین الہ الحق امین، وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ واتباعہم اجمعین،

محمد جونا گڑھی ثم الدھلوی۔ مدرس مدرسہ محمدیہ
واڈیرا اخبار محمدی۔ اجمیری دروازہ۔ دہلی

ربیع الآخر ۱۳۴۸ھ

اخبار محمدی

یہ صرف مذہبی اخبار ہے۔ اہلحدیث پر سے تہمتوں کو ہٹانا ان پر جو اعتراض ہوں انکا جواب دینا تقلید اور فقہی غلط مسائل کی تردید کرنا لوگوں کو کتاب و سنت کی ترغیب دینا شرک و بدعت کو ہٹانا اہلحدیث کو صحیح راہ عمل بتانا اسکا کام ہے ہر پندرہویں روز ۱۸×۲۲ کے ۶۴ صفحہ پر نکلتا ہے تفسیر ابن کثیر کا ترجمہ بھی اسکے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ نمونہ مفت، قیمت تین روپے سالانہ پتہ دفتر اخبار محمدی دہلی

مولانا مولوی محمدؐ صاحب مصنفِ کتاب ہٰذا کی بعض اور تصنیفات

دُرِّ محمدی۔ دُرِّ مختار کے پچاس وہ مسائل جن کا جواب حنفیوں نے دیا اور اُسکے جواب میں یہ کتاب چھپی ۱ر
سیفِ محمدی۔ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے قیمت ایک روپیہ **ہدایتِ محمدی** ہدایہ کے ایسے ہی سو مسائل ۲ر
درایتِ محمدی۔ ہدایہ کی پوری تنقید ۱۲ر **طریقِ محمدی**۔ تقلید کے رد میں دو سو ساٹھ دلیلیں ۵ر
میلادِ محمدی۔ مولود اور قیام مولود کے رد میں پچاس دلیلیں ۳ر **حقوقِ محمدی** آنحضرتؐ کا نام سُن کر انگوٹھے چومنے کے رد کی چالیس دلیلیں ۱ر **عقیدۂ محمدی**۔ اہلحدیث کا صحیح مذہب اور تہمتوں کا ازالہ ۱ر **دلائلِ محمدی حصہ اوّل**۔ فقہ کی کتابوں سے الحمد آمین بالجہر اور رفع الیدین کا ثبوت ۳ر **دلائلِ محمدی حصہ دوم**۔ ان تینوں مسئلوں اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا حدیثوں سے کامل ثبوت اور ان کے خلاف جتنی دلیلیں حنفیوں کے پاس ہیں اون میں سے ہر ایک کے کئی کئی جواب ۸ر **اشعارِ ردِّ تقلید** مثنوی کے اور شیخ سعدی کے مع اردو ترجمہ ۱ر
برہانِ محمدی۔ امام سبکیؒ کا رسالہ عربی مع ترجمہ رفع الیدین کے ثبوت بلکہ وجوب کے بارے میں ۲ر
صراطِ محمدی۔ تعزیہ داری اور جملہ اقسام کے شرک کی تردید ۱ر **برأتِ محمدی** حسن نظامی کے رسالے نادان وہابی کا جواب ۱ر **توحیدِ محمدی**۔ پکی قبروں اور قبوں کے رد کی دو سو دلیلیں ۱ر
فضائلِ محمدی۔ امام خطیب بغدادیؒ کے رسالہ کا ترجمہ عربی سمیت اہلحدیث کی قدامت صداقت اور فضائل کے بیان میں **امامِ محمدی**۔ امام ابو حنیفہؒ کی سوانح اور آپ پر جو جرح محدثین نے کی ہے سب کا مجموعہ۔ امام خطیبؒ کی کتاب کا اردو ترجمہ مع عربی۔ قیمت ۱ر
صلوٰۃِ محمدی۔ ہر قسم کی نماز وضو وغیرہ کے مطابق احادیث مسائل ۳ر **زکوٰۃِ محمدی**۔ زکوٰۃ کے کل مسائل ۳ر **ایمانِ محمدی**۔ ایمان کی ستّر شاخوں کا مفصل بیان ۱ر **حجِ محمدی** حج کی فضیلت نہ کرنیکا گناہ اور اسکی حرمت ۱ر **صیامِ محمدی**۔ روزوں کے کل مسائل ۳ر **عقائدِ محمدی** امام احمد بن حنبلؒ کی کتاب کا اردو ترجمہ عربی سمیت عقائد کے بارے میں ۴ر **سیرۃِ محمدی** آنحضرتؐ کی اور آپ کی بیویوں کی اور اولادوں کی مکمل سوانح قیمت ۱۲ر **تفسیرِ محمدی**۔ تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ۔ پارہ اول ۱ر پارہ دوم ۱ر پارہ سوم ۱ر ان کے علاوہ ہر قسم کی مذہبی کتابیں ارزاں ملسکتی ہیں

ملنے کا پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی، اجمیری دروازہ، دہلی

یہ اشعار حضرت مولانا مولوی (۱) محمد صاحب کے اخبار محمدی سے نقل کئے گئے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقلید کے متعلق

حضرت مولانا رومؒ اور شیخ سعدیؒ کے ارشادات

سب لوگ جانتے ہیں کہ مثنوی معنوی مولنا روم علیہ الرحمہ اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "بوستاں" دنیا میں کس قدر عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں، بلکہ بعض لوگوں نے تو مثنوی معنوی کی نسبت یہاں تک مبالغہ کیا ہے کہ کہا ہے ؎

مثنوی مولوی معنوی ٭ ہست قرآں در زبانِ پہلوی یعنی مثنوی کیا ہے گویا فارسی زبان میں قرآن ہے۔ سو اُسی مثنوی میں مولانا روم علیہ الرحمۃ اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ "بوستاں" جیسی مقبولِ عام کتاب میں تقلید کی نسبت یوں ارشاد فرماتے ہیں:۔

اصل عبارات مثنوی معنوی مولانا روم مطبوعہ مطبع نولکشور ۱۲۸۳ھ مع حوالہ صفحہ و ترجمہ اُردو

دفتر دوم صفحہ ۱۱۱

بشنو ایں قصہ پئے تہدیدرا	تا بدانی آفت تقلیدرا
تو اس مضمون کو نصیحت کے لئے سُن	تا کہ تجھ کو تقلید کی آفت (یعنی برائی) معلوم ہو
نوحہ گر باشد مقلد در حدیث	جز طمع نہ بود مرادِ آں خلیث
روضہ والا ہوتا ہے تقلید حدیث کے سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے میں	سوائے لالچ کے اُس ناپاک کی اور کوئی غرض نہیں ہوتی
زانکہ تقلید آفت ہر نیکوست	گہہ بود تقلید اگر کوہِ تو ئیست
کیونکہ تقلید ہر نیک کام کیلئے آفت ہے حقیقت میں تقلید کو گو کتنا ہی بڑا سمجھا جائے اگرچہ ظاہر میں وہ بڑا پہاڑ معلوم ہوتی ہے	
از مقلد تا محقق فرقہاست	کیں چو داؤد ست وآں دیگر صداست
مقلد اور محقق میں بہت بڑا فرق ہے	اسلئے کہ محقق کی آواز داؤد کی آواز کی مانند ہوتی ہے اور مقلد کی آواز ایسی معلوم ہوتی ہے
منبعِ گفتارِ ایں سوزے بود	وآں مقلد کہنہ آموزے بود
محقق جو کچھ کہتا ہے غیبی امداد سے کہتا ہے	اور مقلد پرانی باتیں سیکھے ہوئے ہیں
کافر و مومن خدا گویند و لیک	در میانہ ہر دو فرقے ست نیک
کافر اور مومن دونوں خدا کا نام لیتے ہیں	مگر دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے جو ظاہر ہے

آں گدا گوید خدا از بہرِ نان	متقی گوید خدا از عینِ جان
فقیر روٹی کے لئے اللہ اللہ کرتا ہے	اور متقی خالص دل سے اللہ کا نام لیتا ہے
گر تو بے تقلید از دو واقف شوی	بے نشاں بے جائے چوں ہاتف شوی
اگر تو بے تقلید کے اوس سے واقف ہو جائے	تو تو فرشتہ صفت ہو جائے

صفحہ ۱۲۵

گرچہ عقلت سوئے بالا میپرد	مرغِ تقلیدت بہ پستی میچرد
اگرچہ تیری عقل بلند پروازی کرنا چاہتی ہے	مگر تیری تقلید نے تجھکو پست ہمت کر رکھا ہے
زیں خرد جاہل ہمی باید شدن	دست در دیوانگی باید زدن
ایسی عقلمندی سے بیوقوف رہنا بہتر ہے	بیوقوف کیا؟ بلکہ پاگل ہو جانا بہتر ہے
علمِ تقلیدی وبالِ جانِ ماست	عارلیست و ماشتہ کانِ ماست
علم تقلیدی ہماری جان کا زوال ہے	حالانکہ وہ ہمارے طور پر ہی اور ہم رکھے ہوئے ہیں مطلب میں کہ وہ ہمارا مال ہے

صفحہ ۱۷۳

علمِ تقلیدی بود بہرِ فروخت	چوں بیاید مشتری خوش بر فروخت
تقلید کا علم (دین حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ صرف) دنیا لانے کیلئے ہے	تو اگر مینظور ہے تو اوس کے خریدار سے خوب دنیا کماؤ
مشتریٔ علمِ تحقیقی حق است	دائما بازارِ او بارونق است
جو علم تحقیق سے حاصل ہو اوس کا خریدار اللہ تعالیٰ ہے	اس لئے اس علم کے بازار میں ہمیشہ رونق ہے،

از دفتر سوم صفحہ ۲۲۳

اے مقلد تو مجو بیہودہ برآں	کو بود منبع ز نورِ آسماں
اے مقلد تو تحقیق پر نہ جا یہ عمر بیکار	کیونکہ وہ آسمان کے نور کی سوت ہے

دفتر چہارم صفحہ ۳۵۱

آنکہ او از پردۂ تقلید جست	او بنورِ حق بہ بیند ہر چہ ہست
جو شخص کہ تقلید کے پردے سے باہر نکل آیا	وہ ہر چیز کو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

صفحہ ۳۶۷

ایں بہ تقلید از پدر بشنیدۂ	از حماقت اندراں پیچیدۂ
تو جو یہ بات تقلید میں اپنے باپ دادوں سے سنا ہوا ہے	تو اسوجہ سے کہ تو نے یہ اپنے باپ دادوں سے سنا ہوا ہے

صفحہ ۴۲۱

پس مقلد نیز مانند کر است	اندراں شادی کہ او را رہبر است
مقلد اپنے رہبر کی خوشی میں بہرے کی مانند ہے	جو اشاروں پر چلتا ہے
آں مقلد ہست چوں طفل علیل	گرچہ دارد بحث باریک و دلیل
مقلد اگرچہ منطقی دلیلیں خوب جانتا ہو لیکن اس کی حالت	بیمار بچہ کی سی ہے جو اپنی ضد میں کسی طرح نہیں سمجھتا

صفحہ ۴۲۲

بس خطر باشد مقلد را عظیم	از رہ و رہزن ز شیطان رجیم
مقلد کو تقلید کے خطرناک راستہ میں	ڈاکو شیطان مردود سے بڑا بھاری اندیشہ ہے
صد دلیل آرد مقلد در بیاں	گرچہ مقلد اپنے بیان میں سو دلیلیں پیش کرے
مشک آلود است اما مشک نے	بوئے مشک است و لے جز مشک نے
یہ مقلد کی مثال اس مٹکنی کی سی ہے جس کو مشک میں ڈبو کر جلی مشک بنا لیا ہے	تو وہ اصلی مشک نہیں ہو سکتا
آں مقلد صد دلیل و صد بیاں	بر زباں آرد ندارد ہیچ جاں
وہ مقلد اگرچہ سو دلیلیں اور تقریریں بیان کرے	مگر ایک بھی کام کی نہیں
بلکہ تقلید ست آں ایمانِ او	روئے ایماں را ندیدہ جانِ او
ہاں تقلید اُس شخص کا ایمان ہے	کہ جس کے دل کو ایمان نصیب نہیں ہوا

دفتر پنجم صفحہ ۴۸۶

(مثنوی کی شرعبارت) نشاید مقلد را مسلمان دانستن اگر مسلمان باشد نادرست کہ مقلد

مقلد کو مسلمان نہ جاننا چاہئے اگر مسلمان ہو تو تعجب ہے کہ مقلد

ثبات کند بران اعتقاد و مقلد از متحانہا بسلامت بیروں نیاید کہ ثباتِ بنیاں ندارد

اس تقلید کے عقیدے پر قائم رہ سکے اور مقلد امتحان میں سلامت نہیں رہتا اس لئے کہ اس کی نظر ٹھیک نہیں ہے

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ

تقلید کے بارے میں حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے صرف ایک ہی شعر پر اکتفا کیا گیا ہے مگر اس عمدگی کیساتھ کہ تمام بحثیں اس ایک ہی شعر میں ختم ہو گئی ہیں چنانچہ بوستان کے آٹھویں باب سفر ہندوستان میں فرماتے ہیں:-

عبادت بتقلید گمراہی است	خنک رہروے را کہ آگاہی است
وہ عبادت جو تقلید کے ساتھ کیجائے گمراہی ہے	کیونکہ وہی مسافر خوش نصیب ہے جو راستہ سے واقف ہے

فقط

فی طبع:- مفت تقسیم کرنیوالے حضرات کو یہ رسالہ صرف دو روپے میں ایک سو کاپیوں سے کم نہیں ملیگا۔ منیجر انجمن حامی سنت بریلی۔ دفتر رضا لائبریری رامپور یوپی۔

مولانا مولوی محمد صاحب کی موجودہ تصانیف

صلوٰۃِ محمدی ۔ وضو اور نماز کے متعلق کل مسائل ۲ **صیامِ محمدی** ۔ روزوں اور رمضان کے متعلق تمام مسائل ۲ **ارکانِ محمدی** ۔ ایمان کی ستر شاخوں کا مفصل بیان امام بیہقیؒ کی کتاب شعب الایمان کے مختصر کا ترجمہ ۲ **زکوٰۃِ محمدی** ۔ زکوٰۃ اور نفلی صدقات کے کل مسائل ۲ **حجِ محمدی** حج کی تاکید و فضائل ترک والتواء حج کا گناہ ۱ **امامِ محمدی** ۔ امام ابوحنیفہؒ کی پوری سوانحعمری جرح و تعدیل مناقب و مثالب سب اس میں موجود ہیں ۱۱ امام خطیب بغدادیؒ کی کتاب تاریخ بغداد کے ایک جزو کا عربی سمیت ترجمہ ہے ۲ **عقیدۂ محمدی** ۔ اہلحدیث کے مذہب کا بیان اور اُنپر سے تہمتوں کا ازالہ ۱ **دلائلِ محمدی** تین رفع الیدین اور سورۂ فاتحہ کا حدیثوں اور حنفی مذہب کی کتابوں سے ثبوت ۳ **فضائلِ محمدی** ۔ اہلحدیث کی صداقت و راست حقانیت فضائل مناقب وغیرہ کا احادیث قرآن اور اقوالِ ائمہ سے بیان خطیب بغدادیؒ کی کتاب شرف اصحاب الحدیث کا اردو ترجمہ عربی سمیت ۱ **میلادِ محمدی** مولود اور قیام مولود کے رد کی پچاس وجہیں ۲ **توحیدِ محمدی** کی تیروں اور قبروں کے رد کی دو سو دلیلیں ۲ **ہدایتِ محمدی** حنفی مذہب کے ایکسو مسائل کی تردید ۲ **برأتِ محمدی** حسن نظامی کے رسالے کا جواب ۱ **برہانِ محمدی** رفع الیدین کا ثبوت بلکہ وجوب ۲ **سیرتِ محمدی** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام وکمال سوانح اور آپکے خاندان اور ازواج کے حالات امام طبریؒ کی کتاب خلاصۃ السیر کا ترجمہ صرف اردو ۱۲ صرف عربی ۸ دونوں ایکساتھ ۱۶ **حلیتِ محمدی** ۔ دو سو سے بہترین دلیلوں سے تقلید کا عجیب و غریب نقشہ ۱ **روایتِ محمدی** حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی مبتدیانہ بیان اور اوکی پوری تنقید ۲ **عقائدِ محمدی** حضرت امام احمدؒ کی کتاب السنۃ کا ترجمہ عربی سمیت ۲ **حقوقِ محمدی** ۔ آنحضرت ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے کی تردید ۱ **دُرِّ محمدی** حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار کے گھاؤنے مسائل کا بیان ۔ قیمت صرف ایک آنہ ۱

اخبارِ محمدی ہر سچے مسلمان کو ڈھال تلوار کا کام دینے والا، شرک و بدعت اور رسومات مروجہ کی تردید کرنے والا، مخالفینِ اسلام کا جواب دینے والا، مذہب اہلحدیث یعنی قرآن و حدیث کی اشاعت حمایت اور خدمت کرنیوالا، قرآن کریم کی صحیح اور صحیح تفسیر کرنے والا وقتیہ صحیح مسائل بیان کرنیوالا، اہلحدیث پر سے بیجا تہمتوں اور عوام الناس کی بدظنیوں اور اغراض نفسانی کو دور کرنیوالا سچی خبریں دینے والا۔ حدیث و فقہ کا فرق دکھانیوالا یہ پندرہ روزہ اخبار ہے قیمت سالانہ تین روپے محصول ۱ نمونہ مفت طلب فرمائیے۔ **پتہ کا پتہ** :- دفتر اخبار محمدی جمیر دروازہ دہلی

حضرت مولانا محمد صاحب کی تصانیف کا مختصر تعارف اور ان کا اردو ترجمہ عربی سمیت ۔ ہدایہ اولین کے مقابلہ میں ہدایہ اخیرین کی حقیقت ۔ مولانا محمد صاحب کی تصانیف کے مختلف دو رنگے مسائل ۔ مفصل فہرست مضامین کے لئے دفتر اخبار محمدی جمیر دروازہ دہلی سے خط و کتابت کیجئے

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

خدا باوجود تمہارے اور تمہارے ہر کام کا خالق ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ رسالہ بہ نام

صراطِ محمدی

عرف

محرم نامہ ۱۹۳۲ء

جس میں تعزیہ داری اور رسومات محرم کی پوری تحقیق ہے۔ اور قرآن حدیث اور حنفی مذہب سے ان تمام کاموں کی پوری تردید ہے جو ان دنوں میں عام طور پر سنی مسلمان کرتے ہیں

(مرتبہ)

جناب مولانا مولوی محمد صاحب مدرس و مہتمم مدرسہ محمدیہ

و مالک و منصرم اخبار محمدی۔ اجمیری دروازہ۔ دہلی

بماہ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ۔ مجید برقی پریس دہلی میں چھپا

مفت تقسیم کرنے والے حضرات کو تین روپے میں ایکسو ایک روپے میں بھیجیں

ملنے کا پتہ

دفتر اخبار محمدی۔ اجمیری دروازہ دہلی

بار سوم | تعداد ۱۰۰۰ | قیمت ایک آنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَالسَّلَامُ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَمَّا بَعْدُ

اسلام اور توحید

دنیا میں سب سے پہلا وہ دین جس نے باطل پرستی کی ظلمت کو حق پرستی کے نور سے بدلا، جس نے جھوٹے معبودوں کا سر نیچا کر کے سچے رب العالمین کی توحید کا جھنڈا بلند کیا جس نے مخلوق پرستی کو ٹھکرا کر خالق پرستی جائی جس نے کمزور ہستیوں کی طرف سے ہٹا کر انسانوں کی باگیں ایک زبردست زور آور ہستی کے ہاتھ میں دیدیں، غرض جس نے مخلوق کو خالق سے اور عابد کو معبود سے ملا دیا، آہ! آج اس کے نام لیواؤں نے اسکی سکھائی ہوئی نتھری اور خالص توحید سے ایسی نظریں پھیر لیں کہ ع ان تلوں میں تیل ہی نہ تھا گویا۔ نام کے مسلم اور کام کے مشرک ہمیشہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے رہیں مگر کبھی بھولے سے بھی اسکے معنی کیطرف توجہ نہیں کرتے ورنہ یہ پاکیزہ کلمہ تو توحید کا پورا سبق پڑھانے میں ہمیں کافی ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ جیسی ذات خدا کی ہے نہ تو ایسی کسی کی ذات ہے نہ اُس جیسی کسی کی صفات ہیں نہ اُن کاموں کے لائق کوئی اور ہے جو اُسکے لئے کئے جاتے ہیں، ہر ایک وہ وصف جو خدا میں مانا جائے، ہمارا کلمہ ہمیں ہدایت کرتا ہے کہ پھر وہ وصف کسی اور میں نہ مانا جائے، جو کام خدا کے لئے کیا جائے وہ کام خدا کے سوا کسی اور کے لئے نہ کیا جائے، مثلاً جب ہم نے مانا کہ دور اور نزدیک کی پکار کا سُننے والا خدا ہے تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑیگا کہ اور کوئی ایسا نہیں کہ ہماری دور اور نزدیک کی آواز کو سُن سکے، جب ہم نے حاجتوں کا پورا کرنیوالا اور مُرادوں کو بر لانے والا اللہ تعالےٰ کو مانا تو لامحالہ ماننا پڑیگا کہ کوئی اور ایسا نہیں، جب ہم نے مال و اولاد تندرستی و رزق کا عطا فرمانے والا اور اُن میں برکتیں دینے والا خدا کو سمجھا تو ضرور ماننا پڑیگا کہ خدا کے سوا کوئی اور ان کاموں کو نہیں کر سکتا، جب مان لیا کہ اُس کے سامنے ہمیں سجدہ کرنا چاہیئے اُس کے گھر کا طواف کرنا چاہیئے اُس سے دعائیں مانگنی چاہئیں، اُس کے نام پر جان و مال تصدق کرنا چاہیئے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہمیں سکھاتا ہے کہ بس پھر یہ کام کسی اور کے لئے کرنے گویا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو توڑ دینا ہے، یہی حکم رب العالمین کی طرف سے ہر پیغمبر کو ملتا رہا،

قرآن شاہد ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ہمنے تمام پیغمبروں کیطرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، صرف میری ہی عبادت کیا کرو۔

مسلمان اور توحید

مگر افسوس اب اس کلمہ پڑھنے والوں نے خدا تعالیٰ کے کل اوصاف مخلوق میں مان لئے، اُدھر خدا کو پکارتے ہیں اُدھر نبیوں ولیوں شہیدوں اور اماموں کو، خدا کے نام پر مال کو صدقہ کیا تو اماموں کے نام بھی کچھ نذر چڑھائی اللہ تعالیٰ کیلئے مسجد میں سر جھکایا تو قبروں کے پتھروں اور تعزیوں کی لکڑیوں پر بھی سجدہ کر دیا، اللہ تعالیٰ کے سامنے اقرار کیا کہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ یعنی اے خدا ہم فقط تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں، اور اُدھر یا علی مشکلکشا اور یا حسین مدد کے بھی نعرے لگائے، غرض حاکم و محکوم، عابد و معبود، مالک و مملوک میں کچھ فرق نہ کیا، حالانکہ قرآن کریم میں سب سے پہلے اسی سے روکا گیا ہے ارشاد ہے فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ باوجود علم کے خدا کیساتھ کسی کو شریک مت کرو، قرآن کریم نے سینکڑوں جگہ شرک کی مذمت بیان فرمائی اور اس سے ہمیں روکا مگر پھر بھی مسلمان ہیں کہ عمداً شرک میں مبتلا رہتے ہیں اور خصوصاً اس ماہِ محرم الحرام میں تو کھل کھیلتے ہیں۔

محرم کے سالانہ اجتماع کا حکم

وہ ہر سال ان دنوں کا غدر کھیتیوں ابرک اور بانس کا ایک ڈھانچہ کھڑا کرتے ہیں جس کا نام تعزیہ رکھ چھوڑا ہے، اس دن ہزاروں مردوں عورتوں کے جھمگٹے چوطرف نظر آتے ہیں۔

نمازیں چاہے نہ پڑھیں روزہ نہ رکھیں جمعہ جماعت عید اور حج چاہے نصیب بھی نہ ہوتا ہو مگر محرم کا مجمع فوت نہ ہو، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا (مشکوٰۃ) میری قبر پر ہر سال مجمع نہ کیا کرنا (یعنی عُرس) فتاویٰ عزیزیہ جلد اوّل صفحہ میں لکھا ہے "مردمان یک روز معین نمودہ و لباس ہائے فاخرہ نفیس پوشیدہ مثل روز عید شادماں شدہ بر قبر ہا جمع می شوند قصص و مزامیر و دیگر بدعات منعہ عمل سجود برائے قبور و طواف کردن قبور مینمایند ایں ہمہ حرام و منوع است بلکہ بعضے سجدہ کفر پسند و ہمیں است محمل ایں دو حدیث لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا چنانچہ در مشکوٰۃ شریف موجود است و

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ اس ہم و مشکوٰۃ است "یعنی لوگ ایک دن مقرر کر کے اچھے اچھے لباس پہنکر عید کی طرح قبروں پر جمع ہوتے ہیں وہاں باجے گاجے راگ رنگیاں اور طرح طرح کی بدعتیں کرتے ہیں جیسے قبروں کو سجدہ کرنا قبروں کا طواف کرنا وغیرہ یہ جمع ہونا بالکل حرام ہے اور شرعاً منع ہے بلکہ بعض اعتبار سے کفر ہے اور یہی مطلب ہے حدیث لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ الخ کا یعنے میری قبر پر میلہ اور عرس نہ کرنا، اور حدیث اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ الخ کا یعنے اے اللہ تو ایسا نہ کرنا کہ لوگ میری قبر کے ساتھ وہ کرنے لگیں جو بت پرست اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں"۔ یہ حکم تو شاہ صاحب کا اصلی قبروں کے لئے ہے پھر نقلی اور فرضی قبریں یعنی تعزیے تو اس حکم میں بطور اولیٰ ہیں تو ان کے لئے ہر سال ایک دن مقرر کر کے اجتماع کرنا یہ دوہرا حرام ہے، اسی طرح مقامات مظہریہ میں حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی وصیتوں میں لکھا ہے "دربسمیات عرفی از عرس وغیرہ مقیدنہ باید بود کہ در ارتکاب آں شناعت بسیار است" یعنے یہ سالانہ اجتماع (عرس) بہت سی برائیوں کا مجموعہ ہے اسے نہ کرنا چاہیئے۔

تعزیہ کا شرعی حکم

غرض اولاً تو یہ سالانہ دھوم دھام اور اجتماع حرام ہے دوسرے یہ کہ تعزیہ میں تو مصنوعی قبریں ہوتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے اصلی روضۂ مبارک کی بابت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ (خدایا ایسا نہ ہو کہ جس طرح بت پرست بتوں کو (سجدے اور رکوع اور قیام کر کے منتیں اور نذریں ان کر دور نزدیک کی پکار کا سننے والا جان کر حاجت روا اور مشکلکشا سمجھکر) عبادت کرتے ہیں اس طرح (مسلمان) میری قبر کے ساتھ کرنے لگیں۔ بلکہ آپ نے حضرت علیؓ کو محض اس کام پر مقرر کر کے بھیجا تھا کَانَدَعَ قَبْرًا مُّشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَہٗ وَلَا تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَہٗ یعنی جہاں کہیں کسی اونچی قبر کو پاؤ برابر کر دو، اور جہاں کہیں تصویر کو دیکھو مٹا دو (مسلم) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ وَاَنْ یُّقْعَدَ عَلَیْہِ (مسلم) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانا اور اس پر (مقبرہ یا گنبد یا چھت) بنانا یا کوئی اور عمارت اینٹ یا لکڑی کی کھڑی کرنا، اور قبر پر (مجاور یا مراقب بنکر) بیٹھنا حرام فرمایا ہے۔ اور فقہ حنفی کی کتاب منیۃ المصلی کی شرح کبیری کے صفحہ پر ہے وَیُکْرَہُ تَجْصِیْصُ الْقَبْرِ وَبِہٖ قَالَتِ الْاَئِمَّۃُ

الثلاثۃ وفی وعن ابی حنیفۃ انہ یکرہ ان یبنی علیہ بناء من بیت او قبۃ او نحو ذالک یعنی قبر کو پختہ بنانا امام احمدؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ تینوں کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تو قبر پر کوئی گھر یا قبہ یا کوئی اور چیز بنانی بھی مکروہ ہے ؛

بڑے پیر صاحب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح غنیۃ الطالبین کے تہترویں صفحہ میں لکھتے ہیں وان تجصص کرہ قبر کو پختہ بنانا مکروہ ہے۔ الغرض سچی اور اصلی قبروں کا جب یہ حکم ہے کہ اُن کو اونچی بنانا یا اُن پر گنبد وغیرہ مکھڑا کرنا بناؤ چناؤ اور زیب وزینت کرنا حرام ہے بلکہ اسکو برابر کر دینا اور اسکے اوپر کی بنی ہوئی چیز کا توڑ دینا واجب ہے تو پھر ان مصنوعی اور نقلی قبروں اور مقبروں یعنی تعزیوں کا تو کیا ٹھکانا ؟

پھر اس میں اسراف اور فضول خرچی ہے، ہزاروں روپیہ جو اس کے تیار کرنے میں خرچ ہوتا ہے کیا اچھا ہو کہ کسی دینی کام میں خرچ کیا جائے، اگر محبتِ حسنینؓ پر خرچ کیا جاتا ہے تو اولادِ حسنینؓ کو کیوں نہیں دیا جاتا ؟ سینکڑوں سیّد زادے بیچارے مارے مارے پھرتے ہیں، اس چیز پر جسے دو تین دن بعد خود جا کر توڑ مروڑ کر پھینکنا ہے ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ اسراف اور بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ مسلمانو! کچھ تو خیال کرو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کفّار سے فرمایا تھا اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ؕ اسی چیز کی عبادت کرتے ہو جسے تم خود اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو ؟ کیا آج تمہیں بھی یہی قول صادق نہیں آتا کہ اپنے ہاتھوں سے ایک ڈھانچہ کھڑا کیا اور اسی کے سامنے سر جھکانے اور ناک رگڑنے لگے ؟ اس تعزیہ کا حکم نہ تو قرآن میں ہے نہ حدیث میں نہ صحابہ نے یہ کیا نہ تابعین نے، نہ چاروں اماموں میں سے کسی نے اس کے کرنے کا حکم دیا نہ اُن کے زمانے میں یہ بنائے گئے، تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسم ہندوستان میں تیمور لنگ کے زمانے سے ایجاد ہوئی ہے،

عجب انصاف ہے کہ حضرتِ حسنینؓ کا تو تعزیہ بنایا جائے مگر نہ حضرت علیؓ کا نہ حضرت عثمانؓ کا تعزیہ بنایا جائے نہ حضرت عمرؓ کا نہ حضرت ابو بکرؓ کا۔ کیوں سُنّی مسلمانو! ایسا کیا اندھیر ہے، شیعہ صاحبان تو خیر مگر تم نے ان سے دشمنی کب سے کی ؟ بھائیو اصل میں تعزیہ داری

علے پختہ قبریں بنانے کی حرمت اور ایسی قبروں مقبروں قبّوں وغیرہ کے توڑ دینے کے وجوب کی اگر تمام تر دلیلیں دیکھنی ہوں اور فقیہ پسند حضرات کی دلیلوں کے جوابات معلوم کرنے ہوں تو میری تالیف محمدی دیکھیے جسمیں اس مسئلہ کو خوب بسط و تفصیل سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدیوں بعد کی شیعوں کی نئی نکالی ہوئی بدعت ہے جس میں افسوس کہ تم اہلسنت والجماعت ہو کر پھنس گئے، ہندوستان میں شیعوں نے ہندوؤں کی دیکھا دیکھی یہ بدعت رام لیلا یعنی دسہرے کے مقابل ایجاد کی، دیکھئے اُن کے ہاں بھی دس دن اِن کے ہاں بھی دس دن، اُن کے ہاں بھی سوانگ بھرے جاتے ہیں ان کے ہاں بھی، اُن کے ہاں بھی ایک جنگ کا ذکر ہے اِن کے ہاں بھی، وہ رام رام کہکر پکاریں یہ حُسین حُسین کہہ کر وہ جلائیں یہ دبائیں غرض ع بنے ہیں پوجنے کو تھم اِدھر ہمارے اُدھر تمہارے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے قیامت کے دن بھی انہی کے ساتھ ہوگا ابوداؤد (حنفی مذہب کے قابلِ فخر عالم مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی مجموعہ فتاوی جلد دوم کے ۵۶ میں لکھتے ہیں "بنانا صورت وشبیہ روضۂ مقدسہ کا واسطے حصول ثواب کے داخل بدعات ہے اور شرعاً ناجائز ہے (انتہی) صورت وشبیہ روضۂ مقدسہ کا بطور عمارت کے بنانا اور اس سے طلب حصول ثواب زیارت کرنا امر لغو وباطل ہے

اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کی نذر ونیاز منّت وغیرہ کرنا

یہ تعزیہ دار تعزیہ بنا کر پھر اُس پر نذریں اور منّتیں چڑھاتے ہیں حالانکہ خدا کے دئے ہوئے مال کو اُسی مالک کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لَا نَذْرَ اِلَّا فِيمَا ابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی نذر ماننی حرام ہے بلکہ ایسی نذروں کا پورا کرنا بھی حرام ہے چنانچہ ابوداؤد میں حدیث ہے لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہو اُسے پورا کرنا حرام ہے، حنفی مذہب کی معتبر کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے اَلْاِجْمَاعُ عَلٰى حُرْمَةِ النَّذْرِ لِلْمَخْلُوْقِ وَلَا يَنْعَقِدُ وَلَا يَشْغَلُ الذِّمَّةَ بِهٖ وَاَنَّهٗ حَرَامٌ بَلْ شِرْكٌ وَلَا يَجُوْزُ لِخَادِمِ الشَّيْخِ اَخْذُهٗ وَلَا اَكْلُهٗ وَلَا التَّصَرُّفُ فِيْهِ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوْهِ خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی کی نذر ماننی حرام ہے اور یہی فتویٰ ہے امت کے تمام علماء کا نہ یہ نذر منعقد ہوتی ہے نہ اسے پورا کرنا واجب ہے بلکہ حرام اور نجس ہے نہ اسے لینا جائز نہ کھانا نہ کسی اور کام میں لانا، شامی میں اسکے حرام ہونے کی وجہ لکھی ہے لکھتے ہیں مِنْهَا اَنَّهٗ نَذْرٌ لِلْمَخْلُوْقِ وَالنَّذْرُ لِلْمَخْلُوْقِ لَا يَجُوْزُ وَلِاَنَّهٗ عِبَادَةٌ وَالْعِبَادَةُ لَا تَكُوْنُ لِمَخْلُوْقٍ وَمِنْهَا اَنَّ الْمَنْذُوْرَ لَهٗ مَيِّتٌ وَالْمَيِّتُ لَا يَمْلِكُ وَمِنْهَا اَنَّهٗ ظَنَّ اَنَّ

الْمَیِّتِ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰہِ وَاعْتِقَادُہٗ بِذٰلِکَ کُفْرٌ یعنی یہ نذر و نیاز اس لئے حرام ہے کہ اوّل تو یہ نذر مخلوق کیواسطے ہے اور مخلوق کے لئے نذر ماننی جائز نہیں دوسرے نذر ماننا عبادت کرنا ہے اور عبادت کے لائق خدا ہے نہ کہ خدا کے بندے تیسرے یہ کہ جس کے لئے نذر مانی گئی وہ میّت ہے اور میّت کسی چیز کی مالک نہیں چوتھے اس لئے کہ نذر ماننے والا یوں جانتا ہے کہ اس میت کو بھی بھلائی بُرائی کا کچھ اختیار ہے حالانکہ یوں جاننا صریح کفر ہے" حنفی مذہب کے مایۂ ناز بہت بڑے عالم مولانا مولوی عبدالحی حنفی لکھنوی مجموعہ فتاوی ص۵۵ جلد دوم میں لکھتے ہیں" غیر اللہ کی نذر و منّت حرام ہے اور منذور غیر اللہ کا شیرینی ہو یا فیرنی کھانا ہر امیر و فقیر پر حرام ہے" بعض لوگ ان دنوں شربت پر نذر حسین کی صدائیں لگاتے ہیں یہ شربت بھی اسی حکم میں داخل ہے اور یہ بھی شرک و کفر ہے اور اسکا پینا بھی مطلق حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کے نام پر جو چیز مشہور کیجاتی ہے وہ حرام ہے، قرآن کریم اور جگہ فرماتا ہے وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ جن چیزوں کی پرستش ہوتی ہے وہاں جو چیز چڑھائی جاوے وہ حرام ہو جاتی ہے فتاوی غرائب میں لکھا ہے مَا یَفْعَلُہُ الْجَھَلَۃُ مِنَ الذَّبْحِ الخ یعنی جو جاہل لوگ مشائخ اور شہیدوں کے مزاروں پر جانور (وغیرہ) چڑھاتے ہیں وہ حرام ہو جاتا ہے اور چڑھانیوالے کافر ہو جاتے ہیں، مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی مجموعہ فتاوی ص۵۵ جلد ۲ میں لکھتے ہیں "شیخ سدو وغیرہ کا بکرا جس میں خاص طور پر غیر اللہ کیواسطے جان دنیا منظور ہوتا ہے اور خون بہانا تقرّبا الی غیر اللہ تعالیٰ مقصود ہوتا ہے حرام ہے، جو حکم جاندار چیز کا ہے وہی غیر جاندار کا بھی ہے کیونکہ قرآن کریم میں لفظ مَا عام ہے"

اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کو سجدہ کرنا

افسوس مسلمان اپنے سچے دین سے اتنے بیگانے ہو گئے ہیں کہ اب وہ خدا کا دیا ہوا سر ہر چھوٹے بڑے کی چوکھٹ پر جھکانے لگے شدہ شدہ یہانتک بڑھ گئے کہ پتھروں اور لکڑیوں اور کاغذ کے سامنے بھی بلا تامل ان کے سر جھکنے لگے چنانچہ ان دنوں اکثر لوگ تعزیوں کے سامنے سجدے کرتے ہیں کوئی طواف کرتا ہے کوئی چومتا چاٹتا ہے کوئی تبرک حاصل کرنے کیلئے ہاتھ اور بدن اس پر ملتا ہے حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ
لوگو نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو (نہ کسی اور مخلوق کو) بلکہ سجدہ اُس خالق کے سامنے کرو جس نے سب چیزوں کو پیدا کیا خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام دریافت کرتے ہیں کہ حضور ہم آپکو تعظیم کے طور پر سجدہ کر لیا کریں؟ آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سجدہ کئے جانیکے قابل نہیں (ابوداؤد) مسلمانو! کیا اتنی موٹی بات تم نہیں سمجھ سکتے کہ نماز کے ارکان میں سے ایک رکن سجدہ ہے اور نماز عین عبادت ہے تو سجدہ بھی عبادت ہوا اور عبادت صرف خدا ہی کی کرنی چاہیے تو سجدہ بھی صرف اُسی کے سامنے کرنا چاہیے، دوسرے کی عبادت کرنیوالا یقیناً کافر اور مشرک ہے اور کافر و مشرک کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ یعنی مشرکوں پر جنت حرام ہے وہ تو ہمیشہ جہنم میں ہی جھلستے رہینگے اور کوئی انکی مدد نہ کر سکیگا حنفی مذہب کی معتبر کتاب کفایہ شعبی میں ہے اَمَّا فِیْ شَرِیْعَتِنَا فَلَا یَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوْهِ وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ كَفَرَ یعنی ہماری شریعت میں کسی کو کسی کے لئے سوائے خدا تعالیٰ کے سجدہ کرنا جائز نہیں کسی طرح کا سجدہ ہو اور جو شخص کسی کو سجدہ کرے وہ کافر ہے، شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے۔ ترجمہ قبر کو بوسہ دینا اور سجدہ کرنا اور اسپر رخسار ملنے حرام ہیں، تاتارخانیہ حنفی مذہب کی کتاب میں ہے فَلَا یُقَبِّلُ الْقُبُوْرَ لِاَنَّهٗ مِنْ عَادَةِ النَّصَارٰی یعنی قبر کو بوسہ دینا نصرانیوں کی عادت ہے مسلمان ایسا نہ کریں، معراج الدرایہ میں ہے وَطَافَ حَوْلَ مَسْجِدٍ یَرٰی اَلْعَبْدَ الشَّرِیْفَةِ یَخْشٰی عَلَیْهِ الْكُفْرُ یعنی بیت اللہ کے سوا کسی اور چیز کا طواف کریں اگرچہ وہ مسجد ہی کیوں نہ ہو کفر کا خوف ہے۔ ملا علی قاری حنفی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں یَحْرُمُ الطَّوَافُ حَوْلَ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَلَا عِبْرَةَ بِمَا یَفْعَلُهُ الْجَهَلَةُ وَلَوْ كَانُوْا فِیْ صُوْرَةِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ یعنی بیت اللہ کے سوا کسی اور جگہ کا طواف درست نہیں اولیاء و انبیاء کی قبروں کا طواف بھی حرام ہے اور جو جاہل لوگ قبروں کا طواف کرتے ہیں یہ کوئی دلیل نہیں اگرچہ یہ جاہل بظاہر صوفیوں اور عالموں کے لباس میں ہوں۔ امام زعفرانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں، حضرت انس بن مالکؓ صحابی و خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ روضۂ نبوی پر ہاتھ پھیر رہا ہے تبرک حاصل کرنے کے لئے، آپ نے اسے منع فرمایا اور کہا کہ یہ سنت کے خلاف یعنی بدعت ہے۔ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ بھی ان کاموں کو سختی سے روکتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں سے مراد مانگنی انہیں حاظر ناظر جاننا اور انکو پکارنا

سیدنا حضرت امام حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کا واقعہ تو ہمیں اعلیٰ درجہ کی توحید کا سبق دیتا تھا مگر افسوس مسلمانوں نے اسے اپنی گمراہی کا ذریعہ بنالیا، سیدنا حضرت امام حسنؓ کو تو زہر دلوا کر شہید کیا گیا اور سیدنا حضرت امام حسینؓ کو میدان جنگ میں گھیر کر مظلومانہ طور پر شہید کیا گیا اس واقعہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ یہ بزرگ (خدا کی ہزاروں رحمتیں اُن پر نازل ہوں) اپنی جان کے بھی نفع نقصان پر اپنی زندگی میں ہی کچھ اختیار نہیں رکھتے تھے، پھر شہادت کے بعد اوروں کی بھلائی برائی کا اختیار انہیں کیسے حاصل ہوگیا؟ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے برگزیدہ پیمبر آنحضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے قُلْ اَفَاَعْلِمُكُمْ بِدِيْنِكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پ ۲۶ ع ۱۲) یعنی لوگوں تمہارے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا بلکہ قرآن کریم میں اور جگہ ارشاد فرماتا ہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ۔ حاجتمندوں کی حاجت برلانیوالا اور مصیبتوں کو ٹالنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہیں وہ حکم فرماتا ہے اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ مجھے پکارو میں تمہیں دونگا اور تمہاری دعائیں قبول فرماؤنگا اور فرمایا لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاجت روائی کے لئے نہ پکارو (نہ کسی پیر پیغمبر کو نہ کسی ولی اور امام کو) کیونکہ اُس کے سوا کوئی کسی کے نفع نقصان پر قادر نہیں اور اگر ایسا کرو گے تو مشرک ہو جاؤ گے، اب حنفی مذہب کی معتبر کتابوں سے فیصلہ سنئے:

بات یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اماموں پیروں اور اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں مثلاً یا علی یا حسین وغیرہ اور چاہتے ہیں کہ یہ بزرگان دین ان کی بلاؤں اور مصیبتوں کو ٹالیں یا انہیں مال و اولاد وغیرہ عطا فرمائیں یا تو ان پکارنیوالوں کا یہ خیال ہے کہ یہ بزرگ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں اور ہماری آوازوں کو سنتے ہیں یا یوں سمجھتے ہیں کہ انہیں غیب کا علم حاصل ہے وہ ہماری ہر حالت اور پکار سے واقف ہیں حالانکہ ایسا عقیدہ رکھنے والا حنفی مذہب کی رُو سے پورا اور پکا کافر ہے چنانچہ ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں ذَكَرَ الْحَنَفِيَّةُ تَصْرِيْحًا بِالتَّكْفِيْرِ بِاِعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ لِمُعَارَضَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی حنفی مذہب کے کل عالموں نے اُس شخص کو کافر کہا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ عالم الغیب تھے حالانکہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُل لَّا یَعلَمُ الخ یعنی زمین و آسمان والوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے مَن قَالَ اَرْوَاحُ المَشَائِخِ حَاضِرَۃٌ یَعلَمُ یُکَفَّرُ جو شخص بزرگوں کی روحوں کو حاضر ناظر جانے وہ کافر ہے حنفی مذہب کے بہت بڑے جید عالم مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی مجموعہ فتاویٰ جلد اول کے اٹھائیسویں صفحہ میں لکھتے ہیں،

"ہمچو اعتقاد کہ حضراتِ انبیاء و اولیا ہر وقت حاضر و ناظر اند و از ہمہ حال برنداء ما مطلع می شوند اگرچہ از بعید باشد شرک است" یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ حضراتِ انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر ناظر ہیں اور ہر حال میں ہمارے پکارنے کو اگرچہ ہم دور سے پکاریں وہ سنتے ہیں اور خبر رکھتے ہیں یہ عقیدہ شرک ہے (ایسا شخص مشرک ہے) مثنوی مولوی روم میں دیکھئے اس مضمون کو کس طرح ادا کیا گیا ہے لکھتے ہیں ؎ از کسے دیگر چہ می خواہی مگر ۔ حق زداد ن مفلس آمد اے پسر۔ زرق از وے خواہ نے از غیر او ۔ آب از یم جو مجو از خشک جو۔ گفت پیغمبر کہ جنت از الٰہ ۔ گر ہمی خواہی زکس چیزے مخواہ۔ یعنی تو جو خدا کے سوا اوروں سے مانگتا پھرتا ہے شاید تو نے اپنے خیال میں خدا کو مفلس سمجھ رکھا ہے تو اپنی روزی وغیرہ کل حاجتیں خدا ہی سے طلب کر کیونکہ اوروں سے طلب کرنیوالا ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی کے لبریز بھرے ہوئے دریا بلکہ سمندر کو چھوڑ کر کسی خشک گڑھے سے پانی طلب کرے، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اگر جنت میں جانا چاہتے ہو تو خدا کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگو، چونکہ تعزیہ پرست عموماً حنفی مذہب کے مدعی ہیں اس لئے حنفی مذہب کی فقہ کی معتبر کتابوں سے حوالے لکھے گئے تاکہ اُن کی تشفی اور تسلی ہو جائے،

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ

اب میں یہاں ایک واقعہ نقل کرتا ہوں جس سے ان تمام مندرجہ بالا واقعات پر روشنی پڑ جائیگی امام ابوحنیفہؒ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اولیاء اللہ کی قبروں پر آیا کرتا ہے اور سلام کر کے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ کیا آپ کو معلوم نہیں میں کئی مہینوں سے آیا کرتا ہوں اور آپ کو پکارتا ہوں، آپ سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے نیک دعا کریں، امام صاحب نے یہ سن کر اُس کو فرمایا کہ کیا ان اولیاء اللہ نے تجھے کوئی جواب دیا اُس نے کہا نہیں، آپ نہایت غصے ہوئے اور ڈانٹ کر فرمایا تف ہے تجھ بے سمجھ

پر اُن کو پکارتا ہے اور اُن سے اپنی حاجتیں طلب کرتا ہے جو نہ تو جواب دے سکتے ہیں نہ انہیں کسی چیز پر اختیار ہے بلکہ وہ سُن بھی نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ۔ تو قبر والوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتا (نقلہ صاحب الغرائب)

مولانا مولوی عبدالحی حنفی لکھنوی کی کتاب مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۱ میں تعزیہ داری کی بابت لکھا ہے کہ "یہ سب امور بدعت اور ممنوع ہیں اور مرتکب ان کا مبتدع و فاسق ہے" علاوہ اس شرک و کفر کے اس تعزیہ داری میں وہ وہ خرافات اور بیہودہ حرکتیں مسلمانوں سے سرزد ہوتی ہیں جو نہ صرف شرعاً ممنوع ہیں بلکہ ہر عقلِ سلیم اُن سے نفرت کرتی ہے مثلاً ریچھ بندر وغیرہ بنانا آتش بازی چھوڑنا باجے بجانا، مرثیہ گانا سینہ کوبی اور ماتم و شیون کرنا، عورتوں کا کھلے خزانوں بے پردہ ہو کر برساتی کیڑوں کی طرح اُبل پڑنا، دُلدُل نکالنا، سانگ بھرنا جوگی اور فقیر بننا گلے میں کفنیاں لٹکانا، سوگ کرنا، چارپائیوں پر نہ سونا، اس پورے مہینے میں نکاح وغیرہ کوئی خوشی نہ کرنا وغیرہ وغیرہ، پھر تعجب سا تعجب اُن لوگوں پر ہے جو باوجود ان برائیوں سے دور رہنے اور سچے مسلمان موحد متبع سنت ہونیکے پھر بھی ان کے ساتھ رلے ملے رہتے ہیں ان مجمعوں میں ان کی صورتیں بھی نظر آتی ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کسی قوم کا خلاف شرع مجمع بڑھائے وہ قیامت کے دن بھی ان ہی کے ساتھ ہوگا، اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق دے اور برائی سے بچائے + آمین اتمام شد

الراقم۔ محمد۔ مدرس مدرسہ محمدیہ عربیہ۔ واڈیر اخبار محمدی اجمیر دروازہ دہلی

موحد بھائیوں سے ایک گذارش

تعزیہ داری کرنے والے جبکہ محرم کے موقعہ پر سینکڑوں ہزاروں خرچ کر ڈالیں تو کیا آپ کا فرض نہیں کہ اسکو روکنے میں زبان ہلائیں۔ اور کچھ خرچ بھی کریں۔ آپ اپنے ملنے جلنے والوں کو اس کام سے روکیں یہ رسالے بکثرت خرید کر اُن میں مفت تقسیم فرمائیں اور تبلیغ کے فرض کو ادا کریں اسی لئے ہمنے یہ رسائل بہت زیادہ تعداد میں چھپوا لئے ہیں اور مفت تقسیم کرنیوالوں کو بہت سستے دیتے ہیں یعنی صرف تین روپے کے ایک سو ایک روپے کے پچیس علاوہ محصول ڈاک۔ ہاں اس سے کم فی عدد ایک آنہ پس آپ فریضہ تبلیغ کو ادا کرنیکے لئے اور توحید و سنت پھیلانیکے لئے ان رسائل کو اپنے بھائیوں تک پہنچائیے

ملنے کا پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی اجمیری دروازہ دہلی

حضرت مولانا مولوی محمد صاحب کی کارآمد تصانیف

صلوٰۃ محمدی، وضو تیمم، نماز پنجگانہ، جنازہ، تراویح، تہجد، عیدین وغیرہ کے احکام ۳ر صیام محمدی نفلی فرضی روزوں کے مسائل و فضائل ۳ر حج محمدی حج کی فضیلت اور التوا کرنیکا گناہ ار زکوٰۃ محمدی زکوٰۃ اور نفلی خیرات کے کل مسائل ۳ر ایمانِ محمدی ایمان کی ستر شاخوں کا مفصل بیان ار سیرۃ محمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیت ہی معتبر سوانح علامہ ابن جریر طبری کے قلم سے اصلی عربی ۸ر اردو ۱۲ر ہر دو عہ تشریف محمدی در تحفہ کے پچاس مسائل کی پوری تحقیق دلائل ساتھ ہی فقہ کا صحیح نقشہ دکھانیکے لئے تقریباً چھ سو مسائل قیمت ط ہدایت محمدی ہدایہ کے ایک سو غلط مسائل کا بخوبی عہ درایت محمدی فقہ کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی غلطیوں کا بیان ۲ر دلائل محمدی حصہ اول۔ آمین رفع الیدین سورۂ فاتحہ کا حنفی مذہب کی اعلیٰ کتابوں سے ثبوت وغیرہ ۳ر دلائل محمدی حصہ دوم۔ ان مسائل میں جتنی دلیلیں حنفیوں کی ہیں سب کی الجواب تردید قیمت ۸ر برہان محمدی امام سبکی کے رسالہ جزء رفع الیدین کا عربی سمیت اردو ترجمہ ۲ر طریق محمدی سینکڑوں دلائل سے تقلید کی تردید اور اتباع سنت کی تاکید عہ برأت محمدی حسن نظامی کے رسالہ نادان وہابی کا دندان شکن جواب ار توحید محمدی قبوں، پکی و اونچی قبروں اور مقبروں کے بنانیکی ممانعت ۲ر میلاد محمدی مولود و معراج اور قیام مولود کی تردید میں پچاس دلیلیں ۳ر فضائل محمدی اہلحدیث کی قدامت، صداقت اور فضائل وغیرہ کے بیان عربی مع اردو ترجمہ عہ امام محمدی امام ابوحنیفہؒ کی پوری سوانح عمری فضائل اور آپ پر دیگر ائمہ نے جو جرح کی اسکا تفصیلی بیان عربی مع اردو ترجمہ عہ حقوق محمدی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کے رد میں چالیس دلیلیں قیمت ار عقائد محمدی حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی عقائد کے بارے میں بیش بہا اور نفیس ترکتاب عربی معہ اردو ترجمہ ۲ر انعام محمدی دونوں عیدوں کے مسائل وغیرہ ار معراج محمدی معراج جسمانی کا عقلی نقلی ثبوت اور بدعاتِ رجب کی پوری تردید ار اشعار رد تقلید باترجمہ مثنوی مولوی روم اور شیخ سعدی کے شعر ار صراط محمدی ہر قسم کے شرک کی حنفی مذہب سے تردید ار عقیدہ محمدی اہلحدیث کے صحیح اور ٹھیٹھ مذہب کا بیان قیمت ار ضرب محمدی تقلید کے متعلق ۵۰ سوالات ار تردید محراب ار حرمت سود ار احکام وراثت ار

تفسیر محمدی اردو میں سب سے اعلیٰ تفسیر پہلا پارہ عہ ۱۲ر دوسرا عہ ۱۲ر تیسرا عہ ۱۲ر چوتھا عہ ۱۲ر پانچواں پارہ عہ ۱۲ر نیسواں عہ ۱۲ر انتیسواں پارہ عہ ۱۲ر اٹھائیسواں پارہ عہ ۱۲ر ستائیسواں پارہ عہ ۱۲ر چھبیسواں عہ ۱۲ر پچیسواں عہ ۱۲ر چوبیسواں پارہ ایکروپیہ باقی زیر کتابت وطباعت +

اخبار محمدی ہر سچے مسلمان کو ڈھال تلوار کا کام دینے والا قرآن و حدیث کی اشاعت، حمایت اور مدافعت کرنے والا۔ وقتیہ صحیح مسائل بروقت بیان کرنے والا، شرک و بدعت اور ہر خرافات مروجہ کی تردید کرنے والا، مخالفین اسلام کا جواب دینے والا۔ فقہ اور حدیث میں فرق ظاہر کرنے والا پندرہ روزہ اخبار۔ قیمت سالانہ تین روپے نمونہ مفت طلب کیجئے

ملنے کا پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی اجمیر یدروازہ دہلی

سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی

وہ خدا پاک ہے جو اپنے بندے کو ایک رات میں بیت اللہ کی
مسجد سے بیت المقدس کی مسجد تک لے گیا

خدا کا شکر ہے کہ یہ رسالہ بنام

معراج محمدی ﷺ

مصنفہ

حضرت مولانا مولوی محمد صاحب مدرس و مہتمم مدرسہ محمدیہ و مالک
و منصرم اخبار محمدی - اجمیری دروازہ دہلی

جس میں

معراج شریف کا پورا واقعہ صحیح حدیثوں سے بیان کیا گیا ہے۔ پھر معراج
جسمانی کا عقلی اور نقلی ثبوت پورا پورا دیا ہے۔ پھر اس مہینہ میں جو بدعتیں ہوتی
ہیں ان سب کی کافی تردید زبردست دلائل سے کی ہے

حسب فرمائش جناب مصنف صاحب ماہ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ

تجلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں طبع ہوا

مفت تقسیم کرنیوالے حضرات کو تین روپے کے ایکسو ایکروپے کے بچیں

ملنے کا پتہ

دفتر اخبار محمدی، اجمیری دروازہ دہلی

قیمت ایک کی ایک آنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں عشا کی نماز کے بعد سویا ہوا تھا ناگاہ چھت پھٹی اور جبرئیل علیہ السلام آئے میرا سینہ شق کیا اور میرے دل کو نکال لیا ایک سونے کے طشت میں آب زمزم سے اسے دھو کر علم حکمت و ایمان سے پر کر کے پھر اپنی جگہ رکھدیا اور میرا سینہ بدستور ٹھیک کر دیا مجھے ہمیں کچھ بھی تکلیف نہ ہوئی اب مجھے براق پر سوار کرایا جس کا رنگ سفید تھا اور اسکا قد گدھے اور خچر کے درمیان تھا ایک ایک قدم اتنی اتنی دور کہتا تھا جتنی دور تک نظر کام کرے میرے سوار ہونیکے وقت براق ذرا کسمسایا جبرئیل علیہ السلام نے اسپر ہاتھ رکھ کر فرمایا واللہ یا براق ما رکبک محمد للہ قبل محمد اکرم علی اللہ منہ فخدا کی قسم حضرت سے بہتر آجتک تجھ پر کوئی سوار نہیں ہوا براق پسینوں پسینوں ہوگیا یہاں سے آپ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ بیت المقدس کی مسجد میں پہنچے جہاں انبیا علیہم السلام جمع تھے آپ امام بنے اور کل انبیا علیہم السلام نے آپکی اقتدا میں دو رکعت نماز ادا کی۔ اس وقت آپ کی عمر قریب ۵۲ برس کے تھی اور آپکا قیام مکہ شریف میں تہایہ واقعہ سنہ نبوت کا ہے ✤

پھر جبرئیل علیہ السلام آپکو لیکر آسمان دنیا تک پہنچے دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون ہیں فرمایا جبرئیل پوچھا آپکے ساتھ کون ہیں جواب دیا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کیا بلوائے گئے ہیں؟ کہا ہاں فرشتوں نے دروازہ کھولدیا اور مرحبا کہا اور خوش ہوکر استقبال کر کے لیگئے۔ اسی طرح ساتوں آسمان پر گئے حضرت یحیی حضرت عیسی حضرت یوسف حضرت ادریس حضرت ہارون حضرت موسی حضرت ابراہیم علیہم السلام الصلوٰۃ سے ملاقات ہوئی سب نے آپکو مرحبا کہا آپکی نبوت کا اقرار کیا اور آپ کی ملاقات سے خوش ہوئی حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہما السلام نے فرزند کہکر خطاب کیا اور باقی سب نبیوں نے بھائی کہکر جب حضرت موسی علیہ السلام سے ملاقات کر کے آپ آگے بڑھے تو موسی علیہ السلام کو اپنی امت کے حال پر افسوس ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی بہ نسبت میری امت جنت میں کم جائیگی اور اس خیال نے آپکو رلا دیا۔ ساتویں آسمان پر بیت المعمور کی زیارت کی پھر یہاں سے سدرۃ المنتہی تک پہنچے اور وہانتک پہنچے جہانتک کوئی نہ پہنچا ہوگا آپ کو اللہ تعالی کیطرف سے سورۂ بقرہ کے خاتمہ کی آیتیں دی گئیں اور آپ کی امت میں سے جو کوئی شرک سے بچے اسکے چھوٹے بڑے سب گناہوں کے ایک تہائی دن معاف فرمائے جانیکا وعدہ کیا گیا اور دن و رات میں پچاس نمازیں آپ پر اور آپ کی امت پر فرض کی گئیں ✤

واپسی میں حضرت موسی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو دریافت کیا کہ حق سبحانہ وتعالی نے آپکی امت پر کیا فرض کیا۔ فرمایا پچاس نمازیں کہا آپ کی امت سے ہرگز یہ ادا نہ ہوسکیں گی۔ میں نے بنی اسرائیل کو خوب آزما لیا ہے آپ واپس جائیے اور اللہ تعالی سے تخفیف کرائیے آپ پھر گئے اور اللہ تعالی سے تخفیف چاہی رب العزت نے دس نمازیں گھٹا دیں پھر موسی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپنے پھر یہی مشورہ دیا پھر گئے پھر دس کم ہوئیں۔ یہانتک کہ پانچ رہ گئیں اور حضور نے حضرت موسی علیہ السلام سے فرمایا میں

تو اپنے رب سے سوال کرتے کرتے شرما گیا۔ اب میں ان پانچ پر خوش ہوں اور تسلیم کرتا ہوں میں آواز آئی۔ میں نے اپنا حکم جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر آسانی کر دی، میری باتیں نہیں بدلتیں اور نہ میں اپنے غلاموں پر سختی کرتا ہوں۔ پانچ پڑھو گے ثواب پچاس کا پاؤ گے اسی طرح میں نے تمہارے لیے بھی احسان کیا کہ محض نیکی کے ارادے پر نیکی کا ثواب دونگا اور ایک نیکی کرنے پر دس نیکیوں کا ثواب عطا کرونگا۔ اور برائی کا محض ارادہ معاف کر دونگا۔ اور برائی کرنے پر صرف ایک ہی گناہ لکھا جائیگا +

حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ انکے دائیں بائیں کچھ روحیں ہیں جب داہنی جانب نظر پڑتی ہے خوش ہوتے ہیں اور مسکرا دیتے ہیں اور جب بائیں جانب نگاہ اٹھتی ہے ناخوش ہوتے ہیں بلکہ رو دیتے ہیں دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا داہنی جانب والی روحیں جنتیوں کی ہیں اور بائیں طرف کی دوزخیوں کی۔ اولاد کی اچھائی دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور انکی برائی ناخوش کرتی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اس رات بڑے بڑے فرشتوں سے میری ملاقات ہوئی ہر ایک ہنستا بولتا نہایت خوشی اور مسرت سے مجھ سے ملا لیکن ایک فرشتے سے ملاقات ہوئی نہ تو وہ مسکرائے نہ ہنسے میں نے پوچھا اور فرشتوں کی طرح یہ کیوں ہنستے بولتے نہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ مالک ہیں دوزخ کے خازن ہیں انکے دل میں خوف خدا اس قدر ہے کہ نہ یہ آج سے پہلے کبھی ہنسے نہ آئندہ ہنسیں انکی ہنسی خوشی جہنم کے خوف سے سلب ہو چکی ہے ورنہ انکے ہنسنے اور خوشی منانے کا اس سے بہتر اور کونسا موقعہ ہوتا +

الغرض اس رات میں آپنے عجائبات قدرت کی خوب سیر کی اور اسرار خداوندی کو بچشم خود ملاحظہ فرمایا۔ جنت اور دوزخ کو دیکھا حوض کوثر کو ملاحظہ فرمایا یہ چند لوگوں کو آپنے دیکھا کہ انکے سامنے جہنم کی آگ کے بڑے بڑے انگارے مثل پتھر کے پڑے ہوئے ہیں فرشتے انہیں مجبور کرتے ہیں اور وہ ان انگاروں کو اپنے ہاتھ سے اپنے منہ میں ڈالتے ہیں جو انکے پیٹ کو بھسم کرتے ہوئے دوسرے راستے سے نکلجاتے ہیں یہی عذاب انہیں قیامت تک ہوتا رہیگا۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلم سے کھا جاتے تھے۔ سوتخواروں کو میں نے دیکھا ان کے پیٹ پہول رہے ہیں چل پھر نہیں سکتے، اٹھتے ہیں اور گر گر پڑتے ہیں مگر فرشتے جبراً انہیں جہنم کی آگ پر چلا رہے ہیں۔ پھر میں نے چند آدمیوں کو دیکھا جنکے پاس ایک طرف تو بہت عمدہ تازہ گوشت اور نہایت ہی نفیس غذائیں رکھی ہوئی ہیں دوسری جانب بدبودار سڑا ہوا گوشت اور نہایت ہی خراب غذا رکھی ہوئی ہے وہ عمدہ خوراک کھانا چاہتے ہیں لیکن فرشتے انہیں مجبور کرتے ہیں اور گندی اور سڑی ہوئی چیزیں ٹھونس رہے ہیں میں نے کہا انکا کیا جرم ہے۔ جبرئیل نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی نکاحتا حلال بیویوں کو چھوڑ کر ان عورتوں کی طرف جاتے تھے جو ان پر حرام تھیں۔ فرماتے ہیں ایک قوم کو دیکھا فرشتوں نے انہیں لٹا رکھا ہے اور بڑی بڑی چٹانیں ہاتھوں میں لئے ہوئے ان کے سروں پر کھڑے ہیں،

اُن چٹانوں کو اُنکے سروں پر پھینکتے ہیں جس سے انکے سر فی الفور ہو جاتے ہیں۔ فرشتے پھر پتھر اٹھائیں تب تک انکے سر پھر جڑ جاتے ہیں پھر کچلے جاتے ہیں یہی درگت انکی قیامت تک ہوتی رہیگی پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ گنہگار ہیں جن کے سر نمازوں کے وقت بھاری ہو جاتے تھے۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں کو آپنے دیکھا کہ اُن کے آگے پیچھے چند دھجیاں لٹک رہی ہیں اور وہ جانوروں کی طرح تہور اور جہنم کے گرم پتھر چر رہے ہیں اور نہایت ہی بری حالت میں ہیں۔ غیبت کرنیوالوں کو دیکھا کہ وہ مردار جانوروں کا سڑا بھسا گوشت کھا رہے ہیں انکے بڑے بڑے ناخن ہیں جن سے اپنے چہرے اور بدن نوچ کر کھا رہے ہیں کچھ عورتوں کو دیکھا کہ وہ آگ کے ایک گڑھے میں جل رہی ہیں انکے جسموں سے بیحد تعفن اور بدبو اٹھ رہی ہے کتنا کیطرح نچ رہی ہیں۔ مجھ سے کہا گیا یہ وہ عورتیں ہیں جو غیر مردوں کے دکھانیکے لئے بناؤ سنگھار کیا کرتی تھیں۔ کچھ لوگوں کو دیکھا ان کے ہونٹ اور زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی ہیں۔ پھر ٹھیک ہو جاتی ہیں پھر کٹتی ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ خطیب اور واعظ ہیں جو حق گو نہ تھے

صبح ہوتے آپنے لوگوں سے اپنے معراج کا ذکر کیا کہ میں نے رات کو تمہارے ساتھ عشا کی نماز پڑھی اور پھر صبح کی نماز میں بھی تمہارے ساتھ شامل ہوں اور رب العالمین اتنی سی رات میں مجھے یہاں سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے آسمان اول اور اسی طرح ساتوں آسمانوں تک لیگیا اور پھر واپس اپنی جگہ پہنچا دیا۔

بیسیوں ڈانواں ڈول ایمان والے مرتد ہو گئے۔ ابوجہل و نیز کفار دوڑے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہنے لگے لو آج تو تمہارے پیغمبر نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ یقیناً تم بھی اُسے سچ نہ کہو گے پوچھا وہ کیا بات ہے کفار نے کہا وہ کہتے ہیں کہ میں اس ایک ہی رات میں بیت المقدس پہنچا اور وہاں سے ساتوں آسمانوں کی سیر کر کے واپس یہاں پہنچ گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا ہو تو بیشک آپ اس فرمان میں سچے ہیں۔ جس خدا میں اتنی قدرت ہے کہ آنکھ جھپکتے میں جبرئیلؑ کو آسمان سے زمین پر لے آتا اور لیجاتا ہے۔ وہ یقیناً اپنے نبیؐ کو ایک رات میں آسمانوں پر لیجانے اور لے آنے پر قادر ہے۔ اُسیدن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ کیطرف سے صدیق کا خطاب عطا ہوا۔ کافروں نے جب یہ قصہ سنا آپکو تنگ پکڑا طرح طرح کے آوازے کستے اور پھبتیاں اڑانے اور تالیاں بجانے لگے۔ استہزا اور مذاق اڑاتے اور بڑھ بڑھ کر باتیں بناتے۔ بالآخر انہوں نے کہا کہ حضرتؐ نے کبھی مسجد قدس دیکھی نہیں آؤ ان سے مسجد قصیٰ کی نشانیاں پوچھیں یہ سچائیں گے اور سب پر انکا جھوٹ کھلجائیگا۔ اب لگے آپسے بال کی کھال اتارنے اور باریک باریک پتہ دریافت کرنے آپ فرماتے ہیں میرے دل میں خیال گذرا کہ ایسا نہ ہو یہ کوئی معمولی سی بات پوچھ بیٹھیں اور اتفاقاً میں نے اس پر غور نہ کیا ہو یا سرسے یاد نہ رہی ہو بس اس خیال کے آتے ہی میرے اور بیت المقدس کے درمیان سے حجاب اٹھ گئے اور بیت المقدس میری نظروں کے

سامنے لاکر کھڑا کر دیا گیا۔ اب وہ مجھ سے پوچھتے جاتے ہیں اور میں دیکھ کر بتلاتا جاتا ہوں۔ یہ نشانات ایسے نہ تھے جنہیں دیکھ کر کسی بھلے آدمی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں ذرا سا بھی شک شبہ رہ جاتا۔ سینکڑوں کافر مشرف باسلام ہوئے۔

ناظرین کرام یہ ہے معراج شریف کا مختصر واقعہ۔ یہ معراج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جاگتے ہوئے جسم و روح سمیت ہوئی۔ رب العالمین فرماتا ہے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی نہ تو نظر بہکی نہ بھٹکی وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی۔ یقیناً ہمارے نبیؐ نے اپنے رب کی بڑی بڑی بھاری نشانیاں (بچشم خود) ملاحظہ فرمائیں۔ تعجب ہے اُن پر جو اسے خواب کا واقعہ بتاتے ہیں اگر خواب ہوتا تو وہ کونسی ایسی تعجب کی بات اور کونسی اتنی بڑی نعمت تھی کہ جسے خدائے تعالیٰ فخریہ بیان کرتا ہے؟ اور اپنا زبردست احسان بتاتا ہے؟ فرماتا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الخ ہاں یہ بھی خیال رہے کہ یہاں وہ ہی لفظ عَبْدِہٖ ہے جو سورۂ کہف میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وغیرہ میں ہے یعنی اس خدا کی پاکذات تعریفوں کے لائق ہے جس نے اپنے بندے پر اپنی کتاب قرآن مجید نازل فرمائی جو مراد یہاں لفظ عَبْدِہٖ سے ہے وہی مراد وہاں بھی۔ معراج جسمانی عقلاً بھی ممنوع اور محال نہیں۔ اگر عالم سفلی سے جسم خاکی کا عالم علوی میں جانا محال تسلیم کر لیا جائے تو اسی طرح عالم علوی سے جسم نورانی کا عالم سفلی میں آنا محال ہو جائے گا۔ پھر نہ جبرئیلؑ آسکتے ہیں نہ کسی نبی کی طرف وحی ہو سکتی ہے نہ کوئی نبی ہو سکتا ہے وَاَیُّ کُفْرٍ اَوْضَحُ مِنْ ھٰذَا۔ اسی طرح اتنی سرعت حرکت بھی یقینی امر ہے کہ ناممکن نہیں بجلی ہوا وغیرہ کی سرعت حرکت ملاحظہ ہو۔ اسی طرح اہل اسلام کے نزدیک جبرئیل اور ارواح کی سرعت حرکت بھی مسلم ہے زمین و آسمان کی سرعت حرکت فلسفیوں کے نزدیک متحقق ہے پس ثابت ہوا کہ اتنی سرعت حرکت ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے تو معراج جسمانی سید الاولین والآخرین کی مستبعد نہیں۔

اگر واقعہ معراج صرف خواب و خیال ہی تھا تو بیسیوں کچے پکے مسلمان اسے سنکر کیوں دین اسلام سے پلٹ گئے؟ کفار نے کیوں اسے خلاف عادت سمجھا اور انکار کیا کس بات نے انہیں تعجب میں ڈالا۔ اور ہنسی مذاق کرنے پر آمادہ کیا؟ خواب میں اس سے بھی زیادہ مستبعد امر کا دیکھنا خلاف عقل نہیں اگر حضورؐ نے خواب ہی کا ذکر کیا تھا تو وہ کیوں نشانیاں پوچھتے کیوں دوڑے ہوئے صدیق اکبرؓ کو بہکانے جاتے۔ کیوں اللہ تعالیٰ اسے فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ کہتا۔ بالکل صحیح اور مطابق عقل نقل وہ ہی ہے جو کل علماء اسلام کا مذہب ہے، قَدِیْمًا وَّحَدِیْثًا معراج کے بارے میں بہت سی گپیں اور جھوٹے قصے مبالغہ اور کذب آمیز بعض مولویوں کی زبانوں اور رٹلیات کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں ان پر بلا تحقیق سبحان اللہ کہدینا اور اس حدیث کو نظر انداز کر دینا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا یقینی جہنمی

ہے مسلمانوں کی شایانِ شان نہیں۔

ماہِ رجب کی بدعتیں

اب میں ماہِ رجب کے متعلق چند مسائل بیان کرتا ہوں۔ حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اس ماہِ مبارک میں خدا تعالیٰ کی نافرمانیوں اور ظلم و زیادتی کے کاموں سے مقدور بھر بچنا چاہیے مگر خدا کی شان ہے کہ مسلمان اس باحرمت مہینے میں خصوصیت سے بدعتوں کے مرتکب ہوتے ہیں، اس ماہ میں رجبی مناتے ہیں جس کا کچھ ثبوت شریعت محمدیہ میں نہیں۔ پھر خاصتہ اس ماہ میں بعض روزے رکھے جاتے ہیں کوئی لکھی روزہ مشہور ہے کوئی ہزاری کوئی مریم روزہ اور کوئی کچھ حالانکہ یہ سب روزے بدعت ہیں اور انکار کرنے والا کہیگا رہے، ابن ابی شیبہ میں ہے اِنْ عُمَرَ کَانَ یَضْرِبُ اَکُفَّ النَّاسِ فِی رَجَبٍ حَتّٰی یَضَعُوْھَا فِی الْجِفَانِ وَیَقُوْلُ کُلُوْا فَاِنَّمَا ھُوَ شَھْرٌ کَانَ تُعَظِّمُہُ الْجَاھِلِیَّۃُ یعنی خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن لوگوں کو اس مہینہ میں روزے سے دیکھتے انکو مار پیٹ کر روزہ تڑواتے اور فرماتے اس مہینہ کی ایسی تعظیم جاہلیت کے زمانہ کے لوگ کیا کرتے تھے اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اِنَّہٗ کَانَ یَکْرَہُ صَوْمَ رَجَبٍ (ابن ابی شیبہ) یعنی وہ بھی رجب کے ان روزوں کو مکروہ جانتے تھے۔ بلکہ ایک مرفوع حدیث میں ہے لوگوں نے آنحضرت سے رجب کے روزوں کی نسبت پوچھا آپ نے فرمایا اَیْنَ اَنْتُمْ عَنْ شَعْبَانَ یعنی شعبان کیا سکے پیچھے نہیں آرہا؟ شعبان میں رکھ لینا (ابن ابی شیبہ) ابن ماجہ کی ایک مرفوع ضعیف حدیث میں ہے نُھِیَ عَنْ صِیَامِ رَجَبٍ حضور علیہ السلام نے رجب کے روزوں سے منع فرمایا ہے غرض ان خاص خاص دنوں میں فضیلتیں جان کر یہ روزے رکھنے بدعت ہیں اور گناہِ عظیم ہیں۔ جن بعض احادیث میں ان روزوں کا ذکر ہے انکی سند بالکل غیر معتبر ہے چنانچہ نیل الاوطار میں ہے وَالْاَحَادِیْثُ الَّتِیْ تُرْوٰی فِیْہِ وَاھِیَۃٌ لَا یَفْرَحُ بِھَا عَالِمٌ یعنی ان روزوں کے بارے میں جو حدیثیں بعض غیر معتبر کتابوں میں ہیں وہ سب کی سب واہی ہیں جن سے کوئی عالم خوش نہیں ہو سکتا۔ سفر السعادت میں ہے وَنُھِیَ عَنْ صِیَامِ رَجَبٍ آنحضرت نے رجب کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔ مولانا مولوی عبدالحی حنفی لکھنوی اپنے رسالہ آثار المرفوعہ میں لکھتے ہیں۔ وَمَا اشْتُھِرَ فِیْ بِلَادِ الْھِنْدِ وَغَیْرِھَا اَنَّ صَوْمَ صَبِیْحَۃِ تِلْکَ اللَّیْلَۃِ یَعْدِلُ اَلْفَ صِیَامٍ فَلَا اَصْلَ لَہٗ یعنی ہندوستان وغیرہ میں مشہور ہے کہ رجب کی ستائیسویں کا روزہ ایکہزار روزوں کا ثواب کہنا ہے یہ بالکل غلط ہے اصل اور من گھڑت بات ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ شیخ عبدالحق دہلوی اپنی کتاب ماثبت بالسنۃ میں تحریر فرماتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّا لَمْ نَجِدْ فِیْ کُتُبِ الْاَحَادِیْثِ یعنی لوگوں نے جو رجب کی پندرہ تاریخ کی تعظیم اور اس میں روزہ رکھنا اور خاص نمازیں پڑھنا شروع کر رکھا ہے اور اس دن کا نام (یوم الاستفتاح اور اس روزہ کا نام مریم روزہ رکھا ہے) یہ

کسی حدیث سے ثابت نہیں، اسی طرح مولانا عبدالحی حنفی نے آلآثار المرفوعہ میں لکھا ہے "ستائیسویں کے روزے اور نماز کے بارے میں جو حدیثیں تتمہ وغیرہ میں مروی ہیں وہ بھی موضوع ہیں اور رجب کی اول شب کی بیس رکعت نماز کے بارے میں جو حدیث ہے وہ بھی موضوع ہے۔ ابن جوزی وغیرہ نے اسے موضوع کہا ہے"۔ پھر اس ماہ میں صلوٰۃ الرغائب جاری کر رکھی ہے۔ جسے اس مہینہ کی اول جمعہ کی رات کو پڑھتے ہیں اسکی بابت مولانا موصوف لکھتے ہیں وَھٰذَا حَدِیْثٌ مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِیْنَ یعنی اس بارہ میں جو حدیث ہے وہ کل محدثین کے نزدیک موضوع ہے۔ عراقی نے بھی اسے موضوع کہا ہے۔ پھر ابن رجبؒ کا قول نقل کیا ہے کہ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃُ بِدْعَۃٌ عِنْدَ جُمْھُوْرِ الْعُلَمَاءِ اور لکھتے ہیں اِنَّمَا ظَھَرَتْ بَعْدَ الْاَرْبَعِمِائَۃِ یعنی چوتھی صدی کے بعد یہ بدعت ابتداءً جاری ہوئی (ملک شام میں)، حالانکہ جمہور علماء اسلام کے نزدیک یہ بدعت سیئہ ہے پھر امام نوویؒ کا قول لکھا ہے کہ "یہ نہایت مذموم بدعت ہے اور بعید قبیح اور منکر چیز ہے کئی ایک شرعی خرابیاں اس میں ہیں۔ اسے ترک کرنا اور اس سے اعراض کرنا چاہیئے۔ اور پڑھنے والوں کو ہر طرح روکنا چاہیئے۔ احیاء العلوم اور قوت القلوب (اور غنیہ) وغیرہ (کی ان موضوع حدیثوں) سے دھوکہ میں نہ پڑنا چاہیئے۔"

لیکن افسوس مسلمان باوجود اس ممانعت کے اس بدعت پر گویا مرمٹے ہیں۔ فرض چاہے نہ پڑھیں۔ لیکن اس نماز کے لئے دھوم دھام سے اجتماع ضرور ہو۔

پھر رجب کی ستائیسویں کو تو مسلمان گویا عید مناتے ہیں حالانکہ اوّلاً تو یہ ثابت ہی نہیں کہ اسی رات میں معراج ہوئی۔ فتح الباری میں علماء کے دس سے زیادہ قول لکھے ہیں۔ مولانا عبدالحی حنفی لکھتے ہیں وَھُوَ اَمْرٌ مُّخْتَلَفٌ فِیْہِ بَیْنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَالْمُؤَرِّخِیْنَ الخ یعنی بعض کہتے ہیں معراج ربیع الاول میں ہوئی بعض کے نزدیک ربیع الآخر میں۔ کوئی کہتا ہے ذالحجہ میں کسی کے نزدیک شوال میں اور بعض کے نزدیک رمضان میں پھر تاریخ میں اس سے بھی زیادہ تاریکی ہے حکمت خداوندی اور راز مخفی اس پوشیدگی میں یہی تھا کہ کہیں مسلمان اس رات کو بڑی چیز سمجھ کر بدعتوں میں مبتلا نہو جائیں۔ مگر وائے مسلمانو! اتنے باوجود معلوم نہو نیکے بھی کچھ نہ کچھ گھڑ ہی لیا اور اپنے نبیؐ کی سنت کی مطلق پرواہ نہ کی مسلمان بھائیو! معراج مکہ میں ہوئی کم سے کم دس سال تو اسکے بعد مدینہ میں آپکی زندگی کے گذرے۔ ہر سال ماہِ معراج اور شب معراج آتی رہی مگر نہ تو حضورؐ نے خود کچھ کیا نہ کرنیکا حکم کیا نہ کوئی عبادت یا محفل کی نہ کرائی۔ نہ اس رات کی کوئی خاص فضیلت بتائی نہ آپکے بعد صحابہ تابعین تبع تابعین ائمہ دین فقہا و محدثین خصوصاً چاروں اماموں میں سے کسی ایک نے کوئی ہدایت کی پھر اے مسلمانو! تم ان سب کا خلاف کرکے کیا نہال ہو جاؤ گے؟ تم امتی ہو تمہارا کام تابعداری کرنا اور قدم بقدم چلنا ہے نہ کہ اپنی طرف سے عبادتیں گھڑ لینا اور خدا کے دین کو نامکمل سمجھنا۔ دوستو! جس نبیؐ نے تمہیں پاخانہ پیشاب کے سونے جاگنے کے طریقہ اور آداب سکھائے کیا وہ اتنی بڑی باتیں بتانی بھول گئے مسلمانو

کیا اپنے نبی ﷺ کے اس ارشاد کو اتنا جلد بھول گئے کہ آپ نے فرمایا ہے "جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالے جسے ہمنے نہ کہی ہو وہ مردود ہے" بلکہ اسکی اور عبادتیں جو سنت کے مطابق ہوں وہ بھی رد ہیں اتنا تو سمجھو کہ جو کچھ فضیلت اس رات کو حاصل ہوئی وہ بوجہ حضور ﷺ کی معراج کے حاصل ہوئی۔ اب ہر سال کی اس رات میں تو معراج ہو نہ وہ فضیلت حاصل ہو اور اگر محض اس سبب سے یہ عبادتیں ایجاد کی ہیں کہ اس میں معراج کا احتمال ہے تو آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں کہ اور مہینوں میں بھی محدثین کا قول معراج کی نسبت ہے، تو ان سب مہینوں میں بھی جشن منانا چاہیئے ✤ اس رات میں مسجد یا غیر مسجد میں کثرت سے چراغاں کرنا بھی ممنوع ہے۔ اولاً تو اس میں اسراف ہے اور اسراف حرام ہے دوسرے اس میں کفار سے مشابہت ہے اور یہ بھی حرام ہے اس لئے ملا علی قاری حنفی اور شیخ عبدالحق حنفی اور مولانا عبدالحی حنفی وغیرہ نے اسے منع لکھا ہے۔ الآثار المرفوعہ میں مولانا عبدالحی حنفی لکھتے ہیں:۔ ترجمہ "عام جاہلوں نے اس رات کو اور شعبان کی پندرھویں رات کو گویا دو عیدیں بنا رکھی ہیں اور شعار اسلام سمجھ کر کہا ہے حالانکہ یہ صریح بدعت ہے، اس میں روشنیاں کرنی بالکل خلاف سنت ہیں تعجب ہے کہ یہ لوگ کس طرح ان بدعتوں پر چمٹے ہوئے ہیں اور سنتوں کی مطلق پرواہ نہیں کرتے"۔

مسلمانو! میں تو یہی کہونگا کہ جو کام ہمارے پیغمبر ﷺ نے نہ کیا ہو نہ کہا ہو اسے کرنا دونوں جہاں کی تباہی و بربادی کا سبب ہے وہ کونسی بھلی بات ہے جو ہمیں ہمارے پیغمبر ﷺ نے تعلیم نہیں فرمائی مسلمانو! اسلام نام ہی ہے حضور ﷺ کی محبت کا اور آپ کی محبت آپ کی تابعداری میں ہے۔ وہ امتی ہی کیا جو نبی ﷺ کا تابع نہ ہو؟ خداوند جل وعلیٰ ہمیں اتباع سنت کی توفیق بخشے۔ آمین والسلام الراقم العاجز

ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم (میمن متوطن جوناگڑھ) مدرس مدرسہ محمدیہ اڈیٹر اخبار محمدی اجمیر دروازہ دہلی

مصنف صاحب کی بعض دیگر تصانیف

صلوٰۃ محمدی ۳۰ر صیام محمدی ۳ر حج محمدی ۱ر سیرۃ محمدی، عربی ۸ر اردو ترجمہ ۱۲ر ہر دو ایک ساتھ عہ سیف محمدی ۵ر تفسیر محمدی پہلا پارہ عہ ۱۲ دوسرا پارہ تیسرا عہ چوتھا عہ تیسواں عہ باقی زیر طبع ہیں توحید محمدی ۴ر زکوٰۃ محمدی ۳ر ریاد محمدی ۳ر درایت محمدی ۱۲ر برارت محمدی ۱ر برہان محمدی ۳ر دلائل محمدی حصہ اول ۳ر حصہ دوم ۸ر عقیدہ محمدی ۱ر امام محمدی عربی مع اردو ترجمہ عہ فضائل محمدی عہ طریق محمدی ۵ر ہدایت محمدی ۳ر ایمان محمدی ۱۰ر حقوق محمدی ۱ر صراط محمدی ۱ر عقائد محمدی ۴ر انعام محمدی ۱ر در محمدی ۱ر تفسیر محمدی کا چوتھا پارہ عہ تیسواں پارہ عہ

اخبار محمدی۔ ہر ہفتہ مسلمان کو ڈھال تلوار کا کام دینے والا، مذہب اہلحدیث یعنی قرآن و حدیث کی اشاعت حمایت اور خدمت کرنیوالا۔ دقیقہ صحیح مسائل بیان کرنیوالا، احادیث پر سے بیجا تہمتیں اور عوام الناس کی بدظنیوں کو دور کرنیوالا شرک و بدعت اور رسومات مروجہ کی تردید کرنیوالا۔ مخالفین اسلام کا جواب دینے والا۔ فقہ اور حدیث میں فرق ظاہر کرنیوالا پندرہ روزہ اخبار قیمت سالانہ تین روپے نوٹ: اس اخبار میں تفسیر محمدی بھی شائع ہوئی ہے (اخبار کا نمونہ مفت)

ملنے کا پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی اجمیری دروازہ دہلی

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى

یقیناً اس نے فلاح پائی جس نے صدقۂ (الفطر) ادا کیا، اور اپنے
رب کا نام یاد کرکے (عید کی) نماز پڑھی

خدا کا شکر ہے کہ یہ رسالہ بنام ۸

انعامِ محمدی

المعروف بہ

عیدی

من تصانیف حضرت مولانا مولوی محمد صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ

وایڈیٹر اخبار محمدی دہلی

جس میں

عید الفطر کی فلاسفی اور فضائل و مسائل، فطرے کے مسائل و فضائل
عید کی خاص دعا، نماز عید کی ترکیب اور احکام وغیرہ مطابق احادیث
مع حوالہ درج ہیں

رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ کو محمدی پریس دہلی میں چھپا

مفت تقسیم کرنیوالے حضرات کو یہ رسالہ تین روپے کے ایکسو ایک روپے کے پچیس

ملنے کا پتہ ۸ دفتر اخبار محمدی دہلی

قیمت ایک کی ایک آنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عید الفطر مبارکباد

ہے روزہ داروں کو کرم کردگار عید ✤ لایا ہے برگ و بر شجرِ خوش گوار عید
ہر سر میں ہے سرور تو ہر دل ہے شاد کام ✤ ہر سمت عطر بیز ہے صبح بہار عید
ہر لب پہ کیوں نہ نعرۂ تکبیر ہو بلند ✤ صبحِ طرب ہے رحمتِ پروردگار عید
کرتے ہیں قدر دل سے جو ماہِ صیام کی ✤ دونوں جہاں میں اُنکو ہے لطفِ بہار عید

جہاں تک نظر ڈالی جاتی ہے اسلام کے کل احکام اسلام کے جملہ اصول حکمت اور اتفاق و اتحاد کی حیتی جاگتی عملی تصویر نظر آتے ہیں۔ اس عید کے دن کو ہی دیکھو حکم ہوا کہ اس دن نہا دھو کر اچھے کپڑے پہن کر صبح ہی صبح شہر سے باہر جنگل میں ایک جگہ جمع ہو جاؤ تاکہ تمہاری جاہ و حشمت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھے پھر ایک کو آگے کر کے سب اس کی اقتدا میں خدا کے سامنے جھکو تاکہ تمہارا اتفاق و اتحاد ظاہر ہو جاؤ تو تکبیریں کہتے ہوئے، نماز پڑھو تو تکبیریں کہتے ہوئے، واپس آؤ تو تکبیریں کہتے ہوئے۔ تاکہ تمہاری خدا پرستی کا اظہار ہو۔ اللہ اللہ! یہ جمعیت! یہ جماعت، یہ یکجائی، یہ یکجہتی، یہ ہم آہنگی، یہ اتحادِ مقصد، یہ اتفاقِ روحانی و جسمانی کیا وہ چیزیں نہیں؟ جو تمہارے دشمنوں کے سینوں پر سانپ بنکر لوٹیں اور ان کا کلیجہ پھٹ جائے۔

حکم ہوتا ہے جانے سے پہلے فطرہ ادا کرو تاکہ تمہاری غمخواری اور ہمدردی ظاہر ہو، جہاں تم اپنی ضروریات پر سینکڑوں خرچ کرتے ہو وہاں ان غربا کی بھی خبر لو جو تم جیسے ہی ہاتھ پاؤں رکھتے ہیں مگر قدرت نے انھیں تمہارا دستِ نگر بنا رکھا ہے، ہاں اپنی رانڈوں تیموں بیکسوں کی بھی خبر لیا کرو۔ تم نے اپنے بچوں کی ہٹ اور ضد پوری کر دی اُن کیلئے نئے اور عمدہ کپڑے بنوائے لیکن ایک یتیم بچہ آہ کر کے رہ گیا، یہ کس کے سامنے ہٹ کرے کون اسکی ضد پوری کریگا؟ آج اس کا باپ ہوتا تو وہ بھی اپنے نورِ نظر لختِ جگر کے نہ جانے کیا کیا ارمان پورے کرتا۔ تم نے اپنی بیویوں کے کپڑے لتے جوتی زیور وغیرہ کا انتظام کر لیا، انھوں نے تم سے لڑ جھگڑ کر کہہ سُنکر بن بگڑ کر اپنی اپنی چاہت کے مطابق اپنی فرمائش پوری کرائی، لیکن ان غریب رانڈ عورتوں کی تازہ برداری کرنیوالا۔ ان کی اُمنگوں کو پورا کرنیوالا کون ہے؟ وہ کس پر داؤ ڈالیں گی؟ وہ کس کا پلہ تھامیں گی؟ وہ کہاں سے اچھے اچھے کپڑے وغیرہ لائیں گی؟ جنہیں پیٹ پالنے کے بھی لالے پڑے ہوئے ہیں۔ ہاں امیرو! تم اپنے مال سے گلچھرے

ادا ہو تو کیا خدا کے مسکین بندوں کا حق بھو بجاؤ؟ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور غربا نوازی کیا تم فراموش کر دیئے؟ جن کی زبانِ مبارک سے کبھی کسی سائل نے انکار کا لفظ تک نہیں سنا +

غرض اس فطرے کے حکم نے گلزارِ اتفاق میں بادِ بہاری کا کام کیا۔ پھر حکم ہوتا ہے نماز کے بعد سب مل کر ذکر اللہ یعنی خطبہ سنو۔ جس میں اسلام کی اگلی شان و شوکت کا نقشہ، تمہارے اسلام کے بہترین جوش و خروش کے نمونے، ان کی سچی جاں نثاریاں، تمہاری ترقیوں کی گذشتہ داستانیں، تمہارے کانوں میں پڑیں، اور تمہارے برف سے زیادہ منجمد اور سرد دلوں میں پھر ایک مرتبہ گرمی پہنچے، کچھ خیال بندھے اور پھر ولولہ پیدا ہو۔ حکم ہوا کہ اب واپس آؤ تو راستہ بدل کر دوسری راہ سے آؤ تاکہ اس طرف بھی تکبیر کا غلغلہ بلند ہو ادھر بھی شانِ اسلام نمایاں ہو، ادھر بھی توحید کا چرچا ہو +

فضائل عید الفطر

ناظرین مسلمانوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال بھر میں خوشی کے دو دن مقرر فرمائے ہیں۔ ایک دن عید الفطر کا۔ دوسرا دن عید الاضحیٰ کا۔ ان دونوں دنوں میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے اور خوشی کس طرح منانی چاہیئے؟ یہ بھی آپ نے تعلیم فرما دیا ہے۔ یہ دن ناٹکوں، تماشہ گاہوں، پتنگ بازی اور لہو و لعب کے لئے نہیں ہیں، مبارک ہیں وہ لوگ جو عید کا دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق گذارتے اور خوشی کی خوشی اور ثواب کا ثواب حاصل کرتے ہیں +

عید الفطر کی رات کو فرشتوں میں بوجہ خوشی کے دھوم مچ جاتی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ ان پر تجلی فرما کر اُن سے دریافت کرتا ہے کہ بتاؤ جب مزدور اپنا کام پورا کر چکے تو اس کی جزا کیا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اسے پوری مزدوری ملنی چاہیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! تم گواہ رہو۔ میں نے اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ داروں کو بخش دیا اور ان کے لئے جنت کو واجب کر دیا (اصبہانی) اسی لئے اس رات کا نام بھی فرشتوں میں لَیْلَۃُ الْجَائِزَۃِ یعنی نجات (انعام کی رات ہے (بیہقی) اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ان دونوں عید کی راتوں کو خدائے تعالیٰ کی عبادت میں گذارے قیامت کے دن اس کو امن و امان نصیب ہوگا (طبرانی) +

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عید الفطر کے دن فرشتے تمام راستوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور بآوازِ بلند پکارتے ہیں، اے مسلمانو! اپنے ربِ کریم کے دربار کی طرف چلو، جو بہت بڑا منعم اور محسن ہے۔ تم کو اُس نے روزے رکھنے اور راتوں کو قیام کرنے کا حکم دیا تھا تم اُسے بجا لائے اب اپنا انعام لینے کو آؤ اور جب وہ نماز پڑھ چکتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں مسلمانو! خوش ہو جاؤ،

اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا اب تم خوشی کے ساتھ بھلائی اور نیک بختی لئے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ (طبرانی مجمع الزوائد) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے، اے فرشتو! تم گواہ رہو میں اُن کے روزوں اور نمازوں کی وجہ سے ان سے خوش ہوگیا اور ان کے لئے اپنی رضامندی اور بخشش کو عام کر دیا میرے بندو! تم مجھ سے مانگو مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم تم مجھ سے آج کے دن جو کچھ دنیا اور آخرت کی بھلائی طلب کروگے میں تمہیں دونگا، اور جب تک میرا خوف کرتے رہوگے میں تمہاری خطاؤں سے درگذر کرتا رہوں گا۔ مجھے میری عزت وجلال کی قسم میں تمہیں نہ تو رسوا کرونگا نہ فضیحت کرونگا۔ جاؤ۔ میں نے تم سب کو بخش دیا۔ تم نے مجھکو راضی کرنا چاہا تھا میں تم سے خوش ہوگیا۔ اے میرے غلاموا اور لونڈیو! میں نے تمہارے کل گناہ معاف کردئے اور میں نے اپنی رضامندی سے تمہاری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا (ابن حبان بیہقی)

یوم الفطر کو اللہ تعالیٰ اس قدر لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے کہ جس قدر سارے ماہِ رمضان میں آزاد کئے تھے (ترغیب) ☆ پس اس سارے دن کو خوشی کے ساتھ ذکر اللہ میں گذارنا چاہیے ☆

فطرے کے مسائل اور فضائل

روزے میں لغو ورفث وغیرہ کی وجہ سے جو کچھ نقصان صادر ہوا ہو اس کو اللہ تعالیٰ صدقۃ الفطر کے عوض معاف فرما دیتا ہے (ابوداؤد) اور روزے دار کو پاک صاف کر دیتا ہے۔ جبتک صدقۃ الفطر ادا نہ کیا جائے روزے آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتے ہیں قبول نہیں ہوتے (ابوحفص) صدقۃ الفطر کا ادا کرنا ہر ایک مسلمان مرد وعورت چھوٹے بڑے۔ آزاد وغلام، امیر غریب سب پر فرض ہے (بخاری مسلم) جس شخص کو صدقۃ الفطر ادا کرنے کی طاقت ہو اُس پر اس کا ادا کرنا فرض ہے اگرچہ صاحبِ نصاب زکوٰۃ نہ ہو (بخاری مسلم) صدقۃ الفطر ادا کرنے کے بعد نمازِ عید کیلئے گھر سے نکلے۔ اگر عید کی نماز کے بعد ادا کیا گیا تو مقبول نہ ہوگا۔ (بخاری ابوداؤد) صدقۃ الفطر ہر قسم کے اناج یا کھجور یا پنیر یا آٹے یا کشمش سے ایک صاع ادا کرے (زادالمعاد) گیہوں کا آدھا صاع دینا بھی کافی ہے (ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی) اسّی روپے بھر کے سیر سے ایک صاع قریب پونے تین سیر کے ہوتا ہے (دارقطنی وغیرہ) صدقۃ الفطر کے عوض نقد دام دینے کی کوئی دلیل نہیں مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی تمام عبادات اور معاملات سنت طریقے کے مطابق کریں۔ منتقی میں حدیث ہے۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ مَا اَخْرَجْنَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا صَاعًا الخ یعنی ہم (سب صحابہ) صدقۃ الفطر

ان ہی چیزوں سے دیتے تھے۔ ان کے سوا اور کسی چیز سے نہیں۔ یہاں نفی کے بعد استثنا واقع ہوا ہے اور کلام عرب میں اس سے فائدہ حصر کا ہوتا ہے + یعنی یہی چیزیں دینی چاہئیں +

صدقۃ الفطر کو اگر کوئی شخص چاند دیکھنے کے دو ایک روز پہلے دیدے تو بھی جائز ہے (ابوداؤد) صدقۃ الفطر غریب مسکین مسلمانوں کا حق ہے۔ بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ انھیں آج کے دن اتنا دو کہ غنی ہو جائیں اور انھیں کسی کے پاس جانے کی ضرورت باقی نہ رہے +

فی زمانتا بعض لوگ امام کے لقب سے ملقب ہو جاتے ہیں اور پھر صدقۃ الفطر۔ زکوٰۃ۔ قربانی کی کھالیں وغیرہ ایسے کل مالوں کا مستحق فقط اپنے تئیں سمجھتے ہیں اور اس بغیر ان چیزوں کو ادا شدہ نہیں بتلاتے۔ یہ اپنی طرف سے شریعت گھڑ لینا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز یہ باتیں نہیں بتلائیں +

مسائل عید الفطر

عیدین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم اس دعا کو پڑھا کرتے تھے:۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عِیْشَةً نَّقِیَّةً وَّمِیْتَةً سَوِیَّةً وَّمَرَدًّا غَیْرَ مُخْزٍ وَّلَا فَاضِحٍ اَللّٰھُمَّ لَا تُھْلِكْنَا فُجَاءَةً وَّلَا تَاْخُذْنَا بَغْتَةً وَّلَا تَشْغَلْ عَنْ حَقٍّ وَّلَا وَصِیَّةٍ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفَافَ وَالْغِنٰی وَالْبَقَاءَ وَالْھُدٰی وَحُسْنَ عَاقِبَةِ الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْیَا وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّقَاقِ وَالرِّیَآءِ وَالسُّمْعَةِ فِیْ دِیْنِكَ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَاِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (طبرانی) یعنے خدایا ہم تجھ سے پاک صاف زندگی اور ایسی ہی عمدہ موت طلب کرتے ہیں، خدایا ہمارا لوٹنا رسوائی اور فضیحتی کا نہ ہو۔ خدایا ہمیں اچانک ہلاک نہ کر، نہ اچانک پکڑ، نہ ایسا ہو کہ ہم حق ادا کرنے اور وصیت کرنے سے بھی رہ جائیں، خدایا ہم تجھ سے پاکدامنی بے پرواہی، بقا، ہدایت اور دنیا اور دین کی بہتری طلب کرتے ہیں، اے پروردگار ہمیں شک سے نافرمانی سے اور دین کے کاموں میں دکھاوے سناوے سے بچا لے۔ اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دل اپنی ہدایت کے بعد ٹیڑھے نہ کر اور ہمیں خاص اپنے پاس کی رحمت عطا فرما۔ بے شک تو بہت کچھ دینے والا ہے + عیدین میں تکبیرات بکثرت کہے (طبرانی) تکبیر اس طرح کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا (فتح الباری) یا اس طرح کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (دار قطنی) عیدین میں غسل کرے

(طبرانی) اور بقدرِ استطاعت اچھا لباس پہنے (طبرانی) مگر اس بات کا خیال رہے کہ ریشمی کپڑا پہننا اور سونا پہننا (مثلاً بٹن یا گھڑی کی زنجیر یا انگوٹھی وغیرہ) مردوں پر حرام ہے۔ اسی طرح نابالغ لڑکوں پر بھی ✤ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ریشم اور سونا پہننے والے مردوں پر اللہ تعالیٰ جنت کی نعمتیں حرام کر دیتا ہے اور انھیں جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں رسوا اور ذلیل کر کے داخل کریگا، اور اُن پر سخت تر عذاب ہوگا، ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں نازل ہوتی ہیں اور ممکن ہے کہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ان کی صورتیں بدل دے۔ سور اور بندر بنا دیا ان پر آسمان سے پتھر برسائے یا زمین میں دھنسا دے (بخاری مسلم۔ ترغیب وغیرہ) اس دن طاق کھجوریں کھا کر گھر سے نکلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات کھجوریں کھایا کرتے تھے (طبرانی) عیدگاہ پیدل جائے۔ ہاں بوجہ عذر سواری پر جانا بھی جائز ہے (ترمذی) مرد اور عورتیں اور بچے سب عیدگاہ جائیں بلکہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی عورت کے پاس چادر (یا برقعہ) نہ ہو تو دوسری کوئی اپنے برقعہ میں اُسے لیجائے (بخاری مسلم) عورتیں بن سنور کر اور عطر ملکر پھول پہن کر نہ جائیں بلکہ سادی سودی جس طرح عموماً گھروں میں رہتی ہیں جائیں ✤ اس نماز کو جبکہ آفتاب دو نیزے پر آجائے پڑھنی چاہیے (تلخیص الحبیر و عون المعبود) دیر کر کے پڑھنا خلافِ سنت ہے (ابوداؤد) اس نماز کو جنگل میں ادا کرنا چاہیے (بخاری) ہاں بوجہ عذر (مثلاً بارش و خوف وغیرہ) شہر میں پڑھ لینی بھی جائز ہے (ابوداؤد) بلا عذرِ شرعی اس نماز کو شہر میں پڑھ لینا سنت کے خلاف ہے۔ نماز کے بعد امام اپنی جگہ کھڑا ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر متوسط خطبہ کہے اور لوگ چپ چاپ باادب اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے سنیں اگر امام کی آواز عورتوں تک نہ پہنچی ہو تو امام انھیں دوبارہ الگ خطبہ سنائے (بخاری مسلم) عیدگاہ میں عید کی نماز سے پہلے یا پیچھے نوافل کا پڑھنا ممنوع ہے (بخاری مسلم) خطبہ کیوقت امام کے ہاتھ میں لکڑی وغیرہ ہونی چاہیے (ابوداؤد) عیدین میں منبر نہ بچھانا چاہیے (مسلم) عیدین کی نماز میں نہ اذان کہے نہ تکبیر (مسلم) خطیب اس خطبے میں تکبیریں بکثرت کہے (ابن ماجہ) اگر عید جمعہ والے روز ہو تو عید پڑھ چکنے کے بعد جمعہ پڑھنا افضل ہے اور جمعہ نہ پڑھے ظہر پڑھ لے تو بھی جائز ہے (ابن ماجہ) نماز کے وقت امام کے سامنے سُترہ ضرور ہونا چاہیے (ابن ماجہ) عیدین کے دن روزہ رکھنا حرام ہے (مسلم) جس شخص سے عید کی نماز با جماعت فوت ہو جائے وہ اکیلا ادا کرلے۔ اگر کئی آدمی ہوں تو دوسری جماعت کرلیں۔ گاؤں والے بھی با جماعت عید پڑھیں۔ اسی طرح جو مرد و عورت بوجہ شرعی عذر عیدگاہ نہ جاسکیں وہ گھر میں ادا کرلیں

ے اس خاص مسئلہ پر بھی مولانا محمد صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے بنام جماعتِ محمدی صرف چار آنے قیمت ہے اس پتے سے منگوایئے دفتر اخبار محمدی بانڑہ ہندوراؤ دہلی

یہ سب لوگ بھی عید کی نماز ویسے ہی پڑھیں جو طریقہ اب بیان ہوتا ہے +

نمازِ عیدین کی ترکیب

عہ اس نماز اور کل نمازوں کے احکام ارکان مسائل وغیرہ مولانا کی ایک تصنیف بنام صلوٰۃ محمدی میں بہت بسط سے تین آنے میں اس پتے سے مل سکتی ہے دفتر اخبار محمدی دہلی

بادضو قبلہ کی طرف منہ کرکے تکبیر تحریمہ کہتا ہوا سینے پر ہاتھ باندھے اور اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ الخ یا کوئی اور دعائے افتتاح پڑھکر قرأت سے پہلے ٹھیر ٹھیر کر سات تکبیریں اور کہے، ہر ہر تکبیر پر رفع الیدین کرتا جائے اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیا کرے پھر اَعُوْذُ پڑھکر امام باآواز بلند اور مقتدی آہستہ الحمد پڑھیں پھر امام اونچی آواز سے قرأت پڑھے اور مقتدی خاموشی سے سُنیں، بہتر یہ ہے کہ سورۂ قٓ اوّل رکعت میں اور دوسری میں سورۂ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ الخ پڑھے، یا سَبِّحِ اسْمَ الخ اور ہَلْ اَتٰکَ الخ پڑھے یا عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ الخ اور وَالشَّمْسِ الخ پڑھے (ملاحظہ ہو ابن خزیمہ۔ ترمذی۔ بیہقی) + پہلی رکعت پوری کرکے جب دوسری کیلئے کھڑا ہو تو شروع کرنے سے پہلے مذکورۂ بالا طریقہ پر پانچ تکبیریں کہے، پھر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے (بخاری مسلم) +

شش عید

شوال کے مہینے میں جو شخص چھ روزے رکھ لیگا اُسے اللہ تعالیٰ سال بھر کے روزوں کا ثواب دیگا (مسلم) ان روزوں کو چاہے پے در پے رکھے چاہے الگ الگ اختیار ہے۔ اسی طرح عید کے دوسرے دن سے ہی ان روزوں کا شروع کر دینا بھی ضروری نہیں، ہاں اگر عید کے دوسرے دن سے ہی شروع کرے اور لگاتار رکھے تو یہ افضل ہے۔ ان روزوں کے بعد عید منانا ثابت نہیں (فتح الباری وغیرہ) +

مسلمانوں کی خیر خواہی

برادران! اس دن آپ مٹھائیاں خریدینگے سودے لیں گے۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ یہ لین دین مسلمانوں سے کریں۔ بھائیو! اگر کسی مسلمان حلوائی کی دوکان سے آپ کسی ایک ہندو کے بچے کو بھی ایک پیسہ کا سودا لیتے دیکھیں تو آپ بھی ہندو کی دکان سے خریدتے ہوئے اچھے لگیں۔ لیکن جبکہ وہ تم سے اس قدر بیزاری رکھیں پھر خودداری کے خلاف ہے کہ ہم آپ اُنسے یہ سودے خریدتے نظر آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں دیندار وہ ہے جو اپنے بھائی مسلمان کی خیر خواہی کرے + والسلام

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ

الراقم محمد۔ مدرس مدرسہ محمدیہ وایڈیٹر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی

مصنف کتاب ھذا حضرت مولانا محمد صاحب کی بعض دیگر تصانیف

ایمانِ محمدی ایمان کی ستر شاخوں کا پورا بیان ۱۰ر **صلوٰۃِ محمدی** وضو نماز وغیرہ کے جملہ احکام ترکیب اور دعائیں ۳ر **صیامِ محمدی** نفلی فرضی روزوں اور ماہ رمضان کے کل احکام ۳ر **زکوٰۃِ محمدی** زکوٰۃ خیرات کے کل مسائل ۳ر **سیرتِ محمدی** رسول کریمؐ کی سچی سوانحعمری آپ کی اولاد بیویوں وغیرہ کے حالات ۱۲ر **عقیدۂ محمدی** اہلحدیث کے سچے مذہب کا بیان اور جو تہمتیں ان پر ہیں سب کا ازالہ ۱ر **عقائدِ محمدی** امام احمد بن حنبلؒ کی کتاب کا ترجمہ عقائد کے بارے میں ۱ر **ہدایتِ محمدی** ہدایہ کے ایکسو مسائل جو خلاف حدیث ہیں ۲ر **برأتِ محمدی** حسن نظامی نے اہل حق کے خلاف جو رسالہ لکھا تھا اسکا قابل دید جواب ۱ر **برہانِ محمدی** امام سبکیؒ کے رسالے کا ترجمہ رفع الیدین کے ثبوت میں عربی مع ترجمہ ۲ر **سیفِ محمدی** فقہ حنفی اور حدیث کے فرق میں چھ سو خلاف مسائل فقہ کے عمر **طریقِ محمدی** تقلید کی تردید میں بہترین چھ سو دلائل عمر **دلائلِ محمدی** حصہ اول قرآن حدیث اور حنفی مذہب سے آمین رفع الیدین اور سورہ فاتحہ کے ثبوت ۳ر دلائل محمدی حصہ دوم ان تینوں مسائل میں مخالفین کے دلائل کے جوابات اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت **صدائے محمدی** حدیث اور اہلحدیث پر اعتراضات کے جوابات ۲ر **روایتِ محمدی** ہدایہ کی لغزشوں کا ثبوت سے بیان ۱۲ر **تحفۂ محمدی** بقاعدے کے نماز عید کے قربانی کے احکام معہ حوالہ ۱ر **آئینۂ محمدی** ڈاڑھی مونچھ خط اور لباس کے احکام معہ حوالہ ۱ر **عملیاتِ محمدی** حدیث کے مسائل پر سب اعتراضات کے جوابات ۵ر **میلادِ محمدی** مولود اور قیام مولود کی تردید ۱ر **حقوقِ محمدی** آنحضرتؐ کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کی تردید ۱ر **فضائلِ محمدی** اہلحدیث کے فرقہ ناجیہ ہونیکا ثبوت عربی مع اردو ۴ر **امامِ محمدی** امام ابوحنیفہؒ کی پوری سوانحعمری مع جرح عربی مع اردو ۴ر **توحیدِ محمدی** پکی قبروں مقبروں کے حرام ہونیکی سینکڑوں دلیلیں ۴ر **صراطِ محمدی** تعزیہ داری کی تردید ۱ر **درودِ محمدی** تیجے دسویں وغیرہ کی تردید ۵ر **حجِ محمدی** حج کے فضائل تاکید نہ کرنیکا وبال ۱ر **تعلیمِ محمدی** عورتوں کی تعلیم کا ثبوت ۱ر **مملکتِ محمدی** سلطان ابن سعود پر جو اعتراضات ہیں سب کے جوابات ۱ر **جماعتِ محمدی** عورتوں کو عیدگاہ لیجانیکا ثبوت ۴ر **اذانِ محمدی** رمضان میں سحری کی اذان کا مسنون ہونا ۱ر **معراجِ محمدی** معراج جسمانی کا ثبوت ۱ر **دینِ محمدی** ترجمہ اعلام الموقعین حصہ اول ۱۴ر **فتاویٰ محمدیہ** آنحضرتؐ کے بارہ سو فتاوے اعلام کے آخر حصے کا ترجمہ ۴ر **تفسیرِ محمدی** تفسیر ابن کثیر کا لفظی ترجمہ پورے قرآن کی تفسیر ضخامت ڈھائی ہزار صفحات قیمت اٹھائیس روپے۔ **اخبارِ محمدی** محض مذہبی اور دینی اخبار سال بھر کا چندہ تین روپے۔ **فرمانِ محمدی** زیارت قبور کا مسنون طریقہ قیمت ایک آنہ انعامِ محمدی مسائل عیدالفطر ۱ر

ملنے کا پتہ دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ

لوگو! خدا کی پیدائش کی حفاظت کرو جس پر اُسنے پیدا کیا ہے اللہ کے بنائے ہوئے کو نہ بگاڑو

الحمد للہ کہ یہ بہت مفید رسالہ بہ نام

آئینہ محمدی

جسمیں یہ بیان ہے کہ مسلمانوں کو شکل و صورت کیسی رکھنی چاہیئے؟ حجامت کرانے اور خط بنوانیکے کل شرعی احکام ہیں۔ ساتھ ہی لباس کے متعلق بھی شرعی مسائل کا بیان حوالوں سمیت ہے۔ یہ کتاب ایک آئینہ ہے جو آپ کو بتلا دیگا کہ حضور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام شکل صورت اور لباس کے متعلق کیا ہیں؟

مرتبہ

حضرت مولانا مولوی محمد صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ

اڈیٹر اخبار محمدی۔ باڑہ ہندوراؤ دہلی

دوسری بار بہ ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ جید برقی پریس دہلی میں چھپا

تقسیم کرنے والے حضرات کو یہ رسالہ تین روپے کا ایکسو اکیس روپیہ کے بچیس

ملنے کا پتہ:

دفتر اخبار محمدی۔ باڑہ ہندوراؤ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ - وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ لِّلْعَالَمِیْنَ

ناظرین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ جانتے ہیں کہ ہر لشکر کی ایک وردی ہوتی ہے جس سے وہ لشکر پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر مذہب کے کچھ ظاہری احکام بھی ہوتے ہیں جن سے صاحب مذہب کی پہچان ہو جاتی ہے۔ محمدی لشکر اور اہل اسلام کی وردی اور ظاہری پہچان جو شریعت اور بانی شریعت نے مقرر کی ہے۔ وہ جن لوگوں پر نظر آئیگی۔ بظاہر وہ ہی اس میں شمار کئے جائیں گے۔ اور مومن و مسلم ہونے کا انہیں کے سر سہرا بندھیگا۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں جس کسی شخص کو کوئی زیادہ محبوب ہوتا ہے اور جسکو وہ اپنا سچا خیر خواہ سمجھتا ہے۔ اُس کی باتوں کا ماننا اُس کے طریقہ پر چلنا کل ظاہری اور باطنی امور میں اُس کا تابعدار رہنا وہ اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔ اُس کے خلاف کو اپنے حق میں سم قاتل سمجھتا ہے اور اُس سے کوسوں دور رہتا ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو اپنے مُطاعِ برحق نبی اکرم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ ایمان نام ہی آپکی محبت کا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں تم میں کا کوئی شخص مومن نہیں ہونے کا جبتک کہ وہ مجھے اپنے ماں باپ اور دُنیا کے کل لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے (بخاری مسلم) اور آپکی محبت نام ہے آپ کی اتباع کا۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ جو شخص میری سنتوں کو محبوب رکھے وہ میرا محبوب ہے اور میرا محبوب میرے ساتھ جنت میں ہوگا (بخاری) رب العالمین اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ الآیہ یعنے اگر تم خدا کی محبت رکھتے ہو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو۔ آپ کی اتباع کو چھوڑ دینے والا نہ مومن ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کا محبوب۔ خداوند تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ الخ یعنے جبتک ہر کام میں رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہ مانا جائے۔ اور آپ کے کل احکام کو بی کھول کر بکشادہ پیشانی قبول نہ کر لیا جائے خدا کی قسم لوگ مسلمان نہیں ہونے کے۔ آپ فرماتے ہیں میری سنتوں سے منہ پھیر لینے والا میرا نہیں۔ (بخاری مسلم)

الغرض تمہید کے بعد اتنی بات ضرور سمجھ میں آگئی ہوگی کہ خدا اور رسول کا محبوب بننا رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہونا جنت میں آپ کا پڑوس ملنا وغیرہ امور موقوف ہیں۔ آپکے فرمان بجالانے اور آپکی سنتوں سے محبت رکھنے پر۔ دردناک عذابوں بڑے بڑے فتنوں کا پہنچنا۔ آپکی جماعت میں سے خارج ہوجانا۔ آپکی سنتوں اور آپ کے فرمان کے ترک کرنے کا وبال اور نتیجہ ہے۔

ڈاڑھی کا بڑھانا! اب سنئے نشانِ اسلام اور تمغۂ محمدی ڈاڑھی کا بڑھانا۔ مونچھوں کا پست کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مشرکوں کا خلاف کرو ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔ اور مونچھیں بہت ہی پست کراؤ۔ (بخاری مسلم) مجھے ماننے والوں کو چاہئے کہ وہ اپنی ڈاڑھیاں بڑھائیں۔ مونچھیں بہت کم کرائیں۔ اور کسریٰ کو ماننے والے اس کا خلاف کریں یعنے مونچھیں بڑھائیں۔ اور ڈاڑھیاں منڈوائیں۔ ہمارا طریقہ اُن کے خلاف ہے (دیلمی) ایک مرسل حدیث میں ہے کہ لوطیوں کی بستیاں اُلٹ دینے کے جو اسباب پیدا ہوئے تھے اُن میں ڈاڑھیوں کا منڈوانا اور مونچھوں کا بڑھانا بھی تھا (ابن عساکر) آپ فرماتے ہیں۔ ڈاڑھیوں کو منڈوانے اور زیادہ کترنے والوں کی اللہ تعالیٰ دُعا قبول نہیں کرتا اور نہ اُن پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور نہ اُن کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھتا ہے اور فرشتے اُنکو ملعون کہتے ہیں۔ اور وہ خدا کے نزدیک یہود و نصاریٰ کے برابر ہیں۔ واللہ اعلم (طحاوی) حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ڈاڑھیوں کو کبوتروں کی دُموں کی طرح کتر ڈالنے والوں کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ اسی طرح اُخروی نعمتوں سے بھی وہ محروم ہیں (احیاء العلوم) کل انبیاء علیہم السلام کی سنت یہی ہے کہ وہ ڈاڑھیاں بڑھاتے تھے اور مونچھیں کم کراتے تھے۔ یہ علامت ہے اسلام کی اور اسکا خلاف کرنیوالا کُل انبیاء علیہم السلام کا مخالف ہے (مسند احمد) خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک گھنی اور بہت زیادہ بالوں والی تھی (مسلم۔ ترمذی۔ نووی)۔

افسوس! آجکل مسلمانوں کو اِن شکلوں سے کیوں نفرت ہے؟ وہ آپ کے اور صحابہ کرام رضؓ کے طریقے کو کیوں ناپسند کرتے ہیں؟ ایسی شکلیں صورتیں بنا لیتے ہیں کہ بعض وقت تو مسلم غیر مسلم میں تمیز مشکل ہوجاتی ہے۔ نوجوانوں میں یہ بیماری عام طور پر پھیل گئی ہے۔ میرے بھائیو! حدیث میں ہے جس صورت پر مرو گے اُسی صورت پر قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے۔ مُنڈی ہوئی ڈاڑھی اور بڑھی ہوئی مونچھوں سے خدا کے اور اُس کے رسول کے سامنے جانے سے کیا آپکو شرم نہیں معلوم ہوگی؟ مسلمانو! اسکھوں کو دیکھو اُن کے گرو کا حکم ہے کہ جسم کے کسی حصے کے بال نہ لیں وہ کس طرح اپنے مذہب کا احترام کرتے ہیں کہ ناپاک بال بھی نہیں لیتے۔ پھر تعجب ہے کہ ایک مسلمان کے دل میں اپنے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی ذرہ بھر بھی قدر نہ ہو۔ بلکہ وہ بڑھی ہوئی ڈاڑھی اور پست مونچھ پر پھبتیاں اڑائیں آوازے کسیں۔ ملمانو! طب کی رو سے بھی ڈاڑھی منہ کی اور گلے کی بیماریوں سے بچالیتی ہے قوت کو قائم رکھتی ہے وغیرہ۔ دوستو! اپنے ہاتھوں سے اسلام کے نشان کو گرانا اپنے آپ محمدی عورت سے نفرت رکھنا ایسے دیدہ سنت کو مارنا یہ انسان کی کونسی شرافت ہے۔

مسلمانو! اِنْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ تمہارے لئے تو اچھا نمونہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ تمہیں نہیں چاہئے کہ آپکی مخالفت اور مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی موافقت کرو۔ دیکھو! آپ فرماتے ہیں جو شخص جس قوم کی مشابہت کریگا قیامت کے دن اس کا حشر انہی کیساتھ ہوگا (ابوداؤد) مرد ہوکر عورتوں کی مشابہت کرنی نہایت بے شرمی کی بات ہے۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہے اُس مرد پر جو عورتوں کی مشابہت کرے مرد کو ڈاڑھی کا منڈوانا ایسا ہی برا ہے جیسے عورت کو سر کا منڈوانا۔ بلکہ اس سے بھی بد اور بدتر۔ باوجود اسقدر وعید شدید کے پھر بھی بہتیرے مسلمان اپنی شکلوں صورتوں کو شریعت کے مطابق نہیں رکھتے۔ اکثر تو صفا چٹ کراتے ہیں اور بہت سے برائے نام کچھ بال لگے رہنے دیتے ہیں۔ پھر بعض کے پانچ بھر۔ بعض کے دو انچ۔ اور بعض فریج فیشن دُمدار ڈاڑھی رکھواتے ہیں یہ سب کے سب سنت کے مخالف ہیں چونکہ حدیث کے الفاظ اَعْفُوْا۔ وَفِّرُوْا۔ اَوْفُوْا۔ وَفِّرُوْا۔ اَرْخُوْا۔ اَوْفُوْا۔ اَرْخُوْا۔ وغیرہ ہیں۔ اور قریب قریب ان کل الفاظ کے معنے مطلقاً بڑھانے اور بالکل چھوڑ دینے کے ہیں۔ ذیل الاوطار نہایہ والے کہتے ہیں اَعْفُوْا کے معنے بالوں کو پوری طرح بڑھانے اور مونچھوں کی طرح کم نہ کرنیکے کے ہیں۔ عراقی کہتے ہیں جمہور نے اس سے استدلال کیا ہے کہ افضل بات یہی ہے کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اور اُس میں سے ایک بال بھی نہ تراشا جائے۔ امام شافعیؒ اور اُن کے ساتھیوں کا یہی قول ہے قرطبی کہتے ہیں ڈاڑھی کا مونڈھنا اکھیڑنا یا ترشوانا کچھ بھی جائز نہیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں مختار قول یہی ہے کہ ڈاڑھیوں کو یونہی چھوڑ دیا جائے اور بالکل کچھ بھی کمی نہ کی جائے۔

مسلمانوں میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ گرد دیکھئے کہ کس دھڑلے سے اس کے خلاف ہو رہا ہے۔ حنفی مذہب کی کتاب شرح قنیہ میں ہے مَنْ حَلَقَ وَقَصَّرَ لِحْيَتَهٗ لَا تَجُوْزُ اِمَامَتُهٗ وَفِيْ صَلٰوةِ نَفْسِهٖ كَرَاهَةٌ۔ یعنی جو شخص ڈاڑھی منڈوائے اور کتروائے اُس کی امامت جائز نہیں۔ بلکہ اُس کی اپنی نماز بھی مکروہ ہے۔

ڈاڑھی کو بالکل نہ کتروانا ۔ غرضکہ اصل سنت طریقہ یہی ہے کہ ڈاڑھی بالکل چھوڑ دیجائے

کہیں سے کچھ بھی کم نہ کرائی جائے بعض بعض علماء نے بقدر ایک مٹھی کے بڑھا کر زیادتی کو کتروانے کا فتویٰ دیا ہے ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ اپنی ڈاڑھی کے طول و عرض میں سے کچھ لے لیا کرتے تھے مگر یہ حدیث ضعیف ہے امام ترمذیؒ نے اسے غریب کہا ہے (ترمذی) اسکا ایک راوی عمر بن ہارون ہے جو ضعیف ہے۔ تقریب میں اسکو متروک لکھا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں عمر بن ہارون کو محدثین کی ایک جماعت نے بالکل ضعیف کہا ہے (فتح الباری) امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث سے حجت نہیں پکڑ سکتے۔ (نیل الاوطار) امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس حدیث کی کوئی اصل نہیں (ترمذی) حضرت میاں صاحب سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ واضح ہو کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ سے جو ثابت ہے وہ یہی ہے کہ ڈاڑھی کو بالکل کتانیہ چھوڑ دینا چاہیئے اور اسکے طول و عرض سے کچھ تعرض نہیں کرنا چاہیئے۔ اور کسی حدیث صحیح مرفوع سے ڈاڑھی کا ترشوانا اور بقدر ایک قبضے کے رکھنا ثابت نہیں۔ اور جامع ترمذی کی یہ حدیث ضعیف ہے (فتاویٰ نذیریہ) ہمعہ ورت ایک مٹھی بھر سے زیادہ کو کتروانے کا اگرچہ بعض علماء نے فتویٰ دیا ہے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل سے تو مطلقاً بڑھانا اور بالکل نہ کتروانا ہی ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

مونچھیں کتروانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی مونچھوں کو اچھی طرح کم نہ کرائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی نسائی) تم میں برا وہ شخص ہے جو اپنی مونچھیں اچھی طرح کم نہ کرائے۔ اور تم میں اچھا وہ شخص ہے جو اپنی مونچھیں اچھی طرح کم کرائے (دیلمی) مسلمانو! تم اپنی مونچھیں کم کرایا کرو جب بنی اسرائیل نے مونچھیں کم نہ کرائیں تو اُن کی عورتیں زناکار ہوگئیں (دیلمی) جس کی مونچھیں اچھی طرح کتری ہوئی نہ ہوں اُس کی دعا خدا کے نزدیک قبول نہیں (دیلمی) اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہیگا۔ اُسے حوض کوثر کا پانی نہ ملے گا۔ اُس پر اُس کی قبر کے اندر سخت عذاب ہوگا۔ اور منکر نکیر اُس سے غضب اور غصے کے ساتھ سوال جواب کرینگے (کرمانی) بڑی بڑی مونچھوں کو آپ نے شیطان کے سونے بیٹھنے کی جگہ فرمایا ہے۔ (دیلمی) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کا مہمان ہوا اور میری مونچھیں کچھ بڑھ رہی تھیں آپ نے اُن کے نیچے مسواک رکھ کر تیر کے پھل سے خوب مبالغہ کیساتھ کم کر دیں۔ یہاں تک کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ صاف نظر آنے لگا (ابوداؤد و بزار) مونچھوں کو اس قدر پست کرانا چاہیئے کہ ہونٹ کا زیرین حصہ صاف نظر آنے لگے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں "مونچھوں کو کتروانے میں مختار قول یہی ہے کہ اتنی پست کرائے جس سے ہونٹ کا کنارہ

صاف ظاہر ہو جائے۔ اور بالکل نہ منڈوائے۔ مونچھوں کو کم کرانے میں بھی اکثر مسلمان تساہل کرتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ بھی اصل اسلام اور عین فطرت میں داخل ہے اور اسلام کے قریباً ہر فرقے کا اس پر اتفاق ہے۔ حنفی مذہب کی کتاب فتاویٰ سراجیہ میں ہے یَنْبَغِیْ اَنْ یَّاْخُذَ الرَّجُلُ مِنْ شَارِبِہٖ حَتّٰی یَصِیْرَ مِثْلَ الْحَاجِبِ۔ یعنے مونچھوں کو اتنی پست کرائے کہ ابرو کی مانند ہو جائیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے مونچھوں کو پست کرانا اہل سنت والجماعت کی علامت ہے۔ اور ان کو بڑھانا رافضیوں کی نشانی ہے۔ بالکل منڈوانے اور دونوں باتوں میں اختیار ہونے کے جواز کی دلیلیں بھی ہیں۔ مگر احسن طریقہ وہی ہے جو ہمنے بیان کیا۔ واللہ اعلم وعلمہ اکمل واتم۔

سفید بالوں کو اکھاڑنے کی ممانعت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سفید بالوں کو دور نہ کرو۔ وہ مسلمانوں کا نور ہے۔ جو مسلمان اسلام میں بوڑھا ہوتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو اس بڑھاپے کے بدلے نیکیاں عطا فرماتا ہے اور اس کے درجات بڑھاتا ہے اور اس کی خطائیں معاف فرماتا ہے (ابوداؤد) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سفید بالوں کو سر کے ہوں یا ڈاڑھی کے نوچنا مکروہ جانتے تھے (مسلم) سفید بالوں والے مسلمان کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نور عطا فرمائیگا (ترمذی) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنے جسم پر سفید بال دیکھے تو سوال کیا کہ باری تعالےٰ یہ کیا چیز ہے۔ جواب ملا کہ یہ سبب ہے عزت وقار کا (موطا مالک) غرضکہ سفید بال سر کے ہوں یا ڈاڑھی مونچھوں کے دور کرنا ناجائز ہے۔ اس حکم میں مرد عورت سب شامل ہیں۔

خضاب کے مسائل

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہود ونصاریٰ خضاب نہیں کرتے تم ان کا خلاف کرو۔ اور خضاب لگایا کرو (بخاری مسلم) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فتح مکہ کے دن جب مشرف باسلام ہوئے اس وقت آپ نے فرمایا ان کے سر اور ڈاڑھی کے سفید بالوں کو خضاب لگاؤ (مسلم واحمد) خود آپ کبھی زرد خضاب لگاتے تھے۔ ورس اور زعفران کا (ابوداؤد) اور کبھی سرخ خضاب لگاتے تھے وسمے اور مہندی کا (احمد) زرد خضاب آپ کو زیادہ پسند تھا (ابوداؤد) مگر بالکل سیاہ خضاب سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سیاہ خضاب سے بچو (مسلم) دوسری حدیث میں ہے کچھ

لوگ آخری زمانے میں ہوں گے جو ایسا سیاہ خضاب لگائیں گے جیسے کبوتروں کے سینے سیاہ ہوتے ہیں ایسے لوگ جنت کی خوشبو تک نہ پائیں گے (ابوداؤد) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں اس حدیث کی سند قوی ہے اور ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ طبرانی اور ابن ابی عاصم میں حدیث ہے کہ سیاہ خضاب لگانے والوں کے چہرے قیامت کے دن سیاہ ہوں گے۔ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے مگر مسئلہ اس کا صحیح حدیثوں کے موافق ہے۔ امام نووی رح فرماتے ہیں وَالصَّحِیْحُ بَلِ الصَّوَابُ اَنَّہٗ حَرَامٌ یعنی صحیح بلکہ ٹھیک بات یہی ہے کہ سیاہ خضاب لگانا حرام ہے۔ عون المعبود میں لکھا ہے اِنَّ الْاَوْلٰی کَرَاھِیَتُہٗ یعنی سیاہ خضاب لگانا مکروہ ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتوے بھی یہی ہے (فتاوے نذیریہ) ایک حدیث میں سیاہ خضاب کی تعریف بھی آئی ہے اور بعض لوگوں کا یہ فتوی بھی ہے مگر یہ حدیث ضعیف ہے اس کا ایک راوی عبدالحمید اور دوسرا دفاع یہ دونوں ضعیف ہیں۔ (تقریب) واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خضاب کا نہ کرنا اور بالوں کو سفید چھوڑ دینا بھی ثابت ہے (بخاری مسلم) ابوداؤد اور نسائی میں سفید بالوں کو سفید ہی چھوڑنے کی ایک حدیث ہے۔ غرضکہ چاہے سفید چھوڑ دے چاہے خضاب لگالے بالکل سفید ہو گئے ہوں اس وقت خضاب لگانا اچھا ہے۔ واجب نہ یہ ہے نہ وہ ہے (نیل الاوطار)

سر کے بالوں کا حکم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر بڑے بڑے بال تھے۔ کبھی وہ آدھے کانوں تک ہوتے کبھی کان کی لو تک بڑھ جاتے اور کبھی مونڈھوں تک (ترمذی۔ ابوداؤد) اس سے زیادہ لمبے کرنا آپ کی سنت کے خلاف اور ممنوع ہے۔ (ابوداؤد) بالوں کے درمیان بیچ سر میں مانگ نکالنی چاہیئے (بخاری مسلم) ادھر اُدھر یا ٹیڑھی مانگ نکالنا خلاف سنت ہے۔ آپ اپنے سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں خوشبودار تیل ملتے اور کنگھی کیا کرتے تھے (بخاری مسلم) آپ نے فرمایا ہے کہ یا تو سارے سر کے بالوں کو بڑھاؤ یا سب کو منڈواؤ۔ (مسلم) مگر منڈوانے سے رکھوانا افضل بہتر ہے۔ آپ نے سوائے حج اور عمرے کے کبھی اپنے سر کے بال نہیں منڈوائے۔ (نیل الاوطار) سر کے بال برابر برابر کترنا بھی منڈوانے کی طرح جائز ہے۔ سر کے بالوں کو کہیں سے چھوٹے کہیں سے بڑے کترنا جس طرح کہ

آج کل بعض لوگ کیا کرتے ہیں حرام ہے۔ بخاری مسلم میں حدیث ہے۔ سر کے کچھ بال منڈوانا۔ اور کچھ رکھوانا حرام ہے۔ منڈوانا اور کتروانا ایک حکم رکھتا ہے۔ عورتوں کو سارے سر کے بال بھی منڈوانا حرام ہیں (نسائی) اسی طرح غم اور مصیبت کے وقت بھی سروں کا منڈوانا حرام ہے (بخاری مسلم) خلیفہ بلافصل ثانی اثنین صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ نے اپنے سپہ سالار لشکر کو حکم فرمایا تھا کہ جب تم اُن لوگوں کو پاؤ جو بیچ سر میں سے بالوں کو منڈواتے ہیں تو اُن کی اسی منڈی ہوئی جگہ پر تلوار مارنا (مؤطا مالک) بعض لوگ پیروں اور اولیا اللہ کے نام کی چوٹیاں اپنے سروں پر رکھواتے ہیں یہ اُن کی منت اور نذر ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ شرک و کفر ہے منت اور نذر و نیاز کے لائق صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہی ذات ہے۔ غیر اللہ کے لئے نذر و نیاز اور منت ماننا صریح شرک ہے۔ کتب فقہ حنفیہ میں بھی اسے شرک و کفر لکھا ہے ملاحظہ ہو (بزاریہ اور شامی وغیرہ)

خط بنوانیکے بقیہ مسائل

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بغل اور زیر ناف کے بال لینا ناخن ترشوانا فطرت اسلام سے ہے (بخاری مسلم وغیرہ) چالیس دن سے زیادہ مونچھوں کو یا ان کو چھوڑنا ممنوع ہے۔ آخری وقت چالیس دن کا ہے (مسلم) آپ ہر جمعہ کو اپنا خط بنوایا کرتے تھے (بیہقی طبرانی) جمعہ کے روز خط بنوانے والے کو اللہ تعالیٰ ہفتہ بھر تک برائی سے بچائے گا (طبرانی) اور اُس کو مونچھ کے ایک ایک بال کے کٹنے پر اللہ تعالےٰ دس دس نیکیاں عطا فرماتا ہے دس برائیاں دور کرتا ہے اور اُس کے دس درجے بلند ہوتے ہیں (دیلمی) یہ بھی یاد رہے کہ عورتوں مردوں سب کو چہرے اور پیشانی کے بال نوچنے سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ بلکہ اُن پر لعنت کی ہے اسی طرح بالوں میں بال ملانا دراز کرنے کے لئے بھی حرام ہے (بخاری مسلم) نائی کو خلاف شرع خط بنانے کی اجرت لینا منع ہے اور ایسا خط بنانا بھی منع ہے۔

لباس اسلامی

جس طرح اکثر لوگ ڈاڑھی مونچھوں کے مسائل میں سستی کرتے ہیں اسی طرح لباس میں بھی بہت سے خلاف شرع امور داخل کر لئے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہ بند یا پاجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے روز نظر رحمت سے نہ دیکھیگا۔ اور نہ اُس کو گناہوں سے پاک کرے گا۔ اور نہ اُس سے ہمکلام ہوگا۔ اور اُس کے لئے دردناک

عذاب ہیں (ابن ماجہ) ایک ایسے متکبر شخص کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا۔ جو قیامت تک دھنستا ہوا چلا جائیگا (بخاری) اور اُس ٹخنے سے نیچے کے جسم کو جہنم کی آگ لپک لیگی (بخاری) اور اُس شخص کی نہ نماز مقبول ہے نہ وضو ہوتا ہے (ابوداؤد) مردوں کے لئے آدھی پنڈلی تک ہونا افضل اور ٹخنے تک جائز ہے۔ اس سے نیچا حرام (ابوداؤد) عورتوں کو ٹخنے سے نیچے تک ہی رکھنا چاہیئے۔ کرتے کی آستینیں بھی پہنچے تک ہونی چاہئیں (ترمذی) کرتے یا پاجامے وغیرہ کپڑے کو دائیں جانب سے پہننا شروع کرے (ترمذی) اور اُتارے پہلے بائیں جانب سے (بخاری مسلم) نیا کپڑا پہنکر یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور مجھے یہ عطا فرمایا۔ حالانکہ مجھ میں اس کے حاصل کرنے کی قوت وطاقت نہ تھی (ابوداؤد) مرد کو اگرچہ وہ نابالغ ہی ہو نرے ریشم کا کپڑا پہننا حرام ہے اور ریشمی گدیوں پر بیٹھنا اور ریشمی بستر پر سونا بھی حرام ہے۔ اسی طرح سونا پہننا سونے کی چین۔ مُٹھ۔ انگوٹھی وغیرہ بھی مردوں پر حرام ہیں۔ اسکا خلاف کرنے والے مردوں پر اللہ تعالےٰ جنّت کی نعمتوں کو حرام کردیتا ہے اور اُنہیں جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں رُسوا اور ذلیل کر کے داخل کرے گا اور سخت عذاب ہوگا اُن پر اللہ تعالےٰ کی لعنتیں نازل ہوتی ہیں اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی صورتیں دُنیا میں بدل دے سور اور بندر بنادے یا اُن پر آسمان سے پتھر برسائے یا زمین میں دھنسا دے (ترغیب وغیرہ)

ریشمی گوٹ دو چار اُنگل کے برابر کنارے وغیرہ پر لگا دینا۔ ریشم کے نقش ونشان کپڑے بنانا جس کپڑے کا بانا ریشمی اور تانا کسی دوسری چیز کا ہو اُس کا پہننا شرعاً جائز ہے (مسلم وابوداؤد) ہاں عورتوں کو خالص ریشم پہننا بھی جائز ہے (ابوداؤد) مگر عورتیں ایسے ہر ایک کپڑے سے بچیں جو بہت باریک ہو جس میں سے بدن جھلکتا ہو (بخاری وابوداؤد) سفید کپڑا آپ کو بہت پسند تھا (ترمذی) مگر رنگین بھی گاہ بگاہ استعمال کرتے تھے (بخاری مسلم) کسوبنی رنگ کا کپڑا مَردوں کو پہننا ٹھیک نہیں (مسلم) عورتوں کو جائز ہے (ابوداؤد) عمامہ باندھنا افضل ہے۔ (بیہقی) مسلمانوں اور مشرکوں میں یہ فرق ہے کہ مسلمان ٹوپیوں پر عمامے باندھتے ہیں (ترمذی) ایسا لباس پہننا جو بالکل غیر مذہب والوں کے مشابہ ہو حرام ہے (ابوداؤد) کرتے کی آستینیں بھی پہنچے سے آگے نہ لٹکائے (ترمذی)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیوند والے کپڑے بھی پہنتے تھے اپنے پھٹے ہوئے کپڑے

پر خود ہی پیوند لگا لیتے تھے۔ اپنے کپڑے آپ ہی اپنے ہاتھ سے دھو لیتے تھے۔ بہت چمکدمک والے کپڑے آپ کو پسند نہ تھے۔ آپ عموماً ایک چادر سے تہمد باندھ لیتے تھے۔ اور ایک اوڑھ لیا کرتے تھے۔ بخل کرکے باوجود ہونے کے میلے کچیلے قابلِ نفرت لباس رکھنے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناراض ہو جاتے تھے۔ بلکہ آپ کا فرمان ہے کہ جب کسی کو خدائے تعالیٰ اپنی نعمت عطا فرمائے تو چاہتا ہے کہ اُس کا اثر بھی اُس پر ظاہر ہو (نسائی) عورتوں کو مہندی لگانا جائز ہے۔ مردوں کو منع ہے۔ عورتوں کو خوشبو لگا کر پرائے مردوں کے مجمع میں جانا منع ہے۔ چیتوں اور حرام درندوں کی کھالوں پر بیٹھنا ممنوع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ اور سیاہ رنگ کے کپڑے بھی استعمال کئے ہیں (مشکوٰۃ) عورتوں کو چاندی سونے کے زیور حلال ہیں۔ مردوں پر حرام ہیں۔ ہاں چاندی کی انگوٹھی چین ٹین جائز ہیں۔ حضورؐ کی چاندی کی انگوٹھی تھی جسے آپ اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں پہنتے تھے (مسلم) شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں انگوٹھی پہننا منع ہے۔ (مسلم) بجنے والے زیور عورتوں کو بلکہ بچیوں کو بھی منع ہیں۔ (ابو داؤد) دائیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی پہننا ثابت ہے (ابو داؤد) ترمذی کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو سوتے وقت اپنی آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ ہر آنکھ میں تین تین سلائیاں کسی کے دیکھتے ہوئے ننگا ہونا مرد عورت ہر ایک پر حرام ہے۔ جاندار تصویروں والا کپڑا پہننا حرام ہے۔ اسی طرح مکان کو ایسی تصویروں سے سجانا خدا کو ناراض کرنا اور اس کی رحمت سے محروم رہنا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایسی جگہ رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

خاتمہ مسلمانو! ہم نے محض آپ کی خیر خواہی اور اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے لئے یہ مسائل آپ کے گوشگذار کئے ہیں آپ کے دل محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عبودیت خدائے تبارک وتعالیٰ سے لبریز ہونے چاہئیں اور ہر فرمانِ مصطفوی صلعم کے سامنے آپکے سر خم ہو جانے چاہئیں آپکو چاہیے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کل فرمانوں کو اپنا دستور العمل بنالیں اور اس عاجز کو بھی دعائے خیر سے فراموش نہ کریں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

الراقم:۔ عاجز محمد بن ابراہیم جونا گڈھی ثم الدھلوی

کلام اللہ شریف کو خوب ذہن نشین کر دینے والی معتبر اور مفصل تفسیر

ہمارا خیال ہے کہ دنیا کے ایک مسلمان کو بھی اس میں اختلاف نہ ہوگا کہ سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ مفید اور سب سے زیادہ قرآن کریم کو سمجھا دینے والی تفسیر "تفسیر ابن کثیر" ہے۔ یہ سلف کی تفسیر ہے اور اس کے بعد کی کل تفسیریں اسی سے ماخوذ ہیں۔ آٹھ جلدوں میں ہے اور کلام اللہ کی خوب کھول کھول کر تشریح کی ہے۔ پہلے تو کلام اللہ کی تفسیر خود کلام اللہ سے کرتے ہیں پھر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سے پھر تابعین مجتہدین محدثین کے اقوال سے۔ مسائل جو آتے ہیں انہیں خوب تفصیل سے دلیلوں سمیت بیان کرتے ہیں۔ ہر حدیث اور آثار کے حوالے دیتے ہیں۔ علما طلبا عوام خواص کوئی ایسا نہیں جسکو یہ تفسیر بکساں فائدہ نہ دے۔ اسکا ترجمہ کوئی آسان امر نہ تھا لیکن خدا مولانا محمد صاحب کی عمر میں برکت دے اور آپکی مخلصانہ دینی خدمات کو قبول فرمائے آپنے اس ضرورت کو محسوس کر کے ہندوستانی مسلمانوں کو قرآن کا مطلب سمجھانیکے لئے اس مبارک تفسیر کا ترجمہ اردو میں شروع کر دیا اور پھر باوجود مکمل ایک ایک لفظ کا ترجمہ ہونیکے طرز ایسی رکھی کہ بظاہر وہ کسی کتاب کا ترجمہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ خود ایک مستقل تصنیف معلوم ہوتی ہے۔ ایک تو تفسیر اسپر مولانا کا دلکش طرز ادا اور تس پر دہلی کی شستہ اور شائستہ زبان سونے پر سہاگہ ہوگیا ہے۔ اسوقت اسکے سترہ پارے خدا کے فضل سے چھپ چکے ہیں۔ ہر پارہ اس کتاب سے دو فی تقطیع کے سو سو۔ سوا سو صفحات پر ہے۔ باقی پارے زیر طبع و ترجمہ ہیں جو انشاء اللہ عنقریب چھپ جائیں گے۔ نام اس کا "تفسیر محمدی" رکھا ہے۔ ہدیہ ہر پارے کا الگ الگ ملاحظہ ہو۔ ایکساتھ سب پارے منگوانے والے اصحاب کیساتھ کچھ رعایت اور کمی بھی کر دیجائیگی۔

تفسیر محمدی اردو پارہ اول پونے دو روپے۔ پارہ دوم سوا روپیہ۔ پارہ سوم ایکروپیہ۔ پارہ چہارم ایکروپیہ دو آنے۔ پارہ پنجم سوا روپیہ۔ پارہ ششم ایکروپیہ دو آنے پارہ ہفتم ایکروپیہ ۷ پارہ اکیس ایکروپیہ دو آنے پارہ بائیس ایکروپیہ دو آنے۔ پارہ تیئیس ایک روپیہ پارہ چوبیس ایکروپیہ۔ پارہ پچیس ایکروپیہ۔ پارہ چھبیس سوا روپیہ۔ پارہ ستائیس سوا روپیہ۔ پارہ اٹھائیس ایکروپیہ پانچ آنے۔ پارہ انتیس سوا روپیہ پارہ تیس ایک روپیہ پہنچا۔

اگر آپ قرآن کی تلاوت میں خدائے پاک سے باتیں کرنے کا لطف حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس تفسیر محمدی کو آج ہی منگا لیجئے۔ المشتہر مینیجر اخبار محمدی دہلی

ملنے کا پتہ:-

دفتر اخبار محمدی۔ باڑہ ہندو راؤ دہلی

حضرت مولانا مولوی محمد صاحب کی دیگر تصانیف

صلوٰۃ محمدی - وضو تیمم، نماز پنجگانہ، جنازہ، تراویح، تہجد، عیدین وغیرہ کے احکام ۳ر صیام محمدی رمضان لیلۃ القدر، اعتکاف، صدقۃ الفطر، نفلی فرضی روزوں کے مسائل وفضائل ۳ر حج محمدی حج کی فضیلت، ترک حج اور التواء کا گناہ ۱ر سیرۃ محمدی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی معتبر سوانح علامہ ابن جریر طبریؒ کے قلم سے اصلی عربی ۸ر اردو ترجمہ ۱۲ر ہر دو ایکساتھ ۱ر معراج محمدی حضورؐ کی معراج جسمانی۔ ماہ رجب کی بدعتوں کا رد ۱ر سیف محمدی حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب درمختار کے پچاس مسائل جو بالکل غلط ہیں اُنکے جتنے جواب حنفیوں نے دیئے تھے اُن سب کا جواب الجواب اور ان مسائل کی پوری تردید ساتھ ہی فقہ وحدیث کا مقابلہ دکھانیکے لئے فقہ کے ایسے ہی تقریباً چھ سو مسائل قیمت ۱ر توحید محمدی قبوں، پکی و اونچی قبروں اور قبروں کے بنانیکی ممانعت ۳ر زکوٰۃ محمدی زکوٰۃ اور نفلی خیرات کے کل مسائل ۳ر میلاد محمدی مولود، مرثیہ اور قیام مولود کی تردید میں پچاس دلیلیں ۳ر درایت محمدی حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی غلطیوں کا بیان ۱۲ر برأت محمدی حسن نظامی کے رسالہ ناداں وہابی کا رد ۱ر برہان محمدی امام سبکیؒ کے رسالہ جزء رفع الیدین کا عربی سمیت اردو ترجمہ ۱۲ر دلائل محمدی حصہ اول۔ آمین، رفع الیدین سورۂ فاتحہ کا حنفی مذہب کی اعلیٰ کتابوں سے ثبوت وغیرہ ۳ر دلائل محمدی حصہ دوم۔ ان تینوں مسائل میں جتنی دلیلیں حنفیوں کی ہیں سب کی لاجواب تردید ۸ر عقیدۂ محمدی اہلحدیث کے صحیح اور حقیقی مذہب کا بیان جو تہمتیں اور الزام ان پر لگائے جاتے ہیں ان سب کی تردید ۱ر امام محمدی امام ابوحنیفہؒ کی پوری سوانحعمری اور آپ پر دیگر ائمہ نے جو جرح کی ہے اس کا تفصیلی بیان عربی ۳ر اردو ترجمہ ۱۲ر طریق محمدی تقلید کی تردید میں چھ سو ساٹھ دلیلیں ۱ر ہدایت محمدی حنفی مذہب فقہ کی کتاب ہدایہ کے ایک سو غلط مسائل کا مجموعہ ۲ر ایمان محمدی ایمان کی ستتر شاخوں کا مفصل بیان ۱۔ ر حقوق محمدی آنحضرت صلعم کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کی رد میں چالیس دلیلیں ۱ر صراط محمدی ہر قسم کے شرک کی حنفی مذہب سے تردید ۱ر عقائد محمدی حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی عقائد کے بارے میں بیش بہا اور نفیس ترکتاب عربی مع اردو ترجمہ ۱۲ر انعام محمدی عید الفطر کا مفصل بیان ۱ر تحفۂ محمدی بقر عید کے مسائل وفضائل اور قربانی وغیرہ کا مفصل بیان ۱ر آئینۂ محمدی ۱ر فرمان محمدی قبروں کی بدعتوں کی تردید ۱ر **اخبار محمدی** ہر سچے مسلمان کو ڈھال تلوار کا کام دینے والا، مذہب اہلحدیث یعنی قرآن وحدیث کی اشاعت حمایت اور خدمت کرنے والا، دقیقہ صحیح مسائل بیان کرنیوالا۔ اہلحدیث پر سے بیجا تہمتوں اور عوام الناس کی بدظنیوں کو دور کرنیوالا، شرک وبدعت اور رسومات مروجہ کی تردید کرنیوالا، مخالفین اسلام کا جواب دینے والا۔ فقہ اور حدیث میں فرق ظاہر کرنیوالا، پندرہ روزہ اخبار قیمت سالانہ تین روپے۔

نوٹ:۔ اس اخبار میں تفسیر محمدی بھی شائع ہو رہی ہے جو بہترین صحیح اور مطابق سلف مطول اور عمدہ تفسیر ہے۔

اخبار کا نمونہ مفت۔ منگانے کا پتہ:۔ **دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی**

أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ

کیا تم اعلےٰ درجے کی چیزوں کے بدلے ادنیٰ درجے کی چیزیں لینا چاہتے ہو؟

افسوس ہے اُن پر جو قرآن حدیث کا اعلیٰ طریقے کو چھوڑ کے ملکی رسم و رواج کو ادنیٰ طریقے کو لیں۔

خدائے تعالیٰ رحمان و رحیم کے فضل و کرم سے یہ رسالہ مصنفہ

حضرت مولانا مولوی محمد ضامدرس مدرسہ محمدیہ و ایڈیٹر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی

بنام

درودِ محمدی

جس میں مروجہ فاتحہ کی اور تیجے دسویں بیسویں چالیسویں ششماہی برسی عرس جمعرات چاند رات شب برات تبارک نذر نیاز غیر اللہ وغیرہ غرض موت کے بعد کی کل رسموں کی تردید قرآن حدیث اجماع قیاس صحابہ تابعین تبع تابعین محدثین مجتہدین چاروں اماموں اور چاروں مذہبوں سے سینکڑوں دلیلوں سے تفصیل وار کی گئی ہے! اور جتنی دلیلیں ان کاموں کے کرنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ ہر ہر دلیل کے کئی کئی لاجواب جواب دیئے ہیں۔ امید ہے کہ اس رسالے کو انصاف سے دیکھنے والے ان بدعتوں اور فضول خرچیوں سے ضرور بچ جائیں گے

بماہ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ ہجری کو

جبہ برقی پریس دہلی میں چھپا

ملنے کا پتہ مؤلف اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی

نوٹ: یہ رسالہ ایک روپے سے کم قیمت نہ ہوگی

اخبار محمدی

اگر آپ قرآن و حدیث کی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کو سچی توحید اور خالص سنت کی اشاعت کا شوق ہے۔ اگر آپکو مذہب اہلحدیث کی وسعت اور عالمگیری کی امنگ ہے۔ اگر آپ شرک و بدعت کی جڑیں کھوکھلی کرنی اور رسوماتِ مروجہ کی بنیادیں اُکھیڑ پھینکنی چاہتے ہیں۔ اگر آپ اصلِ اسلام کی نگہبانی اور سنتِ رسولؐ کی پاسبانی کی دُھن میں ہیں تو آپ "اخبار محمدی" منگوائیں۔ جو حضرت مولٰنا مولوی محمد صاحب جونپوری کی زیرِ ایڈیٹری نکل رہا ہے۔

کیا یہ کم حیرت و استعجاب کی بات ہے کہ آپ اپنے اُس مبلغ کا خیر مقدم نہ کریں؟ جو دنیا کے اس سرے سے لیکر اُس سرے تک آپکے مذہب کی تبلیغ کرتا پھرے۔ جو حدیث اور اہلحدیث کا حامی ہو جس فرقے اور جس علم کی فضیلت، تمام دُنیائے اسلام کو مسلم ہے۔ میں تو کہونگا کہ اس دینی پرچہ کی حمایت اعانت اشاعت آپ پر بحیثیت ضروری ہے۔ آج جبکہ باطل فرقے بھی اپنے عقائد دوسروں کو گھول گھول کر پلا رہے ہیں آپ حدیث اور علم حدیث اور اہلحدیث کے خادم "اخبار محمدی" کیطرف توجہ فرمائیں۔ کیسقدر تعجب خیز امر ہے؟ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کتاب احمد و محمدی جیسے تازہ ترمضامین ہمیشہ ہر وقت دیکھتے رہیں، حدیث و فقہ کا فرق ہر وقت آپ پر واضح ہوتا رہے۔ سنت کی ترغیب اور بدعت سے ترہیب آپ ہر وقت کرتے رہیں۔ تو آپ "اخبار محمدی" کو ملاحظہ فرماتے رہا کریں۔ قرآن و حدیث کی خدمت و حمایت اعانت و اشاعت کرنیوالا۔ مخالفینِ اسلام کو مدلل جواب دینے والا، رسوماتِ غیر شرعیہ سے مسلمانوں کو روکنے والا، جماعت اہلحدیث پر سے بیجا تہمتوں اور عوام الناس کی بدظنیوں کو دور کرنیوالا۔ اور اہلحدیث جماعت کے صحیح اور ٹھیٹھ عقائد بیان کرنیوالا۔ اہلحدیث کے سچے مذہب قرآن و حدیث کو بہترین طریقہ سے مخلوقِ خدا کے سامنے پیش کرنیوالا۔ وقتیہ صحیح مسائل برموقعہ بیان کرنیوالا۔ اہلحدیثوں پر جو اعتراض ہوں انکی جو مخالفت کیجائے اُسکا صحیح بادلیل زوردار اور چٹا تُلا جواب دینے والا۔ غیر خدا کی عبادت کے جھنڈوں اور غیر نبی کی اطاعت کے نشانوں کو اوندھے منہ گرانیوالا۔ عوام الناس کا اُستاد۔ طالب علموں کا سہارا۔ علماء کا بہترین رفیق "اخبار محمدی" ہے۔ اس میں علماء کرام کے کارآمد مضامین۔ شرعی نظمیں۔ ملکی مسائل اور سچی خبریں بھی ہوتی ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ اور خوشنما ہے اور ہر پندرھویں دن ٹھیک وقت پر نکلتا رہتا ہے اس کے ساتھ ہی تفسیر محمدی بھی چھپتی رہتی ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت سال بھر کی صرف تین روپے مقرر ہے۔

منگانیکا پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی

بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

حمدِ خدا تعالےٰ

روئے زمین کے درختوں کی قلمیں بنا کر اور روئے زمین کے پانیوں کی روشنائی گھول کر بھی اگر رب العالمین معبودِ برحق کی حمد و ثنا لکھی جائے۔ تو قلمیں گھس جائیں گی۔ سیاہیاں ختم ہو جائیں گی۔ لیکن رب کے پیارے اور نہ ختم ہونے والے اوصاف کبھی ختم نہ ہوں گے۔

دنیا کی عمر کے برابر عمر پا کر بھی اگر کوئی شخص خدا کی اَن گنت اور بے شمار نعمتوں میں سے ایک نعمت کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہے تو ناممکن۔ ہر ہر سانس پر رب کی تسبیح و تکبیر پڑھتا رہے مگر اُس کی پاکیزگی اور بڑائی کے مقابلے میں پھر بھی کچھ نہیں۔ ہواؤں میں اُڑنے والے پرند۔ سوراخوں میں رہنے والے جانور۔ گردن جھکائے چلنے والے چوپائے۔ زمین پر رینگنے والے کیڑے۔ گھنے جنگلوں میں بادشاہت کرنے والے درند۔ سر فلک پہاڑوں کی چوٹیاں۔ بچھی ہوئی اور پھیلی ہوئی زمین۔ روانی سے بہتے ہوئے دریا۔ موجیں مارنے والے سمندر۔ خاموش درخت۔ با ادب فرشتے۔ ناری اور ترابی مخلوق۔ زمانے بھرتی ہوئی طاقت دار ہوا۔ اونچا اور جھکا ہوا آسمان۔ چمکتے ہوئے ستارے اور سورج چاند۔ ہاں کائنات کا ایک ایک ذرہ۔ جس کی تعریفوں کے بیان میں مشغول ہے۔ وہ ذاتِ اقدس الٰہ العالمین اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہی ہے۔

سب اُس کے محتاج اور وہ سب سے بے نیاز۔ سب اُس کا دیا کھانے والے۔ اور اُس کا ہاتھ تکنے والے۔ کسی کو ایک پھٹکنا پھڑکانے کی۔ ایک سانس لینے کی۔ بلکہ منہ پر سے مکھی اُڑانے کی طاقت نہیں۔ اُس کی عظمت کے سامنے سب دبکے ہوئے۔ اُس کے دبدبے کے سامنے سب دست بستہ۔ کونسا دل ہے جس میں اُس کی ذات سے امیدیں بندھی ہوئی نہ ہوں؟ کونسا دل ہے جو اُس کے خوف سے خالی ہو؟ سب کا خالق سب کا مالک سب کا رازق وہی۔ عزت ذلت کا دھنی۔ امیری غریبی پر قادر۔ سارے ملک کا تنہا مالک۔ مارنے جلانے والا۔ تندرست بیمار کرنے والا۔ بھوک کے وقت نرم و گرم غذا دینے والا۔ پیاس کے وقت سرد و خنک پانی دینے والا۔ سوتے ہوؤں کی حفاظت کرنے والا وہی ہے۔

جس کا علم محیطِ کُل۔ جس کی قدرت ہر چھوٹے بڑے پر۔ جس کی سمع و بصر ادراک سے دور۔ جو پانی کو بخار کر دینے پر۔ جو آگ کو باغ کر دینے پر۔ جو دشمن کو دوست کر دینے پر۔ جو رحمت کو رحمت

کر دینے پر قادر ہے۔ وہ وہی ہے جس کی سلطنت آسمان و زمین پر ہے۔ جس کا حکم ہر شے پر ہے۔ جس کا کوئی ارادہ مراد سے جدا نہیں۔ جس کا کوئی حکم ٹلتا نہیں جس کا کوئی فرمان بدلتا نہیں جس کا نہ کوئی وزیر ہے نہ مشیر۔ جس کا نہ کوئی ضد ہے نہ ند جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ ساجھی جس کی نہ اولاد نہ ماں باپ جس کی نہ قوم نہ برادری جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہیگا۔

پھولوں میں خوشبو اُس کی دی ہوئی۔ منظروں میں دلفریبی اُس کی رکھی ہوئی۔ چہروں میں خوبصورتی اُس کی پیدا کی ہوئی۔ میاں بیوی میں۔ اولاد اور ماں باپ میں محبت اُس کی رکھی ہوئی پھلوں میں ذائقہ اُس کا دیا ہوا۔ پتیوں میں رنگ اُس کا بھرا ہوا۔ دریاؤں میں روانی اُس نے دی سورج چاند میں روشنی اُس نے دی۔ زبان کو بولنے کی۔ آنکھوں کو دیکھنے کی۔ کانوں کو سُننے کی۔ دل کو سمجھنے کی۔ ہاتھوں کو پکڑنے کی۔ پاؤں کو چلنے کی معدے کو ہضم کرنے کی طاقت اُسی نے دی ہے۔

وہ بے شمار نعمتیں ہمیں دے چکا لیکن اُس کے خزانے ویسے ہی بھرپور ہیں۔ جیسے ان نعمتوں کے دینے سے پہلے تھے۔ ہم اَن گنت نعمتیں اُس سے لے چکے لیکن ہماری محتاجی ویسی ہی ہے جیسی ان نعمتوں کے ملنے سے پہلے تھی۔ نہ کبھی اُس کی بے نیازی ختم ہو نہ کبھی ہماری محتاجی ختم ہو سب کی سُننے والا۔ گنہگاروں پر بھی شفقت رکھنے والا کسی کو اپنے در سے محروم نہ پھیرنے والا۔ گرے پڑوں کو سہارا دینے والا ضعیفوں اور عاجزوں کی فریاد رسی کرنے والا مصیبتوں میں کام آنے والا۔ بے موسم کے پھل دینے والا۔ بڑھاپے میں اولاد دینے والا۔ مُردوں کو زندہ کر دینے والا دور و نزدیک کی سُننے والا۔ وہی ہے۔

وہ کون ہے؟ جو تم پر تم سے زیادہ مہربان ہے؟ وہ کون ہے؟ جس نے ماں کے پیٹ میں تمہاری پرورش کی؟ وہ کون ہے؟ جس نے دنیا میں آنے سے پہلے تمہاری خوراک ماں کے سینے میں جمع کر دی؟ وہ کون ہے؟ جس نے آنکھ ناک کان اور زبان تمہیں دی؟ وہ کون ہے؟ جو تمہیں کھلاتا پلاتا ہے۔ سُلاتا جگاتا ہے؟ بیوی بچے دوست احباب کس نے دیئے؟ آسمان سے پانی اتارنا۔ زمین سے اناج اگانا۔ کس کے ہاتھ ہے؟ اُسی کے جس کا عرش آسمانوں پر ہے۔ جس کا حکم ہر جگہ ہے۔ جس کی سلطنت چپے چپے پر ہے۔ اُسی کا نام اللہ ہے۔ وہی رحمان ہے وہی رحیم ہے۔ وہی رب العالمین ہے۔ وہی عبادتوں کے لائق ہے۔ ؎

گلگشت کروں کہ سیرِ عجرا دیکھوں ❊ یا معدن و کوہ و دشت و دریا دیکھوں؟

ہیں چار طرف ترے ہزاروں جلوے ∴ حیران ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں؟
تَبَارَكَ اسْمُهٗ۔ وَتَعَالٰى جَدُّهٗ۔ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ۔

نعتِ مصطفےٰ ﷺ

دُنیا میں رحمت بن کر آنے والا۔ بھٹکتے ہوؤں کو راہ پر لگانے والا۔ رب کا پیارا۔ اُمت پر مہربانیوں والا۔ خدا کا کلام لانے والا۔ رب کا پیام سنانے والا۔ نبیوں میں سردار بننے والا۔ غیروں کا غم کھانے والا۔ دشمن پر رحم کرنے والا۔ بدخواہ کی خیرخواہی کرنے والا۔ غریبی کو امیری پر۔ فقیری کو بادشاہی پر ترجیح دینے والا۔ بوریہ نشینوں کو تختِ سلطنت دلوانے والا۔ گدڑیوں کو عالم کا سلطان بنانے والا۔ اُمیوں کو علما کا اُستاد بنانے والا۔

ظلمت کو نور سے۔ کفر کو ایمان سے۔ بُرائی کو بھلائی سے۔ بدی کو نیکی سے۔ رات کو دن سے خزاں کو بہار سے۔ اندھیرے کو روشنی سے۔ شرک کو توحید سے۔ بدخصلتی کو خوش خلقی سے بدلنے والا۔ معراج کو جانے والا۔ معجزے دکھانے والا۔ رحمۃ للعالمین لقب پانے والا ساری دنیا کی طرف بھیجا جانے والا۔ دُنیا کو آباد کرنے والا۔ ویرانوں کو بسانے والا۔ کفر کو توڑنے والا۔ اسلام کو پھیلانے والا۔ نیکی کی نیو رکھنے والا۔ خوش اخلاقیوں کا رواج دینے والا۔

رحمت کا نشیمن۔ معرفت کا معدن۔ علم کا برتن۔ احسان کا مخزن۔ وہ جسنے پیتل کو سونا بنایا۔ وہ جس نے قلعی کو چاندی کردی۔ وہ جس نے خدا کی سلطنت پھیلائی۔ وہ جس نے رب کی منادی سُنائی۔ وہ جس نے حقانیت کی آواز لگائی۔ باطل کی طاقتوں کو جس نے میٹ دیا۔ مغروروں کے غرور ڈھا دئے۔ باطل کے جھنڈے اُکھاڑ دئے۔ کفر کی قلعی کھول دی۔ شیطاں کو منہ چھپاتے ہی بنی۔ ضلالت کو منہ کی کھانی پڑی۔ شرک کو جان کھونی پڑی۔ بداخلاقی کا نام نہ رہا۔ گناہوں کا کام نہ رہا۔ جہالت کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ بُرائیوں کے دیے بُجھ گئے۔ دھوکہ بازیوں کے چراغ گُل ہوئے۔ بُت اوندھے منہ گرے۔ شراب خانے ویران ہوئے۔ قمار خانے خراب ہوئے۔ اڈے اُٹھ گئے۔ بُت خانے اجڑ گئے۔ صلیبیں اتر آئیں۔ رسم و رواج کے طوق الگ ہوگئے۔ آبائی طریقے اُٹھ گئے۔ رحمت کی بدلیاں چھا گئیں۔ فضل کی بارش برسنے لگی۔ لطف و کرم کا ایک نیا آسمان بنا۔ فیض و برکت کی نئی زمین قائم ہوئی۔ کفر کے لشکر ہلاک ہوئے۔ باطل کی دسیلیں ٹوٹیں۔ شیطانی فوجیں بھاگیں۔

ہاں وہ جس کی آمد نے دنیا کو لرزہ براندام کر دیا۔ ایک ایک دل میں جس کی دہشت سما گئی ایک ایک پتہ پتہ بن گیا۔ ہر ایک بید کی طرح تھرتھرانے لگا۔ صرف رعب سے جی بیٹھا جانے لگا۔ جس کی شریعت صاف تھی۔ جس کی فطرت نیک تھی۔ جس کی عصمت خدا کے ہاتھ تھی۔ جس کی نیکی عام تھی۔ جس کے کلام میں شیرینی تھی۔ جس کے چہرے پر نورانیت تھی۔ جس کے دل میں پاکیزگی تھی۔ جس کا سینہ کھلا ہوا تھا۔ جس کی سخاوت بڑھی ہوئی تھی جس کی شجاعت بے نظیر تھی۔ جس کی حقانیت کھلی ہوئی تھی۔ جس کی راہ خطرے سے خالی تھی۔ جس پر خدا کی وحی آتی تھی جس کے گھر خدا کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں۔ جو گناہوں سے معصوم تھے۔ جو خدا کی طرف سے محفوظ تھے۔ جن کے ساتھ آسمانی لشکر تھے۔ جن کی صحبت میں خدا کے چیدہ بندے تھے۔ جن کی زبان پر خدا بولتا تھا۔

سارے عالم کے افسر۔ صاحبِ حوض و کوثر۔ سرورِ رسولاں۔ شاہِ انس و جاں۔ یاسمینِ چمنِ محبوبیت۔ اورنگ نشینِ انجمنِ مقبولیت۔ بدرالدجیٰ۔ شمس الہدیٰ۔ یگانۂ ہر بیگانہ۔ سُمائے ہر خانہ۔ زہد و قناعت میں بے بدل۔ صبر و استقامت میں ضرب المثل۔ مقربِ بارگاہِ ربانی مخزنِ کمالاتِ انسانی۔ لطفِ ربانی سے مسرور۔ نظرِ صمدانی کے منظور۔ متواضع بے نظیر محبِ فقر و فقیر۔ اکرامِ خداوندی سے سرفراز۔ منصبِ نبوتِ عامّہ سے ممتاز۔

کون؟ وہ جس کی آمد کی بشارت ہر نبی نے دی۔ کون؟ وہ جس کی آمد کی خبر ہر کتاب میں لکھی گئی۔ کون؟ وہ جس کا نام آج پچھتر کروڑ انسانوں کی زبانوں پر ہے۔ کون؟ وہ جس کی رسالت کی گواہی بلند میناروں پر گونج رہی ہے۔

اے رب العالمین تو اس رحمۃ للعالمین پر اپنے بیشمار درود و سلام نازل فرما۔ اے ہر جاندار کے مالک تمام انس و جن کی طرف آنے والے اپنے اس نبیؐ پر اپنے کروڑوں درود و سلام نازل فرما۔

ے۔ گل ہے اگر بدن تو پسینہ گلاب ہے صلِّ علیٰ وہ جسم رسالت مآب ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عرضِ حال

ے۔ ناز بھی ہوتا رہے ہوتی رہے بیداد بھی
سب گوارا ہے اگر سنتے رہو فریاد بھی

وہ کونسا دن گذرتا ہے کہ سورج چڑھ کر ڈوب جائے اور اہلِ حدیث کو بعض برادرانِ

احناف کی طرف سے کوئی جدید تحفہ نہ ملے۔ جس طرح ہندوؤں نے اپنا ایک کوٹ ورڈ گائے کو ٹھہرالیا ہے۔ جہاں آواز نکلی کہ "گئو ماتا" وہیں تمام ہندو جمع ہو گئے۔ اسی طرح ہمارے ان حنفی بھائیوں نے بھی ایک کوٹ ورڈ بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی ایک کے منہ سے نکلا کہ "وہابی" وہیں ایسے تمام حنفی اکٹھے ہو گئے۔ جاہ و بیجا کا کوئی سوال نہیں۔ حق و ناحق کی کوئی تلاش نہیں، گائے کھانا اُن کے نزدیک وہ جُرم ہے جس کے برابر کا کوئی جرم نہیں۔ ترکِ تقلید ان کے نزدیک وہ جرم ہے جس کا ہم وزن شرک و کفر بھی نہیں۔ ہم یہ تو ہرگز نہیں کہیں گے کہ گالیاں کا جواب گالیوں سے دیا جائے۔ لیکن ہمیں یہ بھی گوارا نہیں کہ منہ میں گھنگھنیاں بھر کر گونگے شیطان بن جائیں۔ لوگ غلط مسائل کو لیکر غل مچائیں اور ہم سچے مسائل کی اشاعت سے بھی قلم روک لیں۔ لوگوں سے اسقدر ڈریں دبیں کہ خدا کا خوف بھی اتنا نہ ہو۔ اُن کی زیادتی تعداد سے مرعوب ہو کر کونے کھدرے ڈھونڈتے پھریں۔ جس دل میں غیرت نہیں اُس دل میں ایمان نہیں۔ جس میں حق گوئی کی جرأت نہیں اُس میں نورِ اسلام نہیں۔ اسلامی حمیت اگر ہم میں نہ ہو تو ہمیں اپنی آخرت کا نوحہ کرنا چاہیئے، خود داری اور خدا پرستی کا جذبہ اگر ہم فنا کر چکے ہیں تو ہمیں اچانک مٹ جانے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے ؎

آج کیا پھرتی ہے بُلبل گل پہ اترائی ہوئی ؛ کل تو ہو گی پنجۂ صیاد میں آئی ہوئی

وہ قوم زمین کی پیٹھ کے لائق نہیں جس کے افراد بزدل اور پست ہمت ہو گئے ہوں جن میں سے اشاعتِ مذہب کا ولولہ اُٹھ گیا ہو۔ جو دوسروں کے فضول اعتراضات سُن کر جو دوسروں کو روزانہ غلط حملے کرتے ہوئے دیکھ کر بھی دم بخود ہوں۔ اور مارے خوف و دہشت کے چوں بھی نہ کرتے ہوں۔ اہلحدیث بھائیو! جاگو! نہ لڑو نہ گالیاں دو نہ اُلجھو نہ لٹو۔ مگر حق گوئی سے نہ رکو۔ اعتراضات کو ہٹاؤ۔ حق کی تبلیغ کرو۔ قرآن و حدیث لوگوں کے سامنے رکھو۔ اور سُنّت کو ظاہر کرو۔ پھر دیکھو تو سہی کہ کس طرح آسمانی مدد تم پر نازل ہوتی ہے پوری بستی میں سارے شہر میں اگر ایک شخص بھی توحید و سنّت کا پابند ہے تو وہ اپنے تئیں کمزور نہ سمجھے اس لئے کہ وہ اکیلا نہیں اُس کے ساتھ اُس کا دوسرا خود خدا ہے ؎

اے مسلم بیدار جہاں کو بھی جگا دے ؛ جو آگ ترے دل میں ہے ہر دل کو لگا دے

کیا آپ بھول گئے؟ کہ جب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم تن تنہا صرف اپنے یارِ غار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ غار میں تھے اور اہلِ مکہ آپ کی تلاش میں تھے اور سر پر آ پہنچے تو صدیق اکبرؓ

فرماتے ہیں حضورؐ غضب ہو گیا اب پکڑ لئے گئے بُرا ہوا۔ اپنی کمزوری ناطاقتی بے کسی اور بے بسی پر آزردہ ہونے لگے۔ کہ خدا کے رسول رسولوں کے سرتاج صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے ایک آواز نکلتی ہے جو کرۂ ارض کو ہلاتی ہوئی فضاءِ آسمانی میں گونجتی ہوئی عرش عظیم تک پہنچتی ہے اور صدیق اکبرؓ کے دل کو ڈھارس کمر کو قوت کلیجے کو ہمت اور ایمان کو نورانیت بخشتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے مَاظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا ابوبکر! اُن دو کو کیا سمجھتا ہے جن کا تیسرا خود خدا ہو؟ کیا جس کی مدد پر خدا ہو اُسے بھی کوئی پامال کر سکتا ہے؟ کیا جس کے ساتھ رب ہو اُس کا بھی کوئی نقصان کر سکتا ہے؟" ساری خدائی اک طرف، فضل الٰہی اک طرف" ؎

تازہ ہے چمن عبدِ خدا لئے دو جہاں کا ❊ کچھ دخل نہیں گلشنِ قدرت میں خزاں کا

دوستو! دلوں کو ہیبتِ خدا سے آشنا پیدا کر لو کہ دوسرے کی ہیبت کے لئے اُس میں جگہ نہ رہے۔ محبتِ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو دل کے کونے کونے میں جما لو کہ پھر کسی کی حُب میں آ کر سنتِ رسولؐ ترک نہ ہو۔ نماز روزے کی طرح توحید و سنت کی اشاعت اپنے ذمہ ضروری جانو جو جہاں ہو اور جتنا امکان ہو تبلیغ دین میں کوتاہی نہ کرے۔ صرف نام رکھ لینے سے کام نہیں چلتا بے جھجک اور بے خوف ہو کر اللہ کے بندوں کو خدا کی چوکھٹ پر لا جھکاؤ۔ امتِ محمدؐ کو سنتِ رسولؐ حدیثِ رسولؐ کی دعوت دو۔ اہلحدیث ہو تو گھر گھر حدیث پہنچا دو۔ موحد ہو تو ہر ایک کو دلدادۂ توحید بنا دو۔ محمدی ہو تو دنیا سے غیروں کی نسبت چھڑا دو۔ نام رکھ کر کام نہ کرنا بھلائی نہیں بلکہ بُرائی ہے۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ عمل نہ کرنا اور زبانی دعوے کرنا خدا کو سخت ناپسند ہے ؎

یاروں نے گو اَنَا الْحَقّ اس منہ سے بول دیکھا ❊ میں ہر حق سے غافل سب کر ٹٹول دیکھا

وجہ تصنیف ابھی ابھی جو دھپور سے ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب نے ایک رسالہ بہ نام "مرگئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود" شائع کیا ہے۔ اس میں پہلے تو اہلحدیث کو گالیاں دی ہیں۔ پھر لوگوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اُن سے نہ ملیں جلیں۔ یہ قابلِ نفرت ہیں، ان کی امامت ناجائز ہے۔ انہیں مسجدوں میں نہ آنے دو وغیرہ۔ پھر کچھ تہمتیں رکھی ہیں۔ جن کا ازالہ بارہا کر دیا گیا ہے۔ پھر اصل مسئلہ کو بیان کیا ہے۔ ہم قطع نظر اور چیزوں کے اس وقت اس رسالہ کی اسی روح کو لے رہے ہیں۔ ماسٹر صاحب نے تو اپنی زبان بے قابو کر دی ہے

لیکن ہم شرعی تہذیب سے قدم بڑھانا نہیں چاہتے۔ اس لئے نامہذب الفاظ اور طعن شنیع کے جواب کو سپرد خدا کر کے اُن کے دلائل کا جواب شروع کرتے ہیں۔ لیکن جواب شروع کرنے سے پہلے ہم اس بات کو دیکھنا اور دکھانا چاہتے ہیں کہ ماسٹر صاحب کی سُرخی عنوان کے مصداق اہلِ حدیث ہیں یا حنفی ؟ یعنے "مرگئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود" یہ مثال حنفیوں پر صادق آتی ہے یا اہلحدیثوں پر ؟ سنئے اہلِ حدیث کے ہاں فاتحہ بھی ہے اور درود بھی ہے، ہاں حنفیوں کے مذہب کی کتابوں میں یہ دونوں چیزیں نہیں۔ اہل حدیث تو فاتحہ کے یہاں تک قائل ہیں کہ نماز کی جس رکعت میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے اُن کے مذہب میں وہ رکعت نہیں ہوتی۔ خواہ نمازی اکیلا ہو خواہ امام ہو خواہ مقتدی ہو۔ اور نماز خواہ فرض ہو خواہ فرض کے سوا اور کوئی ہو۔ چار رکعت والی ہو یا اس سے کم و بیش کی ہو جس نماز کی جس رکعت میں جس وقت جس حالت میں جو کوئی سورۂ فاتحہ نہ پڑھے ان کے نزدیک اُس کی نماز نماز ہی نہیں۔ لیکن حنفی حضرات جن کی تقلید کرتے ہیں اُن کا فرمان وہ یہ نقل کرتے ہیں کہ اَدْنٰی مَا یُجْزِیُٔ مِنَ الْقِرَأَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ اٰیَۃٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ۔ یعنے کم سے کم کسی ایک آیت کے پڑھ لینے سے امام صاحب کے نزدیک نماز ہو جائے گی۔ ملاحظہ ہو ہدایہ فَصْلٌ فِی الْقِرَأَۃِ ص۹۸ مطبوعہ مجتبائی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یہی حضرات خود امام صاحب کا مذہب یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ فَاِنِ افْتَتَحَ بِالْفَارِسِیَّۃِ اَوْ قَرَأَ فِیْھَا بِالْفَارِسِیَّۃِ اَوْ ذَبَحَ وَسَمّٰی بِالْفَارِسِیَّۃِ وَھُوَ یُحْسِنُ الْعَرَبِیَّۃَ اَجْزَأَہٗ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ ۔ یعنی اگر کوئی شخص باوجود اچھی طرح عربی میں ادا کرنے کی قابلیت رکھتے ہوئے بھی نماز کو فارسی زبان سے شروع کرے یا فارسی میں ہی قرآن کا ترجمہ پڑھے یا ذبح کرنے کے وقت بسم اللہ کی بجائے فارسی میں ترجمہ پڑھے تو نماز اور ذبیحہ دونوں امام صاحب کے نزدیک جائز ہے لیجئے جناب سارے قرآن میں سے جہاں سے چاہے ایک ہی آیت پڑھ لے۔ مثلاً کہدے ص ۰ یا کہدے ق ۰ نماز ہو جائے گی اور آیت بھی نہ پڑھے صرف اُس کا ترجمہ ہی فارسی زبان میں کہہ لے۔ مثلاً کہدے "دو برگ سبز" یا مثلاً کہدے "از جنس جن و انس" تب بھی نماز ہو گئی۔ پس اب ایمان سے بتلاؤ کہ فاتحہ کس کے ہاں ہے اور کس کے ہاں نہیں ؟ اچھا ہو تا جو آپ اپنے رسالہ کا یہ نام نہ رکھتے ؎

بہارِ باغ سے بلبل ہے دل لگائے ہوئے ؎ خزاں بھی تاک میں بیٹھی ہے خار کھائے ہوئے

اب درود کی نسبت سنئے ! اہل حدیث تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا

اپنی زندگی کا فریضہ اور اپنی نجات کا ذریعہ جانتے ہیں، زندہ شہادت لیجئے آپ کے مذہب کی فقہ کی کتابیں ایک طرف رکھ لیجئے اور اہلحدیث کی وہ کتابیں جن سے وہ صحیح حدیثیں لیا کرتے ہیں یعنے صحاح ستہ وغیرہ دوسری جانب رکھ لیجئے۔ پھر ورق پلٹتے جائیے، ناممکن ہے کہ حدیث کی کتاب کے ایک ایک صفحے میں کئی کئی بار درود شریف نہ ہو اور ناممکن ہے کہ فقہ کی کتابوں میں کئی کئی صفحوں میں ایک مرتبہ بھی درود ہو۔ اس لئے کہ اہل حدیث کو تو براہ راست حدیثوں سے غرض ہے۔ وہ ہر ہر مسئلے پر حدیث لائیں گے اور خدا کے فضل سے ہر جگہ رسول اللہ کے لفظ کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھیں گے جو درود ہے۔ برخلاف اس کے چونکہ حنفیوں کو اپنے امام سے اُن کے شاگردوں سے فقہا سے غرض ہے اس لئے وہ اُن کے اقوال پر اکتفا کرینگے اُنہیں ضرورت ہی کیا ہے جو حدیث لائیں اگر اتفاقیہ کسی خاص وجہ سے ذکر رسول صلے اللہ علیہ وسلم آبھی گیا ہے تو علیہ السلام سے زیادہ نہیں لکھتے اِلّا ماشاءَ اللہ۔ حالانکہ درود نام ہے صلوٰۃ و سلام دونوں کا۔ اور قرآن میں حکم بھی دونوں کا ہے صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا کے الفاظ ہیں۔ پس بحمد اللہ یہ فخر بھی اہلحدیث کو حاصل ہے کہ وہ بار بار اپنی کتابوں کے ایک ایک صفحہ میں کئی کئی مرتبہ صلے اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں۔ حنفی بھائیو! تم ایک شخص کو شرح وقایہ جو حنفی مذہب کی کتاب ہے دیکر پڑھنے بٹھلاؤ۔ اور ایک شخص کو بخاری شریف دے کر بٹھلاؤ جو حدیث کی کتاب ہے پھر دیکھو کہ کس کتاب میں درود بکثرت پڑھے جاتے ہیں۔ تس پر بھی اہل حدیث کو درود کا منکر کہنا آنکھوں پٹھیکری رکھنا اور دیکھتی کھی نگلنا ہے۔ دوستو انصاف سے کام لو ؎

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا ؎ بس ایک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

اچھا اور سُنئے اہلحدیث کا تو مذہب ہے کہ سلام پھیرنے کے وقت جو شخص التحیات پڑھکر حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے اور سلام پھیر دے تو اُس کی نماز نہیں ہوتی۔ حنفی مذہب میں ہے وَھُوَ لَیْسَ بِفَرِیْضَۃٍ عِنْدَنَا یعنی درود کا پڑھنا ہمارے نزدیک فرض نہیں صفحہ ۹۲ جلد اول ہدایہ باب صفۃ الصلوٰۃ۔ بلکہ حنفی مذہب کہتا ہے اِنْ تَعَمَّدَ الْحَدَثَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَالَۃِ اَوْ تَکَلَّمَ اَوْ عَمِلَ عَمَلًا یُنَافِی الصَّلٰوۃَ تَمَّتْ صَلٰوتُہٗ یعنی اگر کسی شخص نے اس حالت میں یعنی التحیات پڑھ لینے کے بعد عمداً پچھلے راستہ سے ہوا نکال دی یا بات کرلی یا نماز کے خلاف کوئی کام کرلیا تو اُس کی نماز پوری ہوگئی یعنی صرف التحیات پڑھ کر گو مار دے بات کرلے وغیرہ تو بغیر اس کے کہ اُس نے درود پڑھا ہو اُس کی نماز پوری ہوگئی

اور سنئے! دُرِ مختار مصری جلد اول صفحہ ۴۰۳ میں پہلے قعدے میں التحیات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مکروہ لکھا ہے۔ عبارت یہ ہے وَمَکْرُوْهَةٌ فِیْ صَلٰوةٍ غَیْرِ تَشَهُّدٍ اَخِیْرٍ۔

اب کہیے درود کس کے ہاں اشد ضروری ہے اور کس کے ہاں نہیں، الزام لگا کر چپکے ہو گئے یہ نہیں معلوم نہ گھر میں کیا ہو رہا ہے۔ ؎

سچ ہے ہوتی ہے بُری مظلوم کی فریاد بھی ٭ رکھ کے بلبل پہ چھری پھڑکا کیا صیاد بھی

اِن بدعتوں کی ابتدا

ایسے مسلمان جو سنتوں سے بوجہ عدم علم بے خبر ہیں اور بدعتوں کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں گھرے ہوئے ہیں ان کو سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک دکھانا علماء پر فرضِ مذہبی اور متیجۂ زندگی ہے۔

یہ ہم بخوبی جانتے ہیں اور بظاہر محسوس بھی کر رہے ہیں کہ ہر ایک مسلمان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے والا اپنے دل کو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پُر رکھتا ہے اور جن کاموں کو وہ کرتا ہے اُس میں اپنا ذاتی نفع نہیں بلکہ شریعت کی اتباع سمجھ کر کرتا ہے مگر بوجہ کم علمی کے بعض کاموں کو وہ دینی سمجھ بیٹھا ہے حالانکہ حقیقتاً وہ دین کے کام نہیں ہوتے۔ بلکہ دین میں نئے ایجاد کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے علماء کا فرض ہے کہ وہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر کے دکھا دیں۔

میرا خیال ہے کہ مسلمان جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اور ذرہ برابر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو وہ باوجود معلوم ہونے کے ہرگز ہرگز حبیب خدا شافع روزِ جزا صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف جرأت نہ کریگا میں بلا خوفِ تردید یہ بھی کہونگا کہ اگر باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم معلوم ہو جانیکے بھی سرتابی کرے اور مخالفتِ آنحضرت فِدَاہُ اَبِیْ وَاُمِّیْ پر تُلا ہوا ہے تو اُس کا دل نورِ ایمان سے خالی ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ الخ یعنے جو لوگ اپنے تمام کاموں میں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کریں اور آپ کے فرمان کو بکشادہ پیشانی شوقِ دل سے قبول نہ کرلیں۔ خدا کی قسم وہ مؤمن نہیں۔

ہم مسلمانوں میں بوجہ ہم ملک ہم مذاق ہونے کے بہت سی ہندوانی رسمیں صورت اور نام بدل کر داخل ہو گئی ہیں اور چونکہ ہندوستان کے بعض پچھلے مسلمان بادشاہوں کے محلات میں ہندو

عورتیں مالک جزو و کل بنی ہوئی تھیں وہ اپنے ساتھ جو ہندوانہ رسوم لیکر آئی تھیں جنہیں وہ آزادی سے کچھ ادل بدل کر برتا کرتی تھیں اور خود بادشاہ اور ارکان سلطنت اُن سے دلچسپی رکھتے تھے۔ اس لئے شدہ شدہ وہ رسمیں عین اسلام سمجھی جانے لگیں اور ہر چھوٹے بڑے گھر میں وہ بطور ایک اسلامی حکم کے منائی جانے لگیں۔ اُن کو بُرا سمجھنا تو کجا اُن کے نہ کرنے کو بُرا سمجھا جانے لگا۔

اکثر علمائے ان رسوم کی نسبت بوجہ بادشاہ پسند ہونے کے خاموشی اختیار کی بعض علماء سوءِ خوشامدی ساتھ دینے اور انہیں شرعی بنانے کے لئے کمربستہ ہوگئے۔ حق گو علماء نے گو ان رسوم کی مخالفت کی۔ مگر نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سُنتا ہے۔ اُن کی آواز دب گئی اسطرح طرح کی بدعتوں نے ناواقف از دین مسلمانوں کے دل میں اپنا گھر بنالیا منجملہ ان کے یہ تیجے دسویں فاتحہ کی بدعتیں ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ اہل حدیث تو ان سے کوسوں دور بلکہ نفور ہیں احناف میں سے بھی سمجھدار طبقہ ان فضولیات سے بالکل الگ تھلگ ہے ہاں عامیوں کا وہ حصہ جو اپنے مُلّاؤں کی مُٹھی میں ہے انہیں ان مُلّانوں نے ایسی غلط اور مہلک راہ پر ڈال رکھا ہے کہ وہاں سے ان کی سیدھی راہ کی رہبری ایک رہبر کامل کے لئے بھی مشکل بن گئی ہے۔ ہم نے ان بدعتوں کی جتنی دلیلیں فاتحہ خواں دیتے ہیں اور دے رہے ہیں سب کا تار پود الگ الگ کرکے اس کتاب میں دکھا دیا ہے۔ ضمناً ان کاموں کے حرام ہونے کی دلیلیں بھی ان شاء اللہ آئیں گی۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ پہلے اصولی طور پر ان بدعتوں کے متعلق کچھ بیان کردوں۔

اصولی بحث

اس پر تو عموماً مسلمان مطلع ہیں کہ قابل عمل و عقیدہ صرف دو چیزیں ہیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ۔ اصلی مستقل دلیلیں اور احکام شرعی کی روح صرف قرآن و حدیث ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوتے وقت اُمّت کو یہی وصیت کر جاتے ہیں کہ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ وموطا امام مالک یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم انہیں مضبوط تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہوگے ایک کتاب اللہ دوسری سنت رسول اللہ۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے ہر کام کو ان دو کی ماتحتی میں بجالائیں۔ قرآن کا فرمان ہے مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ تمہیں جو کچھ رسول

دیں وہ لیلو اور جس چیز سے یہ روکیں رُک جاؤ۔ فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لئے بہترین نمونہ رسول اللہ ہیں صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ خدا کے نزدیک وہ عمل قابلِ قبول ہے جو سُنّت کے مطابق ہو سُنّت کا ذرا سا خلاف ہوا۔ اور عمل مردود ہوا۔ ارشاد خداوندی ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ایمان والو اللہ کی اور رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔ پس جو عمل اطاعتِ رسولؐ سے نکل گیا وہ غارت و اکارت ہوا۔ بلکہ اور وبالِ جان بنا۔ فرمان ہے عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ جہنّم میں جانے والے بھی سخت سخت اعمال کے بجالانے والے بھی ہونگے۔ پس ہر نیکی بھی اُسی حد پر رہنی چاہیے جو حد اللہ کے نبیؐ نے مقرر کر دی ہو۔ مثال کے طور پر یہ سمجھئے کہ اگر کوئی شخص صبح کی نماز کے دو فرضوں کے بجائے تین یا چار پڑھے اور کہے کہ میں کوئی بُرا کام تو نہیں کر رہا قرآن پڑھتا ہوں رکوع سجدہ کرتا ہوں اس میں کیا بُرائی ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ حرام ہے اس لئے کہ حضورؐ نے صبح کے فرض دو ہی پڑھے پس یہ خیال کہ عبادت کے طریقے نئے نئے ایجاد کرنا کوئی حرج کی بات نہیں غلط ہے۔ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالے وہ مردود ہے۔ اور حدیث میں ہے كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے عینی شرح بخاری میں بدعت کی تعریف یہ لکھی ہے مَالَمْ يَكُنْ لَهُ أَصْلٌ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ یعنی بدعت وہ ہے جس کی اصل قرآن و حدیث میں نہ ہو۔ ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ إِظْهَارُ شَيْءٍ لَمْ يَكُنْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا فِي زَمَنِ الصَّحَابَةِ یعنے بدعت کہتے ہیں کسی ایسی چیز کے ظاہر کرنے کو جو نہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہو نہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کے زمانے میں ہو۔ دارمی شریف کے ۵۳ پر روایت ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ کچھ لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص اُن سے کہتا تھا سو دفعہ اللہ اکبر پڑھو۔ وہ حلقہ کئے ہوئے کنکریوں پر گنتی گنتے ہوئے سو تکبیریں پوری کرتے پھر وہ کہتا سو دفعہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھو۔ وہ اسی طرح پڑھتے۔ پھر وہ سو بار سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھنے کو کہتا اور وہ پڑھتے۔ اسے دیکھ کر صحابیِ رسول اللہؐ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا تمہیں اس پر کوئی ثواب نہیں ملنے کا بلکہ

گناہ ہونگے۔ افسوس! تم اس قدر جلد تباہ ہو گئے۔ ابھی تو حضورؐ کے بہت سے صحابہؓ موجود ہیں۔ ابھی تو آپ کے کپڑے بھی بوسیدہ نہیں ہوئے۔ آپ کے برتن بھی نہیں ٹوٹے جو تم نے گمراہیوں کے دروازے کھولنے شروع کر دئے۔ اب وہ لوگ کہنے لگے حضرت ہمارا ارادہ اس سے بُرا نہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں نیکی کا ارادہ رکھنے والے بہت سے ایسے بھی ہیں جو نیکی تک نہیں پہونچ سکتے۔ حضورؐ کا فرمان ہے کہ ایسے لوگ بھی ہونگے جو قرآن پڑھیں گے لیکن اُن کے نرخروں سے نیچے نہیں اُترے گا۔ ممکن ہے کہ اُن میں کے اکثر تم ہی لوگوں میں سے ہوں۔ پھر آپ ناراضگی کے ساتھ وہاں سے واپس چلے گئے۔ یہ واقعہ کوفے کا ہے۔ راوی حدیث حضرت عمرو بن سلمہ کا قول ہے کہ ہم نے ان میں سے اکثر لوگوں کو دیکھا کہ وہ خارجیوں کے ساتھ نہروان والے دن نیزے مار رہے تھے اب فرمائیے کہ جو کلمات یہ پڑھ رہے تھے اُن میں سے ایک میں بھی کوئی بُرائی تھی؟ مگر چونکہ طریقہ اُن کا خود ایجاد کردہ تھا اس لئے صحابی نے اس کا سخت انکار کیا۔ بہت ناراض ہوئے۔ اور اس بدعت کا پہلا وبال یہ ہوا کہ یہ لوگ خارجی بن گئے۔ اور ابھی آخرت کا وبال باقی ہے۔ ترمذی میں ہے کہ ایک شخص نے چھینک لیکر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ کہا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں یہ تسلیم نہیں۔ دونوں کلمے اچھے ہیں لیکن یہ موقعہ ان کے کہنے کا نہیں۔ خیال فرمائیے کہ اگر اذان میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کو چار دفعہ کہے تو سب مسلمان اُسے ملامت کریں گے حالانکہ کلمہ بُرا نہیں ہے لیکن اُس وقت تعلیم رسولؐ دو ہی دفعہ کہنے کی ہے زیادہ کی نہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ تین شخصوں نے آپس میں کہا تھا کہ میں ساری رات جاگ کر تہجد پڑھتا رہونگا اور دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے سے رہونگا اور تیسرے نے کہا تھا کہ میں نکاح ہی نہیں کرونگا۔ تینوں کی نیت خیر کی تھی۔ لیکن حضورؐ نے فرمایا میں تو ایسا نہیں کرتا تہجد پڑھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں نفل روزے رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ نکاح بھی میں نے کر رکھے ہیں اور عبادت بھی کرتا ہوں فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ (مشکوٰۃ) یعنی جو میری سُنّت سے بے رغبتی کرے وہ میرا نہیں۔ حضرت علیؓ نے نمازِ عید سے پہلے ایک شخص کو عیدگاہ میں نوافل پڑھتے دیکھ کر روکا اور فرمایا تھا کہ اس نماز پر عذاب ہوگا۔ کیونکہ تعلیم نبوی کے مطابق یہ فعل نہیں۔ الغرض جو فعل غیر ثابت ہو اُسے کرکے ثواب کی امید رکھنا لاحاصل ہے +

فقہ وغیرہ کے حوالے

چونکہ ان کاموں کو حنفی مذہب کے کام بتلائے جاتے ہیں اور لوگوں پر حنفیت کا جال ڈال کر انہیں ان بدعتوں میں پھانس لیا جاتا ہے اس لئے ہم یہاں پر پہلے حنفی مذہب فقہ کی کتابوں سے ان کاموں کے حرام ہونے کی دلیلیں وارد کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ توفیق خیر دے۔

(۱) شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وصیت نامہ میں لکھتے ہیں "از بدعاتِ شنیعہ ماموم اسراف است در ماتم ہا و سوم و چہلم و ششماہی و فاتحہ و سالینہ و ایں ہمہ را در عرب اول وجود نہ بود و مصلحت آن است کہ غیر تعزیہ وارثان میت تا سہ روز طعام ایشاں یک شبانہ روز رسمے نہ باشد" یعنی جو بدترین بدعتیں ہم میں جاری ہیں اُن میں ماتم کی فضول خرچی اور تیجہ اور چالیسواں اور ششماہی اور فاتحہ اور برسی ہے۔ خیر القرون میں ان تمام بدعتوں کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ صرف تین روز تک میت کے وارثوں کی تسکین و تسلی و ہمدردی اور غمخواری اور ایک دن رات تک انہیں تیار کھانا بھیجنے کے سوا اور سب رسموں کو ترک کر دینا چاہئے۔

(۲) امام سندی مدنی حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں قَدْ ذَکَرَ کَثِیْرٌ مِّنَ الْفُقَہَاءِ اَنَّ الضِّیَافَۃَ مِنْ اَھْلِ الْمَیِّتِ قَلْبٌ لِلْمَعْقُوْلِ لِاَنَّ الضِّیَافَۃَ فَحَقُّھَا السُّرُوْرُ لَا الْحُزْنُ۔ یعنے اکثر فقہانے یہ لکھا ہے کہ میت والے دعوت کریں یہ تو بالکل اُلٹی بات ہے خلاف عقل ہے ضیافت خوشی کے موقعہ پر ہوتی ہے نہ کہ غمی کے موقعہ پر۔

(۳) حنفیہ کے سرتاج امام ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں یُکْرَہُ اتِّخَاذُ الضِّیَافَۃِ مِنْ اَھْلِ الْمَیِّتِ لِاَنَّہٗ شُرِعَ فِی السُّرُوْرِ لَا فِی الشُّرُوْرِ وَھِیَ بِدْعَۃٌ مُّسْتَنْقَعَۃٌ یعنی اہل میت کی طرف سے دعوتوں کا ہونا مکروہ ہے۔ کیونکہ مشروع تو یہ ہے کہ خوشی کے وقت میں دعوتیں کی جائیں نہ کہ غمی کے وقت میں۔ پس مصیبت کے وقت یعنی میت کے بعد کی یہ دعوتیں سب کی سب بدترین بدعت ہیں۔

(۴) مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی مجموعہ فتاویٰ میں فاتحہ مروجہ کے طریقہ کی نسبت لکھتے ہیں۔ "اسکی اصل شرع میں نہیں ہے اور سوائے ہندوستان کے کسی اقلیم میں مروج نہیں۔

(۵) مجموعہ فتاویٰ جلد سوم میں مروجہ فاتحہ کی نسبت لکھتے ہیں "ایں طور مخصوص نہ در زمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و نہ در زمانِ خلفاء بلکہ وجود آں در قرونِ ثلثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نہ شدہ" یعنی مروجہ فاتحہ حضورؐ یا خلفاء اربعہ کے یا صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں نہ تھا۔

نتیجے کی نسبت اسی کتاب میں لکھتے ہیں " در شریعت محمدیہ ثابت نیست " اسلام میں یہ ثابت نہیں۔

(۶) حنفی مذہب کی معتبر کتاب خلاصہ میں ہے لَا بَأْسَ بِاتِّخَاذِ الضِّيَافَةِ عِنْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔ یعنی تیجہ کرنا درست نہیں۔

(۷) فتاوی بزازیہ میں ہے يُكْرَهُ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ وَالثَّانِي وَالثَّالِثِ وَبَعْدَ الْأُسْبُوعِ یعنی میت کے پہلے دن اور دوسرے دن اور تیسرے دن اور ساتویں پر دعوت کرنی مکروہ ہے۔

(۸) ملا آفندی حنفی رسالہ رد بدعات میں لکھتے ہیں وَالْاِجْتِمَاعُ عَلَى الْمَقْبَرَةِ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ وَتَقْسِيمُ الْوَرْدِ الطِّيبِ وَالثِّمَارِ وَغَيْرِهَا مِنْهُ وَالطَّعَامُ فِي الْأَيَّامِ الْمَخْصُوصَاتِ كَالثَّالِثِ وَالْخَامِسِ وَالتَّاسِعِ وَالْعَاشِرِ وَالْعِشْرِينَ وَالْأَرْبَعِينَ وَالشَّهْرِ السَّلَامِ یعنی جو خلاف شرع باتیں ہمارے زمانے میں ہو رہی ہیں اُن میں یہ بھی ہیں کہ قبر پر تیسرے روز جمع ہونا اور خوشبو پھل وغیرہ کی تقسیم کرنا اور خاص خاص دنوں میں کھانا کھلانا جیسے تیسرے دن پانچویں دن نویں دن دسویں دن بیسویں دن چالیسویں دن اور چھ ماہ پر۔

(۹) شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں " عادت نہ بود کہ برائے میت جمع شوند و قرآن خوانند و ختمات خوانند نہ بر سر گور و نہ غیر آں و ایں مجموع بدعت است " یعنی قبرستان میں یا میت کے گھر پر یا کسی اور جگہ لوگوں کا جمع ہو کر قرآن خوانی ختم خوانی کرنا کی سلف صالحین میں عادت نہ تھی۔

(۱۰) شیخ علی متقی رسالہ رد بدعات میں کہتے ہیں اَلْاِجْتِمَاعُ لِلْقِرَاءَةِ بِالْقُرْآنِ عَلَى الْمَيِّتِ بِالتَّخْصِيصِ فِي الْمَقْبَرَةِ أَوِ الْمَسْجِدِ أَوِ الْبَيْتِ بِدْعَةٌ مَذْمُومَةٌ یعنی میت پر قرآن پڑھنے کیلئے قبرستان میں یا مسجد میں یا گھر میں لوگوں کا اجتماع ایک بدترین بدعت ہے

(۱۱) حنفی مذہب کی فقہ کی معتبر کتاب جامع البرکات اور کشف الغطاء میں ہے " و انچہ بنو سالے یا ششماہی یا چہل روز دریں دیار طعام پزند و بخشش کنند آنرا بھاجی گویند چیزے داخل اعتبار نیست بہتر آنست کہ نخورند " یعنی جو کھانا اس اطراف میں برسی ششماہی اور چہلم میں پکا کر کھلاتے ہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ اسے کھانا بھی نہ چاہیے۔

(۱۲) مائۃ مسائل جو مولانا شاہ اسحاق صاحب حنفی نے ۱۲۴۵ھ میں خاندان تیموریہ کے بعض اراکین کے سوالات کے جواب میں تحریر فرمائی ہے اُس میں لکھتے ہیں جسکا اردو ترجمہ بنام اعداد السائل

ع یہ کتاب پوری ایک سو بدعتوں کی تردید خود حنفیوں کی لکھی ہوئی ہے۔ حنفی مذہب معتبر فقہ کی کتابوں کے حوالے والی مستند اردو تقریباً ڈیڑھ سو صفحات کی قیمت بارہ آنے۔ دفتر اخبار محمدی بالاڈہ ہندوراؤ دہلی سے ملتی ہے۔

بھی خود حنفیوں کے نامور مولوی صاحب مولانا عبدالحی نے کیا ہے اُس کے صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے "شریعت سے چالیسویں کی فاتحہ کیلئے دن مقرر کرنا ثابت نہیں بلکہ چہلم وغیرہ میں کھانے کا انتظام بھی اچھا نہیں سمجھا گیا"۔

(۱۳) اسی کتاب کے صفحہ ۸۶ پر ہے "روٹیوں پر فاتحہ دینا جیسا کہ مروج ہے کسی حدیث سے اور مجتہدین کی کسی روایت سے ثابت نہیں"۔

(۱۴) اسی کتاب کے صفحہ ۸۵ پر لکھتے ہیں "فاتحہ مروجہ کی کچھ بھی اصلیت نہیں اس لئے کہ یہ امور جو لوگوں میں رائج ہیں وہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اور تابعینؒ سے منقول نہیں"۔

(۱۵) حنفی مذہب کی فقہ کی کتاب عالمگیری میں ہے قِرَاءَةُ الْكَافِرُوْنَ اِلَى الْاٰخِرِ مَعَ الْجَمْعِ مَكْرُوْهَةٌ لِاَنَّهَا بِدْعَةٌ لَمْ يُنْقَلْ ذَالِكَ عَنِ الصَّحَابَةِ یعنی سورہ قُلْ یَا اَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ سے آخر تک لوگوں کا جمع ہو کر پڑھنا مکروہ ہے اسلئے کہ یہ صحابہؓ سے منقول نہیں۔

(۱۶) فقہ حنفیہ کی کتاب نصاب الاحتساب میں ہے قِرَاءَةُ الْكَافِرُوْنَ اِلَى الْاٰخِرِ مَعَ الْجَمْعِ مَكْرُوْهَةٌ لِاَنَّهَا بِدْعَةٌ لَمْ يُنْقَلْ ذَالِكَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ یعنی سورہ قُلْ یَا سے آخر تک مجمع جمع کر کے پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ بدعت ہے صحابہؓ اور تابعینؒ سے منقول نہیں۔

(۱۷) حنفی دوستو! جو دھپوری رسالے کی تمام دلیلیں آپ کے سامنے ہیں اور اُن کے جوابات بھی جو اسی کتاب کے آئندہ صفحات میں آپ دیکھ لیں گے انشاءاللہ۔ آپ ملاحظہ فرمالیں گے کہ ایک روایت بھی صحت کے ساتھ وہ مرفوع یا موقوف یا تابعی سے ہی بہ سند صحیح ایسی نہیں لاسکے جن میں اون امور کا ذکر ہو جس کے ثبوت کے درپے یہ حضرات ہیں یعنی مروجہ فاتحہ اور تیجہ دسواں وغیرہ۔ اب ہم نہیں کہتے بلکہ حنفی مذہب کا اصول ہے کہ جو چیز حضورؐ اور اصحابؓ حضورؐ سے ثابت نہ ہو۔ وہ مکروہ اور بدعت اور ناجائز ہے۔ ہدایہ میں ہے کہ صبح صادق کے بعد دو سنتوں کے علاوہ اور کچھ پڑھنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ باوجود حرص کے حضورؐ نے دو سنتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھا۔ اسی طرح عیدگاہ میں عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھنے کو منع کرتے ہوئے یہی دلیل وارد کی ہے۔ کتاب الحج میں صحابہؓ کے فعل کی نقل نہ ہونے کو دلیل بنا کر مسئلہ ثابت کیا ہے۔ اوپر ۱۴ اور ۱۵ کی دلیل میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ صحابہؓ اور تابعینؒ سے منقول نہ ہونے کو کراہیت کی دلیل میں پیش کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ کسی فعل کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اور تابعین سے منقول نہ ہونا اُس فعل کے بدعت اور مکروہ ہونے کی دلیل ہے۔ پس مروجہ فاتحہ اور سوم چہلم وغیرہ بھی بوجہ عدم ثبوت از رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بدعت و مکروہ ہوگا۔

(۱۸) مولانا شاہ اسحاق صاحبؒ کی کتاب مائۃ مسائل کا ترجمہ اردو امداد السائل ص۱۱۹ میں ہے:۔
"کھانے کی چیزوں شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دلانا ان راتوں میں (یعنی جمعہ کی رات شب عاشورہ، شب برات، شب قدر وغیرہ میں) احادیث اور کتب معتبرہ کی روایات سے ثابت نہیں اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد سے ارواح کا ان راتوں میں آنا بھی ثابت نہیں۔" خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی سوئم اور چہلم کے عنوان سے اپنے رسالہ "درویش" مجریہ یکم جون ۱۹۲۶ء میں لکھتے ہیں:۔
"لوگ کہتے ہیں مرگئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود۔ میں کہتا ہوں فاتحہ و درود کرنے والوں کو مرنے والوں کے ایصال ثواب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ تو محض اپنی ناموری کے لئے سویم اور چہلم کی رسمیں ادا کرتے ہیں۔ سویم چہلم دسویں بیسویں کا رواج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت نہیں ہے۔ یہ سب رسمیں مسلمانوں نے ہندوؤں سے سیکھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالباری صاحب مرحوم لکھنوی نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کا سویم چہلم نہ ہو۔ جسے حیدرآباد والے زیارت کہتے ہیں۔ قبر میں میرے اعمال میرے ساتھ جائیں گے۔ میں کسی کا محتاج مرنا نہیں چاہتا۔ جو خرچ سویم اور چہلم میں ہوتا ہے وہ میں اپنی زندگی میں نیک کاموں کے لئے کردوں تاکہ میں اپنے والوں کا محتاج نہ رہوں۔ پس ہر مسلمان مرد عورت کے لئے لازم ہے کہ سویم چہلم کی رسم ترک کردے۔ اور جو نیکی کرنی ہو اپنی زندگی میں کرلے۔ زندگی میں جو نیک کام کیا جاتا ہے۔ اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد سویم چہلم چونکہ نام نمود کے لئے کئے جاتے ہیں اور ہندوؤں کی دیکھا دیکھی اس کا رواج ہوا ہے۔ اس واسطے بجائے ثواب کے الٹا عذاب مردے کی روح کو ہوتا ہوگا۔"

(۱۹) شامی میں ایک لمبی بحث کرکے ان تمام افعال کی نسبت فیصلہ لکھا ہے کہ فَلَا شَكَّ فِي حُرْمَتِهِ وَبُطْلَانِ الْوَصِيَّةِ بِهِ۔ یعنی یہ تمام کام بے شک وشبہ حرام محض ہیں اور اگر مرنے والے نے ان کاموں کی وصیت کی ہو تو اسکی وصیت بھی یقیناً باطل اور بیکار ہے۔

(۲۰) ردالمحتار جو حنفی مذہب کی چوٹی کی کتاب ہے اس میں تحریر ہے وَمَا يُصْنَعُ فِي بِلَادِ الْعَجَمِ مِنْ فَرْشِ الْبُسُطِ وَالْقِيَامِ عَلَى قَوَارِعِ الطَّرِيقِ مِنْ اَقْبَحِ الْقَبَائِحِ۔ یعنی ہندوستان وغیرہ میں جو یہ رسم ہے کہ میت والے وغیرہ راستوں پر دریاں وغیرہ بچھا کر میت کے بعد بیٹھتے ہیں یہ سب سے بڑی بری قباحت ہے۔

(۲۱) صاحب قاموس مجدالدین فیروزآبادیؒ سفر السعادت میں لکھتے ہیں "وعادت نبود کہ

برائے میت جمع شوند و قرآن خوانند و ختمات کنند نہ بگور نہ غیر آں مکان و ایں بدعت است و مکروہ۔"
یعنی سلف صالحین میں یہ دستور نہ تھا کہ قبر پر یا کسی اور جگہ جمع ہو کر کسی مُردے کے پیچھے قرآن خوانی کریں یا ختم پڑھیں۔

(۲۱) حنفی مذہب کی بہت ہی معتبر کتاب خانیہ میں ہے اَوْصٰی بِاَنْ یُّتَّخَذَ الطَّعَامُ لِعَدَدٍ مَوْتٰی لِلنَّاسِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَلْوَصِیَّۃٌ بَاطِلَۃٌ۔ یعنی اگر مرنے والا وصیت بھی کر گیا ہو کہ میری موت کے بعد آنے جانے والوں کو تین دن تک کھلاتے پلاتے رہنا تو یہ وصیت بھی باطل ہے۔ ورثاء کے ذمہ پر نہیں۔

(۲۲) تذکرہ قرطبی میں ہے قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ھُوَ مِنْ فِعْلِ الْجَاھِلِیَّۃِ یعنی جب کے ہاں میت ہو گئی ہو وہ لوگوں کی دعوت کریں تو اُن کا یہ فعل اگلے زمانے کے کافروں جیسا ہے۔

(۲۳) اسی کتاب میں ہے اَلطَّعَامُ الَّذِیْ یَصْنَعُہٗ اَھْلُ الْمَیِّتِ فَیَجْتَمِعُ عَلَیْہِ النِّسَآءُ وَالرِّجَالُ فَھُوَ فِعْلُ قَوْمٍ لَا اَخْلَاقَ لَھُمْ فِی الدِّیْنِ یعنی جس گھر میں کوئی مر گیا ہو وہ کھانا پکائیں اور مرد و عورت جمع ہو کر اُس دعوت کو کھائیں یہ کام اُن لوگوں کا ہے جن کا دین میں کوئی حصہ نہ ہو۔

(۲۴) تلخیص السنن میں ہے اِنَّ ھٰذَا الْاِجْتِمَاعَ الخ یعنی میت کے بعد مخصوص مقررہ دنوں میں جمع ہونا مطلقاً ثابت نہیں۔ بلکہ ایسا کرنے والے گویا سلف پر صحابہؓ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ خود خدا پر طعنہ کرنے والے ہیں کہ ایک امر دین اور میت کے نفع کی چیز اُن سب کو تو معلوم نہ ہوئی اور اس کے کرنے والوں نے معلوم کر لی۔

سر دست میں ان ہی دو درجن دلیلوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور چونکہ جودھپوری مصنف اور ان افعال کے کرنے والے عموماً حنفی مذہب کے دعویدار ہیں اس لئے اُن ہی کی کتابوں سے دلیلیں دی گئی ہیں۔ اللہ کے ہاتھ ہدایت ہے۔ اب میں جودھپوری رسالے "مرگئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود" کی تمام دلیلوں کا ایک ایک کر کے مفصل جواب شروع کرتا ہوں وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

پہلی دلیل دی ہے سورۂ فاتحہ کی فضیلت دوسری سورتوں پر۔ میں کہتا ہوں کہ ہم سورۂ فاتحہ کی فضیلت کو مانتے ہیں۔ لیکن فضیلت کے ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کھانا سامنے رکھکر ہاتھ اُٹھا کر اُسے پڑھا جائے اور پھر ہاتھ منہ پر مل کر اب کھانے کو کھانے کے قابل سمجھا جائے۔ اگر یہ ہو تو پھر دوسری فضیلت والی سورتیں اس سے کیوں خارج کر دی گئیں؟ سورۂ

بقرہ کی سورۂ آل عمران کی بہت بڑی فضیلت حدیث میں وارد ہوئی ہے بلکہ یہانتک فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سارے قرآن کی پیشوائی یہی دو سورتیں کریں گی۔ تو ان دونوں سورتوں سے فاتحہ کیوں نہیں دیتے؟ اور کیوں نہیں دلواتے؟ تاکہ پونے چار پارے میں کچھ محنت تو پڑے پھر ساتھ ہی سورۂ یٰسین ہ سورۂ رحمٰن ہ سورۂ تبارک ہ سورۂ کہف ہ بھی پڑھ لیا کیجئے اور دوسری فضائل والی سورتیں بھی ملا لیجئے۔ ہاں جس سورت کو آپ اپنے نزدیک فضیلت سے خالی سمجھتے ہوں۔ اوس کے پڑھنے کی تکلیف چاہے اپنی زبان کو نہ دیں، یہ تو تھا آپ کی بات مان لینے کے بعد جواب۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اس میں بھی آپ اپنے مذہب کا خلاف کر رہے ہیں۔ ہدایہ میں ہے کہ کسی نماز میں کسی سورت کو مقرر کر لینا مکروہ ہے کیونکہ اس میں باقی کا چھوڑنا ہے اور فضیلت کا وہم ہے، ہدایہ کے لفظ ہیں وَلِاِ یْھَامِ التَّفْضِیْلِ صـ۱۰۰ جلد اول۔ پس حنفی مذہب میں تو فضیلت کا وہم واقع ہونے کے خیال سے کسی صورت کا کسی نماز میں مقرر کر لینے سے کراہیت ظاہر کی حالانکہ فعل رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ جمعہ کے دن صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری میں سورۂ دہر پڑھتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن حنفی حضرات اسے مکروہ بتلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس سے یہ وہم پڑتا ہے کہ قرآن کی اس سورت کو دوسری سورتوں پر فضیلت ہے پھر آپ اپنے مذہب کے خلاف فضیلت کے قائل کیوں ہوتے ہیں؟ گو اب آپ مصلحتاً اپنے مذہب کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ نہ چھوڑنے میں نرم و گرم غذا چھوٹتی ہے مگر ہم آپکو کب چھوڑنے دیتے ہیں؟ ؎

کیا ہوا آپ نے آنا جو ادھر چھوڑ دیا ؎ ہم نہ چھوڑینگے تمہیں تم نے اگر چھوڑ دیا

رہی حنفی ہی نہیں بلکہ عموماً سب احناف فاتحہ سے محروم ہیں انہیں فاتحہ میسر ہی نہیں ہوتا۔ جب وہ مرتے ہیں اُن کے جنازے کی نماز میں نہ امام سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے نہ مقتدی۔ اسی طرح اُن کے جنازے میں حنفی مذہب میں درود کا پڑھنا بھی فرض نہیں۔ پس جو دھوری صاحب کے اس رسالہ "مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود" کا صحیح مصداق اس روشنی میں کون ہے؟ اس پر غور کر لیا جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ برخلاف اس کے اہل حدیث کو تو مرتے ہی فاتحہ اور درود میسر آجاتا ہے۔ حدیث کے حکم کے موجب امام اور مقتدی سب نماز جنازہ میں پہلی تکبیر میں سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں اور دوسری تکبیر میں درود پڑھتے ہیں پس قصہ ختم ہوا کہ فاتحہ اور درود اہل حدیث کو نصیب ہوتا ہے اور وہ بھی مطابق سنت۔ ذرا اس کا بھی جواب دیجئے اور وہ بھی سوچ سمجھ کر ؎

خرابی میں پڑا ہے سینے والا جیب و داماں کا ؛ جو یہ ٹانکا تو وہ اُدھڑا جو وہ ٹانکا تو یہ اُدھڑا

برادران! ایک کام کی بات بھی ذہن نشین کر لیجئے۔ اہلحدیث اس بات کے قائل ہیں کہ مُردوں کی طرف سے زندے اگر کچھ خرچ کریں تو اُس کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے کھانا کھلائیں یا نقد دیں یا کسی اور کارِ خیر میں مدد کریں۔ لیکن اہلحدیث کہتے ہیں کہ اس کا طور طریق وہ ہونا چاہئے جو جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے نہ وہ جسے ہم خود ایجاد کر لیں اور نہ وہ جسے ہمارے بڑوں نے گھڑ لیا ہو۔ ہمارے مخالفین نے جب یہ آسان امر دیکھا تو شاید اُنہیں خیال پیدا ہُوا کہ ایسا کہنے سے ہمارے پلّے کچھ نہ پڑیگا کسی نے کچھ پکایا چپ چپاتے دو چار دس بیس سو پچاس مسکینوں کو بُلا کر کھلا پلا دیا۔ ہمیں کیا ملا؟ لہٰذا اُنہوں نے فاتحہ کی تدبیر سوچی کہ عموماً نہ اس کا طریقہ کسی کو یاد ہو گا نہ اسے کوئی کر سکے گا لامحالہ ہمیں بُلائیں گے پھر تو پانچوں گھی میں ہیں۔ پس دراصل فاتحہ خوانی کی ایجاد کا باعث یہ ہے۔ اسی لئے نام ہی اُلٹا رکھا۔ خاتمہ کو فاتحہ کہتے ہیں۔ جنازے کی نماز کی فاتحہ کو اُڑا کر اُس نماز میں کمی کر دی جو سنّت تھی اور چالیس قدم کا فاتحہ اور خدا جانے کتنے سارے فاتحے اپنی طرف سے ایجاد کر لئے۔ اہلحدیث پر تو یہ تہمت ہے کہ وہ ثواب رسانی کے قائل نہیں وہ مُردوں کے پیچھے کچھ نہیں کرتے۔ نہیں ہم ثواب رسانی کے بھی قائل ہیں مُردوں کے لئے اپنی طاقت کے مطابق بغیر کسی رسم کے بغیر کسی وقتِ خاص کے بغیر کسی مخصوص چیز کے تقرر کے ہم نیابۃً دینے کو بھی کہتے ہیں۔ لیکن ہاں چونکہ کسی روایت سے یہ ہتھکنڈے ثابت نہیں جو آج عوام الناس نے کمال رکھے ہیں لہٰذا ہم انہیں روکتے ہیں۔ ؎

میں عاشق ہوں اس اپنی پوری صدا کا ؛ مخالف نبیؐ کا ہے دشمن خدا کا

دوسری دلیل مصنف نے دوسری دلیل جو دی ہے اُس کے اپنے الفاظ میں اُسے سنئے۔ لکھتے ہیں "فرمائیے آپ کے مذہب میں بسم اللہ شریف قرآن شریف میں داخل ہے یا نہیں۔ اگر داخل ہے تو جب کھانا آگے رکھ کر بسم اللہ شریف پڑھی گئی تو قرآن شریف بلاشبہ پڑھا گیا۔ اگر آپ کے مذہب میں بسم اللہ شریف قرآن شریف نہیں ہے تو گویا آپ سرے سے قرآن شریف ہی کا انکار کرتے ہیں تو پھر آپ منکرِ قرآن ہوئے۔ آپ ہوش کیجئے۔ بیہوشی کی باتیں اچھی نہیں"

میں کہتا ہوں سنئے جناب جس طرح بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھانے کے وقت ہے اسی طرح اس کے پڑھنے کا حکم یا خانے کے جانے کے وقت بھی ہے، تو کیا جناب اُس وقت بھی مروّجہ طور پر فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں؟ اور اگر نہیں تو کیوں؟ کیا آپ بسم اللہ کو قرآن میں نہیں مانتے؟ پھر تو

آپ منکر قرآن ہوئے اور اگر مانتے ہیں تو بسم اللہ کا پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سَتْرُ مَا بَيْنَ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِيْ اٰدَمَ اِذَا دَخَلَ الْكَنِيْفَ اَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ یعنے پاخانے میں جانے کے وقت بسم اللہ پڑھ لینے سے جنات کی آنکھوں سے انسان کا ستر چھپا رہتا ہے۔ آہ! کیا زمانہ آگیا ہے کہ کہنے کو یہ حضرات اپنے تئیں مقلد کہتے ہیں لیکن پھر اجتہاد کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور وہ بھی بے علمی کے ساتھ۔ گو ہمیں ماسٹر صاحب سے ذاتی واقفیت نہ ہو لیکن آپ کا رسالہ آپ کے مبلغ علم کی گھر بیٹھے شہادت ہے۔ جناب من! اگر کھانے کے شروع کرنے کے وقت بسم اللہ پڑھنے سے فاتحہ مروجہ کا اثبات کھانا سامنے رکھ کر ہو سکتا ہے تو پاخانے جانے کے وقت بسم اللہ کے ثبوت سے اُس وقت بھی فاتحہ پڑھنے کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ پس یا تو آپ اس وقت بھی اسی طرح ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا شروع کر دیجئے یا کھانے کے وقت کے فاتحہ سے بھی دستبرداری کیجئے ؎

ہم صفیراں اپنے مطلب کو نہ پہنچیں پر خدا ؎ یہ نہ سنوائے کہ مطلب غیر کا پورا ہوا

صحیحین میں حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت سے جماع کرنے کے وقت بھی بسم اللہ پڑھنے کی تعلیم کی ہے۔ تو کیا جناب کے نزدیک اُس وقت بھی فاتحہ مروجہ پڑھنا چاہیئے کیونکہ آپ کا استدلال بسم اللہ پڑھنے سے تھا تو جب کھانا کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنا کھانا سامنے رکھ کر مروجہ فاتحہ پڑھنے کی دلیل ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ پاخانے جاتے وقت بسم اللہ پڑھنا پاخانے کے سامنے مروجہ فاتحہ پڑھنے کی دلیل نہ ہو اور ٹھیک اسی طرح بوقت جماع بسم اللہ پڑھنے کی دلیل بوقت جماع مروجہ فاتحہ کی دلیل نہ ہو۔ اگر جناب کے نزدیک ان دونوں وقت بھی بسم اللہ پر قیاس کر کے فاتحہ مروجہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنا ثابت ہے تو مہربانی فرما کر اس پر عمل شروع کر دیجئے اور اگر آپ نے اس پر عمل شروع نہ کیا یعنی پاخانے میں جانے کے وقت اس کے سامنے کھڑے ہو کر اور جماع کے وقت مروجہ فاتحہ نہ پڑھا تو پھر ہم آپ سے وہی سوال کرینگے جو آپ نے ہم سے کیا ہے کہ آپ کے مذہب میں بسم اللہ داخل قرآن ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو جماع کے وقت اور پاخانے کے وقت بسم اللہ شریف پڑھی گئی تو قرآن شریف بلاشبہ پڑھا گیا اور اگر آپ کے مذہب میں بسم اللہ شریف قرآن شریف نہیں ہے تو گویا آپ سرے سے قرآن شریف ہی کا انکار کرتے ہیں تو پھر آپ منکر قرآن شریف ہوئے۔ کہیئے ماسٹر صاحب یہ ہوش کی باتیں ہیں یا بیہوشی کی؟ بس اب کوئی وجہ

نہیں کہ یا تو آپ ان تینوں جگہ میں فاتحہ مروجہ ہاتھ اُٹھا کر پڑھیں یا تینوں جگہ چھوڑ دیجئے۔ یہ ٹھیک نہیں کہ "آدھا تیتر آدھا بٹیر"، "میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو"۔ امید کہ ماسٹر صاحب یا کوئی اور فاتحہ خواں دنہیں بلکہ فاتحہ خور صاحب ہمیں اس کا جواب دیں گے ورنہ ہم بطورِ شکایت کہہ دیں گے ؎

آپ آتے بھی نہیں مجھکو بلاتے بھی نہیں ؛ باعثِ ترکِ ملاقات بتلاتے بھی نہیں

اور یہ بھی یاد رہے کہ بسم اللہ جو ایک آیت سے کم ہے اس کے پڑھ لینے سے فاتحہ مروجہ کے پڑھ لینے پر استدلال کرنا امام ابوحنیفہؒ کے استدلال کو توڑنا اور اُن کی تقلید کے پٹے کو گلے سے اُتار پھینکنا ہے۔ پس غیر مقلدین کو جتنی گالیاں آپ نے اپنے اس رسالہ میں دی ہیں وہ سب آپ ہی پر اُلٹ پڑتی ہیں۔ اس کی تفصیل سنئے! امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے کہ حائضہ عورت کو ایک آیت سے کم قرآن کا پڑھنا حالتِ حیض میں جائز ہے۔ ملاحظہ ہو فتح القدیر شرح ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۴۵ جہاں یہ تصریح کی ہے کہ یہ روایت خاص امام صاحب سے مروی ہے بلکہ اکثر فقہاء حنفیہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ اِنَّهٗ رِوَايَةُ ابْنِ سَمَاعَةَ مِنْ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَاِنَّ عَلَيْهِ الْاَكْثَرُ پس امام صاحب ایک آیت سے کم کا پڑھنا حائضہ عورت کے لئے حالتِ حیض میں جائز مانتے ہوئے قرآن کا پڑھنا اُسے ناجائز بتلاتے ہیں۔ آپ کے اس استدلال کے مطابق تو یوں ہونا چاہئے تھا کہ جب بسم اللہ کا پڑھنا حائضہ عورت کے لئے جائز ہے تو سورۂ فاتحہ وغیرہ کا پڑھنا جو آپ فاتحہ مروجہ میں پڑھتے ہوں یہ جائز کیوں نہ ہو؟ اب آپ امام صاحب سے پوچھئے کہ بسم اللہ اُن کے نزدیک قرآن شریف میں داخل ہے یا نہیں؟ اور اگر داخل مانتے ہیں تو اور قرآن سے کیوں روکتے ہیں؟ اور اگر داخل نہیں مانتے تو وہ سرے سے قرآن شریف کے ہی منکر ہوئے یا نہیں؟ ناظرین یقین مانئے کہ تعصب و جہالت کے ساتھ مصنف بننا اور نامرد ہو کر جورو کرنا برابر ہے"۔ ماسٹر صاحب جسے آپ نے دلیل بنائی تھی اور ہمیں الزام دیا تھا اُس کا نتیجہ دیکھ لیا۔ ؎

دام گیسو میں پھنسا دل، پاؤں میں زنجیر ہے ؛ وہ تمہارا خواب تھا یہ خواب کی تعبیر ہے

ماسٹر صاحب! بڑے سے بڑے پہلوان کے سامنے ایک نابالغ بچہ بھی خم ٹھونک کر کھڑا ہو سکتا ہے لیکن نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ ہڈی پسلی تڑوا کر ندامت کے ساتھ گھر جا بیٹھے، یہ آپ نے کیا فرما دیا کہ بسم اللہ شریف کو قرآن شریف نہ ماننا منکر قرآن ہونا ہے؟ خوب! اب سنئے!

امام ابو حنیفہؒ بسم اللہ شریف کو قرآن نہیں مانتے۔ ہدایہ کتاب الصلوٰۃ میں ہے عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّہٗ لَا یَاْتِیْ بِھَا فِیْ اَوَّلِ کُلِّ رَکْعَۃٍ۔ یعنے امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں بسم اللہ الخ کو ہر رکعت کے شروع میں نہ پڑھے۔ ہدایہ کی شرح عنایہ ص۲۵۵ میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ لِاَنَّھَا لَیْسَتْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ اَوَّلِ الْفَاتِحَۃِ یعنی یہ سورۂ فاتحہ کی پہلی آیت نہیں۔ امام صاحب کے نزدیک بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ دو سورتوں کے درمیان بھی نہ پڑھے۔ چنانچہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب کفایہ شرح ہدایہ ص۲۵۳ میں ہے وَلَا یَقْرَأُھَا بَیْنَ السُّوْرَتَیْنِ یعنے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو دو سورتوں کے درمیان نہ پڑھے۔ ایک اور صاف صاف اور نہایت معتبر حوالہ بھی سُن لیجئے۔ آپ کے اصولِ فقہ کی سب سے زیادہ معتبر کتاب تلویح میں ہے وَاَمَّا التَّسْمِیَۃُ فَالْمَشْھُوْرُ مِنْ مَذْھَبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ عَلٰی مَا ذُکِرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْمُتَقَدِّمِیْنَ اَنَّھَا لَیْسَتْ مِنَ الْقُرْاٰنِ الخ یعنے سورتوں کی ابتداء میں جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے یہ آیت امام صاحب کے نزدیک قرآن کی آیت نہیں متقدمین اکثر فقہاءِ حنفیہ نے امام صاحب سے یہی روایت بیان کی ہے اور یہی امام صاحب کا مشہور مذہب ہے۔ یہی وجہ ہے جو حائضہ عورت کو اور نفاس والی عورت کو اس کے پڑھنے سے حنفی مذہب منع نہیں کرتا اور نماز میں صرف اس کے پڑھنے کو کافی نہیں سمجھتا اور نہ اس کے منکر کو وہ کافر کہتا ہے۔"

اب تو یہ ثابت ہو گیا کہ امام صاحب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو جو سورتوں کے شروع میں ہے اور خصوصاً جو سورۂ فاتحہ میں ہے قرآن نہیں مانتے تو ہمارے ماسٹر صاحب کے نزدیک وہ سرے سے قرآن شریف ہی کا انکار کرتے ہیں پھر وہ منکرِ قرآن شریف ہوئے۔ ماسٹر صاحب ذرا اس سوال کا بھی جواب دیدیجئے کہ منکرِ قرآن کون؟ اور کیسا؟ یعنی مسلمان یا.....؟

آہ! سچ ہے "ہر چہ در دیگ بود بر چمچہ برآید" ہم تو اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ فاتحہ خوار قبر پرست ٹولے کو امام صاحب سے صرف نام کی محبت ہے کام کی نہیں۔ امام صاحب کو اور اُن کے مذہب کو اس جماعت نے بیحد بدنام کر رکھا ہے۔ اے فاتحہ خوار جماعت کے ممبرو! جاؤ دنیا میں تلاش کرو اور فقہ کی کسی معتبر کتاب میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروجہ فاتحہ کا ثبوت مروجہ طریقے پر بہ سندِ صحیح دکھا دو۔ ورنہ اللہ سے ڈرو جو کام خدا نے نہیں بتلایا رسولؐ نے نہیں کیا صحابہؓ اور تابعینؒ نے نہیں کیا چاروں اماموں میں سے کسی ایک نے نہ کہا نہ کیا اُسے کیوں کرتے ہو؟ اماموں سے یہ اچھی عقیدت ہے کہ جو جی میں

آیا کیا اور خاصے حنفی کے حنفی ؎

ملا کے خاک میں اُلفت جتائی جاتی ہے ؎ سر مزار قیامت اٹھائی جاتی ہے

ماسٹر صاحب کی دوسری دلیل کا جواب بھی مختصراً ہم ختم کرتے ہیں ؎

تیسری دلیل آپ نے دی ہے کہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ سے جو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے تو اللہ اُس کے ہاتھوں کو خالی پھیرتے ہوئے شرماتا ہے۔ چونکہ الحمد بھی دعا ہے تو ہاتھ اُٹھا کر اس کا پڑھنا بھی ثابت ہوا۔" جواباً گذارش ہے کہ پھر وہ دعا جو پاخانے میں جانے کے وقت پڑھی جاتی ہے اُسے بھی ہاتھ اُٹھا کر پڑھنا چاہیئے؟ اور وہ دعا جو مجامعت کے وقت پڑھی جاتی ہے اُسے بھی ہاتھ اُٹھا کر پڑھنی چاہیئے؟ اور اسی طرح اور دعاؤں کو بھی۔ حالانکہ فاتحہ خواں اور فاتحہ خور جماعت اس کی عامل نہیں۔ پھر جب آپ قرآن پڑھتے ہیں اور اس میں الحمد پڑھتے ہیں ہاتھ کیوں نہیں اٹھاتے۔ نماز میں جب الحمد پڑھی جاتی ہے ہاتھ کیوں نہیں اُٹھاتے؟ دونوں سجدوں کے درمیان کی دعا ہاتھ اٹھا کر کیوں نہیں مانگتے؟ اسی طرح التحیات میں بیٹھ کر جب دعائیں مانگی جاتی ہیں ہاتھ کیوں نہیں اُٹھاتے؟ اور جب یہ دُعا ہے تو حنفی مذہب کے مطابق اسے آہستہ پڑھنا چاہیئے کیونکہ آمین آہستہ کہنے کی دلیل حنفیہ یہی دیتے ہیں کہ وہ دعا ہے اور دُعا کو آہستہ پڑھنا چاہیئے۔ پس امید کہ آمین کی طرح مغرب عشا اور فجر کی نماز میں بھی آپ سورۂ فاتحہ کو آہستہ پڑھنا اور اماموں سے پڑھانا شروع کر دینگے نیز جو لوگ فاتحہ خوانی کے وقت بلند آواز سے پڑھتے ہوں اُنہیں بھی اس سے روک دیجیے۔

ماسٹر صاحب "ریت سے تیل نہیں نکلتا"، کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کُنبہ جوڑا" یہ آپ کیا کرنے بیٹھ گئے؟ یہ مقدمات گھڑنے اور نتیجے نکالنے کہاں سے سیکھ لئے؟ ڈر ہے کہ کہیں کل کوئی ایسا ہی مجتہد باطن اور مقلد ظاہر آپ کے بھائی کی گردن کاٹ کر دلیل میں آیت قرآن پڑھ دے کہ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ گردن پر وار مارو۔ کسی چلتے پھرتے کا قتل کرکے دلیل میں کہدے فَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ انہیں جہاں پاؤ مار ڈالو۔ سور کھا کر شراب پی کر پڑھدے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ اللہ نے جو تمہیں دیا ہے وہ کھاؤ پیو۔ ریشم اور سونا پہن کر کہدے مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ اللہ کی پیدا کردہ زینت کی چیزیں کس نے حرام کیں؟ دس بیس روپے میں بھی زکوٰۃ نکالنے کا حکم دے کر پڑھدے اٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ نفل نماز کی فضیلت اور اُس سے خدا کی خوشنودی کی حدیثیں

سُنا کر کہے کہ عید گاہ میں عید نماز سے پہلے نوافل پڑھا کرو۔ درود شریف کی حدیثیں اور فضائل سُنا کر کہے کہ چھینک لے کر درود پڑھا کرو۔ نماز کی پہلی رکعت میں الحمد اور درود پڑھو۔ الحمد کی فضیلت بیان کر کے کہے کہ اذان سے پہلے اسے پڑھا کرو۔ دُعا کی قبولیت کی حدیثیں اور ہاتھوں کو خالی نہ پھیرنے کے وعدے کی روایتیں سُنا کر کہدے کہ کپڑا پہننے کے وقت ہاتھ اٹھا کر سورۂ فاتحہ اور کچھ اور سورتیں پڑھا کرو۔ نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ سارا دین بدل جائے گا کوئی مسئلہ اپنے ٹھیک ٹھکانے پر نہ رہیگا۔ سچ فرمایا خدائے عزوجل نے فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ جن لوگوں نے ظلم کیا تھا انہوں نے اُس قول کو بدل ڈالا جو اُن سے کہا گیا تھا۔

ہاں! اور جناب کی نظریں تو کہاں پہونچی ہونگی۔ "پنڈت کو گائے کے گوشت کے مزے کی کیا خبر؟" لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ یہ حدیث بھی صحیح نہیں۔ اس کے راویوں میں سے ایک راوی جعفر بن میمون ہیں جن کی نسبت اسماء رجال کی کتاب تقریب التہذیب ص۶۹ میں ہے یُخْطِئُ یہ روایت بیان کرنے میں خطا کر جاتے تھے، پس خود یہ حدیث بھی ثابت نہیں، اور جو مسئلہ اس سے آپ لے رہے ہیں وہ تو اس سے بہ مراحل بعید ہے یعنی کوسوں دور ہے نہ تو اس میں سورۂ فاتحہ کا ذکر ہے نہ طعام پر فاتحہ پڑھنے کا ثبوت ہے ؎

سامنے بیٹھے کے دل کو جو چرائے کوئی ∴ ایسی چوری کا پتہ خاک لگائے کوئی

چوتھی دلیل دی ہے غزوۂ تبوک میں آنحضرتؐ کا لوگوں کی بھوک کو معلوم کر کے اُن سے فرمانا کہ جو کچھ جس کے پاس ہے لے آئے پھر آپ نے دعاء برکت کی اور طعام میں برکت ہوگئی۔ میں کہتا ہوں اس حدیث میں بھی نہ سورۂ فاتحہ وغیرہ جو مروجہ فاتحہ میں پڑھا جاتا ہے اُس کا ذکر ہے نہ ہاتھ اُٹھانے کا۔

منصف دوستو! ماسٹر صاحب کی دیانتداری اگر آپ کو دیکھنی ہو تو ان کی اس کتاب کو دیکھیے یہ اس واقعہ کے بیان میں صفحہ پر لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اُٹھا کر اس پر پڑھ کر دعا فرمائی اور کھانا تقسیم فرمایا حالانکہ یہ دونوں جملے اس حدیث شریف میں نہیں یہ اللہ کے رسولؐ پر بہتان ہے دیکھیے یہ حدیث مشکوٰۃ باب فی المعجزات میں بھی موجود ہے نہ اُس میں ہاتھ اُٹھانے کا ذکر ہے نہ تقسیم فرمانے کا۔ یہ دونوں جملے ماسٹر صاحب کی ایجاد و ایزاد ہے! اللہ اللہ فاتحہ خوری کے شوق میں کتنے اہم جرم کا ارتکاب کیا۔ جس کی سزا بڑی بھاری ہے۔ حدیث میں ہے جو شخص میرے نام پر جھوٹ باندھے وہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے۔ اعاذنا اللہ منھا۔ نیز

اسی صحیح مسلم میں جس کا حوالہ آپ نے دیا ہے ایسے موقعہ پر حضورؐ نے جو دعا مانگی اُس کی نسبت راوی حدیث یعنی خود صحابی ؓ کے الفاظ یہ ہیں کہ لَا اَدْرِیْ مَا ھُوَ یعنے مجھے نہیں معلوم کہ آپ کے الفاظ کیا تھے؟ خود صحابی کو تو معلوم نہ ہو اور تیرہ سو برس بعد آپ نے معلوم کر لیا کہ وہ سورۂ فاتحہ اور آپ کے مروّجہ فاتحہ کے اوراد مقررہ تھے؟ ہاں ایک حدیث میں ایسے ہی موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا منقول ہے کہ آپ نے کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَعْظِمْ فِیْھَا الْبَرَکَۃَ اللہ کے نام سے شروع اے اللہ اس میں بہت ساری برکت دے (مسلم) پس معلوم ہوا کہ نہ آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی نہ قرآن کی اور کوئی سورت، نہ مروّجہ فاتحہ کا کوئی حصّہ۔

اور سنئے! ایسے ہی موقعہ پر جبکہ جنگِ خندق میں صحابہؓ اور خود حضورؐ تین دن کے فاقے سے تھے حضرت جابرؓ نے آپ کی اور پانچ سات اور آدمیوں کی دعوت کی تو آپ نے لشکر میں عام منادی کرادی اور پکتی ہوئی ہنڈیا میں لبِ مبارک ملا دیا خدا نے اُس میں برکت دی اور سب نے پیٹ بھر کر کھا لیا، تو کیا آپ کے نزدیک فاتحہ خواں اُس حدیث کی رُو سے فاتحہ پڑھے اور اس حدیث کی رو سے کھانے میں تھوک بھی دے؟ حدیبیہ والے دن حضورؐ نے برتن میں ہاتھ ڈال دیا تھا اور خدا نے برکت دی اور پندرہ سو آدمیوں نے ایک برتن میں سے آسودگی حاصل کر لی تھی۔ تو کیا جناب کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے؟ کہ فاتحہ خواں فاتحہ پڑھے؟ پھر تھوکے؟ پھر اپنا ہاتھ گھنگھول دے؟ ایسے ہی موقعہ پر یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے کلی کا پانی اُس میں ڈال دیا۔ تو آپ فاتحہ خواں کو اس کی بھی اجازت دیں کہ وہ فاتحہ پڑھے، پھر تھوکے، پھر ہاتھ ڈال دے، پھر منہ میں پانی بھر کھانے میں کلی کر دے۔ اور ناک جھاڑے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ دھو کر اُس کی دھوون یعنے ٹپکا ہوا پانی بھی اُسی ہنڈیا میں ڈالدے۔ کیونکہ روایت میں وضو کرنے کا بیان بھی موجود ہے۔ ملاحظہ ہو صحیح بخاری شریف۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے دُعا کر کے کنکریوں کی مٹھی بھر کے پھینکی ہے (مسلم) تو ثابت ہوا کہ فاتحہ خور و فاتحہ خواں اپنے فاتحہ کے ساتھ ہی ہنڈیا میں تھوکدے، پھر ہاتھ ڈالے پھر کلی کر دے۔ پھر ہاتھ پاؤں دھو کر ناک جھاڑ کر اُس پانی کو ہنڈیا میں ڈالدے، پھر تھوڑی کنکریاں لیکر اُس میں ملا دے، پھر اس تبرک کو لوگوں میں تقسیم کر دے، بڑی برکت ہوگی؟؟؟

ایک مرتبہ حضورؐ نے اپنا ہاتھ ایک شخص کے سینے پر مار کر اُس کے لئے دُعا کی ہے، ملاحظہ ہو بخاری مسلم۔ تو فاتحہ خواں کو چاہئے کہ مندرجہ بالا سب کاموں کے ساتھ ہی فاتحہ پڑھانے والے کے سینے میں ایک گھونسا بھی جڑ دے۔ حضرت جابرؓ نے جب حضورؐ سے شکایت کی کہ میں اپنے والد کے قرض دار ہیں

کو سارے باغ کی پیداوار کی کُل کھجوریں دے رہا ہوں لیکن وہ رائی نہیں ہوتے، چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور مختلف قسم کی کھجوروں کی ڈھیریوں میں سے ایک ڈھیری کے ارد گرد تین مرتبہ پھر کر اُس پر بیٹھ گئے پھر تو اللہ تعالےٰ نے وہ برکت دی کہ صرف اُسی ایک ڈھیری میں سے سارا قرض ادا ہو گیا اور اُس میں سے ایک کھجور بھی کم ہوئی ہو ایسا نہیں معلوم ہوا۔ تو ثابت ہوا کہ فاتحہ خواں مندرجہ بالا تمام کاموں کے بعد ہنڈیا اور حلوے روٹی کے ارد گرد تین مرتبہ طواف بھی کرے اور پھر اُس کا ڈھیر لگا کر اُس پر بیٹھ جائے پھر تو پانچوں گھی میں اور ..... ۔ ایک مرتبہ برکت کے لئے حضورؐ کا ڈانٹنا بھی ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو بخاری مسلم، تو چاہیئے کہ فاتحہ خواں جس کے گھر فاتحہ کو گیا ہے اُسے گھرک بھی دے دو چار صلواتیں بھی سُنا دے۔

الغرض اسی قسم کی اور بھی بہت سی چیزیں ہیں" مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ" کہاں حضور کی بھوک کے وقت کی برکت کی دُعا؟ کہاں تم پیٹ بھروں کا جیبیں پُر کرنے کے لئے فاتحہ خوانی کرنا؟ پس ماسٹر صاحب اور اُن کے ہم مذہب حنفی حضرات، یا تو تبوک میں بھوک کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے برکت سے فاتحہ مروجہ کی سند نہ لیں یا مروّجہ فاتحہ کے ساتھ مندرجہ بالا ہماری بتلائی ہوئی چیزیں بھی زیادہ کر لیں اس لئے کہ ایسے ہی مواقع پر حضورؐ سے ان سب کاموں کا کرنا ثابت ہے پس اب صورت فاتحہ کی یہ ہو گی کہ فاتحہ خواں مُلّا آ کر بیٹھے اس کے گھر سے اُس کے گھر سے روٹی ستّو۔ پنیر اور جو کچھ جس کے ہاں ہو منگوا لے، پھر ہاتھ اُٹھا کر مروّجہ فاتحہ پڑھے۔ پھر اُس کھانے میں تھوک دے، پھر اُس میں اپنا ہاتھ ڈال دے، پھر کلّی کر کے کلّی کا پانی اُس میں ڈالدے اور ہاتھ منہ پاؤں دھو کر ناک جھاڑ کر وہ سب پانی تسلے میں جمع کر کے اُس میں ڈالدے پھر کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کے اُس میں ملا دے، پھر صاحب خانہ کو ایک چپت جڑ دے، پھر کھانے کے ارد گرد طواف کرے، اور کھانے پر چڑھ کر بیٹھ جائے، پھر چند گھرکیاں جھڑکیاں صاحب خانہ کو دے، پھر اُس تبرک کو سب میں تقسیم کر دے، اور اگر اس کے بدلے میں کچھ نقدی لی یا خود اُسے کھایا تو حرام ہو گا، کیونکہ تبوک والی جو حدیث آپ نے پیش کی ہے اُس میں یہ نہیں، حیرت ہے کہ یہ جماعت اس حدیث کو کیا سمجھ کر دلیل میں لائی ہے؟ نہ یہاں کوئی مراثھانہ کسی کا بیجا دسواں تھا۔ نہ لوبان اور اگر کی بتیاں سلگ رہی تھیں۔ نہ کسی کے ایصال ثواب کے لئے یہ کیا گیا تھا نہ اُس پر الحمد وغیرہ پڑھی گئی تھی۔ لوگوں کی بھوک کے مارے بری حالت سُن کر جو کچھ لشکر میں توشہ بچتا تھا اُسے جمع کرا کے حضورؐ نے اللہ تعالیٰ سے برکت کی دُعا کی جو قبول ہوئی۔ ادنیٰ سی عقل

والا بھی اس جگہ ٹھوکر نہیں کھا سکتا اور فاتحہ خور خود بھی اسے بخوبی محسوس کرتے ہونگے کہ یہ اُن کی بڑی دھینگا مشتی ہے۔ لیکن چونکہ مُرغن کھانے اور ٹکے اس کے ذریعہ سے ملتے ہیں لہذا والہ و شیدا ہو رہے ہیں، جہاں کسی نے اسے بدعت و ناجائز کہا کہ انہوں نے اُسے وہابی اور غیر مقلد اور منکر قرآن اور مردود وغیرہ کہنا شروع کر دیا۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ اس نے تو ہمارے پیٹ پر پاؤں رکھدیا اگر فاتحہ خوانی کی رسم اُٹھ گئی تو ہمیں کون پوچھیگا؟ یہ دو ہے تہرے حقے اور نقدی سب ماری جائیگی۔ پس جہاں یہ شغف اور محبت ہو جہاں نقدی اور روٹی کا ذکر ہو وہاں جائز و ناجائز سنت و و بدعت کون دیکھے؟ اور کیوں کسی کے سمجھانے سے سمجھے؟ ؎

کون سمجھائے کسی کو دل کے آجانے کے بعد ؛ سب دوائیں بے اثر ہیں زہرِ غم کھانے کے بعد

پانچویں دلیل وارد کرنے میں تو ماسٹر صاحب نے کمال کر دکھایا ہے فرماتے ہیں "قرآن میں ہے کہ بحیرہ سائبہ مہیلہ اور حام کو اللہ نے مقرر نہیں کیا" اخ میں کہتا ہوں اوّل تو یہ مہیلہ کیا چیز ہے؟ کیا جودھپور میں کوئی نیا قرآن اُترا ہے؟ یا ماسٹر صاحب نے کوئی انوکھا قرآن کہیں سے حاصل کیا ہے؟ ہمارے قرآن میں تو بحیرہ سائبہ وصیلہ اور حام لکھا ہے یہ مہیلہ کس کے قرآن کا لفظ ہے؟ اور اس کے کیا معنے ہوتے ہیں؟ دوسرے اسے فاتحہ خوانی سے کیا تعلق؟ اور اگر اس سے یہ ثابت کرنا ہو کہ بڑے پیر کی گیارھویں شاہ مدار کا کونڈا پیر بچھے کا بکرا شربت نیاز حسین وغیرہ کرنا جائز ہے اور اس کے کہنے سے وہ چیز حرام نہیں ہوتی تو اس کا جواب سُنئے کہ آیت مذکورہ بالا آپ کے مسئلہ کی دلیل ہرگز نہیں وہاں تو صرف یہ بیان ہو رہا ہے کہ کفار جن جانوروں کو اپنے بتوں کے نام کا کر کے اُن کے کان چیرتے ہیں یا اُنہیں بچارا اور سانڈ بنا کر چھوڑ دیتے ہیں یا جس اونٹنی کو پہلے پہلے اوپر تلے دو اونٹنیاں پیدا ہوں اُسے بھی بتوں کے نام آزاد کر دیتے ہیں اور جس اونٹنی کے کئی بچے ہو جائیں اُسے بھی بتوں کے نام چھوڑ دیتے ہیں اُن کا یہ فعل فرمانِ خداوندی کے ماتحت نہیں بلکہ یہ شیطانی حرکت ہے مَا جَعَلَ اللّٰهُ یعنی مَا شَرَعَ اللّٰهُ اللہ نے اس کا حکم نہیں دیا یہ مرضیٔ خدا کے خلاف ہے۔ پس اگر ماسٹر صاحب اس آیت کو اپنے فعل پر چسپاں کرتے ہیں تو کرلیں مطلب یہی ہوا کہ بڑے پیر کی گیارھویں شربت نیاز حسین وغیرہ کا حکم خدا کا دیا ہوا نہیں بلکہ آگے چل کر فرمایا ہے وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ط وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ یعنی بلکہ کافر خدا پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں اور ان میں کے اکثر بے علم جاہل ہیں ماسٹر صاحب یہ آپ کو سوجھی کیا؟ اس آیت کو آپ نے کیا سمجھ کر دلیل بنائی؟ حق یہ ہے کہ "جادو وہ

جو سر پر پڑھ کر بولے" آپ نے تو اپنا فیصلہ آپ ہی کر دیا کہ جس طرح کفار نے یہ چیزیں از خود اپنے بڑوں کی تقلید کر کے نکال لی تھیں اور خدا کا حکم نہ تھا بلکہ پھر انہوں نے خدا کا نام بھی جھوٹ موٹ لے دیا تھا اور یہ سارا قصہ اُن کی جہالت اور عناد کا کرشمہ تھا اسی طرح جناب کے اور آپ کے ہم خیال لوگوں کے یہ تمام ہتھکنڈے ہیں جو ولیوں اور بزرگوں کی نیازیں آپ کرنے لگے اور اُن کے نئے نئے نام اور احکام تراش لئے اور پھر انہیں خدا کا حکم سمجھنے لگے اور پھر دلیل میں کفار کا ایک فعل لانے لگے۔ جناب ماسٹر صاحب اور اُن کے ہم خیال لوگوں کو یاد رہے کہ جس شخص نے یہ بدعتیں ایجاد کی تھیں یعنی سوائے خدا کے دوسروں کے نام نذر نیاز کرنے کی اور جس نے بحیرہ سائبہ اور حام چھوڑے تھے اُس کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف تھا میں نے اُسے اپنی آنکھوں دیکھا کہ وہ جہنم میں جل رہا ہے اُس کی آنتیں باہر نکلی ہوئی ہیں جنہیں وہ گھسیٹتا پھرتا ہے اسی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو متغیر کیا تھا میں نے دیکھا کہ اُس کے جسم کی بدبو جہنمیوں کو بھی ایذا پہونچا رہی تھی ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر۔ پس قرآن کریم کی یہ آیتیں تو اللہ کے سوا دوسروں کے نام نذر و نیاز کرنے کو حرام ٹھیراتی ہیں اور اسے کافروں کا جھوٹ اور افترا بتلاتی ہیں اور اسے جاہلوں اور بیوقوفوں کا کام بتاتی ہیں۔ افسوس کہ آپ ایسے لوگوں کے فعل کو حجت مان کر ایسے ہی کاموں کو کر کے پھر یہ آیت دلیل میں لا کر گویا باہمی اتحاد پر مہر لگاتے ہیں اور وہ کام کرنا چاہتے ہیں جس کا کرنے والا بزبانِ فیض ترجمان واصل جہنم ہوا۔ اور وہاں کے بدترین عذابوں میں آج پھنسا ہوا ہے۔ ماسٹر صاحب ذرا تکلیف فرما کر اس کے ساتھ کی اس آیت کو بھی پڑھ لیجئے اور اپنے فعل سے مطابقت کر لیجئے فرماتا ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا الخ ایسے لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ خدا کی اتاری ہوئی چیز اور رسول کی طرف آؤ تو جواب دیتے ہیں کہ ہمیں تو وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ داداؤں کو پایا۔ پس میں خیر خواہانہ نصیحت کرتا ہوں کہ مسلمان ہو کر توحید کا کلمہ پڑھکر دوسرے کے نام پر اپنا مال خرچ نہ کرو اللہ کا دیا ہوا مال اللہ ہی کے نام پر خرچ کرو اُسی کی نذر مانو اُسی کی منتیں کرو۔

اور ہاں جناب یہ تو فرمائیے کہ آپ جیسے مقلد کو یہ اجازت کب ہے؟ کہ وہ قرآن حدیث سے دلیل پکڑے؟ مقلد تو ادلہ اربعہ کو چھو ہی نہیں سکتا۔ ملاحظہ ہو حنفی مذہب کے اصول کی کتاب توضیح مصری جزو اوّل صـ ۱۳۶ فَالْاَدِلَّةُ الْاَرْبَعَةُ اِنَّمَا يَتَوَصَّلُ بِهَا الْمُجْتَهِدُ لَا الْمُقَلِّدُ

یعنی قرآن حدیث اجماع قیاس سے مسئلہ لینا اسے دلیل بنانا مجتہد کا کام ہے مقلد کا نہیں۔ چونکہ آپ مقلد ہیں مقلد کا فرض تو صرف یہ ہے کہ وہ اپنے امام کا قول لیلے اور اُسی کو اپنی دلیل سمجھے اُسی کو بیان کردے چنانچہ اسی توضیح کے صـ۱۳۶ جلد اول میں ہے فَاَمَّا الْمُقَلِّدُ فَالدَّلِیْلُ عِنْدَہٗ قَوْلُ الْمُجْتَھِدِ یعنی مقلد کی دلیل تو صرف اُس کے امام کا قول ہے۔ پھر آپ نے تقلید کے دائرے سے باہر قدم کیوں نکالے؟ میں آپ کو اور آپ کے ہم خیال لوگوں کو خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ "اگر آپ میں سے کسی کے پاس حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول یا فعل سے مروجہ فاتحہ کی سند ہو تو لے آؤ بس اُسی پر فیصلہ ہے۔ اگر ہے تو ہم مان لیتے ہیں اور اگر نہیں تو پھر آپ حضرات اس بدعت سے توبہ کرلیں۔ فقہ کی کسی معتبر کتاب میں سے امام صاحب کا مروجہ فاتحہ کرنا یا کرنے کا حکم دینا دکھا دو بس جھگڑا مٹا" ؎

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا ⁂ بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا

اب سنو! میں آپ کو بتلا دوں کہ خود آپ کے مذہب میں غیر اللہ کی نذر نیاز حرام ہے آپ کے مذہب کی کتاب بحرالرائق شرح کنزالدقائق میں ہے اَلْاِجْمَاعُ عَلٰی حُرْمَۃِ النَّذْرِ لِلْمَخْلُوْقِ وَلَا یَنْعَقِدُ وَلَا یَشْغَلُ الذِّمَّۃَ بِہٖ وَاَنَّہٗ حَرَامٌ بَلْ سُحْتٌ یعنے خدا کے سوا جس مخلوق کے لئے نذر مانی جائے وہ نذر منعقد نہیں ہوتی نہ اُس کی کوئی ذمہ داری ہے بلکہ وہ حرام اور بالکل حرام ہے اس بات پر اجماع ہو چکا ہے۔ یعنی تمام امت اسے مانتی ہے کہ خدا کے سوا دوسروں کی نذر ماننی حرام ہے اور وہ چیز بھی حرام بلکہ نجس ہے۔ آپ کے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں اس کے حرام ہونے کی وجہیں لکھی ہیں لِوُجُوْہٍ مِّنْھَا اَنَّہٗ نَذْرٌ لِلْمَخْلُوْقِ وَالنَّذْرُ لِلْمَخْلُوْقِ لَا یَجُوْزُ۔ وَلِاَنَّہٗ عِبَادَۃٌ وَّالْعِبَادَۃُ لَا یَکُوْنُ لِلْمَخْلُوْقِ وَمِنْھَا اَنَّ الْمَنْذُوْرَ لَہٗ مَیِّتٌ وَّالْمَیِّتُ لَا یَمْلِکُ۔ وَمِنْھَا اَنَّہٗ ظَنَّ اَنَّ الْمَیِّتَ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰہِ وَاِعْتِقَادُہٗ ھٰذَا کُفْرٌ یعنی غیر اللہ کے نام نذر حرام ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مخلوق کے لئے نذر ماننی جائز نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نذر عبادت ہے اور عبادت کے لائق مخلوق نہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جس کے لئے نذر مانی جاتی ہے وہ انتقال فرما چکے ہیں اور جو انتقال کر گئے وہ کسی چیز کے مالک نہیں ہو سکتے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ ایسی نذر ماننے والوں کے اعتقاد یہ ہوتے ہیں کہ یہ فوت شدہ بزرگ بہت سے امور کے ہیر پھیر کی خود طاقت رکھتے ہیں حالانکہ ایسا عقیدہ صریح کفر ہے۔ پس آپ کا یہ فرمان بالکل غلط ثابت ہو گیا کہ جب

بتوں کے نام کے جانور حرام نہیں تو پھر ولیوں اور بزرگوں اور نبیوں کی نیاز کیوں حرام ہو جائے گی؟
ماسٹر صاحب! قرآن نے فرمایا ہے وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا دوسرے کے نام پر مشہور کی جائے وہ حرام ہے۔ آپ کے مذہب کے عالم مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی مجموعہ فتاوے ص۵۵ جلد دوم میں لکھتے ہیں:۔ غیر اللہ کی نذر و منت حرام ہے اور نذر و غیر اللہ کا شیرنی ہو یا فیرنی کھانا ہر امیر و فقیر پر حرام ہے۔" اور ص۵۲ پر لکھتے ہیں:۔ "شیخ سدو وغیرہ کا بکرا جس میں خاص طور پر غیر اللہ کے واسطے جان دینا منظور ہوتا ہے اور خون بہانا تقرباً الی الغیر اللہ تعالیٰ مقصود ہوتا ہے حرام ہے۔" ماسٹر صاحب اہلحدیث ایصالِ ثواب یعنی ثواب رسانی کے منکر نہیں جیسے کہ میں آپکی پہلی دلیل کے جواب ص۔۔۔ میں بالتفصیل لکھ چکا ہوں لیکن وہ کہتے ہیں اس کا طریقہ وہ رکھو جو خدا اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا بتلایا ہوا ہے۔ نہ وہ جسے تم خود ایجاد کر لیتے ہو پس دوسروں پر تہمت نہ رکھو اور اپنے فعل کو شریعت کے دائرے سے خارج نہ کرو۔ اللہ ہمیں نیک توفیق دے افسوس! کہ آپ حضرات دینِ محمدی میں جو بالکل سہل آسان اور یکسوئی والا تھا۔ نئی نئی اور مشقت والی چیزیں نکال رہے ہیں جن سے دین پاک تھا اور جن چیزوں سے خدا کا کلام رسول ؐ کی حدیث صحابہؓ اور تابعینؒ کا عمل بالکل پاک ہے بلکہ چاروں اماموں میں سے بھی ایک سے ثابت نہیں۔ ؎

نہ تو بھوکے ہوئے تھے ہم نہ پیاسے پیدا ہو گئے روگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا

چھٹی دلیل دی ہے کہ حضرت سعدؓ نے اپنی ماں کے انتقال کے بعد حضورؐ کے فرمان سے اُن کی طرف سے ایک کنواں کھُدوایا۔ اس کے نقل کرنے میں بھی جودھپوری صاحب نے اپنی علمیت کا نوحہ کیا ہے اوّلاً تو یہ کہ قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ کے قائل حضرت سعد ہیں نہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ نے اپنی کم علمی یا بے علمی کی وجہ سے اسے نہیں سمجھا۔ دوسرے هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ میں مُشَارٌ اِلَیْہ صدقہ ہے نہ کہ کنواں میں یہ لکھنا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت یہی فرمایا کہ "سعد رضی اللہ عنہ کی ماں کا یہ کنواں ہے" غلط ہے۔ تیسرے تو میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ آپ جیسے مقلدوں کو تحقیق سے کیا واسطہ؟ لیکن ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ حدیث بھی صحیح نہیں۔ اس کے راوی حضرت حسن اور حضرت سعید ہیں جو حضرت سعدؓ سے روایت کرتے ہیں اور ان دونوں کی ملاقات حضرت سعدؓ سے ثابت نہیں اس لئے کہ حضرت سعید بن مسیبؒ پیدا ہوتے ہیں ۱۵ھ میں اور حضرت حسن بصریؒ پیدا ہوتے ہیں ۲۱ھ میں اور حضرت سعد بن عبادہ کا انتقال ہوتا ہے ۱۱ھ میں اور بقول بعض ۱۴ھ میں اور ایک روایت

میں ہے کہ ۱۵ھ میں پس اگر ۱۵ھ ہی مان لیا جائے جب بھی ان دونوں بزرگوں کا ملنا حضرت سعدؓ سے ثابت نہیں۔ کیونکہ ایک کی پیدائش والے سال ہی حضرت سعدؓ انتقال فرماتے ہیں اور دوسرے کی پیدائش سے چھ سال پہلے انتقال کر جاتے ہیں تو فرمائیے کہ انہوں نے حضرت سعدؓ سے جو ان کی پیدائش سے پہلے دنیا سے چل دئے ہیں کیسے سُن لیا؟ پس یہ حدیث منقطع ہے اور قابل دلیل کے نہیں۔

اور ہاں جناب اس حدیث کو آپ کے مروجہ فاتحہ سے کیا سروکار؟ اور اگر اس سے یہ غرض ہے کہ متوفیہ کے نام پر یہ کنواں ہے تو یہ بھی آپ کے فائدہ کی چیز نہیں۔ کہاں خدا کے نام کے صدقے کو کسی میت کی طرف سے نیابۃً دینا؟ کہاں کسی میت کے تقرب کے لئے اُس کے نام پر کسی چیز کو صرف کرنا؟ اس واقعہ سے فاتحہ مروجہ کا جواز سمجھنا یا اس سے پیروں بزرگوں ولیوں شہیدوں کے نام کی نذریں منتیں اُتارنے کے جواز کی دلیل لینا ایسا ہی ہے جیسے جلول کے سفید ہونے سے زمین کے گول ہونے پر استدلال کرنا۔ اور سنئے بخاری مسلم میں ایک حدیث ہے کہ اِسْتَفْتٰی سَعْدٌ بْنُ عُبَادَۃَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَذْرٍ کَانَ عَلٰی اُمِّہٖ تُوُفِّیَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِیَہٗ فَقَالَ اقْضِہٖ عَنْہَا یعنی حضرت سعدؓ نے حضورؐ سے مسئلہ دریافت کیا کہ اُن کی ماں نے نذر مانی تھی پھر پوری کرنے سے پہلے ہی فوت ہوگئیں تو آپ نے فرمایا تم اُن کی طرف سے پوری کردو۔ اس حدیث کو سامنے رکھ کر معلوم ہو رہا ہے کہ بہت ممکن ہے یہ نذر ہی اس صورت میں پوری ہوئی ہو پھر آپ کو اس واقعہ نے کوئی فائدہ نہیں دیا۔ یہ تو ایک نام خدا کی نذر اُن کے ذمے تھی جو پوری کی گئی اور جس کی نذر تھی اُس کی طرف خواہ مخواہ ہی منسوب ہوئی تھی اُنہیں کا مال تھا اُنہی کی مانی ہوئی نذر تھی جو اُن کی اچانک موت کے بعد اُن کے صاحبزادے نے اُن کی طرف سے باجازتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوری کردی۔ کہاں یہ؟ اور کہاں آپ کا دوسروں کے نام پر مال خرچ کرنا؟ پھر کہاں بیٹے کا اپنی متوفیہ والدہ کی نذر کو پورا کرنے کے لئے اُس کی طرف سے صدقہ کرنا؟ اور کہاں آپ کا غیر اللہ کے نام پر مال کو نکالنا؟ اور وہ بھی کسی ایسے رشتے کے نہ ہوتے ہوئے۔ ماں کے حقوق جو اولاد پر ہیں وہ اور ہی ہیں۔ اور اولاد کو تو خود حدیث میں ماں باپ کا عمل بتلایا گیا ہے۔ چنانچہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ انسان کی موت کے بعد اُس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ مگر تین عمل جن میں سے ایک اولاد ہے۔ پس اولاد تو ماں باپ کی اپنی کمائی اور اُن کا کسب

ہے۔ اس کا تو ہر نیک عمل اس کے ماں باپ کے لئے ثواب بن جاتا ہے۔ پس آپ حضرات کا غیروں کے نام پر مال یا جانور یا کھانا کرنا اُن کے تقرب کے لئے ہو تو اُن کی عبادت ہے اور مثل عبادت غیر اللہ کے حرام محض ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ پس معلوم ہوا کہ موت و زیست نماز و قربانی خاص اللہ ہی کے لئے ہے اُس میں دوسرے کی شرکت ممنوع ہے۔ یہ تو تھی اسلام کی تعلیم لیکن ماسٹر صاحب کے اسلام کی تعلیم اس کے یکسر خلاف ہے وہ تو بتوں ٹھاکروں ہنومان اور کالی کے نام کے بکرے وغیرہ بھی حلال کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس سے پہلے صفحہ ۱ پر لکھ آئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے وہابی یعنی منافق لوگ یہ کہتے تھے کہ بتوں کے نام کے جانور حلال نہیں ہو سکتے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے قول کی تکذیب کی یعنی یہ فرمایا کہ وہ حلال ہیں۔"

پس جن کے عقیدے اس قدر بدل گئے ہوں اُن سے مسلمانوں کے ہاتھ کوئی اچھی بات لگنی اتنی ہی مشکل ہے جتنی مشکل ہتھیلی پر سرسوں جمانی۔ جناب کو یہ مغالطہ بھی ہے کہ موچیوں کی مسجد وغیرہ کہنے سے پھر تو مسجد بھی مسجد کے حکم میں نہ رہے؟ اس کی بابت گذارش ہے کہ یہ تو صرف امتیاز کے لئے ہے۔ پہچان اور شناخت کے لئے ہے نہ کہ اُس مسجد میں مسلمان موچیوں کی عبادت کرتے ہوں یا اُس مسجد کو موچیوں کی رضامندی اور اُن کے تقرب کے لئے اور اُن سے ثواب حاصل کرنے کے لئے بنائی ہو۔ اس طرح کے امتیازی نام حضورؐ کے زمانے میں بھی تھے ملاحظہ ہو بخاری مسلم وغیرہ۔

اسی کے ضمن میں جناب یہ بھی فرما گئے ہیں کہ کلام الٰہی جس چیز پر پڑھا گیا وہ حلال ہے یہ بھی آپ کی غلطی ہے۔ کیا کلام الٰہی سؤر پر پڑھ کر اُسے کھالیں؟ کیا کلام الٰہی پڑھکر اس بکری کے گوشت کو کھالیں جسے کسی ہندو نے اپنے طریقہ پر ذبح کیا ہو؟ یا کسی سکھ نے جھٹکا کیا ہو؟ خدا جانے یہ بے علمی کا کرشمہ ہے؟ یا یہ کہ بدعتوں اور شرک کے بعد قدرت عقل چھین لیتی ہے ہم نے تو یہی دیکھا کہ ان میں سے جو کوئی کچھ لکھتا ہے وہ ہمیشہ بے سر پیر کی ہی لکھتا ہے۔ "لنکا میں جسے دیکھو باون گز کا" دلیل در اصل ایک بھی نہ ہو لیکن یہ لکھتے چلے جائیں گے۔ وہاں تو یہ حالت تھی کہ حضرت جریر ابن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کُنَّا نَرَی الْاِجْتِمَاعَ اِلٰی اَھْلِ الْمَیِّتِ وَصُنْعَۃَ الطَّعَامِ مِنَ النِّیَاحَۃِ یعنی ہم صحابۂ رسول اہل میت کے ہاں جمع ہونے کو اور اُن کے ہاں کے کھانوں کو مثل نوحے کے

حرام سمجھتے تھے۔ پھر ان فاتحہ خوانوں کا تیجے دسویں بیسویں چالیسویں برسی ششماہی جمعرات چاندرات عرس۔ فاتحہ وغیرہ کے موقعوں پر جمع ہو کر فاتحہ پڑھکر آستین چڑھا کر مال مردار نوش کرنے کا ثبوت آئے گا کہاں سے؟ جبکہ اجماع صحابہؓ سے یہ کُل امور حرام ہیں اور نیز فقہ حنفی سے بھی جیسے کہ پہلے بہت سے حوالوں سے بیان گذر چکا۔ الغرض حضرت سعدؓ والی حدیث جو فاتحہ خواں صاحب پیش فرمایا کرتے ہیں وہ منقطع ہے۔ پھر فاتحہ کی دلالت اس میں نہیں بلکہ یہ تو نذر کا واقعہ ہے۔ اور اگر سب مان بھی لیں تو اس سے وہی ثابت ہوتا ہے جو اہلحدیث کا مذہب ہے کہ مردے کے پیچھے نیابۃً اگر کوئی للہ فی اللہ مسلمانوں کے مفاد کا کوئی کام کردے۔ اُس میں اپنی طرف سے نہ تو کوئی بدعت ہو نہ کوئی ایجاد ہو نہ ایزاد تو وہ کرسکتا ہے اور اگر خدا کے ہاں قبول بھی ہوگیا تو اُس کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے۔ ماسٹر صاحب ہیں تو داد کے قابل۔ واللہ آپ کی دلیلوں نے تو پھڑکا دیا۔ ؎

ترقی اور ہو دنیا میں یارب حسن والوں کی ؛ مزے لیلے کے مرتے ہیں دعا ہے مرنے والوں کی

ساتویں دلیل۔ ماسٹر صاحب نے دی ہے بیہقی کی روایت جس میں ہے کہ مُردہ زندوں کی دعا کا منتظر رہتا ہے۔ ماسٹر صاحب کیسے بھلے اور بھولے آدمی ہیں کہ نہ انہیں دعوے کی خبر ہے نہ دلیل کی تمیز۔ عربی سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نرے کورے ہیں۔ کہیں بھی عربی اصل عبارت تو نقل کرتے ہی نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے اگر گویا آپ یہ سب کچھ کسی اردو کتاب سے نقل کرتے ہیں۔ دیکھئے اس حدیث کو کسی نے ادھوری نقل کی تھی تو آپ نے بھی مکھی پر مکھی ماردی یا یہ کہ آخری جملے کو عمداً چھوڑ دیا کیونکہ وہ آپ کو کچھ مضر معلوم ہوا اس کے آخر میں ہے وَاِنَّ اللّٰہَ لَیُدْخِلُ عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ۔ اس جملہ کو بھی ماسٹر صاحب چھوڑ گئے۔ پھر اس آخری جملے نے تو چونکہ معاملہ بالکل صاف کر دیا تھا اس لئے بھلا اسے یہ کیوں نقل کرنے لگے اُس میں ہے وَاِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَآءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ یعنی زندوں کا ہدیہ اور تحفہ مردوں کے لئے اُن کی بخشش کی دُعا مانگنا ہے۔ چونکہ اس میں صفائی ہوتی تھی کہ بڑی چیز مردوں کے لئے دعائے خیر اور اُن کے لئے طلب بخشش کی دُعا ہے۔ اس لئے اسے چھوڑ دیا جب لوگوں کے

کان میں یہ بات پڑ جائے گی کہ سب سے بڑا تحفہ اور ہدیہ جو زندے لوگوں کی طرف سے مُردوں کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ اور جس کا ثواب مُردوں کو پہاڑوں کے برابر خدائے پاک دیتا ہے وہ زندے لوگوں کا اُن کے لئے بخشش کی دُعائیں مانگنا ہے۔ تو پھر کون تیجے بیسویں کرے گا؟ اور جب یہ نہ ہوئے تو کون فاتحہ خوانوں کی پُرسش کرے گا؟ اور اگر یہ چھوٹا تو پھر پانچوں گھی میں کیسے رہیں گی؟ اب تو یہ حال ہے کہ جہاں محلے میں ایک مرا اور مُلّا کی بن آئی۔ حاضری کی روٹی میں اس کی حاضری ضروری ہے۔ چالیس دن تک روٹی برابر بلانا غہ ملا کرے گی۔ کیونکہ پٹی پڑھا رکھی ہے کہ مردے کی روح چالیس دن تک گھر آیا کرتی ہے۔ پھر سوم پر اس کے چھکے پنجے ہیں۔ دہم اور چہلم پر چپڑی اور دو دو برسی اور عرس میں پانچوں گھی میں۔ جمعرات اور چاند رات پر چاندی ہی چاندی ہے اور شب برات محرم وغیرہ کے موقعہ پر تو سونے کی چڑیا دکھائی دیتی ہے۔ اس درمیان میں ایک آدھ اور لڑھک گیا پھر آسرا ہو گیا۔ غرض بے فکری کی چلی آتی ہے۔ مرنیوالے کے یتیم بچے چاہے فاقوں مریں۔ جائیداد رہن رکھدی جائے۔ برتن بھانڈے بیچ دئے جائیں۔ لیکن نہ حاضری ترک ہو نہ چالیس دن کی روٹی نہ تبارک اور جمعرات اور تیجے دسویں وغیرہ کی رسم فوت ہو۔ اب جنہیں اس لقمے کا مزا پڑ گیا ہے اُنہیں ساتھ ہی کھٹکا بھی لگا ہوا ہے کہ اگر ان سے کہدیا گیا کہ میاں تم سب سے بڑا فیض جو مُردوں کو پہونچا سکتے ہو وہ دعا ہے تو نہ یہ دیگیں کھٹکھٹائیں نہ فاتحہ کی ضرورت پڑے نہ فاتحہ خوروں کو دوہرا حصّہ ملے۔ اس سبب سے حدیث کے نقل کرنے میں ہی اس جملہ کو چھوڑ دیا۔ اسی مطلب کی ایک اور حدیث منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند احمد جلد دوم ص۵۴۰ میں ہے

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ فَقَالَتْ اُمِّيْ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْ اُمِّيْ وَقَدْ تُوُفِّيَتْ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكِيْ عَلَيْكِ مَالَكِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكِ یعنی ایک عورت نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری والدہ انتقال کر چکی ہیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے صدقہ دوں؟ تو آپ نے فرمایا اپنا مال تم اپنے ہی پاس رکھو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ آہ! جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کی اقتصادی حالت درست رکھنے کا یہاں تک خیال رکھا ہو؟ اُس اُمّت کا آج یہ حال ہے کہ رسمی

اور رواجی امور کے پیچھے اپنا روپیہ ٹھیکریوں کی طرح برباد کرکے بالکل مفلس بن بیٹھے۔ انہی تیجوں اور چالیسووں کے پیچھے برسیوں اور عرسوں کے پھیر میں برتن زیور اور جائدادیں گروی کردیں اور پکار پکار کر افلاس کو اپنے سر چڑھالیا۔ سودی روپیہ اٹھاتے ہیں اور ملانوں کے پیٹ پالتے ہیں تباہ و برباد ہوتے جاتے ہیں اور ان رسموں سے روکنے والوں کے دشمن جان ہو رہے ہیں۔ مسلمانو! آنکھیں کھولو سینکڑوں صحابہؓ حضورؐ کے سامنے رحلت فرماگئے آپ کے اپنے گھر میں کئی چھوٹے بڑے فوت ہوئے اُن پر تیسرے ساتویں دسویں بیسویں دن آئے کیا حضورؐ نے کچھ کیا؟ یا کرنے کو فرمایا؟ پھر کیا آج تم مخالفتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کرکے پھلو پھلو گے؟ یا خدا کے ہاں ثواب پاؤ گے نہیں بلکہ دونوں جہاں کی رسوائی مخالفتِ رسولؐ میں ہے۔ اہل حدیث کو آج جتنا چاہو بُرا کہہ لو لیکن جب ان رسموں اور بدعتوں کی بھینٹ روپیہ چڑھ جائے گا اور کنگال بن کر کٹورا ہاتھ میں لیلو گے تب ندامت کے ساتھ اس پاک باز جماعت کی نصیحتیں یاد کروگے۔ جب قیامت کے دن بدعتوں کے بوجھ سے کمر ٹوٹتی ہوگی۔ خدا الگ ناراض ہوگا رسولؐ منہ پھیرے ہوئے ہونگے۔ حوض کوثر بند ہوگا۔ شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوگی تب حسرت و افسوس کے ساتھ کہوگے کہ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ہائے ہائے کاش کہ ہم خدا کی اور اُس کے رسول کی مانتے۔ لیکن اس وقت کیا فائدہ؟ ؎

واقعی کیا چیز ہے ان کا دلِ ناشاد بھی ∴ ذکرِ حق بھی ہوتا جاتا ہے بتوں کی یاد بھی

اس رسالے کے صفحات اس سے زیادہ کے متحمل بھی نہیں۔ اور یہ مسکت جوابات اتنے بھی بہت کافی ہیں۔ اس لئے ہم آگے چلتے ہیں۔

آٹھویں دلیل۔ کیوں ماسٹر صاحب؟ یہ جو آپ نے بے حوالہ آٹھویں دلیل دی ہے، اس کی سند ثابت کرسکتے ہو؟ اگر کردو تو ہم تمہارا منہ میٹھا کرائیں ورنہ اللہ سے ڈرو کیوں دولتموں کے پیچھے کوئی اپنا ایمان خراب کرے؟ آپ لکھتے ہیں کہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عید کے دن جمعہ کے دن عاشورے کے دن اور شب برات میں مُردوں کی روحیں آتی ہیں اور اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی ہوکر کہتی ہیں کہ کوئی ہے کرنے والا ہم پر رحم کھانے والا کوئی ہے؟ ہم بری حالت میں ہیں تم اچھے حال میں ہو

ہمارے گھر بار بال بچے تمہارے قبضہ میں ہیں ہمارے مال سے تم عین اُڑا رہے ہو ہماری بیویوں کو تم نے اپنی کر لی ہیں وغیرہ ماسٹر صاحب! ہم نے تو کبھی روحوں کی یہ آہ و بکا نہیں سُنی۔ اور جن روحوں کی یہ دردناک صدائیں آپ کے کان میں آتی ہیں۔ یقین مانئے کہ یہ کافروں کی روحیں ہونگی۔ ورنہ مومنوں کی روحیں تو بڑے آرام اور راحت و سرور سے اپنی آخرت گذارتی ہیں۔ وہ خدا کی مہمان ہوتی ہیں اور خدا خود اُن کا میزبان ہوتا ہے وہ تو جنت میں ہیں خدا کی رضامندی میں ہیں اَن گنت نعمتوں اور بے شمار راحتوں میں مسرور ہیں اُنہیں کیا پڑی ہے کہ وہ آئیں اور یہاں غل مچائیں اور وہ بھی اس طرح کہ ماسٹری کان سنیں اور دوسرے کان اُس سے بے بہرہ رہیں بلکہ بہرے رہیں ان عقلمند روحوں سے کوئی پوچھے تو سہی کہ تم یہ آوازیں کسے سُناتی ہو؟ اس چیخنے چلّانے سے کیا ہوتا ہے جنہیں کہتی ہو وہ تو سُنتے بھی نہیں تم اب یہ دعا مانگو ؎

یارب نہ وہ سمجھے ہیں نہ سمجھینگے میری بات
دے اور دل اُنکو جو نہ دے مجھکو زباں اور

اسلام تو یہ سکھاتا ہے وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ جو مراد وہ قیامت تک یہاں نہیں آسکتا۔ قرآن اور جگہ ارشاد فرماتا ہے اِنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ کوئی بھی لوٹ کر دنیا میں نہیں آتا۔ حدیث میں ہے اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ انسان کے مرتے ہی اُس کے دنیوی کل کام ختم ہوگئے۔ تمہاری فقہ کی معتبر کتاب بزازیہ میں ہے مَنْ قَالَ اَرْوَاحُ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعْلَمُ يُكَفَّرُ۔ یعنی جس کا عقیدہ ہو کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہوتی ہیں اور جانتی ہیں وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اچھا، کیوں جناب ماسٹر صاحب! معلوم ہوا کہ ہر جمعہ کے دن کے علاوہ عید عاشورہ اور شب برات کو روحیں آتی ہیں تو انہیں ان دنوں کچھ اچھا اچھا پکا کر کھلانا چاہیے اور فاتحہ خوانوں کو کھلانا گویا لیٹر بکس میں خط ڈالنا ہے کہ اُس پر جو پتہ لکھا ہے اُسی کو خط پہنچ جائے گا ملّا صاحب کے پیٹ میں کھانا گیا اور مردے کا پیٹ بھر گیا۔ بجلی کے کرنٹ والا تار ہے جس کا ایک سرا عالم سفلی میں ہے دوسرا عالم علوی میں یہاں بٹن دبایا اور وہاں گھنٹی بجی۔ ملّا نے ڈکار لی اور مُردے کا پیٹ بھرا۔ لیکن کیوں جی اگر کسی بھوکے ملّا نے بہت سارا کھالیا اور ہیضہ ہوگیا بدہضمی ہوگئی۔ سخت ہوگیا تو مردے کا کیا حال ہوگا؟ وہ کہاں شفاخانے میں علاج کریگا؟ خیر ہر صورت ان ہی دنوں میں روحیں آتی ہیں ان ہی دنوں میں فاتحہ

دینا چاہیئے۔ پھر یہ دیں بیسویں تیجے چالیسویں کا پنڈ تو چھوڑیئے۔ اس روایت میں ان دنوں تو روحوں کا آنا نہیں لکھا۔ اور یہ تو فرمایئے کہ اس روایت میں بھی فاتحہ مروجہ کا ذکر تک نہیں۔ اب کے اگر خیریت رہے تو مُردوں کی نوحہ خوانی سُنکر نہیں تلقین کر دینا کہ وہ فاتحہ مروجہ کا بھی کہہ جائیں۔ پھر آپ کسی اور صحابی کا نام لکھکر اُس میں یہ الفاظ بھی بڑھا لینا۔ پناہ بخدا! کیا بے سر پیر کی اُڑا رہے ہیں۔ مسلمانو! اللہ سے ڈرو کیوں بچوں کی سی باتیں کہو اور کیوں صحابہ پر بہتان باندھو۔ اور کیوں اپنے دوستوں کے لئے دین برباد کرو؟ یاد رکھو اگر یہ روایت ثابت بھی ہو جائے جب بھی حجت نہیں کیونکہ موقوف ہے۔ اور یہ تو ضعیف بھی نہیں بلکہ موضوع محض گھڑنت ہے۔ ورنہ کوئی مائی کا لال ہمیں اس کی صحت کا ثبوت دے کر انعام حاصل کرے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روحیں جیسے لوگوں کی ہیں ویسے ہی ان کے بعد والے بھی ہیں جب ہی تو یہ بچاری فریادی ہیں کہ ہمارے یتیم بچوں کو تم نے ذلیل کر رکھا ہے۔ اور اپنا حال بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ ہم تنگ قبروں میں پڑی ہیں۔ کیوں ماسٹر صاحب! تمہارا ایمان ہے کہ ولیوں نبیوں کی یہ حالت ہوتی ہے؟ اگر یہ نہیں تو پھر نذر نیاز سمجھ کر عاشورے کے دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے اور گیارھویں کے دن حضرت پیران پیرؒ کے لئے فاتحہ گیارھویں اور کھچڑا اور ملیدہ کیوں کرتے ہو؟ الغرض اس روایت سے بھی ماسٹر صاحب کو تو کچھ بھی فائدہ نہیں نہ اُس میں مروجہ فاتحہ کا ذکر نہ اُس کا طریقہ؟ ہاں ماسٹر صاحب جو چاہیں کر دکھائیں اور کہہ سنائیں ؎

کیا پوچھتے ہو کیا نگہِ یار ہو گئی ٭ تلوار اُس نے کر دیا تلوار ہو گئی

نویں دلیل بودھ پوری ماسٹر صاحب نے دی ہے کہ بعد از دفنِ میت متوفی کی بیوی نے حضورؐ کی دعوت کی آپ سب کے ساتھ گئے اور کھایا۔ افسوس کہ جودھپوری صاحب نے یہاں بھی حق پوشی سے کام لیا۔ اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ آپ نے کھایا بلکہ یہ ہے کہ آپ نے لقمہ منہ میں رکھتے ہی دریافت حال فرما کر حکم دیا اَطْعِمُوا الْاُسَارٰی اسے قیدیوں کو کھلا دو۔ بلکہ یہ بھی اس روایت میں ہے کہ جو لقمہ آپ نے منہ میں رکھ لیا تھا اُسے بھی کھا نہیں سکے۔ لفظ یہ ہیں یَلُوْكُ لُقْمَةً فِیْ فِیْهِ جو لقمہ آپ نے اُٹھا لیا تھا اُسے بھی منہ میں پھیرتے رہے یعنی کھا نہیں سکے۔ ماسٹر صاحب نے

اُس کے بدلے لکھ مارا کہ کھایا۔ آخر کا جو حصہ تھا کہ آپ نے اُس کھانے کو قیدیوں کو بھجوا دیا۔ اِسے بالکل نقل ہی نہ کیا تاکہ بھرم بندھا رہے۔ لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ ایسے کھانے قیدیوں کے یعنی کافروں کے حصہ کے ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اُس زمانہ میں قیدی کفار ہوتے تھے جو میدانِ جنگ سے اسیر کرکے لائے جاتے تھے۔ چنانچہ طیبی شرح مشکوٰۃ میں تشریح ہے کہ وَکَانُوْا کُفَّارًا وہ قیدی کافر تھے۔ دوسرے یہ کہ یہ حدیث بھی ثابت نہیں اس لئے کہ اس لئے کہ اس کے راویوں میں عاصم بن کُلیب ہیں جن کی نسبت تقریب میں ہے رُمِیَ بِالْاِرْجَاءِ یعنے ان کی طرف مرجیہ ہونے کی نسبت کی گئی ہے۔ میزان الاعتدال میں ہے کہ یہ مرجیہ تھے۔ امام ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ ان کی نسبت فرماتے ہیں لَا یُحْتَجُّ بِمَا انْفَرَدَ بِہٖ جو حدیث یہی بیان کریں وہ لینے کے لائق نہیں۔ پس یہ روایت بھی دراصل صحیح نہیں۔ بلکہ صحیح حدیث میں تو اس کے خلاف بلکہ بالکل برعکس ثابت ہے۔ کہ حضرت جعفرؓ کی شہادت پر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا الخ یعنی جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرکے بھیجو۔ اُن پر مصیبت کا وقت ہے۔ جس سے انہیں کھانا پکانا مشکل ہے پس کہاں تو یہ حکم کہ جن کے ہاں موت ہو جائے اُس کے قریبی رشتہ دار کھانا تیار کرکے اُس کے ہاں بھیجیں تاکہ وہ مصیبت زدہ کھائیں پئیں۔ کہاں ان ہمارے زمانے کے مُلّانوں کا یہ ڈھونگ کہ اور آستین چڑھا کر آ بیٹھیں کہ چونکہ تمہارے ہاں فلاں مر گیا اس لئے لاؤ ہمارا پیٹ بھرو۔ پس آپ کی پیش کردہ حدیث صحیح نہیں اور صحیح حدیث اس کے خلاف ہے دیکھ لیجئے اس حدیث کو امام ترمذی رحسن صحیح کہتے ہیں اور یہ حدیث ابن ماجہ اور ابوداؤد میں بھی ہے + اصولِ حدیث کی کتابوں میں یہ توضیح موجود ہے۔ کہ ایسے وقت ایسی حدیث کو باصطلاح محدثین شاذ مردود کہتے ہیں۔ ثقہ ثقات کی مخالفت کرے۔ جب بھی اُس کی روایت شاذ ہو جاتی ہے۔ اور یہاں تو غیر ثقہ ثقات کی مخالفت کرتا ہے اس لئے یہ حدیث ہرگز قبولیت کے لائق نہیں۔ اور یہ کہ اس حدیث کو تیجے دسویں بیسویں سے کیا تعلق؟ یہ تو موت والے دن کی ہی روایت ہے پھر اسے مروّجہ فاتحہ و درود سے کیا نسبت نہ اس میں فاتحہ کا ذکر ہے نہ درود کا۔ بلکہ اس حدیث سے ان کاموں کی مخالفت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کھانے پر نہ تو حضورؐ نے ہاتھ اُٹھائے نہ مروّجہ فاتحہ خوانی کی۔ اور جہاں تک بہ ظاہر سمجھا جا سکتا ہے یہ ہے کہ یہ

کھانا پہلے ہی سے گھر میں پکا رکھا تھا۔ آپ کو کہلوا بھیجا اور بے تکلف چلے آئے۔ لیکن خدا کو منظور نہ تھا کہ یہ کھانا آپ کھائیں اس لئے ایک لقمہ بھی پیٹ میں نہ جا سکا۔ جو دھیوی صاحب ذرا یہ تو بتائیں کہ یہ کھانا میت کے ایصال ثواب کے لئے تھا اس کی کیا دلیل ہے؟ حدیث میں تو کوئی ایسا اشارہ کنایہ بھی نہیں بلکہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتفاقیہ واقعہ تھا اس لئے کہ زمانہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں تو اسے مثل نوحے کے حرام سمجھا جاتا تھا جیسے مسند احمد کی حدیث میں ہے كُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ وَصُنْعَةَ الطَّعَامِ بَعْدَ دَفْنِهٖ مِنَ النِّيَاحَةِ یعنی میت کے دفن کے بعد اہل میت کے ہاں جمع ہونا اور اُن کا کھانا تیار کرنا ہم نوحے میں سے سمجھتے تھے اور نوحہ کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہے ملاحظہ ہو ابوداؤد۔ پس یہ دعوت میت کی طرف سے نہ تھی نہ اُسے ثواب پہنچانے کی نیت سے تھی نہ یہ کھائی گئی بلکہ کافروں کو بھجوائی گئی۔ نہ اس میں فاتحہ مروجہ تھا نہ کچھ اور مگر ماسٹر صاحب ہیں کہ ٹھیکری کو اشرفی بتلا رہے ہیں اور یہ سب کیوں؟ ترلقمے کی خاطر ؎

اچھا نہ کبھی ہوتے اس آزار کو دیکھا ✤ دم توڑتے ہر عشق کے بیمار کو دیکھا

یہ سب کچھ جواب تو اُس بنا پر تھا کہ ماسٹر صاحب کی نقل کا اور اُن کی سمجھ کا اعتبار کر لیا جائے ورنہ دراصل ابوداؤد میں یہ حدیث اس طرح ہے ہی نہیں وہاں تو یہ الفاظ ہیں فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهٗ دَاعِيَ امْرَأَةٍ یعنی جب آپ جنازے سے واپس لوٹے تو کسی عورت کی طرف سے بلانیوالا آپ کے سامنے آیا۔ اس کا یہ ترجمہ کرنا کہ مُردے کی بیوی نے آدمی بھیجا محض غلط ہے اِمْرَأَةٌ نکرہ ہے اُسے معرفہ بنانا محض بے علمی ہے اور عقلاً بھی یہ محال ہے کہ ایک عورت جس کا خاوند مر گیا ہو وہ بکریاں خریدتی پھرے اور پکوائے اور روٹی تیار کرے اور دفن تک تمام انتظام تیار کر لے اور کھانا سامنے رکھ دے۔ صاحب مشکوٰۃ نے اسے ابوداؤد سے نقل کی ہے گو مشکوٰۃ میں امْرَاَتِهٖ کا لفظ ہے لیکن اصل یعنی ابوداؤد میں یہ لفظ نہیں۔ پس یہاں سے یہی غلط ہے کہ یہ دعوت مرحوم کی بیوی نے کی تھی۔ بلکہ یہ دعوت کسی اور عورت کی طرف سے تھی۔ فَتَنَبَّهْ۔ اس عورت نے آپ کی دعوت کا سامان تیار کیا تھا۔ اتفاق سے کسی کی موت میں آپ چلے گئے۔ اس نے جو بلاوا بھیجا تو آپ جنازے میں گئے ہوئے تھے قاصد ڈھونڈھتا ہوا وہیں چلا آیا میں

اتفاق سے آپ مل گئے۔ پس دعوت کرنے والی اور عورت تھی اور خاوند کسی اور عورت کا مرا تھا۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ بکری کی خریداری کے لئے آدمی بھیجا مگر ملی نہیں ادھر اُدھر دریافت کیا ملی نہیں ایک جگہ ملی لیکن وہاں مالک نہ تھا۔ مالک کی بے اجازت لائی گئی۔ آپ سمجھ لیجئے کہ جس عورت کا خاوند مر گیا ہو وہ اتنے جھگڑوں میں کیسے پڑ سکتی ہے؟ پھر بکری آتی ہے ذبح ہوتی ہے گوشت بنتا ہے پکتا ہے روٹی تیار ہوتی ہے اور قبرستان ہی آدمی بھیجا جاتا ہے کہ چلئے کھا لیجئے۔ نہیں واقعہ یوں نہیں بلکہ یوں ہے کہ کسی عورت کے ہاں آپ کی دعوت تھی۔ اتفاق سے یہ صحابی انتقال کر گئے۔ اُس عورت نے دعوت کے وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بلوا بھیجا۔ آدمی یہ معلوم کر کے کہ آپ کسی جنازے میں گئے ہیں وہیں پہنچا۔ پس یہ قصہ ہی میت والے گھر کا نہیں۔ حدیثوں کا مطلب اہلحدیث سے سیکھیے ؎

مزہ گر چاہو بارش کا میری آنکھوں میں آ بیٹھو ٭ سیاہی ہے سفیدی ہو شفق ہے ابر باراں ہے

دسویں دلیل دی ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جنت کی کنجی ہے اور اگر ایک لاکھ بار اسے میت کی طرف سے پڑھا جائے تو میت عذاب سے چھوٹ جاتی ہے یا درجے بلند ہوتے ہیں میں کہتا ہوں یہ بھی آپ کی گھڑنٹ ہے۔ لاؤ کسی صحیح حدیث میں اس کا ایک لاکھ بار میت کی طرف سے پڑھنا ثابت تو کر دو۔ رہا کنجی جنت کی ہونا تو لَا حَوْلَ وَلَا الخ عرش تلے کا خزانہ ہے پھر اسے کیوں چھوڑ دیا؟ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نیکی کی ترازو کو پُر کر دیتا ہے پھر اسے کیوں ترک کر دیا گیا؟ سنئے! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی فضیلت کی بحث نہیں۔ بحث یہ ہے کہ یہ اوقات مقرر کر کے مقررہ وظائف کا مقررہ طریقوں سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ سینکڑوں اموات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئیں کسی کے ہاں تیسرے دن جمع ہو کر یہ افعال کئے گئے؟ اگر کئے گئے ہیں تو ثابت کرو۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ورنہ بدعتیں نکال کر اپنے اور دوسروں کے ایمان کا ستیاناس نہ کرو۔ بلکہ اس طرح کے اذکار و اجتماع کو صحابہؓ نے بدعت بتایا ہے اور ایسوں کے بُرے خاتمہ کی پیشگوئی کی ہے۔ چنانچہ دارمی شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ثابت ہے جو روایت گذر چکی پس ؎

مسلکِ سنّت پہ سالک چلا جا بے دھڑک ٭ جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

گیارھویں اور بارھویں دلیل آپ نے دی ہے مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کی تحریر۔ جنابمن! اہلحدیثوں کے سامنے جو آپ کی تحریر اور فتوے کا وزن ہے وہی وزن بڑے سے

بڑے اُمتی کے فتوے اور تحریر کا ہے جبکہ وہ بے ثبوت ہو یا خلافِ دلیل ہو۔ نام گنوا دینے سے دلیلوں کے نمبر بڑھ نہیں جاتے بلکہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ترکش خالی ہو چکا۔ تعزیہ داری کے مولانا کے فتوے میں سے آپ نے اسی عبارت کو مانا۔ کیا باقی سے آپ کفر کرتے ہیں؟ اگر نہیں تو مولانا اپنے اس فتوے میں۔ لکھتے ہیں وہ "تعزیہ داری جو عشرۂ محرم میں معمول ہے اور بنانا ضرائح وصورتِ قبور وغیرہ کا درست نہیں" بلکہ مولانا اسے بدعت لکھتے ہیں اس کے کرنے والوں کو لعنتی لکھتے ہیں۔ تعزیوں کو توڑ دینے کا فتوے دیتے ہیں۔ خود اس فتوے کے نقل کرنے میں بھی آپ نے خیانت کی چنانچہ اس کے یہ الفاظ نقل نہیں کئے "بلکہ اصلی قبروں کے پاس رکھنا بھی" اس لئے کہ تعزیے تو سال بھر میں ایک ہی دفعہ آتے ہیں لیکن قبروں کے چڑھاوے فاتحہ خوانوں کو روز مرہ مل سکتے ہیں۔ اور شاہ صاحب اس میں بھی کراہیت بتلاتے ہیں تو آپ اس جملہ کو پہلے ہی کھا گئے تاکہ قبروں کی جھونن کھانے میں آسانی ہو جائے۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کھلے لفظوں میں جو ان امور کی بابت لکھتے ہیں ہم اُسے بھی جو دھپوری کانوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ سمجھ کر کہ ہماری نہیں تو شاہ صاحب کی ہی یہ مان لیں۔ سنئے! اسی فتاویٰ عزیزی جلد اول صـ۱۹۵ میں ہے "انسان کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب بزرگوں کو پہنچا دے۔ لیکن اس کام کے لئے کوئی وقت اور دن اور مہینہ مقرر کرنا بدعت ہے" کیوں ماسٹر صاحب! تمہاری سب کی کرائی کرکری ہو گئی یا نہیں؟ امید کہ اب آپ مولانا کے اس فتوے کو سامنے رکھتے ہوئے تیجے دسویں بیسویں وغیرہ سے توبہ کرلیں گے۔ اور یہی مطلب آپ کی **بارھویں دلیل** کی عبارت کا بھی ہے کہ کوئی دن مقرر نہ ہو۔ چنانچہ خود تمہارے نقل کردہ الفاظ یہ ہیں "غرض جب توفیق ہو" اور ہمیں تو آپ کی نقل کردہ یہ عبارت ملی بھی نہیں۔ اور نہ ہم نے اُس کی جستجو ضروری سمجھی۔

نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے ؎ پسینہ پوچھئے اپنی جبیں سے

تیرھویں دلیل دی ہے کہ درمختار میں حدیث ہے کہ گیارہ مرتبہ قُل پڑھکر مُردوں کو بخشے تو اتنا اتنا ثواب ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں درمختار کوئی حدیث کی کتاب نہیں۔ بتلاؤ یہ حدیث حدیث کی کس کتاب میں ہے؟ پھر صحت ثابت کرو۔ لیکن ہماری پیشگوئی ہے کہ تم ایک تو کیا تمہارے سب طرفدار ملکر پوری عمر میں اسے صحت کیساتھ

ثابت نہیں کر سکتے۔ پھر اسی کے ساتھ جو دو روایتیں آپ نے بیان کی ہیں یعنی سورۂ تکاثر وغیرہ پڑھنے کی اور سورۂ یٰسین پڑھنے کی یہ تو آپ کا محض سفید جھوٹ ہے۔ درمختار میں سے ہی نکال کر دکھا دو۔ لیکن قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔ درمختار ہمارے پاس موجود ہے۔ البتہ پہلی روایت تو اس میں ہے لیکن یہ دونوں روایتیں تو اس میں ہیں ہی نہیں اتنا جھوٹ ہے غضب خدا کا ایک کو تین کرنا تو نصرانیوں کا کام تھا آپ کو تو اس سے الگ رہنا چاہئے لیکن دیگ کے شوق میں یہ سب کچھ بے بسی کی حرکتیں ہو رہی ہیں اللہ ہم پر رحم کرے۔ اور پھر اسے بھی فاتحہ اور سوم چہلم سے تو کوئی دور کا تعلق بھی نہیں۔ اور کیوں جناب ماسٹر صاحب یہ آپ نے امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کب سے اور کیوں چھوڑی؟ سنو! تمہارے مذہب کی معتبر کتاب مراقی الفلاح کی شرح مطبوعہ مصر صفحہ ۳۶۱ میں ہے قَالَ الْاِمَامُ کَرِہَہُ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَلَمْ یَصِحَّ فِیْہَا شَیْءٌ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قبر پر قرآن پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ قبر والے سٹر گل گئے اور حضورؐ سے کوئی حدیث اس بارے میں صحیح وارد نہیں۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ قبرستان اور قبروں کے سامنے قرآن پڑھنا امام صاحب مکروہ جانتے تھے۔ دوسرے یہ کہ جو کام حدیث صحیح سے ثابت نہ ہو وہ مکروہ ہے۔ پھر جو لوگ اس کے برخلاف قبرستان میں قرآن پڑھنے کے قائل ہیں وہ امام صاحب کے مخالف ہیں۔ اور جو تیجے دسویں اور فاتحے کرتے ہیں وہ بھی آپ کے مخالف ہیں کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ ماسٹر امام صاحب کی مانتے ہیں یا اپنے پیٹ کی پوجا کرتے ہیں؟ ہاں ماسٹر صاحب یہ یاد رہے کہ فقہاء کی وارد کی ہوئی حدیثوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ سنئے! آپ کے مذہب کے ستون ملا علی قاری موضوعات کبیر مطبوعہ مصر صفحہ ۵۵ میں لکھتے ہیں ثُمَّ لَا عِبْرَۃَ بِنَقْلِ النِّہَایَۃِ وَلَا بِقِیَّۃِ شُرَّاحِ الْہِدَایَۃِ فَاِنَّہُمْ لَیْسُوْا مُحَدِّثِیْنَ۔ یعنے ان فقہا کا نقل حدیث میں کوئی اعتبار نہیں کیونکہ یہ محدث نہیں، ہیں ؎

قدرِ جوہر شاہ بداند یا بداند جوہری ✤ قدرِ گل بلبل بداند یا بداند عنبری

چودھویں دلیل آپ نے دی ہے حضرت ابراہیم کے تیجا ہونے کی۔ ہم خدا کو گواہ کرتے ہیں کہ اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو ہم آج ہی توبہ کر لیں گے۔ خدا سے

ڈرو اور چند ٹکوں اور چند ٹکڑوں کی خاطر ایمان فروشی نہ کرو۔

اوزجندی کے حوالہ سے یہ روایت تیجے اور فاتحہ کے ثبوت میں اس رسالے میں درج کی گئی ہے۔ ہم اس بارے میں حنفی مذہب علماء کی تحقیق درج کر دیتے ہیں اور خدا تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے بندوں کو بدعتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی کے صـ۱۳۵ میں ہے:۔

استفتا:۔ در کتاب اوزجندی کہ از ملا علی قاری ست روایت است۔ قال کان الیوم الثالث عن وفات ابراھیم بن محمد صلے اللہ علیہ وسلم جاء ابوذر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ تمر و بابسۃ و لبن الناقۃ و خبز الشعیر فوضعھا عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفاتحۃ مرۃ و سورۃ الاخلاص ثلاث مرات و قرأ اللھم صل علی محمد انت لھا و ھو لھا اھل ثم رفع یدیہ و مسح وجھہ فامر بابی ذر ان تقسیمھا و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثواب ھذا الطعمۃ لابنی ابراھیم فقط ترجمہ کتاب اوزجندی جو تصنیف ملا علی قاریؒ سے ہے روایت ہے کہا تھا دن تیسرا وفات حضرت ابراہیم بن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ آئے حضرت ابوذرؓ صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں اور دودھ اونٹنی کا اور روٹی جو کی لیکر پس رکھا اُس کو پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو پڑھی علیہ السلام نے ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ سورۂ قل ہو اللہ احد اور پڑھا درود شریف پس اٹھائے ہاتھ اور منہ پر پھیرا ہاتھوں کو پس فرمایا واسطے ابوذرؓ کے کہ اس کو تقسیم کر دے اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ثواب اس کھانے کا واسطے بیٹے میرے ابراہیم کے ہے (یہ ترجمہ بھی اسی کتاب کے اسی صفحہ کے حاشیہ پر ہے) صحت نام کتاب اور روایت کی اس میں ہے یا نہیں یا اور کسی کتاب میں ہے؟

جواب ھوالمصوب:۔ نہ کتاب اوزجندی از تصانیف ملا علی قاری است و نہ روایت مذکور صحیح و معتبر است بلکہ موضوع است و باطل بر آں اعتماد نشاید در کتب حدیث نشانے از ہیچ روایت یافتہ نمی شود (یعنی اوّلاً تو یہی غلط ہے کہ کتاب اوزجندی ملا علی قاری کی تصنیف ہو۔ ثانیاً یہ روایت بھی صحیح اور معتبر نہیں ہے بلکہ موضوع اور باطل ہے اس پر اعتماد نہ کرنا

چاہیے۔ اس صحیح روایتوں کا نام و نشان بھی حدیث کی کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔)

تحریر احقر العباد راجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (ابو الحسنات محمد عبد الحی)

الجواب۔ یہ حدیث وضعی ہے اور بنانیوالا اس کا کاذب اور مفتری ہے اور اور جندی کوئی کتاب ملا علی قاری کی تصنیف سے نہیں ہے۔ انتہی۔

محمد صدر الدین ۱۳۲۳ صدر صدور دہلوی

فقیر خواجہ ضیاء الدین ۱۳۱۰ دہلوی

محمد قطب الدین ۱۲۷۲ شاگرد مولانا اسحٰق صاحب دہلوی مؤلف مظاہر حق شرح مشکوٰۃ قنوجی

محمد بشیر ذو نذیر آمدہ ۱۲۶۷

سید محبوب علی جعفری دہلوی

اللہ بس اللہ ۱۲۶۹ بس ہوا دہلوی حنفی

سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی

زشرف سید کونین شد شریف حسین ۱۲۹۳

نوازش علی ۱۲۶۰

مولانا لطیف اللہ ۱۲۹۶ علیگڑھی

محمد غلام اکبر خاں محمدی ۱۲۹۶ دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۶۴ دہلوی

محمد تقی خاں دہلوی

محمد عبد الرب ۱۳۲۶ دہلوی

محمد عبد اللہ دہلوی

سید احمد حسین ۱۲۹۹ دہلوی

ابو الحسن ۱۲۹۹ دہلوی

محمد عبد الحکیم دہلوی

محمد منظور علی یوسفی دہلوی ۱۲۸۳

سید رحمت علیخاں نے عدالت العالیہ سلطانیہ فی سراج العلماء نیاز الفقہا منتج بادشاہی

عبدہ محمد یوسف دہلوی

منصور علیخاں ابن احمد حسن خاں دہلوی

مواہیر علمائے پانی پت

محمد عبد الرحمٰن

رحیم است بخشندہ عاصیاں ۱۲۹۰

محمد عبد الرحیم ۱۲۹۳

مواہیر علمائے مقیم دوجانہ

محمد امام الدین محمدی ۱۲۸۴

مواہیر علمائے مراد آباد

محمد عالم علی محدث امروہوی شاگرد مولوی محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی

محمد قاسم علی عم جزدہ مولوی عالم علی صاحب

محمد رمضان نقشبندی ۱۲۹۱

رحمت علی

محمد نور عفی عنہ

الجواب صحیح۔ اور واضع اس کا ملعون ہے کہ فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تہمت کرتا ہے فقط

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد

اسی کتاب یعنی فتاوی رشیدیہ جلد اول کے صفحہ ۱۳۴ پر ہے:۔

استفتا - ہم نے ہدیۃ الحرمین میں دیکھا ہے کہ حضرتؒ نے اپنے بیٹے ابراہیم کے سیوم و دسواں و بیسواں و چہلم وغیرہ میں چھوارے پر فاتحہ دیا اور اصحابوں کو کھلایا۔ پس فی زمانہ لوگ چھوہارا پان وغیرہ کرنے سے چہلم دسویں بیسویں میں مانع ہوتے ہیں کیسا ہے؟

جواب - ہوالمصوب۔ یہ قصہ جو ہدیۃ الحرمین میں لکھا ہے محض غلط ہے کتب معتبرہ میں اس کا نشان نہیں واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

مندرجہ بالا مضمون کو پھر دیکھ جائیے حنفی مذہب کے چوٹی کے مشہور تینتیس ۳۳ علماء کی تحریری شہادت موجود ہے کہ اوزجندی کتاب بھی نامعتبر یہ روایت بھی من گھڑت اور یہ سب امور خود تراشیدہ ہیں۔ فالحمدللہ۔ ذرا تو غور کیجئے کچھ تو تحقیق سے کام لیجئے۔ یا ہماری اس تحریر کو ہی غور سے پڑھکر اپنی اصلاح کیجئے۔

زیر دیوار ذرا جھانک کے تم دیکھ تو لو ؛ ناتواں کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر؟

ظاہری قباحت

نہیں قیس و فرہاد کی داستاں یہ ؛ سنو دل لگا کر نصیحت ہماری

مسلمان دوستو! کبھی آپ نے ان رسموں کی خرابی اور ظاہری نقصان پر بھی نگاہ ڈالی۔ آہ! کیسا دل کھرچنے والا سین ہوتا ہے کہ ایک مسکین مسلمان کے گھر میت ہوئی ہے۔ گھر والوں کے دل اُکھڑے ہوئے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اُنہیں حاضری کی روٹی کی اور اُس کی دعوت پہنچانے کی فکر ہے خیال ہے کہ ایسا نہ ہو کوئی رہ جائے اور شکایت کا موقعہ ملے۔ ایک مسکین مسلمان مرا ہے۔ جس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جو اب یتیمی کے ایام بسر کرنے کے لئے رہ گئے ہیں۔ جس کی ایک بڑھیا بیوی ہے جو دکھ سہنے اور ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اپنی دکھیا زندگی کے دن پورے کرنے کو بیچ رہی ہے۔ مرنے والے کا کچھ گھر کا اسباب ہے ایک چھوٹا سا جھونپڑا ہے۔ سو بچا پاس نقد چھوڑ مرا ہے۔ حاضری کی روٹی جمعرات چاندرات کے فاتحے میں ہی یہ نقد رقم تو برابر ہو گئی تیجے کے لئے برادری کے چودھری تیاریاں کرنے لگے۔ مُلّا صاحب نے روایتیں سُنانی شروع کیں۔ بڑھیا کو دبایا یتیم تو بے زبان ہیں ہی گھر کا سامان اسباب بجا کھچا جو کچھ تھا برابر کیا۔ آہ! مالدار بڑے بڑے ذی عزت لوگ ان یتیموں کا مالِ ناحق کھانے کو آ بیٹھے۔ خوب گلچھرّے اُڑائے چلدیئے

مُلّاجی نے کھایا حصّہ لیا اور واپس لوٹے۔ ان یتیم بچوں کے پر پہلے ہی نوچ لئے گئے تھے آج پیر توڑ دئے گئے۔ کچھ ہی دن گذرے ہونگے جو چالیسویں کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ آج کا دن وہ دن ہے جو ان یتیم بچوں کے ہاتھ میں بھیک کا کٹورا دے جائیگا۔ جو اس دکھیارا رانڈ کو بے شرم بنا کر بھیک مانگنے کے لئے اور اپنی باقی زندگی کو کسی کے ٹکڑوں پر گذارنے کے لئے چھوڑ جائیگا۔ گھر گروی رکھا گیا۔ چالیسواں دھوم سے ہوا۔ سیٹھ ساہوکار۔ شیخ جی حاجی جی حافظ جی مولوی جی مُلّاجی آس پاس کے دور دراز کے جمع ہو گئے۔ خوب مزے کی تقریب ہوئی۔ یتیموں کا مال ان سب پیٹ بھروں نے کھایا اور مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے رخصت ہوئے۔ کوئی ان سے پوچھے تو سہی کہ اوّلاً تو خدا واسطے کی چیز میں آپ مالداروں کا حق کیا؟ دوسرے یتیموں کا مال آپ نے کھایا یہ کھانا نہیں کھایا بلکہ دوزخ کے انگارے جمع کئے ہیں۔ قرآن فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ میں وہ عنقریب جائیں گے۔ آپ کا جب کوئی حق نہ تھا اور آپ نے اُن یتیموں کا مال کھایا یہی ظُلماً کھانا ہے۔ الغرض مکان کسی بنئے کے پاس سود میں رہا۔ سود کا گناہ الگ چڑھتا رہا۔ اب بھلا یہ بچے کیا چھڑائیں گے۔ اگر زمانے کی سخت ہوائیں جھیل گئے اور بے شرمی کی زندگی نے ساتھ نہ چھوڑا تو مونچھوں کے ڈورے پھوٹتے ہی بنئے کا نوٹس پہنچا۔ گھبراتے ہوئے حساب کرنے کو نکلے تو سود در سود جوڑ جاڑ کر بنئے نے پانچ سو کے پانچ ہزار انبار کہے ہیں۔ مکان کو انکوایا تو کوئی دو ڈھائی ہزار سے بڑھتی دینے والا نہیں۔ بنئے کے قدموں میں گرے دو چار کو سفارش میں لیگئے۔ آخر یہ طے ہوا کہ مکان لالہ صاحب کے نام کر دیا جائے اور چپ خاموش ہو کر تیجے دسویں کھانے والوں کی جانوں کو دعا کر کے بیٹھ رہیں۔ اور اگر لالہ اور تن گئے تو مکان کا مکان ہتھیا لیا اور قرض کا قرض باقی رہا۔ یتیم بچے بالغ نہیں ہونے پائے تھے جو اُن کی روح سکھا دی گئی۔ اور ٹینٹوا دبا دیا گیا۔ مسلمانو! سوچو للہ سوچو۔ ہم تمہیں خطرناک مصیبتوں سے بچانے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم تمہیں تمہارا عبرتناک انجام دکھا رہے ہیں۔ مذہب کے نام پر دیوانے نہ بنو۔ دین کی باتوں کو سوچو۔ بلا سمجھے کرا فلاس کو نہ بلاؤ۔ دعوت کھلا کھلا کر فقیری کو سر پر نہ چڑھاؤ۔ ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر

خدائے عذابوں کے سامنے نہ آؤ۔ خود غرض مولویوں اور پیٹو ملّانوں سے بچو۔ خدا کی اُس کے رسول کی مانو۔ خیر خواہ اور بدخواہ میں فرق کرنا سیکھو۔ ہمارے پیغام پر غور کرو ؎

ما قصّہ نوشتیم بہ سلطاں کہ رساند؟ ٭ جاں سوختہ کردیم بہ جاناں کہ رساند؟

خاتمہ میں نے ماسٹر صاحب جودھپوری کی وارد کردہ تمام دلائل پر تبصرہ کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ ان میں سے ایک بھی دراصل دلیل نہیں۔ نیز قرآن حدیث اقوالِ ائمہ وغیرہ سے اور خصوصاً کتب فقہِ احناف سے بدعاتِ میت کی بخوبی تردید کی ہے۔ دینی اور دنیوی نقصانات اس کے ناظرین پر واضح کردئے ہیں۔ اور پوری تفصیل سے اس بحث کو اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ طالب حق کسی اُلجھن میں نہ رہے۔ اب میں سپردِ خدا کرکے اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں حق کے قبول کرنے کی جُرأت اور اُس پر عمل کرنے کی ہدایت بخشے۔ اور خدا کرے ہمارے بھائی اس سے نصیحت حاصل کریں۔ ؎

اُس کا شیدا ہوں کہ جس کو نہ خبر تک پہنچے ٭ معجزہ ہو جو میری آہ اثر تک پہنچے

تتمہ مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے اور جانشین تھے۔ جن کو جملہ احنافِ ہند اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔ اور فی الواقع اُن کے علم و فضل میں شبہ بھی نہیں۔ آپ نے چالیس سوالات کے جواب میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اُس میں سے ان امور کے متعلق جو ہمارے رسالے سے تعلق رکھتے ہیں جو کچھ مولانا نے لکھا ہے یہاں نقل کردوں۔ کیا عجب کہ حق جلّ شانہٗ اسی سے ہمارے بھائیوں کو ہدایت دے۔ خیال رہے کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے اُس میں فقہِ حنفیہ کی معتبر کتابوں کے بہت سے حوالے بھی دئے ہیں اور خود بھی حنفی ہیں۔ چنانچہ آپ اپنے رسالہ رفاہ المسلمین مطبوعہ مطبع جوہر ہند دہلی کے ص۵۸ پر لکھتے ہیں۔ "تیسرے دن حافظوں اور قاریوں کو تمام کلام اللہ یا کوئی سورت پڑھوانے کو جمع کرنا مکروہ ہے۔ نصاب الاحتساب میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کا بلند آواز سے جماعت کیساتھ پڑھنا جسکو سیپارہ خوانی کہتے ہیں مکروہ ہے۔۔۔۔ ..... اور تیجہ اور دسواں وغیرہ مقرر کرنا اور ان دنوں میں کھانا پکانا اور قرآن پڑھکر اہلِ میت سے دعوت

لینا مکروہ ہے۔ فتاوی بزازیہ میں لکھا ہے کہ پہلے اور تیسرے دن یا ہفتے کے بعد کھانا تیار کرنا اور موسم کے دنوں میں قبر کے پاس کھانا یا شیرینی لے جانا اور قرآن پڑھکر دعوت لینا اور صالحوں اور قاریوں کو تمام کلام اللہ یا سورۂ انعام یا سورۂ اخلاص پڑھوانے کو جمع کرنا مکروہ ہے اور اہل مصیبت سے ضیافت لینا ہی مکروہ ہے اسلئے کہ ضیافت لینا شادی میں چاہئے غمی میں نہیں چاہیئے۔ کہ بدعت قبیحہ ہے اسیطرح مستملی شرح منیۃ المصلی اور فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اہل مصیبت سے ضیافت لینا بدعت قبیحہ ہے کیونکہ یہ بات شادیوں میں مشروع ہے نہ کہ ماتموں میں اور نوادر الفتاوی میں آیا ہے کہ جو کھانا مُردے کے تیسرے دن یا ساتویں دن یا چہلم کو یا برسی کو تیار کریں وہ کھانا علماء اور فضلاء کو کھانا مکروہ ہے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مُردے کا کھانا دِلکو مُردہ کرتا ہے اور مریض کا کھانا دِلکو مریض کرتا ہے اور نوادر الشام میں لکھا ہے کہ جو کھانا مُردوں کی روح کیواسطے تیار کیا ہو اُسکا قبول کرنا مکروہ ہے۔ اور یہی مضمون فتاوی فراخانی میں بلکہ سب معتبر فتاووں میں غرب سے شرق تک مندرج اور محلوہے۔۔۔۔ یہ جو اس ملک میں بہ رسم ہے کہ طعام وغیرہ سامنے رکھکر دونوں ہاتھ اُٹھا کر سورۂ فاتحہ وغیرہ بطور رواج اس دیار کے پڑھتے ہیں سو یہ طریق اور دستور علمائے سلف سے منقول نہیں بلکہ حرمین شریفین میں آجتک کوئی اہل فضل و کمال جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد شریف سے ابتک اسی دیار پُر انوار پر رہتے آتے ہیں طعام یا شیرینی پر کھا چکنے سے پہلے اس فاتحہ مروجہ مذکورہ کے طریق سے واقف بھی نہیں۔۔۔۔۔ اس ملک ہندوستان میں رواج ہے کہ جب کبھی کسی بزرگ یا کسی اور میت کیواسطے کھانا یا شیرینی وغیرہ کا ثواب پہنچانا منظور ہوتا ہے تو پہلے اکثر امیروں اور اپنی برادری کے لوگوں کو نکو بلا کر وہ کھانا اور شیرینی وغیرہ اُنکے روبرو رکھدیتے ہیں پھر گھڑی دو گھڑی تک یا کم و بیش اس کھانے اور شیرینی پر فاتحہ مصطلحہ مروجہ اس ملک کی پڑھتے ہیں بعد اسکے وہ کھانا وغیرہ اُن لوگوں کو کھلاتے ہیں یعنی جبتک کہ فاتحہ مذکورہ تمام ہما عمل میں آئے اُس وقت تک وہ کھانا اور شیرینی وغیرہ کسی کو دینا اور کھلانا یا اُسمیں کسی طور پر تصرف کرنا وہ انہیں جانتے اور یہ بات اور عادت اوپر کی حدیثوں اور روایتوں کے صریح خلاف ہے۔" آگے اور بھی اسی کے متعلق اسی طرح بہت کچھ لکھا ہے امید کہ مسلمان اس بدعت و اسراف اور خلاف شرع رسم و رواج سے بچینگے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ ✤

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِينَ ۝ فقط

الراقم: محمد بن ابراہیم مدرس مدرسہ محمدیہ و ایڈیٹر اخبار محمدی بارہ بنکی روہیلکھنڈ

حضرت مولانا مولوی محمد صاحب کی دیگر تصانیف

صلوٰۃِ محمدی ۔ وضو تیمم نماز پنجگانہ جنازہ وتراویح تہجد عیدین وغیرہ کے احکام مطابق احادیث مع حوالہ ۳ر **صیام محمدی** رمضان لیلۃ القدر اعتکاف صدقۃ الفطر نفلی فرضی روزوں کے مسائل وفضائل وغیرہ مطابق احادیث مع حوالہ ۳ر **حج محمدی** حج کی فضیلت ترکِ حج اور التواکرنیکا گناہ ار **سیرۃِ محمدی** آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی معتبر سوانح آپکی ازواج مطہرات اور اولاد کے حالات سمیت علامہ ابن جریر طبریؒ کے قلم سے اصلی عربی ۸ر اردو ترجمہ ۱۲ر ۲ر ایک ساتھ ۱۵ر **معراج محمدی** حضورؐ کی معراج جسمانی کا ثبوت معراج کا مفصل قصہ ۲ر ماہ رجب کی بدعتوں کا رد ار **سیف محمدی** حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب درمختار کے پچاس مسائل جو بالکل غلط ہیں اُنکے جتنے جواب حنفیوں نے دیئے تھے اُن سب کا جواب اور ان مسائل کی پوری تردید ساتھ ہی فقہ وحدیث کا مقابلہ سمجھانیکے لئے فقہ کے ایسے ہی تقریباً چھ سو مسائل قیمت عہ ر **توحید محمدی** قبوں پکی واونچی قبروں اور قبروں کے بنانیکی ممانعت حدیث وفقہ سے ۴ر **زکوٰۃِ محمدی** زکوٰۃ اور نفلی خیرات کے کل مسائل مدلل حوالہ وحدیث ۳ر **میلادِ محمدی** مولودِ مروج اور قیام مولود کی تردید میں پچاس دلیلیں قرآن حدیث اور فقہ سے ۳ر **درایت محمدی** حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی ہر فن کی غلطیوں کا بیان ۱۲ر **برأت محمدی** حسن نظامی کے رسالہ ناداں وبابی کا رد ار **برہانِ محمدی** امام سبکیؒ کے رسالہ جزء رفع الیدین کا عربی سمیت اردو ترجمہ رفع الیدین کے ثبوت بلکہ وجوب کے بیان میں ۲ر **دلائل محمدی** حصہ اول رفع الیدین آمین سورۂ فاتحہ کا حنفی مذہب کی اعلیٰ کتابوں سے ثبوت وغیرہ ۳ر **دلائل محمدی** حصہ دوم ۔ ان تینوں مسائل میں جتنی دلیلیں حنفیوں کی ہیں سب کی لاجواب تردید ساتھ ہی سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت **عقیدۂ محمدی** اہل حدیث کے صحیح اور ٹھیٹھ مذہب کا بیان جو تہمتیں اور الزام ان پر لگائے جاتے ہیں ان سب کی تردید ار **امامِ محمدی** امام ابوحنیفہؒ کی پوری سوانحعمری اور آپ پر دیگر ائمہ نے جو جرح کی ہے اسکا تفصیلی بیان عربی مع اردو ترجمہ ۲ر **طریقِ محمدی** تقلید کی تردید میں چھ سو ساٹھ دلیلیں اس مضمون پر اس سے بہتر کتاب کوئی نہیں عہ ر **ہدایت محمدی** حنفی مذہب مقفہ کی کتاب ہدایہ کے ایک سو غلط مسائل کا مجموعہ ۲ر **ایمان محمدی** ایمان کی ستر شاخوں کا قرآن حدیث اور اقوال بزرگان سے مفصل بیان ۱ر **حقوق محمدی** آنحضرت صلعم کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کی رد میں چالیس دلیلیں ار **صراطِ محمدی** ہر قسم شرک کی حنفی مذہب سے تردید خصوصاً تعزیہ داری کی پوری تردید ار **عقائد محمدی** حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی عقائد کے بارے میں بیش بہا اور نفیس ترکتاب جی مع اردو ترجمہ ۴ر **انعامِ محمدی** عید الفطر کا خطبہ عید کا مفصل بیان ار **تحفۂ محمدی** بقراعید کے مسائل وفضائل اور قربانی وغیرہ کا مفصل بیان ار **آئینۂ محمدی** ڈاڑھی مونچھ اور لباس کے کل مسائل کا بیان ار **فرمانِ محمدی** قبروں کی بدعتوں کی تردید قبروں پر کونسے کام کرنے چاہئیں اور کونسے منع ہیں ار **دردِ محمدی** جو جناب کے ہاتھ میں ہے قیمت ۵ر

علاوہ ازیں ہر قسم کے قرآن شریف مترجم اور بلا ترجمہ اور شرعی مسائل کی تمام کتابیں اس پتہ سے طلب فرمائیے ✦

دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دھلی

کلام اللہ شریف کو خوب ذہن نشین کر دینے والی معتبر اور مفصل تفسیر

ہمارا خیال ہے کہ دنیا کے ایک مسلمان کو بھی اس میں اختلاف نہ ہوگا کہ سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ مفید اور سب سے زیادہ قرآن کریم کو سمجھا دینے والی تفسیر "تفسیر ابن کثیر" ہے۔ یہ سلف کی تفسیر ہے اور اس کے بعد کی کل تفسیریں اسی سے ماخوذ ہیں۔ آٹھ جلدوں میں ہے اور کلام اللہ کو خوب کھول کھول کر تشریح کی ہے پہلے تو کلام اللہ کی تفسیر خود کلام اللہ سے کرتے ہیں پھر حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سے پھر تابعین مجتہدین محدثین کے اقوال سے۔ مسائل جو آتے ہیں انہیں خوب تفصیل سے دلیلوں سمیت بیان کرتے ہیں۔ ہر حدیث اور آثار کے حوالے دیتے ہیں۔ علما طلبا عوام خواص کوئی ایسا نہیں جسکو یہ تفسیر یکساں فائدہ نہ دے اسکا ترجمہ کوئی آسان امر نہ تھا لیکن خدا مولانا محمد صاحب کی عمر میں برکت دے اور آپکی مخلصانہ دینی خدمات کو قبول فرمائے آپنے اس ضرورت کو محسوس کر کے ہندوستانی مسلمانوں کو قرآن کا مطلب سمجھانیکے لئے اس مبارک عربی تفسیر کا ترجمہ اردو میں شروع کر دیا اور پھر باوجود مکمل ایک ایک لفظ کا ترجمہ ہونیکے طرز ایسی رکھی کہ بظاہر وہ کسی کتاب کا ترجمہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ خود ایک مستقل تصنیف معلوم ہوتی ہے ایک تو تفسیر اسپر مولانا کا دلکش طرز ادا اور تس پر دہلی کی شستہ اور شائستہ زبان سونے پر سہاگہ ہوگیا ہے۔ اسوقت اس کے سترہ ۱۷ پارے خدا کے فضل سے چھپ چکے ہیں۔ ہر پارہ اس کتاب کے دو فی تقطیع کے تو سو سو یا سوا سو صفحات پر ہے۔ باقی پارے زیر طبع و ترجمہ ہیں جو انشاء اللہ عنقریب چھپ جائینگے۔ نام اس کا "تفسیر محمدی" رکھا ہے۔ ہدیہ ہر پارے کا الگ الگ ملاحظہ ہو۔ ایسا ہے سب پارے منگوانے والے اصحاب کیساتھ کچھ رعایت اور کمی بھی کر دیجائیگی:۔

تفسیر محمدی اردو پارہ اوّل ۱ پونے دو روپے۔ پارہ دوم ۲ سوا روپیہ۔ پارہ سوم ۳ ایک روپیہ۔ پارہ چہارم ۴ ایک روپیہ دو آنے۔ پارہ پنجم ۵ سوا روپیہ۔ پارہ ششم ۶ ایک روپیہ دو آنے۔ پارہ ہفتم ۷ ایک روپیہ ۸ پارہ الیس ۱۱ ایک روپیہ ایک آنہ پارہ بائیس ۲۲ ایک روپیہ دو آنے۔ پارہ تیئیس ۲۳ ایک روپیہ۔ پارہ چوبیس ۲۴ ایک روپیہ۔ پارہ پچیس ۲۵ ایک روپیہ پارہ چھبیس ۲۶ سوا روپیہ۔ پارہ ستائیس ۲۷ سوا روپیہ۔ پارہ اٹھائیس ۲۸ ایک روپیہ پانچ آنے۔ پارہ انتیس سوا روپیہ۔ پارہ تیس ایک روپیہ چھ آنے ✤

اگر آپ قرآن کی تلاوت میں خدائے پاک سے باتیں کرنے کا لطف حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس تفسیر محمدی کو آج ہی منگا لیجئے ✤ المشتہر منیجر اخبار محمدی دہلی

ملنے کا پتہ:۔

دفتر اخبار محمدی۔ باڑہ ہندو راؤ دہلی

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

ہنے تجھے کوثر دے رکھی ہے۔ تو اپنے رب کی نمازیں پڑھا کر اور قربانیاں دیا کر بیشک تیرا دشمن ہی دم بریدہ ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور لطف و رحم سے یہ رسالہ بنام

تحفۂ محمدی

جس میں قربانی کے بقرہ عید کے۔ نمازِ عید کے۔ ماہِ ذی الحجہ کے جملہ مسائل و فضائل مع حوالۂ حدیث درج ہیں۔ ساتھ ہی قربانی کی ابتدا۔ ذبیح اللہؑ کا قصہ۔ مکہ شریف۔ اور بیت اللہ شریف کی بنیاد کا بھی ذکر ہے اور گائے کی قربانی کی مکمل بحث ہے اور خود ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے اسکا ثبوت درج ہے

از تصانیف صاحب تصانیف کثیرہ

حضرت مولانا مولوی محمد صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ

واڈ ٹیرا اخبار محمدی۔ باڑہ ہندوراؤ دھلی

دوسری بار بہ ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ جید برقی پریس دہلی میں طبع ہوا

بلا قیمت تقسیم کرنیوالوں کو تین روپے کے اکیسو۔ ایک روپے کے پچیس

ملنے کا پتہ:

دفتر اخبار محمدی۔ باڑہ ہندوراؤ دھلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سچے مسلمانوں کیلئے سال بھر میں علاوہ جمعہ کے دو عیدیں ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ بحمد اللہ میں نے عید الفطر کے مسائل و فضائل اپنی کتاب انعام محمدی میں لکھ دیئے ہیں۔ عید الاضحیٰ کے مسائل و فضائل اس کتاب میں لکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری زبانوں سے حق نکلوائے اور حق پر عمل کرنے کی ہمیں جرأت و ہدایت دے۔

خلیل الرحمٰن علیہ السلام کا بیمثیل ایثار

مکہ مکرمہ اور بیت اللہ شریف کی بنیاد

خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا کا حکم ہوتا ہے۔ اور آپ اپنی بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دودھ پیتے اکلوتے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ملک شام سے سرزمین عرب میں لیکر جاتے ہیں۔ اور ایک تق و دق سنسان بیابان میں بٹھا دیتے ہیں۔ ایک چھاگل میں تھوڑا سا پانی اور کچھ چھوارے دیکر بغیر کچھ کہے سنے پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا متعجب اور بیتاب ہو کر دریافت فرماتی ہیں۔ خلیل اللہ آپ ہمیں یہاں تنہا چھوڑ کر کہاں چلے؟ مگر جواب تو کجا آپ نے مڑ کر دیکھا بھی نہیں۔ پکڑنے کو اٹھیں مگر آپ دوڑنے لگے۔ ناچار ہو کر فرمایا اچھا یہ تو فرمائیے کہ کیا ہمسے ناراضگی ہے؟ یا خدا کا حکم ہے کیا اس طرح ہوا ہے؟ فرمایا ہاں مجھے میرے رب کا یہی حکم ہوا ہے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تسکین ہو گئی اور فرمانے لگیں اِذًا لَّا یُضَیِّعُنَا اللّٰہُ اَبَدًا شوق سے تشریف لیجائیے۔ جب ہم اُس کے فرمان پر کاربند ہیں تو وہ ہمیں ہرگز تباہ نہ کریگا۔ اُلٹے پیروں واپس چلی آئیں۔ اور صبر و شکر کے ساتھ اطاعت خداوندی میں اپنے ننھے سے گود کے بچے کیساتھ دل بہلانے لگیں۔ یہانتک کہ وہ ناکافی توشہ چند کھجوریں اور چند گھونٹ پانی ختم ہو گیا۔ بھوک پیاس کا غلبہ ہوا۔ ہائے بے بسی اور کس پیرہی! چٹیل میدان کی تنہائی۔ جہاں کائے کو سو سو تک آدمی چھوڑ جانور کا بھی نام و نشان نہیں۔ حد نظر تک کوئی سایہ دار درخت تک نہیں۔ سواریت کے تودوں اور غیر مسلسل ناہموار پہاڑیوں کے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ پانی تو کہاں دور دور تک تری بھی نہیں۔ بھوکا عالم غضب

کا ساتھی ہے نہ کوئی مونس ہے نہ غمخوار نہ یار و مددگار۔ جان سے زیادہ عزیز بچہ کا برا حال ہے اسکا پھول سا چہرہ مرجھا رہا ہے۔ ہونٹوں پر پپڑیاں جم گئی ہیں۔ سانس رُک رُک کر چل رہا ہے۔ نبضیں چھوٹی ہوئی ہیں۔ زبان اینٹھ رہی ہے۔ حلق خشک ہو رہا ہے گلے میں کانٹے پڑ رہے ہیں۔ آنکھیں رگڑ رہا ہے۔ دم توڑ رہا ہے۔ ماتا بھری ماں سامنے بیٹھی منہ تک رہی ہے ٹکٹکی لگائے ہوئے ہے۔ دنیا ساری آنکھوں تلے اندھیر ہو رہی ہے۔ خاوند کی دوری۔ وطن کی مہجوری۔ بچہ کی جان کنی۔ اور اپنی بے بسی۔ بھوک اور پیاس۔ ریت اور دھوپ۔ تنہائی اور بیابان۔ آہ! اُس ننھی سی جان کا اپنی بھولی بھالی بولی میں اماں اماں پکارنا۔ اور بے بس اور دکھیا اماں کا صدقے اور نثار ہونا۔ بچہ کا پانی مانگنا اور ماں کا آنکھوں سے موسلا دھار آنسو بہانا۔ اور کلیجہ مسوس کر رہ جانا۔ عجیب عبرت خیز منظر تھا۔ اپنے کلیجے کے ٹکڑے۔ اپنی آنکھوں کے نور۔ اپنے دل کے سرور معصوم لاڈلے اور اکلوتے پیارے فرزند کی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی۔ بیتاب ہو کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اور آس پاس نظریں دوڑاتی ہیں کہ کہیں پانی دیکھ لوں یا کوئی ہمجنس نظر آجائے۔ مگر سوا مایوسی کے کچھ نہیں۔ صفا پہاڑی پر چڑھتی ہیں پھر وہاں سے اُتر کر مروہ پہاڑی پر چڑھتی ہیں مگر بے سود (صفا مروہ کے **طواف** کی ابتدا یہی ہے) تھک کر آسمان کی طرف دیکھتی ہیں۔ اتنے میں ایک غیبی آواز آتی ہے مَنْ اَنْتِ تم کون ہو؟ جواب دیتی ہیں اَنَا اُمُّ وَلَدِ اِبْرَاهِيْمَ هَاجَرَ میں ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے اسماعیلؑ کی والدہ ہوں۔ فرشتہ پوچھتا ہے اِلٰی مَنْ وَکَلَکُمَا ابراہیم اس بے پناہ جنگل میں تمہیں کس کے سپرد کر گئے ہیں؟ فرماتی ہیں وَکَلَنَا اِلَی اللّٰهِ وہ ہمیں خدا کو سونپ گئے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں وَکَلَکُمَا اِلٰی کَافٍ۔ پھر کوئی حرج نہیں خدا کافی ہے۔ اُسے سونپی ہوئی چیز برباد نہیں ہوتی۔ وہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام بحکم خداوندی اپنی ایڑی زمین پر رگڑتے ہیں۔ اور صاف شفاف پانی کا چشمہ اُبلنے لگتا ہے (یہی چاہِ **زمزم** ہے۔ جس کا پانی بہت مبارک اور متبرک ہے) حضرت ہاجرہؓ خدا تعالیٰ کا شکر بجالاتی ہیں۔ یہ پانی انہیں غذا کا کام بھی دیتا ہے اور پانی کا بھی۔ بچے کی جان بھی بچ جاتی ہے۔ ؎

تازہ ہے چمن عبدِ غذائے دو جہاں کا ؎ کچھ دخل نہیں گلشنِ قدرت میں خزاں کا

اب پانی کی وجہ سے کچھ اور لوگ بھی یہاں آن بسے اور ایک چھوٹی موٹی سی آبادی ہو گئی۔ (اسی بستی کا نام مکہ مکرمہ ہے جو آج پچیس کروڑ مسلمانوں کا قبلہ ہے) حضرت اسماعیل علیہ السلام یہیں پلے یہیں بڑے ہوئے انہیں لوگوں میں نکاح کیا والدہ صاحبہ بقضائے الٰہی اپنی عمر کو پہنچ کر

فوت ہوگئیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے باپ بیٹوں میں ملاقات ہوئی۔ بزرگ باپ نے سعادت مند بیٹے سے فرمایا کہ مجھے خدا کا حکم ہوا ہے کہ اسجگہ بیت اللہ تعمیر کروں تم بھی میرا ہاتھ بٹاؤ۔ چنانچہ باپ بیٹوں نے بیت اللہ شریف کی بنیاد ڈالی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق خدا کا گھر ان مبارک ہاتھوں تیار ہوا جس کو خدا فرماتا ہے وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اور فرمایا وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمَاعِيْلُ (یہ ہے **بیت اللہ شریف** کی ابراہیمی نیو)۔

خلیل اللہؑ کا معجزہ حج کی منادی

جب خانہ خداوندی اتنے بڑے جلیل القدر پیغمبروں کے ہاتھوں بنکر تیار ہوگیا تو خلیلِ خدا کو حکم ہوا اَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ۔ لوگوں میں حج کی منادی کردو۔ آپ نے عرض کی خدایا یہاں ہے کوں؟ میں کسے پکاروں؟ کون میری آواز سنے گا؟ جنابِ باری نے ارشاد فرمایا تم پکارو۔ میں تمہاری آواز زمین و آسمان تک پہنچادونگا۔ چنانچہ آپ نے مقام ابراہیم پر چڑھکر آواز دی يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ بَنٰى بَيْتًا وَّاَوْجَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ اِلَيْهِ فَاَجِيْبُوْا رَبَّكُمْ۔ لوگو! تمہارے رب نے ایک گھر بنایا۔ اور تم پر اُس کا حج فرض کیا تم اپنے رب کی دعوت قبول کرو۔ تمام درخت پتھر اور نزدیک و دور کی کل چیزیں اور جن جن کی قسمت میں حج لکھا تھا وہ سب اور تمام تر وحشی چیزیں جواب میں پکار اُٹھیں لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔

خلیل اللہؑ اور ذبیح اللہؑ قربانی کی ابتداء

یہی بانیِ بیت اللہ یہی منادیِ خدا خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے جو اس سے بھی سخت تر امتحان میں ثابت اُترے۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ گویا اپنے لختِ جگر پیارے بچے کو راہِ خدا میں قربان کر رہے ہیں تعمیلِ ارشاد کے لئے فوراً تیار ہوجاتے ہیں۔ بیٹے سے کہتے ہیں بچے سیر کو چلو رسّی اور چھری بھی لے لو جنگل سے لکڑیاں بھی کاٹ لائینگے۔ ماں خوشی خوشی بچہ کو نہلا دھلا کر اچھے کپڑے پہنا کر باپ کے ساتھ کردیتی ہیں بچہ ہنسی خوشی کھیلتا کودتا میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہوا چلا جارہا ہے شیطان لعین ایک بھلے مانس کی شکل بناکر ماں کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے نیکبخت تمہارا بچہ کہاں گیا؟ جواب دیتی ہیں کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ سیر کے لئے گیا ہے شیطان کہتا ہے اے بھولی عورت کہاں کی سیر وہ تو اُسے ذبح کرنے کیلئے لے گئے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں سبحان اللہ آجتک کسی باپ نے بھی بیٹے

کو ذبح کیا ہے؟ وہ ایسا کیوں کرنے لگے؟ شیطان نے کہا وہ یوں کہتے ہیں کہ خدا کا انہیں یونہی حکم ہوا ہے۔ جواب دیتی ہیں اگر خدا کا یہ حکم ہے تو ایک بیٹا کیا ہزاروں بیٹے تصدق ہیں۔ یہاں سے مایوس اور نامراد ہو کر شیطان بچے کے پاس آتا ہے۔ کہتا ہے صاحبزادے کہاں جا رہے ہو؟ جواب دیتے ہیں۔ ابا جی کے ساتھ تفریح کے لئے جا رہا ہوں۔ لعین کہتا ہے کیسی تفریح وہ تو تمہیں ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کیوں؟ کہا اس لئے کہ خدا کا انہیں حکم ہے۔ فرمایا پھر کیا ہے ایک جان کیا ہزاروں جانیں بھی اُس کے پاک نام پر قربان ہیں۔ اب باپ کے پاس آکر کہتا ہے ابراہیمؑ یہ بے رحمی، تم اپنے چاند سے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کے لئے کونسا فولادی جگر لاؤ گے؟ کیا تمہارا خون ایسا ہی سفید ہو گیا؟ آپ فرماتے ہیں بھلا میں اسے کیوں ذبح کرنے لگا؟ کہتا ہے تمہیں یہ خیال ہے کہ خدا کا یہ حکم ہے۔ آپ فرماتے ہیں پھر کیا حکمِ خداوندی سے بیٹا زیادہ عزیز ہے۔ اُسی کا عطیہ ہے۔ اُسی کے نام پر قربان ہو گا۔ اب ناکام ہو کر ملعون خائب و خاسر لوٹتا ہے۔

منیٰ میں پہونچکر باپ بیٹے میں گفتگو شروع ہوتی ہے۔ **باپ** یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی میرے لاڈلے مجھے تمہیں قربان کرنیکا حکم ہوا ہے تم کیا کہتے ہو؟ **بیٹا** یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ فوراً تعمیلِ ارشاد کیجئے (چھری لیجئے گردن حاضر ہے) انشاء اللہ صبر و شکر کے ساتھ خالق کی اطاعت بجا لاؤنگا۔ ہاں میرے مہربان باپ! میرے ہاتھ پاؤں باندھ دیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ تڑپوں اور خدا کے ہاں بے صبر گنا جاؤں۔ یا آپ کے کپڑوں پر خون کی چھینٹیں اڑیں۔ اور میری اماں جان انہیں دیکھ کر بے قرار ہوں۔ مجھے اُلٹے منہ زمین پر گرانا ایسا نہ ہو کہ بوقتِ ذبح میری صورت دیکھ کر آپکو محبت آجائے۔ چھری تیز کر لیجئے کہ فوراً مالک کو جان سونپ دوں۔ ہاں پیارے ابا گھر جا کر میری امی جان سے میرا آخری سلام کہدینا انہیں تسلی اور تشفی دینا کہیں اُن کے دل پر صدمہ نہ گذرے۔ یہ میرا کپڑا انہیں بطور نشانی کے دیدینا۔ لو ابا جی رخصت بسم اللہ کیجئے۔ باپ اپنے پیارے فرزند کو گلے سے لگا لیتے ہیں۔ اور آخری پیار کر کے فرماتے ہیں۔ جانِ پدر! میں بہت خوش ہوں کہ تم اپنے مالک کے نام پر سرفروشی کے لئے تیار ہو بیٹا تمہیں خدا کو سونپا۔ اپنے سینے پر صبر کی سِل رکھ کر اپنے کلیجہ پر داغِ جدائی دیکر اپنے نورِ نظر کے ساتھ وہ کرتا ہوں جو کسی نے نہ کیا ہو۔ پھر ہاتھ پاؤں باندھتے ہیں کرتا اُتار لیتے ہیں۔ اور

ذبح اللہ کو منہ کے بل زمین پر گرا کر تیز چھری حلق پر پھیرنے لگتے ہیں۔ رحمتِ ایزدی جوش میں آتی ہے دریائے کرم لہریں مارنے لگتا ہے۔ اور رب العالمین آواز دیتا ہے یٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اے میرے خلیل ابراہیم بس امتحان ہو چکا۔ تم میرے حکم کی تعمیل کر چکے تمہارا اجر ثابت ہو گیا۔ میں تم دونوں باپ بیٹوں سے خوش ہو گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے حکم خداوندی سے بنی زادے کو اٹھا لیا۔ اور اُنکے بدلے ایک بہشتی دُنبہ رکھدیا جو ذبح ہوا۔ ؎

طفلانِ ناز ہیں کہ جگر گوشۂ خلیل ؛ خود زیرِ تیغ رفت و شہیدش نمی کنند

(یہ ہے قربانی کی ابتدا) اب وقتیہ مسائل سنئے اور اُن پر عمل کیجئے۔ وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضٰى

ماہِ ذی الحجہ کے فضائل

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ پورا مہینہ حُرمت والا ہے اور خاصتہً پہلے دس دن تو بڑی بزرگی والے ہیں ہر دن کے روزے کے عوض اللہ تعالیٰ سال بھر کے روزوں کا ثواب عنایت فرماتا ہے اور ہر ایک رات کے قیام کا ثواب بقدر قیام لیلۃ القدر کے عطا فرماتا ہے (ترمذی) بالخصوص عرفہ کے دن یعنی نویں تاریخ ذی الحجہ کا روزہ رکھنے والے کے دو سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ایک سال گذشتہ دوسرا سال آئندہ (مسلم) ایکہزار روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ (بیہقی) اس دن اللہ تعالیٰ اپنے گنہگار بندوں کو جہنم سے اس قدر آزاد کرتا ہے کہ اور کسی دن اس قدر آزاد نہیں ہوتے (مسلم) عید کا دن خدا تعالیٰ عزّ اسمہٗ کی عبادت کرنے اور خوشی منانے کا ہے۔ یہ دن اس لئے نہیں کہ اس میں تھیٹروں اور تماشہ گاہوں کو آباد کیا جائے یا پتنگ بازی۔ گنجفہ و چوسر اور شطرنج۔ اور دوسرے خلافِ شرع لہو و لعب میں اِسے گزار دیا جائے۔ بلکہ اس مبارک دن میں وہ کام کرنے چاہئیں جو ہمیں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائے ہیں۔ اُن میں سے ایک بہت بڑا کام اُس دن راہِ خدا میں خون بہانا یعنے قربانی کرنا ہے۔

قربانی کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگ۔ بال کھُر۔ اور گوشت و خون سمیت لایا جائے گا۔ اور اُس کا وزن ستر گنا بڑھا کر میزان میں رکھا جائے گا (ترمذی و اصبہانی) قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی خدا تعالیٰ اُسے قبول فرما لیتا ہے (ترمذی) اور

قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے اللہ رب العالمین ایک نیکی عنایت فرماتا ہے۔ اسی طرح اُون کے عوض بھی (ابن ماجہ) قربانی کرنے والے کے تمام اگلے گناہ قربانی کے خون کا اول قطرہ زمین پر گرتے ہی اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے (بزار) آپ فرماتے ہیں قربانی کے جانوروں کو خوب موٹا کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے لئے پل صراط پر سواریاں بنیں گے (تلخیص) آپنے قربانی کی یہانتک تاکید فرمائی ہے کہ فرمایا جو شخص قربانی کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور پھر نہ کرے وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے (حاکم) باوجود اس قدر تاکید ہونے کے پھر بھی ہمارے بعض بدشوق بھائی ایسے بھی ہیں کہ قربانی کے وقت غربت ظاہر کرنے لگتے ہیں اور شادی بیاہ موت میت چھٹی چلّے کے خلافِ شرع قومی رسموں اور ملکی رواجوں میں اپنا سینکڑوں روپیہ ٹھیکریوں کی طرح برباد کرکے اپنے نبی کے مخالف اور خدائے تعالیٰ کے نافرمان بنتے ہیں۔

قربانی کے لئے یہ شرط نہیں کہ ہم صاحبِ زکوٰۃ ہوں۔ جس کو خدا نے صرف اتنا دے رکھا ہو کہ وہ قربانی کا جانور خریدے تو اُسے چاہیئے کہ خدا پر بھروسہ کرکے قربانی کر ڈالے۔ کسے خبر ہے کہ آئندہ سال یہ مبارک مہینہ دیکھنا کس کو نصیب ہو۔ اب ہم قربانی کے کچھ مسائل بیان کرتے ہیں انہیں سنئے اور سنت طریقہ کے مطابق اپنی قربانیاں کیجئے۔

قربانی کے مسائل

نمازِ عید پڑھکر قربانی کرے اور اپنے ذبیحہ کا گوشت کھائے۔ (مسلم) ایک گائے میں سات آدمی اور ایک اونٹ میں دس شریک ہوسکتے ہیں (نسائی) ایک بکرا یا بھیڑ وغیرہ ایک گھر کی طرف سے کافی ہے اگرچہ ان کی تعداد زیادہ ہو (ابوداؤد)۔ یہ جواز کی صورت ہے اور بغیر ریا و نمود کے جس قدر زیادہ خون بہائیگا اُسی قدر زیادہ ثواب پائیگا قربانی کا گوشت خود کھائے اور دوست احباب۔ کنبے قبیلے مساکین محتاج وغیرہ کو دے۔ اور اگر چاہے تو ذخیرہ بھی کرسکتا ہے (ابوداؤد) قربانی کا جانور دو دانت سے کم نہ ہو (ہاں بھیڑا۔ بھیڑ۔ دنبہ۔ دُنبی اَدنت بھی جائز ہے)۔

پورا لنگڑا اور بالکل کانا اور بہت مریض اور نہایت ہی دُبلا پتلا اور آدھا یا آدھے سے زیادہ کان کٹا ہوا اور آگے یا پیچھے سے کن کٹا اور چرے ہوئے اور سوراخ دار کان والا۔ اور آدھا یا آدھے سے زیادہ سینگ ٹوٹا ہوا اور بہت بوڑھا جانور قربانی میں ناجائز ہے (ابوداؤد) جو شخص قربانی کرنا چاہے وہ ذی الحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد سے قربانی کرنے تک نہ تو سر منڈوائے نہ بال ترشوائے نہ ناخن کٹوائے نہ جسم کے کسی اور حصہ کے بال لے (ابوداؤد)

دسویں۔ گیارھویں۔ بارھویں۔ تیرھویں تک قربانی کرسکتا ہے (موطا امام مالک و دار قطنی)۔
قربانی کے جانور کو لٹا کر اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی
مِلَّةِ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ
مِنْكَ وَلَكَ عَنْ (اس جگہ اپنا یا جس کی طرف سے قربانی کرتا ہو اُس کا نام لے) اور جانور کی گردن
پر اپنا پاؤں رکھ کر تیز چھری سے بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر پھیرتی سے بلا تکلیف دے
ذبح کر ڈالے (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد) ناظرین کو میں ایک **خوشخبری** سناؤں۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بھیڑے بڑے بڑے سینگوں والے چت کبرے خصی منگوائے اور انہیں
راہِ خدا میں قربان کرکے کہا کہ اے باری تعالیٰ تو اسے میری اور میری اُمت کے اُن غربا
کی طرف سے قبول فرما جو قربانی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے (ابوداؤد) اور سنئے! آپ
فرماتے ہیں کہ جس شخص کو قربانی کرنے کی طاقت نہ ہو وہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر اپنے بال
ناخن وغیرہ نہ لے۔ نمازِ عید پڑھکر لے۔ تو اُسے باری تعالیٰ ارحم الراحمین قربانی کا پورا ثواب
عنایت فرمائے گا (ابوداؤد) غرض قربانی کی طاقت نہ رکھنے والوں کے لئے یہ حکم ہے
نہ کہ وہ مرغ ذبح کریں اس من گھڑت بدعت سے بچنا چاہیئے (اس مسئلہ کی تردید ایک الگ
رسالے میں ہے جو صاحب چاہیں منگوالیں)۔

گائے کی قربانی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ یعنے اپنے رب کے
لئے نمازیں پڑھو۔ اور اُس کے نام پر قربانیاں کرو۔ اور جگہ ارشاد ہے
عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ یعنے چوپائے جانوروں کو (بقرعید کے موقعہ پر) قربان
کرو۔ اور چوپایوں کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ
پھر فرمایا وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ یعنے بکری بھیڑ اور اونٹ اور گائے نر
مادہ (کنز العمال و تفسیر کبیر) ان آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ بقرعید کے موقعہ پر جن
جانوروں کے ذبح کرنے کا ہمیں حکم ہے اُن میں گائے بھی ہے۔ صحیح بخاری شریف مطبوعہ
محمدی کے ساتویں پارے ص۲۳۱ میں ہے ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
اَزْوَاجِهٖ بِالْبَقَرِ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گائے کی قربانی کی۔ صحیح مسلم شریف انصاری
جلد اوّل کے ص۴۲۴ میں ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَیْبِیَۃِ الْبَقَرَۃَ عَنْ سَبْعَۃٍ - یعنے صحابہ کرام نے حدیبیہ والے سال سنہ ۶ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات سات آدمیوں نے شریک ہو کر گائے کی قربانی کی۔ پھر اسی صفحے میں ہے حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَرَرْنَا الْبَعِیْرَ عَنْ سَبْعَۃٍ وَّالْبَقَرَۃَ عَنْ سَبْعَۃٍ یعنے حجۃ الوداع والے سال سنہ ۹ ہجری میں ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گائے کی قربانی سات سات آدمیوں نے شریک ہو کر کی۔ ابن ماجہ میں ہے اَمَرَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنْحَرُوا الْبَقَرَ یعنے صحابہؓ کو حضورؐ نے گائے کی قربانی کا حکم کیا۔ جمہور علماء اسلام کا فتویٰ ہے کہ بکری کی قربانی سے گائے کی قربانی افضل ہے حنفی مذہب کی معتبر کتاب فتاویٰ قاضیخاں میں ہے وَالْبَقَرُ اَفْضَلُ مِنَ الذَّکَرِ مِنَ الْمَعْزِ یعنے گائے کی قربانی بکری کی قربانی سے افضل ہے بلکہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے اَلْبَقَرَۃُ اَفْضَلُ مِنْ سِتِّ شِیَاہٍ یعنے ایک گائے کی قربانی چھ بکروں سے افضل ہے۔ بڑے پیر صاحب حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں وَاَفْضَلُھَا الْاِبِلُ ثُمَّ الْبَقَرُ ثُمَّ الْغَنَمُ یعنی بکری سے گائے کی قربانی افضل ہے۔ غرض گائے کے قربان کرنے کا حکم قرآن میں موجود ہے۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے کی قربانی کی۔ صحابہ کرام گائے کی قربانی کرتے تھے۔ علمائے اسلام اور بزرگانِ امت نے گائے کی قربانی کو بکری وغیرہ کی قربانی سے افضل بتایا۔ آج تک مسلمانوں کا عمل اسی پر رہا۔ ملک ہند میں اس مسئلہ پر عمل کرتے ہوئے عین عید والے دن مسلمانوں نے ہندوؤں سے تکلیفیں برداشت کیں۔ آہ! آج جہاں اور اسلامی احکام کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ جہاں اسلامی باغیچہ کے بیسیوں پودوں کو جڑ سے اکھیڑ دیا گیا۔ جہاں اسلامی گلدستہ کی سینکڑوں کلیوں کو نوچ کر پھینکدیا گیا وہاں اس تیرہ سو برس کے تحت الثریٰ تک جڑیں پہنچائے ہوئے درخت کو بھی بیخ و بُن سے اکھیڑنے کی ترکیبیں کچھ عجب پردہ داری سے کیجارہی ہیں۔ آج گائے کی قربانی کو موجب فساد بتلایا جاتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک خدا فساد کا حکم دینے والا نبی فساد کو پھیلانے والے۔ صحابہ کرام فساد کے بانی علماء و بزرگان دین فساد کو چاہنے والے اور فساد کی رغبت دلانے والے ہیں۔ واہ! اچھا اسلام ہے۔

غیرتِ اسلامی ہم مانتے ہیں کہ غیر مسلم اقوام سے دنیوی امور اور مشترکہ فوائد میں میل جول اور اتفاق ہمیں شرعاً منع نہیں۔ مگر میرے بھائیو! اس اتفاق

کا اوّل نتیجہ ہی کیا یہ ہے؟ کہ ہم ایک اسلامی حکم سے دست بردار ہو جائیں۔ سنو یہ اتفاق اُسی وقت قائم رہ سکتا ہے کہ وہ اور ہم اپنے اپنے مذہب میں بالکل آزاد رہیں۔ اگر کسی کی اندرونی یا بیرونی رعایت یا دھمکی سے دب کر ہم نے مذہبی آزادی کو پامال کرنا چاہا تو یہ وہ پرند نہیں جو پنجرہ میں بند رہ سکے دو دن کے بعد پھر چوتیوں میں دال بٹنے لگے گی۔ بانیٔ اسلام تو بُت و بُت پرستی کو دُنیا سے مٹانے کے لئے آئے تھے تم بھی گائے کو جو ایک قوم کی معبود ہے راہِ خدا میں ذبح کر کے کیوں نہ ثابت کرو کہ یہ غریب تو اپنی جان پر سے بھی سختیاں اور مصیبتیں نہیں ہٹا سکتی۔ اپنے اسلاف کو دیکھو سلطان محمود غزنوی کو ہندو نے لاکھوں روپیہ بمنت و سماجت دینا چاہا۔ کہ وہ سومنات کی مورتی نہ توڑیں۔ مگر غازی مرد نے صاف جواب دیا کہ میں بت فروش نہیں ہوں بلکہ بت شکن ہوں اور اُس معبود باطل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ ہمارے ملکی بھائیوں کو بھی چاہیئے کہ وہ ہمارے کسی مذہبی کام میں دخل نہ دیں اور دست درازی نہ کریں بلکہ ہمارے مددگار رہیں۔

ہندو مذہب میں گائے کی قربانی

گائے کی قربانی تو اُن کے مذہب کے بھی خلاف نہیں چنانچہ مہابھارت میں ہے "راجہ برہنچو نے جگ میں گائے فربہ کو قتل کیا۔ بلکہ یہ بھی ہے کہ دیوانتی راجہ ہر روز دو ہزار گائے ذبح کرتا تھا۔ منوسمرتی میں لکھا ہے "جب برہمن کا بیٹا کاشی سے بدیا یعنے علم پڑھکر آئے تو اُس کا باپ اُس کے استقبال کو کوجائے اور گائے ذبح کر کے اُس کی گرما گرم کھال بیٹے کے بدن پر رکھے" ستیہ پوران میں لکھا ہے کہ "کوتک کے سات بیٹوں نے گائے ذبح کی اور کھائی" بلکہ یجروید کا چوبیسواں ادھیائے تو اس سے پُر ہے منوسمرتی میں ہے "گائے کا گوشت میت کی طرف سے کھلانے سے میت نو مہینے تک آسودہ رہتی ہے"۔ ستیارتھ پرکاش میں ہے "گومیدہ (گائے کی قربانی) کا جو کرنا ہے اس سے سنسکار کا بڑا اپکار ہے" (سمولاس ۱۰) وغیرہ وغیرہ۔

ہاں مسلمانو! سنو! اُس سلطنت پر بھی لعنت جو ایک سنت ترک کر کے ملے۔ اُس آزادی اور عیش پر صد پھٹکار جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کے عوض حاصل ہو وہ عزت عین ذلت ہے جو شرعی مسئلہ کی کایا پلٹ کر حاصل کی جائے۔ مسلمانو! شریعت میں جو کام جس طرح ہے اُسے اُسی طرح رہنے دو۔ ورنہ خدا کے باغی کہلاؤ گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان شمار ہو گے۔ خصوصًا اس وقت جبکہ لوگ ایک شرعی امر کو مٹانا چاہتے ہیں تم اس پر عمل کر کے ثابت کر دو کہ ابھی دُنیا میں ایسے مسلمان ہیں جو دنیا کی تمام نعمتوں اور راحتوں کو ایک

ذرا سے ارشادِ نبوی کے بدلے خس و خاشاک سے بھی کمتر بلکہ بدا و بدتر جانتے ہیں۔ اٹھو! اور اُس ثواب کو حاصل کرو جس کی بابت ارشادِ نبوی ہے مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ۔ یعنے جب لوگ میرے کسی طریقہ کو چھوڑنے لگیں اُس وقت اُس پر عمل کرنے والے کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔

عید الاضحےٰ کے بقیہ مسائل

مرد اس دن غسل کرکے اچھا لباس پہنکر خوشبو ملکر سویرے نماز صبح پڑھتے ہی بغیر کچھ کھائے عید گاہ جائیں (بخاری۔ ترمذی حاکم) عید کے دن سے لیکر تیرہ تاریخ تک بہ کثرت بلند آواز سے پڑھتا رہے (بخاری) تکبیر یہ ہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (دارقطنی) جس راستے سے گیا ہے اُسی سے واپس نہ آئے بلکہ راستہ بدلدے (بخاری) اس عید کی نماز جب آفتاب ایک نیزے پر آجائے پڑھنی چاہیئے۔ یہی مسنون ہے نماز کے بعد امام اپنی جگہ کھڑے ہوکر متوسط خطبہ کہے اور لوگ اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھے سنتے رہیں (بخاری وغیرہ) نماز کھلے میدان میں پڑھیں عذر ہو مثلاً بارش تو مسجد میں بھی جائز ہے عید کے دن سے تیرھویں تاریخ تک روزہ رکھنا حرام ہے۔

قربانی کی کھال کا حکم

قربانی کی کھال کو بیچ کر دام اپنے کام میں نہ لائے اگر ایسا کرے گا تو اس کی قربانی متقبول نہ ہوگی (حاکم) اور نہ اُس کھال کو قصاب اور سقہ اور دائی وغیرہ کی اجرت میں دے (ابو داؤد) بلکہ اُسے خدا کی راہ میں خیرات کردے (بخاری مسلم)

عید الاضحیٰ کی نماز

یہ نماز ۲ھ میں اوّلاً پڑھی گئی پھر آپ ہمیشہ پڑھتے رہے کبھی ترک نہیں کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھکر دعا افتتاح پڑھے پھر ٹھہر ٹھہر کر سات تکبیریں اور کہے پھر بآواز بلند قرأت پڑھے دوسری رکعت میں سیدھا کھڑا ہوکر قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں اور کہے۔ ہر تکبیر پر رفع یدین کرے ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے (ابو داؤد و عون وغیرہ) پہلی رکعت میں امام سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قٓ اور دوسری میں فاتحہ کے بعد سورۂ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ الخ پڑھے یا سَبِّحِ اسْمَ اور هَلْ اَتٰكَ پڑھے چونکہ عورتوں کو بھی عید گاہ میں آنیکا حکم ہے اگر اُن تک امام کی آواز نہ پہنچی ہو تو امام اس خطبے کے بعد انہیں الگ خطبہ سنائے فقط۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد بن ابراہیم (میمن جونا گڈھی)
مدرس مدرسہ محمدیہ و مالک دفتر اخبار محمدی۔ باڑہ ہندو راؤ دہلی

حضرت مولانا مولوی محمد صاحب کی دیگر تصانیف

صلوٰۃ محمدی ۲ صوتجہیم، نماز جنگانہ، جنازہ، تراویح، تہجد، عیدین وغیرہ کے احکام ۳ **صیام محمدی** رمضان، لیلۃ القدر اعتکاف، صدقہ الفطر، نفلی فرضی روزوں کے مسائل وفضائل ۳ **حج محمدی** حج کی فضیلت۔ ترک حج اور اسکے گناہ ۱ **سیرۃ محمدی** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی معتبر سوانح علامہ ابن جریر طبری کے قلم سے اصلی عربی ۸ ر اردو ترجمہ ۱۲ ر ہر دو ایک ساتھ ۱ **سیف محمدی** حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب درمختار کے پچاس مسائل جو بالکل غلط ہیں انکے جتنے جواب حنفیوں نے دیئے تھے ان سب کا جواب الجواب اور ان مسائل کی پوری تردید ساتھ ہی فقہ وحدیث کے مقابلہ فوٹو دکھانیکے لئے فقہ کے ایسے ہی تقریباً چھسو مسائل قیمت ۱ **تفسیر محمدی** اردو میں سب سے اعلیٰ تفسیر ابن کثیر ہے یہ اسکا ترجمہ ہے پہلا پارہ ۱ دوسرا ۱ تیسرا ۱ چوتھا ۱ پانچواں ۱ چھٹا ۱ ساتواں پارہ ۱ تیسواں ۱ چوبیسواں ۱ پچیسواں ۱ چھبیسواں ۱ ستائیسواں پارہ ۱ اٹھائیسواں پارہ ۱ انتیسواں پارہ ۱ تیسواں ۱ یہ جملہ پندرہ پارے چھپ چکے ہیں باقی زیر طبع وترجمہ ہیں۔

توحید محمدی قبوں، بکی وادیخی قبروں اور مقبروں کے بنانیکی ممانعت ۲ **زکوٰۃ محمدی** زکوٰۃ اور نفلی خیرات کے کل مسائل ۳ ر **میلاد محمدی** مولود ومزج اور قیام مولود کی تردید میں پچاس دلیلیں ۳ ر **درایت محمدی** حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی غلطیوں کا بیان ۱۲ ر **برأت محمدی** حسن نظامی کے رسالہ نادان وہابی کا رد ۱ ر **برہان محمدی** امام بخاریؒ کے رسالہ جزء رفع الیدین کا عربی سمیت اردو ترجمہ ۲ ر **دلائل محمدی** حصہ اول۔ آمین، رفع الیدین سورہ فاتحہ کا حنفی مذہب کی اعلیٰ کتابوں سے ثبوت وغیرہ ۲ ر **دلائل محمدی** حصہ دوم۔ ان تینوں مسائل میں حنفی دلیلیں حنفیوں کی ہیں سب کی لاجواب تردید ۸ ر **عقیدۂ محمدی** اہلحدیث کے صحیح اور ٹھیٹھ مذہب کا بیان جو تہمتیں اور الزام ان پر لگائے جاتے ہیں ان سب کی تردید ۱ ر **امام محمدی** امام ابوحنیفہؒ کی پوری سوانحعمری اور آپ پر دیگر ائمہ نے جو جرح کی ہے اسکا تفصیلی بیان عربی مع اردو ترجمہ ۴ ر **فضائل محمدی** اہلحدیث کی قدامت صداقت اور فضائل وغیرہ کے بیان میں عربی معہ اردو ترجمہ ۴ ر **طریق محمدی** تقلید کی تردید میں چھ سو ساٹھ دلیلیں قیمت ایکروپیہ **ہدایت محمدی** حنفی مذہب فقہ کی کتاب ہدایہ کے ایک سو غلط مسائل کا مجموعہ ۲ ر **ایمان محمدی** ایمان کی ستتر شاخوں کا مفصل بیان ۱ ر **حقوق محمدی** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کے رد میں چالیس دلیلیں ۱ ر **صراط محمدی** ہر قسم کے شرک کی حنفی مذہب سے تردید ۱ ر **عقائد محمدی** حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی عقائد کے بارے میں بہت بہا اور نفیس ترکتاب عربی معہ اردو ترجمہ ۴ ر **انعام محمدی** عیدالاضحیٰ کا بیان ۱ ر **تحفۂ محمدی** ۱ ر **آئینۂ محمدی** داڑھی ہونچھ کے اور لباس کے احکام ۱ ر **فرمان محمدی** قبروں کی بدعتوں کی تردید ۱ ر

اخبار محمدی ہر سچے مسلمان کو ڈھال تلوار کا کام دینے والا، مذہب اہل حدیث یعنے قرآن حدیث کی اشاعت حمایت اور خدمت کرنیوالا، وقتیہ صحیح مسائل بیان کرنیوالا۔ شرک وبدعت اور رسومات مروجہ کی تردید کرنیوالا۔ فقہ اور حدیث میں فرق ظاہر کرنے والا پندرہ روزہ اخبار۔ قیمت سالانہ تین روپے اخبار کا نمونہ مفت۔

لنے کا پتہ:-

دفتر اخبار محمدی۔ باڑہ ہندو راؤ دہلی

اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

تو پڑھتا رہ تیرا رب بہت ہی کرم والا ہے جس نے قلم سے علم سکھایا ہے

قلم گفتا کہ من شاہِ جہانم ؛ قلم کش را بہ دولت می رسانم

الحمد للہ یہ بیحد مفید رسالہ بنام

تعلیم محمدی ۱۲ صلعم

مصنفہ

محدث و مفسر حضرت مولانا مولوی محمد صاحب میمن جونا گڑھی

مدرس مدرسہ محمدیہ و ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی

جسمیں عورتوں اور لڑکیوں کو شرعی حدود کے اندر لکھنا سکھانیکے جواز کو صحیح حدیثوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور مخالفین کی دلیلوں کے کافی جوابات ہیں

ماہ رجب ۱۳۵۲ھ کو جدید برقی پریس دہلی میں چھپا

قیمت ایک کی ایک آنہ۔ سو اروپے کے پچیس۔ چار روپے کے ایکسو

ملنے کا پتہ

دفتر اخبار محمدی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبب تصنیف

فخر قوم حضرت مولانا مولوی محمد صاحب محدث ہماری قوم میمن میں سے ہیں آپ کا اصلی وطن جونا گڈھ ہے آپ بائیس برس کی عمر میں دہلی گئے علوم دین کی تحصیل کی اُس میں کمال حاصل کرنیکے بعد آپنے وہیں دینیات کا مدرسہ بنام مدرسہ محمدیہ جاری کیا جس میں الف بے سے لیکر صرف ونحو تفسیر حدیث اصول حدیث فقہ اصول فقہ معقول منقول غرض پورا درس نظامیہ عربی زبان میں پڑھایا جاتا ہے بہت سے طالب علم بفضل خدا مولانا المکرم سے سند یں حاصل کرکے اطراف ہند میں پھیل گئے ہیں اور درس و تدریس وعظ و پند تصنیف و تالیف تحریر و تقریر کے ذریعہ مخلوق خدا کو فیض عام پہنچا رہے ہیں۔ بحمداللہ یہ کوثر علم آج تقریباً بیس سال سے جاری ہے ایک اخبار جاری کر رکھا ہے جسکا نام اخبار محمدی ہے جو پندرہ روزہ بڑی آب و تاب سے نکلتا ہے اور قرآن حدیث کی ٹھوس خدمت کرتا ہے۔ یہ اخبار محض مذہبی اخبار ہے اسکے اغراض و مقاصد توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی بیخکنی اور رسومات بد کا بیخ و بن اکھیڑ پھینکنا اور مسلمانوں کو اصل اسلام کی صحیح پابندی سکھانا ہے۔ بحمداللہ آج گیارہ سال سے یہ اخبار بھی قومی اور مذہبی خدمات انجام دے رہا ہے۔ آپکی تصنیفات اسوقت ایک سو سے اوپر ہو چکی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک ایک سچے مسلمان کیلئے بیش بہا موتیوں کا خزانہ ہے۔ ان کتابوں کی عام مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بآسانی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض بعض اس تھوڑی سی مدت میں دس دس مرتبہ چھپ چکی ہیں۔ بعض بعض کا ترجمہ اور زبانوں میں بھی ہو گیا ہے اور اُن کی اُن دوسری زبانوں میں بھی کافی اشاعت ہے۔ آپنے بفضل خدا مسلمانوں کی اور ایک اہم ضرورت کی طرف بھی نظریں اٹھائیں اور اُردو میں ایک تفسیر لکھی جسکا نام تفسیر محمدی ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ دنیا بھر کی تمام تفسیروں میں سب سے اعلیٰ تفسیر ابن کثیر ہے جسکا یہ ترجمہ ہے۔ اسکی مقبولیت کا بھی بفضل خدا یہ عالم ہے کہ پوری ہونے سے پیشتر ہی ہاتھوں ہاتھ جا رہی ہے۔ اسوقت اسکے بیس پارے چھپ چکے ہیں۔ یہ یقینی بات ہے کہ اس تفسیر سے زیادہ معتبر مفصل اور قرآن کو سمجھانے والی اور کوئی اردو تفسیر روئے زمین پر نہیں۔ مبالغہ سے نہیں کسی کی خوشامد سے نہیں اظہار حقیقت کیلئے مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ مولانا کو قدرت نے وہ شیریں زبانی اور پاکیزہ بیانی دے رکھی ہے کہ آپکے وعظ میں ایک مقناطیسی کشش اور قوت جذب اس طرح کی پائی جاتی ہے کہ گویا سامعین کے دل مسخر کر لئے ہیں۔ مولانا کی خاموش بھری تقریریں مجلس کے دلوں کو ہلا دیتی ہیں اور انہیں خدا کیطرف مائل کر دیتی

ہیں میرا یہاں ہے کہ جو لوگ مولانا کے ہاتھ پر تائب ہوئے ہیں اور پابند قرآن و حدیث ہوئے ہیں اُنکی تعداد ہزار ہا تک پہنچی ہوئی ہے۔ یہ چند باتیں میں نے صرف قوم میمن سے مولانا کے تعارف کیلئے لکھی ہیں گو مولانا اس سے محض بے نیاز ہیں۔ اب میں اپنی اصلی گذارش آپکے گوش گذار کرتا ہوں۔

ماہ ستمبر ۱۹۳۳ء میں مولانا مع اہل و عیال اپنے وطن ریاست جوناگڈھ میں تشریف لائے۔ اکتوبر میں آل انڈیا میمن کانفرنس کے دوسرے جلسے کا انعقاد جام نگر میں مولانا کی وطنی موجودگی میں ہوا۔ اور کانفرنس کی دعوت پر آپ نے بھی اس جلسے میں شمولیت کی۔ کچھ وہاں کے حالات مولانا کے زیر نظر تھے ہی جو میں نے آپ سے عرض کیا کہ اس وقت ہماری قوم تعلیم نسواں کی ضرورت کو محسوس کرکے اس پر عامل ہونے کا عزم کر چکی ہے قرآن کریم اور اردو کے دینیات کے ضروری اور مفید رسائل لڑکیوں کو شرعی حدود کے اندر پڑھوانے کے درپے ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ تعلیم کا ایک اہم رکن کتابت یعنے لکھنا بھی ہے۔ لیکن بعض لوگ اس کے مخالف ہیں اور وہ کچھ دلائل بھی پیش کرتے ہیں۔ اس لئے آپ اس مسئلے کو پوری روشنی میں لائیں تاکہ قوم اس اُٹھتے ہوئے اختلاف سے بچ جائے۔ اور اختلاف کی اس آگ پر پانی پڑ جائے۔ میں مکرمی مولانا صاحب کا بیحد شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھ ناچیز کی درخواست کو منظور فرما کر مجھے اس مسئلے پر ایک جامع نافع رسالہ تحریر فرما دیا جزاہم اللہ جسے اردو میں چھپوا کر میں ناظرین کے سامنے پیش کرنے کا آج فخر حاصل کر رہا ہوں۔ نیز میں نے اسے گجراتی میں چھپوانے کا بھی مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ میمن انجمنوں میمن جماعتوں میمن کانفرنسوں اور عام مسلمان بھائیوں سے عرض ہے کہ آپکے علاقے میں جتنی ضرورت ہو اُتنے رسالے منگوا لیجئے۔ میں نے انہیں کسی مالی نفع کی خاطر نہیں چھپوائے۔ اسلئے میں بیدار زاں بالکل سستے آپکو بھیج دونگا۔ بیسے تقسیم کرنے والوں کو چار روپے کے ایک سو سوا پیسے کے پیسیں، ایک کا ایک آنہ۔ ہاں چونکہ میں نے اس میں اپنی کافی رقم لگا دی ہے لہٰذا عرض ہے کہ کوئی صاحب اسے اپنے طور پر کسی زبان میں چھپوانے کا قصد نفرمائیں ورنہ قانون شکنی ہوگی۔ جس قدر آپ کو مطلوب ہوں منگوالیں ؛

میں ہوں خادم ملت

میمن عبداللہ عبدالکریم سوداگر ماسٹر نہایت مدرسہ جوناگڈھ کاٹھیاواڑ۔ اکتوبر ۱۹۳۳ء

یہ کتابیں میرے مندرجہ بالا پتے سے بھی مل سکتی ہیں اور نیچے لکھے ہوئے پتے سے بھی آپ ان کتابوں کو منگوا سکتے ہیں

دفتر اخبار محمدی دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اُس کے آخری رسول سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بعد۔ یہ چند اوراق ہیں جن میں مسلمان لڑکیوں کو اور مسلمان عورتوں کو پردے کے ساتھ شرعی حدود کے اندر لکھنا سکھانے کے مسئلے کو وضاحت کے ساتھ لکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت شفا نامی ایک صحابیہ عورت تھیں۔ ان کے والد کا نام عبد اللہ تھا ان کی کنیت ام سلیمان تھی۔ یہ مکے شریف کی ایک عالمہ اور فاضلہ قریشیہ بیوی تھیں۔ اسلام کی اشاعت کے شروع زمانے میں انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئی تھیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے منورہ کی طرف ہجرت کی تو آپ نے بھی جوں ہی جلدی کر کے اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر ہجرت کر کے مدینے پہنچ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کپڑا بُننے والوں کے گھروں کے پاس ہی ایک مکان دیا۔ اور اُسے انہی کے نام کا کر دیا ان کے ساتھ ان کے صاحبزادے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ یہیں رہنے لگیں۔ عموماً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے گھر جایا کرتے بلکہ کبھی کبھی دوپہر کو دو گھڑی وہیں آرام بھی فرماتے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک الگ بستر اور کنگی رکھ چھوڑی تھی۔ سارے صحابہؓ ان کے تقوے اور پرہیزگاری اور بڑی عمر کے سبب ان کی عزت و تکریم کرتے تھے۔ یہانتک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکی بات کو سب کی بات پر فوقیت دیتے اور انکا بڑا ہی ادب کیا کرتے تھے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا

کہ آپکی بیوی صاحبہ اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لکھنا سکھائیں۔ اس وجہ سے یہ صحابیہ ؓ برابر حضور ؐ کے گھر آیا جایا کرتی تھیں اور اُمّ المومنین کو کتابت یعنی لکھنا سکھاتی تھیں۔ اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت مائی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد ۳ھ میں حضور ؐ نے ان سے نکاح کیا تھا۔ یہ ۴۱ھ میں فوت ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا۔

حضرت شفا بنتِ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہاں لکھنے میں کمال حاصل تھا وہاں آپ کو ایک دُعا یاد تھی جسے پڑھکر آپ دم کردیا کرتی تھیں تو اُن بیمار ؤں کو جنہیں پھوڑے پھنسیاں اور زخم ہوں اللہ تعالیٰ شفا دے دیتا تھا۔ جاہلیت کے زمانے میں یہ اس بارے میں مشہور تھیں۔ جب اسلام قبول کیا تو خیال گذرا کہ کہیں اس دعا میں ایسے الفاظ نہ ہوں جن کا پڑھنا اسلام میں ناجائز ہو۔ اس لئے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آن کر آپ سے عرض کیا کہ میں اسلام سے پہلے لوگوں پر جھاڑ پھونک کرتی تھی سو اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جن کے پہلو میں زخم ہوں اور اون میں سرسراہٹ ہوا کرتی ہو آرام کردیا کرتا تھا اب میں چاہتی ہوں کہ اُن الفاظ کو آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ معلوم ہو جائے کہ انکے پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں؟ آپ نے فرمایا اچھی بات ہے کہو تم کیا پڑھکر دم کرتی ہو؟ حضرت شفا نے پڑھ سُنایا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں تم شوق سے اسے پڑھکر دم کرتی رہو۔

جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو حضرت شفا ؓ پوری طرح کتابت سکھا چکیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اب تم حضرت حفصہ ؓ کو دم کرنے کی یہ دعا بھی سکھادو۔ مندرجہ بالا تفصیل حدیث کی مختلف کتابوں میں بسندِ صحیح موجود ہے جسے ہم نے اختصاراً جمع کرکے بیان کردی۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ لڑکیوں اور عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعاً جائز درست ہے۔ اب ہم اُس روایت کو مع عربی الفاظ اور حوالے کے نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔ ابوداؤد شریف کی کتاب الطب بَابٌ فِي الرُّقٰى میں ہے عَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

سلیم وسلم دَ اَنَا عِنْدَ حفصۃ فقال لی اَلَا تُعَلِّمِیْنَ ھٰذِہٖ رُقْیَۃَ النَّمْلَۃِ کَمَا عَلَّمْتِیْھَا الْکِتَابَۃَ ۔ یعنے حضرت شفا بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمانے لگے تم انہیں پہلو کے زخموں پر دم کرنے کی دعا کیوں نہیں سکھاتیں؟ جیسے کہ تم نے انہیں لکھنا سکھا دیا ہے۔ یہ حدیث مسند احمد میں بھی ہے۔ مستدرک حاکم میں بھی ہے۔ امام نسائیؒ کی کتاب سنن کبریٰ میں بھی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کی کتاب اصابہ میں بھی ہے۔ ابو نعیم نے بھی اسے وارد کی ہے اور دیگر محدثین نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اس حدیث کی سند بھی بالکل صحیح ہے۔ امام حاکمؒ اسے صحیح کہتے ہیں۔ امام ابو داؤدؒ اس پر کوئی جرح نہیں کرتے جو دلیل ہے اسکی صحتِ سند کی۔ اسی طرح امام منذریؒ بھی اس پر کوئی کلام نہیں کرتے۔ نیل الاوطار میں امام شوکانیؒ اسکی صحت نقل کرتے ہیں۔ حیوٰۃ الحیوان میں امام دمیری بھی اسکی صحت کے ناقل ہیں۔ اس کے راوی پانچ ہیں پانچوں کی الگ الگ ثقاہت اسماء الرجال کی کتابوں میں صاف موجود ہے۔ سنئے پہلے راوی ابراہیم بن مہدی ہیں جنہیں خلاصہ میں ثقہ لکھا ہے۔ تقریب میں انہیں مقبول لکھا ہے میزان میں بھی انہیں ثقہ لکھا ہے۔ اور سنن کبریٰ میں انکے متابع ابراہیم بن یعقوب ہیں جو بالکل ثقہ ہیں۔ دوسرے راوی حضرت علی بن مسہر ہیں خلاصہ میں انہیں ثقہ لکھا ہے تیسرے راوی عبدالعزیز بن عمر ہیں یہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں خلاصہ میں انہیں بھی ثقہ لکھا ہے مقدمہ فتح الباری میں انکی ثقاہت وصداحت کے ساتھ ثابت کی ہے۔ چوتھے راوی صالح بن کیسان ہیں۔ اسعاف اور خلاصہ میں انہیں بھی ثقہ لکھا ہے۔ پانچویں راوی ابوبکر بن سلیمان ہیں تقریب اور خلاصہ میں انہیں بھی ثقہ لکھا ہے پس یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور اس سے صاف صاف ثابت ہے کہ عورتوں کو لکھنا سکھانا بلاشبہ جائز ہے۔

امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ادب المفرد میں باب باندھتے ہیں باب الکتابۃ الی النساء وجوابھن یعنے اس باب میں بیان ہے عورتوں کی طرف

لکھنے کا اور عورتوں کا اُس تحریر کا جواب لکھنے کا۔ پھر حدیث لائے ہیں کہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضرت طلحہ کی بیٹی حضرت عائشہ رہا کرتی تھیں لوگ دُور دراز کے شہروں سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اپنے خطوط بھیجتے تھے جو حضرت طلحہ کی بیٹی آپکے سامنے پیش کرتی تھیں اور آپکے فرمان سے اُن سب کو جواب لکھا کرتی تھیں۔ الفاظِ حدیث یہ ہیں یَکْتُبُوْنَ اِلَیَّ مِنَ الْاَمْصَارِ فَاَقُوْلُ لِعَائِشَۃَ یَا خَالَۃُ ھٰذَا کِتَابُ فُلَانٍ وَھَدِیَّتُہٗ فَتَقُوْلُ لِیْ عَائِشَۃُ اَیْ بُنَیَّۃُ فَاَجِیْبِیْہِ وَاَثِیْبِیْہِ۔ یعنے اکثر شہروں سے لوگ اپنے خطوط میرے پاس بھیجدیتے تھے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے انہیں پیش کرتی اور کہتی کہ خالہ صاحبہ یہ فلاں صاحب کا خط ہے اور یہ اُنکی طرف سے ہدیہ ہے۔ آپ فرماتیں بچی انہیں جواب لکھ دو اور اس ہدیے کے بدلے کا کوئی تحفہ بھی بھیجدو۔ اس حدیث سے بھی روزِ روشن کی طرح ثابت ہو رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی مسلمان عورتیں لکھا کرتی تھیں۔ اور فنِ کتابت اُن میں مروّج تھا۔

بلکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ مسلمان شریف بیگمات اس فن میں کمال حاصل کئے ہوئے تھیں امام ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب وفیات الاعیان میں تحریر فرماتے ہیں فَخْرُ النِّسَاءِ شُھْدَۃُ بِنْتُ اَبِی نَصْرٍ اَحْمَدَ بْنِ الْفَرَجِ بْنِ عُمَرَ اَلْاَبَرِیُّ الْکَاتِبَۃُ الدِّیْنَوْرِیَّۃُ الْاَصْلِ الْبَغْدَادِیَّۃُ الْمَوْلِدِ وَالْوَفَاۃِ کَانَتْ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَکَتَبَتِ الْخَطَّ الْجَیِّدَ وَسَمِعَ عَلَیْھَا خَلْقٌ کَثِیْرٌ۔ یعنے حضرت شہدہ بنتِ ابی نصر زبردست علامہ عورت تھیں ان کا خط بہت اعلیٰ تھا یہ کاتبہ کے لقب سے ہی مشہور تھیں ان کے شاگردوں کی تعداد بہت بڑی ہے۔

علامہ مقری رحمۃ اللہ علیہ نفح الطیب تاریخ اندلس میں حضرت عائشہ بنتِ احمد قرطبیہ کے حالات میں لکھتے ہیں کَانَتْ حَسَنَۃَ الْخَطِّ تَکْتُبُ الْمَصَاحِفَ الخ یعنے آپ علاوہ علم و فہم کے بہت ہی خوش خط تھیں قرآن کریم لکھا کرتی تھیں۔ پس صاف ثابت ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں لکھتی پڑھتی تھیں۔ ازواج مطہرات بھی لکھنے پڑھنے سے عاری نہ تھیں۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے برقرار رکھا بلکہ

اپنی بیویوں کو سکھایا۔ اور بغیر کسی ایک کے انکار کے صحابہؓ میں آپ کے بعد بھی یہ دستور رہا جو قابلِ فخر صحابیہ عورتیں تھیں وہ علم و ہنر کے اعلیٰ جوہر کے ساتھ لکھنے پڑھنے کے چمکدار زیور سے بھی محروم نہ تھیں۔ اور پھر انکے بعد کے زمانے بھی ایسی پاکباز صاحبِ علم و قلم عورتوں سے اسلام میں خالی نہیں گذرے۔ ابھی تلاش کرنے سے اسکی اور بھی بہت سی دلیلیں مل سکتی ہیں لیکن ایک مسلمان کے لئے ہزاروں دلیلیں جتنا وزن رکھتی ہیں اتنا ایک حدیثِ رسولؐ بھی وزن رکھتی ہے۔ وہ خدا کے رسولؐ کی حدیث سُنکر سیراب ہو جاتا ہے۔ اُسکے سامنے اتنا آجانا کہ حضور سرورِ انبیا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی بیوی صاحبہ کو لکھنا سکھایا بس ہے۔ اسکے سُن لینے کے بعد ناممکن ہے کہ وہ عورتوں کو کتابت سکھانے کے مسئلے میں ایک لفظ بھی اسکے خلاف بولے۔

چونکہ بعض دوست اس مسئلے میں مخالف ہیں اور مشہور [illegible] دلیلیں ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنے اس رسالے میں اُن دلیلوں کی حقیقت بھی ظاہر کردوں جسنے عورتوں کو کتابت سکھانے کے ناجائز ہونے کی ایک حدیث بھی ثابت اور صحیح نہیں سب کی سب واہی من گھڑت اور ناقابلِ اعتبار روایتیں ہیں دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ان روایتوں میں سے ایک کی بھی صحت ثابت کرے۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو بالاخانو میں نہ رکھو اور اُنہیں لکھنا نہ سکھلاؤ اور چرخہ کاتنا سکھاؤ اور سورۂ نور سکھاؤ۔ یہ روایت ابنِ حبان میں ہے لیکن یہ موضوع ہے یعنے محض بناوٹی اور من گھڑت ہے اس کے راویوں میں ایک راوی محمد بن ابراہیم شامی ہے۔ جسکی نسبت اسماء الرجال کی کتاب میزان الاعتدال میں ہے کہ امام دارقطنیؒ نے فرمایا ہے یہ کذاب دروغ گو جھوٹا شخص ہے امام ابنِ عدیؒ فرماتے ہیں اسکی بیان کردہ روایتیں عموماً غیر محفوظ ہیں۔ امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں یہ حدیثیں اپنی طرف سے گھڑ لیا کرتا تھا۔ نیز امام ابن الجوزیؒ اَلْعِلَلُ الْمُتَنَاهِيَةُ میں فرماتے ہیں یہ شخص حدیثیں اپنی طرف سے بنا لیا کرتا تھا اسکی یہ روایت صحیح نہیں، حافظ ابن حجرؒ تقریب میں لکھتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے۔ خلاصہ میں بھی اسے کذاب لکھا ہے۔ پس

پس یہ روایت کسی طرح قابلِ اعتبار نہیں۔ اور آپ اوپر صحیح حدیث میں اسکے خلاف پڑھ آئے ہیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی صاحبہؓ کو کتابت سکھائی اور اسے پسند فرمایا۔ مسلمان بھائیو! ایک دوسری بات بھی آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر واقعی یہ روایت صحیح اور قابلِ عمل ہے تو آپ میں سے کتنے ہیں جن کی عورتیں چرخہ کاتنا کپڑا بُننا جانتی ہیں؟ کیا آپ نے اُنکے رہنے کے لئے تہ خانے بنوادئے ہیں؟ یا وہ بالاخانوں میں رہتی ہیں؟ اس حدیث میں تو ہے کہ اُنہیں چرخہ کاتنا اور کپڑا بُننا سکھاؤ اور بالاخانوں میں مت رکھو۔ حالانکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بالاخانے میں ہی قیام فرماتھے وہیں آپ مع اہل وعیال کے رہتے تھے نیچے خود حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ رہتے تھے۔ پس یہ روایت بالکل غلط ہے محض باطل ہے اللہ کے رسولؐ اس سے پاک ہیں کہ کہیں کچھ اور کریں کچھ۔

اسی روایت کی ایک دوسری سند بھی حاکم میں ہے۔ اس کا ایک راوی عبدالوہاب بن ضحاک ہے۔ میزان میں ہے کہ یہ کذاب جھوٹا ہے۔ اس سے محدثین نے روایت ترک کردی تھی۔ یہ منکر الحدیث ہے۔ یہی روایت بیہقی میں بھی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ هٰذَا اِسْنَادٌ مُنْكَرٌ۔ یہ روایت اس سند سے منکر ہے۔ اور منکر روایت مقبول نہیں ہوتی۔ اس میں بھی راوی وہی محمد بن ابراہیم شامی ہے۔ جسکی نسبت آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں کہ وہ نہایت دروغ گو کذاب اور وضاع ہے۔

ایک روایت ایسی ہی ابن حبان کی کتاب الضعفا میں ہے جس کا ایک راوی جعفر بن نصر ہے۔ میزان میں ہے کہ یہ جھوٹا ہے۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں یہ روایت بالکل باطل یعنی بے اصل ہے۔ ابن جوزیؒ بھی فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ یہ تھیں وہ روایتیں جو کتابت کے مخالف حضرات پیش فرمایا کرتے ہیں آپنے دیکھ لیا کہ ان میں سے ایک بھی جاندار نہیں۔ پس ایسی غلط واہیات جھوٹی بناوٹی اور باطل روایتوں کے پیچھے پڑ کر صحیح مرفوع حدیث سے منہ موڑنا اور اُسکے خلاف کہنا انصاف سے ہاتھ دھونا ہے۔

جو لوگ حضرت شفاؓ والی حدیث کو ضعیف بتلاتے ہیں وہ صہ ملاحظہ فرمالیں۔ جو لوگ کتابت کی منع والی حدیث کی صحت امام حاکمؒ سے نقل کرتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ امام حاکم کا تصحیح کے معاملے میں تساہل کل محدثین میں مشہور ہے۔ اسلئے وہ قابلِ قبول نہیں۔ خصوصاً جبکہ اُس میں راوی کذاب اور وضاع ہیں۔ جیسا کہ ہمنے صہ میں لکھا ہے۔ اور یہ کہنا کہ امام بیہقیؒ نے اور امام سیوطیؒ نے بھی اسے صحیح کہا ہے یہ تو محض تہمت ہے ملاحظہ ہو لآلی مصنوعہ۔ یہ کہنا کہ جواز حضورؐ کی بیویوں کے ساتھ مخصوص ہے یہ بھی محض دھینگا مشتی ہے۔ خصوصیت کیلئے کوئی شرعی دلیل نہیں۔ حضرت شفاءؓ ازواجِ مطہرات میں داخل نہ تھیں اور وہ لکھنا جانتی تھیں بلکہ اس فن کی اُستانی تھیں۔ یہ کہنا کہ پہلے جائز تھا پھر منع ہو گیا محض بے دلیل ہے آسمان کے تلے کوئی ہے؟ جو یہ ثابت کرے کہ یہ حدیث پہلے کی ہے اور یہ بعد کی؟ بلکہ مخالفت کی تو کوئی روایت ثابت ہی نہیں۔ یہ کہنا کہ یہ زمانہ فتنے کا ہے ٹھیک نہیں فتنے سے خالی کونسا زمانہ ہے؟ حضرت ماعزؓ کے رجم کا واقعہ کب کا ہے؟ زبردستی کے زنا کا واقعہ جسے حد لگائی گئی کب کا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ یاد رکھو اصل علت حرمت ابدی ہوتی ہے نہ کہ آج حلال اور کل حرام۔ بتلاؤ کس حدیث میں ہے؟ کہ فلاں زمانے میں عورتوں کو لکھنا حرام ہو جائیگا؟ اس فن کتابت کو موجب فتنہ بتلانے والے حضرات غور کریں کہ دراصل کہیں وہ تعلیم محمدی پر تو نکتہ چینی نہیں کر رہے؟ اسلئے کہ حضورؐ نے خود اپنی بیوی صاحبہ کو اُستانی مقرر کر کے اس فن شریف کو سکھایا۔ ہاں فتنہ اور امور سے ہوتا ہے جن کا روکنا بیشک ضروری ہے۔ لیکن نفس کتابت موجب فتنہ نہیں۔ یوں تو کیا بے پڑھی لکھی عورتیں فتنے میں نہیں پڑتیں؟ حضرت شفاءؓ والی حدیث کا یہ مطلب بیان کرنا کہ گویا حضورؐ نے دم کرنیکو اور لکھنا سیکھنے کو برا جانا یہ محض علم کی کمی سے ہے ورنہ اصابہ کی حدیث میں صاف ہے کہ حضورؐ نے حضرت شفاءؓ سے فرمایا تھا عَلِّمِیْهَا حَفْصَةَ یعنے حضرت حفصہؓ کو یہ سکھا دو۔ یہ کہنا کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کو کیوں نہ سکھایا؟ محض بیہودہ ہے اسکی دلیل ہی کیا ہے کہ وہ نہیں سیکھی تھیں؟ ذکر نہ ہونے سے نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ فتاویٰ رضویہ سے عبارتیں نقل کرنا مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے اُسکا مصنف اسی زمانے کا ہے اُس کتاب نے سوا مسلمانوں کو کافر بنانے کے اور کونسا فائدہ امت کو پہنچایا ہے؟ یہ لکھنا کہ حرمت

واباحت کے اجتماع کے وقت حرمت کی جانب راجح ہوگی ہمارے لئے نقصان دہ نہیں کیونکہ حرمت ثابت ہی نہیں۔ منع کتابت کی حدیث موضوع ہے۔ اگر بخوفِ ضرر کتابت منع ہے تو یہی خوف تعلیم میں بھی موجود ہے اسلئے وہ بھی منع ہونی چاہیئے۔ اور جب یہ نہیں تو وہ بھی نہیں یہی وجہ ہے کہ متقدمین ائمہ دین نے بھی اس مسئلے کو اسی طرح بیان فرمایا ہے اور عورتوں کو کتابت سکھانیکی اجازت دی ہے۔ ازہار میں امام خطابیؒ کا قول ہے کہ اِنَّ تَعَلُّمَ النِّسَآءِ الْکِتَابَۃَ غَیْرُ مَکْرُوْہٍ یعنے عورتونکو لکھنا سکھانا مکروہ نہیں۔ زاد المعاد میں حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فِی الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی جَوَازِ تَعْلِیْمِ النِّسَآءِ الْکِتَابَۃَ یعنے حضرت شفاءؓ والی حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورتونکو کتابت سکھانا جائز ہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ منتقی الاخبار میں لکھتے ہیں کہ ھُوَ دَلِیْلٌ عَلٰی جَوَازِ تَعْلِیْمِ النِّسَآءِ الْکِتَابَۃَ یہ حدیث دلیل ہے عورتوں کو کتابت سکھانے کے جائز ہونیکی۔ عون المعبود میں بھی یہی لکھا ہے۔ اور آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں کہ امت کے مسلمہ بزرگ سرتاج محدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل ہیں جیسے کہ آپنے اپنی کتاب ادب المفرد میں باب باندھا ہے۔ مولانا شمس الحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو کتابی صورت میں جمع کیا ہے فجزاہ اللہ:۔

انشاء اللہ یہ مختصر سی تحریر عورتوں کیلئے کتابت کے جواز کو ثابت کرنے کے لئے اور اسکے مخالفین کو راہِ حق دکھانے کیلئے کافی ہوگی۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ۔

فقط الراقم عاجز محمد بن ابراہیم میمن جوناگڑھی۔ مدرس مدرسہ محمدیہ

ایڈیٹر اخبار محمدی۔ باڑہ ہندو راؤ دہلی۔ اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء

اطلاع:۔ یہ رسالہ گجراتی حروف میں بھی چھپ رہا ہے جو اس پتے سے مل سکتا ہے ماسٹر عبداللہ سوداگر گڑیچر مہابت مدرسہ جوناگڈھ۔ اور اس پتے سے بھی مل سکتا ہے دفتر اخبار محمدی دہلی

اردو کا یہ رسالہ چار روپے میں ایک سو۔ سو روپے کے بعد اس سے کم ایک کا ایک آنہ۔ اس پتے سے طلب فرمایئے

دفتر اخبار محمدی۔ دہلی

حضرت مولانا مولوی محمد صاحب کی دیگر موجودہ تصانیف

صلوٰۃ محمدی۔ وضو تیمم۔ نماز پنجگانہ، جنازہ، تراویح، تہجد، عیدین وغیرہ کے احکام ۳ر صیام محمدی۔ رمضان لیلۃ القدر، اعتکاف۔ صدقۃ الفطر، نفلی فرضی روزوں کے مسائل و فضائل ۳ر حج محمدی حج کی فضیلت ترک حج اور التواء کرنیکا گناہ ار سیرۃ محمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی معتبر سوانح بارہ آنے معراج محمدی حضورؐ کی معراج جسمانی کا ثبوت۔ ماہ رجب کی بدعتوں کا رد ار سیف محمدی فقہ و حدیث کا مقابلہ دکھانیکے لیے تقریباً چھ سو مسائل علم توحید محمدی قبوں۔ پکی و اونچی قبروں اور مقبروں کی بنا کی ممانعت ۴ر زکوٰۃ محمدی زکوٰۃ اور نفلی خیرات کے کل مسائل ۳ر میلاد محمدی مولود و معراج اور قیام مولود کی تردید میں پچاس دلیلیں ۳ر درایت محمدی ہدایہ کی غلطیوں کا بیان ۱۲ر برأت محمدی حسن نظامی کے رسالہ نادان وہابی کا رد ار برہان محمدی جزء رفع الیدین کا عربی سمیت اردو ترجمہ دلائل محمدی حصہ اول۔ آمین۔ رفع الیدین سورہ فاتحہ کی حنفی مذہب کی اعلیٰ کتابوں سے تحقیق ۱۲ر دلائل محمدی حصہ دوم۔ ان تینوں مسائل پر سچا مباحثہ ۸ر عقیدۂ محمدی اہلحدیث کے صحیح اور ٹھیٹھ مذہب کا بیان ار امام محمدی امام ابوحنیفہؒ کی پوری سوانحعمری ۱ر طریق محمدی تقلید کے بیان میں چھ سو ساٹھ دلیلیں علم ہدایت محمدی ہدایہ کے ایک سو عجیب مسائل کا مجموعہ ۲ر ایمان محمدی ایمان کی ستر شاخوں کا مفصل بیان ۱۰ر حقوق محمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کے رد میں چالیس دلیلیں ار صراط محمدی ہر قسم کے شرک کی حنفی مذہب سے تردید ار عقائد محمدی عقائد کے بارے میں بیش بہا کتاب ۲ر انعام محمدی عید الفطر کا مفصل بیان ار تحفۂ محمدی بقر اعید کے مسائل و فضائل اور قربانی وغیرہ کا مفصل بیان ار آئینہ محمدی، ڈاڑھی مونچھ کا بیان ار فرمان محمدی قبروں کی بدعتوں کی تردید ار صدائے محمدی، ایک پُرلطف مناظرہ ار تعلیم محمدی جو جناب کے ہاتھ میں ہے ار

تفسیر محمدی دنیا بھر میں سب سے زیادہ معتبر تفسیر ابن کثیر کا نہایت مفصل ترجمہ بتیس پارے ہدیہ بتیس روپے باقی زیر طبع

اخبار محمدی ہر سچے مسلمان کو ڈھال تلوار کا کام دینے والا۔ قرآن حدیث کی اشاعت حمایت اور خدمت کرنے والا۔ وقتیہ صحیح مسائل بیان کرنے والا۔ شرک و بدعت اور رسومات مروجہ کی تردید کرنیوالا۔ مخالفین اسلام کا جواب دینے والا۔ فقہ اور حدیث میں فرق ظاہر کرنیوالا پندرہ روزہ اخبار۔ قیمت سالانہ تین روپے۔ اخبار کا نمونہ مفت

منگانے کا پتہ:- **دفتر اخبار محمدی۔ دہلی**

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

خدایا ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور
تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں

خدا کے فضل و کرم سے یہ مختصر رسالہ بنام

آداب قبور

المعروف بہ

فرمانِ محمدی

مرتبہ

مولانا محمد صاحب ایڈیٹر اخبار محمدی بارہ ہندو راؤ دہلی

جس میں قرآن و حدیث و بزرگان دین کے اقوال سے ثابت کیا ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر کون سے کام جائز ہیں؟ اور کون سے کام منع ہیں؟ زیارت قبور کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ اور کونسا طریقہ بدعت ہے؟

ملنے کا پتہ دفتر اخبار محمدی دہلی

ہدیہ قیمت ایک کاپی آنہ مفت تقسیم کرنے والوں سے پچیس کاپی اور دو سو تین روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اولیاء اللہ سے محبت

ہر مسلمان جانتا ہے کہ اولیاء اللہ اور صالحین کی محبت جزو ایمان ہے۔ بزرگان دین کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ ظاہر بات ہے کہ دوست کا دشمن اپنا بھی دشمن ہوتا ہے۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث قدسی میں ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے میرے ولیوں سے دشمنی کرنے والوں کو میں الٹیمیٹم دیتا ہوں کہ وہ مجھ سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ پس محبان خدا کی محبت بھی محبت خدا ہے۔

طریقہ محبت

ہر ایک کی محبت کے طریقے جداگانہ ہوتے ہیں۔ انسان کو اپنی ماں سے اپنی بیٹی سے اپنی بیوی سے اپنے بھائی باپ وغیرہ سے محبت ہوتی ہے لیکن ہر ایک کے ساتھ محبت کا برتاؤ جداگانہ ہوتا ہے۔ جو طریقہ ماں سے محبت کا ہے وہ بیوی سے نہیں اور جو طریقہ بیوی کی محبت کا ہے وہ ماں کی محبت کا نہیں۔ محبت سب سے ہے لیکن طریقے محبت کے ہر ایک کے ساتھ جداگانہ ہیں۔

ایک سچے مسلمان کو خدا تعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رضہ سے بزرگان دین سے اولیاءؒ اور صالحینؒ سے محبت اور عقیدت ہوتی ہے۔ اور ضرور ہونی چاہیئے۔ لیکن طریقے ہر محبت و عقیدت کے الگ الگ ہیں۔ درجے سب کے جداگانہ ہیں۔ خدا سے محبت یہ ہے کہ اُس کی عبادت کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت یہ ہے کہ آپ کی اطاعت کریں۔ بزرگوں ولیوں اور نیک لوگوں سے محبت یہ ہے کہ اُن کی طرح ہم بھی خدا رسول

کی پیروی کریں۔ اور نیک کاموں میں سبقت کریں برائیوں سے بچیں وغیرہ۔

افراط تفریط ہر کام میں بری ہوتی ہے۔ ہم مسلمانوں کو چاہیئے کہ بزرگوں کی عزت و حرمت کریں اُن کا ادب و لحاظ کریں اُن کی سچی محبت دل میں رکھ کر اُن کے نیک کاموں میں اُن کی پیروی کریں۔ لیکن برخلاف اس کے آجکل بعض مسلمان یا تو تعلیم میں حد سے بڑھ جاتے ہیں یا توہین کرنے لگتے ہیں۔ اور یہ دونوں کام بُرے اور بہت بُرے ہیں۔ بزرگوں کی توہین کرنے والے تو وہ ہیں جو اُن کے مزاروں پر ڈھول بجواتے ہیں قوالیاں کرتے ہیں مجرے کراتے ہیں بازاری عورتوں کو لیجاتے اور طرح طرح کے کھیل تماشے اور لغو و بیہودہ کام وہاں کرتے ہیں۔ مردوں عورتوں کے مجمع ہوتے ہیں۔ اور خلافِ شرع وہ وہ کام وہاں کئے جاتے ہیں جو سراسر انسانیت سوز ہیں۔ اور جن کاموں سے بزرگانِ دین اپنی ساری عمر دنیا کو روکتے رہے اور جہانتک اُن سے ہوسکا ان کاموں کو مٹاتے رہے۔ خدا کے وہ نیک بندے جو بلا سنکر اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے تھے۔ افسوس کہ ان کے مزاروں پر دن رات طبلے کھڑکیں اور سارنگیاں بجیں۔ وہ پاک نفس بزرگ جو پرائی عورتوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں آج ان کی قبروں پر بیسوا عورتیں ناچیں اور گائیں۔ جو اولیاء اللہ عمر بھر کسی میلے میں نہ شریک ہوئے ہوں۔ آج ان کی قبروں پر میلے لگائے جائیں اور مردوں اور عورتوں کے غول کے غول آزادی سے اِدھر اُدھر کھیل تماشے کرتے پھریں۔ حالانکہ مسند احمد وغیرہ کی حدیث میں ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ یہ عرس میلے اور اور سترھویں شرعاً جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا (مشکوٰۃ) یعنی میری قبر پر ہر سال مجمع نہ کرنا (یعنی عرس اور برسی نہ کرنا اور میلہ نہ لگانا) امت سے یہ فرماکر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنابِ باری میں دعا کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ عِیْدًا۔ خدایا تو ایسا نہ کرنا کہ لوگ میری تربت کے ساتھ

بزرگوں کی توہین سے بچو

کھیل تماشے کرنا سخت گناہ ہے

وہ کرنے لگیں جو بت پرست اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ فتاوٰی عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "مردمان یک روز معین نمودہ ولباس ہائے فاخرہ ونفیس پوشیدہ مثل روز عید شادمان شدہ بر قبرہا جمع می شوند رقص ومزامیر ودیگر بدعات ممنوعہ مثل سجود برائے قبور وطواف کردن قبور می نمایند این قسم حرام وممنوع است بلکہ بعضے بحد کفر برسند" یعنی لوگ ایک دن مقرر کرکے اچھے اچھے کپڑے پہنکر عید کی طرح قبروں کے پاس جمع ہوتے ہیں وہاں باجے گاجے راگ راگنیاں اور طرح طرح کی بدعتیں کرتے ہیں جیسے قبروں کو سجدے کرنا قبروں کا طواف کرنا وغیرہ یہ سب کام حرام ہیں منع ہیں بلکہ ان میں سے بعض کام تو کفر تک پہونچ جاتے ہیں۔ حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ مقامات مظہریہ میں لکھتے ہیں "وبرسمیات عرفی از عرس وغیرہ مقید نہ باید بود کہ دراں ارتکاب آں شناعت بسیار ست" یعنی یہ سالانہ عرس میلے ستر ھویں وغیرہ کی پابندی نہ کرنی چاہئے اس عرس وغیرہ میں بہت سی برائیاں ہیں۔

گنبد اور قبروں اوپر پکی قبروں کا حکم

بزرگوں کی اس توہین کرنے والی جماعت کے مقابلہ میں بعض لوگ ان کی تعظیم میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ مثلاً مسلمان آج اپنے بزرگوں کی قبروں کو اونچی اور پکی بنانے لگے اس پر گنبد اور مقبرے کھڑے کرنے لگ گئے وہاں نذریں چڑھانے لگے طواف اور سجدے کرنے لگے بزرگوں سے دعائیں اور حاجتیں طلب کرنے لگے وغیرہ حالانکہ حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ (مسلم) یعنی آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانا اور اس پر کوئی مقبرہ گنبد قبہ چھت وغیرہ بنانا اور اس پر بیٹھنا حرام فرمایا۔ حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب کبیری شرح منیۃ المصلی میں ہے عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّهٗ يُكْرَهُ اَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ بِنَاءٌ مِّنْ بَيْتٍ اَوْ قُبَّةٍ اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ۔ یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مکروہ بتلایا ہے کہ قبر پر کوئی بھی بنا (بنائی) جائے نہ گنبد

نہ قبہ نہ اور کسی طرح کی کوئی عمارت بڑے پیر صاحب حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین صفحہ ۳۷۲ میں لکھتے ہیں وَاَنْ جَصَّصَ کُرِہَ۔ یعنی قبر کو پکی بنانا مکروہ ہے۔ عالمگیری میں ہے رُوِیَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّہٗ قَالَ لَا یُجَصَّصُ الْقَبْرُ یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر پکی نہ بنائی جائے۔ پچھلے دنوں اخبار زمیندار لاہور میں حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی ایک تحریر چھپی تھی جس میں لکھا تھا "بزرگوں کا طریق عمل میرے سامنے ہے۔ جناب سلطان الاولیاء قطب الاقطاب نظام الملۃ والدین حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ کلمات طیبات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں اور میرے لئے دلیل راہ ہیں کہ۔ "میری قبر پر کوئی قبہ تعمیر نہ کیا جائے آسمان کا نیلگوں قبہ ہی کافی ہے" غالباً اسی اصل اسلام اور وصیت کے ماتحت قطب الملۃ والدین بختیار روشن کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر کوئی قبہ آج تک موجود نہیں" انتہی۔

برادران! آہ۔ دیکھئے کہ آج ان کے مزار پر عمارت کھڑی کر دی گئی ہے۔

میلے ٹھیلے میں جانے والے بھائیو! بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے خلاف کر کے انہیں روحانی صدمہ پہونچانیکا ذریعہ نہ بنو۔

قبر کی زیارت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جب قبرستان پر گذر ہو تو یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (ترمذی) قبروں کو دیکھکر عبرت حاصل کرے کہ ایسی ہی جگہ مجھے بھی آنا ہے۔ ایک روز دنیا چھوڑنی ہے جاہ و ثروت سے منہ موڑنا ہے اور سر بالشت بھر جگہ میں گھر بنانا ہے۔ اپنی موت کو اپنے گلنے سڑنے کو یاد کرے اور آخرت کے سامان کا فکر کرے اور مُردوں کے لئے دعا کرے۔ باقی قبر پر پھول چڑھانا منت اتارنا قبر والوں سے التجائیں کرنا انہیں پکارنا ان سے مرادیں مانگنا قبر پر ہاتھ پھیرنا چومنا چاٹنا خوشبو جلانا چادر چڑھانا سجدے کرنا طواف کرنا چراغاں کرنا ریوڑی گنتا چڑھانا ہاتھ باندھکر باادب کھڑا ہونا قبروں پر مسجدیں بنانا قبروں

قبر کی زیارت کا مسنون طریقہ

کی طرف نماز پڑھنا قبروں پر شامیانے گاڑنا عرس اور برسی اور ستر ھویں کرنا مجاور بنکر بیٹھنا قوالی کرنا نام اقبہ کرنا وغیرہ امور شریعت سے ثابت نہیں۔

دوستو! تقریباً آپ سب کے سب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ماننے والے ہیں اس لیے میں آپ کو خاص حضرت امام صاحبؒ ہی کا ایک واقعہ سناؤں۔ غرائب فی تحقیق المذاہب میں ہے رَأَی الْاِمَامُ اَبُوْحَنِیْفَۃَ مَنْ یَّاْتِی الْقُبُوْرَ لِاَھْلِ الصَّلَاحِ فَیُسَلِّمُ وَیُخَاطِبُ وَیَتَکَلَّمُ وَیَقُوْلُ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ ھَلْ لَکُمْ مِّنْ خَبَرٍ وَھَلْ عِنْدَکُمْ مِّنْ اَثَرٍ اِنِّیْ اَتَیْتُکُمْ وَنَادَیْتُکُمْ مِّنْ شُھُوْرٍ وَلَیْسَ سُؤَالِیْ مِنْکُمْ اِلَّا الدُّعَاءَ فَھَلْ دَرَیْتُمْ اَمْ عَفَلْتُمْ فَسَمِعَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ یَقُوْلُ لِحَاطِبِھِمْ فَقَالَ ھَلْ اَجَابُوْا لَکَ قَالَ لَا فَقَالَ لَہٗ سُحْقًا لَکَ وَتَرِبَتْ یَدَاکَ کَیْفَ تُکَلِّمُ اَجْسَادًا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ جَوَابًا وَّلَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَسْمَعُوْنَ صَوْتًا وَّقَرَأَ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ولیوں اور بزرگوں کی قبروں پر جاکر سلام کرکے اُن سے کہتا ہے کہ میں مہینوں سے آپکے پاس آرہا ہوں اور صرف یہ التجا کرتا ہوں کہ آپ اللہ سے میرے لئے دعا کریں۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ کو اس میرے آنے اور عرض کرنیکا علم بھی ہے یا نہیں؟ آپنے یہ سنکر اس سے پوچھا کہ بتلاؤ ان صاحبوں نے کوئی جواب دیا؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا تف ہے تجھ پر تیرا ناس جائے تو اُن جثوں سے کلام کرتا ہے جنھیں جواب دینے کی بھی طاقت نہیں جو کسی چیز کے مالک نہیں بلکہ وہ آواز تک نہیں سُنتے۔ پھر امام صاحبؒ نے قرآن کریم کا یہ جملہ تلاوت فرمایا وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ یعنی تو قبر والوں کو نہیں سُنا سکتا۔" **دوستو!** جبکہ خود امام صاحبؒ مُردوں سے دعا کرنے کو بھی منع کریں پھر جو لوگ اپنے تئیں حنفی کہلوا کر دن رات کچے پکے مزارات پر سر ٹکاتے اور مُردوں کو پکارتے رہیں اور اُن سے اپنی حاجتیں طلب کرتے پھریں کیا وہ امام صاحبؒ کے ماننے والے ہیں؟ **بھائیو!** خدارا توجہ فرمائیے۔ لوگوں کی دیکھا دیکھی کام نہ کیجئے۔ تحقیق کیجئے اور

مُردوں کے نہ سننے پر امام ابو حنیفہؒ کا واقعہ

حق کو قبول فرمائے۔ سنئے قرآن کریم میں ہے وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ یعنی اس سے زیادہ گمراہ کون ہے؟ جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارے جو قیامت تک اس کی آرزو پوری نہ کر سکیں۔ بلکہ وہ تو ان کی پکار سے بھی بے خبر ہیں۔ دوستو!

وہ کیا ہی جو نہیں ہوتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

برادران! افسوس۔ بیشک افسوس ہے کہ توحید والے مسلمانوں کے سر آج قبروں پر سجدے کرنے لگے۔ سارا سر خدا کو سجدہ کیا ہوا تھا اس میں ایک ہڈی ایک جوڑ ایک پٹھا ایک خون کا قطرہ ایک بال خدا کے سوا دوسرے کسی کا بنایا ہوا نہیں پھر ہم اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ کا اقرار خدا کے سامنے دن بھر میں کئی مرتبہ کرتے ہیں پھر خدا کے سوا دوسروں کو جب سجدہ کرنے لگ جائیں تو ہم پر کس قدر افسوس ہے؟ دیکھئے حنفی مذہب کی معتبر کتاب کفایہ میں ہے اَمَّا فِیْ شَرْعِنَا فَلَا یَجُوْزُ اِصْلَا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ بِاَیِّ وَجْهٍ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَعَلَ كُفْرًا ۔ یعنی ہماری شریعت میں کسی کو جائز نہیں کہ کسی کے لئے (سوائے خدا کے) کسی طرح کا سجدہ کرے اور جو ایسا کرے وہ کافر ہے۔ مولانا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں (ترجمہ) قبر کو بوسہ دینا اور سجدہ کرنا اور اس پر رخسارے ملنے حرام ہیں۔ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے فَلَا یُقَبِّلُ الْقُبُوْرَ لِاَنَّهٗ مِنْ عَادَةِ النَّصَارٰی۔ یعنی قبر کو بوسہ دینا عیسائیوں کی عادت ہے مسلمان ایسا نہ کریں۔ ملا علی قاری حنفی مرقاۃ شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں یَحْرُمُ الطَّوَافُ حَوْلَ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْاَوْلِیَآءِ۔ یعنی نبیوں اور ولیوں کی قبروں کے اردگرد بھی طواف کرنا حرام ہے

الغرض جو مانگنا ہو خدا سے مانگو نہ اس کے سوا کوئی حاجت روا ہے نہ کوئی مشکل کشا ہے وہ فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔ مجھ سے دعائیں کیا کرو میں تمہاری دعائیں قبول فرماؤں گا۔ فرماتا ہے وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ یعنی خدا کے سوا کسی کو نہ پکار نہ تو کوئی اور تیرے نفع کا مالک

قبروں پر سجدہ طواف وغیرہ

سجدہ کرنے والوں کے حق میں حدیث

نہ تجھے کوئی نقصان پہنچانے پر قادر۔ اگر تو نے ایسا کیا تو یقیناً تو ظالموں سے ہو جائیگا مثنوی مولوی روم میں دیکھئے اس مضمون کو کس خوبصورتی سے ادا کیا ہے ؎

از کسے دیگر چہ می خواہی مگر — حق زداون مفلس آمد اے پسر

رزق باز وے خواہ نے از غیر او — آب از یم جو مجو از خشک جو

گفت پیغمبر کہ جنت از الٰہ — گر ہمی خواہی ز کس چیزے مخواہ

یعنی تو جو اللہ کے سوا دوسروں سے اپنی حاجتیں اور مرادیں مانگتا ہے تو کیا تیرے نزدیک خدا مفلس ہو گیا! جو کچھ مانگنا ہو اسی خدا سے مانگ۔ پانی دریا سے لیا جاتا ہے نہ کہ خشک گڑھے سے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر خدا سے جنت کے طالب ہو تو اس کے سوا کسی اور سے کچھ بھی طلب نہ کرو۔

قرآن خوانی

قبرستان قرآن خوانی کی جگہ نہیں جو لوگ اپنے تئیں حنفی کہلوا کر پھر قبروں پر اور قبرستان میں قرآن خوانی کرتے اور کراتے ہیں۔ وہ دراصل امام صاحبؒ کے مخالف ہیں۔ امام صاحبؒ سے تو مروی ہے کہ تُکْرَہُ اِنَّ اَھْلَھَا حَیَّۃٌ وَلَمْ یَعْرِفْ فِیْھَا شَیْءٌ عَنْہُ عَنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (شرح مراقی الفلاح مطبوعہ مصر صفحہ ۳۶۳) یعنی قبرستان میں اور قبر پر قرآن کا پڑھنا پڑھانا جائز نہیں اس کے دو سبب ہیں ایک تو یہ کہ قبر والے سڑ گل چکے ہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ حدیث سے ثابت نہیں

قبرستان کی مسجد۔ وہاں نماز پڑھنے کی ممانعت

اسی طرح قبرستان نماز کی جگہ نہیں۔ قبرستان میں اگر کوئی مسجد بھی ہو تو وہاں نماز نہ پڑھنی چاہئے ترمذی وغیرہ میں حدیث ہے کہ قبرستان نماز کی جگہ نہیں۔ فتاوی عالمگیری میں بھی قبرستان میں مسجد بنانے کو مکروہ لکھا ہے۔ امام ابو حنیفہ رح کے بہترین شاگرد امام محمد رح کتاب الآثار میں لکھتے ہیں (ترجمہ) قبر کھودتے وقت جو مٹی نکلی ہے اوس کے سوا اور مٹی قبر پر نہ ڈالے۔ ہمارے نزدیک قبر کو پکی بنانا اوس پر لکھنا اوسے لیپنا پوتنا اوس کے آس پاس مسجد بنانا قبر پر نشان اور علم کھڑا کرنا یہ سب کام مکروہ ہیں۔ ہاں جنازے کی نماز قبرستان میں بلکہ قبر پر بھی پڑھ سکتے ہیں

بڑی سے بڑی دعا جو قبرستان میں پڑھنی حدیث سے منقول ہے وہ یہ ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ۝ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا

وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ ۝ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

قبرستان کی زیارت پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دی تھی۔ لیکن پھر فرمایا کہ موت کو یاد کرنے دل کو نرم کرنے اور دنیا سے بے رغبت کرنے کے لئے قبرستان دیکھ لیا کرو۔ لیکن صرف زیارتِ قبر کے لئے سفر کر کے دور دراز جانا مطلقاً حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (تبرک اور نزدیکی خدا حاصل کرنے کے ارادے سے) نہ سفر کیا جائے مگر ان تین مسجدوں ہی کا۔ مسجد حرام۔ مسجد نبوی۔ مسجد بیت المقدس۔ مسلمانو! وہ مقبرے جو عطر سے پھول سے لوبان سے خوشبو سے بسے ہوئے ہوں وہ مقبرے جو جھاڑ فانوس سے آراستہ ہوں وہ مقبرے جہاں تم بطور سرمہ لگانے کے خاک طلب کرو تو نہ پاؤ۔ وہاں تمہیں موت مسکینی بے کسی بے بسی یاد آسکتی ہے؟ یا وہاں جہاں تنہا قبر ہے جسکا شامیانہ آسمان ہے جو ٹوٹی پڑی ہے۔ جس کی مٹی ادھر اُدھر ہو رہی ہے جہاں کوئی پرسان حال نہیں جہاں بتی ہے نہ چراغ نہ بلبل نہ زاغ۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ تم اپنے قبرستان کی ٹوٹی پھوٹی قبروں کو اپنی دعاؤں سے بھلا کر اون سے عبرت حاصل نہ کر کے دور دراز سے سفر کر کے اون مشہور اور قابل دید مقبروں پر جاؤ جن کی شان شاہی درباروں سے کم نہیں۔ نہ وہاں تمہیں موت کی یاد آسکتی ہے نہ دنیا سے بے رغبتی ہو سکتی ہے۔

یاد رہے نیکوں کی روح درجہ علیین میں ہے جو آسمانوں پر ہے۔ اور بدوں کی روح سجین میں ہے۔ وہ جہنم کے قید خانے کا نام ہے۔ جو ساتوں زمین سے بھی نیچے ہے۔ یاد رہے کہ کوئی روح نیک یا بد دنیا میں ادھر اُدھر نہیں پھرتی۔ کوئی روح یہاں واپس نہیں آتی۔ کسی سے حاجت طلب کرنا۔ کسی سے مرادیں مانگنا۔ کسی کو حاجت روا جاننا۔ کسی کو دور نزدیک کی پکار کا سننے والا سمجھنا۔ کسی کو اپنے حال سے ہر وقت باخبر سمجھنا۔ کسی کو نفع و نقصان کا مالک جاننا۔ یہ شرک ہے۔ جس کی معافی خدا کے ہاں کبھی نہیں۔ مشرک پر جنت حرام ہے۔ اوسکا ابدی ٹھکانا جہنم ہے۔

اخبار الحمیت دہلی جلد ۲ ۸ میں ہے۔ اونچی اونچی قبریں بنانا۔ قبروں کو پختہ بنانا قبروں پر گنبد اور قبے اور عمارتیں بنانا غلاف ڈالنا چادریں چڑھانا نذریں ماننا طواف کرنا سجدہ کرنا یہ تمام

سو موعظت زیارت قبر

روح کا اس عالم

سی عالم کا موی

امور منکراتِ شرعیہ میں داخل ہیں الخ اس فتوے پر ان بزرگوں کے دستخط ہیں مولانا کفایت اللہ صاحب مدرسہ امینیہ دہلی۔ مولانا احمد سعید صاحب سکرٹری جمعیت علماء ہند دہلی۔ محمد جان مدرس حسین بخش۔ شفاعت اللہ مدرسہ حسین بخش عبدالحلیم صدیقی نور الحسن محمد اسحاق۔ ولایت احمد۔ وحید حسین۔ ضیاء الحق۔ محمد شفیع۔

مسائل

مشرک کافروں کیلئے استغفار کرنا ممنوع ہے۔ مُردوں کی ہڈی توڑنا کی قبر پر چلنا پھرنا بیٹھنا اٹھنا لکیہ لگانا اونہیں کھودنا منع ہے۔ قبرستان میں پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے مسلمان مُردوں کو برا کہنا انکی برائیاں کرنا منع ہے مسلمان مُردوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہئے۔ خصوصاً ماں باپ کو اون کے لئے یہ دعا بکثرت کرے رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا۔ قبروں پر قوالی کرنا حال کھیلنا مراقبہ کرنا۔ تصور شیخ کرنا قبر سے فیض اور برکت کی امید رکھنا۔ قبر کے پاس کے ذکر اللہ کو اور جگہ سے افضل جاننا۔ قبروں کی طرف پیٹھ کرکے نہ چلنا۔ قبر پر ہاتھ باندھکر باادب کھڑا ہونا یہ سب چیزیں قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ پس وہ کرو جو حدیث میں ہو وہ چھوڑو جو حدیث میں نہو۔

خاتمہ دعا

الغرض ہم نے اللہ سے درگزر آپ حضرات کی رہنمائی کی ہے۔ قرآن و حدیث اور اقوالِ سلف آپکے سامنے رکھدیئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ نہ بزرگوں کو ستاؤ نہ انہیں حد سے بڑھاؤ جن کو آج بزرگ سمجھا جاتا ہے وہ بھی اگر آج زندہ ہوتے تو یہی راہ ہمارے سامنے پیش کرتے اور موجودہ رسموں سے یہی قطعاً دور ہوتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین فقط والسلام۔ محمد (مدرس مدرسہ محمدیہ واڈیٹر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی)

۱۴ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ ہجری

ضروری درخواست

یہ رسالہ عام اور خاص مسلمانوں کے لئے بیحد مفید ہے۔ ضرورت ہے کہ گھر گھر یہ پہنچایا جائے تاکہ آدابِ قبور اور زیارتِ قبر کے مسنون طریق سے اور اس کے خلاف سے مسلمانوں کو واقفیت ہوجائے۔ اس کی قیمت ایک آنہ ہے۔ لیکن تقسیم کرنے والے حضرات کو یہ رسالے ایک روپے میں پچیس ۲۵۔ اور تین روپے میں ایک سو مل جاتے ہیں اس پتہ سے طلب فرمائیں:۔

منیجر دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی

نوٹ محمد محمد ۱۔ جو مسائل اس رسالہ میں بدلائل درج کئے گئے ہیں اس کے علاوہ بھی قیمت صرف چار آنہ۔ محمد دہلی

مصنف کتاب ہذا حضرت مولانا محمد صاحب کی بعض دیگر تصانیف

ایمان محمدی ایمان کی ستر شاخوں کا قرآن و حدیث اور اقوال بزرگان سے پورا بیان دس آنے **صلوٰۃ محمدی** وضو نماز وغیرہ کے جملہ احکام ترکیب اور دعائیں مع ترجمہ مطابق احادیث ۳؍ **صیام محمدی** نفلی فرضی روزوں اور ماہ رمضان کے کل احکام مطابق احادیث ۳؍ **زکوٰۃ محمدی** زکوٰۃ تجارت کے کل مسائل نصاب مستحقین زکوٰۃ وغیرہ کا کل بیان مع حوالہ ۳؍ **سیرت محمدی** رسول کریمؐ کی سچی سوانحعمری آپ کی اولاد اور بیویوں وغیرہ کے حالات ۱۲؍ **عقیدۂ محمدی** اہلحدیث کے سچے مذہب کا بیان اور جو تہمتیں ان پر ہیں سب کا ازالہ ۱؍ **عقائد محمدی** امام احمد بن حنبلؒ کی کتاب کا ترجمہ عقائد کے بارہیں سچا مسلمان بنانیوالی کتاب ۱؍ **ہدایت محمدی** حنفی مذہب فقہ کی سب سے اعلیٰ کتاب ہدایہ کے ایک سو مسائل خلاف حدیث ہیں ۱؍ **برأت محمدی** حسن نظامی نے اہل حق کے خلاف جو رسالہ لکھا تھا اس کا قابل دید جواب ۱؍ **برہان محمدی** امام سبکیؒ کے رسالے کا ترجمہ رفع الیدین کے ثبوت میں سب سے اعلیٰ کتاب عربی مع ترجمہ ۲؍ **سیف محمدی** فقہ حنفی اور کتب حدیث کے فرق کو واضح کرنے کے لئے ہمیں چھ سو خلاف مسائل فقہ کے ہیں ۱؍ **طریق محمدی** تقلید کی تردید میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اس میں چھ سو دلیل ہیں ۱؍ **دلائل محمدی** حصہ اول قرآن حدیث اور حنفی مذہب سے آمین رفع الیدین اور سورہ فاتحہ کا ثبوت ۳؍ **دلائل محمدی** حصہ دوم۔ ان تینوں مسائل میں حنفیوں کی جو دلیلیں تھیں ان کا جواب اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت ۲؍ **صدائے محمدی** عید کے مذہب پر جتنے بڑے بڑے اعتراضات کئے جاتے ہیں سب کا جواب ۲؍ **درایت محمدی** حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی ہر فرض کی لغزشوں کا ثبوت سے بیان ۱۲؍ **تحفہ محمدی** بقرعید کے نماز عید کے قربانی کے مفصل احکام معہ حوالجات ۱؍ **آئینہ محمدی** داڑھی مونچھ خط اور لباس کے کل احکام مطابق احادیث مع حوالہ ۱؍ **عصائے محمدی** حدیث کے مسائل پر جتنے اعتراض مخالفین کرتے ہیں سب کا جواب ۵؍ **میلاد محمدی** مولود اور قیام مولود کی قابل دید تردید قرآن حدیث اور فقہ سے قیمت ۲؍ **حقوق محمدی** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کی تردید اور درود شریف پڑھنے کی تاکید ۱؍ **فضائل محمدی** اہلحدیث کے فرقہ ناجیہ ہونے کا ثبوت عربی مع اردو ۱؍ **امام محمدی** حضرت امام ابو حنیفہ کی پوری سوانحعمری مع تخریج عربی مع اردو ۱؍ **توحید محمدی** پکی قبروں گنبدوں اور مقبروں کے حرام ہونے کی اور انہیں گرا دینے کی سینکڑوں دلیلیں ۲؍ **صراط محمدی** تعزیہ داری کی تردید ۱؍

ملنے کا پتہ دفتر اخبار محمدی بارہ ہندو راؤ دہلی

فرقہ محمدی سے تعلق رکھنے والے ہر مرد و عورت کی ذمہ داری ہے کہ اس مفید کتاب کو خود بھی پڑھے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دے۔ **حج محمدی** حج کے تمام ارکان کی تفصیل مع مسائل کی تردید ۱؍ **تقلید محمدی** عورتوں کو گھر بیٹھے دین سیکھنے کا بہترین ذریعہ ۱؍ **انعام محمدی** عید الفطر کے فضائل اور نماز عید کے کل احکام اور دس مسائل جو عید کے دن عورتوں کو معلوم ہونا ضروری ہیں ۱؍ **معراج محمدی** معراج جسمانی کا ثبوت اور مخالفوں کی تمام دلیلوں کی تردید ایک آنہ۔ **مملکت محمدی** حضرت سلطان ابن سعود جو اعتراضات کافی ثبوت اور مخالفوں کی تمام دلیلوں کی تردید ایک آنہ۔ **مملکت محمدی** حضرت سلطان ابن سعود جو اعتراضات

مصنف کتاب ہذا حضرت مولنا محمد صاحب کی تفسیر محمدی وغیرہ

(۱) اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ سے اپنے دین کی خدمت لینا چاہے وہ لیتا ہے۔ اس قحط الرجال اور اس بدشوقی دین کے زمانہ میں جبکہ عموماً دین کو پس پشت ڈالدیا گیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت مولانا محمد صاحب سے قدرت خدا نے اپنے دین کی وہ اہم خدمت لی جو پوری قوم کے بس کی بھی نہ تھی۔ آپنے کتاب اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ کرکے نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ دین کی بھی بہترین خدمت کی الحمد للہ۔ اسکا پہلا حصہ بہتر صفحات کا بنام دین محمدی چھپ چکا ہے قیمت جس کی چودہ آنے ہے۔ آخری حصہ بنام فتاوی محمدی ہے اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ پہلے حصہ میں تقلید رائے قیاس وغیرہ کی اصلی حالت بخثیں کرکے ثابت کیا ہے کہ یہ چیزیں شریعت میں داخل نہیں۔ آخری حصہ میں علاوہ بہت ساری مفید معلومات کے صحابہ کے بارہ سو سوالات اور آنحضرت ؐ کے بارہ سو جوابات ہیں۔

(۲) مولانا محمد صاحب کو خدائے تعالیٰ جزائے خیر دے کہ جہاں آپنے اعلام الموقعین جیسی مہتم بالشان اور ضروری کتاب کا ترجمہ کر دیا ہے اور اس کے دو حصے کے ترجمہ سے آپ فارغ بھی ہو چکے ہیں۔ وہاں آپنے بفضلہ تعالیٰ پوری تفسیر ابن کثیر کا بھی اردو ترجمہ کر ڈالا ہے۔ یہ کتاب بڑے صفحات میں ڈھائی ہزار صفحات پر آئی ہے۔ ہر پارہ الگ الگ ہے۔ تفسیر ابن کثیر کا فضلی ترجمہ ہے۔ اور اتنا سلیس اور واضح اور آسان کہ اس سے زیادہ ناممکن۔ آٹھ سال کی محنت کا یہ نتیجہ ہے۔ یہ تفسیر دنیا کی سب تفسیروں سے زیادہ معتبر اور مستند ہے۔ آٹھ سال میں ہزارہا کے خرچ کے بعد یہ ترجمہ چھپا ہے۔ ہر پارہ الگ الگ رکھا ہے۔ ہر پارہ کی الگ الگ قیمت ملاحظہ ہو:۔ پہلا پارہ عہ ۱۲ دوسرا عہ ۱۲ تیسرا عہ ۱۲ چوتھا عہ ۱۲ پانچواں عہ ۱۲ چھٹا عہ ۱۲ ساتواں عہ ۱۲ آٹھواں عہ ۱۲ نواں عہ ۱۲ دسواں عہ ۱۲ گیارہواں عہ ۱۲ بارھواں ۱۴ تیرھواں ۱۵ چودھواں ۱۴ پندرھواں ۱۴ سولھواں عہ ۱۲ سترھواں عہ ۱۲ اٹھارھواں عہ ۱۲ انیسواں ۱۴ بیسواں ۱۴ اکیسواں عہ ۱۲ بائیسواں عہ ۱۲ تیئیسواں عہ ۱۲ چوبیسواں عہ ۱۲ پچیسواں عہ ۱۲ چھبیسواں عہ ۱۲ ستائیسواں عہ ۱۲ اٹھائیسواں عہ ۱۲ انتیسواں عہ ۱۲ تیسواں عہ ۱۲۔ لیکن مکمل تفسیر کی رعایتی قیمت صرف تین روپے ہیں۔ اخبار محمدی توحید و سنت کا حامی حدیث کا داعی دین حق کا مبلغ شرک و بدعت کی جڑیں کاٹنے والا تقلید اور تحقیق کا فرق ظاہر کرنے والا رسومات بد کو مٹانے والا۔ مبلغ واعظ مفتی رہبر مناظر یہ اخبار ہے۔ ساتھ ہی خبریں بھی ہوتی ہیں مسائل بھی ہوتے ہیں۔ اس اخبار کی سالانہ قیمت صرف تین روپے ہے۔ نمونہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح دفتر کی کامل فہرست کلاں بھی مفت بھیجی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ

یہ کام ہے جن کے دل میں ایمان

خدا کا شکر ہے کہ یہ رسالہ

جو اہلحدیث کے مذہب کی حقیقت و حقانیت کو ظاہر کرنیوالا ہے

تصنیف کردہ

صاحب تصانیف کثیرہ حضرت مولانا محمد صاحب

مدرس و مہتمم مدرسہ محمدیہ - وایڈیٹر اخبار محمدی - دہلی

بنام

صدائے محمدی

جس میں

ان تمام اعتراضوں کا جواب ہے جو عموماً اہلحدیث پر کیے جاتے ہیں ہر ہر اعتراض کے کئی کئی عالمانہ جواب ہیں پھر برادران احناف سے انکی کتب فقہ کے بدلیل خلاف عقل و نقل مسائل کی بابت سوالات ہیں تاکہ حدیث و فقہ کا فرق ہر شخص پر واضح ہو جائے

بہ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ھ

طبع شد

جید برقی پریس دہلی میں چھپا ہے

مفت تقسیم کرنے والے حضرات کو چھ روپے سیکڑہ کمیشن دیا جائیگا

ناشر کاپتہ

حقیر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۝
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ہم مسلمانوں میں آج سے پہلے جو اتفاق تھا وہ ضرب المثل تھا یہانتک کہ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کا تمغۂ خداوندی ہمیں ملا تھا لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا وہ پاک خمار کم ہوتا گیا اور نیک نشہ اترتا گیا یہانتک کہ آج نااتفاقی اور اختلاف کے ہم اس قدر شیدائی اور عاشق ہوگئے کہ اگر اسکے لئے کوئی حیلہ بہانہ نہ ملے تو خود ہی تراش لیا کرتے ہیں۔ اس جنگ باہمی کے بھڑکتے ہوئے شعلے دیکھنے کے آرزومند لوگ نت نئے جھگڑے نکالتے رہتے ہیں اور آئے دن انوکھے فتنے اٹھاتے رہتے ہیں یہانتک کہ اور کچھ نہیں ملتا تو کسی جماعت پر کچھ حیا سوز الزامات لگا کر کچھ بدترین بہتان باندھ کر دوسری جماعت کو اسکا کرنے کے مقابلے پر لا کھڑی کر دیتے ہیں مسلم نام تھا صلح جو کا مگر آج سب سے بڑا مسلمان وہ سمجھا جاتا ہے جو مسلمانوں کو مکوبہ بکنے میں سرگرم ہو۔

کون نہیں جانتا کہ مدتوں سے اہلحدیث جماعت بہر طرح طرح کے بدنما داغ لگائے جارہے ہیں اور بدترین عیوب کی نسبت علی الاعلان انکی طرف کیجاتی ہے۔ اس نیک نہاد جماعت نے گو ہر طرح اپنی برأت پیش کی لیکن جن حضرات نے مسلمانوں میں نااتفاقی ڈالنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے وہ نہ مانے اور نہ باز رہے ابھی ابھی دفتر میں ایک اشتہار جبلپور سے پہنچا ہے جسے دیکھ کر ہمیں خیال پیدا ہوا کہ خدایا! اتہموں کا یہ سلسلہ کبھی ختم بھی ہوگا؟ یا یوں ہی نت نئے جون بدل بدل کر پیش ہوتا ہی رہیگا؟ ہاں ہم مشتہر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ یہ کام تو آپنے کیا اور خوب دھڑلے سے کیا کہ مسلمانوں کو کافر بنایا لیکن کیا یہ بھی آپ بتلا سکتے ہیں کہ کبھی آپنے کافروں کو بھی مسلمان بنایا ہو کہیں ایسا تو نہیں کہ جس طرح بعض لوگ کافروں کو مسلمان بناتے ہیں آپ مسلمانوں کو کافر بنانے کے ٹھیکیدار بن گئے ہوں؟ ✣

اس کی سرخی ہے "صدائے حق" اس میں پہلے تو اہلحدیث کو دل کھول کر گالیاں دی ہیں پھر نمبر ۱۴ پر دیکھا اہلحدیث کے چودہ عقائد کفریہ بیان کئے ہیں۔ گویا انکا اور ان جیسی تمام تحریروں کا جواب ہماری طرف سے بارہا ہو چکا ہے لیکن چونکہ علاقہ جبلپور کا یا اپنی طرز کا نیا اشتہار ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس علاقہ کے سامنے بھی اپنے سچے مذہب کو پیش کردیں اور اپنی برأت کا اظہار کردیں کیا عجب کہ اس نااتفاقی کی آگ پر پانی پڑجائے یا کم از کم اسکے شعلے کم ہوجائیں۔ جو کچھ گالیاں اور بدکلامیاں اس جھوٹے سے اشتہار میں کیگئی ہیں انہیں سپرد خدا کرکے نفس مطلب کو ہم شروع کرتے ہیں۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ

فَتَحْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝

یہ معلوم ہوتے ہوئے کہ اہلحدیث کسی کے مقلد نہیں پھر بھی انہیں لوگوں کی لکھی ہوئی کتابوں سے اور مولویوں کے لکھے ہوئے مسائل سے الزام دینا ان تحریروں کو انکی طرف منسوب کرنا یہ کہاں کی دیانتداری ہے؟ سنئے ہمارے عقائد صرف وہ ہیں جو قرآن سے اور صحیح احادیث سے ثابت ہوں نہ وہ کہ جنہیں مولویوں نے یا اماموں نے یا اور بڑوں چھوٹوں نے بیان کئے ہوں ۔

شروع میں ہی آپنے اہلحدیث کو بوجہ ترک تقلید نیا فرقہ لکھا ہے۔ بندۂ خدا اور علم اگر نہ تھا تو نہ ہو اتنا تو جانتے ہی ہوگے کہ زیادہ سے زیادہ تقلید شروع ہوسکتی ہے اُن اماموں کے بعد سے جن کی تقلید کیجاتی ہے ان ائمہ کے وجود سے پہلے تو تقلید کا وجود ہو ہی نہیں سکتا۔ اور ان اماموں میں سے سب سے پہلے امام حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۱۵۰ھ میں ہوتا ہے آپکی پیدائش ۸۰ھ میں ہے تو اس لحاظ سے کم و بیش ڈیڑھ سو سال تک تو تقلید کا دُنیا میں ہونا آپکو بھی لامحالہ ماننا پڑیگا۔ اور جب ڈیڑھ سو سال تک تقلید نہ تھی تو یہ بھی ظاہر ہے کہ دنیائے اسلام کا ایک شخص بھی مقلد نہ تھا یعنی ترک تقلید مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہی پس ترک تقلید کیوجہ سے ہمیں نیا فرقہ کہنا اپنے علم کے تعزیے کو دفن کرنا اور اپنی معلومات کا ماتم کرنا ہے ۔

پھر لکھتے ہیں کہ "انہوں نے ہمارے ائمہ دین مجتہدین متقدمین و متاخرین سلف صالحین پر طعن و تشنیع کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا" میں کہتا ہوں کہ جس نے ایسا کیا ہو اُس پر خدا کی لعنت ورنہ جو کسی ناکردہ گناہ جماعت کی طرف ایسے گندے الزام کی جھوٹی نسبت کرے اُس پر خدا کی لعنت ہم ائمہ دین اور سلف صالحین پر طعن و تشنیع کرنیوالوں کو اُنہیں بُرا کہنے والوں کو اُنہیں گالی اور گستاخی سے یاد کرنے والوں کو ملعون سمجھتے ہیں۔ جناب ہم پر جھوٹے طوفان نہ باندھیں۔ سنئے! قرآن فرماتا ہے اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ یعنے کذب و افترا اُن کا کام ہے جو جھوٹے اور بے ایمان ہوں ۔

ہمارا پہلا عقیدہ کفریہ لکھا ہے کہ "خداوند کریم جھوٹ بولنے پر قادر ہے" حوالہ دیا ہے صیانۃ الانسان اور براہین قاطعہ کا مشتہر صاحب یقین رکھیں کہ یہ دونوں نہ ہمارے مذہب کی کتابیں ہیں نہ ہمارے پاس ہیں نہ ہمارا اُن پر ایمان ہے نہ وہ قرآن کا کوئی حصہ ہے نہ صحیح حدیث کا۔ پس یہ الزام ہم پر محض الزام ہی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو ہر بُرائی سے منزہ و مبرا اور پاک اور برتر مانتے ہیں ہمارا مذہب وہی ہے جو قرآن میں ہے کہ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا خدا سے زیادہ سچا کوئی اور نہیں ہاں براہین قاطعہ تو خود حنفیوں کی تصنیف ہے اسکے مصنف تو آپکے حنفی مذہب کے پیشوا مولوی خلیل احمد صاحب ہیں

پس اگر انہوں نے یہ عقیدہ لکھا ہو تو حنفیوں کا یہ عقیدہ ہوا اور اگر یہ کفر ہو تو مطابق آپکی سمجھ کے حنفی مذہب کا کفر ہوا۔ آپ جانیں اور آپ کے ہم مذہب جانیں آپ جو چاہیں انہیں کہیں اہلحدیث پر آپ کیوں برس پڑے؟ ان ناکردہ گناہ پر آپ نے اپنا لوہا کیسے تیز کر لیا؟

دوسرا عقیدۂ کفر ہمارا یہ بتلایا ہے کہ ہم خدائے تعالیٰ کے عرش پر ہونیکے قائل ہیں؟ اس میں بھی مشتہر صاحب نے صحیح سے کام نہیں لیا لیکن ہم انکے الفاظ کو چھوڑتے ہیں۔ سنئے! فی الواقع ہم اللہ تعالیٰ کے عرش کے اُس کی کرسی کے قائل ہیں اور خدائے تعالیٰ کو عرش پر مانتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی رحمٰن عرش پر قرار پکڑے ہوئے ہے قرآن کریم میں ہے وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اُس کی کرسی نے آسمانوں کو اور زمین کو گھیر لیا ہے۔ احادیث تو اس بارے میں اتنی آئی ہیں کہ بعض بزرگوں نے تواتر کا دعویٰ کیا ہے انہی میں سے ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے وَاللّٰهُ لَیَئِطُّ بِهٖ اَطِیْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاکِبِ یعنی عرش اُس سے چرچراتا ہے جیسے کجاوہ سوار کی وجہ سے چرچراتا ہے۔ ہم خدائے تعالیٰ کو تشبیہ سے پاک مانتے ہوئے کیفیت سے اپنے تئیں بیخبر مانتے ہوئے جو صفات باری قرآن و حدیث میں آئی ہیں اُن پر ایمان رکھتے ہیں۔ اب یہ عقیدہ آپکے نزدیک خواہ کفر ہو خواہ کچھ ہو۔ لیکن اس عقیدے کو کفر کہتے ہوئے یہ یاد رہے کہ یہی عقیدہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ یہی مذہب اُن کا ہے جن کی ہر بات کا ماننا تم اپنے ذمہ فرض سمجھ رہے ہو۔ سنئے کتاب الوصیہ میں امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے نُقِرُّ بِاَنَّ اللّٰهَ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی یعنی ہمارا اقرار ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے ملاحظہ ہو شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کا صفحہ ۱۴۶ اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵ میں ہے کہ ابومطیع بلخی نے امام ابوحنیفہؒ سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں نہیں جانتا کہ میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں؟ اس کا کیا حکم ہے تو آپنے فرمایا قَدْ کَفَرَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔ وَعَرْشُهٗ فَوْقَ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ یعنی وہ کافر ہے اسلئے کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے رحمٰن عرش پر مستوی ہے اور اس کا عرش ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے۔ شاید مشتہر صاحب اپنے سجدے میں یہ تو نہ پڑھتے ہونگے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کیونکہ اس میں ذاتِ باری کیلئے علو ثابت ہوتا ہے۔ اور ذرا یہ بھی فرما دیجئے کہ جب علو سے اونچائی سے اُسے پاک مانتے ہو تو کیا (نعوذ باللہ) خدا کو اسفل مانتے ہو؟ الغرض اہلحدیث خدا کو عرش کو کرسی کو استوا علی العرش کو مانتے ہیں۔ اور اس عقیدے کا منکر علاوہ منکر قرآن حدیث ہونے کے منکر امام ابوحنیفہؒ بھی ہے ؛

تیسرا عقیدۂ کفر اس اشتہار میں یہ لکھا گیا ہے کہ "خداوند کریم آسمان و زمین بنانے سے پہلے ہوا کے

درمیان رہتا تھا"۔ جس کتاب کا مشتہر نے حوالہ دیا ہے وہ تو ہمارے پاس نہیں کہ ہم اُسکے الفاظ کا مقابلہ کر سکتے لیکن ہاں ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ہمارا رب آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ تو آپنے فرمایا کَانَ فِی عَمَاءٍ مَا تَحْتَہٗ ھَوَآءٌ وَمَا فَوْقَہٗ ھَوَآءٌ وَمَا ءٌ ثُمَّ خَلَقَ عَرْشَہٗ عَلَی الْمَآءِ یعنی اوس وقت اللہ تعالیٰ ابر پر تھا جس کے نیچے اور اوپر ہوا تھی اور پانی پھر اُسنے اپنا عرش پانی پر پیدا کیا۔ پس اگر اس حدیث پر اعتراض ہے تو وہ اعتراض اہلحدیث پر ہی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ شاید آپنے ہَوا سے مراد یہ ہَوا سمجھی ہے جو پروا پچھوا چلتی اور بدن پر لگتی ہے حالانکہ ھوا کے معنے عدم کے ہیں جس سے حدیث کے صاف معنی یہ ہوئے کہ اللہ تھا اور کچھ نہ تھا۔ پھر اُس نے ابر وغیرہ مخلوقات کو پیدا کیا۔ تو اس عقیدے میں اہلحدیث ہی نہیں بلکہ کُل مسلمان شامل ہیں سب جانتے ہیں کہ اللہ تھا اور کچھ نہ تھا اُسوقت وہ خلا میں تھا ہَوا میں تھا یعنی سب چیزیں معدوم تھیں اور وہ موجود حقیقی تھا ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ اول آخر ظاہر باطن وہی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُس ہَوا کے مقابلے میں آسمان و زمین ایسے ہیں جیسے چٹیل میدان کے مقابلے میں کوئی خیمہ ہو۔ پس ہَوا سے مراد خلا اور عدم ہے ✤

مشتہر نے اہلحدیث کا چوتھا عقیدہ کفریہ یہ بیان کیا ہے کہ "رسول کریمؐ خاتم النبیین نہیں ہیں الخ" حوالہ دیا جامع الشواہد کا۔ میں کہتا ہوں نہ جامع الشواہد ہمارے مذہب کی کتاب نہ ہم اُسکے مصنف کے مقلد نہ ہم نے اُسے دیکھی نہ وہ ہمارے ہاں ہی ہاں نفس مسئلہ کے متعلق عرض ہے کہ یہ ہم پر تہمت ہے ہم بمطابق فرمانِ خدا وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے اور بمطابق حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین جانتے ہیں ہمارا ایمان ہے کہ آپکے بعد کوئی نبی قیامت تک نہیں آئیگا۔ بلکہ جو شخص آپکے بعد کسی کی نبوت کا قائل ہو ہم اُسے دین اسلام سے خارج اور کافر جانتے ہیں ✤

مشتہر نے اہلحدیث کا پانچواں کفریہ عقیدہ یہ بیان کیا ہے کہ نبی علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے" حوالہ دیا ہے تقویۃ الایمان کا۔ میں کہتا ہوں تقویۃ الایمان میں یہ عبارت نہیں اگر مشتہر ہیں تو یہ عبارت دکھائیں ورنہ شرمائیں اب جواب سنیئے۔ اس میں اعتراض مشتہر کو یہ ہے کہ اہلحدیث یا مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم صرف بڑے بھائی کی سی کرتے ہیں نہ کچھ اور۔ یا یہ اعتراض ہے کہ حضورؐ کو بڑا بھائی کیوں کہا؟ شق اوّل کا تو جواب یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے "بعد خدا بزرگ توئی" ساری مخلوق سے افضل سید الاولین والآخرین آنحضرت صلے اللہ

علیہ وسلم ہیں اور یہی مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے

سنئے! مولٰنا کی یہی کتاب تقویۃ الایمان شاہدِ عدل موجود ہے جو فیصلہ کر دیتی ہے کہ مولانا کا دل عزت حضورؐ سے پُر تھا چنانچہ وہ اپنی کتاب کے شروع میں ہی لکھتے ہیں "الٰہی ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کو کہ تجھ کو تو نے ہزاروں نعمتیں دیں اور اپنا سچا دین بتایا اور سیدھی راہ چلایا اور اصل توحید سکھائی اور اپنے حبیب محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنایا اور اُن کی راہ سیکھنے کا شوق دیا" اسی کتاب کے صـ۳ پر تحریر ہے "یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اُسنے ایسا رسول بھیجا کہ اُسنے بے خبروں کو خبردار کیا اور ناپاکوں کو پاک اور جاہلوں کو عالم اور احمقوں کو عقلمند اور راہ بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ پر"

اسی کتاب کے صـ۶۲ میں لکھتے ہیں "یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھکو (یعنی رسول اللہ صلعم کو) بخشے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول کہدینے میں آجاتے ہیں کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں اور سارے مراتب اس سے نیچے ہیں"۔ اسی کتاب کے صـ۶۴ پر ہے "ہر پیغمبر اپنی اُمت کا سردار ہے" مولانا اسمٰعیل شہیدؒ اپنی اسی کتاب تقویۃ الایمان کے صـ۶۴ پر لکھتے ہیں:۔ "ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں اللہ کے نزدیک انکا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور اللہ کی راہ سیکھنے میں سب اُنکے محتاج ہیں اس معانی میں اُنکو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یونہی جاننا چاہیئے"۔ شہید فی اللہ الجلیل مولانا اسمٰعیلؒ اپنی اس کتاب کے خاتمے پر لکھتے ہیں "پیغمبر خدا تو اپنی اُمت کے بڑے مربی شفیق تھے اور ان پر بہت مہربان اور رات دن اُنکو اپنی امت کے دین ہی درست کرنیکا فکر تھا اسکے بعد لکھتے ہیں "سو اے مالک ہمارے اپنے ایسے پیغمبر رحیم و کریم پر ہزاروں درود و سلام بھیج اور اُنہوں نے جیسا ہم جاہلوں کو دین سکھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی سو تو ہی اُس کوشش کی قدردانی کر"

ناظرین کرام! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا اب بھی کوئی ہوش و حواس والا شخص مولٰنا و اولٰنا ولی اللہ شہید فی سبیل اللہ پر یہ الزام دھر سکتا ہے کہ آپ حضورؐ کی تعظیم میں کمی کرنے والے تھے معاذ اللہ معاذ اللہ اور بھی اسی طرح کی بہت سی عبارتیں اس کتاب میں اور نیز تذکیر الاخوان وغیرہ میں ہیں جنہیں بخوف طوالت چھوڑ دی ہیں۔ ان حوالوں کو آپ ملاحظہ فرمائیں۔ پھر مولانا کی دوسری کتاب تذکیر الاخوان کی تلاوت کریں۔ اس پوری کتاب کا مقصد ہی یہی ہے کہ انسان حضورؐ کی کامل محبت بزرگی عزت اور اطاعت کے بغیر مسلمان ہو ہی نہیں سکتا بلکہ ایسا نکر نیوالے کو حضرت سید صاحب پیغمبری کا دعویٰ کرنیوالے کے مثل لکھتے ہیں یعنی بہت بڑا کافر۔ ملاحظہ ہو تذکیر الاخوان صـ۱ وغیرہ۔ پس صرف بڑے بھائی کے برابر حضورؐ کو کوئی نہیں سمجھتا۔ ہا بھائی کہنا سو یہ کوئی بے ادبی کا کلمہ نہیں۔ قرآن میں ہے۔ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا۔ وَاِلٰی

ثَمُودَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا - وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا - وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى ثَمُودَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا - اِخْوَانُ نُوحٍ ان آیتوں میں انبیاء علیہم السلام کو ان کی امتوں کا بھائی کہا گیا ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوا اَخَاكُمْ یعنی فقط رب کی ہی عبادت کرتے رہو اور اپنے بھائی کا اکرام کرو۔ پھر ان سندوں کے ہوتے ہوئے حضورؐ پر اور دیگر انبیاء پر بھائی کا لفظ بولنے کو انکی اہانت سمجھنا اپنے علم کا نقص اور اپنی معلومات کا ماتم کرنا ہے مولانا شہید علیہ الرحمۃ اسی حدیث کو لائے ہیں اور اسکی شرح میں صاف لکھا ہے کہ "انکو اللہ نے بڑائی دی" پس نبیوں کی بڑائی کے آپ قائل ہیں انکی تعظیم عزت و ادب اکرام و احترام کا بھی آپ حکم دیتے ہیں لکھتے ہیں "انکی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے"۔ ملاحظہ ہو تقویۃ الایمان صفحہ۔ پس مدعی کا یہ قول کہ شہید ملت ولی کامل حضرت مولانا مرحوم حضورؐ کو صرف بڑے بھائی کے برابر ہی سمجھتے ہیں غلط ہے سنو اور کان کھول کر سنو الحدیث کا عقیدہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ ہے کہ مخلوق میں آپکا ثانی کوئی نہیں کوئی بزرگی جو مخلوق کو حاصل ہو سکتی ہے ایسی نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوری پوری نہ ملی ہو۔

ہمارا چھٹا عقیدہ گھمنڈ شتہر صاحب نے یہ بیان فرمایا ہے کہ "آنحضرت علیہ السلام کے مقبرے کو سفر کرکے دیکھنا ایسا گناہ ہے جیسا بتوں کو دیکھنا دیکھو کتاب التوحید صفحہ ۶۳ - ۱۴ مولوی محمد ابن عبدالوہاب" ناظرین کے سامنے مشتہر کی عبارت موجود ہے اور ہمارے سامنے کتاب التوحید موجود ہے ہمنے اس عبارت کو پڑھکر کتاب التوحید کو اول سے آخر تک دیکھی بخدا یہ عبارت ساری کتاب میں کسی جگہ نہیں مشتہرین صاحب اگر آپ میں ایمانداری کی کچھ بھی رمق باقی ہو تو ایک خدا کی قسم ہے ذرا اس کتاب کو لیکر اول سے آخر تک دیکھ جایئے اگر آپ عربی نہ جانتے ہو تو ترجمہ اردو ہی سہی جو چھپ گیا ہے۔ آپ ہرگز اس میں یہ عبارت نہ پائینگے مسلمانوں پر بہتان باندھ کر خدا کے ہاں کے عذابوں میں اپنے تئیں داخل نہ کیجئے۔ دیکھئے خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یعنی جو لوگ مسلمانوں میں برائی پھیلانا چاہتے ہیں انہیں دین دنیا میں بدترین عذاب ہونگے۔ اولاً تو اگر کتاب التوحید میں یہ ہو بھی تو وہ اہلحدیث کا مذہب نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اہلحدیث محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد نہیں نہ کسی اور کے اور جبکہ انکی کتاب میں ہی نہیں تو اولاً ان پر ثانیاً اہلحدیث پر یہ تہمت رکھنا اور اس سے مسلمانوں کے دو فرقوں کے درمیان نفاق و عداوت پھیلانے کی کوشش کرنا کتنا بڑا اور غارت گر ایمان حرکت ہے؟ ہمارے نزدیک مدینہ شریف حرم ہے مدینے کی زیارت مسنون ہے اور وہاں جو جائیگا وہ یقیناً حضورؐ کے روضۂ مبارکہ پر بھی حاضر ہوگا۔ ہم تو ادنیٰ مومنوں کی زیارت قبر کو بھی مسنون

اور کارِ ثواب جانتے ہیں پھر حضورؐ کے روضے کی زیارت کو گناہ کیوں سمجھنے لگے؟ ناظرین ہم ہی نہیں بلکہ خود امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی اسی کتاب التوحید کے باب مَاجَاءَ فِی حِمَایَۃِ الْمُصْطَفٰی میں لکھتے ہیں اِنَّ زِیَارَتَہٗ مِنْ اَفْضَلِ الْاَعْمَالِ یعنے آپکی قبر کی زیارت بہترین عمل ہے۔ پس کتاب التوحید میں تو یہ بیان ہو اور معاندین بہتان بازیہ کہیں؟

نمبر سات پر اُسنے ہمارا عقیدہ کفریہ یہ بیان کیا ہے کہ "نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب خدا کا دیا ہوا ماننا بھی بُرا ہے دیکھو تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۲۶۔ ۲۷ سطر ۶ کتاب التوحید" معلوم ہوتا ہے کہ مشتہر اور انکے جملہ ساتھی علم سے کورے ہیں اُنہیں تحقیق سے طلق سروکار نہیں انہیں مسجد میں کھڑا رکھ کر قسم کھلوائی جائے تو صاف کھل جائیگا کہ انہوں نے کتاب تقویۃ الایمان کو دیکھ کر یہ عبارتیں لکھی ہیں نہ کتاب التوحید کو نہ کسی کتاب کو۔ بلکہ جہانتک ہمارا خیال ہے سُوکے ٹیڑھے منہ والے شخص کی کتاب سے سب طومار نقل کیا ہے مشتہرین صاحبان اگر آپ واقعی سچے ہیں اور ان دونوں کتابوں میں یہ عبارت آپ دیکھا دیں تو میں آپکا منہ میٹھا کرادونگا میں پھر کہتا ہوں اور خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ اب بھی ان ہتھکنڈوں سے باز آجاؤ۔ خدا سے ڈرو۔ بہتان بازی نہ کرو۔ اور مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچاؤ خدا فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُہْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا یعنے جو لوگ ایماندار وں کو ایذائیں پہنچاتے ہیں حالانکہ وہ بے گناہ ہیں وہ بڑے بہتان باز اور ظاہر گنہگار ہیں۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ پوری تقویۃ الایمان میں پوری کتاب التوحید میں مشتہر کی نقل کردہ یہ عبارتیں کہیں بھی نہیں بالفرض اگر ان دونوں کتابوں میں یہی ہوتا بھی تو بھی اہلحدیث کا مذہب یہ نہ کہا جاسکتا مگر جبکہ ان کتابوں میں بھی نہیں تو اب جھوٹ دوہرا ہو گیا بلکہ چوہرا اسلئے کہ کتاب میں اسکے خلاف موجود ہے دیکھئے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تقویۃ الایمان الفصل الثانی میں ہے "بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادے سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے" آگے چلکر آپ تحریر فرماتے ہیں اور خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہ "جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتادی" پھر اس سے آگے لکھتے ہیں "اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اُسمیں سے جس کو جتنا چاہے بخشدے اُسکا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا" اور آگے چلکر لکھتے ہیں "پیغمبروں کی وحی کبھی غلط نہیں ہوتی سو وہ اُن کے قابو میں نہیں اللہ صاحب جو آپ چاہتا ہے سو بتا دیتا ہے" پھر لکھتے ہیں "لیکن جو شخص غیب دانی کا دعویٰ نہ رکھتا ہو اور غیب کی بات معلوم کرنی اختیار میں نہ رکھتا ہو بلکہ اتنی ہی بات بیان کرتا ہو کہ جو کچھ بات کبھی اللہ کی طرف سے مجھ کو معلوم ہو جاتی ہے سو وہ میرے اختیار میں نہیں کہ جب چاہوں تو معلوم کرلوں یا جب میں چاہوں تو دریافت کرلوں تو یہ بات ہو سکتی ہے" پس مولانا کی ان صاف صریح عبارتوں

کے ہوتے ہوئے اوّلاً اُنکی طرف ثانیاً اہلحدیث کی طرف ایک غلط چیز کو منسوب کر کے اُنہیں کافر کہنا کس طرح اپنے اوپر کفر کو بُلانا ہے؟ ۔ دوستو! اہلحدیث کا عقیدہ سنو، سوائے خدائے تعالیٰ کے غیب داں کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو بذریعہ وحی کے بہت سے ہوگئے ہوئے اور ہونیوالے امور کی اطلاع دیتا ہے سب سے زیادہ علم ہمارے پیغمبر پیغمبروں کے سرتاج اولادِ آدم کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہیں لیکن تمام مخلوق کا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں اتنا بھی نہیں جتنا سمندر کے مقابلے میں قطرہ۔ ہمارے اس عقیدے کو آپ قرآن میں دیکھ لیجئے فرمان ہے لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ یعنے زمین آسمان والوں میں سے فقط اللہ تعالیٰ کے غیب داں کوئی نہیں آپکے مذہب کی اعلےٰ کتاب شرح فقہ اکبر میں ہے ذَکَرَ الْخَفْجِیَّۃُ تَصْرِیْحًا بِالتَّکْفِیْرِ بِاعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یَعْلَمُ الْغَیْبَ یعنے علمائے حنفیہ نے کھلے لفظوں میں اس عقیدے کو کفر کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے تھے۔ اور بھی بہت دلیلیں ہیں۔ آخر میں گذارش ہے کہ اگر یہ عقیدہ کفر ہے تو یہ کفر وہ ہے جسمیں تمام حنفیہ بھی لتھڑے ہوئے ہیں۔ خیال فرمایئے کہ مندرجہ بالا عبارت میں کسی حنفی کو مستثنےٰ نہیں کیا۔

۵ خدا جانے ہمارے مشتہر صاحب نے کس جاہل کی پوتھی اپنے سامنے رکھ کر نقل کیا ہے کہ اُسنے جھوٹ بکنے میں شیطان کے بھی کان کاٹے ہیں۔ ناظرین صراطِ مستقیم اردو میں چھپ گئی ہے۔ آپ خود اُسمیں دیکھ لیجئے اگر واقعی اُسمیں یہ عبارت ہو کہ "آنحضرت علیہ السلام کی ذات کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے" تو ہم جھوٹے ورنہ مشتہرین اور اُنکے پیر و مرشد جھوٹے اور یہ تو قرآن میں ہے کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے آپ خود اور ناظرین ضرور دیکھ لیں وہاں یہ عبارت ہرگز نہیں۔ صراطِ مستقیم میں ایک مستقل مضمون پوری ایک فصل میں ہے جو صـ۸۳ سے شروع ہو کر صـ۸۹ پر ختم ہوتی ہے۔ یہ ساری فصل گویا خلاصۂ مطلب ہے، اُس حدیث کا جس میں ہے کہ خدا کی عبادت تو اس خلوص و اخلاص سے اور دل کی توجہ اور استغراق سے کر کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ درجہ تجھے حاصل ہو ہی نہ سکے تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ تو یہ سمجھ کہ وہ خدا تجھے دیکھ رہا ہے۔ مولانا نے اسکی بسیط شرح کی ہے اسی کے ضمن میں جو وسوسے دل میں آتے ہیں اُنکے درجے قائم کئے ہیں۔ کہ بعض وسوسے بعضوں سے ہلکے اور بعض بعض سے بڑھ چڑھ کر ہیں اسے مثالوں سے ثابت کرتے ہوئے بیل اور گدھے کی طرف کا دلی قصد اور شیخ اور پیر اور کسی بزرگ کی طرف کا دلی قصد گو وہ نبی بھی ہو ان دونوں دلی قصد اور پوری توجہ اور انہماک میں فرق کیا ہے کہ پہلا وسوسہ درجہ میں ہلکا ہے اور دوسرا درجے میں اُس سے بڑھکر ہے اُسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ پہلا ارادہ دلی تعظیم و توقیر عزت و ادب کیساتھ نہیں ہوتا اور دوسرا مقصود توجہ قلب تعظیم اور بزرگی کیساتھ دل میں پیوست ہوتا ہے۔ پس مشہور شعر ؎ بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر

ایں چنیں تسبیح کے دار و اثر۔ یعنے گو زبان پر تسبیح خدا ہو مگر دل بیل اور گدھے کی طرف پوری طرح متوجہ ہو ایسی تسبیح بے اثر ہوتی ہے۔ کا مصداق ایسی نماز ہے جسمیں زبان تو خدا کے ذکر میں ہو لیکن دل کا مقصود اُسکا مطمح نظر اُسکی مراد کچھ اور ہی ہو وہ کسی اور کو حاضر و ناظر سمجھ کر اُسکے تصور میں ہو۔

صراط مستقیم میں اسکی نقل کردہ عبارت تو ہے ہی نہیں وہاں لفظ ہمت ہے اور ہمت کے معنے دلی توجہ دلی ارادہ۔ اصلی مقصود۔ صحیح قصد۔ کامل توجہ وغیرہ کے ہیں اور یہ لفظ دعا کے معنے میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ پس مقصود مصنف ظاہر ہے کہ عبادت کے وقت عابد کی تمام تر توجہ اُس کا دلی قصد اُسکی مراد اُسکا مقصود اُسکی دعاؤں کا مرکز فقط ذات خدا ہونی چاہیئے نہ کچھ اور۔ اور یہی مندرجہ بالا حدیث کی شرح ہے بلکہ حدیث میں موجود ہے پس یہ بھی ہم پر تہمت ہے۔ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ ۝ ✤

نمبر ۹ میں مشتہر صاحب نے ایک اور سفید جھوٹ بولا ہے۔ اور مزہ یہ ہے کہ کتاب کا صفحہ پھر سطر اور سطر کی گنتی بتا کر جھوٹ کہا ہے۔ چوری اور سینہ زوری۔ چوری کرنیکو جاتے ہیں اور ہاتھ میں چراغ لیکر۔ جب پکی بھائیو! انہیں قسم ہے تقویۃ الایمان کے اسی صفحہ اور اسی سطر میں ہی نہیں بلکہ پوری تقویۃ الایمان میں بھی مشتہر صاحب اپنی نقل کردہ عبارت "انبیاء و اولیاء نا کارے ہیں" دکھا دیں۔ تو ہم سے انعام لیں ورنہ اللہ سے ڈریں تہمت نہ باندھیں اور فرمانِ خداوندی لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا یعنے کسی جماعت کی عداوت میں آکر انصاف و عدل کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ کو سامنے رکھیں۔ اور اس اپنے جھوٹ سے توبہ کریں۔ نہ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا نہ اہلحدیث کا یہ مذہب۔ اولیاء اللہ انبیاء اللہ کو ہم اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ اُنکی محبت اور عزت کو ایمان سمجھتے ہیں اور اُنکی ہانت اور حقارت اور تذلیل کو کفر قرار دیتے ہیں اُس پر ہمیشہ ابد بعنت برستا رہے جسکے دل میں اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ سے نفرت ہو اور جو اُنکی اہانت اور ذلت کرتا ہو۔ تقویۃ الایمان میں تو یہ بحث ہے کہ مالک قادر روزی رساں خبر گیراں آسمان و زمین کی بادشاہت رکھنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کوئی نبی ولی پیر شہید فقیر زندہ مُردہ بھلا بُرا کسی چیز پر قادر نہیں۔ پس خدائے تعالیٰ قادر کل اور اُس کی تمام مخلوق محض عاجز۔ خدا کی قدرت کے بیان میں مخلوق کو ناکارہ کہنے کے معنے یہی ہیں کہ وہ عاجز ہے۔ یعنی فائدہ نقصان پہنچانے میں سب بیکار یعنے بے بس ہیں۔ سمیں کام آنے والا یعنے نفع نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ خلاصہ کلام تقویۃ الایمان کا یہ ہے کہ خدا کا کا مرتبہ مخلوق کو نہ دینا چاہیئے۔ سو واقعی یہی ہمارا اور ہر مسلم کا عقیدہ ہے۔ اور یہی معنی ہیں ہمارے کلمے کے پہلے جزو یعنے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ✤

نمبر ۱۰ میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی کتاب حفظ الایمان سے مشتہر صاحب نے ایک عبارت

نقل کی ہے۔ اوّلاً تو آپ یہ دیکھئے کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی تو حنفی ہیں اگر کسی حنفی نے کچھ لکھا تو اہلحدیث پر یہ الزام کیوں آنیلگا؟ حالانکہ کسی اہلحدیث کے لکھتے ہوئے سے بھی اہلحدیث پر الزام نہیں آسکتا کیونکہ وہ تو تقلیدی چھپر کو آگ لگا کر حدیثی محل میں سکونت پذیر ہوگئے ہیں۔ اس عبارت میں سے مقدم مؤخر حذف کرکے آپنے لوگوں کیسامنے یہ چیز رکھنی چاہی ہے کہ زید عمرو بکر حیوانات بہائم اور نبی علیہ السلام کا علم غیب یکساں ہے۔ انہی کی یہی کتاب حفظ الایمان اور انہی کی دوسری کتاب بسط البنان کو اگر مشتہر صاحب بغور ملاحظہ فرمالیتے تو اس گڑھے میں نہ گرتے۔ جو بحث اس موقعہ پر انہوں نے کی ہے اسکا ماحصل یہ ہے کہ علم غیب کلی تو جناب باری کا خاصہ ہے۔ اور علم غیب جزئی اگر آنحضرتؐ میں ثابت کیا جائے تو اسمیں کوئی خصوصیت حضورؐ کی نہیں ہوتی۔ لیکن اہلحدیث کہتے ہیں کہ جزئی کے بھی مراتب و درجات ہیں جس درجے پر حضورؐ ہیں مخلوق میں سے کوئی اور نہیں لیکن تاہم اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی طرف سے آپکو بھی تلقین ہے کہ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا خدایا مجھے علم میں اور بڑھا ۔

نمبر ۱۱ پر مشتہر صاحب لکھتے ہیں "چار مصلے جو بیت اللہ میں مقرر کئے ہیں وہ مذموم ہیں دیکھو کتاب سبیل الرشاد صفحہ ۲۴" میں کہتا ہوں کہ سبیل الرشاد کے مصنف مولوی رشید احمد صاحب بھی حنفی ہیں۔ اگر انکا یہ قول عقیدۃً کفریہ ہے تو انہیں کہتے جو چاہتے یا اپنے تئیں کہتے یعنی حنفیوں کے تئیں کہتے جو چاہتے یہ کیا کہ کرے تو سو نچھوں والا پکڑا جائے ڈاڑھی والا؟ اب سنئے کسی نے بھی کہا ہو بات تو یہی ہے۔ چاروں مصلے بیت اللہ شریف میں نویں صدی میں قائم ہوتے ہیں۔ اور ان سے مسلمانوں میں افتراق تشتت پھوٹ نفاق بغض دشمنی علیحدگی اور جنگ و جدال پھیل گیا۔ اسلئے فی الواقع مذموم ہیں۔ اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری اس تحریر سے بہت پہلے یہ چاروں مصلے برطرف کردئے گئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت سلطان ابن سعود کی مملکت کو ہمیشہ برسر ترقی رکھے کہ آپ کی وجہ سے یہ مذموم بدعت اپنی جگہ پہنچ گئی اور مسلمانوں کے سامنے اُنکے رب العزت کا سچا فرمان واجب الاذعان وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى آگیا۔ مشتہر صاحب اتنا ہی نہیں کہ آپنے صرف مولوی رشید احمد صاحب ہی کو کافر بنا کر چھوڑا ہو بلکہ اگر آپ میں علم ہوتا اگر آپکی نظریں اپنی مذہبی کتابوں پر بھی ہوتیں تو آپ دیکھتے کہ آپکے اس فتوے نے تمام اگلے پچھلے حنفیوں کو بھی کافر کردیا۔ سُنئے! شامی ص۴۴۱ میں ہے مَا یَفْعَلُهٗ اَهْلُ الْحَرَمَیْنِ مِنَ الصَّلٰوةِ بِاَرْبَعَةِ مُتَعَدِّدَةٍ وَّجَمَاعَةٍ مُّتَفَرِّقَةٍ فَمَكْرُوْهٌ اِتِّفَاقًا یعنے مکے مدینے والے جو کئی ایک (یعنی چار) اماموں کے پیچھے یکے بعد دیگرے (چار جماعتیں کرکے چار مصلوں پر) جو نماز پڑھتے ہیں۔ یہ بالاتفاق سب کے نزدیک مکروہ ہے۔ پس یا تو یہ اتفاق مراد ہے تمام مسلمانوں کے اتفاق سے یا مراد ہے کل حنفیوں کے

اتفاق سے اگر امر اوّل مراد ہے تو مشتہر صاحب نے تمام مسلمانوں کو کافر کہا اور اگر کُل حنفی مراد ہیں تو ہمارے مشتہر حنفی نے اپنے تمام ہم مذہبوں کو کافر کہا۔ آپکے مذہب کی معتبر کتاب شامی ص۲۶۷ میں ہے وَقَدْ اَلَّفَ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ رَسَائِلَ فِیْ کَرَاهَةِ مَا یُفْعَلُ فِی الْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ وَغَیْرِهِمَا مِنْ تَعَدُّدِ الْاَئِمَّةِ وَالْجَمَاعَاتِ۔ آگے چلکر لکھا ہے یَمْنَعُ ذَالِکَ عَلَی الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ یعنے علماء کرام کی ایک بہت بڑی جماعت نے مکے مدینے وغیرہ میں جو کئی ایک اماموں اور کئی ایک جماعتوں کا دستور پڑ گیا ہے اس کے مکروہ ہونے پر بہت سے رسالے مستقل لکھے ہیں۔ اور چاروں مذہبوں کی رو سے اس کا منع ہونا ثابت کیا ہے۔ الغرض چاروں مصلّے نویں صدی میں بنائے گئے ۸۱۳ھ میں خاندان چراکسہ کے ایک بادشاہ سلطان ناصر فرج بن برقوق نے یہ چار مصلّے خدا کے گھر میں قائم کئے۔ اور مسلمانوں میں چاروں مذہبوں اور چاروں مصلّوں کی تفریق پیدا کی۔ جن سے اس صدی میں خدا کا گھر خالی ہوا۔ فالحمدللہ پس یہ بدعت ہیں اور حدیث میں ہے کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ہر بدعت گمراہی ہے پس اُن کے مذموم ہونے میں کوئی شک نہیں ۔

نمبر۱۲ پر ہمارا عقیدہ کفریہ یہ لکھا ہے کہ کتب فقہ متداولہ بین الناس کے پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے انکو جلا دینا چاہیئے دیکھو یوئے غسلین"۔ میں کہتا ہوں ہمنے یہ کتاب دیکھی اور یہ عبارت اُس میں نہیں پائی۔ پس یہ بھی آپکا ایک جھوٹ افترا اور بہتان ہے۔ وَالْکَذِبُ یُهْلِکُ۔ اور جھوٹ انسان کو غارت کرتا ہے۔ اب میں آپکو ذرا تفصیل سناؤں۔ یہ فرمایئے کہ خدا کی کتاب کے حدیث رسول اللہ کے خلاف جو مسئلہ ہو کیا وہ عزت سے دیکھنے کے قابل ہے یا جلانے کے لائق؟ قرآن حدیث میں جو مسئلہ نہ ہو اور کسی نے اُسے ایجاد کیا ہو پھر لوگوں میں اُسے شرعی مسئلے کی طرح رواج دیا ہو کیا وہ سلامتی کے لائق ہے؟ یا جلانے کے؟ خواہ وہ مسئلہ فقہ میں ہو یا کسی اور کتاب میں۔ اب مندرجہ ذیل مسائل دیکھیئے۔

درمختار ص۲۶ ج۱ وغیرہ میں ہے فَطَهُرَ بِاِصْبَعٍ وَّنَدْیٍ تَنَجَّسَ بِلَحْسِ ثَلَاثًا یعنے انگلی اور چھاتی نجس ہو گئی ہو تو تین مرتبہ چاٹ لینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ فرمایئے یہ مسئلہ فقہ کی کتابوں میں برابر موجود ہے کیا آپ یا آپکا کوئی بڑے سے بڑا عالم کتاب اللہ کے تیس پاروں میں یا کسی صحیح چھوڑ ضعیف حدیث میں بھی دکھا سکتا ہے؟ کہ یہ مسئلہ اس طرح ہے کہ کسی کی انگلی پر پاخانہ یا پیشاب لگ جائے تو وہ اُسے تین مرتبہ چاٹ لے پاک ہو گئے۔ نعوذ باللہ۔ اسی طرح درمختار ص۲۴۵ ج۱ وغیرہ کتب فقہ میں ہے وَیُطَهِّرُ لَبَنٌ وَّعَسَلٌ وَّدَبْسٌ لُعِقَ ثَلَاثًا یعنے دودھ شہد شیرہ انگور اور تیل تین مرتبہ جوش دے لینے سے پاک ہو جاتے ہیں۔ دوستو بتلاؤ کہ قرآن کی کونسی آیت یا کس صحیح یا ضعیف حدیث میں یہ ہے؟ بلکہ حدیث میں اس کے

خلاف مروی ہے کہ وَاِنْ کَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوْہُ ۔ یعنے اگر گھی پگھلا ہوا اور اُس میں چوہا پڑجائے تو اُسکے قریب بھی نہ جاؤ۔ یعنے اُسے پھینکدو۔ پس حضور کا گھی کے بارے میں چوہا پڑجانے پر یہ فتویٰ اور فقہ حنفی کا تیل دودھ شہد شیرۂ انگور میں نجاست پڑجانے پر اُسے تین مرتبہ جوش دیکر پکانے یعنے کا فتویٰ؟ تبلاؤ ہے کوئی جو اسکی صریح دلیل پیش کرے؟ کہ سیر دو سیر دودھ میں پیشاب پڑگیا تو اُسے چولھے پر رکھدو تین مرتبہ اُبل جائے تو پی لو۔ درمختار ط ۱۲۵ وغیرہ میں ہے (وَاسْتِقْبَالُ شَمْسٍ وَقَمَرٍ لَهُمَا) اَیْ لِاَجْلِ بَوْلٍ وَغَائِطٍ یعنے پیشاب پاخانے کے وقت سورج چاند کیطرف منہ کرنا بھی مکروہ ہے مسلمانو! آپکے زندہ ضمیر سے اپیل ہے کہ اپنے علما سے پوچھو کہ اسکی کیا دلیل ہے؟ یہ سورج چاند کی اتنی عظمت کیوں ہونے لگی؟ حدیث میں تو قبلے کیطرف منہ کرنا منع تھا آپنے یہ دو چیزیں اور قبلے جیسی کیوں مان لیں؟ کسی کو خدا کے دین میں زیادتی کرنیکا کیا حق ہے؟ کیا قرآن میں یہ نہیں؟ کہ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کے لئے ویل ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کی نسبت کہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے؟ مشرق مغرب میں پھر کر اس کی کوئی دلیل تو قرآن حدیث سے پیش کرو۔؟ آپکے مذہب کی کتاب تجنیس میں صاحب ہدایہ نے لکھا ہے لَوْ رُعِفَ فَکَتَبَ الْفَاتِحَةَ بِالدَّمِ عَلٰی جَبْهَتِهٖ وَاَنْفِهٖ جَازَ لِلْاِسْتِشْفَاءِ بِالْبَوْلِ اَیْضًا اِنْ عَلِمَ فِیْهِ شِفَاءً لَا بَاْسَ بِهٖ لٰکِنْ لَمْ یُنْقَلْ وَهٰذَا لِاَنَّ الْحُرْمَةَ سَاقِطَةٌ عِنْدَ الْاِسْتِشْفَاءِ کَحِلِّ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَةِ لِلْعَطْشَانِ وَالْجَائِعِ ۔ (منقول از شامی ص۱۵۴ جلد اول) یعنے اگر کسی کی نکسیر پھوٹتی ہو وہ اپنی پیشانی اور ناک پر سورۂ فاتحہ کو خون سے لکھ لے تو بطور شفا طلبی کے جائز ہے اور پیشاب سے لکھ لینا بھی اگر اُس میں شفا معلوم ہوتی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن منقول نہیں اور یہ اسلئے کہ طلب شفا کیوقت حرمت باقی نہیں رہتی جیسے کہ سخت پیاسے کو شراب کا پی لینا اور بھوکے کو مردار کا کھالینا۔ خیال فرمائیے کہ خدا کے کلام کو خون سے جو حنفی مذہب میں نجس ہے اور پیشاب سے لکھنا جائز بتلایا گیا فرمائیے اسکے لئے کونسی آیت کلام اللہ یا حدیث رسول اللہ دلیل ہے؟ بلکہ اسکے خلاف فرمان رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم کہ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَجْعَلْ شِفَاءَکُمْ فِیْمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ (رواہ البخاری) یعنے جو چیزیں حرام ہیں اُن میں اللہ نے تمہارے لئے شفا نہیں رکھی۔ مذہب حنفی جلد اول ص۱۵۳ میں ہے یُتَّخَذُ جِلْدُهٗ مُصَلًّی وَدَلْوًا یعنے کتے کے کھال کی جانماز بنانا اور ڈول بنانا جائز ہے۔ فرمائے کس آیت قرآن میں یا کس حدیث میں ہے کہ کتے کی کھال کی جانماز اور ڈول بنالو۔ کیا کتے کو حدیث میں خبیث یعنے نجس نہیں کہا گیا؟ فرمائیے اسکی کیا دلیل ہے؟ اور اگر کوئی دلیل ہے تو اسپر آجکل حنفی مذہب حضرات نے عمل کیوں چھوڑ رکھا ہے؟ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھالیں ممنوع قرار نہیں دیں؟ کیا حدیث میں یہ نہیں کہ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ یعنے حضور نے

درندوں کی کھالوں سے منع فرمایا ہے۔ ردالمحتار المعروف شامی ص۱۰۹ ج۱ میں ہے لو تعین الخلاص من الزنا بالہبۃ وجب یعنے اگر مشت زنی کیوجہ سے زنا سے بچنا یقینی ہو تو مشت زنی واجب ہے۔ آہ کتنا خلاف تہذیب مسئلہ ہے۔ اور پھر اسکے وجوب کا فتوی کیسا انوکھا فتوی ہے، حالانکہ اسی کتاب کے متن درمختار میں ہی حدیث لائے ہیں کہ ناکح الید ملعون یعنے مشت زنی کرنیوالے پر خدا کی لعنت ہے۔ پس ہمارا سوال ہے کہ فرمائیے یہ مسئلہ خلاف قرآن وحدیث ہے یا نہیں؟ اور جب ہے تو کیا اسے سر چڑھائیں؟ حنفی مذہب کی چوٹی کی کتاب ہدایہ ص۴۸۰ کتاب الاشربہ میں ہے لان المعصر ھو العاصر وھو حرام عندنا یعنے نشے والی چیز کا وہ جام جس سے نشہ چڑھا وہی ہمارے نزدیک حرام ہے۔ یعنے اگر کسی کو دسویں جام سے نشہ چڑھا ہے تو یہ دسواں اسکے لئے حرام تھا اس سے پہلے کے نو حرام نہ تھے۔ یہ ہے حنفی مذہب فقہ کا مسئلہ۔ حالانکہ حدیث شریف میں ہے ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام یعنے جس چیز کی کثرت اور بہتایت نشہ لائے اسکا تھوڑا سا حصہ بھی حرام ہے۔ اسی ہدایہ کے ص۴۸۳ میں ہے اذا تخللت الخمر حلت آگے چل کر کہتے ہیں ولا یکرہ تخلیلھا یعنے شراب کا جب سرکہ بن گیا تو وہ حلال ہے۔۔۔۔ اور شراب کا سرکہ بنانا مکروہ نہیں حالانکہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب کا سرکہ بنانا منع فرمایا۔ ۱۲ اسی ہدایہ کی فصل غصب ص۳۷۰ میں ہے بیع ھذہ الاشیاء جائز وقالا لا عند ابی حنیفۃ یعنے ان چیزوں کی خرید وفروخت امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے اور پر ذکر ہے مزامیر کا طبلے کا دف کا باجوں گاجوں وغیرہ کا۔ ۱۲ اسی کتاب ہدایہ فصل فی البیع ص۴۵۶ میں ہے من اجر بیتا لیتخذ فیہ بیت نار او کنیسۃ او بیعۃ او یباع فیہ الخمر بالسواد فلا بأس بہ یعنے جو شخص اس واسطے اپنا مکان کرایہ پر دے کہ اس میں آتش کدہ بنایا جائے یا گرجا گھر بنایا جائے یا وہاں شراب کا پیٹھا کھولا جائے کہ آس پاس بسیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ۱۲ اسی ہدایہ شریف کے فصل فی ما ینبغی الذمی ص۶۷۴ میں ہے من امتنع من الجزیۃ او قتل مسلما او سب النبی علیہ السلام او زنی بمسلمۃ لم ینتقض عہدہ یعنی جو ذمی شخص جزیہ دینے سے انکار کردے یا کسی مسلمان کو قتل کردے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے پھر بھی اسکا ذمہ نہیں ٹوٹتا۔ ذرا ٹٹول کر اس کی کوئی دلیل قرآن حدیث سے پیش کردیجئے۔ اور ایک آپ ہی نہیں بلکہ وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین ۰

مفتی صاحب گھبرائیں نہیں آپکے چودہ کفریات لکھے ہوئے کے مقابلے میں ہماری طرف سے یہ چودہ سوالات ہیں۔ آپ یقین مانئے کہ آپکی طرح اس میں کوئی عبارت ایسی نہیں جو ہماری حوالہ دی ہوئی کتاب میں نہ ملے۔ امید ہے کہ اگر آپ کو جواب ملے تو آپ ان مسائل سے توبہ کرکے ان فقہ کی کتابوں کی اندھی تقلید سے باز آجائیں گے۔

اور یہی ہمارا مقصود ہے مشتہرین صاحبان اور اُنکے ہمخیال حضرات سے ہم خدا کا واسطہ دیکر موت اور فوت کو یاد دلا کر کہتے ہیں کہ اُس دین اسلام پر آجاؤ جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تھا جس پر صحابہؓ تابعین رح اور چاروں امام عامل تھے وہ صرف وحی خدا ہے یعنی قرآن و حدیث اور اتفاق سے اتحاد سے مل جل کر رہیں جیسے فرمان ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا ۔ بحمد اللہ ہم مشتہر صاحب کی جو دو نفریات کے جواب سے فارغ ہوئے۔ اور معترض پر ہمارے جو دو سوالات کا قرضہ باقی رہا خدا کرے وہ تشفی بخش جواب پر یا ان سائل سے اپنی برأت کا اظہار کر کے سچے حنفی بنجائیں کیونکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خود فرمان ہے کہ اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے برادران احناف واللہ ہمارا تم سے کوئی جھگڑا نہیں اور جو کچھ ہے وہ صرف امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا فرمان کو سامنے رکھ کر بآسانی طے ہو سکتا ہے تاکہ بعد جناب نے اپنے اس اشتہار میں مسیح الازھر سے جو توسل کی ہے ہم کہتے ہیں یہ بھی حدیث شریف کے خلاف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ (ابن ماجہ) یعنی اللہ تعالیٰ نے میری امت کی بھول چوک سے غلطی سے اور زبردستی مجبور کر کے بادل ناخواستہ کرائے ہوئے کاموں سے تجاوز کر لیا ہے پس اگر کسی نے بھول چوک سے علوی کو علویا کہدیا یا غلطی سے ایسا لفظ نکلا تو اس حدیث کے مطابق نہ وہ کافر ہوگا نہ یہ کہ اُسکی توبہ ہی مقبول نہ ہو یہ کہ اُسکا عذر ہی غیر مقبول ہو پس جو فتویٰ اُسمیں ہے اور آپنے نقل کیا وہ خود غیر مقبول ہے محض غلط ہے ۔

اس اشتہار کو آپنے جن جملوں پر ختم کیا ہے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کو اور دیگر انبیا کو بشر یعنی انسان کہنا بھی کافر گمراہ ضال و مضل بننا ہے اسلئے میں بھی آپکو آخر مضمون میں اس مسئلہ کی آیتیں سنا دیتا ہوں تاکہ آپ دوبارہ اپنے اس عقیدے پر غور فرمالیں سننے انکار نبوت کی وہ دلیل جسے تمام کفار پیش کرتے رہے یہی تھی کہ نبی انسان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ کفار کا قول قرآن کریم میں ہے فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا یعنی کیا ایک انسان ہمارا ہادی بنا ہے یعنی رسول انسان نہیں ہو سکتے۔ یہ تو کفار کا اعتراض تھا جسکے جواب میں رسولوں نے اپنی بشریت کا یعنی انسان ہونیکا اقرار کیا اور صاف فرمایا اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یعنی بیشک ہم تمہارے جیسے ہی انسان ہیں۔ یہ تو تھا عام انبیا کا قول خاص ختم الانبیا کا فرمان ملاحظہ ہو اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں تو تم ہی جیسا انسان ہوں پس انبیا اور خود ہمارے نبی انسان ہی تھے۔ ہاں جو فضیلت بزرگی بڑائی برتری بہتری خدا نے انہیں دی تھی وہ انہی میں تھی۔ اور اُن میں بھی جو مرتبہ ہمارے نبی کو حاصل ہے اُس سے اور انبیا بھی نیچے ہی نیچے ہیں۔ نبوت کا درجہ غیر نبی تو کسی صورت میں پا ہی نہیں سکتا اور ہمارے نبی کے درجے کو تو کسی نبی نے بھی نہیں پایا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ پس نبی بشر اور انسان نہ ماننا قرآن کے خلاف ہے ۔

میں اب اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق دکھائے اور حق پر عمل کرنیکی

توفیق عطا فرمائے مسلمانو! ہمارے مذہب کا خلاصہ یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
آؤ مسلمانو! جو میں کہتا ہوں سب ملکر متفق ہو کر کہو ؎

میں بلبلِ نالانِ گلزارِ محمد ہوں ؛ میں نرگسِ حیرانِ دیدارِ محمد ہوں
جاں سر و پہ قمری دے بلبل گل عنا پر ؛ میں عاشقِ بے جانِ رخسارِ محمد ہوں

فقط:- الراقم العاجز محمد بن ابراہیم جونا گڈھی - مدرس مدرسہ محمدیہ - وایڈیٹر اخبار محمدی - باڑہ ہندو راؤ دہلی

برادران! یہ رسالہ اس قابل ہے کہ آپ اسے اپنے دوستوں میں تقسیم کریں تاکہ اہلحدیث کی طرف سے جو غلط فہمی عام طور پر پھیلائی جارہی ہے وہ کل جائے - اسلئے ہمنے بھی تقسیم کرنے والے حضرات کیلئے یہ سہولت کردی ہے کہ انہیں صرف چھ روپے کا ایکسو رسالہ بھیج دیئے جائینگے - المشتہر مینیجر - منگوانیکا پتہ - دفتر اخبار محمدی دہلی

حضرت مولانا محمد صاحب کی دیگر موجودہ بجید مفید تصانیف

صلوٰۃ محمدی - نماز کا بیان ۲ر صیام محمدی - روزوں کا بیان ۳ر زکوٰۃ محمدی - زکوٰۃ کا بیان ۴ر ایمان محمدی - ایمان کا بیان - ۵ر حج محمدی حج کا بیان ۶ر سیرتِ محمدی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح ۷ر توحید محمدی - یکے قبر و نکار دہم ۸ر میلادِ محمدی - مولود اور قیامِ مولود کا رد ۹ر طریق محمدی - تقلید کا رد سینکڑوں دلیلوں سے ۱۰ر امام محمدی امام ابوحنیفہ کی سوانحعمری اور انکے اعتراضی مسائل ۱۱ر فضائل محمدی - اہلحدیث آنحضرت کے وقت سے ہونا عہ ر ہدایت محمدی ہدایہ کی تمام غلطیوں کا بیان ۱۲ر سیف محمدی حنفی مذہب کے پچیسو مسائل جو بدلیل اور خلافِ قرآن و حدیث ہیں - ہدایت محمدی جس میں ہدایہ کے ایک سو خلافِ عقل و نقل مسائل ہیں ۱۳ر حقیقت محمدی - انگوٹھے چومنے کا رد ۱۴ر برأت محمدی جس کے رسالے کا رد ۱۵ر عقیدۂ محمدی - اہلحدیث کا مذہب ۱۶ر برہان محمدی رفع الیدین کا وجوب ۱۷ر دلائل محمدی حصہ اول - آمین جہر الیدین سورۂ فاتحہ کا حنفی مذہب سے ثبوت ۱۸ر حصہ دوم ان مسائل میں جنکی دلیلیں حنفیوں کی ہیں سب کا جواب ۱۹ر ردِ وہابی - فاتحہ مروجہ سیپارے دسویں وغیرہ کا رد ۲۰ر تحفۂ محمدی - بقرہ عید کے قربانی کے مسائل ۲۱ر انعام محمدی عید الفطر کے فطرے کے احکام ۲۲ر آئینۂ محمدی ڈاڑھی موچھ کے احکام ۲۳ر عقائد محمدی اسلامی عقائد کا بیان ۲۴ر اشعارِ دافع تقلید مثنوی مولوی روم مع ترجمہ ۲۵ر ضرب محمدی تقلید کے رد میں ۲۶ر الاربعین محمدی اہلحدیث کے خاص مسائل کا ثبوت ۲۷ر تعلیم محمدی مسلمانوں کا واقعہ جب کی رسوات کی تردید ۲۸ر صراط محمدی - تعزیہ داری کی تردید ۲۹ر فرمانِ محمدی قبروں پر جو کام بدعت ہیں انکی تردید ۳۰ر اصحابِ محمدی کی تفسیر محمدی ترجمہ و تفسیر ابن کثیر پارہ اول عہ دوم عہ سوم عہ چہارم عہ پنجم عہ ششم عہ ہفتم عہ ہشتم عہ نہم عہ دہم عہ یازدہم عہ دوازدہم عہ سیزدہم عہ چودہم عہ پندرہم عہ شانزدہم عہ ہفدہم عہ ہیجدہم عہ نوزدہم عہ بیستم عہ بیست و یکم عہ بیست و دوم عہ بیست و سوم عہ بیست و چہارم عہ بیست و پنجم عہ بیست و ششم عہ بیست و ہفتم عہ بیست و ہشتم عہ بیست و نہم عہ سیام عہ باقی زیر طبع و ترجمہ -

اخبار محمدی محض مذہبی اخبار، اہلحدیث پر سے ہر طرح کے اعتراض ہٹانے والا، ان کے مذہب کو پھیلانیوالا نیز رد بدعت کی تردید کرنیوالا، خاص قرآن حدیث کا درس دینے والا، پندرہ روزہ سولہ صفحے کا اخبار قیمت سالانہ تین روپے نمونہ مفت + علاوہ ازیں ہر قسم کے قرآن اور دینی کتابیں اس پتہ سے طلب فرمایا کریں +

دفتر اخبار محمدی - باڑہ ہندو راؤ دہلی

الحمد للہ کہ یہ رسالہ ہدایت مقالہ مصنفہ

حامیِ سنت ماحی بدعت واقفِ رموز و نکاتِ قرآن۔ واعظ
شیریں بیان محدث و مفسر مصنف محقق سالکِ راہِ مستقیم حضرت
مولانا مولوی محمد بن ابراہیم۔ مدرس و مہتمم مدرسہ دارالحدیث
محمدیہ واڈیسٹر و مالک اخبار محمدی بارہ ہندو راؤ دہلی

بنام

اذانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

جس میں ایک مُردہ سنّت کو زندہ کیا گیا ہے یعنی ماہ رمضان المبارک
میں اذان سحری کی سنّت کو صحیح حدیثوں سے ثابت کیا گیا ہے
اور مخالفین کی پوری تردید کی گئی ہے

یہ ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ جدید پریس دہلی میں چھپا
قیمت ایک کی ایک آنہ مفت تقسیم کرنیوالے حضرات کو تین روپے کی ایکسو ایکردیسکی ۲۵

ملنے کا پتہ

دفتر اخبار محمدی بارہ ہندو راؤ دہلی

بار دوم — تعداد دو ہزار — قیمت ایک آنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ۔ ناظرین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی کچھ پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فرمایا اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ بَدَءَ غَرِیْبًا وَّسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَءَ یعنی دین اسلام جس طرح غربت اور ضعف سے شروع ہوا ہے آگے چلکر پھر ویسا ہی غریب اور ضعیف ہو جائیگا۔ بموجب اس سچی اور اٹل پیشگوئی کے آج وہ وقت آگیا سینکڑوں سنتیں لوگوں نے ترک کر دیں دین کا شوق علم کا چرچا عبادت کا چسکا۔ یہ چیزیں اگر مفقود اور بالکل نایاب نہیں تو کم اور عزیز الوجود تو ضرور ہو گئیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ادنیٰ ادنیٰ سی سنتوں پر عمل کرنے کیلئے لوگ اپنی برادری اور خویشی کو ترک کرتے تھے اپنے وطن مالوف سے ہمیشہ کیلئے ہجرت اختیار کرتے تھے باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو صاف جواب دیدیتا تھا کسی سنت پر عمل کرنے سے ذرا تو پر بل ڈالا اور چون چرا کی فوراً سلام و کلام موقوف ہو جاتا تھا۔ حاکمی اور محکومی کا ادائے سنت کیوقت کوئی پاس و لحاظ نہیں ہوا کرتا تھا۔ ہر وقت اور ہر لحظہ یہی دُھن لگی رہتی تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت فوت ہونے پائے اگرچہ دنیا دشمن ہو جائے۔ آپکی سنت پر عمل نصیب ہو جائے اگرچہ جان۔ مال آبرو سب کام آجائے۔

آہ! آج ہم اسکے برعکس معاملہ دیکھتے ہیں خود عمل کرنا تو کجا بعض لوگ تو ایسے ہیں کہ عمل کرنیوالوں کے دشمن جانی بنجاتے ہیں۔ ایک فاسق فاجر شرابی کبابی مشرک کافر سے انہیں اتنی عداوت نہ ہوگی جتنی ایک غریب مسلمان عامل سنت سے۔ جہانتک بھی بس چلیگا اُس سنت اور اُسکے عاملوں کے مٹانے کے درپے رہینگے یہانتک عوام الناس اور بعض نیا طلب مولویوں نے اللہ تعالیٰ کے اُس سچے اور پاک دین کو بگاڑا کہ سنت بدعت اور بدعت سنت معلوم ہونے لگی۔ سنتوں پر عمل متروک ہو گیا اور اون کے قائم مقام بدعتیں ایجاد کر لی گئیں جن پر دھڑلے سے عمل ہو رہا ہے بلکہ سنت کو مٹانیکے لئے اپنی اڑی چوٹی تک کا زور لگا دیتے ہیں۔ مگر اے فدائیانِ سنت آؤ تمہیں ایک خوشخبری سناؤں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ

یعنی جس شخص نے اسوقت میری سنتوں پر عمل کیا اور اُسے مضبوط پکڑا جبکہ لوگوں نے اس پر عمل چھوڑ رکھا ہو تو اُسے سو شہیدوں کا ثواب ملیگا۔ اور فرمایا مَنْ اَحْیٰی سُنَّۃً مِّنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنَ النَّاسِ الخ یعنی جو شخص میری سنتوں میں سے کسی ایسی سنت پر عمل کرنا شروع کرے اور اوروں سے پھیلائے کہ جس پر لوگوں نے عمل کرنا

چھوڑ رکھا ہو تو اُس کے بعد جتنے لوگ اُس پر عمل کرینگے اُن سب کے برابر اُس ایک کو ثواب ہوگا۔

ان مردہ سنتوں میں سے ایک سنت سحری کے وقت کی اذان ہے۔ یہ اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں برابر دیجاتی تھی۔ صحاح ستہ اور اُن کے علاوہ دیگر احادیث کی کتابوں میں اذان سحری کی روایت مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری مطبوعہ مطبع ہاشمی میرٹھ کی جلد اول جزء ۲ صفحہ ۸۶ میں ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَمْنَعَنَّ اَحَدَکُمْ اَوْ اَحَدًا مِنْکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُوْرِہٖ فَاِنَّہٗ یُؤَذِّنُ اَوْ یُنَادِیْ بِلَیْلٍ لِیَرْجِعَ قَائِمُکُمْ وَلِیُنَبِّہَ نَائِمَکُمْ الخ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ بلالؓ کی اذان سن کر سحری کھانے سے نہ رُک جاؤ اسلئے کہ وہ رات ہوتے ہوئے اذان دیا کرتے ہیں تاکہ تہجد گذار لوگ لوٹ جائیں اور سوئے ہوئے لوگ خبردار ہو جائیں۔ دوسری حدیث بھی صفحہ مذکور میں ہے عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِلَیْلٍ فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلالؓ رات ہوتے ہوئے اذان دیا کرتے ہیں تم کھاتے پیتے رہو جبتک کہ ابن ام مکتوم اذان نہ دیں۔ تیسری حدیث جزء ۲ ص ۲۵۷ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ بِلَالًا کَانَ یُؤَذِّنُ بِلَیْلٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَاِنَّہٗ لَا یُؤَذِّنُ حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ یعنی حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ بلالؓ رات ہوتے ہوئے اذان دیا کرتے تھے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ تم کھاتا پیتا موقوف نہ کرو جبتک کہ ابن ام مکتوم کی اذان نہ سن لو۔ وہ بغیر صبح صادق طلوع ہوئے اذان نہیں دیتے۔ چوتھی حدیث مشکوٰۃ مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ جلد اول صفحہ ۶۶ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِلَیْلٍ فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ وَکَانَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ رَجُلًا اَعْمٰی لَا یُنَادِیْ حَتّٰی یُقَالَ لَہٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ (متفق علیہ) یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا بلال رات ہوتے ہوئے اذان دیا کرتے ہیں تم کھاتے پیتے رہو جبتک کہ ابن ام مکتومؓ کی اذان نہ سن لو۔ اور ابن ام مکتوم نابینا آدمی تھے جبتک کہ لوگ کئی مرتبہ نہ کہیں کہ صبح صادق طلوع ہو چکی ہے تب تک وہ اذان نہ دیتے تھے۔ ان احادیث کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔ غرضکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رمضان

کے مہینے میں ہمیشہ دو اذانیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک سحری اور انتظام سحری شروع کرنے کی۔ اور اوس کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اور دوسری سحری موقوف کرنے اور نماز فجر شروع کرنے کی۔ اور اوس کے مؤذن حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے جب کوئی کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جائے پھر کسی مسلمان کو اس میں دم مارنے اور چون وچرا کرنے کی گنجائش نہیں۔ اور جو لوگ باوجود ثابت ہونے کے پھر بھی اوس سے دلمیں عار رکھیں یا اوس فعل کو برا بتلائیں یا اوس سے انکار کریں وہ لوگ خدا کے نزدیک مسلمان نہیں چنانچہ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا یعنی جبتک لوگ تمام اپنے آپس کے جھگڑوں میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو جی کھول کر بغیر دل کی تنگی کے بکشادہ پیشانی قبول نہ کرلیں تب تک خدا کی قسم وہ مسلمان نہیں ہونیکے۔ اس سنت کے خلاف علمائے دہلی کا ایک مطبوعہ فتویٰ نظر سے گذرا اسلئے اوس پر تفصیلی نظر اسوقت کیجاتی ہے مجیب حضرات نے اس اذان کے ہونے کا تو اقرار کیا ہے مگر بعض نے اُس کا وقت معین کرنے میں دھوکا کھایا ہے اور بعضوں نے حیلے حوالوں سے اس سنت کو ٹالنے اور مٹانے کی کوشش کی ہے وہ فتویٰ بجنسہ درج ذیل ہے اور ہم نے اس کے بعد متقدمین محدثین وغیرہ کی تحقیق اور انکا مقرر کردہ وقت بھی بتلایا ہے گویا اوس فتوے کو بالکل صاف کردیا ہے اور کوشش کی ہے کہ حق نتھر جائے۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

الجواب ۔ فجر سے پہلے اذان کہنے میں علماء کی بڑی بحث ہے جسکی تفصیل میں طول ہے صحاح ستہ اور فتح الباری اور نیل الاوطار اور نصب الرایہ اور درایہ وغیرہ میں اوس کا خلاصہ یہ ہے جس سے سب حدیثوں میں جمع اور تطبیق بھی ہو جاتی ہے کہ اذان قبل فجر یعنی صبح صادق سے پہلے ضروری اور فرض تو نہیں بلکہ جائز و مسنون ہے مگر یاد رہے کہ یہ اذان صبح صادق سے چند منٹ ہی پیشتر ہونی چاہئے زیادہ نہیں اس صورت میں کسیکی سحری میں بھی نقصان نہیں۔ عہد نبوی میں یہ اذان ایسے ہی مشتبہ وقت میں ہوا کرتی تھی اسلئے کہ یہ اذان اس امر کی تنبیہ ہے کہ اب شب کا خاتمہ ہے اور فجر عنقریب ہونیوالی ہے جلدی سے کھا پی لیا جائے۔ سوتے جاگے اٹھیں اور تہجد خواں آرام کرلیں یہ نہیں کہ گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے صبح صادق سے اذان پڑھدیں جس سے لوگوں کے روزوں میں خلل ہو کیونکہ نووی وغیرہ جن لوگوں نے حدیث سے اس امر کا استنباط کیا ہے تو حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اُس کا رد کردیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ حدیث کے خلاف ہے اور وہ حدیث یہ ہے عن ابن مسعود قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یمنعن احدکم اذان بلال من سحورہ فانہ یؤذن بلیل یرجع

قائمکم ویوقظنائمکم اخرجہ احمد والشیخان واصحاب السنن الا الترمذی وعن عائشۃ قالت ان بلالا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی یؤذن ابن ام مکتوم اخرجہ احمد والبخاری ومسلم ولمسلم لم یکن بینھما الا ان ینزل ھذا ویرقی ھذا وعندہ الزیادۃ ذکرھا البخاری ایضا فی الصیام بلفظ قال القاسم ای فی روایۃ عن عائشۃ کما فی النسائی وغیرہ قال الحافظ وفی ھذا تقیید لما اطلق فی الروایات الاخری من قولہ ان بلالا یؤذن بلیل ونقل عن ابن دقیق العید انہ قال فی تقریر ھذا یدل علی تقارب وقت اذان بلال من الفجر انتھی قال الحافظ ویقویہ ما تقدم من ان الحکمۃ فی مشروعیتہ التاھب لادراک الصبح فی اول وقتھا انتھی ھذا واللہ اعلم بالصواب قالہ بسمہ و نمقہ بقلمہ ابو سعید محمد شرف الدین مقیم دھلی پھاٹکی املی

ابو سعید محمد شرف الدین		

ہوالموفق احادیث میں بصراحت موجود ہے کہ اذانِ بلال جو صبح صادق سے پہلے ہوتی تھی اسکی غرض یہ تھی کہ تہجد پڑھنے والے تہجد ختم کرکے آرام کرلیں اور سونے والے ہوشیار ہوکر سحری وغیرہ کا بندوبست کرلیں اور کھالیں اور باوجود اس کے دونوں اذانوں میں زیادہ فاصلہ بھی نہ تھا پس صورت مذکورہ سوال جبکہ اذان مذکورہ اُن دشواریوں کو پیدا کرتی ہے اور لوگوں سے روزے ترک کروادیتی ہے تو ایسی اذان کو اگرچہ وہ جائز بھی ہو رفع شر کے لحاظ سے چھوڑ دینا بہتر ہے نہ صرف بہتر بلکہ کسی درجے میں ضروری بھی ہے۔ خود رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض جائز بلکہ اپنے پسندیدہ امور کو فتنہ عوام کی وجہ سے ترک فرمادیا ہے اور آجکل وہ فائدے جو اذان مذکور سے عہد نبوی میں مقصود ہوتے تھے جامع مسجد کے گولوں سے حاصل ہوجاتے ہیں اُنکی تحصیل کی چنداں ضرورت بھی نہیں ہے۔ کتبہ محمد کفایت اللہ سنہری مسجد دہلی۔ الجواب صحیح [یقال لہ ابراہیم] مطلقاً اذان پچھلے کو سنون نہیں ہے بلکہ سنون وہی اذان ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا صحابہ کے وقت میں ہوتا تھا یعنی چند منٹ صبح سے پیشتر ہوتی تھی اس غرض سے کہ سونے والے کو متنبہ کریں اور جو تہجد میں مشغول ہیں اُنکو باز رکھیں اگر اب بھی اس طریقے سے کہا جائے تو سنون ہے ورنہ بدعت کما لا یخفی علی الماھر اور فی زمانہ جیسا غلو دین میں کرلیا ہے وہ محل مطابق فعل نبی کے ہو یا نہو سب بدعت ہے تو ایسی سنت سے پرہیز بہتر ہے۔ واللہ اعلم [احقر السید محمد عبد الحفیظ] [سید محمد عبد الحفیظ]

جواباً گذارش ہے کہ مجیب اول اور مجیب سوم نے جو تحریر فرمایا ہے کہ ان دونوں اذانوں میں چند ہی منٹ کا فاصلہ ہونا چاہیے یہ ٹھیک نہیں کیونکہ اذان مذکور کی علت خود حدیث میں موجود ہے لِیَرْجِعَ قَائِمُکُمْ وَلِیُنَبِّہَ نَائِمَکُمْ

رجسے یا لفاظ دیگر مجیب اول نے بھی نقل کیا ہی یعنی جو لوگ قیام میں ہیں وہ لوٹ جائیں اور سوئے ہوئے لوگ بیدار ہو جائیں اب ناظرین خود خیال فرمالیں کہ جو لوگ نماز میں مشغول تھے وہ پلٹ کر گھر جائینگے سحری کا بندوبست کرینگے اور پھر کھا پی کر نماز فجر کیلئے اول وقت مسجد میں حاضر ہونگے (مجیب اول کو کھانے پینے کا بھی اقرار ہے) بتلایئے ان تمام کاموں میں کتنا وقفہ ہونا چاہئے؟ اسیطرح سوئے ہوئے لوگ بیدار ہو کر حاجات ضروری سے فراغت حاصل کر کے سحری کا بندوبست کرینگے اور کھا پی کر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ اول وقت نماز ادا کرینگے۔ کہئے کیا یہ کام چند منٹ کا ہی یا گھنٹہ پون گھنٹہ یا کچھ کم و بیش؟ پھر باوجود اس علت کو تسلیم کر لینے دونوں اذانوں کے درمیان چند منٹ کا فاصلہ بتلانا عجب معمہ ہی۔ اسی اذان کا وقت امامان دین کے نزدیک آدھی رات کے بعد شروع ہوتا ہے چنانچہ برہان میں تحریر ہی اِسْتَدَلَّ بِهٖ مَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْيُوْسُفَ وَقَالُوْا يَجُوْزُ الْاَذَانُ لِلْفَجْرِ وَحْدَهٗ قَبْلَ وَقْتِهٖ فِي النِّصْفِ الْاَخِيْرِ مِنَ اللَّيْلِ یعنی امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ اور ابو یوسفؒ نے حدیث ان بلالا یؤذن بلیل سے صبح صادق سے پہلے اذان ہونیکی دلیل پکڑی ہے اور انہوں نے کہا ہی کہ اس اذان کا وقت آدھی رات گذرنیکے بعد شروع ہو جاتا ہی یہ ابو یوسف حضرت ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں پہلے یہ اس اذان کے کہنے سے منع کرتے تھے پھر جب حدیث رسولؐ پہنچ گئی تو رجوع کر لیا اور پھر اسکے جواز کا فتویٰ دیا چنانچہ عون المعبود شرح ابو داؤد میں تحریر ہے وَكَانَ اَبُوْيُوْسُفَ يَقُوْلُ بِقَوْلِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فِيْ اَنَّ ذَالِكَ لَا يُجْزِئُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا بَاْسَ اَنْ يُّؤَذِّنَ لِلْفَجْرِ خَاصَّةً قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِتِّبَاعًا لِّلْاَثَرِ اور امام نوویؒ نے بھی یہی ترجیح دی ہی چنانچہ مؤطا امام طحاوی جلد اول ص ۳۴۹ میں ہی رجح بعضہم نے کہا ہی کہ اس کا وقت آدھی رات گذرنے کے بعد ہو جاتا ہی امام نوویؒ نے اسی کو ترجیح دی ہی میں کہتا ہوں کہ اول تو اس کا فاصلہ اور وقت بتلانیکے لئے حدیث مرفوع موجود ہی پھر ان بزرگوں نے ترجیح کر دی اسمیں کونسا نقص ہی جو ہمیں اسکے خلاف کچھ کہنا پڑے اور فتح الباری کی جس عبارت کو مجیب اول نے نقل کیا ہی اس سے ہرگز چند منٹ مستفاد نہیں ہوتے صاحب فتح الباری نے صرف اتنا ہی لکھا ہی کہ هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ بِلَالًا كَانَ يُرَاقِبُ وَقْتَ اَذَانِ بِلَالٍ حَتّٰى يَفْجَأَ الْفَجْرَ یعنی حضرت بلالؓ کی اذان اور صبح صادق میں کم فاصلہ ہوتا تھا۔ اس کمی کا کوئی اندازہ صاحب فتح الباری نے نہیں بتلایا اندازہ اس کا وہ ہی ہی جو خود حدیث میں موجود ہے کہ تہجد گذار پلٹ جائیں اور سونیوالے جاگ اٹھیں دوسرے ایک گھنٹہ قریب ہی بہ نسبت دو کے اور دو بہ نسبت تین کے غرضکہ اس سے چند منٹ سمجھنا تحکم ہے يُؤَيِّدُ هٰذَا وَيُقَوِّيْ هٰذَا جو صحیح بخاری اور مسلم میں ہی اور جس سے آپنے استدلال کیا ہی چند منٹ کے فاصلے پر یعنی حضرت بلالؓ اذان دیکر اترتے تھے اور حضرت ابن ام مکتومؓ چڑھتے تھے اسکی بابت گذارش ہی کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں اذانیں بے درپے ہوتی تھیں بلکہ اَرَادَ قِلَّةَ مَا بَيْنَهُمَا كَالتَّبَايُنِ (حاشیہ نسائی) یعنی اس سے مراد یہ ہی کہ دونوں اذانوں میں فاصلہ کم ہوتا تھا یہ نہیں کہ ایک کے ختم کرتے ہی دوسرا شروع کرتا تھا اب رہ گئی یہ بات کہ فاصلہ کتنا رہتا تھا تو کوئی آزما کر دیکھ لے نیند سے جاگے پھر سحری کی تیاری کرے اور کھا پی کر صبح صادق سے پہلے فراغت حاصل کرے یا نماز ختم کرے

اپنے گھر جائے سحری کا بندوبست کرے کھائے پیئے اور پھر دوسری اذان ہو وہ کچھ لویہ کام پون گھنٹہ گھنٹہ بھر سے پہلے ہوجاتے ہیں ۹ ہرگز نہیں اتنی یا اس سے کچھ زیادہ دیر ضرور لگیگی۔ اسی لئے امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم ص۳۵۰ میں اس حدیث کا مطلب یوں بیان کیا ہے قَالَ الْعُلَمَاءُ مَعْنَاهُ اَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ قُبَيْلَ الْفَجْرِ وَيَتَرَبَّصُ بَعْدَ اَذَانِهٖ قَلِيْلًا دُعَاءً وَنَحْوَهٗ ثُمَّ يَرْقُبُ الْفَجْرَ فَاِذَا قَارَبَ طُلُوْعَهٗ نَزَلَ فَاَخْبَرَ ابْنَ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَيَسْتَاهِبُ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ بِالطَّهَارَةِ وَغَيْرِهَا ثُمَّ يَرْقَى وَيَشْرَعُ فِي الْاَذَانِ مَعَ اَوَّلِ طُلُوْعِ الْفَجْرِ یعنی علماء سلف کے اس جملہ کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ حضرت بلالؓ سحری کی اذان دیکر وہیں ٹھیرے رہتے اور دعا وغیرہ میں مشغول رہتے اور صبح صادق کے طلوع ہونیکا انتظار کرتے رہتے جب وقت قریب آجاتا تو آپ اُتر آتے تھے اور عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو (چونکہ وہ نابینا تھے) خبر کرتے اب حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ طہارت وغیرہ سے فارغ ہوکر اوپر چڑھتے اور صبح صادق کے طلوع ہوتے ہی نماز کیلئے اور سحری موقوف ہونیکے لئے اذان دیتے۔ بحمداللہ اس عبارت کا مطلب بھی واضح ہوگیا اور اگر اس جملہ کو اسیطرح رہنے دیں اور اس سے یونہی استدلال کریں تو صاف ظاہر ہے کہ چند منٹ کا بھی فاصلہ نہیں رہنے کا جس کا خود مجیب کو بھی اقرار ہے کیونکہ اذان دینے کی جگہ کوئی قطب مینار جتنی تو اونچی تھی ہی نہیں کہ جس پر چڑھنے کیلئے کئی منٹ چاہئیں اور دوسرے یہ کہ اتنی دیر میں کہ ایک تھوڑی سی اونچی جگہ سے ایک شخص اُترے اور دوسرا چڑھے کیسے ممکن ہے کہ انسان جاکر سحری کھاپی کر واپس پھر آجائے فَتَدَبَّرْ۔ اور مجیب اول نے جو یہ تحریر کیا ہے کہ یہ اذان مشتبہ وقت میں ہوا کرتی تھی یہ بھی درست نہیں کیونکہ حدیث میں موجود ہے اور مجیب صاحب کے جواب میں بھی وہ حدیث وارد ہے کہ حضرت بلالؓ رات کو اذان دیا کرتے تھے اور صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث میں محدثین نے تبویب کی ہے اَلْاَذَانُ قَبْلَ الْفَجْرِ اور اَلْاَذَانُ بِاللَّيْلِ یعنی صبح صادق سے پہلے اذان دینا اور رات کو اذان دینا۔ پس ظاہر ہے کہ یہ اذان مشتبہ وقت میں نہیں بلکہ یقیناً صبح صادق سے پہلے اور رات باقی ہوتے ہوئے ہوا کرتی تھی مجیب ثانی لکھتے ہیں کہ اذان مذکور ان دشواریوں کو پیدا کرتی ہے لہذا اسے ترک کرنا چاہئے۔ جناب من دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ اذان ہوئی اور اسوقت بھی لوگوں کو شک ہوا آپنے فرمادیا کہ اس اذان سے تم اپنی سحری کھانے سے نہ رکو کھاتے پیتے رہو یہ اذان تو اسواسطے ہوتی ہے کہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ سحری کا وقت آگیا اور وہ اپنی تیاری کرکر کھاپی کر فارغ ہولیں یہ فرمایا مگر اذان موقوف کرنیکا حکم نہ دیا پھر آپ اس کے خلاف کیوں کرتے ہیں بحافظ ابن حجرؒ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں (لفظ فکلوا کی شرح میں) لکھتے ہیں فِيْهِ اِشْعَارٌ بِاَنَّ الْاَذَانَ كَانَ عَلَامَةً عِنْدَهُمْ فِيْ دُخُوْلِ الْوَقْتِ قَبْلَ اَنْ اَذَانَ بِلَالٍ بِخِلَافِ ذٰلِكَ یعنی اس فرمان رسولؐ سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان کا ہونا صحابہؓ کے نزدیک علامت اور نشانی تھی اس امر کی کہ اب صبح صادق طلوع ہوچکی کھانا پینا وغیرہ موقوف کردینا چاہئے اس لئے آپنے انہیں فرمادیا کہ بلال کی اذان اسواسطے نہیں بلکہ یہ تو اسواسطے ہے کہ تم معلوم کرلو کہ سحری شروع کرنیکا وقت آگیا۔ ظاہر بات ہے

کہ اس شک کی وجہ سے اس عمل کو نہیں چھوڑا جائیگا اور یہ جو لکھا ہے کہ خود رسول نے بعض جائز بلکہ اپنے پسندیدہ امور کو فتنۂ عام کی وجہ سے ترک فرما دیا ہے یہ کہنا اچھا گو درست ہو مگر اتنا اور بھی خیال رہے کہ اپنے پسندیدہ امور کو ترک فرمایا ہے فرمانِ خداوندی کو ہرگز ہرگز ترک نہیں فرمایا۔ دیکھئے جس وقت آپ بیت المقدس کو چھوڑ کر بیت اللہ کیطرف فرمانِ خداوندی سے متوجہ ہوئے اسوقت سینکڑوں لوگ فتنے میں پڑ گئے مگر آپنے ترک کیا جنگ حدیبیہ کی صلح اور اسکی شرطوں سے عام مسلمان ناراض تھے مگر اللہ کے نبی نے کوئی پرواہ نہ کی غرضکہ عمل کرنے نہ کرنیکا اختیار انسان کو تب تک ہے کہ خدا کی طرف سے حلت و حرمت کا حکم نہ ملا ہو جب وہاں سے حکم آگیا پھر اسکی ادنیٰ کیوجہ سے اگر تمام نماز بھی فتنے میں پڑے تو پڑا کرے کوئی حرج نہیں کیا حضرت زینبؓ کا واقعہ معلوم نہیں جبتک محض کی چاہت تھی آپ مصلتا رکے رہے مگر جب خدا کیطرف سے حکم آگیا پھر کسی مصلحت اور کہاں کی مصلحت؟ حضرت انہی مصلحتوں اور مفاسد کو دور کرنے ہی تو دین کی بنیاد و ہادی مسلمانوں کی تو شان یہ ہے کہ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ کسی مسلمان مرد عورت کو کسیطرح کا اختیار اس امر میں نہیں جس میں اللہ اور اسکے رسولؐ کا حکم موجود ہو۔ پھر آگے چلکر مولوی صاحب نے ایک عجیب بات لکھی ہے فرماتے ہیں "آجکل وہ فائدہ جو اذان مذکور سے عہد نبوی میں مقصود ہوتے تھے جمع سحر کے گولوں کا حاصل ہوتے ہیں انکی تحصیل کی چنداں ضرورت بھی نہیں" افسوس صد افسوس مولویوں کی زبان سے اور یہ کلمات؟ اذان دینے کی عوض گولے چلانے اذان سے نفرت اور گولوں سے محبت اگر گولے اذان کے قائمقام میں تو کیا ان سے وہ دشواریاں پیدا نہونگی جو اس اذان سے ہوتی تھیں؟ اور کیوں مولوی صاحب اگر کوئی شخص بچوقت نماز کی اذان کیلئے بھی گولہ کا بندوبست کرے تو آپکے نزدیک کیا ان اذانوں کی بھی چنداں ضرورت نہ رہیگی؟ چلئے چھٹی ہوئی شہر میں دو ایک جگہ گولا چلنا کافی ہے جگہ جگہ مؤذنوں کی کوئی ضرورت نہیں (نعوذ باللہ) كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا کہیں میں توپ چلتی ہے وہ بھی اسی حکم میں داخل ہے بلکہ ان گولوں سے نقصان بہتا ہے اول تو یہ اسراف میں داخل ہیں۔ دوسرے یہ گولے صبح صادق سے پہلے چھوٹ جایا کرتے ہیں اور عوام الناس کا یہ خیال ہے کہ اسکے بعد کھانا پینا موقوف کر دینا چاہیئے وہ بیچارے اپنی خورد و نوش سے رک جاتے ہیں بلکہ بعض بعض لوگ تو کھانے والوں پر طعن کرتے ہیں اور اپنے نزدیک سمجھتے ہیں کہ انکا روزہ نہیں ہونیکا کیونکہ انہوں نے صبح صادق سے بعد کھایا ہے مجھے تعجب ہے کہ وبا اور مرغیے کے موقع پر سینکڑوں بے وقت اذانیں دیجائیں حالانکہ وہ بدعت ہے۔ ان سے کوئی نہ روکے اور روکنیوالوں سے اس اذان سے جو سنت ہے فَاِنَّا لِلّٰهِ الخ خیر اب ہم اپنے بھائیوں کو مولوی صاحب کے اس لکھنے کیطرف توجہ دلاتے ہیں کہ "اذان بلال جو صبح صادق سے پہلے ہوتی تھی اسکی غرض یہ تھی کہ تہجد پڑھنے والے تہجد ختم کر کے آرام کر لیں اور سونے والے ہوشیار ہو کر سحری وغیرہ کا بندوبست کر لیں اور کھا لیں" بس مطلع صاف ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ اذان نبیؐ کے وقت میں ہوتی تھی اور اسکے اغراض یہ تھے اور دونوں اذانوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہونا چاہیئے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اذانِ سحری اور اذانِ صبح میں ایک بین فرق یہ بھی موجود ہے جس سے ہر شخص جان سکتا ہے کہ یہ اذان سحری کی ہے یا نماز کی اذانِ سحری میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نہیں کہا جائیگا (کیونکہ وہ مخصوص ہے اذانِ فجر کے ساتھ) اور اذانِ فجر میں یہ مقولہ دوبارہ دہرایا جائیگا۔ اور ان دونوں اذانوں کیلئے دو مؤذن جدا جدا ہونگے (الغرض) اذانِ سحری کا ماہِ رمضان میں ہونا اس کا وقت اور اسکے اور اذانِ صبح کے درمیان کا فاصلہ بحمداللہ مع دلائل و براہین ثابت ہو گیا۔ اب ہم اللہ تعالیٰ رب العالمین سے بجا جزی دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے نبی محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم فداہ ابی وامی کی سنتوں پر عمل کرنا نصیب کرے اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے اور ہمیں حق بات کو حق اور باطل کو باطل دکھلائے آمین والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔ کتبہ الراجی الی رحمۃ ربہ الکریم العبد عبداللہ محمد ابن ابرصیم جوناگڑھی مولداً والدہلوی مورداً مدرس مدرسہ دارالحدیث محمدیہ واقع اندر کوٹ اخبار محمدی بارہ ہند دہلی

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اے عورتو تم نماز کی پوری پابندی کرتی رہو زکوۃ دیتی رہو اور اللہ کی اور اسکے رسول کی فرمانبرداری میں لگی رہو۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولوی کفایت اللہ صاحب مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کے رسالے کف المؤلمات (جسمیں عورتوں کو عیدگاہ اور مساجد میں آنیکو ناجائز کہا گیا تھا) اُسکا جواب بہ نام ۱۷

حضور المؤمنات فی العیدین والجماعات

جس میں قرآن حدیث اور فقہ حنفی کی کتابوں سے عورتوں کا عیدگاہ جانا مساجد میں آنا مجلس وعظ میں شامل ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ اور ناجائز کہنے والوں کی تمام دلیلوں کا بہترین لاجواب جواب دیا گیا ہے +

معروف بہ

جماعتِ محمدی

من تصانیف عالیجناب مولانا مولوی محمد بن ابراہیم صاحب مدرس مدرسہ دار الحدیث محمدیہ۔ ایڈیٹر اخبار محمدی۔ باڑہ ہندوراؤ دہلی

دوسری مرتبہ حسب فرمائش جناب مصنف صاحب بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ

مجلی پریس دہلی میں چھپا

مفت تقسیم کرنے کیلئے زیادہ تعداد میں منگوانے والوں کو ساڑھے بارہ روپے کا ایکسو

منگوانے کا پتہ

دفتر اخبار محمدی۔ باڑہ ہندوراؤ۔ دہلی

قیمت ایک کی چار آنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین ○ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ○ الحمد للہ
الذی اظہر الحق وادالہ ○ وقمع الباطل وازالہ ○ احمدہ سبحانہ و
تعالی علی ما اولاہ من فضلہ وانالہ ○ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ شہادۃ من اعتقد الحق وعمل بہ وقالہ ○ واشہد ان
محمدا عبدہ ورسولہ الذی علم اللہ بہ من الجہالہ ○ وہدا بہ من
الضلالہ ○ وفتح بہ اعینا عمیا واذانا صما وقلوبا غلفا فنصح الامۃ
وادی الامانۃ ○ وبلغ الرسالہ ○ صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ
وسلم تسلیما کثیرا الی یوم القیامۃ ○ **اما بعد** ایک رسالہ بنام
کف المومنات عن حضور الجماعات مؤلفہ مولوی کفایت اللہ صاحب مدرس مدرسہ
امینیہ دہلی آج میری نظر سے گذرا جس میں عورتوں کو عیدین اور مساجد اور مجالس وعظ میں
جانے کی ممانعت کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چونکہ یہ تینوں مسائل بہ
احادیث کثیرہ صحیحہ ثابت ہیں اس لئے بحکم حدیث من رای منکم منکرا الخ کے
یعنی جو شخص کسی خلاف شرع امر کو دیکھے اس کا ہر ایک ممکن وجہ سے ازالہ کرنا اس
پر فرض ہے۔ میں نے اس کی تردید پر باوجود نہایت ہی کم فرصتی کے قلم اٹھایا۔
واللہ اسال ان یمنحنی بفضلہ الاصابہ ○ وان یجعلہ لوجہہ
خالصا ویرزقنی الانابہ ○ واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل ○
وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ○ اول میں مختصراً ان دلائل کو بیان کرتا ہوں
جن سے عورتوں کا عیدین مساجد وغیرہ میں جانا ثابت ہوتا ہے۔ اس کے
بعد انشاء اللہ تعالیٰ ان کے رسالہ کی بخوبی تردید کی جائے گی ✣

عورتوں کو عیدین میں عیدگاہ لیجانیکے دلائل

۱ عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُّخْرِجَ الْحُیَّضَ یَوْمَ الْعِیْدَیْنِ وَ ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَیَشْھَدْنَ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَدَعْوَتَھُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُیَّضُ مِنْ مُّصَلَّاھُنَّ قَالَتِ امْرَأَۃٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِحْدٰنَا لَیْسَ لَھَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْھَا صَاحِبَتُھَا مِنْ جِلْبَابِھَا (متفق علیہ) یعنی حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہم عیدین میں حائضہ عورتوں اور پردے والیوں کو لیجایا کریں وہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعا میں شریک رہیں حائضہ عورتیں نماز پڑھنے کی جگہ سے الگ رہیں۔ ایک عورت نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم میں سے بعض کے پاس چادر نہیں آپ نے فرمایا اُس کو اس کے ساتھ والی عورت اپنی چادر میں لیجائے (روایت کیا اس کو بخاری مسلم نے) خیال کیجئے کہ کتنی تاکیدی حکم ہے کہ معقول عذر بھی مقبول نہیں) ۲ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یُخْرِجُ الْاَبْکَارَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَالْحُیَّضَ فِی الْعِیْدَیْنِ (رواہ الترمذی) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کنواری اور نوجوان اور پردے والیوں اور حیض والیوں کو عیدین میں عیدگاہ لیجایا کرتے تھے۔ ۳ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُخْرِجُ بَنَاتِہٖ وَنِسَائَہٗ فِی الْعِیْدَیْنِ (رواہ ابن ماجہ)۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادیوں اور بیویوں کو عیدین میں عیدگاہ لیجایا کرتے تھے۔ ۴ عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ جَمَعَ نِسَاءَ الْاَنْصَارِ فِیْ بَیْتٍ فَاَرْسَلَ اِلَیْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَامَ عَلَی الْبَابِ فَسَلَّمَ عَلَیْنَا ثُمَّ قَالَ اَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلَیْکُنَّ وَاَمَرَنَا بِالْعِیْدَیْنِ اَنْ نُّخْرِجَ فِیْھِمَا الْحُیَّضَ وَالْعَتِقَ (رواہ ابوداؤد) یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے آپ نے انصار کی تمام عورتوں کو ایک مکان میں جمع کیا۔ اور حضرت عمر بن خطابؓ کو ان کی طرف بھیجا آپ ان کے پاس آئے اور دروازہ پر کھڑے رہ کر انھیں سلام کیا اور فرمایا کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف اس پیغام کے پہنچانے کی غرض سے بھیجا ہے کہ

تم عیدین میں حائضہ عورتوں اور جوان لڑکیوں کے ساتھ آیا کرو۔ دیکھئے کس انتظام سے فرمان سرزد ہو جاتا ہے سب کو باہتمام جمع کر کے شاہی قطعی حکم بطور اعلان عام سُنا دیا جاتا ہے) ۵ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَاَتَى النِّسَآءَ فَذَكَّرَهُنَّ الخ اخرجہ البیہقی والطبرانی ورواہ ابوداؤد ایضاً یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کی نماز خطبے سے پہلے ادا کی پھر لوگوں کو خطبہ سُنایا اور فارغ ہو کر عورتوں کے پاس آئے اور انھیں الگ خطبہ سُنایا۔ ۶ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ۷ حضرت ابو سعید خدریؓ سے بھی قریب قریب اسی طرح مروی ہے۔ ۸ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى النِّسَآءِ وَاَنَا مَعَهُنَّ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ الخ یعنی حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو عورتیں عیدگاہ گئی تھیں ان میں میں بھی تھی آپ نے نماز کے بعد ہمیں خطبہ سُنایا۔ ۹ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَخْرُجُ فِي الْعِيْدِ وَيُخْرِجُ اَهْلَهٗ، عید کے دن عیدگاہ میں خود آپ بھی جاتے اور اپنے گھر والوں کو بھی لیجاتے (احمد) ۱۰ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قَدْ كَانَتْ يَخْرُجُ الْكَعَابَاتُ مِنْ خُدُوْرِهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعِيْدَيْنِ، یعنی عید کے دن پردہ نشین جوان عورتیں بھی حضورؐ کے حکم سے نماز کیلئے نکلتی تھیں (مسند) ۱۱ حضورؐ کا فرمان ہے وَجَبَ الْخُرُوْجُ عَلٰى كُلِّ ذَاتِ نِطَاقٍ يَعْنِيْ فِي الْعِيْدَيْنِ ط ہر ایک جوان ہو چکی ہوئی عورت پر عید کی نماز کیلئے چلنا واجب ہے (مسند احمد و ابویعلیٰ) ۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے سردار حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا کر فرمایا کہ جاؤ عیدگاہ کے میدان میں جا کر صاف کراؤ اور لوگوں کو کہہ دو کہ سب نماز کو چلیں وہ چلے دروازے سے واپس آئے اور کہا یا رسول اللہ عورتوں سے بھی کہہ دوں؟ آپ نے فرمایا ہاں عورتوں سے بھی بلکہ جوانوں سے پردہ نشینوں سے حائضہ سے وہ بھی مجمع میں رہیں اور مسلمانوں کی دعا میں شرکت کریں (طبرانی کبیر)

مسلمان بھائیو! ہمارے زمانے کے بعض علمانے تو تقلید کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالکر

احادیثِ نبوی کے ساتھ کھیل شروع کر دیا ہے جس پر جتنا بھی نوحہ کیا جائے کم ہے۔ آپ اسی مسئلے کو دیکھئے اوپر میں نے ایک درجن حدیثیں تو نقل کر دی ہیں ابھی اور بھی ہیں لیکن چونکہ جو فقہ کی کسی کتاب میں لکھا ہوا پالیا کہ عورتیں نہ جائیں بس اُس کی تابعداری میں لگ گئے اور ان صاف صاف حدیثوں کو جواب دیدیا جو بے معارضہ ہیں جو صحیح ہیں جو صریح ہیں جو عورتوں کو عیدگاہ جانے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ خود خدا کے فرمان سے عورتوں کا عیدگاہ میں ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور پروردگار کے کلام میں خصوصیت سے عورتوں کا ذکر ہے لیکن شانِ خدا ہے دھڑلے سے ان حدیثوں کو جواب دیا جا رہا ہے۔ واللہ ہمارا تو کلیجہ کانپ اٹھتا ہے کہ مسلمان ہو کر حدیث کے ساتھ مذاق؟ مسلمان ہو کر فقہا کے قول کے مقابلے میں حدیثوں کی پامالی؟ مسلمان ہو کر اللہ کے رسولؐ کے کلام سے بے رخی بلکہ روگردانی؟ ع فلیبك علی الاسلام من کان باکیا۔ یعنی ان مسلمانوں کے حال پر رو لو جتنا رویا جائے۔

سنئے امام بیہقی محدث رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شعب الایمان کے حوالے سے مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ عید والے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں میں اپنے روزہ گذار بندوں کی وجہ سے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ فرشتو! بتلاؤ جب کوئی اجیر پر رکھا ہوا شخص اپنا کام پورا کرلے تو اس کا بدلہ کیا ہونا چاہیے؟ وہ کہتے ہیں اے اللہ تعالیٰ اے ہمارے پروردگار اس کا بدلہ یہ ہے کہ اُسے کامل اجرت اور ثواب دیا جائے جناب باری تعالیٰ سبحانہٗ فرماتا ہے اے میرے فرشتو میرے بندوں نے اور میری لونڈیوں نے میرا فریضہ جو اُن پر تھا ادا کیا پھر وہ سب کے سب گڑگڑا کر عاجزی سے دعائیں کرتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے ہیں (یعنی عیدگاہ کے میدان میں آگئے ہیں) مجھے اپنی عزت کی قسم مجھے اپنے جلال کی قسم مجھے اپنے کرم کی قسم مجھے اپنی بلندیِ مکان کی قسم میں ان سب کی دعائیں قبول فرماؤں گا جاؤ لوٹ جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا تمہاری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا۔ الخ

اس حدیث میں لفظ عِبَادِیْ وَاِمَائِیْ ہیں یعنی میرے غلام اور میری لونڈیاں پس خود جنابِ باری ارحم الراحمین عورتوں کا عیدگاہ میں موجود ہونا فرشتوں میں بیان فرماتا ہے ان کے اور مردوں کے اس مجمع پر فرشتوں میں فخر کرتا ہے لیکن ہمارے زمانے کے

علما عورتوں کو روک رہے ہیں یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللّٰہِ کیا میں اسقدر حدیثیں سنانے کے بعد اپنے مسلمان بھائیوں سے اتنی سی امید بھی نہ رکھوں کہ وہ اب سے اس مؤکدہ سنت اس فعل رسول اس قول رسول بلکہ قول خدا کی عزت کریں گے اور اس کے خلاف زبان کھولنے میں خدا رسول کی بے ادبی خیال کرینگے۔ اس واجب پر جس پر خدا کے پیغمبر کا عمل رہا ہے خود بھی عمل پیرا ہوں گے وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ان کے علاوہ اور کئی ایک مرفوع حدیثیں ہیں جن کی اس مختصر میں گنجائش نہیں +

آثارِ صحابہؓ و تابعینؒ و اقوالِ ائمہ دینؒ ملاحظہ ہوں

قَالَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حَقٌّ عَلٰی کُلِّ ذَاتِ نِطَاقٍ الْخُرُوْجُ اِلَی الْعِیْدَیْنِ (رواہ ابن ابی شیبہ) یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک عورت پر عیدین میں عیدگاہ جانا واجب ہے۔ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حَقٌّ عَلٰی کُلِّ ذَاتِ نِطَاقٍ اَنْ تَخْرُجَ اِلَی الْعِیْدَیْنِ (رواہ ابوبکر فی مصنفہ) یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک عورت پر جس کے پاس چادر ہو عیدگاہ میں جانا واجب ہے۔ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یُخْرِجُ اِلَی الْعِیْدَیْنِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْ اَھْلِہٖ (ابن ابی شیبہ) یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تمام عورتوں اور بال بچوں کو عیدین میں عیدگاہ لیجایا کرتے تھے سوائے بے طاقت اہل کے۔ بلکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس مسئلے پر تمام صحابہ کا اجماع نقل کرتے ہیں۔ حیث قال۔ لَمْ یَثْبُتْ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ مُخَالَفَتُھَا فِیْ ذَالِکَ۔ یعنی تمام صحابہ میں سے ایک سے بھی اس مسئلہ میں خلاف ثابت نہیں۔ قُلْتُ لِعَطَآءٍ اَحَقًّا عَلَی الْاِمَامِ الْاٰنَ اَنْ یَّاْتِیَ النِّسَآءَ حِیْنَ یَفْرُغُ فَیُذَکِّرُھُنَّ قَالَ اِیْ لِعَمْرِیْ اِنَّ ذَالِکَ لَحَقٌّ عَلَیْھِمْ (صحیح مسلم) یعنی حضرت ابن جریج نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ تابعی سے سوال کیا کہ کیا آجکل بھی امام کے ذمے ضروری ہے کہ مردوں کو خطبہ سنا کر پھر عورتوں کے پاس آکر انھیں خطبہ سنائے؟ انھوں نے کہا ہاں ہاں یہ اُن پر واجب ہے۔ اس سے واضح ہے کہ حضرت عطاء کے نزدیک ان کے زمانے میں بھی عورتیں عیدگاہ جایا کرتی تھیں اور ان کا خود کا فتویٰ

بھی یہی تھا۔ کیونکہ خطبہ تب ہی سنایا جائیگا جب عورتیں آئیں اگر پرے سے عورتوں کا آنا ہی ممنوع ہے تو پھر خطبہ سنانے کے کیا معنی۔ اِنَّ عَلْقَمَۃَ وَالْاَسْوَدَ کَانَ یُخْرِجُ اَھْلَہٗ فِی الْعِیْدَیْنِ (رواہ ابن ابی شیبۃ) یعنی حضرت علقمہ اور اسود (تابعی) دونوں اپنی عورتوں کو عیدگاہ لیجایا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام جرجانی اور ابن حامد بھی عورتوں کو عیدگاہ لیجانا مستحب بتلاتے ہیں امام شافعیؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ قَدْ رَوَی الْبَیْھَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَۃِ عَنِ الرَّبِیْعِ قَالَ قَالَ الشَّافِعِیُّ قَدْ رُوِیَ حَدِیْثٌ فِیْہِ اَنَّ النِّسَآءَ یُتْرَکْنَ اِلَی الْعِیْدَیْنِ فَاِنْ کَانَ ثَابِتًا قُلْتُ بِہٖ قَالَ الْبَیْھَقِیُّ قَدْ ثَبَتَ وَاَخْرَجَہُ الشَّیْخَانِ یَعْنِیْ حَدِیْثَ اُمِّ عَطِیَّۃَ ھٰذَا فَیَلْزَمُ الشَّافِعِیَّۃَ الْقَوْلُ بِہٖ۔ یعنی بیہقی نے معرفت میں حضرت ربیع سے روایت کی ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا ایک حدیث عورتوں کے عیدین میں جانے کی بابت آئی ہے اگر وہ صحیح ہے تو میرا بھی یہی مذہب ہے امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ وہ حدیث صحیح ہے اور بخاری مسلم میں بروایت ام عطیہ موجود ہے پس امام شافعیؒ اور شافعیوں کا مذہب یہی ہوا۔ بلکہ عینی شرح کنز میں ہے۔ وَلَا یَحْضُرْنَ اَیِ النِّسَآءُ سَوَآءٌ کُنَّ شَوَابَّ اَوْ عَجَائِزَ الْجَمَاعَاتِ لِظُھُوْرِ الْفَسَادِ وَعِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ لِلْعَجُوْزِ اَنْ تَخْرُجَ لِلْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ وَعِنْدَھُمَا فِی الْکُلِّ وَبِہٖ قَالَتِ الثَّلَاثَۃُ (الی ان قال) وَیَدْخُلُ فِیْ قَوْلِہٖ الْجَمَاعَاتِ الْجُمُعُ وَالْاَعْیَادُ وَالْاِسْتِسْقَآءُ وَمَجَالِسُ الْوَعْظِ۔ یعنی عورتیں چاہے جوان ہوں یا بڑھیا جماعتوں میں حاضر نہ ہوا کریں بسبب ظہور فساد کے۔ اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک عجائز عورتوں کا فجر مغرب اور عشاء کی نماز میں نکلنا جائز ہے اور محمدؒ اور ابو یوسف کے نزدیک پانچوں نمازوں میں اور امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور جماعت میں داخل ہے جمعہ عید استسقاء اور مجلس وعظ بھی۔ پس ثابت ہوا کہ ان پانچوں کے نزدیک عجائز عورتوں کا عیدین نماز پنجوقتہ اور مجالس وعظ اور جمعہ میں آنا جائز ہے۔ امام نوویؒ شرح صحیح مسلم میں حضرت عطاءؒ کے قول کی بابت لکھتے ہیں۔ فَالَّذِیْ قَالَہٗ عَطَآءٌ ھُوَ الصَّوَابُ وَالسُّنَّۃُ الْاٰنَ وَفِیْ کُلِّ الْاَزْمَانِ یعنی حضرت عطاءؒ کا جو فتویٰ ہے (کہ عورتیں عیدگاہ جائیں اور امام انھیں الگ وعظ کہے) یہ بہت ٹھیک ہے اور یہی سنت طریقہ ہے اب بھی اور ہمیشہ ہمیشہ تک۔

بیٹے سے مرتے دم تک کلام نہ کیا۔ اگر آج وہ زندہ ہوتے اور یہ باتیں ان کے سامنے ہوتیں تو خدا جانے کیا کچھ نہ کر گذرتے۔ ۴ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ نَامَ النِّسَاءُ وَ الصِّبْيَانُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ (رواہ البخاری) یعنی حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں بہت دیر لگا دی آخر حضرت عمر رض نے آپ کو آواز دی اور کہا کہ بہت دیر ہوئی عورتوں اور بچوں کو نیند آگئی پھر آپ آئے اور نماز پڑھائی۔ ۵ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النِّسَاءَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ اِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ قُمْنَ وَ ثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَاِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ (بخاری) یعنی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں فرض نماز سے سلام پھیرتے ہی چلی جاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اور لوگ جب تک خدا چاہتا بیٹھے رہتے پھر جب آپ اٹھتے تو لوگ بھی آپ کے ہمراہ کھڑے ہو جاتے۔ ۶ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ (رواہ البخاری وغیرہ) یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تھے اور عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی اپنے گھروں کو جاتی تھیں مگر اندھیرے کے سبب پہچانی نہ جاتی تھیں۔ ۷ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا۔ رواہ ابن ماجہ۔ یعنی عورتوں کی آخری صف اچھی اور اول بری ہے اور مردوں کی اول اچھی اور آخری بری ہے۔ ۸ اور صحیح مسلم میں حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ میں نے لوگوں کو

دیکھا نماز کی حالت میں وہ کپڑوں کی قلت کے باعث اپنے تہمدوں کو اپنی گردن پر بچوں کی طرح گرہ دے لیا کرتے تھے۔ کسی نے عورتوں سے کہا کہ جب تک مرد سجدے سے سیدھے کھڑے نہ ہولیں تب تک تم سجدے سے سر نہ اٹھایا کرو۔ (خیال کرنے کی جگہ ہے کہ مردوں کے پاس کپڑے نہیں نماز کی حالت میں بدن کھلجانے کا اندیشہ ہے۔ عورتوں کو یوں تو کہدیا جاتا ہے کہ تم ان کے سیدھا کھڑے ہونے کے بعد سر اُٹھاؤ مگر یہ نہیں کہا جاتا کہ تم آج کل مساجد میں آنا موقوف کردو) ہم بلاشک وشبہ اس بات کو مانتے ہیں کہ عورتوں کا گھروں میں نماز پڑھنا افضل ہے لیکن مسجدوں میں آنا ان کے لئے جائز ہے اس شرعی اجازت اور اس دینی جواز سے جو روکے وہ خدا رسولؐ کا مخالف ہے ! ۹ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَاخَیْرَ فِیْ جَمَاعَۃِ النِّسَاءِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ (یعنی مسجد میں (نمازوں کے لئے) جمع ہونے . . . . کے علاوہ عورتوں کے اور کسی موقعہ کے اجتماع میں خیر نہیں۔ ۱۰ حضرت عمرو بن سلمہؓ کا بیان ہے کہ آباد راستے پر ہمارا کنواں تھا جہاں قافلوں کی اکثر آمد رفت رہا کرتی تھی جو لوگ گذرتے اُن سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کیا کرتے اور دیگر لوگوں کے بھی، بہت سے لوگوں کی زبانی حضورؐ پر نازل شدہ قرآن بھی میں سنتا اور اسے حفظ کرلیتا اس لئے کہ قرآن کے الفاظ سے میرے دل میں سرور اور میرے سینے میں نور پیدا ہوتا تھا۔ عام طور پر عربوں میں یہ بات پختہ ہوگئی تھی کہ حضورؐ سے آپ کی قوم الجھی ہوئی ہے اگر آپ سچے نبی نہ ہوئے تو آپ کا ان کے ہاتھوں سے بچ رہنا محال ہے اور اگر سچے ہوئے تو آپ ان پر غالب آجائیں گے چنانچہ مکہ کے فتح ہوتے ہی قبیلے کے قبیلے اسلام میں داخل ہونے شروع ہوگئے۔ میرے والد بھی اپنی قوم میں سے سبقت کرکے گئے اور مشرف بہ اسلام ہوکر واپس آئے اور فرمانے لگے واللہ میں خدا کے سچے رسولؐ کے پاس سے آیا ہوں آپ کا حکم ہے کہ فلاں نماز فلاں وقت پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت جب نماز کا وقت آجائے تو ایک شخص اذان کہے اور جو زیادہ قرآن والا ہو وہ امامت کرائے۔ اب جو دیکھا تو مجھ سے زیادہ قرآن والا کوئی نہ تھا کیونکہ میں تو بہت پہلے ہی سے قافلے والوں سے سنا کرتا تھا اور یاد کیا کرتا تھا چنانچہ سب نے

بیٹے سے مرتے دم تک کلام نہ کیا۔ اگر آج وہ زندہ ہوتے اور یہ باتیں ان کے سامنے ہوتیں تو خدا جانے کیا کچھ نہ کر گذرتے۔ ۴ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ نَامَ النِّسَاءُ وَ الصِّبْيَانُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ (رواہ البخاری) یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں بہت دیر لگا دی آخر حضرت عمرؓ نے آپ کو آواز دی اور کہا کہ بہت دیر ہوگئی عورتوں اور بچوں کو نیند آگئی پھر آپ آئے اور نماز پڑھائی۔ ۵ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النِّسَاءَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ اِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ قُمْنَ وَ ثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَاِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ (بخاری) یعنی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں فرض نماز سے سلام پھیرتے ہی چلی جاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اور لوگ جب تک خدا چاہتا بیٹھے رہتے پھر جب آپ اٹھتے تو لوگ بھی آپ کے ہمراہ کھڑے ہوجاتے۔ ۶ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ (رواہ البخاری وغیرہ) یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تھے اور عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی اپنے گھروں کو جاتی تھیں مگر اندھیرے کے سبب پہچانی نہ جاتی تھیں۔ ۷ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا۔ رواہ ابن ماجہ۔ یعنی عورتوں کی آخری صف اچھی اور اول بری ہے اور مردوں کی اول اچھی اور آخری بری ہے۔ ۸ اور صحیح مسلم میں حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ میں نے لوگوں کو

دیکھا نماز کی حالت میں وہ کپڑوں کی قلت کے باعث اپنے تہمدوں کو اپنی گردن پر بچوں کی طرح گرہ دے لیا کرتے تھے۔ کسی نے عورتوں سے کہا کہ جب تک مرد سجدے سے سیدھے کھڑے نہ ہولیں تب تک تم سجدے سے سر نہ اٹھایا کرو۔ (خیال کرنے کی جگہ ہے کہ مردوں کے پاس کپڑے نہیں نماز کی حالت میں بدن کھلجانے کا اندیشہ ہے۔ عورتوں کو یوں تو کہدیا جاتا ہے کہ تم ان کے سیدھا کھڑے ہونے کے بعد سر اٹھاؤ مگر یہ نہیں کہا جاتا کہ تم آج کل مساجد میں آنا موقوف کردو) ہم بلاشک وشبہ اس بات کو مانتے ہیں کہ عورتوں کا گھروں میں نماز پڑھنا افضل ہے لیکن مسجدوں میں آنا ان کے لئے جائز ہے اس شرعی اجازت اور اس دینی جواز سے جو روکے وہ خدا رسولؐ کا مخالف ہے ۔ ۹ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا خَيْرَ فِي جَمَاعَةِ النِّسَاءِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ (یعنی مجد میں (نمازوں کے لئے) جمع ہونے .... کے علاوہ عورتوں کے اور کسی موقعہ کے اجتماع میں خیر نہیں۔ ۱۰ حضرت عمرو بن سلمہؓ کا بیان ہے کہ آباد راستے پر ہمارا کنواں تھا جہاں قافلوں کی اکثر آمد رفت رہا کرتی تھی جو لوگ گذرتے اُن سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کیا کرتے اور دیگر لوگوں کے بھی، بہت سے لوگوں کی زبانی حضورؐ پر نازل شدہ قرآن بھی میں سنتا اور اسے حفظ کرلیتا اس لئے کہ قرآن کے الفاظ سے میرے دل میں سرور اور میرے سینے میں نور پیدا ہوتا تھا۔ عام طور پر عربوں میں یہ بات پختہ ہوگئی تھی کہ حضورؐ سے آپ کی قوم الجھی ہوئی ہے اگر آپ سچے نبی نہ ہوئے تو آپ کا ان کے ہاتھوں سے بچ رہنا محال ہے اور اگر سچے ہوئے تو آپ ان پر غالب آجائیں گے چنانچہ مکہ کے فتح ہوتے ہی قبیلے کے قبیلے اسلام میں داخل ہونے شروع ہوگئے۔ میرے والد بھی اپنی قوم میں سے سبقت کرکے گئے اور مشرف بہ اسلام ہوکر واپس آئے اور فرمانے لگے واللہ میں خدا کے سچے رسولؐ کے پاس سے آیا ہوں آپ کا حکم ہے کہ فلاں نماز فلاں وقت پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت جب نماز کا وقت آجائے تو ایک شخص اذان کہے اور جو زیادہ قرآن والا ہو وہ امامت کرائے۔ اب جو دیکھا تو مجھ سے زیادہ قرآن والا کوئی نہ تھا کیونکہ میں تو بہت پہلے ہی سے قافلے والوں سے سنا کرتا تھا اور یاد کیا کرتا تھا چنانچہ سب نے

ملکر مجھے امام بنا دیا میری عمر اُس وقت چھ سال کی تھی جو چادر میرے اوڑھنے کی تھی وہ ذرا چھوٹی تھی تو سجدے کی حالت میں بہت اونچی ہو جایا کرتی تھی اس پر قبیلے کی ایک عورت نے کہا کہ اپنے امام کی ہماری نگاہوں سے پوری ستر پوشی کیوں نہیں کرتے؟ چنانچہ لوگوں نے کپڑا خرید کر مجھے ایک پیراہن بنا دیا جس سے میں بہت ہی خوش ہوا (بخاری) ملاحظہ فرمائیے کہ عورتیں نمازیں مسجدوں میں آیا کرتی تھیں اور اور ایسے وقت بھی جبکہ مسلمانوں کی حالت تنگ تھی (بخاری) ۱۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنِّیْ لَا اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَّلَا جُنُبٍ یعنی حائضہ عورت اور جنبی شخص کے لئے میں مسجد میں آنا جائز نہیں رکھتا۔ (ابوداؤد)۔ پس ثابت ہوا کہ اس حالت سے فارغ ہو کر عورتوں کے لئے مسجد میں آنا جائز ہے ۱۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نماز پڑھانے کو کھڑا ہوتا ہوں میرا ارادہ ہوتا ہے کہ لمبی نماز پڑھوں لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز جب میرے کان میں پڑتی ہے تو میں اپنی نماز ہلکی کر دیتا ہوں اس لئے کہ اس کی ماں کی تکلیف مجھ پر بھاری پڑتی ہے۔ بارہ حدیثیں عید میں عورتوں کے آنے کے بارے میں میں نقل کر دی ہیں یہاں بھی یہ درجن بھر حدیثیں کافی ہیں۔

مسلمان بھائیو! کان کھول کر اپنے نبی نبیوں کے سرتاج مخلوق کے افضل اللہ کے سچے رسول کی آواز سن لو فرماتے ہیں ۱۳ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰہِ الْمَسَاجِدَ (احمد) اللہ کی لونڈیوں کو یعنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو۔ پھر تمہارے ملا مولوی کہتے ہیں کہ انھیں روکو۔ اب ایمان سے بتلاؤ کہ تقاضائے ایمان کیا ہے آوازِ رسول کو ماننا یا صدائے مولوی کو؟ سنو اور گوشِ دل سے سنو۔ ۱۴ امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ بادشاہ وقت کی بیگم صاحبہ حضرت عاتکہ بنتِ زید مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کو جایا کرتی تھیں آپ بادشاہ ہیں آپ بڑی غیرت کے مالک ہیں لیکن چونکہ یہ فرمانِ رسول کان میں پڑ چکا ہے اس لئے منع نہیں کر سکتے نہ کرتے ہیں (احمد) ۱۵۔ حضرت انسؓ سے سوال ہوتا ہے کہ کیا بڑھیا عورتیں جماعت سے نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں آ کر حضورؐ کی اقتدا میں پڑھا کرتی تھیں؟ آپ جواب دیتے ہیں کہ نَعَمْ وَالشَّوَابُّ یعنی بلکہ جوان عورتیں بھی۔ (طبرانی)۔ ان کے علاوہ اور بھی نہایت صحیح اور بکثرت

حدیثیں ہیں بخوف تطویل چھوڑ دی گئیں۔ مندرجہ بالا احادیث سے واضح طور پر ثابت ہے کہ عورتیں مساجد میں نمازوں کے وقت آیا کرتی تھیں۔ جمعہ اور غیر جمعہ سب میں بلکہ یہانتک مروی ہے کہ حضرت ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان فرماتی ہیں ۱۶ مَا اَخَذْتُ قَ اِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ ھَا کُلَّ جُمُعَۃٍ عَلَی الْمِنْبَرِ اِذَا خَطَبَ النَّاسَ (رواہ مسلم) کہ رسول اللہ صلعم چونکہ ہر جمعہ میں منبر پر خطبہ کے وقت سورۂ قٓ پڑھا کرتے تھے تو میں نے صرف آپ سے سن سن کر ساری سورت یاد کر لی۔ اور یہی دستور آپ کے بعد بھی جاری رہا۔ ۱۷ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّھُمْ کَانُوْا یَاْتُوْنَ بِاَعْلَی الْوَادِیْ ھُوَدَا بُوْہُ وَعُبَیْدُ بْنُ عُمَیْرٍ وَّالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَۃَ وَنَاسٌ کَثِیْرٌ فَیَؤُمُّھُمْ اَبُوْعَمْرٍو وَمَوْلٰی عَائِشَۃَ (رواہ الشافعی) یعنی حضرت ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ اعلی وادی سے حضرت عائشہؓ کے پاس آیا کرتے تھے ابن ابی ملیکہ اور ان کے والد اور عبید بن عمیر اور مسور بن مخرمہ اور بہت سارے آدمی۔ اور حضرت عائشہ کا غلام ابو عمرو (ذکوان) ان سب کی مع عائشہؓ امامت کراتے تھے۔ حضرت عائشہؓ بھی اس نماز میں شریک ہوتی تھیں ملاحظہ ہو صحیح بخاری۔ ۱۸ قیام اللیل میں ہے کہ ماہِ رمضان المبارک میں حضرت اُبی بن کعبؓ کے پیچھے عورتوں نے آٹھ رکعت تراویح کی نماز باجماعت ادا کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا۔ اس سے بڑھ کر لیجئے بیہقی میں روایت ہے ۱۹ عَنْ عُرْفُجَۃَ قَالَ کَانَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ یَاْمُرُ النَّاسَ بِقِیَامِ شَھْرِ رَمَضَانَ وَیَجْعَلُ لِلرِّجَالِ اِمَامًا وَّلِلنِّسَاءِ اِمَامًا قَالَ عُرْفُجَۃُ فَکُنْتُ اَنَا اِمَامَ النِّسَاءِ۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ لوگوں کو قیامِ رمضان کا حکم دیتے اور آپؓ نے دو امام مقرر کر رکھے تھے ایک تو مردوں کو نماز پڑھاتا تھا دوسرا عورتوں کو حضرت عرفجہ کہتے ہیں عورتوں کا امام میں تھا ثابت ہوا کہ خلفائے اربعہ کے زمانے میں بھی یہ سنت جاری رہی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی مسلمانوں کا اسی پر تعامل رہا۔ ابوداؤد میں ہے ۲۰ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰی اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ ہ یعنی حضرت عمر بن خطابؓ نے رمضان کے مہینے میں حضرت ابی بن کعب کو امام بنایا تھا وہ مردوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ اس کی تحت میں عون المعبود میں تحریر ہے وَاَمَّا النِّسَاءُ

فَجَمَعَهُنَّ عَلٰی سُلَیْمَانَ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کا امام حضرت سلیمان بن ابو حثمہ کو بنایا تھا۔ پس خلفاء راشدین کے زمانے میں بھی یہ سنت جاری رہی۔ اور واقعہ لیجئے اس کے بھی بعد کا صحیح بخاری میں ہے وَکَانَ النِّسَاءُ یَکْتُبْنَ خَلْفَ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ لَیَالِیَ التَّشْرِیْقِ مَعَ الرِّجَالِ فِی الْمَسْجِدِ یعنی حضرت عثمان بن عفان رضؓ کے صاحبزادے حضرت ابانؒ اور خلیفۂ وقت حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے پیچھے مردوں کے ساتھ ساتھ مسجدوں میں ایام تشریق کی راتوں میں عورتیں بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا کرتی تھیں۔

مسجدوں میں عورتوں کے آنیکے اقوالِ ائمہ و بزرگان

اور اگر ان سب سے تشفی نہ ہوئی ہو تو لیجئے فقہ کی عبارتیں سنئے! کنز وغیرہ میں ہے وَیَصُفُّ الرِّجَالُ ثُمَّ الصِّبْیَانُ ثُمَّ الْخُنَاثٰی ثُمَّ النِّسَاءُ یعنی پہلے مردوں کی صف ہونی چاہیے اس کے بعد لڑکوں کی اس کے بعد خنثوں کی پھر عورتوں کی (اگر عورتوں کا مساجد میں آنا ہی حرام ہے تو پھر ان کی صف کیسی) ردالمحتار میں ہے وَلَا جُمُعَةَ عَلَیْهَا لٰکِنْ تَنْعَقِدُ بِهَا یعنی جمعہ عورتوں کے ذمے فرض تو نہیں مگر ان کے ساتھ پڑھ لینے سے صحیح ہو جاتا ہے۔ اور عینی شرح کنز میں ہے فَاِنْ نَفَرُوْا اَیِ الْجَمَاعَةُ اَیْ هَرَبُوْا قَبْلَ سُجُوْدِهٖ اَیْ سُجُوْدِ الْاِمَامِ وَذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ اَحْرَمُوْا مَعَهٗ بَطَلَتِ الْجُمُعَةُ (الی ان قال) وَلَا یُعْتَبَرُ بَقَاءُ النِّسَاءِ وَالصِّبْیَانِ یعنی اگر جمعے کے دن لوگ امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ میں شامل ہوں اور پھر سجدہ کرنے سے پہلے بھاگ جائیں تو جمعہ باطل ہو جائیگا۔ اور عورتوں اور بچوں کے باقی رہنے کا کوئی اعتبار نہیں (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر عورتیں جمعہ میں آئیں تو جائز ہے کیونکہ اگر انھیں جماعات میں آنا ہی سرے سے ممنوع ہے تو پھر باقی کیسے رہیں گی) اور شرح کنز کی عبارت پہلے گذری کہ امام احمد بن حنبلؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ اور حضرت ابو یوسفؒ اور محمدؒ کے نزدیک عجائز عورتوں کا جماعات میں شامل ہونا درست جائز ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بھی مغرب عشاء اور فجر کی نمازیں آنا جائز ہے۔ درمختار میں ہے اَمَّا اِذَا کَانَ مَعَهُنَّ وَاحِدٌ مِّمَّنْ ذُکِرَ

اَوْ اَمَّهُنَّ فِی الْمَسْجِدِ لَا یُکْرَهُ ۔ یعنی جب عورتوں کے ساتھ مذکورین میں سے کوئی ہو یا ان کی امامت مسجد میں کرائے تو درست جائز ہے۔ اور روضۃ الندیہ میں ہے وَقَدْ کَانَتِ النِّسَاءُ تُصَلِّیْنَ خَلْفَهٗ صلعم فِیْ مَسْجِدِهٖ وَلَیْسَ فِیْ صَلٰوةِ النِّسَاءِ خَلْفَ الرِّجَالِ مَعَ الرِّجَالِ نِزَاعٌ اِنَّمَا الْخِلَافُ فِیْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ بِالنِّسَاءِ فَقَطْ وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ ذَالِكَ لَا یَصِحُّ فَعَلَیْهِ الدَّلِیْلُ ۔ یعنی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مسجد میں نماز پڑھا کرتی تھیں اور عورتیں مردوں کے ساتھ ہوں اور کوئی مرد امام ہو تو اس صورت میں کوئی نزاع نہیں بالاتفاق جائز ہے خلاف تو اس میں ہے کہ مرد فقط عورتوں کی امامت کرا سکتا ہے یا نہیں (اور ٹھیک بات یہ ہے کہ یہ بھی جائز ہے) جو شخص اُسے ناجائز بتلائے دلیل اس کے ذمے ہے۔ اور صاحب فتح القدیر کا مقولہ آگے گذرا کہ ان مواقع میں عورت اگر بغیر زیب و زینت کے اور خوشبو ملے جائے تو جائز ہے۔ اور طیبی شرح مشکوٰۃ میں بزیر حدیث حضرت بلال بن عبداللہ لکھتے ہیں۔ عَجِبْتُ مِمَّنْ یَتَشَبَّثُ بِالسُّنَّةِ وَاِذَا سَمِعَ مِنْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَهٗ رَأْیٌ رَجَّحَ رَأْیَهٗ عَلَیْهَا وَاَیُّ فَرْقٍ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْمُبْتَدِعِ اَمَا سَمِعَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ ۔ وَهَا هُوَ ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ مِنْ اَکَابِرِ الصَّحَابَةِ وَفُقَهَائِهَا کَیْفَ غَضِبَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَهَجَرَ ۔ یعنی مجھے اس شخص پر تعجب معلوم ہوتا ہے جو اپنے آپ کو سُنی کہلاتا ہے اور پھر سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رائے کو ترجیح دیتا ہے اُس شخص میں اور ایک گمراہ بدعتی شخص میں کیا فرق ہے کیا اُس نے نہیں سُنا کہ آپ نے فرمایا ہے جب تک تم اپنی رایوں اور اپنی خواہشوں کو میری باتوں کے ماتحت نہ کروگے تب تک مسلمان نہیں ہونے کے۔ دیکھو یہ ہیں ابن عمر بڑے جلیل القدر اور زبردست فقیہہ اور پھر صحابی۔ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر کیسے غضبناک ہوئے۔ اور بات چیت تک موقوف کردی اور لکھتے ہیں هٰذَا دَلِیْلٌ قَوِیٌّ لَا مَزِیْدَ عَلَیْهِ فِی الْبَابِ ۔ کہ عورتوں کو مساجد میں جانا درست ہے اس بارے میں اس حدیث سے زیادہ مضبوط اور قوی دلیل اور کیا ہوگی؟ مسلمان بھائیو عورتوں کے عیدگاہ میں جانے کی پنج وقتہ اور جمعہ کی نماز کیلئے مسجد میں آنے کی اتنی صاف صریح اور صحیح حدیثیں وغیرہ

سنکر بھی جو شخص اب بھی انھیں مسجدوں سے روکے اُسے یہ فرمانِ خدا سنا دو وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ سب سے بڑا ظالم و جابر وہ ہے جو مسجدوں میں نامِ خدا کے ذکر کو روکے۔ اور انھیں اجاڑ رکھنے کا ساعی بنے یہ تو ڈرتے ہوئے ہی آئیں ان کے لئے دنیا کی بھی رسوائی ہے اور انہی کے لئے آخرت کا بڑا عذاب بھی مخصوص ہے۔ اللھم احفظنا

وعظ کی مجلس میں عورتوں کے جانیکے دلائل

اور اسی طرح مجالسِ وعظ میں بھی نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانے میں عورتیں شامل رہا کرتی تھیں۔ چنانچہ عیدین کے بارے میں حدیثیں گذریں کہ آپ کے وعظ میں عورتیں بھی شامل تھیں۔ اور حضرت عطار کا فرمان بھی گذرا کہ اب بھی امام کو چاہیے کہ عورتوں کو وعظ سنائے اور اس کے نیچے امام نووی کا قول بھی گذرا کہ اب ہمارے زمانے میں اور ہمیشہ تک یہی حکم ہے اور یہی سنت طریقہ ہے اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے صحیح بخاری وغیرہ کتبِ حدیث میں ہے کہ عورتوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ کوئی ایسا وقت مقرر کیجئے کہ جس میں ہمیں وعظ سنائیں آپ نے منظور فرمایا۔ اور حسبِ وعدہ وہاں جاکر وعظ کہا جس میں آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جس کسی عورت کے تین نابالغ بچے مرجائیں تو وہ اُس کے لئے جہنم سے حجاب بن جائیں گے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ اگر دو ہوں آپ نے فرمایا دو بھی۔ دیکھئے اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وعظ میں بھی مرد تھے۔ جن میں کے ایک حضرت ابو سعید خدریؓ راویِ حدیث ہیں۔ کتبِ حدیث میں بکثرت ایسی حدیثیں موجود ہیں کہ آپ نے مردوں اور عورتوں کے مجمع میں وعظ فرمایا عورتیں آپ سے مجمع میں ہی سوال کرتی تھیں آپ جواب دیتے تھے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ اثنارِ وعظ میں عورتوں نے آپ سے مسائل دریافت کئے اور آپ نے جواب دیئے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے وعظ میں بیان فرمایا کہ جو میاں بیوی آپس میں ہم بستر ہوں اور پھر اپنے راز دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کریں وہ بے شرمی میں شیطان جیسے ہیں کہ وہ شیطانیہ سے علانیہ راہ میں صحبت کرتا ہے۔ وعظ سننے والی عورتوں میں سے ایک کھڑی ہوئی اور اُس نے کہا

کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مردوں اور عورتوں میں سے کم ایسے ہیں جو اس عیب سے محفوظ ہوں۔ بلکہ میدانِ حج میں ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں عورتیں آپ سے مسائل دریافت کرتی تھیں اور آپ بیان فرماتے تھے چنانچہ ترمذی میں ایک طویل حدیث میں ہے۔ اِسْتَفْتَتْهُ جَارِيَةٌ شَابَّةٌ مِّنْ خَثْعَمَ فَقَالَتْ اِنَّ اَبِیْ شَیْخٌ کَبِیْرٌ قَدْ اَدْرَکَتْهُ فَرِیْضَةُ اللّٰهِ فِی الْحَجِّ اَفَیُجْزِیُٔ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ قَالَ حُجِّیْ عَنْ اَبِیْكِ قَالَ وَلَوَیٰ عُنُقَ الْفَضْلِ فَقَالَ الْعَبَّاسُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ لَوَیْتَ عُنُقَ ابْنِ عَمِّكَ قَالَ رَاَیْتُ شَابًّا وَّشَابَّةً فَلَمْ اٰمَنِ الشَّیْطَانَ عَلَیْهِمَا الخ یعنی ایک جوان عورت نے میدانِ حج میں آپ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ بوڑھا بڑا ہے اور اس پر حج اب فرض ہوگیا ہے۔ کیا میں اُس کی طرف سے حج کرلوں تو ادا ہوجائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں اور آپ نے حضرت فضلؓ کی گردن (چونکہ وہ اُس کی طرف دیکھ رہے تھے) اپنی طرف پھیرلی حضرت عباسؓ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کی گردن کیوں پھیرلی آپ نے فرمایا یہ جوان مرد ہے اور وہ جوان عورت ہے مجھے خوف معلوم ہوا۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں۔ رَفَعَتْ اِمْرَأَةٌ صَبِیًّا لَهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ ایک عورت نے اپنے چھوٹے بچے کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا اور آپ سے سوال کیا کہ کیا اس کے لئے حج ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اور تیرے لئے اجر ہے۔ سب سے زیادہ واضح اور آپ کے بعد کا واقعہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ کہا اور اپنے خطبہ میں لوگوں کو زیادہ بڑے بڑے مہر مقرر کرنے سے منع فرمایا۔ فَقَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ لَهٗ لَیْسَ ذَالِكَ لَكَ یَا عُمَرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا الخ فَقَالَ اِنَّ امْرَأَةً خَاصَمَتْ عُمَرَ فَخَصَمَتْهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَقَالَ اِمْرَأَةٌ اَصَابَتْ وَرَجُلٌ اَخْطَاَ یعنی وعظ سننے والی عورتوں میں سے ایک نے کھڑے ہوکر کہا کہ آپ کو یہ کہنا مناسب نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے عورتوں کو مہر میں خزانہ کا خزانہ دے رکھا ہو تو بھی اُس

میں سے کچھ واپس نہ لو۔ تب آپ کو خیال آیا اور اپنی غلطی قبول کی اور فرمایا کہ ایک عورت عمر سے جھگڑی اور وہ بھی غالب آگئی۔ عورت نے ٹھیک بات کہی اور مرد نے خطا کی۔ پس ثابت ہوا کہ آپؐ کے زمانے میں اور اسی طرح خلفاء راشدینؓ کے زمانے میں عورتیں وعظ وغیرہ میں آیا کرتی تھیں۔ ایسے کئی ایک اور واقعات بھی ہیں امام نووی شرح صحیح مسلم میں (وَیَشْهَدْنَ الْخَیْرَ کی شرح میں) لکھتے ہیں۔ فِیْهِ اسْتِحْبَابُ حُضُوْرِ مَجَامِعِ الْخَیْرِ وَدُعَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ وَحَلْقَ الذِّکْرِ وَ الْعِلْمِ وَنَحْوِ ذٰلِکَ ۔ یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خیر کے مجمعوں اور مسلمانوں کی دعاؤں اور ذکر اور وعظ کی مجلسوں میں عورتوں کا آنا مستحب ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں وَفِیْهِ اَنَّ الْحَائِضَ لَا تَهْجُرُ ذِکْرَ اللّٰهِ وَلَا مَوَاطِنَ الْخَیْرِ لِمَجَالِسِ الْعِلْمِ وَالذِّکْرِ سِوَی الْمَسَاجِدِ ۔ یعنی اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ حائضہ عورتیں اللہ کے ذکر اور اچھی اور نیک مجلسوں سے نہ روکی جائیں مثلاً وعظ کی مجلس یا ذکر کی مگر مسجدوں کے سوا ہو۔ اور صاحب فتح القدیر کا مقولہ عیدین کے بارے میں پہلے گذرا۔ کہ اُن کے نزدیک بھی جائز ہے۔ اس شرط پر کہ عورت بناؤ سنگار کر کے یا خوشبو مل کر نہ جائے۔ اور اسی طرح شرح کنز کی عبارت بھی گذری کہ امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور حضرت محمدؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک بھی یہ جائز ہے۔ بحمداللہ بدلائل بیّنہ و واضحہ ثابت ہوگیا کہ عورتوں کو عیدین میں اور جمعہ میں اور خوفتہ جماعتوں میں اور مجالس وعظ میں جانا درست ہے ہاں سوا عیدین کے اُن پر تاکیدی حکم نہیں یعنی اگر وہ اپنے گھر میں پانچوں وقت نماز ادا کر لیا کریں تو اچھا ہے مگر مسجد میں جائیں تو بھی جائز ہے ۔

اب یہاں سے مولوی کفایت اللہ صاحب کے رسالے کی تردید شروع ہوتی ہے

اول تو یہ دیکھئے کہ سوال کچھ ہے جواب کچھ ہے۔ سوال میں مذکور ہے کہ عورتوں کا مجالس وعظ میں جانا جائز ہے یا نہیں بالخصوص ایسے وعظ کے جلسوں میں جن میں خوش الحانی سے اشعار پڑھے جاتے ہوں الخ۔ مولوی صاحب کو چاہئے تھا کہ اس سوال کا جواب اثبات یا نفی میں دیدیتے اُس کے دلائل نقل کر دیتے آپ نے اتنے پر

بس نہ کیا بلکہ عیدین پنج وقتہ جماعت وغیرہ سب کو اپنے جواب میں شامل کر لیا۔ سب سے اول دلیل جو لائے ہیں وہ حضرت عائشہ کا فرمان۔ لو ادرک رسول اللہ صلعم ما احدث النساء لمنعھن المساجد ہے یعنی اگر عورتوں کی ان حرکات کو جو انھوں نے اب اختیار کی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے تو انھیں مساجد میں آنے سے روک دیتے۔ اِس کا جواب ملاحظہ ہو۔ اول تو اس قول کو ممانعت کی دلیل بنانا بالکل فاش غلطی ہے دیکھئے حضرت امام بخاری علیہ الرحمتہ و دیگر محدثین اس کو باب خروج النساء الی المساجد میں لاتے ہیں۔ یعنی عورتوں کو مسجدوں میں جانا جائز ہے۔ حضرت عائشہؓ کے اِس فرمان سے عورتوں کا جانا ثابت ہوتا ہے نہ کہ نہ جانا کیونکہ وہ فرماتی ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہ نو پیدا کردہ کاموں کو دیکھتے تو منع فرما دیتے یہ بات مشعر ہے کہ آپ کے وقت میں عورتیں مساجد میں آیا کرتی تھیں اور حضرت عائشہؓ کے زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی یہی طریقہ جاری رہا۔ ہاں یہ خرابی پڑ گئی تھی کہ بعض بعض عورتیں بناؤ سنگار کر کے آتی تھیں اس پر حضرت عائشہ نے انکار کیا۔ دوسرے خود حضرت عائشہؓ سے ثابت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مردوں کے ہمراہ جماعت سے نماز پڑھا کرتی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں یہ روایت گذری کہ آپ کو آپ کا غلام ذکوان نماز پڑھایا کرتا تھا اور ابن ابی ملیکہ اور ان کے والد اور عبید بن عمیر اور مسور بن مخرمہ وغیرہ بہت سے لوگ دُور دراز سے آ کر اس جماعت میں شامل ہوتے تھے۔ اور دیکھئے بخاری مسلم وغیرہ میں ہے ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ ط یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ کی بیویاں اعتکاف کیا کرتی تھیں۔ اس میں کسی ایک کی بھی خصوصیت نہیں اور حضرت عائشہؓ صدیقہ بھی ازواجِ مطہرات میں شامل ہیں اور جب مسجد میں اعتکاف کئے ہوئے ہونگی تو لامحالہ نمازیں مسجد میں ہی ادا کرتی ہوں گی۔ اور حافظ ابن حجرؒ کا مقولہ جو آگے گذرا کہ صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی اس مسئلے میں خلاف نہیں اس میں بھی حضرت عائشہؓ آگئیں کیونکہ آپ بھی صحابیہ ہیں۔ اور ان سب سے زیادہ واضح لیجئے۔ إِنَّ عَائِشَةَ لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَتِ ادْخُلُوا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتَّى

اُصَلِّیَ عَلَیْہِ الخ رواہ مسلم۔ یعنی جب حضرت سعد بن وقاصؓ کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ ان کے جنازے کو مسجد میں لے آؤ تاکہ میں بھی نماز میں شامل رہوں۔ صاف ظاہر اور بدیہی امر ہے کہ حضرت عائشہؓ جماعت کے ساتھ مساجد میں جاکر عورتوں کے نماز پڑھنے کو مکروہ نہ جانتی تھیں بلکہ عورتوں کے ان نوایجاد کاموں کو بنظر حقارت دیکھتی تھیں۔ تیسرے اگر حضرت عائشہؓ کے قول کو انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو بہت ٹھیک اور بالکل عمدہ ہے آپ فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احداث کرنے والی عورتوں کے احداث کو ملاحظہ فرماتے تو انھیں مساجد میں آنے سے روک دیتے بالکل ٹھیک ہے یعنی ان احداث کرنیوالی عورتوں کو روک دیتے نہ کہ احداث نہ کرنے والیوں کو بھی منع فرما دیتے کَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ط چونکہ حضرت عائشہؓ اسکو ایک شرط کے ساتھ مشروط کرتی ہیں فرماتی ہیں اگر دیکھتے تو منع کر دیتے صاف بات ہے کہ نہ تو آپ نے دیکھا نہ منع فرمایا اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ۔ قَالَتْ لَوْ رَاٰی لَمَنَعَ فَیُقَالُ عَلَیْہِ لَمْ یَرَ وَلَمْ یَمْنَعْ فَاسْتَمَرَّ الْحُکْمُ عَلٰی مَا کَانَ عَلَیْہِ پس حکم وہ ہی باقی رہا جو تھا۔ اور قیامت تک یہی حکم باقی رہیگا۔ پنجم کیا اللہ تعالیٰ علام الغیوب کو بھی یہ خبر نہ تھی کہ آگے چلکر فساد کا زمانہ آئیگا اور اس وقت عورتوں کا نکلنا ٹھیک نہیں؟ اگر کہو خبر نہ تھی تو یہ صریح کفر ہے اور اگر جواب دیا جائے کہ تھی تو پھر کیا وجہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ہاتھ پر اپنے پسندیدہ دین کو ختم کر دیا اور آپ نے یہ نہ فرمایا کہ اتنی اتنی مدت تک یا ظہورِ فساد سے پہلے پہلے تو عورتیں جائیں اور بعد میں نہ جائیں۔ ششم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی عورتیں برابر نماز پنج وقتہ اور عیدین میں آیا کرتی تھیں چنانچہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور ان کے بعد عمر بن عبد العزیزؒ وغیرہ کے زمانے میں ہم نے بالتصریح ثابت کر دکھایا ہے جب نماز پنجگانہ میں وہ آتی تھیں تو کیسے ممکن ہے کہ عیدین میں نہ آتی ہوں کیونکہ بہ نسبت پنجوقتہ نمازوں کے عیدین کی بہت زیادہ تاکید ہے کما ثبت۔ ہفتم یہ حضرت عائشہؓ کا مقولہ ہے یعنی موقوف ہے اور حدیث موقوف حدیث مرفوع کے مقابلے میں حجت نہیں ہوا کرتی اگر اس کے وہ ہی غلط معنی مراد لئے جائیں جو آپ لے رہے ہیں تو یہ مخالف ہوگی حدیث

لَا تَمْنَعُوْا الخ کے۔ اور یہ اصول کا قاعدہ ہے کہ صحابی کا خواہ قول ہو خواہ فعل حدیث مرفوع کے مقابلے میں حجت نہیں اسپر تمام اصول کی کتابیں شاہد ہیں مقدمہ ترمذی میں ہے اَلْمَوْقُوْفُ وَھُوَ لَیْسَ بِحُجَّۃٍ عَلَی الْاَصَحِّ ۱؎ اور مقدمہ نووی شرح مسلم میں ہے فِیْہِ قَوْلَانِ لِلشَّافِعِیِّ وَھُمَا مَشْھُوْرَانِ الصَّحِیْحُ الْجَدِیْدُ اَنَّہٗ لَیْسَ بِحُجَّۃٍ ۲؎ یعنی امام شافعیؒ کا صحیح مشہور اور جدید قول یہ ہے کہ حدیث موقوف حجت نہیں۔ الیٰ غیر ذلک ۱۲

واللہ عجیب اندھیر ہے ایک وہ قول جو کسی طرح ان کے مفید مدعا نہیں اُسکو اصل بناکر اور اُسپر تفریعات ڈالکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ثابت شدہ مؤکدہ سنت سے لوگوں کو روکا جاتا ہے بلکہ اُسے حرام بتلایا ہے فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۱۲ اللہ تعالیٰ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ جو لوگ ہمارے رسولؐ کا خلاف کرتے ہیں وہ ڈرتے رہا کریں اِس بات سے کہ انھیں بڑا بھاری فتنہ پہنچے یا کوئی دردناک عذاب اُن پر نازل ہو۔

اِس بات کو بھی ناظرین ملحوظ خاطر رکھیں کہ جتنے لوگ اس سنت سے روکتے ہیں وہ سبب یہی بیان کرتے ہیں کہ چونکہ اس وقت زمانہ فساد کا ہے اسلئے عورتوں کو نہ جانا چاہئے۔ میں کہتا ہوں فسادِ زمانے کی انتہا کیا ہوگی یہی زنا۔ اور اجنبی مردوں کا غیر عورتوں کو دیکھنا۔ اگر باوجود اس فساد کے زمانۂ رسالت پناہی میں ہوتے ہوئے بھی آپ نے عورتوں کو مساجد وغیرہ میں آنے سے نہ روکا ہو تو پھر میں جانتا ہوں کسی مسلمان شخص کو چون وچرا کرنے کی گنجائش باقی نہ رہیگی۔ دیکھئے ترمذی میں ہے اَنَّ امْرَاَۃً خَرَجَتْ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُرِیْدُ الصَّلٰوۃَ فَتَلَقَّاھَا رَجُلٌ فَتَجَلَّلَھَا فَقَضٰی حَاجَتَہٗ مِنْھَا الخ یعنی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنے گھر سے مسجد میں نماز ادا کرنے کی غرض سے نکلی راستے میں ایک شخص نے اُسے پکڑ کر اُس سے زبردستی زنا کیا اور بھاگ گیا وہ عورت چیخنے چلانے لگی اتنے میں نصاریٰ کی ایک جماعت اتفاقاً وہاں سے نکلی اُس عورت نے بولا ہٹ میں ایک اور غیر شخص جارہا تھا اُس کی نسبت کہدیا کہ اُس نے میرے ساتھ جبراً زنا کیا ہے۔ لوگ اُسے پکڑ کر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیگئے آپ نے اُسے حد لگانے کو فرمایا اتنے میں اصلی مجرم کھڑا ہوا اور اُس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بدفعلی مجھ سے سرزد ہوئی ہے یہ

شخص اُس سے بَری ہے آپ نے اُس عورت کو چونکہ اُسپر جبر کیا گیا تھا اور اُس مرد کو چونکہ وہ محض بیگناہ تھا بری اور رہا کر دیا اور اصلی زانی شخص کو رجم کروایا۔ اور فرمایا کہ اس شخص نے ایسی خالص اور اچھی توبہ کی ہے کہ اگر مدینے والے ایسی توبہ کریں تو اللہ سب کو بخشدے انتہیٰ۔ اب کہیئے یہ فساد ہوا یا نہ ہوا۔ مگر باوجود اس کے آپ نے عورتوں کو مساجد میں آنے سے منع نہ فرمایا پھر افسوس ہے اُن (برائے نام) فقیہوں اور مولویوں پر جو آپ کی سنتوں کو حیلے حوالوں سے ٹالتے رہیں بلکہ اُس کو حرام بتلائیں۔ اور لیجیئے شق ثانی کی بابت ترمذی نسائی حاکم وغیرہ کتب حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس مفسر قرآن سے مروی ہے کَانَتِ امْرَأَةٌ تُصَلِّیْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَسْنَاءَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَکَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ یَتَقَدَّمُ حَتّٰی یَکُوْنَ فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ لِئَلَّا یَرَاھَا وَیَسْتَاْخِرُ بَعْضُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ فِی الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَاِذَا رَکَعَ نَظَرَ مِنْ تَحْتِ اِبْطَیْہِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْکُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ۔ یعنی ایک خوبصورت عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرنے کو مسجد میں آیا کرتی تھی۔ بعض لوگ محض اس خوف سے کہ اس پر نظر نہ پڑے اگلی صف میں جاکر کھڑے رہا کرتے تھے اور بعض لوگ اُس کی وجہ سے پچھلی صف میں کھڑے رہتے اِس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت ولقد علمنا المستقدمین منکم الخ یعنی ہم آگے بڑھ جانے والوں کی نیک نیتی اور پیچھے رہنے والوں کی بدنیتی کو جانتے ہیں غرضکہ آپ کے زمانے میں اندیشۂ فساد نہیں بلکہ خود فساد ظہور میں آیا آیتیں نازل ہوئیں احادیث بیان ہوئیں مگر عورتوں کو آنے سے ممانعت نہ کی گئی۔ کیا اب بھی اِن فقیہوں اور ان مولویوں کے قول کے بطلان میں کسی کو شبہہ رہ گیا ؟

اس کے بعد جو اقوال الناس کتب فقہ وغیرہ سے مولوی صاحب نے نقل کئے ہیں وہ خود آپس میں معارض ایک دوسرے کے خلاف ہیں ملاحظہ فرمائیے! تعارض عینی شرح بخاری سے جو عبارت نقل کی ہے اس میں ہے اما الیوم فلا تخرج الشابۃ ذات الھیئۃ اور اسی کے ہم معنی عبارت نقل کی ہے بدایع سے بھی۔ یعنی آجکل جوان خوبصورت عورتیں عیدین میں نہ جائیں۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ بڑھیا عورتیں جائیں بلکہ عمدۃ القاری کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں ہے واما العجائز

فیرخص لھن الخروج الی العیدین ۔ یعنی بڑھیا عورتوں کا عیدگاہ جانا جائز ہے مگر پھر آگے چلکر عینی شرح کنز کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں ہے ولا یحضرن ای النساء سواکن شواب او عجائز اور اسی طرح کی عبارت درمختار وغیرہ سے نقل کی ہے یعنی نہ تو بڑھیا عورتیں جائیں اور نہ جوان۔ خیال فرمائیے ان کتابوں میں تضاد ہے اگلی کتابوں میں ہے کہ بڑھیا عورتوں کیلئے جانا جائز ہے پچھلی میں ہے کہ اُن پر بھی حرام۔ بھئی واہ ایک حرام بتلائیے ایک حلال۔ اور دیکھئے عینی شرح کنز کی جو عبارت آپ نے نقل کی ہے۔ اس میں ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک فجر مغرب اور عشار کی نماز میں عجائز عورتوں کو جانا جائز ہے اور حضرت ابو یوسفؒ اور محمدؒ کے نزدیک پانچوں نمازوں میں جانا جائز ہے (خوب اذرا خیال رہے یہاں امام صاحب میں اور صاحبین میں اختلاف ہے) اور پھر پچھلے لوگ اِن تینوں کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کسی کو بھی کسی نماز میں جانا جائز نہیں ملاحظہ ہو عینی شرح کنز کی عبارت جو آگے گذری۔ اور لطف دیکھئے پھر ان کے بعد والے ان کے خلاف ہیں درمختار میں ہے و قد یقال ھذہ الفتوی التی اعتمدھا المتاخرون مخالفۃ لمذھب الامام وصاحبیہ ۔ یعنی پچھلے لوگوں نے جو فتوی دیا ہے کہ عورتیں آج کل بالکل نہ جائیں یہ فتوی امام صاحب اور صاحبین کے فتوے کے خلاف ہے (اسلئے غیر معتبر ہے) سچ ہے ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک۔

تنبیہ۔ اہلحدیث کو کوستے ہیں گالیاں دیتے ہیں گمراہ بتلاتے ہیں اسلئے کہ وہ امام صاحب کی بات کو رد کرتے ہیں کیوں دوستو! پھر تم کیوں ایسے بنے جاتے ہو امام صاحب کے اور ان کے شاگردوں کے فتوی کو چھوڑ کر پچھلے لوگوں کا فتوی جو اُن کے خلاف پر ہے اور جس میں وہ خود مختلف ہیں اُس کو مانتے ہو اور اُن کے جائز کردہ کام کو تم حرام بتلاتے ہو اچھی تقلید ہے۔ اہلحدیث کی نسبت جو کچھ تمہارا فتوی ہے پہلے یہ فتوی صاحبین کو دو جنھوں نے بیسیوں مسائل میں اپنے امام اور استاد کا خلاف کیا پھر یہ تمام فقہ کی کتابیں لکھنے والے جنھوں نے کھلم کھلا امام صاحب کے فتاووں کے خلاف فتوے دیئے ہیں انھیں دو پھر اہلحدیث کو بھی کہہ لو۔ مقصد یہ ہے کہ یہ فقہ کی عبارتیں ایک دوسرے کو توڑتی ہیں اور اگلوں کو پچھلے رد کرتے ہیں اور پھر پچھلوں کو ان کے پچھلے۔ وھلم جرا دوسرے یہ

کہ کسی کی محض بات ہم پر حجت نہیں چاہے وہ کیسے ہی بڑے درجے کا عالم فاضل کیوں نہ ہو زندوں میں سے ہو یا مُردوں میں سے بلکہ کسی کی محض بات کو حجت اور دلیل شرعی سمجھنا یہ شرک ہے اور بالخصوص اُس وقت کہ جب اُس کے خلاف صریح حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہو یہی فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا اَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوْهُ وَاِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ۔ یعنی جو شخص محض علماء کے کہنے سے بغیر کلام اللہ یا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز کو حرام سمجھے یا حلال وہ مشرک ہے۔ وقال تعالیٰ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ۔ع

(ناظرین جیسا خلاف مندرجہ بالا کتب فقہ میں اس مسئلے میں ہم نے بتلایا۔ ویسا ہی تمام مسائل میں آپ پائیں گے۔ کوئی سا مسئلہ لیجئے اور کوئی سی فقہ کی کتاب اٹھائیے کیا مجال جو اختلاف سے پُر نہ ہو اور یہی نشانی ہے شرعی نہ ہونے کی۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔ اسی طرح آپ اپنی تائید میں جملہ یتخذہ ندغلا بھی لائے ہیں یعنی عورتیں اس نکلنے کو اچھا خاصہ بہانہ بنالیں گی اور اس کی آڑ میں اپنی خواہشیں پوری کریں گی۔ مگر افسوس مولوی صاحب نے اگلا پچھلا حصہ اس قصے کا نقل نہ کیا۔ ناظرین یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کا ایک جملہ ہے جسے ہم پہلے نقل کر آئے ہیں جب انھوں نے اپنے صاحبزادے بلالؒ سے کہا تھا کہ عورتوں کو مساجد میں جانے سے نہ روکو یہ فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے انھوں نے اپنے جواب میں یہ جملہ کہا تھا کہ اگر انھیں جانے دینگے تو وہ اسے خاصہ بہانہ بنالینگی۔ اتنا کہنے پر حضرت عبداللہؓ بہت سخت ناراض ہوئے اُس کے سینے میں ایک گھونسہ مارا اور بہت کچھ سخت سُست کہا اور انتقال فرماتے وقت تک اُس سے بات چیت نہ کی۔ اگر عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت موجود ہوتے تو خدا جانے ان منع کرنے والوں سے کیا کرتے۔ جب انھوں نے اپنے لڑکے کے ساتھ یہ کیا ؛

ص۴۔ میں مولوی صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ عورتوں کو جماعات میں جانا حضرت

ع تقلید کی بحث کو بہت بسط کے ساتھ احقر نے اپنی تصنیف کردہ کتاب طریق محمدی میں لکھی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیے۔ منہ

عمرؓ حضرت عائشہؓ امام مالکؒ امام ابو یوسفؒ وغیرہ نے منع کیا ہے اور ائمہ حنیفہؒ کا بالاتفاق یہی مذہب ہے۔ جواباً گذارش ہے کہ یہ بات غلط ہے دیکھئے موطا امام مالکؒ میں ہے عَنْ عَاتِكَةَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ اِمْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهَا كَانَتْ تَسْتَأْذِنُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِلَى الْمَسْجِدِ فَتَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاَخْرُجَنَّ اِلَّا اَنْ تَمْنَعَنِيْ فَلَا يَمْنَعُهَا ۔ یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت عاتکہ بنت یزید آپ سے مسجد میں جانے کی اجازت مانگتی تھیں تو آپ چپ رہ جاتے تھے وہ کہتی تھیں کہ خدا کی قسم جب تک تم مجھے منع نہ کروگے میں باز نہ آؤں گی (اور جایا کرونگی) حضرت عمرؓ منع نہ فرماتے تھے۔ پس حضرت عمرؓ سے ثابت ہوا کہ عورتوں کو جانا چاہئے اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ حضرت عمرؓ منع فرماتے تھے بھلا کیا ممکن ہے کہ حضرت عمرؓ باوجود حدیث لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ کے اپنی عورتوں کو منع فرمائیں[۱] اور حضرت عائشہؓ کی نسبت بھی بہتان ہے ہم پہلے حضرت عائشہؓ سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ خود مساجد میں جاتی تھیں اور باجماعت نماز ادا کیا کرتی تھیں۔ امام مالکؒ اور ابو یوسفؒ کی نسبت بھی آپ نے جھوٹ لکھا ہے آپ کو خیال نہ رہا آپ نے خود اپنی اسی کتاب میں بصفحہ ۵ عینی سے جو عبارت نقل کی ہے اس میں ہے وعندهما فی الکل وبه قالت الثلاثة ۔ یعنی ابو یوسفؒ اور محمدؒ اور تینوں اماموں مالکؒ شافعیؒ احمدؒ سب کے نزدیک عورتوں کو جماعات میں جانے کی اجازت ہے اور اسی طرح یہ بھی آپ نے بالکل جھوٹ لکھا ہے کہ ائمہ حنیفہؒ کا اس میں اتفاق ہے کہ عورتیں نہ جائیں ہم ان کا اختلاف پہلے نقل کر آئے ہیں جو ناظرین پر مخفی نہیں۔ بہتیرے جواز کے قائل ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں باب باندھا ہے کہ عورتیں نماز کیلئے مساجد میں جائیں۔ اور اس باب میں بالکل اختلاف نقل نہیں کیا حالانکہ ان کی عادت میں داخل ہے کہ وہ اختلاف نقل کیا کرتے ہیں یہ بات مشعر ہے کہ اس مسئلہ میں ایسا اختلاف نہیں۔

اور جو حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشيطان ۔ یعنی عورت از سر تا پا پردے کی چیز ہے جب یہ باہر نکلتی ہے تو شیطان

---

[۱] بلکہ حضرت عمرؓ نے تو خود عورتوں کیلئے الگ امام مقرر کر دیا تھا جو انھیں نماز پڑھایا کرتا تھا ملاحظہ ہو عینی ۱۲

اُس کی تاک جھانک میں لگ جاتا ہے آپ نے نقل کی ہے اور اس سے استدلال کیا ہے یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ یہ حدیث محمول ہے بلا ضرورت نکلنے پر دیکھئے خود ان کی بیوی سے مروی ہے کہ عورتیں جائیں عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا (رواہ مسلم) یعنی حضرت زینب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کی کوئی عورت مسجد میں آئے تو وہ خوشبو نہ ملا کرے۔ اور آپ کے فقہاء اور متبع لوگ بھی اس حدیث کو عام قرار نہیں دیتے صاحب درمختار رد المحتار فتح القدیر مجالس الابرار وغیرہ نے لکھا ہے لَهُ مَنْعُهَا مِنْ مَجْلِسِ الْعِلْمِ لَا لِنَازِلَةٍ الخ یعنی خاوند اپنی بیوی کو باہر جانے سے روکے مگر ضرورت کے وقت اُس کا علمی مجلس میں جانا جائز ہے دیکھئے آپ کی کتاب ص۹ اور ص۱۰۔ اب کہئے کیا ضرورت کے وقت مسئلہ پوچھنے کو جائیگی تو اسوقت شیطان سو جائیگا یا آنکھیں بند کر لیگا۔ جیسے یہ جائز ہے ویسے ہی مساجد میں جانا بھی۔ کیونکہ حدیثِ رسولؐ سے یہ بات ثابت ہے بلکہ کتبِ حدیث میں سینکڑوں ایسے واقعات پائے جاتے ہیں کہ ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کی بیویاں برابر ضرورت کے وقت باہر جایا کرتی تھیں۔ اور اگر آپ اس حدیث کو عام ہی کہیں تو آپ کو چاہئے کہ عورتوں کو ہرگز ڈیوڑھی سے باہر قدم نہ رہنے دیں ورنہ شیطان تاک جھانک میں لگ جائیگا۔ چاہے کچھ ہی ہو جائے عورتیں اپنی اپنی دہلیز سے باہر قدم نہ رکھیں نہ ماں باپ کے ہاں جائیں اور نہ کسی اور جگہ شادی غمی میں۔ اب ناظرین کو ایک اور لطیفہ سناتے ہیں مولوی صاحب نے اپنی ساری بنی بنائی عمارت کو دم کے دم میں ڈھا دی اپنی ساری کتاب کی تردید خود آپ نے ہی ص۱۲ میں کر دی۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ عورتیں اپنے گھر کی واعظ کو بلائیں اور اُس گھر کی اور آس پاس کی عورتیں جمع ہو کر وعظ سنیں۔ ثابت ہوا کہ وعظ کی مجلسوں میں عورتوں کو جانا ہے اور جب وعظ میں آنا جائز ہوا تو جماعات پنجگانہ اور عیدین اور جمعہ میں بطور اولیٰ ثابت ہو گیا۔ اب جو قید مولوی صاحب نے لگائی ہے کہ آس پاس کی عورتیں بھی آجائیں اس کی دلیل ان کے ذمہ ہے۔ یہ قید انھوں نے کہاں سے لگائی حدیث جو نقل کی ہے

اُس میں تو ہے کہ عورتوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں وعظ سنائیں آپ نے منظور فرمائی اور فرمایا کہ فلاں عورت کے گھر تم سب جمع ہونا وقت مقررہ پر جاکر آپ نے وہاں وعظ سنایا۔ اسمیں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس عورت کے مکان کے آس پاس والی عورتیں تو آجائیں اور دُور والی نہ آئیں۔ پھر اس حدیثِ رسولؐ کے مطلب کو خبط کرنے والے آپ کون ہیں۔ بلکہ میں افسوس کرتا ہوں کہ مولوی صاحب نے اپنے فرض منصبی کا خلاف کیوں کیا انکا فرض تھا کہ اپنے مذہب کو بیان کرکے رہجاتے کہدیتے کہ ہمارے مذہب کا اس مسئلے میں یہ فتوٰی ہے دیکھئے مسلم الثبوت میں ہے اما المقلد فمستندہ قول امامہ لا ظنہ ۔ یعنی مقلد کا منصب یہ ہے کہ اپنے امام کے قول پر تکیہ کرے۔ آگے اُس کے دلائل تلاش نہ کرے۔

۵ میں آپ نے تین احتمال قائم کئے ہیں وہ تینوں کے تینوں جس صورت کو آپ نے جواز میں رکھا ہے اُس میں بھی پائے جاتے ہیں جو مولوی وعظ کو جائیگا وہ غیر مرد ہے اس لیئے آپ نے یہ قید نہیں لگائی کہ وہ ان عورتوں کے محرموں میں سے ہو ممکن ہے اسکی نظر اِن عورتوں پر پڑے کوئی اس کے اندھا ہونیکی قید بھی آپ نے نہیں لگائی اور اسی طرح عورتوں کی نظر پڑنا بھی ممکن ہے۔ یہ تو ہے ہی نہیں کہ مولویوں سے پردہ نہ ہو اور جب آس پاس کی عورتیں وعظ کے بہلنے سے اپنے گھروں سے نکلیں گی تو وہ تیسرا احتمال یعنی کہیں اور چلے جانیکا بھی قائم ہو جائیگا۔ افسوس باوجود ان تمام احتمالات کے ہوتے ہوئے گھروں میں وعظ کرنیکی اور انھیں سننے کی رخصت دے دی اور اپنے بارہ صفحے کی کوشش کے پھل کو تیرہویں صفحے میں برباد کر دیا اور دیکھئے یہ تینوں احتمال سفر حج میں بھی موجود ہیں تو شاید آپ کے نزدیک عورتوں کو حج کرنا بھی حرام ہوگا۔

بفضلہ تعالٰی مولوی صاحب کے رسالے کا جواب ختم ہوا دیگر ہم اتنی بات کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ وعظ کیلئے جو شروط مولوی صاحب نے مقرر کئے ہیں کہ اسمیں محض کتاب وسنت بیان ہو اور واہیات اشعار اور جھوٹے سچے قصے بیان نہ کئے جائیں اور لاپ لاپ کر اشعار وغیرہ نہ پڑھے جائیں اور جو ایسی مجلس وعظ کی ہو اُسمیں جانا بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ عورتیں تو کیا مردوں کو بھی اسمیں جانا ممنوع ہے الا بشروط ذکرہ صاحب مجالس الابرار۔ اسی طرح جو مجالس الابرار کی عبارتیں بابت وعظ آپ نے نقل کی ہیں نہایت

نہایت مفید ہیں آجکل لوگوں نے وعظ گوئی اپنا پیشہ کر لیا ہے دو چار چھوٹے قصے بیان کئے کچھ بے سروپا اولیا اور بزرگوں کی کرامتیں بیان کیں کچھ مثنوی اور غیر مثنوی کے اشعار الاپ کر پڑھ دیئے۔ اور بعض لوگ جو اور بڑھے تو الحدیث کو ذرا بُرا بھلا کہا اور اپنا مقرر کردہ ٹیکس جیب میں مار کر چلدیئے فضلوا واضلوا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے واعظوں کی کوڑوں سے خبر لیتے تھے۔ مسلمانوں کو ایسے مولویوں کے سائے سے بھی بچنا چاہیئے قال اللہ تعالیٰ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِنَّ كَثِیرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّونَ عَن سَبِیلِ اللَّهِ یعنی کتنے ایک علماء اور درویش صفت لوگ لوگوں کا مال ناحق مار کھاتے ہیں اور انھیں خدا کی راہ سے روکتے ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ جہاں محض قرآن و حدیث بطریق سلف صالحین و محدثین ائمہ دین بیان کیا جاتا ہو وہاں جائیں اور دوسری مجالس کہ جہاں قرآن و حدیث کے ساتھ کچھ اور بھی آمیزش کیجاتی ہو اُنسے ایسے بھاگیں جیسے بھوکے شیر سے۔ ناظرین کو ذرا سی تکلیف اور دیجاتی ہے مولوی عبدالغنی صاحب صدر الول نے بھی کچھ خامہ فرسائی کی ہے اور لکھا ہے کہ عورتوں کو مجالس وعظ میں جانا درست نہیں۔ میں کہتا ہوں پھر کیا وجہ جو آپ ایسی مجلسوں میں وعظ کرتے ہیں جہاں مرد عورت دونوں جمع ہوتے ہیں میں اسکا کافی بلکہ کافی سے زیادہ ثبوت دیسکتا ہوں کہ آپ ایسی مخلوط مجلسوں میں وعظ کرنے جاتے ہیں كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ واللہ کو یہ بات بہت ناپسند ہے کہ تم اپنی زبان سے وہ باتیں کہو جن کے تم خود عامل نہیں ہوتے آپنے حجۃ اللہ کی عبارت ومنها خوف فتنة كامراة اصابت بخود سے نقل کی ہے اور اس کا بالکل غلط ترجمہ کرنیکے بعد لکھتے ہیں" اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کو بجوقتی نماز کی جماعت میں اس فتنے اور فساد کے زمانے میں شریک ہونا درست نہیں ہے" افسوس مولوی صاحب میں عربی عبارت سمجھنے کی قدرت نہیں شاہ ولی اللہ تو مواقع حرج گنوا رہے ہیں کہ اگر وہ ہوں تو جماعت میں شامل نہ ہووے لکھتے ہیں فمن انواع الحرج لیلة ذات برد ومطر الی ان قال ومنها خوف فتنة كامراة الخ یعنی سخت سردی اور بارش اور زیادہ بھوک اور پاخانے پیشاب کی

ف اسی طرح مولوی احمد سعید صاحب نے بھی اپنے دستخط کر دیئے اور یہ بھی بے جھجک ایسی مجلسوں میں وعظ کو جایا کرتے ہیں شاید اب توبہ کر لی ہو (دیدہ باید) ۱۲ منہ

حاجت اور عورت جب خوشبو ملے ہوئے ہو اور خوف اور بیماری کی حالت میں شارع کی طرف سے تنگی نہیں کہ تم جماعت میں آؤ تو اس عبارت کا مفہوم یہ ہوا کہ جو عورت خوشبو ملے ہوئے نہ ہو وہ مسجد میں آئے اور مقصد اور مفاد یہ ہوا کہ مسجد میں آنے کے وقت عورتیں خوشبو نہ ملا کریں۔ اور یہ بات بالکل ٹھیک اور حق ہے آپ نے ان کی عبارت سمجھنے میں غلطی کی اگر آپ ماقبل و مابعد کو ملاحظہ فرماتے تو اس آفت سے بچ جاتے اور ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم شاہ ولی اللہؒ کی اسی کتاب حجۃ البالغہ سے ۵ میں لکھ آئے ہیں کہ آپ عورتوں کو عیدین میں جانا مستحب بتلاتے ہیں اور جو دوسری جگہ کی عبارت مولوی صاحب نے نقل کی ہے اس میں خروج للصلوٰۃ کا ذکر ہی نہیں۔ اور باوجود اس کے اس میں بھی مذکور ہے ان لا یخرج المراءۃ من بیتھا الا لحاجۃ لا تجد منھا بدًا یعنی عورت کو کسی ضروری حاجت کے سوا گھر سے نکلنا ناجائز ہے۔ اور باقی جو عورتوں اور مردوں کی چالاکیاں آپ نے بیان کی ہیں ان کو وہ جانے جسے ان باتوں سے سابقہ پڑا ہو ناظرین نے غالبًا معلوم کر لیا ہوگا کہ ان مولوی صاحبوں نے کس بیدردی سے احادیث کثیرہ سے ثابت شدہ مسئلے کو رد کیا اور ایک اس پر کیا منحصر ہے سینکڑوں مؤکدہ سنتیں ان حضرات کی بدولت لوگوں سے متروک ہو چکی ہیں ۵ اور ایسی نسیًا منسیًا ہو گئی ہیں کہ اگر کوئی مسکین آج اُن سنتوں پر عمل کرے یا ان افعال کو سنت بتلائے تو لوگوں کو تعجب معلوم ہوتا ہے اور اس کی جان کو آجاتے ہیں۔ حالانکہ انھیں اس کے برعکس چاہیے تھا۔ صحابہ کو دیکھیے کہ آپ کی سنتوں اور آپ کی باتوں کو جو لوگ ٹالتے تھے ان کے ساتھ کیا تشدد اور کس قدر سختی کرتے تھے مثال کے طور پر دو چار صحیح واقعات ذکر کر کے ہم اپنی کتاب کو ختم کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کا بھتیجا بیٹھا ہوا تھا اُس نے کنکر پھینکا حضرت عبداللہؓ نے منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکر پھینکنے سے منع فرمایا ہے ایسا نہ ہو کہ وہ کسی کی آنکھ پھوڑ دے یا دانت توڑ دے اُس نے اس پر کچھ خیال نہ کیا اور دوبارہ کنکر پھینکا آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میں نے تجھ کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنائی اور پھر بھی تو باز نہیں آتا

۵ سال بھر کا ذکر ہے اذان حرمی کی بابت مولوی کفایت اللہ صاحب نے فتویٰ دیا تھا کہ اس اذان کی بھی کوئی ضرورت نہیں جامع مسجد میں گولے چلتے ہیں یہ کافی ہیں اذان نہ دیجائے اور یہ اذان فساد کا سبب ہے۔ عاجز نے اس فتوے کا رد بھی بفضلہ تعالیٰ ایک مستقل رسالے بنام اذانِ محمدی میں لکھا ہے ۱۲ منہ

اور اُسی کام کو پھر کرتا ہے میں تجھ سے ہرگز بات چیت نہ کرونگا۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ سونے کو سونے سے اور چاندی سے چاندی کو کم و بیش فروخت کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ لوگو سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض کم زیادہ خرید فروخت کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اُسے سُود کہا ہے۔ تم ایسا نہ کرو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک یہ منع اُسوقت ہے جب اُدھار ہو اور اگر نقد ہو تو کوئی حرج نہیں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سخت رنجیدہ اور غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہارے سامنے حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا ہوں اور تم اپنی رائے سے باتیں بناتے ہو۔ خدا کی قسم میں اس زمین پر نہ رہونگا جہاں تمہاری سرداری ہو اور پھر وہاں سے آپ چلے گئے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ قصہ معلوم ہوا۔ تو آپ نے حضرت معاویہؓ کو لکھا کہ عبادہؓ کی بات ٹھیک ہے اور تم نے بڑی بھاری غلطی کی۔ اب عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تمہیں کسی قسم کی سرداری نہیں ہے۔ اور آپنے حضرت عبادہؓ کو سمجھا بجھا کر وہیں بھیجا (ابن ماجہ)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ مذکور ہو چکا کہ جب انھوں نے اپنے صاحبزادے بلالؓ سے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے تم اپنی عورتوں کو مساجد میں جانے سے نہ روکو انھوں نے کہا کہ فسادِ زمانہ کی وجہ سے ہم آجکل تو نہ جانے دینگے اتنا سُنکر آپ نہایت غصے ہوئے اپنے لڑکے کے سینے میں ایک گھونسہ مارا اور بہت کچھ سخت سست کہا اور مرتے دم تک اُس سے بات چیت نہ کی۔ اسی طرح کے اور سینکڑوں واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہؓ کے دلوں میں احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسقدر محبت تھی آہ! آج اُسی قدر لوگوں کو (نعوذ باللہ) اس سے دوری ہے حدیث کا نام سنکر جل جائیں جہانتک بھی ممکن ہو سنت کو مٹانے کے درپے رہیں یہ لوگ کل خدائے تعالیٰ رب العزت کو کیا منہ دکھائیں گے ؟

میرے بھائیو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے میں ہے کما قال اللہ جل وعلا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی اگر تم محبت

رکھتے ہو تو اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کی پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہے گا اور تمہارے گناہوں سے درگذر فرمائیگا۔ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کرنیوالا اور مہربانی کرنے والا ہے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین آمین آمین۔ والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔ فقط محمد

خاتمہ سبب طبع کتاب بار دوم مع فہرست مضامین!

۔ یہ کتاب پہلے پہل میں نے ۱۳۳۲ھ میں لکھی تھی جبکہ دہلی میں اس مسئلے کی نسبت بہت چرچا پھیلا ہوا تھا اور احناف اہل رائے کی طرف سے برابر رسائل لکھے جاتے تھے۔ دہلی میں اُس وقت چوٹی کے علماء احناف تھے ان کی طرف سے جب ایک رسالہ بنام کف المؤمنات عن حضور الجماعات نکلا تو میں نے بفضلہ اُس کا یہ جواب لکھا جس کا جواب الجواب ابتک اس طرف سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نہیں نکل سکا۔ اب چونکہ وہ رسالہ مدتوں سے ایک بھی نہیں رہا تھا اس لئے ضرورت ہوئی کہ اُسے پھر چھپوالیا جائے۔ چنانچہ ایک نظر ڈال کر اس میں دلائل کی زیادتی کرکے دوبارہ اب طبع کرالیا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اپنے بندوں کو اپنے نبی کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق و محبت عطا فرمائے آمین! آمین! والسلام علیکم۔ محمد ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی

نوٹ منجانب منیجر۔ یہ رسالے اس قابل ہیں کہ آپ زیادہ تعداد میں منگوا کر لوگوں میں مفت تقسیم کرکے اُنھیں ایک سنت کے زندہ کرنے کی ہدایت کریں ہم نے اس کی قیمت چار آنے رکھی ہے لیکن زیادہ تعداد میں منگوا کر مفت تقسیم کرنے والے حضرات کو ہم آدھی قیمت پر دینگے یعنی ایکسو رسائل کے ساڑھے بارہ روپے۔ پچیس تک اسی حساب سے! ایک روپے کے چھ اس پتے سے طلب فرمائیں

دفتر اخبار محمدی۔ باڑہ ھندورا ؤ دھلی

سب سے زیادہ معتبر مستند عربی تفسیر تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ

دنیا کے تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ تفسیر ابن کثیر سے زیادہ معتبر اور مستند کوئی تفسیر روئے دنیا پر نہیں۔ اس میں قرآن کی تفسیر قرآن سے حدیث سے اقوال صحابہ تابعین اور محدثین مجتہدین سے اس طرح کی گئی ہے کہ قرآن کا ایک ایک لفظ سمجھ میں آجاتا ہے الحمدللہ اس کا اردو ترجمہ اس کتاب کے مصنف جناب مولانا محمد صاحب نے کر دیا ہے پوری کتاب کا ہدیہ اسوقت اٹھائیس روپے رکھا ہے الگ الگ ہر پارے کا ہدیہ ملاحظہ ہو پہلا پارہ پونے دو روپے (۲) سوا دو روپے (۳) ایکروپیہ (۴) ایکروپیہ دو آنے (۵) سوا روپیہ (۶) ایک روپیہ چھ آنے (۷) ایک روپیہ دو آنے (۸) ایکروپیہ دو آنے (۹) ایکروپیہ ایک آنہ (۱۰) ایک روپیہ ایک آنہ (۱۱) ایکروپیہ (۱۲) ایک روپیہ ایک آنہ (۱۳) پندرہ روپیہ (۱۴) تیرہ آنے (۱۵) ایک روپیہ دو آنے (۱۶) ایک روپیہ دو آنے (۱۷) ایکروپیہ (۱۸) ایکروپیہ (۱۹) چودہ آنے (۲۰) چودہ آنے (۲۱) ایکروپیہ ایک آنہ (۲۲) ایکروپیہ دو آنے۔ (۲۳) عہ (۲۴) عہ (۲۵) عہ (۲۶) عہ (۲۷) عہ (۲۸) عہ (۲۹) عہ (۳۰) عہ۔

مصنف صاحب کی بعض اور تصانیف صلوٰۃ محمدی ۳ر صیام محمدی ۳ر ایمان محمدی ۱۰ر حج محمدی ار زکوٰۃ محمدی ۳ر سیرۃ محمدی ۱۲ر عقیدۂ محمدی ار عید محمدی ار تحفہ محمدی ار درایت محمدی ۲ر سیف محمدی عہ طریق محمدی عہ آئینہ محمدی ار عقائد محمدی مملکت محمدی ار اذان محمدی ار عصائے محمدی ۵ر درود محمدی ۵ر صدائے محمدی ۲ر فضائل محمدی عہ امام محمدی عہ۔ تعلیم محمدی ار برائت محمدی ار جماعت محمدی ۴ر معراج محمدی ار حقوق محمدی ار ضرب محمدی ار اربعین محمدی ۲ر توحید محمدی ۴ر فرمان محمدی ار برہان محمدی ۲ر دلائل محمدی حصہ اول ۳ر دلائل محمدی حصہ دوم ۷ر میلاد محمدی ۲ر صراط محمدی ار

اخبار محمدی دینی معلومات سے پُر قرآن حدیث کی خدمت سے معمور دقیقہ مسائل سے بھرپور حقانیت کا حامی باطل کا دشمن فقہ تقلید بدعت اور شرک کی کھلے بندوں تردید کرنے والا یہ اخبار ہے قیمت سالانہ تین روپے نمونہ اخبار کا اور فہرست کتب کلاں مفت مندرجہ بالا کتابیں ہر قسم کے قرآن شریف اور دینیات کی کتابیں منگوانے کا پتہ } دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندوراؤ۔ دہلی



الحمد للہ یہ رسالہ مصنفہ صاحب تصانیف کثیرہ

حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب مدظلہ العالی مدرس مدرسہ محمدیہ

وایڈیٹر اخبار محمدی دہلی

بنام

عصائے محمدی

جسمیں

حنفیوں کے اون دو رسالوں کا جواب ہے جن میں اہلحدیث کے ذمے اُنہوں نے بہتان باندھے تھے۔ اور غلط مسائل اس جماعت کے ذمے چسپاں کئے تھے اون کے مدلل جواب قرآن وحدیث سے دینے کے بعد ویسے ہی اوراُن جیسے ہی مسائل انکی فقہ کی کتابوں سے مع حوالہ ان کے مذہب میں دکھائے گئے ہیں۔

بہ ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ جید پریس دہلی میں چھپا

ملنے کا پتہ:-

اخبار اہلحدیث امرتسر پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ

نچا مارا ہے یکسر کیا عرب کیا عجم سب کو ؛ خدا غارت کرے اس اختلافِ دین و مذہب کو

حضرات! آج وہ زمانہ ہے کہ ہر طرف سے ترقی کی مبارک صدائیں ہمارے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ اور اس ترقی کا پیلا زینہ اتفاق بتلایا جارہا ہے فی الحقیقت بات بھی یہی ہے مگر پھر بھی ہمارے بعض منچلے تیز طبع احباب اپنی اسی پرانی کاسہ لیسی پر قائم رہ کر اس کھلتے ہوئے شگوفے کو مرجھانے میں اپنی ایڑی چوٹی تک کا زور لگا رہے ہیں حتیٰ کہ ایک فرقے کو بدنام کرنے کے لئے ان کے ذمہ بیہودہ الزامات تھوپ کر پبلک کو اون سے بدظن کیا جاتا ہے۔ کیا یہ لوگ اس فرمانِ خداوندی عزّ اسمہٗ سے بالکل غافل ہیں۔ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا یعنی کسی قوم کی عداوت تمکو خلافِ عدل کرنے پر آمادہ نہ کرے واللہ ہمارا ہر وقت یہی خیال رہتا ہے کہ حتی الامکان وہ باتیں کہی جائیں جو عامۂ مسلمین کو نفع بخش ہوں مگر کیا کریں جب خواہ مخواہ کوئی سنگِ راہ یا خارِ پا ہو تو لامحالہ اس کا ازالہ کرنا پڑتا ہے۔ آج ہمارے سامنے اس وقت ایک رسالہ بنام دہابیہ نجدیہ غیر مقلدین کا مذہب رکھا ہوا ہے۔ جس کا نام ہی مصنف کے اندرونی بغض کا پورا نمونہ ہے ؎

نمی دانم حدیثِ نامہ چون ست ؛ ہمی بینم کہ عنوانش بخون ست

اس میں کچھ تو مذہبِ اہلحدیث پر اتہام لگائے گئے ہیں۔ بعض عبارتیں محض دھوکہ دہی کیلئے غلط نقل کی ہیں۔ بعض باتیں بے سروپا غلط حوالے سے لکھدی ہیں بعض سیدھی اور صاف باتوں کو اکٹ سلٹ کرکے سایہ کا جن اور لکیر کا سانپ بنالیا ہے۔ اس کے مصنف جودت دہلوی صاحب کو یا تو مذہبِ اہلحدیث کی حقیقت سمجھنے میں خود مغالطہ ہوا ہے یا تجاہلِ عارفانہ ہے۔ اور اگر یہ دونوں باتیں نہوں تو شوقِ شوم ظاہر ہے اور وہ تعصب اور محض تعصب اہلحدیث کا مذہب اس فرقے کے نام ہی سے ظاہر ہے اور اس کے اصول و فروع پر یہ نام ہی حادی ہے اہلِ حدیث یعنی قرآن حدیث والے۔ یعنی امام الائمہ حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بہ سندِ صحیح ثابت ہو جائے یہی ان کا مذہب ہے اور بس قابلِ عمل و عقائد ان کے یہاں صرف قرآن و حدیث ہی ہے ؎

نہادِ اہلِ حدیث است اتباعِ سنن ؛ صبائے رائے نیابد گذر دریں گلشن

کجاست صاحبِ تقلید گو بیا و ببیں ❊ بہارِ ایں چمن و خارزارِ رائے زمن

آخری وصیتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّتِیْ (موطا امام مالک) یعنی میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑ چلا ہوں کہ جبتک انہیں مضبوط تھامے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک قرآن کریم دوسری حدیث پر عمل کرنے والے فرقے کا آج اگر کوئی متلاشی ہو تو اُس کی آنکھوں کو ٹھنڈی کرنے والا اس کے دامنِ مقصود کو گلِ مراد سے پُر کرنیوالا یہی فرقہ ملیگا۔ اپنے دماغوں کو تعصب سے خالی کرکے اپنی آنکھوں پر سے باطل کی پٹی ہٹا کر دیکھو تو سہی کہ حدیث مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔ یعنی فرقۂ ناجیہ وہ ہے جو اس چیز پر قائم ہو جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں پر عامل کون ہے؟

دنیا کے کل فرقوں نے اپنی اپنی نسبت اپنے بزرگوں اماموں مجتہدوں کی طرف کرلی مگر اہلحدیث ہیں اور فقط وہی ہیں کہ انہوں نے سوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرنا بھی اپنے لئے عار سمجھا۔ ہم تو ہر وقت یہی کہتے رہتے ہیں ؎

ما بلبلیم نالاں گلزارِ ما محمدؐ ❊ ما عاشقیم بیدل دلدارِ ما محمدؐ

یعنی ہم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گلزار کی نالاں بلبلیں ہیں اور آپکے دلدادہ عشاق ہیں۔ دوستو! آپکی طرف منسوب ہونیوالا آپکی باتوں کو دل وجان سے قبول کرنیوالا آپکے فرمان پر نہ فقط مال بلکہ عزت وجان و زن و فرزند تک کو قربان کردینے والا دشمنی کے قابل ہے؟ مسلمانو کیا عیسائی اور موسوی کرشنوی اور ناستی محبت کے لائق اور محمدی عداوت کے قابل؟ ؎

فَکَیْفَ یَصِحُّ فِی الْاَذْہَانِ شَیْءٌ ❊ اِذَا احْتَاجَ النَّہَارُ اِلَی الدَّلِیْلِ

یعنی اُس بُھس بھرے دماغ میں کونسی بات ٹھیک طور پر آسکتی جو روشن دن کے وجود پر بھی دلیل کا طالب ہے اب میں چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب نے جو کچھ فرقۂ اہلحدیث پر زبان درازیاں کی ہیں اون کو حوالہ بخدا کرکے ان کے تمام الزامات کا مختصراً جواب دوں جو انہوں نے اہلحدیث کے ذمہ وار دکئے ہیں وہ سیاہ رنگ کے بدنما داغ جو انہوں نے اہلحدیث کے دامن پر لگانے کی کوشش کی ہے اگر انہیں کے دامن پر نظر آجائیں تو غالباً میں معذور سمجھا جاؤنگا۔ کیونکہ "کرد کہ نیاد نت"۔

ناظرین سے میری ایک اور عرض یہ ہے کہ مجھے اس بارے میں معذور سمجھیں۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْہِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ یعنی اگر مظلوم شخص

ظالم سے اپنا بدلہ لے تو وہ قابلِ ملامت نہیں۔ میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ اہلِ حدیث کا مذہب قرآن کریم و احادیثِ صحاح ہیں۔ ان کو نواب صاحب وغیرہ کی کتابوں سے الزام دینا ایسا ہے جیسا حنفیہ کو شافعیہ کی کتب سے یا اس کے برعکس بلکہ اس سے بھی بد اور بدتر۔ آپ دور کیوں جائیں یہیں دیکھ لیجئے۔ آجکل احناف کی دو پارٹیاں ہیں۔ ایک دیوبندی جن کے ہاں قبر پر سجدہ کرنا اولیاء اللہ سے کل مرادیں طلب کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکلیہ عالم الغیب سمجھنا وغیرہ وغیرہ شرک و کفر سمجھا جاتا ہے اور دوسری پارٹی بریلوی جن کے ہاں یہ امور مندرجۂ بالا اصل الاسلام اور عین دین و ایمان ہیں کتبِ فقہِ احناف میں اگر منصفانہ نظر ڈالی جائے تو اول الذکر گروہ مصیب معلوم ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص دیوبندیوں کو الزام دے اور کہے کہ تمہارے مذہب میں قبر پرستی اور پیر پرستی ہے۔ چنانچہ فلاں حنفی نے اپنی فلاں کتاب میں لکھا ہے اور اولیاء اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ ان کی قبور پر سجدے کرنے چاہئیں۔ وہ کائنات کے مالک ہیں وغیرہ وغیرہ تو دنیا کے عقلاء اس الزام کو اوس کی سفاہت پر مبنی سمجھیں گے غرضکہ شخصی خیال مذہب نہیں سمجھا جاتا کئی افراد کے اجتماع سے کل ہوتا ہے نہ کہ ہر ہر فرد بجائے خود کل ہے۔ آپنے نواب صاحب وغیرہم کی جن کتابوں سے ہمیں الزام دیا ہے ان کل کتابوں میں سے میرے کتب خانہ میں ایک بھی کتاب نہیں مجھے تو اس کتاب کا جواب دینے کے لئے یہ سب کتابیں عاریۃً لینی پڑیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ کتابیں ہمارے مذہب کی اصل کتابیں نہیں میں اس بات کے بیان کرنے سے مولوی صاحب کے پورے رسالے کا جواب گویا اجمالاً دے چکا۔ اب ذرا تفصیلاً مگر مختصراً ملاحظہ ہو

هَاؤَ اَنَا اَشْرَعُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ۔

مذہبِ اسلام جو دنیا بھر کی خوبیوں کا مجموعہ ہے جس نے اپنی فطرتی اور قدرتی خوبیوں کے ذریعہ دنیا بھر کو بہت تھوڑی سی مدت میں اپنا حلقہ بگوش بنا لیا، چار دانگِ عالم میں اپنی ہر دلعزیزی اور حقانیت کا سکہ جما دیا۔ دنیا کے جملہ ادیان نے اس ایک دین پر دفعۃً دھاوا بول دیا۔ لیکن اس کی صداقت کی طاقت نے سب کے پاؤں اکھاڑ دئے۔ اس کی دلفریبیوں نے لوگوں کو وارفتہ کر دیا جس کی ایک بار بھی بھولے سے ہی اس پر نظر پڑ گئی وہ عمر بھر اس کا کلمہ پڑھتا ہوا ہی نظر آیا۔ ایک زمانہ تھا جس وقت اس کے ماننے والوں کی نسبت مخالفین کا اتفاق تھا کہ عَزَّ هٰؤُلَاءِ دِيْنُهُمْ یعنی یہ لوگ تو اس دین کے متوالے بن گئے۔ لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا یہ

صاف کپڑا میلا ہوتا گیا۔ وہ پاک نشہ اُترتا گیا۔ گو آج بھی اسلام اپنی اُن ہی خوبیوں کے ساتھ ہے لیکن ہم ہرگز یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ مسلمان بھی اُسی پرانے رویے پر ہیں بلکہ ہمیں اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں کہ ع ایں قدح بشکست و آں ساقی نماند

اسلام کی تعلیم تو یہ تھی کہ خدا کی مانو، اوس کے رسولؐ کی مانو، لیکن ہم نے اس متن و سلوٰی پر صبر نہ کر کے بنی اسرائیل کی طرح ایک تیسری چیز یعنی قیاس امام بھی نکال لی اور پھر اوس پر اس سختی سے جم گئے کہ شدہ شدہ وہی اصل مانی جانے لگی اور اصل کو فرع کا بلکہ اُس سے بھی نیچے کا درجہ دیدیا گیا۔ آج عام مسلمانوں کی یہ حالت نظر آتی ہے کہ اگر انہیں کسی مسئلہ کی ضرورت ہوئی وہ دریافت کرنے نکلے کسی عالم نے بتلایا کہ اس کی نسبت قرآن و حدیث کا یہ حکم ہے تو اُن کی تشفی نہیں ہوتی وہ فوراً پلٹ کر کہتے ہیں کہ مولوی صاحب یہ بتلاؤ کہ حنفی مذہب میں اس کی بابت کیا فیصلہ ہے؟ آج خواص مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ جو لوگ مسندِ درس پہ بیٹھے نظر آتے ہیں مُدرّس۔ مفتی۔ اور عالم شہر ہیں مصنف اور مولوی ہیں وہ اگر فتویٰ لکھیں گے تو تیرے میرے قول سے۔ مسئلہ بتلائینگے تو زید بکر کا نام لیکر۔ تعلیم دینگے تو اِدھر اُدھر کے قیاسات کی۔ پیروی کرینگے تو اُمتیوں کی۔ نام لیوا ہیں تو نیچے ہی نیچے کے۔ مجھے معاف رکھا جائے اگر میں کھلے الفاظ میں کہدوں کہ "سچ تو یہ ہے کہ ہمارے اسلاف کا اسلام اور تھا اور ہمارا اور ہے۔ اور اگر وہ کامل مسلمان تھے تو ضرور ہمارے اسلام میں نقصان ہے اور بھائی اگر ہم باوجود ان دُھنگوں کے کامل مسلمان ہیں تو وہ اس اسلام سے یقیناً بہت دور بلکہ بالکل محروم تھے" ہمارے زمانے میں صرف قرآن و حدیث کا نام رہ گیا ہے۔ عمل کیلئے اور چیز ہے اور تبرک کیلئے اور چیز۔ "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" مسئلہ دیکھنا ہو تو ہدایہ شرح وقایہ کی ورق گردانی کی جائے۔ اگر تبرک حاصل کرنا ہو تو بخاری مسلم کی زیارت بھی کر لی جائے۔ فتویٰ لکھنا ہو تو کنز قدوری کی ضرورت پڑے۔ ختم پڑھنا ہو تو خیر قرآن خوانی بھی ہو جائے نَبَذُوْا کِتَابَ اللّٰہِ وَرَآءَ ظُھُوْرِھِمْ کے اپنے مصداق ہم بن گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث رد ہو جائے تو دل نہ دُکھے لیکن فقہ کی کسی جزئی کو کوئی ٹال دے تو قیامت ہو جائے۔ اگر اتباعِ سنت کو ترک کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن ترکِ تقلید ترکِ اسلام سمجھا جائے۔ اگر رسول اللہؐ کی طرف سے نسبت ہٹ جائے تو پروا نہیں لیکن اماموں کی طرف سے نسبت ہٹانا کفر سمجھا جائے۔ محمدی

نہ کہلاؤ لیکن اگر حنفی شافعی نہ کہلوائے تو یوں سمجھو کہ گویا کفر کی بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ دیا، اسلام کا تقاضا تو یہ تھا کہ خدا کی دی ہوئی دولت، ورثۂ رسول فرمانِ پیغمبر، حدیث نبوی کو مضبوطی سے تھام لیا جائے لیکن ہم نے اپنے لئے جدا جدا مذہب قائم کر لئے۔ حنفیت اور شافعیت وغیرہ کی شاخوں نے شاہراہِ محمدی سے ہمیں دور ڈھکیل دیا، ہم نے سختی سے اماموں کی نہیں بلکہ ایک امام کے اقوال کی تقلید شروع کر دی۔ اپنی نسبت بھی ان کی طرف کر لی، ان کے کُل فرامین کو آنکھیں بند کر کے مان لینا اپنا وظیفہ کر لیا۔ اس زہریلی ہوا نے کچھ اس طرح رگ و پے میں سرایت کی اور رونگٹے رونگٹے میں سمیّت کا اثر پہنچایا کہ آج قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیوا بے دین اور لامذہب سمجھے جانے لگے۔ اتنے ہی پر بس نہ کیا بلکہ اس فرقہ کے ذمہ تہتان باندھنے جھوٹ بولنے تہمتیں رکھنے میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ کہیں سے کوئی کتاب چھپتی ہے، کہیں سے اشتہار شائع ہوتے ہیں، کہیں اخبارات کے کالم سیاہ ہو رہے ہیں کہ یہ ایسے اور ایسے۔ کبھی تو نواب صاحب کی کتابوں سے ہمیں الزام دیا جاتا ہے، کبھی مولانا اسماعیل شہیدؒ کی کتابوں سے کبھی حضرت میاں صاحبؒ اور امام شوکانیؒ اور عبدالوہاب نجدیؒ کی کتابوں سے، اور ساتھ ہی ساتھ ہمیں غیر مقلد بھی کہا جاتا ہے۔ کاش انہیں اتنا تو سوچنے کا موقعہ ملتا کہ جب ہم انہیں غیر مقلد کہتے ہیں تو اِدھر اُدھر کی کتابوں سے انہیں الزام تو نہ دیں؟ یاد رکھو ہم اہلحدیث محمدیوں کا مذہب صرف قرآن و حدیث ہے، جو الزام آیتِ قرآنی پر، جو الزام صحیح حدیثِ نبوی پر ہو، وہ الزام اس فرقہ پر ہے، جو الزام ان کے سوا کسی اور کے قول پر ہو وہ الزام جماعت اہلحدیث پر نہیں۔ اس وقت جس رسالے کا جواب میں لکھنے بیٹھا ہوں اس رسالہ میں جتنے اعتراض ہیں وہ سب ایک راندیری کی کتاب سے لئے گئے ہیں۔ جس کا جواب ۱۳۳۷ھ میں میں لکھ چکا ہوں جو بصورت کتاب اُسوقت چھپ گیا تھا لیکن اس بندۂ خدا نے اونہی اعتراضات کو لیکر اپنے نام سے مصنفین کی صف میں آ بیٹھنے کے لئے دوہرایا ہے۔ میری وہ کتاب جس کا نام "اقامۃ البراہین فی الذب عن المحمدیین" ہے اور جو فتح محمدی کے نام سے مشہور تھی وہ بھی مدتیں ہوئی ختم ہو چکی ہے اس لئے میں نے مناسب جانا کہ اس رسالے کے جواب میں اوسی کتاب کو مع اضافہ پھر سے دوہرا دیا جائے۔ پنجاب کے بعض بھائیوں نے یہ کتاب دفتر میں بھیجی اور لکھا کہ اس سے یہاں اہلحدیث کے خلاف نفرت پھیلائی جا رہی ہے اس لئے اس کا جواب لکھنا نہایت ضروری ہے اور آجکل اخبار الفقیہ

میں بھی یہی کتاب دوسرا جنم لیکر آرہی ہے اور وہ بتدریج اسے چھاپ رہا ہے اس لئے بھی اوس کا جواب ضروری ہوا۔ پس نمبروار جواب موجود ہے ملاحظہ ہو۔

نمبر۱۔ میں لکھا ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک رنڈی کا مال توبہ کے بعد پاک ہوجاتا ہے۔ حوالہ دیا ہے مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری کے فتوے کا۔

اوّل جواب تو اس کا وہی ہے جو گذر چکا ہے کہ "شخصی بات مذہب نہیں" دوسرے مولوی عبداللہ صاحب نے یہ فتویٰ دیا۔ کئی اہلحدیث نے اس کی تردید کی طرفین سے بڑے بڑے رسائل لکھے گئے مدت تک عالمانہ مذاق سے مسئلہ منجھتا رہا۔ کیا وہ تردید کی کتابیں جو اہلِ حدیث ہی نے لکھی ہیں آپ کے ہاتھ نہیں پڑیں؟ اگر نہیں پڑیں تو آپنے بے تحقیق کیسے زبان کھولی؟ وقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا یعنی جس بات کا تمہیں پورا علم نہ ہو اس میں لب نہ ہلاؤ۔ کانوں اور آنکھوں اور دل سے بھی قیامت کے دن حساب لیا جائیگا اور اگر باوجود معلوم ہونے کے چھپر کتمان کیا گیا ہے تو یہ وعید ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ یعنی جو شخص خدائی شہادت کو چھپائے اوس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے یہ کیوں ظاہر نہیں کیا کہ پھر اس مال کو کیا کیا جائے؟ اور لطف یہ ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے مذہب کی کتابوں میں اس مسئلہ کو نہ ٹٹولا اور یونہی لکھ مارا حنفی مذہب کی معتبر کتاب ذخیرۃ العقبیٰ اور چلپی حاشیہ شرح وقایہ میں ہے اِنَّ مَا اَخَذَتْهُ الزَّانِيَةُ اِنْ كَانَ بِعَقْدِ الْاِجَارَةِ فَحَلَالٌ عِنْدَ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ یعنی زانیہ عورت رنڈی زنا کی اُجرت مقرر کرکے لے وہ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے۔ اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے لَوِ اسْتَأْجَرَ امْرَأَةً لِيَزْنِيَ بِهَا فَزَنٰى بِهَا لَا يُحَدُّ فِيْ قَوْلِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر کوئی شخص کسی عورت کو زنا کی اجرت دیکر اوس سے زنا کرے تو اس پر حد نہیں اور ہم اہلحدیث زانیہ کی کمائی اور اس کے پیشہ کو حرام کہتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْرُ الْبَغِيِّ حَرَامٌ یعنی زانیہ کی اجرت حرام ہے افسوس نہ مولوی صاحب منہ کھولتے نہ کھلواتے كَلِيْتَ التَّمَلَ لَمْ تَفِظْ کاش کہ چیونٹی کے پر نہ نکلتے۔

نمبر۲۔ میں لکھتے ہیں کہ غیر مقلدین کے نزدیک کافر کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے۔ حوالہ دیا ہے وسیل الطالب مصنفہ نواب صاحبؒ کا جواباً گذارش ہے کہ یا تو مولوی صاحب وسیل الطالب

کی عبارت اور معنی سمجھ نہیں سکے یا عمداً تنکے کا تاڑ بنالیا ہے دلیل الطالب میں بزبان عربی سوال و جواب ہے۔

سوال یہ ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟ اور جو فریق مسلمانوں میں بوجہ اپنی تاویلات کے کافر ہیں ان کے ذبیحے کا حکم اہل کتاب کا سا ہے یا کچھ اور؟ اس کا مدلل و مفصل جواب نواب صاحبؒ نے لکھا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ان کے ذبیحے کی حرمت میں کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی۔ میں جانتا ہوں کہ معترض صاحب کا تعامل تو ضرور نواب صاحبؒ ہی کے فتوے پر ہوگا۔ کیا جو لوگ تعزیہ پرست پیر پرست ہیں ان کا ذبیحہ وہ نہیں کھاتے؟ کیا جو لوگ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو مالک کل مانیں صفاتِ باریتعالیٰ عزاسمہٗ مخلوقات میں ثابت کریں ان کے کفر میں کوئی شک ہے؟ پھر آپ ہی فرمائیے انکا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟ باقی رہے سکھ۔ ہنود۔ چوہڑے چمار وغیرہ ان کے ذبیحے کو نواب صاحبؒ حلال نہیں کہتے دیکھئے اپنی تفسیر فتح البیان میں زیر آیت وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ تحریر فرماتے ہیں بِخِلَافِ الَّذِيْنَ تَمَسَّكُوْا بِغَيْرِ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ كَصُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ فَلَا تَحِلُّ ذَبَائِحُهُمْ یعنی یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال ہے ان کے سوا اور کفار کا حرام کاش کہ آپ اہلحدیث کے ذمے یہ تہمت تھوپنے سے پہلے اپنے مذہب کی کتابوں کو ٹٹول لیتے۔ عالمگیری مصری جلد سوم صفحہ ۱۶۰ میں ہے اِذَا ذَبَحَ كَلْبًا وَبَاعَ لَحْمَهٗ جَازَ۔ یعنی جب کوئی اپنا کتا ذبح کرکے اوس کا گوشت بیچے تو جائز ہے۔

نمبر ۳۔ میں لکھتے ہیں کہ غیر مقلدوں کے نزدیک ایک مرد ایک وقت میں چار سے زیادہ بیویاں کرسکتا ہے کوئی اس کی حد نہیں۔" میں کہتا ہوں کہ یہ ہم پر صریح تہمت ہے خدایا کیسے وہ دل ہیں جو تجھے ایک اور تیرے نبی کو برحق ماننے والوں کی عداوت سے پُر ہیں اور بیٹھے بٹھائے مسلمانوں کی ترقی کی راہوں میں روڑے اٹکانا چاہتے ہیں۔ نواب صاحبؒ کی تفسیر فتح البیان اس وقت ہمارے سامنے کھلی رکھی ہے آیت فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ الخ کے تحت میں لکھتے ہیں وَاَمَّا اسْتِدْلَالُ مَنِ اسْتَدَلَّ بِالْاٰيَةِ عَلٰى جَوَازِ نِكَاحِ التِّسْعِ بِاعْتِبَارِ الْوَاوِ الْجَامِعَةِ وَكَاَنَّهٗ قَالَ انْكِحُوْا مَجْمُوْعَ هٰذَا الْعَدَدِ الْمَذْكُوْرِ فَهُوَ اِجْهَلُ بِالْمَعْنَى الْعَرَبِيِّ یعنی جس شخص نے اس آیت سے نو بیویوں کو جمع کرنے کا استدلال کیا ہے وہ عربیت سے ناواقف ہے اس سے پہلے نواب صاحبؒ

نے ایک عالمانہ بحث کر کے لکھا ہے فَالْاَوْلٰی اَنْ یُّسْتَدَلَّ عَلٰی تَحْرِیْمِ الزِّیَادَۃِ عَلَی الْاَرْبَعِ بِالسُّنَّۃِ یعنی احادیث سے چار سے زیادہ بیویوں کے اجتماع کی حرمت ثابت ہے۔ پھر حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے ہیں کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کی دس بیویاں تھیں آپ نے فرمایا ان میں سے چار کو جو تمہیں پسند ہوں رکھ لو باقی کو طلاق دیدو۔ حنفی مذہب کی معتبر کتاب فتح القدیر میں حضرت ابو حنیفہؒ کے دادا استاد ابراہیم نخعی سے البتہ مروی ہے کہ شخص واحد کو آن واحد میں نو بیویوں کا جمع کرنا جائز ہے۔

نمبر ۴۔ میں لکھتے ہیں کہ غیر مقلدین کے نزدیک خشکی کے وہ کل جانور حلال ہیں جن میں خون نہیں (بدور الاہلہ) میں کہتا ہوں بدور الاہلہ کی عبارت یہ ہے" وآنچہ از بری خون ندارد وپس ثنا خیخ کہ قرآن دال است بر اصلیت حل وخارج نمی شود ازاں مگر ہماں کہ دلیل صحیح دال باشد بر تحریم آں۔ یعنی اصل اشیاء میں حلت ہے جس جس جانور کی حرمت احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتی جائیگی وہ حرام اور اُن کے ماسوا کل حلال ہیں۔ اس کی کئی ایک دلیلیں ہیں۔ از آنجملہ فرمانِ خداوندی قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُہٗٓ الخ اور کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا اور مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ الخ وغیرہ اور فرمانِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا سَکَتَ عَنْہُ فَھُوَ عَفْوٌ وغیرہ مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں کی حرمت قرآن وحدیث سے ثابت ہو جائے وہ حرام ہیں باقی سب حلال ہیں۔ خیر اسے تو اپنی جگہ پر رہنے دیجئے حنفی مذہب کی کتاب فتاوی قاضیخان میں ہے لَا بَأْسَ بِاَکْلِ دُوْدِ الزَّبُوْرِ قَبْلَ اَنْ یُّنْفَخَ فِیْہِ الرُّوْحُ یعنی جس بھڑ میں روح نہ پھکی ہو اوس کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

نمبر ۵۔ غیر مقلدین کے نزدیک سُوَر ناپاک اور نجس نہیں۔ دلیل الطالب ص۲۴" میں کہتا ہوں بیچارے ان پڑھ مسلمان تو جھوٹ بول کر توبہ بھی کر لیتے ہوں گے مگر ان مولویوں کو شاید توبہ بھی نصیب نہ ہوتی ہوگی نہ جانیں اہلِ حدیثوں سے کیوں اُدھار کھائے بیٹھے ہیں؟ دلیل الطالب کے اس صفحہ میں تو اس مسئلہ کا نام ونشان بھی نہیں وہاں مستحاضہ عورتوں کا بیان ہے ؎

چہ دلاور است مولوئے کہ در بغل کتاب دارد

بلکہ نواب صاحب نے تو دلیل الطالب کے ص۲۲۴ اور ص۲۲۵ میں سُوَر کی نجاست پر تصریح کی ہے لکھتے ہیں" حکم رجسیت خاص بخنزیر کرد" یعنی اللہ تعالیٰ نے سُوَر کی نجاست پر خاصتہً حکم لگایا ہے

مولوی صاحب کا اہلحدیث سے بگڑنا تو حیرت انگیز امر نہیں۔ جب تک اہلحدیث کو بُرا بھلا نہ کہیں سفید سفید گول پتیوں کا دیدار بھی نصیب نہ ہو مگر غور طلب امر یہ ہے کہ نواب صاحب مرحوم نے ان کا کیا بگاڑا؟ ایک فوت شدہ خادم اسلام کے ذمے تہمتیں لگانا اپنے آپ کو اہل دنیا کا مجرم اور خدا کا گنہگار بنانا ہے۔ دُرِّ مختار جو حنفی مذہب کی بڑی معتبر کتاب ہے اس کو ملاحظہ فرمایئے لکھا ہے وَالْخِنْزِيْرُ لَيْسَ بِنَجِسِ الْعَيْنِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ (دُرِّ مختار مصری جلد پنجم ص۳۳) یعنے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک سؤر ناپاک اور نجس العین نہیں۔ اور حلبی کبیر مع منیہ میں ہے اَمَّا اِذَا دُبِغَ جِلْدُ الْخِنْزِيْرِ فَقَدْ طَهُرَ وَيَجُوْزُ بَيْعُهٗ وَالْاِنْتِفَاعُ بِهٖ وَالصَّلٰوةُ فِيْهِ وَعَلَيْهِ یعنی سؤر کے چمڑے کو جب دباغت دی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے اس کو بیچنا اور نفع اٹھانا اور اس کو پہن کر اور اس کی جانماز بنا کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ ردّ المحتار والے نے بھی اسی صفحے میں نقل کیا ہے فَيَحِلُّ بِكُلِّ مُعَلَّمٍ وَّلَوْ خِنْزِيْرًا یعنی ہر سدھے ہوئے جانور کے ساتھ شکار کھیلنا جائز ہے اگرچہ خنزیر یعنی سؤر ہو۔ اسی کتاب کی شرح کے اسی صفحے میں ہے وَالْخِنْزِيْرُ عِنْدَ الْاِمَامِ لَيْسَ بِنَجِسِ الْعَيْنِ یعنی سؤر امام صاحب کے نزدیک نجس العین نہیں تجرید وغیرہ میں بھی یہی لکھا ہے۔ اچھا! اب اس کی تائید میں فقہ کے اقوال سنئے۔ ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص۳۱۸ میں ہے فَاِنْ تَزَوَّجَ الَّتِيْ تَحِلُّ اِلَخ یعنی کسی ذمی مرد نے ذمیہ عورت سے نکاح کیا اور شراب یا سؤر مہر میں مقرر کیا پھر دونوں یا دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو بھی مہر کا مقرر کردہ سؤر یا شراب ادا دیدے۔ پس سؤر اور شراب کا مہر اور اس مہر سے نکاح جائز لیکن اگر قرآن پڑھانے یا سکھا دینے پر نکاح ہوا تو یہ مہر مہر نہیں چنانچہ درمختار جلد ۲ ص۳۶۲ میں ہے وَفِيْ تَعْلِيْمِ الْقُرْاٰنِ ہدایہ کتاب البیوع ص۳۹ جلد ۳ فاروقی میں ہے يَجُوْزُ الْاِنْتِفَاعُ بِهٖ لِلْغَرْضِ وَرَوْثُهٗ یعنی سؤر کے بالوں سے گانٹھنا ضرورۃً جائز ہے۔ عینی میں ہے جَازَ بَيْعُهٗ یعنی سؤر کے بالوں کا بیچنا بھی جائز ہے۔ ہدایہ میں ہے اگر تھوڑے سے پانی میں بھی سؤر کے بال گر جائیں تو امام محمدؒ کے نزدیک وہ پانی فاسد نہیں ہوگا اس لئے کہ سؤر کے بالوں سے نفع اٹھانے کا اطلاق دلیل ہے۔ اس بات کی کہ سؤر کے بال پاک ہیں۔ عبارت ملاحظہ ہو۔ وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ لَا يُفْسِدُهٗ لِاَنَّ اِطْلَاقَ الْاِنْتِفَاعِ بِهٖ دَلِيْلُ طَهَارَتِهٖ۔ دُرِّ مختار کی شرح ردّ المحتار کے ص۱۵۱ جلد اول مصری میں ہے اِنَّهٗ عِنْدَ مُحَمَّدٍ طَاهِرٌ یعنی سؤر کے بال امام صاحب کے شاگرد محمد کے نزدیک پاک ہیں۔ اور اسی صفحے میں ہے کہ اگر ایک درہم سے کم سؤر کے بال ساتھ لیکر نماز پڑھے تو نماز بھی ہو جائیگی۔ اور اگر تھوڑے سے

پانی میں سؤر کے بال گر پڑیں تو وہ پانی بھی ناپاک ہوگا۔ فتح القدیر جلد ۶ صـ۶۲ میں ہے کہ گانٹھنے والے کے پاس اگر سؤر کے بال ہوں اور وہ انہیں لئے ہوئے نماز پڑھے تو اوس کی نماز ہو جائیگی عالمگیری جلد ۳ مصری صـ۱۲۱ میں ہے یَجُوْزُ اَلْاِنْتِفَاعُ بِهٖ لِلْخَرَّازِیْنَ یعنی سؤر کے بالوں سے فائدہ اٹھانا گانٹھنے والوں کو جائز ہے۔ ردمحتار جلد اول صـ۱۵ میں ہے فِیْ رِوَایَةٍ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ یعنی امام صاحب کے شاگرد ابو یوسف سے مروی ہے کہ اون کے نزدیک سؤر کی کھال بھی دباغت دے لینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ فتاوی عالمگیری مصری جلد اول صـ۴۶ میں ہے اَلْخِنْزِیْرُ اِذَا وَقَعَ فِی الْمِلْحَةِ فَصَارَ مِلْحًا یُطَهَّرُ عِنْدَهُمَا۔ یعنی سؤر نمک میں پڑ گیا اور نمک ہو گیا تو امام ابو حنیفہ اور اون کے شاگرد محمد کے نزدیک پاک ہو گیا۔ یعنی ہر چہ در کانِ نمک رفت نمک شد۔ مبسوط میں ہے وَاَمَّا جِلْدُ الْخِنْزِیْرِ فَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّهٗ یُطَهَّرُ بِالدِّبَاغِ یعنی ابو یوسف کے نزدیک سؤر کا چمڑا دباغت دینے سے پاک ہو جاتا ہے (فتح) اور نجس العین کے معنی خود ردالمحتار جلد اول صـ۱۵ میں لکھے ہیں کہ اِنَّ ذَاتَهٗ بِجَمِیْعِ اَجْزَآئِهٖ نَجِسَةٌ حَیًّا وَّمَیِّتًا یعنی نجس العین اسے کہتے ہیں جس کی ذات تمام اوس کے اجزا سمیت زندگی میں اور مرنے کے بعد ناپاک ہو۔ پس جب اوس کے بعض اجزا مثلاً بال ہی پاک سمجھے گئے تو وہ نجس العین نہ رہا بلکہ طحطاوی مصری جلد اول صـ۹۷ میں ہے اِنَّ جِلْدَ الْخِنْزِیْرِ یُطَهَّرُ بِالدِّبَاغِ۔ وَیَجُوْزُ بَیْعُهٗ وَالْاِنْتِفَاعُ بِهٖ۔ وَالصَّلٰوةُ فِیْهِ۔ وَعَلَیْهِ۔ یعنی امام ابو یوسف سے جو امام ابو حنیفہ کے اعلیٰ درجہ کے شاگرد رشید ہیں ایک روایت میں ہے کہ سؤر کی کھال بھی دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے اوسے بیچنا اوس سے نفع حاصل کرنا اوسے پہن کر نماز پڑھنا اوس کی جانماز بنا کر اوس پر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور درمختار مصری جلد چہارم صـ۴۴۵ میں ہے وَصَحَّ تَوْکِیْلُ مُسْلِمٍ ذِمِّیًّا بِبَیْعِ خَمْرٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ وَّشِرَائِهِمَا۔ یعنی مسلمان کسی سؤر کی یا شراب کی خرید فروخت کے وقت کسی ذمی شخص کو اپنا وکیل بنالے تو یہ صحیح ہے۔ ناظرین کرام! چونکہ مسئلہ معرض بحث میں ہے اس لئے میں ایک مسئلہ اسی کے متعلق آپ کو حنفی مذہب کا اور بھی سنا دوں۔ درمختار مصری جلد پنجم صـ۲۴۰ میں لکھا ہے حَلَّ اَکْلُ جَدْیٍ عُذِّیَ بِلَبَنِ خِنْزِیْرٍ۔ یعنی بکری کا بچہ جو سؤرنی کے دودھ سے پالا گیا ہو اوس کا کھانا حلال ہے۔ حنفی مذہب فقہ کی مشہور و معروف کتاب منیۃ المصلی مترجمہ بہ ترجمہ فارسی مطبوعہ فاروقی دہلی صـ۶۵ سطر ۱۱ میں ہے۔ وَرُوِیَ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ اَنَّهٗ یَطْهُرُ وَیَجُوْزُ بَیْعُهٗ۔ یعنی سؤر کی کھال بھی رنگ لینے سے

پاک ہو جاتی ہے۔ پھر اوس کی تجارت بھی جائز ہے۔ اسی کتاب کے صلا سطر میں ہے لَوْ صَلّٰی فِیْ جِلْدِ خِنْزِیْرٍ مَدْبُوْغٍ جَازَ وَقَدْ اَسَآءَ یعنی اگر کسی شخص نے سؤر کی رنگی ہوئی کھال پہن کر نماز پڑھی تو گو برائی کی لیکن اوس کی نماز ہو جائیگی نماز سؤر کی کھال پہنے ہوئے جائز ہے۔ پس در اصل اہلحدیث تو ہم کو نجس کہتے ہیں ہاں البتہ حنفی مذہب کی کتابوں میں اس کا نجس العین نہ ہونا لکھا ہے عبارتیں آپ کے سامنے ہیں۔

نمبر ۶۔ میں لکھتے ہیں۔ غیر مقلدین کے نزدیک تمام جانوروں اور انسانوں کا خون سوائے حیض و نفاس کے پاک ہے۔ حوالہ دیا ہے دلیل الطالب ص۲۳ کا۔ سنئے دلیل الطالب میں سوال ہے کہ انسانوں اور گھوڑوں کے خون اور گوشت کا کیا حکم ہے۔ جواب دیا ہے کہ انسانوں اور گھوڑوں کے خون کی ناپاکی پر کوئی دلیل نہیں۔ اور اسی طرح ہر ایک ماکول اللحم جانور کا خون پاک ہے۔ مولوی صاحب کا اس صاف مسئلہ کو بگاڑ کر کل جانور یعنی غیر ماکول اللحم کو بھی شامل کر لینا جسارت اور دلیری ہے۔ دیکھئے بہت بڑی لمبی بحث کے بعد نواب صاحب دلیل الطالب ص۲۳ میں لکھتے ہیں "ہیچ وجہ برائے حکم بنجاست دم۔ آدمی دخیل و ابل و نحو آں از ماکولات نیست" یعنی انسان اور گھوڑے اور اونٹ اور حلال جانوروں کے خون کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں میں محض مولوی صاحب کی دلجمعی کے لئے چند دلائل اس کے بیان کر دیتا ہوں۔ کیونکہ بوجہ مشاغل کثیرہ ضروریہ کے اتنا وقت دستیاب نہیں جو میں تطویل کروں۔ دیکھئے صحیح بخاری کے پہلے پارہ میں ہے یُذْکَرُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ غَزْوَۃِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَرُمِیَ رَجُلٌ بِسَہْمٍ فَنَزَفَہُ الدَّمُ فَرَکَعَ وَسَجَدَ وَمَضٰی فِیْ صَلٰوتِہٖ وَقَالَ الْحَسَنُ مَا زَالَ الْمُسْلِمُوْنَ یُصَلُّوْنَ فِیْ جِرَاحَاتِہِمْ وَقَالَ طَاؤُسٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ وَعَطَاءٌ وَّاَہْلُ الْحِجَازِ لَیْسَ فِی الدَّمِ وُضُوْءٌ عَصَرَ ابْنُ عُمَرَ بَثْرَۃً فَخَرَجَ مِنْہَا دَمٌ فَلَمْ یَتَوَضَّأْ وَبَزَقَ ابْنُ اَبِیْ اَوْفٰی دَمًا فَمَضٰی فِیْ صَلٰوتِہٖ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالْحَسَنُ یُمْنَعُ اَحْتَجَمَ لَیْسَ عَلَیْہِ اِلَّا غَسْلُ مَحَاجِمِہٖ اور فتح الباری میں اس کے ماتحت لکھا ہے اِنَّ عُمَرَ صَلّٰی وَجُرْحُہٗ یَثْبَعُ دَمًا اور لکھا ہے اَخْرَجَ اِسْمٰعِیْلُ الْقَاضِیْ مِنْ طَرِیْقِ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْفُقَہَآءِ السَّبْعَۃِ مِنْ اَہْلِ الْمَدِیْنَۃِ وَہُوَ قَوْلُ مَالِکٍ وَالشَّافِعِیِّ۔ یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے ایک صحابی عباد بن بشر الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک کافر نے نماز پڑھتے ہوئے تین تیر مارے

جس سے اس قدر خون نکلا کہ وہ ناطاقت ہوگئے مگر اپنی نماز میں لگے رہے یہانتک کہ اسے پوری کی اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان ہمیشہ زخم کھاتے رہے اور زخموں کی حالت میں نماز پڑھتے رہے اور حضرت طاؤس اور محمد بن علی اور اہل حجاز کا یہی مذہب ہے کہ خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے پھوڑے کو دبوچ کر اس میں سے خون نکالدیا اور بلا وضو کئے نماز پڑھی۔ اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے خون نکلا انہوں نے تھوک دیا اور نماز پڑھتے رہے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حسن بصریؒ فرماتے ہیں جو پچھنے لگوائے اس پر وضو نہیں (بخاری) اور خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم میں سے خون نکلتا رہا اور آپ نماز پڑھتے رہے۔ مدینہ کے ساتوں فقہا اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے (فتح الباری) حضرت معاذؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سالم بن عبداللہ طاؤس حسن قاسم عطا کحول سعید بن مسیب ربیعہ مالک ابوثور یحییٰ بن سعید انصاری جابر بن عبداللہ ابوہریرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان سب کا بھی یہی مذہب ہے۔ ان کے علاوہ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کا بھی یہی قول ہے (عون المعبود) اسی طرح جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا خون بھی پاک ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بے دھوئے گوشت کو پکایا کرتی تھیں جو خون آلودہ ہوتا تھا۔ جن جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے کیا ان کے گوشت میں پھر خون کی آمیزش نہیں رہتی۔ اگر آپ کی تشفی اب بھی نہ ہوئی ہو تو لیجئے ہم آپ کے آدمیوں کو شہادت میں پیش کریں۔ حنفی مذہب کی معتبر کتاب چلپی کبیر میں ہے وَالدَّمُ النَّجِسُ هُوَ الدَّمُ الْمَسْفُوحُ اور فَمَا لَيْسَ بِمَسْفُوحٍ لَا يَكُونُ حَرَامًا فَلَا يَكُونُ نَجِسًا یعنی جانوروں کو ذبح کرنے کے وقت جو خون گردن کی رگوں میں سے نکلتا ہے وہ حرام ہے اور وہ نجس ہے اور اس کے سوا کوئی خون نجس نہیں لیجئے جو نواب صاحب نے لکھا تھا وہی مذہب تمہارے اماموں کا ہے۔ اب آپ کو اختیار ہے شوق سے گالیاں دیجئے۔ مگر انصاف یہ ہے کہ منہ وار کام ہو پہلے اپنے اماموں کو لیجئے پھر اگر کچھ ہمت باقی ہو تو نواب صاحبؒ کو اور اگر پھر بھی سانس پھول نہ جائے تو اہلحدیث کے گناہ دھونا۔ حنفی مذہب کی معتبر کتاب شامی اور قاضی خاں اور عالمگیری وغیرہ میں ہے لَوْ رَعَفَ فَكَتَبَ الْفَاتِحَةَ بِالدَّمِ عَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ جَازَ۔ یعنی اگر نکسیر پھوٹی ہو اور سورۂ فاتحہ کو اپنی پیشانی

اور ناک پر خون سے لکھے تو جائز ہے ۔ لیجئے صاحب نہ صرف خون کا پاک ہونا بلکہ اس سے قرآن کا لکھنا اور وہ بھی انسان کی پیشانی پر آپ کے ہاں جائز ہے ۔ بلکہ آپ کے مذہب کی بہت ہی معتبر اور مستند کتاب ردّ المحتار جلد اول صـ۱۵۱ میں اس مسئلے کے لکھنے کے بعد یہ بھی لکھا ہُوا ہے وَ بِالْبَوْلِ اَیْضًا یعنی طلبِ شفا کے لئے سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) پوری اگر کوئی شخص پیشاب سے بھی اپنی پیشانی اور ناک پر لکھے تو جائز ہے ۔ بلکہ آپکے مذہب کی معتبر کتاب مراقی الفلاح مصری جلد اول صـ۹ میں ہے وَ عُفِیَ رُشَاشُ بَوْلِ الخ یعنے پیشاب کے بہت ہی باریک چھینٹے کپڑے یا بدن پر خواہ کتنے ہی پڑے ہوں یہانتک کہ کپڑا یا بدن بھر گیا ہو پھر بھی وہ سب معاف ہیں ۔ ہدایہ یوسفی جلد اول صـ۷۱ باب الانجاس میں ہے قَذْرُ الدِّرْهَمِ وَ مَا دُوْنَهٗ مِنَ النَّجَسِ الْمُغَلَّظِ کَالدَّمِ وَ الْبَوْلِ وَ الْخَمْرِ وَ خُرْءِ الدَّجَاجِ وَ بَوْلِ الْحِمَارِ جَازَتِ الصَّلٰوةُ مَعَهٗ یعنی سخت اور غلیظ نجاست جیسے کہ ناپاک خون اور پیشاب اور شراب اور مرغ کی بیٹ اور گدھے کا پیشاب وغیرہ اگر بدن یا کپڑے پر بقدر ایک درہم کے لگا ہوا ہو تو بھی نماز ہو جائیگی (بقدر درہم سے مراد ہتھیلی کی چوڑائی کے برابر ہونا یا وزن میں ایک مثقال ہونا ہے جیسے کہ ہدایہ کے اس کے بعد کے صفحے میں تفصیل موجود ہے ۔ آپ کے مذہب کی اسی مثل قرآن کتاب ہدایہ کے اسی باب میں صـ۷۲ میں ہے جَازَتِ الصَّلٰوةُ مَعَهٗ حَتّٰی یَبْلُغَ رُبُعَ الثَّوْبِ یُرْوٰی ذَالِكَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ یعنی اگر نجاست خفیف ہو اور اوس سے کپڑا انجس ہو گیا ہو تو چوتھائی حصے تک پہنچنے کے پہلے پہلے اوسی کو پہنے ہوئے نماز پڑھ لینا جائز ہے امام ابوحنیفہؒ کا مسلک یہی روایت کیا گیا ہے ۔ اسی کتاب کے اسی باب میں صـ۷۳ میں ہے اِنْ اَصَابَهٗ خُرْءُ مَا لَا یُؤْکَلُ لَحْمُهٗ مِنَ الطُّیُوْرِ اَلْقَذْرُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ اَجْزَأَتِ الصَّلٰوةُ فِیْهِ یعنی اگر حرام پرندوں کی بیٹ کپڑے پر ہتھیلی کی چوڑائی اور ایک مثقال کے وزن سے بھی زیادہ ہو تو بھی نماز ہو جائیگی ۔

نمبر ۷ ۔ میں لکھا ہے کہ غیر مقلدین کے ہاں مالِ تجارت میں زکوٰۃ نہیں ۔ میں متعجب ہوں کہ مولوی صاحب کو اپنی عمر میں کبھی کتابیں دیکھنے کا بھی اتفاق پڑا ہے یا نہیں ؟ ہمارے ہاں تو مالِ تجارت میں زکوٰۃ ہے وَ لَوْ قَالَ قَائِلٌ بِخِلَافِهٖ محدثین نے اس پر تبویب کی ہے ابوداؤد میں صریح حدیث ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

یَأْمُرُنَا اَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَۃَ مِنَ الَّذِیْ نُعِدُّہٗ لِلتِّجَارَۃِ یعنی ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالِ تجارت میں سے زکوٰۃ نکالنے کا حکم فرمایا کرتے زکوٰۃ کو ٹالدینے والے فرقے کی اگر آپ کو تلاش ہو تو آیئے میں پتہ بتلاؤں۔ حنفی مذہب کی معتبر کتاب فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے۔ رَجُلٌ لَہٗ مِائَۃُ دِرْہَمٍ وَّاَرَادَ اَنْ لَّا تَلْزَمَہُ الزَّکٰوۃُ فَالْحِیْلَۃُ لَہٗ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِدِرْہَمٍ قَبْلَ اِتْمَامِ الْحَوْلِ بِیَوْمٍ حَتّٰی یَکُوْنَ النِّصَابُ نَاقِصًا فِیْ اٰخِرِ الْحَوْلِ اَوْ یَہَبُ تِلْکَ الدِّرْہَمَ لِابْنِہِ الصَّغِیْرِ قَبْلَ تَمَامِ الْحَوْلِ بِیَوْمٍ اَوْ یَہَبُ الدَّرَاہِمَ کُلَّہَا لِابْنِہِ الصَّغِیْرِ اَوْ یَصْرِفُ الدَّرَاہِمَ عَلٰی اَوْلَادِہٖ فَلَا تَجِبُ الزَّکٰوۃُ یعنی جو شخص مالک نصاب ہو اور وہ کسی حیلے سے زکوٰۃ نہ دینا چاہے تو حنفی مذہب میں اس کے لئے چار حیلے ہیں اُن میں سے کسی کو کرے زکوٰۃ اُس پر نہیں آئیگی۔ زکوٰۃ نہ دینی پڑے اس نیت سے سال بھر ختم ہونے سے پہلے دو سو درہم میں سے ایک کو خیرات کردے (تاکہ پانچ کے عوض ایک سے ہی چھٹکارا ہو جائے) یا اپنے کم سن بچے کو دیدے (تاکہ خرچ نہ کر ڈالے) یا کل درہم اپنے چھوٹے بیٹے کے نام ہبہ کر ڈالے (تاکہ ملکیت باقی رہے) یا اپنی اولاد پر خرچ کر ڈالے (مثلاً بیاہ شادی کردے تاکہ بہ یک کرشمہ دو کار ہو جائے) اور حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید قاضی ابو یوسف ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ دیکھئے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف اپنا مال آخر سال میں بیوی کے نام ہبہ کر دیتے تھے اور بیوی کا اپنے نام تاکہ مال پر سال پورا ہو نہ دونوں میں سے ایک کو بھی زکوٰۃ دینی پڑے۔ حضرت ابو حنیفہ صاحبؒ سے اس کا ذکر ہوا تو آپنے فرمایا یہ ان کی فقاہت ہے۔

نمبر ۸۔ کوئی کچھ ہی کہے میں تو مولوی مہدی حسن صاحب مصنف رسالہ قطع الوتین اور مولوی جودت رامپوری مصنف رسالہ غیر مقلدین کا مذہب کو داد دونگا۔ آپ خیال کیجئے کوئی شخص دن کو رات اور میٹھے کو کڑوا بتائے تو اُس کو کامل العقل انسان کہنا چاہئے یا نہیں؟ مسئلہ یہ ہے کہ صحیح بخاری صحیح مسلم وغیرہ میں حدیث ہے اَلذَّہَبُ بِالذَّہَبِ وَالْفِضَّۃُ بِالْفِضَّۃِ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالتَّمْرُ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ یَدًا بِیَدٍ یعنی سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو چاندی کے بدلے اور جَو کو جَو کے بدلے اور گیہوں گیہوں کے بدلے اور کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے برابر برابر اور ہاتھوں ہاتھ (نقد) لین دین کرنا چاہئے

اس مسئلہ کو نواب صاحب وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ان چھ چیزوں کی تبدیل کے وقت جب دونوں طرف ایک چیز ہو تو کمی زیادتی اور اُدھار جائز نہیں بلکہ سود ہے ہاں جب یہ چیزیں مختلف ہوں یعنی ایک طرف ایک ہو اور دوسری طرف دوسری تو کمی زیادتی جائز ہے مگر اُدھار پھر بھی جائز نہیں۔ مولوی صاحب نے اس کی کایا پلٹ کر بکری کو کتے کی شکل میں پیش کیا ہے اور ایسے الفاظ میں بیان کیا ہے جس سے عوام الناس سمجھیں کہ الحدیث کے ہاں سود جائز ہے ناظرین نے مولوی صاحب کی دیانتداری اور راستگوئی معلوم کر لی ہوگی۔ یہ نمونہ ہے اوس اندرونی بغض کا جو اُبلا پڑتا ہے "ہر چہ در دیگ بود بر چمچہ آید" قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ کچھ تو ان کی دشمنیاں ان زبان سے ظاہر ہو چکی ہیں اور جو عداوتیں ان کی ضمیر میں پوشیدہ ہیں وہ زبردست ہیں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ ہم تو سود کو حلال کہنے والے پر لعنت کرتے ہیں آپ بھی آمین کہیں پھر اپنے حنفی مذہب کی بہت بڑی معتبر کتاب ہدایہ شریف کو دیکھئے اُس میں ہے لَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ یعنی دارالحرب میں مسلمان حربی کافر سے سود لے سکتا ہے۔ ہدایہ جلد سوم فاروقی ص باب الربوٰ میں ہے لَا رِبٰوا بَیْنَ الْمَوْلٰی وَعَبْدِهٖ یعنی غلام اور آقا میں سودی لین دین میں کوئی حرج نہیں۔ اسی صفحہ میں اس سود کی حلت کی وجہ یہ لکھی ہے کہ لِاَنَّ مَا لَهُمْ مُبَاحٌ فِیْ دَارِهِمْ فَبِاَیِّ طَرِیْقٍ اَخَذَ الْمُسْلِمُ اَخَذَ مَالًا مُبَاحًا یعنی کفار کا مال اون کی سلطنت دارالحرب میں مسلمانوں کے لئے مباح ہے جس طرح سے چاہے لیلے وہ مال مباح اور حلال طیب ہی رہیگا۔ آپ اس بات پر بھی بخوبی غور کر لیجئے کہ آپنے جو تمسخراً لکھا ہے کہ غیر مقلد ہو جائے تو پھر تو دنیا ہی میں جنت ہے۔ اب فرمائیے کہ غیر مقلد ہو جانے سے دنیا کی جنت ملیگی یا مقلد اور وہ بھی حنفی ہونے سے؟

نمبر ۹ میں اعتراض ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک جنبی اور ناپاک آدمی کو جائز ہے کہ وہ قرآن مجید کو بغیر غسل کئے ہوئے چھوئے ہاتھ لگائے۔ اُٹھائے رکھے۔ حوالہ دیا ہے دلیل الطالب لنیل المطالب اور عرف الجادی کا" میں کہتا ہوں دلیل الطالب میں طرفین کے دلائل مع جرح و قدح نقل کئے ہیں۔ عرف الجادی کی نسبت بہتان ہی عبارت عرف الجادی ص۱۵ کی یہ ہے "جنب و حائض را در آمدن بمسجد و خواندن قرآن

حرام است نہ حلال ۔ اگرچہ محدث را مس مصحف جائز باشد" یعنی حائضہ عورت اور جنبی شخص کو مسجد میں آنا اور قرآن کریم کا پڑھنا حرام ہے ہاں محدث (یعنی بے وضو شخص) کو قرآن کا چھونا جائز ہے ۔ اور تبیان المرصوص کے صفحہ ۱ میں ہے " قرآن را مس نکند مگر طاہر" یعنی قرآن مجید کو ناپاکی کی حالت میں ہاتھ نہ لگائے ۔ مولوی صاحب کی دلیری پر میں تو متعجب ہوں ۔ بات یہ ہے کہ شاید ان لوگوں نے اپنے دل میں سمجھ لیا ہے کہ محمدیوں کی بہت تھوڑی سی جماعت ہے اور ہم بہت بڑی جماعت ہیں ۔ ہم اُن پر غالب رہیں گے اور وہ ہمیشہ مغلوب رہینگے ہم جو کچھ چاہیں کہتے چلے جائیں اُن میں سے کسی کی مجال نہیں کہ ہمارے مقابلہ میں لب کھولے یا زبان ہلائے مگر انہیں معلوم نہیں کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنی بسا اوقات تھوڑے تھوڑے لوگوں نے بڑی بڑی جماعتوں کے منہ پھیر دیئے ہیں کیا انہوں نے حدیث کا یہ جملہ نہیں سنا اَنْتُمْ قَلِيْلٌ بَيْنَ النَّاسِ كَثِيْرٌ وَّ فِيْ رِوَايَةٍ لَا يَضُرُّهُمْ مَّنْ خَالَفَهُمْ یعنی حق والوں کی گنتی بہت کم ہوگی اور اون کے مقابل بہت لوگ ہونگے مگر وہ اُن کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گے ۔ دیکھئے کمی زیادتی کی نسبت برابر کے لوگوں میں دیکھی جاتی ہے جہاں برابری نہ ہو وہاں اقل واکثر کی نسبت محض بیکار ہے خیال تو کیجئے کہاں حنفی اور محمدی ہو دوسرے لفظوں میں کہاں حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور کہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ آپ اپنے مقلّد پر خوشی منائیے ہم اپنے متّبع پر نازاں ہیں ۔ ع "کسی کا ہو رہے کوئی نبی کے ہوئے ہیں ہم"

بیشک یہ مسئلہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب ذخیرۃ العقبیٰ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے ۔ لکھتے ہیں لَوْ تَمَضْمَضَ الْجُنُبُ وَغَسَلَ يَدَيْهِ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّهٗ لَا بَاْسَ اَنْ يَّقْرَاَ الْقُرْاٰنَ اَوْ يَمَسَّهٗ یعنی آدمی ہمبستری سے فارغ ہوتے ہی اگر کلی کرکے صرف ہاتھ دھوکر قرآن شریف پڑھے اور اس کو چھوئے تو کوئی جرم نہیں ۔ یہی مذہب ہے ابو حنیفہؒ کا ۔ لیجئے حضرت فقط چھونا نہیں بلکہ پڑھنا بھی جائز ۔

نمبر ۱۰ ۔ میں لکھا ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک چاندی سونے کے زیوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے (بدور الاہلہ) جواب ہم اہلحدیث قائل ہیں کہ زیور میں زکوٰۃ ہے کتب صحاح ستہ دیکھنے والے پر یہ بات مخفی نہیں ہے وَلَوْ قَالَ قَائِلٌ فَجُزَاهُ اور ہمارے پاس یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو عورتیں آئیں اور

اون کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے آپنے فرمایا تم اُن کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تمہیں ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے جائینگے - یہ حدیث گو سنداً ضعیف ہے مگر کثرتِ طرق سے ضعف منجبر ہوگیا اور درجۂ حسن تک پہنچ کر قابلِ عمل ہوگئی ہے اسی طرح فرمان خداوندی اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ الخ بھی باعتبار عمومیت کے زیوروں کو شامل ہے کیونکہ سونا چاندی روپیہ پیسہ یہ تو ہوا ہمارے ہاں کا مسئلہ - اب آپ سنئے - آپ کے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک زکوٰۃ فرض نہ ہو اس لئے سال تمام ہونے سے پہلے اوس شخص کو جس کے جانوروں میں زکوٰۃ کل واجب ہوجاتی ہو جائز ہے کہ آج کسی اور معتبر آدمی کے نام جس سے یہ خوف نہ ہو کہ اپنا کرلیگا ہبہ کر دینا پھر کچھ دنوں بعد واپس لے لینا تاکہ زکوٰۃ سے بچ جائے جائز ہے ملاحظہ ہو عالمگیری کی کتاب الحیل -

نمبر ۱۱ - میں لکھا ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک شراب نجس نہیں پاک ہے محض غلط ہم تو شراب کو ناپاک اور نجس کہتے ہیں - یہ دھوکہ شاید آپ کو آپ کی کتابوں سے ہوا ہوگا کیونکہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ " اگر ہاتھ پر کوئی ناپاکی مثلاً شراب منی وغیرہ لگ گئی ہو تو وہ تین بار چاٹ لینے سے پاک ہوجاتا ہے -

نمبر ۱۲ - شاخ ہے نمبر ۸ کی اس کا جواب نمبر ۸ میں ملاحظہ ہو -

نمبر ۱۳ - میں ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک منی پاک ہے " سنئے ہم کہتے ہیں کہ جب منی غلیظ ہوا در کپڑے پر خشک ہوجائے تو صرف کھرچ ڈالنے سے کپڑا پاک ہوجائیگا اوس کی دلیل یہ ہے عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ کُنْتُ اَفْرُکُہٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُصَلِّیْ - یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پر سے منی کو کھرچ ڈالا کرتی تھی اور آپ اُسی میں پھر نماز پڑھتے (مسلم) اگر جناب کے نزدیک یہی منی کے پاک ہونے کا مسئلہ ہے تو سنئے آپ کے مذہب کی مانی ہوئی کتابوں میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح موجود ہے - عالمگیری مصری جلد اول صـ۴۲ میں ہے وَاِنْ جَفَّ عَلَی الثَّوْبِ اَجْزَأَہُ الْفَرْکُ - یعنی اگر منی کپڑے پر سوکھ گئی ہو تو صرف کھرچ دینا کافی ہے - اس مسئلہ کی دلیل اور خود آپ کی کتاب سے یہی مسئلہ تو آپ نے دیکھ لیا - اب ذرا اپنی کتابوں کے اس مسئلہ کی دلیل دیکھ بھال کر ہمیں دکھا دیں - فتاویٰ خانیہ صـ۲۲ جزو اول میں ہے لَحِسَھَا بِلِسَانِہٖ یعنی بدن کے کسی حصے پر نجاست لگ گئی تو زبان سے چاٹ لینے سے وہ پاک ہوجائیگا - عالمگیری کے صـ۴۶

میں بھی یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے ۔ مراقی الفلاح مصری جلد اول صـ۹۳ میں ہے یَطْهُرُ الَّذِیْ اِذَا رَضَعَهُ الْوَلَدُ یعنی عورت کی چھاتی اگر نجس ہو گئی ہو تو جب بچہ اوس سے دودھ پیئے پاک ہو جائیگی ۔

نمبر ۱۴ ۔ میں ہے غیر مقلدین کے نزدیک مردوں کو چاندی کا زیور پہننا جائز ہے ۔ دیکھو دلیل الطالب اور بدور الاہلہ ۔ پھر اپنے رسالے میں اپنی تہذیب کا نمونہ دکھاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ " جوانوں کو بھی مبارک ہو کہ چاندی کا زیور تو غیر مقلدین کی بدولت پہننے میں آیا پھر تو مرد و عورت میں فرق ہی نہیں ۔ اس دروغگوئی پر تعجب ہے دلیل الطالب صـ۴۳۶ میں لکھا ہے لَا یُشْتَبِهُ اَحَدُهُمَا بِالْاٰخَرِ فِیْ ذٰلِكَ النَّوْعِ الْخَاصِّ بِهٖ اور بدور الاہلہ صـ۳۵۶ میں ہے " در آں نوع خاص یکے مانا بدیگرے نگردد " یعنی مردوں عورتوں کے لئے الگ الگ طرح کی زینت ہے جس میں ایک کو دوسرے سے مشابہت نہیں ۔ تو اس طرح کی تحلی چاندی سے مرد کے لئے جائز ہے ۔ اب بتلایئے مرد و عورت میں فرق رہا یا نہیں ؟ فی الحقیقت چاندی سے مردوں کو مطلقاً ممانعت نہیں جیسی سونے سے مردوں کو تو مطلقاً ممانعت کر دی گئی ہے ۔ دیکھئے حدیث میں ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْكُمْ بِالْفِضَّةِ فَالْعَبُوْا بِهَا كَیْفَ شِئْتُمْ (ابو داؤد) یعنی چاندی کو اپنے استعمال میں لاؤ ۔ ترمذی نسائی وغیرہ میں حدیث ہے کہ آپ اپنے داہنے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے ۔ سیف محمدی کے قبضے میں بھی چاندی تھی ۔ صحیح بخاری کے سولھویں پارے میں ہے کَانَ سَیْفُ الزُّبَیْرِ مُحَلًّی بِفِضَّةٍ وَّكَانَ سَیْفُ عُرْوَةَ مُحَلًّی بِفِضَّةٍ یعنی حضرت زبیر اور حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تلواروں کی موٹھ پر چاندی لگی ہوئی تھی ۔ اے آپنے زیور کہا اور یہ زیور آپ کو بہت بُرا لگا اور اس پر خوب پھبتیاں اڑائیں جو حدیث سے ثابت ہے ۔ اب فرمایئے آپکے مذہب کے اس مسئلہ پر تو آپ ضرور عامل ہونگے اور اس کا مذاق تو بھولے سے بھی نہ اڑاتے ہونگے ؟ جو آپ کے مذہب کی معتبر کتاب عالمگیری مصری جلد اول صـ۶۵ میں ہے لَوْ صَلّٰی وَفِیْ عُنُقِهٖ قِلَادَةٌ فِیْهَا سِنُّ كَلْبٍ اَوْ ذِئْبٍ تَجُوْزُ صَلٰوتُهٗ یعنی اگر کسی نے نماز پڑھی اس حال میں کہ اوس کے گلے میں وہ ہار تھا جس میں کتے کے یا بھیڑیے کے دانت تھے تو اوس کی نماز جائز ہے ۔ کہئے مولنا مہدی حسن صاحب رانڈھیری اور مولنا جودت صاحب رام پوری اہلحدیث کے زیور اچھے یا حنفیوں کے بمعہ کہ خیر چاندی کا زیور ہے یا کتے کے دانت کا ؟

نمبر ۱۵۔ میں ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک جو جانور بندوق کے شکار سے مرجائے اوس کو کھانا جائز ہے حلال ہے جواب۔ یہ مسئلہ ہمارے ہاں نہیں ہے۔ ہمارے ہاں تو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے مَآ اَصَابَ بِحَدِّہٖ فَکُلْ یعنی دھاردار اور نوکدار چیز سے اگر شکار ہو تو حلال ہے اور اگر کوئی ٹھوس چیز اپنی طاقت کی وجہ سے کسی جانور کو مار ڈالے تو وہ موقوذہ میں داخل ہے اور حرام ہے۔ جب تک اُس کا ذبح نہ پایا جائے اور اگر ذبح کرنا پالیا تو پھر حلال ہے۔ جن بعض لوگوں نے اسے حلال کہا ہے وہ اس بنا پر حلال کہتے ہیں کہ خرق ہو جاتا ہے۔ سو اس بنا پر حلال کہنے والے لوگ آپ کے ہاں بھی موجود ہیں اور پھر گولی سے بھی نہیں دیکھئے جوہرۃ النیرہ شرح قدوری میں ہے اور ہدایہ میں بھی موجود ہے کہ ثُمَّ الْبُنْدُقَۃُ اِذَا کَانَ لَھَا حَدٌّ فَجَرَحَ یُؤْکَلُ یعنی بندقہ جب دھاردار ہو اور وہ زخمی کر دیتا ہو تو کھا لیا جائے۔ اور بندقہ کہتے ہیں مٹی کے گولہ کو۔ حالانکہ صحیح بخاری میں ہے کہ بندقہ کا شکار غیر زندہ پائے حرام ہے۔

نمبر ۱۶ میں ہے غیر مقلدین کے نزدیک جو شخص جان بوجھ کر نماز فرض چھوڑ دے اور وقت جانے کے بعد قضا کرے تو یہ قضا مقبول نہ ہوگی" یہاں بھی مولوی صاحب دلیل الطالب کی عبارت سمجھ نہیں سکے۔ ایک تو ہے صرف قضا کرنا اور ایک قضا ایسی جو کفارہ ہو جس سے اوس گناہ کا بدلہ ہو جائے۔ لو اب صاحب وغیرہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر فرض نماز بلاوجہ چھوڑ دے تو صرف قضا کر لینے سے وہ بری الذمہ نہیں ہوگا۔ اس کی نظیر آپ فرض روزے کو لے لیجئے حدیث میں ہے مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِّنْ رَّمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَۃٍ وَّلَا مَرَضٍ لَمْ یَقْضِ عَنْہُ صَوْمُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ وَاِنْ صَامَ (البخاری) یعنی جس شخص نے عمداً بلاوجہ روزہ توڑ دیا وہ اگر تمام عمر روزہ رکھا کرے پھر بھی اُس کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ فرض نماز کو بھی اسی طرح سمجھئے۔ ایک صورت اس کی اور ہے وہ یہ ہے کہ مثلاً آج اگر کوئی شخص بے نماز تائب ہو کر نماز شروع کرے تو کیا آپ اوس کو پہلے کی سب نمازوں کے قضا کرنے کا فتوے دینگے؟ اور افسوس تو یہ ہے کہ ان حضرات کو تو اپنی بھی خبر نہیں۔ آپ کے مذہب کی کتاب درمختار میں ہے اَلتَّاخِیْرُ بِلَا عُذْرٍ کَبِیْرَۃٌ لَا تَزُوْلُ بِالْقَضَآءِ اور بحر الرائق میں بھی اسی طرح ہے یعنی بلاوجہ تاخیر کرنا نماز میں ایسا کبیرہ گناہ ہے کہ صرف قضا کرنے سے معاف نہیں ہوتا۔ اب سنئے آپ قضا کو رو رہے ہیں اپنے ہاں تو دیکھئے۔ ہدایہ درمختار عالمگیری وغیرہ حنفی مذہب

کی کتابوں میں ہے قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ لَیْسَ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ صَلٰوۃٌ مَسْنُوْنَۃٌ فِی الْجَمَاعَۃِ یعنی حضرت ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ استسقار کیلئے نماز باجماعت پڑھنا مسنون نہیں حالانکہ بخاری وسلم وغیرہ کی حدیثوں سے صلوٰۃ استسقا باجماعت ثابت ہے۔ اپنا گھر شیشے کا بنا کر دوسرے کے فولادی قلعے پر ڈھیلے پھینکنا نہ صرف اپنے مکان کو ہی مسمار کرنا ہے بلکہ اپنی جان کو بھی ہلاکت میں ڈالنا ہے چونکہ نماز کے اس مسئلہ پر آپنے غلط اعتراض کیا ہے لہذا اس کا صحیح جواب دیکر اب میں نیچے حنفی مذہب کی اوس نماز کا نقشہ کھینچتا ہوں جو حنفی مذہب فقہ کی کتابوں کی رُو سے جائز ثابت ہوتی ہے۔ یہ ہے وہ نماز جو حنفیوں کے ہاں فقہ کی کتابوں کی رو سے کم از کم جائز اور درست تو ٹھیرہی جاتی ہے میں نے یہاں پر عمداً حوالے نہیں دئے اگر آپ ہر ہر عبارت اور حوالے اور ترجمے کو پوری طرح دیکھنا چاہیں تو میری کتاب سیف محمدی کو ملاحظہ فرمالیں۔ وہ نقشہ یہ ہے:-

حنفی مذہب فقہ کی جائز نماز کا نقشہ

جانور سے مردے سے چھوٹی لڑکی وغیرہ سے وطی کرکے بغیر انزال کے بے غسلا آجائے نماز پڑھ لے۔ کپڑے پر بدن پر عورت کی فرج کی رطوبت لگی ہو تو کوئی حرج نہیں بچے کے ولادت کے وقت کی چکنائی لگی ہو تو حرج نہیں۔ جانور کے بچے کی یہ رطوبت ہو تو حرج نہیں۔ کتے کی کھال سؤر کی کھال اور جس درندے کی چاہے رنگی ہوئی کھال پہن لے اوڑھ لے۔ رنگی ہوئی نہ ہو تو بھی حرج نہیں۔ ذبح کیا ہوا سؤر اور ذبح کئے ہوئے کتے کی کھال کی جانماز پر نماز پڑھ لے۔ ان کی کھال کا لباس پہن کر نماز پڑھ لے۔ کتے کا سؤر کا اور جس ذبح کئے ہوئے درندے کا چاہے گوشت اپنی جیبوں میں رکھ لے۔ کتے سؤر اور جس درندے کی ہڈیوں کا چاہے ہار پہن کر نماز پڑھ لے۔ کتے کی اسی کھال کی ڈول میں پانی بھر کر اوس پانی سے وضو کرکے نماز پڑھ لے۔ ذبح کئے ہوئے سانپ اور چوہے کا گوشت لیکر بھی نماز پڑھ لے کتے وغیرہ درندوں کی کھالیں ہڈیاں ناخن بال دانت آنت گوشت پوست چربی خون ان میں سے جس چیز کو چاہے اپنے ساتھ رکھ کر نماز پڑھ لے۔ کتے کے پلے کو بغل میں دبا کر نماز پڑھ لے بڑے کتے کو سر پر چڑھا کر نماز پڑھ لے۔ جس پانی میں کتا پڑ گیا ہو اگر اوس کا منہ اوس میں نہ لگا ہو تو اوس پانی سے وضو کرے اور غسل بھی۔ نماز پڑھتے ہوئے نجس چڑیا سر پر بیٹھی ہو تو حرج نہیں۔ نجاست آلود کپڑوں والا بچہ گود میں بیٹھا ہو تو حرج نہیں۔ نمازی

کے کپڑوں پر کتے کی چھینٹیں ہوں تو حرج نہیں۔ چوتھائی حصے سے کم کپڑا نجاست خفیفہ سے بھرا ہو تو نماز پڑھ لے۔ چنگاڈر کا پیشاب یا چنگاڈر کی بیٹ کپڑے پر یا بدن پر ہو تو نماز پڑھ لے۔ کتے نے بدن پر یا کپڑے پر منہ مارا ہو اور تھوک نہ نظر آئے تو نماز پڑھ لے پیشاب کی چھوٹی چھوٹی سوئی کے ناکے برابر کی چھینٹوں سے اگر سارا کپڑا بھر جائے یا سارا بدن بھر جائے تو بھی نماز پڑھ لے۔ نماز میں کتے کو پچکارنے، نماز میں گدھے کو ہانک دینے نماز میں عورت کی شرمگاہ کو دیکھ لینے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ نماز میں فقہ کی کتابوں کو دیکھ لے اور سمجھ لے کتے کے بالوں کی گھنڈیاں لگا کر نماز پڑھ لے۔ سور اور کتے کے بال پڑے ہوئے پانی سے وضو کرلے۔ بھیگی ہوئی کھجوروں کے نیچرے سے وضو کرلے۔ اس طرح کہ پہلے پاؤں دھوئے پھر منہ دھوئے پھر کلی کرے پھر مسح کرے یعنی اُلٹا پلٹا وضو کرے، اللہ اکبر کا ترجمہ کسی اور زبان میں کرلے۔ فقط ایک آیت کا ترجمہ اپنی زبان میں پڑھ لے رکوع سجدے میں اطمینان نہ کرے۔ رکوع کے لئے ذرا جھک جانا کافی ہے تو مہ میں اور دونوں سجدوں کے درمیان ٹھیرنا ضروری نہیں۔ سلام کے بدلے گوز مار دے۔ کتے یا بھیڑیے کے دانتوں والا ہار پہن کر نماز پڑھ لے۔ کافر اگر کتے، بچھو، بندر وغیرہ پر چھری پھیر دے تو اس کا گوشت پوست لے کر نماز پڑھ لے۔ بھیڑیے کی کھال کی جانماز پر نماز پڑھ لے۔ کتے کی رنگی ہوئی کھال کے ڈول میں پانی بھر کر اُس پانی سے غسل کرلے وضو کرلے نماز پڑھ لے۔ بوریے پر بھیگا ہوا کتا بیٹھ گیا یا لیٹ گیا اگر اس پر نجاست کا اثر نہ ہو تو اوس پر نماز پڑھ لے کسی بڑے حوض میں کتا گر کر مر گیا اوپر سے پانی جما ہوا ہے تو اوس سے وضو کرلے۔ امامت نماز کے لئے کچھ شرائط کی یکساں موجودگی کے بعد یہ شرط ہے کہ اوس کی جورو سب کی جوروں سے زیادہ حسین ہو۔ یہ بھی شرط ہے کہ خود امام شکیل اور خوبرو ہو۔ یہ بھی ایک شرط ہے کہ امام سب سے بڑا مالدار ہو۔ امام سب سے اچھے لباس والا ہو۔ امام کا عضو چھوٹا ہو اور سر بڑا۔ امام غلام نہ ہو۔ امام دیہاتی نہ ہو۔ امام اندھا نہ ہو۔ سجدے میں صرف پیشانی کا زمین پر لگ جانا کافی ہے اور صرف ناک کا لگ جانا بھی۔ التحیات میں بیٹھ کر بجائے سلام کے زور سے ہنس دے بات چیت کرلے گوز مار دے۔ عورت کا پیٹ پاؤں کے بل ننگا ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ عورت کا سر پاؤں کے بل کھلا ہوا ہو اور اوس نے نماز پڑھی تو نماز ہوگئی، عورت کی پنڈلی اور ران کا بھی یہی حکم ہے کہ پاؤں کھلا ہوا ہو تو نماز ہو جائے گی۔

مرد کے بیضے بھی اگر پاؤں سے کم ننگے ہوں تو نماز ہو جائیگی۔ نمازی کے بدن پر یا کپڑے پر پاخانہ پیشاب وغیرہ جیسی غلیظ نجاست ہتیلی کی چوڑائی کے برابر یا ایک مثقال وزن کے برابر لگی ہو تو بھی نماز ہو جائیگی۔ حرام پرندوں کی بیٹ یا پیشاب اس سے زیادہ لگا ہوا ہو تو بھی نماز ہو جائیگی۔ وضو بے نیت کرے عورت کی شرمگاہ پاؤں سے کم ننگی ہو تو نماز ہو جائیگی۔ مرد کا آلہ چوتھائی سے کم کھلا ہوا ہو تو نماز ہو جائیگی۔

نماز کے ایسے ہی مسائل اور بھی بہت سارے ہیں +

برادران! یہ ہے موجودہ حنفیت کی جائز نماز کا نقشہ خدارا اس غلط راہ کو چھوڑو اور قرآن حدیث کی صحیح اور سیدھی راہ پر لگ جاؤ + یہ نماز نماز نہیں بلکہ خدا کے سامنے مذاق کرنا ہے نمبر ۱۷ میں ہے غیر مقلدین کے نزدیک تمام جانوروں کا پیشاب پاک ہے " یہ بھی ہم پر صریح تہمت ہے۔ ہم اون جانوروں کے پیشاب کو نجس نہیں کہتے جو ماکول اللحم یعنی حلال ہیں اور دلائل اوس کے یہ ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے اُن کے پیشاب میں کچھ حرج نہیں (ابن کثیر) اور صحیح بخاری وغیرہ میں حدیث ہے قَدِمَ نَاسٌ مِّنْ عُکْلٍ اَوْ عُرَیْنَۃَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِیْنَۃَ فَاَمَرَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَّاَنْ یَّشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِھَا وَاَلْبَانِھَا الخ یعنی کچھ لوگ عکل یا عرینہ کے قبیلہ سے مدینہ میں آئے یہاں کی آب وہوا اُن کو موافق نہ آئی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونہیں اپنے اونٹوں میں بھیج دیا کہ اون کا پیشاب اور دودھ پیتے رہیں۔ فتح الباری میں ہے وَھٰذَا قَوْلُ مَالِکٍ وَّاَحْمَدَ وَطَائِفَۃٍ مِّنَ السَّلَفِ وَاَفْقَھُمْ مِنَ الشَّافِعِیَّۃِ ابْنُ خُزَیْمَۃَ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْاُصْطَخْرِیُّ وَالرُّوْیَانِیُّ یعنی امام مالک امام احمد اور سلف کی ایک جماعت کا بھی یہی مذہب ہے اور امام ابن خزیمہ ابن منذر ابن حبان اصطخری رویانی وغیرہ کا قول بھی یہی ہے۔ ہدایہ حنفی مذہب کی کتاب میں ہے اِنْ کَانَتْ مُخَفَّفَۃً کَبَوْلِ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ جَازَتِ الصَّلٰوۃُ مَعَہٗ حَتّٰی یَبْلُغَ رُبُعَ الثَّوْبِ یعنی اگر حلال جانور کے پیشاب سے کچھ کم چوتھا حصہ کپڑے کا بھر گیا ہو تو اوس کپڑے سے نماز جائز ہے۔ یہ آپ کے مذہب کی مسلم ومقبول کتاب ہے اور دیکھ لیجئے کہ اوس میں کیا لکھا ہے؟ اور ہدایہ بحر الرائق۔ جوہرۃ النیرہ درمختار میں ہے کہ امام محمد کے نزدیک بھی ماکول اللحم جانوروں کا

پیشاب پاک ہے۔ لیجئے یہ آپ کی کتابوں میں ہے اور آپ کے امام کا بھی یہی مذہب ہے۔ نخعی اوزاعی زفر ابن کا بھی یہی قول ہے۔ (نیل الاوطار)

نمبر ۱۸ میں ہے غیر مقلدین کے نزدیک دریا کے کل مُردہ زندہ سب جانور حلال ہیں مگر طافی بدور الاہلہ عرف الجادی" مولوی صاحب نے یہ ایک بات سچ کہی ہے۔ مگر اپنی عادت سے مجبور ہیں یہاں بھی اون سے بیجا دو جھوٹ سرزد ہو گئے ہیں اول تو یہ کہ ہم محمدی طافی کو بھی حلال کہتے ہیں۔ دوسری جرأت یہ کی ہے کہ بدور الاہلہ کا حوالہ دیا ہے کہ وہ طافی کو حرام لکھتے ہیں حالانکہ اونہوں نے اُسے حلال لکھا ہے۔ اب سنئے ہمارے دلائل قَالَ اللّٰہُ تبارک وتعالیٰ اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُہٗ مَتَاعًا لَّکُمْ وَلِلسَّیَّارَۃِ یعنی تمہارے لئے دریا کی زندہ مردہ سب چیزیں حلال ہیں۔ اس آیت کے معنی جبہ الامۃ مفسر قرآن شاگرد رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی کئے ہیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر، ابو داؤد، ترمذی وغیرہ میں بسند صحیح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھُوَ الطُّھُوْرُ مَآءُہٗ وَالْحِلُّ مَیْتَتُہٗ یعنی سمندر کا پانی پاک ہے اور اوس کا مُردہ حلال ہے اور دار قطنی میں ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی ذَبَحَ مَافِی الْبَحْرِ لِبَنِیْ اٰدَمَ یعنی سمندر میں جتنے جانور ہیں سب حلال ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ خلیفۃ المسلمین امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں طافی حلال ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر حضرت زید بن ثابت حضرت ابو ایوب انصاری حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت عکرمہ اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابراہیم نخعی (امام ابو حنیفہؒ کے استاد) اور حسن بصری رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ بلکہ جمہور علماء اسی طرف ہیں۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ (ترجمہ) مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام نہ کہو یہ حد سے گذرجانا ہے اور ایسوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا۔ اب آپ کے مذہب کی سنئے شرح وقایہ میں ہے کہ کوّا اور چمگادڑ حلال ہے۔ لیجئے حضرت ٹکا کیجئے اور ہڈیا چڑھایئے لَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلَالٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ یعنی اپنی طرف سے حلال وحرام کا فتویٰ نہ دو اور خدا پر تہمت نہ باندھو!

نمبر ۱۹ میں ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک چاندی سونے کے برتنوں کا استعمال جائز ہے" یہ بھی غلط بلکہ اغلط۔ ہمارے ہاں چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے۔ قال رسول اللہ صلی

اَلَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ (بخاری مسلم) یعنے ان برتنوں میں کھانا پینا پیٹ میں آگ جہنم بھرنا ہے باقی رہا اور استعمال تو اس کی بابت آپنے جو کچھ بدور الاہلہ میں لکھا ہوا دیکھا ہے میں نے وہ ہی آپ کے مذہب کی مختار کتاب درمختار میں دیکھا ہے یَجْتَمِلُ بِاٰوَانِیْ ذَھَبٍ وَّ فِضَّۃٍ یعنی سونے چاندی کے برتنوں سے زینت کرنا بلا تفاخر جائز و درست ہے نمبر ۲۰ میں مولوی صاحب نے اپنے ہاں کے ایک مسئلہ کو غلطی سے یا تعمداً ہماری طرف منسوب کر دیا ہے لکھتے ہیں کہ "غیر مقلدین کے نزدیک اپنی زنا کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ ہم تو اسے بدلیل بنا فکم حرام کہتے ہیں البتہ حنفی مذہب کی کتاب درمختار کے ترجمے غایۃ الاوطار میں ہے کہ مطلقہ عورت کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ بلکہ حنفی مذہب میں اگر کسی بیگانی عورت کو دو جھوٹے گواہ قاضی کے سامنے پیش کر کے لیلے تو اوس سے وطی کرنے میں نہ تو اس پر حد شرعی دنیا میں ہے نہ آخرت میں اس پر کوئی سرزنش ہے ملاحظہ ہو ہدایہ۔ درمختار اور فقہ کی تمام کتابیں ہر ایک میں یہی ہے۔ مولوی صاحب آپ جسے حلوائے یہ دود سمجھے ہیں وہ چیونٹیوں بھرا کباب ہے۔ نمبر ۲۱ میں لکھا ہے کہ غیر مقلدین کے ہاں مشت زنی کرنی یا کسی اور چیز سے مثل جمادات کے منی کا خارج کرنا اس شخص کو جس کی بیوی وغیرہ نہیں مباح ہے پھر بعض مرتبہ مستحب ہو جاتا ہے اور کبھی واجب ہو جاتا ہے" جناب من! ؎

شراب تعصب ملی تم کو ایسی ۔۔۔ کہ دیت پی گئے لگ گئی فاقہ مستی

ہم تو اسے حرام اور طلاق حرام کہتے ہیں قال اللہ عزوجل فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ یعنی جو شخص اپنی بیاہتا بیوی اور لونڈی کے سوا کسی اور طرح شہوت رانی کرے وہ خدائی حدود سے تجاوز کرنیوالا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نَاکِحُ الْیَدِ مَلْعُوْنٌ یعنی مشت زنی کرنیوالا ملعون ہے۔ بے بیوی والوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَآءٌ یعنی اس کیلئے روزہ رکھنا خصی ہونا ہے۔ ہاں بیشک یہ طریقہ حنفی مذہب میں پایا جاتا ہے۔ حنفی مذہب کی معتبر کتاب بحر الرائق میں ہے کہ امام صاحب کے نزدیک تسکین شہوت کے لئے مشت زنی کرنا جائز ہے۔ بلکہ شامی میں ہے یَجِبُ لَوْ خَافَ الزِّنَا یعنی اگر زنا کا خوف ہو تو مشت زنی واجب ہے۔ بلکہ فتاوی قاضی خاں میں ہے کہ مشت زنی کرنے سے روزہ بھی نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ طحطاوی مصری جلد اول ص۳۸۴ میں ہے یُؤْجَرُ اِذَا خَافَ الشَّھْوَۃَ یعنی زنا کے خوف کے وقت مشت زنی کرنے سے ثواب ملیگا ؎ سنگ بر بارۂ خر مرزن ۔۔۔ کہ بود کز خر سنگ آید

نمبر ۲۲ - میں ہے غیر مقلدین کے نزدیک بجو (کنگار) کھانا جائز ہے - وہ حلال ہے دیکھو عرف الجادی " میں کہتا ہوں اس میں اعتراض کی بات کونسی تھی - دیکھئے ابوداؤد - ترمذی نسائی، ابن ماجہ وغیرہ کتب حدیث میں ہے عَنْ جَابِرٍ رَّضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبُعِ فَقَالَ ھُوَ صَیْدٌ یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا کنگار حلال ہے آپنے فرمایا ہاں وہ شکار ہے (یعنی حلال ہے) امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے - حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ عطاءؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ اسحاقؒ ابو ثورؒ وغیرہ اسے حلال کہتے ہیں - امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مَا زَالَ النَّاسُ یَأْکُلُوْنَھَا وَیَبِیْعُوْنَھَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ مِنْ غَیْرِ نَکِیْرٍ یعنی لوگ اسے کھاتے رہے ہیں اور اس کی خرید فروخت مسلمانوں میں صفا مروہ کے درمیان مکہ مکرمہ میں بغیر کسی انکار کے ہوتی رہتی ہے (عون المعبود ملخصاً) جس کی علت حدیث سے ثابت ہے اُسے تو حلال کہتے ہوئے آپ کو درد معلوم ہوتا ہے - اور حنفی مذہب میں تو اُلو بھی حلال ہے - دیکھئے شامی میں ہے عِنْدَنَا یُؤْکَلُ الْخُطَّافُ وَالْھُدْھُدُ یعنی حنفی مذہب میں چمگادڑ اور اُلو حلال ہے -

نمبر ۲۳ میں اعتراض ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک قربانی میں اگر ایک بکری میں ہزار آدمی بھی شریک ہوں تو جائز ہے (الحرف الجادی ص۲۱۵) " میں کہتا ہوں جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ان سے سیکھ جائے - عرف الجادی ہمارے سامنے موجود ہے اس صفحہ میں اس عبارت کا کہیں نام و نشان بھی نہیں بلکہ اس پوری بحث میں کہیں بھی یہ عبارت نہیں - مولوی صاحب نہ جانیں کیوں حنفیت کو ٹبہ لگاتے ہیں ؟ اپنے ہم مذہب مولویوں کا نہ جانیں کس بنا پر اعتبار رکھوتے ہیں ؟ ؎

چو از قومے یکے بیدانشی کرد نہ کہہ را منزلت ماند نہ مہ را

آپ اپنے گھر کی خبر لیجئے - دیکھئے حنفی مذہب میں ہے کہ جس کے پاس مال قابل زکوٰۃ نہ ہو وہ قربانی ہی نہ کرے - (شاید مسئلہ مذکورہ بالا) دراصل یوں ہوگا کہ ایک گھر کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کافی ہے خواہ وہ تعداد میں کتنے ہی ہوں - اگر یہی ہو تو یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں دیکھئے ابن ماجہ میں ہے کَانَ الرَّجُلُ فِیْ عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُضَحِّیْ بِالشَّاۃِ عَنْہُ وَعَنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے زمانے میں ہر شخص اپنی اور اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربان کیا کرتا تھا۔
نمبر ۲۴۔ غیر مقلدین کے نزدیک زیارتِ قبرِ نبوی کے واسطے مدینہ منورہ جانا جائز نہیں ہے
میں کہتا ہوں یہ عبارت عرف الجادی جس کا حوالہ دیا گیا ہے اوس میں نہیں صریح تہمت ہے
مولوی جی کی غرض اس لایعنی اور مبہم عبارت سے یہ ہے کہ وہ لوگوں کی ہماری دشمنی پر
برانگیختہ کریں کہ دیکھو اہلِ حدیث رسول اللہ کے دشمن ہیں یہاں تک کہ آپ کی قبر کی
زیارت کرنے کو بھی منع کرتے ہیں۔ مگر مولوی صاحب کو بحمد اللہ بالا ایسے شخص سے
پڑا ہے کہ وہ بخیہ اُدھیڑ کر رکھ دیگا ؎

اَنَا صَخْرَۃُ الْوَادِیْ اِذَا مَا زُدْحِمْتُ وَاِذَا نَطَقْتُ فَاِنَّنِیْ الْجَوْزَاءُ

ہم کہتے ہیں خدا لعنت کرے اُس مردود پر جو زیارتِ قبرِ نبویؐ کو منع کرتا ہو اور صدہا لعنتیں
نازل ہوں اُس پر جو مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوانے کے لئے کسی پر تراش تراش کر تہمتیں
رکھتا ہو۔ ہم زیارتِ قبرِ نبوی سے نہیں روکتے۔ بلکہ ہم تو ادنیٰ مومنوں کی زیارتِ قبر
کو بھی مسنون سمجھتے ہیں۔ نزاع تو صرف اس میں ہے کہ باہر کا جو شخص مدینہ منورہ جانا
چاہے وہ زیارتِ قبرِ نبویؐ کی نیت سے جائے؟ یا مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے کی نیت
کر کے جائے؟ ہم کہتے ہیں کہ بہ نیت نماز مسجدِ نبویؐ سفر کرے دلیل اس کی حدیث صحیح
متفق علیہ ہے کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ الخ یعنی حرم نبوی (مدینہ
مکرمہ کی مسجد نبوی) اور حرم خلیلی (مکہ مکرمہ کی مسجد بیت اللہ) اور مسجد سلیمانی (یعنی بیت المقدس
کی مسجد) ان تین مسجدوں کے سوا اور جگہ کا سفر کرنا بہ نیت تقرب الی اللہ و تبرک حرام ہے۔
حدیث مندرجہ بالا کا صحیح مطلب بتلانے والی ایک روایت بہ سند صحیح موطا امام مالک میں موجود
ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طور پہاڑ کی زیارت کو گئے تھے وہاں سے واپس
آتے ہوئے حضرت بصرہ بن ابو بصرہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اُنہوں نے
کہا اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو میں آپ کو طور کی زیارت کے لئے نہ جانے دیتا۔ کیونکہ
میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ سوا بیت اللہ اور مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ
کے کسی اور جگہ (بقصدِ زیارت و تقرب الی اللہ) سفر کرنا حرام ہے۔ اس روایت سے
معلوم ہوا کہ مواضع متبرکہ کی طرف خاصۃً و قصداً بہ نیتِ حصولِ تبرک و تقرب الی اللہ
سفر کرنے سے حدیث میں ممانعت ہے چاہے وہ کوئی مسجد ہو یا غیر مسجد۔ اب چونکہ

ہمیں اس جگہ اختصار اور بہت ہی اختصار مطلوب ہے اس لئے آپ کے مسلّم بزرگوں کے اقوال آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر آپ کو بطوع خاطر اجازت دیتے ہیں کہ ان قائلین کو اور ان کے بعد ہم کو خوب پانی پی پی کر کوسئے۔ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں وَالْحَقُّ عِنْدِیْ اَنَّ الْقَبْرَ وَمَحَلَّ عِبَادَۃِ وَلِیٍّ مِنْ اَوْلِیَآءِ اللّٰہِ وَالطُّوْرَ سَوَآءٌ فِی النَّھْیِ یعنی میرے نزدیک حق مسئلہ یہ ہے کہ ہر ایک قبر اور ہر ایک تھان چلہ خانقاہ اور جائے عبادت کسی ولی اللہ کی اور طور سب کی زیارت کے لئے سفر کر کے قصداً جانا اس حدیث سے ممنوع ثابت ہوتا ہے۔ اور طوالع الانوار حاشیہ درمختار میں ہے کہ امام الحرمین اپنے شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ "سفر برائے زیارت قبور اولیاء وصلحاء وانبیاء دو طرح سے خالی نہ ہوگا یا تو وہاں جا کر زائر خلاف شرع تعظیمیں کرے گا جو شرک ہیں اس وجہ سے یہ سفر حرام ہے اور اگر نہ کریں تو اس سفر کی کراہیت میں تو کچھ شک نہیں (ملخصاً) شاہ عبدالعزیزؒ نے بھی ان تین جگہوں کے سوا سب کو نہی میں داخل رکھا ہے۔ فتح القدیر۔ فتاوی عالمگیری۔ درمختار وغیرہ کتب میں بھی یہی لکھا ہے۔ ملا علی قاری حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں ذَھَبَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ اِلٰی اَنَّ مُسْتَنَدَ مَا لِکٍ عَلَی الْمَنْعِ مِنَ الرِّحْلَۃِ لِزِیَارَۃِ الْمَشَاھِدِ وَقُبُوْرِ الْعُلَمَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ شاہ ولی اللہ کی عبارت کا اور اس عبارت کا خلاصہ قریب قریب ہے یعنی بزرگوں کے عبادت خانے اور اولیاء اللہ کی قبریں وغیرہ کی طرف اس قسم کا سفر کرنا ممنوع ہے۔ یہ تو تھی ہماری برأت۔ اب آپ اپنے ہاں کی سنئے اور بغور سنئے پھر اپنے صحیح دماغ سے فیصلہ دیجئے کہ دشمنانِ رسول ہم ہیں؟

حنفی مذہب میں ہے کہ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً حرم (یعنی قابل عزت وحرمت جگہ) نہیں۔ ملاحظہ ہو ترجمہ مشکوٰۃ عبدالحی وغیرہ۔ اور ہم اہلحدیث اُسے حرم کہتے ہیں کیونکہ بخاری مسلم وغیرہ میں فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے کہ اَلْمَدِیْنَۃُ حَرَامٌ یہ تو ہے حرم نبوی کی عزت اب ہم بتلائیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فِدَاہُ اَبِیْ وَاُمِّیْ کی عزت کا پاس حنفی مذہب فقہ کی کتابوں میں کس قدر ہے۔ ردالمحتار کنز شرح وقایہ درمختار وغیرہ معتبر کتب فقہ احناف میں ہے کہ اگر ذمی کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو وہ قابل قتل نہیں۔ نہ اس کا ذمہ ٹوٹتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کوئی صاحب مجھ سے ناراض نہ ہوں۔ دل تو میں نے صحیح حوالہ جات سے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ مولوی صاحب کیطرح

غلط حوالوں سے بات کا بتنگڑ بنا کر بلا وجہ سخت سست الفاظ سے کسی کی جگر خراشی نہیں کی۔ نہ مولوی صاحب کی طرح تمسخر آمیز لہجہ اختیار کیا ہے۔ دوسرے ہیں بالفرض نہ بھی لکھوں تو اصل کتابوں میں لکھا ہوا موجود ہے۔ بہ خدائے لایزال میرا مقصود اس سے یہ ہے کہ بندگان خدا فقہ پرستی چھوڑ دیں اور اہلحدیث کے ذمہ بری تہمتیں نہ تراشیں کہ پھر اہلحدیث ایسے ہی سائل ان کی اصلی مذہبی کتابوں سے دکھانے پر مجبور ہو جائیں اور جب یہ ہو تو ناظرین کو چاہئے کہ جس مذہب میں ایسے مسائل ہوں اوس مذہب کو چھوڑ کر اوس مذہب کو اختیار کریں جو ان مسائل سے پاک ہو۔ اہلحدیث کے نزدیک تو جو شخص حضورؐ کی شان میں گستاخی کرے وہ شرعاً گردن زدنی ہے مسلم بادشاہ وقت اوسی وقت اوس پر قتل کا حکم جاری کر دے گا۔

نمبر ۲۵ میں لکھا ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک اگر کسی کافر نے کفر کی حالت میں منت مانی تھی تو اسلام لانے کے بعد اُس کا پورا کرنا واجب ہے یہ اعتراض مولوی صاحب نے علم حدیث نہ ہونے کی وجہ سے کیا ہے ایسے ہی اعتراضوں سے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ حنفی اور محمدی میں کتنا اور کیا فرق ہے؟ دیکھئے حضرت عمر بن خطابؓ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ حضورؐ میں نے زمانہ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کرونگا اگر ارشاد ہو تو نذر پوری کروں؟ آپ نے فرمایا اَوْفِ بِنَذْرِكَ تم شوق سے اپنی نذر پوری کرو (بخاری مسلم) اس صحیح اور صریح حدیث کے مطابق اہلحدیث کا مذہب ہے کہ جو شخص زمانہ کفر میں کوئی نذر مانے اور وہ خلاف اسلام نہ ہو تو وہ اوسے مسلمان ہونے کے بعد وفا کر سکتا ہے۔ اب مولوی صاحب اگر اس مسئلہ میں جھگڑنا چاہیں اور طعن تشنیع کرنا چاہیں تو شوق سے کریں مگر یہ خیال رہے فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فرمان رسالتمآبؐ کا خلاف کرنے والے اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب اور زبردست فتنے سے ڈرتے رہا کریں۔

مولوی صاحب یہ تو آپ پر بھاری پڑا اور دن رات دعا دعب جو نذریں اور منتیں قبروں اور تعزیوں پر اترتی ہیں کبھی آپ کے اور آپ جیسے اوروں کے اوپر بھاری پڑیں؟

عبادت کا یہ طریقہ آپ کو بہت ناپسند ہے اس پر خوب لے دے کی ہے لیکن غالباً کیا بلکہ یقیناً وہ طریقہ تو آپ کو بہت ہی ناپسند ہوگا بلکہ اوس کے نہ کرنے والوں کو آپ ناپسند

کرتے ہیں جو حنفی مذہب کی فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ شراب بنانے والے کے ہاتھ شیرہ انگور بیچنا اور گرجا گھر عیسائیوں کے عبادت خانے بنانے والے کے ہاتھ اس کے لئے زمین بیچنا اور پارسیوں کے عبادت خانوں آتش کدوں کے بنانے کے لئے زمین بیچنا جائز ہے ملاحظہ ہو فتاوی خانیہ جلد ثانی صفحہ ۲۵۵۔ کہئے ان کے ہاتھ زمین بیچ کر اوس میں صلیب پرستی اور آتش پرستی کرانے میں تو عین خدا کی رضامندی حاصل ہوتی ہو گی۔

نمبر ۲۶ میں اعتراض ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک پانی خواہ تھوڑا ہو خواہ بہت جب تک کہ نجاست کی وجہ سے اُس کا رنگ یا مزہ یا بُو نہ بگڑے تب تک وہ پاک ہے۔ اور صفحہ ۶ میں اس مسئلہ پر آپنے دل کھول کر مضحکہ اڑایا ہے۔ بات یہ ہے کہ کاٹھیاواڑ کی طرف کچھ لوگ اس خیال کے ہیں کہ وہ کسی کو دیندار اور عالم اور مولوی نہیں سمجھتے جب تک کہ وہ اہل حدیث پر دس بیس پھبتیاں نہ اڑائے۔ کچھ بُرا بھلا نہ کہے سو بچارے تہمتیں نہ رکھے۔ ان باتوں میں جو شخص جس قدر بڑھا ہُوا ہو اُسی قدر اس کی عزت و وقعت ہوتی ہے۔ یہ حضرات بھی شاید اس فہرست میں اپنا نام لکھانیکی کوشش میں ہیں۔

پانی کے بارے میں اہل حدیث کا صحیح مسئلہ یہ ہے کہ پانی جب دو قلّے ہو اور کسی نجاست کے گرنے کی وجہ سے اُس کا رنگ یا بُو یا مزہ بگڑ گیا ہو تو وہ ناپاک ہے اور جبتک رنگ یا بو یا مزہ نہ پلٹے تب تک وہ پاک ہے دلائل ملاحظہ ہوں إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ (ابوداؤد) اور فرمایا لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَلَوْنِهِ (ابن ماجہ) ایک اور حدیث میں آیا بِنَجَاسَةٍ تَحْدُثُ فِيهِ (بیہقی) تینوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ جب پانی دو قلّے ہو جائے اور پھر کسی نجس چیز کے گرنے کی وجہ سے جب تک اُس کا رنگ یا مزہ یا بُو نہ بدلے پاک ہے۔ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحٰقؒ کا یہی مذہب ہے (ترمذی) بلکہ تلخیص اور نیل میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ یہ تو تھا ہمارے ہاں کا مسئلہ اور اوس کے دلائل۔ اب آپ کے ہاں کا مسئلہ سنئے اور اس کے دلائل تلاش کیجئے۔ حنفی مذہب میں ہے کہ گدھیا کا دودھ پاک ہے (غایۃ الاوطار) وہ دردہ پانی جس میں سے اگر لپ بھریں تو زمین نظر نہ آئے اُس میں چاہے کسی قدر نجاست پڑ جائے کوئی حرج نہیں پاک ہے۔ عالمگیری میں ہے إِذَا صُبَّ الْخَمْرُ فِي الْمَرْقَةِ ثُمَّ الْخَلُّ الَّذِي شَرِبَتْ الْمَرْقَةُ صَارَ خَلًّا اگر دردہ شوربے میں شراب ڈالا اگر دردہ شوربے میں سرکہ کی طرح کھٹا ہو

تو پاک صاف طیب ظاہر ہے۔

نمبر ۲۷۔ میں الزام دیا ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک نمازی کے کپڑوں کے واسطے طہارت شرط نہیں۔ حوالہ دیا ہے عرف الجادی ص۳۲ اور دلیل الطالب ص۲۶۴ کا۔ مولوی صاحب نے یہ بھی ایک سنسنی خیز جھوٹ بولا ہے۔ عرف الجادی کے صفحہ مذکورہ میں تو اس بحث کا نام و نشان بھی نہیں وہاں تو نماز کے بعد کی بعض دعاؤں اور سجدۂ سہو کی بحث ہے خدا جانے ابتک میں نے مولوی صاحب کے کتنے جھوٹ ثابت کئے اور آگے چل کر کیا کچھ گل کھلیں گے ؎

حیا و شرم و ندامت اگر کہیں بکتی　　تو ہم مول لیتے کسی اپنے مہرباں کیلئے

باقی رہی کتاب دلیل الطالب اُس میں اس بحث کا خلاصہ ص۲۶۴ میں اس طرح لکھا ہے مارا شکے در وجوب طہارت ثیاب در حال صلوٰۃ دائم مصلی با ثواب متنجسہ بنا بر ادلۂ مذکورہ نیست۔ یعنی ہمیں نمازی کے کپڑوں کی طہارت کے وجوب میں اور جو شخص نجس کپڑوں میں نماز پڑھے اوس کے گنہگار ہونے میں کوئی شک نہیں۔ آگے رہا نماز کا نہ ہونا یہ امر دیگر ہے میں حیران ہوں کہ جو شخص اپنی آنکھ کا شہتیر نہ دیکھ سکتا ہو وہ دوسروں کی آنکھ کے تنکے کو دیکھنے کی کیوں کوشش کرتا ہے؟ حنفی مذہب میں ہے کہ اگر کپڑے پر پاخانہ یا پیشاب وغیرہ جیسی غلیظ نجاست بقدر ایک درہم کے لگی ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو ہدایہ شرح وقایہ وغیرہ۔ بلکہ طحطاوی مصری جلد اول ص۸۹ میں بلی کے پیشاب کو بھی جو وہ کپڑے پر کردے پاک مانا ہے۔

نمبر ۲۸۔ میں اعتراض ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک نمازی کے بدن کیواسطے طہارت شرط نہیں۔ دلیل الطالب میں یہ مسئلہ بھی اسی طرح ہے۔ جس طرح ۲۷ کا مسئلہ ہاں البتہ حنفیوں کے نزدیک بلا روک ٹوک اس مسئلے پر عمل ہے۔ چنانچہ جوہرۃ النیرہ شرح قدوری میں ہے اِذَا لَمْ یَسْتَنْجِ بِحَجَرٍ اَوْ غَیْرِہٖ وَکَانَتْ لَہٗ تَمَادَتْ خَرَجَهَا جَازَتْ صَلٰوتُہٗ یعنی اگر کوئی شخص پاخانہ کرنے کے بعد نہ تو پانی سے طہارت کرے نہ ڈھیلا لے اور اسی ناپاکی سمیت نماز پڑھے اور ناپاکی کے حلقے سے زیادہ نہ ہو تو اُسکی نماز ہو جائیگی

نمبر ۲۹۔ میں ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک بے وضو آدمی قرآن چھو سکتا ہے میں کہتا ہوں کہ اس میں اعتراض کی بات کونسی تھی دیکھئے ترمذی نسائی ابوداؤد و ابن ماجہ میں

حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ اِذَا قُمْتُ اِلَی الصَّلٰوۃِ یعنی مجھے صرف نماز کیلئے ہی وضو کا حکم وجوبی ہے۔ کسی اور کام کے لئے نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ روم ہرقل کو جب فرمان لکھا تو اس میں آیت قرآنی قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا الخ لکھ بھیجی حالانکہ وہ مشرک اور نجس تھا۔ یا وضو ہوتا تو ایک طرف وہ تو غالباً شرعی وضو کو جانتا بھی نہ ہوگا اور نیل الاوطار ص۲۰۱ ج۱ میں ہے وَاَمَّا الْمُحْدِثُ حَدَثًا اَصْغَرَ فَذَھَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالضَّحَّاکُ وَزَیْدُ بْنُ عَلِیٍّ وَالْمُؤَیَّدُ بِاللّٰہِ وَالْھَادَوِیَّۃُ وَقَاضِی الْقُضَاۃِ وَدَاوٗدُ اِلٰی اَنَّہٗ یَجُوْزُ لَہٗ مَسُّ الْمُصْحَفِ یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ ضحاکؒ زید بن علیؒ مؤید باللہؒ ہادویہؒ قاضی القضاۃؒ اور داؤدؒ کا مذہب ہے کہ بے وضو قرآن شریف کو چھونا جائز ہے۔ فتاوی ظفر خانی کو دیکھئے لکھا ہے وَالصَّحِیْحُ مِنْ مَذْھَبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ لَا یُمْنَعُ الْمَسُّ یعنی امام ابوحنیفہؒ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ بلا وضو قرآن کریم کو چھونا جائز ہے۔ مولوی صاحب پر قرآن پاک کا بے وضو چھونا شاق گذرتا ہے۔ حالانکہ حنفی مذہب میں ہے کہ قرآن شریف کو فارسی۔ اردو انگریزی۔ گجراتی۔ تیمنی اور بنگالی وغیرہ ہر اک عجمی زبان میں نماز کے اندر پڑھنا جائز ہے۔ ملاحظہ ہو فتاوی عالمگیری وغیرہ۔ بلکہ امام صاحب کے اور اکثر فقہا حنفیہ کے نزدیک حائضہ عورت کو بھی ایک آیت سے کم قرآن کا پڑھنا جائز ہے۔ ملاحظہ ہو فتح القدیر وغیرہ +

نمبر ۳۰۔ میں حوالہ دیا ہے عرف الجادی ص۲۴۳ کا اور لکھا ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک خارپشت اور ضب کھانا حلال ہے۔ مولوی صاحب کو نہ جانے جھوٹ بولنے میں کیا کمت کا ثواب ملتا ہے اس صفحہ بھر میں ضب کا کہیں نام ونشان بھی نہیں درحقیقت مسئلہ یہی ہے دیکھئے صحیح بخاری میں ہے کہ ضب (گوہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھائی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کُلُوْہُ فَاِنَّہٗ حَلَالٌ یعنی گوہ کو کھاؤ وہ حلال ہے۔ عون المعبود میں ہے قَالَ النَّوَوِیُّ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَنَّ الضَّبَّ حَلَالٌ لَیْسَ بِمَکْرُوْہٍ یعنی مسلمانوں کا گوہ کی حلت پر اجماع ہے اور ابن ملک حنفی اور امام طحاوی حنفی نے بھی اسے حلال کہا ہے (مرقاۃ ومعانی الآثار) اور خارپشت یعنی ساہی کے بارے میں ابوداؤد میں حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے حلال کہتے تھے پھر

ادن کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خبیث کہا ہے یہ ہے حدیث اور ائمہ میں سے امام مالک اور ابن ابی لیلیٰ محدث اسے حلال کہتے ہیں۔ بہتوں نے اسے حرام لکھا ہے۔ عرف الجادی میں تصریح تو نہیں مگر رجحان حرمت کو ہی دیا ہے۔ جس کے سمجھنے سے مولوی صاحب قاصر رہے لکھتے ہیں:۔ "شاید ارجح خبث اوست" نواب صاحب علیہ الرحمۃ نے دلیل الطالب کے صـ۴۴۴ میں اسے حرام لکھا ہے لکھتے ہیں "فتنقذ از خبائث است پس حرام باشد" اب سنئے حنفی مذہب میں ہے کہ اگر سؤرنی کے دودھ سے بکری کا بچہ پالا گیا ہو تو وہ حلال ہے (قاضیخاں)۔ بلکہ عالمگیری مصری جلد سوم[۱۶] میں ہے اذا ذبح کلبۃ دجاج لحمہ جاز یعنی اپنے کتے کو ذبح کرکے اوس کا گوشت بیچنا جائز ہے۔

نمبر ۳۱۔ میں ایک بڑا بھاری یہ اعتراض کیا ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننے والے کا وضو ٹوٹ جاتا ہے"۔ میں کہتا ہوں یہ کوئی نئی بات نہیں یہ آج سے تیرہ سو سال پہلے کی بات ہے اور بات کس کی اطاعِ برحق نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمہیں اختیار ہے جس طرح چاہو آپ کی بات پر ہنسی اڑاؤ اور مذاق کرو مگر یہ خیال رہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ الخ یعنی آپ کی بات کو جی کھول کر اور کشادہ دلی سے نہ ماننے والا مؤمن نہیں۔ ابوداؤد میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یُصَلِّیْ مُسْبِلًا اِزَارَهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَالَكَ اَمَرْتَهٗ اَنْ یَّتَوَضَّأَ قَالَ اِنَّهٗ كَانَ یُصَلِّیْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُّسْبِلٍ اِزَارَهٗ یعنی رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ٹخنے سے نیچے تہ بند لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جا اور نیا وضو کر۔ وہ گیا اور نئے سرے سے وضو کرکے پھر آیا۔ ایک اور شخص نے آپ سے سوال کیا کہ حضرتؐ آپ نے اُسے وضو دوہرانے کا حکم کیوں کیا؟ فرمایا آپ نے کہ وہ اپنا تہمد لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ نماز نہیں قبول کرتا ہے۔ بلکہ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز نہ تو بات

چیت کرے گا نہ اوسے گناہوں سے پاک کرے گا نہ اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھیگا اور اوس کے لئے دردناک عذاب ہے (صحیح مسلم) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض الموت میں جس وقت کہ اُن پر غشی پر غشی آتی تھی اور جو کچھ کھاتے پیتے تھے سب زخم کے رستے نکل جاتا تھا ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنا کپڑا ٹخنے سے نیچے لٹکائے ہوئے ہے فرمایا اپنا کپڑا اوپر کرو۔ دیکھئے کس قدر تاکید کا حکم ہے۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان نام رکھ کر اللہ کے رسولؐ کی حدیث کو قبول نہیں کرتے بلکہ اُسے رد کرتے ہیں اور اس پر بھی بس نہ کرکے اُلٹا مذاق اور استہزا کرتے ہیں۔ یہی نشانی ہے محمدی اور غیر محمدی ہونے کی وَلِنِعْمَ مَا قِیْلَ ؎

اَلْعِلْمُ مِیْرَاثُ النَّبِیِّ کَمَا ۔۔۔ فِی النَّصِّ وَالْعُلَمَاءُ هُمْ وُرَّاثُهٗ

مَا خَلَّفَ الْمُخْتَارُ غَیْرَ حَدِیْثِهٖ ۔۔۔ فِیْنَا فَذَاکَ مَتَاعُهٗ وَاَثَاثُهٗ

فَلَنَا الْحَدِیْثُ مِیْرَاثُ نَبَوِیَّةٍ ۔۔۔ وَلِکُلِّ مُحْدِثَةٍ بِدْعَةٍ اِحْدَاثُهٗ

فَاِذَا اَرَدْتَ حَقِیْقَةً تَدْرِیْ ۔۔۔ مَنْ وُرَّاثُهٗ فَکَرِّرْ مَا مِیْرَاثُهٗ

یعنی علماء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں اور آپنے سوائے حدیث کے اپنا ورثہ کچھ نہیں چھوڑا۔ ہمیں تو میراث نبوی یعنی حدیث کافی وافی ہے۔ بدعتی جانے اور اسکی بدعت۔ تو جب آپکے صحیح وارثوں کو ڈھونڈنا چاہے تو پہلے آپ کی میراث کو معلوم کرلے۔ یہ تھا نماز کا وہ مسئلہ جو صحیح حدیث سے ثابت ہے اگر آپ کے مذہبی نماز کی جو صورت بنا رکھی ہے وہ ہم اسی کتاب کے صفحہ ۲۱ میں لکھ آئے ہیں اوسے دوبارہ پڑھئے اور اون کا موں کے جائز ہونے کے دلائل تلاش کیجئے۔

نمبر ۳۲ "غیر مقلدین کے نزدیک اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو وضو نہیں ہوتا" اس قول میں تعجب کی کونسی بات تھی؟ فرمان نبوی سے سرتابی کیسی؟ آپ فرمان رسالتمآب کو نہ مانیں نہ مانیں مگر ہمیں اور دوسروں کو آپ کیوں روکیں؟ ہم تو آپ کی بات پر عمل کرنے میں اپنی جانوں مالوں اور عزتوں تک کو قربان کردینا اپنا فخر اور عین دین و ایمان سمجھتے ہیں ؎

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَتِیْ وَعِرْضِیْ ۔۔۔ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْکُمْ وِقَاءُ

یعنی میرے ماں باپ اور میری عزت (اور میری کل طاقتیں) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو تمہارے ہاتھوں سے بچانے کیلئے قربان ہیں۔ ابوداؤد میں حدیث ہے لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یُسَمِّ اللّٰهِ عَلَیْهِ یعنی جو شخص بسم اللہ کہے بغیر وضو کرے اوس کا وضو نہیں ہوتا۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں وَهُوَ نَصٌّ عَلٰی اَنَّ التَّسْمِیَةَ رُکْنٌ اَوْ شَرْطٌ یعنی یہ حدیث نص صریح ہے اس بات میں کہ بسم اللہ کہنا

وضو میں شرط ہے یا رکن ہے حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور امام داؤدؒ اور امام اسحاقؒ اور اہل ظاہر کا مذہب ہے کہ بسم اللہ کہنا واجب ہے اور اگر آپکی مراد دوسرے مسئلے سے ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک بسم اللہ پڑھے بغیر جانور ذبح کیا ہوا حلال ہے تو میں کہتا ہوں یہ آپکی عرف الجاوی پر تہمت ہے۔ کیونکہ عرف الجاوی کے صفحہ ۲۴۷ میں لکھا ہے "اگر نیز است از ذکر نام خدا بران" یعنی ذبیحہ پر بسم اللہ کہنا ضروری ہے اور اگر بالفرض کسی نے لکھا ہو تو ہمیں کیا؟ ہمیں تو اللہ کی کتاب کافی وافی ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ یعنی جس جانور پر خدا کا نام نہ لیا جائے اوسے نہ کھاؤ۔ جناب من! اب میں آپ کو ایک پر لطف ذبیحہ بتلاؤں۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے عَنْ مُحَمَّدٍ اِذَا صَلّٰى عَلٰى جِلْدِ كَلْبٍ اَوْ ذِئْبٍ قَدْ ذُبِحَ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ یعنی آپ کے امام محمدؒ کے نزدیک کتے اور بھیڑیے کی کھال پر نماز جائز ہے جبکہ وہ ذبح کرلئے جائیں تسمیہ پڑھ کر۔ بلکہ در مختار عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ اگرچہ کوئی کافر چوہڑا چمار بھی کسی حرام جانور کے گلے پر چھری پھیرے تو اون کی کھال بھی حنفی مذہب میں پاک ہے (زیادہ ظاہر قول یہی ہے۔ بلکہ گوشت بھی پاک ہے)

نمبر ۳۳ کا جواب نمبر ۶ میں ملاحظہ ہو۔ حاصل یہ ہے کہ بہنے والا خون وضو کو توڑتا نہیں ہے

نمبر ۳۴ میں اعتراض ہے کہ "غیر مقلدین کے نزدیک اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر کھا پی لیا تو اوس پر روزہ توڑنے کا کفارہ نہیں فقط اوس روزے کی قضا کرے"

مولوی صاحب کی عداوت قابل داد ہے۔ اہل حدیث کی دشمنی کی معراج انسان کو دشمن حدیث ضرور بنا دیتی ہے ؎

تا خاطرت ز علم سنن بے دماغ شد چنداں نشست رائے کہ سینہ فراغ شد

جناب من! دیکھئے تو حدیث میں عمداً بیوی سے ملنے والے پر کفارہ ہے۔ کھانے پینے والے پر کوئی کفارہ سرکار محمدی سے مقرر نہیں ہوا۔ صحیحین وغیرہ کتب حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ماہ رمضان میں دن کے وقت اپنی بیوی سے جماع کیا تھا آپ نے اوسے کفارہ دینے کو فرمایا کہ ایک غلام آزاد کرو اور اگر قدرت نہ ہو تو دو مہینے کے

پے در پے روزے رکھو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکتا ہو تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلاؤ اور ایک روزہ قضا کر لو۔ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب بھی یہی ہے کہ جماع کرنے والے پر کفارہ ہے کھانے پینے والے پر نہیں (ترمذی) مولوی صاحب ہمارے منہ نہ چڑھتے تو اچھا تھا۔ ہم پر جب انہوں نے حملہ کیا ہے تو اب ہماری بھی سنیں۔ حنفی مذہب میں ہے کہ اگر روزے کی حالت میں سوئی ہوئی عورت سے جماع کیا جائے تو دونوں پر روزے کا کفارہ نہیں۔ اسیطرح اگر دیوانی عورت سے جماع کرے جب بھی دونوں پر کفارہ نہیں۔ فتاوی قاضیخاں بلکہ امام زفر کے نزدیک تو روزہ بھی نہیں ٹوٹتا۔ عبارت یہ ہے وَكَذَا النَّائِمَةُ وَالْمَجْنُونَةُ إِذَا جَامَعَهُمَا زَوْجُهُمَا الْقَضَاءُ دُونَ الْكَفَّارَةِ وَقَالَ زُفَرُ لَا يُفْسِدُ صَوْمُهُمَا۔ اور اس سے ایک صفحہ پہلے لکھا ہے وَإِنْ أَنْزَلَ فِي هَذِهِ الْوُجُوهِ كَانَ عَلَيْهِمُ الْقَضَاءُ دُونَ الْكَفَّارَةِ۔ اگر جاگتا یا مُردہ عورت سے جماع کرے یا جائے مخصوص کے سوا کسی اور جگہ یا چوپائے سے جماع کرے یہاں تک کہ انزال بھی ہو تاہم اس پر روزے کی قضا ہے کفارہ نہیں شرم! شرم!!

نمبر ۳۵ میں لکھتے ہیں کہ "غیر مقلدین کے نزدیک مسافر کو مقیم کی اقتدا ہرگز نہ کرنی چاہیئے" محض غلط سفید جھوٹ۔ صحیح مسلم میں ہے كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِنْ صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ صَلَّى أَرْبَعًا وَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب امام کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو چار رکعت پڑھتے تھے اور جب اکیلے ہوتے تھے تو دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی مرفوعاً اس کی ہم معنی روایت منقول ہے نماز کی کتر بیونت ہم تو جانتے نہیں۔ ہاں حنفی مذہب میں ہے کہ اگر کوئی شخص سلام نہ پھیرے اور بجائے سلام کے گوز مار دے تو کافی ہے (ہدایہ) اسی طرح کا حنفی مذہب کی جائز نماز کا نقشہ اسی کتاب کے صـ۲۱ میں ملاحظہ ہو۔

نمبر ۳۶ میں لکھا ہے کہ "غیر مقلدین کے نزدیک پردے کا حکم سوائے ازواج مطہرات کے کسی کو نہیں" شاباش ہے میرے شیر دم غنیمت ہے جھوٹ بولنا اور پھر شرمانا مردوں کا کام نہیں وہاں کچھ اور مسئلہ ہے یہ کچھ کہہ رہے ہیں۔ من چہ مے سرایم و طنبورہ من چہ می سراید۔ بنیان المرصوص میں تو ہے "زنان در عہد نبوت

متبرقعات و متقنعات و مستفتیات بیرونِ خانہا می آمدند" اور آگے لکھا ہے "امر بغضِ بصر بیکدگر آمدہ است" یعنی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں برقعوں اور چادروں میں لپٹی لپٹائی منہ ڈھکے ہوئے گھر سے باہر ضرورتاً نکلا کرتی تھیں اور خدائے تبارک و تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے سے آنکھیں بند کرنے کو فرمایا ہے۔ پس اوّل تو بنیان کے رقمے تہت پھر الحدیث پر۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ۔ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمَةٍ رَوَاهُ الْحَاكِمُ یعنی مومن عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں نظر ابلیس کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ اب سنئے پردہ تو ایک طرف حنفی مذہب میں ہے کہ محرماتِ ابدیہ ماں بہن بیٹی وغیرہ سے جو شخص جان بوجھ کر نکاح کرلے اور پھر اُن سے جماع کرے تو اوس پر حد نہیں (ہدایہ غیرہ) حالانکہ حدیث میں ایسے شخص کو قتل کر ڈالنے کا حکم ہے۔

نمبر ۳۷ میں لکھا ہے کہ "غیر مقلدین کے نزدیک تمام سر کے بال منڈوانا خلافِ سنت اور خارجیوں کی علامت ہے" میں کہتا ہوں ؎

اِنْ كُنْتَ تَدْرِیْ فَتِلْكَ مُصِيْبَةٌ ۞ وَاِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِیْ فَالْمُصِيْبَةُ اَعْظَمُ

بنیان المرصوص کے اس صفحے میں تو صاف لکھا ہے "در نہی از حلقِ تمام راس دلیلے نیامدہ" یعنی پورے سر کو منڈوانے کی نہی میں کوئی دلیل نہیں آئی۔ کتنی صاف عبارت ہے کہ اس کو اگر کسی شخص کے دماغ میں گوڑ بھرا ہوا ہو تو بھی سمجھ سکتا ہے مگر نہ جانے مولوی صاحب کو کیا ہو گیا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ اور لوگ جو اس رسالے میں ممد و معاون تھے ان میں سے بھی کسی کی دیانتداری نے ان دعوے کے بازیوں سے نہ روکا۔ قطع الوتین اور رسالہ غیر مقلدین کا مذہب کو کوئی صاحب کسی شخص خاص کی محنت کا نتیجہ نہ سمجھیں یہ کاسۂ گدائی کا اندوختہ ہے۔ ہمیں بخوبی معلوم ہے کہ کن کن لوگوں نے مل کر اس کو مزوّر و مزخرف بنایا ہے اور یہ رسالہ کہاں سے کہاں پہنچایا گیا ہے؟ غرض یہ بھی ہمپر ہتان ہے محمدیوں کے امام اعظم نے فرمایا ہے اِحْلِقُوْا كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْا كُلَّهٗ (ابوداؤد) یعنی چاہے کل سر منڈاؤ چاہو پورے سر کے

بال بڑھاؤ ہاں رکھوانا منڈوانے سے افضل ہے اگر محمدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر ہیں اگر آپ کا فرمان قابلِ رد ہے تو یہ فرقہ بھی قابلِ تردید ہے وَالَّا فَلَا ۵

قرآن و حدیث مایہ خاطر ما است — پیرایۂ جملہ باطن و ظاہر ما است
من خطبۂ ستائش بلب داشتہ ام — نقدِ سخن سکۂ پیغمبر ما است

احادیث کی سوء ادبی آپ سے ممکن ہے بلکہ قرآن کی بھی۔ حنفی مذہب کی اصول کی کتاب جو مدرسوں کی پڑھائی میں داخل ہے یعنی نور الانوار میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے آیتِ قرآن ہونے سے انکار کردے تو بھی وہ مسلمان ہی ہے ۵ نمبر ۳۸ - میں ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک کافروں سے حیلہ کرکے اُن کے شہروں میں سود لینا جائز ہے ۵ سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۵ مولوی صاحب تو آنکھیں بند کرکے اپنے مذہب کی باتوں کو ہماری طرف منسوب کرنے لگے۔

حضرت ایمان سے کہئے ہدایہ ہمارے ہاں معتبر ہے یا آپ کے ہاں؟ دیکھئے اس میں لکھا ہے کہ دار الحرب میں کافروں سے جوا کھول کر سود لے سکتا ہے لَا رِبٰوا بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِيِّ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ اور آگے لکھا ہے اِنَّ مَالَهُمْ مُبَاحٌ فِيْ دَارِهِمْ فَبِاَيِّ طَرِيْقٍ اَخَذَهُ الْمُسْلِمُ اَخَذَ مَالًا مُبَاحًا یعنی ان کے مال دار الحرب میں مسلمانوں پر مباح ہیں جس طرح لیلے وہ مباح ہے۔ درمختار میں ہے لَا رِبٰوا بَيْنَ سَيِّدٍ وَّعَبْدِهٖ یعنی آقا اور اس کے غلام کے درمیان سود دینا لینا دین میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ درمختار جلد چہارم صـ۲۰۶ اور صـ۲۱۰ میں سود کو مثل ماں کے دودھ کے چھ صورتوں میں حلال کیا ہے ۵

نمبر ۳۹ میں ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے ۵ یہ بھی بنیان المرصوص کی فارسی عبارت کو نہ سمجھنے کی آفت ہے بنیان میں لکھا ہے کہ اذکارِ الٰہی کا طریقہ جو احادیثِ صحاح میں موجود ہے اسی طرح ذکر اللہ کرنا چاہئے۔ حدیث میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھنا آیا ہے۔ فقط اللہ کے لفظ سے ذکر کرنا احادیث میں منقول نہیں عبارت یہ ہے اللہ اللہ گفتن ماثور نیست ۵ یعنی اللہ اللہ کرنا حدیث میں نہیں آیا۔ آپ ہی کہدیجئے کہ وہ حدیث کہاں ہے؟ ذکر اللہ سے روکنے والے بلکہ غیر اللہ کا ذکر جاری

کرانے والے اگر ڈھونڈنا چاہتے ہو تو آیئے میں بتلاؤں۔ مذہب حنفیہ میں ہے مَنْ اَجَّرَ بَیْتًا یُتَّخَذُ فِیْہِ بَیْتُ نَارٍ اَوْ کَنِیْسَۃٌ اَوْ یُبَاعُ فِیْہِ الْخَمْرُ فَلَا بَأْسَ بِہٖ وَھٰذَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ (ہدایہ) یعنی مکان کو اس لئے کرایے پر دینا کہ وہاں آتش پرستی یا صلیب پرستی یا شراب فروشی کی جائے جائز ہے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک ۔

نمبر ۴۰ میں مولوی صاحب نے اپنی پوری طاقت سے وار کیا ہے مگر کاٹھ کی تلوار سے۔ بنیان المرصوص میں بحث ہے اور ثابت کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی تھے اور بہت بڑے جلیل القدر صحابی تھے اِن پر لعن طعن کرنا شانِ اسلام سے بعید ہے۔ جو لڑائیاں ان کی خلیفۂ وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئیں ان میں وہ مصیب نہ تھے مگر اس سے وہ سب وشتم کے قابل ہرگز نہیں۔ اس سیدھی سی اور چھوٹی سی بات کو لیکر مولوی صاحب نے شیطان کی آنت کی طرح لمبی کر دی ہے اور لکھ مارا ہے کہ "غیر مقلدین کے نزدیک بعض صحابہ فاسق تھے" فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ ۔ آپ کے مذہب میں شرح عقائد نسفی جو کہ عقائد میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے اس کو دیکھئے۔ بنیان المرصوص سے کہیں زیادہ سخت الفاظ میں لکھا ہے غَایَۃُ اَمْرِھِمُ الْبَغْیُ وَالْخُرُوْجُ عَلَی الْاِمَامِ یعنی اُن کا انتہاء امر یہ ہے کہ انہوں نے سرکشی کی اور امامِ وقت پر چڑھائی کی۔ ہم تو بآوازِ بلند علیٰ رؤس الاشہاد کہتے ہیں کہ خدایا تو اس شقی ازلی پر اپنا غضب نازل فرما جو صحابہؓ کو بُرا بھلا کہتا ہو پروردگار تو اُس بدنصیب کو دنیا اور آخرت میں ذلیل کر اور دوزخ کا ایندھن بنا جو تیرے نبیؐ کے جاں نثار ساتھیوں سے دل میں بغض و بَیر رکھتا ہو۔ اب کان لگا کر سنئے: حنفی مذہب میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عقبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اردگرد رہنے والے سارے صحابی جن کی تعداد سینکڑوں اور ہزاروں تک

ہوگی یہ سب کے سب غیر فقیہ یعنی ناسمجھ تھے (توضیح تلویح اصول شاشی نورالانوار وغیرہ) بلکہ نورالانوار میں حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجہول العدالت لکھا ہے۔ یعنی ان کی عدالت معلوم نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ع

فَلْيُبَارِكْ عَلَى الْإِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا

جس دل میں اسلام کی محبت ہو وہ جی کھول کر رولے۔ مولوی صاحب نے اپنے مذہب کے مسائل کو اوردوں کے نام رکھ کر بیان کیا ہے مگر ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم

بحمداللہ مولوی صاحب کے کل اعتراضوں کا جواب ہوگیا اب اگر میں مولوی صاحب کی طرح اُن مسائل کو جمع کردوں جو کتب فقہ میں سے استخراج ہوسکتے ہیں تو پھر مولوی صاحب کی آنکھیں کھل جائیں اور یقیناً معلوم ہوجائے کہ مضحکہ صبیان ہم ہیں یا وہ؟ مگر میں ایسا نہیں کرتا کیونکہ ہمیں تو اپنا دامن دھونا تھا سو ہم دھوچکے ؎

پنداشت ستمگر کہ جفا بر من کرد بر گردنِ او بماند و از ما بگذشت

خاتمہ

امیدوار بود آدمی بخیر کسان مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں

دنیا کی چیزوں پر آپ ایک سرسری نظر ڈالئے تو معلوم ہوجائیگا کہ ہر ایک شئ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انتقام لینے کا کم وبیش مادہ رکھا ہے۔ کسی چیونٹی پر بھی اگر ہمارا پاؤں پڑجاتا ہے تو وہ پلٹ کر کاٹتی ہے اسی بنا پر کسی دوسرے شخص کی جگر خراشی کرکے بھول جانے والا ہرگز عقلمند کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی ہمیں بدلہ لینے کی رخصت عطا فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا برائی کا بدلہ اس کے مانند برائی کرنا ہے۔

ایک فرقے کی دل آزاری اور وہ بھی بلاوجہ غلط طور پر کرنی پھر ان سے خاموشی کی امید رکھنی ایسی ہے جیسے انگارے کھاکر آسودگی طلب کرنی۔

مصیبتوں کے برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے ہم (اہلحدیث) اپنے بھائیوں کے اس سلوک کو ابتک نہیں بھولے جو کل تک ہمارے ساتھ ہوتا رہا ہم کو سلام کا جواب لعنت سے دیا جاتا تھا ہمیں ستانا اور تکالیف پہنچانا عین عبادت گنا جاتا تھا ہم پر تہمتیں رکھنا اور برا بھلا کہنا نشانِ اسلام تھا۔ اللہ کے گھروں (مساجد) سے ہمیں روکا جاتا تھا بلکہ اُن بدضنیوں کو توڑ دیا جاتا تھا جن سے ہم وضو کرلیں اُن بوریوں کو جلا دیا جاتا تھا جن پر ہم خدائے تعالیٰ کے سامنے سر ٹیک دیں۔ اُس جگہ کو دھویا جاتا تھا جہاں ہم مالک ہر دو جہاں کی عبادت (نماز) ادا کریں۔ ہماری شکلوں سے نفرت ہماری مجلسوں سے بُعد ہماری ترقیوں سے وحشت۔ غرضکہ ہماری ہر راحت سے یہاں رنج تھا مگر ہم تھے کہ اس کس مپرسی کی حالت میں اپنے پہلو میں بجائے دل کے گویا ایک خونی بے حس بوٹی رکھے ہوئے فیصلۂ تقدیر کے منتظر بیٹھے تھے ہمارے سہاروں کی بیلیں خشک اور ہماری امیدوں کے پھول پژمردہ ہو چلے تھے۔ ہاں ہماری روح کو تقویت پہنچانے والا ہماری عین ناامیدی کی حالت میں باغِ امید کو سرسبز اور لہلہاتا ہوا پیش نظر کر دینے والا ہمارے اندھیرے کا اُجالا ایک اور صرف ایک یہی نغمۂ الٰہی تھا کہ لَقَدْ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ یعنی ہم پر مؤمنوں کی مدد کرنا برحق ہے۔ الحمد للہ اب ان مصیبتوں کا دور ختم ہوا۔ اس رات کے بعد دن نکل آیا۔ اب اہلِ حدیث کی طرف ٹیڑھی چھتونوں سے دیکھنا بھی سخت ہڈی کو دانتوں سے چبانے کے برابر ہے ؎

این قدح بشکست و آں ساقی نماند

اب بہنیروں کو گورنمنٹ کے قانون نے اور بہتیروں کو متواتر جان توڑ حملوں کی پے در پے ناکامیابیوں نے مجبور کر دیا ان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور انہیں طوعاً و کرہاً اپنا مورچہ چھوڑنا پڑا۔ بعض وہ بھی ہیں کہ جن پر حق واضح ہو گیا اور ان کی عداوت معتدل بہ محبت ہو گئی۔ تاہم کچھ لوگ اب بھی ایسے ہیں کہ وہ اسی گاؤ خردہ پرانے دفتر کو کھنگال رہے ہیں اور جاگتے ہیں خراٹے لے رہے ہیں اور یہ تھوڑی سی خرد بھی حاصل شدہ کیا تھی کہ دور

کرنی چاہتے ہیں۔ مولوی مہدی حسن صاحب اور مولوی جودت صاحب کو ہی دیکھ لیجئے۔ بیٹھے بٹھائے آبیل مجھے مار کی مثال کر بیٹھے۔ جھٹ سے ایک رسالہ آتش کا پرکالہ لکھ مارا۔ جس میں اس قدر بدزبانی سے کام لیا گیا ہے کہ پناہ بخدا کہیں ہمیں بدتہذیب اور بداخلاق لکھا ہے۔ کہیں بدزبان اور بدعادت لکھا ہے۔ کہیں کچھ اور کہیں کچھ تین صفحے تو محض ہم پر سوقیانہ پھبتیوں سے بھرے ہوئے ہیں فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی ؎

ما شاخِ درختیم پُر از میوۂ توحید ہر رہ گذرے سنگ زند عار نداریم

ایک ایک صفحے میں نہ جانیں کتنی دفعہ غیر مقلد لکھا ہے۔ شاید مولوی صاحب کے نزدیک غیر مقلد کسی کو کہنا بھی جزو ایمان ہے۔ اس کا ٹھیک بدلہ تو یہ تھا کہ انہیں بدعتی کہا جاتا۔ مگر ہم اس روش پر چلنے والے نہیں۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ الخ یعنی تمہیں ان کی گالیاں سننی پڑینگی۔

اس جگہ پہنچ کر دفعۃً ذہن ایک اور بات کی طرف دوڑ جاتا ہے کہ ہمیں یہ غیر مقلد کیوں کہا جاتا ہے۔ اگر اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم امام ابوحنیفہؒ کی کل باتیں بلا دلیل تسلیم نہیں کرتے تو میں علیٰ وجہ البصیرت دعوے سے کہتا ہوں کہ امام صاحب کے زمانے سے لیکر آج تک کوئی ایک شخص بھی مقلد نہیں گذرا اور نہ اب ہے اور نہ قیامت تک ہوگا۔ کیونکہ امر محال پر تعامل بھی محال ہے۔ آپ حنفی مذہب کی کوئی سی کتاب اٹھا لیجئے اور اس کے ورق الٹتے جائیے کیا مجال جو کسی ورق کو اختلاف سے خالی پائیں۔ امام صاحب کے شاگرد امام صاحب کے خلاف کریں پھر ان کے بعد والے ان کا دَھلُمْ جَرًّا (ایسے اختلاف کی بین اور واضح ترمثالیں عاجز کی تصنیف کردہ کتاب طریق محمدی میں ہیں وہاں ملاحظہ کیجئے۔ یہ کتاب تقریباً ڈیڑھ سو صفحات کی ہے اور اس میں تقلید کی تردید سینکڑوں دلائل سے کی گئی ہے) بیسیوں مسئلے امام صاحب کے ہیں جن کے برخلاف فتویٰ دیا جاتا ہے صاحبین نے ان میں اختلاف کیا ہے مثلاً امام صاحب کا فتویٰ ہے کہ اذان حج امامت تعلیم قرآن تعلیم فقہ وغیرہ پر اُجرت لینا جائز نہیں۔ صاحب شامی وغیرہ نے

اس کے برخلاف فتویٰ دیا اور اسی کو آج کل احناف مانتے ہیں مولوی مہدی حسن صاحب بھی جو اُجرت پڑھائی پہ لیتے ہیں یہ امام صاحب کے نزدیک تو حرام ہے۔ اسی طرح عقیقے کو امام صاحب ناجائز بتلاتے ہیں اور پچھلوں کا اس کے خلاف تامل ہے۔ متفقہ والخبر کی عورت کے بارے میں غالباً کل حنفی اپنے امام صاحب سے الگ ہیں وغیرہ وغیرہ بہت سے مسائل ہیں جنہیں میں نے مع حوالہ اپنی کتاب طریق محمدی میں بیان کر دئے ہیں۔ غرضکہ اس معنی کا کوئی مقلد دنیا میں نہیں۔ پھر ہمیں کو اس خطاب کے ساتھ مخصوص کرنے کی کیا وجہ؟ اور اگر اس لئے ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں تو خیر کہتے رہئے ؎

اِنْ کَانَ حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ رَفْضًا فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضٌ

مگر پھر بھی میں یہ ضرور کہوں گا کہ انصاف کا خون نہ کرو جس کی باتوں کا مانتا تم نے اپنے اوپر فرض کر لیا ہے اس کی طرف ہم تمہیں منسوب کریں اور جس کی باتوں کا تسلیم کرنا ہم نے اپنے اوپر فرض کر لیا ہے تم ہمیں اس کی طرف منسوب کرو۔ یعنی ہم تمہیں حنفی کہیں اور تم ہمیں محمدی!

برادران! میں آپ کو ایک سیدھی راہ بتلاؤں۔ سنئے جو مسائل حضرات ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے بتلائے ہیں حصر عقلی کے مطابق یا تو اون مسائل کا بیان قرآن حدیث میں ہوگا یا نہ ہوگا بس تیسری صورت نہیں۔ اگر اون مسائل کا بیان قرآن حدیث میں ہے تو اب بھی حصر عقلی کے مطابق دو صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو ائمہ کے مسائل اوس کے مطابق ہونگے یا مخالف۔ پس یہ چار صورتیں ہوئیں (۱) ائمہ کے بیان کردہ مسائل قرآن حدیث میں ہیں (۲) نہیں ہیں (۳) ہیں اور ائمہ کے اقوال کے مطابق ہیں (۴) ہیں اور ائمہ کے اقوال کے خلاف ہیں۔ اب اگر وہ مسائل قرآن حدیث میں ہیں اور اسی طرح ہیں جس طرح ائمہ سے منقول ہیں تو ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث بس ہے اور وہی اصل ہے اور اوس میں یہ چیز موجود ہے ہمیں اقوال ائمہ کی ضرورت مطلقاً اس صورت میں نہیں۔ دوسری صورت میں یعنی قرآن حدیث میں بھی

دہی مسائل ہیں اور ائمہ کے اقوال کے خلاف ہیں۔ ظاہر ہے اور دنیائے اسلام کے نزدیک مسلّم ہے کہ اس صورت میں ان اقوال کی تابعداری کسی ایک مسلمان کے نزدیک بھی جائز نہیں بلکہ حرام اور محض حرام بلکہ شرک وکفر ہے۔ پس ہونے کی اور نہ ہونے کی صورت میں مخالفت موافقت کی یہ تینوں صورتیں آگئیں اب رہی چوتھی صورت یعنی ائمہ نے کچھ فرمایا ہے اور بالفرض قرآن حدیث میں اوس کی ثابت کچھ نہیں یعنی اوس بارے میں کوئی عام یا خاص حکم نہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اولاً تو یہ صورت فرضی ہے اور اگر ایسا واقعہ بھی ہوتا ہم ہم کہتے ہیں کہ اس صورت میں ائمہ کا یہ قول داخلِ شریعت نہیں بلکہ شرعِ محمدی سے خارج اور کیسر خارج ہے۔ اس لئے کہ خدا بھولنے والا نہیں فرماتا ہے وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ہ اوس کے محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حق کو نہ پہنچانے والے اوسے چھپا لینے والے اوس کے بیان سے رُک جانیوالے نہیں۔ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ مطلب یہ ہے کہ اگر میرا ایک فرمان بھی تو نے نہ پہنچایا تو تو میرا سچا پیغمبر نہیں۔ پس نہ خدا بھولنے والا نہ رسول چھپانے والے۔ اب سنئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَا مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ إِلَّا أَمَرْتُكُمْ بِهِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلخ (بیہقی و نبوی) مطلب یہ ہے کہ بھلے برے نیک بد تمام کام میں تمہیں بتلا چکا ہوں کرنیکے تمام کاموں کا حکم اور نہ کرنے کے کل کاموں سے ممانعت میں تمہیں کر چکا ہوں اور حدیث میں ہے وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ یعنی جو چیز بیان نہیں کی وہ دین نہیں شرع نہیں تم اوس میں معافی میں ہو (مشکوٰۃ) ابن ماجہ میں ہے وَمَا سَوَّى بَيْنَهُمَا فَهُوَ فَضْلٌ یعنی ان دونوں (قرآن حدیث) کے سوا جو ہے وہ فضول چیز ہے۔ پس ائمہ کے وہ اقوال جو قرآن حدیث میں نہیں وہ شریعت میں داخل نہیں دینی احکام کہے جانے کے قابل نہیں۔ پس بحالتِ موجودگی موافقت کی صورت میں بے ضرورت دیے کار۔ مخالفت کی صورت میں قابلِ ترک و نکار۔ بصورت عدم موجودگی شرح سے خارج اور فضول طومار۔ تو اب کیا باقی رہ گیا جس کے لئے تقلید کا پٹا گلے میں ڈال کر اتباع کی راہ ٹال کر پیغمبر سے نسبت توڑ کر کسی امام سے نسبت جوڑ کر خدا کو بیزار اور پیغمبر کو برسرِ پیکار کیا جائے؟

اب میں دو باتیں اور ضروری لکھ کر اپنے اس رسالے کو ختم کرتا ہوں۔ اول یہ کہ

اگر کوئی صاحب میری اس کتاب کا جواب لکھیں تو انہیں خدائے واحد کی قسم ہے کہ وہ ہمیں ہماری مسلمہ کتابوں کا حوالہ دیں اور اس امر کا خیال رکھیں کہ ہمارے نزدیک کسی کی محض بات حجت نہیں صرف قرآن کریم اور احادیث صحاح حجت ہیں تو ہمیں ان ہی دو چیزوں سے الزام دیا جائے اور نا ملائم اور جگر خراش الفاظ استعمال کریں تو بہتر ہے

دوسری اور آخری عرض میری سربرآوردگان قوم سے یہ ہے کہ دنیا ترقی کے مدارج طے کر رہی ہے اور ہم بوجہ اپنی نا اتفاقیوں کے جتنا آگے بڑھنا چاہتے ہیں اتنا ہی پیچھے ہٹ آتے ہیں اگر ہم ان خانہ جنگیوں کی بساط کو ذرا سی دیر لپیٹ دیں تو کچھ دنوں میں لوگوں کو اپنا منہ دکھانے کے قابل ضرور ہو جائینگے - آپ لوگ اس لگی ہوئی آگ میں تیل کا کام نہ دیں بلکہ پانی کا کام کیجئے اور وہ بھی نہایت سرد پانی کا - آؤ! سب مل کر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زنجیر کو مضبوط تھام لیں اِعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا کا مجسم عملی نمونہ بن جائیں اور بآواز بلند پکار دیں

رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا

برادران! میں نے اپنا لب و لہجہ بگڑنے نہیں دیا اور ان دونوں مصنفوں کی طرح دل توڑا اور سر پھوڑ الفاظ نہیں لکھے - ہاں بعض مسائل جو حنفی مذہب کی فقہ کی کتابوں میں ہیں وہ آپ کے سامنے رکھے ہیں لیکن یہ بھی دل خراشی اور دل آزاری کے لئے نہیں بلکہ صرف اس لئے کہ آپ کو مسائل حدیث اور مسائل فقہ کا فرق معلوم ہو جائے - دوستو! خدارا غور کرو قبول حق سے عار نہ رکھو - کل خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے قرآن حدیث کا عمل وہاں موجب نجات ہوگا اور فقہ پرستی وہاں نیچا دکھائیگی - دوستو فقہ تو اب نکلی اسکی صحیح تاریخ آپ میرے رسالے سیف محمدی میں ملاحظہ فرمائیے - اس سے پہلے مسلمانوں کے ہاتھ میں صرف قرآن و حدیث تھا وہی کیا اب تمہیں کافی نہیں؟ دوستو! آپکے دو ہاتھ ہیں اور خدا کی طرف سے دو چیزیں تمہیں دی گئی ہیں پس ایک ہاتھ میں کتاب اللہ لو اور دوسرے میں حدیث رسول اللہ اب نہ تیسرا ہاتھ نہ تیسری چیز - اللہ کے نبی نے امت کو یہی وصیت سب سے آخر میں کی کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جبتک انہیں مضبوطی سے تھامے رہوگے گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب اللہ دوسرے سنت رسول اللہ - مسلمانو! آج اگر ہم مذہب کی چار دیواری اٹھا دیں تو آج سب متفق و متحد ہو جائیں اور یہ روز مرہ کی چپقلش اٹھ جائے

مسلمانو! میں ہر ایک بزرگ کا احترام شرعی امر سمجھتا ہوں۔ میں اماموں اور بزرگوں کے دشمن کو دشمن خدا جانتا ہوں لیکن میرا ایمان ہے کہ ہر طرح کا کمال صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیلئے ہے اور ہر طرح کی عصمت اور غلطی سے بچاؤ صرف انبیاء علیہم السلام کیلئے ہے اگر غیر نبی بھی نبیوں کی طرح غلطیوں سے معصوم ہوتو اون میں اور ان میں فرق ہی کیا رہ گیا؟ اگر امتیوں کی اطاعت بھی ہم پر ضروری ہو تو پھر رسول آخر الزماں کی فضیلت ہی کیا رہگئی؟ اگر قیاس مجتہد قرآن حدیث کی طرح واجب القبول سمجھا جائے تو پھر دونوں میں کیا تفاوت رہا؟ پس میں آپکے زندہ ضمیر سے آپکو خدا کی یاد دلا کر اپیل کرتا ہوں کہ رائے قیاس کی اندھی تقلید سے ہٹ کر قرآن وحدیث کی نورانی شعاعوں کا نور حاصل کیجئے فقہا اور اماموں وغیرہ کے وہ مسائل جو موافق ہوں سر آنکھوں پر نہ اسلئے کہ فقہا اور ائمہ کے اقوال ہیں بلکہ اسلئے کہ فرمان رسول یہی ہے اور جو فرمان رسول کے خلاف ہوں اون پر ہرگز عمل نہ کیجئے بلکہ آنکھ اٹھا کر دیکھئے بھی نہیں۔ صرف میں ہی یہ نہیں کہتا بلکہ خود حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ایسے ہی بیسیوں اقوال ہیں ملاحظہ ہو میری کتاب طریق محمدی۔ اس میں سینکڑوں مسائل آپکی مذہبی معتبر کتابوں سے میں نے نقل کئے ہیں اسیطرح کے تقریباً چھ سو مسائل میں نے اپنی کتاب سیف محمدی میں جمع کئے ہیں اور اسی موضوع پر مینے ہدایت محمدی اور درایت محمدی وغیرہ بھی لکھی ہیں میرا مقصود ان سے نہ دل آزاری ہے نہ دشنگی نہ سب وشتم اور نہ لعن وطعن نہ توہین وتشنیع بلکہ خدا خوب جانتا ہے اوس کی نگاہیں دلوں پر ہیں کہ میرا مقصود اس سے صرف یہ ہے کہ مسلمان سیر کرتے کرتے جس چمنستان محمدی سے نکل آئے ہیں اور خار زار رائے وقیاس میں سرگرداں ہیں انکا ہاتھ تھام کر اس وادی تیہ کے قید خانے سے چھڑا کر پھر ارض مقدس میں پہنچاؤں۔ یقیناً جو میں سمجھا ہوں وہی ٹھیک ہے اس لئے پیارو اوس سنی وسلوی کے بدلے نہ اختیار کرو۔ کیا کر رہے ہو مسلمانو کیا کر رہے ہو؟ کلمہ پڑھو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تابعداری کرو کسی اور کی؟ اور پھر اونکا بھی یعنی امام ابوحنیفہؒ کا بھی صرف نام ہی نام ہے اصل تقلید تو فقہ کی ان کتابوں کی ہے اور میرا تو ایمان ہے کہ ان میں جو مسائل ہیں وہ سارے کے سارے ہرگز ہرگز حضرت امام علیہ مقام علیہ رحمۃ العلام کے نہیں۔ ورنہ ایسی فاش غلطیاں اور ایسے دور از دین خدا مسائل ان میں نہ ہوتے۔ پس ان مسائل ان مسائل کی کتابوں بلکہ ان کے مصنفین کو بھی چھوڑو اور اتباع رسول اور وحی خدا اور راہ ہدیٰ طریقہ مصطفےٰ کی طرف آؤ۔ اے اللہ ہم پر رحم فرما نیک توفیق دے۔ قرآن وحدیث کو ہماری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بنا دے۔ اسی پر زندہ رکھ اسی پر ہمارا خاتمہ کر۔ قیامت کے دن جبکہ ہر گروہ اپنے اپنے پیشوا کی طرف منسوب کر کے پکارا جائیگا تو ہمیں ہمارے حقیقی پیشوا سچے رہنما سید اولاد آدم رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کر کے آواز دے ہمیں اپنا دیدار اپنے نبی کی شفاعت نصیب فرما۔ دوزخ اور اپنے غصے سے بچا اور جنت الفردوس میں اپنے بہترین اور افضل ترین رسولؐ کے قدموں میں جگہ دے آمین یارب العالمین۔

المراقم خادم حدیث نبی کریم۔ عاجز ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم عفا عنہ ربہ الغفور الرحیم مدرس مدرسہ محمدیہ اڈہ پلیر اخبار محمدی

اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا مولوی محمد صاحب کی تصنیف کردہ اور بعض کتابیں

ایمانِ محمدی - ایمان کی ستر شاخوں کا قرآن حدیث اور اقوال بزرگان سے پورا بیان - قیمت صرف دس آنے

صلوٰۃِ محمدی - وضو نماز وغیرہ کے جملہ احکام ترکیب اور دعائیں مع ترجمہ مطابق احادیث - قیمت تین آنے

صیامِ محمدی - نفلی فرضی روزوں اور ماہ رمضان کے کل احکام مطابق احادیث مع حوالہ قیمت تین آنے

زکوٰۃِ محمدی - زکوٰۃ خیرات کے کل مسائل نصاب مستحقین زکوٰۃ وغیرہ کا کل بیان مع حوالہ قیمت تین آنے

سیرتِ محمدی - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور معتبر سوانح عمری آپکی اولاد امجاد بیویوں غیرہ کے حالات قیمت بارہ آنے

عقیدۂ محمدی - اہلحدیث کے سچے مذہب کا بیان جو تہمتیں اون پر ہیں سب کا ازالہ - قیمت صرف ایک آنہ

عقائدِ محمدی - امام احمد بن حنبل کی کتاب کا ترجمہ عقائد کے بارے میں سچا سلطان بنانیوالی کتاب قیمت ایک آنہ

فرمانِ محمدی - زیارتِ قبر کا صحیح طریقہ - قبروں کی تمام بدعتوں کی تردید قبر پرستی کا رد - قیمت ایک آنہ

ہدایتِ محمدی - حنفی مذہب فقہ کی سب سے اعلیٰ کتاب ہدایہ کے ایک سو مسائل جو غلط اور ہتناک ہیں قیمت دو آنے

براءتِ محمدی - حسن نظامی نے اہلحدیث کے خلاف جو رسالہ لکھا تھا اوس کا قابل دید جواب - قیمت ایک آنہ

برہانِ محمدی - امام سبکی کے رسالے کا ترجمہ رفع الیدین کے ثبوت میں سب سے اعلیٰ کتاب اولیٰ مع ترجمہ دو آنے

سیفِ محمدی - فقہ حنفی اور کتب حدیث کے فرق کو واضح کرنے کیلئے ہمیں چھ سو غلط مسائل فقہ کے ۲۴ میں اکٹھے دیئے

طریقِ محمدی - تقلید کی تردید میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اس میں چھ سو دلیلوں سے تقلید کا رد ہے - قیمت ایک روپیہ

دلائلِ محمدی حصہ اول - قرآن حدیث اور حنفی مذہب سے آمین رفع الیدین اور سورۂ فاتحہ کا ثبوت - قیمت تین آنے

دلائلِ محمدی حصہ دوم - ان تینوں مسائل میں حنفیوں کی جو دلیلیں تھیں انکا جواب اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا بھی ثبوت آٹھ آنے

صدائے محمدی - اہلحدیث کے مذہب پر جتنے بڑے بڑے اعتراضات کئے جاتے ہیں سب کا جواب قیمت دو آنے

ہدایتِ محمدی - حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی ہر فن کی غلطیوں کا ثبوت سے بیان قیمت بارہ آنے

تحفۂ محمدی - بقراعید کے نماز عید کے قربانی کے مفصل احکام مع حوالہ حدیث قیمت ایک آنہ

آئینۂ محمدی - ڈاڑھی مونچھ خط اور لباس کے کل احکام مطابق احادیث مع حوالہ - قیمت ایک آنہ

خصمائے محمدی - اہلحدیث کے مسائل پر جتنے اعتراض مخالفین کرتے ہیں سب کا جواب قیمت چھ آنے

میلادِ محمدی - مولود اور قیام مولود کی قابل دید تردید قرآن حدیث اور فقہ سے - قیمت دو آنے

حقوقِ محمدی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چومنے کی تردید اور درود شریف پڑھنے کی تاکید ایک آنہ

فضائلِ محمدی - اہلحدیث کے ہمیشہ سے ہونے اور قیامت تک رہنے اور فرقہ ناجیہ ہونیکا ثبوت عربی مع اردو قیمت سوا روپیہ

امامِ محمدی حضرت امام ابوحنیفہ کی پوری سوانح عمری ساتھ ہی انپر اور اماموں نے جو جرح کی ہے وہ بھی عربی مع اردو قیمت اکبر و پیچہ آنے

توحیدِ محمدی - پکی قبروں گنبدوں اور مقبروں کے حرام ہونے کی اور اونہیں گرا دینے کی سینکڑوں دلیلیں چار آنے

صراطِ محمدی - تعزیہ داری کی پوری تردید قرآن حدیث اور فقہ سے ایک آنہ **معراجِ محمدی** معراج جسمانی کا ثبوت معراج کا صحیح قصہ اور ماہ رجب کی بدعتوں کی تردید ایک آنہ **انعامِ محمدی** عید الفطر کے نماز عید کے خطبے کے کل احکام اور مسائل حدیثوں سے ایک آنہ **درودِ محمدی** - نیچے دسویں بیسویں برسی عرس وغیرہ میت کی تمام بدعتوں کی تردید ایک آنہ

حجِ محمدی - حج نہ کرنے کا - حج میں دیر نہ کرنے کا وبال حج کے فضائل اور تاکید ایک آنہ **تعلیمِ محمدی** عورتوں کو شرعی قیود کے ماتحت لکھنا سکھانیکا کافی ثبوت اور مخالفین کی تمام دلیلوں کی تردید ایک آنہ **مملکتِ محمدی** حضرت سلطان ابن سعود پر جو اعتراضات ہیں سب کے قرآن حدیث سے جوابات ایک آنہ **اطلاع** ان کتابوں کے علاوہ بھی ہر قسم کی کتابیں اس دفتر سے مل سکتی ہیں فہرست مفت منگوا لیجئے۔

پتہ یہ ہے:- دفتر اخبار محمدی دہلی

دنیا کی سب تفسیروں سے زیادہ معتبر مستند اور مفصل تفسیر محمدی اردو

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ تفسیر ابن کثیر سے بہتر تفسیر کوئی نہیں۔ اس میں پہلے تو قرآن کی آیت کی تفسیر قرآن سے کیجاتی ہے پھر حدیث سے پھر اقوال صحابہؓ سے پھر تابعین اور زرگان دین کے اقوال سے مضامین قرآن پانی کی طرح حل کر دئے جاتے ہیں۔ حدیث میں جو مرتبہ بخاری شریف کا ہے وہی مرتبہ تفسیروں میں تفسیر ابن کثیر کا ہے۔ یہ تفسیر عربی میں آٹھ جلدوں میں ہے۔ الحمد للہ اب اس کا ترجمہ ہوگیا اسوقت تک ۱۰ پارے تو بفضل خدا چھپ چکے ہیں۔ پہلا پارہ اس کتاب سے دوگنے لمبے چوڑے کاغذ پر پونے دو سو صفحات میں آیا ہے کم و بیش ہر پارے کی تفسیر اسی طرح تشریح اور تفصیل کے ساتھ ہے۔ اردو نہایت اعلیٰ ہے اور ساتھ ہی بالکل آسان حروف بہت واضح چھپائی لکھائی بالکل صاف کاغذ عمدہ۔ ہدیہ ہر پارے کا الگ الگ ملاحظہ ہو:

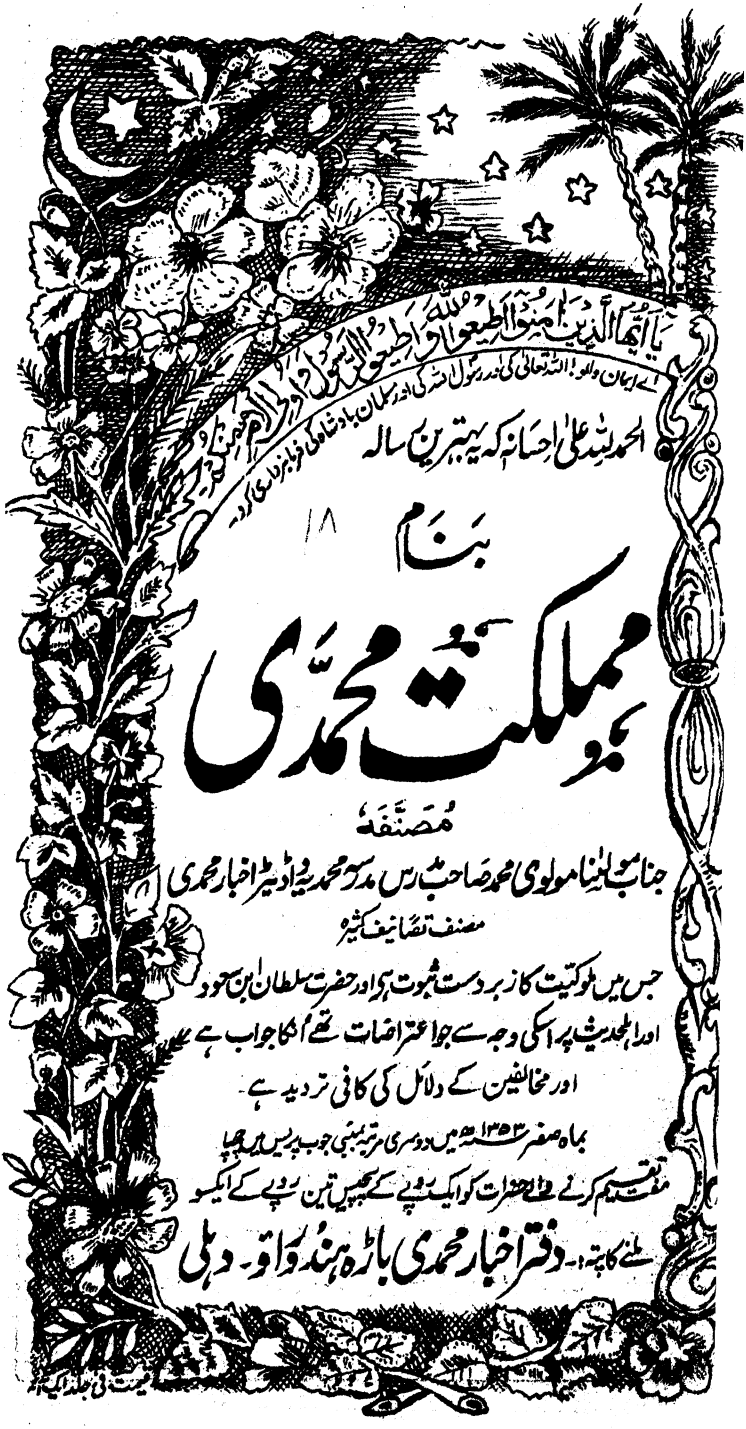
تفسیر محمدی اردو پارہ اول پونے دو روپے۔ دوسرا پارہ سوا دو روپیہ۔ تیسرا پارہ ایک روپیہ۔ چوتھا پارہ ایک روپیہ پانچواں پارہ سوا روپیہ۔ چھٹا پارہ ایک روپیہ چھ آنے۔ ساتواں پارہ ایک روپیہ دو آنے آٹھواں پارہ ایک روپیہ ۔ نواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ دسواں پارہ ایک روپیہ۔ گیارھواں پارہ ایک روپیہ چودہ آنے بارھواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ تیرھواں پارہ ایک روپیہ۔ چودھواں پارہ ایک روپیہ چودہ آنے پندرھواں پارہ ایک روپیہ۔ سولھواں پارہ ایک روپیہ۔ سترھواں پارہ ایک روپیہ۔ اٹھارھواں پارہ ایک روپیہ۔ انیسواں پارہ چودہ آنے بیسواں پارہ چودہ آنے۔ اکیسواں پارہ ایک روپیہ ایک آنہ۔ بائیسواں پارہ ایک روپیہ دو آنے تیئیسواں پارہ ایک روپیہ۔ چوبیسواں پارہ ایک روپیہ۔ پچیسواں پارہ سوا دو روپیہ۔ چھبیسواں پارہ ایک روپیہ چار آنے ستائیسواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ اٹھائیسواں پارہ ایک روپیہ پانچ آنے۔ انتیسواں پارہ سوا دو روپیہ تیسواں پارہ ایک روپیہ چھ آنے۔ باقی زیر طبع۔ اس تفسیر کو دیکھے بغیر قرآن کا لطف حاصل نہیں ہو سکتا۔

صرف قرآن و حدیث کی تبلیغ و اشاعت کرنیوالا اخبار محمدی ہے

دنیا میں اور اخبار بھی ہیں۔ کوئی پولیٹکل مضامین پر ہے کوئی دنیوی خبروں پر ہے کوئی علم و ادب پر ہے کوئی کسی اور طرح کا۔ لیکن اخبار محمدی وہ اخبار ہے جو وہ خدمت انجام دیتا ہے جو ہر سچے مسلمان محمدی کا پہلا فریضہ ہے۔ یہ اخبار قرآن حدیث کی حمایت و اشاعت کرتا ہے اس پر جو اعتراضات ہوں ان کا بجا مدلل جواب دیتا ہے۔ شرک و بدعت کے خلاف جہاد کرتا ہے۔ رسومات اور تقلیدی امور پر گولہ باری کرتا ہے۔ صراط مستقیم کی سچی رہبری کرتا ہے۔ ہر وقت جن مسائل کی ضرورت ہوتی ہے قرآن حدیث سے بیان کرتا ہے۔ پندرہ روزہ ہے۔ ٹھیک وقت پر نکلتا ہے۔ علماء کا بہترین رفیق طلباء کا سہارا اور سب لوگوں کا دینی معلم ہے۔ ساتھ ہی پولیٹکل مضامین دنیوی خبریں شرعی نظمیں وغیرہ بھی ہوتی ہیں۔ یوں کہنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ اخبار دین و دنیا کی بھلائی اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ قیمت پورے سال کی صرف تین روپے۔ نمونہ مفت۔

اطلاع اس صفحے کے نیچے جن کتابوں کا اشتہار ہے وہ سب اور تفسیر محمدی اور اخبار محمدی اور اس کے علاوہ آپ کو جس دینی کتاب یا جس قسم کے قرآن مجید حمائل شریف وغیرہ وغیرہ کی ضرورت ہو ذیل کے پتے سے طلب فرمائیں۔ اس دفتر کی فہرست کتب مطلب کرنے پر بالکل مفت بھیجی جاتی ہے۔

پتہ: - دفتر اخبار محمدی دہلی



یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اور رسول اللہ کی اور سلمان بادشاہ کی فرمانبرداری کرو

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ یہ بہترین رسالہ

بنام ۱۸

مملکت محمدی

مصنفہ

جناب مولینا مولوی محمد صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ و ایڈیٹر اخبار محمدی

مصنف تصانیف کثیرہ

جس میں ملوکیت کا زبردست ثبوت ہے اور حضرت سلطان ابن سعود

اور اہلحدیث پر اسکی وجہ سے جو اعتراضات تھے انکا جواب ہے

اور مخالفین کے دلائل کی کافی تردید ہے۔

بماہ صفر ۱۳۵۳ھ میں دوسری مرتبہ بمبئی جوب پریس میں چھپا

مفت تقسیم کرنے والے حضرات کو ایک روپے کے چھبیس تین روپے کے ایکسو

ملنے کا پتہ:- دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ۔ دہلی

بسم اللہ۔ والحمد للہ۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ

خلافت کمیٹیوں کو کچھ اتنا زمانہ نہیں گذرا کہ لوگ انہیں اور اُن کے مقاصد و اغراض کو بھول گئے ہوں۔ ترکوں کی خلافت اور سلطان ترکی کی حمایت کے لئے یہ کمیٹیاں وغیرہ بنائی گئی تھیں۔ ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہلچل مچادی گئی تھی۔ اور ایک نئی راہ لوگوں کو دکھا کر سختی سے اُس پر چلایا جارہا تھا۔ کیا اُس وقت سلطنتِ ٹرکی جمہوریت کے رنگ میں تھی یا ملوکیت کے روپ میں؟ کیا وہاں ایک شخص تھا جو خلیفہ اور بادشاہ اور ملک کہلاتا ہو، یا ایک جماعت تھی؟ میں جانتا ہوں کہ اس کا جواب ایک اور صرف ایک ہی ہے اور وہ یہی اور صرف یہی ہے کہ سلطنتِ ترکی ملوکیت کے ماتحت تھی اور اس کا حاکم ایک ہی شخص تھا۔ باوجود اس کے ہمارے لیڈر اور پبلک اسے خلیفہ کہتی تھی اور مانتی تھی۔ ان کا منصب خلافت جانتی تھی اور کہتی تھی۔ نہ ان کی شخصی حکومت پر اعتراض تھا۔ نہ ان کی ملوکیت معرضِ عتاب میں تھی۔ نہ ان کی خلافت خلافِ منشا سمجھی جاتی تھی۔ لیکن جب سے سلطان ابن سعود خذل اللہ اعداءہٗ سرزمینِ حجاز پر قابض ہوئے ہیں، ہمارے بعض لیڈروں نے اصلی اسبابِ عداوت کو چھپا کر بظاہر یہ کہنا شروع کیا ہے کہ اُس نے ملوکیت کی بدعت نکالی۔ اور جمہوریت کی سنّت چھوڑ دی۔ اسی لئے ہم اس کے مخالف ہیں۔ وہ قیصر و کسریٰ کی سنّت پر عامل ہے اور سنتِ رسولؐ سے محترز ہے اس لئے ہم اس کی بادشاہت کو تسلیم نہیں کرتے وغیرہ۔ لہٰذا میں اس مضمون میں اس مسئلہ کو ناظرین کے سامنے شرعی روشنی میں رکھنا چاہتا ہوں۔

اوّلاً تو یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے لیڈر جمہوریت کسے کہتے ہیں اور ملوکیت کسے سمجھے ہوئے ہیں؟ ثانیاً اُن کی جو تعریف جمہوریت اور ملوکیت کی ہے وہ مطابقِ شرع ہے یا مخالفِ شرع؟ ثالثاً آیا جمہوریت مطلوبِ شرع ہے یا ملوکیت؟ اس بحث کے خاتمے کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ بادشاہ حاکم ملک وغیرہ القاب خلافِ شرع ہیں یا مطابقِ شرع ہیں؟

(۱) ہمارے لیڈروں کے نزدیک جمہوریت یہ ہے کہ عوام الناس کی طرف سے چند ہستیاں منتخب کردی جائیں۔ اُن کی ایک مجلس مرتب کرلی جائے۔ ان میں عہدے تقسیم کئے جائیں جن میں ایک عہدہ صدارت کا بھی ہو۔ وہ جماعت کُل چھوٹے بڑے امور اپنی

مشورت سے انجام دیا کرے رایوں کے اختلاف کیوقت کثرتِ رائے سے فیصلہ کیا جائے اور اس وقت صدر کی رائے دو رایوں کے برابر سمجھی جائے۔ غرض جمہوریت میں صدرِ جمہور کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ وہ اپنی رائے چلا سکے۔ یا شوریٰ کمیٹی کے خلاف کر سکے۔ بلکہ وہ کثرتِ رائے کی پابندی پر مجبور ہوتا ہے۔ ہمارے لیڈر اس کو مطابقِ شرع مانتے ہیں۔ اور خلافتِ راشدہ کو اسی طرح کی جمہوری سلطنت جانتے ہیں اور ملوکیت اس کے خلاف ہوتی ہے۔ یعنی وہاں ایک شخص جسے بادشاہ حاکم اور ملک تسلیم کر لیا گیا ہے وہ اختیار رکھتا ہے کہ اربابِ شوریٰ کی مانے یا نہ مانے۔ اگر وہ شوریٰ کے خلاف کوئی مصلحت دیکھتا ہے تو وہ اپنی رائے پر عمل کر سکتا ہے اور شوریٰ کو اس کا محکوم ہونا پڑیگا۔ ہمارے لیڈر اسے ملوکیت کہتے ہیں اور اسے خلافِ شرع اور زمانۂ خلافتِ راشدہ کو اس سے خالی بتاتے ہیں۔

(۲) دراصل جمہوریت اور ملوکیت کی یہ تعریف خلافِ شرع ہے۔ ہاں شرع میں جو چیز پائی جاتی ہے وہ ملوکیت بواسطۂ جمہوریت ہے۔ یعنی جمہور کو یہ اختیار رہے کہ وہ اپنی دانست اور اپنے انتخاب سے جامعِ شروط شخص کو بادشاہ مقرر کرلے۔ لیکن اس تقرر کے بعد شاہی فرامین کو ماننا ان کے ذمہ واجب ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ ان کی رائے کے مطابق ہوں، یا مخالف۔ سلطان بادشاہ حاکم ملک کے لئے اربابِ شوریٰ منتخب ہوں گے۔ ہر امر میں جو شرع شریف میں موجود نہو۔ ان کا مشورہ لے گا۔ لیکن اُس مشورے کے خلاف اگر اُس کی ذاتی رائے ہو تو وہ کثرتِ رائے کے ماننے پر مجبور نہ ہوگا۔ جیسا کہ دلائل مندرجہ ذیل سے آپ کو واضح ہوگا۔

(۳) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تختِ خلافت پر رونق افروز ہوتے ہیں تو حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لشکر کو جسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف ۷۰۰ کی تعداد میں اپنی زندگی میں روانہ فرمایا تھا۔ لیکن وہ لشکر آپ کی بیماری کی خبر سنکر ذی خشب میں جو مدینہ شریف سے ایک رات کی مسافت پر ہے ٹھیر گیا تھا۔ اسے روانگی کا حکم دیا۔ تمام صحابہ کُل ارکانِ دولت سارے مشیر سلطنت اس کے مخالف تھے۔ لیکن کسی کی کچھ نہ چلی اور وہ لشکر شام کی طرف فرمانِ خلیفہ سے گیا۔ (بیہقی وابن عساکر)۔

اب فرمائیے کہ آپ کی اصطلاح میں یہ جمہوریت ہوئی یا ملوکیت ہوئی؟ اگر آپ اسی کو ملوکیت کہتے ہیں تو صاف ثابت ہے کہ یہ ملوکیت بدعت نہیں۔ بلکہ سنتِ خلفاء راشدین

مطلوب شرعی ہے۔ یہ طریقہ قیصر و کسریٰ کا نہیں بلکہ صدیقؓ و فاروقؓ کا ہے۔

اسی طرح حضورؐ کے وصال کے بعد جبکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتدین سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اُس وقت بھی صحابۂ کرام مخالف تھے۔ لیکن حکم خلیفہ سب رایوں پر دَور رہا۔ اور عرب کے مرتد فرقوں سے جنگِ عظیم ہوئی اور دونوں لڑائیوں میں مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ اور نتیجہ کے اعتبار سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے ہی کو فوقیت اور تصویب حاصل ہوئی۔

ہمارے لیڈر جب مانتے ہیں کہ زمانۂ خلافت راشدہ میں جمہوریت تھی۔ پھر ان واقعات کی موجودگی میں جمہوریت کی تعریف اس کے خلاف کیوں کرتے ہیں؟ اور اگر اس تعریف ہی کو صحیح جانتے ہیں تو پھر زمانۂ خلافت میں جمہوریت کیوں مانتے ہیں؟ جمہوریت کی تعریف وہی کرنا اور پھر خلافتِ راشدہ کو جمہوری ماننا در اصل اجتماعِ ضدّین کا قائل ہونا ہے۔ اب میں آپ کو وہ حدیثیں سناؤں جن سے صاف ظاہر ہے کہ بادشاہ حاکم۔ ملک واجب الاطاعت ہوتے ہیں۔ نہ یہ کہ اُن کے وہ احکام جو رعایا کی منشاء اور ان کی رائے کے مطابق ہوں وہ مانے جائیں اور جو خلاف ہوں وہ ترک کئے جائیں۔

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْ مَا اَحَبَّ وَکَرِہَ اِلَّا اَنْ یُّؤْمَرَ بِمَعْصِیَۃٍ فَاِنْ اُمِرَ بِمَعْصِیَۃٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَۃَ (متفق علیہ)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر سمع و طاعت واجب ہے اُن امور میں جنہیں وہ چاہتا ہو اور ان امور میں بھی جنہیں نہیں چاہتا۔

(۲) عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ الخ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی سمع و طاعت پر تنگی میں اور آسانی میں خوشی میں اور ناخوشی میں (متفق علیہ) اگرچہ اس معنیٰ کی اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔ لیکن یہ دو ہی چونکہ نصِ صریح ہیں لہٰذا کافی وافی ہیں۔ الغرض اسلام اور مسلمین نے جو سلسلہ جاری کیا ہے وہ یہ نہیں کہ ایک فرضی گنڈ ابنا لیا جائے جس کے احکام تک نافذ نہ ہو سکتے ہوں ہاں بیشک امیر حاکم۔ اور ملک کے لئے مجلس شوریٰ اور ارباب مشورت ضرور ہوں گے

جن سے مشورہ کرے وہ کام کریگا۔ جیسا کہ ہدایت ہادی مطلق ہے وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ اور وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ لیکن اگر شوریٰ کی کثرت کے خلاف یا شوریٰ کی کلیت کیخلاف بادشاہ کی رائے ہو تو وہ شوریٰ کا پابند نہیں اسی کا حکم نافذ ہوگا۔ جس کی بابت احادیث اور واقعات خلافت بیان ہو چکے۔ اسی کو رب العالمین فرماتا ہے فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ یعنی جب عزم بالجزم ہو جائے تو شوریٰ کی پابندی نہیں۔ پھر تو کُلاً عَلَی اللہ کام کر ڈالو۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی ایسے واقعات ملتے ہیں۔ صلح حدیبیہ تمام صحابہؓ کی رائے کے خلاف ہوئی۔ شرائط صلحنامہ تمام اصحابؓ کے مشورے کے خلاف حضورؐ نے طے فرمائے۔ جنگ اُحد میں جبکہ آپ ہتھیار لگا کر میدان میں مقابلہ کی نیت سے اُٹھ کھڑے ہوئے تو سب نے مخالفت کی۔ لیکن رسالت پناہؐ نے جواب دیا کہ پیغمبر کو زیبا نہیں کہ ہتھیار پہن کر اُتارے۔ وغیرہ۔

اب رہا لفظ ملک آیا اس کا اختیار کرنا قرآن و حدیث کے مطابق ہے یا مخالف ہو اس کی بابت بھی سُن لیجئے۔ سورہ کہف میں ہے وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ سورہ بقر میں ہے مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ۔ سورہ مومن میں ہے يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔ سورہ بقرہ میں ہے قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا۔ سورہ بقرہ میں ہے وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ سورہ یوسف میں ہے وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سورہ یوسف میں ہے وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ سورہ یوسف میں ہے قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ۔ سورہ یوسف میں ہے۔ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ۔ سورہ بقرہ میں ہے وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ سورہ یوسف میں ہے رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ سورہ نساء میں ہے اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ فِي الْمُلْكِ سورہ بقرہ میں ہے اِبْعَثْ لَنَا مَلِكًا۔ سورہ نساء میں ہے وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا۔ سورہ ص میں ہے هَبْ لِيْ مُلْكًا۔ سورہ بقرہ میں ہے اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا۔ سورہ بقرہ میں ہے وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ سورہ حٰمٓ میں ہے وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ۔ سورہ بقرہ میں ہے اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖ۔ سورہ نمل میں ہے اِنَّ الْمُلُوْكَ۔ سورہ مائدہ میں ہے وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا۔ وغیرہ وغیرہ۔

مندرجہ بالا آیتوں میں حضرت داؤد علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام حضرت سلیمان

علیہ السّلام کو خود پروردگار عالم نے ملوکیت کی طرف منسوب کیا ہے۔ حضرت طالوت کی نسبت صریح فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مَلِک بنایا۔ اپنا احسان جتاتے ہوئے خداوند عالم نے ہم میں مَلِک بنانے کا ایک احسان اور ایک نعمت جتائی ہے۔ پس خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو جو لقب دیا۔ اپنے پسندیدہ بندوں کو جو لقب دیا۔ جس لقب کو اپنی نعمت قرار دیا آج اُسے بدعت اور قیصر و کسریٰ کا طریق کہنے والے کس قدر ستم ظریفی کر رہے ہیں؟ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ۔

مشہور حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا کہ خواہ آپ نبی اور مَلِک بننا پسند فرمائیں خواہ نبی غیر مَلِک بننا۔ آپ نے دوسری شق پسند کی۔ ظاہر ہے کہ خدا کی طرف سے جو چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئی تھی اور آپ کو اس کی قبولیت کا اختیار دیا گیا تھا، وہ کوئی بُری چیز نہ تھی پس ملوکیت کوئی مذموم نہیں۔ مسند احمد کی حدیث میں ہے تیس ۳۰ سال تک خلافت رہیگی ثُمَّ یَکُوْنُ بَعْدَ ذٰلِکَ الْمُلْکُ پھر ملوکیت ہو جائیگی۔ مسند بزار کی روایت میں ہے ثُمَّ یَکُوْنُ مُلْکًا۔ پھر ملوکیت ہو جائیگی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فِیْکُمُ النُّبُوَّۃُ وَالْمَمْلَکَۃُ یعنی نبوۃ اور ملوکیت بادشاہی دونوں تم میں ہے (بزار) ظاہر ہے کہ ان دونوں اوصاف کے جامع صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ نبوت بھی آپ کو تھی اور مملکت بھی یعنی آپ نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی۔ حلیہ میں حدیث ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ یَکُوْنُ مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ مُلُوْکٌ تَکُوْنُ اُمَرَاءَ اُمَّتِیْ یُعِزُّ اللّٰہُ بِھِمُ الدِّیْنَ یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ملوک یعنی بادشاہ ہونگے اور وہ میری امت کے سردار ہونگے اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے دین کو عزت دیگا۔ پس اس خاندان رسول کا مَلِک ہونا اور وہ بھی بہترین مَلِک ہونا جن سے دین کی خدمت و عزت ہوگی ثابت ہوا۔ خلفاء اسلام کا اپنے تئیں امیر المومنین کہلوانا بالتواتر ثابت ہے اور امیر اور مَلِک کے ایک ہی معنی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نیند سے جاگتے ہیں اور نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ فرماتے ہیں مجھے دکھایا گیا ہے کہ میری امت کی ایک جماعت بحری غزوہ سمندر کی لڑائی کریگی۔ میں نے دیکھا کہ وہ مجاہد لوگ ایسے ہیں کَالْمُلُوْکِ عَلَی الْاَسِرَّۃِ۔ جیسے تخت پر بیٹھے ہوئے بادشاہ اور مَلِک ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں بھی مَلِک کا لفظ بطور تعریف

رسول اللہؐ نے فرمایا ہے۔ ملک منصور ابو جعفر عبداللہ کہا کرتے تھے کہ اَلْمُلُوْکُ اَرْبَعَۃٌ۔ ہم چاروں بادشاہ ہیں۔ حضرت معاویہؓ۔ عبدالملکؒ ہشامؒ اور میں۔ صحیح مسلم شریف وغیرہ کی بیسیوں حدیثوں میں لفظ سلطان آیا ہے مشہور روایت اَلسُّلْطَانُ ظِلُّ اللّٰہِ ہے۔ سلطان اور ملک بھی ہم معنی ہے ان تمام احادیث سے بھی لفظ ملک کی اہانت ثابت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں "قصہ زمین بر سر زمین" عرب کا نظم و نسق اہل عرب کریں۔ اہل ہند کون؟ جب کل عرب نے حضرت السلطان کو ملک مان لیا تو آپ کا ماننا نہ ماننا کیا؟ ہاں اگر آپ کو خاص سلطان المعظم کی ذات سے بیر ہے تو کم از کم یہ تو بتلاؤ کہ ان کے سوا اور کون اس منصب کے لائق ہے؟ کوئی ایسا ہے جو عرب کے لٹیروں اور قزاقوں کو خوفزدہ بنا سکے کوئی ایسا ہے جو عرب میں امن و امان قائم کر سکے؟ کوئی ایسا ہے کہ چھ لاکھ حاجی حج کو جائیں۔ واپس آئیں لیکن کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹے؟ ان سب باتوں کو جانے دیجئے۔ فرمائیے کوئی ایسا بھی ہے جو تختِ سلطنت پر بیٹھ کر تم جیسے غلاموں کو بلائے اور تمہاری گالیاں سنے؟ اور تمہیں دعوتیں کھلائے؟ عرب کا ایک وہ شخص جسے دنیائے اسلام عرب کی حکومت کا اہل مان چکی اُسے تو تم صدر جمہوریت کے قابل بھی نہیں سمجھتے۔ صرف عداوت کی بنا پر ورنہ حقیقتاً اس کے خلاف ہے۔ خود شوکت علی اور محمد علی کے قلم سے بھی وہ ظاہر ہو چکی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں "ابن سعود ایک بہادر آدمی اور ایک قابل قائد ہے"۔ آگے چلکر لکھا ہے "سلطان نجد انگریزوں کا غلام نہیں ہے ہم اس کی مخالفت انگریزوں کی غلامی کا غلط الزام لگا کر نہیں کر سکتے"۔ (ملاحظہ ہو اخبار خلافت بمبئی)۔ ہمدرد صـ۲ ۴ر اکتوبر ۲۶ء میں لکھتے ہیں "وہ ایک باہمت جری باحوصلہ اور ذی فہم مسلمان ہیں" صـ۳ "سلطان ابن سعود ایک ذی فہم اور جری شخص ہیں" صـ۷ "بحمداللہ سلطانِ نجد اور ان کے خاندان اور ملک والوں کا دامن اس لوٹ مار سے پاک ہے"، صـ۷ "سلطانِ نجد اور اہل نجد کا دامن شریفی لوٹ مار سے پاک ہے" ان کی وہ قوم جسے دنیا کے کل عقلمند زیرک۔ دانا۔ بہادر۔ اور لائق مانتے ہیں"۔ تم خود لکھ چکے ہو کہ "اُس کی تعداد بڑی ہے اور اُس کا جوش علی اور حسین کی فوجوں کی طرح روپے سے نہیں خریدا گیا ہے۔ ہمدرد ۴ر اکتوبر صـ۳ "بلکہ ان میں خالص مذہبی اور لوجہ اللہ جوش ہے" باوجود اس کے اپنی بعض خاص مصلحتوں کی بنا پر تمہیں وہ وحوش وبہائم نظر آتے ہیں۔ تو ذرا دیکھو تو سہی کہ جمہوریت کے ممبر کون بنیں گے؟

اللہ کے بندو! عرب میں صدیوں کے بعد امن و امان کی شکل نظر آئی ہے مسلمان ہو کر کیوں اس امن کے دشمن بن رہے ہو؟ سب سے پہلا فرض یہ تھا کہ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا جو اس میں داخل ہوا امن میں ہے پھر پچھلے صدیوں سے اس پر عمل نہ تھا۔ اب اعلیحضرت السلطان جلالۃ الملک شاہ نجد و حجاز امام ابن سعود (خداوند تعالیٰ اُن سے خوشنود) کی وجہ سے وہاں وہ امن و امان قائم ہو گیا جس کی نظیر سے دُنیا کی اور سلطنتیں بھی خالی ہیں۔ پس اب خواہ مخواہ کے جھگڑے اُٹھا کر ملوکیت اور جمہوریت کی بے سود اور غلط بحثیں چھیڑ کر عرب کے امن کے ساتھ دشمنی کرنا اور حج کی راہوں میں روڑے اٹکانا اور لفظی نزاع کو وسعت دے کر مسلمانوں کی تفریق کو وسیع کرنا اور ان کی اختلافات کی خلیج کو بڑھانا ایک سچے دردمند اسلام کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔

ہمارے ان لیڈروں نے ہندوستان میں جمہوریت لینی تو چھوڑ دی لیکن عرب کی جمہوریت کے مزے لینے لگے۔ سلطان ابن سعود کو جملہ اسلامی سلطنتوں کے آئے ہوئے وفود نے اور سارے حجاز نے تو حاکم اور شاہِ عرب مان لیا مگر یہ ہندوستانی غلام ناک بھوں چڑھا رہے ہیں۔ یہی ہیں جو ترکوں کی شخصی حکومت اور ان کی ملوکیت کو خلافت اور خلیفہ کے نام سے تعبیر کرتے تھے اور اس کی بقا کے لئے مسلمانوں کو کٹ مرنے کی ہدایت کرتے تھے اور آج بھی یہی ہیں کہ سلطان المعظم کے خلاف مسلمانوں میں ایجی ٹیشن پھیلا رہے ہیں اور ہند کے بے نوا، بے دست و پا مسلمانوں کو کس میں لڑا رہے ہیں۔ حالانکہ سلطان ابن سعود نے نہ تو خلافت کا دعویٰ کیا نہ اپنے تئیں خلیفہ کہلوایا۔ پس ملوکیت دالی ایک سلطنت جو مدعی خلافت بھی ہو اور اسی طرح کی ایک اور اسلامی سلطنت جو مدعی خلافت نہ ہو۔ ان میں سے ایک کی طرفداری اور ایک کی مخالفت صرف ملوکیت کیوجہ سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ امر تو دونوں میں مشترک ہے۔ معلوم ہوا کہ اس مخالفت کی اصلی وجہ کچھ اور ہے۔ گو ظاہراً ملوکیت کی آڑ ہے۔

ناظرین گو میں نے ملوکیت کے شرعی دلائل قرآن و حدیث سے بہت سے پیش کر دئے لیکن مجھے خیال ہے کہ شاید ہمارے لیڈروں کے نئی روشنی والے انگریزی دماغوں میں انکی حقیقی اہمیت نہ ہو اسی لئے میں اس مسئلہ کو ملکی حیثیت سے جس کے علم و عرفان کے یہ لیڈران مدعی ہیں پیش کرتا ہوں۔ جاپان میں اب تک ملوکیت بحیثیت پارلیمنٹ موجود ہے۔ ایران میں رضا خاں مستقل ملوکیت کا دعویدار ہے۔ افغانستان میں خود شخصی سلطنت

موجود ہے۔ اناطولیہ میں سلطان مطلق العنان ہے۔ ٹرکی میں بھی اب تک شخصی حکومت تھی اور پھر اب بھی شخصیت کی بنیادیں پڑ چکی ہیں۔ جب دنیا کی ان بڑی بڑی اور پرانی سلطنتوں میں اب تک جمہوریت قائم نہیں ہو سکی تو عرب جیسی قوم میں ایک نئی سلطنت کیا کرتی اور خود آپ بھی اس کے قائل ہیں۔ چنانچہ ہمدرد کے مئی پر ۱۹۲۴ء اکتوبر کی اشاعت میں لکھتے ہیں "پورے حجاز پر ان کے تسلط کی عمر ہمارے قیام حجاز تک آٹھ ماہ سے زیادہ نہ تھی۔ اتنی قلیل مدت میں کسی حکومت سے بہت زیادہ اصلاح کی توقع نہیں کی جا سکتی"۔ باوجود اس اقرار کے واقعات و حالات کو پس پشت ڈال کر چھوٹے اعتراض کرنا ہمارے ان لیڈروں کو ہرگز لائق نہیں۔ افغانستان اور ایران میں جہاں یورپین تعلیم کا اثر بہت ہی زیادہ ہے اور جو یورپین تعلیم کے اثرات قبول کرانے میں آپ سے بھی دس قدم آگے بڑھی ہوئی ہیں وہاں تو آج تک جمہوریت قائم نہ ہو سکی اور نہ آپ کے روشن دماغوں نے ان کی اس اصلاح کی طرف باگ اٹھائی۔ پھر عرب کے بدوؤں میں یہ چیز آپ کیسے دیکھنی چاہتے ہیں اور کس طرح اور کن وجوہ سے آپ کا دماغی تزلزل عرب معہودیوں پر پڑا؟

عرب جن کی بہادری اور جنگجوئی مشہور ہے وہ بھلا جمہوریت کیا قائم کریں گے؟ وہ تو کہتے کہ خدا کے فضل سے سلطان المعظم کی ایک دھاک عرب پر بیٹھی ہوئی ہے ورنہ عرب میں تو وزرائے انقلابات اور قبیلہ قبیلہ میں نت نئی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ سلطان کے ذاتی اثر ان کی حسن تدبیر اُن کی اصابت رائے۔ اُن کی دینداری۔ خدا کی مدد اور ان کی قوم کی پر شوکت سطوت ہے کہ عرب کے مختلف قبائل ایک جھنڈے تلے آپس کی خانہ جنگیوں کی بساط کو لپیٹ کر جمع ہو گئے ہیں اور قتل و غارتگری کو ترک کر بیٹھے ہیں اور امن و امان عرب میں عام ہو گیا ہے۔ اگر نجدی اخوان ان کی پشت پر نہ ہوں اور وہ بھی تنخواہ کی وجہ سے نہیں بلکہ محض دین کی خاطر اور خود سلطان بیدار مدبر سخی اور شجاع نہ ہوں تو عرب کے ابھی ابھی سینکڑوں ٹکڑے ہو جائیں۔ پس اے لیڈرو! اگر آپ امریکہ کی سی جمہوریت عرب میں منوانا چاہتے ہیں جو قرآن و حدیث اور خلافت راشدہ کے خلاف ہے تو اس کی توقع حضرت سلطان اسلام سے اٹھا لیجئے اور فرمان رسول اطیعوا اللہ و اطیعوا امرکم پر نظریں ڈال کر سلطان اسلام کی فرمانبرداری پر مستعد ہو جائیں۔

سلطان المعظم پر بعض منہ پھٹ لوگ ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ انہوں نے بہت سی اور قیمتی موٹریں خرید کی

ہیں یا سراف ہے وغیرہ۔ ایسے لوگوں کو متنبہ رہنا چاہئے کہ سلطنت کے امور تمہاری سوئی بیچکوں کی دوکانوں جیسے نہیں ہوتے یہاں ضرورت پڑتی ہے کہ آج ہی ریاض سے مکہ پہنچا جائے اور مکہ سے آج ہی ریاض پہنچا جائے اسونت یہی موٹریں کام آتی ہیں۔ عرب کے جنگلوں میں لڑائیوں کیوقت انہی موٹروں کے ذریعہ سے لشکروں کو یہاں سے وہاں پہنچایا جاتا ہے وغیرہ۔ تم جیسے دو ٹکڑی کے آدمی تو گاڑی گھوڑا یا بس چلے تو موٹر رکھکر مسرف نہ کہلوائیں۔ لیکن شاہ عرب چند موٹریں رکھ کر آپکے نزدیک مسرف بن جائیں؟ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلطان نے بلند بالا مضبوط قلعہ نما مکانات دو منزلہ تعمیر کرائے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ بھی ضرورتاً اور مصلحتاً ہے وہ امور سلطنت انہی مکانوں میں طے کرتے ہیں۔ ان کا دارالشوریٰ ان کا دربار عام ان کا دربار خاص یہی ہے۔ بلکہ وقت پر مہمان بھی یہی ہے۔ تم اسقدر وسیع زمینوں پر بیکار ریختہ عمارتیں کھڑی کرو تو حرج نہیں لیکن یہی چیز سلطان ایدہ الرحمن کے لئے باعث اعتراض بن جائے؟ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کے پختہ اور وسیع مکانات تھے خود حضورؐ دو منزلہ عمارت کے بالائی حصے میں قیام فرماتے تھے کہتے ہیں کہ سلطان سلام جنگی لیتے ہیں جو شرعاً ناجائز ہے۔ تو کیوں جناب آپ نے ان کے کونسے حق ادا کردیئے؟ اگر آپ کل حقوق شاہی شاہ اسلام کے حوالے کردیا کریں پھر وہ آپ سے جنگی لیں تو ظلم کفرستان کے رہنے والو! کفر کے غلامو! چھوٹا منہ بڑی بات۔ آؤ جنگی سلطان نہ لیں۔ حق اسلام تم انہیں پہنچاؤ۔

مسلمانو! دنیا پر نظریں ڈال جاؤ۔ سوائے سلطان ابن سعود ایدہ اللہ الودود کے اور بادشاہ بھی تمہیں ایسا نظر آتا ہے جسکے ایک ہاتھ میں تلوار ہو اور دوسرے ہاتھ میں کتاب اللہ ہو؟ ہے کوئی جس کی تہجد کی نماز بھی عین لڑائی کے میدان میں قضا نہ ہوئی ہو؟ ہے کوئی جس نے دنیا کے بگڑنے کی پرواہ نہ کرکے قبہ شکنی کی ہو؟ ہے کوئی جسنے آٹھ سو برس کی چار مصلوں کی بدعت کو دم زدن میں فنا کردیا ہو؟ ہے کوئی جسنے حجاز کے ریگستانی میدانوں میں اتنا امن امان کردیا ہو کہ بڑی بڑی عیسائی سلطنتوں کے محل میں بھی وہ امن امان نہیں؟ ہے جسکی سلطنت میں حدود خداوندی برابر جاری ہوں؟ ہے کوئی جسکی دلی آرزو اشاعت توحید سنت ہو؟ یاد رکھو میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اسوقت دنیا میں اگر کوئی شخص خدا کا زندہ ولی دیکھنا چاہتا ہو تو اُس کی آنکھوں کو پرنور اور اُس کے دل کو مسرور کرنیوالا حضرت سلطان ابن سعود کا وجود باجود ہے۔ ایدہ اللہ۔ وہ غیور رہے شجاع ہے مدبر ہے علیم ہے عادل ہے عالم ہے خوش اخلاق ہے متواضع ہے بہادر ہے مجاہد ہے اور سچا مسلمان ہے۔

مسلمانو سنو خدا کے رسولؐ کا فرمان ہے کہ سلطان اسلام کی عزت کرنیوالے کا خدا بھی اکرام کریگا۔ اور اُسکی توہین کرنیوالے کو خدائے تعالیٰ خود ذلیل ورسوا کریگا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس خدا کے ولی سے جو بھی ٹکر لیتا ہے قدرت فوراً اُس سے انتقام لے لیتی ہے۔ پس خدا کے غضب سے ڈرو اور عظمۃ السلطان ایدہ الرحمن کی تہ دل سے عزت کرو اللہ تو اپنے اس نیک بندے کی مدد کر۔ اسے دشمنان دین پر غلبہ دے۔ اسکے دشمنوں کو ذلیل کر۔ اسکے ہاتھوں دین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک توحید سنت کو پھیلا دے اور اسلام کو سچا غلبہ عطا فرما۔ آمین!

فقط والسلام۔ محمد بن ابراہیم عفا عنہ مولاہ الرحیم (مدرس مدرسہ محمدیہ ایڈیٹر اخبار محمدی) باڑہ ہندو راؤ دہلی۔

الحاصل:- یہ کتاب اس قابل ہے کہ آپ اسے گھر گھر پہنچائیں مفت تقسیم کرنے والے احباب کو نصف قیمت پر دیدیجائے گی۔ منیجر

اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا مولوی محمد صاحب کی تصنیف کردہ بعض اور کتابیں

ایمان محمدی۔ ایمان کی ستر شاخوں کا قرآن حدیث اور اقوال بزرگان سے پورا بیان۔ قیمت دس آنے صلوٰۃ محمدی وضو۔ نماز، وغیرہ کے جملہ احکام ترکیب اور دعائیں مع ترجمہ مطابق احادیث قیمت تین آنے صیام محمدی نفلی مزے روزوں کے اور ماہ رمضان کے کل احکام مطابق احادیث مع حوالہ قیمت تین آنے زکوٰۃ محمدی زکوٰۃ خیرات کے کل مسائل نصاب متعلقین زکوٰۃ وغیرہ کا کل بیان مع حوالہ۔ قیمت تین آنے سیرۃ محمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور معتبر سوانح عمری آپ کی اولاد اور بیویوں وغیرہ کے حالات قیمت بارہ آنے عقیدۂ محمدی اہل حدیث کے سچے مذہب کا بیان اور جو تہمتیں اُن پر ہیں سب کا ازالہ قیمت ایک آنہ عقائد محمدی امام احمد بن حنبلؒ کی کتاب کا ترجمہ عقائد کے بارے میں سچا مسلمان بنانیوالی کتاب قیمت ایک آنہ فرمانِ محمدی زیارتِ قبر کا صحیح طریقہ مقبرہ کی تمام بدعتوں کی تردید۔ قبر پرستی کا رد قیمت ایک آنہ ہدایت محمدی۔ حنفی مذہب فقہ کی سب سے اعلیٰ کتاب ہدایہ کے ایسے مسائل جو غلط اور بیہودہ ہیں قیمت دو آنے برأت محمدی حسن نظامی نے اہل حدیث کے خلاف جو رسالہ لکھا تھا اُسکا قابل دید جواب قیمت ایک آنہ برہانِ محمدی امام کبیر کے رسالہ کا ترجمہ رفع الیدین کے ثبوت میں سب سے اعلیٰ کتاب عربی مع ترجمہ قیمت دو آنے تنقید محمدی فقہ حنفی اور کتب حدیث کے فرق کو ظاہر کرنیکے لئے اسمیں چھ سو غلط مسائل فقہ کے مع حوالہ ہیں قیمت ایک روپیہ طریق محمدی تقلید کی تردید میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ اسمیں چھ سو دلیلوں سے تقلید کا رد ہے قیمت ایک روپیہ دلائل محمدی حصہ اول۔ قرآن حدیث اور حنفی مذہب سے آمین رفع الیدین اور سورۂ فاتحہ کا ثبوت قیمت تین آنے دلائل محمدی حصہ دوم۔ ان تینوں مسائل میں حنفیوں کی جو دلیلیں ہیں اُنکا جواب اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا بھی ثبوت قیمت سات آنے فصلائے محمدی اہلحدیث کے مذہب کے جتنے بڑے بڑے اعتراضات کئے جاتے ہیں سب کا جواب قیمت دو آنے درایت محمدی حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی ہر فن کی غلطیوں کا ثبوت سے بیان۔ قیمت بارہ آنے تحفۂ محمدی۔ بقرعید کے۔ نماز عید کے۔ قربانی کے مفصل احکام مع حوالہ حدیث قیمت ایک آنہ آئینۂ محمدی۔ ڈاڑھی مونچھ اور لباس کے کل احکام مع حوالہ قیمت صرف ایک آنہ عصائے محمدی اہل حدیث کے مسائل پر جتنے اعتراض مخالفین کرتے ہیں سب کا جواب قیمت چھ آنے (۱۶) قتیلا محمدی مولود اور قیام مولود کی قابل دید تردید قرآن حدیث اور فقہ سے قیمت دو آنے حقوق محمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کی تردید اور درود شریف پڑھنے کی تاکید قیمت ایک آنہ فضائل محمدی اہلحدیث کے ہمیشہ سے ہونے اور قیامت تک رہنے اور فرقہ ناجیہ ہونیکا ثبوت عربی معہ اردو قیمت سوا روپیہ امام محمدی حضرت امام ابوحنیفہؒ کی پوری سوانح عمری ساتھ ہی اُن پر اور اماموں نے جو جرح کی ہے وہ بھی عربی مع اردو۔ ایک روپیہ چھ آنے توحید محمدی کچی قبروں گنبدوں اور مقبروں کے حرام ہونیکی اور اُنہیں گرا دینے کی سینکڑوں دلیلیں قیمت چار آنے (۴) صراط محمدی تعزیہ داری کی پوری تردید قرآن حدیث اور فقہ سے قیمت ایک آنہ معراج محمدی معراج جسمانی کا ثبوت معراج کا صحیح قصہ اور ماہ رجب کی بدعتوں کی تردید قیمت ایک آنہ انعام محمدی عید الفطر کے منانہ عید کے قطع کے کل احکام اور مسائل حدیثوں سے قیمت ایک آنہ درود محمدی بیسیوں۔ دسویں۔ میسوں۔ برسی۔ عرس وغیرہ میت کی تمام بدعتوں کی تردید قیمت پانچ آنے تعلیم محمدی عورتوں اور لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کی اجازت اور مخالفین کی تردید قیمت ایک آنہ حج محمدی حج کی تاکید فضیلت ثواب اجر اور النوائے حج اور حج نہ کرنیکی مذمت اور گناہ قیمت ایک آنہ مملکت محمدی جو جناب کے ہاتھوں میں ہے ملوکیت کے ثبوت میں قیمت ایک آنہ۔

اطلاع:۔ ان کتابوں کے علاوہ بھی ہر قسم کی کتابیں اس دفتر سے مل سکتی ہیں فہرست کتب مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیں۔

پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی۔ دہلی

دُنیا کی سب تفسیروں سے زیادہ معتبر مستند اور مفصل تفسیر محمدی

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ تفسیر ابن کثیر سے بہتر تفسیر کوئی نہیں۔ اس میں پہلے تو قرآن کی آیت کی تفسیر خود قرآن سے کی جاتی ہے پھر حدیث سے پھر اقوال صحابہ سے پھر تابعین اور بزرگانِ دین کے اقوال سے مضامینِ قرآن بانی کی طرح حل کرتے جاتے ہیں۔ حدیث میں جو مرتبہ بخاری شریف کا ہے وہی مرتبہ تفسیروں میں تفسیر ابن کثیر کا ہے۔ تفسیر عربی میں آٹھ جلدوں میں ہے۔ الحمدللہ اب اس کا ترجمہ ہوگیا۔ اس وقت تیس پارے تو بفضلِ خدا چھپ چکے ہیں پہلا پارہ اس کتاب سے دُگنے لمبے چوڑے کاغذ پر پونے دو سو صفحات میں آیا ہے۔ کم و بیش ہر پارے کی تفسیر اسی طرح تشریح اور تفصیل کے ساتھ ہے۔ اردو نہایت اعلےٰ ہے اور ساتھ ہی بالکل آسان حروف بہت واضح کھلائی چھپائی بالکل صاف کاغذ عمدہ۔ ہدیہ ہر پارے کا الگ الگ ملاحظہ ہو:۔

تفسیر محمدی اردو۔ پارہ اوّل پونے دو روپے۔ دوسرا پارہ سوا دو پیسہ۔ تیسرا پارہ ایک روپیہ۔ چوتھا پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ پانچواں پارہ سوا دو پیسہ۔ چھٹا پارہ ایک روپیہ چھ آنے۔ ساتواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ آٹھواں پارہ ایک روپیہ پانچ پیسہ۔ نواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ دسواں پارہ ایک روپیہ۔ گیارھواں پارہ ایک روپیہ۔ بارھواں پارہ ایک روپیہ۔ تیرھواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ چودھواں پارہ ایک روپیہ۔ پندرھواں پارہ ایک روپیہ۔ سولھواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ سترھواں پارہ ایک روپیہ۔ اٹھارھواں پارہ ایک روپیہ۔ انیسواں پارہ چودہ آنے۔ بیسواں پارہ چودہ آنے۔ اکیسواں پارہ ایک روپیہ ایک آنہ۔ بائیسواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ تیئیسواں پارہ ایک روپیہ۔ چوبیسواں پارہ ایک روپیہ۔ پچیسواں پارہ سوا روپیہ۔ چھبیسواں پارہ سوا روپیہ۔ ستائیسواں پارہ ایک روپیہ دو آنے۔ اٹھائیسواں پارہ ایک روپیہ پانچ آنے۔ انتیسواں پارہ ایک روپیہ چار آنے۔ تیسواں پارہ ایک روپیہ چھ آنے۔ باقی زیرِ طبع +

صرف قرآن و حدیث کی تبلیغ و اشاعت کرنیوالا اخبار محمدی دہلی

دُنیا میں اور اخبار بھی ہیں۔ کوئی پولیٹکل مضامین پر ہے۔ کوئی دنیوی خبروں پر ہے۔ کوئی علم و ادب پر ہے کوئی کسی اور طرح کا لیکن اخبار محمدی وہ اخبار ہے اور یہ وہ خدمت انجام دیتا ہے جو ہر سچے مسلمان محمدی کا پہلا فریضہ ہے۔ یہ اخبار قرآن و حدیث کی حمایت و اشاعت کرتا ہے۔ اس پر جو اعتراض ہوں اُن کا اچھا تلا جواب دیتا ہے شرک و بدعت کے خلاف جہاد کرتا ہے۔ رسومات اور تقلیدی امور پر گولہ باری کرتا ہے۔ صراطِ مستقیم کی سچی رہبری کرتا ہے۔ ہر وقت جن مسائل کی ضرورت ہوتی ہے قرآن حدیث سے بیان کرتا ہے۔ پندرہ روزہ ہے ٹھیک وقت پر نکلتا ہے۔ علماء کا بہترین رفیق طلباء کا سہارا اور سب لوگوں کا دینی معلم ہے ساتھ ہی پولیٹکل مضامین دنیوی خبریں شرعی نظمیں وغیرہ بھی ہوتی ہیں۔ یوں کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ اخبار دین دنیا کی بھلائی اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ قیمت پورے سال کی صرف تین روپے۔ نمونہ مفت

اطلاع اس صفحے کے پیچھے جن کتابوں کا اشتہار ہے وہ سب تفسیر محمدی اور اخبار محمدی اور انکے علاوہ آپکو جس دینی کتاب یا جس قسم کے قرآن مجید کی ضرورت ہو اس پتہ سے طلب فرمالیا کریں۔

دفتر اخبار محمدی۔ دہلی

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

حق کو باطل کیساتھ نہ ملاؤ اور حق کو چھپاؤ بھی مت

باوجود

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے یہ رسالہ جس میں

علمائے احناف سے پچاس ۵۰ ایسے سوالات کئے گئے ہیں جن کے

صحیح جواب پر ہی تقلید شخصی کی بابت ہر تھوڑی سی سمجھ والا انسان

بھی صحیح نتیجے پر پہنچ سکتا ہے اور اس گورکھ دھندے کی الجھی ہوئی

صدہا کڑیوں کی حقیقت اُسے صاف طور پر معلوم ہو جاتی ہے۔

بہ نام

ضربِ محمدی

بہ خواہش چند متلاشیانِ حق ساکنانِ قرول باغ دہلی

حسب الحکم حضرت مولانا مولوی محمد صاحب مصنفِ تصانیف

کثیرہ مدرس مدرسہ محمدیہ اڈیٹر اخبار محمدی اجمیری دروازہ دہلی

بہ ماہ شوال سنہ ۱۳۴۰ ہجری

ملنے کا پتہ

جید برقی پریس دہلی میں چھپکر تیار ہوا

قرول حضرات کو تین پیسے کے عوض ایک روپیہ

سے منگائیے

دفتر اخبار محمدی اجمیری دروازہ دہلی

قیمت ایک کی ایک آنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ اس زمانے میں تقلید شخصی کے بارے میں کچھ ایسا اختلاف پڑا ہے کہ جدھر دیکھیے اُدھر اسی کا جھگڑا پھیلا ہوا ہے، کوئی تو تقلید کو جائز بلکہ واجب بلکہ فرض بتاتا ہے اور کوئی تقلید کا سرے سے انکار ہی کرتا ہے نہ فرض مانتا ہے نہ جائز جانتا ہے۔ ہم عامی لوگ سخت مشکل میں پڑے ہوئے ہیں کہ کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں؟ لہٰذا اُن علمائے دین کی خدمت میں (جو تقلید کو فرض یا واجب یا جائز بتاتے ہیں) عرض کرتے ہیں کہ آپ حضرات ہم لوگوں کو سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتا دیجئے تاکہ ہم لوگ اُس پر چل کر اپنی مراد کو پہنچ جائیں اور آپ کو اس سیدھا راستہ بتانے کا اَجر ملے۔

اسی غرض کے لئے یہ پچاس سوالات سردست حاضرِ خدمت کئے جاتے ہیں ان کے جواب سے سرفراز فرمائیے۔

(۱) جس تقلید کے بارے میں اس قدر اختلافات ہیں اُس تقلید سے کیا مراد ہے؟ یعنی تقلید شخصی اصطلاحی کسے کہتے ہیں؟

(۲) کیا تقلید شخصی اصطلاحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا آپ کے صحابہؓ کے یا تابعینؒ کے زمانہ میں تھی؟

(۳) جو کام ان تینوں مبارک زمانوں میں نہ ہو وہ بہ اصطلاح شرعی بدعت کہلاتا ہے یا نہیں؟ اگر اسے بعد والے دینی امر سمجھ کر کریں تو آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ جو قرآن میں ہے وہ تبلاتی ہے کہ دین خاہر طرح کامل ہوگیا پھر ائمہ دین کے رائے قیاس کو بھی دین میں داخل کرنا اس آیت کے خلاف تو نہیں؟

(۴) تقلید مذکور فرض ہے یا واجب یا مستحب یا مباح یا کیا؟ اور اسکی کیا دلیل؟

(۵) چاروں اماموں نے یعنی امام ابو حنیفہؒ و امام شافعیؒ و امام مالکؒ و امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اس تقلید کے بارہ میں کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں اور اگر فرمایا ہے تو کیا؟

(۶) شامی شریف جو حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب ہے سنا ہے کہ اس میں یہ مذکور ہے کہ چاروں اماموں نے اپنا مذہب قرآن و حدیث بتایا ہے پس قرآن حدیث پر عمل کرنا ان کی تابعداری کرنا ہے یا قرآن و حدیث پر عمل چھوڑ کر اُن کے اقوال کو ماننا اُن کی تقلید کرنا ہے؟

(۷) چاروں اماموں سے پہلے بھی یہ تقلید جاری تھی یا نہیں؟

(۸) اگر چاروں اماموں سے پہلے بھی یہ تقلید جاری تھی تو کس امام کی تقلید جاری تھی؟ اور اُس وقت اس امام کی تقلید فرض یا واجب یا مباح تھی یا نہیں؟ اگر تھی تو کیوں؟ اور نہیں تھی تو کیوں؟

(۹) چاروں اماموں سے پہلے جس امام کی تقلید جاری تھی اُس امام کا نام کیا ہے؟ اور اب بھی اس امام کی تقلید فرض یا واجب یا مباح ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ کب منع ہوئی؟ کس نے منع کی؟

(۱۰) اجماع کی تعریف کیا ہے؟ اور اجماع کن لوگوں کا معتبر ہے؟ تقلید شخصی اصطلاحی پر کیا اجماع ہوا ہے؟ اگر ہوا ہے تو کب؟ کہاں؟ اور کن کا؟

(۱۱) مجتہد کس کو کہتے ہیں؟

(۱۲) چاروں مذکورۂ بالا اماموں کے سوا اور امام اور مجتہد بھی ہوئے ہیں یا نہیں؟

(۱۳) ان چاروں اماموں کی تعلیم بذریعہ وحی ہوئی؟ یا اور ائمہ سے انہوں نے پڑھا؟ اگر بذریعہ وحی ہوئی تو انہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا فرق رہا؟ اور اگر بذریعہ اور ائمہ ہوئی تو ان کے استاد ان سے افضل تھے یا مفضول؟ اگر افضل تھے تو ان کی تقلید کیوں نہیں کیجاتی؟

(۱۴) اگر ان چاروں اماموں کے سوا اور امام بھی ہوئے ہیں تو کب ہوئے ہیں؟ ان کے قبل یا بعد یا ان کے زمانے میں؟

(۱۵) ذرا فرمائیے تو قرآن حدیث پر عمل کرنا عامی آدمیوں پر ہی فرض ہے؟ یا مجتہدوں اور اماموں پر بھی فرض ہے؟

(۱۶) جو امام ان چاروں کے سوا ہوئے ہیں اُن کے نام کیا ہیں؟ اور اُن کی تقلید فرض یا واجب یا مباح ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

(۱۷) جو امام کہ ان چاروں کے سوا ہوئے ہیں وہ درجہ میں ان چاروں کے برابر ہوئے یا بڑھ کر یا گھٹ کر؟

(۱۸) چاروں اماموں نے خود اپنی تقلید کرنے کو فرمایا ہے یا نہیں؟

(۱۹) اگر چاروں اماموں نے خود اپنی تقلید کرنے کو نہیں فرمایا ہے تو اُن کی تقلید کو فرض یا واجب یا مباح کس نے فرمایا ہے؟ اور کیوں؟

(۲۰) چاروں خلیفہ (یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ ذی النورین اور حضرت علی مرتضیٰؓ) افضل ہیں چاروں اماموں سے یا چاروں امام افضل ہیں چاروں خلیفہ سے؟

(۲۱) حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اور حضرت امام زین العابدینؒ اور حضرت امام باقرؒ اور حضرت امام جعفر صادقؒ افضل ہیں چاروں اماموں سے یا چاروں اماموں

افضل ہیں ان حضرات امامؒ سے؟

(۲۲) اگر چاروں خلیفہ یا یہ چاروں حضرات امامؒ افضل ہیں چاروں اماموں سے تو چاروں اماموں کی تقلید کیوں کی جاتی ہے ان چاروں خلیفہؓ یا ان حضرات امامؒ کی تقلید کیوں نہیں کیجاتی؟

(۲۳) چاروں خلیفہؓ مجتہد تھے یا نہیں؟

(۲۴) چاروں خلیفہؓ چاروں اماموں کے برابر مجتہد تھے یا بڑھ کر یا گھٹ کر؟

(۲۵) چاروں اماموںؒ سے قبل چاروں خلیفہؓ کی تقلید کیجاتی تھی یا نہیں؟

(۲۶) ظاہر ہے کہ چاروں اماموں کا وجود بہ حیثیت امام پہلی صدی میں نہ تھا پس پہلی صدی کے لوگ مقلد ہوئے یا غیر مقلد؟ اور وہ نجات پانیوالے اور دائرۂ اسلام میں داخل سمجھے جائینگے؟ یا نجات سے محروم رکھے جائینگے؟ اور دائرۂ اسلام سے خارج کہے جائینگے؟

(۲۷) چاروں خلیفہؓ کی تقلید اب منع ہے یا نہیں؟

(۲۸) اگر چاروں خلیفہؓ کی تقلید اب منع ہے تو کیوں اور کس نے منع کیا؟

(۲۹) چاروں خلیفہؓ نے اپنی اپنی تقلید کا حکم دیا تھا یا نہیں؟

(۳۰) اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی تقلید کا حکم دیا تھا تو اُن کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تقلید جاری تھی یا نہیں؟

(۳۱) اگر حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں بھی حضرت صدیقؓ کی تقلید جاری نہیں تھی تو اُس تقلید کو کس نے بند کیا اور کیوں بند کیا؟

(۳۲) ذرا مہربانی فرما کر یہ بھی بتلایا جائے کہ فقہ کی موجودہ کتابوں میں سے کوئی ایک بھی ایسی ہے جسے امام ابوحنیفہؒ نے خود لکھا ہو؟

(۳۳) یہ بھی ارشاد ہو کہ فقہ کی ان موجودہ کتابوں میں جو بہت سے مسئلے خلافِ تہذیب اور خلافِ طہارت ایسے بھی ہیں جنہیں سننے سے طبیعت میں کراہیت پیدا ہو اور قے آنے لگے کیا یہ مسائل بھی فی الواقع امام ابوحنیفہؒ کے ہی ہیں؟

(۳۴) اگر ہم ان گندے اور خلاف تہذیب مسائل کو چھوڑ دیں تو دائرہ تقلید سے باہر تو نہیں ہو جائینگے؟
(۳۵) اس تقلید کے بارے میں کچھ اللہ اور رسول نے بھی فرمایا ہے یا نہیں؟ اگر فرمایا ہے تو کیا فرمایا ہے؟ وہ آیت یا حدیث صاف صاف لکھدیجئے جس میں ہو کہ امام ابو حنیفہؒ یا فلاں امام کی تقلید تم پر فرض ہے جو نہ کرے لامذہب ہے۔
(۳۶) مجتہد کو بھی تقلید کرنے کا حکم ہے یا نہیں؟
(۳۷) تمام صحیح حدیثوں پر عمل مجتہد کو اور اس کے بعد والوں کو کرنا چاہئے؟ یا بٹوارہ کرلیں کہ ان احادیث پر تو تم عمل کرو ان پر ہم کرینگے وغیرہ؟
(۳۸) چاروں امام بھی مقلد تھے یا نہیں؟ اور مقلد تھے تو کس کے؟ اور نہیں مقلد تھے تو کیوں؟
(۳۹) خدارا ذرا یہ بھی تبلائیے کہ کسی ایک امام کی طرف نسبت کرلینی یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی وغیرہ یہ خود اماموں کی تعلیم ہے یا نہیں اگر ہے تو وہ عبارت کس کتاب میں ہے؟
(۴۰) اگر چاروں امام مسائل قرآن و حدیث سے لیتے رہے تو ہمیں قرآن و حدیث سے مسائل لینے میں غیر مقلد بن جانے کا خوف کیوں ہو؟
(۴۱) تقلید فرض یا واجب یا مباح ہے تو کن لوگوں کے لئے اور کیوں؟
(۴۲) یہ جو فقہ کی کتابوں میں ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں اس کے کیا معنی؟ پھر تو حنفی ہو کر بھی حنفی نہ رہے
(۴۳) مقلد قرآن اور حدیث کا مطلب سمجھ سکتا ہے یا نہیں؟
(۴۴) مقلد قرآن و حدیث سے دلیل پکڑ سکتا ہے یا نہیں؟
(۴۵) چار مصلے مکہ معظمہ میں اور دو مدینہ منورہ میں جو قائم ہوئے تھے انکو کس نے قائم کیا؟ اور کیوں قائم کیا؟ اور کب قائم کیا؟ کیا اس سے مسلمانوں کے دین کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوئے تھے؟ وہ اموں نے اسے کیوں قائم نہ کیا؟
(۴۶) جبکہ ہمارے نزدیک چاروں مذہب برحق ہیں پھر اہلحدیث کو جو ایک برحق مذہب کے مطابق آمین رفع الیدین اور سورۂ فاتحہ بجا لاتے ہیں کیوں روکا جائے اور ان پر طعن تشنیع کیوں کی جائے؟

(۴۷) اہلِ سنت و جماعت کی کیا تعریف ہے؟

(۴۸) اہلحدیث یعنی صرف کتاب و سنت پر عمل کرنیوالوں کی جماعت جب سے کتاب و سنت ہے تب ہی سے ہے یا بیچ میں اس کا عامل کوئی نہیں رہا تھا؟

(۴۹) قیامت کے دن حمد کا جھنڈا صرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہی ہوگا یا ان چاروں اماموں کے جھنڈے الگ الگ لہرا رہے ہونگے؟ حوضِ کوثر صرف حضورؐ ہی کا ہوگا یا چاروں اماموں کے بھی ہونگے۔ اگر یہ صرف حضورؐ ہی کے ساتھ مخصوص ہے تو پھر ہم دنیا میں اِدھر اُدھر منہ ماریں؟

نوٹ:۔ سوالات مذکورہ بالا کا جواب قرآن مجید اور حدیث صحیح سے عنایت فرمایا جائے زید و عمر کے قول و فعل سے نہیں۔ ہاں جو سوالات کہ تاریخ یا اصطلاح سے متعلق ہیں اون کا جواب تاریخ معتبر یا اصطلاح معتبر اہلِ علم سے عنایت ہو۔

(۵۰) آخری گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر یہ بھی دو ٹوک فیصلہ کر دیجیگا کہ اگر کسی امام کے مقلد کے پاس کوئی صحیح حدیث پہنچے اور وہ امام کے قول کے خلاف ہو تو اُسے کیا کرنا چاہئے؟ اور جو یہ کہہ کر اوس حدیث کو ٹالدے کہ یہ میرے امام کے مذہب میں نہیں وہ مسلمان رہا یا اسلام سے خارج ہوگیا اور ایسے وقت مقلد کو کیا کرنا چاہئے؟

ہم سائلین ساکنانِ قرول باغ دہلی کو اس پتہ پر جواب مرحمت فرمایا جائے۔

دفتر اخبار محمدی اجمیری دروازہ دہلی

اطلاع۔ جو صاحب اپنے علاقہ میں یہ رسالے تقسیم کرنا چاہیں وہ دفتر اخبار محمدی دہلی سے تین روپے کے ایک سو ایک روپے کے پچیس ۲۵ منگوالیں۔

نوٹ:۔ تقلید کے متعلق جو صاحب پوری معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ **طریق محمدی** نامی کتاب کا ملاحظہ فرمائیں جس میں تقلید کی حرمت پر دو سو ساٹھ دلیلیں قرآن حدیث فقہ اصولِ فقہ معقول منقول وغیرہ سے قائم کیگئی ہیں۔ قیمت پانچ آنے۔ پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی دہلی

حضرت مولانا مولوی محمد صاحب کی کارآمد تصانیف

۱ صلوٰۃِ محمدی وضو، تیمم، نماز پنجگانہ، جنازہ، تراویح، تہجد، عیدین وغیرہ کے احکام **۲ صیامِ محمدی** رمضان لیلۃ القدر، اعتکاف، صدقۃ الفطر، نفلی و فرضی روزوں کے مسائل و فضائل **۳ حج محمدی** حج کی فضیلت، تارکوں حج اور القوا کرنیکا گناہ **۴ زکوٰۃِ محمدی** زکوٰۃ اور نفلی خیرات کے کل مسائل **۵ ایمانِ محمدی** ایمان کی ستر شاخوں کا مفصل بیان، **۶ سیرتِ محمدی** آنحضرت صلعم کی بہت ہی مستند سوانح علامہ ابن جریر طبری کے قلم سے اصلی عربی ۸ جلدوں ۱۲ ہزار صفحہ کا ایک تصفیہ **۷ دُرِّ محمدی** دُرِّ مختار جو حنفیوں کی مذہبی کتاب ہے اور جس پچاس فطرت انسانی کے خلاف مسائل ایک کر دیئے **۸ سیفِ محمدی** حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب دُرِّ مختار کے پچاس کفریہ مسائل جو بالکل غلط ہیں اون کے جتنے جواب حنفیوں نے دیئے تھے اون سب کا جواب الجواب اور ان مسائل کی پوری تردید ساتھ ہی فقہ کا بریں نمونہ ٹوڈ کھانے کیلئے فقہ کے ایسے ہی تقریباً چھ سو مسائل قیمت عہ **۹ ہدایتِ محمدی** حنفی مذہب فقہ کی کتاب ہدایہ کے ایک سو کفریہ مسائل کا مجموعہ **۱۰ ہدایتِ محمدی** حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی غلطیوں کا بیان ۱۲ **۱۱ دلائلِ محمدی** حصہ اول، آمین رفع یدین سورۂ فاتحہ کا حنفی مذہب کی اعلیٰ کتابوں سے ثبوت وغیرہ ۳ **۱۲ دلائلِ محمدی** حصہ دوم۔ ان تینوں رسائل میں حنفی دلیلیں حنفیوں کی ہیں سب کا جواب تردید ۸ **۱۳ برأتِ محمدی** حسن نظامی کے رسالہ نادان وہابی کا رد ۱ **۱۴ توحیدِ محمدی** قبر، کچی دا پختہ قبروں اور مقبروں کے بنانیکی ممانعت ۴ **۱۵ میلادِ محمدی** مولود و مروج اور قیام مولود کی تردید میں پچاس دلیلیں ۳ **۱۶ برہانِ محمدی** امام مکی کے رسالہ جزء رفع الیدین کا عربی بسیط اردو ترجمہ ۲ **۱۷ فضائلِ محمدی** الحدیث کی قدامت، صداقت اور فضائل وغیرہ کے بیان میں عربی مع اردو ترجمہ **۱۸ امامِ محمدی** امام ابو حنیفہ کی پوری سوانحعمری اور آپ پر دیگر ائمہ نے جو جرح کی اس کا تفصیلی بیان عربی معہ اردو ترجمہ **۱۹ حقوقِ محمدی** آنحضرت صلعم کا نام سن کر انگوٹھے چومنے کے رد میں چالیس دلیلیں **۲۰ اضواءِ محمدی** ہر قسم کے شرک کی حنفی مذہب سے تردید **۲۱ عقائدِ محمدی** حضرت امام احمد بن حنبل کی عقائد کے بارے میں بیش بہا اور نفیس تر کتاب عربی مع اردو ترجمہ **۲۲ انعامِ محمدی** دونوں عید کے مسائل وغیرہ **۲۳ اشعارِ ردِّ تقلید** ترجمہ مثنوی مولوی روم اور شیخ سعدی کے **۲۴ طریقِ محمدی** تقلید کی تردید میں ۲۰ سوا سو دلیلیں **۲۵ عقیدۂ محمدی** الحدیث کے صحیح اور ٹھیٹھ مذہب کا بیان جو تہمتیں اور الزام ان پر لگائے جاتے ہیں ان سب کی تردید ایک آنہ **۲۶ ضربِ محمدی** جو خیاب کے ہاتھ میں ہے **۲۷ تفسیرِ محمدی** اردو میں سب سے اعلیٰ تفسیر پہلا پارہ ۱۰ رکوع ۱۲ صفحہ تیسرا پارہ چوتھا پارہ باقی زیر طبع ہے

نوٹ:۔ سوا تفسیر کے سب کتابیں ایک جلد میں مجلد بھی ہیں سب منگوانے والوں کو رعایت بھی کر دی جائیگی پتہ، دفتر محمدی دہلی

اخبارِ محمدی ہر سچے مسلمان کو ڈھال تلوار کا کام دینے والا، مذہب الحدیث یعنی قرآن و حدیث کی اشاعت، حمایت اور خدمت کرنے والا، وقتیہ صحیح مسائل بروقت بیان کرنیوالا، الحدیث پر سے بیجا تہمتوں اور عوام الناس کی بدظنیوں کو دور کرنیوالا، شرک و بدعت اور رسومات مروجہ کی تردید کرنیوالا، مخالفین اسلام کا جواب دینے والا، فقہ اور حدیث میں فرق ظاہر کرنیوالا پندرہ روزہ اخبار قیمت سالانہ تین روپے۔ **نوٹ**:۔ اس اخبار میں تفسیر محمدی بھی شائع ہو رہی ہے جو بہترین صحیح اور مطابقِ سلف صالحین مقبول اور عمدہ تفسیر ہے۔ اخبار کا نمونہ طلب کرنے والوں کو بغیر منگوائے بھیجا جائیگا

ملنے کا پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی اجمیری دروازہ دہلی

هٰذا عذب فرات وهٰذا ملح اجاج

اس کا پانی شیریں اور خوش ذائقہ۔ اُس کا پانی کھاری اور کڑوا۔

الحمد للہ الحمد للہ یہ کتاب ۲

جس کے ملاحظہ کے بعد ہر شخص یقین کر لیتا ہے کہ فقہ اور چیز ہے حدیث اور چیز ہے۔ تقلید شخصی اور چیز ہے، اتباعِ سنت اور چیز ہے، محمدی جماعت الگ ہے اور حنفی گروہ الگ ہے تقلید شخصی اور پابندیِ فقہ کا لہتن پیازائی وقت حاصل ہو سکتا ہے۔ جب کتاب و سنت کے من و سلوٰی سے دست برداری کر لی جائے یہ نام

اظہار الطیب والخبیث المعروف بہ تقابل الفقہ والحدیث

شمع محمدی

کہا جاتا ہے کہ حنفی مذہب حدیث کے خلاف نہیں۔ موجودہ کتبِ فقہ میں وہی ہے جو حدیث میں ہے اس دعوے کو غلط ثابت کرنے کیلئے اس کتاب میں ڈیڑھ سو سے زائد حدیثیں جمع کی ہیں جن میں سے ایک کو بھی حنفی مذہب نہیں مانتا۔ ان حدیثوں کے یکسر اور صریح خلاف فقہ حنفی کے مسائل ہیں ہر حدیث اس کتاب میں مع عربی عبارت ترجمہ و حوالہ منقول ہے۔ اُسکے بالمقابل جو مسئلہ فقہ کا ہے وہ بھی اسی طرح مع عبارت و ترجمہ و حوالہ ہے۔ تاکہ حق و باطل میں صاف تمیز ہو جائے۔

مؤلفہ وہ شبہ ناصر تفسیر و حدیث رسول کریم حضرت مولانا مولوی محمد بن ابراہیم صاحب مدرس و مہتمم مدرسہ دار الحدیث محمدیہ۔ ایڈیٹر اخبار محمدی صدر بازار دہلی

بہ ماہ شوال ۱۳۵۳ھ ۱۹۳۴ء مطبوعہ جید برقی پریس دہلی

تقسیم کے لئے زیادہ تعداد میں لینے والوں کو اصل قیمت میں چوتھائی کی رعایت

ملنے کا پتہ

دفتر اخبار محمدی صدر دہلی

قیمت ایک روپیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

فہرست کتاب شمع محمدی

عنوان	صفحہ
مقدمہ	
مقلدین کا خیال۔	۱
مقصود کتاب۔	۱
فرق فقہ و حدیث۔	۱
حنفی محمدی اختلاف۔	۲
فقہ مطابق حدیث نہیں۔	۲
اماموں کی شان میں افراط۔	۳
امام نبی ہیں نبی نہیں۔	۳
اہلحدیث کی منشا۔	۴
امام ابوحنیفہؒ کو نصیحت۔	۴
رد رائے کے دلائل۔	۵
امام جعفرؒ کی نصیحت۔	۶
ترجمہ اعلام الموقعین۔	۶
چاروں مذہب برحق نہیں	۷
اہلحدیث کی حقانیت۔	۷
مذاہب کی مثال۔	۷
تقلید اور عمل بالحدیث۔	۸
روایت و درایت کا فرق	۸
درایتِ فاروقی۔	۹
درایتِ صحابہؓ	۹
مقلدین کی خطرناک غلطی	۹
کتب فقہ کا حال۔	۱۰
مذاہب مبنی علی الحدیث ہیں	۱۰
اہلحدیث اور ائمہ کرام	۱۱
رائے قیاس دین نہیں	۱۱
تقلید اپنی اصلی صورت میں	۱۱
مدنی اور کوفی راستہ	۱۲
رائے اور روایت	۱۲
مقلد اور انکارِ ائمہ	۱۲
ترکِ تقلید دشمنیِ امام نہیں	۱۳
تاریخ تقلید۔	۱۳
محمدی جھنڈا۔	۱۳
ہمارے سلف اور ہم	۱۴
اسلام صرف قرآن حدیث میں ہے۔	۱۴
عمل بالحدیث کی تاکید	۱۵
ایجادِ تقلید کی تاریخ	۱۵
تقلید کے بعد قرآن	
حدیث کی بیکاری	۱۶
تقلید کسے کہتے ہیں؟	۱۷
تقلید قرآن حدیث سے روکتی ہے	۱۷
اصولِ مذہب حنفی	۱۸
بھلے کے بدلے برا۔	۱۸
نصیحت	۱۸
اتفاق و اختلاف	۱۹
ختم مقدمہ	۱۹
وہ حدیثیں جنہیں حنفی مذہب نہیں مانتا	
عورتوں کی باریاں	۲۰
خطا و نسیان	۲۰
ہیئت کی طرف کا روزہ	۲۱
جانور کے پیٹ کا بچہ	۲۱
گھوڑے کا حلال ہونا	۲۲
چوری کی مقدار	۲۳
رضاعت کا مسئلہ	۲۳
صبہ کا مسئلہ	۲۴
باپ کا ہبہ	۲۵
مہر کا مسئلہ	۲۵
پائی ہوئی چیز	۲۶
گم شدہ اونٹ	۲۷
غسلِ میت	۲۷
خطبے کے وقت دو رکعت	۲۸
ایک وتر	۲۸
استسقا کی نماز	۲۹
نصاب زکوٰۃ	۲۹
بری تر کاریوں کی زکوٰۃ	۲۹
گہن کی نماز	۳۰
جلسہ استراحت	۳۱
پگڑی پر مسح	۳۱
تیمم میں ایک ضرب	۳۲
اذان کا مسئلہ	۳۳
تیمم میں ہاتھ کی حد	۳۳
آخری وقت کی نماز	۳۴
قبل از مغرب دو رکعت	۳۴
جنازہ غائبانہ	۳۵
اکہری تکبیر	۳۵
شراب کا سرکہ	۳۶
عورتوں کا مسجد میں آنا	۳۷
سحری کی اذان	۳۷
اذان محمدی	۳۷
غلاموں پر فقہ کا ظلم	۳۸
خونِ مسلم کی ارزانی	۳۸
قصاص کا مسئلہ	۳۸
کتے کی تجارت	۳۹

(باقی برصفحہ ۳۴۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ

اَمَّا بَعْدُ

دنیا میں شہرت کر رکھی ہے کہ فقہ حنفی کی کتابوں کا ایک مسئلہ بھی خلافِ حدیث نہیں بلکہ یہ فقہ قرآن حدیث کا مغز گودا اور عطر ہے بے کھٹکے اس پر عمل کرنا ہی نجات کا سبب ہے اس لئے میں اس کتاب میں اس بات کو غلط ثابت کرنے اس دعوے کی حقیقت سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے اور یہ بتانے کیلئے کہ فقہ میں سینکڑوں مسائل احادیث صحیحہ کے صریح خلاف ہیں یہ مضمون معہ حوالوں اور عبارتوں کے بطورِ نمونہ لکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ؎

الٰہی دے اثر ایسا مری بیتابیٔ دل میں ✤ چلے آئیں کلیجہ تھام کر وہ میری محفل میں

میرا مقصود اس سے یہ ہے کہ ہمارے حنفی بھائی فقہ کے کسی مسئلے کو خلافِ حدیث نہیں جانتے آج تقریباً ایک ہزار سال سے یہی سبق انھیں پڑھایا جاتا رہا اور اب وہ لوحِ دل پر جم چکا ہے اس لئے آنکھیں بند کر کے صرف فقہ پر ہی مدار دین رکھدیا گیا ہے۔ میں ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ حقیقت اس کے خلاف ہے۔ فقہ کے سینکڑوں مسائل حدیث شریف کے خلاف ہیں۔ جب یہ کھلا اختلاف اپنے ان بھائیوں کے سامنے رکھدیا جائیگا تو پھر کونسا مسلمان ہے؟ جس کا دل چاہے کہ حدیث کے خلاف وہ کسی کی بات مانے اور حدیث کو چھوڑ دے ؎

اے تغافل پیشہ تجھکو یاد وہ پیماں بھی ہے ✤ جو نظامِ دہر میں پیدا بھی ہے پنہاں بھی ہے

فرمانِ قرآن ہے مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ۝ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ۝ دو سمندر میں ایک کھاری ایک میٹھا گو بظاہر ملے جُلے ہوئے ہیں لیکن قدرت نے ان میں وہ حجاب اور آڑ رکھی ہے کہ نہ اُسکا کھاری پانی اِس کے میٹھے پانی کو بگاڑ سکے نہ اِس کا میٹھا پانی اُس کے کھاری پانی میں مل سکے میں نے مندرجہ بالا آیت اسلئے نقل کی ہے کہ ناظرین سمجھ لیں کہ جیسے دونوں سمندر کھاری اور میٹھا ہماری نگاہوں میں بظاہر ملے جُلے نظر آتے ہیں لیکن دراصل قدرت نے ایک کو ایک سے بالکل ہی

حنفی مذہب حضرات کا خیال

مقصود کتاب

حدیث و فقہ کا فرق

الگ رکھا ہے اِدھر سے ایک چلّو پانی اگر آپ لیں تو میٹھا ہوگا اور اُدھر سے لیں تو کڑوا ہوگا۔ اسی طرح گو موجودہ فقہ وحدیث بظاہر خلط ملط نظر آئے لیکن فی الواقع قدرت نے ایک کو ایک سے بالکل الگ رکھا ہے جو صرف ایک ہی مسئلہ پر غور کی نظر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے ؎

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا ✤ بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا

حنفی اور اہلحدیث قرآن وحدیث کے ماننے پر متفق ہیں۔ اسی طرح امامانِ دین محدثین ومجتہدین کی عظمت وحرمت پر بھی انکا اتفاق ہے۔ ذرا سا اختلاف پچھلے زمانوں میں اس بات پر ہو گیا ہے کہ آیا ائمہ دین میں سے چار اور ان چار میں سے ایک کی جملہ باتیں تمام مسائل تقلیدی طور پر ماننے چاہئیں یا نہیں؟ حنفیوں کی طرف سے اس کا اقرار اور اہلحدیثوں کی طرف سے اسکا انکار ہوا۔ اس اختلاف نے طول پکڑا اور حدیث کی کتابیں اور قرآن جو اس وقت تک دنیائے اسلام کیلئے کافی سمجھا جاتا رہا تھا ان کے علاوہ چاروں مذہب کی فقہ کی کتابیں جداگانہ مرتب ہوئیں۔ یہ ظاہر ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور خدائے تعالیٰ غلطی سے بھول سے پاک ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اور آپ معصوم تھے شرعی احکام میں غلطی آپ سے ناممکن تھی مجتہدانِ دین گو اپنے مراتب میں کتنے ہی بڑھے چڑھے کیوں نہ ہوں لیکن وہ غلطی سے پاک اور معصوم نہیں۔ ورنہ رسولؐ اور غیر رسولؐ میں فرق ہی کیا رہ جائے؟ اسلئے اصولاً حنفی اور محمدی میں یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ اَلْمُجْتَهِدُ قَدْ يُخْطِئُ وَقَدْ يُصِيْبُ۔ یعنی کبھی مجتہد کا اجتہاد قرآن و حدیث کے مطابق ہوتا ہے کبھی خلاف۔ اس اصول کے ماتحت لازمی چیز ہے کہ فقہ کے ائمہ کے مسائل کو قرآن وحدیث پر پیش کیا جائے جو موافق ہوں قبول کئے جائیں جو خلاف ہوں رد کر دیئے جائیں چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت نامہ میں لکھا ہے کہ "فقہا کے اجتہادی مسائل کو قرآن وحدیث پر پیش کیا جائے جو مطابق ہوں قبول کئے جائیں جو خلاف ہوں انھیں ناقابلِ عمل سمجھ کر چھوڑ دیئے جائیں"۔

اہلحدیث اور حنفیوں کا اختلاف

اس چیز کو گو اصولاً حنفی اہلحدیث سب مانتے ہیں لیکن مغالطہ یہ لگا کہ فقہ کے تمام مسائل حدیث کے مطابق ہی ہیں کوئی مسئلہ خلاف نہیں۔ یہ بطور عقیدے کے حنفی حضرات کے دل میں بٹھا دیا گیا لہٰذا ضروری ہے کہ فقہ وحدیث کا مقابلہ کر کے ان مسائل کو بتلائے جائیں جو کھلم کھلا حدیث سے ٹکراتے ہیں تاکہ حنفیت روشنی میں آجائے اور پردے ہٹ جائیں۔ یہ سلسلہ نہ کسی کی تردید کیلئے ہے نہ کسی کو برا کہنے کیلئے۔ بلکہ اس سے غرض صرف اتنی ہے کہ یہ واضح ہو جائے کہ فقہ کے مسائل حدیث کے

فقہ کے تمام مسائل حدیث کے مطابق نہیں

خلاف بھی ہیں جب یہ معلوم ہوگیا تو اصولِ اسلام اور مسلمہ فریقین فیصلہ خود مجبور کردیگا کہ خلاف احادیث مسائل ترک کردیئے جائیں اور جب یہ ہوگیا تو یہی اہلحدیث کا مذہب ہے اور یہی ہمارا اصلی مقصود ہے کہ عمل قرآن و حدیث پر کیا جائے۔ اور جہاں آیت دیکھی گردن خم۔ جہاں حدیث دیکھی کمر دوتا سامنے روئے یار ہو اور یہ سر نیاز ہو ✤ ایک ہی سجدے میں فقط ختم میری نماز ہو

فرمانِ خدا ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ۝ شانِ خدا ہے کہ دو دریا کھاری میٹھے بظاہر ملے جلے ہیں لیکن قدرتی طور پر ان میں حجاب ہے ٹھیک اسی طرح ہی شانِ خدا حدیث و فقہ میں نمایاں نظر آتی ہے حدیث کی مٹھاس اُس تلخی سے بہت دور ہے جو قیاس میں ہے۔ انسان کو گرانے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ جس مرتبے کا وہ ہو اس سے کم مرتبہ اس کے لئے ہم ثابت کریں۔ مثلاً ایک بادشاہ کو وزیر کہدیں یا اس سے بھی کم۔ اسی طرح دوسری صورت اُسے گرانے کی یہ بھی ہے کہ اس کے مرتبے سے اُسے بڑھادیں مثلاً کسی پولیس والے کو ہم بادشاہ کہدیں بزرگوں کی دشمنی کے بھی یہی دو درجے ہیں۔ کسی بزرگ کو ان کی حیثیت سے گرانا بھی ان کی بے ادبی اور خلاف شرع ہے۔ مثلاً ائمہ دین مجتہدین شرع متین کو گستاخانہ لفظوں سے برائی سے یاد کرنا۔ اسی طرح ان کی بے ادبی کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ انھیں ان کے مرتبے سے بڑھادیں مثلاً کسی ولی کو اللہ کہدیں۔ کسی امام کو رسول اللہ بتادیں۔ جس طرح ان دونوں طریقوں سے بے ادبی ہوتی ہے اسی طرح دلی خیالات بھی انہی دو طریق پر ہیں اور وہ بھی دونوں بے دینی کے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ان کے ساتھ معاملہ جو برتا جائے وہ بھی انہی دو طریق کا ہوتا ہے پس کسی امام دین کی جس طرح یہ توہین ہے کہ اُسے سرے سے امام یا بزرگ ہی نہ مانا جائے اسی طرح اُن کی یہ بھی توہین ہے کہ انھیں خدائی درجے پر یا نبوت کی کرسی پر مان لیا جائے ✤

ہم اہلحدیث جس طرح ائمہ کی جناب میں گستاخی کرنے والوں کو حد سے گذرا ہوا مانتے ہیں۔ اسی طرح ان کے درجات کو اس بے طرح بلند کرنے والوں کو بھی کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے ہمیں اپنے بعض بھائیوں سے یقیناً یہ شکایت ہے کہ انھوں نے اماموں سے جو برتاؤ رکھا ہے وہ ان کے درجے سے بہت بڑھا ہوا ہے صاف لفظوں میں سنئے! کہ اس برتاؤ کے لائق صرف اللہ کے رسولؐ ہی ہوتے ہیں صَلَوٰتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ۔ مثلاً یہ مان لینا کہ جو فلاں امام کہیگا میں تو اُسے ہی سچا مانوں گا مجھے ان کے اس قول کے بعد کسی آیتِ قرآنی یا حدیثِ رسولؐ کی مطلقاً ضرورت نہیں میرا مذہب وہ ہے جو میرے امام نے فرمادیا۔ میرا دین وہ ہے جو اس کا اجتہاد تھا۔ میری نجات

امام کی توہین کرنا بھی اُن کی شان سے بڑھانا بھی اُن کی بے ادبی ہے

تقلید شخصی میں امام کو کل یا بعض مانا ہے۔

اسی میں ہے کہ اپنی عمر تقلید میں گذار دوں۔ کبھی بھولے سے بھی یہ خیال دل میں نہ لاؤں کہ اس مسئلے میں خدا کا اُس کے رسولؐ کا فرمان کیا ہے؟ مجھے معاف رکھا جائے اگر میں کھلے لفظوں میں کہہ دوں کہ یہ تو امام ماننا نہیں بلکہ پیغمبر ماننا ہے اور ان کا درجہ حد سے بڑھا کر نبوت کی کرسی سے نبیؐ کو ہٹا کر اس پر انھیں بٹھا دینا ہے جس طرح وہ بد اور بدتر جو امام کی امامت کا بھی قائل نہ ہو اسی طرح وہ بھی کم از کم نیک تو نہیں کہا جا سکتا جو امام کو نبیؐ کی جگہ بٹھائے ✤

جماعت اہلحدیث کی چاہت

اس وقت ہم میں اور حنفی بھائیوں میں جو اختلاف ہے وہ اسی اصول کے سمجھ جانے اور سمجھانے سے حل ہو جاتا ہے۔ اہلحدیث دل سے اور کھرے دل سے اماموں کی امامت کے قائل ہیں لیکن ہاں ان کی نبوت کے قائل نہیں دوسری جانب سے بھی گو لفظ تو یہی ہیں لیکن عمل یہ بتلاتا ہے کہ ساری شرع کیلئے دینی دنیوی کل امور کیلئے فقط امام کی ذات کو کافی مان لیا گیا ہے۔ پاکی پلیدی کے احکام سے لیکر اسلام و کفر تک کے کل احکام ائمہ کے اجتہاد پر موقوف مان لئے گئے ہیں یہانتک کہ نبیؐ کی طرف سے نسبت بھی ہٹالی گئی ہے۔ پس خدا اعتدال والی جماعت محمدی چاہتی ہے کہ جملہ مسلمانانِ عالم انصاف پر آجائیں اور صحیح راہ پر کھڑے ہو جائیں افراط پر بھی لعنت بھیجدیں۔ اور تفریط پر بھی۔ ائمہ کے اقوال کو حدیث کے تابع سمجھیں جہاں موافقت ہو مقبول۔ جہاں مخالفت ہو مردود۔ چونکہ مدتوں سے یہ خیال پیدا کیا جا رہا ہے کہ فقہ کی مروجہ اور موجودہ کتابوں میں جتنے مسائل ہمارے یعنی حنفی مذہب فقہ کے ہیں سب حدیثوں سے موافق ہی ہیں اسلئے ضرورت تھی کہ اصل حقیقت جو اس دعوے کے خلاف ہے دنیا کے سامنے پیش کر دی جائے اس دعوے کی حقیقت کو توڑنے کیلئے تو صرف ایک مسئلے کا خلاف دکھا دینا کافی تھا کیونکہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوتی ہے لیکن ارادہ ہے کہ کم از کم ڈیڑھ سو مسائل کا اختلاف دکھایا جائے تاکہ یہ ممکن ہو جائے کہ ہم کہیں فقہ حنفی کے اکثر مسائل خلافِ حدیث ہیں ہم جانتے ہیں کہ جب یہ کھلا ہوا اختلاف دکھا دیا جائے گا تو پھر یہ فقہ پرستی باقی نہ رہیگی اس کی وجہ صرف اس اختلاف کا سامنے نہ ہونا ہے

بلبل ہوں صحنِ باغ سے دور اور شکستہ پر ✤ پروانہ ہوں چراغ سے دور اور شکستہ پر

اہلحدیث کی نصیحت امام ابوحنیفہ کو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ان گو ظاہری طور پر میٹھے اور کھاری پانی کے دو دریا ملے جلے ہیں لیکن قدرت کے تصرف نے انھیں بالکل ہی الگ الگ رکھا ہے اسی طرح رائے اور حدیث گو بظاہر کتنے ہی خلط ملط ہو جائیں لیکن قدرتی حجاب انھیں کبھی بھی ایک نہیں ہونے دیتا

ایک واقعہ سنئے:۔

حضرت امام ابن شبرمہؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کو لیکر حضرت امام جعفر بن محمد بن علی بن الحسینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے اُن سے دوستانہ تعلقات تھے۔ علیک سلیک کے بعد میں نے امام جعفرؒ سے امام ابوحنیفہؒ کا تعارف کرایا اور کہا کہ یہ عراقی ہیں بڑے فقیہ اور عقلمند ہیں۔ امام جعفرؒ پہچان گئے اور فرمانے لگے شاید یہی ہیں جو دین خدا میں رائے قیاس لگایا کرتے ہیں؟ انہی کا نام نعمان ہے؟ میں جواب دوں اس سے پہلے امام صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کی نیکیوں میں برکت دے آپ نے درست فرمایا۔ میرا نام نعمان ہی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو دین میں اپنی رائے اپنا قیاس نہ دوڑاؤ۔ سنو اس سے پہلے جس نے امر دین میں قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔ جناب باری کا اُسے حکم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے تو وہ جواب دیتا ہے کہ قیاس یہ چاہتا ہے کہ چھوٹا بڑے کے آگے جھکے میں بڑا ہوں اسلئے کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں یہ مجھ سے کمتر ہے اسلئے کہ یہ مٹی سے پیدا ہوا ہے پس تیرا یہ حکم سراسر رائے قیاس کے خلاف ہے کہ میں اس کے سامنے سجدہ کروں

امام جعفرؒ، اچھا آپ میری ایک بات کا جواب تو دیجئے۔ فرمائیے وہ کونسا کلمہ ہے؟ جس کا اول حصہ شرک ہو اور آخری حصہ ایمان ہو؟

امام ابوحنیفہؒ۔ مجھے معلوم نہیں۔

امام جعفرؒ۔ وہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اگر لَآ اِلٰہَ کہکر کسی نے زبان روک لی تو وہ مشرک ہے جب اُس نے اُسی کے ساتھ اِلَّا اللّٰہُ بھی کہا اب وہ مومن ہوا پس یہ ہے وہ کلمہ جس کا اول حصہ شرک ہے اور آخری حصہ ایمان ہے۔

امام جعفرؒ۔ اچھا فرمائیے کسی کو ناحق قتل کر دینے کا وبال و گناہ بڑا؟ یا زنا کاری کرنیکا؟

امام ابوحنیفہؒ۔ ناحق کا قتل زنا کاری سے بڑا گناہ ہے۔

امام جعفرؒ۔ اب بتلاؤ کیا یہ صحیح نہیں؟ کہ قتل کے ثبوت کیلئے دو گواہ شریعت نے معتبر مانے ہیں لیکن زنا کیلئے چار گواہ معتبر مانے ہیں۔ اگر دو ہوں تو قتل تو ثابت ہو جائے گا لیکن زنا ثابت نہ ہوگا حالانکہ قتل زنا سے بدتر ہے پھر یہاں تمہارا قیاس اور تمہاری رائے کہاں گئی؟ قیاس اور رائے کے اعتبار سے تو چاہیئے تھا کہ قتل پر زیادہ گواہ ہوں اور زنا پر کم کیونکہ جرم کے لحاظ سے زنا قتل سے کم ہے پس ثابت ہوا کہ شریعت میں رائے قیاس کوئی چیز نہیں۔

امام جعفرؒ۔ فرمائیے! خدا کے نزدیک روزہ بڑا ہے یا نماز؟

امام ابوحنیفہؒ۔ روزے سے نماز بڑی اور اہم چیز ہے۔"
امام جعفرؒ۔ پھر کیا وجہ کہ حائضہ عورت کو نماز کی قضا کا حکم نہیں ملا اور روزے کی قضا کا حکم ملا ہے۔ بتلاؤ تمہارا قیاس یہاں کہاں گیا؟ قیاس کی رو سے تو چاہیئے تھا کہ بڑی چیز یعنی نماز کی قضا کا حکم ہوتا نہ کہ روزے کی قضا کا لیکن شریعت نے اس کے خلاف حکم دیا ہے پس ثابت ہے کہ شریعت میں رائے قیاس کوئی چیز نہیں۔

اے بندۂ خدا! خدا سے ڈرو۔ قیاس کو رائے کو چھوڑ دو۔ سنو ہم تم خدا کے ہاں قیامت کے دن پروردگار کے روبرو کھڑے ہونگے۔ ہم تو اپنے بتلائے ہوئے مسائل کی دلیل قرآن سے حدیث سے لینگے۔ خدا کے روبرو اپنے مسائل کی دلیل میں بھی یہی دو چیزیں پیش کریں گے اور انشاء اللہ چھٹکارا پالیں گے لیکن آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے جو مسائل بتلائے ہیں اور پھیلائے ہیں اُن کی بابت جب روز قیامت خدائے تبارک وتعالیٰ آپ سے سوال کریگا تو آپ کا جواب بجز اس کے اور کیا ہوگا؟ کہ آپ کہیں ہماری رائے یہی تھی۔ ہمارا قیاس یہی تھا۔ اب بتلاؤ کہ تمہارے ساتھ خدا کا برتاؤ کیا ہوگا؟ اسے سوچ سمجھ لو۔ اور وہ جواب تیار کرلو جو خدا کے ہاں کام آئے۔ (اعلام الموقعین)[ع۵]

مندرجہ بالا واقعہ ہم ناظرین کے سامنے رکھ کر اُن کے زندہ ضمیر سے اپیل کرتے ہیں کہ کیا اس واقعہ نے اس امر کو صاف طور پر ثابت نہیں کر دیا کہ رائے قیاس شریعتِ محمدیہ میں کوئی چیز نہیں ظاہر ہے کہ رائے قیاس کے مسائل عموماً شریعتِ محمدیہ کے مخالف ہونگے جیسے کہ مندرجہ بالا واقعہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے لیکن اس ہدایت کے خلاف بھی آج یہ عقیدہ بعض مسلمانوں میں پایا جاتا ہے کہ رائے قیاس کی موجودہ کتبِ فقہ کے تمام مسائل قرآن حدیث کے مطابق ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ حنفی بھائی اپنی آنکھوں دیکھ لیں کہ فقہ کے بہت سے مسائل صریح احادیث کے خلاف ہیں[۵]

نکہتِ زلف سے کم مرتبۂ مشک ہوا ✣ شرم سے ناف میں آہو کے لہو خشک ہوا

ع۵ الحمد للہ اس کتاب اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ ہوگیا ہے پہلا حصہ قیمت صرف چودہ آنے دوسرا حصہ قیمت ایک روپیہ دو آنے درمیانی حصہ ڈیڑھ روپیہ اور آخری حصہ ایک سو باون (۱۵۲) صفحات کا۔ اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ اس میں علاوہ اور بہت سی پاکیزہ اور مفید بحثوں کے صحابہ کرامؓ کے بارہ سو سوالات ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ سو جوابات ہیں اسلئے اس حصے کا مشہور نام بھی ہم نے فتاویٰ محمدیہ رکھا ہے ان چاروں حصوں کو منگوا کر امام صاحبؒ کی اس شہرہ آفاق تصنیف سے دینی فائدہ اٹھائیں اور اصلی فقہ دینی معلوم کریں۔ ملنے کا پتہ۔ دفتر اخبار محمدی دہلی

امام ابوحنیفہؒ کی تصحیح

چاروں مذہب برحق ہیں

ارشادِ باری ہے وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ یہی وہ حق ہے جو خدا کی طرف سے ہے اب جو چاہے مانے جو چاہے انکار کردے۔ ہے کوئی جو اس امر کا انکاری ہو کہ حق ایک ہے؟ اس حق کے سوا جو ہو وہ باطل ہے اس حقیقت کو مانتے ہوئے جو حضرات چاروں مذہبوں کو حق کہتے ہیں۔ وہ سوچیں کہ کیا کہہ رہے ہیں؟ اگر سارا حق ایک مذہب میں ہے تو ظاہر ہے کہ باقی کے تینوں مذہب حق نہ رہے۔ اگر چاروں میں سے ہر ایک میں حق ہے تو زیادہ سے زیادہ ہر مذہب میں حق کا چوتھائی حصہ ہے۔ نہ کہ پورا حق۔ جب ایک چوتھائی حق ہے تو یہ بھی مسلّم ہے کہ ہر مذہب میں تین چوتھائی باطل ہے آپ ایک روپے کے چار حصے کریں۔ چار ڈھیریاں ریت کی کریں اور اس ایک روپے کو ان چار میں رکھیں۔ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک میں آپ ایک چوانی رکھ سکتے ہیں۔ جس جس ڈھیر پر جو جماعت قبضہ کرکے بیٹھے گی وہ بہت کچھ محنت کرنے کے بعد رول رول کر اس ڈھیر میں سے چوانی نکال سکتی ہے نہ کہ پورا روپیہ۔ پس اگر حق ان چاروں میں ہے تو زیادہ سے زیادہ ہر مذہب میں ایک چوتھائی حق ہے اور تین چوتھائیاں باطل کی ہیں ہے کوئی جو اس کھلی حقیقت سے انکار کرے؟ ؎

ہاں وہ جماعت جو اس ایک حق کے ٹکڑے نہ کرے اُسے چار حصوں میں اور چار ڈھیریوں میں اور چار مذہبوں میں تقسیم نہ کرے وہ بیشک پورے حق کی مالک رہ سکتی ہے اس کے قبضہ میں پورا روپیہ رہ سکتا ہے۔ مندرجہ بالا چار جماعتیں چاروں مذہب والوں کی تھیں۔ اور یہ ایک جماعت اہلحدیث کی ہے اسے آپ اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ہر ایک مذہب والا اسی آیت و حدیث پر عمل کرسکتا ہے جو اُس کے مذہب میں ہو جس پر اس کے امام کی مہر لگی ہوئی ہو۔ جو اس کے مذہب کی فقہ کی کتابوں میں قابلِ عمل قرار دی گئی ہو جسے اس کے مذہب کے بانی نے مانا ہوا اور قابلِ عمل قرار دیا ہو۔ پس ہر ایک کے لئے ایک روک ہے اہلحدیث کی جماعت اس روک سے بالکل الگ ہے اسلئے وہ ہر آیت و حدیث پر عمل عقیدہ رکھ سکتی ہے ؎

کسی کو دے کے دل کوئی نوا سنجِ فغاں کیوں ہو ؎ نہ ہو جب دل ہی پہلو میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو

اہلحدیث پورے حق پر ہیں

حنفی اور اہلحدیث کی مثال

اسی کو آپ یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ایک وسیع مکان ہے جس کے چار حصے کردیئے گئے اور ہر حصے کو دیواریں بنا کر دوسرے سے بالکل الگ کردیا گیا۔ اور چاروں حصوں میں مختلف لوگوں نے رہائش شروع کردی۔ ظاہر ہے کہ ہر قبیلے والوں کے لئے وہی وسعت رہی جو اُس اصلی مکان کی وسعت کی چوتھائی ہے۔ پورے مکان کی وسعت ان چاروں قبیلوں میں سے

کسی کو حاصل نہیں۔ لیکن جو قبیلہ اس وسیع مکان کے چار حصے نہ کرے اسے اس کی اصلی وسعت و کشادگی پر رہنے دے۔ ظاہر ہے کہ اس کیلئے بہت وسیع میدان ہے۔ یہ قدرت کی وسیع فضا میں کھلی ہوا میں اور صاف روشنی میں اپنا گذر کر سکتا ہے اور کر رہا ہے۔ جن لوگوں نے دین خدا کے چار حصے کئے ہیں۔ دراصل انھوں نے زیادہ سے زیادہ چوتھائی دین کو لیا ہے نہ کہ کامل دین کو۔ کامل دین اُن کے ہاتھ میں ہے جو اس حصے مخبرے سے الگ ہیں جو اس ٹوٹے سے نداض ہیں

آپ آزمالیں۔ ایک صحیح حدیث ایک حنفی کے پاس رکھیں۔ اس کا صاف جواب ہوگا کہ میرا مذہب اس کے مطابق نہیں۔ میرے مذہب میں تو یوں ہے اور اس کی دلیل فلاں دوسری حدیث ہے اب وہ دلیل ہو یا نہ ہو۔ مضبوط ہو یا کھسپھسی ہو۔ بہرصورت اس صحیح حدیث پر اس کا عمل و عقیدہ نہیں۔ یہی حالت آپ شافعیہ کی پائیں گے اور اسی حالت پر آپ حنبلیوں کو دیکھیں گے اور یہی نقشہ آپ مالکیوں کا پائیں گے۔ لیکن بحمداللہ جماعت محمدیہ اہلحدیث کے سامنے جہاں آپ نے کوئی صحیح حدیث پیش کی اور اس نے سر جھکا دیا اور کہدیا کہ ہر فرمانِ رسول سر آنکھوں پر۔ صرف اس امر کے ثبوت کیلئے بہت سی صاف صریح صحیح اور بہت صحیح حدیثیں ایسی ہیں جنھیں مذہب و تقلید کی آڑ عمل و عقیدے میں نہیں آنے دیتی۔ چونکہ ہم ہندوستان کے اہلحدیثوں کا ساتھ حنفی بھائیوں سے ہی ہے اسلئے ہم نے اپنے انہی پڑوسیوں سے خطاب رکھا ہے اور اس کتاب میں ڈیڑھ سو حدیثیں وہ نقل کردی ہیں جو صحیح ہیں صریح ہیں لیکن حنفی حضرات کے نزدیک وہ متروک ہیں لاکھوں حنفیوں میں سے ایک بھی نہیں جو ان پر عمل کرے دو ستو یا تو کہدو کہ ہم حدیثِ رسول پر عمل نہیں کرتے یا آؤ اُن پر بھی عمل شروع کردو پروردگار تو خوب دانا بینا ہے میری یہی غرض ہے کہ تیرے رسول کی احادیث پر سلمان عامل ہو جائیں ؎

الٰہی نالۂ اخگر فشاں دے ✤ فغاں شعلہ ریز و خوں چکاں دے
عنایت کر مجھے آتش زبانی ✤ کہ لب تک لا سکوں سوزِ نہانی
دے اتنی گرمیٔ سوزِ تکلم ✤ ✤ ✤ کہ ہو عرق عرق برقِ تبسم

ارشادِ خداوندی ہے فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ اُن کی زبردست خرابی ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو خدائی کتاب کے درجے پر مانتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہمارا علم ہمیں مجبور کرتا ہے کہ روایت اور درایت کو دو الگ الگ چیزیں سمجھیں روایت میں جو بزرگ اعلیٰ پایہ کے صادق امین راست باز اور درست گو ہیں

مقلد آزادی سے عمل بالحدیث نہیں کر سکتا

روایت اور درایت کا فرق

لازم نہیں کہ اُن کی فہم و فراست ادراک و درایت بھی ہر جگہ مثلِ روایت صحیح اُمّل ناقابلِ انکار اور واجب التسلیم ہی ہو۔ مثال کے طور پر لیجئے۔ کون ہے؟ جو نہیں مانتا کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کریں جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہنچائیں اس میں وہ یقیناً اور قطعاً سچے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ روایت کی طرح ان کی درایت ہم پر واجب التعمیل نہیں بہت ممکن ہے کہ وہ درست نہ ہو۔

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی سمجھ کا معتبر نہ ہونا

مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے کہ آپ نے فرمایا تھا تم یقیناً بیت اللہ شریف میں جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سمجھا کہ حدیبیہ والے سال کی بات یہ پیشینگوئی ہے مگر حدیبیہ والے سال ایسا نہ ہوا۔ بلکہ مکہ شریف سے اور بیت اللہ شریف سے مسلمان روک دیئے گئے اور انھیں مجبوراً واپس ہونا پڑا ثابت ہوا کہ حدیثِ رسول برحق ہے۔ روایت عمر سچی ہے لیکن درایتِ عمر صحیح نہ تھی۔ حدیث میں جو تھا وہ ہو کر رہا لیکن فہم عمرؓ پوری ہو کر نہ رہی یہ ہے بیّن فرق روایت اور درایت کا۔

صحابہؓ کی درایت معتبر نہیں

قرآن کریم میں سحری کے آخری وقت کی بابت الفاظ نازل ہوتے ہیں حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ۔ یعنی یہانتک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے اس سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ لیتے ہیں کہ سوت کا دھاگہ ہی مراد ہے لیکن جب حضورؐ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے ان کی غلط فہمی کو رفع کیا اور فرمایا اس سے مراد صبح صادق کا رات سے ظاہر ہونا ہے۔ پس حضرت عدیؓ کی فہم مرادِ خدا و رسولؐ کے خلاف تھی گو آیت درست صحیح اور ایمان لانے کے لایق ہے پس روایت صحیح اور درایت غلط۔ اور دونوں میں فرق ظاہر اسی طرح کی کھلی کھلی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں ؎

پھر بہار آئی کفِ ہر شاخ پر پیمانہ ہے ✤ ہر روش میں جلوۂ بادِ صبا مستانہ ہے

متاخرین کی خطرناک غلطی

جن حضرات نے باریک بینی سے کام نہ لیکر روایت و درایت میں فرق نہ کیا وہ جس طرح روایت کا چھوڑنا غلط کاری ہے اسی طرح درایت کا چھوڑنا بھی غلط کاری سمجھ بیٹھے اور اسی لئے جن ائمہ کی نسبت ان کی اعتقادی سپرٹ بڑھ گئی ان کی درایت کا ماننا ضروری سمجھ کر بالآخر خود انہی کی روایت سے بھی بے نیاز بن گئے اور اپنے دین کا سارا مدار صرف ان ائمہ کی فقہ و فراست فہم و درایت پر ہی رکھدیا جتنا ان کی روایت پر اعتماد چاہیئے اُتنا بلکہ اُس سے زیادہ اور بہت زیادہ اعتماد اُن کی درایت پر رکھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ مدت کے بعد ان میں سے کسی

ایک پر ہی اکتفا ہونے لگا اور شدہ شدہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ صرف اُس ایک امام کے جملہ اقوال کا ماننا ہی دین سمجھ لیا گیا ۔

اس غلط ذہانت سے فائدہ اٹھانے کیلئے لوگوں نے ان مُسلّمہ ائمہ کے اقوال الگ الگ جمع کرنے شروع کر دیئے۔ اس طرح الگ الگ بلکہ جداگانہ مختلف مذاہب کا اسلام میں ظہور ہو گیا چونکہ ان ائمہ کے اقوال اتنے اور ایسے نہ تھے جو انسانوں کو کافی ہو سکیں اسلئے پھر اُن کے شاگردوں کے اقوال اس میں داخل ہوئے پھر بھی کمی رہی تو شاگردانِ شاگرد کے اقوال ملائے گئے پھر بھی کمی رہی تو اوروں کے بھی اقوال شامل کئے گئے پھر بھی کمی رہی تو ان کے بنائے ہوئے قواعد اصول کے ماتحت مسائل نکال کر اُس میں اضافہ کئے گئے اب یہ ایک ایسی معجون مرکب بن گئی کہ آج اگر کوئی ہزار چاہے کہ اس ترکیب کی تحلیل کرے۔ یعنی اس کے اجزا اور حصے الگ الگ ممتاز کرے تو نہ صرف مشکل بلکہ محال اور یقیناً محال ہو گیا ۔

پس موجودہ کتبِ فقہ کے کل مسائل پر اعتماد رکھنا انھیں برحق ماننا اور انہی کو دینِ خدا شریعتِ مصطفےٰ سمجھنا وہ اصولی غلطی ہے جس سے زیادہ کھلی غلطی دین میں اور نہیں ہو سکتی۔ میری چاہت ہے کہ اس کتاب میں میں اپنے بھائیوں کو بتلاؤں کہ کسی ایک مذہب کی تیار کردہ کتبِ فقہ پر عمل کرنے سے بہت سی حدیثوں پر عمل چھوٹ جاتا ہے۔ اس مضمون سے میری غرض یہ نہیں کہ اس حدیث کے چھوڑنے والوں اور اس پر عمل نہ کرنے والوں کے پاس دلائل نہیں یا ہیں اور کمزور ہیں یا قوت میں برابر کے ہیں بلکہ میری غرض صرف یہی ہے کہ حدیثِ رسول فی نفسہٖ اور بذاتہٖ عمل کے قابل ہے پھر اس پر عمل نہ کرنا اسے مہمل چھوڑ دینا بلکہ اس پر عمل جائز بھی نہ جاننا یہ تعلیم اسلام کے خلاف ہے۔ ہر حدیثِ رسول عمل کے قابل ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان حدیثوں کو ناقابلِ عمل ٹھیرا لیا جائے۔ پس اے حنفی بھائیو! اٹھو، ہمت کرو اور اپنے رسولؐ کی ان حدیثوں پر بھی عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے! بخدا ہمیں تو یہ بات بہت بری معلوم ہوتی ہے کہ ایک مسلمان حدیثِ نبوی پر عمل نہ کرے ؎

سینوں میں جگر پہ تیرِ غم چلتے ہیں ✤ رخساروں پہ اشک شمع سا ڈھلتے ہیں

ارشادِ باری ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ایمان والو! اسلام کے جملہ مسائل کو مان لیا کرو۔ لیکن بہت سی حدیثیں ہیں جن پر صرف تقلید کی پابندی نے عمل چھڑا رکھا ہے۔ ایک مقلد حدیث کو حدیث ہونے کی حیثیت سے نہیں مانتا بلکہ اگر وہ کسی حدیث

کتبِ فقہ میں ہزارہا لوگوں کے اقوال ہیں

مذہب کی پابندی مانع عمل بالحدیث ہے

مقلد حدیث پر براہِ راست عامل نہیں

پر عامل ہے تو صرف اس لئے کہ اس کے امام کے فرمان کے مطابق ہے ورنہ اگر حدیث پر حدیث ہونے کی حیثیت سے عمل ہوتا تو جس طرح وہ حدیث قابلِ عمل تھی جو فرمانِ امام کے مطابق تھی وہ بھی قابلِ عمل تھی جو فرمانِ امام کے خلاف تھی لیکن اس کتاب میں آپ کے سامنے ایک دو نہیں بلکہ پوری ڈیڑھ سو حدیثیں آئیں گی جو صحیح ہیں صریح ہیں لیکن ایک حنفی ان پر عمل نہیں کرتا بلکہ نہیں کر سکتا اسلئے اور صرف اسلئے کہ اس کے خیال میں اس کے امام نے اُن پر عمل نہیں کیا۔

میں لکھ چکا ہوں کہ ائمۂ دین مجتہدین محدثین کے ماننے میں حنفی اہلحدیث متفق ہیں۔ اہلحدیث کا مذہب اور عقیدہ ہے کہ ائمۂ دین کی جناب میں گستاخی بے ادبی کرنیوالا اُن کی توہین اور بے توقیری کرنیوالا محروم القسمت ہے۔ بس بزرگوں کے ماننے تک تو دونوں جماعتیں متفق ہیں ہاں آگے چلکر فرق یہاں پڑا ہے کہ بزرگوں کی جو روایتیں مروی ہیں جو احکام انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمیں پہنچائے ہیں ان کا ماننا تو ہم پر ضروری لیکن جو قیاسات اِن بزرگوں نے کئے ہیں جو اجتہادات ان بزرگوں کے ہیں جو درایت ان حضرات کی ہے کیا وہ بھی انکی روایت کی طرح سب کی سب تسلیم کر لی جائے؟ یا اس میں کوئی امتیاز ہے؟

جماعت اہلحدیث کو کہتی ہے کہ ائمہ کی درایت اور روایت ماننے کے اعتبار سے دو چیزیں ہیں روایت کا ماننا ضروری۔ اور درایت کا صحیح ہونا ضروری نہیں اسلئے اس کا ماننا بھی ضروری نہیں۔ بالخصوص اُسوقت تو اُس درایت کا ماننا قطعاً حرام ہے جبکہ اس کے خلاف کوئی روایت ملجائے مقلد حضرات نے جو روش روایت کے متعلق رکھی تھی اُسی پر وہ درایت میں بھی جم گئے اور جس بزرگ پر اُن کی انتخاب کی نگاہ جم گئی۔ اس کی ایک ایک فقہ کو ایک ایک درایت کو ایک ایک فہم کو ایک ایک قیاس کو ایک ایک اجتہاد کو ایک ایک رائے کو ماننا بھی انھوں نے ضروری قرار دے لیا شدہ شدہ یہانتک بھی نوبت پہنچی کہ فقہ شریف کی بڑی بڑی معتبر کتابوں میں تحریر فرمادیا گیا کہ ؎

فَلَعْنَةُ رَبِّنَا أَعْدَادَ رَمْلٍ ✦ عَلَىٰ مَنْ رَدَّ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةَ

یعنی ریت کے ذروں کی گنتی کے برابر لعنتیں نازل ہوں اس پر جو امام ابوحنیفہ کے کسی قول کو رد کرے بُرا مان کر منہ پھلا لینے کی تو کوئی سند نہیں۔ یہ شعر تقلید کی جان ہے۔ مقلد کا ایمان ہے گو لفظوں میں کوئی بوقتِ تحقیق اس کا انکار کر جائے یا اس کی تاویل کرلے لیکن حقیقتاً تقلید یہی ہے۔ جائے دیجئے صاحب اس شعر کو نہ لیجئے۔ اصولِ فقہ کی کتابوں کو کیا جواب دوگے؟ جنھوں نے فیصلہ کیا ہے کہ مقلد کو قرآن سے حدیث سے اجماع سے قیاس سے کسی مسئلے کے سمجھنے اور لینے کا کوئی حق

اہلحدیث اور ماننِ دین

اہلحدیث اور ماننے کو دین نہیں سمجھتے

تقلید کی اصل صورت

ہی نہیں۔ یہ چاروں چیزیں مقلد کے لئے دلیل کی حیثیت ہی نہیں رکھتیں۔ مقلد کی دلیل تو صرف اس کے امام کا قول ہی ہے نہ کہ اُن چار میں سے کوئی دلیل اَمَّا الْمُقَلِّدُ فَیَقُوْلُ ھٰذَا الْحُکْمُ وَاقِعٌ عِنْدِیْ لِاَنَّہٗ اَدّٰی اِلَیْہِ رَاْیُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ الخ (توضیح تلویح) یعنی مقلد کا وظیفہ تو صرف اتنا ہی ہے کہ وہ کہدے کہ یہ مسئلہ یوں ہے اسلئے کہ میرے امام کی رائے یہی ہے اور میرے نزدیک میرے امام کی ہر رائے برحق ہے اور مسئلہ وہی ہے جو وہ بتلادے ؎

دامن صبا نہ چھوسکے جس شہسوار کا ✤ پہنچے کب اسپہ ہاتھ ہمارے غبار کا

سیدھی لائن کا کانٹا یہیں بدلتا ہے۔ اب مدنی لائن الگ ہوجاتی ہے اور کوفی لائن الگ ہوجاتی ہے۔ محمدی اور حنفی کے مذہب کا فرق ظاہر ہوجاتا ہے۔ محمدی کا مذہب تو یہ ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں وہ حق۔ حنفی کا مذہب یہ ہے کہ جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمائیں وہ حق۔ ان دونوں لائنوں میں ہمیں کونسی لائن اختیار کرنی چاہیئے؟ اس کا فیصلہ ہر شخص اپنے اپنے لئے کرسکتا ہے یاد رکھو کوفے میں اگر کوئی فقہ کا پہاڑ بھی ہے تو وہاں نمرود کا غار بھی ہے۔ ہاں مدینہ ہے جہاں سرکار مدنی صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں اور جہاں دجال کا بھی دخل نہیں ہونے کا۔ نہ اس کا دجل وہاں چلے گا ✤ ؎ گل ہے اگر بدن تو پسینہ گلاب ہے ✤ صَلِّ عَلٰی وہ جسم رسالت مآب ہے۔

مدنی اور کوفی راستہ

برادران! محمدی جماعت نے درایت کو روایت کا درجہ نہیں دیا۔ اُسے گو آپ بُرا کہیں لیکن جبکہ آپ حقیقت پر نظریں ڈالیں گے تو خود آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ دراصل آپ نے تصویر کے ایک رخ پر نظر ڈالکر اطمینان کرلیا ہے۔ اگر دونوں رُخ آپ کے سامنے ہوتے تو آپ درایت کو یہ درجہ ہرگز نہ دیتے۔ آپ کے دل کو متوجہ کرنے کیلئے اور اپنا دردِ دل آپ کو سنانے کیلئے اس کی قدرے تفصیل بھی کردوں ✤ ؎

ساتوں فلک کے تہ و بالا نکل گیا ✤ آخر شبِ فراق میں نالہ نکل گیا

رائے اور روایت

آپ نے مان لیا کہ بزرگوں کی رائے قیاس بھی ماننے کے قابل ہے اور ہر رائے کے سامنے ہم اپنا ماتھا جھکا دیا کریں گے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ کیوں جناب! آپ نے جب اپنا بزرگ حضرت امام ابوحنیفہؒ کو مانا ہے۔ ایسا ہی حضرت امام شافعیؒ کو بھی مانا ہے پھر کیا وجہ کہ امام ابوحنیفہؒ کی رائے تو سر آنکھوں پر؟ اور امام شافعیؒ کی رائے قدموں اور ٹھوکروں تلے؟ آخر کیا سبب کہ امام ابوحنیفہؒ کا قیاس عزت کے لائق؟ اور امام مالکؒ کا قیاس ذلت کے قابل؟ امام ابوحنیفہؒ فرمائیں تو گوارا ہیں اور امام احمدؒ فرمائیں تو پسِ پشت؟ پس ثابت ہے کہ جو آپ کہتے ہیں اُس پر خود آپ کا عمل نہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ ایک

مقلدین اماموں کی نہیں مانتے

بزرگ کے ساتھ یہ معاملہ آپ نے کیا ہے۔ لیکن کب؟ جبکہ کئی بزرگوں کے دل دکھائے اور جبکہ کئی کی بے ادبی کی؟ ؎

شعلہ ہائے تپ دل آگ لگاتے کیوں ہو؟ ✤ گر ہو دل سوز مرے مجھ کو جلاتے کیوں ہو؟

دوستو آؤ، ایک بات اور بھی سن لو۔ اگر ترکِ تقلید کی وجہ سے آپ کے نزدیک محمدی جماعت امام ابوحنیفہؒ کی ماننے والی نہیں رہی۔ تو کیوں جناب! یہ جو آپ نے اجماع کرکے تین اور اماموں کی تقلید چھوڑ رکھی ہے تو ان تینوں اماموں کے نہ ماننے والے آپ بھی ہوئے؟ اگر اہلحدیث ایک کی تقلید کے چھوڑنے سے بُرے ہیں تو جناب تین تین کی تقلید کے چھوڑنے کے بعد بھلے کیسے رہ سکتے ہیں؟ پس یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ ترکِ تقلید دشمنیِ امام ہے۔ بلکہ ماننا پڑے گا کہ جیسے تین کی تقلید کے چھوڑنے کے بعد اسلام میں کوئی رخنہ نہیں پڑتا۔ ایسے ہی چاروں کی تقلید کو چھوڑ دینے کے بعد بھی اسلام جوں کا توں باقی رہتا ہے۔ بھائیو! جب یہ سچ ہے تو پھر کیا یہ سچ اور بالکل سچ نہیں؟ کہ تقلیدِ شخصی کو اسلام اور اصلِ اسلام سے کوئی تعلق بلکہ دور کا علاقہ بھی نہیں ✤

آپ سلف کے اسلام پر نظر ڈال جائیے۔ ایک سو سال اسلام پر گذر جاتے ہیں۔ ان چاروں بزرگ اماموں میں سے امام بن کر ایک بھی دنیا پر موجود نہیں۔ پھر ان کی تقلید کہاں سے ہوتی؟ کوئی بیٹا باپ سے تو بڑی عمر کا نہیں ہو سکتا۔ کسی امام کی تقلید خود اُس کی امامت اور اس کے تبلائے ہوئے مسائل کے وجود سے بلکہ خود اس کے وجود سے پہلے تو نہیں ہو سکتی۔ پھر اگر ہمارے سلف کا ایک سو سال کے مسلمانوں کا جن میں تمام صحابہ اور تابعین وغیرہ ہی تھے۔ اسلام بغیر تقلید کے پورا تھا اور اچھا تھا اور کافی تھا۔ تو آج بھی وہی اسلام پورا ہے کافی ہے کامل ہے مقبول ہے جس میں تقلید نہ ہو۔ اور اگر آج اسلام میں تقلید داخل سمجھی جاتی ہے اور نجات کا واحد ذریعہ صرف تقلیدِ امام کو سمجھا جاتا ہے تو یقیناً یہ نجات وہ نجات ہے جس سے سارے صحابہ یکسر جملہ تابعین یکسر محروم رہے ماننا پڑے گا کہ ان کے ہاتھوں میں جو اسلام تھا وہ ناکامل تھا۔ بلکہ وہ نامقبول تھا۔ یعنی مردود تھا۔ کیوں مسلمانو! کیوں حنفی بھائیو! تم یہ کہہ سکتے ہو؟ اگر نہیں کہہ سکتے اور یقیناً نہیں کہہ سکتے تو پھر کیوں اس تقلیدِ شخصی کی فرضیت کے قائل ہو کر دنیا میں اس کے جھنڈے گاڑنے کو کھڑے ہوئے ہو؟ ؎ آہستہ خرام بلکہ ام ✤ زیر قدمت ہزار جان است

لو اور سنو! محمدی جھنڈا اپنے ہاتھ میں لو۔ اور اسے اُسی طرح لہراؤ جس طرح صحابہ اور تابعین ائمہ اور مجتہدین بزرگ اور محدثین لہراتے رہے۔ اٹھو اور سب مل کر اس کے نیچے آجاؤ

ترکِ تقلید دشمنیِ امام نہیں

اسلام کی پہلی صدی میں تقلید نہ تھی

۴ محمدی جھنڈا

خدا کے لئے آجاؤ۔ اپنی جانوں پر رحم کھا کر آجاؤ۔ اپنے ایمان کو بچانے کیلئے آجاؤ۔ اپنی دنیا کو سنبھالنے کیلئے آجاؤ اپنا کھویا ہوا اوج حاصل کرنے کیلئے آجاؤ۔ اپنی برباد شدہ عزت حاصل کرنے کیلئے آجاؤ۔ آؤ! محمدؐ کا کلمہ پڑھنے والو۔ محمدؐ کے جھنڈے تلے آجاؤ۔ سنو سنو! زمین کہہ رہی ہے آسمان کہہ رہا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ پکار رہا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جھنڈے تلے آجاؤ۔ تم اپنی جانو میری تو سنو! ؎

میں بلبلِ نالانِ گلزارِ محمدؐ ہوں ✤ میں نرگسِ حیرانِ دیدارِ محمدؐ ہوں
جاں سروپہ قُمری دے۔ بلبل گلِ رعنا پر ✤ میں عاشقِ بے جانِ دلدارِ محمدؐ ہوں

مسلمانو! خدا کی قسم جب تک تم قرآن وحدیث کے عامل رہے قیصر وکسریٰ کی نازپروردہ شہزادیاں تمہاری خدمت گذاری کو اپنا فخر سمجھتی رہیں۔ دنیا کے بادشاہوں کے تاج تمہاری ٹھوکروں میں رُلتے رہے لیکن جب سے تم نے اپنی دونوں مٹھیاں ان دونوں جواہروں سے خالی کردیں تم کمینوں کے کمین بن گئے۔ تمہاری ذلت کی انتہا نہ رہی بتاؤ اور سچ بتاؤ؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ آج ایک مسلمان دس روپے ماہوار پر ٹوٹ صاف کرنے پر ملازم ہے کیا یہ صحیح نہیں؟ کہ دس روپے پر ایک مسلمان ملازم ہے جو سور پکا کر کھلائے اور شراب لاکر پلائے۔ ہائے ہائے مسلمانو! اب کونسی ذلت باقی رہ گئی؟ کمینہ پن کا کونسا زینہ اترنا رہ گیا؟ خدا کے لئے کروٹ لو۔ پھر اُس روش پر چلو جس پر پہلے تھے۔ دیکھو جن بزرگوں نے سلطنتیں حاصل کی تھیں جو پہلی صدی کے لوگ تھے جو دین کی جڑیں بونے والے تھے جو اسلام کی شاخیں پھیلانے والے تھے۔ سوچو کہ ان کے ہاتھ میں کیا تھا؟ وہ عامل کس چیز کے تھے؟ دین دنیا کی کنجی اُن کے پاس کیا تھی؟ وہی اگر اب بھی تم لے لو تو کچھ نہیں بگڑا ؎

چمن میں جامِ صہبا ہے گھٹا ہے جائے خلوت ہے ✤ اگر ایسے میں آجاؤ تو صاحب وقتِ فرصت ہے

مسلمانو! اور اے مسلمانو! کیا اس کا جواب ایک اور صرف ایک ہی نہیں؟ کہ اُن کے ایک ہاتھ میں قرآن تھا دوسرے میں حدیث تھی۔ ایک میں کلام اللہ تھا۔ دوسرے میں کلام الرسول تھا۔ اگر یہی جواب ہے تو آج تمہارا بھی تیسرا ہاتھ نہیں جو تیسری چیز کی ضرورت ہو۔ ایک مٹھی میں قرآن لو دوسری میں حدیث لو۔ جب تیسرا ہاتھ پیدا ہو تب تیسری چیز بھی پیدا کر لینا۔ اب تو قرآن حدیث بس ہے۔ باقی سب ہوس ہے۔ اگر سورج نکلنے پر سارے چراغ بجھا دینے کوئی عقلمندی کا کام ہے تو حدیث کو دیکھ کر تمام لوگوں کے کلام کو دور کر دینا بھی عقلمندی ہے۔ امتی اور نبیؐ

ہمارے سلف اور ہم

قرآن وحدیث میں ہی اسلام ہے

میں اگر فرق کرنا دین ہے تو اماموں کے اقوال اور پیغمبرؐ کی حدیثوں میں امتیاز کرنا بھی دین ہے۔ اگر مرتبے کے لحاظ سے امتی نبی کے کروڑویں حصے کے برابر بھی نہیں تو اقوالِ ائمہ حدیثِ رسولؐ کے سامنے کروڑویں حصے کے برابر بھی نہیں۔ پھر کس قدر ظلم ہے کہ ائمہ کے اقوال کے سامنے اور ان کے مقابل احادیثِ رسول فرمانِ پیغمبر رد کر دیئے جائیں؟ فرمانِ پیغمبرؐ کی مثال کس لفریب دلچسپ چیز سے دی جائے ؎

حرفِ منہ سے جو اس کے نکل پڑیں ✤ ایک غنچہ سے لاکھ پھول جھڑیں
دیکھ اس لب کی گوہر افشانی ✤ ہوگیا آبِ ابرِ نیسانی

اگر میری یہ سب باتیں آپ کی سمجھ میں آگئی ہیں تو لو اور سنو میں ڈیڑھ سو حدیثیں اپنے اور آپ کے پیغمبرؐ کی پیش کرتا ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) اٹھو ہمت کرو اور میری طرح تم بھی ان کے عامل بن جاؤ۔ سنو! دین کا ٹھیکہ دار کوئی نہیں کہ وہ اجازت دے تو ہم نبی کی مانیں۔ وہ اجازت نہ دے تو ہم نبی کی نہ مانیں۔ ہم نے کلمہ محمدؐ کا پڑھا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ کہ کسی امام کا پس جس کا کھائیں اس کا گائیں۔ جس کے امتی ہیں اس کی مانیں۔ جس کی شفاعت کے خواہاں ہیں اس کی تابعداری کریں جنکا فرمان قولِ خدا اس پر جان و دل سے فدا ہوں۔ دنیا بگڑ جائے لیکن قولِ رسولؐ نہ چھوٹے سارے روٹھ جائیں مگر دامنِ حدیث نہ چھوٹے سب ٹوٹ جائیں مگر خدا کے پیغمبرؐ نہ چھوٹیں اُسے سب مل گیا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے۔ اس سے سب فوت ہوگیا جس سے حدیثِ رسولؐ گئی گذری۔ جو کچھ ہے اتباعِ سنت میں ہے جو کچھ ہے اطاعتِ رسولؐ میں ہے۔ جنت اس میں برکت اس میں عافیت اس میں رحمت اس میں۔ اللہ! ہمیں حدیث پر عمل نصیب کر! اللہ! ہمیں قولِ رسولؐ کا مطیع بنا۔ آمین! برادرانِ امتِ محمدؐ کہلوا کر حدیثِ رسول سے دوری کی کیا وجہ ہے؟ ؎

اک آن بھی مجھ سے نہ ملو آٹھ پہر میں ✤ گھر چھوڑ کے اپنا رہو یوں غیر کے گھر میں
سنتے ہیں شب و روز تمہیں بزم و گر میں ✤ کیوں کر نہ ہو تاریک جہاں میری نظر میں

فرمانِ قرآن ہے وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ اُن کے اور ان کی منشا کے درمیان اُسی طرح دیواریں کھڑی کر دی گئیں جیسے ان جیسے ان سے پہلے والوں کے ساتھ کیا گیا تھا ؎

برسوں فلاسفر کی چناں اور چنیں رہی ✤ لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

عمل بالحدیث کی تاکید

تقلید چار سو سال کے بعد کی

چار سو سال تو مسلمانوں پر امن چین کیساتھ گذرے یہ من وسلوی کھاتے رہے۔ لیکن اس کے بعد انھیں بھی بنی اسرائیل کی طرح دور کی سوجھی۔ ڈاڑھ کا چٹخارا یاد آیا اور لہسن پیاز طلب کرنا شروع کردیا اس زمانے کے رہبروں نے انھیں ہر چند سمجھایا بجھایا روکا ٹوکا۔ مگر وہاں تو کچے گھڑے کی چڑھی ہوئی تھی نہ مانے اڑ گئے ہاتھ پاؤں جھاڑ کر اسی کے پیچھے پڑ گئے۔ چنانچہ یہی کر کے رہے۔ من وسلوی اور لہسن پیاز میں کسی حد تک مناسبت تو تھی لیکن ان کے ہاں گوناموں میں ہم رنگی ہو جنس میں بالکل بیگانگت تھی یعنی انھوں نے قرآن حدیث کے من وسلوی کے بدلے رائے قیاس کے لہسن پیاز کو ترجیح دی۔ یہ قدرتی قانون ہے کہ جس طرح طوطا اپنے ساتھ کوے کو پسند نہیں کرتا۔ کوا بھی طوطے کا ساتھ نہیں چاہتا جب انھوں نے رائے قیاس اور تقلید وفقہ سے اپنی جیبیں پُر کرلیں تو اُن کے ہاتھ سے قرآن وحدیث جاتا رہا۔ کسی کی بات پر کان نہ دھر کر بُرا بھلا کہدینا تو اور بات ہے لیکن سمجھ کر جواب دینا یا تسلیم کرلینا یہ بیشک عقلمندی ہے میں پوچھتا ہوں اور فقہ کے ایک ایک شیدائی سے تقلید کے ایک ایک فدائی سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ سچ نہیں؟ کہ تقلید کے قبول کرلینے کے بعد آپ کو حلال حرام معلوم کرنے کیلئے فرض واجب جاننے کیلئے نکاح طلاق کے مسائل معلوم کرنے کیلئے۔ نماز روزے کے مسائل جاننے کیلئے۔ جان مال کے حقوق پہچاننے کیلئے غرض کسی امر دین کے حکم کے لئے قرآن حدیث کی ضرورت باقی رہی؟ کیا آپ چھوٹے سے لیکر بڑے تک ایک مسئلہ بھی قرآن سے حدیث سے لے سکتے ہیں؟ کیا لاکھوں کروڑوں سوالات میں سے ایک کا جواب بھی آپ قرآن حدیث سے دیسکتے ہیں؟ ؎

ہر روز تو اے مہر درخشاں ہے کہیں اور ہر رات تو اے شمع شبستاں ہے کہیں اور

ہمارے بھولے بھالے عام بھائیوں کا تو ہم نہیں کہہ سکتے نہ ان کی نسبت ہم کوئی دعوی کرسکتے ہیں جنھیں تقلیدی کنڈل سے باہر نکلنے کا کبھی موقعہ ہی نہیں ملا جو آزادی کے میدان کا کبھی تصور بھی نہیں کرسکتے۔ خدا جانے اُن کا جواب تو کیا ہو لیکن پڑھے لکھے لوگ تقلیدی رنگ میں رنگے ہوئے علما کتب فقہ کے جاننے والے کتب اصول فقہ کے ملنے والے تو مجبور ہیں کہ وہ ہمیں کھلے لفظوں میں جواب دیں کہ حضرت قرآن حدیث سے مسائل لینا مجتہدین کا کام ہے نہ کہ ہم مقلدین کا۔ اگر اتنا مرتبہ ہمارا ہوتا تو ہم مقلد ہی کیوں بنتے؟ ہم کوئی مسئلہ بھی قرآن حدیث سے نہیں لے سکتے۔ ہم ظہر کی نماز کے چار فرض پڑھتے ہیں مگر اس لئے نہیں کہ ہم نے قرآن سے اس کا ثبوت پایا ہے حدیث میں یوں ہے بلکہ صرف اسلئے کہ ہمارے امام امام اعظم مجتہد رباں واقف اسرار نہاں شہنشاہ ملک فقہ حضرت

مقلد قرآن حدیث سے کوئی مسئلہ نہیں لے سکتا

امام ابوحنیفہ علیہ رضوان اللہ ورحمۃ اللہ نے ہمیں یہ بتلایا اور یہ فرمایا ہم رمضان کے روزے فرض مانتے ہیں اور بخدا سارا مہینہ روزے سے رہتے ہیں لیکن آیت قرآن فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ کی وجہ سے نہیں حدیث رسول اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْكُمْ صِيَامَهٗ کی رو سے نہیں۔ بلکہ صرف اس وجہ سے کہ امام ہمام مجتہد مطلق فقیہ بے مثل حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تم پر رمضان کے روزے فرض ہیں۔ تم ان روزوں کو برابر رکھتے چلے جاؤ +

ہمارے انجان حنفی بھائی اتنا پڑھتے ہی ہماری نسبت کوئی ریمارک قائم کرنا شروع نہ کردیں یہ سچ ہے کہ آجتک آپنے ممکن ہے کسی اپنے عالم کو یہ کہتے نہ سنا ہو۔ لیکن آؤ ادھار سودے کی ضرورت نہیں یہاں تو نقد لین دین ہے۔ یہ تو جناب کو معلوم ہوگا کبھی نہ کبھی تو سنا ہوگا کہ توضیح تلویح حنفی مذہب کے اصول فقہ کی سب سے زیادہ معتبر کتاب ہے یہانتک کہ درس نظامی میں داخل ہے جب تک اسے طالب علم نہ پڑھلے دیوبند۔ دہلی وغیرہ کہیں کا حنفی مدرسہ اُسے مولویت کی سند نہیں دیتا بلکہ دے نہیں سکتا۔ اچھا اگر یہ بھی نہ معلوم ہو تو جس حنفی مولوی پر آپ کا اعتقاد ہو اُن سے دریافت کرلیجئے کہ توضیح تلویح اصول فقہ احناف کی معتبر کتاب ہے یا نہیں؟ جب یہ آپ کا اطمینان ہوجائے پھر اس کتاب کی پہلی جلد کا ایک سو چھتیسواں صفحہ نکالئے اس میں دیکھئے تحریر ہے فَاَمَّا الْمُقَلِّدُ فَالدَّلِيْلُ عِنْدَهٗ قَوْلُ الْمُجْتَهِدِ فَالْمُقَلِّدُ يَقُوْلُ هٰذَا الْحُكْمُ وَاقِعٌ عِنْدِيْ لِاَنَّهٗ اَدّٰى اِلَيَّ رَاْيُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَكُلُّ مَا اَدّٰى اِلَيَّ رَاْيُهٗ فَهُوَ وَاقِعٌ عِنْدِيْ یعنی مقلد کی دلیل صرف اُس کے امام کا قول ہی ہے۔ مقلد جس مسئلے کا جو حکم بتلاتا ہے وہ صرف یہی کہہ سکتا ہے کہ میرے نزدیک یہ حکم یونہی ہے۔ اس دلیل سے کہ میرے امام ابوحنیفہ کی رائے یہی ہے اور اُن کی جو رائے ہو وہی میرے نزدیک صحیح درست اور بالکل ٹھیک (یعنی شریعت) ہے الغرض مقلد کی دلیل صرف قول امام ہی ہے نہ کہ قرآن حدیث۔ ۵

غیروں پہ کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا + میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا

اگر اب بھی آپ کو کوئی وہم رہا ہو تو لیجئے اس کا بھی بالکل ہی ازالہ کردوں۔ اسی کتاب کے ۱۳۶ صفحہ میں تحریر ہے۔ فَالْاَدِلَّةُ الْاَرْبَعَةُ اِنَّمَا يَتَوَصَّلُ بِهَا الْمُجْتَهِدُ لَا الْمُقَلِّدُ یعنی چاروں دلیلوں میں سے کسی ایک دلیل سے حجت پکڑنی ان دلیلوں تک رسائی حاصل کرنی یہ مجتہد کا منصب ہے نہ کہ مقلد کا۔ فرمائیے اب تو معاملہ صاف ہوگیا کہ چاروں دلیلوں میں سے کسی ایک دلیل سے بھی مقلد سند نہیں پکڑ سکتا۔ اس کی سند تو صرف اُس کے مجتہد کا قول ہے۔ مجتہد قرآن حدیث

تقلید کے کتنے حصے ہیں

قرآن حدیث سے مقلدین نہیں سمجھتے

سمجھ گیا وہ اس کے لئے سارے دین کا مجموعہ تیار کر گیا۔ اب اسے یعنی مقلد کو اختیار نہیں کہ دلائل پر نظر ڈال سکے۔ چاروں دلیلوں میں سے ایک کو بھی یہ اپنی دلیل نہیں بنا سکتا نہ قرآن کو نہ حدیث کو نہ اجماع کو نہ قیاس کو بلکہ یہ اپنی دلیل میں پانچواں رتن پیش کر دے یعنی اپنے مجتہد امام کی رائے اور اُس کا قیاس ٭

حنفی مذہب کی اصولِ فقہ کی درسی معتبر کتاب مسلم الثبوت کے صہ میں ہے اَمَّا الْمُقَلِّدُ فَمُسْتَنَدُہٗ قَوْلُ مُجْتَھِدِہٖ لَا ظَنُّہٗ وَلَا ظَنُّہٗ یعنی مقلد کی دلیل و سند تو صرف اس کے مجتہد کا قول ہی ہے۔ مجتہد کی تحقیق اور دلیل اور خود اس کی اپنی دلیل و تحقیق کوئی چیز اس کیلئے مستند نہیں ٭

حنفی مذہب کا اصول من وسلویٰ کے بدلے لہسن پیاز

الغرض مسلمانوں نے منہ کا مزہ بدلنے کیلئے من وسلویٰ کے بدلے لہسن پیاز لیا۔ من وسلویٰ ان سے چھین لیا گیا اور ان کے پاس صرف لہسن پیاز ہی رہ گیا۔ اب کوشش کی جانے لگی کہ کوئی پردہ پڑا رہے ورنہ آنے والی نسلیں ہمارے اس تبادلے کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھیں گی اسلئے کہہ دیا گیا کہ فقہ میں جو ہے سب حدیث ہی ہے۔ ایک مسئلہ بھی فقہ حنفی کا خلافِ حدیث نہیں۔ امام صاحب نے جو کہا ہے سب مطابق حدیث و قرآن ہی ہے حالانکہ ان کہنے والے مقلدین کا یہ مذہب ہی نہ تھا کہ وہ اقوالِ ائمہ کو حدیث و قرآن سے ملائیں یہ تو جس دن مقلد بنے اُسی دن سے اُن پر فرض ہو گیا کہ دلیل سمجھکر کسی دن قرآن و حدیث کو بھولے سے بھی نہ دیکھیں گے۔ نے جہاں یہ صاف اور بے پیچ بات صرف اپنے حنفی بھائیوں کی خیر خواہی کیلئے کی اور لکھی وہاں میں چاہتا ہوں کہ اب اس بات کا ثبوت دوں کہ موجودہ فقہ حنفی میں بہت سے مسئلے خلافِ حدیث ہیں بہت سی حدیثوں کو حنفی مذہب نے جواب دے رکھا ہے حدیث کے سامنے ہوتے ہوئے اسکے خلاف فقہ کی مانی جاتی ہے اور ہر طرح حدیث کو دھکا دیا جاتا ہے اسلئے میں اس کتاب میں ایسی ڈیڑھ سو حدیثیں نقل کرتا ہوں ؎

کیا قہر ہے کیوں کر نہ اٹھے درد جگر میں ٭ تیری تو بغل خالی اور آپ اور کے بر میں

حنفیوں کو نصیحت

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو حق سمجھنے۔ حق کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق اور ہمت دے۔ ایسا نہ ہو کہ حق کھل جانیکے بعد بھی کمزوریِ قلب ناسازگاریِ ایام کی وجہ سے عمل نصیب نہ ہو صرف اس ڈر سے عمل چھوڑ دیں کہ ایسا کرنے سے لوگ غیر مقلد وہابی کہدیں گے برادری میں اور شہر میں رہنا مشکل ہو جائیگا۔ اور خدا ہمیں ناحق کو ناحق دکھائے اور اس پر سے عمل ہٹا لینے کی بھی توفیق و ہمت دے ایسا نہ ہو کہ صرف عار کی وجہ سے تعصب کی وجہ سے ناک رکھنے کیلئے بڑوں کی نہ جانے دینے کیلئے ناحق پر اڑ جائیں وَالتَّوْفِیْقُ بِیَدِ اللّٰہِ۔ یاد رکھو بجز خدا کے کوئی کسی کو نہ نفع پہنچا سکے

نہ نقصان لوگ اگر دشمن بن جائیں تو ہمارا کیا بگاڑ لینگے ؟ ؎

اِنَّ قَوْمِیْ تَجَمَّعُوْا + وَلِقَتْلِیْ تَحَدَّ دُوْا لَا اُبَالِیْ بِجَمْعِهِمْ + کُلُّ جَمْعٍ مُؤَنَّثٌ

یہ ظاہر ہے کہ حنفی محمدی میں فرق ہے دونوں کی راہیں جدا جدا ہیں۔ گو نام لیوا دونوں ہی اسلام کے ہیں اور کلمہ بھی ایک ہے۔ قبلہ بھی ایک ہے۔ خدا بھی ایک ہے رسول بھی ایک ہے۔ کعبہ بھی ایک ہے لیکن چار سو سال کے ایکے کے بعد اب دوئی ہو گئی ہے اور ایسی کہ اٹھائے نہیں اٹھتی اسلئے ہماری چاہت ہے کہ انھیں پھر ایک کر دیں۔ ہمارے نزدیک یہ کوئی مشکل امر بھی نہیں اسلئے کہ اہلحدیث کا اصول حنفیوں کو بھی تسلیم ہے۔ یعنی حدیث کے ماننے میں دونوں متفق ہیں صرف یہ دیر ہے کہ حدیث سامنے رکھی جائے اور فقہ کے غلط مسئلے سے ہٹا دیا جائے۔ اسی امید پر ہم نے اس کتاب کا لکھنا شروع کیا ہے۔ دو سو دو دن کی زندگی ہے کل خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے پیغمبر کے سامنے پیش ہونا ہے فکر کر لیجئے ؎

کمر باندھے ہوئے چلنے پہ یاں سب یار بیٹھے ہیں + بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

میں نے عمداً اتنا طویل مقدمہ لکھا ہے۔ تاکہ میرا مقصد آپ حضرات کے سامنے آجائے۔ حنفی بھائی جان لیں کہ فقہ حنفی کی کتابیں ایسی ہیں جیسے چیونٹیوں بھرا کباب۔ اور یہ بھی معلوم کر لیں۔ بلکہ اپنی آنکھوں دیکھ لیں کہ ایک دو نہیں۔ بلسیوں مسائل حدیث شریف کے صریح خلاف ہیں۔ مثلاً حدیث میں حلال ہے تو فقہ میں حرام ہے یہ نقشہ آپ کو دکھا دے گا کہ حدیث و فقہ کے ان مسائل میں تضاد اور ضد ہے۔ اب میں ایک ایک حدیث مع الفاظ اور حوالہ اور ترجمہ نقل کرتا ہوں اور اسی طرح مع الفاظ اور ترجمہ اور حوالہ فقہ کی عبارت بھی جو اس حدیث کے صریح خلاف ہے لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا

وہ حدیثیں جنہیں حنفی مذہب نہیں مانتا

(۱) عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِکْرَ عَلَی الثَّیِّبِ اَقَامَ عِنْدَھَا سَبْعًا وَّقَسَمَ وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّیِّبَ اَقَامَ عِنْدَھَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَۃَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ اِنَّ اَنَسًا رَفَعَہٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۲۸۹ جلد دوم) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہی ہے کہ بیوی والا جب اپنا اور نکاح کرے تو اگر کسی کنواری سے کیا ہے تو سات راتیں اس کے پاس گذارنے کے بعد باریاں تقسیم کرے اور اگر کسی رانڈ سے کیا ہے تو تین راتیں اس کے پاس گذار کر پھر باریاں تقسیم کرے۔ یہ حدیث بخاری مسلم کی ہے اور صاف لفظوں میں ہے کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا۔ حنفیوں کی سب سے اعلیٰ اور سب سے معتبر کتاب ہدایہ کتاب النکاح باب القسم ص۳۲۹ میں ہے وَالْقَدِیْمَۃُ وَالْجَدِیْدَۃُ سَوَآءٌ۔ یعنی پرانی بیوی اور نئی کی ہوئی باریوں میں برابر کی حقدار ہیں یعنی اگر پرانی بیوی کنواری ہے تو سات راتیں اس کے پاس گذار کر پھر باریاں باندھے اور اگر وہ رانڈ ہے تو تین راتوں کا حق اسی کا ہے پھر باریاں باندھے۔ ایسا نہ کرے بلکہ شب اول سے ہی باریاں مقرر کردے۔ حنفی بھائیو! حدیث بھی آپ کے سامنے ہے اور آپ کی فقہ کا مسئلہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ کیا سچ مچ جو حدیث میں ہے آپ چھوڑ دیں گے نہ مانیں گے؟ اور جو فقہ میں ہے اسے تھام لیں گے؟ اور اسی پر ایمان لائیں گے؟ +

(۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ الْخَطَأَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ (رواہ ابن ماجہ والبیہقی۔ مشکوٰۃ ص۵۸۴) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری امت کی غلطی اور خطا سے اور بھول چوک سے اور جو اُن سے جبراً کرایا جائے اس سے درگذر فرما کر معاف فرما دیا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور بیہقی کی ہے اس کے الفاظ صاف ہیں کہ جو کام بھولے چوکے ہو جائے معاف ہے اس پر پکڑ نہیں۔ اسی اصول کے مطابق نماز میں جو غلطی سے یا بھولے سے بول چال لے اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ چنانچہ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں کلام کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول نہیں کہ

عورت کے کام سے ہونے کا مسئلہ

خطا و نسیان کا مسئلہ

آپ نے انھیں اس نماز کے دُہرانے کا حکم دیا ہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چار رکعت والی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر جب آپ کو اطلاع دی گئی اور یقین ہوا تو جو دو رکعت چھوٹ گئی تھیں انھیں ادا کر لیا اور دو سجدے سہو کے کر لئے یہ حدیث بخاری مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہی روایت مسلم شریف میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔ پس یہ حدیثیں صاف ہیں اس بارے میں کہ نماز میں بھول کر یا بے علمی سے اگر کوئی کلام کر لے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا۔ حنفیوں کی سب سے اعلیٰ اور سب سے معتبر کتاب ہدایہ کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ ص۱۱۴ میں ہے وَمَنْ تَکَلَّمَ فِیْ صَلٰوتِہٖ عَامِدًا اَوْ سَاھِیًا بَطَلَتْ صَلٰوتُہٗ۔ یعنی جو شخص اپنی نماز میں کلام کر لے خواہ جان بوجھ کر خواہ بھولے چوکے سے اس کی نماز باطل ہو جائیگی۔ حنفی بھائیو! حدیث بھی آپ کے سامنے ہے اور آپ کی فقہ کا مسئلہ بھی آپ کے سامنے ہے کیا سچ مچ جو حدیث میں ہے آپ چھوڑ دینگے؟ نہ مانیں گے؟ اور جو فقہ میں ہے اُسے تھام لیں گے؟ اور اسی پر ایمان لائیں گے؟ +

(۳) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَعَلَیْہِ صَوْمٌ صَامَ عَنْہُ وَلِیُّہٗ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۱۷۸ ج۱) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص مر جائے اُس کی طرف سے اس کے ولی روزہ رکھ لیں۔ یعنی کسی کے ذمے کچھ فرض روزے رمضان شریف کے رہ گئے اور اس کا انتقال ہو گیا تو وہ روزے اس کا ولی اُس کی طرف سے قضا کر لے۔ یہ حدیث بخاری مسلم کی ہے علاوہ بالکل صحیح ہونے کے صاف ہے کہ مُردے کی طرف سے اس کا ولی اس کے قضا شدہ روزے رکھ سکتا ہے بلکہ بخاری مسلم میں ہے کہ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا جس کا انتقال ہو گیا تھا آپ نے اس کی لڑکی کو اس کی طرف سے ان روزوں کے رکھنے کا حکم دیا لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا۔ حنفیوں کی سب سے اعلیٰ اور سب سے معتبر کتاب ہدایہ کتاب الصوم ص۱۱۳ میں ہے وَلَا یَصُوْمُ عَنْہُ الْوَلِیُّ یعنی میت کی طرف سے اس کا ولی روزہ نہ رکھے۔ حنفی بھائیو! حدیث بھی آپ کے سامنے ہے اور آپ کی فقہ کا مسئلہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ کیا سچ مچ جو حدیث میں ہے آپ اسے چھوڑ دینگے؟ نہ مانیں گے؟ اور جو فقہ میں ہے اُسے تھام لیں گے؟ اور اُس پر ایمان لائیں گے؟

(۴) عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَکٰوۃُ الْجَنِیْنِ ذَکٰوۃُ اُمِّہٖ

میت کی طرف سے روزے کا مسئلہ

جانور کے پیٹ کے بچے کے ذبح کا مسئلہ

(رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۰ ب) دارقطنی۔ ابن ماجہ اور مسند احمد میں بھی یہ حدیث ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پیٹ کے اندر کے بچے کا ذبیحہ اس کی ماں کا ذبیحہ ہے یعنی کسی جانور کو ذبح کیا اس کے پیٹ میں سے بچہ نکلا تو وہ بھی اس کی ماں کے ذبیحہ میں ہی داخل ہے اور اس کا کھانا حلال ہے یہ حدیث صاف ہے کہ جس جانور کو ذبح کریں اور اس کے پیٹ میں سے بچہ نکلے اس کا کھانا حلال ہے وہ ذبح شدہ ہے ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم کسی مادہ کو ذبح کرتے ہیں اور اس کے پیٹ سے بچہ نکلتا ہے تو کیا اُسے کھالیں یا پھینک دیں؟ آپ نے فرمایا کھالو اس کی ماں کا ذبیحہ اس کا ذبیحہ ہے۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا حنفیوں کی سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ معتبر کتاب ہدایہ کتاب الذبائح صفحہ ۴۲۴ میں ہے وَمَنْ نَحَرَ نَاقَۃً اَوْ ذَبَحَ بَقَرَۃً فَوَجَدَ فِیْ بَطْنِھَا جَنِیْنًا مَیِّتًا لَمْ یُؤْکَلْ اَشْعَرَ اَوْ لَمْ یُشْعِرْ۔ یعنی جس نے اونٹنی کو گائے کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ نکلا تو اسے نہ کھایا جائے خواہ ذبح کرنیوالے کو اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ حنفی بھائیو حدیث بھی آپ کے سامنے ہے۔ اور آپ کی فقہ کا مسئلہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ کیا سچ مچ جو حدیث میں ہے آپ اُسے نہ مانینگے؟ چھوڑ دینگے؟ اور جو فقہ میں ہے اُسے لے لیں گے؟ اور اسی پر ایمان رکھیں گے؟ +

گھوڑے کی حلت کا مسئلہ

(۵) عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی یَوْمَ خَیْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَھْلِیَّۃِ وَاَذِنَ فِیْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ (متفق علیہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۹ جلد دوم) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دی۔ ایک صحیح حدیث میں ہے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا۔ اور روایت میں ہے کہ حضورؐ کے سامنے ہم نے گھوڑے کا گوشت کھایا۔ یہ حدیث علاوہ اعلیٰ درجہ کی صحیح ہونے کے کھلی دلیل صاف لفظوں میں ہے کہ گھوڑا حلال ہے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا حنفیوں کی سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ معتبر کتاب ہدایہ کتاب الذبائح صفحہ ۴۲۵ میں ہے وَیُکْرَہُ لَحْمُ الْفَرَسِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت مکروہ ہے۔ حنفی بھائیو! ایک طرف تو آپ کے سامنے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دوسری طرف آپ کے سامنے آپ کی فقہ کا مسئلہ ہے

اب کیا آپ کا جی حدیث کے چھوڑنے اور فقہ کے لینے کو چاہتا ہے؟ کیا حدیث سے انکار کرنے اور فقہ پر ایمان لانے کو آپ کا دل پسند کرتا ہے؟

ہاتھ کٹنے کی چوری کی مقدار کا مسئلہ

(۶) عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا بِرُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۳۱۳ جلد۲) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے مگر اُس چوری پر جو چوتھائی دینار کی ہو۔ پھر اس سے اوپر جو ہو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی کیا۔ چنانچہ بخاری مسلم میں ہے کہ حضورؐ نے ڈھال کے چور کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم یعنی پاؤ دینار کی تھی (بخاری مسلم) بلکہ مسند احمد میں ہے کہ پاؤ دینار میں ہاتھ کاٹ دو اس سے کم پر نہ کاٹو اور اُس وقت پاؤ دینار تین درہم کا تھا یہ حدیث بخاری مسلم جیسی صحیح ترکتابوں کی ہے جو بالکل صحیح ہے اور ساتھ ہی صریح بھی ہے کہ چوتھائی دینار کی قیمت کی نقدی یا قیمت کی چیز چرانے والے کا شرعاً ہاتھ کاٹ دینا چاہیئے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا حنفیوں کی سب سے اعلیٰ کتاب اور سب سے معتبر کتاب ہدایہ کتاب السرقہ ص۵۱۷ میں ہے وَاِذَا سَرَقَ الْعَاقِلُ الْبَالِغُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ اَوْ مَا يَبْلُغُ قِيمَتُهُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ مَضْرُوبَةً مِنْ حِرْزٍ لَا شُبْهَةَ فِيهِ وَجَبَ عَلَيْهِ الْقَطْعُ یعنی دس درہم یا اُن کی قیمت کی چوری پر ہاتھ کٹنے کی حد واجب ہے۔ پس حدیث میں تو تین درہم پر ہاتھ کا کٹنا تھا لیکن حنفی مذہب میں تین درہم پر ہاتھ کا کٹنا نہیں بلکہ دس درہم پر ہے۔ حنفی بھائیو! حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے سامنے ہے۔ اور آپ کی فقہ کا مسئلہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ بتلاؤ کسے مانو گے؟ حدیث کو یا فقہ کو؟ قولِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا قول فقہا کو؟ ایمان رسولؐ پر لائے ہو یا کسی امتی پر؟ *

رضاعت کا مسئلہ

(۷) عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ وَالرَّضْعَتَانِ (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص۲۷۳ جلد دوم) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک یا دو دفعہ منہ لگا کر کسی عورت کا دودھ کوئی بچہ پی لے تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ صحیح مسلم شریف کی اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی تک رضاعت یعنی دودھ پلائی کی حرمت کا حکم رہا کہ پانچ مرتبہ پیٹ بھر کر جب کوئی بچہ کسی عورت کا دودھ پیئے تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی بلکہ یہ بھی مروی ہے کہ پہلے قرآن میں دس دفعہ کا حکم اترا تھا پھر وہ منسوخ ہو کر پانچ مرتبہ کا پیٹ بھر کر پی لینے کا حکم حضورؐ کی

پوری حیات تک باقی رہا۔ پس یہ حدیث صحیح اور صریح ہے کہ دودھ پلائی کی کمی زیادتی میں حکم کا فرق ہے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا۔ اس میں ایک دو دفعہ بچے کا دودھ پی لینا بھی حرمت ثابت کر دیتا ہے۔ چنانچہ حنفی مذہب کی سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ معتبر کتاب ہدایہ کتاب الرضاع ص۳۳۲ میں ہے قَلِيْلُ الرَّضَاعِ وَكَثِيْرُهٗ سَوَآءٌ اِذَا حَصَلَ فِيْ مُدَّةِ الرَّضَاعِ يَتَعَلَّقُ بِهِ التَّحْرِيْمُ۔ یعنی تھوڑی رضاعت اور زیادہ برابر ہے دودھ پینے کے وقت میں حرمت کا تعلق اس سے ہو جائے گا۔ یعنی دو ایک مرتبہ دودھ لینے سے بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ حنفی بھائیو! کہو کیا اب تم وہ کہو گے اور مانو گے؟ جو حدیث میں ہے کہ اگر کسی دودھ پیتے بچے نے کسی عورت کی چھاتی سے دو ایک دفعہ دودھ پی لیا تو وہ اس کی ماں کی طرح اس پر حرام نہیں ہوئی جب تک کہ کم سے کم پانچ مرتبہ پیٹ بھر کر اس کا دودھ نہ پی لے۔ یا حنفی مذہب کی فقہ کے اس مسئلہ کو مانو گے؟ کہ اگر ایک دو دفعہ بھی پی لیا تو بھی حرمت ثابت ہو گئی؟ کہو کس پر ایمان رکھو گے؟ اور کس پر ایمان نہ رکھو گے؟

(۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْجِعُ اَحَدٌ فِيْ هِبَتِهٖ اِلَّا الْوَالِدُ مِنْ وَّلَدِهٖ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ مشکوٰۃ کتاب البیوع ص۲۶۱ جلد اول) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کوئی شخص کسی کو کوئی چیز ہبہ کر دے بخش دے پھر وہ اُسے واپس نہیں لے سکتا۔ سوائے باپ کے کہ وہ اپنی اولاد سے اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے۔ اسی کے قریب قریب روایت ابوداؤد اور ترمذی میں بھی ہے اور امام ترمذیؒ نے اُسے صحیح کہا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں فرمانِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اپنی ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لینے والا کتے کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ یہ حدیث صاف ہے کہ ہبہ کی ہوئی چیز کوئی واپس نہیں لے سکتا۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ واپس لے سکتا ہے۔ چنانچہ حنفی مذہب فقہ کی اعلیٰ اور بہترین کتاب ہدایہ کتاب الہبہ ص۲۷۳ میں ہے اِذَا وَهَبَ هِبَةً لِاَجْنَبِيٍّ فَلَهُ الرُّجُوْعُ فِيْهَا۔ یعنی جو شخص کسی غیر شخص کو کوئی چیز ہبہ کرے تو اسے حق ہے کہ اُسے واپس لے لے پس حدیث میں تو صاف ہے کہ اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس نہیں لے سکتا۔ اور حنفی مذہب میں صاف ہے کہ اپنی ہبہ کی ہوئی چیز واپس لے سکتا ہے۔ حنفی بھائیو! بتلاؤ اب ایمان کس پر ہے؟ اور کفر کس سے ہے؟ کیا حدیث کو مان کر فقہ کو چھوڑو گے؟ یا فقہ کو مان کر حدیث کو چھوڑو گے؟ ؎

باپ کے ہبہ کا مسئلہ

(۹) اوپر جو حدیث ہے اُسے دوبارہ پڑھ جائیے اس میں یہ بھی ہے کہ باپ اپنی اولاد کو جو ہبہ کرے وہ واپس لے سکتا ہے لیکن حنفی مذہب اُسے بھی نہیں مانتا وہ کہتا ہے۔ حنفی مذہب کی اسی معتبر اور اعلیٰ کتاب کے اسی صفحہ میں ہے بِخِلَافِ هِبَةِ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ یعنی اجنبی شخص کو ہبہ کی ہوئی چیز تو واپس لے سکتا ہے لیکن باپ جو اپنے لڑکے کو کوئی چیز ہبہ کر دے اُسے واپس نہیں لے سکتا۔ آپ نے خیال فرمایا؟ حدیث میں تھا کہ غیر کو دی ہوئی چیز واپس نہیں لے سکتا تو فقہ میں ہے کہ لے سکتا ہے حدیث میں تھا کہ باپ جو چیز اپنے بیٹے کو ہبہ کرے وہ واپس لے سکتا ہے تو فقہ میں ہے کہ نہیں لے سکتا؟ اب اے حنفی بھائیو! بتلاؤ تم کیا کہتے ہو؟ آیا ہم مسلمان حدیث پر عمل کر کے یہ مانیں کہ باپ اپنے بیٹے سے اپنا ہبہ واپس لے سکتا ہے یا حنفی مذہب پر عمل کر کے یہ مانیں کہ واپس نہیں لے سکتا؟ بتاؤ حدیث کو لیں؟ یا فقہ کو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانیں؟ یا کسی اُمتی کی؟ اتباعِ سنت کریں؟ یا تقلیدِ شخصی؟

مہر کا مسئلہ

(۱۰) عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْطٰى فِيْ صَدَاقِ امْرَأَتِهٖ مِلْءَ كَفَّيْهِ سَوِيْقًا اَوْ تَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ۔ (رواہ ابوداؤد۔ مشکوۃ کتاب النکاح ص۲۷۷ جلد دوم) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص نے اپنی بیوی کے مہر میں مٹھی بھر ستو یا کھجوریں دیدیں اُس نے اُسے حلال کر لیا۔ یہ حدیث صاف ہے کہ مہر کی کم سے کم مقدار کا تعین شارع علیہ السلام نے نہیں کیا جو کچھ بھی مہر مقرر ہو جائے وہ معتبر ہے ایک صحابی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جاؤ لوہے کی انگوٹھی ملے تو وہی اس عورت کی مہر کے لئے تلاش کر کے لے آؤ (بخاری مسلم) بنو فزارہ کی ایک عورت کا مہر دو جوتیاں دینی ٹھیری تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کو برقرار رکھا (ترمذی) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا مہر یہی تھا کہ حضرت ابوطلحہ مسلمان ہو جائیں (نسائی) ایک صحابیہ کا مہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ٹھیرایا تھا کہ قرآن کی جو سورتیں اُن کے خاوند کو یاد ہیں وہ انھیں سکھا دیں۔ (بخاری مسلم) لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا۔ حدیث میں تو آپ نے دیکھ لیا کہ تھوڑا بہت جو مہر مقرر ہو جائے نکاح ہو جائیگا۔ لیکن حنفی مذہب میں ہے کہ دس درہم سے کم مہر نہ ہونا چاہیئے چنانچہ حنفی مذہب کی اعلیٰ اور معتبر کتاب ہدایہ کتاب النکاح ص۳۰۴ میں ہے وَاَقَلُّ الْمَهْرِ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ یعنی کم سے کم مہر دس درہم کا ہے۔ اس سے آگے لکھا ہے وَلَوْ سَمّٰى اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةٍ فَلَهَا الْعَشَرَةُ عِنْدَنَا۔ یعنی اگر کسی کا نکاح دس درہم سے کم مہر ٹھیرا کر ہوا ہے تو وہ نامعتبر ہے

اس عورت کو مہر میں دس درہم ہی دلوائے جائیں ہمارا حکم یہی ہے۔ حنفی بھائیو! حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے سامنے ہے اور آپ کے مذہب کے امام اور فقہا کا قول بھی آپ کے سامنے ہے۔ جسے لینے کا آپ کا ایمان تقاضا کرے اُسے لیجئے اور جسے چھوڑنے میں آخرت کا نقصان نہ ہو اُسے چھوڑیئے۔ غور و تامل کے بعد فیصلہ کیجئے کہ کیا حدیث رسول مانینگے؟ یا قیاس علماء؟ کلام رسول اچھا؟ یا فقہا کی رائے؟ ایمان کے لائق کیا؟ اور انکار کے قابل کیا؟۔

(۱۱) عَنْ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَعَرَفَ عِفَاصَهَا وَعَدَدَهَا وَوِكَاءَهَا فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ (صحیح مسلم شریف جلد دوم مع نووی ص۷۹)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر اگر اس گم شدہ پائی ہوئی چیز کا حقیقی مالک آجائے اور وہ اس کی تھیلی کو اس کی گنتی کو اس کے سربند کو بتلادے تو اُسے وہ دیدو اس حدیث میں صاف ہے کہ جو گری پڑی گمشدہ چیز کسی کو ملجائے اور وہ اُسے اٹھالے پھر جب کوئی اس کے صریح نشانات صاف صاف بتلادے تو اُس پر حق ہے کہ وہ چیز واپس کردے لیکن حنفی مذہب اس کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ جب تک اپنی ملکیت کا ثبوت اور گواہ نہ دے اُسے نہ دے علامت بتلانے پر اُسے دیدینا ضروری نہیں کہ یہ مجبور ہو کر صرف نشانات دینے پر ہی دیدے مجبور نہیں یوں اُسے اختیار ہے۔ چنانچہ حنفی مذہب فقہ کی اعلیٰ اور بہترین کتاب ہدایہ جلد دوم کتاب اللقطہ ص۵۹۶ میں ہے

وَإِذَا حَضَرَ رَجُلٌ فَادَّعَى اللُّقَطَةَ لَمْ تُدْفَعْ إِلَيْهِ حَتَّى يُقِيمَ الْبَيِّنَةَ فَإِنْ أَعْطَى عَلَامَتَهَا حَلَّ لِلْمُلْتَقِطِ أَنْ يَدْفَعَهَا إِلَيْهِ وَلَا يُجْبَرُ عَلَى ذَالِكَ فِي الْقَضَاءِ۔ یعنی جب کوئی آکر اس گری پڑی پائی ہوئی چیز کا دعوی کرے تو اُسے نہ دی جائیگی۔ جب تک کہ وہ تنہا دتِ ثبوت پیش نہ کردے علامتیں بتلانے سے اُسے واپس کرنا گو حلال تو ہے لیکن ضروری نہیں قضاءً وہ مجبور نہیں کہ خواہ مخواہ علامت بتلاتے ہی واپس ضرور ہی کردے۔ علامت کی تشریح اسی کتاب میں ان لفظوں سے کی ہے مِثْلُ أَنْ يُسَمِّيَ وَزْنَ الدَّرَاهِمِ وَعَدَدَهَا وَوِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا۔ یعنی درہموں کا وزن بتلادے۔ ان کی گنتی بتلادے ان کی تھیلی بتلادے اُس کا سربند بتلادے۔ حنفی بھائیو! حدیث رسول آپ کے سامنے ہے وہ صاف کہتی ہے کہ جو ان علامتوں کو بتلادے اُسے واپس چیز دیدی جائے اور آپ کے مذہب کی فقہ بھی آپ کے سامنے ہے جو کہتی ہے کہ حکماً اُسے واپس کرنا ضروری نہیں۔ پس اب کیا حدیث کو مانوگے؟ یا قیاس؟ فرمان رسول مانوگے؟ یا قولِ فقیہ؟۔

گمشدہ اونٹ کا مسئلہ

(۱۲) گری پڑی چیز کے احکام جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں تو راوی آپ سے پوچھتے ہیں کہ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ گمشدہ بکری کے پکڑ لینے کی بابت کیا فرمان ہے؟ آپ جواب دیتے ہیں هِيَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ وہ تیرے ہاتھ لگ گئی تو۔ اور کسی کے ہاتھ لگ گئی تو تو خیر ورنہ پھر بھیڑیے لے جائیگا۔ وہ پوچھتے ہیں فَضَالَّةُ الْاِبِلِ گمشدہ اونٹ کے پکڑ لینے کی نسبت کیا فرمان ہے؟ آپ جواب دیتے ہیں مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَآؤُهَا وَحِذَآؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَاْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا۔ تجھے اس سے کیا واسطہ؟ اُس کے ساتھ اُس کی مشک ہے اس کے موزے ہیں۔ آپ پانی لے لیگا۔ آپ درختوں کے پتوں سے اپنا پیٹ بھر لیگا۔ یہانتک کہ اس کا مالک اُسے پالے۔ (بخاری مسلم مشکوٰۃ کتاب البیوع ص۲۶۲ جلد اول) مسلم شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس سوال پر آپ سخت غضب ناک ہوگئے۔ چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا اور یہ جواب دیا۔ ایک روایت میں صاف لفظ ہیں کہ اونٹ کو نہ پکڑ۔ یہ حدیث آپ کے سامنے ہے۔ بخاری مسلم کا حوالہ اس کی صحت کا پورا ضامن ہے۔ حدیث میں گمشدہ بکری اور اونٹ میں فرق کیا ہے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا حنفی مذہب کی بہترین اور معتبر ترکتاب ہدایہ جلد دوم کتاب اللقطہ ص۵۹۵ میں ہے وَيَجُوْزُ الْاِلْتِقَاطُ فِي الشَّاةِ وَالْبَقَرِ وَالْبَعِيْرِ یعنے گمشدہ بکری گائے اونٹ سب کو پکڑ لینا جائز ہے۔ حنفی بھائیو یہ ہے حدیث رسول آپ کے سامنے جو گمشدہ بکری اور گم شدہ اونٹ کے درمیان فرق کرتی ہے۔ اور یہ ہے آپ کی فقہ حنفی جو دونوں کو ایک کرتی ہے۔ فرمائیے جناب کا دل کس طرف جھکتا ہے؟ حدیث لیں گے یا قیاس؟ فقہ فقیہ لینگے؟ یا قول رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)؟ +

عورت کی میت کے غسل کا مسئلہ

(۱۳) رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صاحبزادی صاحبہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوتا ہے آپ بیٹھے ہوئے مسائل بتلاتے جاتے ہیں اور گھر کی عورتیں غسل و کفن میں مشغول ہیں۔ اس واقعہ کے بیان میں حدیث میں یہ لفظ آتے ہیں فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ فَاَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا یعنی ہم نے اُن کے بالوں کی تین لٹیں کرکے پس پشت ڈالدیں (بخاری مسلم مشکوٰۃ کتاب الجنائز ص۱۴۳ جلد اول) لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا چنانچہ حنفی مذہب کی سب سے اعلیٰ اور معتبر کتاب ہدایہ فصل فی التکفین ص۱۵۹ میں ہے يُجْعَلُ شَعْرُهَا ضَفِيْرَتَيْنِ عَلٰى صَدْرِهَا فَوْقَ الدِّرْعِ۔ یعنی میت عورت کے بالوں کی دو لٹیں بنا کر سینے پر ڈال دی جائیں حنفی بھائیو! حدیث آپ کے سامنے ہے اُس میں تین لٹیں بنانے کا ذکر ہے اور آپ کی فقہ بھی

آپ کے ساتھ ہے۔ اس میں دو ٹٹیں بنانے کا ذکر ہے۔ حدیث آپ کے سامنے ہے ہمیں ٹٹیں مٹیت کی کمر پر چھوڑ میکا ذکر ہے۔ آپکی فقہ بھی آپ کے سامنے ہے جس میں سینے پر رکھنے کا ذکر ہے اب غور کر کے پسند کر لو کہ حنفی مذہب اچھا لگتا ہے یا محمدی مذہب؟ فقہ کے ماننے کو دل چاہتا ہے یا حدیث کی طرف دل کھچتا ہے؟ ✤

جمعہ کے خطبے کے وقت کی نماز کا مسئلہ

(۱۴) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَخْطُبُ اِذَا جَآءَ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَلْیُرَکِّعْ رَکْعَتَیْنِ وَلْیَتَجَوَّزْ فِیْھِمَا۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ جلد اول کتاب الجمعہ ص۱۲۳) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھاتے ہوئے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن امام کے خطبہ پڑھنے کی حالت میں آئے تو وہ دو رکعتیں پڑھ لے اور ذرا ہلکی پڑھ لے۔ بلکہ صحیح بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ آپ کے خطبہ جمعہ پڑھتے ہوئے ایک صحابی آئے تو آپ نے اُن سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے دو رکعتیں ادا کر لی ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں پڑھیں تو آپ نے فرمایا اٹھو اور دو رکعتیں پڑھ لو وغیرہ۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا۔ چنانچہ حنفی مذہب کی فقہ کی معتبر اور اعلیٰ کتاب ہدایہ کتاب الصلوٰۃ ص۱۵۱ باب صلوٰۃ الجمعہ میں ہے اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ تَرَکَ النَّاسُ الصَّلٰوۃَ وَالْکَلَامَ۔ یعنی جمعہ کے دن امام کے نکلتے ہی لوگوں کو نہ کوئی نماز پڑھنی چاہیئے اور نہ کوئی بات کرنی چاہیئے ص۱۵۲ میں ہے وَلَا اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ لِلْخُطْبَۃِ الخ یعنی جب جمعہ کے دن امام خطبے کے لئے نکل آیا پھر نفل نہ پڑھے۔ حنفی بھائیو! حدیث آپ کے سامنے ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم موجود ہے کہ امام کے خطبے کی حالت میں جو آئے وہ دو رکعت ادا کر لے خود آپ نے ایسے شخص کو دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ اور اپنے سامنے پڑھوائیں اور آپ کی فقہ کا مسئلہ بھی آپ کے سامنے ہے کہ یہ رکعتیں نہ پڑھے۔ اب کہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمبرداری کرو گے؟ یا اپنے مذہب کی؟ تمہارا دل کس پر ایمان لانے کو چاہتا ہے؟ اور کس سے منکر ہونے کو؟ اپنے لئے جو راہ چاہیں اختیار کر لیں ✤

ایک وتر کا مسئلہ

(۱۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا خَشِیَ اَحَدُکُمُ الصُّبْحَ صَلّٰی رَکْعَۃً وَّاحِدَۃً تُوْتِرُ لَہٗ مَا قَدْ صَلّٰی۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۱۱۱ جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب الوتر) یعنی رات کی نماز دو دو رکعت کر کے ہے۔ جب صبح کے ہو جانے کا ڈر لگنے لگے تو ایک رکعت وتر پڑھ لے۔ یہ حدیث بخاری مسلم جیسی حدیث

کی صحیح ترکتاب میں ہے۔ اپنے مطلب میں واضح ہے کہ وتر ایک رکعت ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ وتر ایک رکعت ہے۔ ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے جو ایک وتر پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے۔ باوجود ان صحیح حدیثوں کے حنفی مذہب ایک وتر کا قائل نہیں وہ ان حدیثوں کو نہیں مانتا۔ چنانچہ حنفی مذہب کی معتبر اور بہتر کتاب ہدایہ کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الوتر ص۱۲۴ میں ہے اَلْوِتْرُ ثَلَاثُ رَکَعَاتٍ یعنی وتر تین رکعت ہیں۔ حنفی بھائیو! حدیث کے ایک وتر کا حنفی مذہب مخالف ہے۔ فرمایئے آپ کسے مانیں گے؟ اُمتی ہو کر رسولؐ کی مانیں گے؟ یا مقلد ہو کر فقہ کی؟ +

(۱۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ اِلَی الْمُصَلّٰی یَسْتَسْقِیْ فَصَلّٰی بِھِمْ رَکْعَتَیْنِ جَھَرَ فِیْھِمَا بِالْقِرَاءَۃِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ یَدْعُوْ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَحَوَّلَ رِدَاءَہٗ حِیْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۱۳۱ جلد اول باب الاستسقاء) یعنی نماز استسقاء کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو لیکر عیدگاہ تشریف لیگئے۔ وہاں باآواز بلند دو رکعت نماز آپ نے پڑھائی۔ قبلے کی طرف متوجہ ہو کر اونچے ہاتھ کر کے دعا مانگی۔ اور قبلہ رُخ ہی تھے چادر پلٹائی۔ یہ بخاری مسلم جیسی بہترین صحیح ترین کتابوں کی حدیث ہے اپنے مطلب میں صاف ہے۔ ظاہر ہے کہ استسقا یعنی بارش کی دعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز باجماعت ادا فرمائی۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا۔ چنانچہ حنفیوں کی بہترین کتاب ہدایہ جلد اول باب الاستسقاء ص۱۵۶ میں ہے قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَیْسَ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ صَلٰوۃٌ مَسْنُوْنَۃٌ فِیْ جَمَاعَۃٍ استسقا کے موقعہ پر نماز باجماعت مسنون نہیں ہے۔ کہو حنفی بھائیو! کیا ارادہ ہے؟ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگے؟ یا قولِ امام لوگے؟ دونوں آپ کے سامنے ہے۔ اہلحدیث بنو؟ یا اہل فقہ بنو؟ محمدی بنو یا حنفی تمہیں اختیار ہے۔ اقرار و انکار کی گنجائش ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ امام صاحبؒ کے اس فتوے کو آپ کے دونوں شاگردانِ رشید نے بھی نہیں مانا۔ یعنی امام محمد اور امام ابو یوسف بھی یہاں تقلیدِ امام ابوحنیفہؒ نہیں کرتے +

(۱۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ فِیْ حَبٍّ وَّلَا ثَمَرٍ صَدَقَۃٌ حَتّٰی یَبْلُغَ خَمْسَۃَ اَوْسُقٍ (رواہ النسائی مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ ص۱۵۹ جلد اول باب مایجب فیہ الزکوٰۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو دانے اور چھوہارے

نماز استسقا کا مسئلہ

نصاب زکوٰۃ کا مسئلہ

پانچ وسق سے کم ہو اُن میں زکوٰۃ فرض نہیں۔ دار قطنی میں بھی حدیث ہے کہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں بخاری مسلم میں بھی فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ لَیْسَ فِیْ مَادُوْنَ خَمْسَۃِ اَوْسُقٍ صَدَقَۃٌ یعنی پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ نہیں۔ اِن حدیثوں کو حنفی مذہب نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے۔ قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ فِیْ قَلِیْلِ مَا اَخْرَجَتْہُ الْاَرْضُ وَکَثِیْرِہٖ الْعُشْرُ سَوَاءٌ سُقِیَ سَیْحًا اَوْ سَقَتْہُ السَّمَاءُ اِلَّا الْقَصَبُ وَالْحَطَبُ وَالْحَشِیْشُ یعنی امام ابوحنیفہؒ کا فرمان ہے کہ زمین سے جو بھی پیداوار ہو خواہ کم ہو خواہ زیادہ دسواں حصہ زکوٰۃ کا دینا پڑے گا سوائے بانس اور لکڑی اور گھاس کے حنفی بھائیو! حدیث آپ کے سامنے ہے کہ جو پانچ وسق سے کم اناج اور کھجور وغیرہ ہو اُس میں زکوٰۃ نہیں۔ اور حنفی مذہب بھی آپ کے سامنے ہے کہ اس میں بھی زکوٰۃ ہے۔ اب آپ کو اختیار ہے کہ اسے مانیں یا اُسے مانیں؟ اس پر ایمان رکھیں یا اُس پر اس سے انکار کریں یا اُس سے؟ ✤

(۱۸) عَنْ مُعَاذٍ اَنَّہٗ کَتَبَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْاَلُہٗ عَنِ الْخُضْرَاوَاتِ وَھِیَ الْبُقُوْلُ قَالَ لَیْسَ فِیْھَا شَیْءٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سبزہری ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں ہے حنفی مذہب اسے بھی نہیں مانتا۔ چنانچہ اوپر اس سے پہلے ۱۷ میں ہدایہ کی عبارت گذری ہے۔ جس میں موجود ہے کہ زمین سے جو پیداوار ہوتی ہے اس میں زکوٰۃ واجب ہے حنفی بھائیو! اب آپ کو اختیار ہے کہ سبز اور ہری ترکاریوں میں زکوٰۃ نہ مانکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھیں۔ یا اُن میں بھی زکوٰۃ مان کر کسی اور کو سچا سمجھیں خواہ حدیث کو مانئے خواہ اپنی فقہ کو؟ ✤

(۱۹) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنَّ الشَّمْسَ خُسِفَتْ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ مُنَادِیًا اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ فِیْ رَکْعَتَیْنِ وَ اَرْبَعَ سَجَدَاتٍ الخ (متفق علیہ مشکوٰۃ جلد اول ص۱۲۹ باب صلوٰۃ الخسوف) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں سورج گہن کے موقعہ پر آپ نے منادی کے ذریعے اعلان کرایا کہ نماز کیلئے جمع ہو جاؤ۔ پھر آپ نے آگے بڑھکر دو رکعتیں پڑھائیں۔ ہر رکعت میں دو دو رکوع کئے۔ یہ حدیث صاف ہے کہ گہن کی نماز کی ہر رکعت میں دو رکوع ہیں لیکن حنفی مذہب اس سچی اور صحیح اور صریح حدیث کو نہیں مانتا چنانچہ حنفیوں کی معتبر کتاب ہدایہ باب صلوٰۃ الکسوف ص۱۵۵ میں ہے اِذَا انْکَسَفَتِ الشَّمْسُ صَلَّی الْاِمَامُ بِالنَّاسِ

جلد اوّل ہونے والی ترکاریوں کی زکوٰۃ کا مسئلہ

سورج گہن کی نماز کا مسئلہ

رَكْعَتَيْنِ كَهَيْئَةِ النَّافِلَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ۔ یعنی سورج گہن کی نماز امام دو رکعت پڑھائے جیسے اور نفل نماز کی ہیئت ہے۔ ہر رکعت میں ایک رکوع کرے۔ حنفی بھائیو! یہ ہے بخاری مسلم کی حدیث رسولؐ اور یہ ہے ہدایہ کی فقہ کا مسئلہ۔ فرمایئے آپ کسے مقبول کریں گے اور کسے مردود؟ +

جلسہ استراحت کا مسئلہ

(۲۰) عَنْ مَالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَاِذَا كَانَ فِيْ وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا (رواہ البخاری مشکوٰۃ ص۷۵ جلد اول باب صفۃ الصلوٰۃ) یعنی حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اس طرح دیکھی کہ آپ جب پہلی رکعت سے یا تیسری رکعت سے کھڑا ہونا چاہتے تو سجدے سے اٹھکر جب تک اچھی طرح ٹھیک ٹھاک درستگی سے نہ بیٹھ جائیں کھڑے نہ ہوتے تھے۔ یہ حدیث علاوہ اعلیٰ مرتبے کی صحیح ہونے کے بہت کھلے لفظوں میں بیان کرتی ہے کہ جب پہلی رکعت کا دوسرا سجدہ کرکے دوسری رکعت کیلئے اٹھنا چاہے تو سجدے سے اٹھکر اچھی طرح بیٹھکر پھر اٹھے۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ بیٹھے۔ چنانچہ حنفی مذہب فقہ کی بہترین کتاب ہدایہ ص۹۳ جلد اول باب صفۃ الصلوٰۃ میں ہے۔ وَاسْتَوٰى قَائِمًا عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ وَلَا يَقْعُدُ یعنی اپنے پنجوں کے بل سیدھا کھڑا ہو جائے بیٹھے نہیں۔ حنفی بھائیو! حدیث و فقہ آپ کے سامنے ہے۔ حدیث میں ہے کہ بیٹھے۔ حنفی مذہب میں ہے کہ نہ بیٹھے۔ اب کہو تم کیا کروگے؟ حنفی بنکر بیٹھوگے؟ یا اہلحدیث بن کر بیٹھ جایا کروگے؟ میرا مشورہ تو یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ چھوڑو۔ گو تمہیں دنیا چھوڑ دے۔ آگے تمہیں اختیار ہے +

پگڑی پر مسح کا مسئلہ

(۲۱) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ (رواہ مسلم مشکوٰۃ جلد اول ص۴۶ باب سنن الوضوء) یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے ہوئے پیشانی کے اوپر کے بالوں پر اور پگڑی پر مسح کیا۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور صاف ہے کہ جو شخص صافہ باندھے ہوئے ہو وہ وضو کرتے ہوئے اپنے صافے پر مسح کرلے۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کا منکر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ عمامے پر مسح نہ کرے چنانچہ فقہ کی معتبر کتاب ہدایہ کتاب الطہارت ص۴۴ جلد اول میں ہے وَلَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى الْعِمَامَةِ یعنی عمامے پر مسح کرنا جائز نہیں۔ حنفی بھائیو! کیا آپ ہدایہ کے

مقلد ہو کر ہی سمجھیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجائز فعل کیا؟ کیا حدیث کے مقابلے میں آپ فقہ کو لیں گے؟ مِنْهُ التَّوْفِيقُ ۝

(۲۲) عَنْ عَمَّارٍ ... ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ (رواہ البخاری ومسلم مشکوٰۃ باب التیمم ص۵۴ جلد اول) یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کر کے بتلایا۔ اس طرح کہ اپنے دونوں ہاتھ مٹی پر مارے۔ اور انھیں پھونک کر اپنے چہرے پر مل لئے۔ اور دونوں پہنچے مل لئے۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور صاف بتلا رہی ہے کہ تیمم میں صرف ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مارنے کافی ہیں لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ دو مرتبہ مٹی پر ہاتھ مارنے چاہئیں۔ چنانچہ حنفی مذہب کی اول درجے کی کتاب ہدایہ ص۳۴ باب التیمم جلد اول میں ہے وَالتَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ۔ یعنی تیمم میں دو مرتبہ مٹی پر ہاتھ مارے۔ حنفی بھائیو! سنو، ہم مانتے ہیں کہ ایک ضعیف سی حدیث میں دو دفعہ مٹی پر ہاتھ مارنا بھی آیا ہے۔ اگر کوئی اُس حدیث کو مان کر عمل کر بھی لے تو اور بات ہے یہاں ہمارا مطلب اس بحث سے نہیں بلکہ یہاں صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ اس صحیح حدیث کو حنفی حضرات نہیں مانتے۔ حدیث پر ایمان رکھنے والا زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا تھا کہ اصل مسنون طریقہ ثابت شدہ تو یہی ہے کہ تیمم ایک ہی ضرب سے کرے لیکن ایک ضعیف روایت میں دو ضربیں بھی آئی ہیں۔ بس۔ اس کے کیا معنیٰ؟ کہ ایک تعلیم رسولؐ کو ایک فعل پیغمبرؐ کو مہمل قرار دیا جائے اُس پر ایمان رکھا جائے نہ اُس پر عمل کیا جائے بلکہ یہ حدیث سامنے رکھتے ہوئے اس سے انکار کیا جائے اور فقہ میں مسئلہ لکھا جائے کہ یہ ناجائز ہے۔ اور اسی پر عمل وعقیدہ رکھا جائے۔ ہے کوئی جو ایمان کو بچا کر اُس فعلِ رسولؐ کو ناجائز کہدے، جو صراحت وصحت کے ساتھ اللہ کے محترم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو؟ اسی طرح یہ اصول ہم اہلحدیثوں کا ہر اُس جگہ ہے جہاں کسی فعل کی نقل یا حکم دو طرح پر ہو کہ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا۔ ہر بات ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ اگر کسی فعل کے کئی طریق احادیث صحیحہ سے ثابت ہوں تو ہم سب کو مانتے ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک تو شافعی لے لے۔ ایک حنفی لے لے۔ ایک مالکی لے لے۔ ایک حنبلی لے لے۔ یہ کوئی باوا کی میراث نہیں۔ یہاں تو ہر مسلمان ہر فعل وفرمانِ نبیؐ کے ماننے کا مکلف ہے۔ یہ تفرقہ بہ حد بندی یہ تقسیم خدا کو سخت ناپسند ہے اسی کے معنیٰ دین کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک سخت معیوب ہے ✦

(۲۳) عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ قَالَ اَلْقَی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّاْذِیْنَ هُوَ بِنَفْسِہٖ ثُمَّ تَعُوْدُ فَتَقُوْلُ الخ (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ باب الاذان جلد اول ص۱۳۶) یعنی ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان سکھائی۔ اس میں آپ نے یہ بھی بتلایا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تک کہہ کر پھر دوبارہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو دو مرتبہ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو دو مرتبہ کہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس طرح انیس ۱۹ کلموں کی اذان آپ نے سکھائی الخ یہ لمبی حدیث پوری اذان کی بالکل صحیح آپ کے سامنے ہے اور اس میں دوبارہ ان چاروں کلمات کے دوہرانے کا فرمان و تعلیم پیغمبر موجود ہے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ وہ اس کا بالکل منکر ہے۔ چنانچہ حنفیوں کی معتمد کتاب ہدایہ جلد اول باب الاذان صفحہ میں ہے وَلَا تُرَجِّعُ فِیْهِ یعنی اذان میں اس طرح ان چاروں کلمات کو دہرائے نہیں ہیں اوپر تنبیہ کر چکا ہوں کہ الحدیث ہر صحیح حدیث کو، محمدی ہر فرمانِ محمد کو (صلی اللہ علیہ وسلم) سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ وہ ایک کے مومن ایک کے منکر نہیں ہوتے۔ یہ عادت مذہبی لوگوں میں ہے۔ کوئی اس سے منکر ہے کوئی اُس سے منکر ہے۔ حنفی بائیں چلتا ہے تو شافعی دائیں۔ اس کی دوڑ مشرق کی طرف ہوتی ہے تو وہ اپنی نگاہ مغرب کی طرف جماتا ہے۔ اہلحدیث خدا کے فضل سے اللہ کے رسول کے اشاروں پر دوڑتے ہیں۔ جدھر نگاہِ رسول اٹھی اسی طرف یہ لپکے۔ دائیں لیجائیں تو اور بائیں لیجائیں تو۔ آگے دوڑائیں تو اور پیچھے ہٹائیں تو۔ ہمیں وہ حدیث بھی مسلم ہے جس میں دُہرانا مروی نہیں۔ نکیل ناک میں ہے۔ لگام منہ میں ہے۔ آنکس سر پہ ہے۔ جہاں ارادہ نرم ہو گئے جہاں گرادیا گرم ہوئے اب آپ سے اے حنفی بھائیو! سوال ہے کہ آیا ان کلمات کو دوہرانے کے حکم رسول کو آپ مانتے ہیں؟ یا حنفی مذہب کے اُسے نہ دہرانے کے حکم کو؟

(۲۴) عَنْ عَمَّارٍ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ۔ (بخاری مسلم۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۸ جلد اول باب التیمم) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کا طریقہ سکھاتے ہوئے اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر ملے اور دونوں ہتھیلیوں پر اسی طرح یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے یہی حکم دیا۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ ہاتھوں کو ہتھیلیوں تک نہ ملے بلکہ کہنیوں تک ملے۔ چنانچہ حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب ہدایہ جلد اول باب التیمم صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے وَبِالْاُخْرٰی یَدَیْهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ۔ یعنی تیمم کے لئے جو دوسری ضرب لگائے اُس سے دونوں ہاتھ کہنیوں تک ملے۔

حنفی بھائیو! میرے کلمہ گو بھائیو! خدا کی قسم اعتراض کے طور پر نہیں کہہ رہا۔ آپ کو ستانا یا شرمندہ کرنا یا الزام دینا مقصود نہیں۔ بلکہ مقصود آگاہ کرنا۔ حدیث پہنچانا۔ فقہ و حدیث کا مقابلہ دکھانا۔ اور حدیث کے عمل پر آمادہ کرنا ہے۔ خدا ہمیں اپنے رسول کا سچا تابعدار بنائے۔ آمین!
کہو اب حدیث کو مانوگے یا فقہ کو؟ قولِ رسول کو لوگے یا قولِ امام کو۔ حدیث کے فعل پر عمل رہیگا یا فقہ کے فرمان پر؟ + اگر کوئی اور حدیث کہنی تک کی ہو تو بھی اس سے انکار تو نہیں ہو سکتا؟

(۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۶۱ باب تعجیل الصلوٰۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے صبح کی ایک رکعت آفتاب کے نکلنے سے پہلے پالی اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے عصر کی ایک رکعت آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے پالی اُس نے عصر کی نماز پالی۔ آپ کے سامنے یہ حدیث ہے۔ صبح اور عصر کا ایک ہی حکم ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ پھر نہ ماننے میں بھی یہ کمال ہے کہ اس کے ایک حصے کو مانتا بھی ہے یہ گنگا جمنی تسلیم اپنے اندر انوکھا رنگ رکھتی ہے۔ چنانچہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب ہدایہ جلد اول ص۶۸ فَصْلٌ فِی الْاَوْقَاتِ الَّتِیْ هِیَ اَدَاءُ الْعَصْرِ یَوْمِهٖ عِنْدَ الْغُرُوْبِ ۔ ۔ ۔ ۔ بِخِلَافِ غَیْرِهَا مِنَ الصَّلَوَاتِ۔ یعنی اگر کسی نے سورج کے غروب کے وقت نماز عصر ادا کی تو ناجائز نہیں ۔ ۔ ۔ اور کسی نماز کا یہ حکم نہیں۔ سنا آپ نے! عصر کی نماز تو جائز لیکن صبح کی ناجائز۔ حالانکہ حدیث میں دونوں کے جواز کا ذکر ہے ایک ہی حدیث ہے جس کے ایک حصے کو مان کر دوسرے کا انکار ہے تعجب ما تعجب ہے اور افسوس جیسا افسوس ہے۔ اللہ رحم کرے۔ اگر یہ حدیث ماننے کے قابل ہے تو دونوں جملے ماننے کے قابل ہیں اگر ماننے کے قابل نہیں تو دونوں نہیں۔ اگر مقبول ہے تو پوری مقبول ہے۔ مردود ہے تو پوری مردود ہے یہ آدھا تیتر آدھا بٹیر کیسا؟ یہ موم دلی پھر ساتھ ہی سنگدلی۔ عجب بھول بھلیاں ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ ایمان و انکار کا مجموعہ کیوں ہے؟ پس میرے بھائیو! توبہ کرو۔ حدیث پر ایمان رکھو جو اُس کے خلاف ہو تم اُس کے خلاف ہو جاؤ۔ کہئے اب کیا ارادہ ہے؟ حدیث کو مانوگے؟ یا فقہ کو؟

(۲۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَیْنِ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَیْنِ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ لِمَنْ

ایک حدیث کے آدھے حصے کا اقرار اور آدھے کا انکار

مغرب سے پہلے کی سنتوں کا ثبوت

شَآءَ کَرَاھِیَۃَ اَنْ یَّتَّخِذَھَا النَّاسُ سُنَّۃً (متفق علیہ مشکوٰۃ جلد اول ص۱۰۱ باب السنن) یعنی رسول اللہ صلی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعت نماز ادا کر لیا کرو۔ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لیا کرو۔ تیسری دفعہ کے حکم کے ساتھ ہی فرمایا جو چاہے اس بات کی ناپسندیدگی کی وجہ سے کہ لوگ اسے واجب نہ بنالیں۔ صحابہؓ کرام اس فرمان پر اس قدر عامل تھے کہ اذانِ مغرب ہوتے ہی ان دو رکعتوں کو پڑھنے لگتے۔ یہانتک کہ اگر کوئی ناواقف انجان آجائے تو شاید یہ سمجھے لے کہ نمازِ مغرب کی جماعت ہو چکی۔ یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے اور حدیث میں ہے کہ ہم یہ دو رکعتیں حضورؐ کے دیکھتے ہوئے پڑھا کرتے تھے۔ ان حدیثوں کو بھی حنفی مذہب نہیں مانتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رکعتوں کے پڑھنے کا حکم دیتے ہیں۔ حنفی مذہب اُن سے روکتا ہے چنانچہ فقہ کی زبردست بہت بڑی کتاب ہدایہ جلد اول ص۱۰۱ کتاب الصلوٰۃ میں ہے وَلَا یَتَنَفَّلُ بَعْدَ الْغُرُوْبِ قَبْلَ الْفَرْضِ۔ یعنی سورج غروب ہو جانے کے بعد مغرب کی نماز فرضوں سے پہلے نفل نہ پڑھے۔ حنفی بھائیو! کہو اب حدیث مانو گے؟ یا فقہ؟

(۲۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعٰی لِلنَّاسِ النَّجَاشِیَّ الْیَوْمَ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَخَرَجَ بِھِمْ اِلَی الْمُصَلّٰی فَصَفَّ بِھِمْ وَکَبَّرَ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ص۱۴۲ جلد اول باب المشی بالجنازۃ الخ) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہِ حبش نجاشیؓ کے انتقال کی خبر جس دن وہ اپنے وطن میں انتقال کر گئے صحابہؓ کو دی۔ اور انھیں لیکر عیدگاہ پہنچکر اُن کی صفیں باندھکر نماز جنازہ غائبانہ چار تکبیروں سے ادا کی یہ حدیث صحیح ہے صریح ہے کہ نماز جنازہ غائبانہ حضورؐ نے پڑھی لیکن حنفی مذہب اُسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ نماز جنازہ غائبانہ پڑھنی نہ چاہیئے۔ چنانچہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب دُرِّ مختار جلد اول باب صلوٰۃ الجنائز میں ہے فَلَا تُصَحُّ عَلٰی غَائِبٍ یعنی جنازہ غائبانہ صحیح نہیں۔ برادران اب کیا اس حکم کو مان کہو گے کہ نمازِ رسولؐ صحیح نہیں ہوئی؟ یا کہو گے کہ یہ قول جو خلافِ ہمیں ہے صحیح نہیں؟ +

(۲۸) عَنْ اَنَسٍ . . . . اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُّوْتِرَ الْاِقَامَۃَ اِلَّا الْاِقَامَۃَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ مشکوٰۃ جلد اول ص۶۱ باب الاذان) یعنی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا گیا کہ اذان کے کلمات دوہرے کہیں اور تکبیر کے کلمات سوائے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے اکہرے کہیں۔ یہ بخاری مسلم کی حدیث ہے اور صاف ہے کہ تکبیر اکہری کہنی چاہیئے۔ ابوداؤد

غائبانہ نماز جنازہ کی حدیث مسلم

اکہری تکبیر کی حدیث مسلم

نسائی۔ دارمی وغیرہ میں یہ لفظ بھی ہیں کہ کلماتِ تکبیر ایک ایک مرتبہ کہے سوائے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے لیکن اس سرے سے اُس سرے تک حنفیوں میں پھر آیئے۔ ایک حنفی عالم غالباً ایسا نہ نکلیگا جو اُسے مانے ہزاروں لاکھوں حنفیوں میں سے ایک بھی اسے نہیں مانتا۔ نہ اس پر عمل کرنا جائز جانتا ہے۔ کیوں؟ صرف اسلئے کہ حنفی مذہب اس کے برخلاف ہے۔ چنانچہ ہدایہ باب الاذان صفحہ جلد اول میں ہے وَالْاِقَامَۃُ مِثْلُ الْاَذَانِ یعنی تکبیر بھی اذان کی طرح (یعنی دوہری) کہے۔ حنفی بھائیو! اب کہئے کیا آپ حدیث مانیں گے؟ یا فقہ؟ کیا کلام الرسولؐ کی عزت کرینگے یا کلام امتی کی؟ برادران مانا کہ ایک حدیث میں تکبیر کا دوہرا کہنا بھی ہے گو وہ صحت میں اس پایے کی نہ ہو لیکن اس کے برابر مان لینے کے بعد بھی کیا کسی کو یہ حق حاصل ہے؟ کہ اس حدیث سے انکار کر جائے؟ اگر حدیث ہونے کے اعتبار سے وہ قابلِ عمل وعقیدہ ہے تو یہ کیوں نہ ہو؟ الحمدللہ اہلحدیث ایسے موقع پر سب کو مانتے ہیں۔ اور ان کے ثبوت وصحت کی حیثیت کے مطابق سب کو قابلِ عمل جانتے ہیں اسی طرح جس مسئلے میں جو حدیثیں ہوں اہلحدیث اُن کا بٹوارہ نہیں کرتے بلکہ سب کو سرآنکھوں پر رکھتے ہیں۔ میں پہلے بھی ظاہر کرچکا ہوں پھر بھی سن لیجئے کہ اس مضمون سے ہمارا مقصد صرف اسقدر ہے کہ ان حدیثوں کو آپ حنفی بھائیوں نے مِل جل کر چھوڑ رکھا ہے اور یہ بالکل خلافِ اسلام کام ہے اسلئے اِن چیزوں کو سامنے کرکے ہماری گذارش ہے کہ اوّلاً تو آپ اس دھوکے سے نکل جائیں جو خوب زوروں سے پھیلایا گیا ہے کہ فقہ حنفیہ تمام حدیث ہے یعنی فقہ میں کوئی مسئلہ خلافِ حدیث نہیں دوسرے یہ کہ آپ جان لیں کہ مقلد محض ہونے میں آپ کو کتنی حدیثوں کو جواب دینا پڑتا ہے؟ اور کس طرح بخاری مسلم کی صحیح صحیح روایتوں کو آپ کو طلاقہ چھوڑنا پڑتا ہے؟ خدا ہمیں نیک توفیق دے ✤

(۲۹) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ یَتَّخِذُ خَلًّا فَقَالَ لَا (رَوَاہُ مسلم۔ مشکوٰۃ باب بیان الخمر ص۳۱۲ جلد دوم) یعنی امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتوٰی لیا گیا کہ کیا شراب کا سرکہ بنالیا جائے؟ تو آپ نے فتوٰی دیا کہ ہرگز نہیں۔ ہے کوئی جو اس کی سند میں کوئی عیب نکال سکے؟ ہے کوئی جو اس کے معنی میں کوئی ایچ پیچ کرسکے؟ صحیح ہے صریح ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا حرام ہے لیکن سارے حنفی اللہ کے رسولؐ کے اس حرام کو حلال بنائے ہوئے ہیں۔ ایک حنفی نہیں جو اس حدیث کو مانتا ہو، دیکھئے حنفی مذہب کی مقبول عام کتاب ہدایہ ص۴۸۳ جلد چہارم کتاب الاشربہ میں ہے۔ وَاِذَا تَخَلَّلَتِ الْخَمْرُ حَلَّتْ سَوَاءٌ

صَارَتْ خَلًّا بِنَفْسِهَا أَوْ بِشَيْءٍ يُطْرَحُ فِيهَا وَلَا يُكْرَهُ تَخْلِيلُهَا۔ یعنی جب شراب کا سرکہ بن گیا تو وہ حلال ہوگیا خواہ خود بخود بن جائے خواہ کوئی اور چیز ڈال کر اس کا سرکہ بنا لیا جائے اور شراب کا سرکہ بنانا مکروہ بھی نہیں حنفی بھائیو! یہ ہے حدیثِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ شراب کا سرکہ نہ بنایا جائے اور یہ ہے حنفی مذہب کہ شراب کا سرکہ بنانے میں کوئی کراہیت نہیں بلکہ شراب کا سرکہ بننے سے وہ حلال ہوجاتا ہے کہو اب کیا مقبول ہے؟ اور کیا مردود ہے؟ +

(۳۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَتْ إِمْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۹۶ جلد اول باب الجماعۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانا چاہے تو وہ اُسے روکے نہیں۔ یہ حدیث اعلیٰ درجے کی صحیح ہے اور اس سے صاف ثابت ہے کہ عورتوں کو جماعت کے ساتھ مسجد میں آکر نماز پڑھنا جائز ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ اُن کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے لیکن اس حدیث سے مسجد میں آنے کی اجازت ہے باوجود اس کے حنفی مذہب اُسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ مکروہ ہے چنانچہ ہدایہ کتاب الصلوٰۃ ص۱۵۵ جلد اول میں ہے وَيُكْرَهُ لَهُنَّ حُضُورُ الْجَمَاعَاتِ یعنی عورتوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں آنا مکروہ ہے کہو حنفی بھائیو! حدیث کو مان کر اُسے جائز جانو گے؟ یا فقہ پر ایمان لاکر اُسے مکروہ مانو گے؟ ع ؎

عورتوں کا مسجد میں جانا

(۳۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ الخ۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف باب فیہ فصلان ص۶۲ جلد اول) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حضرت بلال رات رہتے ہوئے اذان دیتے ہیں الخ یہ حدیث صاف ہے کہ صبح صادق ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک اذان کہی جاتی تھی۔ اور حدیث میں ہے کہ یہ اسلئے ہوتی تھی کہ تہجد گذار لوٹ جائیں اور سحری کے بندوبست میں لگ جائیں۔ اور سوتے ہوئے لوگ بھی جاگ جائیں لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ ہدایہ جیسی فقہ حنفی کی معتبر کتاب کے ملک جلد اول باب الاذان میں ہے۔ وَلَا يُؤَذَّنُ لِصَلٰوةٍ قَبْلَ دُخُولِ وَقْتِهَا یعنی کسی وقت کی نماز کے لئے اُس کے وقت سے پہلے اذان نہ کہے۔ کہو حنفی بھائیو! اب حدیث مانو گے؟ یا فقہ؟ اس مسئلہ کی پوری تفصیل مع تردید مخالفین ہماری کتاب اذانِ محمدی میں ہے۔

سحری کی اذان کا مسئلہ

ع الحمد للہ اس مسئلے پر مولانا محمد صاحب کی ایک مستقل کتاب بنام جماعتِ محمدی ہے جس میں اس مسئلے کو اور عورتوں کے عیدگاہ میں آنے کے وجوب کو پوری طرح ثابت کیا ہے اور مخالفین کی تمام دلیلوں کا نہایت زوردار رجما تُلا جواب دیا ہے۔ اس پتے سے بقیمت چار آنے مل سکتی ہے پتہ دفتر اخبار محمدی دھلی

غلاموں پر حنفی مذہب کا ظلم

(۳۲) عَنْ سَمُرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ عَبْدَهٗ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهٗ جَدَعْنَاهُ (رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمیؒ الخ مشکوٰۃ ص۳۱۱ جلد دوم کتاب القصاص) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کردے ہم اُسے اُس کے بدلے قتل کریں گے اور جو اپنے غلام کی ناک کاٹ لے ہم بھی اس کی ناک کاٹ لیں گے۔ یہ حدیث صریح ہے کہ غلام کے قتل کا قصاص آزاد سے لیا جائے گا۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا اُن کے مذہب کی اعلیٰ ترکتاب ہدایہ ص۵۴۲ جلد۴ بَابُ مَا يُوْجِبُ الْقِصَاصَ میں ہے وَلَا يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِعَبْدِهٖ یعنی کسی نے اپنے غلام کو قتل کردیا تو اس کے قصاص میں اُسے قتل نہ کیا جائے گا۔ کہو حنفی بھائیو! قانونِ محمدی کو سر چڑھاؤ گے؟ یا قانونِ حکومتِ حنفیہ کو؟ +

خونِ مسلم کی بے قدری

(۳۳) عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ . . . اَلَا لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ (رواہ ابوداؤد والنسائی مشکوٰۃ جلد دوم ص۳۱۰ کتاب القصاص) یعنی خبردار مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائیگا۔ یہ حدیث صاف ہے کہ مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ اب اے حنفی بھائیو! بتلاؤ قانونِ مدنی مانو گے؟ یا قانونِ کوفی؟ جو کہتا ہے وَالْمُسْلِمُ بِالذِّمِّيِّ یعنے ذمی کافر کے قتل کے بدلے مسلمان کو قتل کردیا جائیگا (ہدایہ باب مایوجب القصاص ص۵۴۲ جلد۴)۔

قصاص میں لڑکے کا مسئلہ

(۳۴) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا اَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَاَوْمَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيْءَ بِالْيَهُوْدِيِّ فَاعْتَرَفَ وَاَقَرَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَّ رَأْسَهٗ بِالْحِجَارَةِ۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۳۱۰ جلد دوم کتاب القصاص) یعنی ایک یہودی نے ایک لونڈی کے سر کو پتھر سے کچل دیا۔ اُس سے دریافت کیا گیا کہ تیرے ساتھ یہ کس نے کیا؟ کیا فلاں نے؟ کیا فلاں نے؟ یہانتک کہ اُسی یہودی کا نام لیا گیا تو اُس نے اپنے سر کے اشارے سے اقرار کیا پھر یہودی کو بلایا گیا اُس سے پوچھا گیا اُس نے بھی اقرار کیا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اُس یہودی کا سر بھی اُسی طرح پتھر سے کچل دیا گیا۔ یہ حدیث صاف ہے اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کسی نے پتھر سے سر کچل کر کسی کو مار ڈالا ہو تو اس کا قصاص اور بدلہ بھی اسی طرح اُس کا سر کچل کر لیا جائیگا۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ ان کی معتبر کتاب ہدایہ نے اس حدیث کو رد کر دیا ہے اُس کے ص۵۴۲ باب مایوجب القصاص جلد چہارم میں ہے وَلَا يُسْتَوْفَى الْقِصَاصُ اِلَّا

بِالسَّیْفِ۔ یعنی قصاص صرف تلوار سے ہی لیا جائے۔ کہو حنفی بھائیو! کیا سونچا؟ حنفی فوجداری کا حکم بحال رہا؟ یا محمدی قانون بحال رہا؟ ؎

(۳۵) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَمَھْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْکَاھِنِ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۲۴۱ جلد اول کتاب البیوع) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے اور زانیہ کی اجرت زنا سے اور کاہن کے حلوے مانڈے سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث صاف ہے کہ کتے کی خرید فروخت حرام ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے ثَمَنُ الْکَلْبِ خَبِیْثٌ الخ کتے کی قیمت خبیث ہے یعنی حرام ہے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ جائز ہے چنانچہ ہدایہ جلد سوم کتاب البیوع ص۸۵ میں ہے یَجُوْزُ بَیْعُ الْکَلْبِ وَالْفَھْدِ وَالسِّبَاعِ یعنی کتے کی بھیڑیے کی اور درندوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔ کہو حنفی بھائیو! کتے کی خرید و فروخت کو حدیث کی ماتحتی میں حرام کہو گے؟ یا فقہ کی تقلید میں حلال کہو گے؟ دونوں چیزیں اور دونوں کے علیحدہ علیحدہ حکم آپ کے سامنے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کا میلان کدھر ہوتا ہے؟ ؎

(۳۶) عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَۃَ لَمَّا تُوُفِّیَ سَعْدُ ابْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَتِ ادْخُلُوْا بِہِ الْمَسْجِدَ حَتّٰی اُصَلِّیَ عَلَیْہِ فَاُنْکِرَ ذٰلِکَ عَلَیْھَا فَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی ابْنَیْ بَیْضَاءَ فِی الْمَسْجِدِ سُھَیْلٍ وَّاَخِیْہِ (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص۱۴۵ جلد اول بَابُ الْمَشْیِ بِالْجَنَازَۃِ الخ) یعنی حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے انتقال پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن کا جنازہ مسجد میں لانے کو فرمایا۔ تاکہ آپ بھی نماز جنازہ میں شرکت کریں۔ اس پر جب انکار کیا گیا تو آپ نے حدیث بیان کی کہ بیضا کے دونوں لڑکے یعنی سہیل اور ان کے بھائی کے جنازے کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ہی پڑھائی تھی۔ یہ حدیث صاف ہے کہ مسجد میں جنازے کی نماز باجماعت ادا ہو سکتی ہے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے چنانچہ فقہ کی معتبر کتاب ہدایہ ص۱۶۱ فصل فی الصلوٰۃ علی المیت جلد اول میں لکھا ہے وَلَا یُصَلّٰی عَلَی مَیِّتٍ فِیْ مَسْجِدٍ جَمَاعَۃً یعنی جنازے کی نماز باجماعت مسجد میں ادا نہ کرنی چاہیئے۔ کہو حنفی بھائیو! اب مدینے کی راہ چلو گے یا کوفے کی؟ حضرت صلعم کی بات مانو گے؟ یا ہدایہ والے کی؟ ؎

حنفی مذہب حدیثوں کی مخالفت

مسجد میں نماز جنازہ کا مسئلہ

(۳۷) عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاِنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَلَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَنْ یَّکُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِہٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِیْ لَہٗ عَلٰی نَحْوِ مَا اَسْمَعُ مِنْہُ فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِشَیْءٍ مِّنْ حَقِّ اَخِیْہِ فَلَا یَاْخُذْ مِنْہُ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَہٗ قِطْعَۃً مِّنَ النَّارِ۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۳۲۵ جلد دوم باب الاقضیہ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں انسان ہی ہوں تم میرے پاس اپنے جھگڑے لاتے ہو بہت ممکن ہے کہ کوئی شخص چرب زبان ہو اور میں اُس کی سُن کر اُس کے حق میں فیصلہ دیدوں پس اگر میں اپنے فیصلے میں غلطی کر کے کسی کو اُس کے کسی اور مسلمان بھائی کا حق دلوادوں تو وہ اُسے ہرگز نہ لے سنو یہ تو جہنم کا ایک ٹکڑا ہے جس کا فیصلہ میں اُس کے حق میں دے رہا ہوں۔

بخاری۔ مسلم کی یہ بہت صحیح حدیث کس وضاحت سے بتلا رہی ہے کہ خلافِ واقعہ کوئی فیصلہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کردیں تو حرام حلال نہیں ہونے کا۔ اس فیصلے کی رُو سے بھی ایک کی چیز دوسرے کی فی الواقع نہیں ہونے کی۔ اُس فیصلے کے بعد بھی کسی کو حق نہیں کہ دوسرے کی چیز اپنی کرلے۔ حنفی مذہب اتنے صاف مسئلے کو بھی نہیں مانتا اور بالکل اس کا خلاف کرتا ہے۔ چنانچہ مذہب حنفیہ کی سب سے اول نمبر کی معتبر کتاب ہدایہ ص۲۹۳ جلد دوم فصل فی بیان المحرمات میں لکھا ہے وَمَنِ ادَّعَتْ عَلَیْہِ امْرَاَۃٌ اَنَّہٗ تَزَوَّجَھَا وَاَقَامَتْ بَیِّنَۃً فَجَعَلَھَا الْقَاضِیْ امْرَاَتَہٗ وَلَمْ یَکُنْ تَزَوَّجَھَا وَسِعَھَا الْمُقَامُ مَعَہٗ وَاِنْ تَدَاعَیَا یُجَامِعُھَا۔ یعنی کسی شخص پر کسی عورت نے (جھوٹا) دعوٰی کیا کہ اُس نے مجھ سے نکاح کیا ہے۔ اُس پر اُس نے گواہی (جھوٹی) بھی گذار دی۔ اور قاضی نے فیصلہ کردیا کہ یہ اُس کی بیوی ہے لیکن درحقیقت نکاح نہیں ہوا۔ تاہم اس عورت کو اس مرد کے ساتھ رہنا بسنا اور اُس سے ہمبستری اور صحبت کرنا سب جائز ہے۔ کہو حنفی بھائیو! حدیث مانو گے یا فقہ؟ میں اس پر کچھ تفصیل نہیں لکھتا۔ صورت آپ کے سامنے ہے حدیث و فقہ کا جداگانہ فیصلہ آپ کے سامنے ہے۔ اب آپ کو اختیار ہے کہ حدیثِ رسول کو مان کر اس مرد پر اس عورت کو اور اس عورت پر اُس مرد کو اس صورت میں حرام کہیں۔ یا فقہ مان کر دونوں کو بغیر واقعی نکاح کے میاں بیوی مان لیں؟ + حلال حرام کا معاملہ ہے خدا لگتی کہنا ہم

حرام عورت کو فقہ حنفی نے حلال کردیا

(۳۸) عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ قَیْسٍ اَنَّ زَوْجَھَا طَلَّقَھَا ثَلٰثًا فَاَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا نَفَقَۃَ لَکِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنِیْ حَامِلًا (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص۲۸۸

تین طلاق والی کا نان نفقہ

جلد دوم باب العدۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنھیں اُن کے خاوند نے تیسری طلاق دیدی تھی فرمایا کہ تم عدت تک کے کھانے پینے کے خرچ کی مستحق نہیں ہو بجز اس صورت کے کہ تم حمل سے ہو۔ یہ حدیث صاف ہے کہ جسے تیسری طلاق ہوگئی وہ نان نفقہ کی حقدار نہیں لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ حکم دیتا ہے کہ اس صورت میں بھی عورت نان نفقہ کی حقدار ہے۔ چنانچہ حنفی مذہب کی اسی معتبر کتاب ہدایہ کے ص۲۳۳ جلد دوم کتاب الطلاق کی فصل میں ہے وَاِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ فَلَهَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى فِيْ عِدَّتِهَا رَجْعِيًّا كَانَ اَوْ بَائِنًا۔ یعنی جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دے خواہ رجعی طلاق ہو یعنی پہلی یا دوسری خواہ بائن طلاق ہو یعنی تیسری پھر بھی اُس کے ذمے اس کا نان نفقہ اور رہنے سہنے کی جگہ ہے۔ کہو حنفی دوستو اوہ ہے حکم رسولؐ یہ ہے حکم فقیہ۔ وہ ہے حدیث۔ یہ ہے فقہ کسے مانو گے؟ اور کس پر عمل عقیدہ رکھو گے؟

(۳۹) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُّصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۱۲۶ جلد اول باب صلوٰۃ العیدین) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عید کی نماز کے لئے حائضہ عورتوں اور پردہ نشین جوان عورتوں کو بھی عیدگاہ بھیجا جائے کہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں اور اُن کی دُعا میں موجود رہیں۔ ہاں حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔ ایک عورت نے کہا کہ اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا اُسے اُس کی کوئی ساتھ والی عورت اپنی چادر میں لیجائے آپ نے خیال فرمایا کہ بخاری مسلم کی اس اول درجے کی صحیح حدیث میں عورتوں کو عیدگاہ جانے کی کسقدر تاکید ہے؟ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا اس کا مسئلہ ہے کہ عورتیں عیدگاہ نہ جائیں چنانچہ ہدایہ ص۱۰۸ جلد اول باب الامامہ میں ہے وَيُكْرَهُ لَهُنَّ حُضُوْرُ الْجَمَاعَاتِ یعنی جوان عورتوں کو جماعت میں آنا مکروہ ہے اب بتائیے گے؟ یا حنفی مذہب کو مان کر انھیں نہ جانے کی کہو گے؟ ۵ع

(۴۰) عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵ع اس مسئلہ کا پورا ثبوت اس کے ثبوت کی پوری حدیثیں اور حنفیوں کے تمام دلائل کی دھواں دھار تردید دیکھنی ہو تو مولانا محمد صاحب کی کتاب "جماعت محمدی" صرف چار آنے میں دفتر اخبار محمدی دہلی سے منگا کر دیکھئے

عورتوں کا عیدگاہ میں آنا

عید کی نمازیں

كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْأٰخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی مشکوٰۃ ص۱۲۷ جلد اول باب صلوٰۃ العیدین) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عید کی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور دوسری میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔ حنفی مذہب اس حدیث کو بھی نہیں مانتا وہ کہتا ہے۔ يُكَبِّرُ فِي الْأُولٰى بَعْدَ افْتِتَاحِ وَثَلَاثًا بَعْدَهَا ثُمَّ يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَسُورَةً وَيُكَبِّرُ تَكْبِيرَةً يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ يَبْتَدِئُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَاءَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثَلَاثًا بَعْدَهَا وَيُكَبِّرُ رَابِعَةً يَرْكَعُ بِهَا۔ (ہدایہ جلد اول ص۱۵۳ باب العیدین) یعنی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت سے پہلے تین تکبیریں کہے اور دوسری میں قرأت کے بعد تین تکبیریں کہے۔ پس حدیث میں تو سات تکبیریں پہلی رکعت میں تھیں اور پانچ دوسری میں۔ حنفی مذہب میں تین پہلی میں رہیں تین ہی دوسری میں رہ گئیں۔ اب حنفی بھائیوں سے سوال ہے کہ آیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ بارہ ۱۲ رکھیں گے یا حنفی مذہب کی مقرر کردہ چھ رکھیں گے چھ اور بارہ کا فرق اور حنفی محمدی کا فرق اور فقہ وحدیث کا فرق اور نبی امتی کا فرق اور وحی وقیاس کا فرق سامنے رکھ کر جواب دینا۔ ۵ ؎

(۴۱) بھائیو! مندرجہ بالا حدیث جو ابھی آپ پڑھ کر آئے ہیں اسی کو پھر پڑھ جائیے۔ کیا اس میں صاف صاف موجود نہیں؟ کہ نمازِ عید کی دونوں رکعتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زائد تکبیریں قرأت سے پہلے کہیں؛ لفظ ہیں قَبْلَ الْقِرَاءَةِ پھر ہدایہ کی وہ عبارت بھی پڑھ جائیے جو ابھی اس کے اوپر کے منبر میں گذری ہے کیا اس میں صاف نہیں کہ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثَلَاثًا بَعْدَهَا دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیریں کہے۔ پھر کیا کسی پر فقہ وحدیث کا یہ مقابلہ پوشیدہ رہا؟ اب فرمائیے کہ آپ اس مقابلہ میں کس طرف ہیں؟ محمدی لشکر میں یا فقہی فوج میں؟ ؎

تکبیراتِ عید کا موقعہ

(۴۲) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَّامُ التَّشْرِيقِ كُلُّهَا اَيَّامُ ذَبْحٍ۔ (مسند امام احمد ص جلد) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایامِ تشریق (یعنی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ سے تیرہویں تاریخ تک) سب دن قربانی کے دن ہیں۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ بقرہ عید کے مہینے میں قربانی تیرہویں تاریخ پوری تک ہے لیکن حنفی مذہب اس کا منکر ہے وہ کہتا ہے کہ صرف بارہویں

قربانی کے دنوں کی گنتی

۵ ؎ نماز اگر سنت کے مطابق سیکھنی ہو تو کتاب صلوٰۃ محمدی تین آنے میں دفتر اخبار محمدی سے منگوا لیجئے۔

تک ہی ہے۔ چنانچہ ہدایہ صـ۴۳۳ جلد چہارم کتاب الاضحیہ میں ہے۔ وَهِيَ جَائِزَةٌ فِي ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهٗ یعنی قربانی کے تین دن ہیں دس۔ گیارہ اور بارہ تاریخ ذی الحجہ کی۔ کہو حنفی بھائیو! اب تمہیں کس پر اعتماد ہے؟ قولِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قولِ امتی پر؟ ۵۶

(۴۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَّةُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ (مستدرک حاکم جلد اول صـ۱۸۶) قبر کے عذاب کا سبب عموماً پیشاب کی وجہ سے ہے آپ نے سُن لیا کہ پیشاب کی چھینٹوں سے بچنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے ہیں اور اس سے پرہیز نہ کرنے والے کو عذابِ قبر سے ڈرا رہے ہیں۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ پیشاب ناپاک ہے لیکن حنفی مذہب کی معتمد کتاب ہدایہ صـ۶۰ جلد اول باب الانجاس میں ہے فَاِنِ انْتَضَحَ عَلَيْهِ الْبَوْلُ مِثْلُ رُؤُسِ الْاِبَرِ فَذٰلِكَ لَيْسَ بِشَيْءٍ۔ یعنی اگر کسی پر سوئی کے ناکے کے برابر کی چھوٹی چھوٹی چھینٹیں پیشاب کی پڑ جائیں تو یہ کوئی چیز نہیں۔ بلکہ اس سے پہلے صـ۵۸ پر اسی کتاب میں اسی باب میں لکھتے ہیں وَقَدْرُ الدِّرْهَمِ وَمَا دُوْنَهٗ مِنَ النَّجِسِ الْمُغَلَّظِ كَالدَّمِ وَالْبَوْلِ وَالْخَمْرِ وَخُرْءِ الدَّجَاجِ وَبَوْلِ الْحِمَارِ جَازَتِ الصَّلٰوةُ مَعَهٗ۔ یعنی ہتھیلی کی چوڑائی کے برابر سخت ناپاک چیز لگ گئی ہو (یعنی کپڑے پر یا بدن پر) تو بھی اس کے ہوتے ہوئے نماز ہو جائیگی مثلاً کپڑے پر یا بدن پر ناپاک خون یا پیشاب یا مرغ کی بیٹ یا گدھے کا موت لگ گیا اُس کے لگے ہوئے اس کے ہوتے ہوئے بھی نماز کا پڑھ لینا جائز ہے۔ کہو حنفی بھائیو! پیشاب کی چھینٹوں اور ہتھیلی کے برابر کے پیشاب لگے ہوئے سمیت حنفی مذہب کے مطابق نماز جائز جان کر پڑھ لوگے؟ یا حدیث کے مطابق اس سے پرہیز فرض جانوگے؟ ۵۶

(۴۴) عَنْ اَنَسٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ اُمِّ مَكْتُوْمٍ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ اَعْمٰى (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ صـ۹۸ جلد اول باب الامامۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خلیفہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو بنایا یہ نابینا تھے اور یہی صحابہ کی امامت کراتے تھے۔ یہ حدیث کس قدر صاف ہے کہ اندھا آدمی امام بن سکتا ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ اندھے کی امامت مکروہ ہے چنانچہ حنفی مذہب کی بڑی آن بان شوکت شان والی کتاب ہدایہ جلد اول باب الامامت صـ۱۱۱ میں ہے وَيُكْرَهُ تَقْدِيْمُ الْاَعْمٰى۔ یعنی جن کی امامت مکروہ ہے اُن میں ایک اندھا آدمی بھی ہے۔ کہو حنفی دوستو! ایمان کا تقاضا اس وقت جبکہ حدیث اندھے کی امامت کو مکروہ نہیں بتلاتی اور فقہ مکروہ

پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز کرنے کا حکم اور نہ کرنے والے کو عذاب قبر کی وعید

نابینا کی امامت کا مسئلہ

بتلاتی ہے کیا ہے؟ حدیث کو ماننا یا حنفی مذہب کو ماننا؟

(۴۵) عَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ ابْنِ اُسَامَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی مشکوٰۃ ص۵۳ جلد اول باب تطہیر النجاسات) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھالوں کی ممانعت فرمائی۔ یہ حدیث صاف ہے کہ کتے بھیڑیے وغیرہ کی کھالیں ممنوع ہیں لیکن حنفی مذہب کا مسئلہ ہے کہ سوائے خنزیر اور انسان کی کھال کے اور کھالیں دباغت کے بعد پاک ہیں۔ انھیں پہن کر نماز ہو جاتی ہے ان کے ڈولوں میں پانی لیکر وضو ہو سکتا ہے چنانچہ ہدایہ جلد اول ص۲۴ باب الماء الذی یجوز بہ کُلُّ اِھَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَھُرَ وَجَازَتِ الصَّلٰوۃُ فِیْہِ وَالْوُضُوْءُ مِنْہُ اِلَّا جِلْدَ الْخِنْزِیْرِ وَالْاٰدَمِیِّ۔ یعنی ہر کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے پھر اُسے پہن کر نماز ہو سکتی ہے اور اُس میں پانی لیکر وضو بھی جائز ہے۔ سوائے سور اور انسان کی کھال کے۔ کہو حنفی بھائیو! اب کتوں وغیرہ درندوں کی کھالوں کی نسبت آپ کا مذہب وہ رہیگا جو حدیث میں ہے؟ یا وہ جو فقہ میں ہے؟

کتوں کی رنگی ہوئی کھال حنفی مذہب میں پاک ہے

(۴۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَفَعَ اِلٰی یَھُوْدِ خَیْبَرَ نَخْلَ خَیْبَرَ وَاَرْضَھَا عَلٰی اَنْ یَّعْتَمِلُوْھَا مِنْ اَمْوَالِھِمْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَطْرُ ثَمَرِھَا۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص۲۵۷ جلد اول باب المساقاۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے باغات اور کھیت یہودیوں کو اسلئے دئے کہ وہ کھیتی کریں۔ باغ بوئیں۔ محنت اور خرچ اُن کا ہو اور جو پیداوار ہو اُس میں سے آدھا اُن کا اور آدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ یہ حدیث صاف ہے کہ ایک کی زمین وغیرہ ہو دوسرے کی محنت اور خرچ وغیرہ ہو تو وہ آپس میں پیداوار کے حصے طے کر کے شرکت میں کھیت اور باغ کا نفع بانٹ سکتے ہیں۔ لیکن حنفی مذہب کی اعلیٰ معتبر کتاب ہدایہ کتاب المزارعہ ص۴۰۸ جلد چہارم میں ہے قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اَلْمُزَارَعَۃُ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ بَاطِلَۃٌ یعنی تہائی چوتھائی مقرر کر کے شرکت میں کھیتی کرنی ناجائز ہے۔ کہو حنفی بھائیو! کیا فقہ مان کر یہ عقیدہ رکھکر کہ اللہ کے رسول سب رسولوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ناجائز کام کیا یہی کہو گے کہ اس طرح کی شراکت باطل ہے؟ یا حدیث پر ایمان رکھکر فقہ کے اس مسئلہ کو باطل کہہ کر وہ مانو گے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا؟ دوستو! اگر فقہ کا کوئی مسئلہ رد ہو جائے تو تمہارا دل دکھے؟ اور حدیث رد ہو جائے تو تمہاری پیشانی پر بل بھی نہ آئے؟ حالانکہ شرط ایمان یہ ہے کہ حدیث

کھیت اور باغ کی شرکت امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں۔

رہے چاہے سب کے سب قول رد ہو جائیں۔ یہاں یہ بات بیان کر دینی نہایت ضروری ہے کہ امام صاحب کے اس مسئلہ کو اُن کے دونوں شاگردوں نے نہیں مانا۔ بلکہ آج تک حنفی دنیا نے بھی اسے نہیں مانا۔ آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ سارے حنفی زمیندار کھیتیاں اسی طرح کرتے ہیں پس ہماری طرف سے دعوت ہے کہ جس طرح اس مسئلے میں امام صاحبؒ کے قول کو چھوڑ دیا گیا۔ اور پھر تقلید میں کوئی کمی نہ آئی۔ اسی طرح ہر اُس مسئلے کو چھوڑ دیجئے جو حدیث کے خلاف ہو۔ یہی اہل حدیث کی چاہت ہے اور اسی کی وہ آپ کو دعوت دیتے ہیں ✤

(۴۷) و (۴۸) و (۴۹) و (۵۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ وَّکُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص۳۱۲ جلد دوم باب بیان الخمر) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نشہ لانے والی ہر چیز خمر (یعنی شراب) ہے اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ یہ بالکل صحیح حدیث آپ کے سامنے ہے جس نے ہر نشے والی چیز کو شراب اور شراب کو حرام قرار دیدیا ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ حنفی مذہب کی معتبر کتاب ہدایہ ص۴۸۱ جلد چہارم کتاب الاشربہ میں ہے اِنَّ مَا یُتَّخَذُ مِنَ الْحِنْطَۃِ وَالشَّعِیْرِ وَالْعَسَلِ وَالذُّرَّۃِ حَلَالٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رح وَلَا یُحَدُّ شَارِبُہٗ وَاِنْ سَکِرَ مِنْہُ۔ یعنی گیہوں جو۔ شہد اور جوار کی بنائی ہوئی حلال ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور اس کے پینے والے کو حد بھی نہ لگائی جائے گی۔ گو اس کے پینے سے اُسے نشہ بھی چڑھ گیا ہو۔ حنفی بھائی! حدیث پر عمل کر کے انھیں حرام کہیں گے؟ یا فقہ پر عمل کر کے اُسے حلال کہیں گے؟ بلکہ ابو داؤد میں حدیث ہے حضرت دیلم حمیری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم سرد ملک کے رہنے والے ہیں اور ہیں بھی مزدور پیشہ لوگ ہم گیہوں سے ایک قسم کی پینے کی چیز بنا لیتے ہیں جس سے ہمیں قوت حاصل ہوتی ہے اور سردی کی تکلیف بھی نہیں ہوتی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اُس سے نشہ ہوتا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ جی ہاں نشہ تو ہوتا ہے آپ نے فرمایا پھر اُس سے بالکل دور رہو۔ انھوں نے کہا کہ اچھا میں یہ فرمان تو آپ کا پہنچا دونگا لیکن لوگ (بوجہ عادت اور ضرورت اور فوائد کے) اسے چھوڑینگے نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر نہ چھوڑیں تو اُن سے جہاد کرو۔ برادران یہ حدیث بھی بہت صاف ہے اور اس میں لفظ موجود ہیں کہ گیہوں کی شراب بھی حرام ہے لیکن حنفی مذہب اسے حلال کہتا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے منبر نبوی پر خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا کہ

حنفی مذہب نے چار قسم کی شراب حلال کر رکھی ہے

جب آیت حرمتِ شراب نازل ہوئی اُس وقت اِن پانچ چیزوں کی شراب بنتی تھی۔ انگور کی کھجور کی۔ گیہوں کی۔ جَو کی اور شہد کی۔ مسلمانو! سُنا آپ نے گیہوں جَو اور شہد کی شراب کی حُرمت قرآن میں نازل ہوئی لیکن حنفی مذہب ان تینوں کو حلال کہتا ہے۔ اب جُوار کی شراب کی نسبت بھی صاف حدیث سُن لیجئے! مسلم شریف میں ہے کہ ایک یمنی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہمارے ہاں جُوار سے ایک پینے کی چیز بنتی ہے اُس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کیا وہ نشہ لاتی ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں نشہ لاتی ہے۔ آپ نے فرمایا نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے الخ دوستو! ان حدیثوں پر دوبارہ نظر ڈال جاؤ۔ گیہوں کی۔ جَو کی۔ جُوار کی اور شہد کی شراب کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرمائی۔ قرآن نے حرام کی۔ اور حنفی مذہب حلال کہتا ہے۔ اب انصاف سے کہو کہ خدا رسولؐ کی بات ماننی چاہیئے یا کسی کی؟ جو حدیثیں اس مسئلے کی ہیں نے یہاں نقل کی ہیں سب مشکوٰۃ میں موجود ہیں۔ آئیے میں آپ کو ایک اور صاف حدیث بھی سُنا دوں ترمذی ابن ماجہ اور ابو داؤد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا وَّمِنَ الشَّعِيْرِ خَمْرًا وَّمِنَ التَّمْرِ خَمْرًا وَّمِنَ الزَّبِيْبِ خَمْرًا وَّ مِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا۔ یعنی گیہوں۔ جو۔ کھجور۔ کشمش اور شہد کی بھی شراب ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جتنے مسائل اس کتاب میں میں نے لکھے ہیں۔ اُن کی ایک ایک حدیث وارد کی ہے لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ان مسائل میں یہی ایک ایک حدیث ہے۔ نہیں بہت بہت ساری حدیثیں ہر ہر مسئلے پر ہیں۔ لیکن ہمیں تو یہاں فقہ و حدیث، حنفی، محمدی، اہل حدیث اور اہل فقہ، مقلد اور متبع کا فرق واضح طور پر دکھانا ہے۔ اس لئے ہم نے بطور اختصار ایک ایک حدیث پر اور ایک ہی کتاب کی فقہ کی عبارت پر اکتفا کی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرتے ہیں کہ ہمیں وہ ایسا بے ادب نہ بنا دے کہ ہم حدیث کو کسی کے قول پر قربان کر دیں + حنفی مذہب کے ایسے ہی ایکسو مسائل ہماری کتاب ہدایت محمدی میں دیکھئے

(۵۱) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِی الْخَمْرِ الخ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ ص۳۱۵ جلد دوم باب حد الخمر) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے پینے والے پر حد لگائی۔ یہ حدیث آپ کے سامنے ہے اور اس سے اوپر کی ہدایہ کی آپ عبارت پڑھئے اُس میں موجود ہے کہ گو نشہ چڑھ گیا ہو پھر بھی اُن شرابوں کے پینے والوں پر حد نہیں

+ قسم: شرابیوں کو شرعی سزا معاف

پس اے حنفی بھائیو! سوچ سمجھ کر جواب دو کہ فرمانِ رسول مقبول؟ اور اس کے خلاف جو ہے وہ مردود؟ یا حدیث قابلِ رد؟ اور فقہ مقبول؟ +

(۵۲) عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْکَرَ کَثِیْرُہٗ فَقَلِیْلُہٗ حَرَامٌ (رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ مشکوٰۃ ص۳۱۷ ج۲ باب بیان الخمر) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس چیز کی زیادتی نشہ کرے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے اور حدیث میں ہے کہ ایک فرق (یعنی تین صاع یعنی تقریباً آٹھ سیر) چیز اگر نشہ لائے تو وہ چیز گو مٹھی بھر ہو تو بھی حرام ہے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ جو پیالی نشہ لائے وہ ہمارے نزدیک حرام ہے مثلاً دس جام پینے سے نو میں نشہ نہیں آیا تو وہ تو حلال ہیں دسواں جام جو آخری ہے جو نشہ لایا وہ حرام ہے۔ چنانچہ ہدایہ جلد ۴ ص۴۸۱ کتاب الاشربہ میں ہے وَلِاَنَّ الْمُفْسِدَ ھُوَ الْقَدْحُ الْمُسْکِرُ وَھُوَ حَرَامٌ عِنْدَنَا۔ یعنی اور اسلئے کہ مفسد آخری جام ہے اور وہی ہمارے نزدیک حرام ہے۔

(۵۳) اوپر والی ص۴۹ کی حدیث پھر پڑھ جایئے اور اس سے پہلے کی بھی۔ جن میں حرمتِ شراب صاف موجود ہے۔ آیتِ قرآن بھی شراب کی حرمت میں مسلمانوں کو معلوم ہے شراب اپنی جملہ اقسام سے اسلام میں حرام ہونا اسقدر مشہور ہے کہ غیر مسلم بھی اسے جانتے ہیں۔ لیکن حنفی مذہب کی نہایت ہی معتبر کتاب ہدایہ ص۴۸۱ ج۴ کتاب الاشربہ میں ہے عَصِیْرُ الْعِنَبِ اِذَا اَصْبَحَ حَتّٰی ذَھَبَ ثُلُثَاہُ وَبَقِیَ ثُلُثُہٗ حَلَالٌ وَاِنِ اشْتَدَّ یعنی شیرہ انگور (جو شراب ہے) جب پکا لیا جائے یہانتک کہ دو تہائی جاتا رہے اور ایک تہائی باقی رہے تو وہ حلال ہے۔ گو اُس میں نشہ پیدا کرنے کا مادہ بھی موجود ہو گیا ہو۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ یہ اس شرط سے حلال ہے کہ اِذَا قَصَدَ بِہِ التَّفَوِّیْ جب اس سے زادہ قوت حاصل کرنے کا ہو۔ اگر ارادہ لہو ولعب کا ہے تو بیشک حرام ہے کہئے حنفی بھائی اب کیا کہینگے؟ فقہ کو مان کر اس شراب کو اس ارادے سے پینا حلال کہیں گے؟ یا حدیث کو مان کر شراب کو حرام ہی کہیں گے؟ + ایسے ہی خطرناک چھ سو مسائل کا مجموعہ ہماری کتاب سیف محمدی میں ملاحظہ فرمایئے

(۵۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ الطَّھُوْرُ مَآؤُہٗ وَالْحِلُّ مَیْتَتُہٗ (رواہ مالک والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ والدارمی۔ مشکوٰۃ ص۵۱ ج۱ باب احکام المیاہ) یعنی سمندر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس

تھوڑی شراب جو کہ حنفی مذہب میں حلال ہے۔
طاقت حاصل کرنے کے لئے شراب نوشی حنفی مذہب میں حرام نہیں
مردہ مچھلی کا مسئلہ

کا پانی پاک ہے اور اس کا مُردہ حلال ہے۔ اس حدیث کو بھی حنفی مذہب نہیں مانتا چنانچہ ہدایہ جلد ۴ ص۴۲۶ کتاب الذبائح فصل فیما یحل الخ میں ہے وَیُکْرَہُ اَکْلُ الطَّافِیْ مِنْہُ یعنی جو مچھلی مر کر پانی پر آجائے اس کا کھانا مکروہ ہے۔ حنفی بھائیو! آپ خود خیال فرمایئے کہ حدیث میں ہے دریا کا مرا ہوا حلال۔ آپ کے مذہب میں ہے کہ دریا کی مری ہوئی مچھلی جو پانی پر آجائے مکروہ! اب فرمایئے کہ اس فقہ و حدیث کی لڑائی میں آپ کس فوج میں بھرتی ہوں گے؟ ✣

(۵۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا شَرِبَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْہُ سَبْعَ مَرَّاتٍ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۵۰ ج۱ باب تطہیر النجاسات) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تم میں سے کسی کے برتن میں سے کتا پی جائے تو وہ اسے سات مرتبہ دھو ڈالے۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا اس کی فقہ کی معتبر کتاب ہدایہ ص۲۸ ج۱ اول کتاب الطہارۃ فصل فی الاسار میں لکھا ہے یُغْسَلُ الْاِنَاءُ مِنْ وُّلُوْغِہٖ ثَلٰثًا یعنی کتے کے جھوٹے برتن کو تین دفعہ دھویا جائے کہو حنفی بھائیو! حضور سات مرتبہ کا حکم دیں۔ آپ کا مذہب تین مرتبہ کا حکم دے۔ اب آپ کیا مانیں گے؟ اور کس سے انکار کریں گے؟ ✣

کتے کے جھوٹے برتن کا مسئلہ

(۵۶) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (متفق علیہ مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر عمل کا مدار نیت پر ہے لیکن حنفی مذہب کہتا ہے وَلَا یُشْتَرَطُ نِیَّۃُ التَّیَمُّمِ یعنی تیمم میں نیت شرط نہیں کہ جنابت کا ہو یا وضو کا ہدایہ ج۱ ص۳۷

نیت تیمم

(۵۷) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ۔ (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی مشکوٰۃ ص۲۷۰ جلد دوم باب الولی) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بغیر ولی کے نکاح نہیں۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ سُن لیا؟ اب حنفی مذہب کا فیصلہ سنئے! ہدایہ ص۲۹۳ باب فی الاولیاء جلد دوم میں ہے وَیَنْعَقِدُ نِکَاحُ الْحُرَّۃِ الْعَاقِلَۃِ الْبَالِغَۃِ بِرِضَاھَا وَاِنْ لَّمْ یَعْقِدْ عَلَیْھَا وَلِیٌّ بِکْرًا کَانَتْ اَوْ ثَیِّبًا۔ یعنی آزاد عقلمند بالغہ عورت کی رضامندی سے بغیر ولی کے بھی نکاح ہو جاتا ہے حنفی بھائیو! کہو اب تم کس کے فیصلہ کا فیصلہ مانو گے یا مدینے کا؟ ✣

ولی کے نکاح

(۵۸) عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ تَتَکَافَأُ دِمَآؤُھُمْ وَاَمْوَالُھُمْ الخ (رواہ ابوداؤد والنسائی مشکوٰۃ ص۳۰۱ جلد دوم۔ کتاب القصاص) یعنے

قسم مومن کی دل آزاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب مسلمان جان و مال کے اعتبار سے برابر ہم کفو ہیں اور حدیث میں ہے کہ کسی عرب کو کسی غیر عرب پر کوئی فضیلت نہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ قرآن کریم نے سب مسلمانوں کو ادنیٰ اور اعلیٰ کو ایک ہی کر دیا ہے اور فرما دیا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے یہی وہ مساوات ہے جسے صرف اسلام ہی نے قائم کی اور جس پر مسلمانوں کو فخر ہے اور بجا فخر ہے اور ہمیشہ تک رہیگا۔ لیکن آہ حنفی مذہب نے اُس کے جوڑ جوڑ الگ کر دیئے۔ اس نے نکاح کیلئے کفو کی شرط لگا دی۔ اور پھر مسلمانوں میں وہ تفرقہ اندازی کی کہ اگر آج سب مسلمان حنفی ہو جائیں تو وہ تیر میر ہو کہ پناہ بخدا۔ ہم اس وقت اس کفو کے اور مسائل کو چھوڑ کر صرف ایک بڑے مسئلے کو ہی لیتے ہیں۔ جس سے ہزارہا مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ اور جس نے مسلمانوں کی ایک قابل قدر جماعت کو محض اس وجہ سے مسلمانوں کی اعلیٰ برادری سے خارج کر دیا ہے کہ اُن کا پیشہ کپڑا بننے کا ہے وہ صاف لکھتا ہے کہ اَلْحَجَّامُ وَالْحَائِكُ وَالدَّبَّاغُ یعنی جیسے پچھنا لگانے والے اور جُلاہے اور کھال رنگنے والے۔ ہدایہ صفحہ ۳۰۲ فصل فی الکفاءۃ۔ نکاح کے بارے میں تو کھلے لفظوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صرف دینداری اور اخلاق دیکھ لو۔ دینداری اور اچھی عادتوں والا مانگ ڈالے تو کبھی انکار نہ کرو۔ یہاں حنفی مذہب کا یہ حکم ہے کہ جلاہا سید کا بلکہ اور اعلیٰ پیشہ کے لوگوں کا بھی ہمسر اور کفو نہیں بلکہ اسی ہدایہ کے صفحہ ۳۰۳ میں ہے کہ اگر عورت اپنا نکاح غیر کفو میں کر لے تو اُس کے والی اُسے اس کے خاوند سے الگ کرا سکتے ہیں۔ اب آپ کو عموماً اور ہمارے مومن بھائیوں کو خصوصاً اختیار ہے کہ حدیث پر عامل بن کر مسلمانوں کی اعلیٰ برادری میں رہیں؟ یا فقہ پر عمل کر کے مسلمانوں کی اعلیٰ برادری سے خارج ہو جائیں۔

(۵۹) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۴۱۱ باب البیان والشعر) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گانا دل میں نفاق کو اس طرح اُگاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو۔ یہ حدیث صاف دلیل ہے اس بات پر کہ گانا، گانا سننا سب ممنوع ہے ممنوع کام جس مجلس میں جن لوگوں میں ہوتا ہو وہاں بیٹھنا بھی ممنوع ہے لیکن حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ صفحہ ۴۳۹ جلد ۴ کتاب الکراہیہ میں ہے مَنْ دُعِيَ اِلٰى وَلِيْمَةٍ اَوْ طَعَامٍ فَوَجَدَ ثَمَّةَ لَعِبًا اَوْ غِنَاءً فَلَا بَاْسَ بِاَنْ يَّقْعُدَ وَيَاْكُلَ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رح اُبْتُلِيْتُ بِهٰذَا مَرَّةً فَصَبَرْتُ۔

یعنی جو شخص ولیمے کی یا کھانے کی دعوت دیا گیا۔ پھر وہاں اس نے کھیل یا گانا پایا تو بھی اُس کے وہاں بیٹھنے اور کھانے میں کوئی ڈر خوف نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں بھی اس میں مبتلا کیا گیا تو میں نے صبر کیا۔ حنفی بھائیو! حدیث کا مسئلہ اور آپ کی فقہ کا مسئلہ آپ کے سامنے ہے جو چاہو قبول کرو؟ اور جسے چاہو رد کر دو۔

(۶۰) عَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِاسْتِبْرَاءِ الْاِمَاءِ بِحَيْضَةٍ اِذَا كَانَتْ مِمَّنْ تَحِيْضُ وَلَا تُوْطَأُ حَتّٰى تَحِيْضَ وَيَنْهٰى عَنْ سَقْيِ مَاءِ الْغَيْرِ (رواہ ابن عبدالبر مشکوٰۃ ص۲۹۰ جلد دوم باب الاستبراء) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ لونڈی کو ایک حیض تک روکے رکھنا چاہیئے تاکہ اس کے پیٹ میں بچہ ہونے نہ ہونے کا علم ہو جائے۔ اگر اسے حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے تک اُسے ہاتھ نہ لگائے۔ یہ حرام ہے کہ اپنا پانی دوسرے کی کھیتی کو پلائے یعنی دوسرے سے حمل ہو اور پھر بھی یہ صحبت کرے۔ مسلمان بھائیو! کیا یہ حدیث صاف نہیں کہ لونڈی خریدی جائے اس کو جب تک ایک حیض نہ آجائے اُس سے اس کے خریدار کو ملنا حرام ہے؟ حنفی مذہب کا فیصلہ سنئے! ہدایہ ص۲۵۰ جلد ۴ کتاب الکراہیۃ میں ہے لَا بَأْسَ بِالْاِحْتِيَالِ لِاِسْقَاطِ الْاِسْتِبْرَاءِ عِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ یعنی امام ابو یوسف کے نزدیک کوئی نہ کوئی حیلہ کر کے اس ایک حیض تک ٹھیرنے کی مدت کو ہٹا دینے میں کوئی حرج نہیں۔ سنا آپ نے حدیث کے صاف حکم کو حیلے حوالے سے ٹالدینا کوئی حرج نہیں رکھتا؟ اس کے بعد اسی کتاب میں حیلے لکھے ہیں کہ کس طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تاکیدی فرمان کو ٹالدیا جائے اور کس طرح اس حرام کو حلال کر لیا جائے فَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا۔ ہاں ہمارا روئے سخن تو آپ سے ہے اب اس صورت میں آپ کیا مانیں گے؟ حنفی مذہب یا محمدی فرمان؟

(۶۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَلَا لَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ۔ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ ص۲۲۷ جلد اول باب دخول مکہ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کرائی کہ کوئی مشرک حج کو نہ آئے۔ اور کوئی ننگا شخص طوافِ بیت اللہ نہ کرے۔ برادران یہ حدیث بخاری مسلم جیسی اعلیٰ درجے کی صحیح کتابوں کی آپ کے سامنے ہے جس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ کسی مشرک کو مسجد حرام میں آنا جائز نہیں۔ یہ حدیث ہی نہیں خود قرآن نے کھلے لفظوں میں فرمایا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ مشرک نجس ہیں یہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں۔ لیکن آہ! حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ یہ ہے حنفی مذہب کی بہترین کتاب ہدایہ جسے

حیلوں سے رد حدیث

حیلہ اسقاط سے حرمی

صـ۴۵۸ جلد چہارم کتاب الکراہیہ میں لکھا ہے لَا بَأْسَ بِاَنْ یَّدْخُلَ اَھْلُ الذِّمَّۃِ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ یعنی ذمی کافر کے مسجد حرام میں آنے میں کوئی ڈر خوف نہیں۔ کہو حنفی بھائیو! اب کس پر ایمان لاؤ گے؟ قرآن حدیث پر یا حنفی مذہب پر؟ ؎

(۶۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّصَلِّیَ فَوْقَ ظَھْرِ بَیْتِ اللّٰہِ (رواہ الترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ صـ۷۰ باب المساجد جلد اول) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہ نماز پڑھنی حرام قرار دی اُن میں ایک جگہ بیت اللہ شریف کی چھت ہے لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ بیت اللہ شریف کی چھت پر نماز پڑھنے سے نماز ہو جائے گی چنانچہ ہدایہ صـ۱۶۵ جلد اول باب الصلوٰۃ فی الکعبہ میں لکھا ہے مَنْ صَلّٰی عَلٰی ظَھْرِ الْکَعْبَۃِ جَازَتْ صَلٰوتُہٗ، جو شخص بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھے اس کی نماز جائز ہے۔ کہو حنفی بھائیو! اب حدیث مانو گے؟ یا فقہ؟ ؎

(۶۳) عَنْ اُمِّ وَرَقَۃَ اَمَرَھَا اَنْ تَؤُمَّ اَھْلَ دَارِھَا۔ (ابوداؤد مع عون المعبود جلد اول صـ۲۳۳ باب امامۃ النساء) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائیں۔ مستدرک حاکم صـ۲۰۳ جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب امامۃ المرأۃ میں ہے عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا تَؤُمُّ النِّسَآءَ وَلَقَوْمُھَا وَسْطَھُنَّ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی امامت کراتی تھیں اور بیچ صف میں کھڑی ہوتی تھیں۔ لیکن حنفی مذہب ان حدیثوں کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے یُکْرَہُ لِلنِّسَآءِ اَنْ یُّصَلِّیْنَ وَحْدَھُنَّ الْجَمَاعَۃَ (ہدایہ صـ۱۰۲ باب الامامۃ جلد اول) یعنی صرف عورتوں کو جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ کہو حنفی بھائیو! اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانو گے یا فقہ کی؟ ؎

(۶۴) عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَۃَ قَالَ فَقَدَّمُوْنِیْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَاَنَا بْنُ سِتٍّ اَوْ سَبْعِ سِنِیْنَ الخ (مشکوٰۃ صـ۷۰ جلد اول باب الامامۃ رواہ البخاری) یعنی حضرت عمرو بن سلمہ اپنی قوم کے امام تھے اسوقت اُن کی عمر چھ سات سال کی تھی یہ حدیث صاف ہے کہ چھوٹا بچہ جبکہ قرآن کا زیادہ قاری ہو وہ امامت کرا سکتا ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا اس مذہب کی سب سے بڑی معتبر کتاب ہدایہ صـ۱۰۲ باب الامامۃ جلد اول میں لکھا ہے وَلَا یَجُوْزُ لِلرِّجَالِ اَنْ یَّقْتَدُوْا بِامْرَأَۃٍ اَوْ صَبِیٍّ۔ یعنی مردوں کو جائز نہیں کہ عورتوں کی یا بچوں کی اقتدا میں نماز پڑھیں کہو حنفی بھائیو! اب آپ کا کیا فیصلہ ہے جائز مان کر حدیث کو سر آنکھوں

نجاست کو جائز کر دیا

عورتوں کو عورتوں کی امامت

بچوں کی امامت

پر رکھ کر محمدی بنو گے؟ یا ناجائز بیان کر فقہ کو سر آنکھوں پر رکھ کر حنفی بنو گے؟

نماز میں کہنی رکھنا سنت

(۶۵) عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَحْفَظُکُمْ لِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُہٗ اِذَا جَلَسَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ اَلْاُوْلَیَیْنِ جَلَسَ عَلٰی رِجْلِہِ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْاُخْرٰی وَقَعَدَ عَلٰی مَقْعَدَتِہٖ (رواہ البخاری مشکوٰۃ۔ کتاب الصلوٰۃ ص۷۵ جلد اول) یعنی حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کی موجودگی میں دعویٰ کرتے ہیں کہ تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا حافظ میں ہوں۔ پھر حضورؐ کی نماز کا نقشہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آپ آخری رکعت میں بیٹھتے جس میں سلام پھیرنا ہوتا تو اپنے بائیں پیر کو داہنی طرف نکال کر دائیں پیر کے نیچے کو زمین پر ٹکا کر بائیں ران پر بیٹھتے۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے ابوداؤد وغیرہ کی حدیث میں ہے حَتّٰی اِذَا کَانَتِ السَّجْدَۃُ الَّتِیْ فِیْھَا التَّسْلِیْمُ اَخَّرَ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَقَعَدَ مُتَوَرِّکًا عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْسَرِ یعنی جس رکعت میں سلام پھیرنا ہوتا اُس کے التحیات میں آپ تورک کر کے بیٹھتے بائیں جانب پر بیٹھتے بایاں پاؤں ایک طرف نکال دیتے۔ ان صریح اور صحیح حدیثوں کو حنفی مذہب نہیں مانتا اس کا فرمان ہے کہ جَلَسَ فِی الْاَخِیْرَۃِ کَمَا جَلَسَ فِی الْاُوْلٰی۔ یعنی آخری التحیات کی بیٹھک بھی اُسی طرح ہے جس طرح پہلی التحیات کی۔ کہو حنفی بھائیو! اب کیا نماز اُس طرح پڑھو گے جس طرح حنفی مذہب نے پڑھی؟ یا اُس طرح پڑھو گے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی؟

تجارت کا مسئلہ

(۶۶) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۲۴۵ جلد کتاب البیوع) یعنی رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ خرید فروخت کرنے والے دونوں کو اختیار ہے جب تک کہ الگ الگ نہ ہو جائیں۔ یہ حدیث صحیح اور صریح ہے کہ دو شخص جو لین دین کر لیں جب تک جدا نہ ہوں گاہک کو اور بیوپاری کو دونوں کو بیع کے باقی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے۔ لیکن حنفی مذہب اُسے نہیں مانتا۔ اس مذہب کی معتبر کتاب ہدایہ صد ۳ جز ۳ کتاب البیوع میں ہے وَاِذَا حَصَلَ الْاِیْجَابُ وَالْقَبُوْلُ لَزِمَ الْبَیْعُ وَلَا خِیَارَ لِوَاحِدٍ مِّنْھُمَا اِلَّا مِنْ عَیْبٍ اَوْ عَدَمِ رُؤْیَۃٍ یعنی جب ایجاب قبول ہو چکا بیع لازم ہو گئی۔ دونوں میں سے ایک کو بھی اب اختیار باقی نہیں۔ ہاں سودا عیب دار ہو یا دیکھا ہی نہ ہو تو اور بات ہے۔ کہو حنفی بھائیو! تجارت محمدی شرع پر کرو گے؟ یا حنفی مذہب پر؟

قانون شہادت

(۶۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِیَمِیْنٍ وَّشَاھِدٍ (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص۳۲۷ ج۲ باب الاقضیہ کتاب الامارۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ لیکر پھر مدعی کو قسم کھلا کر فیصلہ فرمایا۔ یہ حدیث کھلی دلیل ہے کہ ایک گواہ کے بعد دوسرا گواہ میسر نہ آنے پر مدعی کی قسم پر بھی فیصلہ ہو سکتا ہے لیکن حنفی مذہب اس صریح اور صحیح حدیث کو نہیں مانتا۔ ان کی مذہبی کتاب ہدایہ باب الیمین کتاب الدعوی ص۱۳۸ جلد۳ میں ہے وَلَا تُرَدُّ الْیَمِیْنُ عَلَی الْمُدَّعِیْ یعنی مدعی کی جانب قسم نہ لوٹائی جائے۔ کہو حنفی بھائیو احادیث و فقہ کے حکم کا اختلاف آپ کے سامنے ہے۔ اب کیا آپ قانون مدنی کا احترام کریں گے؟ یا قانون کونی کا؟ +

قانون اختلاف

(۶۸) عَنْ سَعْدِ بْنِ ھِشَامٍ ... یُصَلِّیْ تِسْعَ رَکَعَاتٍ لَا یَجْلِسُ فِیْھَا اِلَّا فِی الثَّامِنَۃِ فَیَذْکُرُ اللّٰہَ وَیَحْمَدُہٗ وَیَدْعُوْہُ ثُمَّ یَنْھَضُ وَلَا یُسَلِّمُ فَیُصَلِّی التَّاسِعَۃَ ثُمَّ یَقْعُدُ فَیَذْکُرُ اللّٰہَ وَیَحْمَدُہٗ وَیَدْعُوْہُ ثُمَّ یُسَلِّمُ تَسْلِیْمًا (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص۱۱۱ ج۱ اول باب الوتر کتاب الصلوٰۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نو رکعت نماز پڑھتے آٹھویں رکعت میں ہی تشہد کیلئے بیٹھتے پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت پڑھکر سلام پھیرتے۔ دوستو! کیا یہ حدیث صریح اور صحیح اس امر پر نہیں؟ کہ نو رکعت ایک سلام سے پڑھ سکتے ہیں لیکن آپ کا حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ آٹھ سے زیادہ رکعتیں ایک سلام سے پڑھنی مکروہ (یعنی حرام) ہیں دیکھئے آپ کے مذہب کی اول نمبر کی کتاب ہدایہ ص۱۲۷ جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب النوافل میں ہے فَاَمَّا نَافِلَۃُ اللَّیْلِ قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رح اِنْ صَلّٰی ثَمَانَ رَکَعَاتٍ بِتَسْلِیْمَۃٍ جَازَ وَکَرِہَ الزِّیَادَۃَ عَلٰی ذَالِکَ وَقَالَا لَا یَزِیْدُ بِاللَّیْلِ عَلٰی رَکْعَتَیْنِ بِتَسْلِیْمَۃٍ۔ یعنی امام ابوحنیفہؒ تو فرماتے ہیں رات کی نماز میں آٹھ رکعت تک تو ایک سلام سے پڑھ سکتا ہے اس سے زیادہ کا ایک سلام سے پڑھنا مکروہ ہے اور ان کے دونوں شاگرد ان رشید فرماتے ہیں کہ ایک سلام سے دو رکعت سے زیادہ پڑھے ہی نہیں حنفی بھائیو! اب تم کہو امام صاحب کی مانو گے؟ یا ان کے شاگردوں کی؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی؟

قرآن و حدیث

(۶۹) عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (متفق علیہ مشکوٰۃ جلد اول ص۷۸ کتاب الصلوٰۃ باب القراءۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں لیکن

حنفی مذہب اس کے برخلاف کہتا ہے کہ وَهُوَ مُخَيَّرٌ فِي الْأَخِيرَتَيْنِ مَعْنَاهُ إِنْ شَاءَ سَكَتَ وَإِنْ شَاءَ قَرَأَ وَإِنْ شَاءَ سَبَّحَ (ہدایہ جلد اول ص۱۲۵ کتاب الصلوٰۃ فصل القرأۃ) یعنی فرض نماز کی دو آخری رکعتوں میں نماز پڑھنے والا مختار ہے یعنی اگر چاہے چپکا کھڑا رہے اگر چاہے پڑھے اگر چاہے سبحان اللہ کہہ لے۔ ناظرین میں یہاں مقتدی کی قرأت کے اختلاف میں بحث نہیں کر رہا۔ ان پرانے مسائل کو تو میں نے اس مضمون میں چھوا بھی نہیں۔ یہاں تو مسئلہ یہ ہے کہ حدیث کی رُو سے کسی نماز کی کوئی رکعت بغیر الحمد شریف پڑھے نہیں ہوتی لیکن حنفی مذہب اسے سرے سے مانتا ہی نہیں۔ نہ صرف مقتدی کے حق میں۔ بلکہ اکیلے نمازی کیلئے امام کیلئے بھی اس کا مسئلہ ہے کہ ظہر عصر عشاء کی نماز میں اُسے اختیار ہے کہ پچھلی دو رکعتوں میں صرف سبحان اللہ کہکر رکوع کرلے۔ سورہ فاتحہ کا بلکہ قرآن کا ایک لفظ بھی نہ پڑھے۔ تو بھی اس کی نماز ہو جائے گی بلکہ سبحان اللہ بھی نہ کہے نہ قرآن پڑھے نہ الحمد پڑھے صرف ذرا سی دیر چپکے ہی چپکے کھڑا ہو کر بغیر کچھ پڑھے بھی سجدہ کرلے تو اُسے اختیار ہے۔

اب اے کلمہ گو بھائیو! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانو گے؟ یا حنفی مذہب کی؟

(۷) اور لطف کی بات سنئے! فرض نماز کا تو حنفی مذہب میں یہ حکم ہے۔ لیکن نفلی نمازوں میں وہ چاروں رکعتوں میں قرأت واجب مانتا ہے چنانچہ ہدایہ کے اسی صفحہ میں ہے وَالْقِرَاءَةُ وَاجِبَةٌ فِي جَمِيعِ رَكَعَاتِ النَّفْلِ یعنی نفلی نماز کی ہر ہر رکعت میں قرأت واجب ہے۔ پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں وَإِنْ صَلَّى أَرْبَعًا وَلَمْ يَقْرَأْ فِيهِنَّ شَيْئًا أَعَادَ رَكْعَتَيْنِ۔ یعنی اگر کسی نے چار رکعت نفل نماز ادا کی اور چاروں میں قرأت نہیں کی تو اُسے دو رکعتوں کو دہرانا چاہیئے۔ اسے تو جانے ہی دیجئے کہ یہ اُلٹ پلٹ کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں تو اس وقت اپنے دوستوں کو صرف یہ بتلانا ہے کہ حدیث جو اوپر کے نمبر میں گذری آپ کے سامنے ہے اور اس کے بالکل برخلاف حنفی مذہب بھی آپ کے سامنے ہے۔ اب آپ کو اختیار ہے کہ جسے چاہیں مانیں جسے چاہیں جواب دیں؟

عدم وجوب قرأت

(۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَوٰةُ فَلَا صَلَوٰةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ (رواہ مسلم مشکوٰۃ جلد اول ص۹۶ کتاب الصلوٰۃ باب الجماعۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب فرض نماز کی اقامت یعنی تکبیر ہو گئی پھر سوائے اُسی فرض نماز کے اور کوئی نماز نہیں ہے۔ لیکن حنفی مذہب کا فرمان ہے مَنِ انْتَهَى إِلَى

فرضوں کے ہوتے ہوئے سنتیں

الْاِمَامِ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَھُوَ لَمْ یُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ اِنْ خَشِیَ اَنْ تَفُوْتَہٗ رَکْعَۃٌ وَیُدْرِکُ الرَّکْعَۃَ الْاُخْرٰی یُصَلِّیْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ۔ یعنی جو شخص امام کے پاس پہنچے صبح کی نماز ہو رہی ہو اُس نے دو رکعتیں سنت نہ پڑھی ہوں۔ تو اگر اُسے خوف ہو کہ ایک رکعت فوت ہو جائے گی اور دوسری جماعت سے پالیگا۔ تو اُسے چاہیے کہ مسجد کے دروازے کے پاس دو رکعتیں سنت پڑھکر پھر جماعت میں مل جائے۔ حنفی بھائیو! اب کہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو حکم ہے کہ جماعت کھڑی ہونے پر اور نماز حرام۔ حنفی مذہب کا حکم ہے کہ باوجود جماعت کھڑی ہو جانے کے گو ایک رکعت فوت بھی ہو جائے صبح کی دو سنتیں پڑھ لے۔ پس اہلحدیث کا مذہب تو یہ ہے کہ اس موقعہ پر حدیث مانی جائے فقہ چھوڑی جائے۔ اسوقت کسی اور کی حدیث کے مقابلے میں ماننا منع ہے۔ لیکن آجکل کی تقلید یہ ہے کہ حدیث چھوڑ دیجائے اور فقہ مانی جائے۔ اب کہو تم مقلد رہو گے؟ یا محقق بنو گے؟ حدیث مانو گے یا فقہ پر عمل کرو گے؟

(۷۲) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ قَیْسِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَاَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بَعْدَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ رَکْعَتَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الصُّبْحِ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ صَلَّیْتُ الرَّکْعَتَیْنِ اللَّتَیْنِ قَبْلَھُمَا فَصَلَّیْتُھُمَا الْاٰنَ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رواہ ابوداؤد مشکوۃ جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب اوقات النہی ص۹۵) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر سے فارغ ہونیکے بعد ایک صحابی کو دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ نماز صبح تو دو ہی رکعت ہے اُس نے جواب دیا کہ دو فرض صبح سے پہلے جو دو سنتیں ہیں انھیں میں نے نہیں پڑھی تھیں وہ میں نے اب ادا کیں۔ یہ سُنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ ترمذی میں ہے کہ آپ نے فرمایا پھر کوئی ہرج نہیں۔ یہ حدیث کھلی دلیل ہے کہ جس شخص سے دو سنتیں صبح کی چھوٹ گئی ہوں وہ بعد از فرض انھیں ادا کر سکتا ہے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے کہ اگر صبح کی سنتیں کسی کی چھوٹ گئی ہوں وہ بعد از فرض سورج نکلنے سے پہلے نہیں پڑھ سکتا۔ چنانچہ ہدایہ جلد اول ص۱۳۱ کتاب الصلوٰۃ باب ادراک الفریضہ میں لکھا ہے اِذَا فَاتَتْہُ رَکْعَتَا الْفَجْرِ لَا یَقْضِیْھِمَا قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ۔ یعنی جب کسی کی فجر کی دو سنتیں چھوٹ جائیں تو وہ انھیں سورج نکلنے سے پہلے نہیں پڑھ سکتا۔ کہو حنفی بھائیو! کیا ارادہ ہے؟ ہم حدیث کو مانیں یا آپ کی فقہ کو؟

صبح کی قضا شدہ سنتوں کا وقت

سنتیں گرادیں

(۷۳) مندرجہ بالا حدیث کو پھر پڑھ لیجئے اس میں موجود ہے کہ صبح کی ان سنتوں کی قضا ہے لیکن حنفی مذہب سرے سے ان سنتوں کی قضا کا قائل ہی نہیں یہ تو آپنے ہدایہ کی عبارت میں اوپر پڑھ لیا کہ سورج نکلنے سے پہلے ان کی قضا نہ کرے۔ اب سنئے اسی کتاب میں اسی صفحے میں اسی عبارت کیساتھ لکھتے ہیں وَلَا بَعْدَ ارْتِفَاعِهَا یعنی سورج چڑھ جانے کے بعد بھی ان کی قضا نہ کرے۔ حنفی بھائیو اب یہ آپ کی سمجھ پر موقوف ہے اور آپ کے ایمان پر موقوف ہے کہ جس کا کلمہ پڑھتے ہیں اس کا فرمان مانیں۔ یا جس کی تقلید کرتے ہیں اُس کا کہا کریں؟ ✣

حکم پہلے منع

(۷۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیُصَلِّهِمَا بَعْدَمَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ (ترمذی جلد اول ص۵۹ کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی اعادتہما بعد طلوع الشمس) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو صبح کی دو سنتیں نہ پڑھ سکا ہو وہ سورج نکلنے کے بعد انھیں پڑھ لے۔ دوستو! یہ حدیث آپ کے سامنے ہے اوپر کے نمبر کی فقہ کی عبارت بھی آپ کے سامنے ہے۔ حدیث میں حکم۔ فقہ میں منع کہو اب عمل کس پر رہیگا؟ ✣

سنتوں کی قضا کو بھی گرادیا

(۷۵) عَنْ كُرَیْبٍ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا ابْنَةَ اَبِیْ اُمَیَّةَ سَاَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ اِنَّهٗ اَتَانِیْ نَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَیْسِ فَشَغَلُوْنِیْ عَنِ الرَّكْعَتَیْنِ اللَّتَیْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ (متفق علیہ مشکوٰۃ جلد اول ص۹۵ کتاب الصلوٰۃ باب اوقات النہی) مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد عبد القیس کے لوگ آگئے۔ اس مشغولی میں آپ سے ظہر کے فرضوں کے بعد کی دو سنتیں چھوٹ گئیں۔ جنھیں آپ نے بعد از نماز عصر قضا کیں۔ یہ حدیث صاف ہے کہ سنتوں کی قضا کر سکتے ہیں لیکن حنفی مذہب اس صاف اور صریح بخاری مسلم کی صحیح حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے وَاَمَّا سَائِرُ السُّنَنِ سِوَاهَا لَا تُقْضٰی بَعْدَ الْوَقْتِ وَحْدَهَا۔ ہدایہ جلد اول باب ادراک الفریضۃ ص۱۳۳۔ یعنی ظہر مغرب عشا کی سنتیں جو چھوٹ گئی ہوں صرف انھیں وقت گزرنے کے بعد قضا کرنا نہیں ہے۔ اے حنفی بھائیو اب کہو فیصلہ نبوی کو مانو گے یا مسئلہ ہدایہ کو؟

حنفی روزے کا فدیہ

(۷۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا الخ (متفق علیہ مشکوٰۃ جلد اول ص۱۷۶ کتاب الصوم باب تنزیہ الصوم) مطلب یہ ہے

کہ جو شخص رمضان شریف میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے مل لیا تھا اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام آزاد کرنیکا حکم دیا۔ یہ طاقت نہ ہو تو دو مہینے کے پے درپے روزوں کا حکم دیا۔ یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے کا حکم فرمایا۔ یہ حدیث سامنے رکھ کر کفارہ کے اس مسئلہ کو پڑھکر اب حنفی مذہب کے اس مسئلے پر بھی ذرا نظریں ڈالو۔ ہدایہ جلد اول ص۱۹۹ کتاب الصوم باب ما یوجب القضاء میں ہے لَوْ جَامَعَ مَیْتَۃً اَوْ بَھِیْمَۃً فَلَا کَفَّارَۃَ اَنْزَلَ اَوْ لَمْ یُنْزِلْ۔ یعنی مردہ عورت سے اور چوپائے سے جو مجامعت کرے اس پر کفارہ نہیں خواہ اُسے انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ بلکہ فتاوٰی قاضی خاں میں ہے وَکَذَا النَّائِمَۃُ وَالْمَجْنُوْنَۃُ اِذَا جَامَعَھُمَا زَوْجُھُمَا عَلَیْھِمَا الْقَضَاءُ دُوْنَ الْکَفَّارَۃِ۔ یعنی اسی طرح اگر سوئی ہوئی عورت سے دیوانی عورت سے اُن کا خاوند جماع کرلے تو اُن پر قضا ہے کفارہ نہیں۔ میں اس مسئلے پر کچھ نہیں لکھتا صرف آپ سے یہ عرض ہے کہ حدیث میں صاف موجود ہے کہ جس نے اپنی بیوی سے جماع رمضان شریف کے روزے کی حالت میں کیا اُسے اللہ کے رسول نے کفارہ دینے کو فرمایا۔ لیکن حنفی مذہب نے سوئی ہوئی عورت دیوانی عورت مردہ عورت سے رمضان شریف میں روزے کی حالت میں جماع کرنے والے کو کفارہ سے آزاد کر دیا ہے۔ اب فرمایئے! غیرت۔ حمیت۔ سمجھ۔ فقہ۔ قیاس۔ ایمان عدل انصاف فراست۔ دانائی۔ بھلائی۔ برائی کی تمیز انسانیت اور اسلام کسے قبول کرتا ہے؟ اور کسے رد کرتا ہے؟۔

(۷۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْءًا اَیْسَرُھَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہٗ (رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ جلد اول ص۲۴۶ کتاب البیوع باب الربوٰ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سود کے ستر گناہ ہیں جن میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے بدکاری کرے۔ سود کی حرمت اور اس حرمت کی سختی آپ کو معلوم ہوگئی۔ حدیث کا یہ رُخ آپ کے سامنے آگیا۔ اب آیئے حنفی مذہب کو دیکھیے۔ اس کی معتبر کتاب ہدایہ جلد سوم ص۷ کتاب البیوع باب الربوٰ میں ہے وَلَا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ یعنی مسلمان اور حربی کافر میں دارالحرب میں سود لینے میں کوئی حرج نہیں۔ مسلمان حنفی بھائیو! اب فرمایئے حدیث کو مان کر فقہ کے اس مسئلے کو غلط کہو گے؟ یا فقہ کو مان کر اس حدیث کو رد کر دو گے؟ ؎

(۷۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حلالہ کی لعنت

اَلْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ۔ (رواہ الدارمی وابن ماجہ مشکوٰۃ جلد دوم ص۲۸۲ کتاب النکاح باب المطلقۃ ثلثا) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر لعنت فرمائی جو حلالہ کرے اور اُس پر بھی جس کے لئے حلالہ کیا جائے۔ تین طلاقیں جس عورت کو دیدی جائیں پھر اس سے دوسرا اس لئے اور اس شرط پر نکاح کرے کہ دخول کرتے ہی طلاق دے دیگا تاکہ تین طلاقیں دینے والے شوہر کیلئے یہ حلال ہوجائے اسے حلالہ کہتے ہیں۔ اس فعل کے کرنے کرانے والے دونوں بزبانِ رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم ملعون ہیں۔ اور یہ فعل باعثِ لعنت ہے لیکن حنفی مذہب کہتا ہے کہ ایسا کرنے سے یہ عورت اُس مرد کیلئے حلال ہوجائے گی۔ چنانچہ ہدایہ جلد اول ص۲۸۶ کتاب الطلاق فصل فی ما تحل الخ میں ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا بَعْدَ وَطْئِهَا حَلَّتْ لِلْاَوَّلِ۔ یعنی حلالہ کرنیوالے نے اُسے طلاق دیدی بعد مجامعت کرنے کے تو پہلے خاوند کے لئے حلال ہوگئی۔ خیال فرمائیے کہ اللہ کے رسول رسولوں کے سرتاج صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کو حرام اور لعنت کا باعث کہیں۔ حنفی مذہب اُسے حلال کردینے کا باعث کہتا ہے۔ کہو حنفی بھائیو! اب کسے مانوگے؟ حدیث کو یا فقہ کو؟ ؎

ایک کو تین کردیا

(۷۹) اِنَّ اَبَا الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَتَعْلَمُ اَنَّمَا كَانَتِ الثَّلَاثَةُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّثَلَاثًا مِّنْ اِمَارَةِ عُمَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ۔ (صحیح مسلم شریف جلد اول ص۴۷۸ باب طلاق الثلاث) یعنی حضرت ابن عباسؓ سے سوال ہوا کہ ایک دفعہ کی ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے تین سال کے زمانے تک ایک ہی شمار ہوتی تھیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسی تین طلاقیں ایک ہی کردی جاتی تھیں۔ یہ صحیح حدیث صریح ہے کہ جو شخص تینوں طلاقیں ایک ساتھ اپنی بیوی کو دے وہ شمار میں اور حکم میں ایک ہی کے ہوسکتی ہیں لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ وَقَعَ الطَّلَاقُ وَكَانَ عَاصِيًا۔ یعنی اگر کسی شخص نے ایک ساتھ تین طلاقیں دیں یا ایک ہی طہر میں تین دیدیں تو ہے وہ گنہگار۔ ہے وہ طلاق طلاقِ بدعت لیکن واقع ہوجائیگی۔ پس حدیث میں تو تھا کہ ایسی تین طلاقیں ایک کردی جائیں گی۔ اور حنفی مذہب میں ہے کہ وہ تین رہیں گی۔ اب تم کہو حنفی بھائیو! تین یا ایک؟ ؎

(۸۰) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ اِبْنَةً لِاَبِيْ اِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ فَاَتَتِ امْرَاَةٌ

فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعَتْ عُقْبَةَ وَالَّتِیْ تَزَوَّجَہَا فَقَالَ لَہَا عُقْبَةُ مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ قَدْ اَرْضَعْتِنِیْ وَلَا اَخْبَرْتِنِیْ فَاَرْسَلَ اِلٰی اَہْلِ اَبِیْ اِہَابٍ فَسَاَلَہُمْ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَةِ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ فَفَارَقَہَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَیْرَہٗ (رواہ البخاری مشکوٰۃ جلد دوم ص۲۷۴ کتاب النکاح باب المحرمات) یعنی حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابواہاب بن عزیز کی لڑکی سے اپنا نکاح کیا۔ پھر ایک عورت آئی اُس نے کہا کہ میں نے عقبہ کو بھی اپنا دودھ پلایا ہے اور جس سے اُس نے نکاح کیا ہے اُسے بھی اپنا دودھ پلایا ہے۔ حضرت عقبہؓ نے کہا مجھے اس کا علم نہیں کہ میں نے تمہارا دودھ پیا ہو اور نہ تم نے کبھی اس کی خبر مجھے آج سے پہلے دی۔ پھر اپنی سسرال آدمی بھیجکر پچھوایا۔ وہاں سے بھی یہی جواب ملا کہ اس عورت نے ہماری بچی کو دودھ پلایا ہو اس کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ اب حضرت عقبہؓ سوار ہو کر مدینہ شریف گئے اور آپؐ سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اب تم اُسے اپنے گھر میں کیسے رکھ سکتے ہو؟ جبکہ یہ بات کہی گئی؟ چنانچہ حضرت عقبہؓ نے انھیں الگ کر دیا اور انھوں نے دوسرے کسی سے اپنا نکاح کر لیا۔ میرے اسلامی بھائیو! یہ ہے حدیث یہ ہے فیصلۂ محمدی یہ ہے قانونِ مدنی یہ ہے حکمِ سرکارِ مکی۔ اب اپنے فقہی مذہب کا فیصلہ سنو ہدایہ جلد دوم ص۳۳۴ کتاب الرضاع میں ہے وَلَا یُقْبَلُ فِی الرَّضَاعِ شَہَادَةُ النِّسَاءِ مُنْفَرِدَاتٍ یعنی دودھ پلائی کے بارے میں صرف عورتوں ہی کی شہادت ہو تو وہ نامقبول ہے۔ کہو حنفی بھائیو! صرف ایک عورت کی شہادت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کو باقی نہ رہنے دیں۔ صرف ایک عورت کی شہادت سے دودھ پلائی کا فیصلہ کر دیں اور آپ کا مذہب کہے کہ ایک چھوڑ کئی ایک عورتیں بھی ہوں تاہم ان کی شہادت مقبول نہیں۔ اب فرمایئے اسے مانیں یا اُسے؟

(۸) سبحان اللہ! کتاب کھولتے ہی کیا حدیث سامنے آئی ہے جس نے تمام معاملہ صاف کر دیا جو مجھ گونگے کی تمام باتیں آپ کے سامنے ظاہر کر دیگی اور میرا جو مطلب ہے وہ آپ کو سمجھا کر سمجھا دیگی جانے دیجئے حدیث کی کتابوں کو اس وقت میرے سامنے حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ ہے مجتبائی مطبع کی چھپی ہوئی ہے۔ پہلی جلد ہے ص۸۷ ہے اس میں پانچویں سطر میں تحریر ہے کہ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ یَجْہَرُ بِالتَّسْمِیَةِ عِنْدَ الْجَہْرِ بِالْقِرَاءَةِ لِمَا رُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ

جَهَرَ فِیْ صَلٰوتِہٖ بِالتَّسْمِیَۃِ۔ یعنی شافعیوں کا مذہب ہے کہ جب اونچی آواز سے قرأت پڑھتی ہو تو بسم اللہ الخ بھی اونچی آواز سے پڑھے اُن کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو بآواز بلند پڑھتے تھے لیکن حنفی مذہب کیا ہے اسے مصنف ہدایہ سطر ۴ میں بیان کر چکے ہیں کہ یُسِرُّ بِھِمَا یعنی اعوذ کو اور بسم اللہ کو آہستہ پڑھے۔ دلیل یہ کہ ابن مسعودؓ بھی فرماتے ہیں۔ آپ نے یہ بٹوارہ دیکھا؟ یہ تقسیم سمجھ میں آئی؟ کہ ایک دلیل پر تو شافعی عمل کرے دوسری پر حنفی عمل کرے۔ اب اے شافعیو! اور اے حنفیو! سنو، محمدی کہتے ہیں کہ اگر فی الواقع کوئی دلیل ہے تو جیسے اُس کی تابعداری ایک حنفی پر ہے شافعی پر بھی ہے اور جیسے شافعی پر ہے حنفی پر بھی ہے۔ پھر اس کی کیا وجہ کہ ایک دلیل کو حنفی ٹال دے اور ایک دلیل کو شافعی ٹال دے ✤

ایک باپ کے اگر دو بیٹے ہوں تو دونوں بیک وقت باپ کو باپ کہہ سکتے ہیں۔ اس کے کیا معنی؟ کہ ایک باپ کہے تو دوسرا منہ پھلا کر روس جائے کہ میں نہیں کہتا اسلئے کہ یہ کہتا ہے پھر دوسرا باپ کو باپ کہے تو یہ پہلا روٹھ جائے اور منائے نہ منے کہ صاحب یہ چونکہ اسے باپ کہتا ہے اسلئے ناممکن کہ میں کہدوں۔ اہلحدیث کہتے ہیں کہ یہ روٹھنا چھوٹنا چھوڑو جب اُسی باپ کے بیٹے تم ہو اور اسی کے یہ ہیں تو لامحالہ دونوں ہی کو ماننا پڑیگا اور کہنا پڑیگا کہ یہ ہمارے باپ ہیں بیک وقت دونوں بیٹوں کا یہ باپ ہوگا۔ اس ضد کو چھوڑ دو کہ یہ باپ کہتا ہے تو میں نہیں کہونگا اس حدیث پر میں عمل نہیں کرونگا اسلئے کہ شافعی اس پر عمل کرتا ہے۔ اور وہ کہے میں اس پر عمل نہیں کروں گا اس لئے کہ حنفی اس پر عمل کرتا ہے اس تفرقے کو مٹا دو اور سب مل کر ہر حدیث پر عمل کرو۔ بیشک حدیث میں دونوں چیزیں مروی ہیں آہستہ بسم اللہ پڑھنا بھی اور بلند آواز سے پڑھنا بھی۔ اگر کوئی صاحب پوری بحث اس کی دیکھنا چاہتے ہوں تو وہ درایہ کو ملاحظہ فرمالیں۔ یہاں ہمارا مقصود یہ ہے کہ صحیح اور صریح حدیث میں موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اونچی آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے لیکن کیا مجال! جو ایک حنفی عمر بھر میں ایک مرتبہ بھی اس پر عمل کرلے۔ محض اسلئے کہ حنفی مذہب میں نہیں۔ اسلئے حنفی وہی ہے جو اونچی آواز کی بسم اللہ الخ کو ناجائز کہے۔ شمع محمدی کے ناظرین ہمیں اب اپنا فیصلہ سنائیں کہ کیا وہ احدیث پر عمل حرام جانیں گے یا جائز کہیں گے؟ ✤

(۸۲) ایک موسمی مسئلہ لیجئے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا غَدَا یَوْمَ الْفِطْرِ وَیَوْمَ الْاَضْحٰی یَجْھَرُ بِالتَّکْبِیْرِ (دارقطنی) بیہقی میں یہ مرفوعاً بھی مروی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو آواز بلند تکبیریں پڑھتے۔ خود قرآن نے رمضان کے ذکر کے ساتھ فرمایا ہے وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ترغیب ترہیب میں حدیث ہے کہ عید کی زینت اسی تکبیر سے ہے۔ صحابہ کرام عید میں آتے جاتے اور عید گاہ میں برابر آواز بلند تکبیر پڑھتے رہتے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا چنانچہ ہدایہ جلد اول صـ۱۵۳ باب العیدین میں ہے وَلَا يُكَبِّرُ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فِيْ طَرِيْقِ الْمُصَلّٰى یعنی امام ابوحنیفہ کے نزدیک میٹھی عید میں عید گاہ جاتے ہوئے تکبیر نہ پڑھے۔ کہئے حنفی بھائیو! اب حدیث مانو گے؟ یا فقہ؟۔

(۸۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَاَوْفِ بِنَذْرِكَ (متفق علیہ مشکوٰۃ جلد اول صـ۱۸۳ کتاب الصوم باب الاعتکاف) یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کرونگا۔ آپ نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اعتکاف کیلئے روزے کی شرط نہیں کیونکہ رات کو روزہ نہیں ہوتا۔ لیکن حنفی مذہب اس صحیح صریح حدیث کے خلاف کہتا ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔ چنانچہ ہدایہ جلد اول باب الاعتکاف صـ۲۰۹ میں ہے وَالصَّوْمُ مِنْ شَرْطِهٖ عِنْدَنَا یعنی اعتکاف کیلئے روزہ ہمارے نزدیک شرط ہے اب اے حنفی بھائیو! آپ فرمائیے آپ کے نزدیک کیا ہے؟ حنفی مذہب کے نزدیک جو ہے وہ؟ اور حدیث کے نزدیک جو ہے وہ تو آپ نے دیکھ لیا۔

اعتکاف روزے سے شرط نہیں

(۸۴) عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُّ الْاَضْحٰى يَوْمَ النَّحْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَحُدْ اَنْ صَلّٰى وَفَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ بِرَى لَحْمِ اَضَاحِيَّ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ اَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَقَالَ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ اَوْ نُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى (متفق علیہ مشکوٰۃ جلد اول صـ۱۲۸ کتاب الصلوٰۃ باب فی الاضحیۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید سے فارغ ہوتے ہی قربانی کا گوشت دیکھا جو نماز کی قراءت سے پہلے ہی قربان کردی گئی تھیں تو آپ نے فرمایا جس نے نماز پڑھنے سے پہلے یا فرمایا نماز پڑھ لی جائے اس سے پہلے جس نے قربانی کی ہو اسے اس کی جگہ اور قربانی کرنی چاہیے۔ یہ حدیث صاف دلیل ہے کہ نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ شہر کے ارد گرد رہنے والے دیہاتی تو بعد فجر قربانی

وقت قربانی

کرلیں۔ چنانچہ ہدایہ جلد چہارم ص۴۲۹ کتاب الاضحیہ میں ہے فَاَمَّا اَهْلُ السَّوَادِ فَيَذْبَحُوْنَ بَعْدَ الْفَجْرِ یعنی شہر کے آس پاس کے رہنے والے فجر کے بعد اپنی قربانیاں کرلیں۔ کہو حنفی بھائیو! حدیث مقبول یا فقہ؟ اور مردود کون؟؛

(۸۵) اسی ص۴۲۴ کی حدیث کو دوبارہ پڑھ جائیے۔ اس میں یہانتک تاکید ہے کہ اگر کسی نے نماز سے پہلے قربانی کرلی تو اُسے دوبارہ قربانی کرنی پڑے گی۔ لیکن حنفی مذہب کہتا ہے وَحِيْلَةُ الْمِصْرِيِّ اِذَا اَرَادَ التَّعْجِيْلَ اَنْ يَّبْعَثَ بِهَا اِلٰى خَارِجِ الْمِصْرِ فَيُضَحِّيْ بِهَا مَعَ مَا طَلَعَ الْفَجْرُ یعنی شہری لوگ اگر جلدی سے قربانی کرلینا چاہیں تو وہ یہ حیلہ کرلیں کہ اپنی قربانی کے جانور کو شہر کے آس پاس کہیں بھیجدیں اور وہاں طلوع فجر کے بعد ہی قربانی ہوجائے کہو حنفی بھائیو! حیلے سے حکمِ حدیث کو باطل کرنا منظور؟ یا حکمِ حدیث کے خلاف حیلوں کو کچل ڈالنا منظور؟ +

حدیث کے مقابلہ حیلے

(۸۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهٖ فَاَشْعَرَهَا فِيْ صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْاَيْمَنِ الخ (رواہ مسلم) یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقعہ پر ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھکر اپنی قربانی کی اونٹنی کے کوہان کے دائیں جانب اشعار کیا۔ یہ حدیث مسلم میں بھی ہے بخاری میں بھی اشعار کی حدیث ہے۔ اشعار اسلئے ہوتا ہے کہ یہ نشان ہے قربانی کے جانور کا اونٹ کی کوہان کے دائیں جانب زخم کرکے لہو پوچھ ڈالا جاتا ہے۔ یہ کام حضورؐ نے کیا۔ بخاری مسلم میں موجود لیکن حنفی مذہب اسے مکروہ کہتا ہے ہدایہ جلد اول کتاب الحج فصل ص۲۳۶ میں ہے وَالْاِشْعَارُ مَكْرُوْهٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی یہ اشعار امام صاحب کے نزدیک مکروہ ہے۔ کہو مقلد بھائیو! اب آپ امام صاحب کی مان کر فعلِ رسولؐ کو مکروہ کہوگے؟ یا رسولؐ اللہ کی مان کر اس مسئلے کو مکروہ کہوگے؟

فعل رسولؐ کو مکروہ کہنا

(۸۷) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فَقَالَ لِيَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ (رواہ البخاری مشکوٰۃ جلد اول ص۱۴۵ کتاب الجنائز باب المشی الخ) یعنی حضرت ابن عباسؓ نے جنازے کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھی اور فرمایا تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے حدیث میں عام طور پر آچکا ہے کہ بغیر سورۂ فاتحہ کے کوئی نماز نہیں لیکن حنفی مذہب جنازے کی نماز میں امام مقتدی کسی کے لئے بھی سورہ فاتحہ کا قائل نہیں۔ ہدایہ میں ہے وَالْبِدَايَةُ بِالثَّنَآءِ الخ (ص۱۶۰ جلد اول کتاب الصلوٰۃ فی فصل الصلوٰۃ

جنازہ میں فاتحہ

علی المیت) یعنی جنازے کی نماز میں ثنا پڑھا کر درود پڑھکر پھر میت کیلئے استغفار کرے۔ کہو حنفی بھائیو! یونتو فاتحہ خوانی کی دھوم مچی رہتی ہے۔ قبر پر فاتحہ۔ گھر پر فاتحہ۔ چالیس قدم پر فاتحہ۔ نماز جنازہ کے بعد فاتحہ لیکن جہاں سورہ فاتحہ پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے وہاں سے تم نے فاتحہ کا خاتمہ ہی کر دیا۔ اب حدیث سن لی۔ اب کیا کروگے؟ اب کیا کہوگے؟ اسی پرانی روش پر چلکر غیر جگہ تو فاتحوں کی بھرمار کروگے؟ اور حدیث کی مسنون جگہ نام بھی نہ لوگے؟ یا اب وہ کروگے جو سنت ہے؟ ؎

جنازے کی نماز میں پانچ تکبیریں

(۸۸) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ کَانَ زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ یُکَبِّرُ عَلٰی جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَاِنَّهٗ کَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُکَبِّرُهَا۔ یعنی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ جنازے کی نماز چار تکبیروں سے پڑھاتے تھے۔ ایک مرتبہ پانچ تکبیروں سے پڑھائی تو ہم نے سوال کیا آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پانچ تکبیروں سے پڑھائی ہے۔ الحمد للہ اہلحدیث کا سب حدیثوں پر عمل ہے وہ چار سے جائز مانتے ہیں اور پانچ کو فعل رسول سمجھ کر سر آنکھوں پر چڑھاتے ہیں لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا۔ وہ پانچ تکبیروں سے اسقدر بیزار ہے کہ ہدایہ میں حکم ہے وَلَوْ کَبَّرَ الْاِمَامُ خَمْسًا لَمْ یُتَابِعْهُ الْمُؤْتَمُّ یعنی اگر کوئی امام پانچویں تکبیر کہے تو مقتدی ہرگز اس کی تابعداری نہ کرے (ملاحظہ ہو کتاب الصلوٰۃ فصل الصلوٰۃ علی المیت ص۱۶۱ اول ہدایہ) کہو حنفی بھائیو! کیا ارادہ ہے؟ حدیث رسول مانوگے؟ یا فقہ حنفی؟۔

عورت کے جنازے کی نماز

(۸۹) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّیْتُ وَرَاٰءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِمْرَاَةٍ مَاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسَطَهَا (متفق علیہ مشکوٰۃ جلد اول ص۱۴۵ کتاب الجنائز باب المشی بالجنازۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاس میں مری ہوئی ایک عورت کے جنازے کی نماز پڑھائی تو اس کے درمیان کی جگہ کھڑے ہوئے۔ ظاہر ہے کہ امام کو عورت کے جنازے کی نماز کے پڑھانے کیلئے جنازے کے درمیان کی جگہ کھڑا ہونا چاہیئے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے وَیَقُوْمُ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَی الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةِ بِحِذَاءِ الصَّدْرِ (ہدایہ جلد اول ص۱۶۱ کتاب الصلوٰۃ فصل فی الصلوٰۃ علی المیت) یعنی مرد و عورت دونوں کے جنازے کی نماز میں امام کو اُن کے سینے کے بالمقابل کھڑا ہونا چاہیئے۔

(۹۰) عَنْ نَافِعٍ اَبِیْ غَالِبٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَلٰی جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ

مرد کے جنازے کی نماز

حِيَالَ رَأْسِهٖ الخ رواہ الترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ جلد اول ص۱۴۲ باب المشی بالجنازہ کتاب الجنائز) یعنی حضرت انس رضؓ مرد کے جنازے کی نماز پڑھاتے ہوئے اُس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے حنفی مذہب اس حدیث کو بھی نہیں مانتا اوپر کے نمبر میں ہدایہ کی عبارت موجود ہے پڑھ لیجئے۔ حکم مذہب حنفی یہ ہے کہ سینے کے مقابل کھڑا ہو۔ پس اے حنفی بھائیو! اب کیا مانو گے؟ حدیث کا حکم؟ یا فقہ کا حکم؟ ؎

بے جنازے کی میت

(۹۱) عَنِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالسِّقْطُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُدْعٰى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۱۴۲ کتاب الجنائز باب المشی) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کچا بچہ ماں کے پیٹ سے گر پڑا ہو (جس میں جان نہ ہو) اس کے جنازے کی بھی نماز پڑھی جائے اور اس کے ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت و رحمت کی جائے۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَهِلَّ اُدْرِجَ فِيْ خِرْقَةٍ كَرَامَةً لِبَنِيْ اٰدَمَ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ۔ یعنی جو بچہ پیدا ہو کر چلائے نہیں اُسے چونکہ وہ انسان ہے ایک کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اور اُس کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جائے۔ کہو حنفی بھائیو! اب اپنے بچوں کو بے نماز ہی رکھکر حنفی بنو گے؟ یا اُن پر نماز اُن کے ماں باپ کیلئے دعا مانگ کر محمدی بنو گے؟ ؎

توہین رسول

(۹۲) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً كَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيْهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰى مَاتَتْ فَاَبْطَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا (رواہ ابوداؤد جلد ص) یعنی ایک یہودیہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور آپ کی شان میں گستاخی سے پیش آتی تھی ایک صحابی نے اُس کا گلا گھونٹ کر اس کو مار ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے کوئی قصاص نہ لیا بلکہ اس کا خون برباد کر دیا اور صحابی کو معاف فرما دیا۔ بلکہ اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا اَلَا اَشْهَدُوْا اَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ یعنی اے لوگو! تم گواہ رہو اس کا خون رائگاں ہے کوئی قصاص نہیں۔ اس حدیث کے مطابق اہلحدیث کا مذہب ہے کہ پیغمبر انس و جن حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ذمی کافر گالیاں دے آپ کی شان میں بے ادبی کرے اس کا ذمہ ٹوٹ جاتا ہے بلکہ وہ شرعاً واجب القتل ہے۔ لیکن آہ اس حرمت کو حنفی مذہب نے توڑ دیا ہے۔ وہ صاف لکھتا ہے وَمَنِ امْتَنَعَ مِنَ الْجِزْيَةِ

اَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا اَوْ سَبَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوْ زَنٰی بِمُسْلِمَۃٍ لَمْ یَنْتَقِضْ عَھْدُہٗ۔ ہدایہ جلد دوم ص۵۵۵ فصل فی ما ینبغی الذمی۔ یعنی جو ذمی کافر جزیے سے انکار کردے۔ یا کسی مسلمان کو قتل کرڈالے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے۔ تو بھی اس کا ذمہ نہیں ٹوٹتا۔ حنفی بھائیو! دونوں مذہب و مسلک آپ کے سامنے ہیں فرمائیے کونسا مقبول اور کونسا مردود؟ ؎

(۹۳) عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا لَا یُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِکَافِرٍ (رواہ ابوداؤد والنسائی) مشکوٰۃ جلد دوم۔ کتاب القصاص ص۳۰۱ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کوئی مسلمان کسی کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے۔ اس میں صاف ہے کہ کافر کے بدلے مسلمان مارا نہ جائے۔ لیکن حنفی مذہب اس حکم محمدی کو نہیں مانتا۔ وہ اپنا حکم اس کے خلاف جاری کرتا ہے۔ کہتا ہے وَالْمُسْلِمُ بِالذِّمِّیِّ ہدایہ جلد چہارم ص۵۲۶ باب ما یوجب القصاص۔ یعنی ذمی کافر کے بدلے مسلمان کو قتل کردیا جائے۔ کہو حنفی بھائیو! تم حکم محمدی مانوگے؟ یا حکم حنفی؟ ؎

(۹۴) عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ عَبْدَہٗ قَتَلْنَاہُ۔ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَہٗ جَدَعْنَاہُ (رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی وزاد النسائی فی روایۃ اُخْرٰی وَمَنْ خَصٰی عَبْدَہٗ خَصَیْنَاہُ۔ مشکوٰۃ جلد دوم ص۳۰۱ کتاب القصاص یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کرڈالے ہم اُسے اُس کے بدلے قتل کردینگے اور جو اُس کے اعضا کاٹ دے ہم بھی اُس کے بدلے میں اُس کے وہی اعضا کاٹ دینگے اور جو اپنے غلام کو خصی کرڈالے اُس کا بدلہ بھی اُس سے یہی لیا جائے گا۔ سرکار مدنی کا فیصلہ سُن چکے اب کوفی سلطنت کا فیصلہ ملاحظہ ہو۔ ہدایہ جلد چہارم ص۵۲۵ باب ما یوجب القصاص میں ہے وَلَا یُقْتَلُ الرَّجُلُ بِعَبْدِہٖ وَلَا مُدَبَّرِہٖ وَلَا مُکَاتَبِہٖ وَلَا بِعَبْدِ وَلَدِہٖ یعنی کسی کو اس کے غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ اُس غلام کے بدلے بھی نہیں جسے اُس نے اپنے مرنیکے بعد آزاد ہونیکی کہدی ہو۔ اُسکے بدلے بھی نہیں جس نے اُسے لکھدیا ہو کہ جب میں اپنی رقم ادا کردوں تو آزاد ہوں۔ اور اس کے بیٹے کے غلام کے قتل کے بدلے بھی اُسے قتل نہ کیا جائے۔ سنا آپ نے؟ حدیث میں تو ہے کہ اپنے غلام کے قتل کے بدلے بھی قتل کردیا جائے۔ حنفی مذہب کہتا ہے اپنی اولاد کے غلام کے قتل کے بدلے بھی قتل نہ کیا جائے۔ ؎

خون مسلم کی ارزانی — غلاموں کے بے انصافی

اسلام میں مساوات پر ضرب

(۹۵) اسی ۹۱۷ کی حدیث کو دوبارہ پڑھ جایئے اور پھر ہدایہ کھول کر اُس کی چوتھی جلد نکال کر صفحہ پانچ سو ترپن نکالیئے۔ وہاں باب ہے باب القصاص فیما دُوْنَ النَّفْسِ۔ اس باب کے اس صفحہ کی آخری سطر دیکھئے وہاں لکھا ہوا ہے وَلَا قِصَاصَ بَیْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَۃِ فِیْمَا دُوْنَ النَّفْسِ وَلَا بَیْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَلَا بَیْنَ الْعَبْدَیْنِ۔ یعنی عورت اور مرد کے درمیان جان لینے کے علاوہ اور باتوں میں قصاص نہیں ہے نہ آزاد اور غلام کے درمیان ہے نہ دو غلاموں کے درمیان ہے۔ آپ نے خیال فرمایا؟ حدیث میں تو ہے کہ جو آزاد جس غلام کا ہاتھ کاٹ دے یا پاؤں کاٹ دے تو اس کا بھی ہاتھ پاؤں کاٹ دیا جائیگا۔ لیکن حنفی مذہب اس فرمانِ رسولؐ کو توڑ دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہاں غلام کہاں آزاد؟ غلام اور آزاد میں فرق کرو غلام کے ہاتھ کے بدلے آزاد کا ہاتھ نہ کاٹو۔ کہو مسلمانو! وہ مساوات جس پر تمہیں ناز تھا کیا ہوئی؟ اب بتاؤ حنفی مذہب اچھا؟ یا محمدی مذہب اچھا؟ ✣

غلاموں پر ظلم

(۹۶) آپ نے ۹۱۴ کی حدیث میں پڑھا ہے کہ خصّی کرنیکا قصاص خصّی کرنا ہے گو آقا اور غلام کے درمیان ہو۔ لیکن حنفی مذہب اس قانونِ محمدی کی بھی قانون شکنی کر کے کہتا ہے کہ یہی نہیں بلکہ سرے سے اس میں قصاص ہی نہیں چنانچہ ہدایہ جلد چہارم ص۵۵۵ کتاب الجنایات باب القصاص میں ہے وَلَا قِصَاصَ فِی اللِّسَانِ وَلَا فِی الذَّکَرِ۔ یعنی زبان اور پیشاب گاہ میں قصاص نہیں ہے۔ حنفی دوستو! حدیث کا حکم ہے کہ دوسرے کو خصّی کرنیوالے کو خصّی کر دیا جائیگا اور فقہ کا حکم کہ خصّی کرنیوالے سے قصاص نہ لیا جائے۔ یہ دونوں آپ کے سامنے ہیں اور دونوں میں مخالفت ہے اب آپ کو اختیار ہے اقرار کا بھی۔ اور انکار کا بھی؟ ✣

مسلمان کو کافر کے برابر کر دیا

(۹۷) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ ثُمَّ قَالَ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دِیَۃُ الْکَافِرِ نِصْفُ دِیَۃِ الْمُسْلِمِ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص۳۰۳ کتاب القصاص باب الدیات) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کافر کی دیت مسلمان سے آدھی ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے دِیَۃُ الْمُسْلِمِ وَالذِّمِّیِّ سَوَآءٌ ہدایہ جلد چہارم کتاب الدیات ص۵۶۹ یعنی مسلمان اور ذمّی کافر کی دیت یکساں اور برابر ہے۔ کہو دوستو! اب آپ جس وقت حجی کی کرسی سنبھالیں گے اور کسی مسلمان کے ہاتھ سے کسی ذمّی کافر کی آنکھ پھوٹ گئی۔ یا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ تو محمدی مذہب کے مطابق آدھی دیت اُس سے دلوائیں گے؟ یا حنفی مذہب کے مطابق پوری دیت؟ حدیث کے مطابق اسلام و کفر میں فرق

کرینگے ؟ یا فقہ کے مطابق دونوں کو ایک درجہ دینگے ؟ ✤

قصر نماز کا مسئلہ

(۹۸) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُلُّ ذٰلِکَ قَدْ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَصَرَ الصَّلٰوۃَ وَاَتَمَّ رواہ فی شرح السنۃ مشکوٰۃ جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ السفر ص۱۲۸) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں نماز قصر بھی کی ہے اور پوری بھی پڑھی ہے اسی لئے سفر میں نماز پوری پڑھ لینا اہلحدیث کے نزدیک گناہ نہیں۔ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے فَرْضُ الْمُسَافِرِ فِی الرُّبَاعِیَۃِ رَکْعَتَانِ لَا یَزِیْدُ عَلَیْھِمَا۔ ہدایہ جلد ا کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ المسافر ص۱۴۵) یعنی مسافر پر چار رکعت والی نمازیں دو ہی فرض ہیں اُن پر زیادتی نہ کرے۔ کہو حنفی بھائیو! اب تمہارا کیا ارادہ ہے ؟ ✤

(۹۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَفَرًا فَاَقَامَ تِسْعَۃَ عَشَرَ یَوْمًا یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَحْنُ نُصَلِّیْ فِیْمَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَلَّۃَ تِسْعَۃَ عَشَرَ رَکْعَتَیْنِ فَاِذَا اَقَمْنَا اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ صَلَّیْنَا اَرْبَعًا رواہ البخاری مشکوٰۃ جلد اول ص۱۱۸ کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ السفر) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر میں ایک جگہ انیس دن تک ٹھیرے رہے اور نماز کو قصر کرتے رہے یعنی بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھتے رہے۔ آپ فرماتے ہیں ہم لوگ مکّے مدینے کے درمیان انیس دن تک تو نماز قصر کیا کرتے ہیں جب اس سے زیادہ ٹھیرنے کا ارادہ ہو تو پوری پڑھتے ہیں۔ یہ حدیث بہت صاف ہے کہ جو مسافر کسی جگہ انیس دن یا اُس سے کم رہنا چاہتا ہو وہ نماز انیس دن تک قصر کر سکتا ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے وَلَا یَزَالُ عَلٰی حُکْمِ السَّفَرِ حَتّٰی یَنْوِیَ الْاِقَامَۃَ فِیْ بَلْدَۃٍ اَوْ قَرْیَۃٍ خَمْسَۃَ عَشَرَ یَوْمًا اَوْ اَکْثَرَ۔ یعنی پندرہ دن یا اُس سے زیادہ کہیں ٹھیرنے کا ارادہ ہو تو پھر وہ مسافر کے حکم میں نہیں۔ اُسے پوری نماز پڑھنی چاہیئے۔ آپ نے خیال فرمایا حدیث میں انیس دن کا حکم ہے لیکن حنفی مذہب پندرہ دن کا حکم دیتا ہے۔ اب فرمائیے کہ اس مسئلے سے ناواقف رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلطی کر کے انیس دن تک نماز قصر کی یہ مانوگے ؟ یا یہ مانوگے کہ حکم انیس دن کا ہی ہے لیکن فقہ کے ان مصنفین نے غلطی کر کے پندرہ کا حکم کر دیا ؟

کشتی میں کتنے دن تک قصر نماز پڑھ سکتے ہیں

(۱۰۰) عَنْ یَحْیٰی بْنِ یَزِیْدَ الْھُنَائِیِّ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ عَنْ قَصْرِ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ

حدیث سفر میں حدیث و فقہ کا اختلاف

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةَ فَرَاسِخَ شُعْبَةُ الشَّاكُّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ (رواہ مسلم جلد اول مع نووی ص۲۴۲ کتاب صلوٰۃ المسافرین) یعنی حضرت انسؓ سے نماز کو قصر کرنیکے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تین میل یا تین فرسخ (شعبہ راوی کو شک ہے) کے سفر کو نکلتے تو نماز قصر کرتے۔ اس صحیح حدیث کے مطابق اہلحدیث کا مذہب ہے کہ تین فرسخ یعنی نو میل کا سفر جسے کرنا ہو وہ نماز قصر پڑھ سکتا ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ لکھتا ہے اَلسَّفَرُ الَّذِیْ یَتَغَیَّرُ بِهِ الْاَحْكَامُ اَنْ یَّقْصُدَ مَسِیْرَةَ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیْهَا یعنی سفر کے احکام اُس سفر پر مرتّب ہوتے ہیں جس میں تین دن تین راتوں کی مسافرت طے کرنیکا قصد ہو۔ حنفی بھائیو اب فرمائیے آپ حدیث کے مطابق نو میل معتبر مانیں گے؟ یا تین دن رات؟

ایک حنفی مولوی کے اعتراض

میں نے جب یہ سلسلہ اپنے اخبار محمدی میں شروع کیا تھا اُس وقت ایک صاحب کا خط میرے پاس پہنچا تھا اور میں نے اسی مضمون کے سلسلے میں اسکا جواب لکھا تھا میں چاہتا ہوں کہ وہ جواب پورا کا پورا کتاب شمع محمدی کے ناظرین کے سامنے رکھ دوں تاکہ وہ جان لیں کہ ان مضامین کا جواب اُن کے علما کے پاس کیا ہے؟ وَاللّٰہ الموفق۔

خط۔ آرہ کے حنفی مدرسے سے ایک حنفی مولوی صاحب مسمی محمد عیسیٰ صاحب کا نہایت غیظ و غضب بھرا ایک خط ہمیں ملا ہے جس میں ہمیں بہت کچھ بُرا بھلا کہہ کر شمع محمدی والے مضمون پر کچھ اعتراض کئے ہیں۔ ہمیں ایسے خطوط پڑھنے اور گالیاں سننے کی کچھ ایسی عادت سی پڑگئی ہے کہ اب یہ ایک معمولی سی چیز ہمارے سامنے رہ گئی ہے ؎

رکھتے نہیں وہ مدح و ثنا کی پروا ✣ جو کر کے بھلا خلق سے سنتے ہیں بُرا
ان گالیوں کا جنکو ہے چسکا حالی ✣ آتا نہیں ان کو کچھ ثناؤں میں مزا

اس لئے ہم اس خط کی طرف بھی توجہ نہ کرتے لیکن مولوی صاحب نے اُس خط میں وعدہ کیا ہے کہ اگر میرے اعتراضات کا جواب دیا گیا تو میں آپ سے حسن ظن رکھنے والوں میں آج سے اپنا نام درج کرنے کو اپنا فخر سمجھونگا۔ اسلئے ہم اس کا جواب درج کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے سچی ہدایت طلب کرتے ہیں۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ۔

اعتراض۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "اگر اہلحدیث سب صحیح حدیثوں پر عمل کرتے ہیں تو پھر

تحت السرہ۔ آمین بالسر۔ عدم قرأت خلف الامام۔ امام کے خطبے کے وقت نماز و کلام کی ممانعت۔ عدم رفع الیدین۔ عدم جلسہ استراحت، والی حدیثوں پر آپ اہلحدیثوں کا عمل کیوں نہیں؟ بخلاف ہم حنفیوں کے کہ ہمارا اُن پر عمل ہے پس صحیح معنیٰ میں ہم اہلحدیث ہیں نہ کہ آپ لوگ۔ آپ کا دعویٰ تو کاغذی پھول کی طرح ہے اور بس، اس کا جواب ملاحظہ ہو۔ برادرم! واللہ اگر اُن میں سے ایک بھی حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو آج سے ہم اہلحدیث اُس پر عمل شروع کر دیں اب آپ ان حدیثوں کی بابت خود اپنی گھر ہلو تحقیق سُن لیں۔

(۱) **ناف کے نیچے ہاتھ**۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث کی نسبت خود آپ کے مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ جلد اول کے ص۸۶ باب صفۃ الصلوٰۃ کے حاشیے پر لکھا ہے ضَعِیْفٌ مُتَّفَقٌ عَلٰی ضُعْفِہٖ یعنی یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف بھی ایسی کہ اس کے ضعیف ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ تفصیلی جرح سنئے! اس کے ایک راوی عبدالرحمٰن بن اسحٰق ہیں ان کی نسبت امام احمدؒ امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہیں۔ امام ابن معینؒ کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں ان میں نظر ہے امام نوویؒ فرماتے ہیں بالاتفاق ضعیف ہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں یہ متروک ہیں۔ امام ابوداؤد بھی انھیں ضعیف کہتے ہیں پس یہ حدیث ضعیف اور بالکل ضعیف ہے۔ ہرگز قابلِ عمل نہیں۔ مولانا اس کے ضعف کو تو خود حنفی فقہانے بھی تسلیم کیا ہے پھر جناب ایک صحیح حدیث پر سے عمل ہٹانے کے درپے کیوں ہوتے ہیں؟ پھر یہ بھی یاد رہے کہ ابوداؤد کے اکثر نسخوں میں یہ روایت ہے بھی نہیں چنانچہ خود آپ ہی کی ہدایہ کے اسی صفحہ کے حاشیہ پر تحریر ہے اِنَّ ھٰذَا الْحَدِیْثَ لَا یُوْجَدُ فِیْ غَالِبِ نُسَخِ اَبِیْ دَاؤُدَ۔ یعنی ابوداؤد کے اکثر نسخوں میں یہ روایت ہے ہی نہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ ابوداؤد میں ہی اسی صفحہ اور اسی باب میں فَوْقَ السُّرَّۃِ کا لفظ بھی ہے یعنی ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے سنت ہیں۔ پھر جناب سے گذارش ہے کہ اگر واقعی یہ حدیث صحیح ہے تو آپ نے اپنی عورتوں کو اس حدیث پر عمل کرنے سے کیوں روک رکھا ہے؟ کیا کوئی حدیث جناب کی نظر سے ایسی بھی گذری ہے؟ جس میں ہو کہ مرد تو ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں؟۔

(۱۰۱) **سینے پر ہاتھ**۔ برخلاف اس کے صحیح اور صریح حدیث میں ہے عَنْ وَآئِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی عَلٰی صَدْرِہٖ (صحیح ابن خزیمہ و بلوغ المرام) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث کے گیارہ جوابات

سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث

نماز میں اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر اپنے سینے پر باندھتے تھے۔ لیکن حنفی مذہب اس کا منکر ہے۔ چنانچہ ہدایہ جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ صـ۸۲ میں ہے وَيَعْتَمِدُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی دائیں ہاتھ سے بایاں ہاتھ تھام لے ناف کے نیچے۔ اب دیکھیں موجودہ حنفی اس حدیث کو مانتے ہیں؟ یا اپنی فقہ کو؟ یہ بھی نہ بھلایا جائے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی آٹھ حدیثیں مروی ہیں ملاحظہ ہو میری کتاب دلائل محمدی۔ ؎

(۲) **آہستہ آمین**۔ آہستہ آمین کہنے کی جو حدیث آپ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اس کی نسبت بھی سن لیجئے۔ یہ روایت بھی ضعیف ہے آپ کے مذہب کی معتبر کتاب ہدایہ جلد اول صـ۸۲ کے حاشیے پر ہے قُلْتُ غَرِيْبٌ۔ یہ روایت غریب ہے۔ بحر العلوم مولانا عبد العلی حنفی ارکانِ اربعہ میں لکھتے ہیں هُوَ ضَعِيْفٌ یعنی پست آمین کہنے کی روایت سخت ترضعیف ہے۔ یہ ہے اندرونی اور گھر بلو شہادت اس حدیث کی نسبت۔ پھر ہم اپنے بھائی کو ایک اور بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ راوی حدیث کہتے ہیں حضورؐ نے آمین کہی اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کی۔ اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ راوی نے آپ کا آمین کہنا سنا نہ سنتے تو کس طرح کہتے کہ آپ نے آمین کہی؟ کوئی شخص دل میں جو چاہے کہہ لے دوسرے کو کیا خبر کہ کیا کہا؟ پس خود اس ضعیف حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آمین بآواز بلند کہنی چاہئے اسی لئے آپ کے مذہب کی بہترین کتاب شرح ہدایہ فتح القدیر میں لکھا ہے لَوْ كَانَ اِلَى فِيْ هٰذَا شَيْءٌ لَوَقَفْتُ بِاَنَّ رِوَايَةَ الْخَفْضِ يُرَادُ بِهَا عَدَمُ الْقَرْعِ الْعَنِيْفِ وَرِوَايَةَ الْجَهْرِ بِمَعْنٰى رَبَرَا الصَّوْتِ وَدَنْدِلِهٖ۔ یعنی اس مسئلہ میں فیصلہ یہ ہے کہ جن روایتوں میں پست آواز سے آمین کہنا مروی ہے اُن سے مراد بہت سخت نہ چلانا ہے۔ اور بلند آواز سے کہنے کی روایتوں سے بالکل پست نہ کرنا بلکہ گونج والی درمیانہ اونچی آواز سے کہنا ؎

بس یہ تو تھا اس حدیث کے متعلق مختصر سا جواب اب صحیح اور صریح حدیث سنئے۔

(۱۰۲) **بلند آمین** عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ فَقَالَ اٰمِيْنَ ۝ مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ (مشکوٰۃ نظامی صـ۷۶) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھکر بآواز بلند آمین کہی۔ لیکن افسوس کہ حنفی اس حدیث کو نہیں مانتے۔ ہدایہ صـ۸۲ میں لکھا ہے وَيُخْفِيْهَا

آہستہ آمین کی روایت کے جوابات

بلند آمین کی حدیث

؎ اس کے دو حصے میں آمین کا سورۂ فاتحہ رفع الیدین کا خوب بسط و تفصیل سے ثبوت ہے اور اس کے خلاف کا پورا رد ہے۔ قیمت ہر دو حصہ دس آنے۔ پتہ منیجر دفتر اخبار محمدی دھلی

یعنی آمین کو پست آواز سے مخفی پوشیدہ کہے۔ دیکھیں اب ہمارے حنفی بھائی مذہب پر رہتے ہیں یا حدیث پر آتے ہیں۔ آمین کے بارے کی بہت سی حدیثیں ہماری کتاب دلائل محمدی میں دیکھئے۔

(۳) **سورۂ فاتحہ**۔ سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے نہ پڑھنے کی جو روایت آپ نے ہمارے سامنے پیش کی ہے۔ افسوس ہے کہ آپ نے خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان نہ پڑھ لیا۔ آپ کہتے ہیں کہ اس میں جو راوی جابر جعفی ہے یہ اتنا بڑا جھوٹا شخص ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اس سے زیادہ جھوٹا انسان نہیں دیکھا۔ پس یہ روایت بھی محض بے ثبوت ہے مزید بیان میری کتاب دلائل محمدی میں ہے

(۱۰۳) **سورۂ فاتحہ**۔ مشکوٰۃ شریف نظامی ص۶۳ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صبح کی نماز پڑھائی۔ فارغ ہو کر مقتدیوں سے دریافت فرمایا۔ کیا تم اپنے امام کے پیچھے پڑھا کرتے ہو؟ مقتدیوں نے عرض کیا کہ ہاں حضور پڑھا کرتے ہیں آپ نے فرمایا لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِهَا۔ یعنی سوائے الحمد شریف کے اور کچھ نہ پڑھو۔ کیونکہ بغیر الحمد شریف کے نماز نہیں ہوتی۔ یہ حدیث بالکل صاف ہے مقتدیوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم میرے پیچھے نماز پڑھو اور میں بلند آواز سے قرأت پڑھوں۔ پھر بھی تم الحمد کا پڑھنا نہ چھوڑو اگر الحمد نہ پڑھو گے تو تمہاری نماز نہیں ہوگی۔ لیکن افسوس کہ حنفیہ اس حدیث کو نہیں مانتے ان کی کتاب ہدایہ منتا میں لکھا ہے وَلَا يَقْرَاُ الْمُؤْتَمُّ خَلْفَ الْاِمَامِ یعنی مقتدی امام کے پیچھے نہ پڑھے۔ دیکھیں اب ہمارے حنفی بھائی حدیث کو مانتے ہیں؟ یا فقہ ہی پر جمے رہتے ہیں؟ نمازیں چھوڑنی اور مذہب کہنا کسی پسند ہوگا؟

(۴) **جمعہ کی دو رکعتیں**۔ آپ نے جو یہ حدیث پیش کی ہے کہ جب امام جمعہ والے دن منبر پر آجائے تو نہ نماز ہے نہ بات چیت۔ اس کی بابت بھی سنئے۔ آپ ہی کے مذہب کی معتبر ترکتاب ہدایہ ص۱۵۱ کے حاشیے پر ہے قُلْتُ هٰذَا غَرِيْبٌ مَرْفُوْعًا وَّهٰذَا قَالَ الْبَيْهَقِيُّ رَفْعُهٗ وَهْمٌ فَاحِشٌ اِنَّمَا هُوَ مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ یعنی یہ روایت بالکل غریب ہے اس کا مرفوع ہونا یعنی حدیث رسول ہونا ثابت نہیں۔ یہ تو زہری کا کلام ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتانِ عظیم ہے۔ آپ نے کہیں یہ نہیں فرمایا۔ صحیح چھوڑ ضعیف حدیث سے بھی حضور کا یہ فرمان ثابت نہیں۔ اسی لئے درایہ تخریج ہدایہ ص۱۳۲ میں ہے لَمْ اَجِدْهُ۔ میں نے یہ مرفوع حدیث کہیں پائی نہیں۔ یہ تو تھا آپ کا جواب کہ خود آپ کے مذہب کے فقہا کے اقرار کے مطابق یہ حدیث ثابت و صحیح نہیں اب اس کے خلاف سنئے!

سورہ فاتحہ کے خلاف کے جواب

سورہ فاتحہ پڑھنے کی حدیث

خطبہ کے وقت کی دو رکعتوں کے حنفی دلائل

خطبہ ہوتے ہوئے مسجد میں آنے والے کا حکم

(۴) ان کا ثبوت۔ صحیح بخاری صحیح مسلم میں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِذَا جَآءَ اَحَدُکُمُ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَلْیُرَکِّعْ رَکْعَتَیْنِ وَلْیَتَجَوَّزْ فِیْھِمَا۔ یعنی جمعہ کے دن امام کے خطبے کی حالت میں جو آئے وہ بھی ہلکی سی دو رکعت پڑھ لے لیکن افسوس کہ اس صحیح حدیث کو حنفی مذہب نہیں مانتا ہدایہ ص۱۵۱ میں ہے اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ تَرَکَ النَّاسُ الصَّلٰوۃَ وَالْکَلَامَ۔ مطلب یہ ہے کہ خطبہ ہوتے ہوئے کوئی آئے تو وہ دو رکعت نماز نہ پڑھے۔ دیکھیں اب حدیث وفقہ کے مقابلے کے وقت موجودہ حنفی بھائی کس فوج میں بھرتی ہوتے ہیں۔ یہ نمازی بنتے ہیں یا بے نمازی؟

رفع الیدین نہ کرنے کا جواب

(۵) رفع الیدین نہ کرنا۔ رفع الیدین نہ کرنے کی جو روایت صاحب ہدایہ لائے ہیں اُسی کے حاشیے پر ص۹۲ میں موجود ہے قُلْتُ غَرِیْبٌ یعنی یہ روایت ثابت نہیں غریب ہے۔ اسی ہدایہ کی تخریج درایہ میں ہے لَمْ اَجِدْہُ ھٰکَذَا یہ حدیث کسی حدیث کی کتاب میں اس طرح ملتی ہی نہیں۔ پھر اس روایت میں انقطاع ہے کسی طرح صحت وثبوت کو نہیں پہنچتی۔ پس میں اپنے بھائی آروی مولوی محمد عیسیٰ صاحب سے باادب عرض کرونگا۔ کہ جناب اہلحدیث کے سامنے ایسی بے ثبوت روایتیں پیش کرکے انھیں صحیح حدیثوں سے ہٹانا چاہتے ہیں؟ یہ تو ایک مسلمان کی شان نہ ہونی چاہئے۔ میں نے اس روایت کا بھی بے سند ہونا آپ ہی کی کتابوں سے بتلایا ہے۔ اب سنئے!

رفع الیدین کی حدیث

(۱۰۵) رفع الیدین کرنا۔ مشکوٰۃ نظامی ص۵۹ میں ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَاِذَا کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَھُمَا کَذٰلِکَ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی نماز کو شروع کرتے اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین کیا کرتے تھے لیکن حنفی مذہب اس صاف صحیح اور صریح حدیث کو نہیں مانتا چنانچہ ہدایہ جلد اول ص۹۲ میں ہے وَلَا یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی۔ یعنی پہلی تکبیر کے سوا پھر اور رفع الیدین نہ کرے۔ کہئے صلوٰۃ محمدی پڑھو گے یا نماز حنفی؟ +

(۶) جلسۂ استراحت۔ پہلی رکعت پوری کرنے کے بعد دوسری کیلئے کھڑے ہونے سے پہلے ذرا سی دیر نہ بیٹھے اس کی بابت جو حدیث پیش کی گئی ہے وہ بھی ضعیف ہے صحیح نہیں اسی آپ کے مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی تخریج درایہ ص۸۲ میں ہے کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ پس یہ تو ضعیف ہے اب سنئے! +

(۱۰۶) اسکا ثبوت۔ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ فِیْ وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِہٖ

لَمْ یَنْهَضْ حَتّٰی یَسْتَوِیَ قَاعِدًا۔ (اخرجہ البخاری) یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلی یا تیسری رکعت کے بعد کھڑا ہونا چاہتے تو بغیر اچھی طرح بیٹھے ہوئے کھڑے نہ ہوتے۔ یہ صحیح اور صریح حدیث ہے لیکن حنفی مذہب اُسے نہیں مانتا۔ ان کی ہدایہ ۱۲ میں ہے وَلَا یَقْعُدُ یعنی اس موقعہ پر نہ بیٹھے۔ کہو حنفی بھائیو اکس کی مانو گے؟ اور کس کی چھوڑو گے؟ ؎

ہمارا مذہب۔ الغرض ان روایتوں میں سے ایک بھی صحیح ثابت نہیں اور ان کے برخلاف صحیح اور صریح حدیثیں ہیں اسلئے اہلحدیث بفضلِ خدا اُن حدیثوں پر ہی عامل ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج اور آج کے بعد جب کبھی آپ یا اور کوئی اور صاحب کسی مسئلے میں بھی صحیح حدیث پیش کریں گے تو ناممکن کہ اہلحدیث کی گردنیں اس کے سامنے جھک نہ جائیں۔ ہمارا یہ مذہب نہیں کہ فلاں امام نے اگر حدیث کو مانا ہے تو ہم بھی مانیں گے ورنہ نہ مانینگے۔ ہمارے ہاں حدیث پر عمل کرنے کیلئے کسی خاص مذہب میں اُس پر عمل ہونے کی شرط نہیں۔ ہر فرمانِ رسولؐ ہمارے لئے واجب العمل ہے اور اسی کی ہم دنیا کو دعوت دیتے ہیں خدا کرے آپکی سمجھ میں آجائے ؎

میرے پیشوا ہیں رسول خدا ✤ میں ہوں ان کی سنت پہ دل سے فدا

امام صاحبؒ اور ہم۔ رہا جناب کا یہ تحریر فرمانا کہ اتنی بڑی متبرک ہستی یعنی امام ابوحنیفہؒ کو ایسے ایسے الزامات سے ملزم کرنا سخت نادانی ہے" اس کی بابت بھی سُن لیجئے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی اور چیز ہے اور اُن کے نام سے جو اُن کا مذہب موجودہ کتبِ فقہ میں بنایا گیا ہے یہ بالکل اور ہی چیز ہے۔ ہمارا اعتراض اِن کتبِ فقہ پر ہے ذاتِ امام صاحب پر نہیں۔ حاشا وکلا ہم دشمن امامانِ دین نہیں بلکہ ہم تو امامانِ دین کے دشمنوں کو ملعون کہتے ہیں ہم امام صاحبؒ کو اپنا امام مانتے ہیں بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ تو اپنی پوری عمر لوگوں کو اہلحدیث بنانے میں ہی مصروف رہے دیکھئے آپ کے مذہب کی کتاب اور وہ بھی ایک نہایت متعصب اور دشمنِ اہلحدیث کی لکھی ہوئی کتاب حدائق الحنفیہ میں موجود ہے کہ حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں "مجھے امام ابوحنیفہؒ نے اہلحدیث بنایا" پس یہ فرق ہمیشہ پیش نظر رکھو تاکہ ہماری نسبت کسی غلط فہمی میں نہ پڑو۔ اس کی مزید تحقیق میری کتاب سراج محمدی میں ملاحظہ فرمالیجئے ؎

الزامی جواب۔ ایک اور جواب بھی سُن لیجئے اور اس پر بھی ٹھنڈے دل سے غور کرلیجئے شاید خدا تعالیٰ اسی سے ہدایت کی طرف رہبری کرے۔ وہ یہ ہے کہ اگر حنفی مذہب کی فقہ کی کتاب کے کسی مسئلے کو خلافِ حدیث یا غلط کہنے اور اس کے نہ ماننے سے امام صاحب پر الزام دینا

لازم آتا ہے اور یہ نادانی ہے۔ تو کیوں جناب؟ تین اور مذہبوں کے کل مسائل اختلافیہ کو آپ حضرات خلافِ حدیث یا غلط کہیں اور انھیں نہ مانیں تو کیا آپ نے اُن تینوں اماموں کو الزام نہیں دیا اور کیا یہ ایک چھوڑ تین تین نادانیاں آپنے نہیں کیں؟ پس ہر چہ بخود نہ پسندی بدیگراں مپسند

فقہ کے بے دلیل مسائل۔ جناب کا یہ فرمانا کہ فقہ کوئی منگھڑت یا بناوٹی چیز کا نام نہیں ہے بلکہ فقہ تو نام ہے اُن مسائل شرعیہ کے مجموعے کا جو قرآن وحدیث سے ماخوذ ہوں لگے ہاتھوں ان کا بھی جواب سنتے جائیے! اور ربط مطلوب ہو تو میری کتاب سیف محمدی دیکھیے

پہلا مسئلہ آپ کی ہدایہ شریف باب الانجاس میں ہے قَدْرُ الدِّرْهَمِ وَمَا دُوْنَهٗ مِنَ النَّجَسِ الْمُغَلَّظِ كَالدَّمِ وَالْبَوْلِ وَالْخَمْرِ وَخُرْءِ الدَّجَاجِ وَبَوْلِ الْحِمَارِ جَازَتِ الصَّلٰوةُ مَعَهٗ (جلد اول ص۱۷) یعنی سخت ترغلیظ نجاست جیسے کہ خون اور پیشاب اور شراب اور مرغ کی بیٹ اور گدھے کا پیشاب بقدر ایک درہم کے (کپڑے پر یا جسم پر) لگا ہوا ہو تو بھی نماز ہو جائے گی۔ اسی ہدایہ میں یہ بھی ہے کہ درہم سے مراد ہتھیلی کی چوڑائی کے برابر ہے اور وزن میں ایک مثقال کے برابر ہے) ہاں میرے بھائی جلدی سے قرآن کی وہ آیت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث پڑھ دیجیے جس میں ہو کہ اتنی ناپاکی سمیت نماز پڑھا کرے ؛

دوسرا مسئلہ۔ اسی ہدایہ کے باب الحدث میں ہے وَاِنْ تَعَمَّدَ الْحَدَثَ فِيْ هٰذِهِ الْحَالَةِ اَوْ تَكَلَّمَ اَوْ عَمِلَ عَمَلًا يُبْتَنٰى فِي الصَّلٰوةِ تَمَّتْ صَلٰوتُهٗ ص۱۴ جلد اول یعنی اگر اس حالت میں یعنی بعد تشہد کے قصداً جان بوجھکر پاخانے کے راستے سے ہوا نکال دے یعنی گوز مار دے یا بات چیت کرلے یا کوئی عمل خلافِ نماز کرلے تو اُس کی نماز پوری ہوگئی۔ ہاں میرے بھائی جلدی سے قرآن کی وہ آیت یا وہ حدیث پڑھ دیجیے جس میں یہ ہو کہ پاد مار دینا بھی نماز سے سلام پھیر دینے کے برابر ہے۔ یہ ہیں وہ جاسوز قیاس جن سے ہم تمہیں بچانا چاہتے ہیں ؛

تیسرا مسئلہ۔ اسی ہدایہ کی فصل فی بیان المحرمات میں ہے مَنِ ادَّعَتْ عَلَيْهِ امْرَاَةٌ اَنَّهٗ تَزَوَّجَهَا وَاَقَامَتْ بَيِّنَةً فَجَعَلَهَا الْقَاضِيْ امْرَاَتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ تَزَوَّجَهَا وَسِعَهَا الْمُقَامُ مَعَهٗ وَاَنْ تُمَكِّنَهٗ مِنْ جِمَاعِهَا ص۲۹۳ جلد ۲ یعنی کسی عورت نے کسی مرد پر دعوی کیا کہ اس نے اس سے نکاح کیا ہے اور گواہ بھی گذار دیئے۔ جج نے فیصلہ دیدیا کہ یہ اُس مرد کی بیوی ہے تو اگر واقع میں نکاح نہیں ہوا تاہم اس عورت کو اُس مرد کے ساتھ رہنا سہنا اور اُسے جماع کرنے دینا جائز درست ہے۔ ہاں بھائی جلدی وہ آیت یا حدیث پڑھ دیجیے۔ جس میں یہ ہے کہ جھوٹے

فقہ کے مسائل نجاست سمیت نماز

سلام کے بدلے گوز

بے نکاحی بیوی

گواہ اور غلط فیصلے سے حرام عورت بے نکاح کے سچ مچ بیوی بن جائے اور پھر دونوں مجامعت مباشرت مثل میاں بیوی کے کرتے رہیں۔ رسول اللہ تو فرماتے ہیں ایسے فیصلے سے ایک پیلو کی مسواک بھی حلال نہیں ہو سکتی۔

طالب دلیل

مطالبہ میں سردست جناب کے سامنے صرف یہ تین ہی مسئلے پیش کرکے بس کرتا ہوں۔ ورنہ ایسے چھ سو مسائل میں نے اپنی کتاب سیف محمدی میں جمع کر دیئے ہیں۔ برادرم اگر ان مسائل کی احادیث و آیات آپ کو نہ ملیں تو آپ جی نہ چھوڑ دینا ہمت نہ ہارنا۔ دیوبند ڈابھیل دہلی وغیرہ سے امداد حاصل کرنا۔ میں بہت ممنون ہونگا اگر جناب مجھے وہ آیات و احادیث دکھاوینگے جن میں یہ ہو کہ اگر پاخانہ بیٹاب جیسی غلیظ گندگی بقدر درہم کے لگی ہوئی ہو اور نماز پڑھ لے تو جائز تشہد کے بعد درود دعا اور سلام کے بدلے اگر پاد مار دے تو نماز پوری ہو گئی۔ جھوٹے گواہ پیش کرکے جھوٹا دعوی نکاح کا کرکے جج کا فیصلہ لیکر بغیر حقیقی نکاح کے اگر میاں بیوی بن جائیں اور مصاحبت مجامعت کرتے رہیں تو جائز ہے۔

مقصود۔ میری تو سن لو! قسم خدا کی! کوئی آیت کوئی حدیث ایسی نہیں۔ اسی طرح اور بھی سن لو کہ جو چھ مسئلے آپ نے پیش کئے ہیں اور ہمیں ان کے ماننے کی دعوت دی ہے ان میں بھی صراحت و صحت کے ساتھ بے جرح ایک بھی حدیث نہیں اور ان کے خلاف صراحت و صحت کیساتھ حدیثیں موجود ہیں۔ مدتیں ہوئیں میں نے اعلان کر رکھا ہے پھر میں اسے دہراتا ہوں۔ سنئے!

چار رکعت کا انعام

انعام اگر کوئی صاحب رفع الیدین نہ کرنے کی صحیح صریح مرفوع غیر مجروح حدیث پیش کریں تو ہمارا تحریری حلفیہ اقرار ہے کہ رفع الیدین ترک کر دینگے اور ایکسو روپیہ نقد بھی دینگے۔ اسی طرح آہستہ دل میں کہہ لینے کی حدیث بھی۔ اور اسی طرح امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھنے کی حدیث بھی۔ اور اسی طرح زیر ناف ہاتھ باندھنے کی حدیث بھی۔ ہے کوئی جو ہم سے یہ انعام بھی حاصل کرے؟ اور ہمیں حنفی بھی بنالے۔ مکرم مولانا میں نے اخباری حیثیت کے مطابق قلم روک روک کر بہت مختصر سے جواب جناب کو دیئے ہیں لیکن اس سے اگر سیری نہ ہو تو میری کتابیں دیکھئے ہمیں کوئی ضد نہیں ہم حدیث پر ایمان رکھتے ہیں حدیث پہنچاؤ اور منوالو۔ حدیث لو اور مان لو ؎

سینے کو چمن بنائیں گے ہم ✤ گل کھائیں گے گل کھلائینگے ہم

اب ہم پھر اپنے اسی ترک کردہ سلسلے کو لیتے ہیں ایکسو چھ حدیثیں ہو چکیں آگے سنئے ؎

(۱۰۷-۱۰۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّنِيْ جِبْرَئِيْلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ

ظہر عصر کی نماز کا محرمی اور حنفی وقت

قَدْرَ الشِّرَاكِ وَصَلَّى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ الخ (رواہ ابوداؤد والترمذی مشکوٰۃ ص۵۹ جلد اول باب المواقیت) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بیت اللہ شریف میں کی اور ظہر کی نماز اُس وقت پڑھائی جب سورج ڈھل کر بقدر ایک تسمہ کے اس کا سایہ ظاہر ہوگیا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اُس کے برابر ہوگیا۔ ناظرین یہ حدیث آپ کے سامنے ہے اس میں صاف موجود ہے کہ عصر کی نماز کا وقت وہ ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ اُس کے برابر ہوجائے۔ یہی نماز عصر کا شروع اور نماز ظہر کا آخر وقت ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے وَاٰخِرُ وَقْتِهَا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رح اِذَا صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ . . . . وَاَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ اِذَا خَرَجَ وَقْتُ الظُّهْرِ (ہدایہ جلد اول ص۶۲ باب المواقیت) یعنی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ظہر کا آخری وقت اور عصر کا اول وقت وہ ہے جب ہر چیز کا سایہ اُس سے دگنا ہوجائے۔ سُنا آپ نے؟ ایک کے دو ہوگئے حدیث میں ہے کہ ایک گونہ سایہ ہونے سے ظہر کا وقت جاتا حنفی مذہب میں ہے نہیں گیا۔ حدیث میں ہے ایک گنا سایہ ہونے پر عصر کا وقت شروع ہوگیا۔ حنفی مذہب میں ہے نہیں ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے وقت کے نکلنے اور عصر کے وقت کے آنے کا انداز بتلائیں کہ جب سورج کا چڑھتا ہوا اور بڑھتا ہوا سایہ سوائے اصلی سایے کے ہر چیز کے برابر ہوجائے۔ حنفی مذہب کہے یہ ٹھیک نہیں بلکہ جب ہر چیز سے دگنا ہوجائے۔ کہو حنفی دوستو! اب آپ کا کیا فیصلہ ہے نمازوں کے اوقات کا صحیح علم خدا کے بھیجے ہوئے نبیؐ کو تھا؟ یا اُن کے ایک امتی کو؟

دو صحیح حدیثیں معارض نہیں ہوتیں

ضرورت ہے کہ یہاں پر میں آپ کو یہ بھی بتلادوں کہ ہمارے حنفی بھائیوں نے حدیث سے ہٹنے کی ایک وجہ یہ بھی بتلائی ہے کہ حدیثوں میں اختلاف ہے کسی میں کچھ ہے کسی میں کچھ ہے۔ حالانکہ یہ وہم بالکل خلاف واقعہ ہے۔ دنیا کے پردے پر دو صحیح حدیثیں ایسی نہیں جو آپس میں اختلاف رکھتی ہوں اور ان میں تطبیق ممکن نہ ہو۔ اس غلط گمان کی وجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ لوگ علم حدیث سے کورے ہوگئے اسرار و حکمت حدیث و فقہ علم حدیث ان سے مفقود ہوگیا۔ ورنہ اگر وہ بنظر محدث حدیث کو دیکھیں تو کبھی اتنی بڑی خلاف اسلام اور توہین رسولؐ کی بات زبان سے نہ نکالیں۔ دوستو سچ بتاؤ اپنی ایک بات کے خلاف خود ہی دوسری بات کہنا یہ کسی عقلمند کا فعل ہوسکتا ہے؟ ایک عورت کو وہ اپنی بیوی کہے پھر اُسی کو خود ہی بہن بتلائے تو نتیجہ یہی ہوگا کہ یا تو وہ پاگل بکواسی سڑی اور سودائی شخص ہوگا یا اس کی ان دونوں باتوں میں سے ایک قطعاً غلط

ہوگی۔ اب ہے کوئی جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ کبھی آپ کچھ فرما دیتے ہیں کبھی کچھ اور کہنے لگتے ہیں۔ پس دراصل یہ تو غلط گوئی ہے کہ حدیثوں میں اختلاف ہے یعنی تعارض اور مناقضہ ہے۔

ہاں البتہ فقہ میں یہ مظہر بہت صاف نظر آرہا ہے اسی مسئلے میں اسی ہدایہ میں جو ہے وہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہر کا آخری وقت اور عصر کا اول وقت وہ ہے جب ہر چیز کا سایہ اُس سے دُگنا ہو جائے لیکن اسی ہدایہ میں اسی صفحہ میں اسی عبارت کے ساتھ ہی موجود ہے وَقَالَا إِذَا صَارَ الظِّلُّ مِثْلَيْهِ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔ یعنی امام صاحب کے دونوں شاگرد محمد اور ابو یوسف کے نزدیک ظہر کا آخری اور عصر کا اول وقت ایک گنا سایہ ہونے پر ہو جاتا ہے اور یہی ایک روایت امام صاحب سے بھی مروی ہے پس یہ ہے اختلاف کہ ایک اور دو جس طرح اسمیں فرق ہے اسی طرح ان دونوں روایتوں میں جس طرح ایک دو نہیں اور دو ایک نہیں اسی طرح یہ دونوں روایتیں کسی تطبیق سے ایک نہیں ہو سکتیں۔ اس لطف کو بھی ہم کبھی نہیں بھول سکتے کہ امام صاحب سے جو روایت خلافِ حدیث تھی اُسے تو لے لیا اور جو موافق حدیث تھی اُسے چھوڑ دیا۔ حنفی دوستو! اگر یہ الٹی گنگا نہ بہاؤ تو کیا حنفیت کی رونق جاتی رہیگی؟ وہی روایت کیوں نہیں لیتے جو حدیث کے مطابق ہے؟

بہر صورت جس پر فقہا نے عمل رکھا ہے اور جس پر آج ہندوستان کے تمام حنفیوں کا عمل ہے وہ یہی ہے کہ ظہر کا آخر اور عصر کا اول وقت دوگنا سایہ ہونے پر ہوتا ہے اسلئے حنفی مذہب اُس حدیث پر عمل نہیں کرتا جو عنوان میں درج ہے پس ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے بھائیوں سے دریافت کریں کہ پیغمبر معصومؐ کی اس صحیح حدیث پر عمل کرنے سے آپ کو کس چیز نے روک رکھا ہے؟ آپ نمازوں کو وقت مار کر کیوں پڑھتے ہیں؟ آپ تعلیم رسولؐ کا تعلیم جبرئیل کا پاس کیوں نہیں کرتے؟ کیا پیغمبرؐ سے زیادہ فضیلت والا کوئی اور آپ کو نظر آگیا کہ اس کی تعلیم کے مقابلے پر آپ نے تعلیم محمدی کو ترک کر دی؟ اگر واقعی کوئی ایسا ہے تو ہمیں بھی بتلاؤ تاکہ مل جل کر ہم سب تعلیم رسولؐ سے ہٹ جائیں اور اس بزرگ کی تعلیم کے عامل بن جائیں ورنہ ہم محمدیوں کی طرف سے آپ کو دعوت ہے کہ آؤ اس کی تعلیم پر عمل کریں جس سے بہتر نہ تو چشم فلک نے آجتک دیکھا نہ آئندہ دیکھ سکے۔ خدایا تو ہمیں توفیق دے۔

برادران ایک لطیفہ یہ بھی نہ بھولئے کہ اسی ہدایہ میں اسی جبرئیل والی امامت کی حدیث کو

فقہ کا تناقض

لائے بھی ہیں اسی صفحے میں اسی عبارت کیساتھ ہی ظہر کا وقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں اَوَّلُ وَقْتِ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ لِاِمَامَةِ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الخ پس یہ عذر بھی باقی نہیں رہا کہ ممکن ہے یہ حدیث ان حضرات کو نہ پہنچی ہو پہنچتی ہے نقل کرتے ہیں امام محمد اور امام ابو یوسف کی دلیل میں اسی حدیث کو پیش کرتے ہیں لیکن پھر بھی کیا مجال کہ ہندوستان کے اس کونے سے اُس کونے تک ہزار ہا حنفی مسجدوں میں سے ایک میں بھی عصر کی نماز پوری زندگی میں ایک دن بھی اول وقت پر یعنی ایک گنا سایہ ہو جانے پر ہو جائے بلکہ اس سنت وحدیث کے عامل اہلحدیث پر آجتک یہ اعتراض ہے کہ یہ لوگ وقت سے پہلے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ پس اب اے حنفی بھائیو! جن کی نگاہوں سے میرا یہ مضمون گذر رہا ہے آپ سے عرض ہے کہ فرمائیے آج سے آپ کیا کریں گے؟ حنفی رہ کر حدیث کا خلاف کر کے بے وقت ہی نمازیں پڑھا کرینگے؟ یا محمدی بن کر حدیث کو سر آنکھوں پر رکھ کر وقت پر نماز ادا کر کے خدا کے پیارے اور رسول کے دُلارے بنیں گے؟ اللہ ہمیں نیک جواب کی توفیق دے۔ آمین! +

حدیث پیش کرنے پر حنفی کا چھیڑنا

(۱۰۹) عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ..... قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْاُنْثٰى وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ (رواہ احمد وابوداود وابن ماجہ۔ مشکوٰۃ جزاول ص۵۲ باب تطہیر النجاسات) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکیوں کا ہی پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکوں کے پیشاب پر تو چھینٹا دے لینا کافی ہے۔ یہ حدیث بہت صاف ہے کہ دودھ پیتے چھوٹے بچوں کے جو غذا نہ کھاتے ہوں پیشاب میں شریعت نے فرق کیا ہے لڑکیوں کا پیشاب دھونا ضروری ہے اور لڑکوں کے پیشاب پر صرف پانی کا چھینٹا دے لینا کافی ہے۔ حضورؐ کا فرمان بھی یہی ہے اور اسی پر سید الطاہرین صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی رہا ام قیس بنت محصن کے چھوٹے بچے نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا تو آپ نے یہی کیا۔ (بخاری مسلم) حضرت حسینؓ نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا تو بھی آپ نے یہی کیا۔ لیکن حنفی مذہب نہ تو اس فعل رسولؐ سے خوش نہ اس فرمان رسولؐ پر عامل اس کا فیصلہ ہے کہ بَوْلُ الصَّبِيِّ الَّذِيْ لَمْ يَطْعَمْ فَكَذٰلِكَ (عینی شرح ہدایہ نولکشور جلد اول ص۴۵۳) یعنی اس لڑکے کا پیشاب بھی جو کھانا نہیں کھاتا بڑے آدمیوں کے پیشاب کی طرح نجس ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ایسے بچے کے پیشاب پر صرف چھینٹا دے لینا کافی نہیں۔ اب ہمارے دوست ہمیں بتلائیں کہ اس اختلاف میں ہم کس طرف ہوں؟ آیا حدیث کی طرف یا عینی والے کی طرف؟ +

لڑکی اور لڑکے کے پیشاب کا حکم

صبح جمعہ میں مخصوص سورتیں

(۱۱۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْفَجْرِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ بِالٓمّٓ تَنْزِیْلُ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَفِی الثَّانِیَۃِ ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ (متفق علیہ مشکوٰۃ جلد اول ص۸۰ باب القرأۃ فی الصلوٰۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کی صبح کی فرض نماز کی پہلی رکعت میں سورۃ الٓمّٓ سجدہ اور دوسری میں سورہ ہل اتی پڑھا کرتے تھے بلکہ طبرانی کی حدیث میں ہے یُدِیْمُ ذٰلِکَ اسی پر آپ کی ہمیشگی رہی۔ یہ حدیث کسی شرح وبسط کی محتاج نہیں۔ ظاہر ہے کہ حضورؐ کی عادت یہی تھی مسنون طریقہ یہی ہے کہ جمعہ کی صبح کی نماز کے فرضوں میں یہ سورتیں برابر پڑھی جائیں لیکن حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا بلکہ وہ کہتا ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے چنانچہ ہدایہ جلد اول ص۱۰۱ باب القرأۃ میں لکھا ہے۔ وَیُکْرَہُ اَنْ یُّوَقِّتَ بِشَیْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ لِشَیْءٍ مِّنَ الصَّلٰوٰتِ یعنی کسی نماز کے لئے قرآن کی کسی سورت کو مقرر کر لینا مکروہ ہے۔ اسی ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں اسی فقرے کے نیچے لکھا ہے کَالسَّجْدَۃِ وَالْاِنْسَانِ لِفَجْرِ الْجُمُعَۃِ۔ یعنی سورہ الٓمّٓ سجدہ اور ھَلْ اَتٰی کا جمعہ کے دن کی صبح کی فرض نماز کی دونوں رکعتوں میں پڑھتے رہنا یہ مکروہ ہے کہو حنفی بھائیو! اب کیا سوچا؟ آیا یہ سمجھکر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکروہ کام کیا کرتے تھے تم اُسے نہ کروگے؟ یا فقہا کے اس فتوے کو مکروہ رکھکر سنتِ نبوی پر عمل رکھوگے؟

نماز جمعہ کی مخصوص سورتیں

(۱۱۱) عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ عَلَی الْمَدِیْنَۃِ وَخَرَجَ اِلٰی مَکَّۃَ فَصَلّٰی لَنَا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ الْجُمُعَۃَ فَقَرَأَ سُوْرَۃَ الْجُمُعَۃِ فِی السَّجْدَۃِ الْاُوْلٰی وَفِی الْاٰخِرَۃِ اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ۔ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ بِھِمَا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ (رواہ مسلم مشکوٰۃ جلد اول ص۸۰ باب القرأۃ) یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب مدینے شریف کے حاکم تھے۔ آپ نے جمعہ پڑھایا اور پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون پڑھی اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سورتوں کی اس نماز میں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ پس صحابہؓ کے نزدیک تو یہ مسنون اس کا ثبوت حضورؐ کے فعل سے موجود اور مسلم شریف جیسی صحیح کتاب گواہ لیکن حنفی مذہب کے نزدیک یہ مکروہ۔ چنانچہ اسی ہدایہ کی یہی شرح فتح القدیر ہدایہ کی اسی مندرجہ بالا عبارت کے تحت میں لکھتا ہے وَالْجُمُعَۃُ وَالْمُنٰفِقِیْنَ لِلْجُمُعَۃِ یعنی سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کا تقرر جمعہ کی نماز کیلئے کرنا مکروہ ہے اب "محمدی" کے ناظرین اپنا فیصلہ سنائیں کہ وہ محمدی رہینگے یا فتح القدیر والے بنیں گے؟۔

(۱۱۲) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلَتْ سُوْرَةُ الْحَجِّ بِاَنَّ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ قَالَ نَعَمْ وَمَنْ لَّمْ يَسْجُدْهُمَا فَلَا يَقْرَأْهُمَا۔ ابوداؤد مشکوٰۃ جلد اول ص۹۳ کتاب الصلوٰۃ باب سجود القرآن) یعنی رسول اللہ صلی اللہ وسلم سے حضرت عقبہؓ نے کہا کہ حضور سورۂ حج کو یہ فضیلت دی گئی ہے کہ اس میں دو سجدے تلاوت کے ہیں آپ نے فرمایا ہاں اور جو یہ سجدے نہ کرے وہ انھیں نہ پڑھے۔ لیکن حنفی مذہب سورۂ حج میں سجدۂ تلاوت دو نہیں مانتا وہ کہتا ہے وَالْاُوْلٰی مِنَ الْحَجِّ یعنی سورۂ حج کا پہلا سجدہ کرے۔ پس جسے اللہ تعالیٰ نے دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دی تھی اُس سے ایک سجدہ ہی کم کر دیا گیا۔ کہئے اب حنفی بھائیو آپ کیا کہینگے؟ ایک سجدے کے قائل ہو کر دوسرے سجدے کا انکار فقہ کی تعلیم کے ماتحت؟ یا دونوں سجدوں کا اقرار حدیث کی تعلیم کے مطابق +

(۱۱۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا (متفق علیہ مشکوٰۃ جلد اول ص۹۳ کتاب الصلوٰۃ باب سجود القرآن) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ والنجم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنی اور سجدۂ تلاوت نہیں کیا۔ یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔ لیکن حنفی مذہب کہتا ہے وَالسَّجْدَةُ وَاجِبَةٌ فِيْ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ عَلَى التَّالِيْ وَالسَّامِعِ۔ ہدایہ کتاب الصلوٰۃ جلد اول ص۱۲۱ باب فی سجدۃ التلاوۃ یعنی ان تمام جگہ سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ قرأت کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی۔ یاد رہے کہ ان وجوب کی جگہوں میں اسی ہدایہ میں سورۂ والنجم کے سجدے کا بھی ذکر ہے۔ کہئے حنفی بھائی اب کیا فتوٰی دینگے؟ +

(۱۱۴) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي السَّارِقِ اِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوْا يَدَهٗ (رواہ فی شرح السنۃ۔ مشکوٰۃ جلد دوم ص۳۱۱ کتاب الحدود باب قطع السرقہ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ چور کا ہاتھ کاٹ دو۔ پہلے ہی حدیث گذر چکی ہے کہ پاؤ دینار یعنی تین درہم کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹ دینا چاہیے حنفی مذہب جہاں چوری کی چیز کی اتنی مقدار کو نہیں مانتا۔ وہاں بہت سے چوروں کو بھی اس حکم میں داخل نہیں کرتا۔ مثلاً وہ کہتا ہے لَا قَطْعَ عَلَى النَّبَّاشِ یعنی کفن چور پر حد نہیں اس کا ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے۔ ملاحظہ ہو حنفی مذہب کی فقہ کی اول نمبر کی کتاب ہدایہ جلد دوم ص۵۲۱ کتاب السرقہ + پس فرمائیے آپ کفن چوروں کا ساتھ دینگے؟ یا حدیث رسولؐ کا؟ +

عجیب سے انکار

وجوب سجدۂ تلاوت

کفن چور پر رحم کیوں

(۱۱۵) اسی حدیث کو اور مسند کی حدیث کو کہ تین درہم کی قیمت کا مال چرانے والے کا ہاتھ کاٹ دو دوبارہ پڑھ جائیے۔ اور پھر حنفی مذہب کے اس مسئلے پر بھی ہدایہ جلد دوم کے ص۵۲ کتاب السرقہ میں نظر ڈالئے کہ وَلَا یُقْطَعُ فِیْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی کعبۃ اللہ شریف مسجد حرام کے کواڑ کوئی چرالے جائے تو اس کے ہاتھ نہ کاٹنے چاہئیں۔ کہو حنفی بھائیو! چوروں کا ساتھ دوگے؟ یا اُن کے ہاتھ کاٹنے والوں کا؟ ؎

(۱۱۶) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَأُھُمْ کِتَابَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَأَۃِ سَوَآءً فَاَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّۃِ سَوَآءً فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْھِجْرَۃِ سَوَآءً فَاَقْدَمُھُمْ سِنًّا۔ الخ (رواہ مسلم مشکوٰۃ جلد اول ص۶۱ کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگوں کی امامت وہ کرائے جو سب سے زیادہ کتاب اللہ کا قاری ہو اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو وہ جو سب سے زیادہ سنت کا عالم ہو۔ اگر علم سنت میں بھی سب برابر کے ہوں تو وہ جو ہجرت میں سب سے پہلے ہو اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جو عمر میں سب سے بڑا ہو الخ اس حدیث اور صریح حدیث کے بالکل برخلاف جو عمارت چنی گئی ہے آپ اُسے بھی معائنہ فرمالیں۔ حنفی مذہب کی کتاب ہدایہ جلد اول ص۱۰۱ کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ میں ہے وَاَوْلَی النَّاسِ بِالْاِمَامَۃِ اَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ ..... فَاِنْ تَسَاوَوْا فَاَقْرَؤُھُمْ ..... فَاِنْ تَسَاوَوْا فَاَوْرَعُھُمْ ..... فَاِنْ تَسَاوَوْا فَاَسَنُّھُمْ ..... یعنی امامت کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو سب سے زیادہ سنت کا عالم ہو۔ اگر اس میں سب برابر ہوں تو وہ جو سب سے زیادہ کتاب اللہ کا قاری ہو اگر اس میں سب برابر ہوں تو وہ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جو سب سے بڑی عمر کا ہو۔ حنفی بھائیو! حدیث آپ کے سامنے ہے اس میں جو چار صورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھیں اُن سب کو اُلٹ پلٹ کر دیا۔ اب میں جناب سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس کا حق کسی کو تھا کہ خدا کے رسول کی تعلیم کو بدلے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار درجے بیان کرکے اس مسئلے کو ختم کر دیا تھا۔ اہلحدیث حدیث شریف کے مطابق انہی درجات پر اس مسئلے کو ختم کرتے ہیں۔ نہ وہ اس کے سوا اور درجے گھڑیں نہ اور صورتیں پیدا کریں نہ اپنی طرف سے فتوے بازی کریں۔ لیکن یہ تو آپ نے دیکھ لیا کہ حدیث کی بتلائی ہوئی صورتوں کو منسخ کر دیا۔ اب آگے سنئے! میں اس

چوروں کی مدد کرنے والوں کی نسبت بھی حدیث میں وعید ہے

حدیث کی چار صورتوں کو حنفی مذہب میں منسوخ کر دیا

مسئلے کی قدرے اور بھی تفصیل کردوں۔

تنویر الابصار متن دُرِّ مختار میں ہے وَالْاَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ الْاَعْلَمُ بِاَحْكَامِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ الْاَحْسَنُ تِلَاوَةً ثُمَّ الْاَوْرَعُ ثُمَّ الْاَسَنُّ ثُمَّ الْاَحْسَنُ خُلُقًا ثُمَّ الْاَحْسَنُ وَجْهًا ثُمَّ الْاَشْرَفُ نَسَبًا ثُمَّ الْاَنْظَفُ ثَوْبًا فَاِنِ اسْتَوَوْا يُقْرَعُ اَوِ الْخِيَارُ اِلَى الْقَوْمِ یعنی سب سے زیادہ حقدار امامت کا وہ ہے جو سب سے زیادہ احکامِ نماز کا جاننے والا ہو۔ پھر وہ جو سب سے اچھی تلاوت کرنیوالا ہو۔ پھر وہ جو سب سے پہلے اسلام والا ہو۔ پھر وہ جو سب سے پہلے اسلام والا ہو۔ پھر وہ جو سب سے زیادہ خوش اخلاق ہو۔ پھر وہ جو سب سے زیادہ خوبصورت چہرے والا ہو پھر وہ جو سب سے زیادہ شریف نسب والا ہو۔ پھر وہ جو سب سے زیادہ اچھی پوشاک والا ہو۔ اگر ان تمام باتوں میں بھی برابری ہو تو پھر قرعہ اندازی کی جائے یا لوگوں کو اختیار ہے۔

ہدایہ کی عبارت آپ اوپر پڑھ آئے ہیں وہاں صورتیں تو چار ہی رکھی تھیں۔ لیکن حدیث میں جو صورتیں بیان ہوئی ہیں اُن میں اپنا تصرف کرکے کہیں انھیں بدل دی تھیں کہیں ان کی جگہ بدل دی تھی۔ تنویر الابصار کی عبارت بھی آپ نے ملاحظہ فرمائی کہ حدیث میں چار کا بیان تھا یہاں چار کی دس بنائی گئیں۔ ہم اہلحدیث تو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ حدیث پر بس کیا جائے نہ اس میں کمی کی جائے نہ زیادتی کی جائے نہ اُلٹ پلٹ کی جائے۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ جو قرآن حدیث میں جس طرح ہے وہی اسی طرح اسلام ہے جو اس میں نہیں وہ اسلام میں نہیں۔ جو بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بتلائی۔ اور کسی کو اس کے بتلانے اور دوسروں کو اس کے ماننے کا منصب ہی نہیں دوستو! غور کرو۔ اگر مگر پر فرض کرلینے اور تصور کرلینے پر ہم نے فتوے چسپاں کرنے شروع کردیئے تو یہ سلسلہ تو لامتناہی ہوجائے گا۔ جو صورتیں ہمارے فقہائے کرام بیان فرمائینگے اُن سب کے بعد بھی یہی سوال باقی رہ جائیگا کہ اگر اُن سب میں برابری ہو تو؟ آخر فرمائیے تو سہی کہ پھر دین کیا ہوگا؟ ایک مذاق ہوگا۔ وہ کبھی قیامت تک بھی مکمل نہ ہوگا نمونہ کا ایک مسئلہ موجود ہے۔ ہدایہ میں چار صورتیں تھیں تنویر میں دس ہوئیں۔ ابھی اور آگے سنئے!

صاحبِ دُرِّ مختار نے ان کے علاوہ اور بھی بہت سی زیادتی کی ہے۔ ضمناً جو قیمیں بڑھائی ہیں اور جن قیود کا اضافہ کیا ہے وہ ملاحظہ ہو ثُمَّ اَصْبَحُهُمْ اَیْ اَسْمَحُهُمْ وَجْهًا ثُمَّ اَكْثَرُهُمْ حَسَبًا پھر ء کے بعد بڑھاتے ہیں ثُمَّ الْاَحْسَنُ صَوْتًا پھر بڑھایا ہے ثُمَّ الْاَحْسَنُ زَوْجَةً ثُمَّ الْاَكْثَرُ مَالًا ثُمَّ الْاَكْثَرُ جَاهًا پھر ء کے بعد بڑھاتے ہیں ثُمَّ الْاَكْبَرُ رَأْسًا وَالْاَصْغَرُ

حدیث کی چار صورتیں دس ہوگئیں

اب چار کی اکیس بن گئیں

عضوا ثم المقیم علی المسافر۔ ثم الحر الاصلی علی العتیق ثم المتیمم عن حدث علی المتیمم عن جنابۃ اور ۱۰ کے بعد لکھتے ہیں فان اختلفوا اعتبر اکثرھم یعنی پھر زیادہ روشن چہرے والا۔ پھر سب سے بڑھکر حسب والا۔ پھر سب سے زیادہ اچھی آواز والا پھر سب سے زیادہ حسین بیوی والا۔ پھر سب سے زیادہ مالدار۔ پھر سب سے بڑے مرتبے والا پھر بہت بڑے سر اور بہت چھوٹے عضو والا۔ پھر مقیم مسافر پر۔ پھر اصلی آزاد آزاد شدہ پر۔ پھر وضو کے قائم مقام جس نے تیمم کیا ہے وہ غسل کے قائم مقام تیمم کرنے والے پر۔ پھر بھی اگر لوگوں میں اختلاف رہے تو اکثریت جس کی طرفدار ہو اسے امام بنایا جائے۔

ناظرین کرام حدیث شریف آپ کے سامنے ہے جس میں صرف چار صورتیں ہیں یہاں اکیس ۲۱ تو صرف یہی ہوگئیں ابھی اور کتابوں میں اور بھی ہیں پھر ان میں عجیب عجیب اختلافات ہیں۔ کوئی کسی کو آگے کرتا ہے کوئی کسی کو۔ پس اتباع سنت تو یہ ہے کہ آپ وہیں ختم کر دیں۔ جہاں خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم کیا۔ اور تقلید شخصی یہ ہے کہ اسے بڑھاتے چلے جائیں اور رائے قیاس کے انبار لگاتے چلے جائیں۔ فرضی صورتیں بناتے اور ان کے احکام وضع کرتے چلے جائیں۔ رائے قیاس اور یہ موجودہ فقہ حدیث پر قناعت نہیں کرتا۔ شارع کے بیان کو کافی نہیں سمجھتا۔ شارع علیہ السلام نے انچ بھر بیان کیا تھا تو انھوں نے اسے گز بھر کر لیا۔ قول نبی پر اپنا قول تہ بہ تہ جماتے جماتے آخر قول نبی کو ان اقوال الناس نے بالکل ہی چھپا دیا۔ کتب حدیث کے صاف اور پاک مسئلے کی کتب فقہ میں بالکل کایا پلٹ گئی حدیث میں کچھ تھا یہاں کچھ ہوگیا۔ لکیر کا سانپ بن گیا۔ یہ ایک مسئلہ اور اس کے اوپر کے اور مسائل سب آپ کے سامنے ہیں۔ اب غور فرما کر نظریں ڈال کر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ آپ کا دل حدیث کی طرف جھکتا ہے؟ یا فقہ کی طرف؟ آپ کا جی اتباع سنت کی طرف مائل ہوتا ہے؟ یا تقلید شخصی کی طرف؟ آپ شمع محمدی کو لیتے ہیں یا رائے کی رات کے اندھیرے کو؟ اپنی اپنی سمجھ ہے ہماری آواز سنو! ؎

میں بلبل نالاں ہوں گلزار محمدؐ کا ✤ آئینہ حیراں ہوں انوار محمدؐ کا
بلبل ہے فدا گل پہ شمع پہ پروانہ ✤ ہے عشق مجھے اپنے دلدار محمدؐ کا

(۱۷) مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۴۵ باب سنن الوضوء میں حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بیان میں مروی ہے کہ فمضمض

وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَّاحِدٍ۔ یعنی آپ نے ایک ہی چلّو لیکر اُسی سے کلّی بھی کی اور ناک میں بھی پانی دیا۔ اور روایت میں ہے فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثًا ۳ بِثَلٰثِ غُرَفَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ یعنی آپ نے تین چلّو سے تین مرتبہ کلّی بھی کی۔ ناک میں پانی بھی دیا اور ناک جھاڑی بھی۔ اور روایت کے الفاظ یہ ہیں فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَّاحِدَةٍ فَعَلَ ذَالِكَ ثَلٰثًا۔ اور روایت میں ہے فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مِّنْ غُرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ یعنی آپ نے ایک ہی چلّو سے کلی بھی کی اور ناک بھی صاف کی۔ تین مرتبہ ایسا ہی کیا یہ حدیث ناظرین کے سامنے ہے۔ صحیح ہے صاف ہے کہ ایک ہی چلّو سے کلی بھی کرے اور ناک میں بھی پانی دے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ چنانچہ ہدایہ جلد اول صـ۶ میں ہے۔ وَكَيْفِيَّتُهُمَا اَنْ يَّمْضِمِضَ ثَلٰثًا يَاْخُذُ لِكُلِّ مَرَّةٍ مَّاءً جَدِيْدًا ثُمَّ يَسْتَنْشِقُ كَذَالِكَ یعنی الگ الگ ایک ایک چلّو پانی سے تین مرتبہ کلی کرے اور پھر اس کے بعد اسی طرح تین مرتبہ ناک میں پانی دے۔ شرح وقایہ میں ہے وَالْمَضْمَضَةُ بِمِيَاهٍ وَالْاِسْتِنْشَاقُ بِمِيَاهٍ یعنی کلی اور ناک میں پانی کے لئے الگ الگ پانی لے۔ میں کئی مرتبہ لکھ چکا ہوں پھر بھی تحریر ہے کہ میرا مقصود اس مضمون سے یہ دکھانا ہے کہ حدیث ہے صحیح ہے لیکن چونکہ حنفی مذہب کی فقہ کی کتابوں میں اس کے خلاف ہے اسلئے اور محض اسی لئے اُس حدیث پر لاکھوں حنفیوں میں سے ایک بھی عمل نہیں کرتا۔ بلکہ مذہب کی مضبوط اور پابندی کرانے والی بیڑیاں اُسے حدیث پر عمل کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتیں۔ یہ وصف اہلحدیث ہی میں ہے کہ اگر کسی کام کے کئی طریقے صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں تو اُن کے نزدیک سب جائز ہیں۔ پس اے حنفی بھائیو! آپ سے بھی التماس ہے کہ ان حدیثوں کو رد کرنے کا کیا عذر خدا کے سامنے پیش کروگے؟ کیوں آج ہی سے تم بخاری مسلم کی اس حدیث پر عمل شروع نہ کردو حنفیت کو چھوڑو اور حدیث کی طرف آؤ۔ یہ نہ کہو کہ حنفی مذہب سچّا اور حدیث کا مذہب غلط۔

(۱۱۸) مشکوٰۃ شریف جلد اول صـ۱۳۱ باب فی الاضحیہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے وہیں عید الاضحیٰ آگئی تو ہم میں سے سات سات آدمی گائے میں شریک ہوئے اور اونٹ میں دس دس نے شریک ہوکر قربانی کی۔ یہ حدیث ترمذی نسائی اور ابن ماجہ میں موجود ہے۔ لفظ یہ ہیں وَفِي الْبَعِيْرِ عَشَرَةٌ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ ہدایہ جلد چہارم صـ۴۲۸ کتاب الاضحیہ میں ہے اَوْ بَدَنَةٌ عَنْ

اونٹ کی قربانی میں اشتراک

سَبْعَۃٍ یعنی اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ پس حدیث میں دس کی شرکت حنفی مذہب اس کا منکر۔ اب ہمارے حنفی بھائی بتلائیں کہ وہ دس پر خوش ہیں یا سات پر مگن ہیں؟ ۔ +

(۱۱۹) مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۱۲۹ باب العتیرہ میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عرفات کے خطبے میں حجۃ الوداع والے سال فرمایا اِنَّ اَھْلَ الْبَیْتِ فِیْ کُلِّ عَامٍ اُضْحِیَّۃً الخ یعنی ہر گھر والوں پر ہر سال ایک قربانی ہے حاکم میں عبداللہ بن ہشام سے مروی ہے کہ آپ اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتے تھے لیکن حنفی مذہب اس کا منکر ہے۔ ہدایہ جلد ۴ ص۴۲۸ کتاب الاضحیہ میں ہے وَیَذْبَحُ عَنْ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ شَاۃً الخ یعنی اپنے گھر والوں میں سے ہر ایک کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرے اب دیکھتے ہیں کہ موجودہ حنفی حکم حدیث کو لیتے ہیں یا حکم فقہ کو؟

(۱۲۰) مسند احمد اور مستدرک حاکم میں فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ثَلٰثٌ ھُنَّ عَلَیَّ فَرَائِضُ وَھُنَّ لَکُمْ تَطَوُّعٌ اَلْوِتْرُ وَالنَّحْرُ وَصَلٰوۃُ الضُّحٰی۔ یعنی تین کام ہیں جو مجھ پر تو فرض ہیں لیکن تمہارے لئے نفل ہیں وتر، قربانی اور نماز ضحیٰ۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ باوجودیکہ میں تم سب سے زیادہ مالدار ہوں لیکن پھر بھی قربانی کو چھوڑ دیتا ہوں اس لئے کہ کہیں تم اسے واجب نہ جاننے لگو۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بھی یہی مروی ہے لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے اَلْاُضْحِیَّۃُ وَاجِبَۃٌ یعنی قربانی واجب ہے ہدایہ جلد ۴ ص۴۲۶ کتاب الاضحیہ۔ کہو حنفی بھائیو! اب تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی مانو گے؟ یا حنفی مذہب کی؟ +

(۱۲۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْمَعُ بَیْنَ صَلٰوۃِ الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ اِذَا کَانَ عَلٰی ظَھْرِ سَیْرٍ وَّیَجْمَعُ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ رواہ البخاری (مشکوٰۃ جلد اول ص۱۱۸ باب صلوٰۃ السفر) یعنی ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب حضورؐ سفر میں راستے ہی میں ہوتے تو ظہر عصر کو اور مغرب عشا کی نماز کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔ لیکن حنفی مذہب اس کا قائل نہیں وہ کہتا ہے وَلَا یُجْمَعُ فَرْضَانِ فِیْ وَقْتٍ بِلَا حَجٍّ۔ شرح وقایہ جلد اول ص۱۲۴ کتاب الصلوٰۃ۔ یعنی حج کے موقعہ کے سوا کسی اور وقت دو فرض نمازیں جمع کر کے نہیں پڑھنی چاہئیں۔ کہو حنفیو! رخصتِ دین اور آسانیِ اسلام کو تم قبول کرو گے؟

قربانی کی وسعت میں تنگی

حدیث کے نقل کو واجب کرنا

سفر میں نماز جمع کرنے کا مسئلہ

یا اپنے اگلوں کی طرح اسے دھکے ہی دو گے ؟ ؎

مونڈھوں تک رفع الیدین کا انکار

(۱۲۲) حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام کی ایک جماعت میں دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تم سب سے زیادہ حافظ ہوں اِذَا کَبَّرَ جَعَلَ یَدَیْہِ حِذَآءَ مَنْکِبَیْہِ الخ جب آپ تکبیر اولیٰ کہتے تو رفع الیدین کرتے اپنے مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے الخ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کا منکر ہے وہ لکھتا ہے یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِاِبْھَامَیْہِ شَحْمَۃَ اُذُنَیْہِ یعنی رفع الیدین اس طرح کرے کہ انگوٹھے کان کی لو کے برابر ہو جائیں۔ ملاحظہ ہو ہدایہ جلد اول ص۸۴ باب صفۃ الصلوٰۃ۔ حنفی دوستو! اجازت دیجئے کہ میں یہاں کچھ آپ کو سمجھاؤں۔ دیکھو ہدایہ کے مصنف اس حدیث کو لائے ہیں جسے ہم نے یہاں وارد کی ہے۔ پھر کہتے ہیں یہ حدیث شافعی مذہب کیلئے ہے۔ اور ہمارے لئے اور حدیث ہے جس میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا مروی ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ تقسیم کیسی؟ یہ کونسا باپ دادے کا ورثہ بٹ رہا تھا کہ یہ میرا یہ تیرا۔ اس کے کیا معنیٰ ؟ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی ایک حدیث پر تو شافعی عمل کریں۔ حنفیوں پر اس پر عمل کرنا حرام ہو۔ اور دوسری پر حنفی عمل کریں شافعی کو اس پر عمل حرام ہو۔ اے حنفیو! اور اے شافعیو! تم سب امتِ رسولؐ ہو۔ کیوں خدا کے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہو؟ کیوں حدیث کے حصے کرتے ہو؟ کیوں سنت کی تقسیم کرتے ہو؟ کیوں کسی کا کفر کے کسی پر ایمان لاتے ہو؟ کیوں نہیں کہتے کہ یہ بھی سنت یہ بھی سنت یوں کرے خواہ یوں کرے ؎

عورت مرد کی نماز میں تفریق

(۱۲۳) اور لطف کی بات سنئے! حنفیوں کا فیصلہ ہے ہدایہ شریف کے اسی صفحے میں ہے وَالْمَرْاَۃُ تَرْفَعُ یَدَیْھَا حِذَآءَ مَنْکِبَیْھَا۔ یعنی عورت اپنے مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے کیوں حنفی بھائیو! تم نے ابھی اوپر پڑھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے تو کیا آپ کی سنت عورتوں کے لئے لائق عمل اور مردوں کے لئے قابل ترک ؟ پھر ہم کہتے ہیں یہاں تم نے اس حدیث کا خلاف کیا جو مشکوٰۃ شریف ص۷۵ جلد اول باب صفۃ الصلوٰۃ میں بحوالہ بخاری مسلم بروایت حضرت مالک بن حویرثؓ منقول ہے کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِھِمَا اُذُنَیْہِ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے ہوئے ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے تھے۔ کیا اے حنفیو! حضورؐ تمہارے نزدیک ایک عورت تھے ؟ نعوذ باللہ! حضورؐ سے دونوں باتیں مروی دونوں طریقے ثابت۔

دونوں فعل صحیح لیکن تم نے خاصی تقسیم کی۔ گھر بیٹھے حصے بخرے کر لئے۔ ایک مردوں کو دی ایک عورتوں کو دی۔ اور بیچ میں وہ حد فاصل کھڑی کر دی کہ یہ اُس کی حد میں نہ جائے وہ اس کی حد میں نہ آئے۔ عورت کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائے مرد مونڈھوں تک نہ اٹھائے۔ سنت تو ہے لیکن اس سنت پر عمل فقط وہی کر سکتا ہے جو حنفی ہو کر مرد بھی ہو۔ اور دوسری چیز بھی سنت تو ہے لیکن اُس پر عمل وہی کر سکتی ہے جو حنفن ہو کر عورت بھی ہو۔ تقلید کے سٹیدائیو! تم نے اس سنت رسول کے پھر یوں ٹکڑے بھی کئے کہ حنفی تو کانوں تک رفع الیدین کرے اور شافعی مونڈھوں تک۔ بس کرو شخصی تقلید کے فدائیو! اللہ کے رسولؐ کو پورا مانو۔ نہیں تو صاف انکار کر جاؤ۔ کیوں مسلمانوں میں نئی نئی راہیں نکالتے ہو؟ کیوں خدا کے دین کو تنگ کرتے ہو؟ کیوں سنت کا بٹوارہ کرتے ہو؟ کیوں ایک کو مان کر ایک کو دھکے دیتے ہو؟ اللہ سے ڈرو خدا کے پورے دین کو مانو۔

(۱۲۴) یہی حال سینے کی حدیث میں بھی کیا ہے کہ حنفیوں نے تو کہا سینے پر ہاتھ نہ باندھے بلکہ ناف تلے ہاتھ باندھے شافعیہ نے کہا سینے پر ہاتھ باندھے ناف تلے نہ باندھے۔ پھر حنفیوں نے کہا کہ ہاں اگر عورت ہو تو وہ سینے پر باندھ لے۔ لیکن مرد ہے تو ہرگز نہ باندھے۔ اب فرمایئے کہ اگر حدیثیں دونوں ہیں اور دونوں ایک ہی قوت کی ہیں تو پھر شافعیوں اور حنفیوں نے بٹوارہ کیوں کر لیا؟ اور اگر ایک گری پڑی ضعیف اور ناقابل عمل ہے جیسے ناف تلے کی روایت تو پھر اُسے کیوں مانا؟ اور صحیح اور ثابت کو کیوں چھوڑا؟ پھر جب چھوڑا ہی تھا تو عورتوں کو ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کی ہدایت حنفیوں نے کیوں کی؟ کیا حدیث پر عمل کرنے کیلئے عورت ہونے کی بھی شرط ہے؟ یا کیا ان حضرات نے حضورؐ کی نسبت کوئی غلط رائے قائم کر رکھی ہے؟ یا اس تقسیم کی کوئی اور دلیل ہے؟ کہ حنفی مرد ناف تلے ہاتھ رکھے۔ اور حنفن عورت سینے پر۔ حدیث میں تو صاف ہے عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی یَدِہِ الْیُسْرٰی عَلٰی صَدْرِہٖ۔ اخرجہ ابن خزیمہ (بلوغ المرام ص۲۱) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوئے اپنے بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھا کرتے تھے اور ہاتھ سینے پر باندھا کرتے تھے لیکن حنفی مذہب کہتا ہے یَعْتَمِدُ بِیَدِہِ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی تَحْتَ السُّرَّۃِ۔ یعنی ہاتھ ناف تلے باندھے۔

(۱۲۵) یہی رنگ اس حدیث میں بھی حنفی مذہب نے اختیار کیا ہے جو مشکوٰۃ شریف کی پہلی جلد کے ص۷۵ پر بروایت حضرت ابو حمید ساعدیؓ منقول ہے کہ فَاِذَا جَلَسَ فِی الرَّکْعَتِ الْاٰخِرَۃِ

عورت مرد کی نماز میں فرق

ایک اور ایک میں فرق

قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْأُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ۔ متفق علیہ۔ یعنی جس التحیات کے بعد سلام پھیرنا ہوتا اس میں حضورؐ اس طرح بیٹھتے کہ بایاں پاؤں داہنی طرف نکال لیتے۔ دوسرا کھڑا کر دیتے اور اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاتے حنفی مذہب اس کا ہے تو منکر لیکن پھر حنفی عورت کو تعلیم دیتا ہے کہ جَلَسَتْ عَلٰى اِلْيَتِهَا الْيُسْرٰى وَاَخْرَجَتْ رِجْلَيْهَا مِنَ الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ۔ یعنی عورت التحیات میں اس طرح بیٹھے کہ اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف کو نکال لے اور اپنی بائیں ران پر بیٹھے۔ کیوں دوستو! اس کے کیا معنیٰ؟ کہ عورت ہو تو حدیث پر عمل کرلے اور مرد وہ جو حدیث پر عمل نہ کرے۔ فعلِ رسولؐ عورت مرد دونوں کے لئے ہے۔ ساری امت کو فرمانِ رسولؐ ہے کہ جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو تم بھی نماز پڑھو۔ پس ان تینوں مسئلوں میں خدا جانے حنفی مذہب نے حصے بخرے کیسے کئے ہیں؟ قرآن میں جاہلیت کے زمانے کی ایک قوم کا ایک رواج ہم پڑھا کرتے تھے کہ وہ کہتے ہیں مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا یعنی ان مویشیوں کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ صرف مرد ہی کھا سکتے ہیں عورتوں کو حرام ہے پس مرد عورت کی تقسیم کی سند کہیں یہ آیتِ قرآنی تو نہیں؟۔

(۱۲۶) مشکوٰۃ شریف جلد اول ص میں بخاری مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی تعلیم فرماتے ہوئے فرمایا کہ باوضو قبلے کی طرف متوجہ ہو کر تکبیر کہہ یعنی اللہ اکبر سے نماز شروع کر لفظ ہیں فَكَبِّرْ۔ مسلم کی حدیث میں ہے کہ كَانَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ۔ حضورؐ ہمیشہ اپنی نماز لفظِ اللہ اکبر سے شروع کیا کرتے تھے۔ بخاری شریف میں ہے كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ۔ حضورؐ نماز کو اللہ اکبر سے شروع کرتے تھے متفق علیہ حدیث میں ہے اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ۔ حضورؐ جب نماز کو کھڑے ہوتے اللہ اکبر کہتے۔ ایک حدیث میں ہے تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ (ابوداؤد) نماز شروع ہوتی ہے اللہ اکبر سے اور ختم ہوتی ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر ان تمام حدیثوں کو حنفی مذہب کی فقہ نہیں مانتی ہدایہ ص۸۴ جلد اول صفۃ الصلوٰۃ میں ہے فَاِنْ قَالَ بَدَلَ التَّكْبِيْرِ اَللّٰهُ اَجَلُّ الخ یعنی اگر کسی نے اللہ اکبر کے بدلے اللہ اجل کہا یا اللہ اعظم کہا یا الرحمٰن اکبر کہا یا لا الٰہ الا اللہ کہا یا اور کوئی نام خدا لیا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے پھر آگے چلکر لکھتے ہیں فَاِنِ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ بِالْفَارِسِيَّةِ الخ یعنے باوجودیکہ کسی کو اچھی طرح عربی آتی ہو پھر بھی اگر وہ فارسی سے نماز کو شروع کرے اور فارسی میں ہی قرآن کا ترجمہ پڑھے تو یہ بھی جائز ہے ✤

تکبیر کہی جاوے

سلام کے بعد گوز مارنا

(۱۲۷) مندرجہ بالا حدیث میں آپ نے پڑھا ہے کہ نماز کا آخری رکن جس سے انسان کی نماز فرمانِ رسول کے مطابق ختم ہوتی ہے السلام علیکم الخ کہہ کر سلام پھیرنا ہے لیکن حنفی مذہب اسے بھی نہیں مانتا وہ کہتا ہے وَاِنْ تَعَمَّدَ الْحَدَثَ فِیْ هٰذِهِ الْحَالَةِ اَوْ تَكَلَّمَ اَوْ عَمِلَ عَمَلًا يُنَافِی الصَّلٰوةَ تَمَّتْ صَلٰوتُهٗ۔ یعنی تشہد کے بعد اگر کسی نے جان بوجھ کر (مثلاً گوز مار کر) اپنا وضو توڑ دیا۔ یا باتیں کرنی شروع کر دیں۔ یا کوئی اور کام ایسا کیا جو نماز کے خلاف ہے تو اُس کی نماز پوری ہو گئی۔ سُنا آپ نے شروع کرے یہ کہکر اللہ بزرگ ہست ختم کرے۔ پیچھے کے راستے سے ہوا نکال کر تو بھی نماز ہو گئی۔ حالانکہ حدیث میں ہے کہ شروع صرف اللہ اکبر سے اور ختم صرف سلام پر۔ کہو بھائیو! آپ کو کیا اچھا لگتا ہے۔ حدیث شریف کا حکم یا فقہ حنفی کا؟ +

حج بدل کا مسئلہ

(۱۲۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ قَالَ مَنْ شُبْرُمَةُ قَالَ اَخٌ لِّیْ اَوْ قَرِيْبٌ لِّیْ قَالَ اَحَجَجْتَ عَنْ نَّفْسِكَ قَالَ لَا قَالَ حُجَّ عَنْ نَّفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ایک صحابی لبیک عَنْ شُبْرُمہ کہتے ہیں تو آپنے دریافت فرمایا کہ یہ شبرمہ کون ہے؟ اُس نے کہا میرے بھائی ہیں یا میرے اور کوئی قریبی رشتہ دار ہیں۔ میں اُن کی طرف سے حج کو آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم نے اپنا بھی حج کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا "نہیں کیا" آپ نے فرمایا اوّلاً اپنی طرف سے اپنا حج کرو پھر حج بدل کرنا۔ رواہ الشافعی وابوداؤد وابن ماجہ (مشکوٰۃ جلد اول ص۲۲۳ کتاب المناسک) یہ حدیث صاف دلیل ہے کہ دوسرے کی طرف سے حج کرنے والے کیلئے شرط ہے کہ اُس نے پہلے اپنا حج کر لیا ہو۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ ملاحظہ ہو ہدایہ کی سب سے اعلیٰ شرح فتح القدیر جس میں حج بدل والے کیلئے حج کئے ہوئے ہونا شرط نہیں مانا بلکہ افضل بتایا ہے اور امام شافعیؒ کا چونکہ مذہب اس حدیث کے مطابق ہے اس لئے اسے خوب رد کیا ہے (فتح القدیر باب الحج عن الغیر) دُرِّ مختار باب الحج عن الغیر ص۲۶۱ جلد ثانی میں ہے جَازَ حَجُّ الصَّرُوْرَةِ یعنی جس نے حج نہ کیا ہو وہ بھی حج بدل کر سکتا ہے +

زبردستی کی وصیت شرعی نہیں

(۱۲۹-۱۳۰) مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص۲۸۴ باب الخلع والطلاق میں ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِیْ اِغْلَاقٍ رواہ ابوداؤد وابن ماجہ قِيْلَ مَعْنَی الْاِغْلَاقِ الْاِكْرَاهُ۔ یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص پر اکراہ زبردستی کی جائے اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دے۔ اور جس سے زبردستی

غلام آزاد کرایا جائے تو نہ وہ طلاق واقع ہوگی نہ یہ غلام آزاد ہوگا لیکن حنفی مذہب میں ہے کہ یہ طلاق بھی واقع ہوجائیگی اور یہ غلام بھی آزاد ہوجائے گا۔ ہدایہ جلد ۳ کتاب الاکراہ ص۳۳۴ میں ہے وَاِنْ اُکْرِہَ عَلٰی طَلَاقِ امْرَأَتِہٖ اَوْ عَتَاقِ عَبْدِہٖ فَفَعَلَ وَقَعَ مَا اُکْرِہَ عَلَیْہِ یعنی کسی پر زبردستی کی گئی اور اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی یا اپنے غلام کو آزاد کیا تو یہ طلاق بھی ہوجائے گی اور یہ غلام بھی آزاد ہوجائے گا۔ کہو دوستو! فقہ وحدیث کے اس مقابلے میں آپ کسے حق کہیں گے؟ اور کسے ناحق؟ +

ریشم حلال کردیا گیا

(۱۳۱) آپ جانتے ہونگے کہ ہماری شریعت میں ریشم مردوں پر حرام ہے۔ مشہور مسئلہ ہے مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص۳۷۴ کتاب اللباس میں ہے عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ نَھَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ . . . . وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ وَاَنْ نَّجْلِسَ عَلَیْہِ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ریشم پہننے سے اور ریشم پر بیٹھنے سے بھی منع فرمادیا ہے ابوداؤد اور نسائی کے حوالے سے یہی مشکوٰۃ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا تَرْکَبُوْا الْخَزَّ ریشم پر نہ بیٹھو۔ یہ حدیثیں صاف ہیں کہ ریشم کا پہننا بھی حرام ریشمی فرش پر بیٹھنا لیٹنا تکیہ لگانا بھی حرام لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ ہدایہ جلد ۴ کتاب الکراہیۃ ص۴۲۱ میں ہے وَلَا بَاْسَ بِتَوَسُّدِہٖ وَالنَّوْمِ عَلَیْہِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی ریشمی تکیے لگانے میں اور ریشمی بستروں پر سونے میں کوئی حرج نہیں دیکھیں اب ہمارے بھائی حدیث کو ترجیح دیتے ہیں یا مذہب کو؟ - +

سجدۂ سہو کا وقت بدل دیا۔

(۱۳۲) مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۹۳ باب السہو میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ایک مرتبہ ظہر کی نماز پڑھائی۔ پہلی دو رکعتوں کے بعد بھول سے التحیات میں نہ بیٹھکر سیدھے کھڑے ہوگئے لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ جب چاروں رکعتیں پوری ہوگئیں تو لوگ منتظر تھے کہ اب آپ سلام پھیریں گے کہ کَبَّرَ وَھُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ متفق علیہ۔ آپ نے بیٹھے ہی بیٹھے اللہ اکبر کہا اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے سہو کے کرکے پھر سلام پھیرا۔ اس سے ایک صفحہ پہلے یہ حدیث بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز کی رکعتوں کے تین یا چار ہونے میں شک ہوجائے تو جس طرف زیادہ اطمینان ہو اس گنتی کو لیکر شک کو چھوڑ دے پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے سہو کے کرلے یہ حدیثیں صاف ہیں کہ سجدۂ سہو سلام پھیرنے کے پہلے کرے لیکن

حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ ہدایہ جلد اول ط۱۳۶ باب سجود السہو میں ہے۔ یَسْجُدُ لِلسَّهْوِ فِي الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ السَّلَامِ ثُمَّ يَتَشَهَّدُ ثُمَّ يُسَلِّمُ۔ یعنی سجدہ سہو سلام کے بعد کرے الخ کہو حنفی بھائیو! اب عمل حدیث پر ہوگا یا فقہ پر؟ ۔ +

(۱۳۳) مشکوٰۃ ص۹۲ جلد اول باب السہو میں ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔ بخاری مسلم کی یہ حدیث ہے اس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سہو سے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھا دی جب لوگوں سے معلوم ہوا تو آپ نے دو سجدے سہو کے کرلئے۔ لیکن حنفی مذہب اس کے برخلاف فتویٰ دیتا ہے کہ وَاِنْ قَيَّدَ الْخَامِسَةَ بِسَجْدَةٍ بَطَلَ فَرْضُهٗ عِنْدَنَا۔ یعنی اگر کسی نے بھولے سے پانچویں رکعت مع سجدہ ادا کرلی تو اس کی وہ ساری فرض نماز باطل ہوگئی۔ کہو بھائیو! فقہ سچی اور رسول اللہ کی نماز باطل ہے یا فقہ باطل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز صحیح؟ مسئلہ شریعت کا یہ کہ ایسے وقت صرف دو سجدے سہو کے کرلینے حدیث کے مطابق کافی ہیں؟ یا یہ کہ فقہ کے مطابق ساری نماز نئے سرے سے پڑھے؟ جواب دیتے وقت فقہ و حدیث کا فرق سامنے رہے۔ گور و محشر سوال قہار و جبار بھی سامنے رہے۔ +

(۱۳۴) مشکوٰۃ جلد اول ص۹۲ باب السہو میں ہے عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ رواہ مسلم۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز کی رکعتوں کی گنتی میں شک پیدا ہو جائے کہ نہ معلوم تین پڑھیں یا چار تو چاہئے کہ شک چھوڑ دے اور یقین پر بنا کرے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرلے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ اس کے بالکل برعکس کہتا ہے وَمَنْ شَكَّ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ اَثَلٰثًا صَلّٰى اَمْ اَرْبَعًا وَذٰلِكَ اَوَّلُ مَا عَرَضَ لَهٗ اسْتَاْنَفَ۔ ہدایہ ص۱۴۱ جلد اول باب سجود السہو یعنی جسے اول دفعہ اپنی نماز کی رکعتوں کی گنتی میں شک پیدا ہو جائے کہ نہ معلوم تین پڑھیں یا چار تو اسے چاہئے کہ نئے سرے سے دوسری نماز پڑھے۔ کہو میرے بھائیو! رسول اللہ کی بات شریعت؟ یا جو آپ کے خلاف کہے اس کی بات شریعت؟ وہ تو کر گئے جو کر گئے اب تم بتاؤ کیا کرو گے؟

سجدہ سہو کا مسئلہ

فقہ حنفی کو باطل کردی

ہمارا مشورہ تو آپ کو یہ ہے کہ حدیث پر عمل کرو حدیث ہی کو اپنا مذہب سمجھو اور یہی فرمان حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے فرماتے ہیں اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ جو کچھ صحیح حدیث میں ہے وہی میرا مذہب ہے پس تم بھی سچے حنفی اسیوقت بنوگے جب وہ لو جو حدیث میں ہے +

فطرہ کا مسئلہ

(۱۳۵) مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۱۶۱ باب صدقۃ الفطر میں ہے وَاَمَّا فَقِیْرُکُمْ فَیَرُدُّ عَلَیْہِ اَکْثَرَ مِمَّا اَعْطَاہُ۔ رواہ ابوداؤد۔ یعنی صدقۃ الفطر مسکین فقیر بھی ادا کریں اللہ تعالیٰ انھیں اوروں سے اس سے بھی زیادہ دلوادیگا۔ معلوم ہوا کہ فطرہ ادا کرنے کیلئے مالداری شرط نہیں لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔ ان کی فقہ کی کتاب ہدایہ ص۱۸۸ جلد اول باب صدقۃ الفطر میں ہے اِذَا کَانَ مَالِکًا لِمِقْدَارِ النِّصَابِ یعنی فطرہ اس وقت واجب ہوگا جب زکوٰۃ کے واجب ہونے کے برابر مال کا وہ مالک ہو۔ کہو حنفی بھائیو! پیغمبر کی مانوگے یا فقہ کی؟ +

غیر مسلمان کو مسلمان کی جگہ کردیا

(۱۳۶) اسی فطرے کی حدیثوں میں صاف یہ لفظ ہیں مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اور عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وغیرہ۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ ص۱۶۱ جلد اول باب صدقۃ الفطر۔ اس سے ظاہر ہے کہ فطرہ مسلمان کی طرف سے ہے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ نہایت آزادی سے اس قید کو مہمل قرار دیتے ہوئے حکم دیتا ہے کہ وَیُؤَدِّی الْمُسْلِمُ الْفِطْرَ عَنْ عَبْدِہِ الْکَافِرِ۔ کسی مسلمان کا کوئی کافر غلام ہو تو اُس کی طرف سے بھی اُسے فطرہ ادا کرنا ضروری ہے۔ +

فطرے کے مسائل میں قلابازیاں

(از ۱۳۷ تا ۱۴۳) حدیث میں موجود ہے کہ فطرہ غلام پر بھی ہے لفظ ہیں عَلَی الْعَبْدِ الْحُرِّ بخاری مسلم کی حدیث ہے مشکوٰۃ کے باب صدقۃ الفطر ص۱۶۱ پر موجود ہے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا ہدایہ میں ہے وَلَا یُخْرِجُ عَنْ مُکَاتَبِہٖ ۔۔۔۔ وَلَا الْمُکَاتَبُ عَنْ نَفْسِہٖ ۔ وَلَا یُخْرِجُ عَنْ قِنِّ لِلتِّجَارَۃِ ۔۔۔۔ وَالْعَبْدُ بَیْنَ شَرِیْکَیْنِ ۔۔۔۔ وَکَذَا الْعَبْدُ بَیْنَ اثْنَیْنِ۔ بلکہ ہدایہ کے اسی ص۱۸۹ باب صدقۃ الفطر میں تو یہانتک ہے کہ وَلَا یُؤَدِّیْ عَنْ زَوْجَتِہٖ۔ یعنی جس غلام نے تحریر آزادی لکھوالی ہے اُس کی طرف سے فطرہ نہ ادا کرے۔ خود ایسا غلام بھی اپنا فطرہ آپ بھی نہ دے۔ تجارت کے طور پر جو غلام ہوں اُن پر بھی فطرہ نہیں۔ شریکوں کے درمیان جو غلام ہو اُس کا فطرہ بھی نہ دیں۔ دو شخصوں کے درمیان جو غلام ہوں اُن کا صدقہ فطر بھی نہ ادا کیا جائے۔ +

برادران! دونوں چیزیں آپ کے سامنے کردینا اتنا کام تو میرا تھا۔ آگے کسے ماننا کسے نہ ماننا یہ آپ خود فیصلہ کرلیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ مسلمان ہونے کی قید حدیث میں تھی تو فقہ نے اُسے

اُڑادی، غلام جب مسلمان ہو تو عام طور پر اُس کی طرف سے فطرے کی ادائیگی کا حکم تھا تو فقہ نے اُس کی کئی کئی صورتیں مختلف بنا کے اُن کو فطرے کے حکم سے الگ کر دیا۔ بلکہ یہ بھی تحریر فرما دیا کہ بیوی کی طرف سے بھی اس کے میاں کے ذمے فطرے کا ادا کرنا نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی لکھ دیا ہے وَلَا عَنْ اَوْلَادِہِ الْکِبَارِ وَاِنْ کَانُوْا فِیْ عِیَالِہٖ۔ یعنی بڑی اولاد گو اُسی کی عیالداری اور پرورش میں ہو اُن کی طرف سے بھی اس پر فطرے کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ اب آپ سمجھ لیجئے! حدیث مانئے یا فقہ؟ آپ کو اختیار ہے۔ +

(۱۴۴) مشکوٰۃ شریف باب المواقیت میں بحوالہ صحیح مسلم بروایت حضرت عبداللہ بن عمرو مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وَقْتُ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ۔ یعنی فجر کی نماز کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے آفتاب کے طلوع ہونے تک ہے۔ اس کے بعد کی حدیث میں ہے کہ نماز کے وقتوں کو جو سائل پوچھنے آیا تھا اُس کے سامنے حضورؐ نے پہلے دن صبح کی نماز صبح صادق کے طلوع ہوتے ہی پڑھی لفظ ہیں فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِیْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ اور آخری وقت بتانے کیلئے آپ نے دوسرے دن صبح کی نماز اسفار کر کے پڑھی لفظ ہیں وَصَلَّی الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ بِھَا۔ اس کے بعد کی حدیث میں جبرئیلؑ کی امامتِ صبح کا وقت ان لفظوں سے بیان ہوا ہے وَصَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ حِیْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَ الشَّرَابُ عَلَی الصَّائِمِ۔ مجھے حضرت جبرئیلؑ نے صبح کی نماز اپنی امامت سے اس وقت پڑھائی جب روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو گیا۔ یہ اول وقت تھا اور آخری وقت بتانے کیلئے مجھے اسفار کر کے نماز پڑھائی۔ الفاظ ہیں وَصَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ ضَ پر بخاری مسلم کے حوالے سے روایت ہے اُس میں ہے وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز غلس میں پڑھتے تھے یعنی اس وقت جبکہ اندھیرا موجود ہوتا تھا۔ اسی صفحہ کے آخر میں حدیث ہے کہ کھانا پینا صبح صادق کے دیکھتے ہی بند کرتے تھے پھر نمازِ فرض شروع کرتے تھے اس کے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ کوئی پچاس آیتیں پڑھ لے۔ اور حدیث میں ہے حضورؐ فرماتے ہیں سب سے افضل عمل نماز کو اول وقت پڑھنا ہے (ترمذی وغیرہ) لیکن ان تمام صحیح اور صریح حدیثوں کے برخلاف ان کی پرواہ نہ کر کے حنفی مذہب کہتا ہے وَیُسْتَحَبُّ الْاِسْفَارُ بِالْفَجْرِ یعنی فجر کی نماز اسفار کر کے پڑھنا مستحب ہے۔ اسفار کرنا صبح کی نماز کا آخری وقت ہے جیسے اوپر کی حدیثوں میں ہے اور غلس میں پڑھنا فعلِ رسولؐ ہے۔ لیکن فقہاء حنفیہ کا کتبِ فقہ کا

صبح کی نماز کا وقت چھوڑ دیا

فرمان اس کے بالکل برعکس ہے وہ کہتے ہیں کہ غلس میں نہ پڑھے لیکن اسفار میں پڑھے یہی مستحب ہے۔ اب ہمارے حنفی بھائی بتلائیں کہ صبح کی نماز کو اول وقت غلس میں سنت کیمطابق ادا کرنا وہ پسند کرینگے؟ یا آخری وقت اسفار میں قولِ فقہا پر عمل کرکے پڑھنا پسند فرمائینگے؟ ؛

امام کے نوافل اور مقتدی کے فرض

(۱۴۵) عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ (متفق علیہ مشکوٰۃ جلد اول ص۱۰۱ باب من صلی صلوۃ مرتین) یعنی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز عشا ادا کرکے پھر جاکر اپنی قوم کے لوگوں کی امامت کراتے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا وہ کہتا ہے وَلَا يُصَلِّي الْمُفْتَرِضُ خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ۔ یعنی فرض نماز اُس شخص کے پیچھے نہیں ہوتی جو نفل پڑھ رہا ہے۔ پس حدیث میں تو ہے کہ حضرت معاذؓ حضورؐ کے ساتھ اپنے فرض ادا کرکے پھر اپنی قوم کی امامت کراتے لیکن حنفی مذہب کہتا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ اب دیکھیں ہمارے زمانے کے حنفی حضرات اس حدیث کو مانتے ہیں یا اس مذہب کو؟ ؛

آدھا سجدہ

(۱۴۶) مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۷۶ باب صفۃ الصلوٰۃ میں حضرت ابو حمیدؓ والی حدیث میں ہے کہ ثُمَّ سَجَدَ وَمَكَّنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ الْأَرْضَ الخ (ابوداؤد) یعنی سجدے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ناک اور پیشانی دونوں زمین پر ٹکائی۔ لیکن حنفی مذہب کہتا ہے فَإِنِ اقْتَصَرَ عَلَى أَحَدِهِمَا جَازَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ یعنی اگر کوئی شخص صرف پیشانی ٹکائے ناک زمین سے نہ لگائے یا صرف ناک ٹکائے۔ پیشانی نہ لگائے تو بھی جائز ہے اب فرمایئے کیا ارادے ہیں؟ نمازِ محمدی ہوگی یا نمازِ حنفی؟ ؛

سود کا جواز

(۱۴۷) مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۲۴۲ کتاب البیوع باب الربوٰ میں ہے عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مَثَلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ رواہ مسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سونا سونے کے بدلے چاندی چاندی کے بدلے گیہوں گیہوں کے بدلے جَو جَو کے بدلے کھجور کھجور کے بدلے نمک نمک کے بدلے مقدار میں بالکل برابر اور نقد ہونا چاہئے (اودھار اور کمی بیشی سود ہے) یہ حدیث صاف ہے کہ کھجور کو کھجور کے بدلے برابر ہونا چاہئے۔ لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا ہدایہ جلد ۳ کتاب البیوع باب الربوٰ میں ہے وَيَجُوزُ . . . . اَلتَّمْرَةُ بِالتَّمْرَتَيْنِ۔ یعنی ایک کھجور کے بدلے دو کھجوریں لینی جائز ہیں کہئے

حنفی دوستو! اب آپ فقہ مان کر اس تجارت کو جائز قرار دینگے یا حدیث مانکر اس سودی تجارت کو حرام قرار دینگے؟

بوٹی کے بدلے بکرا

(۱۴۸) مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۲۴۵ کتاب البیوع ۔ ۔ ۔ ۔ باب الربوٰ میں ہے عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ مُرْسَلًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ بَیْعِ اللَّحْمِ بِالْحَیَوَانِ الخ رواہ فی شرح السنۃ ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کو جانوروں کے بدلے بیچنا حرام فرمایا ہے لیکن حنفی اسے نہیں مانتے چنانچہ ہدایہ جلد سوم ص۶۵ کتاب البیوع باب الربوٰ میں ہے یَجُوْزُ بَیْعُ اللَّحْمِ بِالْحَیَوَانِ یعنی گوشت کو جانور کے بدلے بیچنا جائز ہے۔ اب دیکھیں ہمارے زمانے کے احناف اس حرام بیع کو فقہ سے حلال کرتے ہیں؟ یا حدیث کیمطابق حرام ہی کہتے ہیں؟ اس نے تو اس مثل کو اصل کر دکھایا کہ "بوٹی دے کر بکرا لے لو"۔

سودی بیع

(۱۴۹) مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۲۴۵ کتاب البیوع باب الربوٰ میں ہے عَنْ سَعْدِ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ شِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ اَیَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا یَبِسَ فَقَالُوْا نَعَمْ فَنَھَاہُ عَنْ ذٰلِکَ رواہ مالک والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا خشک کھجوروں کو تر کھجوروں کے بدلے بیچ سکتے ہیں؟ آپ نے پوچھا کہ کیا تر کھجوریں خشک ہونے کے بعد وزن میں کم ہو جاتی ہیں؟ جواب ملا جی ہاں۔ تو آپ نے اس سے منع فرما دیا لیکن حنفی اسے بھی نہیں مانتے۔ ہدایہ جلد ۳ کتاب البیوع باب الربوٰ ص۶ میں ہے یَجُوْزُ بَیْعُ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ مُتَفَاضِلًا بِمِثْلٍ۔ یعنی تر کھجوروں سے خشک کھجوروں کی بیع جائز ہے۔ کہو حنفیو! حدیث مانو گے یا فقہ؟ ممنوع تجارت کروگے؟ یا مشروع؟

کھیت اور باغ کی شرکت

(۱۵۰ - ۱۵۱) مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۲۵۴ کتاب البیوع باب المساقاۃ والمزارعہ میں ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَفَعَ اِلٰی یَھُوْدِ خَیْبَرَ نَخْلَ خَیْبَرَ وَاَرْضَھَا عَلٰی اَنْ یَّعْتَمِلُوْھَا مِنْ اَمْوَالِھِمْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَطْرُ ثَمَرِھَا۔ رواہ مسلم۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے رہنے والے یہودیوں کو خیبر کی زمین دی اور یہ ٹھیرا کر کہ وہ اپنا مال لگا کر خود ہی کام کاج کریں اور جو پیداوار کھجور کے باغ کی ہو اس میں آدھا اُن کا اور آدھا آپ کا اسی طرح وہاں کی کھیت کی زمین بھی اسی بٹوارے پر انھیں دی۔ یہ حدیث صحیح ہے صریح ہے کہ مزارعہ اور مساقاۃ یعنی اس طرح کی شرکت کی کھیتی اور اس طرح کے شرکت کے باغ شرعاً جائز ہیں۔ لیکن ہدایہ میں ہے قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رح

اَلْمُزَارَعَۃُ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ بَاطِلَۃٌ یعنی اس طرح کھیت کرنا ناجائز ہے۔ باطل ہے۔ ہدایہ جلد ۴ صفحہ ۴۸۵ کتاب المزارعہ اور صفحہ ۴۱۵ کتاب المساقاۃ میں ہے قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اَلْمُسَاقَاۃُ بِجُزْءٍ مِّنَ الثَّمَرِ بَاطِلَۃٌ یعنی اس طرح کھجوروں کے باغات کی بٹواری بھی ناجائز اور باطل ہے کہو دوستو! حنفیت کا اصول تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ ؎

فَلَعْنَۃُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ ✤ عَلٰی مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ

جو امام صاحب کے کسی قول کو بھی رد کردے اس پر ریت کے ذرّوں کی مقدار کے برابر لعنتیں نازل ہوں۔ اب ان لعنتوں سے بچنے کیلئے یا تو ان حدیثوں کو رد کردیں اگر نہ کریں تو فرمائیے کہ کیا پھر کوئی ہے جو اتنی بے شمار لعنتوں کا بوجھ اپنے ذمّے لے سکے؟ آؤ میں آپ کو بتلاؤں کہ نہ آپ کو لعنت لینی پڑے نہ حدیث چھوڑنی پڑے۔ وہ اس طرح کہ آپ اس تقلید کو چھوڑ دیں بس پھر حدیث پر عمل کرنے کیلئے آپ آزاد ہیں۔ سنئے! خود امام صاحب کے شاگردوں نے بھی امام صاحب کے ان دونوں مسئلوں کو نہیں مانا اسی کتاب میں ہے وَقَالَا الْمُزَارَعَۃُ جَائِزَۃٌ الخ یعنی یہ دونوں شاگرد امام صاحب کے اس مسئلے کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ مساقاۃ جائز ہے اسی طرح مزارعت بھی ✤

برادران جس طرح ان دونوں مسئلوں میں امام صاحب کے قول کو خلافِ حدیث پاکر چھوڑ دیا ہے اسی طرح اور جگہ بھی چھوڑ دیا جائے۔ اگر امام صاحب کے دونوں شاگردوں کے خلاف کے وقت امام صاحب کے قول کو چھوڑنے سے آدمی لعنتی نہیں بنتا تو پھر حدیث شریف کے خلاف کے وقت امام صاحب کے قول کو چھوڑ دینے سے انسان کیسے لعنتی بن جائے گا؟ بھائیو! سنو یہاں تمہارے اگلے پچھلے فقہا رغیر فقہا جتنے بھی ہیں سب نے امام صاحب کی تقلید کو ترک کردیا ہے اگر باوجود ترکِ تقلید کے پھر بھی یہ تمام حضرات آپ کی نگاہوں میں بدنہیں بنے تو آخر ان مٹھی بھر اہلحدیثوں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟ کہ جہاں انھوں نے امام صاحبؒ کے کسی مسئلے کو چھوڑا اور اس کا خلاف کیا کہ آپ کے ہاں ماتمی صف بچھ جاتی ہے اور مل جل کر سیاپا ہونے لگتا ہے سچ یہی ہے ایمان یہی ہے اسلام یہی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کیخلاف جب اور جس کا قول ہو چھوڑ دیا جائے اور حدیثِ رسولؐ کو ہرگز کسی حالت میں کسی کے خلاف پر نہ چھوڑا جائے۔ ✤

(۱۵۲) مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۲۲۵ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے

دو دانوں کو ایک کردیا

قصہ میں مروی ہے کہ جب حضورؐ مزدلفہ میں پہنچے تو فَصَلّٰی بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِاَذَانٍ وَّاحِدٍ وَّاِقَامَتَيْنِ۔ یعنی وہاں آپ نے مغرب عشا کی نماز جمع کرکے پڑھی اذان ایک ہی ہوئی اور اقامت یعنی تکبیر دو ہوئیں۔ ملاحظہ ہو بخاری مسلم۔ لیکن حنفی مذہب اس سنت کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے وَيُصَلِّي الْاِمَامُ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ یعنی مزدلفہ میں امام مغرب عشا کی نماز ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھائے۔ +

(۱۵۳) مشکوٰۃ جلد اول صـ۲۴۶ کتاب البیوع باب المنہی عنہا الخ میں ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْخَصَ فِيْ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيْ مَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ فِيْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ۔ شَكَّ دَاوٗدُ بْنُ الْحُسَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی جو لوگ غربا کو چند درخت خرما کا پھل ہبہ کردیں تو اگر وہ اندازا پانچ وسق ۱۹ من سے کم ہوں تو اُن کے لئے جائز ہے کہ ان کے اندازا اور اُتکل سے تیار کھجوریں لے لیں لیکن حنفی مذہب اسے نہیں مانتا اُن کی ہدایہ کے صـ۳۶ جلد ۳ کتاب البیوع میں اسے منع لکھا ہے بلکہ امام شافعیؒ جو اسے مانتے ہیں ان کی تردید کی ہے اب حنفیوں کو اختیار ہے خواہ اصلی پیغمبرؐ کی لیں خواہ بعد والے کی؟

مسکین بیچارہ

(۱۵۴-۱۵۵) دنیا جانتی ہے۔ مسلمان بچے بچے کو علم ہے کہ اسلام نے شراب اور شراب کی تجارت حرام کردی ہے مشکوٰۃ شریف جلد اول کتاب البیوع صـ۲۴۲ باب الکسب الخ میں ہے۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ الخ متفق علیہ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے سال اپنے خطبے میں فرمایا کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے شراب کی مُردار کی سور کی اور بتوں کی خرید فروخت حرام فرمادی ہے لیکن حنفی مذہب کو اس حکم کے ٹالنے پر نہ ماننے پر اصرار ہے وہ ذرا گھما کر بیچ دیکر اُسے حلال کرلیتا ہے یعنی ہدایہ ج۳ کتاب البیوع صـ۴۱ باب البیع الفاسد میں ہے وَاِذَا اَمَرَ الْمُسْلِمُ نَصْرَانِيًّا بِبَيْعِ خَمْرٍ اَوْ يَشْتَرِيَهَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ جَازَ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ یعنی اگر کسی مسلمان نے کسی نصرانی کو شراب بیچ ڈالنے یا خرید لینے کا حکم دیدیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ جائز ہے جو حکم شراب کا ہے وہی حکم خنزیر کا بھی ہے۔ چنانچہ اس سے آگے ہے وَعَلٰى هٰذَا الْخِلَافِ الْخِنْزِيْرُ۔ یعنی اسی طرح خنزیر کی خرید و فروخت مسلمان نصرانی وکیل کے ذریعے کرسکتا ہے۔ کہو حنفی دوستو! کیا ارادے ہیں؟ اس جواز کے ماتحت شراب کے بیٹھے اور سور کی تجارت بواسطۂ عیسائی

شراب و سور کی تجارت

وکیل شروع ہو جائیگی ؟ یا زیر فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دونوں تجارتیں حرمت کی حالت میں ہی رہ جائیں گی۔ اللہ ہمیں اپنے نبی کا تابعدار بنائے ۔

وقف کا مسئلہ

(۱۵۶) بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی زمین بنام ثمغ صدقہ کرنی چاہی تو حضورؐ نے ان سے فرمایا تَصَدَّقْ بِاَصْلِهَا لَا تُبَاعُ وَلَا تُوْهَبُ وَلَا تُوْرَثُ کہ اسے وقف کردو اصل تو نہ بک سکے نہ بخشی جا سکے نہ وہ کسی کے ورثے میں آئے ہاں اُس کی پیداوار سب راہِ للہ مستحقین میں جائے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ جہاں کسی نے اپنی کوئی چیز وقف کی کہ وہ اللہ کی ملکیت ہو جائیگی۔ اب اُس شخص کی ملکیت اُس پر نہ رہے گی اور یہ کہ وقف کرنا شرعی امر ہے اور بہت بڑے ثواب کا کام ہے لیکن ہدایہ جلد دوم ص۶۱۶ کتاب الوقف میں ہے قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رح لَا يَزُوْلُ مِلْكُ الْوَاقِفِ عَنِ الْوَقْفِ اِلَّا اَنْ يَحْكُمَ بِهِ الْحَاكِمُ یعنی وقف کرنیوالے کے وقف کرنیسے اُس کی ملکیت زائل نہیں ہوتی جب تک کہ حاکم کا حکم نہ ہو جائے اس کے معنیٰ صاف یہ ہیں کہ وقف کرنا ہی امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں چنانچہ مبسوط کے الفاظ یہی ہیں کہ لَا يَجُوْزُ الْوَقْفُ اَصْلًا عِنْدَهٗ یعنی امام صاحب کے نزدیک سرے سے وقف کرنا ہی جائز نہیں۔ کہو حنفی بھائیو! یہاں تو ناممکن ہے کہ تمہارے علما امام صاحب کی تقلید کریں کیونکہ اس صورت میں ہزارہا کا وقف ہاتھوں سے نکل جائیگا اس لئے سب نے ملکر یہاں امام صاحب کی تقلید کو چھوڑ رکھی ہے فقہ کی کتابوں کے تمام مصنفین اس مسئلے میں اپنے امام کی نہیں مانتے۔ اگر یہ اس لئے نہیں مانتے کہ امام صاحب کا یہ فرمان خلافِ حدیث ہے تو مہربانی فرما کر اور مسائل بھی جو ایسے ہیں انھیں چھوڑ دیجئے۔ یہی اہلحدیث ہونا ہے یہی مذہب اہلحدیث کا ہے اسی کی طرف وہ تمہیں دعوت دے رہے ہیں اگر واقعی امام صاحب کو ہم ایک امتی ہی مانتے ہیں تو یہی سلوک اُن کے ساتھ ہونا بھی چاہئے کہ جو بات ان کی مطابق حدیث ہو سر آنکھوں پر جو خلاف حدیث ہو رد۔ یہی امام کو امام ماننا ہے۔ خلافِ حدیث باتوں کو بھی نہ چھوڑنا اور اُن کی تمام باتوں کو اُن کی باتیں ہونیکی حیثیت سے شرعی مسائل مانتا یہ تو انھیں نبی بنانا ہے جو حرام ہے اسی تقلید نے آج ہم مسلمانوں کو جدا جدا کر دیا ہے خدا کرے جیسے اس مسئلہ میں ہمارے بھائیوں نے امام صاحب کی مانی چھوڑی ہے اُن تمام مسائل میں بھی چھوڑ دیں جو خلافِ حدیث ہیں تو آج یہ تقلید کی سدِ سکندری ٹوٹ جائے اور ہم سب مسلمان ایک ہو جائیں۔ اللہ توفیق خیر دے۔

حنفیوں کی غیر تقلیدی

تحقیق وتقلید پر ایک نظر بطور خاتمہ کے

اگر تقلید کا کوئی نقصان بھی اس کے سوا نہ ہوتا کہ انسان حدیث وقرآن پر عمل کرنے کیلئے اس کے بعد آزاد نہیں رہ سکتا تو یہی نقصان حرمتِ تقلید کی اعلیٰ تر دلیل بننے کے لئے کافی تھا لیکن ہمیں حیرت ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تقلید کی فرضیت مانی جارہی ہے۔ دوسری طرف صحیح صحیح حدیثوں کو ٹکا سا جواب مل رہا ہے حدیث وفقہ میں صاف مقابلہ ہونیکی صورت میں بھی حدیث کو چھوڑا جارہا ہے اور فقہ کو پکڑا جارہا ہے۔ میرے بھائیو ان فقہ کی کتابوں میں جو ہے اُسے اگر آپ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے احکام سمجھ کر مان رہے ہیں تو یاد رکھئے کہ یہ امام صاحبؒ کے فرمان کا مجموعہ ہرگز نہیں ہیں۔ اس میں تو بلا مبالغہ بہت سے بزرگوں کے اقوال مجموعی طور پر درج ہیں۔ اس میں تو یہاں تک ہے کہ امام صاحبؒ کے صریح قول کو چھوڑا گیا ہے اور دوسروں کے قول کو لیا گیا ہے۔ پس یہ سمجھنا تو کسی طرح بھی حق بجانب نہیں کہ اس میں جو تحریر ہے امام صاحبؒ کے مسائل ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اب ایک طرف سے دنیا کے کانوں میں ڈالا جارہا ہے کہ جو حلال حرام ان کتابوں میں لکھا ہوا ہے اُسے اسی طرح ہی مان لینا ہی حنفی بننا اور مسلمان ہونا ہے لیکن ہماری طرف سے دعویٰ کیا جارہا ہے کہ صرف قرآن حدیث کا ماننا مسلمان ہونا ہے۔ ان کتابوں کے مسائل کو قرآن حدیث سے پرکھنا چاہئے مطابق ہوں تو قابلِ قبول۔ مخالف ہوں تو ہرگز اس درجے کے نہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مذہب نہیں جو فقہ کی ان موجودہ کتابوں میں ہے بلکہ آپ کا مذہب وہ ہے جو آپنے فرمایا ہے اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ یعنی صحیح حدیث میں جو ہے وہی میرا مذہب ہے (شامی) ؎

دم پھڑک جائے جسے سننے ہی تقریر ہے ✦ دیکھے تو جی ہی بہل جائے نگہ تیر ہے

میں نے آپ کو صحیح حدیثیں دکھا دی ہیں اور امام صاحبؒ کا یہ فرمان خود آپ کے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں بھی موجود ہے۔ پس امام صاحب کا درحقیقت ان مسائل میں وہی مذہب ہوا جو ان صحیح حدیثوں میں ہے۔ پھر جو ان حدیثوں کو نہ مانے اور ان کے خلاف مسائل کو مانے اس نے نہ صرف ان احادیث کا ہی خلاف کیا بلکہ خود امام صاحبؒ کا بھی خلاف کیا پس یہ خیال کہ امام صاحبؒ کا مذہب وہ ہے جو ان فقہ کی کتابوں میں ہے غلط خیال ہے۔ نیز یہ خیال کہ ان فقہ کی کتابوں میں جو ہے حق ہے اور یہی قرآن حدیث کا مغز عطر اور گودا ہے

مذہب امام صاحبؒ کے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

منکر حدیث منکر امام بھی ہے

غلط ہے۔ بلکہ درحقیقت امام صاحبؒ کا مذہب اصولی طور پر وہ ہے جو اہلحدیث کا ہے امام صاحبؒ کا سچا ماننے والا وہ ہے جو صحیح حدیث کو قابل قبول اور واجب العمل مانے۔ جو شخص حدیث و فقہ کے علانیہ خلاف کے وقت حدیث کو چھوڑ کر فقہ کو لے وہ حدیث کا بھی منکر ہے وہ امام صاحبؒ کے مذہب کا بھی اصولی طور پر منکر ہے۔ پس میں اپنے موجودہ سمجھدار حنفی بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ کھلے بندوں حدیث کے ماننے والے بن جائیں۔ ساری فقہ گو چھوٹ جائے کوئی غم نہیں لیکن اگر ایک حدیث صحیح چھوٹی تو یاد رکھو خدا کے ہاں کوئی جواب ہو سکیگا سمجھ کر چھیڑیو مشاطہ اس کی زلف پرخم کو ✣ خدا کے واسطے برہم نہ کر اسبابِ عالم کو

درۂ فاروقی

ایک ثقفی شخص دربارِ خلافتِ فاروقی میں حاضر ہو کر کہتا ہے کہ جنابِ عالی حج کرنیوالی ایک عورت نے بقرہ عید والے دن طوافِ زیارت تو کر لیا ہے۔ اب وہ حائضہ ہو گئی ہے تو کیا وہ طوافِ وداع جو آخر میں گھر جانے کی واپسی کے وقت کیا جاتا ہے اُسے کئے بغیر وطن کو واپس ہو سکتی ہے؟ یا اُس کے لئے ضروری ہے کہ مکہ میں ہی ٹھیری رہے اور حیض سے پاک صاف ہو کر طوافِ وداع کر کے ہی مکہ چھوڑے؟ آپ نے فرمایا وہ اس حالت میں ہرگز نہیں جا سکتی۔ طوافِ وداع کے لئے اُسے ٹھیرنا پڑے گا۔ پاک ہو کر طواف کر کے پھر لوٹے۔ یہ سنکر سائل کہتا ہے کہ اے امیر المومنین میں نے یہی مسئلہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ یہ عورت بغیر طوافِ وداع کئے جا سکتی ہے اس پر آپ سخت غضبناک ہوئے اور ہنٹر لیکر اُسے اُدھیڑ دیا کہ جب تیرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تھی تو پھر تو نے مجھ سے یہ مسئلہ کیوں پوچھا؟ ✣

آہ! آج فاروقِ اعظم کو کہاں سے لائیں؟ آج دُرّۂ فاروقی کہاں پائیں؟ آج تو ایک ایک مقلد ایک چھوڑ کئی کئی حدیثیں سنکر نہایت بے پرواہی سے کہدیتا ہے کہ میں تو حنفی مذہب ہوں میرے مذہب میں یہ مسئلہ اس طرح نہیں۔ آج اگر ہوتے فاروقِ اعظمؓ یا ہوتا دُرّۂ فاروقی تو پھر دیکھتے کہ حدیثِ رسولؐ کے خلاف فقہ کی کتاب کوئی کیسے پیش کرتا؟ ✣

تقلید کا شرک ہونا

برادرانِ ہند رجہ بالا ایک واقعہ ہی ہمیں اس نتیجے پر پہنچانے کیلئے کافی ہے کہ حدیثِ رسولؐ مل جانے کے بعد پھر ادھر اُدھر کے اقوال لینا صریح حرام ہے۔ رائے قیاس اجتہاد استنباط سب تابع ہیں سردار حدیث ہے۔ اماموں اور بزرگوں کے اقوال سب ماتحت ہیں اور قولِ رسولؐ حدیثِ نبویؐ سب کے اوپر ہے حدیث کے خلاف کسی اور کی بات ماننا پھر اُسے تقلید

کہنا یہ وہ تقلید ہے جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے جسے شرک کہا جاتا ہے جس سے بچنا مسلمانوں پر اُتنا ہی فرض ہے جتنا کالی اور بھوانی کو نہ ماننا یہ اصل اسلام ہے۔ میں نے آپ کو صاف صاف بتا دیا ہے کہ جس مذہب پر آپ مطمئن ہو کر بیٹھے ہیں اُس نے بہت سی صحیح صریح حدیثوں کو ترک کر رکھا ہے۔ اس لئے آپ اُن حدیثوں کو سُنکر ان کے خلاف جو مسائل آپ کے مذہب کی فقہ کی کتابوں میں ہیں اُن سے دست بردار ہو جائیے اور اُسے مانئے جو حدیث میں ہے ؎

پھر مجھ سے میں مزا آتا ہے ✤ کیوں نہ کھائیں ہمیں غم بھاتا ہے

اگر آپ کے کان میں کسی شیطان نے یہ صور پھونک دیا ہو کہ اہلحدیث اماموں اور مجتہدوں بزرگوں اور نیکوں کے منکر ہیں تو ہم آپ سے کہیں گے کہ یہ اُس نے غلط کہا؟ ہم اہلحدیث اماموں کی بزرگوں کی مجتہدوں کی محدثوں کی سب کی عزت کرنے والے ہیں اُن سب کی بزرگی ماننے والے ہیں انھیں اپنا سردار اور پیشوا جانتے ہیں لیکن اسے کیا کریں کہ خود انہی ائمہ کرام نے ہمیں یہ فرما دیا ہے کہ صحیح حدیث کے مقابلے میں نہ ہماری مانو نہ کسی اور کی۔ پس اُن کا ماننا اور اُن کی ماننا بھی یہی ہے کہ جو حدیث میں ہے مانیں جو اُس کے خلاف ہو اُسے چھوڑ دیں۔ اماموں کا جو دشمن ہو جو چاروں اماموں سے بغض و بیر رکھتا ہو ہم تو اُسے ملعون مطرود اور شیطان کا چھوٹا بھائی جانتے ہیں۔ ہاں بیشک حدیث رسول کے مقابلے میں کسی کے قول کو ماننا یہ خود ان چاروں اماموں کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس لئے ہم چاروں مذہب کی فقہ کی کتابوں کے جس مسئلے کو خلاف حدیث پاتے ہیں اُسے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ نہیں کرتے کہ اُس کے مقابلے میں حدیث کو چھوڑ دیں۔ ہمارے نزدیک یہ اللہ کے رسول کریم کی صریح توہین حدیث کی اعلیٰ بے ادبی اور دین اسلام کا صریح خلاف ہے۔ یہ ہیں مندرجہ بالا ڈیڑھ سو حدیثیں، جو صریح ہیں صحیح ہیں جن کے خلاف حنفی مذہب کی فقہ کی کتابیں ہیں۔ کہئے! ہم کیسے حدیثوں کو چھوڑ دیں؟ اور کیسے ان فقہ کی کتابوں کو لے لیں؟ انصاف ایمان اسلام تعلیم بزرگان اقوال ائمہ کا خلاصہ تو یہ ہے کہ ہم حدیث کو لیں اور فقہ کو چھوڑیں۔ پس یہی ہم آپ سے چاہتے ہیں۔ واللہ الہادی ؎

دل کہیں کھینچے لئے جاتا ہے ✤ ولولہ ناک میں دم لاتا ہے

قرآن کریم نے سورۂ نور میں ایک گروہ کا حال بیان فرمایا ہے کہ ان کا دعویٰ تو یہ ہوتا ہے

مذہب اہلحدیث

خلاف مذہب حنفیہ کو چھوڑنا لازم ہے

کہ اللہ رسولؐ پر ہمارا ایمان ہے اور ہم قرآن حدیث کے ماننے والے ہیں۔ لیکن یہ دعوٰی صرف زبانی ہوتا ہے اس لئے وہ اس کی سچائی کا ثبوت عملی طور پر دے نہیں سکتے وہ خدا رسولؐ کے بہت سے احکام سے مُنہ موڑ لیتے ہیں۔ ہاں اگر ان کی حسبِ منشا کوئی حکم ہو تو سر جھکائے خاموشی سے بلکہ بصد شوق اُسے مان لیتے ہیں لیکن جہاں خلاف ہوا اور یہ ایسے ہوگئے کہ گویا ان تلوں تیل ہی نہ تھا۔ یہ بیمار دل ہیں یہ مغرور ہیں انھیں اللہ رسولؐ کی باتیں عدل وانصاف حقانیت واطمینان والی نظر ہی نہیں آتیں سچ تو یہ ہے کہ یہ بدترین ظالم گروہ ہے۔ ملاحظہ ہو آیت وَيَقُولُونَ اٰمَنَّا ختم رکوع تک۔ ✤

ہمارے زمانے کی وہ جماعت جو فقہ کی موجودہ کتابوں پر آنکھیں بند کرکے جھک پڑی ہے جس نے ایک امام کی تقلید کا پٹّا اپنے گلے میں مضبوط ڈال لیا ہے آج ہم دیکھتے ہیں کہ تقلید نے ان حضرات کو اسی وصف پر لاکھڑا کر دیا ہے کہ ان آیتوں کا صحیح مصداق یہ ہوگئے ہیں۔ انھوں نے بھی حدیث وقرآن کے دو حصے کر لئے ہیں۔ ایک وہ جو مطابقِ مذہب ہے ایک وہ جو خلافِ مذہب ہے جو مطابق ہے اُسے تو مان لینگے لیکن جو مخالف ہے اُسے ہرگز نہ مانیں گے پس یہ نہایت برا وصف ہے ہم اپنے موجودہ بھائیوں سے پُرزور اپیل کرینگے کہ للہ وہ اس مہلک روش سے الگ ہوجائیں ؎

رشک سے کیوں نہ جلے عیش کا خرمن اپنے ✤ محفلِ غیر ہو جب شمع سے روشن اپنے

اپیل

تقلید اور تحقیق دو متضاد راہیں ہیں ایک دوسرے کے برخلاف دو جداگانہ حقیقتیں ہیں۔ تقلید کے معنٰی ہیں بلا دلیل مان لینے کے، اور تحقیق کے معنٰی اس کے برخلاف دلائل سے ماننے کے ہیں۔ آج جو حضرات مقلد ہونے کے اقرار کے ساتھ دلائل پر نظر ڈالنے کی زحمت گوارا فرماتے ہیں وہ دراصل اپنے منصب سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ اصولِ فقہ کی کتابوں میں بھی ان کیلئے تقلید کی چار دیواری جو قائم کی گئی ہے اس میں تحقیق کی ہوا کے آنے کا کوئی سوراخ بھی نہیں رکھا گیا۔ یہانتک کہ مسلّم الثبوت میں لکھا ہے کہ مقلد کو نہ خود دلیل لانیکا اختیار ہے نہ اس کے امام کی دلیل اُس کے لئے دلیل ہے بلکہ توضیح تلویح میں ہے کہ اس کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے بلکہ صراحت سے لکھا ہے کہ قرآن حدیث اجماع قیاس مقلد کی دلیل نہیں۔ ✤

تقلید کے معنٰی

دنیا کا کوئی فرقہ آپ ایسا نہ دیکھیں گے کہ وہ اپنے تئیں دلیل پر نہ سمجھتا ہو گو واقعہ

تحقیق و تقلید

اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو لیکن مقلدین کی جماعت اور صرف مقلدین ہی کی جماعت وہ جماعت ہے جو علی الاعلان اپنا دلیل پر نہ ہونا ظاہر کرتی رہتی ہے بلکہ دلیل پر نگاہ ڈالنا اپنی جماعت کیلئے اتنا ہی خطرناک سمجھتی ہے جتنا خطرناک فعل روئی کے گالوں میں جلتی ہوئی دیا سلائی کا پھینکنا ہے۔ اگر آپ آجکل کسی مقلد مولوی صاحب کو تحقیق کے سمندر میں غوطے لگاتے دیکھیں تو یہ خیال نہ کرنا کہ یہ تحقیق کرتے ہیں۔ نہیں نہیں نہ تحقیق ان کا منصب نہ تحقیق ان کیلئے مفید۔ نہ تحقیق سے انھیں کوئی واسطہ یہ تو صرف دفع الوقتی اور اپنے والوں کی تسکین خاطر کیلئے ایک بیرونی جھلک ہوتی ہے ورنہ کیا مجال کہ دلیل کی طرف آنکھ بھی اُٹھائیں۔ کسی مسئلہ میں آپ ایک چھوڑ کئی آیتیں اور ایک چھوڑ کئی حدیثیں بھی اُن کے سامنے رکھ دیں تو یہ تو وہ کریں گے کہ ان سب کو توڑ مروڑ کر کچل کر دبوچ کر اپنے مذہب کے سانچے میں ڈھالیں۔ لیکن یہ کبھی نہ ہوگا کہ تقلید کی رسیاں توڑ کر تحقیق کے پرفضا وسیع میدان میں اطمینان کا ایک بھی سانس لیں ؎

خاموشی میں ہیں لذتِ گویائی ہے + آنکھیں جو ہیں بند عین بینائی ہے

مقلدین سے ایک لطیف سوال

اے مقلد بھائیو! میں ایک اور صرف ایک ہی چیز آپ سے سمجھنی چاہتا ہوں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے؟ کہ آپ خود بھی اُسے سمجھیں اور پھر مجھے بھی سمجھا دیں؟ یہ تو ظاہر ہے کہ آپ مقلد ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اجتہاد کو ختم ہوئے صدیاں گزر چکی ہیں۔ اماموں کے زمانے کے بعد اجتہاد کی قوت و شان کسی میں ظاہر نہیں ہوئی اور آپنے اپنے علمِ غیب سے خبر پا کر اپنی کتابوں میں یہ فیصلہ بھی کر دیا ہے کہ آئندہ بھی کوئی مجتہد نہ ہوگا تو کیا کرم فرما کر جناب یہ بتلائیں گے؟ کہ ان چاروں مذہبوں میں سے ایک معین مذہب جناب نے کیسے اختیار کر لیا؟ حنفیو! آپ مجتہد نہیں ہیں بلکہ آپ میں کوئی مجتہد نہیں ہے۔ اماموں کے علم سے زیادہ علم آپ کو نہیں۔ پھر آپ نے کیسے معلوم کر لیا کہ باقی کے تینوں اماموں کے مسئلے غلط ہیں؟ اور میرے اس ایک امام کے مسئلے سچے ہیں؟ آپ ہیں مقلد قرآن حدیث کو آپ سمجھ نہیں سکتے جب تحقیق سے آپ کو لگاؤ نہیں تو آپ نے اتنے بڑے بڑے مجتہد مطلق چار اماموں کا امتحان کیسے لے لیا؟ اور کیسے تین کو ناپاس کر کے ایک کو سارے ہی نمبر دیکر اول نمبر پر پاس کر لیا؟ کیوں جی مجتہدوں میں حلال حرام کا اختلاف تھا۔ یہ جناب نے کیسے باور کر لیا کہ حق امام ابوحنیفہؒ کے ہاتھ میں ہے؟ اور تینوں امام باطل پر اور ناحق پر ہیں؟

جناب کی عدالت سے ایک امام کو سچ اور تین اور اماموں کو جھوٹ کی ڈگری کیسے مل گئی؟

حالت تو جناب کی یہ کہ ایک ایک پیسے کو محتاج لیکن پھر شیخی یہ کہ فلاں بادشاہ کو تاج وتخت میرا دیا ہوا ہے۔ یوں تو جناب فرمائیں کہ ہم مقلد ہیں۔ قرآن حدیث سے مسائل لینا مجتہدوں کا کام ہے۔ لیکن پھر جناب فرمائیں کہ حنفی مذہب کا یہ مسئلہ سچا ہے کہ رفع الیدین نہ کرو۔ تینوں اور امام جھوٹے ہیں کہ وہ کہتے ہیں رفع الیدین کیا کرو؟ کیوں جناب یہ اماموں کے درمیان سچ جھوٹ کی تمیز کرنے کی قابلیت جناب کو کیسے حاصل ہوگئی؟ اور اگر اتنی قابلیت واقعی آپ میں ہے کہ مجتہد اماموں کے مسائل کو لیکر اُن کے دلائل معلوم کرکے اُن میں محاکمہ کرکے فیصلہ کر دیں۔ کہ فلاں ایک امام سچا اُس کا مذہب اچھا۔ فلاں تین امام جھوٹے اُن کا مذہب باطل۔ تو یہی قابلیت وذہانت جناب نے براہِ راست قرآن وحدیث سے مسائل کے لینے پر صرف کیوں نہ کی؟ اور مذمتِ تقلید کے کلنگ کا مصنوعی ٹیکہ اپنی قدرتی پیشانی پر کیوں لگا لیا؟ +

مقلدوں کی توہین امام

مجھے امید ہے کہ میرے بھائی اس ذرا سی تحریر کی رمز کو پالیں گے اور وہ غور وخوض کرکے تقلید کی موجودہ دلدل سے نکل بھاگنے کی کوشش کرینگے۔ تقلید شخصی کے تو صاف معنیٰ یہ ہیں کہ تین اماموں کی تمام باتوں کے ہم منکر بن جائیں۔ سارے دین میں صرف ایک امام کو حق پر مانیں تب تقلید شخصی ہوسکتی۔ ورنہ تقلید بن نہیں سکتی ؎

رفعت کبھی کسی کی گوارا یہاں نہیں + جس سرزمیں کے یہ ہیں وہاں آسماں نہیں

اس خرابی کو ذہن میں رکھتے ہوئے پھر اس خرابی پر بھی نظر ڈال جائیے جو مسلسل طور پر آپ نے ابھی پڑھی ہے کہ تقلید شخصی کے پھیر میں پھنسکر آپ نے سینکڑوں صحیح حدیثوں کو جواب دیدیا ہے۔ +

تقلید کی خوبصورت بلا کی ایجاد

اخبار محمدی کے ٹائیٹل پر جو آیت قرآنِ کریم فلا ورب الخ لکھی رہتی ہے اسی کے مطابق صحابۂ کرام کا عمل رہا۔ اُن کے پاس سوائے قرآن وحدیث کے کوئی تیسری چیز عمل کے لئے نہ تھی۔ یہی پاک روش صحابۂ کرام کی رہی۔ اسی طریقے پر تابعین عظام رہے۔ اور یہی تعلیم ائمہ اسلام نے دی۔ لیکن ان سب کے خلاف چار سو سال کے بعد مسلمانوں میں ایک نئی بدعت نے سر نکالا اور اپنے خوبصورت چہرے پر مسلمانوں کو کچھ اس طرح مفتوں کر لیا کہ ایک ایک دو دو ہو کر بجز ایک جماعت کے سب کے سب اس کی طرف جھک گئے اور یہ خوبصورت بلا ان

گلے کا ہار بن گئی۔ جوں جوں اس بدبلا کے جراثیم ان کے جسم میں اثر کرتے گئے۔ قرآن و حدیث کی روح پرور پاک صحت ان کی بگڑتی گئی۔ بالآخر بعض بزرگوں سے رائے قیاس کے مانگے ہوئے ٹکڑوں پر انھوں نے قناعت کرلی۔ اور خدائی دسترخوان کا من و سلویٰ ان سے چھین لیا گیا۔ گھر گھر تقلیدی بھیک کے خشک ٹکڑوں کا ڈھیر نظر آنے لگا۔ اور روحانی لذیذ غذا دیکھنے کو بھی باقی نہ رہی۔ +

مندرجہ بالا آیت کے حکم کے ماتحت صحابۂ کرام کے آپس کے تمام اختلافات کا فیصلہ صرف قرآن حدیث سے ہوتا تھا۔ نمونے کے طور پر سنئے۔ حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوسلمہؓ میں اُس عورت کی عدت کے بارے میں اختلاف ہوتا ہے جو حمل سے ہو اور اس کے خاوند کا انتقال ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو فرماتے ہیں کہ چار ماہ دس دن اور بچے کا ہونا۔ ان میں سے جو آخر میں ہو وہی عدت ہے۔ حضرت ابوسلمہؓ نے فرمایا بچہ ہوتے ہی عدت پوری ہو جاتی ہے۔ خواہ عدت کی مدت سے پہلے ہو جائے۔ یہانتک کہ انتقال کے ایک دن یا ایک گھنٹے کے بعد بھی ہو تو اس کی عدت پوری ہو گئی۔ اور اگر چار ماہ دس دن گذر جائیں اور پھر بھی بچہ نہ ہوا ہو تو جب تک بچہ نہ ہو وہ عدت میں ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بھی یہی فرمایا کہ میں اپنے اس بھتیجے کے فتوے سے متفق ہوں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے دلائل پیش کئے اور باقاعدہ مذاکرہ علمیہ ہوا۔ محبت کے ساتھ مناظرانہ گفتگو ہوتی رہی مگر کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ مجلس نے طول کھینچا اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو آخر یہ ٹھیری کہ اُمّ المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اس کا صحیح علم ہے۔ قاصد بھیجکر اُن سے دریافت کیا جائے۔ اگر کوئی حدیثِ رسول مل جائے تو اُس سے اس اختلافی مسئلے کا فیصلہ ہو۔ قاصد دوڑا ہوا گیا اور مائی صاحبہؓ سے عرض کی کہ صحابۂ رسول اس امر پر باہم مناظرہ کر رہے ہیں۔ اور آپ کے پاس سب کے اتفاق سے میں بھیجا گیا ہوں۔ کیا اس بارے میں کوئی حدیث آپ کو یاد ہے؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا آؤ میں تمہیں حدیث سناؤں! سُبیعہ رضی اللہ عنہا کے خاوند رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ اُس وقت یہ دو چار تھیں۔ تھوڑے دن ہی گذرے تھے جو اُن کے ہاں بچہ تولّد ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اگر وہ چاہیں تو دوسرا نکاح کر لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پس یہ حدیثِ رسولؐ صاف دلیل ہے کہ حاملہ عورت کی عدت وضعِ حمل ہے

صحابہؓ کا اختلاف اور اس کا فیصلہ

قاصد خوشی خوشی واپس آیا۔ اور صحابۂ کرام کے مجمع میں یہ حدیث بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباسؓ پر اپنی رضامندی کی بارشیں برسائے آپ نے مجمع میں اسی وقت اپنے پہلے مسئلے سے رجوع فرمایا اور صاف کہا کہ پہلے میں جو کہتا تھا غلط تھا صحیح مسئلہ یہی ہے حدیث کے سامنے میری گردن خم ہے اللہ کے رسولؐ سچے ہیں میں نے جو کہا غلط تھا میں اس سے اب رجوع کرتا ہوں۔ غرض حدیث شریف کے پیش ہوتے ہی سارا اختلاف مٹ گیا۔ سب ایک ہوگئے۔ کُل گردنیں حدیثِ نبوی کے سامنے جُھک گئیں۔ سارے ہم خیال ہوگئے اور فرمانِ رسولؐ کو سر آنکھوں پر رکھ لیا۔ یہ تھی روش صحابۂ کرام کی۔ اور یہی حکم ہے آیتِ مندرجہ بالا فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ کا بالفرض اس قسم کے واقعات بھی ملیں تاہم آیت کے الفاظ روزِ روشن کی طرح صاف بتلا رہے ہیں کہ ایمان نام ہی اس کا ہے کہ ہر اختلاف کا ہر پیش آمدہ مسئلے کا فیصلہ قرآن وحدیث سے ہی ہونا چاہیئے۔ جب ایمان واسلام ہی کا نام ہے تو ہم کھلے لفظوں میں کیوں نہ کہیں کہ اس کے خلاف کا نام کفر وشرک ہے۔ جو لوگ اختلافی مسائل کا فیصلہ تجھ مجھ سے لیں جو لوگ شرعی مسائل کسی امام کے فرمان پر موقوف رکھیں بالیقین یہ وہ ہیں جو قرآنی اصطلاح کے مطابق ایمان سے کالے کوسوں دور ہیں۔ تقلید شخصی میں اگر اس کے سوائے اور کوئی برائی نہ بھی ہوتی تاہم یہی ایک برائی اس کی بدعت اور حرمت کے لئے کافی بلکہ کافی سے زائد تھی۔ چہ جائیکہ اس میں اس کے سوا اور بھی بیسیوں عیب ونقصان ہیں ؎

مجھ کو بھی کچھ حضور کے معلوم حال ہیں ✤ میں سُن چکا ہوں آپ بھی اہلِ کمال ہیں

کیا آپ نے نہیں دیکھا؟ کہ ہر مذہب کا مقلد اپنے امام کے سوا اور ائمہ کے فرمان کو کوئی وقعت نہیں دیتا۔ بلکہ فرمانِ رسولؐ کو بھی ڈلک دیتا ہے۔ آیتِ قرآنی کو بھی توڑنے مروڑنے بیٹھ جاتا ہے اور اپنے ذمے سب سے بڑا فرض یہی سمجھتا ہے کہ جو اس کے امام نے کہا ہے اُسے حق سمجھے اُسی کو مانے اور اُسی پر عمل رکھے۔ یہانتک کہ مقلدین امام ابوحنیفہؒ نے کہا ؎

فَلَعْنَةُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ ✤ عَلٰى مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِيْ حَنِيْفَهْ

یعنی ریت کے ذرّوں کے برابر لعنتیں نازل ہوں اُس پر جو امام ابوحنیفہ کے قول کو رد کردے۔ ناظرینِ کرام مضمونِ آیت کو اور مضمونِ شعر کو ملا لیں تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ خدا کے نزدیک مومن وہ ہے جو ہر مسئلے میں حدیث وقرآن کو لے اور ان کے نزدیک

حنفیوں کے نزدیک اور مسلمان ملعون ہیں

مومن وہ ہے جو ہر ایک مسئلے میں قولِ امام ابوحنیفہؒ کو لے۔ پس قرآنی فیصلے کے مطابق وہ ایمان سے خالی ہے جو اختلافات کا فیصلہ قولِ امام ابوحنیفہؒ سے لے۔ اور ان مقلدین حنیفہ کے نزدیک جو اختلافات کا فیصلہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول سے نہ لے وہ ملعون ہے۔
اب ناظرین کرام بتلائیں کہ ہم کیا کریں؟ سنو ہم نے یہ کیا کہ شعر شعر والے کے منہ پر دے مارا اور حکمِ ربی کو مضبوطی سے تھام لیا۔ اور جو کہا تھا وہ کیا یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ خدا کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اطاعت کے لائق نہیں اسی کی دعوت ہم اہلحدیث محمدی آپ حضرات کو دیتے ہیں کہ جو مسئلہ پیش آئے حدیث و قرآن سے اُسے لو اور لعنت کرنے والوں پر اُن کی لعنت رکھو۔ خدا کے حکم پر چلنے والا مرحوم ہوتا ہے نہ کہ ملعون۔ ملعون وہ ہے جو ابوالقاسمؐ کے قول کو رد کر دے نہ وہ جو ابوحنیفہؒ کے قول کو رد کر دے صلی اللہ علیہ وسلم ورحمہ اللہ +

آپ کے سامنے ہے کہ کس طرح اقوالِ صحابہ مقابلِ حدیث رد ہو گئے تو کیا اے اسلامیو! مندرجہ بالا ۱۵۶ حدیثیں جو آپ کے سامنے ہیں ان کے بالمقابل جو اقوالِ فقہا ہیں کیا آپ انھیں رد نہ کر دینگے؟ اگر آپ کا فیصلہ رد نہ کرنیکا ہے تو فیصلۂ خداوندی جو ردِّ ایمان کا ہے وہ بھی سامنے رہے۔ آیئے اب میں آپ کو دو چار اور واقعات بھی اسی قسم کے سناؤں:۔

بنو زہرہ کے ایک شیخ کو بُلوا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کے بارے میں جو جاہلیت کا پیدا شدہ ہے اور نسب خلط ملط ہے تمہارا کیا علم ہے؟ اس نے کہا فراش تو فلاں کا تھا اور نطفہ فلاں کا ہے۔ بات تحقیق ہو گئی لیکن سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ بچہ نطفے والے کا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس کا فراش ہے اُسی کی اولاد ہے۔ +

مخلد بن خفافؒ فرماتے ہیں نے ایک غلام خریدا کیا۔ کچھ دنوں کے بعد مجھے اس کے ایک عیب کی اطلاع ہوئی تو میں نے جا کر دربارِ خلافت میں شکایت کی مجھے حکم ملا کہ میں اُس غلام کو اُسے لوٹا دوں جس سے خریدا ہے اور اس سے جو غلہ میں نے حاصل کیا ہے وہ بھی واپس کر دوں۔ میں یہ حکم سُنکر چلا آیا حضرت عروہؒ سے ملا اور حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن عبدالعزیز کا یہ فیصلہ ان سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا سبحان اللہ شام کو میں ضرور جاؤں گا اور کہوں گا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے کہ ایسے مقدمے کے فیصلے میں رسولِ خدا صلی اللہ

حدیث پر فیصلۂ فاروقی

خلافت کا فیصلہ خلافِ حدیث اگر عمر کا بھی ہو

علیہ وسلم نے غلّہ اُسے دلوایا ہے جس کی ضمانت ہو۔ میں اُلٹے پاؤں دربارِ خلافت میں پھر پہنچا اور خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حدیث نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نفع اس کا ہے جس کی ضمانت ہے اُسی وقت حضرت عمرؓ نے سر جھکا دیا اور خوش ہو کر فرمانے لگے واہ کتنا صحیح اچھا اور سچا آسان اور عمدہ فیصلہ ہے۔ اے خدا تجھے بخوبی علم ہے کہ میں نے اپنی طرف سے تو حق سمجھ کر وہ فیصلہ کیا تھا لیکن اب مجھے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئی۔ اس لئے میں اپنے فیصلے کو توڑتا ہوں اور تیرے رسولؐ کے فیصلے کو سر آنکھوں پر رکھتا ہوں۔ فرحمہ اللہ ورضی عنہ۔ یہ ہے اسلام نہ یہ کہ حدیث کو چھوڑ فقہ کو لے خوش ہو گئے ؎

جس گل سے کچھ مزاج ذرا بھی بدل گیا ✤ اک شوخ اور بھانس لیا جی بہل گیا

قاضی اسلام حضرت سعد بن ابراہیمؒ کے پاس ایک مرتبہ ایک مقدمہ پیش ہوا آپ نے اس میں حضرت ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰنؒ کی رائے سے فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد حضرت ابن ابی ذئبؒ نے قاضی صاحب سے ایک حدیث بیان کی جو اس فیصلے کے خلاف تھی۔ یہ سنکر حضرت سعدؒ نے ربیعہ سے فرمایا کہ دیکھو امام ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ جو ثقہ ہیں یہ حدیث بیان فرماتے ہیں اور حدیث میں فیصلہ اس کے سراسر خلاف ہے جو میں نے کیا ہے۔ ربیعہ نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے؟ آپ نے تو اجتہاد کر کے فتویٰ دے ہی دیا آپ کا حکم نکل ہی چکا بس وہ جاری رہے۔ حضرت سعید اس جواب سے بڑے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے واہ واہ! سعد کی ماں کے لڑکے سعد کا فیصلہ تو جاری رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ رد ہو جائے؟ استغفر اللہ! نہیں نہیں بلکہ سعد کا فیصلہ غلط اور حضورؐ کا فرمان سر آنکھوں پر جاؤ وہ کاغذات لاؤ جن پر میں نے ججمنٹ لکھی ہے جب وہ کاغذات آئے تو آپ نے اس فیصلہ کو چاک کر دیا اور اس کے خلاف فیصلہ حدیث کے مطابق لکھ دیا۔ اللہ اُن پر رحم کرے انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ مقلدو! خدا سے ڈرو تم ان آیتوں ان حدیثوں سلف کے ان روشن فیصلوں کے خلاف ہمیں لیجانا چاہتے ہو؟ ؎

قاضی صاحبؒ کا خلاف حدیث فیصلہ کوئی چیز نہیں

بروایں دام بر مرغِ دگر نہ ✤ کہ عنقا را بلند است آشیانہ

امام شافعیؒ کے فرامین

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں لوگوں کا اجماع ہے کہ سنتِ رسول۔ حدیثِ نبوی جس کے سامنے آجائے وہ کسی کے قول پر اسے ترک نہیں کر سکتا۔ فرماتے ہیں۔ جب میں کوئی حدیث روایت کروں اور خود اُسے نہ لوں تو یقین کر لینا کہ میری عقل جاتی رہی۔ فرماتے ہیں سنت

رسولؐ کے بعد کسی کا قول کوئی چیز نہیں تواتر سے آپ کا یہ فرمان منقول ہے کہ اگر صحیح حدیث کے خلاف میرا کوئی قول پاؤ تو اُسے دیوار سے دے مارو۔ اللہ اکبر! یہ فیصلے امام صاحب کے اور پھر بھی شافعیہ کا اس فقہ پر اڑے رہنا جو سراسر حدیث کے خلاف بہت سے مسائل بیان کرتی ہے کیا یہ تقلید ہے؟ ✤

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مسئلہ پوچھا جاتا ہے کہ ایک شخص نے ایک لڑکی سے اپنا نکاح کیا لیکن پھر اس کی ماں سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے اس لئے اسے طلاق دیدیتا ہے تو کیا اس کی ماں سے اُسے نکاح کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس میں کوئی حرج نہیں چنانچہ اس شخص نے اس فتوے کے مطابق اس عورت سے نکاح کر لیا اور چونکہ آپ بیت المال کے افسر تھے تو چاندی کے ردّی ٹکڑے لیکر انھیں صاف کھری چاندی کے بدلے بدل لیا کرتے زیادہ دیتے اور کم لیتے۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں مسئلوں کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ پہلے شخص کیلئے اپنی ساس سے نکاح حدیث کی رو سے جائز نہیں اگرچہ اس کی لڑکی کو مجامعت سے پہلے ہی وہ طلاق دے چکا ہے۔ اور جب چاندی کا چاندی سے تبالہ ہو تو دونوں طرف برابری ہونا مطابق حدیث شرط ہے یہ سنکر آپ واپس پلٹے اور اپنے پہلے مسئلے کی غلطی بتلانے کیلئے اس شخص کو تلاش کر کے اس کے ہاں پہنچے لیکن وہ نہ ملا تو آپ نے اس کی قوم والوں سے فرمایا کہ میرا پہلا فتوٰی غلط تھا۔ صحیح یہ ہے کہ یہ شخص اُس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔ پھر آپ صرافے کے بازار میں پہنچے اور وہاں اعلان کیا کہ پہلے جو میں کرتا رہا وہ خلافِ شرع تھا۔ چاندی چاندی کے بدلے برابر ہی ہونی چاہئے وزن اگر یکساں نہ ہو تو تبالہ حلال نہیں ✤

میں نے نہایت نیک نیتی سے اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے بطور مثال یہ مسائل پیش کر دیئے ہیں حدیثیں نقل کر دی ہیں جو اپنے معنیٰ اور مطلب میں بالکل واضح ہیں۔ اور اُن کے بالمقابل فقہ کی عبارتیں بھی نقل کر دی ہیں جو اپنے معنیٰ مطلب میں بہت واضح ہیں جو حدیث میں ہے اُس کے بالکل برخلاف فقہ میں ہے۔ اس فرق کی وضاحت کے بعد میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنے کا حق رکھتا ہوں کہ للہ غور کرو۔ فرمانِ رسول کے مقابلے میں کسی اور کی نہ مانو۔ مسلمان ہونیکے معنیٰ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ خدا کے سوا لائق عبادت کوئی نہیں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا لائقِ اطاعت کوئی نہیں۔ یقیناً ہر مسلمان

کا فرضِ اوّلین ہے کہ جس کسی کا قول خلافِ قولِ پیغمبر ہو اُسے ترک کردے۔ نہ کہ کسی امام کے قول کے خلاف قولِ پیغمبر کو ترک کردے۔

اگر آپ کو میری یہ بات کڑوی لگتی ہو تو آؤ میں آپ کو آپ کے اور اپنے امام آپ کے مذہب کی معتبر کتاب اور آپ کے فقہاءِ کرام کا صحیح فیصلہ بھی اس بارے میں سُنا دوں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنْ تَوَجَّهَ لَكُمْ دَلِيْلٌ فَقُوْلُوْا بِهٖ (درمختار) یعنی جب تمہیں دلیل (یعنی قرآن وحدیث) مل جائے تو وہی کہو جو اس میں پاؤ۔ یہ آپ کے مذہب کی معتبر کتاب دُرِّ مختار میں موجود ہے اور شروع مقدمے میں ہی ہے۔ آپ کے مذہب کی معتبر کتاب رَدّ المحتار شرح دُرِّ مختار کا فیصلہ سنئے اس میں لکھتے ہیں اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ وَكَانَ عَلٰى خِلَافِ الْمَذْهَبِ عُمِلَ بِالْحَدِيْثِ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ مَذْهَبَهٗ وَلَا يَخْرُجُ مُقَلِّدُهٗ عَنْ كَوْنِهٖ حَنَفِيًّا بِالْعَمَلِ بِهٖ فَقَدْ صَحَّ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ۔ یعنی جب کوئی مسئلہ صحیح حدیث میں آجائے اور وہ حنفی مذہب کی کتابوں کے خلاف تو ایسی صورت میں عمل حدیث پر کرنا چاہئے اور اُسی کو اپنا مذہب سمجھنا چاہئے۔ ایسا کرنے سے انسان حنفیوں سے نکل نہیں جائیگا۔ کیونکہ خود امام ابوحنیفہ رحمۃ نے فرمادیا ہے کہ جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے۔

حدیث کو مقدم رکھنا ہی امام صاحبؒ کا مذہب ہے

حنفی بھائیو! کاش کے آپ اس روایت پر عمل کرلیں۔ بخدا آج یہ سارے جھگڑے مٹ جائیں اور مسلمانوں میں سے تفریق کی یہ سدِّ سکندری بالکل دور ہوجائے۔ خدا کی قسم اہلحدیثوں کو اماموں سے عداوت وبغض نہیں۔ یہ تو وہی کہتے ہیں جو اماموں نے انھیں سبق دیا ہے کہ جب کسی کی بات خلاف خدا ورسول ہو تو اُسے چھوڑ دو۔ مطابق اور موافق ہو تو اُسے لے لو۔ اماموں کی تعلیم بھی یہی ہے۔ بزرگوں کا فیصلہ بھی یہی ہے۔ اور اہلحدیث کا مذہب بھی یہی ہے۔ اہلحدیث جس تقلید کو حرام کہتے ہیں جس تقلید کو شرک بتلاتے ہیں۔ جس تقلید کے منکر ہیں۔ جس تقلید کے قائل نہیں جس سے روکتے ہیں۔ وہ یہی تقلید ہے کہ انسان حدیث کے مقابلے میں کسی امام کی بات کو نہ چھوڑے۔ جب آپ ان اور ان جیسے اور خلافِ حدیث مسائل کو جو فقہ کی ان کتابوں میں بکثرت سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ چھوڑ دینگے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کی سچی پیروی میں ان کے خلاف جو حدیثیں ہیں اُن پر عمل اور ایمان رکھیں گے تو یہی اہلحدیث ہونا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہی حنفی ہونا بھی ہے۔ خدا

حنفی محمدی اتفاق

تمہیں اور ہمیں سمجھ دے۔ اور اگر باوجود ان صحیح حدیثوں کے دستیاب ہونیکے پھر بھی آپ تقلید ائمہ کے پیچھے پڑ کر ان حدیثوں کا گلا گھونٹینگے۔ اور نہ ان پر ایمان لائیں گے۔ نہ ان پر عمل کرینگے۔ تو آپ خود سمجھ لیں کہ کس منہ سے خدا کے رسول سے شفاعت کی آرزو کرینگے؟ اور کس زبان سے میدانِ محشر میں آپ کے حوضِ کوثر کا پانی آپ سے طلب کرینگے؟ ایسا کرنے والوں کو حق ہی کب ہے؟ جو آپ کی امت کہلوائیں؟ دوستو! ذرا سے غور پر فیصلہ ہو سکتا ہے۔ حق تھہر سکتا ہے۔ سچ جھوٹ میں تمیز ہو سکتی ہے۔ بھائیو! دو پیسے کی ہنڈیا ٹھونک بجا کر لیتے ہو۔ پھر دینی معاملات میں باپ دادوں کی روش۔ قوم کی چال۔ اگلوں کی تقلید اور بے تحقیق باتوں پر عمل کو کیسے روا رکھتے ہو؟ اُٹھو، سوچو، اور سمجھو اور حق کی قبولیت میں عار نہ کرو کل خدا کے سامنے جانا ہے۔ اسی سے کام پڑنا ہے۔

سنو چاہے دنیا بدل جائے۔ چاہے ماں باپ بگڑ جائیں۔ چاہے کنبہ قبیلہ ترک ہو جائے چاہے برادری نکال دے۔ چاہے شہر بدر ہونا پڑے چاہے مکمل بائیکاٹ ہو جائے۔ چاہے دنیا بھر کی مصیبتیں آجائیں۔ چاہے مقدمات اور کیس لگ جائیں۔ چاہے دُنیا بُرا بھلا کہنے لگے سب منظور کرو۔ لیکن حبیبِ خدا شافعِ روزِ جزا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آپ کی سنت آپ کے فرمان کو ترک نہ کرو۔ ؎

گلستاں میں جاکر ہر ایک گل کو دیکھا ✤ نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بُو ہے
نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے ✤ یہی دل کی رغبت یہی آرزو ہے

میرے محترم بھائیو! مندرجہ بالا حدیثیں اور اُن کے برخلاف فقہ کے فتوے بھی آپ کی نگاہوں کے سامنے ہیں میں اپنا مطلب واضح کر چکا ہوں کہ آپ اپنے سچے عقیدے کیمطابق ان حدیثوں پر عمل و عقیدہ رکھیں۔ اور ان کے خلاف جو فقہ کے مسائل ہیں اُن سے دست برداری کرلیں۔ اس سے جہاں ایک طرف اللہ کے رسول رسولوں کے سردار امت کے شافع ماقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے خوش ہونگے وہاں دوسری جانب خود حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں إِذَا رَأَيْتُمْ كَلَامَنَا يُخَالِفُ ظَاهِرَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَاعْمَلُوا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاطْرَحُوا كَلَامَنَا الْحَائِطَ (میزان شعرانی) یعنی جب تم دیکھو کہ ہمارا کوئی کلام ظاہری طور پر قرآن و حدیث کے خلاف ہے تو تم عمل قرآن حدیث پر ہی کرنا ہمارے اس کلام کو دیوار سے دے مارنا۔ آپ فرماتے ہیں إِيَّاكُمْ وَالْقَوْلَ فِي دِينِ اللهِ بِالرَّأْيِ وَ

امام ابوحنیفہ کے فرامین

عَلَیْکُمْ بِاتِّبَاعِ السُّنَّۃِ فَمَنْ خَرَجَ عَنْھَا ضَلَّ۔ لوگو! خدا کے دین میں رائے قیاس کی پیروی سے بچو۔ لوگو! سنت وحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کو لازم پکڑ لو۔ لوگو! سن رکھو جو سنت وحدیث کی تابعداری سے جدا ہو گیا وہ گمراہ ہو گیا وہ بہک گیا وہ بھٹک گیا۔ اللہ تعالیٰ امام صاحبؒ کی قبر کو نور سے بھر دے اور ان پر اپنی رحمت کی جھومتی ہوئی بدلیاں برسائے۔ اس سے زیادہ آپ کیا کر سکتے تھے کہ کھلے لفظوں میں اپنی تقلید حرام فرما گئے چنانچہ فرماتے ہیں حَرَامٌ عَلٰی مَنْ لَمْ یَعْرِفْ دَلِیْلِیْ اَنْ یُّفْتِیَ بِکَلَامِیْ (میزان شعرانی) یعنی جسے میرے قول کی دلیل کی معرفت نہ ہو اُس پر حرام ہے کہ میرے قول پر فتویٰ دے۔ دوستو! جس تقلید کو اہلحدیث آج حرام کہتے ہیں اور تم لٹھ لیکر ان کے پیچھے پڑ جاتے ہو وہ یہی تقلید ہے جسے خود حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حرام بتلاتے ہیں۔ پس خدارا غور کرو۔ بھڑ چال چھوڑو۔ صحیح راہ اختیار کرو۔ تم حنفی بھی اُسی وقت بن سکتے ہو جب حدیث کے خلاف کے ان اقوال کو دیوار سے دے مارو۔ اور اسی وقت محمدی بھی ہو جاؤ گے کیونکہ یہی مذہب محمدی اہلحدیث جماعت کا ہے۔ پس لِلّٰہ تفرقوں کو چھوڑو۔ اس پھوٹ کو پھینکو اور مِل جل کر سب کے سب اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ کے تابعدار بن جاؤ۔ اتفاق سے رہو سہو۔ ایک ہاتھ میں کلام اللہ دوسرے میں سنتِ رسول اللہؐ لے لو۔ یہی اماموں کی راہ ہے۔ اسی میں دین کا دنیا کا یہاں کا وہاں کا غرض دونوں جہاں کا بھلا ہے ؎

مسلکِ سنت پہ اے سالک چلا جا بیڈھڑک ✤ جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

برادران! میرا تو ایمان ہے کہ آج اگر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ زندہ موجود ہوتے اور یہ فقہ کی کتابیں دیکھتے تو ان مسائل کو جو خلافِ حدیث ہیں قطعاً نکال دیتے۔ اور ان کی اصلاح کر کے مطابقِ حدیث لکھ دیتے۔ اسلئے کہ آپ کا فرمان ہے مَا جَاءَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبِالرَّأْسِ وَالْعَیْنِ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سر آنکھوں پر ہے (ظفر الامانی) آپ فرماتے ہیں ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ آرَاءِ الرِّجَالِ۔ مجھے تو ضعیف سے ضعیف حدیث بھی ساری دنیا کے لوگوں کی رائے سے زیادہ پسند اور محبوب ہے (عقود الجواہر) آپ سے سوال ہوتا ہے کہ حضرت یہ جو آپ ہمیں رائے قیاس سے مسائل بتلا دیا کرتے ہیں کیا یہ سب آپ کے نزدیک برحق ہی ہیں؟ آپ جواب دیتے ہیں لَعَلَّہُ الْبَاطِلُ الَّذِیْ لَا شَکَّ فِیْہِ۔ یعنی بہت ممکن ہے کہ یہ سب بالکل غلط

برادرانِ امام

ہی ہوں۔ (جزر تاریخ خطیب) میرے بھائیو! ہمارے امام صاحب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ انھیں غریق رحمت کرے ہرگز یہ مذہب نہ تھا کہ حدیث کے خلاف کسی کی مانی جائے پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ نے آج یہ کہاں سے اور کیوں اور کس کی تقلید میں مان لیا؟ کہ ان کتابوں میں جو ہے ہم تو اُسی کو مانیں گے؟ گو آپ کو صحیح اور صریح حدیثیں اس کے خلاف دکھادی جائیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس میں نہ صرف حدیث کی بے حرمتی ہے بلکہ خود امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی بے ادبی ہے اور پھر اسے امام صاحبؒ کا مذہب بتلانا یہ تو اُن پر تہمت دھرنا ہے۔ سنئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود اپنا مذہب بیان فرماتے ہیں ایسا کہ اگر آج وہ ہوتے اور یہ فرماتے تو شاید کٹر لوگ انھیں بھی غیر مقلد غیر مقلد کہکر زمین آسمان سر پر اٹھا لیتے سنئے فرماتے ہیں۔ اٰخُذُ بِکِتَابِ اللّٰہِ فَمَا لَمْ اَجِدْ فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنْ لَّمْ اَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ وَلَا سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذْتُ بِقَوْلِ اَصْحَابِہٖ۔ یعنی میں ہر مسئلہ میں قرآن شریف کو لیتا ہوں اس میں وہ مسئلہ نہ پاؤں تو حدیثِ رسول اللہ کو لیتا ہوں اس میں بھی نہ ملے تو اقوالِ صحابہ پر عمل کرتا ہوں۔ پس ظاہر ہے کہ حضرت الامام عالی مقام علیہ الرحمۃ والسلام عامل حدیث وقرآن تھے۔ بھائیو! سچ مانو! بخدا یہی مذہب میرا ہے اور میری کل جماعت اہلحدیث کا۔ پس صحیح معنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے امام حضرت امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ یہی تعلیم امام صاحبؒ کی ہے اور یہی مذہب آپ کا ہے۔ پس ہم تمہیں امام صاحب کے اسی صحیح مذہب کی دعوت دیتے ہیں آؤ اختلافات کے پردے چاک کردو اور جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ماننے میں ہم سب متفق ہیں آؤ بلکہ آپ کی حدیث کے عمل پر بھی متفق ہوجائیں ؎

الٰہی دے اثر ایسا مری بیتابی دل میں ✤ چلے آئیں کلیجہ تھام کر وہ میری محفل میں

برادرانِ اہلحدیث! صرف میں ہی نہیں دنیا کے مسلمان مانتے ہیں کہ حدیث اور قیاس ہم پلہ چیزیں نہیں ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ قیاس جو حدیث کے خلاف ہو قطعاً چھوڑ دیا جائیگا مگر حدیث جو قیاس کے خلاف ہو ہرگز نہ چھوڑی جائیگی۔ پس آپ سے عرض ہے کہ مندرجہ بالا نقشہ پر دوبارہ نظر ڈال جائیے اور جو مسائل قیاسیہ خلافِ احادیثِ صحیحہ ہیں اُن سے دست بردار ہوجائیے۔ رائے کوئی وقعت کی چیز نہیں۔ خود حضرت امام ابوحنیفہؒ کی والدہ صاحبہ کو ایک مسئلے کے فتوے کی ضرورت پڑی فَاَفْتَاھَا اَبُوْحَنِیْفَۃَ فَلَمْ تَقْبَلْ۔ امام صاحبؒ

امام صاحب کے سردار بھی یہی ہیں

والدہ امام صاحب

نے بتلایا۔ لیکن انھوں نے قبول نہ کیا۔ ملاحظہ ہو جز تاریخ خطیب بغدادی ص۔ پیران پیر حضرت شاہ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فتوح الغیب مقالہ ۳۶ میں لکھتے ہیں۔ "وَاجْعَلِ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ إِمَامَكَ وَانْظُرْ فِيهِمَا بِتَأَمُّلٍ وَتَفَكُّرٍ وَلَا تَغْتَرَّ بِالْقِيلِ وَالْقَالِ وَالْهَوَسِ الْعَمْيَاءِ فَإِنَّ لَيْسَ لِلْمُتَابِعِ غَيْرَهُ فَعَلَ بِهِ لَيْسَ لِنَبِيٍّ غَيْرَهُ فَتَبِعَهُ وَلَا تَخْرُجْ عَنْهُمَا فَيُضِلَّكَ هَوَاكَ وَالشَّيْطَانُ وَبِهِمَا يُرْتَقَى لِلْعَبْدِ إِلَى دَرَجَةِ الْوَلَايَةِ وَالْبَدَلِيَّةِ۔ یعنی قرآن وحدیث کو اپنا امام بنالے اور غور وفکر سے ان کا مطالعہ کیا کر اور ادھر اُدھر کی باتوں اور ہوس میں نہ پھنس صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرتا رہ اسے سمجھ لے کہ قرآن کریم کے علاوہ ہمارے پاس عمل کے قابل کوئی کتاب نہیں۔ اور آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی نبی نہیں جس کی ہم تابعداری کریں۔ خبردار کبھی بھی قرآن حدیث سے باہر نہ ہونا ورنہ خواہش نفسانی اور شیطان لعین تجھے سیدھی راہ سے بھٹکا دینگے یاد رکھ کہ انسان اولیاء اللہ اور ابدال کے درجے کو قرآن حدیث کی تابعداری سے ہی پاسکتا ہے ؎

بارگاہِ ایزدی میں ہے وہی برتر عزیز ✤ جسکے دل کو ہے حدیثِ ساقیٔ کوثر عزیز

ایک عجیب لطیفہ

بھی سنتے جائیے! اہلحدیث اگر امام ابوحنیفہؒ کا کوئی مسئلہ چھوڑ دیں تو غضب ہوجاتا ہے۔ ستم ٹوٹ پڑتا ہے۔ ہائے دہائی مچنے لگتی ہے۔ کائیں کائیں ہونے لگتی ہے کفر کے فتوے ڈھلنے لگتے ہیں۔ برادریوں سے خارج کردیئے جاتے ہیں۔ بائیکاٹ ہونے لگتے ہیں۔ غیر مقلد غیر مقلد کے ڈھول پیٹے جاتے ہیں اور اس مسکین کے خلاف قیامت قائم کردی جاتی ہے۔ لیکن یہی جرم جب مقلد کریں۔ اگلے پچھلے سب ملکر امام صاحب کا مسئلہ چھوڑ دیں اس کی طرف التفات تک نہ کریں۔ اُس کے صریح خلاف مسئلہ جوڑ لیں۔ تو کہیں سے چُوں کی بھی آواز نہ آئے۔ اور لطف یہ ہے کہ خاصے مقلد کے مقلد بنے رہیں۔ آپ خیال فرمائیں کہ ۸۹ اور ۹۰ کے مسئلے میں خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان حنفی مذہب کی اسی معتبر کتاب ہدایہ میں یہ ہے عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ يَقُومُ مِنَ الرَّجُلِ بِحِذَاءِ رَأْسِهِ وَمِنَ الْمَرْأَةِ بِحِذَاءِ وَسَطِهَا لِأَنَّ أَنَسًا فَعَلَ كَذَلِكَ وَقَالَ هُوَ السُّنَّةُ یعنی امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ امام مرد میت کی نمازِ جنازہ پڑھانے کیلئے اُس کے سر کے مقابل کھڑا رہے۔ اور عورت کے جنازے کی نماز کے وقت اُس کے درمیان کھڑا رہے۔ اسلئے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسی طرح

وصیت پیران پیر

حنفی حدیث کے اور امام کے دونوں کے منکر ہیں

کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہی سنت طریقہ ہے۔ آپ نے دیکھا؟ کہ امام صاحبؒ کا صاف فرمان ہے اس پر آپ نے حضرت انسؓ کے فعل کو اور پھر اس فعل کے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کو دلیل میں پیش کیا ہے۔ لیکن حنفیوں نے اجماع کر کے امام صاحبؒ کے اس حق اور بادلیل مسئلے کا بالکل انکار کر دیا ہے آج تمام حنفیوں کا عمل اس کے خلاف ہے۔ تمام حنفی مولویوں کا فتویٰ اُس کے برخلاف ہے۔ اور کتب فقہ کے تمام مصنفین نے بھی اس کا خلاف کیا ہے۔ +

حنفی دوستو! اگر آپ اس طرح امام صاحبؒ کے کسی مسئلہ کو چھوڑ دیں تو نہ دشمنِ امام ٹھہریں نہ تقلید کی حد سے نکلیں تو پھر اسی فعل پر اہلحدیث کے خلاف کیوں کانٹے بونے لگتے ہو؟ اور اُن پر کیوں برس پڑتے ہو؟ برادران! اب میری منشا اس پوری بحث سے اور اس ساری کتاب سے یہی اور صرف یہی ہے کہ جس طرح آزادی کے ساتھ آپ نے اس ایک مسئلے میں امام صاحب کی تقلید کا پٹہ اتار پھینکا اسی طرح اور مسائل جو صریح حدیثوں کے خلاف ہیں اُن میں بھی یہی چال کیوں نہیں چلتے؟ اگر آج تم یہ روش چلو۔ تو پھر حنفی اہلحدیث کے تفرقے کی سدِ سکندری بالکل ہی اُٹھ جائے۔ اور آپس میں ہم سچ مچ ویسے ہی بھائی بھائی بن جائیں جیسے اسلام کے شروع میں تھے اور جیسے منشا شریعت ہے +

ہاں دوستو! بخدا ابھی تک ہماری سمجھ میں یہ اندیصر تو نہیں آیا کہ آخر فقہاء کرام نے ایسا کیوں کیا؟ کہ امام صاحبؒ نے جو حق مسئلہ بتایا اور اس کی دلیل صحابیؓ کے فعل سے پھر سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دی۔ اُسے تو پرے پھینک دیا۔ اور حنفی مذہب میں اُن کے بتلائے ہوئے صریح اور صحیح مسئلے کے خلاف مسئلہ گھڑ لیا۔ اور آج تمہیں تمہارے علماء نے یہ سبق دیا کہ فقہ کی ان کتابوں میں جو ہو وہ امام صاحبؒ کا بتلایا ہوا ہے۔ اور اُنہی کا مذہب ہے اور یہی قرآن حدیث ہے دوستو! قسم خدا کی جس طرح یہاں پردے اُٹھ گئے ہیں اور حقیقت ظاہر ہو گئی ہے۔ اسی طرح میرا تو ایمان ہے کہ اکثر و بیشتر مسائل میں ہوا ہو گا۔ بلکہ ہوا ہے نہ ان کتابوں میں صرف امام صاحبؒ ہی کے مسائل ہیں نہ یہ کتابیں امام صاحبؒ کی ہیں نہ ان کے مسائل حقیقی معنیٰ میں حنفی مذہب کہلوانے کے مستحق ہیں واللہ ان میں تو وہ شرمناک مسائل بھی ہیں کہ ایک بھلا انسان کبھی بھی ان مسائل کو امام صاحبؒ کے مسائل نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ اُن کو سُنکر بھی شرمانا اور جھینپنا پڑتا ہے۔ وہ مسائل تہذیب و انسانیت کے بھی خلاف معلوم ہوتے

ہیں طبیعت پر بوجھ پڑنے لگتا ہے۔ پس ہمارا مسلک جو ہے اور جس پر آپ کو بھی ہم لانا چاہتے ہیں یہی ہے کہ ان کتابوں پر اندھا دھند عمل چھوڑ دو۔ عمل کے لائق کلام اللہ ہے کلام الرسول ہے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بھائیوں نے ترکِ تقلید کی مثال پیش کر دی لیکن واللہ نہایت ہی بھونڈی مثال پیش کی ہے۔ وہاں امام صاحب کو چھوڑا ہے جہاں نہ چھوڑنا چاہیے۔ امام صاحبؒ مسئلہ بیان کرتے ہیں صحابیؓ کا عمل پیش کرتے ہیں پھر سنتِ رسول ہونا بیان کرتے ہیں مگر واہ رے حنفی مذہب کے فقیہو! اور اپنے تئیں حنفی کہلوانے والو! تقلید کو فرض بتلانے والو! نہ حدیثِ رسولؐ مانی۔ نہ فعلِ صحابی کو وقعت دی۔ نہ قولِ امام کی پیروی کی۔ سب کو آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہوئے بڑی بے دردی سے پامال کر کے اپنی طرف سے خلاف مسئلہ گھڑ لیا۔ اور بیچارے تمام ناواقف حنفیوں کو اُسی پر لگا دیا۔ برادران دیکھو تو سہی! تم نہ محمدی رہے نہ حنفی رہے نہ سنی رہے نہ فقہی رہے۔ خدا جانے کہاں سے کہاں یہ رَو تمہیں بہا لے گئی؟ یہ تو اُلٹی چال تم چلے۔ تم نے اُلٹی گنگا بہائی۔ تم نے دریا پہاڑوں پر چڑھا دیے۔ پس للہ غور کرو تنہائی میں بیٹھ کر سوچو۔ اہلحدیث تمہارے حقیقی خیر خواہ ہیں اہلحدیث ہی اماموں کے ماننے والے ہیں وہی اُن کی سچی قدر کرنے والے ہیں وہی اُن کے سچے اور صحیح اصول پر قائم ہیں۔ یہ تقلید جو آج تم میں پھیلائی گئی ہے اُس سے اماموں کو روحانی صدمہ ہے۔ ہم تمہیں انشاء اللہ بروزِ قیامت دکھا دینگے کہ اس اندھی تقلید سے امامانِ دین کس طرح بیزاری ظاہر کرتے ہیں؟ اور ساتھ ہی آپ دیکھ لیں گے کہ خدا کے نزدیک اماموں کے سچے تابعدار کون ثابت ہوتے ہیں؟

الٰہ العالمین۔ تیرے ایک غلام سے یہ کام تو تو نے کرا دیا کہ اُس نے تیرے بندوں کے سامنے ایک آئینہ رکھ دیا جس میں وہ دونوں راہیں الگ الگ دیکھ لیں اور دونوں دریاؤں کا درمیانی حجاب اپنی آنکھوں ملاحظہ فرما لیں اب التجا ہے کہ اسے قبول فرما۔ اور اس سے اپنے بندوں کو فیض پہنچا آمین۔ یارب العالمین فقط

محمد عفی عنہ (میمن جونا گڑھی)

از دہلی دفتر اخبار محمدی

اہلحدیث کا اصحاب کا اور حدیث کا خلاف وفا

تصانیف مولانا مولوی محمد صاحب جو ہر موحد مسلمان کو دینی مدد دیتی ہیں

صلوٰۃ محمدی جس میں وضو کرنیکا طریقہ، وضو کے تمام مسائل، تیمم کا طریقہ اور مسائل، اذان اور تکبیر کا طریقہ، نماز کی دعائیں، نماز کی ترکیب، نماز کے مسائل، نماز کے بعد کی دعائیں مع ترجمہ، مسافر اور بیمار کی نماز کے احکام، تراویح اور تہجد کا بیان، جمعہ کا بیان۔ جنازے کی نماز کا طریقہ اور اس کے مسائل عید کی نماز کا طریقہ اور مسائل وغیرہ کا مفصل بیان مطابق احادیث مع حوالہ قیمت تین آنے۔ **صیام محمدی** ماہ رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت اور تاکید چاند کے احکام، افطار کرانیکا ثواب، روزے میں جو کام منع ہیں انکا بیان، معذور لوگوں کے روزوں کا حکم، روزے کے حیلہ مسائل، لیلۃ القدر کے فضائل اور مسائل، اعتکاف کی فضیلت اور احکام، نفلی روزوں کا مکمل بیان اور خاص احکام، فطرے کے مسائل اور فضائل وغیرہ مطابق احادیث مع حوالہ قیمت تین آنے **زکوٰۃ محمدی** زکوٰۃ کی فرضیت، زکوٰۃ نہ دینے کا گناہ، زکوٰۃ کا نصاب ان چیزوں کا بیان جن پر زکوٰۃ نہیں۔ زکوٰۃ کی مقدار کا بیان۔ ان لوگوں کا بیان جنھیں زکوٰۃ دینی چاہئے ان لوگوں کا بیان جنھیں زکوٰۃ لینی حرام ہے۔ زکوٰۃ کے تمام مسائل۔ امامت کا مسئلہ۔ نفلی اور فرضی خیرات کے فضائل، صدقے خیرات کے مختلف مسائل قیمت تین آنے۔ **ایمان محمدی** حضرت امام بیہقیؒ کی چوتھی صدی کی مشہور کتاب شعب الایمان کے مختصر کا ترجمہ جس میں ایمان کی ستر شاخوں کا تفصیل وار بیان ہے ہر شاخ کا بیان قرآن وحدیث اقوال بزرگان وغیرہ سے بسط کیساتھ کیا گیا ہے قیمت دس آنے **حج محمدی** حج اور عمرے کی فضیلت حج نہ کرنیکا وبال ملتوی کرنیکی برائی۔ التوا حج کا مسئلہ۔ دیر لگانیکا گناہ وغیرہ ایک آنہ۔ **توحید محمدی** پکی قبروں گنبدوں اور مقبروں کے حرام ہونیکی اور بنے ہوؤں کو گرادینے کی تقریباً دو سو دلیلیں، قبر کی شرعی حیثیت، قبر کے متعلق شرعی احکام کا بیان، قبر پرستی کی تردید، قبر کو چونے چاننے پڑھاوا چڑھانے غلاف وغیرہ کی حرمت قرآن حدیث اور فقہ حنفی وغیرہ سے قیمت چار آنے۔ **براءت محمدی** حسن نظامی نے اہلحدیث اور نجدیوں کے خلاف ایک رسالہ لکھا تھا اس کا رد ہے ایک آنہ۔ **طریق محمدی** قرآن سے حدیث سے صحابہ سے تابعین سے چاروں اماموں سے ان کے شاگردوں سے حنفی مذہب کی فقہ کی کتابوں سے خود حنفیوں کے طرز عمل سے تقلید شخصی کا قابل دید رد۔ امام صاحب کے ان مسائل کا بیان جنھیں خود حنفی نہیں مانتے۔ فقہ کی کتابوں کے خلاف قرآن وحدیث مسائل کے اظہار کیلئے بطور نمونہ پچاس مسائل۔ امام صاحب کے شاگردوں کے وہ مسائل جن میں انھوں نے امام صاحب کے خلاف کیا ہے۔ تقلید کی حرمت اور ممانعت پر خود امام ابوحنیفہؒ کے بہت سے اقوال، وہ حدیثیں جن کے ایک حصے کو حنفی حضرات اپنے مذہب کے مطابق پاکر مانتے ہیں اور اسی حدیث کے دوسرے حصے کو بوجہ مخالفت مذہب نہیں مانتے۔ مقلدوں

تائید محمدی۔ مع تقویت الایمان و سوانحعمری مولانا اسمٰعیل شہیدؒ قیمت پانچ آنہ اخبار محمدی دین حق کا

مبلغ شریف ہے جو صحیح حدیثوں کا نشانہ والا تقلید و تقلید کا فرق واضح کرنیوالا رسولوں کا فرق کرنیوالا رسولوں کا خلاف ہونیوالا ہے سالانہ قیمت تین روپے نمونہ مفت

کی دلیلوں کے جواب۔ حنفی مذہب فقہ کی کتابوں کی تاریخی تحقیق۔ تقلید کی تاریخ تحقیق۔ ابوحنیفہؒ نامی بہت سے بزرگ گذرے ہیں وغیرہ ڈیڑھ سو صفحات ہیں تقریباً چھ سو دلیلیں ہیں قیمت اکیر وپیہ۔ **فضائل محمدی** حضرت امام خطیب بغدادیؒ کی کتاب شرف اصحاب الحدیث جو چوتھی صدی کی تصنیف ہے اب عربی مع اردو ترجمہ کے چھپ گئی ہے اس میں بدعتوں اور بدعتیوں کی مذمت رائے قیاس اور کلام کی مذمت اہلحدیث کی فضیلت قرآن سے حدیث سے اقوال صحابہ سے تابعین محدثین اور مجتہدین سے حدیث کے حفظ کرنیکی فضیلت۔ اہلحدیث کا ناجی فرقہ ہونا اہلحدیث کا حق پر ہونا اہلحدیث کا قرآن میں ذکر اور تعریف علم حدیث کی فضیلت تمام عادتوں پر۔ اہلحدیث کی برائی میں جو اقوال پیش کئے جاتے ہیں انکا معقول جواب اسمیں ثبوت ہے کہ صحابہ تابعین ائمہ دین سب اپنے تئیں اہلحدیث ہی کہتے تھے ڈیڑھ سو صفحے کی کتاب قیمت سوا روپیہ۔ **امام محمدی** حضرت امام خطیب بغدادیؒ کی یہ بھی تصنیف ہے۔ تاریخ بغداد کا ایک جزء ہے امام ابوحنیفہؒ کی سوانحعمری اور آپ پر آپ کے زمانے کے اور بعد کے بزرگان ملت ائمہ دین اور مجتہدین نے جو جرح کی ہے اسکا بیان ہے ہر بات سند کیساتھ ہے امام صاحبؒ کے غلط فتوے اور انکی کافی تردید ہے غرض مناقب و مثالب برائی بھلائی سب کا بیان ہے عربی مع ترجمہ اردو۔ قیمت ایک روپیہ چھ آنے۔ **حقوق محمدی** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف سنکر انگوٹھے چومنے کی تردید حنفی مذہب سے چالیس دلیلیں اور درود شریف پڑھنے کی نفیس تحقیق اور بہترین فضائل کا بیان قیمت ایک آنہ **میلاد محمدی** آجکل میلاد کی جو رسمیں رائج ہیں ان کی حنفی مذہب کی معتبر کتابوں سے تردید ایسی طرح قیام مولود کی بھی اعلیٰ تردید میلاد کب جاری ہوا؟ کس نے جاری کیا؟ چاروں مذہبوں میں اسکا کیا حکم؟ قرآن و حدیث میں اسکا کیا حکم؟ غرض پچاس دلیلوں سے اسکے بطلان کا ثبوت ہے دو آنے **برہان محمدی** قاضی القضاۃ مفتی وقت حضرت امام سبکی المتوفی ۷۵۶ھ کے رسالہ جزر رفع الیدین کا اردو ترجمہ عربی سمیت آنحضرتؐ سے خلفائےؓ سے صحابہؓ سے امت کے بزرگوں سے رفع الیدین کا ثبوت بلکہ وجوب۔ آنحضرت کا آخر دم تک رفع الیدین ترک نہ کرنا وغیرہ قیمت دو آنے۔ **عقائد محمدی** حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی کتاب السنۃ کا ترجمہ عقائد کے بارے میں لاجواب کتاب قیمت ایک آنہ **درایت محمدی**۔ حنفی مذہب کی سب سے اعلیٰ کتاب ہدایہ کی تنقید جس میں بیان ہے کہ ہدایہ میں قرآن کی آیت غلط نقل کی ہے حدیثوں میں کہیں اپنی طرف سے زیادتی کردی ہے کہیں کمی کردی کہیں ہیر پھیر کردیا کہیں موضوع اور من گھڑت حدیثیں ہیں جو حدیثیں اپنے مذہب کے ثابت کرنیکے لئے لائے ہیں وہ حدیثیں اس طرح ہیں ہی نہیں کہیں صحابہؓ کے قول کو حدیث بنا دیا ہے امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ امام محمدؒ امام ابو یوسفؒ کا مذہب غلط نقل کیا ہے۔ ہدایہ میں لغت کے معنے اور عربی عبارت بھی غلط ہے تاریخ اور واقعات میں بھی لغزش کھائی ہے غرضکہ ہر فن میں ہدایہ کی غلطیاں ثابت کی ہیں قیمت بارہ آنے۔ **سیرت محمدی** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین اور معتبر سوانح حضرت امام ابوجعفر طبریؒ کی کتاب خلاصۃ السیر کا ترجمہ اردو جس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل سوانح کیساتھ ہی آپ کی تمام بیویوں کے اور کل خاندان کے صحیح حالات

خطبہ محمدی قیمت ایک آنہ۔ مناظرہ محمدی قیمت دو آنے۔ دعوت محمدی قیمت تین آنے۔ تردید محمدی قیمت چھ آنے۔ فیصلہ محمدی قیمت ڈھائی آنہ۔ صراط محمدی قیمت ایک آنہ۔ اصالت محمدی قیمت ایک آنہ

بھی ہیں۔ آپ کے مشیوں کے جلادوں کے ارکانِ شوریٰ کے درباریوں کے بلکہ اونٹوں بکریوں ہتھیاروں وغیرہ کے نام وغیرہ بہت سی مفید اور نئی معلومات ہیں یہ قابلِ دید کتاب ہے عربی الگ ہے اور اردو الگ ہے قیمت عربی آٹھ آنے اردو بارہ آنے ہر دو ایک روپیہ دو آنے۔ **عقیدۂ محمدی**[۱۷] اہلحدیث کے صحیح اور ٹھیٹھ عقائد اور مذہب کا بیان ان پر جو تہمتیں لکھی جاتی ہیں انکا ازالہ اہلحدیث اور حنفی دونوں کے مطالعہ کے قابل کتاب قیمت ایک آنہ۔ **دلائل محمدی**[۱۸] حصہ اول۔ آمین فعالیدین سورۂ فاتحہ کا حنفی مذہب کی کتابوں سے بہترین ثبوت اہلحدیث کے حق پر ہونیکا اور انھیں مسجدوں سے روکنے کی حرمت کا حنفی مذہب کی کتابوں سے ثبوت قیمت تین آنے **دلائل محمدی**[۱۹] حصہ دوم ان تینوں مسائل کے خلاف حنفی مذہب کی جتنی دلیلیں ہیں سب کے کافی جواب اور ان مسائل کے پختہ ثبوت اور ساتھ ہی سینہ پر باندھنے کے مسئلے کا بھی ثبوت مخالفین کی تردید کے ساتھ ۸ر **ہدایت محمدی**[۲۰] حنفی مذہب فقہ کا نمونہ دکھانے کیلئے اس میں ہدایہ سے ایک سو مسائل نقل کئے ہیں جو صریح خلافِ قرآن و حدیث ہیں قیمت دو آنے۔ **سیف محمدی**[۲۱] حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار کے پچاس خلاف قرآن و حدیث مسائل پھر ان پر جو دلیلیں حنفی مذہب کے علما دیتے ہیں وہ پھر اُن کے جچے تلے اور صاف سچے جوابات پھر اُن ہی جیسے اور مسائل جو پورے چھ سو ہیں یہ کتاب آپ کو بتائیگی کہ موجودہ کتب فقہ کے مسائل کیسے کچھ ہیں؟ اور قرآن و حدیث سے اُنھیں کسقدر دوری ہے اور تعجب ہے ان کتابوں کے ماننے والوں کو کیسی خطرناک جگہ میں لا کھڑا کیا ہے فقہ کا برہنہ فوٹو یہ کتاب آپکے سامنے پیش کردیگی قیمت صرف ایکروپیہ **اشعار ردّ تقلید**[۲۲] اس کتاب میں مثنوی مولوی روم سے اور شیخ سعدی کی تصنیف سے تقلید کے رد کے اشعار نقل کئے ہیں اور ہر شعر کا اردو ترجمہ قیمت ایک آنہ۔ **صراطِ محمدی**[۲۳] اس کتاب میں تعزیہ داری کی اور شرک کی قرآن سے حدیث سے خود امام ابوحنیفہؒ سے اور بزرگانِ دین ہی اور خود حنفی مذہب سے تردید ہے قیمت صرف ایک آنہ **معراجِ محمدی**[۲۴] معراج کے صحیح واقعات معراج جسمانی کا ثبوت منکرین کا رد۔ رجب کی بدعتوں کی تردید قیمت ایک آنہ **انعامِ محمدی**[۲۵] عید الفطر کے نمازِ عید کے خطبے کے جملہ احکام مطابق حدیث ایک آنہ۔ **آئینہ محمدی**[۲۶] صورت شکل کیسی رکھنی چاہیے داڑھی مونچھ کے احکام شریعت میں کیا ہیں۔ لباس کے احکام کیا ہیں حضورؐ کی شبیہ مبارک مع لباس کیا تھی قیمت ایک آنہ **درود محمدی**[۲۷] تیجے دسویں بیسویں چالیسویں برسی شبِ برات۔ عرس تبارک۔ فاتحہ خوانی اور حاضری کی روٹی غرض میت کے بعد جتنی رسمیں بعض مسلمانوں میں رائج ہیں سب کی تردید قیمت پانچ آنے **تحفہ محمدی**[۲۸] بقرعید عید کے قربانی کے عید کی نماز کے تمام احکام مطابق سنت و حدیث قیمت ایک آنہ **تعلیم محمدی**[۲۹] عورتوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کے جواز کو حدیث سے ثابت کیا ہے اور مخالفین کے دلائل کی پوری دیکھ بھال کرکے انھیں ساکت کیا ہے قیمت صرف ایک آنہ **فرمانِ محمدی**[۳۰] قبروں پر کونسے کام جائز ہیں اور کون سے منع ہیں سب کا بیان۔ زیارتِ قبور کا مسنون طریقہ کیا ہے اور کونسا ممنوع ہے۔ نیز قبروں پر جتنی بدعتیں عرس وغیرہ کئے جاتے ہیں سب کا رد ہے ایک آنہ **صدائے محمدی**[۳۱] اہلحدیث پر عموماً جو وہ اعتراضات کئے جاتے ہیں جنھیں مختلف صورتوں میں شائع کیا جاتا ہے کبھی اخباروں میں کبھی رسالوں میں کبھی

دین محمدی کتاب اعلام الموقعین کا ترجمہ پہلا حصہ بنام دین محمدی قیمت چودہ آنے۔ دین محمدی حصہ دوم قیمت ایکروپیہ دو آنہ

دین محمدی کا آخری حصہ بنام فتاوی محمدی قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ دین محمدی کا درمیانی حصہ قیمت دو روپیہ

چاروں حصوں کی قیمت صرف نو روپے چار آنے ہے جلدوں سے اس صفحہ کے دائیں بائیں طرف کے اشتہار دیکھو

اشتہاروں میں۔ اس کتاب میں ان سب کے ایسے جوابات ہیں کہ جن کے بعد اہلحدیث کا دامن پاک ہوجاتا ہے قیمت دو آنے

مذمتِ سود[۳۳] کا ٹریکٹ ایک آنہ موت میت[۳۴] کے مسائل کا ٹریکٹ ایک آنہ مسجد[۳۵] کی محرابوں کے منع ہونیکا

ٹریکٹ ایک آنہ مرغ کی قربانی[۳۶] کی تردید کا ٹریکٹ ایک آنہ۔ مشکوٰۃ محمدی[۳۷] حیدرآباد کے ایک بدعتی مولوی

نے اہلحدیث کے خلاف ایک کتاب لکھی تھی وہ کتاب کیا تھی؟ گویا حدیث وقرآن کی دشمنی میں جتنی اردو کتابیں ہیں سب کا مجموعہ

تھی الحمدللہ مولانا محمد صاحب نے اس کا وہ دندان شکن جواب لکھا جس سے قرآن وحدیث کی پابند جماعت اور چمک

اٹھی دنیا اجالے میں آگئی تقلید کے ثبوت میں حنفی حضرات جتنی عقلی نقلی دلیلیں پیش کرتے ہیں سب کے جواب سوادِ اعظم والی

حدیث سے جو حنفی دلیل لیتے ہیں انھیں اس کے ۲۴ جوابات امام ابوحنیفہ کی حدیث میں کمی حنفیوں کی حدیث دشمنی۔

جتنی تہمتیں اہلحدیث پر رکھی جاتی ہیں سب کا تفصیلی ازالہ، چاروں اماموں سے تقلید کی حرمت، ان ائمہ کا اہلحدیث

ہونیکا ثبوت، لقب اہلحدیث کے قدیم ہونیکا ثبوت، حنفی مذہب کے فسانوں اور کہانیوں کی تردید اس میں درج ہیں صفحات

ڈیڑھ سو قیمت چودہ آنے۔ اذان[۳۹] محمدی رمضان المبارک کے مہینہ میں سحری کے وقت اذان کہنے کی سنت کو

اس کتاب میں ثابت کیا ہے اور اس کے مخالفین کی معقول تردید کی ہے قیمت ایک آنہ جماعت[۴۰] محمدی عورتوں کو

عیدگاہ لیجانیکے مسئلے کو خوب پختہ دلائل سے ثابت کرکے مخالفین کا معقول جواب دیکر پھر مسجدوں میں اور وعظوں میں

عورتوں کے آنیکا بیان بھی اسی تفصیل سے ہے قیمت چار آنے۔ عصائے[۴۱] محمدی حنفیوں نے دو رسالے لکھکر اہلحدیث کا

منہ چڑایا تھا۔ ان میں بہت سے مسائل اہلحدیث کے ذمے تھوپے تھے یہ کتاب ان دونوں رسالوں کا ایسا جواب ہے کہ

جس کا جواب آجتک کسی نے نہیں دیا قیمت چھ آنے مملکت[۴۲] محمدی سلطان ابن سعود پر جو اعتراضات یہاں کے

ہندوستانی مسلمانوں کے تھے اور ضمناً وہی اعتراضات ہم اہلحدیثوں پر تھے اس کتاب میں انکا جواب ہے قیمت ایک آنہ

ضربِ[۴۳] محمدی اس کتاب میں علمائے مقلدین سے تقلید کی بابت ایکسو سوالات ایسے ہیں کہ جس طرح بھی جواب دیں تقلید

باقی نہیں رہ سکتی اسی لئے آجتک کوئی جواب نہ دیسکا قیمت ایک آنہ شمع[۴۴] محمدی جو جناب کے ہاتھ میں ہے قیمت عمر

تفسیر[۴۵] ابن کثیر کا حرف بہ حرف ترجمہ بنام تفسیر محمدی کامل اردو۔ دنیا کے آج کے

اور آج سے پہلے کے کسی عالم کو اس میں اختلاف نہیں کہ سب سے اعلیٰ سب سے مفید سب سے زیادہ قرآن کریم کو بہ طریق سلف

صالحین سمجھا دینے والی تفسیر تفسیر ابن کثیر ہے یہ سلف کی تفسیر ہے اور اسکے بعد کی کل عربی اردو تفسیریں اسی سے

ماخوذ ہیں آٹھ جلدوں میں کلام اللہ شریف کی تفسیر خوب کھول کھول کر کی ہے۔ سب سے پہلے تو کلام اللہ کی آیت کی

تفسیر کلام اللہ شریف کی دوسری آیتوں سے کرتے ہیں پھر حدیثوں سے پھر سلف صالحین سے۔ ہر حدیث اور ہر آثار کے

حوالے بھی دیتے ہیں۔ اس صفحے سے دوگنے بڑے صفحات کے برابر ڈھائی ہزار صفحات میں یہ ترجمہ آیا ہے آٹھ سال کی

محنت اور ہزارہا کے خرچ سے یہ تفسیر چھپی ہے عالم غیر عالم سب اس مبارک تفسیر کے شیدائی ہیں کوئی اس سے

بے نیاز نہیں جو فسا پارہ آپ چاہیں الگ الگ بھی منگوا سکتے ہیں مکمل تفسیر کا ہدیہ اٹھائیس روپے۔

عنوان (بقیہ ترجمہ)	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
۳۴ جنازہ میں نماز جنازہ	۳۹	۴۴ بے قبلہ نماز	۵۱	۵۰ فعل رسول بھی مکروہ ہے	۶۲	سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کی	
۳۵ حرام عورت کی حلت	۴۰	۴۵ عورتوں کی جماعت	۵۱	۵۱ مرگئے مردود جن کی		روایت کا ضعف	۷۱
۳۶ مطلقہ کا نان نفقہ	۴۰	۴۶ نابالغ کی امامت	۵۱	۵۲ فاتحہ نہ درود	۶۲	۱۰۳ سورہ فاتحہ خلف امام	۷۱
۳۷ عورتوں کا عیدگاہ آنا	۴۱	۴۷ نماز میں تورک	۵۲	۵۳ تکبیرات جنازہ	۶۳	بوقت خطبہ ممانعت نماز	
۳۸ جماعت محمدی	۴۱	۴۸ تجارت کا مسئلہ	۵۲	۵۴ عورت کے جنازہ کی نماز	۶۳	کی روایت کا ضعف	۷۱
عید کی تکبیریں	۴۱	۴۹ قانون شہادت	۵۳	۵۵ مرد کے جنازہ کی نماز	۶۴	۱۰۴ ان دو رکعتوں کی حدیث	۷۲
۳۹ ان تکبیروں کا موقعہ	۴۲	۵۰ وتر کا مسئلہ	۵۳	۵۶ نماز جنازہ بہ محروم میت	۶۴	عدم رفع الیدین کی حدیث	
۴۰ قربانی کے دن	۴۲	۵۱ انکار فاتحہ	۵۳	توہین رسول	۶۴	کا ضعف	۷۲
۴۱ پیشانی کی گندگی	۴۳	۵۲ قرأت کا واجب نہ ہونا	۵۴	۵۷ خون مسلم کی ارزانی	۶۵	۱۰۵ رفع الیدین کی حدیث	۷۲
۴۲ نابینا کی امامت	۴۳	۵۳ فرضوں میں سنتیں	۵۴	۵۸ غلاموں سے ناانصافی	۶۵	عدم جلسۂ استراحت کی	
۴۳ کتوں کی کھال	۴۴	۵۴ فجر کی سنتیں	۵۵	۵۹ اسلامی مساوات پر ضرب	۶۶	روایت کا ضعف	۷۲
۴۴ مزارعت کا مسئلہ	۴۴	۵۵ ان سنتوں کی قضا	۵۶	۶۰ غلاموں پر ظلم	۶۶	۱۰۶ اسکا ثبوت	۷۲
۴۵ ۱۰۲ فقہ کی حلال کردہ شرابیں	۴۵	۵۶ سورج نکلنے کے بعد سنتیں	۵۶	۶۱ اسلام و کفر ایک قیمت پر	۶۶	ہمارا مذہب	۷۳
۴۶ ۱۰۲ نشہ ہوا پھر بھی حد نہیں	۴۶	۵۷ مطلق سنتوں کی قضا	۵۶	۶۲ مسافر کی نماز	۶۷	امام صاحب اور ہم	۷۳
۴۷ ۱۰۲ تھوڑی سی شراب کی حلت	۴۷	۵۸ فقہ کا روزہ	۵۶	۶۳ مدت اقامت	۶۷	الزامی جواب	۷۳
۴۸ ۱۰۲ حصول قوت کیلئے ٹرانسفوشی	۴۷	۵۹ سود خواری	۵۷	۶۴ مسافرت کی حد	۶۸	فقہ کے بے دلیل مسائل	۷۴
۴۹ ۱۰۲ مردہ مچھلی	۴۷	۶۰ حلالہ کی لعنت	۵۸	ایک حنفی مولوی کا اعتراض	۶۸	نخامت سمیت نماز	۷۴
۵۰ ۱۰۲ کتے کا جھوٹا برتن	۴۸	۶۱ تین طلاقیں	۵۸	ناف تلے کی حدیثوں		سلام کے بدلے گوز	۷۴
۵۱ ۱۰۲ نیت تیمم	۴۸	۶۲ رسول اللہ کے فیصلے کو ٹھکرانا	۵۹	کا ضعف	۶۹	بے نکاح کی بیوی	۷۴
۵۲ ۱۰۲ بے ولی کے نکاح	۴۸	۶۳ باآواز بلند بسم اللہ	۵۹	۱۰۷ سینے پر ہاتھ	۶۹	سیف محمدی	۷۵
۵۳ ۱۰۲ قوم موسیٰ کی طلاق آزادی	۴۸	۶۴ عید کی تکبیر	۶۰	آہستہ آمین کی حدیثیں		مقصود	۷۵
۵۴ ۱۰۲ راگ اور کھیل	۴۹	۶۵ اعتکاف	۶۱	کا ضعف	۷۰	چار سو روپے کا انعام	۷۵
۵۵ ۱۰۲ حدیث کے مقابل حیلہ	۵۰	۶۶ وقت قربانی	۶۱	۱۰۸ ملبند آواز کی آمین	۷۰	۱۰۹/۱۰۸ ظہر عصر کا وقت	۷۶
۵۶ ۱۰۲ کعبۃ اللہ کی بے حرمتی	۵۰	۶۷ رد حدیث کا حیلہ	۶۲	دلائل محمدی	۷۰	صحیح حدیثوں میں معارضہ نہیں ہوتا	۷۶

عنوان	صفحہ
فقہ کا تناقض	۷۷
حدیث ملتے ہوئے نہیں مانتے	۷۸
لڑکی لڑکے کے پیشاب کی تفریق	۷۸
جمعہ کی صبح کی معین سورتیں	۷۹
نمازِ جمعہ کی مخصوص سورتیں	۷۹
سجدے سے انکار	۸۰
سجدۂ تلاوت کا حکم	۸۰
کفن چور کی طرف داری	۸۰
مقلدوں کی ہمدردی	۸۱
حدیث کی تبدیل	۸۱
حدیث کی چار صورتوں کی فقہ میں دس صورتیں	۸۲
حدیث کی چار صورتوں کی اکیس صورتیں	۸۲
رائے کی کچھڑی میں حدیث کا موتی دبا دیا گیا۔	۸۳
کُلّی کا مسئلہ	۸۳
حدیث کے دس کو فقہ نے ساٹھ کر دیا	۸۴
وسعتِ قربانی میں تنگی	۸۵
حدیث کے نفل کو فرض بنا دیا	۸۵
سفر میں نمازوں کا جمع کرنا	۸۵
موزوں تک رفع الیدین	۸۶
عورت مرد کی نماز میں تفریق	۸۶
ہاتھ باندھنے کا زنانہ مردانہ فرق	۸۷
انبیاء کی میٹھک کا بھی فرق	۸۷
تکبیر بدل دی	۸۸
سلام کے بدلے ہوا نکال دینا	۸۹
حج بدل کا مسئلہ	۸۹
جبریہ طلاق اور آزادگی	۸۹
فقہ میں ریشمی حلت	۹۰
سجدۂ سہو	۹۰
فقہ نے نمازی کو جاہل قرار دی	۹۱
حکمِ رسول سے انکار	۹۱
فطرے کا مسئلہ	۹۲
کفار کو مسلمان کا حکم	۹۲
فطرے کی حدیثوں میں	۹۲
فقہ کی قلابازیاں	۹۲
صبح کی نماز کا وقت	۹۳
امام کے نقل و مقتدی کے فرض	۹۴
آدھا سجدہ۔	۹۴
فقہ میں جوازِ سود	۹۴
بوٹی کے بدلے بکرا	۹۵
سودی تجارت	۹۵
کھیت اور باغ کی شرکت کا مسئلہ	۹۵
مقلدوں کی غیر مقلدی	۹۶
نماز کی جماعت کے اذان	۹۶
مسکینوں پر تنگی	۹۷
فقہ میں خراب اور سود کی تجارت	۹۷
وقف کا مسئلہ	۹۸
مقلدوں نے امام صاحب اور فقہ کو چھوڑ دیا	۹۸
خاتمہ	۹۹
امام صاحب کے متعلق غلط فہمی کا ازالہ	۹۹
حدیث کو ماننا ہی امام کا ماننا ہے	۹۹
دُرِّ و فاروقی	۱۰۰
تقلید شرک ہے	۱۰۰
مذہبِ اہلحدیث	۱۰۱
خلافِ فقہ احادیث کو چھوڑنا نفاق ہے	۱۰۱
درخواستِ مصنف	۱۰۲
تقلید کا اصلی معنیٰ	۱۰۲
تحقیق و تقلید	۱۰۳
مقلدین سے ایک سوال	۱۰۳
توہینِ امام	۱۰۴
ایجادِ تقلید کی تاریخی تحقیق	۱۰۴
صحابہؓ کے اختلاف کا فیصلہ	۱۰۵
حنفیہ کے نزدیک اور سب مسلمان ملعون ہیں	۱۰۶
تسلیم فاروقی	۱۰۷
فرمانِ شاہی حدیث کے مقابل ہیچ ہیں	۱۰۷
خلافِ حدیث حج کا فیصلہ مردود ہے	۱۰۸
امام شافعیؒ کے فرمان	۱۰۸
حضرت ابن مسعودؓ کا رجوع	۱۰۹
مصنف کی ایک گذارش	۱۰۹
امام صاحبؒ کا مذہب	۱۱۰
حنفی محمدی اتفاق	۱۱۰
حضرت امام ابو حنیفہؒ کے فرمان	۱۱۱
حضرت امام ابو حنیفہؒ اور عمل بالحدیث	۱۱۲
کتبِ فقہ سے امام صاحبؒ کی برأت	۱۱۳
امام صاحبؒ کے سچے پیرو اہلحدیث ہیں	۱۱۳
امام صاحبؒ کی والدہ صاحبہ کا واقعہ	۱۱۳
پیرانِ پیر کی وصیت	۱۱۴
موجودہ حنفی منکرِ حدیث اور منکرِ امام ہیں	۱۱۴
علی لحاظ سے حنفی حنفی نہیں ہیں	۱۱۵
فقہ کی کتابوں پر ریمارک	۱۱۵
فقہ کا خلافِ حدیث و صحابہ و امام مسئلہ	۱۱۶
مصنف کی موجودہ تصانیف کی فہرست از صـ ۱۱۷ تا ۱۲۰	

تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ

تم سب بہتر امت ہو جبکہ تم ایمانداری کیساتھ نیک باتوں کا حکم اور بری باتوں سے ممانعت کرتے ہو

الحمد للہ کہ یہ رسالہ ہدایت مقالہ بنام

خطبۂ محمدی

جس میں قرآن حدیث تفسیر شرح حدیث اقوال امام ابوحنیفہ اور فقہ کی ستر دلیلوں سے خطبۂ جمعہ کا ترجمہ سامعین کی زبان میں بیان کرنیکا ثبوت ہے

مصنفہ

حضرت مولانا مولوی محمد صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی

بماہ صفر ۱۳۵۵ھ جید برقی پریس دہلی میں چھپا

بلا قیمت تقسیم کرنیوالے حضرات کو

یہ رسالے تین روپے کے ایکسو دو روپے کے پچاس ایک روپے کے بیس

اس سے کم فی عدد ایک آنہ

منگوانے کا پتہ

دفتر اخبار محمدی۔ باڑہ ہندورا دہلی

فرضیت بیعت

امامت و نبوت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اُس کے رسولوں پر درود و سلام کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اسلام میں جس طرح نماز روزہ فرض ہے اسی طرح احکامِ الٰہی کی تبلیغ بھی فرض ہے۔ یہانتک کہ ایک حدیث میں ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لَكُمْ مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ قَبْلَ اَنْ تَدْعُوْا فَلَا اُجِيْبُ لَكُمْ وَتَسْئَلُوْنِيْ فَلَا اُعْطِيْكُمْ وَتَسْتَنْصِرُوْنِيْ فَلَا اَنْصُرُكُمْ (ابن ماجہ) یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! تم نیک باتوں کا حکم کرتے رہو اور بُری باتوں سے منع کرتے رہو۔ اس سے پہلے کہ تم مجھ سے دعائیں کرو اور میں قبول نہ فرماؤں۔ تم مجھ سے مانگو اور میں تمہیں نہ دوں۔ تم مجھ سے مدد طلب کرو اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ نیکیوں کا حکم کریں۔ برائیوں سے روکیں نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی بد ہیں۔ قرآن کریم نے اس امت کو سب سے افضل امت بنایا ہے اسکی وجہ بھی یہی ہے۔ فرماتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ یعنے تم سب سے افضل اسی باعث ہو کہ تم خدا کی مرضی نامرضی کے کاموں سے لوگوں کو مطلع کرتے رہتے ہو۔ اور ساتھ ہی اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہو۔ اس کی فضیلت میں فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی سُن لیجئے۔ فرماتے ہیں لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ ( ) تیری وجہ سے اگر ایک شخص کو بھی ہدایت ہو جائے تو یہ تیرے لئے ساری دنیا کے مل جانے سے بہتر ہے۔ گو ان کے علاوہ بھی قرآنِ پاک کی بہت سی آیتیں اور حضورؐ کی بہت سی حدیثیں اس بارے میں ہیں لیکن ہم انہی پر اکتفا کرتے ہیں ✤

ان سے یہ تو صاف ظاہر ہے کہ احکامِ اسلام کی تبلیغ خدا کی طرف سے فرض ہے اب یہ بھی ظاہر ہے کہ جب تک یہ تبلیغ اُن لوگوں کی زبان میں نہ ہو جنہیں تبلیغ کرنی ہے تب تک تبلیغ محض بے سود ہے۔ اسی حکمت کا بیان قرآنِ کریم کی اس آیت میں ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ۔ یعنے ہمنے جتنے پیغمبر بھیجے سب اُس قوم کی زبان میں ہی بھیجے جن کی طرف وہ رسول گئے تاکہ وہ ہمارے احکام اُن کے سامنے کھول کر بیان کر دیں۔ تفسیر بیضاوی میں اس آیت کی تفسیر میں ہے

فَيَتَفَقَّهُوْا عَنْهُ بِيُسْرٍ وَّسُرْعَةٍ ثُمَّ يَنْقُلُوْنَهُ وَيُبَشِّرُوْنَهُمْ لِغَيْرِهِمْ یعنے یہ اسلئے کہ وہ لوگ نبیوں کی باتوں کو بہ آسانی بہت جلد سمجھ لیں۔ پھر دوسرے لوگوں کی زبان میں اُن کا ترجمہ کرکے اُن کو بھی پہنچادیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی ارشادِ مبارک ہے فرماتے ہیں لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ۔ یعنے جو موجود ہیں اُن پر فرض ہے کہ اُنہیں جو موجود نہیں ہیں پہنچادیں ✤

جمعہ عیدین وغیرہ کا خطبہ اسی لئے ہے کہ جو لوگ جمع ہوئے ہیں وہ کچھ احکامِ خدا سُن لیں۔ آٹھ دنوں کا زنگ جمعہ کے دن دل سے دور ہو جائے۔ خدا رسول کی کچھ باتیں کانوں میں پڑجائیں۔ حلال حرام کے مسائل معلوم کرلیں۔ اپنے مرنے اور سڑنے گلنے کا اُنہیں تصور ہو۔ دوزخ جنت اور میدانِ محشر کا نقشہ پیشِ نظر آجائے۔ لیکن ہندوستان میں جہاں خطبے کا ترجمہ نہیں ہوتا۔ وہاں یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر چیز کی ایک غرض و غایت ہوا کرتی ہے۔ جب وہ غرض اس سے حاصل نہ ہو تو وہ چیز محض بے جان نکمی اور بے کار بلکہ دور از کار ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک مسافر اپنی راہ چلا جارہا ہے۔ ایک شخص کو معلوم ہے کہ اس راستے پر ڈاکہ پڑتا ہے۔ وہ جانے والے مسافر سے جو ہندی ہو عربی سے محض ناواقف ہے کہتا ہے اِنَّكَ وَقُطَّاعَ الطَّرِيْقِ۔ لیکن نہ یہ اس کا ترجمہ کرتا ہے نہ وہ عربی سمجھتا ہے۔ فرمائیے! اس خیر خواہ کی خیر خواہی کا نتیجہ کیا ہوگا؟ گو یہ چلّا چلّا کر کہے، بار بار کہے، لیکن اُس مسافر کی جانے بلا کہ کیا کہہ رہا ہے؟ یہ مسکین اُسی راہ جائیگا۔ اور ڈاکوؤں کے ہاتھوں اپنا مال بھی لٹوائیگا اور اپنی جان بھی ہلاک کریگا۔ اسی طرح خطیب صاحب ممبر پر ہیں۔ جھوم جھوم کر خوش الحانی سے عربی خطبہ پڑھ رہے ہیں لیکن سننے والے عربی سے بالکل ناآشنا ہیں۔ فرمائیے اُنہیں اس سے کیا فائدہ؟ خطبے کا لفظ۔ اس لفظ کا مطلب و معنیٰ۔ خطیب کی ہیئت۔ اُس کا قبلے کی طرف بیٹھ کرنا۔ سننے والوں کی طرف منہ کرنا۔ اُس کا طرزِ بیان۔ اُس کا بار بار ان سے خطاب کرکے کہنا۔ سننے والوں کا اُسکے چہرے پر نظریں جماکر بیٹھنا۔ چپ چاپ اس کی باتوں کو کان دھر کر سُننا صاف بتلا رہا ہے کہ خطبہ وہ ہونا چاہئے جسے یہ سمجھ سکیں۔ ورنہ یہ سب باتیں بے معنیٰ اور بالکل فضول ہیں ✤

اسی لئے سیدالمرسل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارک تھی کہ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ (مسلم) جمعہ کے خطبے میں آپ تلاوتِ قرآن

فرماتے۔ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے۔ فرمائیے وہ وعظ و نصیحت جو سننے والوں کی زبان میں نہو کیا فائدہ دیگا؟ ایک حدیث میں ہے یُذَکِّرُ بِاَیَّامِ اللّٰہِ (ابن ماجہ) یعنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جمعہ کے خطبے میں اللہ کی نعمتیں یاد دلا کر انہیں نصیحت فرماتے۔ چنانچہ خطبے کی حالت میں ایک شخص آیا جسے آپنے دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا صحیح مسلم فرمائیے آج اگر ہمارے ہاں کسی آنے والے کو خطیب عربی میں دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھنے کو کہے تو کیا تو وہ سمجھیگا؟ اور کیا اسپر عمل کریگا؟ جمعہ کا دن ہے آپ منبر پر کھڑے خطبہ پڑھ رہے ہیں جو فرماتے ہیں کہ بیٹھ جاؤ۔ (ابو داؤد) آج اگر ہمارے خطیب صاحب عربی میں کسی کھڑے ہوئے سے فرمائیں اِجْلِسُوْا تو کیسا مضحکہ ہوگا؟ آپ خطبہ پڑھ رہے ہیں کہ ایک شخص آتا ہے۔ اور صفوں کو لانگھتا ہوا آگے بڑھتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں وہیں بیٹھ جاؤ۔ ایک تو دیر کر کے آئے دوسرے لوگوں کو ایذا دے رہے ہو؟ (مجمع الزوائد) اب اگر آج کوئی خطیب ہمارے ہندوستان میں الفاظِ حدیث ایسے موقعہ پر اپنے خطبے میں پڑھدے۔ تو فرمائیے کہ سننے والے کیا لینگے؟ اور خطیب صاحب انہیں کیا دینگے؟ خطبہ پڑھ رہے ہیں اور ایک شخص مسکین غریب آتا ہے حکم دیتے ہیں کہ اسے کچھ خیرات دو (نسائی) فرمائیے آج اگر عربی میں کوئی خطیب یہ کہے تو کتنا چندہ جمع ہوجائیگا؟ ایک اور بہت ہی وضاحت والی دلیل بھی سن لیجئے۔ بخاری مسلم کی حدیث میں ہے فَیَعِظُهُمْ وَیُوْصِیْهِمْ وَیَأْمُرُهُمْ۔ وَاِنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهٗ اَوْ یَأْمُرُ بِشَیْءٍ اَمَرَ بِهٖ۔ (متفق علیہ) یعنے حضورؐ اپنے خطبے میں لوگوں کو وعظ کہتے۔ انہیں حکم احکام دیتے۔ اگر کسی لشکر کو بھیجنا ہوتا تو اُسے مقرر کر کے روانہ فرماتے۔ جس چیز کو فرمانا ہوتا فرمادیتے۔

ان تمام حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ خطبے کا ترجمہ سامعین کی زبان میں ہونا چاہئے ورنہ نہ حکم احکام کا کوئی فائدہ ہوسکتا ہے نہ وعظ و پند حاصل ہوسکتی ہے۔ نہ خطبے کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ بلکہ ایسا خطبہ جسم بے جان اور درخت بے پھل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ حضورؐ خطبہ پڑھتے جاتے اور روتے جاتے۔ صحابہؓ پر خطبے کی حالت میں بعید رقت طاری ہوتی۔ آپ موقعہ بموقعہ حسب موقعہ نصیحتیں فرمایا کرتے۔ کوئی مقررہ خطبہ تھا کہ اُسے پڑھا اور چھٹی ہوئی۔ افسوس کہ آج کل یونہی دین اور مسائلِ دین وعظ و نصیحت اور پند و عبرت سے عام طور پر کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ لے دیکر ایک جمعہ کا خطبہ باقی رہ گیا تھا۔ کہ نماز کے بہانے کچھ نصیحت کی باتیں کانوں میں پڑجائیں۔ لیکن اسکا ترجمہ چھوڑ کر اُسے بھی نصیحت و عبرت سے خالی کر دیا۔ پس اوپر کی

حضورؐ کے خطبے

بیان کردہ حدیث کے مطابق ہم خدا کی نظروں سے گر گئے۔ نہ دعائیں قبول ہوں نہ رفعت و ترقی حاصل ہو۔ نہ مدد خداوندی ہمارا ساتھ دے۔ کیا اچھا ہو کہ ہم پھر شریعت کے مصالح اور احکام لوگوں کی حالتیں اور مسائل اسلام اپنے سامنے رکھ کر خطبۂ جمعہ کا ترجمہ لازمی کریں، حضورؐ عموماً اپنے خطبے میں سورۂ قٓ کی تلاوت فرماتے۔ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت پند و عبرت کی باتیں سناتے۔ کبھی کبھی قرآن کریم کا کوئی اور حصہ یا کوئی اور سورت تلاوت فرماتے۔ لیکن کوئی حدیث ایسی نہیں ملتی کہ آپ نے اپنے کسی خطبے میں وعظ و نصیحت کو چھوڑا ہو۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مقررہ خطبہ تھا جسے آپ پڑھ سناتے ہوں۔ رکوع سجدہ تشہد وغیرہ کے لئے اذکار مقرر تھے۔ لیکن خطبے کے لئے کوئی مضمون مقرر نہ تھا۔ ضرورت و موقعہ کے لحاظ سے جو فرمانا ہوتا فرمایا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے اِذَا خَطَبَ اِحْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ (مسلم) یعنے جب حضورؐ خطبہ پڑھتے آپکی آنکھیں سرخ ہو جاتیں آواز بلند ہو جاتی۔ غصہ تیز ہو جاتا۔ قرآن میں ہے فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔ ذکر اللہ سے مراد یہاں پر خطبہ ہے اور یہ مطلق ہے۔ عربیت کے ساتھ مقید نہیں۔ تو مثل اور وعظوں کے اسکا بھی حکم یہی رہیگا کہ عربیت کی پاکی اور زبان کی کوئی قید یا شرط اس کے ساتھ نہ لگائی جائے۔

خطبۂ جمعہ میں ترجمے کو ناجائز کہنے والے عموماً حنفی مذہب کے مدعی ہیں۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ حنفی مذہب فقہ کی کتابوں سے بھی اس مسئلے کو صاف کر دوں (۱) درمختار میں ہے اَنَّمَا جُعِلَ الْخُطْبَةُ لِلتَّعْلِيْمِ یعنے خطبہ صرف اسلئے مقرر کیا گیا ہے کہ لوگوں کو تعلیم دیجائے۔ ظاہر ہے کہ مؤثر تعلیم وہی ہو سکتی ہے جو اُس زبان میں دیجائے جسے سننے والے جانتے ہوں (۲) مبسوط میں ہے وَالْخُطْبَةُ كُلُّهَا وَعْظٌ وَّاَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ الخ یعنے خطبہ نام ہی ہے وعظ و نصیحت اور بھلے احکام کے بیان کا (۳) اور جگہ مبسوط میں ہے هٰذَا نَقْلٌ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَفْعَلُهٗ لِاَنَّ الْخَطِيْبَ يَعِظُهُمْ یعنے اسی طرح حضرت امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ خطیب چونکہ وعظ نصیحت کرتا ہے اس لئے وہ یہی کرے (۴) درمختار میں ہے لِيُعْلِمَ النَّاسَ فِيْهَا اَحْكَامَ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَهٰذَا كُلُّ حُكْمٍ اِحْتِيْجَ اِلَيْهِ لِاَنَّ الْخُطْبَةَ شُرِعَتْ لِلتَّعْلِيْمِ یعنے خطیب کو چاہیے کہ رمضان شریف کے آخری جمعہ کے خطبے میں لوگوں کو فطرے کے احکام سکھائے۔ اسی طرح جن جن مسائل کی جب کبھی ضرورت ہو بیان کرتا رہے چونکہ خطبہ کا شرعی مقصود صرف تعلیم دینا ہے (۵) شامی میں ہے اِنَّ الْخَطِيْبَ

اِذَا رَأَی حَاجَةً اِلٰی مَعْرِفَةِ بَعْضِ الْاَحْکَامِ فَاِنَّهٗ یُعَلِّمُهُمْ اِیَّاهَا فِیْ خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ۔
یعنے جن احکام کے بیان کرنیکی خطیب کو ضرورت محسوس ہو انہیں جمعہ کے خطبے میں بیان کردیا کرے
(۶) خطبہ ذکر یعنے تذکیر ہے اور ہدایہ میں ہے لِاَنَّ الذِّکْرَ یَحْصُلُ بِکُلِّ لِسَانٍ یعنے ذکر ہر
زبان میں ہوسکتا ہے۔(۷) ہدایہ اور درمختار میں ہے وَعَلٰی هٰذَا الْخِلَافِ الْخُطْبَةُ مُطْلَقًا
ہے کہ باوجود قدرت عربی کے دوسری زبان میں خطبہ کہنا حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مطلقاً جائز
ہے (۸) شامی میں ہے اِنَّهَا غَیْرُ شَرْطٍ وَلَوْ مَعَ الْقُدْرَةِ یعنے جمعہ کے خطبے میں عربیت کی شرط نہیں
گو عربی میں خطبہ دینے پر قادر ہو پھر بھی دوسری زبان میں خطبہ دیسکتا ہے (۹) ہدایہ میں ہے فَیَنْدُبُهٗ
یَجُوْزُ بِالْفَارِسِیَّةِ یعنے امام صاحب کے نزدیک خطبہ فارسی زبان میں پڑھنا جائز ہے (۱۰) جامع
المضمرات اور مجتبیٰ میں ہے۔ یَجُوْزُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ بِغَیْرِ الْعَرَبِیَّةِ لِلْقَادِرِ وَالْعَاجِزِ کِلَیْهِمَا یعنے
عربی زبان اچھی طرح خاطر خواہ بول سکتا ہو یا نہ بول سکتا ہو دونوں کو جائز ہے کہ کسی اور زبان میں خطبہ
کہیں (۱۱) فتاویٰ سراجیہ میں ہے وَلَوْ خَطَبَ بِالْفَارِسِیَّةِ یَجُوْزُ یعنے اگر فارسی میں خطبہ کہے
تو جائز ہے (۱۲) محیط میں ہے وَلَوْ خَطَبَ بِالْفَارِسِیَّةِ جَازَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اگر
فارسی زبان میں خطبہ پڑھے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے ہر حال میں یعنے خواہ عربی میں خطبہ
کہہ سکتا ہو یا نہ کہہ سکتا ہو ❁

انکے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے دیے جاسکتے ہیں لیکن سردست انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ان
حوالوں سے ظاہر ہے کہ خطبے کا ترجمہ کہہ سکتے ہیں۔ ورنہ نہ تعلیم ہوسکتی ہے نہ وعظ ہوسکتا ہے حکم
احکام دیے جاسکتے ہیں نہ مسئلے مسائل بیان کیے جاسکتے ہیں۔ مندرجہ بالا حوالوں میں یہ تو آپنے
پڑھ لیا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو علی الاطلاق دوسری زبان میں خطبہ کہہ سکتے ہیں (۱۳)
ہاں آپکے دونوں شاگرد امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ نے یہ فرمایا ہے کہ جائز تو ہے لیکن اس شرط سے کہ
عربی میں وعظ کہنے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ اس قید کے بعد بھی ہمارے ہاں ہندوستان میں تو سب کو
ہی تقریباً جائز ہی ہے فرمایئے آپکے ہاں وہ کتنے اور کون کون سے علماء ہیں؟ جو عربی زبان پر اتنے
قادر ہوں کہ اپنا مطلب در مافی الضمیر صحت وصفائی فصاحت ووضاحت کیساتھ لوگوں کیسامنے
بطور وعظ بیان فرماسکتے ہوں؟ عربی میں لکھے ہوئے خطبے کو پڑھ دینا اور عربی کے رٹے ہوئے خطبے کو
برزبان سنا دینا اور بات ہے اور عربیت میں قادر الکلام ہونا اور بات ہے۔ پس تینوں بزرگوں کے متفقہ فتوے
کے مطابق خطبہ جمعہ کا ترجمہ سامعین کی زبان میں ہم ہندوستانیوں کیلئے بلاشک وشبہ جائز ہے۔

عطرِ خطبہ محمدی حضرت مصنف کا مبارک نام جو خطبے کی تردید اور فضائل محمدی والحدیث کی تائید اور صفائی کی سرخی ہے جس کا ہر لفظ عطر ہے اور مجموعہ عطر امام ابوحنیفہ کی تائید اور غیر مقلدیت کی تردید ہے

ضمناً خطبہ اور امام صاحب کا فرمان

اگر بالفرض یہ بھی مانا جائے تو ہم کہتے ہیں کہ حنفی مذہب کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اَلْمُقَرَّرُ عِنْدَنَا اَنَّهٗ لَا یُفْتٰی وَ یُعْمَلُ اِلَّا بِقَوْلِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ (درمختار) یعنے یہ بات طے شدہ ہے کہ عمل اور فتوی صرف امام صاحبؒ کے فرمان پر ہی ہونا چاہئے۔ حنفی مذہب کے دعویداروں پر تعجب ہے کہ وہ امام صاحبؒ کے صریح قول کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے ۔

امام الائمہ حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے اپنی صحیح بخاری شریف میں باب باندھا ہے بَابُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ یعنے فارسی یا عربی کے سوا اور زبانوں میں کلام کرنا بھی جائز ہے پھر حدیث لائے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ حضرت جابرؓ نے تمہارے لئے کھانا تیار کیا ہے اُسمیں لفظ ہے سُوْرًا اور یہ عربی کا لفظ نہیں۔ اور حدیث لائے ہیں کہ حضرت ام خالدؓ کی قمیص دیکھکر حضورؐ نے فرمایا بہت اچھی ہے بہت اچھی ہے یہاں لفظ ہیں سَنَہ سَنَہ۔ اور یہ بھی غیر عربی ہے۔ تیسری حدیث لائے ہیں کہ آپنے حضرت حسنؓ سے فرمایا کخ کخ۔ ان احادیث سے ثابت کیا ہے کہ غیر عربی زبان میں بھی کلام کرنا درست جائز ہے۔ پروردگار عالم کی قدرت کاملہ کا اظہار اور اُسکی ایک بلند پایہ نعمت یہ بھی ہے فرماتا ہے وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف۔ اسی صحیح بخاری شریف میں ہے وَقَالَ عُمَرُ اِذَا قَالَ مُتَرْسٌ فَقَدْ اٰمَنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ الْاَلْسِنَةَ كُلَّهَا یعنی جب کسی کافر سے جو فارسی بولتا ہے کہدیا کہ مترس یعنے نہ ڈر تو اسنے اُسے پناہ دیدی (مترس فارسی لفظ ہے) اللہ تعالیٰ تمام زبانوں کو جانتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے ابوہریرہؓ صحابی سے پوچھا فَمَا كَانَتْ دَرْدٌ کیا تیرے پیٹ میں درد ہے؟ (ابن ماجہ) فارسی زبان کا یہ پورا فقرہ ہے۔

اس مسئلے میں جو ہمارے مخالف ہیں اُن کیطرف سے دو باتیں کہی جاتی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اُنکا مختصر جواب بھی عرض کردیں۔ (۱) کہتے ہیں کہ حضورؐ نے کسی دوسری زبان میں عربی زبان کے سوا کبھی خطبہ نہیں کہا۔ ہم کہتے ہیں یہ درست ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ کسی دوسری زبان میں ماہر تھے۔ آپکے سامنے سننے والے تقریباً سب عربی زبان کی جاننے والے ہی ہوتے تھے اسلئے آپکو کسی اور زبان میں ترجمہ کرنیکی ضرورت ہی نہ تھی۔ نیز آپنے مسئلے مسائل بھی صرف عربی میں ہی بیان فرماتے ہیں۔ جمعہ اور عید کے سوا اور وعظ بھی آپنے عربی زبان میں ہی بیان فرمائے ہیں تو جب آپ حضرات کے نزدیک اور وعظ اور مسئلے مسائل کا بیان دوسری زبانوں میں جائز ہے تو خطبے کے ترجمے میں کونسی قباحت آگئی؟ بلکہ خطبے کا ترجمہ سامعین کی زبان میں کرنا تو ضروری ہے۔ ورنہ خطبے کا اصلی مقصود ہی فوت ہوجاتا ہے (۲) کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ سے روم و شام ایران و فارس فتح کرنیکے بعد بھی وہاں لوگوں کی زبان میں خطبہ پڑھا مروی نہیں لیکن یاد رہے کہ اول تو اس کا ثبوت مشکل ہے۔ دوسرے یہ کیسے معلوم ہوا کہ خطیب صاحب

انکی زبان میں خطبے کا ترجمہ کرنے پر قادر بھی تھے؟ میسر ہے یہ کہ سامعین میں سب عربی کے نہ جاننے والے ہی تھے انکا کیا ثبوت؟ بلکہ اسکے خلاف یہ ہوتا تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فوج ایکساتھ ہوتی تھی۔ وہ سارے ایک ہی جگہ اپنے اپنے سالار کے پیچھے نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے جب عربی زبان کے جاننے والے تھے اکثریت انکی تھی سلطنت انکی تھی تاہم اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو ہم کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انکی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے کب کیے؟ حدیث کے ترجمے کب کیے؟ انکی زبانوں میں وعظ اور جلسے کب کیے؟ مسئلے مسائل انکی زبان میں کب بیان کیے؟ جب آج یہ کیا جاتا ہے۔ اور اسے جائز مانا جاتا ہے تو خطبے کے ترجمے کو بھی اسی جواز میں داخل کیوں نہیں کیا جاتا؟

عون المعبود شرح ابی داؤد جلد اول ص ۴۲۸ میں ہے قولہ یذکر الناس فیہ دلیل صریح علی ان الخطبۃ وعظ و تذکیر للناس یعنے حدیث میں ہے کہ حضورؐ اپنے خطبہ جمعہ میں لوگوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے یہ صاف دلیل ہے کہ خطبہ وعظ و پند کا نام ہے۔ پھر لکھتے ہیں فان کان السامعون اعجمیین یترجم بلسانھم (یعنے اگر سننے والے عربی زبان کے نہ جاننے والے ہوں تو خطیب انکی زبان میں اپنے خطبے کا ترجمہ کر دیا کرے ورنہ وعظ و پند کا حصول محال ہو) ترجمہ کرنیکی اہم اور بڑی دلیل یہی حدیث ہے پھر لکھتے ہیں فلا بد للخطیب ان یفھم معانی القرآن الذی یقرأہ ویذکر السامعین بلسانھم والا فیفوت مقصود الخطبۃ یعنے خطیب پر ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرے اسکے معنی مطلب کو لوگوں پر انکی زبان میں واضح کر لے۔ ورنہ خطبے کا مقصود جاتا رہتا ہے۔ استاد الحدیث حضرت میاں صاحب سید نذیر حسین صاحب دہلوی کے فتاوی نذیریہ میں بھی خطبے کا ترجمہ کہنا درست جائز لکھا ہے بلکہ اسپر بہت زور دیا ہے یہانتک کہ جلد اول ص ۳۷۱ میں لکھا ہے "ترجمۂ وعظ و درس و خطبہ کا غیر عربی داں کیواسطے ضرور چاہیے اور وعظ و خطبہ بدون ترجمہ کے واسطے سامعین غیر عربی داں کے بمنزلہ ناکام و غیر ناتمام ہوگا" چونکہ لمبی تحریروں اور بڑی کتابوں کو بہت کم لوگ پڑھتے ہیں اسلئے میں اس مختصر پر بس کرتا ہوں اور دعا باری تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس مختصر سی تحریر کو مؤثر کرے اور ہمارے خطیب صاحبان کو توفیق دے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کریں۔ اور جمعہ کا خطبہ بے وعظ و پند ترجمہ کے ایسا نہ کریں کہ سامعین جیسے آئیں ویسے ہی چلے جائیں۔ بلکہ ترجمہ کر کے انہیں وعظ و پند کریں اور شرعی مصالح اور مسلمانوں کی ضروریات کو ہر وقت پیش نظر رکھیں۔ عام بھائیوں سے التماس ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کا درد دل میں رکھ کر حضورؐ کی سنت کو سامنے رکھ کر خطبے کی غرض کو مد نظر کر کے وہ اپنے ہاں خطبے کے ترجمہ پر زور ڈالیں۔ تاکہ گھر گھر میں مسلمانوں کے کان کلام خدا و رسول سے آشنا ہوں۔ اور انکے دل آخرت کی طرف جھکے رہیں واللہ الموفق و علیہ التکلان و لا حول و لا قوۃ الا باللہ

الراقم عاجز محمد بن ابراہیم

مدرس مدرسہ محمدیہ۔ ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی۔ ۲۵ صفر ۱۳۵۵ھ

تفسیر محمدی ترجمہ تفسیر ابن کثیر ۲۴ جزو ضخیم عمدہ کاغذ عمدہ چھپائی عمدہ جلد بندی قیمت ۲۴ روپے ۴ آنہ

اخبار محمدی پندرہ روزہ دینی اخبار سالانہ چندہ تین روپے نمونے کا پتہ دفتر اخبار محمدی دہلی

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صَاغِرِيْنَ

اوس میدان میں مخالفین بالکل ہار گئے - اور اون کی بڑی ذلت ہوئی

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ رسالہ

جس میں اوس مناظرہ کا ذکر ہے جو ۱۳۴۲ھ ماہ ربیع الاول میں بمقام اوان ضلع ہوشیارپور (پنجاب) ہوا تھا اور جسمیں حق کی کھلی فتح ہوئی۔

بہ نام ۲۳

مناظرہ محمدی

جس میں تقلید کے بارہ میں اوس مناظرہ کا تفصیلی بیان ہے - جو حضرت مولانا مولوی محمد صاحب مدرس مدرسہ دارالحدیث محمدیہ و ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی - اور مولوی نظام الدین عرف ملا ملتانی صاحب کے درمیان ہوا تھا - اس کے دیکھنے سے تقلید وغیرہ کے دلائل اور ان کے جوابات معلوم ہو جائینگے

ہیں

بہ ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ تجلی پریس میں چھپا

ملنے کا پتہ

دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندورا ؤ دہلی

قیمت دو آنے (۲/)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین ہ والصلوٰۃ علی سید المرسلین

مختصر کیفیت مناظرہ اوان ضلع ہوشیار پور

مناظرے تو بہت سے دیکھے سنے مگر جس مناظرہ کا میں اب ذکر کروں گا۔ یہ اپنی نوعیت میں بالکل جداگانہ ہے۔ ٹانڈہ اڈہ سے چند کوس کے فاصلہ پر اوان نامی ایک بستی ہے خانصاحب محمد حسن خانصاحب نے وہاں کے لوگوں سے کچھ بات چیت کی اور نذر لغیر اللہ اور یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے وظیفہ پر مباحثہ ٹھہرا عاجز یہاں سے گیا اور جناب مولانا مولوی محمد صاحب مدظلہ ایڈیٹر اخبار محمدی کی خدمت میں گذارش کی اگرچہ آپ کے اشغال آپ کو اجازت نہیں دیتے تھے تاہم آپ نے کرم فرمائی کی اور میرے ساتھ تشریف لائے۔ بحمد اللہ۔ جمعرات[ع] کی شام کو ہم اوان پہونچے وہاں مولوی نظام الدین عرف ملا ملتانی صاحب مع اپنے حواریوں کے پہنچے ہوئے تھے یہاں سے پیغام گیا کہ آیئے! گفتگو شروع ہو۔ وہ پہلو بدلتے رہے۔ مگر مولانا نے اون کی تمام پیش کردہ شرائط قبول کرلیں۔ آخر ہم جاکر اون کے بالمقابل بیٹھ گئے ملتانی ملا فرمانے لگے غیر مقلدین اہلسنت والجماعت سے خارج ہیں کیونکہ یہ تقلید نہیں کرتے۔ لہٰذا پہلے اہلسنت میں سے ہونا ثابت کرو پھر مسائل پر گفتگو ہوگی۔ مولانا نے اسے بھی منظور فرمایا مغرب کی نماز سے لیکر قریب بارہ بجے تک گفتگو ہوتی رہی میں اوس کا صرف ماحصل بیان کرتا ہوں

اہلحدیث ہی اہلسنت ہیں

مولانا نے اپنی مختصر سی تقریر میں فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں تولد ہوئے اور امام مالک رح ۹۰ھ میں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰ھ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴ھ میں ظاہر ہے کہ ۱۰۰ھ سے پہلے تو ان چاروں بزرگوں میں سے کسی کا وجود بھی دنیا پر نہ تھا۔ دین خدا اس سے پہلے کامل تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رض اور تابعین رح کا کچھ زمانہ ان سے پہلے ہی گذر گیا تھا اون لوگوں کو آپ اہلسنت سے خارج جانتے ہیں یا اہلسنت میں داخل مانتے ہیں۔ خود ائمہ اربعہ رح کو بھی اہلسنت جانتے ہیں یا انھیں بھی اہلسنت والجماعت سے خارج مانتے ہیں اگر وہ سب صحابہ تابعین اور ائمہ اربعہ وغیرہ اہلسنت سے خارج تھے تو خیر۔ اور اگر وہ بزرگان اہلسنت میں سے تھے۔ تو معلوم ہوا

ع یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ کا ہے۔ اخبار محمدی دہلی کی پہلی جلد کے تیسرے چوتھے نمبر میں بھی شائع ہو چکا ہے ۱۲

کہ اہلسنت کی تعریف میں تقلید شخصی داخل نہیں تو آج بھی اہلسنت وہ ہو سکتا ہے جو تقلید سے بری ہو۔ پروردگار عالم نے اپنے نبیؐ کے ہاتھ پر اپنے دین کو پورا کیا اور فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ میں نے آج تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔ پھر کیا اوس پورے دین میں تقلید تھی؟ جسے آپ آج فرض و واجب اور جس کے نہ ماننے والے کو اہلسنت اور اہل اسلام سے خارج جانتے ہیں۔ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیجئے گا۔ کیونکہ آپ تقلید کو اور وہ بھی تقلید شخصی کو اور اشخاص بھی وہ ہی چار۔ فرض و واجب جانتے ہیں۔ حالانکہ یہہ چاروں بزرگ خدا کے دین کے کامل ہو جانے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا زمانہ گذر جانے کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور ان کی پیدائش سے پہلے تو ان کی تقلید کسی صورت سے نہیں ہو سکتی۔ جب مقلَّد ہی نہیں تو مقلِّد کیسے اور جب مقلِّد نہیں تو تقلید کہاں کی؟ اور جب ان چاروں میں سے ایک کی بھی تقلید کم از کم ۳۰۰ھ تک نہ تھی تو ۳۰۰ھ کے بعد کسے نبوت ملی۔ اور کس خدا نے کس پیغمبر کے ہاتھ کس آسمانی کتاب کے ذریعہ ان چاروں میں سے ایک کی تقلید فرض کی؟ جس کے نہ ماننے سے آج ہمیں اہلسنت سے خارج سمجھا جاتا ہے (میں اوس مقطر کو بیان نہیں کر سکتا جو اوس وقت پیش نظر تھا۔ مجلس پر ایک سناٹا تھا۔ سب دم بخود تھے اور مولانا کی حجی تلی شستہ اور شائستہ بالکل صاف اور بے لوث تقریر نے دلوں میں جگہ کر لی تھی۔ ملا ملتانی کی سٹی گم ہو گئی اور زبان لکنت کرنے لگ گئی) اٹھ کر کتاب صراط مستقیم سے مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کی اور فرمانے لگے دیکھو یہ لوگ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کو جو بڑے بڑے مرتبہ والے تھے گدھے اور بیل کے خیال سے بدتر جانتے ہیں۔ پھر اہلسنت کیسے رہ گئے۔ یہ لوگ کافر ہیں اور اہل اسلام سے خارج ہیں ان کے عقیدے اس سے بھی گندے ہیں۔ یہ ان کا پیشوا مولوی اسمٰعیل دیکھو کیا لکھ رہا ہے پھر باوجود ان باطل عقیدوں کے یہ لوگ اہلسنت کیسے رہ سکتے ہیں۔ اور یہ جو کچھ بہکتے ہیں اور جتنے منہ اوتنی باتیں ہوتی ہیں یہ سب نتیجہ ہے تقلید چھوڑنے کا۔ اور تقلید کوئی قرآن و حدیث سے باہر تھوڑے ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ فرمایا ہے سب قرآن و حدیث کے مطابق ہی فرمایا ہے۔ ایک بات بھی آپ کی خلاف نہیں اپنی طرف سے اون بزرگوں نے ایک مسئلہ بھی بیان نہیں کیا۔ اون کی باتیں دراصل خدا و رسول کی باتیں ہیں۔ اون کی باتوں کو نہ ماننے والا قرآن و حدیث سے منہ موڑنے والا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مولانا نے فرمایا۔ افسوس میرے سوال کا جواب نہیں آیا مجھے دو لفظی جواب ہاں یا نا میں دے دیجئے۔ کہ امام صاحب کے قبل کے لوگ ان چار اماموں میں سے کس کے مقلد تھے؟ اور اگر

آنحضرتؐ کی توہین کا الزام

تقلید کا نہ کرنا اہلسنت ہونا ہے

مقلد نہ تھے تو اہلسنت میں داخل تھے یا خارج ؟ ایک آپ کیا آپ کے ساتھ کُل کے کُل بھی ملجائیں تو اس معمّہ کو حل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اسکا صاف جواب یہی ہے کہ وہ حضرات ان میں سے کسی کے مقلد نہ تھے اور پکے اہلسنت تھے اور یہی جواب اس موجودہ جھگڑے کا فیصلہ کُن ہے کہ تقلید شخصی اور اشخاص بھی یہی چار شریعت غرّہ میں کوئی چیز نہیں۔ اور تقلید نہ کرنے والے اہلسنت ہیں۔ آپ مجھے لاکھ اِدھر اُدھر لے جانا چاہیں اور بدکلامی اور دریدہ دہنی سے کام لیں مگر میں اس کا جواب لئے بغیر نہ ٹلوں گا۔ اصل مبحث پر آئیے ٹال مٹول نہ کیجئے ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالب ؛ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اور ہاں ایک سوال تو آپ کے ذمہ باقی ہے۔ اب یہ اور قرض بھی لیجئے۔ یہ آپ نے کیا فرما دیا۔ کہ امام صاحب کا کوئی قول قرآن و حدیث کے خلاف نہیں۔ سب اقوال اون کے قرآن و حدیث کے مطابق ہیں اوّلاً تو یہ بات خود غلط ہے بلکہ اُن کے بے شمار مسائل خلافِ قرآن و حدیث ملتے ہیں اگر یوں نہ تھا تو خود امام صاحب نے اپنے بیسیوں اقوال سے رجوع کیوں کیا ؟ اون کے شاگردوں نے اون کے ہزاروں اقوال کو ترک کیوں کیا ؟ بلکہ اون کے خلاف فتوے دیئے۔ چنانچہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب ردالمحتار مصری مطبوعہ مطبع دارالکتب جلد اول ص۵ میں لکھا ہے فَحَصَلَ الْمُخَالَفَةُ مِنَ الصَّاحِبَيْنِ فِيْ نَحْوِ ثُلُثِ الْمَذْهَبِ بلکہ التحریر لردالمحتار مطبوعہ بولاق مصر ص۱۱ میں لکھتے ہیں اِنَّهُمَا خَالَفَا اَبَا حَنِيْفَةَ فِيْ ثُلُثَيْ مَذْهَبِهٖ یعنی امام صاحب کے دونوں شاگردوں نے دو تہائی مذہب میں امام صاحب کا خلاف کیا غالباً آپ تو ان دونوں کو بھی غیر مقلد اور اہلسنت سے خارج سمجھتے ہوں گے اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیجئے کہ جب چاروں اماموں کے اقوال قرآن و حدیث کے مطابق ہیں تو ان میں حلال حرام تک کا اختلاف کیوں ہے اور اگر کوئی شخص ان چاروں پر ایک ساتھ عمل کرے تو وہ تقلید شخصی کے دائرے سے باہر تو نہ ہوگا کیونکہ چاروں برحق اور مطابق کتاب اللہ ہیں دوسرے یہ بھی فرمائیے آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ امام صاحب کے کُل اقوال مطابق کتاب و سنت ہیں آیا کسی کے کہنے سے آپ کہہ رہے ہیں یا خود آپنے امام صاحب کے جملہ اقوال کو یعنی سارے حنفی مذہب کو قرآن و حدیث سے پرکھ لیا اور امام صاحب کے ایک ایک قول کی حدیث و قرآن سے تحقیق کر لی اگر شق اوّل ہے تو آپ دراصل امام صاحب کے مقلد نہ رہے بلکہ اوس شخص کے مقلد ہوئے جس کی بات کو باور کر کے آپنے امام صاحب کے اقوال پر آنکھیں بند کر کے عمل کرنا شروع کر دیا۔ اور اگر خود آپنے تحقیق کی ہے تو پھر آپ محقق ہوئے نہ کہ مقلد۔ کیونکہ مقلد کا تو صرف اتنا فرض ہے کہ وہ اپنے مجتہد کے اقوال کو بے سوچے سمجھے مانتا

امام صاحب کے شاگرد بھی اون کے مقلد نہ تھے۔

مقلدین کو لاجواب کر دینے والا سوال

تقلید

چلا جاوے۔ چنانچہ اصول احناف کی کتاب مسلم الثبوت میں لکھا ہے اَمَّا الْمُقَلِّدُ فَمُسْتَنَدُہٗ قَوْلُ مُجْتَہِدٍ ہ مقلد تو صرف اپنے امام کے قول پر کفایت کرے آگے پیچھے نظریں نہ ڈالے۔ اس کا جواب تو دیجئے کہ آیا آپنے خود تحقیق کی یا دوسرے سے سنکر آمنا و صدقنا کہا شق اول میں آپ بکے غیر مقلد ہوئے اور شق ثانی میں وہ کون ہے جس کی آپنے بات مانی اوس کا نام بتایا جاوے۔ اور آپ اس صورت میں اس کے مقلد ہوئے نہ کہ امام عالی مقام کے (اتنو ملا ملتانی صاحب بے طرح لئے گئے۔ ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ہکے بکے رہ گئے۔ چہرے پر ہوائیاں چھٹنے لگیں بڑی دیر کے بعد کھڑے ہوئے) اور فرمانے لگے میں نے مولوی اسمٰعیل کی عبارت پیش کی تھی افسوس اسکا جواب مولوی صاحب نے نہ دیا اور نہ دے سکتے ہیں اس بحث میں تقلید کا کیا کام ہے۔ میں ثابت کر چکا ہوں کہ غیر مقلدین وہابیہ کے یہ عقائد ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اس وجہ سے وہ اہلسنت سے خارج ہیں۔ اور ملعون و مطرود ہیں۔ میں پھر یہ عبارت پڑھکر سناتا ہوں کہ مولوی اسمٰعیل آنحضرتؐ کو گدھے اور بیل سے بدتر لکھتا ہے۔ پھر وہ اور اس کا فرقہ مسلمانوں میں کیسے شمار ہو سکتا ہے۔ مولوی صاحب اس کا جواب دیں تاکہ میں اور عبارتیں بھی پیش کروں۔ جو اس سے بھی بدرجہا بڑھ چڑھکر ہیں۔ مولانا نے فرمایا لاؤ کتاب ادھر دو میں دیکھوں اور اس کی عبارت پڑھکر سناؤں لیکن ملتانی ملا نے کتاب دینے سے انکار کر دیا۔ باوجودیکہ پریزیڈیٹ جلسے نے بھی کہا حاضرین مجلس نے بھی کہا لیکن ملا صاحب نے آخر تک کتاب نہ دی۔ مولانا اپنی جگہ سے اٹھکر ان کے پاس چلے گئے اور میز پر سے کتاب اٹھالی اور وہیں کھڑے کھڑے اس عبارت کو باآواز بلند پڑھکر سنایا۔ اور فرمانے لگے دیکھئے مولوی صاحب کی چالاکی یہ جو کہا جاتا تھا کہ کتاب میں لکھا ہے کہ آنحضرت کا خیال آنا گدھے اور کتے کے خیال سے بدتر ہے یہ اس کتاب میں لفظ ہمت کا ہے کہ عبادت کے وقت عابد کی ہمت صرف خدائے تعالیٰ کی طرف ہو نہ کسی اور کی طرف وہ دیگر خواہ دنیا کی کوئی چیز ہو یا کوئی بزرگ ہو اور ہمت عربی لفظ ہے جس کے معنی لغت میں قصد قلب اور ارادہ دل کے ہیں تو مولانا کی عبارت کا ماحصل صرف اس قدر ہے کہ مقصود عبادت کے وقت صرف پروردگار عالم ہو کوئی اور نہ ہو چنانچہ یہ مضمون حدیث شریف میں بھی وارد ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو سکے تو کم سے کم اتنا تو جان لے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ غرض مقصود یعنی معبود صرف خدا ہی ہو۔ اس میں مولانا نے کیا برا لکھا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معبود ہیں؟ اگر معبود نہیں تو مولانا نے کیا غلط لکھا۔ باقی مولانا کا حضور علیہ السلام کی نسبت اور بزرگان دین کی طرف کیا خیال تھا اسے دیکھ

مقلد کی بحث

کتاب صراط مستقیم کی اصلی عبارت

ے ۵ اس جگہ کچھ مضمون رہ گیا ہے وہ اس کتاب کے صفحہ ۱۴۱ پر ملاحظہ فرما لیا جائے ۱۲

لیجئے آپ اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے شروع میں ہی لکھتے ہیں "الٰہی ہزار شکر تیری ذات پاک کو کہ ہم کو تو نے ہزاروں نعمتیں دیں اور اپنا سچا دین بتایا۔ اور سیدھی راہ چلایا اور اصل توحید سکھائی اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنایا اور ان کی راہ سیکھنے کا شوق دیا۔ اور ان کے نائبوں کی کہ جو اون کی راہ بتاتے ہیں اور اون کے طریقہ پر چلاتے ہیں محبت دی۔ سو اے پروردگار ہمارے تو اپنے حبیب پر اور اوس کے آل و اصحاب پر اور اوس کے سب نائبوں پر ہزار ہزار درود اور سلام بھیج اور اوس کی پیروی کرنے والوں کو رحمت کر اور ہمکو اون میں شریک کر۔ اور ہمکو اوسی راہ پر جیتے اور موئے قایم رکھ اور اوسی کے تابعوں میں گن رکھ آمین یارب العلمین"۔ مزید برآں ہمیں مولانا کے اقوال سے الزام دینے والے آپ کون۔ ہم کیا مولانا شہید کے مقلد ہیں جب ہم نے بڑے بڑوں کی تقلید نہیں کی تو مولانا کی کیسے تقلید کر لیتے؟ مولانا کے اقوال سے ہمیں الزام دینا ایسا ہے کہ جیسے شافعیہ کے اقوال سے حنفیوں کو یا اس کے برعکس بلکہ اس سے بھی بد اور بدتر اور ہاں آپ جیسے لوگ کسی بزرگ کی نسبت جو چاہیں کہدیں ہم تو اتنی جرأت نہیں کر سکتے۔ حدیث شریف میں موجود ہے لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا عَمِلُوْا۔ مُردوں کو برا نہ کہو کہ وہ تو اپنی کرنی کا پھل پا چکے قرآن فرماتا ہے تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ یہ لوگ تو گذر چکے ان کی بھلائیاں اور برائیاں ان کے ساتھ ہیں۔ اور ہاں مولوی صاحب بہتر ہے کہ آپ ان اقوال کا پیش کرنا چھوڑ دیں اور نفس مسئلہ پر روشنی ڈالیں ورنہ یاد رکھئے! اب کی مرتبہ بھی ایسے اقوال پیش کئے گئے تو میں فقہ حنفی کی معتبر کتابوں سے وہ قول پیش کروں گا جو نہ اٹھائے جائیں نہ رکھے جائیں۔ پریذیڈنٹ اور اہل جلسہ کو بھی توجہ دلائی گئی کہ مولوی صاحب کو ان اقوال کے پیش کرنے سے روکا جائے ورنہ پھر مجھے بھی اجازت دیجائے کہ مبحث کو چھوڑ کر ان کے ایک ایک پیش کردہ قول کے مقابلہ میں دس دس اقوال حنفی مذہب کی معتبر کتابوں سے پیش کروں لیکن آپ انہیں سننے کی بھی تاب نہ لا سکیں گے۔ مگر حضرت پھر کھڑے ہوئے تو بھی یہی بے وقت کی راگنی الاپنی شروع کر دی۔ اور اوسی عبارت کو پیش کرنے لگے مگر اب کی مرتبہ تقلید کی ایک نئی دلیل پیش کی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تقلید کا حکم دیا فرماتا ہے اِتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ یہ آیت اسی طرح پڑھی جس پر ایک حافظ صاحب نے کہا بھی کہ کیا کوئی نیا قرآن ملتان میں اترا ہے۔ پھر فرمانے لگے دیکھو اس آیت سے تقلید ثابت ہوئی اور وہ بھی شخصی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف حضرت ابراہیم کا نام لیا ہے کسی اور کا نہیں لیا اور اون کی تقلید کرنیکا ہمارے نبی کو حکم ہوتا ہے۔ پھر آج تقلید بغیر کیسے چارہ ہوگا۔ مولانا نے جواباً واذا سمعوا سورہ انعام کا نواں رکوع پڑھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہاں پر

تقلید کی ایک نئی دلیل

اسکا جواب

اٹھارہ پیغمبروں کا تو نام لیا ہے اور اون کے آباؤ اجداد اور اون کی اولادوں کا بھی ذکر کیا ہے اور نبی علیہ السلام کو فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ اُن لوگوں کو خدا نے ہدایت کی ہے تم بھی اے نبی ان کی ہدایت کی تابعداری کرو۔ اب فرمائیے آپ کی تقلید شخصی کیا ہوئی اور افسوس آپ کو اتباع اور تقلید کے دو متضاد مفہوم کی بھی تمیز نہیں جن دونوں کو آپ ایک آنکھ دیکھتے ہیں۔ (ملتانی صاحب میں بھی ایک چشم) افسوس افسوس مجھے آج سے پہلے یہ خیال بھی نہ تھا کہ کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مقلد کہیگا جن کو خدا نے وہ شریعت دی جو اگلی شرائع کی ناسخ تھی وہ نبوت ملی جو نبوت کی خاتم تھی۔ جن کے لئے انبیا علیہم السلام سے روز میثاق میں عہد لیا گیا کہ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ۔ تمہارے زمانے میں اگر ہمارے پیغمبر آخر الزمان آجائیں تو تمہیں انپر ایمان لانا اور ان کی مدد میں لگ جانا ضروری ہوگا۔ جو فرماتے ہیں لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا وَّاَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اِتِّبَاعِیْ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی میری نبوت کا زمانہ پالیں تو اونھیں بھی میری تابعداری بغیر چارہ نہو۔ آج ایسے جلیل الشان پیغمبر کی نسبت بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مقلد تھے اس سے بڑھ کر حضورؐ کی توہین اور کیا ہوگی؟ اور یہ صرف اس لئے کہ ایک طرف سے آواز اٹھتی ہے کہ کل امور میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرو دوسری طرف سے انکار کیا جاتا اور کہا جاتا ہے کہ نہیں بلکہ امت میں چار شخص ایسے گذرے ہیں کہ جن میں سے ایک کی کل باتوں کا ماننا ہم پر فرض ہے اور اوس کے اثبات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مقلد بتایا جاتا ہے کیوں مسلمانو! اے حاضرین جلسہ آج تم ہی فیصلہ کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت مستقل نبی تھے یا دوسروں کے کفش بردار اور محکوم تھے (واللہ مجلس پر عجب رعب طاری تھا غضب کا سناٹا تھا مولانا نے نہایت متانت سے بڑی دیر تک اس تقریر کو جاری رکھی تھی میں نے تو صرف اسکا خلاصہ نقل کیا ہے۔ پانچ پانچ منٹ کا وقت تھا لیکن کسی کو گھڑی دیکھنے کا بھی ہوش نہ تھا) اب کے جو ملا صاحب اٹھے تو گرگٹ کی طرح چہرہ کا ایک رنگ آتا تھا دوسرا رنگ جاتا تھا۔ فرمانے لگے اچھا اتباع تو ثابت ہوئی ہم تو اماموں کی اتباع کرتے ہیں اور اتباع ثابت ہوگئی۔ پس ہمارا اپنا ثبوت دے چکے اور دیکھئے مولوی اسمٰعیل اپنی کتاب میں لکھتے ہیں (اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ پریزیڈنٹ صاحب نے اور کل اہل مجلس نے انہیں روکا کہ ہرگز ایسے اقوال پیش نہ کرو لیکن وہاں اس کے سوا تھا کیا؟ پاؤ گھنٹے تک غل مچتا رہا لوگ سب اون کے پاس جاجا کر بہ منت و سماجت کہہ رہے ہیں کہ مولوی صاحب ان باتوں سے کیا فائدہ؟ نفس مسئلہ پر گفتگو کیجئے آخر ملا صاحب بڑے جھلائے اور ڈانٹ کر کہنے لگے۔ بدنصیبو چڑھے چلے آتے ہو میں تو تمہارا آدمی ہوں اور ہر نہیں جاتے اون سے کچھ نہیں کہتے میں ہرگز تمہاری بات نہ مانوں گا۔ صدر صاحب بھی بہت کچھ سمجھانے کے بعد

خاموش ہو رہے اور مولانا کی طرف رخ کر کے فرمانے لگے۔ مولانا میرے خیال سے تو اس اتباع اور تقلید کے لفظی جھگڑے کو جانے دیجئے آپ جسے اتباع کہتے ہیں وہ اسی اتباع کو تقلید کہتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا بہت اچھا جناب منظور۔ چلئے بنیوں کی اتباع ثابت ہوئی اب ائمہ اربعہ کی تقلید کا ثبوت مولوی صاحب پیش کریں۔ مولوی صاحب نے جھٹ سے اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ حدیث پڑھ دی۔ مولانا نے فرمایا بالفرض خلیفہ اول و دوم کی اتباع پر یہ دلیل ہوئی تو اب ائمہ اربعہ کے نام والی بھی حدیث پڑھ ڈالئے۔ تاکہ معاملہ صاف ہو جائے۔ مولوی صاحب نے۔ پھر تقاضا کیا ہاں حضرت مُہر سکوت کیوں ہے بسم اللہ کیجئے لیکن وہاں خاموشی۔ چوطرف سے تقاضے ہو رہے ہیں مگر مولوی صاحب کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ پتھر بولے تو مولوی صاحب بھی بولیں۔ یہ تو ایک چٹکلہ بیچ میں ہو گیا اب مولانا صاحب کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہئے جناب صدر اب تو آپ کو بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ تقلید کی کتنی زبردست دلیلیں ہیں؟ اور جناب میرا قرض تو وصول کرائیے۔ یہ کیا انداز میرے کہ جہاں جواب نہ بن پڑے وہیں خاموش ہو جائیں۔ اور دوسری بات شروع کر دیں۔ لیکن آج تو میں بھی مولوی صاحب کے پیچھے ہی پیچھے رہوں گا انہیں جدھر یہ چلیں چلنے دیجئے سنئے جناب دونوں خلیفوں کی تابعداری کا ہمیں حکم ہوا لیکن وہ مقید ہے کہ جب تک وہ حضورؐ کی باتیں ہمیں پہنچائیں ہم پر اون کی اطاعت ہے اور جب وہ خلاف کریں تو نہ ہم پر اسکا سننا واجب ہے نہ اطاعت ضروری۔ حدیث شریف میں موجود ہے لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ۔ یعنی خالق کے خلاف مخلوق کی طاعت حرام ہے۔ دیکھئے دادی کے ورثہ کے بارے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فتوی دیا کہ وہ محروم ہیں۔ ایک صحابی نے کہا ہرگز نہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھٹا حصہ دلوایا ہے۔ خلیفہ کی بات کا ماننا فرض ہوتا تو صحابہؓ اون کے فیصلہ کو رد نہ کرتے بلکہ خود خلیفہ بھی اپنے قول سے رجوع کرتا ہے۔ حضرت عمر خلیفہ دوم ممبر پر خطبہ میں بیان فرماتے ہیں کہ عورتوں کے مہر لمبے چوڑے بڑے بڑے مقرر نہ کرو۔ جھٹ سے ایک بڑی بی آیت قرآن تلاوت کر دیتی ہیں خلیفہ اپنے زانو پیٹنے لگتا ہے۔ اور اپنی بات سے بازگشت کرتا ہے۔ غرض کہ مستقل اطاعت اور پوری تابعداری جہان بھر میں سوائے نبی آخر الزمانؐ کے کسی اور کی ہمارے ذمہ نہیں۔ اور جو اقوال مطابق کتاب و سنت ہوں انہیں لے لینا یہ نہ تو خلیفہ کے ساتھ مخصوص ہے نہ ائمہ اور مجتہدین کے ساتھ۔ بلکہ اس کی بابت تو حدیث میں صاف موجود ہے حضورؐ فرماتے ہیں وَلَوْ عَبْدٌ حَبَشِیٌّ مُجَدَّعُ الْاَطْرَافِ اگرچہ میری باتیں تمہیں کسی ناک کان کٹے حبشی غلام سے بھی ملجائیں۔ اسی واسطے خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اول ہی خطبہ میں فرمایا تھا اَطِیْعُوْنِیْ مَا اَطَعْتُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِذَا عَصَیْتُ اللّٰہَ

تقلید کی اتباع سے تقدیم

وَرَسُوْلُہٗ فَلَا طَاعَۃَ لِیْ عَلَیْکُمْ ۔ لوگو جب تک میں تمہیں خدا رسول کی باتیں بتاؤں تم میری بات مانو اور جب میں تمہیں خلافِ خدا اور رسولؐ بات کہوں ۔ تو تم پر میری اطاعت حرام ہے ۔ الخ ۔ تاریخ الخلفاء ۵۱ یہی فرمایا حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ ۔ میرا مذہب وہی ہے جو صحیح حدیث میں ہو ۔ ملاحظہ ہو ردالمحتار مصری صفحہ ۵ بلکہ درالمختار کے اسی صفحہ میں ہے کہ امام صاحب نے اپنے کل شاگردوں سے فرمادیا اِنْ تَوَجَّہَ لَکُمْ دَلِیْلٌ فَقُوْلُوْا بِہٖ ۔ تمہیں جو دلیل ملجائے اوسی کے مطابق عمل کرتے جاؤ ۔ مولوی صاحب یہ اور ان جیسے اور بیسیوں اقوال ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کی تقلید کو فرض و واجب بتلانے والے ہی دراصل غیر مقلد ہیں اور ہم ہی ہیں جنہوں نے امام صاحب کی ان نصیحتوں پر پورا عمل رکھا ہے اور آج تک تقلید اختیار نہیں کی ۔ قیامت والے دن بتلادیں گے کہ امام صاحب کا دامن تھامے ہوئے آیا اہلحدیث ہیں یا آپ لوگ نام کے مقلد اور حقیقۃً غیر مقلد ۔ باقی رہا آپکا بار بار مولانا شہیدؒ کی نسبت فرمانا سننے ! ہم اوس شخص کو کافر مانتے ہیں جو حضور علیہ السلام کی ادنیٰ سی بھی توہین کرے ۔ اور مولانا شہید کی عبارت میں ہرگز ہرگز آپ کی توہین نہیں چونکہ آپ ابتک اس سے باز نہیں آتے تو سنئے یہ ہے میرے ہاتھ میں شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مطبوعہ مجتبائی اسمیں لکھا ہے کہ جو شخص ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور عثمانؓ غنی اور علی مرتضیٰؓ اور امام حسینؓ کو قتل کردے انہیں گالیاں دے وہ بھی مسلمان ہے صفحہ ۵۸۷ ۔ عبارت یہ ہے اَنَّ سَبَّ الشَّیْخَیْنِ لَیْسَ بِکُفْرٍ ۔ لَوْ فُرِضَ اَنَّ اَحَدًا قَتَلَ الشَّیْخَیْنِ بَلِ الْخَتَنَیْنِ بِوَصْفِ الْجَمْعِ لَا یَخْرُجُ عَنْ کَوْنِہٖ مُسْلِمًا وَلٰکِنَّ الْاَمْرَ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ لَا یُوْجِبُ الْکُفْرَ ۔ ردالمحتار جلد ثانی صفحہ ۱۰۹ میں لکھا ہے بَلْ لَوْ تَعَیَّنَ الْحَلَّاصُ مِنَ الزِّنَا بِہٖ وَجَبَ ۔ یعنی اگر جلق لگا کر زنا سے بچنے کا یقین ہو تو جلق لگانا واجب ہے اسی طرح کے اور اقوال بھی ہیں ۔ اب فرمائیے یہ حرام کو حلال بلکہ واجب کہنے والے اور امت کے بہترین افراد خلیفہ رسولؐ اور آل رسولؐ کے قاتلوں اور انہیں گالیاں دینے والوں کے ایمان میں بھی خلل نہ کہنے والے آپکے نزدیک کیسے ہیں ؟ اور جن مذہب میں یہ باتیں ہوں اوس مذہب والوں کی نسبت آپ کا کیا فتویٰ ہے ۔ اب آپکے جواب پر میرا جواب موقوف ہے اور میں پھر بھی یہی کہتا ہوں کہ ابھی بھی ایسے اقوال سے باز آجاؤ ۔ ورنہ اس سے بدتر باتیں سننی پڑیں گی ۔ ملتانی صاحب اب کے بڑے جوش سے اٹھے اور فرمانے لگے یہ بے علم ملاؤں کی باتیں ہیں ہم انہیں نہیں مانتے ۔ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے ۔ دوسرے یہ کہ یہ اقوال غیر مفتی بہا ہیں ۔ مفتی بہا اقوال اور ہیں ہم اونہیں مانتے ہیں انہیں نہیں مانتے ۔ اور شرح فقہ اکبر یہ ہندوستان کی چھپی ہوئی ہے قسطنطنیہ کی چھپی ہوئی شاہی

مولانا شہید کی عبارت پر اعتراض

صدر کا فیصلہ

مہر والی کتاب لاکر دکھائیے تو میں مانوں گا۔ مولوی اسمٰعیل کی ایک عبارت کا جواب تو آپ نے ابتک نہیں دیا اب میں یہ دوسری عبارت پیش کرتا ہوں۔ تقویۃ الایمان میں مولوی صاحب لکھتے ہیں "انسان اپنے سب بھائیوں میں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اوس کو چاہیئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیا و انبیا و امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر اون کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ ہم اون کے چھوٹے ہیں سو اون کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے۔ نہ خدا کی سی"۔ دیکھو یہ آنحضرت ﷺ کی صریح توہین ہے یا نہیں؟ آپ کو بڑا بھائی اور انسان کہا۔ ایسے عقیدے والے لوگ اہلسنت بلکہ اہل اسلام سے خارج ہیں۔ اور یہی ہمیں ثابت کرنا تھا جو ہم کر چکے اور مولوی صاحب سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔ مولانا صاحب کھڑے ہونے کو ہی تھے کہ پریزیڈنٹ حنفی نے فرمایا مولانا میرے نزدیک ایک بحث ضمنی تو ختم ہوئی یعنی اتباع یا تقلید آپ اتنا تو فرماتے ہیں کہ جس کسی کی بات مطابق کتاب و سنت ہو اوس کے ماننے میں حرج نہیں اور ہمارے مولوی صاحب بھی یہ تو نہیں کہتے کہ خلاف قرآن و حدیث بھی مان لی جائے نہ ایسا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے۔ لہذا یہ تو ثابت ہو گیا مولانا نے فرمایا بہت بہتر میں آپ کی اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں اس طے شدہ امر کو لکھ لیا جائے اور اس پرچہ پر فریقین کے دستخط ہو جائیں۔ صدر صاحب اور اہل مجلس نے اس بات کو بہت پسند کیا مولوی صاحب نے ایک پرچہ پر یہ عبارت لکھکر دی کہ جس کسی کا قول قرآن و حدیث کے مطابق ہو وہ مانا جائیگا۔ اور جس کسی کا قول قرآن و حدیث کے خلاف ہو اسے ترک کر دیا جائیگا۔ دستخط کر کے صدر صاحب کے پاس پرچہ بھجوایا۔ صدر صاحب نے ملتانی ملا سے کہا ہاں جناب آپ بھی اسپر دستخط کر دیجئے۔ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں۔ ملا جی تھر تھرانے لگے اور صاف انکار کر دیا۔ جس پر صدر صاحب اور اہل مجمع بہت بگڑے کہ ایک فیصل شدہ بات پر آپ دستخط کیوں نہیں کرتے۔ اب صدر صاحب میں اور ملتانی صاحب میں اسی کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ ہر چند صدر صاحب اور اہل مجلس ملا ملتانی کے سر ہو رہے ہیں مگر ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ بالآخر صدر صاحب نے کہا اچھا مولوی صاحب پھر یہی لکھدیجئے کہ اگرچہ خلاف قرآن و حدیث ہو پھر بھی مانیں گے۔ آخر تنگ آکر مولوی ملتانی بروزن طغیانی فرمانے لگے ہائے ہائے تم لوگ تو مطلب نہیں سمجھے کسی کے بہکانے میں آگئے وہ تو کہہ رہے ہیں کہ جس کا قول مطابق ہو لے لیا جائے۔ اسمیں امام صاحب کی کیا خصوصیت ہے ہم تو صرف امام ابو حنیفہؒ کے اقوال مانتے ہیں نہ کہ کسی اور کے۔ اور ہم انھیں مقلد

کرنیوالے کون کہ موافق ہو وہ تو لیں گے اور خلاف ہو وہ چھوڑ دیں گے۔ ہم میں یہ اہلیت ہی نہیں۔ ہم تو جملہ امور میں امام صاحب ہی کی تقلید کریں گے۔ جب سمجھانے والے عاجز آگئے تو مولانا صاحب پھر کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا ہاں جناب صدر اب آپ کو ان مولوی صاحب کے عقائد اور اس تقلید کے اصلی معنی معلوم ہو گئے ہوں گے۔ جو کئی کئی غلافوں میں پوشیدہ تھے۔ یہ ہے ان کی تقلید کہ ایک کی ماننی اگرچہ وہ خلافِ کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہ ہو دوسرے کی ہرگز نہ ماننی۔ اگرچہ وہ مطابق قرآن وحدیث ہو۔ جس کی تقلید کرتے ہیں اوس کی باتوں کو قرآن وحدیث پر پیش ہی نہ کرنا بلکہ جسے وہ حلال کہیں حلال سمجھنا۔ جسے وہ حرام کہیں حرام سمجھنا اونہیں کو مطاع برحق اور ان کی کل باتوں کے ماننے کو فرض وواجب سمجھنا گویا عہدۂ رسالت اون کو سونپ دینا یہ تقلید شرک وکفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ۔ ان لوگوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا بنا رکھا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں ترمذی میں حضرت عدی بن حاتمؓ سے مروی ہے کہ علماء اور درویشوں کو خدا بنانا یہی ہے کہ ان کے فتوے اور اون کی باتیں بلا چون وچرا بغیر دلیل مان لی جائیں۔ اور یہ تو تقلید ہی نہیں کہ جس کسی کی بات قرآن وحدیث کے مطابق ہو اسے مان لینا یہ تو عین فرمودۂ خدا ورسول کو ماننا ہے۔ اس کے لئے کوئی ٹھیکہ دار مقرر نہیں ہوتا یہ مذہب اہلحدیث کا ہے کہ امام صاحب کی جو باتیں مطابق شرع شریف ہوں وہ سر آنکھوں پر امام شافعی کی جو باتیں قرآن وحدیث کی ہوں وہ بھی علی الراس والعین۔ اسی طرح دوسرے ائمہ مجتہدین ومحدثین کی بھی مطابق شریعت باتیں دل جان سے منظور۔ ہم وہ نہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اگر کوئی قرآن وحدیث کی بات بتلائیں تو لے لیں اور امام شافعیؒ فرمائیں تو اسے دھتا بتلائیں۔ امام مالکؒ فرمائیں تو جی چرائیں۔ امام احمدؒ کا ارشاد ہو تو بھاگے پھریں۔ بخاری یا مسلم فرمائیں تو نون خشک ہو جائے۔ مولانا شہیدؒ کا جو قول پیش کیا ہے اس کی دلیل اسی کتاب میں اس کے اوپر ہی لکھی ہوئی موجود ہے۔ مسند احمد کی حدیث ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موجود ہے آپ فرماتے ہیں اُعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَأَكْرِمُوا أَخَاكُمْ۔ اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا یعنی میرا اکرام کرو۔ اور حضورؐ کو انسان کہنا بھی اگر مولوی صاحب کے نزدیک بے ادبی ہے تو شاید مولوی صاحب نے قرآن میں سے بھی یہ لفظ نکال ڈالا ہوگا۔ قرآن فرماتا ہے قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ اے نبی تم کہدو کہ میں تم جیسا ایک انسان ہوں دوسری جگہ فرمایا قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ رسولوں نے اپنی امتوں سے کہا ہم تمہارے جیسے انسان ہیں اور آیتیں بھی بہت سی ہیں۔ قرآن کریم نے کل انبیاء کو اپنی امت کا بھائی

تقلید اصطلاحی شرک ہے

مولانا شہیدؒ کی طرف سے جواب

فرمایا ہے وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا۔ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صَالِحًا وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا۔ اِذْ قَالَ لَھُمْ اَخُوْھُمْ ھُوْدٌ۔ وَاِذْ قَالَ لَھُمْ اَخُوْھُمْ نُوْحٌ۔ اور ہاں حضرت یہ تو فرمائیے کہ یہ امام صاحب کے قول کی تقسیم کرنیوالا بعض کو مفتی بہا اور بعض کو غیر مفتی بہا قرار دینے والا کون اور اس صورت میں آیا تقلید امام صاحب کی ہوئی یا اس مفتی کی۔ اسکا جواب ضرور دیجئے مگر میں جانتا ہوں کہ جیسے میرے اگلے سوال بغیر جواب کے ہیں ایسے ہی آپ اس سے بھی لاجواب ہو جائیں گے۔ آپ تو کیا اچھے چھوں کے چھکے چھوٹ گئے ہیں۔ اور کوئی جواب کسی سے بن نہیں پڑا۔ اور کیوں جناب یہ علامہ ابن عابدین مصنف ردالمحتار بے علم ملا تھا اور ردالمحتار حنفی مذہب کی معتبر کتاب نہیں۔ اور یہ ملا علی قاری بھی بے علم تھے۔ اور فقہ اکبر اور شرح فقہ اکبر بھی نامعتبر کتابیں ہیں۔ اگر یوں ہی ہے تو آپ فرمائیے کہ حنفی مذہب کی وہ معتبر کتابیں کونسی ہیں اور کہاں ہیں۔ ذرا ان کے نام اور پتے تو لکھوا دیجئے۔ افسوس یہ کمزوری کہ وقت پر اپنے مذہب پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے نہیں چوکتے حنفیو! اپنے مذہب پر رحم کرو اور مولوی صاحب کو لقمہ دیتے جاؤ۔ یہ تو الٹی گنگا بہانے لگے ہیں۔ دم ضمیمت ہے شاباش ہے شیر شاباش کیوں نہ ہو اب قرآن شریف پیش کریں تو وہ بھی قسطنطنیہ کے چھاپے کا اور شاہی مہر والا طلب کرنا۔ تاکہ "تا تریاق" والی مثل ہو جائے۔ جناب نے ان عبارتوں کی نسبت صاف فرما دیا کہ میں اس کے ماننے کا مکلف نہیں نہ اس کا جواب دہ ہوں۔ تو کیوں صاحب یہی جواب آپ کی پیش کردہ عبارتوں کا آپ کیوں نہ سمجھ لیں۔ حالانکہ جن کتابوں کی عبارتیں میں نے پیش کی ہیں وہ حنفی مذہب کے فقہ کی معتبر کتابیں ہیں۔ جن کو تمام احناف مانتے ہیں۔ جن سے فتوے دیتے ہیں۔ جن پر دارومدار حنفیت کا ہے اور آپ کی پیش کردہ کتابیں تو یہ پایہ بھی نہیں رکھتیں۔ وہ تو شخصی خیالات ہیں جو فرقہ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ ہمیں تو صرف قرآن و حدیث سے الزام دیجئے نہ کہ عمرو و زید کے قول سے ہم تو محض سنت ہیں دگر ہیچ۔ ہم تو وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیث رسول سے کہتے ہیں ؎

گلستاں میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا — نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے
نکلجائے دم تیرے قدموں کے نیچے — یہی دل کی رغبت یہی آرزو ہے

مولوی صاحب میں نے تو مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی کے قول کی دلیلیں پیش کر دیں اب دو ایک قول میں بھی پیش کرتا ہوں اور آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ سال دو سال میں ان کی دلیلیں بھی تلاش کر رکھنا۔ ہدایہ جو حنفی مذہب کی چوٹی کی کتاب ہے اسمیں لکھا ہے کہ چار قسم کی شراب حلال ہے۔ اور اوس کے پینے والے پر حد بھی نہیں اگرچہ وہ نشہ بھی لائے۔ عبارت یہ ہے وَھُوَ نَصٌّ عَلٰی اَنَّ مَا یُتَّخَذُ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِیْرِ وَالْعَسَلِ وَالذُّرَةِ حَلَالٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رح وَلَا یَحُدُّ شَارِبُہٗ عِنْدَہٗ وَاِنْ سَکِرَ مِنْہُ

حنفی مذہب کی فقہ کے عجیب و غریب مسائل

فقہ اکبر کے بعض اجوبہ لاجواب

یعنی گیہوں جو شہد اور جوار سے جو شراب بنائی جائے۔ وہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال ہے اور اُس کے پینے والے کو اگرچہ نشہ ہو جائے پھر بھی امام ابوحنیفہ کے نزدیک اسپر کوئی حد نہیں۔ ہدایہ جلد دوم مطبوعہ فاروقی ص۴۸۰ اور ردالمحتار جلد اوّل ص۵۴ میں لکھا ہے وَرُعِفَ فَكَتَبَ الْفَاتِحَةَ بِالدَّمِ عَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ جَازَ لِلِاسْتِشْفَاءِ وَ بِالْبَوْلِ اَيْضًا یعنی جس کی نکسیر پھوٹے وہ شفا حاصل کرنے کے لئے اپنی پیشانی اور ناک پر خون سے سورۂ فاتحہ لکھدے تو جائز ہے بلکہ پیشاب سے لکھدینا بھی جائز ہے۔ کنز الدقائق مطبوعہ مجتبائی ص۱۸۳ میں لکھا ہے وَبِمُحَرَّمَةِ نَكَحَهَا یعنی اگر کوئی شخص اپنی محرمات ابدیہ سے مثلاً ماں بہن بیٹی وغیرہ سے نکاح اور وطی کرے تو اسپر حد شرعی جاری نہیں کیجائیگی۔ بلکہ اور لکھتے ہیں وَبِزِنًى فِي دَارِ الْحَرْبِ اَوْ بَغْيٍ یعنی دارالحرب میں زنا کرنے سے بھی حد نہیں اور ص۱۸۴ میں لکھا ہے وَبِالزِّنَا بِمُسْتَأْجَرَةٍ یعنی اجرت اور رخصتی دیکر زنا کیا گیا ہو تو اسپر بھی حد نہیں نعوذ باللہ اور تو خیر لیکن محرمات ابدیہ بھی اور یہ بھی نہیں کہ غلطی اور سہو سے یہ کام ہو گیا ہو بلکہ درالمختار جلد ثالث ص۱۶۹ میں ہے وَإِنْ ظَانًّا الْحُرْمَةَ فَكَذَلِكَ عِنْدَهُ یعنی دونوں اگرچہ جانتے ہوں کہ یہ کام ہم پر حرام ہے پھر بھی امام صاحب کے نزدیک اُوپر کوئی حد نہیں۔ بس جناب یہ پیش ہونا تھا کہ ملاجی کو آگ لگ گئی کرسی کے اوپر چڑھ گئے اور بلبلانے لگے کہ یہ ایسی ایسی باتیں کہتے ہیں انہیں کوئی نہیں روکتا یہ غیر مقلد ہیں یہ کافر ہیں یہ وہابی ہیں۔ بے ایمان دشمن نبی ہیں مسلمانوں پر انکا قتل کرنا واجب ہے اور جو کچھ لام کاف منہ پر چڑھا بکتے ہوئے ملتانی صاحب یہ جا وہ جا صدر صاحب روک رہے ہیں اہل مجمع حیران ہیں مگر مولوی صاحب رفو چکر ہو گئے۔ نہ آئے پر نہ آئے۔ اور یہ بھی فرما گئے یہ غلط کہتے ہیں۔ بلکہ محرمات ابدیہ سے نکاح کرنے والے پر اس کتاب میں لکھا ہے کہ حد ہے۔ مولانا نے اعلان کیا کہ اگر اس کتاب میں کوئی بھی یہ بتا دے کہ اس پر حد ہے تو ایکہزار روپے کا خانصاحب محمد حسن لنگی فروش سوداگر ٹانڈہ اعلان کرتے ہیں۔ مگر وہاں تو سر پر پیر لئے ہاتھ ہلاتے ہوئے ملا ملتانی خدا جانے کہاں سما گئے جلسہ جوں کا توں رہا بعد میں مولانا نے لوگوں کو نہایت سہولیت سے سمجھا دیا لوگوں کو ملتانی مفرور کے پاس بھیجا کہ اچھا حضرت یہ مسئلے طے ہو گیا ہو تو طے سہی اصلی مسائل نذر اور وظیفہ یا شیخ پر تو بحث کر لیجئے۔ فرمانے لگے اب اس وقت نہیں اچھا صاحب صبح سہی کہا صبح کو میرے مقدمہ کی تاریخ ہے کہا گیا اچھا اور کوئی وقت مقرر کر لیجئے کہا یہاں کے لوگ مجھے بلوائیں گے تب میں کچھ جواب دونگا۔ پھر دو چار حنفی گئے دعوت دی فرمانے لگے تمہارا اعتبار نہیں اور لوگ ہوں۔ غرض صبح سویرے منہ اندھیرے ایک تو قدرتاً بند ہے اور دوسری کو بھی بند کر کے آپ چلتے پھرتے نظر آئے۔ زاں بعد ہم بھی وہاں سے رخصت ہو گئے۔ فالحمد للہ الذی صدق وعدہ ونصر حزبہ الراقم عبدالغنی مہتمم مدرسہ اسلامیہ خانپور متصل لکیریاں ضلع ہوشیارپور پنجاب یعلم نحو

خاتمہ

محمد اسحاق ۱۴۳۱ھ

پانچویں صفحہ کی دوسری سطر کے بعد کا چھوٹا ہوا مضمون

توضیح تلویح جلد اول صفحہ ۱۳۶ میں ہے فَاَمَّا الْمُقَلِّدُ فَالدَّلِیْلُ عِنْدَہٗ قَوْلُ الْمُجْتَہِدِ فَالْمُقَلِّدُ یَقُوْلُ ھٰذَا الْحُکْمُ وَاقِعٌ عِنْدِیْ لِاَنَّہٗ اَدّٰی اِلَیْہِ رَاْیُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَکُلُّ مَا اَدّٰی اِلَیْہِ رَاْیُہٗ فَھُوَ وَاقِعٌ عِنْدِیْ۔ یعنی مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے مقلد یہی کہے کہ اس مسئلہ کا یہی حکم ہے اس لئے کہ میرے امام ابوحنیفہؒ کی رائے یہی ہے اور جو میرے امام کی رائے ہو وہی میرے نزدیک صحیح اور درست ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ مقلد کو قرآن وحدیث سے کوئی واسطہ ہی نہیں اس کا ایمان اسلام صرف اپنے امام کے ساتھ ہے وہ جسے حلال کہے یہ بھی کہیگا وہ جسے حرام بتلائے یہ بھی حرام جانیگا قرآن حدیث میں جو کچھ بھی ہے اس کے نزدیک گویا یہ ایک بے کار چیز ہے اور مستند اور قابل عمل چیز فقط قولِ امام اجتہادِ امام اور رائے امام ہے۔ یہانتک کہ مقلدین نے صاف لکھدیا۔ یہ ہے شامی ملاحظہ فرمالیجئے اسمیں ہے ؎

فَلَعْنَۃُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ ۔۔۔ عَلٰی مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ

یعنی ریت کے ذروں کے برابر لعنتیں نازل ہوں اون پر جو ابوحنیفہؒ کے قول کو رد کردیں۔ پس حنفیوں کے نزدیک سارے شافعی اور تینوں مذہب والے اور تمام صحابہ و تابعین (نعوذ باللہ) کیا ٹھہرے؟ فرمایئے اب ان مقلدین کو خدا رسول سے قرآن حدیث سے واسطہ ہی کیا رہا؟ یاد رکھو! قرآن حدیث سے آنکھیں بند کرلینا اسے بھولے سے بھی! احکام کے لئے نہ دیکھنا یہی تقلید ہے یہانتک کہ تمہارے اصول فقہ کی سب سے زیادہ معتبر کتاب توضیح مصری جزو اول صفحہ ۱۳۵ میں ہے فَالْاَدِلَّۃُ الْاَرْبَعَۃُ اِنَّمَا تُوْصَلُ بِھَا الْمُجْتَہِدُ لَا الْمُقَلِّدُ۔ یعنی چاروں دلیلوں سے (یعنی قرآن حدیث اجماع قیاس سے) دلیل لینا مجتہد کا کام ہے نہ کہ مقلد کا مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے۔ اسی کتاب میں لکھا ہے وَاِنْ تَحْقِیْقُ الْمُقَلِّدِ اَنْ یُّقَلِّدَ مُجْتَہِدًا یَّعْتَقِدُ حَقِیْقَۃَ رَاْیِ ذٰلِکَ الْمُقَلِّدِ۔ یعنی مقلد کو تحقیق سے اور دلائل قرآن وحدیث سے لینے سے کوئی دور کا بھی سروکار نہیں اس کی تحقیق تو یہی ہے کہ جس مجتہد کی رائے کو اچھی جان کر وہ اوسکی تقلید کرتا ہے اوسکی بے دلیل بات مانتا چلا جائے۔ اے جناب مولانا صاحب اور اے حاضرین! بھائیو! تقلید کسے کہتے ہیں؟ صرف اتنا تم سمجھ لو تو تم بھول کر بھی اپنے تئیں مقلد نہ کہو۔ تقلید یہی ہے کہ قرآن وحدیث کو صاف جواب دیدے جانور کی طرح اپنی نکیل ایک امتی کے ہاتھ میں دیکر اندھا باہر ابن جائے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ یہ بھی نہ جانتا ہو کہ یہ جو کہتا ہے حق بھی ہے یا نہیں۔ پس آپ (باقی بہ صفحہ پانچ)

محترم مکرم حضرت مولانا محمدؐ صاحب کی بعض دیگر تصانیف

ایمان محمدی ایمان کی ستر شاخوں کا قرآن و حدیث و اقوال بزرگان سے پورا بیان دس آنے **صلوٰۃ محمدی** وضو نماز وغیرہ کے جملہ احکام ترکیب اوراد دعائیں مع ترجمہ مطابق احادیث تین آنے **صیام محمدی** نفلی فرضی روزے اور ماہ رمضان کے کل احکام مطابق احادیث تین آنے **زکوٰۃ محمدی** زکوٰۃ خیرات کے کل مسائل نصاب مستحقین زکوٰۃ وغیرہ کل بیان مع حوالہ تین آنے **سیرت محمدی** رسول کریمؐ کی سچی سوانحعمری آپ کی اولاد اور بیویوں وغیرہ کے حالات بارہ آنے **عقیدۂ محمدی** اہلحدیث کے سچے مذہب کا بیان اور جو تہمتیں ان پر ہیں سب کا ازالہ ایک آنہ **عقائد محمدی** امام احمد بن حنبل کی کتاب کا ترجمہ عقائد کے بارہ میں سچا مسلمان بنانیوالی کتاب ایک آنہ **ہدایت محمدی** حنفی مذہب فقہ کی سب سے اعلیٰ کتاب ہدایہ کے ایک سو مسائل جو خلافِ حدیث ہیں دو آنہ **ہدایت محمدی** حسن نظامی نے اہل حق کے خلاف جو رسالہ لکھا تھا اس کا قابل دید جواب ایک آنہ **برہان محمدی** امام سبکیؒ کے رسالہ کا ترجمہ رفع الیدین کے ثبوت میں سب سے اعلیٰ کتاب عربی مع ترجمہ دو آنے **سیف محمدی** فقہ حنفی اور کتب حدیث کے فرق کو واضح کرنے کے لئے اسمیں چھ سو خلاف مسائل فقہ کے ہیں **طریق محمدی** تقلید کی تردید میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اس میں چھ سو دلیل ہیں **دلائل محمدی** حصہ اول قرآن حدیث اور حنفی مذہب سے آمین رفع الیدین اور سورۂ فاتحہ کا ثبوت تین آنے **دلائل محمدی** حصہ دوم ان تینوں مسائل میں حنفیوں کی جو دلیلیں تھیں ان کا جواب اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت سات آنے **صلوٰۃ محمدی** اہلحدیث کے مذہب پر جتنے بڑے بڑے اعتراضات کئے جاتے ہیں سب کا جواب دو آنے **ہدایت محمدی** حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی ہر فن کی لغزشوں کا ثبوت سے بیان ۱۲ **تحفہ محمدی** بقر عید کے نماز عید کے قربانی کے مفصل احکام مع حوالجات ایک آنہ **آئینہ محمدی** داڑھی مونچھ خط اور لباس کے کل احکام مطابق احادیث مع حوالہ ایک آنہ **عصائے محمدی** حدیث کے مسائل پر جتنے اعتراض مخالفین کرتے ہیں سب کا جواب پانچ آنے **میلاد محمدی** مولود اور قیام مولود کی قابل دید تردید قرآن و حدیث اور فقہ سے دو آنے **حقوق محمدی** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کی تردید اور درود شریف پڑھنے کی تاکید ایک آنہ **فضائل محمدی** اہلحدیث کے فرقہ ناجیہ ہونے کا ثبوت عربی مع اردو ۲ **امام محمدی** حضرت امام ابوحنیفہ کی پوری سوانحعمری مع رد عربی مع اردو ۲

ملنے کا پتہ دفتر اخبار محمدی بارہ ہندو راؤ دہلی

تردید ار **مملکت محمدی** حضرت سلطان ابن سعود پر جو اعتراض ہیں سب کے جوابات ار **جماعت محمدی**

حضرت مولانا محمد صاحب کی تفسیر محمدی وغیرہ کتابیں

(۱) اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ سے اپنے دین کی خدمت لینا چاہے وہ لیتا ہے۔ اس قحط الرجال اور اس بدشوقی دین کے زمانہ میں جبکہ عموماً دین کو پس پشت ڈالدیا گیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت مولانا محمد صاحب سے قدرت خدا نے اپنے دین کی خدمت لی جو پوری قوم کے بس کی بھی نہ تھی۔ آپنے کتاب اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ کرکے نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ دین کی بھی بہترین خدمت کی۔ الحمد للہ۔ اسکا پہلا حصہ بہتر ۷۲ صفحات کا بنام دین محمدی چھپ چکا ہے قیمت جس کی چودہ آنے ہے۔ آخری حصہ بنام فتاوی محمدی ہے اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ پہلے حصہ میں تقلید رائے قیاس وغیرہ کی اعلیٰ عالمانہ بحثیں کرکے ثابت کیا ہے کہ یہ چیزیں شریعت میں داخل نہیں۔ آخری حصہ میں علاوہ بہت ساری مفید معلومات کے صحابہؓ کے بارہ سو سوالات اور آنحضرت کے بارہ سو جوابات ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے کے وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا دربار محمدی میں بیٹھے ہیں۔

(۲) مولانا محمد صاحب کو خدائے تعالیٰ جزائے خیر دے کہ جہاں آپنے اعلام الموقعین جیسی مہتم بالشان اور ضروری کتاب کا ترجمہ کردیا ہے اور اس کے دو حصے کے ترجمے سے آپ فارغ بھی ہو چکے ہیں۔ وہاں آپنے بفضلہ تعالیٰ پوری تفسیر ابن کثیر کا بھی اردو ترجمہ کرڈالا ہے یہ کتاب بخاری بر ۶ صفحات میں ڈھائی ہزار صفحات پر آئی ہے ہر پارہ الگ الگ ہے۔ تفسیر ابن کثیر کا لفظی ترجمہ ہے۔ اور اتنا سلیس اور واضح اور آسان کہ اس سے زیادہ ناممکن۔ آٹھ سال کی محنت کا یہ نتیجہ ہے یہ تفسیر دنیا کی سب تفسیروں سے زیادہ معتبر اور مستند ہے۔ آٹھ سال میں ہزارہا کے خرچ کے بعد یہ ترجمہ چھپا ہے۔ ہر پارہ الگ الگ رکھا ہے۔ ہر پارہ کی قیمت الگ الگ ملاحظہ ہو:۔ پہلا پارہ عہ دوسرا عہ تیسرا عہ چوتھا عہ پانچواں عہ چھٹا عہ ساتواں عہ آٹھواں عہ نواں عہ دسواں عہ گیارہواں عہ بارہواں عہ تیرہواں ۱۵ چودھواں عہ پندرہواں عہ سولھواں عہ سترہواں عہ اٹھارہواں عہ انیسواں عہ بیسواں عہ اکیسواں عہ بائیسواں عہ تیئیسواں عہ چوبیسواں عہ پچیسواں عہ چھبیسواں عہ ستائیسواں عہ اٹھائیسواں عہ انتیسواں عہ تیسواں عہ۔ لیکن مکمل تفسیر کی رعایتی قیمت صرف تیس روپے ہیں

اخبار محمدی:۔ توحید وسنت کا حامی حدیث کا خادم دین حق کا مبلغ شرک وبدعت کی جڑیں کاٹنے والا۔ تقلید وتحقیق کا فرق ظاہر کرنے والا رسومات بد کو مٹانے والا مبلغ واعظ مفتی رہبر مناظر یہ اخبار ہے ساتھ ہی خبریں بھی ہوتی ہیں مسائل بھی ہوتے ہیں۔ اس اخبار کی سالانہ قیمت صرف تین روپے ہے۔ نمونہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح دفتر کی کامل فہرست کلاں بھی مفت بھیجی جاتی ہے ہر قسم کی کتابیں

ملنے کا پتہ دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی ۶

یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ

اللہ تعالیٰ تم پر آسانیاں کرنا چاہتا ہے نہ کہ سختیاں

۲۳

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم اور لطف ورحم سے یہ رسالہ

بنام

دَلَائِلُ السُّنَّۃِ وَالْکِتَابِ

لِمَنْ

تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَی الْجَوْرَابِ وَالشَّرَابِ

المعروف بہ

وضوءِ محمدی

مصنفہ

عامل کتاب وسنت ناشر سنت رسول رحیم حضرت مولانا مولوی محمد بن ابراہیم عفا عنہ مؤلف الحلیم

(مدرس ومہتمم مدرسہ دارالحدیث محمدیہ ومالک ومنصرم اخبار محمدی دہلی)

جس میں

سوتی اونی وغیر وجرابوں پر مسح کرنیکا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خلفائے صحابہؓ سے تابعینؒ سے ائمہ دینؒ سے چاروں مذہبوں سے بہت سی دلیلوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے

اور اس مسئلہ میں ہر طرح کی دل جمعی کر دی گئی ہے۔

بہ ماہ شوال سنہ ۱۳۲۵ھ جدید برقی پریس دہلی میں طبع ہوا

تقسیم کرنیوالے حضرات کو نو روپے کے ایکسو حاتی روپے کے پچیس ایک روپے کے آٹھ

ملنے کا پتہ

دفتر اخبار محمدی بارہ ہندو راؤ دہلی

قیمت ایک کی تین آنے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجہِ تصنیف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اَلْمَبْعُوْثُ بِالشَّرِیْعَۃِ السَّمْحَۃِ السَّھْلَۃِ الْبَیْضَآءِ وَبَعْدُ۔ سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۝ اللہ تعالیٰ کے بندے محمد بن ابراہیم کی گذارش ہے کہ۔ مجھے کپڑے کی جرابوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھکر بعض لوگ معترض ہوئے کہ یہ ایک نئی چیز ہے اور جن لوگوں نے اس مسئلہ پر مجھ سے پوچھکر عمل کیا ان پر بھی اعتراض ہوئے اسلئے میں نے بہتر سمجھا کہ اس مسئلے کو مختصر طور پر کتابی صورت میں مع دلائل تحریر کردوں۔ تاکہ خدا کے دین کی اس آسانی کا کم از کم کوئی منکر نہ ہو +

جرابوں پر مسح کرنے کی مرفوع حدیثیں

(۱) طبرانی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ وَالنَّعْلَیْنِ وَالْعِمَامَۃِ یعنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے اپنی دونوں جرابوں پر جو نعلین کے نیچے تھیں مسح کیا اور عمامے پر بھی مسح کیا۔

(۲) مسند احمد اور ابوداؤد میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَرِیَّۃً فَاَصَابَھُمُ الْبَرْدُ فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَکَوْا اِلَیْہِ مَآ اَصَابَھُمْ مِنَ الْبَرْدِ فَاَمَرَھُمْ اَنْ یَّمْسَحُوْا عَلَی الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِیْنِ یعنی حضورؐ نے ایک مختصری جماعت بھیجی تھی انھیں سردی لگی لوٹنے پر انھوں نے سرکارِ محمدی میں اس کی شکایت کی تو آپ نے انھیں عماموں پر اور تساخین پر مسح کرنیکا حکم دیا۔ امام ابن رسلانؒ فرماتے ہیں اَصْلُ ذٰلِکَ کُلُّ مَا یُسَخَّنُ بِہِ الْقَدَمُ مِنْ خُفٍّ وَّجَوْرَبٍ وَّنَحْوِھِمَا یعنی تساخین کہتے ہیں ہر اس چیز کو جس سے پیر سردی سے بچایا جائے خواہ وہ چمڑے کے موزے ہوں خواہ وہ کپڑے کی جرابیں ہوں۔ اس حدیث کی سند کی بابت نہایہ میں امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں رِجَالُ ھٰذَا الْحَدِیْثِ ثِقَاتٌ مَّرْضِیُّوْنَ یعنی اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور پسندیدہ ہیں یہ حدیث مستدرک حاکم میں بھی ہے اور امام حاکمؒ فرماتے ہیں کہ یہ شرطِ مسلم پر صحیح ہے +

(۳) ابن ماجہ اور بیہقی میں ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے ہوئے اپنی جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا ✣

(۴) ابوداؤد میں حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰی نَعْلَیْہِ وَقَدَمَیْہِ اس کی شرح میں امام ابن رسلان فرماتے ہیں ھٰذِہِ الرِّوَایَۃُ مَحْمُوْلَۃٌ عَلَی الرِّوَایَۃِ الْاُوْلٰی فَکَاَنَّہٗ مَسَحَ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ وَالنَّعْلَیْنِ وَلَعَلَّ الْمُرَادَ ھٰھُنَا بِالْمَسْحِ عَلَی الْقَدَمَیْنِ الْمَسْحُ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ تو اب معنی حدیث کے یہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے ہوئے اپنی جرابوں پر اور اپنے نعلین پر مسح کیا۔ امام ابن قدامہ فرماتے ہیں وَالظَّاھِرُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا مَسَحَ عَلٰی سُیُوْرِ النَّعْلِ الَّتِیْ عَلٰی ظَاھِرِ الْقَدَمِ فَعَلٰی ھٰذَا الْمُرَادُ مَسَحَ عَلٰی سُیُوْرِ نَعْلَیْہِ وَظَاھِرِ الْجَوْرَبَیْنِ اللَّتَیْنِ فِیْھِمَا قَدَمَاہُ یعنی حضورؐ نے اپنی جوتی کے تسموں اور اپنی جرابوں پر مسح کیا ✣

(۵) معجم طبرانی میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَالْجَوْرَبَیْنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چمڑے کے موزوں پر اور اپنی جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ اس حدیث کی نسبت درایہ میں ہے اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ بِسَنَدَیْنِ رِجَالُ اَحَدِھِمَا ثِقَاتٌ۔ یعنی اسے امام طبرانیؒ نے دو سندوں سے وارد کیا ہے جن میں سے ایک کے سب راوی ثقہ ہیں ✣

(۶) ترمذی وغیرہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ وَالنَّعْلَیْنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوتیوں کے نیچے جرابیں پہنے ہوئے تھے وضو کرتے ہوئے آپ نے انہی جرابوں پر مسح کر لیا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو حسن صحیح فرماتے ہیں۔ (ترمذی) اور امام ابن حبانؒ بھی اسے صحیح کہتے ہیں (محلی) یہ حدیث نسائی ابوداؤد اور ابن ماجہ ترمذی بیہقی وغیرہ میں موجود ہے ✣

---

(۷) حضرت کعب بن عبداللہ کہتے ہیں رَاَیْتُ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بَالَ فَمَسَحَ عَلٰی جَوْرَبَیْہِ وَنَعْلَیْہِ یعنی حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

پیشاب کیا پھر وضو کرتے ہوئے آپ نے اپنی جرابوں پر جو جوتیوں تلے تھیں مسح کر لیا۔ (محلّٰی ابن حزم) +

(۸) اِنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یَمْسَحُ عَلٰی جَوْرَبَیْہِ وَنَعْلَیْہِ ۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی جرابوں اور جوتیوں پر مسح کر لیا کرتے تھے (محلّٰی)

(۹) اسماعیل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں رَاَیْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ یَمْسَحُ عَلٰی جَوْرَبَیْہِ وَنَعْلَیْہِ یعنی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بھی اپنی جرابوں پر مع نعلین مسح کر لیا کرتے تھے (محلّٰی) +

(۱۰) اِنَّ اَبَا مَسْعُوْدِ الْبَدْرِیَّ کَانَ یَمْسَحُ عَلٰی جَوْرَبَیْہِ وَنَعْلَیْہِ ۔ یعنی حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وضو کرتے ہوئے اگر پاؤں میں جرابیں ہیں تو ان پر مسح کر لیتے +

(۱۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ پاخانے گئے پھر نکلے سفید ٹوپی پھندنوں دار پہنے ہوئے تھے وضو کرتے ہوئے اس ٹوپی پر مسح کر لیا اور آپ نے سیاہ رنگ کی بالوں کی جرابیں پہنی ہوئی تھیں ان پر بھی آپ نے مسح کر لیا پھر نماز پڑھی۔ لفظ عربی کے ہیں۔ فَمَسَحَ عَلَی الْقَلَنْسُوَۃِ وَعَلٰی جَوْرَبَیْنِ لَہٗ مِنْ خَزٍّ عَرَبِیٍّ اَسْوَدَ ثُمَّ صَلّٰی (محلّٰی ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ) +

(۱۲) امام دولابی کی کتاب الکنیٰ والاسماء میں یہ بھی ہے کہ آپ کو صوف کی ان جرابوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت ارزق بن قیسؒ نے کہا بھی کہ کیا آپ ان پر مسح کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا اِنَّھُمَا خُفَّانِ وَلٰکِنَّھُمَا مِنْ صُوْفٍ یہ بھی چمڑے کے موزوں کے حکم میں ہی ہیں گو میں بالوں کی بنی ہوئی +

(۱۳) حضرت ثابت بنانیؒ اور حضرت انسؓ کے پوتے عبید اللہ بن ابوبکرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ جرابوں پر اور چمڑے کے موزوں پر اور عمامے پر مسح کیا کرتے تھے +

(۱۴) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ اَنَّہٗ کَانَ یَمْسَحُ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ وَالْخُفَّیْنِ وَالْعِمَامَۃِ ۔ یعنی حضرت ابو امامہ باہلی جرابوں اور چرمی موزوں پر اور رسانے پر مسح کیا کرتے تھے (محلّٰی) + (۱۵) بَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَوْمَ جُمُعَۃٍ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ وَالنَّعْلَیْنِ وَصَلّٰی بِالنَّاسِ الْجُمُعَۃَ یعنے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ والے دن پیشاب کر کے وضو کیا اور وضو کرتے ہوئے اپنی جرابوں پر مسح کر لیا جوتی سمیت پھر لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی + (۱۶) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ مَسَحَ عَلٰی جَوْرَبَیْنِ لَہٗ مِنْ شَعْرٍ اَخْرَجَہٗ عبد الرزاق فِیْ مُصَنَّفِہٖ

بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ یعنی حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بالوں کی بُنی ہوئی جرابوں پر مسح کر لیا کرتے تھے (ملاحظہ ہو محلّٰی امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کی ✤ (۱۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے اَلْمَسْحُ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ کَالْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ۔ جرابوں پر مسح کرنے کا وہی حکم ہے جو چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کا ہے (محلّٰی) ✤ (۱۸) حافظ ابن القیمؒ کی تہذیب سنن میں مروی ہے کہ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَسَحَ عَلٰی سُیُوْرِ النَّعْلِ الَّتِیْ عَلَی الْقَدَمِ مَعَ الْجَوْرَبِ یعنی حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی جرابوں پر مسح کیا اس طرح کہ جیل کے اوپر کے تسمے پر بھی مسح کر لیا گیا ✤ (۱۹) مصنف عبدالرزاق میں ہے اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ یَمْسَحُ عَلٰی خُفَّیْہِ وَیَمْسَحُ عَلٰی جَوْرَبَیْہِ ۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چمڑے کے موزوں پر بھی مسح کیا کرتے تھے اور اپنی جرابوں پر بھی مسح کیا کرتے تھے۔ علاوہ ان کے جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے ان بزرگ صحابہ سے بھی ✤

(۲۰) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ملاحظہ ہو ابوداؤد شریف ✤ ✤

(۲۱) حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ ہو ابوداؤد شریف ✤

(۲۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ ہو ابوداؤد شریف ✤

(۲۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ ہو شرح ترمذی لابن سید الناسؒ

(۲۴) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ ہو شرح ترمذی لابن سید الناسؒ

(۲۵) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ ہو شرح ابی داؤد لابن القیمؒ ✤

(۲۶) حضرت بلال مؤذن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ ہو شرح ابی داؤد لابن القیمؒ ✤

(۲۷) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ ہو شرح ابی داؤد لابن القیمؒ ✤

(۲۸) حضرت سہل بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ ہو محلّٰی لابن حزم رحمۃ اللہ علیہ ✤

---

۲۹ مندرجہ بالا حدیثیں ناظرین باتمکین کے سامنے ہیں ان میں چھ تو مرفوع حدیثیں ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان میں جرابوں پر مسح کرنا مروی ہے۔ خلفاء راشدین میں سے دو خلفا سے جرابوں پر مسح کرنیکی تصریحی روایتیں ان میں دو ہیں۔ جن میں امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی جرابوں پر مسح کرنا مروی ہے پھر ان کے علاوہ

بیس روایتیں صحابہ کرامؓ سے مسح جرابین کی مروی ہیں یوں صحابہ کرامؓ کی اس جماعت سے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جرابوں پر مسح کرنا صریح روایات میں موجود ہے اور بہت ممکن ہے کہ اگر تلاش کی جائے تو اور صحابہؓ سے بھی ایسی روایتیں ملجائیں ✤

(۳۰) بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہانتک ہماری نظر ہے ہزار ہا صحابہؓ میں سے ایک سے بھی اس کے خلاف صراحت سے کوئی روایت آئی نہیں ہے واللہ اعلم ✤

اختلاف نہ پایا جانا

(۳۱) اصولی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ عادت مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی کہ اگر پیر کھلے ہیں تو ان کو دھو میں دھو لیا کرتے تھے۔ اور اگر پیروں پر کوئی چیز ہے جو پورے پیر کو ڈھانپے ہوئے ہے اور پہنی بھی ہے اسے باوضو باطہارت تو آپ اس کے اوپر مسح کر لیا کرتے تھے ✤ خواہ وہ چمڑے کی ہو خواہ کسی اور چیز کی۔ کوئی قید ثابت نہیں ✤

اصل سنت طریقہ

(۳۲) میں نے کسی ضعیف سے ضعیف روایت میں بھی یہ تشریح نہیں پائی کہ چمڑے کے موزے ہوں تو تو ان پر مسح کر لو۔ اور کسی اور چیز کی جرابیں ہوں تو ان پر مسح نہ کرو ✤

تفریق بے دلیل

(۳۳) علماء ازین قرآن کریم میں وضو کے حکم کی جو آیت ہے۔ اس میں وَاَرْجُلَكُمْ کی لام پر زبر پڑھنا تو مشہور معروف قرأت ہے ہی۔ لیکن دوسری قرأت لام کے زیر سے بھی مروی ہے۔ اور اہل سنت کی مشہور مقبول تفسیروں میں ائمہ اہل سنت سے یہ قرأت بھی منقول ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر کا ترجمہ تفسیر محمدی چھٹا پارہ صـ۵۹ میں ہے ✤ آیت کے اس جملے کی ایک قرأت اور بھی ہے یعنی وَاَرْجُلِكُمْ لام کے زیر سے۔ حضرت انسؓ کی حضرت ابن عباسؓ کی حضرت قتادہؒ کی حضرت ابن عمرؓ کی حضرت علقمہؒ کی۔ امام ابو جعفر محمد بن علیؒ کی حضرت حسنؒ کی حضرت جابر بن زیدؒ کی حضرت عامرؒ کی حضرت مجاہدؒ کی حضرت عکرمہؒ کی حضرت شعبیؒ وغیرہ کی یہی قرأت ہے ملاحظہ ہو تفسیر محمدی ترجمہ اردو تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صـ۶ قاریوں میں سے ابن کثیر ابو عمرو اور حمزہ کی قرأت بھی لام کے زیر سے ہے۔ (فتح البیان) یہ دو قرأتیں دو حکم ہیں جو اپنی جگہ مستقل ہیں سنت رسولؐ نے زبر کی قرأت یعنی پیروں کے

پیروں کے مسح کی آیت قرآنی

دھونے کے حکم میں اور زیر کی قرأت یعنی مسح کے حکم میں مطابقت اس طرح کی۔ کہ اگر پیر ننگے ہیں تو تو دھویا اگر ان پر لفافہ ہے تو مسح کر لیا۔ پس قرآن کریم کی یہ ایک قرأت جو صحابہ تابعین اور ائمۂ دین سے مروی ہے یہ بھی ایک گونہ جرابوں کے مسح کی پختہ دلیل ہے ✣

(۳۴) یہ ایک لطیفہ اور نکتہ بھی ناقابلِ فراموش ہے کہ آیتِ وضو میں اس قرأت کی بنا پر دو عضو کے دھونے کا حکم ہے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک۔ اور دو کے مسح کا حکم ہے سر اور پاؤں تیمم کی آیت میں ان چار میں سے صرف اُن دو کا بیان ہوا جو وضو میں دھوئے جاتے تھے یعنی منہ اور ہاتھ کا۔ یہ مقابلہ بھی بعید از اور حکمت سے خالی نہیں۔ فتح الباری میں ہے قالوا عضوا سقط فرضہ فی التیمم جاز المسح علی حائلہ یعنی سلف کی ایک جماعت کا قول ہے کہ جس عضو کو تیمم میں چھوڑ دیا گیا ہے اس پر وضو میں مسح ہے بشرطیکہ اس پر کچھ پہنا ہوا ہو ✣

(۳۵) یہاں پر ایک اور امر کی بھی تنبیہ مناسب سمجھتا ہوں۔ سر کا مسح الفاظِ قرآن سے ثابت ہے، لیکن سنت نے ثابت کر دیا ہے کہ اگر سر پر ساقا یا دوپٹہ وغیرہ ہو تو اس کپڑے پر مسح کافی ہے ٹھیک اسی طرح پیر کا دھونا ہے کہ اگر اس پر چمڑے کا موزہ یا اونی سوتی جراب نہیں تو دھونا فرض۔ اور اگر کچھ ہے جس سے پیر ڈھکا ہوا ہے تو بلاشک وشبہ اس پر مسح کر لینا کافی۔ نہ آپ کو سر کے مسح کی فرضیت کا حکم کپڑے کے سلفے دوپٹے وغیرہ پر مسح سے روکے، نہ پیروں کے دھونے کا حکم پیروں کے اوپر کے موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے سے روکے ✣

(۳۶) مندرجہ بالا حدیثوں میں آپ نے پڑھا ہے کہ حضورؐ اور آپ کے صحابہؓ جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی قدرے تفصیل بھی کر دوں۔ بعض روایتوں میں تو لفظ ہیں خُفَّیْنْ کے۔ خُفَّیْنْ پر مسح تو مسلمان سب جائز جانتے ہیں۔ یعنی چمڑے کے موزوں پر۔ ہم نے اُن حدیثوں کو یہاں اسی لئے وارد نہیں کیں۔ یہاں جو اٹھائیس حدیثیں ہم نے وارد کی ہیں ان میں لفظ جَوْرَبَیْنْ ہے۔ اور لغتِ عرب سے اور ائمۂ حدیث کی صراحت سے یہ ثابت ہے کہ جورب کپڑے کی پشم کی اُون کی ریشم کی سوت کی بالوں کی ہر طرح کی ہوتی ہے ✣

جورب کی لغت عرب سے تحقیق

(۳۷) اسی فرق کو ظاہر کرنے کیلئے محدثین نے دو باب باندھے۔ مسحِ خُفَّین کا باب الگ ہے اور مسح جوربَین کا باب الگ ہے۔ قاموس جو لغتِ عرب کی معتبر اور متداول اور مقبول کتاب ہے اس میں ہے اَلْجَوْرَبُ لِفَافَةُ الرِّجْلِ ۔ جورب کہتے ہیں ہر اس چیز کو جو پیر پر پہن لی جائے یعنی پیر کے ڈھانپنے کیلئے جس کسی چیز کو پیروں پر پہنی جائے وہ عرب میں جورب کہی جائیگی۔ شارحِ حدیث امام ابوبکر بن عربیؒ عارضۃ الاحوذی میں تحریر فرماتے ہیں:۔ اَلْجَوْرَبُ غِشَاءٌ لِلْقَدَمِ مِنْ صُوْفٍ يُتَّخَذُ لِلدِّفْءِ۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھی قوۃ المغتذی میں یہی تحریر فرماتے ہیں یعنی جورب عربی میں اُسے کہتے ہیں جو پیروں کو ڈھانپنے کے لئے اُون کی بنائی جاتی ہیں کہ پاؤں پر گرما دار ہے۔ عینیؒ جورب کے معنی میں کہتے ہیں وَهُوَ يُتَّخَذُ مِنْ غَزْلِ الصُّوْفِ الْمَفْتُوْلِ يُلْبَسُ فِي الْقَدَمِ اِلٰى مَا فَوْقَ الْكَعْبِ یعنی بٹے ہوئے اُون سے جورب بنتی ہے اور پیروں میں پہنی جاتی ہے پورے قدم کو ٹخنے سے اوپر تک ڈھانکے رکھتی ہے۔ شمس الائمہ حلوانیؒ نے بھی صراحت سے لکھا ہے کہ جورب اُون کی پشم کی بال کی سوت کی ہوتی ہے۔ نیل الاوطار میں ہے وَعَلٰى جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبِ وَهُوَ لِفَافَةُ الرِّجْلِ قَالَهُ فِي الضِّيَاءِ وَالْقَامُوْسِ یعنی حدیث میں جرابوں پر مسح کر لینے کی دلیل ہے اور لفظ اس حدیث میں جورب کے ہیں اور جورب کے معنی ضیا میں اور قاموس میں پیر پر جو چیز مثل لفافے کے پہنی جائے اس کے ہیں۔ تاج العروس میں ہے۔ اَلْجَوْرَبُ لِفَافَةُ الرِّجْلِ یعنی جو چیز پیر میں مثل لفافے کے آجائے اور پہنی جائے اسے جورب کہتے ہیں۔ حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوٰی میں لکھتے ہیں اَلْفَرْقُ بَيْنَ الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ اِنَّمَا هُوَ كَوْنُ هٰذَا مِنْ صُوْفٍ وَهٰذَا مِنْ جُلُوْدٍ یعنی جوتیوں میں اور جرابوں میں یہی فرق ہے کہ جرابیں سُوتی ہوتی ہیں اور جوتی چمڑے کی ہوتی ہے۔ اوپر ایک روایت گذری ہے کہ بالوں کی جرابوں پر صحابیؓ مسح کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ جرابیں بالوں کی بھی ہوتی ہیں۔ عمدۃ الرعایہ میں ہے (والجورب) قَدْ يَكُوْنُ مِنَ الْكِرْبَاسِ وَمِنَ الشَّعْرِ یعنی جرابیں روئی کی یعنی سوت کی بھی ہوتی ہیں اور بالوں کی بھی بنتی ہیں + غایۃ المقصود میں ہے وَاَنْتَ خَبِيْرٌ اَنَّ الْجَوْرَبَ يُتَّخَذُ مِنَ الْاَدِيْمِ وَكَذَا مِنَ الصُّوْفِ وَكَذَا مِنَ الْقُطْنِ وَيُقَالُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ هٰذَا الْاَنْوَاعِ جَوْرَبٌ ۔ یعنی جورب چمڑے کی صوف کی اور سوت کی بھی ہوتی ہے اور ہر ایک کو جورب یعنی جراب کہا جاتا ہے +

لغت کی اس تحقیق اور شارحینِ حدیث وفقہ کے اس بیان سے اتنی بات صاف ہوگئی کہ جو چیز پیروں پر پہنی جائے وہ جَوْرَبْ ہے اور اردو میں اسے جراب کہتے ہیں آج بھی عرب میں خصوصاً حجاز میں اسی جراب کو جو معمولی کپڑے کی ہوتی ہے شُرَابْ اور جورب کہتے ہیں۔ پس اس پر مسح کرنا حضورؐ کے اور خلفاء کے اور صحابہؓ کے فعل سے ثابت ہوگیا فالحمد للہ +

---

(۳۸) میں چاہتا ہوں کہ اب آپ کو علمائے سلف کا مسلک بھی بتلاؤں۔ ترمذی شریف میں جوربین پر مسح کرنے کی حدیث وارد کرکے اُسے حسن صحیح بتلا کر کہتے ہیں وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهٖ يَقُوْلُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ قَالُوْا يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا نَعْلَيْنِ اِذَا كَانَا ثَخِيْنَيْنِ ۔ یعنی جرابوں پر مسح کرنے کا بہت سے اہلِ علم کا قول ہے۔ حضرت سفیان ثوری حضرت عبداللہ بن مبارک حضرت امام شافعی حضرت امام احمد امام اسحاق یہی کہتے ہیں کہ جرابوں پر مسح کرلے اگرچہ نعلین نہ بھی ہوں جبکہ وہ موٹی ہوں پس ان حضرات کے نزدیک بھی سوتی اور اونی اور ریشمی جرابوں پر مسح جائز ہے۔ ہاں موٹی ہونے کی قید جو لگائی ہے سچ تو یہ ہے کہ اس کی دلیل ہماری نگاہ سے نہیں گذری۔ اگر کسی کے پاس ہو تو پیش کرے ہمیں اس کے ماننے میں تأمل نہ ہوگا۔ ہاں جب تک یہ قید کسی امتی کی طرف سے ہو ہمیں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ کسی کا قول دلیلِ شرعی نہیں۔ پھر ثَخِیْنَیْن کے معنی یہ بھی ہیں جو صاحب شرح وقایہ نے کئے ہیں اَیْ بِحَیْثُ یَسْتَمْسِکَانِ عَلَی السَّاقِ بِلَا شَدٍّ، یعنی ایسی ہوں کہ پنڈلی پر باندھے بغیر ٹھہر جائیں ظاہر ہے کہ سوتی جراب ٹھہر جاتی ہے پس ثَخِیْنَیْن کے یہ معنی اگر لئے جائیں تو بحمداللہ ہمارا مسلک بالکل صاف ہوگیا کہ جرابوں میں موٹی ہونے کی قید جو عام طور سے مشہور ہے کوئی چیز نہیں +

ترمذی مطبوعہ احمدی کے حاشیے پر ہے وَقَالَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا اِذَا كَانَا ثَخِيْنَيْنِ ۔ یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد (شاگردانِ امام ابوحنیفہؒ) کا فرمان بھی یہی ہے کہ جرابیں جب موٹی ہوں تو اُن پر مسح جائز ہے۔ نیل الاوطار میں ہے قَالَ الشَّافِعِيُّ وَلَا يَجُوْزُ مَسْحُ الْجَوْرَبَيْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَا نَعْلَيْنِ يُمْكِنُ مُتَابَعَةُ الْمَشْيِ فِيْهِمَا ۔ یعنی امام شافعیؒ کے نزدیک بھی جرابوں پر مسح جائز ہے جبکہ ان کے نیچے جوتیاں ہوں جس سے انسان انھیں پہنے ہوئے برابر چل پھر سکتا ہو۔ ظاہر ہے کہ آپ سوتی اونی ریشمی جرابیں پہن کر اس کے نیچے

علمائے سلف کا اور جرابوں کا اماموں کے جرابوں کے مسح کا فتویٰ

جوتیاں پہنکر میلوں چلے جائیں جاسکتے ہیں۔ پس اس قید کو جو بے دلیل ہے صحیح مان لینے کے بعد بھی ان سوتی جرابوں پر مسح جائز ٹھہرا۔ شرح وقایہ میں ہے اَنَّہٗ رَجَعَ اِلٰی قَوْلِھِمَا۔ یعنے امام ابو حنیفہؒ نے بھی اپنے دونوں شاگردوں کے قول کی طرف رجوع کر لیا ہے یعنی فرمادیا ہے کہ اگر جرابیں موٹی ہوں تو ان پر مسح چمڑے کے موزوں کی طرح جائز ہے خود حنفیوں کا بھی مفتی بہ مذہب یہی ہے۔ چنانچہ اسی شرح وقایہ میں ہے وَبِہٖ یُفْتٰی یعنی اسی پر فتوی ہے۔ پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام صاحبؒ کا مذہب یہ تھا کہ جب جرابیں کپڑے اون اور بالوں کی موٹی ہوں تو بھی ان پر مسح جائز نہیں جبتک کہ ان میں چمڑے کا تلا لگا ہوا نہ ہو۔ لیکن آپ کے دونوں شاگرد اس میں اپنے استاد و امام کے خلاف تھے اور یہ قید نہیں لگاتے تھے پھر امام صاحبؒ بھی اپنے قول سے رجوع کر گئے اور اپنے شاگردوں کے مسئلے کو مان لیا پھر حنفیوں نے بھی اسی پر فتوی دیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ چمڑے کی ہونیکی قید تو تینوں مذہبوں میں نہیں حنفی شافعی اور حنبلی اس پر متفق ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ بھی یہی فرماتے ہیں جیسا کہ آگے آتا ہے۔ پس چاروں مذہب اس پر متفق ہوگئے۔ اب یہ قید صرف موٹا ہونیکی ہے وہ ایک تو بے دلیل ہے دوسرے ہوا کی طرح اڑ جانیوالی ہے۔ سنئے ان سے دریافت کیجئے کہ اگر چرمی جراب میں چھید ہو جائیں وہ ذرا سی پھٹ جائے پھر مسح جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب سب کے نزدیک یہ ہے کہ جائز ہے۔ پس معلوم ہوا کہ موٹا ہونیکی قید لغو ہے کیونکہ موٹائی کی قید اگر اسلئے تھی کہ پانی خاک اور ناپاکی پیر تک اثر نہ پہنچائے تو پھٹی ہوئی چمڑے کی جراب میں یہ بات باقی نہیں پھر بھی اس پر مسح جائز ہے۔ جب اصل میں یہ نہیں تو فرع میں یہ قید کیوں لگائی گئی؟ پس یہ قید آزادی کے قابل ہے۔ چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا مشہور مذہب یہی ہے امام ابن العربی تحریر فرماتے ہیں یَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَیْہِ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ نَعْلٌ وَّلَا تَجْلِیْدٌ قَالَہٗ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ یعنی جورب جراب پر مسح جائز ہے اگرچہ اس کے نیچے چمڑا لگا ہوا نہ ہو۔ اور نیچے اوپر بھی چمڑا لگا ہوا نہ ہو امام اہل سنت حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا فرمان بھی یہی ہے۔ یہ یاد رہے کہ نیچے یا نیچے اور اوپر چمڑے کی قید لگانے کے بعد مسح جوربین پر کرنے کی حدیث میں کچھ جان باقی ہی نہیں رہتی۔ کیونکہ پھر تو وہ خف ہوگئے۔ یا کم از کم خف کے حکم میں ہوگئے پھر محدثین کے دو باب باندھنے اور حدیث میں دو لفظ آنے بالکل مہمل ہوگئے خف اور جورب دو چیزیں ہی اس کے بعد نہیں رہتیں۔ قاضی ابو الطیب امام شافعیؒ کا صحیح مسلک و مذہب یہ لکھتے ہیں کہ لَا یَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَا سَاتِرَیْنِ لِمَحَلِّ الْفَرْضِ یُمْکِنُ مُتَابَعَۃُ الْمَشْیِ

عَلَیْہِ ھٰذَا ھُوَ الصَّحِیْحُ فِی الْمَذْھَبِ یعنی امام شافعیؒ کا اور شافعیہ گروہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جرابیں جبکہ پورے قدم کو ٹخنوں سمیت ڈھانپ لیتی ہوں اور انھیں پہنے ہوئے برابر چلنا ممکن ہو تو اُن پر مسح کرنا جائز ہے۔ ظاہر ہے کہ اونی، سوتی اور بالوں کی جرابیں جو ہم عموماً استعمال کرتے ہیں ان کے نیچے جوتی ہوتی ہے۔ اور پھر میلوں اور کوسوں اُن سے چل پھر سکتے ہیں۔ حافظ ابن القیمؒ تلخیص السنن میں تحریر فرماتے ہیں قَدْ نَصَّ اَحْمَدُ عَلٰی جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ یعنی مسح جراب کے جواز پر امام احمدؒ نے صاف لفظوں میں صراحت کی ہے۔ اسی کتاب میں امام صاحب تحریر فرماتے ہیں فَاِنَّہٗ لَا یُظْھَرُ بَیْنَ الْجَوْرَبَیْنِ وَالْخُفَّیْنِ فَرْقٌ مُؤَثِّرٌ یَصِحُّ اَنْ یُّعَلَّلَ الْحُکْمُ عَلَیْہِ یعنی جوربین اور خفین میں ایسا کوئی فرق نہیں کہ ان کے حکم میں فرق کیا جائے اور ایک پر مسح کو جائز جانتے ہوئے دوسری پر ناجائز مانیں۔ (۱۱) امام ابن القیمؒ نے تہذیب سنن ابی داؤد میں یہی مذہب نقل کیا ہے حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کا اور حضرت حسن بصریؒ کا اور حضرت سعید بن مسیبؒ کا۔ مجدد دین مجتہد مطلق محی السنہ قامع البدعۃ حجۃ اللہ فی الارض حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ ورضی اللہ عنہ اپنی مشہور آفاق کتاب جس جیسی کتاب آسمان نے نہیں دیکھی جس کی بابت سلطان العلماء عز بن عبدالسلام کہتے ہیں اِنَّ الدِّیْنَ کَانَ مَخْفِیًّا حَتّٰی ظَھَرَ کِتَابُ الْمُحَلّٰی لِابْنِ حَزْمٍ۔ اس میں لکھتے ہیں وَالْمَسْحُ عَلَی کُلِّ مَا لُبِسَ عَلَی الرِّجْلَیْنِ وَمَا یَحِلُّ لُبْسُہٗ مِمَّا یَبْلُغُ فَوْقَ الْکَعْبَیْنِ سُنَّۃٌ یعنی جو چیز پیروں پر پہنی جائے جو حلال اور پہننے سے درست ہو اس پر مسح کر لینا سنت ہے خواہ وہ کسی چیز کی ہو چمڑے کی ریشم کی اُون کی سوت کی پشم کی بالوں کی صوف کی۔ اسی مایہ ناز کتاب میں ہے کہ حضرت زربقان بن عبداللہ عبدیؒ اور حضرت یحییٰ ابن ابی حمیدؒ اور حضرت اعمشؒ کا بھی یہی مذہب ہے سید التابعین حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں اَلْجَوْرَبَانِ بِمَنْزِلَۃِ الْخُفَّیْنِ فِی الْمَسْحِ یعنی موزے کا جواز جس طرح خفین پر ہے جوربین پر بھی ہے۔ حضرت عطاءؒ سے سوال ہوتا ہے کہ کیا جرابوں پر ہم مسح کر لیا کریں؟ آپ فرماتے ہیں نَعَمْ اِمْسَحُوْا عَلَیْھِمَا مِثْلَ الْخُفَّیْنِ ۔ یعنی جرابوں پر بھی مسح چمڑے کے موزوں پر مسح کی طرح جائز ہے جرابوں پر مسح کر لیا کرو۔ اسی طرح حضرت ابراہیم نخعی سے حضرت اعمش سے اور حضرت جلاس بن عمرو سے بھی منقول ہے حضرت سعید بن جبیر حضرت نافع حضرت حسن بن حی حضرت ابوثور حضرت داؤد بن علی وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ رب العباد علامہ ابن حزمؒ کو بہترین جزا دے کہ آپ نے اپنی دُرِّ یتیم کتاب محلّٰی میں ۳۵ صفحات تک بحث کر کے اس مسئلہ کو ہر طرح ثابت کر کے مخالفین کے تمام دلائل کی تردید کر کے تمام شبہات کو

زائل کرکے صاف لکھتے ہیں وَالْمَنْعُ مِنَ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ خَطَاءٌ لِأَنَّهُ خِلَافُ السُّنَّةِ الثَّابِتَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخِلَافُ الْآثَارِ الخ یعنی جرابوں پر مسح کرنے سے منع کرنیوالے زبردست خطا کار ہیں ان کا یہ قول ثابت حدیثوں اور صحیح سنت کے صریح خلاف ہے اور صحابہؓ کے آثار کے بھی بالکل مخالف ہے۔ کسی حدیث سے یہ خصوصیت ثابت نہیں کہ حضورؐ نے چمڑے کے موزوں پر تو مسح جائز رکھا ہو اور دوسری قسم کی جرابوں پر منع کر دیا ہو الخ۔ بلکہ جیسے کہ علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی گذرا ہر قسم کی جرابوں پر مسح جائز ہے۔

(۳۹) شیخ الاسلام مجدد دین حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں کہ ترجمہ جرابوں پر مسح جائز ہے جبکہ انھیں پہنے ہوئے برابر چلتا پھرتا ہو خواہ اُن پر چمڑا چڑھا ہوا ہو یا نہ ہو صحیح قول یہی ہے . . . . . چمڑے اور کپڑے میں اس میں کوئی تاثیر بدلنے والا فرق پایا نہیں جاتا اسلئے کہ سُمر کی صوف کی روئی کی ہر قسم کی جرابوں پر مسح جائز ہے . . . . . چمڑے کا دیرپا ہونا اور ان کا دیرپا نہ ہونا یہ بھی سبب تفریق نہیں بن سکتا۔ کیونکہ پھر تو چمڑے میں بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں بعض اپنی پائیداری میں بعض سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ بلکہ مسح دیرپا پر بھی ہے اور غیر پائیدار پر بھی بلاشک ہے۔ حاجت مسح چمڑے کے اور کپڑے کے موزوں میں یکساں ہے پھر حکمت و حاجت کے برابر ہونے کی صورت میں ایک پر مسح کو جائز مان کر دوسرے پر ناجائز ماننا بالکل خلاف عدل ہے . . . . . یہ فرق بھی غیر مؤثر ہے کہ اس میں سے پانی جاسکتا ہے اور اس میں سے نہیں جاسکتا . . . . . اگر یہ پھٹ جائیں تاہم اُن پر مسح جائز ہی رہیگا اگر باندھنے ہی سے وہ رکتی ہوں پھر بھی مسح کے ناجائز ہونے کی کوئی دلیل نہیں اسی طرح زرجولی طول جو خود بخود نہیں ٹھیرتی اور بغیر باندھے پیر کو نہیں ڈھانپتی اس پر بھی مسح جائز ہے۔ واللہ اعلم

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا فتوی

(۴۰) حضرت مولانا مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فتوی کو جو اردو میں ہے ہم یہاں نقل کرتے ہیں وہ بھی ملاحظہ ہو آپ لکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ پاؤں اگر ننگے ہیں تو ان کو دھوتے۔ اگر لفافے میں ہیں تو ان پر مسح کرتے۔ اس لئے کہ رب عزوجل نے فرمایا ہے وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ

مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی کا فتوی

کہ اللہ نے اس دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے۔ اور موزوں کے اتارنے اور پاؤں کے دھونے میں بالبداہت حرج و تکلیف ہے۔ عمامہ پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات میں مسح کرتے۔ اور ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی اوڑھنی پر مسح کر لیا کرتی تھیں۔ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قلانس (کلاہوں) پر مسح کرتے۔ مقداد در دیا زخم پر جو پٹی باندھتے باوجود اس کے کہ اس جبیرہ کے نیچے تندرست بدن بھی آجاتا ہے مسح کرتے تھے۔ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اباحتِ مسح جوربین علی، عمار۔ ابن مسعود۔ انس۔ ابن عمر۔ براء۔ بلال۔ ابن ابی اوفیٰ۔ سہل رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ ایک طائفہ کا الشافعی وابن القصار و مال الیہ ابو العباس ایضاً نے فرمایا ہے کہ وضو کی آیت کلمہ وَاَرْجُلَكُمْ میں ایک قرأت زیر کی ہے۔ زبر کی قرأت میں پاؤں کے دھونے کا حکم ہے اور زیر کی قرأت میں پاؤں پر مسح کرنے کی اجازت ہے یہ ہر دو قرأتیں گویا دو آیتیں ہیں دو حکموں کے لئے (یعنی دھونا جب پیر کھلے ہوں اور مسح کرنا جب ان پر کوئی لفافہ ہو)۔ جب عمامہ پر اور خمار پر اور قلنسوہ پر اور جبیرہ پر رفع حرج کے لئے موافق آیۂ مذکورہ مسح جائز ہے۔ تو ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ بلا ریب و بلا شک جرابوں پر بھی مسح جائز ہے۔ اسلئے کہ جس تکلیف کے رفع کے لئے موزوں پر مسح جائز ہو گیا ہے وہی تکلیف جرابوں کے اتارنے اور پاؤں دھونے میں بھی موجود ہے۔ فالعلة واحدة۔ والاحکام تدور مع العلل۔ موزوں اور جرابوں میں تو صرف یہ فرق ہوتا ہے کہ موزے چمڑے کے ہوتے ہیں اور جرابیں سوت و پشم وغیرہ کی۔ اور شرعاً یہ فرق غیر مؤثر ہے (اس کے بعد فتاویٰ ابن تیمیہ کی عبارت ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے) ھذا ما عندی من الجواب واللہ اعلم بالصواب عبد الواحد غزنوی عفا اللہ عنہ (اخبار محمدی جلد اول ۱۴۲ ص ۲ و ۳)

---

(۴۱) وضو کر کے پھر جرابیں پہنے۔ اب جب وضو کرنے بیٹھے تو جراب کو پاؤں سے نکالنے کی ضرورت نہیں۔ اسی پر مسح کرے یعنی تر ہاتھ پھیر لے۔ جب سے مسح کیا ہے دوسرے دن کے اس وقت تک ان پر مسح کر سکتا ہے۔ جب ایک دن رات کامل مسح پر گذر گیا اب جب وضو ٹوٹے تو جراب اتار کر پھر پیر کا دھونا ضروری ہے۔ ہاں اس درمیان میں اگر غسلِ جنابت فرض ہو گیا

تو جراب اتار دے اور نہ اتارے۔ یہ مدت تو ہے اس کے لئے جو اپنے گھر میں مقیم ہو۔ اور اگر مسافر ہے تو بجائے ایک دن رات اس کے لئے مسح کی مدت تین دن رات کی ہے۔ یہی حکم مرد و عورت دونوں کا ہے۔ ہم نے کہیں کہیں ریشمی جرابوں کو بھی لکھا ہے۔ یاد رہے کہ خالص ریشم کی جرابیں پہننا مردوں پر حرام ہیں صرف عورتوں کے لئے جائز ہیں۔ اسی لئے ہم نے ریشمی جرابوں کا ذکر کیا ہے +

جراب اور خفین کی حدیثوں میں تطبیق

(۴۲) حضرت مغیرہ بن شعبہؓ والی مرفوع حدیث جس میں جرابوں پر مسح کرنے کا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہوا ہے۔ اس پر بعض ائمہ نے کلام کیا ہے اصل وجہ تو یہ ہے کہ یہ حدیث جو اور لوگوں سے روایت کی ہے اس میں لفظ خُفَّیْن ہے۔ اور اس میں جَوْرَبَیْن کا لفظ ہے۔ تو اسے اس کے خلاف سمجھ کر اس پر جرح کی ہے۔ حالانکہ اس میں خلاف کچھ نہیں۔ یہ دو حدیثیں ہیں الگ الگ واقعہ کا بیان ہے۔ مسح خُفَّیْن مسح جَوْرَبَیْن کا خلاف نہیں۔ جس طرح مسح عمامہ مسح ناصیہ مع عمامہ کے خلاف نہیں۔ حضورؐ نے ناصیہ یعنی سر کے شروع کے پیشانی کے اوپر کے بالوں پر مسح کر کے باقی مسح عمامہ پر کیا ہے۔ اور صرف عمامہ پر بھی مسح کیا ہے۔ اسی طرح خُفَّیْن پر بھی مسح کیا ہے اور جَوْرَبَیْن پر بھی مسح کیا ہے۔ اسی اختلاف کو سامنے رکھ کر جوربین کی حدیث کو ضعیف کہنا اور امام ابن جانؒ اور امام ترمذیؒ کے قول کو کہ یہ حدیث صحیح ہے رد کرنا کچھ زیادہ اچھا نہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے اور یہی صحیح بھی ہے کہ پیروں پر چمڑے کے موزے تھے تو آپ نے ان پر مسح کر لیا۔ پیروں میں جرابیں تھیں جو جوتیوں کے اوپر تھیں تو آپ نے ان جرابوں پر مسح کر لیا۔ یہ بالکل بلا اشتباہ چیز ہے اب اس میں شک و شبہ پیدا کرنیکی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیوں وہ نہ کہا جائے جو سلف نے فرمایا ہے کہ اگر پیروں پر کچھ نہیں تو ان کا دھونا فرض ہے اور اگر چمڑے کے موزے یا کپڑے کی جرابیں ہیں تو بلا شک و شبہ ان پر مسح کر لینا کافی ہے۔ اور دونوں چیزوں پر مسح کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ورنہ لازم آئیگا کہ راوی نے جوربین کا لفظ اپنی طرف سے گھڑ لیا۔ حضورؐ نے مسح تو خُفَّیْن پر کیا لیکن راوی نے جوربین کہہ دیا۔ نعوذ باللہ منہا

مسح جوربین کی روایت کی تحقیق

(۴۳) صرف خُفَّیْن کے ذکر کو مقدم کر کے جوربین کے ذکر والی حدیث کے توڑنے مروڑنے کو

بیٹھ جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اور اس کے لئے جو بیّن کی حدیث کے راوی ابو قیس پر جرح وارد کرنے کی بھی ضرورت کیا ہے؟ حق یہ ہے کہ یہ راوی ثقہ اور ثبت ہیں۔ چنانچہ محلی شریف کی تعلیق میں ہے وَالْحَقُّ اَنَّہٗ ثِقَۃٌ ثَبْتٌ وَاَنَّ الْحَدِیْثَ صَحِیْحٌ لَاَنَّ حِکَایَۃَ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ لَا تُنَافِیْ الْمَسْحَ عَلَی الْجَوْرَبَیْنِ بَلْ شَاھِدَۃٌ لَہَا مُخْتَلِفَانِ یُحْمَلُ کُلٌّ مِّنْھُمَا عَلٰی حِکَایَۃِ حَالٍ غَیْرِ حَالِ الْاٰخَرِ وَھُوَ وَاضِحٌ لَا یَحْتَمِلُ اَیَّ اِشْتِبَاہٍ ۔ یعنی حق الامر یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی ابو قیس ثقہ اور ثابت ہیں اور یہ حدیث یعنی جرابوں پر مسح کرنے کی بالکل صحیح حدیث ہے چمڑے کے موزوں پر مسح کرنیکی نقل جرابوں پر مسح کرنے کی نقل کے خلاف اور منافی نہیں بلکہ یہ دو حدیثیں ہیں دو واقعہ کی . . . . . ہیں الگ الگ ہیں اس میں ایک اور حال کا بیان ہے اس میں ایک اور حال کا ذکر ہے یہی واقعہ ہے اس میں کوئی شک شبہ نہیں نہ کوئی احتمال ہے۔ مقدمہ فتح الباری میں ہے وَثَّقَہٗ ابْنُ مُعِیْنٍ وَالْعِجْلِیُّ وَالدَّارَقُطْنِیُّ یعنی امام ابو قیس رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابن معینؒ نے اور امام عجلیؒ نے اور امام دارقطنیؒ نے ثقہ کہا ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ابو قیس کی نسبت فرماتے ہیں لَیْسَ بِہٖ بَاْسٌ ان میں کوئی ڈر خوف نہیں۔ تقریب میں ہے صَدُوْقٌ رُبَّمَا خَالَفَ سچے ہیں کبھی مخالفت کر جاتے۔ شیخ تقی الدین ان کی نسبت لکھتے ہیں اِحْتَجَّ بِہِ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ان سے دلیل لی ہے امام ابوداؤد نے اس حدیث کو وارد کرکے کوئی جرح اس پر نہیں کی یہ بھی ثبوت ہے اس امر کا کہ یہ حدیث ان کے نزدیک دلیل کے قابل ہے۔ پھر دوسری حدیث حضرت ابو موسیٰؓ والی پر جرح کی ہے لیکن صحابہؓ کے افعال لاکر گویا مسئلے کو قابلِ عمل بتایا ہے فللہ الحمد ۔

---

(۴۴) جب ان حوالوں سے آپ کو یہ معلوم ہوگیا کہ یہ راوی ثقہ ہیں۔ اب یہ بھی یاد رکھئے کہ ثقہ کی زیادتی مقبول ہے۔ پس جبکہ وہ ایک امر زائد کا بیان کرتے ہیں تو اسے مخالف کہکر رد کرنے کے درپے ہونیکی کیا ضرورت ہے؟ زیادتی ثقہ کو اصولِ محدثین کے ماتحت قبول کیوں نہیں کیا جاتا؟ انہی دونوں چیزوں کا بیان حضرت بلالؓ والی حدیث میں ایک ساتھ ہے جسے ہم نے ۵ پر اپنے اس رسالے کے شروع میں لکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جرابوں پر بھی مسح کرتے تھے اور چمڑے کے موزوں پر بھی۔ اس حدیث کے راوی بھی ثقہ ہیں۔ ان کی زیادتی بھی بہ اصولِ محدثین قابلِ قبول ہے ۔

ثقہ راوی کی زیادتی

بعض اختلافات مسح جوابات

(۴۵) یہ احتمال کہ ممکن ہے اس جراب کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو۔ ہم کہتے ہیں ممکن ہے نہ لگا ہوا ہو یہ احتمال کہ ممکن ہے وہ بھی چمڑے کی ہوں۔ ہم کہتے ہیں ممکن ہے کپڑے کی ہوں۔ جب چمڑے کی ہی تھیں تو لفظ لانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ محدثین کو دو باب قائم کرنیکی ضرورت ہی کیا تھی؟ صحابہ تابعین اور ائمہ دین کے ایک گروہ کا فتوی ہی کیوں ہوا؟ یہ احتمال کہ ممکن ہے اوپر نیچے چمڑا چڑھا ہو۔ یہ بھی بے سود ہے ہم کہتے ہیں ممکن ہے یوں نہ ہو۔ یہ کہنا کہ قرآن میں پیروں کے دھونے کا حکم ہے یہ اس کے خلاف ہے۔ ہم کہتے ہیں اسی طرح چمڑے کے موزوں پر مسح بھی قرآن کے اس حکم کے خلاف ہے۔ نیز قرآن میں سر کے مسح کا حکم ہے پھر پگھڑی پر مسح بھی اس حکم کے خلاف ہے۔ پس اگر اس وجہ سے جرابوں پر مسح چھوڑا جاتا ہے تو چمڑے کے موزوں پر اور پگھڑی پر مسح کرنا بھی چھوڑ دو۔ باوجود قرآن کی ایک قرأت اس کے موافق بھی ہے جیسے کہ یہاں گذر چکا۔ موجودہ یا گذشتہ علما میں سے جو جرابوں پر مسح کے قائل نہیں ہیں ان کی وجہ سے بھی اصل مسئلے میں کوئی نقصان نہیں پڑتا۔ بعض بعض صحابہؓ سے چمڑے کے موزوں پر بھی مسح نہ کرنا مروی ہے جیسے حضرت ابن عباسؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ ملاحظہ ہو محلی ابن حزم وغیرہ۔

جن اصحاب نے ثخین ہونے کی یعنی موٹی ہونیکی قید لگائی ہے اُن سے گذارش ہے کہ اس قید کے بعد آپ کا وہ مسئلہ تو نہ رہا کہ چمڑے کی ہونا شرط ہے۔ کپڑے کی جرابوں پر بھی مسح جائز ہو گیا۔ اب آپ کی اس قید سے اگر یہ مراد ہے کہ ان میں سے پانی نہ نکلے یا ان میں گرد و غبار نہ جا سکے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ قید چمڑے کے موزوں میں بھی خود آپنے ہی باقی نہیں رکھی۔ فرمائیے اگر چمڑے کے موزوں میں سوراخ ہو جائیں وہ پھٹ جائیں تو باوجودیکہ یہ دونوں قیدیں باقی نہیں رہیں۔ پھر بھی تم ان پر مسح جائز جانتے ہو۔ پھر کیا وجہ کہ کپڑے کی جرابوں میں یہ قید لگاتے ہو؟ پھر اس قید کی تمہارے پاس دلیل کیا ہے؟ یہ قیدیں ایسی ہی ہیں جیسے کوئی یہ قید لگائے کہ جیسے چمڑے کے موزے حضورؐ پہنے ہوئے تھے ویسے ہی ہوں تو ان پر مسح جائز ورنہ نہیں۔ حدیث میں ہے کہ آپ کے یہ موزے سادے تھے۔ سیاہ رنگ تھے۔ حبش کے بنے ہوئے تھے تو کیا اب ہندوستان کے بنے ہوئے سرخ و زرد اور نقش والے ہوں تو اُن پر مسح ناجائز ہو جائیگا؟ یا کوئی کہے کہ ساقے کے لئے بھی قید ہے کہ اُتنے ہی ہیچ ہوں جتنے حضورؐ کے تھے۔ اس کے نیچے بھی وہی چیز ہو جو حضورؐ کی پگھڑی کے نیچے تھی۔ اتنا ہی لمبا چوڑا ہو۔ اسی قسم کا ہو۔ اسی رنگ کا ہو۔

یہ سب قیدیں لغو ہیں۔ بلکہ علت صرف پیر کو پوشیدہ کر لینے اور سپر پہن لینے کے قابل ہونے کی ہے وہ جس طرح چرمی موزوں میں ہے کپڑے کی جرابوں میں بھی ہے۔ پس اصل مسنون طریقہ یہی ہے کہ پیروں پر اگر لفافہ ہے خواہ کسی چیز کا ہو تو وضو کرتے ہوئے مسح۔ ورنہ پیروں کا دھونا۔ واللہ اعلم ✤

---

(۴۶) چمڑے کے موزوں پر بالاتفاق مسح جائز ہے۔ اور بالاتفاق یہ مسئلہ بھی طے شدہ ہے کہ وہ اگر پھٹ بھی جائیں تاہم ان پر مسح ہو سکتا ہے۔ کہاں تک پھٹا ہوا ہو اس بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ تو کہتے ہیں کہ ہر ایک میں چوڑائی میں دو انگل کے برابر بڑے سوراخ ہوں تب تک ان پر مسح ہو سکتا ہے اور لمبائی میں تین انگل کے برابر ہوں تب تک بھی ان پر مسح ہو سکتا ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں جب تک قدم ظاہر نہ ہوتا پھٹا ہوا ہو تو مسح ہو سکتا ہے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ پھٹے ہوئے میں سے اگر قدم نہ کھل جائے تو ان پر مسح جائز ہے۔ امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں اِمْسَحْ مَادَامَ يُسَمّٰى خُفًّا وَهَلْ كَانَتْ خِفَافُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ اِلَّا مُشَقَّقَةً مُخَرَّقَةً مُمَزَّقَةً یعنی جب تک انھیں موزے کہا جائے ان پر مسح جائز ہے خواہ کتنے ہی پھٹ گئے ہوں۔ مہاجرین و انصار صحابہ کے موزے چرے ہوئے پھٹے ہوئے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوئے ہی ہوا کرتے تھے اور وہ ان پر مسح کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اور بھی اقوال ہیں۔ بہر صورت پھٹے ہوئے چمڑے کے موزوں پر سب کے نزدیک مسح جائز ہے جب یہ جائز ہوا تو معلوم ہو گیا کہ یہ قید کہ اس میں سے پانی نہ نکلے یہ قید کہ اس میں گرد و غبار نہ جا سکے یہ قید کہ موٹے ہوں ثخین ہوں کوئی بھی باقی نہ رہی۔ چمڑے کے ہی ہونے کی بھی قید نہیں جیسا کہ آپ اس سے پہلے پڑھ آئے ہیں کہ اونی سوتی ریشمی جرابوں پر بھی سب مسح جائز بتلاتے ہیں۔ کسی نے قید لگائی کہ تلوے پر چمڑا ہو کسی نے قید لگائی کہ موٹی ہوں کسی نے قید لگائی کہ ان کو پہن کر برابر چل پھر سکتے ہوں وغیرہ۔ پس اس سے چمڑے کے ہونے کی شرط باطل ہو گئی اور پھٹی ہوئی ہونے پر بھی مسح کر لینے کی اجازت نے اور قیدیں جو کپڑے کی جرابوں کے لئے لگائی گئی تھیں اونھیں دور کر دیا۔ پس مسئلہ بالکل صاف ہو گیا کہ ہر ایک وہ چیز جو پورے پیر پر پہنی جائے اسپر مسح جائز ہے۔ خواہ وہ چمڑے کی ہو خواہ بالوں کی ہو خواہ اُون کی ہو خواہ پشم کی ہو خواہ صوف کی ہو۔ خواہ سوت کی ہو خواہ ریشم کی ہو خواہ کسی چیز کی ہو۔ حق یہی ہے اور یہی علم شریعت کے چمکتے چاند امام الامت حضرت امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنت کے زندہ کرنیوالی کتاب محلّٰی میں لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں لٰكِنَّ الْحَقَّ فِيْ ذٰلِكَ مَا جَاءَتْ بِهِ السُّنَّةُ الْمُبَيِّنَةُ لِلْقُرْاٰنِ مِنْ اَنَّ حُكْمَ الْقَدَمَيْنِ اللَّتَيْنِ لَيْسَ عَلَيْهِمَا شَيْءٌ مَّلْبُوْسٌ يُمْسَحُ عَلَيْهِ اَنْ يُّغْسَلَا۔ وَحُكْمُهُمَا اِذَا كَانَ عَلَيْهِمَا

پھٹے ہوئے موزوں کا حکم

شَیْءٌ قَلْبُوْسٌ اَنْ یُّمْسَحَ عَلٰی ذَالِكَ الشَّیْءِ هٰذَا اِحْیَاءُ السُّنَّةِ یعنی حق بات یہی ہے کہ احکامِ قرآنی کا بیان کرنیوالی احادیثِ نبوی نے یہی بیان فرمایا ہے کہ جب پیروں پر کوئی چیز پہنی ہوئی نہ ہو تو انھیں دھوئے جائیں اور جب کوئی بھی چیز پہنی ہوئی ہو (خواہ چمڑے کی خواہ اُون سوت وغیرہ کی) تو اس پر مسح کر لیا جائے۔ سنت یہی ہے۔

(۴۷) جبیرہ یعنی پٹی پر مسح کرنا بھی جائز ہے حالانکہ وہ بھی کپڑا ہوتا ہے۔ اور اس پر مسح کرنے کی ایک بھی صحیح حدیث نہیں اور زخم پر جب پٹی باندھی جاتی ہے تو وہ صرف زخم پر ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کے اردگرد صحیح جگہ پر بھی ہوتی ہے۔ پھر باوجود کوئی صحیح حدیث نہ ہونے کے اسے جائز جانتے ہوئے کپڑے کی جرابوں پر باوجود صحیح حدیث ہونے کے مسح کرنا جائز نہ جانتا اور اس حکمت اور آسانی سے منہ موڑ لینا جو اس حکم میں ہے کچھ زیادہ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ حضور فرماتے ہیں اَلدِّیْنُ یُسْرٌ یعنی دین آسان ہے۔ آپ کا فرمان ہے کہ اِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُیَسِّرِیْنَ تم آسانیاں کرنیوالے بنا کر بھیجے گئے ہو نہ کہ سختیاں کرنیوالے۔ قرآن فرماتا ہے مَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ دینِ خدا میں کوئی تنگی نہیں رکھی گئی ارشاد ہے یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ رب کا ارادہ تم پر آسانی کرنیکا ہے۔ سختی کرنیکا نہیں۔ حدیث شریف میں ہے اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ اَنْ تُؤْتٰی رُخَصُهٗ کہ بات جناب باری کو بہت پسند ہے کہ اس کی رخصتوں پر عمل کیا جائے وغیرہ۔ چمڑے کے موزوں پر مسح دینِ خدا کی ایک آسانی ہے کہ ان کا ہر وضو کے وقت اتارنا پھر پیر کو دھو کر ان کا پہننا باعثِ حرج ہے۔ یہی وجہ کپڑے کی جرابوں میں بھی ہے۔ پس دونوں کا حکم ایک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴۸) آخری گذارش یہ ہے کہ میں نے اپنی کم فرصتی میں اپنے علم کے مطابق اس مسئلے کی وضاحت مع دلائل کر دی ہے۔ تاکہ کم از کم میرے بھائیوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مسئلہ بیجان نہیں ہے۔ اگر اس میں میری خطا ہو تو میرا رب مجھے معاف فرمائے۔ میں رب العالمین سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری خطا و لغزش سے درگذر فرمائے اور ہم سب کو حق دکھائے اور اس پر عمل کرنیکی توفیق دے۔ ہماری زبانوں سے حق نکلوائے اور باطل سے بچائے والسلام فقط

محمد بن ابراہیم میمن۔ مدرس مدرسہ محمدیہ۔ ایڈیٹر اخبار محمدی باڑہ ہندوراؤ دھلی

دین خدا کی آسانی

خاتمہ اور دعا

اس رسالے کے مصنف حضرت مولانا محمد صاحب کی بعض دیگر تصانیف

ایمان محمدی ایمان کی ستر شاخوں کا پورا بیان دس آنے۔ صلوٰۃ محمدی وضو نماز وغیرہ کے جملہ احکام تین آنے صیام محمدی نفلی فرضی روزوں اور ماہ رمضان کے کل احکام تین آنے۔ زکوٰۃ محمدی زکوٰۃ خیرات کے کل مسائل تین آنے۔ سیرت محمدی رسول کریم کی سچی سوانحعمری بارہ آنے۔ عقیدہ محمدی اہلحدیث کے سچے مذہب کا بیان اور جو تہمتیں ان پر ہیں سب کا ازالہ ایک آنہ۔ عقائد محمدی امام احمد بن حنبل کی کتاب کا ترجمہ عقائد کے بارہیں ہدایت محمدی ہدایہ کے اکیسو مسائل جو خلاف حدیث ہیں دو آنہ۔ برأت محمدی حسن نظامی کے رسالہ کا جواب ایک آنہ برہان محمدی امام سبکی کے رسالہ کا ترجمہ رفع الیدین کے ثبوت میں مع عربی دو آنہ۔ سیف محمدی فقہ حنفی اور کتب حدیث کے فرق کو واضح کرنے کیلئے اسمیں چھ سو خلاف حدیث مسائل فقہ کے ہیں عہ طریق محمدی تقلید کی تردید میں چھ سو دلیلیں عہ دلائل محمدی حصا اول آمین رفع الیدین اور سورہ فاتحہ کا ثبوت تین آنے حصہ دوم حنفیوں کی جو دلیلیں تھیں انکا جواب اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت سات آنے صدائے محمدی اہلحدیث کے مذہب پر جتنے بڑے بڑے اعتراضات ہیں سب کا جواب دو آنے ورایت محمدی ہدایہ کی ہر فن کی لغزشوں کا ثبوت سے بیان ۱۲ ار تحفہ محمدی بقرعید کے مفصل احکام ایک آنہ۔ آئینہ محمدی ڈاڑھی مونچھ خط اور لباس کے کل احکام ایک آنہ غصائے محمدی حدیث پر جتنے اعتراض مخالفین کرتے ہیں سب کا جواب پانچ آنہ میلاد محمدی مولود اور قیام مولود کی تردید دو آنے۔ حقوق محمدی آنحضرت کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کی تردید ایک آنہ۔ فضائل محمدی اہلحدیث کے فرقہ ناجیہ ہونیکا ثبوت عربی مع اردو ۴ امام محمدی حضرت امام ابوحنیفہ کی پوری سوانحعمری مع جرح عربی مع اردو ۵ توحید محمدی پکی قبروں وگنبدوں کے گرادینے کی سینکڑوں دلیلیں ۶ انعام محمدی عید الفطر کے کل احکام ایک آنہ ۷ صراط محمدی تعزیہ داری کی تردید ایک آنہ۔ معراج محمدی معراج کا صحیح قصہ اور ماہ رجب کی بدعتوں کی تردید ایک آنہ۔ ۹ درود محمدی تیجے دسویں بیسویں برسی عرس وغیرہ میت کی تمام بدعتوں کی تردید ۱۰ حج محمدی حج میں دیر کرنیکا وبال حج کے فضائل اور تاکید ایک آنہ ۱۱ تعلیم محمدی عورتوں کو لکھنا سکھانیکا کافی ثبوت اور مخالفوں کی تمام دلیلوں کی تردید ایک آنہ ۱۲ مملکت محمدی حضرت سلطان ابن سعود پر جو اعتراض ہیں سب کے جوابات ایک آنہ۔ ۱۳ جماعت محمدی عورتوں کو عیدگاہ اور مجلس وعظ میں لیجانے کا ثبوت اور مخالفین کی تردید ۱۴ اذان محمدی رمضان میں سحری کے وقت کی اذان کا مسنون ہونا ایک آنہ ۱۵ فرمان محمدی زیارت قبر کے مسائل ایک آنہ ۱۶ مناظرہ محمدی تقلید پر اہلحدیث کی حقانیت وغیرہ پر مناظرہ دو آنے۔ ۱۷ فیصلہ محمدی شدوں پنجوں اور قبر پر پھول ڈالنے کی تردید ایک آنہ ۱۸ مساجد محمدی محراب مسجد کی تردید ایک آنہ ۱۹ وضو محمدی جو جناب کے ہاتھ میں ہے تین آنہ۔

ملنے کا پتہ دفتر اخبار محمدی بارہ ہندو راؤ دھلی

حضرت مولانا محمد صاحب کی تفسیر محمدی وغیرہ دیگر کتابیں

(۱) اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ سے اپنے دین کی خدمت لینا چاہے وہ لیتا ہے اس قحط الرجال اور اس بدشوقیٔ دین کے زمانے میں جبکہ عموماً دین کو پس پشت ڈالدیا گیا ہے خدا کا شکر ہے کہ حضرت مولانا محمد صاحب سے قدرتِ خدا نے اپنے دین کی وہ خدمت لی جو پوری قوم کے بھی بس کی نہ تھی۔ آپ نے کتاب اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ کرکے نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ دین کی بھی بہترین خدمت کی۔ الحمدللہ اس کا پہلا حصہ بہتر صفحات کا بنام دینِ محمدی چھپ چکا ہے قیمت جسکی چودہ آنے ہے آخری حصہ بنام فتاوٰی محمدی ہے اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ پہلے حصہ میں تقلید رائے قیاس وغیرہ کی اعلیٰ عالمانہ بحثیں کرکے ثابت کیا ہے کہ یہ چیزیں شریعت میں داخل نہیں آخری حصہ میں علاوہ بہت ساری مفید معلومات کے صحابہؓ کے بارہ سو سوالات اور آنحضرتؐ کے بارہ سو جوابات ہیں اس کتاب کے پڑھنے کے وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا دربار محمدی صلعم میں بیٹھے ہیں + +

(۲) مولانا محمد صاحب کو خدا تعالیٰ جزائے خیر دے کہ جہاں آپ نے اعلام الموقعین جیسی مہتم بالشان اور ضروری کتاب کا ترجمہ کردیا ہے اور اس کے دو حصے کے ترجمہ سے آپ فارغ بھی ہو چکے ہیں وہاں آپ نے بفضلہ تعالیٰ پوری تفسیر ابن کثیر کا بھی اردو ترجمہ بنام تفسیر محمدی کر ڈالا ہے یہ کتاب اخباری بڑے صفحات میں ڈھائی ہزار صفحات پر آئی ہے ہر پارہ الگ الگ ہے تفسیر ابن کثیر کا لفظی ترجمہ ہے اور اتنا سلیس اور واضح اور آسان کہ اس سے زیادہ ناممکن آٹھ سال کی محنت کا یہ نتیجہ ہے یہ تفسیر دنیا کی سب تفسیروں سے زیادہ معتبر اور مستند ہے آٹھ سال کی محنت اور ہزارہا خرچ کے بعد یہ ترجمہ چھپا ہے ہر پارہ الگ الگ رکھا ہے ہر پارہ کی قیمت الگ الگ ملاحظہ ہو۔ پہلا پارہ عمہ دوسرا عمہ تیسرا عمہ چوتھا عمہ پانچواں عمہ چھٹا عمہ ساتواں عمہ آٹھواں عمہ نواں عمہ دسواں عمہ گیارہواں عمہ بارہواں ۱۴ تیرہواں ۱۵ چودہواں ۱۴ پندرہواں عمہ سولہواں عمہ سترہواں عمہ اٹھارہواں عمہ انیسواں ۱۴ بیسواں ۱۴ اکیسواں عمہ بائیسواں عمہ تیئیسواں عمہ چوبیسواں عمہ پچیسواں عمہ چھبیسواں عمہ ستائیسواں عمہ اٹھائیسواں عمہ انتیسواں عمہ تیسواں عمہ لیکن مکمل تفسیر کی رعایتی قیمت صرف اٹھائیس روپے +

اخبار محمدی توحید و سنت کا حامی حدیث کا خادم دین حق کا مبلغ شرک و بدعت کی جڑیں کاٹنے والا تقلید و تحقیق کا فرق ظاہر کرنیوالا رسوماتِ بد کو مٹانیوالا۔ مبلغ واعظ مفتی رہبر مناظر یہ اخبار ہے ساتھ ہی خبریں بھی ہوتی ہیں مسائل بھی ہوتے ہیں اس اخبار کی سالانہ قیمت صرف تین روپے ہے۔ نمونہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح دفتر کی کامل فہرست کلاں بھی مفت بھیجی جاتی ہے ہر قسم کی کتابیں

ملنے کا پتہ دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندورا اودھلی

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَنْ لَا تَعْدِلُوا

کسی جماعت کی عداوت میں آکر عدل و انصاف کو نہ چھوڑو!

اللہ تعالیٰ کے احسانوں کے قربان کہ یہ کتاب

جس میں مولوی احمد علی مئوی کے اُن دو رسالوں کا جواب ہے جو جماعت اہلحدیث کے خلاف لکھے گئے تھے۔ بہ نام

تعویذِ محمدی

جس میں اہلحدیث کے سچے مذہب کا بیان مع ثبوت ہے اور جو نفرت ان سے پیدا کی جارہی ہے اُسکا ازالہ ہے اور جو تہمتیں ان پر تراشی جاتی ہیں سب کا جواب ہے۔ اور اس جماعت کا ہمیشہ سے ہوناحق پر ہونا۔ بہتر گمراہ فرقوں میں ہونا ثابت کیا ہے تقلید کی زور شور سے تردید کی گئی ہے اور طحطاوی کی عبارت کا نہایت تصریح و تشریح سے جواب دیکر بہت سی سودمند بحثیں درج کی ہیں ؛

از تصانیف صاحب تصانیف کثیرہ

حضرت مولانا مولوی محمد صاحب مالک و ایڈیٹر اخبار محمدی

و مدرس و مہتمم مدرسہ دارالحدیث محمدیہ باڑہ ہندورائو دہلی

بہ ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ جید برقی پریس دہلی میں چھپی

مفت تقسیم کرنیوالے حضرات کو سات روپے کی ایکسو۔ دو روپے کی پچیس

ایک روپے کی دس۔ قیمت ایک کی دس پیسے۔ منگوانیکا پتہ۔

دفتر اخبار محمدی۔ باڑہ ہندورائو۔ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۰

تعوذ الناس من شر الوسواس الخناس

اہلحدیث اور اہل فقہ یعنی محمدی اور حنفی کی جنگ کوئی نئی جنگ نہیں برسوں بلکہ صدیاں گذر گئیں ان دونوں فرقوں کا باہم اختلاف چلا آتا ہے اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں کبھی طلب حق کیلئے مناظرے ہوتے ہیں کبھی کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ اُن سے کم درجہ کے لوگ ایکدوسرے پر کبھی کبھی کچھ زیادتی بھی کر جاتے ہیں لیکن ہمارے اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف سے بہت سفلی حرکتیں ہونے لگی ہیں جسے کوئی انصاف پسند انسان تھوڑی سی دیر کیلئے بھی پسند نہیں کر سکتا۔ سوقیانہ الفاظ بدترین گالیاں۔ انسانیت سوز حملے ایمان شکن بہتان سنسنی خیز جھوٹ کمینہ پن کے حملے کسی دیندار کی زبان سے کسی مسلم جماعت کی نسبت نہیں نکل سکتے۔ اس قسم کی باتیں سنکر یا پڑھ کر ایک ذی علم صرف اسی نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ مقابل جماعت عاجز آکر دلائل سے ہار کر ادھر کے غلبہ کو جدی پریشاں حواس کھسیانی اور مایوس ہو کر گالیوں پر اتر آئی ہے۔ اُنکے پاس اب سوائے کوسنے کاٹنے اور بکنے جھکنے کے اور کوئی کارآمد ہتھیار نہیں رہا۔ ظاہر بات ہے کہ ڈھیلے اور روڑے وہی فوج پھینکے گی جس کے پاس توپ بندوق تیر تلوار نہ ہو۔ گالیوں کیساتھ حملے اور بہتان بازی کیساتھ جواب دہی جماعت دے گی جو دلائل و براہین کتاب و سنت اپنے مطابق نہ پاتی ہو۔

ہمارے سامنے اسوقت ایک رسالہ ہے جسکا نام "تحذیر الناس عن مجالس الخناس" ہے جو موضع اعظم گڈھ کے ایک حنفی کا لکھا ہوا ہے جو احمدؐ اور علیؓ کے نام کو بدنام کرنیوالے اور حنفیت کا بدترین نقشہ دنیا کیسامنے پیش کرنیوالے اور مسلمانوں میں تفرقہ کو بہتر سمجھنے والے ہیں اس ننھے سے رسالہ کا کوئی صفحہ ایسا نہیں جس میں جماعت اہلحدیث کو کمینہ پن کی بدترین گالیاں نہ دی ہوں میں چاہتا ہوں کہ گو ناظرین کو قدرے تکلیف ہو لیکن اُن گالیوں کا تھوڑا سا نمونہ پیش کردوں تاکہ حنفی مصنفین کی تہذیب اُنکی رواداری اور اُنکی صلح جوئی اور اُنکی تعلیم کا اثر ظاہر ہو۔ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:۔

رأس المفسدین، غیر مقلدین۔ ملحدین۔ وہابی۔ نجدی۔ روباہ باز۔ حیلہ باز۔ دھوکہ باز۔ فریب باز

مکر باز۔ چھکہ باز۔ بہتان باز۔ افترا پرداز۔ مفسد فی الدین۔ مفرق بین المومنین۔ اغوائے خلق اللہ کرنیوالے۔ جہال۔ خبیث جلسوں والے۔ ناپاک کتابوں والے ناپاک رسالوں والے۔ ناپاک اخباروں والے۔ بیہودہ سعی کرنیوالے۔ ناپاک کوشش کرنیوالے۔ کذب بیانی کرنیوالے۔ بہتان وافترا کرنیوالے مسیلمہ کذاب کے استاد۔ مردود جلسوں والے۔ گندی اور ناپاک کتابوں رسالوں اور اخباروں والے۔ نامبارک نامسعود جلسوں والے۔ غیر مقلدیت، وہابیت، نجدیت، ناپاک در خبیث چیز ہے نجاست اور خباثت والے۔ کفار۔ بیدین۔ مرتدین۔ بے ایمان۔ غدار۔ مکار۔ بیرحم۔ سفاک۔ بیباک۔ ظالم شیطان۔ ملعون۔ مخرب دین وایمان شیطان الانس۔ اوبے ایمانو! دغابازو! غدارو! مکارو! حرام خورد اشراب کے نشہ میں لکھتے ہو۔ تم پر اربوں لعنت ہو۔ خناس۔ گھناونی کتابوں والے۔ لاعنہ۔ ان پر لعنت بھیجنا چاہیئے۔ تسویس تلبیس کرنیوالے پرساتی مینڈک۔ اپنی خباثت اور نجاست میں لپٹنے والے۔ لوگوں کو بہکانے اور گمراہ کرنیوالے۔ نجدیوں کے ایجنٹ اور دلال شیاطین الجن سے بڑھے ہوئے شیاطین الانس۔ چکمے اور ہیر پھیر کرنیوالے۔ لوگوں کو کافر بنانیوالے۔ ابناء الشیاطین جہنم کے طبقہ سافلہ میں داخل ہونیوالے۔ بدصحبت والے۔ ابن عبدالوہاب نجدی ملعون وہابی۔ لہابی۔ لامذہب۔ بدمذہب۔ عباد النفس۔ ہوا پرست۔ مفسد فی الارض شیطان ابن شیطان۔ ابن سعود نامسعود ملعون مردود۔ فرقہ محدثہ۔ اہل حدث۔ سب سے بڑا خبیث بلکہ اخبث۔ نمار دہ۔

یہ اور اس قسم کی بیسیوں اور گالیاں اور ان گالیوں کی تکرار پر تکرار کے بعد حنفی مصنف نے اس جماعت کا ایک بہت بڑا عیب تو یہ بتایا ہے کہ "یہ ڈاڑھیاں بڑھاتے ہیں" اس سے کم یہ کہ "یہ سر گھٹواتے ہیں" اس سے کم یہ کہ "پگڑی باندھتے ہیں"۔ اس کے بعد تمام حنفیوں کو دہائی دی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ "ہر ایماندار مسلمان کا فرض اولین ہے کہ ہر ممکن ذریعے اور طریقے سے ان ملاعنہ اور نمار دہ کے استیصال اور بیخ کنی کی مناسب فکر اور تدابیر سوچتا رہے"۔ اس کے بعد یہ حنفی عالم صاحب اپنے گروہ کو ایک اور ہدایت کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں "گھروں یا مسجدوں میں بیٹھ کر ان پر لعنت بھیجنا چاہیئے"۔ ان سب اوچھے اور ناکام حملوں کے بعد جس چیز پر خاص زور دیا ہے اور جو رسالہ کا موضوع ہے وہ بھی خود مصنف کی عبارت میں ملاحظہ ہو لکھتے ہیں "بس ان ہزاروں باتوں کا خلاصہ اور ماحصل یہ ہے کہ ہم لوگوں کو ان کفاروں غیر مقلدین۔ ملحدین۔ وہابی۔ نجدیوں کے

ایجنٹوں اور دلالوں کے جلسۂ خبیثہ۔ مردودہ۔ ملعونہ اور ان کی صحبتِ بد سے اپنے و نیز اپنی پیاری اولاد اور عوام برادرانِ احناف کو بچانے کی جان توڑ کوشش کرنی چاہیئے"

مقلد مولوی حنفی مسوی کے پورے رسالے کا ماحصل اُنکی تہذیب متانت اور مبلغ علم کا نمونہ یہ ہے جو ایک ٹریکٹ کی صورت میں چھپا ہے۔ اس لئے ہمیں اس رسالے کے جواب کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ نہ خیر سے مصنف علامہ نے اس میں کوئی دلیل وارد کی ہے۔ جس پر غور و خوض کی ضرورت ہو۔ ہمیں تو اسوقت صرف یہ دکھانا ہے کہ برادرانِ اہلحدیث خوش ہوں کہ اب ان کے مخالفین ان کا لوہا مان گئے۔ وہ بحث و مباحثہ سے دلائل و براہین سے تھک گئے۔ اب ان کی کوششوں کا مرکز دو چیزیں رہ گئیں۔ ایک تو گالیاں دینی۔ دوسرے لوگوں کو ہماری مجلس سے روکنا۔ ہمارے بیانات اونہیں نہ سننے دینا۔ ہماری کتابوں کے پڑھنے سے اخبارات و رسائل دیکھنے سے اُنہیں منع کرنا۔ یہانتک کہ حضرت مصنف صاحب لکھتے ہیں۔ "اگر غیر مقلدین، ملحدین۔ وہابی۔ نجدی قرآن و حدیث پکار پکار کر سُنائیں تو بھی اُن کے ناپاک منہ سے ہرگز ہرگز نہ سننا چاہیئے" اور لکھتے ہیں"۔ غیر مقلدین ملحدین وہابی نجدیوں کے جلسۂ خبیثہ مردودہ میں جانا اور ان کی گندی اور ناپاک کتابوں اور رسالوں اور اخباروں وغیرہ کا دیکھنا اور سُننا اور پڑھنا سخت گناہ اور قطعاً حرام ہے" گو ہمارے یہ مخالفین جانتے ہوں کہ ہمنے روک لگادی اچھا کیا۔ اُنہیں گالیاں دے لیں جی خوش کیا۔ اُن پر فتوے جڑ دئے حنفیت کی لاج رکھ لی۔ لیکن اس کی حقیقت معلوم ہے؟ اے جناب ہتھیلی اوچنی کرنے سے کہیں سورج کی روشنی چھپ سکتی ہے؟ آنکھیں بند کرنے سے کہیں چاند کی نورانیت میں فرق آسکتا ہے؟ کیا یہ واقعہ نہیں کَمَثَلِ زَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ الخ کی طرح خدا کے فضل سے جماعتِ اہلحدیث کی تعداد روز بروز ترقی پر ہے۔ کل جنہیں لوگ انگلیوں پر شمار کرتے تھے آج ان کی تعداد لاکھوں سے گذر کر کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔ آج ضلع کے ضلع ان سے پُر ہیں۔ ہر ہر جگہ خدا کے فضل سے ان کی زندہ جماعت موجود ہے۔ ان کی انجمنیں ان کی کانفرنسیں ان کے اخبار ان کے رسائل نے دُنیا کے طول و عرض کو گھیر لیا ہے یہانتک کہ خدا کے فضل سے آج حرمین شریفین کے خادم ہونے کا بھی انہی کو فخر حاصل ہے۔

حنفی دوستو آپ سے پہلے لوگوں نے بھی اہل حق کے مقابلے میں ان کند ہتھیاروں سے کام لینا چاہا۔ لیکن آپکی طرح اُنہیں بھی مایوسی کے ساتھ قبروں سے بغلگیر ہونا پڑا۔ وہ بھی کہتے

تھے لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ ہ یعنی اس قرآن کو نہ سنو! اور اس کے پڑھے جانے کے وقت شور و شغب برپا کرو۔ اسی سے تم غالب آسکتے ہو!۔

آہ! آج بھی جہاں قرآن و حدیث کے سنانیوالے کھڑے ہوتے ہیں وہاں یہ مرعوب صدائیں سنانے والے بھی آہی جاتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ حق بے اثر کبھی نہیں رہتا۔ اگر دس پانچ سنتے ہیں تو دو ایک راہِ راست بھی قبول کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اور کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر اب صرف لوگوں کے روکنے کے درپے ہو گئے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس آخری حیلہ میں بھی وہ ناکامیاب ہونگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ وہ زمانہ گیا۔ جب لوگ اپنے علماء کے قول کو وحی کا ہم پلہ جانتے تھے۔ وہ وقت گذر گیا جب لوگ ملاؤں کے ہاتھ میں کٹھ پتلیاں بنے ہوئے تھے۔ وہ سماں اب نہ رہا کہ ہر شخص بھیڑ بکری کی طرح گڈریے کے چلائے چلتا ہو۔ اب لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں وہ بھلے بُرے میں تمیز کرنے کے عادی بن گئے اور نیکی بدی کو پہچاننے لگے۔ نفع نقصان کا احساس کرنے لگے۔ کتاب و سنت کی نورانی صداؤں اور علماء کے قیاسات اور ان کی رایوں میں وہ فرق محسوس کرنے لگے۔ اب بہت مشکل ہے کہ وہ اپنی اس آزادی کو آپ کی ماتحتی میں قربان کر دیں۔

برادران! اس سے بڑھ کر بزدلی کیا ہو گی؟ کہ اپنی جماعت کو حق فرقے کی باتوں کے سننے سے روکا جائے اور انہیں اہلِ حق کی مجالس سے دور کیا جائے۔ اس سے بڑھ کر کمزوری عقائد کی کیا ہو گی؟ کہ خود اپنی کمزوری کو محسوس کر رہے ہیں کہ یہ وہاں گئے اور وہیں کے ہو رہے آپکے عقائد کیا ہوئے گویا کچے سوت کا دھاگہ ہوئے یا مکڑی کا جالا جو خفیف سی حرکت میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ بچہ عقائد والی جماعت اہلحدیث کو دیکھیے جو علی الاعلان پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ مقابلے میں آؤ، سنو! اور سناؤ! اور حق کو قبول کرو۔ آبائی رسم و رواج کی زنجیروں اور کورانہ تقلید کی دلدل میں نہ پھنسے رہو۔ آؤ! اعتراض کرو اور جواب سنو! ہمارے اعتراض سنو اور جواب دو! ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔ ؎

سینے کو چمن بنائیں گے ہم ٭ گل کھائینگے گل کھلائینگے ہم

اصل بات یہ ہے کہ ان مولویوں نے اپنے ان مریدوں کو یہ کہہ کہہ کر بھڑکا رکھا ہے کہ جماعتِ اہلِ حدیث بزرگوں کو نہیں مانتی۔ اولیاؤں کی منکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کرتی ہے۔ اماموں کو بُرا بھلا کہتی ہے شفاعت سے

معجزوں سے کرامات سے منکر ہے، درود شریف نہیں پڑھتی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اب یہ مارے خوف کے سہمے جارہے ہیں کہ اگر ان مریدین میں کا کوئی اہلحدیث کے جلسہ میں چلا گیا تو وہاں جاکر وہ سنیگا کہ اہلحدیث کا جو عالم اٹھتا ہے وہ بزرگوں کے نام تک ادب سے لیتا ہے۔ اولیاء اللہ کی برابر تعریفیں کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنائیں مزے لے لے کر بیان کرتا ہے۔ حضورؐ کے ارشادات کے سوا اور کسی سے تمسک ہی نہیں کرتا۔ آپکی محبت کو جزو ایمان ہی نہیں بلکہ اصل ایمان جانتا ہے۔ اماموں کی عزت کرتا ہے۔ ان کے پاکیزہ کلمات کو جو حدیث کے خلاف نہ ہوں سر آنکھوں پر رکھتا ہے۔ شفاعت کا معجزات کا۔ کرامات کا قائل ہی نہیں بلکہ ثبت ہے۔ درود شریف ایک دو دفعہ نہیں بلکہ جب کبھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتا ہے پڑھتا ہے تو ہماری برسوں کی محنت خاک میں ملجائیگی۔ اہلحدیث کے خلاف جو بہتان اور شرمناک افترا پردازیاں ہمنے کی تھیں سب برباد ہوجائیں گی۔ جب یہ نفرت وحقارت کے جذبات اس کے دل سے دور ہوگئے تو کون مسلمان ہے جو کلام رسولؐ کو کلام ائمہؒ کے ماتحت کردینا پسند کرے؟ کون ہے جو آئمہ کی رائے قیاس کو فرمان رسولؐ کا مرتبہ دے؟ کون ہے جو تقلید شخصی کو اتباع نبویؐ پر مقدم کرے؟ اور جب اس کی طرف بھی وہ مائل ہوگیا تو اب بدعات وشرکیات اس پر واضح ہوجائینگے وہ ان سب سے تائب ہوجائیگا۔ خدا کی عبادت اور صرف اسی کی عبادت۔ رسول اللہؐ کی اطاعت اور صرف آپ ہی کی اتباع پر جم جائیگا۔ اور یہی اہلحدیث محمدی ہونا ہے۔ ہم محمدیوں کا تو یہ مذہب ہے

ع هَجَرْتُ الْخَلْقَ طُرًّا فِي هَوَاكَا ؛ وَأَيْتَمْتُ الْعِيَالَ لِكَيْ أَرَاكَا
فَلَوْ قَطَّعْتَنِي فِي الْحُبِّ إِرْبًا ؛ لَمَا حَنَّ الْفُؤَادُ إِلَى سِوَاكَا

یعنی ہمنے تو تمام مخلوق کو حب نبیؐ میں چھوڑ دیا۔ آپکی خوشنودی کیلئے عیال کو یتیم کردیا۔ اگر ہمارے جسم کے ٹکڑے بھی اڑادئے جائیں تو بھی یہ دل کسی اور کی طرف نہیں جھک سکتا۔

حنفی دوستو! خدا لگتی کہنا کیا کبھی ان علمائے آپ کو ناٹک سے۔ ناچ سے۔ باجے سے زناکاری سے۔ نماز روزہ چھوڑنے سے بھی اس طرح روکا ہے؟ کیا کبھی انہوں نے بے نمازوں شرابیوں زناکاروں بداطوار لوگوں کی صحبت سے بھی اسی طرح زور دیکر روکا ہے؟ تعجب ہے! کہ بے نماز تو اچھے مگر نمازی رفع الیدین کرنیوالے برے۔ گیت وباجہ وناچ اور تماشہ ہارمونیم اور طبلہ سننے میں ہرج نہیں مگر قرآن وحدیث سننے میں عار۔ تینتیس کروڑ خدا پوجنے والے

ہر کنار کو شنکر جانے والے ہندو اگر راستے میں ملجائیں تو علیک سلیک ہو۔ مزاج پرسی ہو۔ بال بچوں کی خیریت دریافت ہو۔ کام کاج کا حال پوچھا جائے لیکن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے والے۔ کعبہ کو قبلہ ماننے والے۔ قرآن کو کتاب اللہ کہنے والے اہلحدیث کی صحبت سے بھی لوگوں کو روکا جائے۔ اے مولویو! اور درویشو! منصفو! اور عالمو! خیال تو کرو کہ اہلحدیث کی عداوت نے تمہیں قرآن وحدیث کا بھی دشمن بنا دیا۔ آج تم اپنے رسائل میں صاف لکھ چکے کہ گو یہ لوگ قرآن وحدیث پکار پکار کر بھی سنائیں تو بھی نہ سننا چاہیئے۔ دوستو! غور کرو بس یہی قصور اہلحدیث کا ہے کہ وہ قرآن وحدیث سناتے ہیں۔ اگر مثنوی مولوی روم سناتے اگر فسانے اور قصے سناتے۔ اگر من گھڑت کرامات کے لمبے چوڑے بیانات سناتے تو دل خوش ہوجاتا شوق سے جاتے۔ دوڑ دوڑ کر شامل ہوتے۔ لیکن اللہ واحد کا ذکر صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام دل پر چوٹ مارتا ہے۔ طبیعت کو نہیں لگتا۔ جی اُکتاتا ہے۔ دم اُلٹتا ہے۔ سانس پھولتا ہے۔ چہرے پر شکنیں پڑتی ہیں آنکھوں تلے اندھیریاں آجاتی ہیں۔ پاؤں تلے سے زمین نکل جاتی ہے۔ رُوح گھٹنے لگتی ہے۔ اور اہلحدیث کا یہ حال ہے کہ ؎

علمے کہ نہ ماخوذ ز مشکوٰۃ نبی است ؛ واللہ کہ سیرابی ازاں تشنہ لبی است

اے حنفی مذہب علماء کرام! کیا زمانے کی ٹھوکروں نے پے در پے شکستوں نے ابھی تک آپ کو یہ اطمینان نہیں دلایا کہ آپ جماعت اہلحدیث کی ترقی کو کسی طرح نہیں روک سکتے؟ آپ کے یہ تمام کام آج دنیا پر روشن ہوگئے۔ اب دنیا اہلحدیث سے واقف ہو چکی، ان کی بدعقیدگی کے غلط افسانے الاپنے اب چھوڑ دو۔ ان پر تہمتیں باندھنے سے اب باز آؤ۔ اور جس حق پر اور جس قرآن وحدیث پر جس توحید وسنت پر اور جس کلام اللہ اور کلام الرسول پر چلکر وہ آج دنیا پر سبقت کر رہے ہیں تم بھی اُس پر چلو ؎

صلائے عام ہے تشریف لائے جس کا جی چاہے
طریق حق پہ چلکر حظ اُٹھائے جس کا جی چاہے "محمد"

اطلاع: ۔ اہلحدیث جماعت کا کل مذہب صحیح طور پر اگر معلوم کرنا ہو اور جو تہمتیں ان پر تراشی جاتی ہیں اُنکا ازالہ کرنا ہو تو مولانا محمد صاحب بدظلہ کی تصنیف کتاب "عقیدۂ محمدی" ملاحظہ فرمایئے قیمت ایک آنہ تقسیم کرنیوالوں کو تین روپے کی ایکسو۔ پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی دہلی۔

بِسْمِ اللّٰہِ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

تَعْوِیْذُ الْمُحَمَّدِیَّیْنَ مِنْ شَرِّ الْمُبْتَدِعِیْنَ

انہی حضرت کا ایک اور رسالہ ہے جس کا نام جناب نے "نظری دھوکہ مع عقلی دھوکہ" رکھا ہے۔ نام کیا ہے؟ گویا آئینہ ہے اس نام ہی سے ظاہر ہے کہ رسالہ کا مضمون کیا ہوگا یعنی سواد دھوکہ بازی کے اس رسالے میں کچھ نہیں حسبِ عادت اس میں بھی گالیوں کی بوچھاڑ ہے۔ اسکے بعد احمدیت کی لمبی ڈاڑھیوں کم مونچھوں پیشانی کے نماز کے نشان قَالَ اللّٰہُ وَقَالَ الرَّسُوْلُ کے وعظوں پر مضحکہ اڑایا ہے کبھی لمبی ڈاڑھیوں کو حد شرع سے متجاوز قرار دیا ہے کہیں عمامے کو ٹوکری سے مشابہت دی ہے کہیں پیشانی کے عبادت کے نشان کو اونٹ کے زانو کا گھٹہ بتایا ہے کہیں قَالَ اللّٰہُ قَالَ الرَّسُوْلُ کو جو فروشی گندم نمائی بتایا ہے۔ انہیں ان فرقوں میں شمار کیا ہے جن کو بہتر فرقوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنمی بتلایا ہے اور پھر غصہ میں آن کر صدا پر انہیں مطلق العنان سرسر دھوکہ باز جعلساز فریب باز حیلہ ساز۔ دغاباز مفتری مکار۔ کھائے ہوئے شیطان علیہ اللعن وغیرہ لکھا ہے ؎

آج کیوں ہچکیاں آئیں دلِ ناشاد مجھے ؎ شاید اس شوخ نے بھولے سے کیا یاد مجھے

چونکہ خیر سے جناب نے ایک حدیث وارد کی ہے۔ اور اس کا بر امصداق ہمیں بنا کر جہنمی قرار دیا ہے۔ اور بھلا مصداق خود بنکر اپنے تئیں جنتی قرار دیا ہے۔ اسلئے میں اس حدیث کی نسبت کچھ گذارش کردوں۔ حدیث شریف میں ہے۔ بنی اسرائیل کے بہتر فرقے ہوگئے اور میری اُمت کے تہتر فرقے ہوجائینگے۔ کل کے کل جہنمی ہیں سوائے ایک جماعت کے صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ وہ کونسی جماعت ہے؟ آپنے فرمایا مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ یعنی وہ جو اس چیز پر قائم ہو جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب (ترمذی)

یہ تو ظاہر ہے کہ آج اس فرقت کیوقت ہر فرقہ اپنے تئیں ناجی اور دوسرے فرقوں کو ناری بتلاتا ہے۔ لیکن اگر دیانتداری کیساتھ خود اس حدیث کے الفاظ کو غور سے دیکھا جائے تو معاملہ صاف ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحابہؓ رسولؐ کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اُس فرقہ کی تعیین خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کرالی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے لفظوں میں فرمادیا کہ ناجی فرقہ وہ ہے جو اس چیز پر ہو جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ حنفی دوستو! تمہیں تمہارے پروردگار کی قسم! سچ بتاؤ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ ان چاروں اماموں میں سے کسی ایک کے

مقلد تھے؟ اس کا جواب ایک اور صرف ایک ہی ہے کہ نہ تھے کیونکہ یہ چاروں بزرگ امام حضورؐ کے برسوں بعد تولد ہوئے۔ امام ابوحنیفہؒ ۸۰ھ میں امام مالکؒ ۹۳ھ میں امام شافعیؒ ۱۵۰ھ میں امام احمدؒ ۱۶۴ھ میں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ پس ان چاروں بزرگوں میں سے ایک بھی نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے نہ آپؐ سے پہلے۔ اور جب یہ بزرگ خود نہ تھے تو ان کی تقلید اور ان کے مقلد کہاں سے ہونگے؟ باپ سے بڑا بیٹا نہیں ہوسکتا۔ ساتھ ہی ساتھ اے حنفی دوستو! خدا کی قسم کھا کر یہ بھی کہدو اور انصاف سے کہدو کہ ایسی چیز جسکے عامل خود رسول کریمؐ ہوں اور آپ کے جملہ صحابہؓ ہوں وہ سوائے قرآن وحدیث کے اور کیا تھی؟ اس زمانے میں جس زمانے میں خدا کے رسول رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود موجود ہیں۔ سوا آپکے فرمان اور خداوند جل وعلا کے کلام کے اور کس چیز کی تابعداری ہوتی ہوگی؟ ظاہر بات ہے کہ تقلید شخصی معین امام کی ان چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی اسوقت موجود ہی نہ تھی اور تعامل صحابہ کا اور خود حضورؐ کا کلام اللہ اور کلام الرسول تھا۔ اب حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ فرقت اور اختلاف امت کیوقت بھی تہتر گروہوں میں سے ایک ہی راہ راست پر ہوگا اور وہی ناجی ہوگا اور وہ وہ ہوگا جس کا مدار عمل اس پر ہو جس پر میرا اور میرے اصحاب کا ہے۔ اب تو ایک اور ایک دو کیطرح معاملہ صاف ہوگیا کہ جس فرقہ نے ان دو چیزوں کے سوا کسی تیسری چیز کو بھی مدار عمل ٹھیرایا ہو وہ اس نیک مصداق کا اہل نہیں ہے بحمداللہ جماعت اہلحدیث صرف انہی دو چیزوں پر عامل اور قائم ہے نہ تیسری چیز کی ضرورت دین میں تھی نہ انہیں محسوس ہوئی نہ انہوں نے تیسری ہستی ٹٹولی۔ آپ اپنی حالت دیکھئے کہ اسی رسالہ کے ص۱۱ میں آپ لکھ آئے ہیں کہ "صرف تقلید شخصی ہی ایک ایسی ضروری اور لابدی اور پاک اور سنہری چیز ہے کہ جس کا کرنا ہر جاہل اور عالم و محدث و مجتہد پر فرض ہے"۔ بلکہ لکھتے ہیں کہ "جو فرقہ اس کے برخلاف ہو (یعنی تقلید نہ کرتا ہو) وہ مردود۔ بدعتی دوزخی اور گمراہ ہے"۔ یہ چیز جسے آپ آج فرض مانے بیٹھے ہیں اور اسکے ترک کو گویا ترک اسلام جانتے ہیں۔ اسکی فرضیت تو ایک طرف یہ چیز ہی بذات خود حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی اسلئے اہلحدیث اسکے قائل نہیں وہ قرآن پاک کو کافی اور حدیث رسولؐ کو وافی جانتے ہیں آپ گو دوسروں کی باتوں کو ٹٹولیں اور ان سے دل بہلائیں لیکن اہلحدیث کی زبانوں پر تو یہ پاک ترانہ چڑھا ہوا ہے ؎

ما بلبلیم نالاں گلزار ما محمدؐ ؛ ما نرگسیم حیراں دیدار ما محمدؐ
قمری بہ سرو نازد بلبل بہ گل فریبد ؛ ما عاشقیم بیجاں دلدار ما محمدؐ

گو اس صاف اور بے لوث مختصر سی بحث کے بعد اب کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہی۔ تاہم آیئے میں آپکو اس ناجی اور حنفی جماعت کے اور اوصاف بھی حدیث شریف سے سناؤں۔ مسند احمد میں اس جماعت کا ایک وصف اللہ کے رسول نے یہ بھی بیان فرمایا ہے اَلنُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ یعنے یہ جماعت بہت سے قبائل میں سے نکلی ہوئی ہوگی یعنی کسی قبیلے کے چند کسی اور قبیلے کے چند اسیطرح مختلف قبائل کے تھوڑے تھوڑے لوگ ہونگے۔ امام ابوبکر آجری نے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ اِذَا فَسَدَ النَّاسُ یعنے لوگوں کے بگڑ جانے کیوقت اصلاح میں لگے ہونگے۔ ایک اور حدیث میں ہے اَلَّذِیْنَ یَفِرُّوْنَ بِدِیْنِهِمْ مِنَ الْفِتَنِ یہ وہ لوگ ہونگے جو اپنے دین کو لیکر فتنوں سے الگ ہو جائینگے ترمذی کی حدیث میں ہے اَلَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ سُنَّتِیْ یعنی یہ لوگ میری اون سُنّتوں کی اصلاح کرینگے جنہیں لوگ بگاڑ دیں مسند احمد کی حدیث میں ہے قَوْمٌ قَلِیْلٌ فِی النَّاسِ سُوْءٌ کَثِیْرٌ مَنْ یَعْصِیْهِمْ اَکْثَرُ مِمَّنْ یُطِیْعُهُمْ یعنے یہ لوگ بہت تھوڑے ہونگے اور بُرے لوگ انکے مقابلے میں بکثرت ہونگے۔ انکی نہ ماننے والوں کی تعداد انکی ماننے والوں سے بہت زیادہ ہوگی۔ صحیح بخاری صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰی ذَالِكَ یعنے میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر پر قائم ہی رہیگی۔ انکے دشمن انہیں نقصان نہ پہنچا سکینگے۔ نہ انکے مخالف انکا کچھ بگاڑ سکیں گے قیامت قائم ہونے تک یہ اسی پر قائم رہینگے۔ طبرانی کی ایک لمبی حدیث میں اس جماعت کا وصف یہ بیان ہوا ہے کہ وہ بہت تھوڑے ہونگے۔ لوگوں کی نظروں میں حقیر و ذلیل ہونگے۔ بھلائی کے حکموں اور بُرائی سے روکنے پر انہیں ڈانٹا ڈپٹا جائیگا۔ بُرا بھلا کہا جائیگا۔ ہنکایا اور دھتکارا جائیگا۔ یہ بیچارے اپنے اعوان اور انصار بھی نہ پائینگے۔ اور ایک اصلی وصف آپ اوپر کی حدیث میں ابھی پڑھ آئے ہیں کہ وہ قرآن و حدیث ہی پر عامل ہونگے اور اسی پر مدار عمل رکھیں گے۔

برادران! اب دیکھ جایئے کہ یہ اوصاف کس جماعت میں خدا کے فضل سے جمع ہیں؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ اہلحدیث ہر قبیلے۔ ہر خاندان اور ہر قوم سے نکلے ہوئے ہیں؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ رسولؐ خدا کی سنتوں سے لوگ چڑھنے لگے ہیں اور یہ غربا اُن پر عامل ہیں؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ جماعت اہلحدیث اپنے دین کی حفاظت کی خاطر سب سے الگ تھلگ ہے بلکہ اپنے گھر بار کو بھی بعض مرتبہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ رسولؐ خدا کی سنتوں کی اصلاح میں یہ ہمیشہ مشغول ہیں؟ کیا یہ بالکل واقعہ نہیں کہ اُنکی تعداد آپ مقلدین کے مقابلے میں بالکل کم ہے؟ کیا یہ وصف انمیں نمایاں نہیں کہ انکی باتوں کے

مانے والے کم ہیں اور نہ ماننے والے بہت ہیں یہانتک کہ آپ جیسے حضرات تو انکی صحبت سے ان کی مجلس سے بھی بندگان خدا کو روکتے ہیں؟ کیا یہ بالکل درست نہیں کہ آپ ہزاروں چالاکیاں ان کی نقصان رسانی کی کرتے ہیں؟ مگر ناکامیاب رہتے ہیں؟ کیا یہ راست نہیں کہ مخالفین کی مخالفت انہیں ضرر نہیں پہنچا رہی؟ کیا یہ حسب حال نہیں کہ آپ جیسوں کی نظروں میں وہ حقیر و ذلیل ہیں؟ کیا آپ جیسے حضرات قرآن و حدیث سُنانے اور اس پر عمل کرنیکی وجہ سے انہیں نہیں ڈانٹتے ڈپٹتے؟ بلکہ اگر ممکن ہو تو مار پیٹ اور مقدمہ بازی تک نہیں گزرتے؟ آہ! بیسیوں ایسے مظلوم اہلحدیث بھی ہیں جو آپکے ہاتھوں شہید کر دئے گئے سینکڑوں ایسے اہلحدیث بھی ہیں جو آپکے ہاتھوں جان سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ ہزاروں ایسے بھی ہیں جن پر آپکے مقدمات اور وہ بھی غلط قائم ہیں۔ بال بچوں میں وہ نہیں بیٹھ سکتے۔ سوسائٹیوں سے وہ علیحدہ ہیں۔ برادری سے انہیں خارج کیا گیا ہے۔ بول چال ان سے ترک ہے۔ وہ بیکس ہیں بے بس ہیں مجبور ہیں۔ لاچار ہیں۔ سقے اور بھنگی اُن سے روک لئے گئے ہیں۔ ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا گیا ہے۔ شادی بیاہ لین دین اُن سے بند ہے۔ انکی لڑکیاں ہیں جنہیں برادری میں بر نہیں ملتا۔ انکے لڑکے ہیں جو برادری میں قبول نہیں کئے جاتے۔ انکی تجارتوں کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ انکے کسب معاش کو بند کرنیکی فکریں ہو رہی ہیں۔ محض اونچی آمین کہنے پر انکے سر پھوڑ دئے گئے ہیں۔ اُن پر مسجدیں بند کر دی گئی ہیں۔ راہ چلتے اُن پر آوازے کسے جاتے ہیں۔ ان کی پگڑیاں اُڑائی جاتی ہیں انہیں بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔ انکی ڈاڑھیاں نوچی جاتی ہیں بیعزتی کیجا رہی ہے۔ غرض تم جیسوں کے ہاتھوں انہیں دُنیا کے تمام مصائب پہنچ رہے ہیں۔ لیکن وہ سوائے صبر و شکر کے کچھ نہیں کرتے ہاں کبھی کبھی دُکھے دل کی آہ کا دھواں منہ سے نکل کر یہ الفاظ درگاہ باری میں پیش کر دیتا ہے ؎

بجرم عشق تو ام می کُشند و غوغائیست ؛ تو نیز بر سر بام آ عجب تماشائیست

خداوندا! صرف تیرے اور تیرے حبیب کے عشق کے جرم کی پاداش میں یہ لوگ میری بربادی کے خواہاں ہیں اور سمٹ کر چوطرف سے مجھے مصیبتوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ پروردگار! ایک نظر تو میری اور انکی طرف دیکھ لے تاکہ میری تکلیفیں میرے لئے راحت اور انکے مظالم انکے لئے سبب عذاب بن جائیں؛ ہاں اس ناجی فرقے کی آج وہی حالت ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے يَقُوْلُ هٰذَا هَلُمَّ اِلَيَّ وَيَقُوْلُ هٰذَا هَلُمَّ اِلَيَّ فَيَقُوْلُ لَا اُرِيْدُ اِلَّا سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی ہر گروہ انہیں اپنی اپنی طرف بُلا رہا ہے لیکن یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم صرف سُنّتِ محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کا قصد رکھتے ہیں ہمارا مقصود بجز ازیں کچھ بھی نہیں۔ بشیر خدا اس جماعت کی نسبت فرماتے ہیں اُولٰئِکَ واللّٰہِ الْاَقَلُّوْنَ عَدَدًا وَالْاَعْظَمُوْنَ قَدْرًا ..... اُولٰئِکَ خُلَفَاءُ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ وَاللّٰہُ عَاۃٌ اِلٰی دِیْنِہٖ خدا کی قسم دنیا میں انکی تعداد کم ہے لیکن اللہ کے نزدیک انکی قدر عزت زیادہ وربہت بڑی ہے.... یہ لوگ زمین میں خدا کے خلیفہ ہیں یہ جماعت خدا کے دین کیطرف اوروں کو دعوت دینے والی ہے۔

ہاں اہلحدیث بھائیو! اے محمدیو! اے سچے سنت اور جماعت والو! ان دنیاوی تکلیفوں کی پرواہ نہ کرو! سنو، سنو! تمہیں اللہ کے رسول تمہارے پیارے پیغمبر کیا بشارت سناتے ہیں فرماتے ہیں۔ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ (بیہقی) یعنی جس نے اُسوقت میری سنتوں کو مضبوطی کیساتھ پکڑا جس وقت میری اُمت نے اُنہیں چھوڑ رکھا ہو اُسے سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ ہاں اور سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں خوشخبری سناتے ہیں کہ تم میں سے ایک ایک کو اگلے لوگوں میں سے پچاس پچاس کے برابر ثواب ملیگا۔ ایک اور حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ مِنْ عِبَادِہِ الْاَخْفِیَاءَ الْاَتْقِیَاءَ الَّذِیْنَ اِذَا حَضَرُوْا لَمْ یُعْرَفُوْا وَاِذَا غَابُوْا لَمْ یُفْتَقَدُوْا اُولٰئِکَ اَئِمَّۃُ الْھُدٰی وَمَصَابِیْحُ الْعِلْمِ یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل کے محبوب وہ بندے ہیں جو (لوگونکی نظروں میں عزت کیساتھ) ظاہر نہیں (بلکہ انکی بزرگیاں عام نگاہوں سے پوشیدہ ہیں) وہ اگر آجائیں تو کوئی قدر نہ کی جائے وہ اگر نہ آئیں تو کچھ پوچھ گچھ نہ ہو (یعنی عام لوگوں کی نگاہ میں انکی کوئی وقعت بوجہ عمل سنت کے نہیں) یہی لوگ ہدایت کے پیشوا ہیں۔ یہی لوگ علم کے چراغ ہیں۔ ہاں انہیں دیندار متبع سنت برادریوں سے خارج کئے ہوئے حدیث و قرآن کو مضبوط پکڑنیوالوں کی نسبت حضور فرماتے ہیں۔ یُحْشَرُ الْمَرْءُ مَعَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ (خرج الامام احمد والطبرانی) یعنی اللہ تعالیٰ انہیں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کیساتھ قیامت کے روز اٹھائیگا۔

محمدی دوستو! ایک بشارت اور بھی سن لو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ (ترمذی) یعنی میری سنتوں سے محبت رکھنے والا مجھ سے محبت رکھنے والا ہے اور مجھ سے محبت رکھنے والا جنت میں بھی میرے ہمراہ ہوگا۔ (ترمذی)

سنو! تمہارے ہاتھوں میں تمہارے نبی تمہارے حق پر ہونے کی سند اور تمہاری نجات کا تمغہ اور تمہاری حقانیت کا سارٹیفکیٹ دیتے ہیں فرماتے ہیں تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ (موطا مالک) یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے جب تک ان دونوں کو مضبوطی کیساتھ تھامے رہوگے (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ۔

کہو مولوی مئوی حنفی "نظری دھوکہ اور عقلی دھوکہ" لکھنے والو! یہ اوصاف کن میں ہیں؟

اسکے بعد "نظری دھوکہ اور عقلی دھوکہ" والے مولوی صاحب نے تقلید شخصی کے ثبوت میں ایک بہت بڑی دلیل کئی صفحوں تک یہ قائم کی ہے کہ دُنیا کے ہر خطے میں مقلد ہیں بڑے بڑے بادشاہ مقلد ہیں اور مقلد ہوئے مشرق و مغرب مقلدوں سے پُر ہے اُنکی تعداد بہت بڑی ہے۔ مجھے اسکے جواب میں صرف یہی کہدینا کافی ہے کہ جس حدیث کو جناب نے تھوڑی دُور پہلے اپنی کتاب میں نقل کی ہے اُسپر دوبارہ نظر ڈال جائیے جسمیں ہے کہ بہتّر گروہ گمراہ اور ناری ہونگے اور ایک راہِ راست پر اور ناجی ہوگا پھر انصاف سے فرمائیے کہ بہتّر تعداد میں زیادہ ہے یا ایک؟ بھلا ایک کی ہستی ہی بہتّر کے مقابلے میں کیا ہے؟ تعداد کا زیادہ ہونا بادشاہوں کا اس مسلک پر ہونا کوئی بھلائی کی دلیل نہیں۔ کیا قرآن میں آپنے نہیں پڑھا قَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ یعنے میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں۔ کیا ابھی اوپر کی حدیث پر آپکی نگاہ نہیں پڑی کہ آخر زمانے میں حق والونکی ایک صفت یہ بھی ہوگی کہ قَوْمٌ قَلِيلٌ فِي نَاسٍ سُوءٍ كَثِيرٍ الخ یعنے وہ بہت تھوڑے لوگ ہونگے اور اُنکے سوا اور لوگ بہت زیادہ ہونگے۔ ذرا ایمانداری سے فرمائیگا کہ بدر کی لڑائی والے دن مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی یا اُنکے مخالفین کی؟ کربلا کے میدان میں لشکرِ امام زیادہ تھا یا کوفیوں کی فوج زیادہ تھی؟ غرض تعداد کی زیادتی پر فخر کرنا اور اسے دلیلِ حقانیت سمجھنا سُوءِ تدبّر ہے۔

زاں بعد مصنف صاحب نے "نظری دھوکے اور عقلی دھوکے" میں ایک کمال کر دکھایا ہے خواہ کوئی اور مانے یا نہ مانے لیکن میں تو مانتا ہوں کہ اس دھوکے میں مصنف صاحب کمال کر گئے۔ آپنے علامہ طحطاوی کی ایک عبارت نقل کی ہے اسکے ترجمے میں اوّلاً تو کتاب کو اسم بامسمّٰی بنانیکی پوری کوشش کی ہے زاں بعد آنکھیں بند کرکے اُس سیدھی عبارت کو اسبات پڑھا لا ہے کہ مُقلدین ناجی فرقہ ہے اور اہلحدیث ناری۔ حالانکہ نہ تو علامہ کا قول حجتِ شرعی ہے نہ علامہ طحطاوی کی عبارت کا یہ مطلب ہے۔ علامہ موصوف جل اللہ جس کو مضبوط پکڑنے اور اختلاف نکرنیکا خداوندی حکم ہے اُسکی تفسیر کرتے ہیں کہ اس سے مراد جماعت ہے۔ اَلْمُرَادُ مِنْ حَبْلِ اللّٰهِ الْجَمَاعَةُ اور جماعت سے مراد اہلِ فقہ اور اہلِ علم ہیں وَالْمُرَادُ مِنَ الْجَمَاعَةِ..... اَهْلُ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ اور اہلِ فقہ اور اہلِ علم وہ لوگ ہیں جو مجتہد ہیں جو سنتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سنتِ خلفاء الراشدین کو مضبوط پکڑنیوالے ہیں هُمُ الْمُجْتَهِدُونَ الْمُتَمَسِّكُونَ بِسُنَّةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِسُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ بَعْدَهُ اے علم رکھنے والو! اور اے علم کی بات سمجھنے کی قدرت رکھنے والو! اب حدِ اوسط کو حذف کرکے دیکھو کہ کیا نتیجہ نکلا؟ جل اللہ سے مراد جماعت اور جماعت سے مراد اہلِ علم و فقہ تو جل اللہ سے مراد اہلِ علم و فقہ اور اہلِ علم و فقہ سے مراد مجتہدین عاملین سنتِ پیغمبرؐ و سُنّتِ خلفاءِ راشدین تو جل اللہ سے مراد مجتہدین عاملین سنتِ پیغمبرؐ اور سُنّتِ خلفاءِ اربعہ ہوئے۔ علامہ طحطاوی انہیں فرقۂ ناجیہ قرار دیتے ہیں یعنی جو لوگ اجتہاد و

کوشش کرکے سنّتِ رسولؐ حدیثِ پیغمبر کے بطریق خلفاء راشدین عامل و متمسک ہوں اور وہ بحمداللہ اہلحدیث ہیں محمدی ہیں جو خلفائے اربعہ کی طرح بغیر کسی دوسرے کی تقلید کے پھندے کے نفسِ سنّتِ رسولؐ خاص حدیث پیغمبرؐ پر عمل کرنیوالے اور اسی کو دین سمجھکر مضبوطی کیساتھ پکڑنیوالے ہیں بھلا غریب مقلد کو حدیث سے کیا سروکار؟ تقلید کے ہوتے ہوئے اجتہاد کہاں میسّر؟ بلکہ علم و سمجھ سے بھی کیا کام؟ اسکا تو دین و ایمان یہ ہے کہ کہدے هٰذَا الْحُكْمُ وَاقِعٌ عِنْدِیْ لِاَنَّهٗ اَدّٰی اِلَیْهِ رَأْیُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ یعنی میرے نزدیک یہ مسئلہ اسی طرح ہے اسلئے کہ میرے امام کی رائے یہی ہے گو یہ مسئلہ اپنی جگہ کتبِ اصولِ فقہ میں کھلے لفظوں میں موجود ہے تاہم خود مصنف صاحب نے بھی اپنی اسی کتاب میں صـ۲۹ پر لکھا ہے "کسی غیر کے قول کو بلا دلیل مان کر اسپر عمل کرنیکو تقلید کہتے ہیں" جب تقلید کے مفہوم اور معنی میں بلا دلیل قولِ امام کو مان لینا ہے تو مقلد کو دلیل یعنی قرآن و حدیث سے کیا سروکار رہا؟ اور علامہ طحطاوی اُس فرقہ کو ناجی بتلاتے ہیں جو حدیثِ رسول اللہؐ پر تمسک کرنیوالا ہو؟ اب فرمائیے کہ علامہ موصوف کے نزدیک ناجی فرقہ اہلحدیث کا ہے یا مقلدین کا؟ پھر علامہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہ خلفاء راشدین کی روش پر ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ حضرات اس تعریف سے بھی مستثنیٰ ہیں کیونکہ خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم کا طریقہ مقلدانہ تھا۔ بلکہ اوپر کے بیان سے ثابت ہو چکا ہے کہ اُن پاک زمانوں میں دُنیا میں تقلید کا وجود ہی نہ تھا پھر اتنی صاف عبارت کو اپنے مطلب کے سانچے میں ڈھالنا اور خود غرضی کا قالب پہنانا نظری اور عقلی دھوکے ہیں کمال کر جاتا نہیں تو اور کیا ہے؟ مولانا اگر آپ مہربانی فرماکر ذرا غور و تأمل سے اس عبارت کو دیکھتے تو یقیناً اتنی بڑی بھاری غلطی نہ کرتے ؎

حجاب کم ہو تو ملنے کی دل کو راہ ملے ٭ اٹھا دو آنکھ کا پردہ ذرا نگاہ ملے

اب رہا علامہ طحطاوی کا یہ فرمان کہ وَهٰذِهِ الطَّائِفَةُ النَّاجِيَةُ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْيَوْمَ فِيْ مَذَاهِبَ اَرْبَعَةٍ یعنی یہ ناجی گروہ آج چار مذہبوں میں جمع ہو گیا ہے اور پھر یہ فرمانا وَمَنْ كَانَ خَارِجًا عَنْ هٰذِهِ الْاَرْبَعَةِ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ یعنی اس زمانہ میں جو ان چاروں کے باہر ہو وہ بدعتی ہے اور جہنمی ہے اسکا مطلب جو صاحبِ کتاب نے امام واحد معیّن کی تقلید کرنیوالا گروہ سمجھا ہے۔ یہ بھی اُنکی خوش فہمی ہے۔ علامہ تو ان چاروں میں رہنے اور ان چاروں سے الگ نہ رہنے کو فرماتے ہیں۔ جو مقلد ہیں کسی امام واحد معیّن کے وہ چاروں میں نہیں ہیں بلکہ چار میں سے ایک میں ہیں اسلئے وہ اس تعریف کے مستحق بھی کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ علیٰ ہذا القیاس اہلحدیث جو علی التعیین چاروں کی مانتے ہیں اور واحد معیّن کی ماننا ضروری نہیں جانتے وہ چاروں سے من حیث المجموع الگ نہیں ہیں۔ لہٰذا بدعتی اور ناری ہونیکے مستحق اس تحریر کی رُو سے بھی وہ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ پس علامہ کے

اس فرمان کی رُو سے چاروں مذہبوں پر مجموعی طور سے عمل کرنیوالے حضرات اہلحدیث محمدی بحمداللہ ناجی فرقہ ہیں۔ اور ایک مذہب معین پر جزم کرتین پر سے عمل اُٹھا دینے والے جو حقیقتاً چاروں مذہبوں پر ایکساتھ عمل نہ کرنیوالے ہیں وہ بقول علامہ طحطاوی بدعتی اور ناری ہیں۔ میں اپنی مندرجہ بالا تحریر کو عام کرنیکے لئے ایک مثال دیکر سمجھاؤں۔ مثلاً ایک روپیہ ہو اسکے چار حصے کئے چوتھی ہر حصہ میں آئی۔ ایک شخص کہتا ہو جو ان چاروں پر قبضہ رکھے وہ پورے روپے کا مالک ہو اور جو ان چاروں پر قبضہ نہ رکھے وہ روپے کا مالک نہیں۔ ایک شخص آتا ہو اور وہ چاروں کونوں کے چاروں حصوں پر اپنا قبضہ جمالیتا ہے۔ وہ تو بقول اس شخص کے پورے روپے کا قابض ہوگیا۔ لیکن ایک دوسرا شخص ایک کونے کو سنبھال کر بیٹھ رہتا ہے تو یقیناً وہ چاروں حصوں کا مالک نہیں کہلا سکتا۔ اور اس طرح اس سے پورا روپیہ فوت ہو۔ چار آنے گو مل جائیں لیکن پورا روپیہ نہیں۔ اسیطرح ناجی فرقہ ان چاروں مجموع میں ہے ان میں کا ایک معین ناجی فرقہ نہیں۔ مولانا! بات کو الفاظ کو طرز تحریر کو صاحب کتاب کے طریق بیان کو پہلے دیکھ لیا کریں اس کے بعد قلم اٹھایا کریں ؎

اس طرف بھی تمہیں لازم ہے نگاہے کبھی دم بہ دم لحظہ بہ لحظہ نہیں گاہے گاہے

حنفی بھائیو! اور حنفی عالمو! غور کرو۔ دُنیا دُنیا کے چوروں کو کتنا بُرا جانتی ہو۔ ان پر ہر ایک تھوتھو کرتا اور لعنت بھیجتا ہو خدا کا چور دین کا ڈاکو کتنا بڑا پرلے درجہ کا بُرا اور بدسمجھا جائیگا۔ آہ! خدا کے ہاں اس شخص کا کیا جواب ہوگا؟ اس چھپے کھلے پر اطلاع رکھنے والے پروردگار سے کس منہ سے پیلیگا؟

مولوی ابوالمحامد سیّد حنفی سوی اعظم گڈھی صاحب نے علامہ موصوف کی یہ عبارت تو نقل کردی لیکن اسکے ساتھ ہی اسی کی بقیہ کی اسی کے ساتھ کی اسی مطلب کی اور عبارت جو اپنے مطلب کے خلاف تھی اور جس کے بعد اُن کی نقل کردہ عبارت کی خوب ضاحت ہوجاتی تھی اُسے چھوڑ دی۔ اسے کہتے ہیں بات کی پچ۔ اسے کہتے ہیں دیکھتی مکھی نگلنی۔ اسے کہتے ہیں چوری اور سینہ زوری۔ اسے کہتے ہیں دیدہ دلیری اور اسی کو مصنف صاحب کے لفظوں میں نظری اور عقلی دھوکہ بھی کہتے ہیں۔ جس مضمون پر کتاب ہے آپ ذرا تو غور کریں کہ کوئی شخص مسلمانوں کا کلمہ صرف لَا اِلٰہَ نقل کردے اور اسکا ترجمہ کرے کہ مسلمان کلمہ پڑھتے ہیں کہ عبادت کے لائق کوئی ہے ہی نہیں تو یہ کہانتک دیانت انصاف اور عدل ہوگا۔ بعینہٖ اسی طرح مصنف صاحب نے علامہ موصوف کی عبارت کے چند جملے لیکر بے ربط عبارت چھوڑ کر باقی جملے حذف کردئے۔ یا ممکن ہو کہ اصل کتاب کی عبارت دیکھی ہی نہو اِدھر اُدھر کسی رسالے سے نقل کرلی ہو۔ اور چونکہ اکثر رسالے باز اس عبارت کو بصد ناز ہر وقت پیش کیا کرتے ہیں۔ اسلئے مینے اسی کے جواب میں تطویل کی اور اسکا تار و پود ظاہر کرنے کے لئے

اب اسکے ساتھ کی عبارت بھی نقل کرتا ہوں تاکہ معاملہ بالکل سُلجھ جائے اور علامہ کی آدھی عبارت نقل کرکے کسی کو اس میں تصرّف کا موقعہ نہ ملے۔ وہ لکھتے ہیں۔

فَإِنْ قُلْتَ مَا وَجْهُ وُقُوفِكَ عَلَى أَنَّكَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْفِرَقِ يَدَّعِي أَنَّهُ عَلَيْهِ قُلْتُ لَيْسَ ذٰلِكَ لِلِادِّعَاءِ وَالتَّشَبُّثِ بِاسْتِغْرَاهِمِ الْوَهْمِ الْفَاصِرِ وَالْقَوْلِ الزَّاعِمِ بَلْ بِالنَّقْلِ عَنْ جَهَابِذَةِ هٰذِهِ الصَّنْعَةِ وَعُلَمَاءِ أَهْلِ الْحَدِيثِ الَّذِينَ جَمَعُوا صِحَاحَ الْحَدِيثِ فِي أُمُورِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ حَرَكَاتِهِ وَسَكَنَاتِهِ وَأَحْوَالِ الصَّحَابَةِ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ مِثْلُ الْإِمَامِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الثِّقَاتِ الْمَشْهُورِينَ الَّذِينَ اتَّفَقَ أَهْلُ الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ عَلَى صِحَّةِ مَا أَوْرَدُوهُ فِي كُتُبِهِمْ مِنْ أُمُورِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ثُمَّ بَعْدَ النَّقْلِ يُنْظَرُ إِلَى الَّذِي تَمَسَّكَ بِهَدْيِهِمْ وَاقْتَفَى أَثَرَهُمْ وَاهْتَدَى بِسِيَرِهِمْ فِي الْأُصُولِ وَالْفُرُوعِ فَيُحْكَمُ بِأَنَّهُ مِنَ الَّذِينَ هُمْ هُمْ وَهٰذَا هُوَ الْفَارِقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ الْمُمَيِّزُ بَيْنَ مَنْ هُوَ عَلَى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ وَبَيْنَ مَنْ هُوَ عَلَى السَّبِيلِ الَّذِي عَلَى يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ

(طحطاوی حاشیہ درمختار مطبوعہ بولاق قاہرہ جلد ۴ کتاب الذبائح صہ ۱۳۵)

ترجمہ:۔ اگر تو کہے کہ تجھ کو اپنا صراطِ مستقیم پر ہونا کیسے معلوم ہوا حالانکہ ان تمام فرقوں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرتا ہے تو میں جواب دونگا کہ یہ صرف دعویٰ کر لینے اور اپنے وہم و گمان کو سند بنا لینے سے ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ حق پر وہ ہے جو منقول ہو۔ اس فن کے ماہر علماء اہلحدیث سے جن بزرگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثیں جمع کیں۔ جو آپ کے امور اور احوال اور حرکات و سکنات میں مروی ہیں اور جن بزرگوں نے صحابہ مہاجرین اور انصار کے حالات جمع کئے۔ جنہوں نے انکی احسان کیساتھ پیروی کی۔ جیسے کہ حضرت امام بخاریؒ حضرت امام مسلمؒ وغیرہ۔ جو ثقہ لوگ تھے اور مشہور تھے۔ جن بزرگوں کی وارد کی ہوئی مرفوع اور موقوف حدیثوں کی صحت پر کل اہلِ مشرق و مغرب متفق ہیں۔ اس نقل کے بعد دیکھا جائیگا کہ انکے طریقہ کو مضبوط تھامنے والا اور انکی پوری پیروی کرنیوالا اور تمام کلّی جزئی چھوٹے بڑے کاموں میں انکی روش پر چلنے والا کون ہے اب جو فرقہ اس پر ہوگا یعنی احادیث رسولؐ پر بطریق صحابہ بلا قید مذہب عمل کرنیوالا اسکی نسبت حکم کیا جائیگا کہ یہی وہ ہیں (یعنی صراط مستقیم پر یہی جماعت ہے) یہی وہ اصول ہے جو حق و باطل کے درمیان فرق کرنیوالا ہے اور یہی وہ کسوٹی ہے جو ان لوگوں میں جو صراط مستقیم پر ہیں اور ان میں جو اس کے دائیں بائیں ہیں تمیز کر دیتی ہے۔

برادران! اس عبارت پر دوبارہ نظر ڈال جائیے بغیر کسی قسم کے اشتباہ کے اور بغیر کوئی حاشیہ چڑھائے وضاحت کیساتھ یہ عبارت بول رہی ہے کہ بقول علامہ طحطاوی کے حق پر وہ جماعت ہے جو صحابہ انصار اور مہاجرین و محدثین کی روش پر ہو جو تقلید کے نام تک سے ناآشنا تھے۔ بحمداللہ اہلحدیث ہیں جو آج تقلید شخصی کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ وہی ہیں جو انہی بزرگوں کی طرح مدار عمل اور بنیاد دین صرف حدیث رسول ہی کو جانتے ہیں خصوصاً اے برادران! اس فقرے پر مزید غور کی نظر ڈالئے جس میں علامہ فرماتے ہیں کہ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صحیح بخاری شریف اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صحیح مسلم شریف وہ کتابیں ہیں جنکی صحت اور عمدگی پر تمام دنیائے اسلام کا اتفاق ہے اور جن پر چلنا اور جنہیں قابل عمل سمجھنا اور جنکی احادیث پر آنکھیں بند کر کے چلے جانا پہچان ہے صراط مستقیم پر قائم ہونیوالوں کی اور فرقہ ناجیہ ہونیکی اور جنتی بننے کی اور ناری فرقوں سے علیحدہ ہونیکی۔ الحمدللہ یہ وصف صرف جماعت اہلحدیث محمدی میں ہی ہے کہ وہ بخاری مسلم کی حدیثوں کو اور تمام صحیح حدیثوں کو قابل عمل جانتے ہیں یہ نہیں کہ جو مطابق مذہب امام معین ہو وہ مان لی جائے اور جو خلاف ہو اسے حیلے حوالے سے چھوڑ دی جائے۔ الغرض فرقہ ناجی بقول علامہ طحطاوی کے حنفی نہیں بن سکتے بلکہ محمدی بن سکتے ہیں اور وہی ہیں۔

اسکے بعد مولوی حنفی صاحب تفسیر مظہری سے ایک عبارت نقل کرتے ہیں۔ دراصل وہ بھی جناب کو مفید نہیں اسلئے کہ اسمیں ہے فَاِنَّ اَھْلَ السُّنَّۃِ قَدِ افْتَرَقَ بَعْدَ الْقُرُوْنِ الثَّلٰثَۃِ اَوِ الْاَرْبَعَۃِ عَلٰی اَرْبَعَۃِ مَذَاھِبَ یعنی تیسرے یا چوتھے قرن کے بعد چار مذہبوں کا افتراق نمودار ہوا پھر فرمایئے کہ جو چیز تین یا چار قرنوں تک اہلسنت میں موجود نہ ہو وہ صحابہؓ اور رسول اللہ کی معمول بہا کیسے ہو سکتی ہے؟ اور ناجی فرقہ وہ ہے جو معمول بہا اس چیز کو جانتا اور مانتا ہو جو صحابہؓ اور رسول اللہ کی معمول بہا ہو اس سے بھی تقلید کی تردید اور مقلدوں کے ناجی ہونیکی تردید ہوتی ہے۔ پھر اگلی عبارت کا بھی مطلب یہی ہے جو طحطاوی کا تھا کیونکہ اس عبارت کے الفاظ بھی ہیں مُخَالِفٌ کُلُّھُمْ یعنی چاروں مذہبوں کے خلاف ہو۔ نہ کہ ایک کے تفسیر بیضاوی کی جو عبارت نقل کی ہے اسمیں یہ لفظ ہیں اِذَا عُلِمَ بِدَلِیْلٍ یعنی جب دلیل سے معلوم ہوا اور آپ بھی لکھ گئے ہیں اور اصول فقہ میں بھی موجود ہے کہ تقلید نام ہے بلا دلیل بات ماننے کا لہذا اسے بھی تقلید کے ثبوت میں پیش کرنا نظری اور عقلی دھوکہ کا کام ہے۔ اسکے بعد مصنف نے قیاس کا ثبوت دیا ہے دراصل یہ بھی انکی مذہب اہلحدیث سے بیخبری ہے ہمارے نزدیک نص کے نہ ملنے کیوقت قیاس سے کام چلا لینا ہے لیکن نہ تو ایک کا قیاس دوسرے پر حجت ہے نہ ایک ہی کے قیاس پر عمل ضروری ہے۔ نہ قیاس قرآن و حدیث کیطرح حجت تامہ اور دلیل مستقل ہے اسکے خلاف اگر کوئی دلیل آپکے پاس ہو تو بیان کریں۔ لطف تو یہ ہے کہ مصنف صاحب حوالوں میں نہ قرآن سے کام

لیتے ہیں نہ حدیث سے نہ اجماع و قیاس سے نہ کسی حنفی مذہب کی معتبر کتاب سے بلکہ آپ سند میں پیش کرتے ہیں کتاب "دوگاڑہ" کو۔ کیوں نہو مقلد جو ٹھیرے حضرت یہ دوگاڑہ کی دودھاری گاڑی نوک جھونک آپکو مبارک ہو عجب مزے کا نام ہے "دوگاڑا" ناظرین یہ ہیں مصنفین کی علمی قابلیت کہ یہ غربا "دوگاڑہ" کا گارہ لیپنے پوتنے رہتے ہیں۔ ایک بات مصنف صاحب نے اور بھی کہی ہے لکھتے ہیں کہ گو ہم امام کی بات بلا دلیل مانتے ہیں لیکن اسکی دلیل امام کے پاس ضرور ہوتی ہے۔ خدا جانے یہ حضرت اپنے اصول سے اسقدر بیخبری کیوں برتتے ہیں؟ اے جناب! آپکو تو امام کی دلیل معلوم کرنیکا بھی منصب نہیں مسلم الثبوت میں لکھا ہے اَمَّا الْمُقَلِّدُ فَمُسْتَنَدُہٗ قَوْلُ مُجْتَہِدِہٖ لَا ظَنُّہٗ وَلَا ظَنُّہٗ یعنی مقلد کا مستند صرف اسکے مجتہد کا قول ہے نہ مقلد کی اپنی دلیل اسکی دلیل نہ اسکے امام کی دلیل اسکی دلیل۔ اسکے بعد ۱۴ صفحے مصنف علامہ صاحب نے مسائل الاربعین نامی کسی کتاب سے نقل کئے ہیں۔ اے جناب! تصنیف پر جناب کا اسم شریف ہو اور عبارت اسمیں کسی اور کتاب کی منقول ہو۔ یہ تو آپکے علم پر بڑا داغ ہے۔ نہ آپکی بات حجت نہ اُنکی بات حجت پھر آپنے یہ صفحات کیوں سیاہ کرکے اپنی کتاب کے حجم کو بڑھایا۔ آپنے یہ فرمایا ہے کہ شریعت گویا ایک چشمہ ہے اور چار مذہب گویا اسمیں سے جاری ہونیوالی چار نہریں ہیں پس جس شخص کو جس نہر کا پانی اچھا لگے پیئے۔ اور کیوں جناب! اگر کسی نے خاص اسی چشمہ میں سے پانی لیا تو آپکا کیا بگڑا؟ کیا یہ ممکن نہیں؟ بلکہ آپ تو اسکے وقوع کے بھی اسی کتاب میں قائل ہو چکے ہیں کہ گو چشمہ کا پانی صاف شفاف شیریں خوش ذائقہ اور خوشگوار ہو لیکن نہروں میں جانیکے بعد زمین کے مختلف اثرات سے اسمیں تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں پس بھلائی والے نفع والے اصلی پانی کو پینے والے تو وہی ہیں جو خاص چشمہ سے ہی پانی پیتے ہیں۔ صاف ستھرا بے میل پانی کوڑے کرکٹ بغیر کا اور مختلف زمینی اثرات سے پاک پانی تو انہی کے حصے میں آیا جن پر آپ انت پیس رہے ہیں۔ اصل کے مالک تو یہی ہیں آپ تو فروع ہی پر جم گئے ہیں پھر ان پر آپکا اعتراض کرنا کسقدر مذموم حرکت ہے؟ پھر آپکا یہ فرمانا کہ ایک مذہب معین کو نہ ماننے سے انسان مطلق العنان ہو جاتا ہے۔ یہ بھی آپکی خوش مذاقی کی ایک واضح دلیل ہے۔ اے جناب! امام کی تقلید کا پٹہ اپنے گلے میں نہیں ڈالا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کا منقش چمکیلا اور پیارا ہار اُسکے گلے میں حمائل ہے ؎

باغ مراچہ حاجت سرو و صنوبر است ❊ شمشاد خانہ پرور ما از کمتر است

پھر آپنے یہ فرمایا ہے کہ ایک مذہب کے ساتھ دوسرے مذہب کے مسائل کا ملانا ناجائز ہے۔ خلط ملط سے مشکل حل جائیگی۔ بہت خوب کیوں جناب! امام ابوحنیفہؒ کے اقوال کیساتھ امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ علماء شام علماء بخارا علماء ماوراء النہر علماء سمرقند امام زفر اور دیگر مصنفین کتب فقہ حنفیہ کے اقوال کو ملا لینا کیا شکل مذہب کی نہ بدل دیگا کیا یہاں خلط ملط نہو گا پھر وہ ناجائز اور یہ جائز کیوں؟ کیا آپکو یاد نہیں کہ آپکے مذہب میں حنفیت کے

خلاف امام شافعیؒ اور امام مالکؒ وغیرہ کے اقوال لئے گئے ہیں۔ ازاں بعد آپ فرماتے ہیں کہ چاروں مذہب برحق ہیں اسکے یہ معنی ہیں کہ اَلْحَقُّ دَائِرٌ بَیْنَھُمْ یعنی حق چاروں میں گھوم رہا ہے۔ سنئے جناب اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ پورے حق پر وہ ہے جو ان چاروں کے حق مسائل یعنی مطابق حدیث مسائل پر عامل ہو۔ نہ وہ کہ جو ایک کو تھامے ہوئے اور باقی تین کو ترک کئے ہوئے ہو۔ اسکے بعد آپ اپنی عادت کیمطابق جھوٹ بولنے لگے ہیں۔ لکھتے ہیں "غیر مقلدین وہابی نجدی جنکے یہاں خدا کی تمام حرام کردہ چیزیں حلال ہوں اور برسوں پاخانہ کے بعد پانی سے استنجا نہ کریں"۔ مسلمان بھائیو! غور کرو کہ کہاں تک مولوی صاحب سچ فرماتے ہیں۔ مولویو! اللہ سے ڈرو! اور خدا کی لعنت سے بچو۔

ناظرین کرام! آپ نہ ہنسیں! وحنفی مولوی کی مولویت کا مضحکہ نہ اڑائیں تو مولوی سوی کی ایک نہایت لطف وہ بات نقل کروں۔ آپ تمام حنفیوں کو مخاطب کرکے اپنی عاجزی اور اپنے دلائل کے بودے پن کا کھلے لفظوں میں اقرار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں "پیارے حنفی بھائیوں کو یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ اگر غیر مقلدین وہابی نجدی لاکھوں اعتراض کریں تو صرف ایک ہی جواب سب کیلئے کافی ہے..... وہ یہ ہے کہ آپ بلا خوف وخطر..... جواب میں یہی ایک بات..... کہدیجئے..... اے غیر مقلدین ملحدین بیدین وہابی نجدیو! تمہارے لئے تمہارا دین وہابیت اور نجدیت ہے اور ہمارے لئے ہمارا دین اسلام ہے"۔ پھر لکھتے ہیں "بایں ہمہ اگر آپکے دلوں میں کسی قسم کا شبہ رہجائے تو اسکے دفعیہ کی آسان صورت یہ ہے کہ تین یا پانچ یا سات بار لاحول پڑھکر بائیں طرف تھوکدیا کرو"۔ پھر ایک نقش لکھا ہے اور مقلدین کو ہدایت فرمائی ہے کہ اس نقش کو اس طرح لکھکر "بیت الخلا میں رکھ کر تین یا پانچ یا سات جوتا بائیں ہاتھ سے سر پر مارئیے"۔ ناظرین یہ ہے مولوی صاحب کی آخری دلیل جس سے تقلید کی فرضیت بھی ثابت ہوگئی حنفیت کی لاج بھی رہ گئی۔ حنفی مسائل کا اثبات بھی ہوگیا اور محمدی جماعت کی تردید بھی ہوگئی۔ الغرض سارا میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور سارا کڑوا تھو تھو ہوگیا۔ اب فرمایئے اس دلیل کا جواب اسکے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ ہم سمجھ لیں کہ حنفیت کے چراغ کا تیل جل چکا۔ رسد غلہ ہو چکا ہتھیار کند ہوگئے۔ چپ بول گئے۔ ہاری مان گئے۔ واپس مڑ گئے۔ اُبال اُتر گیا۔ جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ پتہ پانی ہوگیا۔ حواس باختہ ہوگئے۔ آنکھیں چھاچھ پانی ہوگئیں۔ دل اُلٹ گیا۔ ہاتھ پاؤں سُن ہوگئے۔ زبان ہکلا گئی۔ آہ! تقلید یتیم ہوگئی۔ مقلدین کے مجمع میں ماتم کی صف بچھ گئی۔ بھیانک صدائیں اور ہولناک آوازیں کانوں کے پردے پھاڑنے لگیں۔

حنفی بھائیو! آؤ گلے لگ جاؤ! ایک ہوجاؤ! مل بیٹھو! قرآن وحدیث کے قلعہ میں پناہ گزیں ہوجاؤ! خدا اور رسولؐ کے تابعدار بنجاؤ! کلمہ شریف کے عامل بنجاؤ! الحدیث تمہیں نہیں کہتے کہ چاروں خلفا میں سے کسی کو چھوڑو۔ وہ تمہیں نہیں کہتے کہ اولیاء اللہ کو ترک کرو! وہ تمہیں نہیں کہتے کہ وہابی بن جاؤ! وہ تمہیں نہیں کہتے کہ بزرگان دین کی بے ادبی کرو۔ وہ تمہیں نہیں کہتے کہ ذات وصفات خداوندی میں کرید کرو۔ وہ تمہیں نہیں کہتے کہ

جبر و قدر کے مسئلے میں موشگافی کرو۔ وہ تمہیں نہیں کہتے کہ پنجاب کے کسی دیہاتی کو نبی مانو وہ تمہیں نہیں کہتے کہ حدیث شریف کا انکار کرو۔ وہ تمہیں نہیں کہتے کہ عبدالوہاب نجدی کی یا میانصاحب دہلوی کی تقلید کرو! وہ تو تم سے صرف یہی کہتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو۔ دوسرے کو عبادت کے قابل مت سمجھو۔ رسول اللہ کی اطاعت کرو۔ دوسرے کی اطاعت مت کرو۔ اپنے کلمے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر عامل بنجاؤ۔ نہ اسمیں کمی کرو نہ زیادتی نہ کترو بیونت کرو۔ نہ لیپ پوت کرو۔ سنو! میرا اور میری جماعت کا مذہب یہ ہے۔

؎ میں بلبل نالاں ہوں گلزار محمدؐ کا ؎ میں نرگس حیراں ہوں دیدار محمدؐ کا
جاں سر و پہ قمری دے بلبل گل رعنا پر ؎ میں عاشق بیجاں ہوں رخسار محمدؐ کا

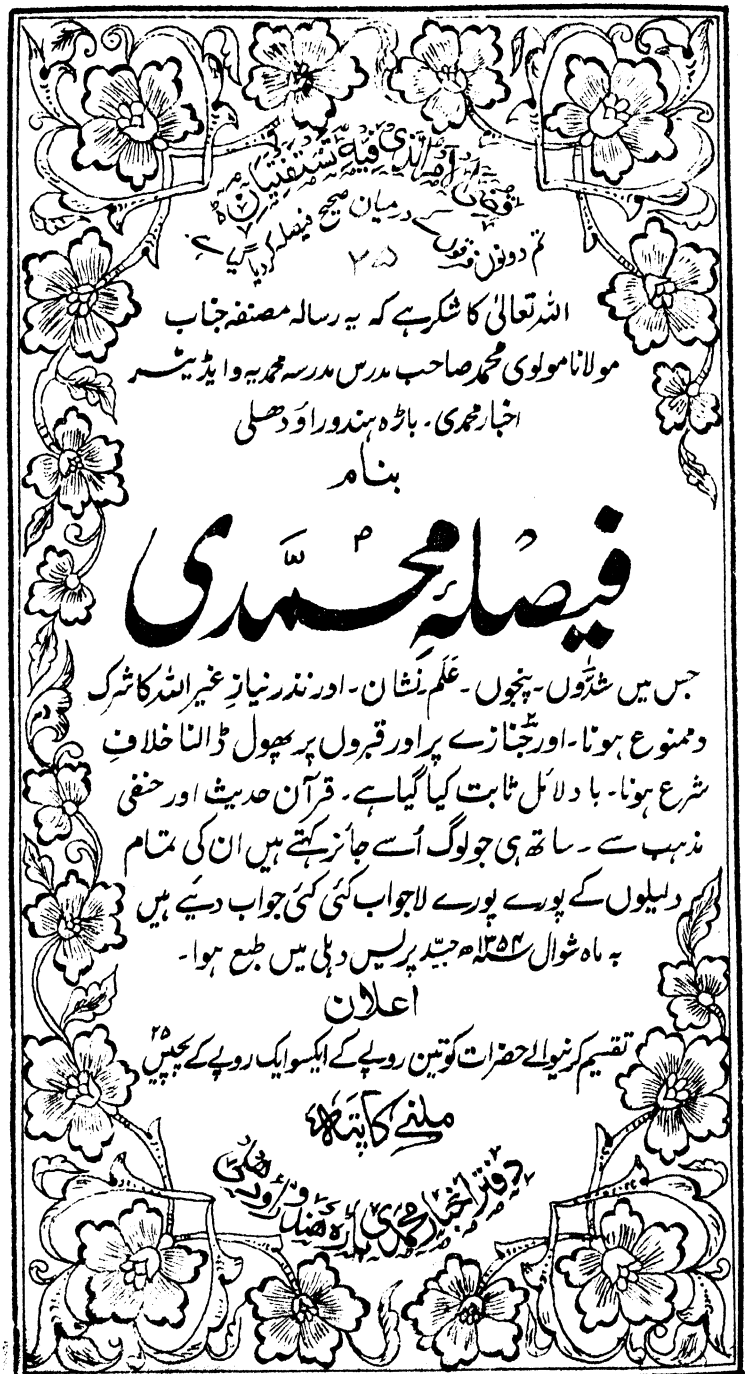
وَاٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد۔ "محمد"

اطلاع از منیجر۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ اگر اسے مفت تقسیم کیجائے تو بہت سے بندگان خدا کو حق و باطل میں تمیز کرنیکا موقعہ مل سکے اور بہت ممکن ہے کہ وہ اندھیرے سے نکل کر اجالے میں آجائیں۔ اس غرض سے منگوانے والوں کو ہم یہ کتابیں سات روپے میں ایک سو دو روپے میں پچیس۔ ایک روپے کی دہلی بھیجدینگے۔

حضرت مولانا محمد صاحب مدظلہ کی بعض دیگر تصنیفات

ایمان محمدی ۱ر صلوٰۃ محمدی ۲ر صیام محمدی ۳ر زکوٰۃ محمدی ۳ر سیرت محمدی حضورؐ کی سچی کامل و اکمل بارہ آنے عقیدۂ محمدی مذہب اہلحدیث کا بیان ایک آنہ۔ عقائد محمدی امام احمد بن حنبلؒ کی کتاب کا ترجمہ ار ہدایت محمدی ہدایہ کے اکیسو غلط مسائل ۲ر براہات محمدی حسن نظامی کے رسالے کا جواب ار برہان محمدی رفع الیدین کا ثبوت ۱ر سیف محمدی فقہ کے چھ سو غلط مسائل کی غلطی کا بیان ایکروپیہ طریق محمدی تقلید کی رد میں چھ سو دلیلیں ایکروپیہ۔ دلائل محمدی حصہ اول آمین رفع الیدین وغیرہ کا حنفی مذہب سے ثبوت ۳ر حصہ دوم ضعیف حدیثوں کے جوابات ہیں انکا جواب ۷، صدائے محمدی اہلحدیث پر جو اعتراض ہیں انکا بیان ۲ر درایات محمدی پوری ہدایہ کی تردید ۱۱ر تحفۂ محمدی بقرعید کے کل احکام ار آئینہ محمدی ڈاڑھی موچھ کے احکام ار عصائے محمدی حنفیوں کے دو رسالوں کا جواب ۵ر میلاد محمدی مولود کا رد ۲ر حقوق محمدی الگوٹھے چومنے کی تردید فضائل محمدی اہلحدیث کا ہمیشہ سے ہونا اور برسر حق ہونا عربی مع اردو ۱۲ر امام محمدی امام ابوحنیفہؒ کی سوانح اور آپ پر ترجیح ۱ر توحید محمدی پکی قبروں کا رد ۴ر انعام محمدی مٹھی عید کے مسائل ار صراط محمدی تعزیہ داری کی تردید ار معراج محمدی رجب کی بدعتوں کی تردید ار رد و ہدی محمدی میت کی رسموں کی تردید ۵ر حج محمدی حج کی تاکیدار تعلیم محمدی عورتوں کو لکھنا سکھانیکا جواز ایک آنہ مملکت محمدی سلطان ابن سعود پر جو اعتراض تھے انکا جواب ار جماعت محمدی عورتوں کے عید گاہ میں آنیکے دلائل چار آنے اذان محمدی سحری کیوقت کی اذان ار فرمان محمدی قبرستان کی بدعتوں کی تردید ار مناظرہ محمدی رد تقلید میں ۲ر فیصلہ محمدی شدھ دس نجس نشانوں کی تردید ار مساجد محمدی محراب کا رد ار وضو محمدی معمولی جرابوں پر مسح کا مسئلہ ۳ر توحید محمدی دس پیسے دین محمدی اعلام الموقعین پی ایچ ڈی کے پہلے حصہ کا ترجمہ ۴ر فتاویٰ محمدیہ اعلام الموقعین کے آخری حصے کا ترجمہ غیر تقلید محمدی پوری تفسیر ابن کثیر عربی کا ترجمہ تیس ۳۰ روپے اخبار محمدی محض دینی اخبار پندرہ روزہ بیس صفحہ کا سال بھر کی قیمت تین روپے۔

منگوانیکا پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ۔ دہلی



اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ رسالہ مصنفہ جناب
مولانا مولوی محمد صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ و ایڈیٹر
اخبار محمدی۔ باڑہ ہندو راؤ دھلی

بنام

فیصلۂ محمدی

جس میں سنّتوں۔ پنجوں۔ عَلَم نشان۔ اور نذر نیازِ غیر اللہ کا شرک
و ممنوع ہونا۔ اور جنازے پر اور قبروں پر پھول ڈالنا خلافِ
شرع ہونا۔ با دلائل ثابت کیا گیا ہے۔ قرآن حدیث اور حنفی
مذہب سے۔ ساتھ ہی جو لوگ اُسے جائز کہتے ہیں ان کی تمام
دلیلوں کے پورے پورے لاجواب کئی کئی جواب دیئے ہیں

بہ ماہ شوال ۱۳۵۴ھ جید پریس دہلی میں طبع ہوا۔

اعلان

تقسیم کرنیوالے حضرات کو تین روپے کے ایکسو ایک روپے کے پچیس ۲۵

ملنے کا پتہ

دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دھلی

قیمت ایک کی ایک آنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی

الحمد للہ رب العالمین　　والصلوٰۃ علی رسولہ الکریم

شدّے پنجے اور ان کی نذر و نیاز کا مسئلہ

وجہ تصنیف

دانمبازی میں آجکل اشتہارات چھپ رہے ہیں اور شدّے پنجے وغیرہ کے بنانے اور اس رسم کے کرنے کے متعلق رد و کد ہو رہی ہے وہ اشتہارات دفتر میں بھیجے گئے ہیں اور مسئلہ کا صاف حل طلب کیا گیا ہے اسی طرح قبر پر پھول وغیرہ ڈالنے کے بارے میں بھی اختلاف ہے اور وہ بھی اشتہاری صورت میں رونما ہے۔ لہٰذا ہم ان دونوں مسئلوں کی نسبت شرعی فیصلہ لکھتے ہیں۔ امید ہے کہ طرفین اسے غور سے پڑھیں گے اور آپس کے اختلاف کو میٹ کر اتفاق کو جس کی ہمیشہ سے ضرورت تھی اور اب اور زیادہ ہے خوب مضبوط کرینگے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ ۔

شدّوں پنجوں کا شرک ہونا

(۱) طرفین پنجوں کے بٹھانے اور رسومات کے ادا کرنے کو گناہِ کبیرہ اور حرام کہنے میں متفق ہیں جس پر وہ قابلِ مبارکباد ہیں حقیقت بھی یہی ہے۔ اب آگے اختلاف اس امر میں ہے کہ آیا یہ رسومات اور پنجوں کا بٹھانا شرک بھی ہے یا نہیں؟ ایک جماعت اسے شرک بتاتی ہے اور دوسری اس سے انکار کرتی ہے لیکن اگر اس نزاع کو لفظی نزاع سے تعبیر کر کے فریقین کو ہم ایک مرکز پر دیکھنا چاہیں تو بآسانی ہو سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ اول الذکر گروہ پنجوں کے بٹھانے اور ان کے ساتھ جو رسومات مروجہ بجالائی جاتی ہیں اُن کے مجموعے پر اور زمانہ حال کے نام کے مسلمانوں کے جہل کے غلبہ اور بدعقیدگی کے مرض پر نظر رکھکر باعتبار نتیجے کے اسے شرک کہتا ہے اور مؤخر الذکر گروہ صرف پنجے کی ہیئت کذائی اور اس کے لاکر کھڑا کر دینے کو پیشِ نظر رکھکر اور ان کے معتقد لوگوں کے افعال سے قطع نظر کر کے اور اُن کے عقائد سے چشم پوشی کر اور ان کے حالات کو بالکل چھوڑ دیکر اُسے شرک کہنے سے انکار کرتا ہے۔ تو اگر اس لفظی نزاع کو چھوڑ دیں اور نتیجہ پر نظر ڈالیں اور جو شرکیہ افعال ان دنوں ان نام کے مسلمانوں سے شدّوں پنجوں اور تعزیوں کے ساتھ سرزد ہوتے ہیں اور جس تعظیم کے ساتھ ان کی معتقدانہ امید و بیم بھری نگاہیں اس طرف اٹھتی ہیں اور جس عاجزی تملق اور خشوع خضوع سے اُنکے دل انکی طرف جھکتے ہیں۔ پر گہری نظر ڈالی جائے تو قطعاً دونوں جماعتیں اسے شرک کہنے میں تامل نہ کریں گی ۔

اس کی مثال آپ یوں سمجھئے کہ ایک بت پرست ہندو بت بناتا ہے اور اسے لاکر مندر میں بٹھاتا ہے ایک شخص اُسے کا ذکہتا ہے دوسرا اس کے کفر سے انکار کرتا ہے۔ ہم اگر کسی کی نیت پر حملہ نہ کریں تو بھی نہایت صفائی کے ساتھ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ گو اسکا صرف لانا اور بٹھا دینا کفر نہ بھی ہو لیکن جس کام کیلئے وہ تیار کیا گیا ہے جو کام اس کے سامنے بجالائے جائینگے اور جو اس کے ماننے والے اسکی عقیدت اپنے دل میں رکھتے ہیں اس کے اعتبار سے اور اس مجموعے پر نظر ڈالکر یا لیقین وہ شرک و کفر ہے، اور اگر باوجود اس کے کہ آپ کا روزمرہ کا مشاہدہ ہو آپ ہر وقت دیکھتے ہوں کہ یہ بت پرست اپنے بتوں کے ساتھ اور پنجہ پرست اپنے پنجوں کے ساتھ کیا کچھ کرتے ہیں؟ کونسا وہ شرک ہے جو اُن سے چھوٹتا ہو؟ لیکن تاہم آپ ان تمام باتوں کو پس پشت ڈالکر صرف پتھر کو لاکر کھڑا کر دینے کو شرک نہ کہکر انھیں جرأت دلائیں تو یقیناً یہ تساہل اور یہ خطرناک غلطی قابلِ مؤاخذہ ہے +

زہر کو آپ مہلک ہی کہیں گے خواہ اسے کوئی کھا رہا ہو خواہ یونہی ڈلی رکھی ہو اسی طرح پتھر کا بنانا اور پوجنا اور عبادت کرنا سب شرک ہے۔ نصب کی علت ہی پوجا ہے اور علت و معلول دونوں ایک ہی حکم میں ہیں۔ کیونکہ غیر منفک ہیں۔ جب علت یعنی نصب پنجہ پایا جائیگا معلول یعنی غیر خدا کی عبادت بھی پائی جائیگی اور جب یہ شرک ہے تو وہ بھی شرک ہے کیا اصول فقہ کا یہ مسئلہ آپ کو یاد نہیں کہ مقدمۂ واجب بھی واجب مقدمۂ حرام بھی حرام۔ اسی طرح موجبِ شرک بھی شرک۔ مسئلہ تو بالکل صاف ہے خواہ مخواہ کا الجھانا مناسب ہے +

ہم حیران ہیں کہ مشتہر صاحب نذر و نیاز غیر اللہ کو بھی شرک نہیں کہتے بلکہ اُسے شرک کہنے والے کو وہ مشرک کہتے ہیں۔ کیا نماز پڑھنے والے کو اور نماز میں اَلتَّحِیَّات پڑھنے والے کو اور اَلتَّحِیَّات میں مالی بدنی اور زبانی عبادت کے عبادت ہونیکا اقرار کرنیوالے کو اور پھر اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں تمام عبادتیں جس میں مالی عبادت نذر و نیاز بھی داخل ہے اللہ کیلئے ہی ہونیکا اقرار کرنیوالے کو یہ کہنا زیبا ہے کہ پنجوں پر نیاز چڑھانا شرک نہیں؟ بہتر ہوگا کہ اس موقعہ پر میں فقہ حنفی کی ایک معتبر کتاب کی عبارت برادرانِ احناف کے کان میں ڈال دوں۔ ردالمحتار شرح دُرِّ مختار مصری جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ میں لکھتے ہیں وَالنَّذْرُ لِلْمَخْلُوْقِ لَا یَجُوْزُ لِاَنَّہٗ عِبَادَۃٌ وَّالْعِبَادَۃُ لَا تَکُوْنُ لِلْمَخْلُوْقِ یعنی مخلوق کی نذر ماننا جائز نہیں اسلئے کہ نذر عبادت ہے اور مخلوق لائقِ عبادت نہیں میرے خیال

تو ایک حنفی مذہب شخص کیلئے اپنے مذہب کی اتنی بڑی معتبر کتاب کے کھلم کھلا نذر کو عبادت بتلانے کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ وہ اسے شرک نہ کہے اور یہی ہمیں ثابت کرنا تھا کیونکہ نذر بغیر اللہ کی حرمت پر تو ان کا بھی صواد ہے اور اپنے اشتہار میں وہ اس کا حرام ہونا تسلیم کر چکے ہیں بلکہ علامہ ابن عابدین صاحب شامی تو اُسے کھلے لفظوں میں موجب کفر فرماتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں وَمِنْهَا اَنَّهٗ ظَنَّ اَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ فِي الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِعْتِقَادُهٗ ذَالِكَ كُفْرٌ یعنی خدا کے سوا اوروں کیلئے نذر نیاز کے حرام اور باطل ہونیکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جس کیلئے نذر مانی گئی ہے اس میں کچھ قدرت سمجھی جائے۔ اور یہ عقیدہ کفر ہے +

اس کی اور دلیل

غیر اللہ کی نذر ماننے کے کفر ہونے کی ایک اور دلیل بھی بنظرِ غور کتبِ فقہ کو دیکھنے سے ہمیں ملتی ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اتنی بات تو فریقین کو مسلّم ہے کہ یہ نذر کبیرہ گناہ اور حرام ہے جب اس مقدمہ کو تسلیم کر لیا گیا تو اب دیکھا جائے کہ جو لوگ اس نذر کو مانتے ہیں اور نذریں پنجوں پر چڑھاتے ہیں وہ اسے حلال جانتے ہیں یا حرام؟ تجربہ اور مشاہدہ شاہد ہے کہ وہ لوگ اُسے نہ صرف حلال بلکہ کارِ ثواب بلکہ مثل شعائرِ اسلامی جانتے ہیں۔ ان دو مقدموں کے بعد اب یہ تیسرا مسلّمہ مقدمہ ملاحظہ ملائیے جو شرح عقائد نسفی اور دیگر تمام کتبِ معتبرہ میں موجود ہے کہ اِسْتِحْلَالُ الْمَعْصِيَةِ كُفْرٌ یعنی گناہوں کو حلال جاننا کفر ہے تو صاف نتیجہ نکل آئیگا کہ نذروں کا پنجوں پر چڑھانا کفر ہے اور خود پنجوں کا بنانا بھی کفر ہے کیونکہ اُسے بھی وہ لوگ نہ صرف حلال بلکہ موجب ثواب جان کر بناتے ہیں گو یہ دلیل بھی نذر بغیر اللہ کے کفر ہونے کی صاف دلیل ہے تاہم میں ایک دوسری مشرح عبارت فقہ کی کتاب سے اور بھی پیش کروں۔ فتاوٰی غرائب میں ہے۔ مَا يَفْعَلُهُ الْجَهَلَةُ مِنَ النَّذْرِ عَلٰى قُبُوْرِ الْمَشَائِخِ وَالشُّهَدَاءِ وَغَيْرِهِمْ فَهُوَ اَوْجَبُ الْحُرْمَةَ اِذَا كَانَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَاِنْ ذَكَرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَيُكَرَّهُوْنَ بِتِلْكَ یعنی جو جاہل لوگ مشائخ اور شہیدوں کے مزاروں پر جانور (وغیرہ) چڑھاتے ہیں وہ حرام ہو جاتا ہے اگرچہ اللہ کا نام لیکر بھی ذبح کئے جائیں۔ اور اس فعل سے وہ لوگ کافر ہو جاتے ہیں۔ یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ غیر اللہ کی نذر ماننا کفر ہے + شدّے پنجے بھی غیر اللہ ہیں پس ان کی نذر بھی کفر ہے +

اور دلیل

ایک حدیث سے بھی اس نذر کا شرک ہونا ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

نَذَرَ لَا یُوْفِیْ مَا ابْتُغِیَ بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ ۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی نذر اللہ کے تقرب کیلئے ہوتی ہے اور تقرب عبادت بلکہ عبادت کا ماحصل ہے اور غیر اللہ کی نذر غیر اللہ کا تقرب ہوگی اور غیر اللہ کا تقرب نہ صرف غیر اللہ کی عبادت ہی ہوگی بلکہ اعلیٰ عبادت ہوگی اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے لہذا پنجوں پر نذر چڑھانا شرک ثابت ہوگیا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں نفی اور اثبات ساتھ ہونا دلالت کرتا ہے کہ جس وصفِ خداوندی کو ثابت مانا جائے اس وصف کی مخلوقِ خدا سے نفی اور انکار کیا جائے جب ذاتِ خداوندی کو نذر و نیاز کے قابل مانا جاتا ہے تو کیوں نہیں تسلیم کیا جاتا کہ کوئی اور نذر نیاز کے قابل نہیں؟ اور جب خدا کو نذر نیاز کے قابل مان کر پھر کسی اور کو بھی اس قابل مانا جاتا ہے تو کیوں اُسے مشرک نہیں کہا جاتا؟ اور اگر یونہی تاویلات اور نیک ظنیوں کا دروازہ کھولا گیا تو کل سجدے کرنے رکوع کرنے کو بھی ایک شخص شرک نہیں کہے گا۔ اور کہدیگا کہ سر زمین پر رکھدینا تو شرک نہیں؟ کمر کا خم کرنا تو شرک نہیں؟ اور پھر بتدریج ترقی کر کے کوئی اور یہ بھی کہدیگا کہ کسی کو خدا کہنے والا کسی کو خالق رازق وغیرہ کہنے والا بھی مشرک نہیں کیونکہ خ ال ق کا تلفظ تو شرک نہیں؟ خ و ا کا بولنا تو شرک نہیں؟ پھر میرے خیال سے تو شرک کا نام کتابوں میں رہیگا نہیں۔ لیکن اس کا وجود عنقا کی طرح عدم میں ۔ پس یہ ایک صریح مغالطہ ہے اس سے بچنا چاہیئے ۔

عموماً جو کام یہ پنجہ پرست لوگ پنجوں کے ساتھ کرتے ہیں وہ شرک ہیں۔ مثلاً ان سے دعائیں کرنا ان کی تعظیم و تکریم کرنا۔ ان سے حاجات طلب کرنا اون کی نذریں منتیں وغیرہ ماننا اُن کے سامنے عاجزی اور لاچاری ظاہر کرنا انھیں کسی بزرگ کیطرف منسوب کر کے اس بزرگ کے نام کی چڑیاں کھوانا انھیں حاجت روا جاننا۔ پنجوں کو موجب برکت سمجھنا، پنجہ داری کو اسلام یا شعارِ اسلام جاننا مظہر بزرگان سمجھ کر اور بزرگوں کو مظہرِ خدا جان کر ان سے عقیدتمندی رکھنا وغیرہ۔ پھر یہ موجب ہیں ہوو ہو کے اسراف اور فضول خرچی کے عورتوں اور مردوں کے خلافِ شرع عموماً بے پردہ مجمعوں کے، باعث ہیں۔ آپس کے فساد اور قطع رحمی کے باجے گاجے اور شیطانی کاموں کے غرض جڑ ہیں سینکڑوں معصیاتِ خداوندی کی اسلئے مسلمانوں کو ان سے اجتناب چاہیئے اور بالاتفاق بزور اس شرکی اور بدعی اور فسقی چیز کو دفع کرنا چاہیئے۔ مندرجہ بالا وجوہ اور دیگر دلائل کی بنا پر جن کی اس مختصر میں گنجائش نہیں صاف ثابت ہے کہ والنباڑی کے علماء کا وہ اشتہار جس کی سرخی ہے "اشتہار واجب الاظہار" اور جس پر تیرہ علما کے دستخط ہیں وہ سچا ہے اور اسکے خلاف والے اشتہار میں حقیقت

شرک در پنجوں کی اور پنجہ داریاں

فیصلہ

سے نتیجہ کے اعتبار سے تساہل کر کے اس فتوے کا جو بری طرح تعاقب کیا گیا ہے غلط ہے۔ واللہ اعلم۔

قبروں پر اور جنازے پر پھول ڈالنے کا مسئلہ

(۲) قبر پر اور جنازے پر پھول ڈالنا۔ اس کے اثبات میں ایک اشتہار نکلا ہے جس کے مشتہر کوئی صاحب عبدالصمد نامی ہیں۔ اس کے خلاف کوئی اشتہار نہیں یا کم از کم ہمارے پاس نہیں آیا۔ بہرصورت ہم اس کے متعلق بھی تبصرہ کرتے ہیں۔ اس کی دلیل میں اشتہار میں ایک حدیث لکھی گئی ہے کہ حضورؐ نے ایک شاخ توڑ کر دو قبروں پر گاڑ دی اور فرمایا ان کے خشک ہونے تک شاید ان مُردوں کے عذاب میں تخفیف ہو ✦ اوّلاً تو یہ کہ اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ شاخ گاڑنے کا ثبوت ہوتا ہے نہ کہ خوشبودار پھول چڑھانے کا ✦

(۲) نہیں معلوم اصل سبب ان کے عذاب کی تخفیف کا کیا ہے؟ ✦

(۳) اگر صرف شاخ کا قبر پر ہونا سبب ہے تو خشک ہونے کے بعد بھی وہ باقی ہے ✦

(۴) اگر شاخ کا تسبیح کرنا تخفیفِ عذاب کا باعث ہے تو اس کی تسبیح سوکھنے کے بعد بھی باقی رہتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یعنی آسمان و زمین کی کل چیزیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح خواں ہیں۔ لفظ مَا کا عام ہونا اور پھر اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کا حصر ہونا تو یہ ثابت کرتا ہے کہ ہر تر و خشک چیز مصروفِ حمد و ثنا ہے۔ تو چاہیے کہ سوکھنے کے بعد بھی تسبیح کی بقا موجبِ تخفیفِ عذاب ہو حالانکہ حدیث میں مَا لَمْ یَیْبَسَا کے ساتھ غایت موجود ہے ✦

(۵) اور اگر وجہ تسبیح ہی ہے تو کیا خاک، پتھر، اینٹ زمین وغیرہ یہ چیزیں تسبیح نہیں کرتیں؟ پھر ان کی تسبیح میت کے لئے باعثِ تخفیف کیوں نہ ہوئی؟ ✦

(۶) اگر ان سب چیزوں کو تسبیح خواں مانا جائے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے اور تسبیح خوانی کو

اس کی دلیل — اس دلیل کا پہلا جواب — دوسرا جواب — تیسرا جواب — چوتھا جواب — پانچواں جواب — چھٹا جواب

موجبِ تخفیفِ عذاب مان لیا جائے تو پھر قبر پر جو لوگ آج پھول چڑھاتے ہیں کیا عجب کہ کل وہ خاک مٹی پتھر ڈھیلے وغیرہ بھی ڈالنے لگیں۔ کیونکہ تسبیح خواں تو وہ بھی ہیں۔ ریحان کی پتیاں اگر عذاب گھٹا سکتی ہیں تو نیم کی پتیوں نے کیا قصور کیا ہے؟ + پھول اور پتھراں میں کیا فرق ہیں +

سوال نمبر ۷

(۷) اے برادران! کیا جن اولیاء اللہ کی قبروں پر آپ پھول چڑھاتے ہیں وہ آپ کے نزدیک اپنی قبروں میں عذاب میں ہوتے ہیں کہ آپ اُن کے عذاب کی تخفیف کیلئے ان پر پھول پتیاں چڑھاتے ہیں؟ اگر سچ مچ آپ کے یہی عقائد ہیں تو ہمیں کہنے دیجئے کہ آپ اولیاء اللہ کے دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں کہ انھیں عذاب میں سمجھ رہے ہیں اور دیکھ بھال کر سوچ سمجھ کر اُنہی قبروں پر پھول چڑھاتے ہیں۔ عام قبروں کو کوئی پوچھتا تک نہیں۔ نہ ان پر کوئی پھول ڈالے نہ ریحان چڑھائے +

سوال نمبر ۸

(۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معلوم کرکے وہاں شاخ گاڑی کہ اسے عذاب ہو رہا ہے کیا جن قبروں پر آپ پھول چڑھاتے ہیں آپ کو بھی بذریعہ وحی کے ان کے معذب ہونیکا علم ہو جاتا ہے؟ اگر آپ کا یہ دعویٰ ہے تو آپ سے بڑھکر رسول اللہ کا بے ادب کوئی نہیں کہ آپ سے مقابلہ کیئے بیٹھ گئے +

سوال نمبر ۹

(۹) اور اگر علم نہیں تو پھر یہ فعلِ عبث کیوں کرتے ہو؟ فرض کرو ایک طبیب ایک بیمار کو کونین جیسی کڑوی چیز جبراً پلاتا ہے اس کے اس کام کو دیکھتے ہی ایک عقلمند شخص دوڑا بھاگا آتا ہے اور اپنے ماں، باپ، بہن، بھائی، بچے، بچی، پاس پڑوس، بیوی، ہمسائی، ہر ایک کو پکڑ پکڑ کر جبراً قہراً کونین کھلا رہا ہے۔ فرمائیے اس احمق کی اس حرکت کو آپ پسند کرینگے؟ کیا حکیم کسی قبض کی شکایت والے مریض کو جمال گوٹے کا جلاب دے تو آپ کا گھر آکر گھر بھر کو جمال گوٹے کھلا کر تماشا کرنا عقلمندی ہوگی؟ +

سوال نمبر ۱۰

(۱۰) اگر سچ مچ ہری شاخ موجبِ تخفیفِ عذاب ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان تھے وہ اتنا کرکے نہ ہٹ جاتے بلکہ جب شاخ سوکھ جاتی دوسری گاڑ دیتے یا گاڑنے کا حکم دیدیتے۔ ایک شخص کو ایک شاخ کے نہ گاڑنے پر عذاب ہوتا ہوا اور گاڑ دینے پر عذاب موقوف ہو جاتا ہو، پھر بھی سستی کرکے شاخ نہ گاڑنا اور اسے سپردِ عذاب کر دینا تو کسی دشمن سے بھی نہ ہو سکیگا چہ جائیکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے + جو خود ہم سے بھی زیادہ ہم پر مہربان تھے +

گیارہواں جواب

(۱۱) میں سر دست انہی دس مناقضات پر بس کر کے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ تخفیفِ عذاب کا سبب ہری شاخ نہ تھی جب یہ اصل چیز اصلی سبب نہیں تو اس کی فرع یعنی پھول کیسے سبب بنجائینگے ؟ +

بارہواں جواب

(۱۲) بلکہ سرورِ انبیا سردارِ بنی آدم افضل الرسل شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے لئے استغفار کرنا سبب تھا تخفیفِ عذاب کا اور آپ کے استغفار کیوجہ سے اس پر عذاب کم ہوئے تھے چنانچہ متقدمین نے بھی یہ وجہ بیان کی ہے جیسے امام نوویؒ وغیرہ +

تیرہواں جواب

(۱۳) اور ہاں مجھے حیرت ہے کہ اگر قبر پر شاخ ڈالنا ثابت ہو جائے تو جنازے پر پھول ڈالنا کیسے ثابت ہو جائیگا ؟ جس کے درپے اس اشتہار کے دستخط کنندہ چھ علماء کرام ہیں "مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ"۔

چودہواں جواب

(۱۴) قبر میں میت کو رکھکر آپ اس کے اوپر مٹی ڈالتے ہیں تو کیا جنازے پر بھی مٹی ڈالنا روا رکھیں گے ؟ یہ قیاس مع الفارق کیسا ؟ کیا آپ کے نزدیک جنازہ اور قبر ایک چیز ہے +

ایک سنی خیر جلالی کی

اس چھوٹے سے اشتہار میں ایک ایسی سنسنی خیز جلالی کی گئی ہے جس کے تصور سے بھی ایک مسلم دل لرز جائے گو ہم ان کی نیت کی بابت زبان کو بے ادبی سے بچائیں۔ لیکن اس ناقابلِ درگذر جرم کی پردہ پوشی تو ہم سے قطعاً نہ کی جائیگی۔ حدیث کو نقل کرنے کے بعد شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا قول اس طرح نقل کرتے ہیں "وتمسک کنند ایں (اک) جماعت بایں حدیث در انداختن سبزہ و گل ریحاں بر قبور" ترجمہ لکھتے ہیں "اور ایک جماعت قبروں پر سبزہ پھول اور ریحان ڈالنا جائز ہے کر کے اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں"۔ لیکن اس کے بعد کی عبارت جو اس کی تردید میں تھی اور ان علماء کے خلاف پڑتی تھی اور اس عبارت کے متصل ہی تھی۔ گویا یہ عبارت اس پوری عبارت کا ٹکڑا ہے اسے نقل نہ کی۔ یہ حرکت کسقدر حیا سوز اور خلافِ دین و دیانت ہے ؟ +

امام خطابی کا فیصلہ

اس کے بعد کی عبارت یہ ہے "وخطابی کہ از ائمۂ اہل علم و قدوۂ شراحِ حدیث است ایں قول را رد کردہ است و انداختنِ سبزہ و گل را بر قبور بہ تمسک ایں حدیث انکار نمودہ و گفتہ کہ ایں سخن اصلی ندارد و در صدر اول نبودہ"۔ یعنی خطابیؒ نے جو اہلِ علم کے امام اور شراحِ حدیث کے پیشوا ہیں اس

جماعت کے) اس قول کو (یعنی پھول وغیرہ کے قبروں پر ڈالنے کے جواز کو) رد کر دیا ہے۔ اور اس حدیث کو سبزے اور گل کو قبر پر ڈالنے (کے جواز) کی دلیل پکڑنے کا انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس بات کی کوئی دلیل نہیں اور اگلے زمانے میں ان باتوں کا (یعنی پھول وغیرہ ڈالنے کا) نام ونشان بھی نہ تھا۔"

اس کے بعد اور اقوال بھی پہلے قول کی تردید میں نقل کئے ہیں، سمجھ کا پھیر اور چیز ہے لیکن کسی کے قول کو نقل کرنے میں بددیانتی کرنا یہ تو سراپا مجرمانہ خیانت ہے۔ اب فرمائیے کہ آپ کی نقل کی ہوئی معتبر عبارت جس کا ایک حصہ آپ ایک خاص مصلحت کی بنا پر چھوڑ آئے تھے وہ بھی آپ کے خلاف ہے اب تو آپ پر اقبالی ڈگری ہے اور آپ کے لائے ہوئے معتبر فیصل اور حکم نے یہ فیصلہ سنا دیا کہ سبزے اور پھول وغیرہ کا قبر پر ڈالنا نہ تو اس حدیث سے ثابت ہے نہ زمانۂ خیر القرون میں اس کا اتا پتا پایا جاتا ہے اور جو لوگ اس کے جواز کے قائل ہیں ان کا قول مردود ہے اور اس بدعت کی کوئی دلیل شرع محمدی میں نہیں +

مسئلہ تو بالکل صاف ہو گیا اور اقبالی ڈگری صادر ہو چکی مگر میں چاہتا ہوں کہ ان علمائے کرام کی خدمت میں چند اور معروضات بھی پیش کروں تاکہ آئندہ اگر وہ قلم اٹھائیں تو ذرا سوچ سمجھ کر اٹھائیں ورنہ اس طرح بے سوچے سمجھے لکھ ڈالنا آپ حضرات کی عزت کی کمی اور آپ کے دامن تقدس پر ایک بدنما داغ کا باعث ہوگا۔

آپ ایک جگہ لکھتے ہیں "تمام فقہا متفق ہیں" دوسری جگہ لکھتے ہیں "ایک جماعت" تیسری جگہ لکھتے ہیں "بعض ائمہ دین ہمارے صحابہ کے متاخرین سے" اب فرمائیے کہ یہ اجتماع ضدین کیسا؟ یہ ایک کے خلاف ایک بات کیسی؟ ان میں سے کونسی سچی اور کونسی غلط؟ آیا یہ سچ ہے کہ پھول ڈالنے کو تمام فقہا جائز کہتے ہیں؟ یا یہ سچ ہے کہ بعض متاخرین جائز کہتے ہیں؟ یا یہ سچ ہے کہ صرف ایک جماعت جائز کہتی ہے؟ مولانا یہ متضاد تحریریں تو انسان کے علم کی مقدار ظاہر کر دینے اور اس کی وقعت کو خاک میں ملا دینے کے لئے ہوا کرتی ہیں اگر بعض جائز کہتے ہیں تو اکثر کا ناجائز کہنا ثابت ہوگا۔ پھر یہ قول کہ تمام فقہا متفق ہیں لغو و مہمل ہو جائیگا +

دوسری بر جوابی

اور ایک مزے کی بات بھی سُن لیجئے۔ ایک جگہ تو پھول وغیرہ ڈالنے کو آپ "مستحب و مستحسن" لکھتے ہیں دوسری جگہ "جائز" لکھتے ہیں تیسری جگہ "سنت" بتلاتے ہیں، چوتھی جگہ "قبر پر مستحب" اور "جنازے پر سنت" لکھتے ہیں اب فرمائیے کہ ان مختلف اور متضاد باتوں میں سے سچی کونسی ہے اور جھوٹی کونسی ہے؟ آیا مستحب ہے؟ یا مستحسن ہے؟ یا جائز ہے؟ یا سنت ہے؟ یا مختلف باعتبار مواضع ہے؟

تیسری بر جوابی

اچھا اب ان سب سے قطع نظر کرکے ایک انوکھا منظر اور دیکھئے۔ ایک فعل کو جائز لکھا، مستحب مانا، مستحسن سمجھا، سنت ثابت کیا پھر آخر میں لکھتے ہیں "لیکن اس کا التزام کر لینا ..... یہ حرام ہے جائز نہیں ہے" مولانا! واللہ آپ کے اس بھولے پن پر بے ساختہ ہنسی آگئی۔ بھائی جس کام کو سنت کہتے ہو پھر اس کے التزام کو یعنی ہمیشہ کرنے کو حرام بتاتے ہو!!! فجر کے فرض سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنی سنت ہے لیکن اگر کوئی شخص ان دو رکعتوں کے پڑھنے کا التزام کر لے یعنی ہمیشہ پڑھتا رہے تو آپ کی سرکار سے اُسے "حرام کار" یعنی حرام کرنیوالے کا خطاب ملیگا؟ مولوی صاحبان واللہ پھڑکا دیا۔ بھئی سنت کو حرام خوب کہا۔

صحیح شرعی فیصلہ

اب فیصلہ یہ ہے کہ اتنی بات تو یہ مولوی صاحبان بھی مانتے ہیں کہ اسے ہمیشہ کرنا حرام ہے۔ یہانتک تو دوسری مرتبہ ان پر اقبالی ڈگری ہے اور وہ یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ متاخرین یعنی پچھلے بعض حنفیوں نے اسے جائز کہا ہے جس سے یہ ظاہر ہے کہ اگلے اکثر حنفیوں اور خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جائز نہیں کہا۔ پس مسئلہ صحیح یہی ہے کہ قبر پر پھول، ریحان کا چڑھانا ثابت نہیں ہے نہ جنازے پر ان کا ڈالنا ثابت ہے یہ بھی ایک بدعت ہے مسلمانوں کو اسے بھی ترک کرنا چاہئے واللہ اعلم ✣ محمد بن ابراہیم بقلم خود

اطلاع یہ مضمون اخبار محمدی جلد ۴ نمبر ۳ بابت ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا تھا۔ بحمداللہ اب بصورت رسالہ موجود ہے یہ رسالہ اس قابل ہے کہ عام مسلمانوں کے ہاتھوں میں پہنچایا جائے تاکہ وہ شرک و بدعت توحید و سنت میں امتیاز کر سکیں۔ اسلئے جو صاحب اُسے زیادہ تعداد میں منگوائیں گے انھیں تین روپے کے ایک سو ایک روپے کے پچیس بھیجدیئے جائیں گے اس سے کم ایک کاایک آنہ اس پتے سے منگوا لیجئے:۔ دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی ✣

اس رسالے کے مصنف حضرت مولانا محمد صاحب کی بعض دیگر تصانیف

ایمانِ محمدی ایمان کی ستر شاخوں کا پورا بیان دس آنے **صلوٰۃِ محمدی** وضو نماز وغیرہ کے جملہ احکام تین آنے **صیامِ محمدی** نفلی فرضی روزوں اور ماہ رمضان کے کل احکام تین آنے **زکوٰۃِ محمدی** زکوٰۃ خیرات کے کل مسائل تین آنے **سیرتِ محمدی** رسول کریمؐ کی سچی سوانحعمری بارہ آنے **عقیدۂ محمدی** اہلحدیث کے سچے مذہب کا بیان اور جو تہمتیں ان پر ہیں سب کا ازالہ ایک آنہ **عقائدِ محمدی** امام احمد بن حنبل کی کتاب کا ترجمہ عقائد کے بارے میں **ہدایتِ محمدی** ہدایہ کے ایک سو مسائل جو خلافِ حدیث ہیں دو آنہ **برأتِ محمدی** حسن نظامی کے رسالے کا جواب ۱۲ **برہانِ محمدی** امام سبکیؒ کے رسالہ کا ترجمہ رفع الیدین کے ثبوت میں مع عربی دو آنہ **سیفِ محمدی** فقہ حنفی اور کتب حدیث کے فرق کو واضح کرنے کیلئے اسمیں چھ سو خلافِ حدیث مسائل فقہ کے ہیں عہ **طریقِ محمدی** تقلید کی تردید میں چھ سو دلیلیں عہ **دلائلِ محمدی** حصہ اول آہین رفع الیدین اور سورہ فاتحہ کا ثبوت تین آنے۔ **حصہ دوم** حنفیوں کی جو دلیلیں تھیں انکا جواب اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت سات آنے۔ **صدائے محمدی** اہلحدیث کے مذہب پر جتنے بڑے بڑے اعتراضات ہیں سب کا جواب دو آنے **درایتِ محمدی** ہدایہ کی ہر فن کی لغزشوں کا ثبوت بیان ۱۲ **تحفۂ محمدی** بقرہ عید کے مفصل احکام ایک آنہ **آئینۂ محمدی** ڈاڑھی مونچھ حفظا اور لباس کے کل احکام ایک آنہ **عصائے محمدی** حدیث پر جتنے اعتراض مخالفین کرتے ہیں سب کا جواب پانچ آنہ **میلادِ محمدی** مولود اور قیام مولود کی تردید دو آنے **حقوقِ محمدی** آنحضرت کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کی تردید ایک آنہ **فضائلِ محمدی** اہلحدیث کے فرقہ ناجیہ ہونیکا ثبوت عربی مع اردو عہ **امامِ محمدی** حضرت امام ابوحنیفہؒ کی پوری سوانحعمری مع جرح عربی مع اردو عہ **توحیدِ محمدی** پکی قبروں و گنبدوں کے گرادینے کی سینکڑوں دلیلیں ۱۲ **انعامِ محمدی** عیدالفطر کے کل احکام ایک آنہ **صراطِ محمدی** تعزیہ داری کی تردید ایک آنہ **معراجِ محمدی** معراج کا صحیح قصہ اور ماہ رجب کی بدعتوں کی تردید ایک آنہ **وردِ محمدی** تیجے دسویں بیسویں برسی عرس وغیرہ میت کی تمام بدعتوں کی تردید ۱۲ **حجِ محمدی** حج میں دیر کرنیکا وبال حج کے فضائل اور تاکید ایک آنہ **تعلیمِ محمدی** عورتوں کو لکھنا سکھانیکا کافی ثبوت اور مخالفوں کی تمام دلیلوں کی تردید ایک آنہ **مملکتِ محمدی** حضرت سلطان ابن سعود پر جو اعتراض ہیں سب کے جوابات ایک آنہ۔ **جماعتِ محمدی** عورتوں کو عیدگاہ اور مجلس وعظ میں لیجانیکا ثبوت اور مخالفین کی تردید ۱۲ **اذانِ محمدی** رمضان میں سحری کے وقت کی اذان کا مسنون ہونا ایک آنہ **فرمانِ محمدی** زیارت قبر کے مسائل ایک آنہ **مناظرۂ محمدی** تقلید پر اہلحدیث کی حقانیت وغیرہ پر مناظرہ ۱۲ **فیصلہ محمدی** جو جناب کے ہاتھ میں ہے ایک آنہ۔ **مساجدِ محمدی** محرابِ مسجد کی تردید قیمت صرف ایک آنہ

ملنے کا پتہ:۔ دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی

حضرت مولانا محمد صاحب کی تفسیر محمدی وغیرہ کتابیں

(۱) اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ سے اپنے دین کی خدمت لینا چاہے وہ لیتا ہے اس قحط الرجال اور اس بدشومیٔ دین کے زمانے میں جبکہ عموماً دین کو پس پشت ڈالدیا گیا ہو خدا کا شکر ہے کہ حضرت مولانا محمد صاحب سے قدرتِ خدا نے اپنے دین کی وہ خدمت لی جو پوری قوم کے بھی بس کی نہ تھی۔ آپ نے کتاب اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ کرکے نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ دین کی بھی بہترین خدمت کی۔ الحمدللہ اسکا پہلا حصہ بہتر صفحات کا بنام **دین محمدی** چھپ چکا ہے قیمت جسکی چودہ آنے ہے۔ آخری حصہ بنام **فتاوٰی محمدی** ہے اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ پہلے حصہ میں تقلید رائے قیاس وغیرہ کی اعلیٰ عالمانہ بحثیں کرکے ثابت کیا ہے کہ یہ چیزیں شریعت میں داخل نہیں۔ آخری حصہ میں علاوہ بہت ساری مفید معلومات کے صحابہؓ کے بارہ سو سوالات اور آنحضرتؐ کے بارہ سو جوابات ہیں اس کتاب کے پڑھنے کے وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا دربار محمدی صلعم میں بیٹھے ہیں ✻ ✻ ✻

(۲) مولانا محمد صاحب کو خدا تعالیٰ جزائے خیر دے کہ جہاں آپنے اعلام الموقعین جیسی مہتم بالشان اور ضروری کتاب کا ترجمہ کردیا ہے اور اس کے دو حصے کے ترجمے سے آپ فارغ بھی ہو چکے ہیں وہاں آپنے بفضلہ تعالیٰ پوری تفسیر ابن کثیر کا بھی اردو ترجمہ بنام **تفسیر محمدی** کرڈالا ہے یہ کتاب اخباری بڑے صفحات میں ڈھائی ہزار صفحات پر آئی ہے ہر پارہ الگ الگ ہے تفسیر ابن کثیر کا لفظی ترجمہ ہے اور اتنا سلیس اور واضح اور آسان کہ اس سے زیادہ ناممکن۔ آٹھ سال کی محنت کا یہ نتیجہ ہے۔ یہ تفسیر دنیا کی سب تفسیروں سے زیادہ معتبر اور مستند ہے آٹھ سال کی محنت اور ہزارہا کے خرچ کے بعد یہ ترجمہ چھپا ہے ہر پارہ الگ الگ رکھا ہے ہر پارہ کی قیمت الگ الگ ملاحظہ ہو۔ پہلا پارہ عہ ۱۲ دوسرا عہ تیسرا عہ چوتھا عہ پانچواں عہ چھٹا عہ ساتواں عہ آٹھواں عہ نواں عہ دسواں عہ گیارہواں عہ بارہواں عہ تیرہواں ۱۵ر چودہواں ۱۴ر پندرہواں عہ سولہواں عہ سترہواں عہ اٹھارہواں عہ انیسواں ۱۴ر بیسواں ۱۴ر اکیسواں عہ بائیسواں عہ تئیسواں عہ چوبیسواں عہ پچیسواں عہ چھبیسواں عہ ستائیسواں عہ اٹھائیسواں عہ انتیسواں عہ تیسواں عہ لیکن مکمل تفسیر کی رعایتی قیمت صرف اٹھائیس روپے۔

اخبار محمدی توحید و سنت کا حامی حدیث کا خادم دین حق کا مبلغ شرک و بدعت کی جڑیں کاٹنے والا۔ تقلید و تحقیق کا فرق ظاہر کرنیوالا رسوماتِ بد کو مٹانیوالا۔ مبلغ واعظ مفتی رہبر مناظر یہ اخبار ہے ساتھ ہی خبریں بھی ہوتی ہیں مسائل بھی ہوتے ہیں اس اخبار کی سالانہ قیمت صرف تین روپے ہے۔ نمونہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح دفتر کی کامل فہرست کلاں بھی مفت بھیجی جاتی ہے ہر قسم کی کتابیں

ملنے کا پتہ ☜ دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندورا وٗدھلی

وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ

تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ سچ ہی ہے؟ تو جواب دیدے کہ بیشک قسم خدا کی یہ ضرور سچ ہی

۱۲۷ الحمد للہ علی احسانہ

مولوی حنفی پارٹی کے سرغنہ اخبار الفقیہ کے ایڈیٹر نے جماعت اہلحدیث پر جو تریپن اعتراض کئے تھے اور ان سے جو سوالات کئے تھے اُن کے نہایت مدلل سچے معتبر اور مفصل جواب کا یہ رسالہ بنام

تاریخ اہلحدیث المعروف بہ سراج محمدی

جس میں ثبوت ہے کہ اہلحدیث آنحضرت صلعم کے زمانے سے ہر زمانے میں رہے اور انکا یہی نام آنحضرتؐ سے لیکر ابتک چلا آیا ہے۔ خود امام ابوحنیفہؒ اور دیگر تینوں امام بھی اہلحدیث تھے۔ چاروں اماموں کی تقلید کو حرام کہا ہے۔ فقہا اور علمائے امت کا بھی یہی فیصلہ ہے حدیث کی کتابیں اور قرآن خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لکھ لیا گیا تھا۔ اور فقہ کی کتابیں چھ سو برس بعد کی ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کی تصنیف سے دنیا محروم رہی اور محروم ہے اسلئے کہ انکا ایک حرف دنیا میں نہیں۔ فقہ کے مسائل نہایت شرمناک ہیں۔ فقہ حدیث کی مخالفت کے مجموعہ کا نام ہے۔ ساتھ ہی اور بھی مسیلوں کا آمد بحثیں ہیں۔

مصنفہ:- صاحب تصانیف کثیرہ الخطیب الحاج حضرت مولانا مولوی محمد صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی۔

بہ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء جید برقی پریس دہلی میں چھپا

برائے تبلیغ رعایت تقسیم کرنیوالے حضرات کو رسالہ ایک روپے کے چھ پندرہ روپے کے ایکسو

یہ رسالہ اور مولانا صاحب کی تصنیف کردہ جملہ ساٹھ کتابیں اس پتہ سے منگوالیا کیجئے

دفتر اخبار محمدی۔ صدر باڑہ۔ دہلی

قیمت ایک کی بچھ آنے

بسم اللہ والحمد للہ

فہرست مضامین سراج محمدی

والصلوٰۃ علی رسول اللہ

عنوان	صفحہ
حمد و ثنا اور وجہ تصنیف	۱
اہلحدیث کا معنیٰ	۲
اہلحدیث کی پہچان	۳
چاروں امام اہلحدیث تھے	۳
تقلید اور اتباع کا فرق	۳
قرآن کریم سے تقلید کی تردید	۴
تقلید شرک ہے	۵
تردید تقلید کی حدیثیں	۵
اہلحدیث عبدالوہابؒ کے مقلد نہیں	۶
دلیل میں ہیچ ہونا تقلید نہیں	۷
نواب صاحبؒ کی برأت	۷
عبدالنبی وغیرہ نام شرک ہیں	۸
مولانا کہنا جائز ہے	۸
حنفی مذہب کے خلاف قرآن و حدیث مسائل	۸
امام ابوحنیفہؒ کے خوفناک اور خطرناک عجیب و غریب واقعات و اقوال	۹
وہ حدیثیں جو امام ابوحنیفہؒ کو پہنچیں اور انہوں نے رد کر دیں	۱۰
تقلید شخصی شرک فی الرسالت ہے	۱۱
بریلوی حنفی پورے مشرک ہیں	۱۱
محدثین میں سے ایک بھی خود کو مقلد نہیں گردانتا	۱۲
شاہ نجد اور نجدیوں کا مذہب	۱۳
تردید تقلید میں بزرگوں کے اقوال	۱۴
مقلد بدعتی ہیں	۱۵
اہلحدیث آنحضرتؐ کے زمانہ سے ہیں	۱۵
اہلحدیث لقب کا ثبوت حدیث سے	۱۵
فضائل اہلحدیث کے اقوال ائمہ	۱۶
پیران پیر کا فیصلہ اہلحدیث کے حق میں	۱۷
اہلحدیث ہی فرقہ ناجیہ ہیں	۱۷
پیران پیر کے نزدیک بدعتی کون ہے	۱۸
اہلحدیث کی تاریخ اور مشکوٰۃ محمدی	۱۸
آنحضرتؐ کے زمانہ کی حدیث کی کتابیں	۱۸
صحابہؓ کے زمانہ کی حدیث کی کتابیں	۱۹
تابعین کے زمانہ کی حدیث کی کتابیں	۲۰
کتب فقہ کی تالیف کی تاریخ	۲۰
عہد رسالت مآب میں سب اہلحدیث تھے	۲۰
امام ابوحنیفہؒ کی کوئی کتاب نہیں	۲۰
حنفیوں کا قرآن کریم پر ہولناک اعتراض	۲۱
قرآن حضورؐ کے زمانے میں جمع ہو گیا تھا	۲۱
موجودہ کتابت بھی حضورؐ کے زمانے میں تھی	۲۲
کتابی صورت میں جیسا اب ہے زمانہ نبویؐ میں بھی تھا	۲۳
سورتیں اور منزلیں بھی حضور صلعم کے زمانے میں تھیں	۲۳
قرآن کی لکھائی کا خود حضورؐ نے خود انتظام کیا تھا	۲۴
بیس رکعت تراویح ثابت نہیں	۲۵
آٹھ تراویح کا ثبوت حدیث سے	۲۶
جمعہ کی دو اذانیں بدعت ہیں	۲۶
حنفی مذہب میں صحابہؓ کی توہین	۲۷
تردید شرک	۲۷
اہلحدیث ابن تیمیہؒ وغیرہ کے مقلد نہیں	۲۸
چاروں اماموں سے تردید تقلید	۲۸
حنفی بننے سے رسول اللہؐ منع کرتے ہیں	۲۹
اہلحدیث کوئی نیا فرقہ نہیں	۲۹
صحابہؓ اپنے تئیں اہلحدیث کہتے تھے	۳۰
تابعین بھی اہلحدیث کہلواتے تھے	۳۱
حضرت ابوہریرہؓ کا اہلحدیث کہلوانا	۳۱
امام ابوحنیفہؒ بھی اہلحدیث تھے	۳۱
حضرت سفیانؒ کو امام نے اہلحدیث بتایا	۳۲
تبع تابعین بھی اہلحدیث کہلواتے تھے	۳۲
محمدی لقب	۳۲
لفظ اہلحدیث کے معنے	۳۳
اہلحدیث کا امتیازی نشان	۳۴
اہلحدیث کو نبوی بشارت	۳۵
اقوال بزرگان سے لفظ اہلحدیث کا ثبوت	۳۶
قرآن کریم کتاب اہلحدیث کا ثبوت	۳۶
اہلحدیث کی فضیلت کی حدیث	۳۷
کتب فقہ میں فقہ اسلامی نہیں	۳۸
اس فقہ کی مذمت	۳۸
حنفی مذہب میں صحابہؓ کی توہین	۳۹
امام بخاریؒ اور صحیح بخاری کی فضیلت	۴۰
اہلحدیث کا کوئی مسئلہ خلاف تہذیب نہیں	۴۲
حنفی مذہب کے خلاف عقل و نقل مسائل	۴۳
قول امام خلاف حدیث ہو تو حنفی نہیں رہتا	۴۴
محدثین کا مقلد نہ ہونا	۴۴
چاروں مذہبوں کا برحق نہ ہونا	۴۵
فقہ حنفیہ کے شرمناک مسائل	۴۶
اہلحدیث کسی مذہب کی فقہ کے پابند نہیں	۴۸
اہلحدیث ہی اہل سنت ہیں	۴۹
چاروں مذہبوں کی تردید حدیث سے	۴۹
آنحضرتؐ کا بتلایا۔ النقشہ	۵۰
اہلحدیث کا مذہب	۵۱
اہلحدیث کے لئے بشارت نبوی	۵۲
بدعتیوں کی بدزبانی کا نمونہ	۵۲
اہلحدیث کو نصیحت	۵۳
دین صرف قرآن و حدیث میں ہی ہے	۵۳
دشمنان اہلحدیث	۵۴
تبلیغ اہلحدیث	۵۵

تمت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ہمارا حمد الٰہی کرنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ ہماری ثنا خوانی گوئیوں کی گویائی ہے۔ ہمارا درود بھیجنا اپنا ہی نفع سونچنا ہے۔ ہمارا سلام پڑھنا اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ جس کی حمد و ثنا میں بے حد و بیشمار مخلوق مشغول ہو۔ جس کے گن گانے میں رہتی دنیا تک پاک فرشتے مصروف ہوں۔ بھلا اُسے ہم سے عاصیوں کی کج مج زبان سے حمد کی ادائیگی کی کیا پروا ہے جس پر خود خدا اور اس کی ممتاز مخلوق ہر وقت درود رحمت بھیجتی ہو۔ اگر کوئی نامسعود ان کی درود خوانی سے غافل ہو تو ہوا کرے۔ اور جو سعادتمند دعائے رحمت کرے وہ اپنی گود مرادوں سے بھرے لیکن دوسرے پر احسان کیا؟ بلند اقبال خوشحال عالی حوصلہ بلند پایگاہ حضرات آئیں اور اُس ذوالجلال والاکرام کی صفت و ثنا بیان فرمائیں جس کے سب محتاج اور جو سب سے بے نیاز۔ ہاں بہترین امت کے چیدہ اشخاص اور برگزیدہ حضرات بھی قدم رنجہ فرمائیں۔ اور مقام محمود والے اخلاق حمیدہ والے صاحب کوثر و شفاعت مالک سیادت و قیادت، سرتاج انبیاء، محبوب خدا، سید اولاد آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجیں۔ یَا رَبِّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَہٗ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔ اَمَّا بَعْدُ مسلمانو! اللہ تعالیٰ جل و علیٰ نے ہمیں اپنی رحمت کاملہ سے اس پیغمبر کی اُمت میں پیدا کیا جس کی تعریفیں وہ خود کرتا ہے۔ جسکی مدح و ثنا خود قرآن کریم میں ہے۔ جس کے محاسن و مناقب خود پروردگار عالم بیان فرماتا ہے۔ جس کی تابعداری کو اپنی اطاعت بتلاتا ہے۔ جن کی اتباع کو اپنی قربت کا سبب فرماتا ہے۔ جن کے ہر فرمان کو اپنی وحی بتلاتا ہے جن کے نہ ماننے والے کو کافر کہتا ہے۔ جن کا سا مرتبہ، جن کا سا غلبہ دنیا میں کسی کو حاصل نہیں ہوا جن کا سا علم و حلم کسی کو نہیں ملا۔ جن کی سی حکمت و معرفت کو کوئی نہیں پہنچا۔ سب پیشوا آپ کے پیرو۔ سب امام آپ کے مقتدی۔ سب بزرگ آپ کے سامنے خورد۔ خورشید سے تو ذرہ کو کچھ نسبت ہے بھی، لیکن کسی امتی کے علم کو آپ کے علم سے وہ نسبت دینی بھی مبالغہ سے خالی نہیں۔ بس اتنا ہی کافی ہے کہ آج اگر خلیل اللہ اور کلیم اللہ اور روح اللہ بھی ہوتے تو حلقہ بگوش امتیوں کی صف میں کھڑے نظر آتے۔

ہے بے مثل حضرت کی شانِ رسالت ؎ دکھائے تو کوئی مثالِ محمدؐ

مگر انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج مسلمانی کا دعویٰ کرنیوالی ایک جماعت ہمیں ایسی بھی نظر آرہی ہے۔ کہ وہ کسی نہ کسی امتی کی تقلید میں مشغول ہے۔ اور اس طرح کہ حدیث و قرآن چاہے

چھوٹ جائے لیکن ان کے کسی فرمان میں فرق نہ آئے۔ اتنے ہی پر بس نہیں بلکہ جو لوگ براہ راست بغیر اون کے مقرر کئے ہوئے امام کے فتوے کے احادیث رسول اللہ اور کلام خدا پر عمل کریں۔ یہ ان کے جانی دشمن بن جاتے ہیں۔ اور طرح طرح سے اُن کے درپے آزار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں ایک نیا یاں ہستی اخبار الفقیہ کی ہے۔ ابھی ابھی اس نے ایک رسالہ شائع کیا ہے۔ جس کا نام ضربات الحنفیہ علی ہامات الوہابیہ رکھا ہے۔ اس نام سے ہی اندرونی بغض کا پورا پتہ چلتا ہے۔ اس میں اہلحدیث سے تیرہ سوالات کئے ہیں۔ سوالات اس قسم کے ہیں جو عموماً اسکل جماعت اہلحدیث پر ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے میں نے انکے جوابات قدرے بسط کے ساتھ لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ حق میں غیر متعصب حضرات کو حقیقت حال کے معلوم کرنے میں کافی سہولت ہو جائے۔ جناب سائل صاحب نے اپنے اس رسالہ میں ہمیں دھمکایا بھی ہے۔ کہ "اس قسم کے سوالات ہمارے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے"۔ ہم اور فہرست تیار کر دینگے" میں کہتا ہوں جناب کے ان تیرہ اعتراضات کے جوابات تو حاضر ہیں۔ شوق سے آپ اور بھی جو چاہیں اعتراض کریں ؎ کھڑا ہے دیر سے عاشق کفن باندھے ہوئے سر سے

میں صدقے دست قاتل کے مرے قاتل مکل گھر سے

اب سوالات و جوابات نمبر وار ملاحظہ ہوں۔ بحولہ وقوتہ۔ گو سائل صاحب نے ہمیں بہت سی گالیاں دی ہیں۔ اور اس چھوٹے سے رسالہ میں جی کھول کر اہلحدیث کو کوسا ہے۔ مگر میں اُس بدگوئی کا جواب نہ دوں گا ؎

صابر ہوں بردبار ہوں میں کینہ ور نہیں ۔ یار و مرے مزاج میں واللہ شر نہیں

(۱) اہل حدیث کا کیا معنی ہے؟ کیا محدثین اہلحدیث تھے یا نہیں؟

اہلحدیث کا معنی

جواب۔ حدیث کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو اور اس امر کو جو آپ کے سامنے ہوا اور آپ نے اُسے جائز رکھا۔ خود کلام اللہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک باتوں کو حدیث کہا گیا ہے۔ فرمان ہے۔ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا (تحریم آیت ۳) یعنی جب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی صاحبہ سے چپکے سے حدیث بیان فرمائی"۔ اسی طرح کلام اللہ شریف کو بھی حدیث کہا گیا ہے۔ چنانچہ فرمان عالی شان ہے۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ ۝ (والمرسلات آیت ۵۰) فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ (جاثیہ آیت ۶) اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ (زمر آیت ۲۳) ان آیات میں قرآن کریم کو حدیث کہا گیا ہے۔ پس اہلحدیث کے معنے ہوئے۔ قرآن و حدیث پر براہ راست بغیر کسی امتی کی اجازت اور تقلید کے عمل کرنیوالے اور اعتقاد رکھنے والے۔

محدثین مقلد نہ تھے

محدثین کل کے کل اہلحدیث تھے۔ نہایت آزادی سے احادیث پر عمل کرتے تھے۔ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ کہ کس نے اس پر عمل کیا اور کس نے نہیں کیا۔ جو ایسا نہ کرے بلکہ اپنا اعتقاد کسی امتی کے ہاتھ میں دیدے وہ محدثین کی فہرست میں داخل نہیں۔ نہ وہ اہلحدیث ہے۔ (مزید بحث جواب نمبر ۲۳ میں ملاحظہ ہو) محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم خود بھی اپنے تئیں اہلحدیث ہی کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ترمذی شریف جس میں جگہ جگہ آیا ہے "عند اہل الحدیث" یعنی اہل حدیث کے نزدیک یوں ہے ؎

فَلَنَا الْحَدِیْثُ وَرَائَۃٌ نَبْوِیَّۃٌ ۔۔۔ وَلِکُلِّ مُحْدِثٍ بِدْعَۃٍ اِحْدَاثُہٗ ؎

(۲) اہلحدیث کا مصداق کون ہو سکتا ہے۔ جاہل یا اہل علم؟

علماء کا اہلحدیث ہونا ضروری ہے

جواب ۲۔ ہر وہ شخص جو بغیر کسی کی تقلید کے قرآن و حدیث پر عامل ہو۔ خواہ عالم ہو یا نہ ہو۔ جس طرح آپ لوگ اپنے ہر عالم و جاہل کو حنفی کہتے ہیں۔

(۳) جملہ فقہاء ائمہ اربعہ اہلحدیث یا محدث تھے یا نہیں؟ اگر نہیں تھے تو کیوں؟

چاروں امام اہلحدیث تھے

جواب ۳۔ ائمہ اربعہ سب کے سب اہلحدیث تھے۔ تقلید کی بدعت سے کوسوں دور تھے۔ بلکہ اس نام سے بھی ناآشنا تھے۔ نہ ان کے زمانہ میں تقلید تھی نہ ان بزرگوں نے تقلید کی۔ نہ اپنی تقلید کرنے کو کسی سے فرمایا۔ بلکہ تقلید نا سدید کی پرزور الفاظ میں مذمت کی۔ سنئے چاروں امام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں۔ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ (شامی) جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِخَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (روضۃ العلماء) یعنی میری باتوں کو جو حدیث رسول اللہ کے خلاف ہوں چھوڑ دو۔ (مزید بحث جواب نمبر ۳۹ میں ملاحظہ ہو) بلکہ آپ دوسروں کو بھی اہلحدیث بناتے تھے۔ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہؒ نے اہل حدیث بنایا۔ ملاحظہ ہو حدائق الحنفیہ (لکھنوی) صـ ۱۳۴ پس امام ابوحنیفہ کی تعلیم پر بھی صحیح طور پر عامل وہی ہے جو اہلحدیث ہو۔ موجودہ مقلدین دراصل امام صاحب کے ماننے والے بھی نہیں۔ امام ہو کر اہل حدیث نہوں تعجب سا تعجب ہے۔ ؎

قانع بہ تجلی نہ شود شائق دیدار ۔۔۔ پروانہ بہ مہتاب تسلی نتواں کرد ؎[1]

تقلید اور اتباع میں فرق

(۴) اتباع سلف اور تقلید ائمہ میں کیا فرق ہے؟

جواب ۴۔ تقلید کہتے ہیں۔ اَخْذُ قَوْلِ الْغَیْرِ مِنْ غَیْرِ مَعْرِفَۃِ دَلِیْلِہٖ (جمع الجوامع) یعنی غیر نبی کی بات کو بغیر دلیل کے مان لینا۔ یہ ہے تقلید کی تعریف۔ اور جبکہ کسی ایک غیر نبی کو اس طرح کا مقرر کر لیا جائے تو تقلید شخصی ہو جائے گی۔ جو دراصل منصب نبوت غیر نبی کو دینا ہے۔ اور اتباع سلف کہتے ہیں گزشتہ

[1] اس کی پوری بحث میری کتاب "مشکوٰۃ محمدی" میں ملاحظہ فرمائیے۔ [2] اس کی پوری بحث میری کتاب طریق محمدی میں ملاحظہ فرمائیے۔

بزرگانِ دین میں سے جس کسی کی بات پر دلیل مل جائے اُسے بغیر شخصی تعین کے بوجہ دلیل کے مان لینا۔ تو یہاں دراصل دلیل یعنی کتاب وسنت تسلیم کی جاتی ہے۔ اور وہاں دراصل قول امام معین بغیر دلیل کے قابلِ قبول سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہے فرق کہ تقلید دلیل سے کوسوں دور ہے۔ اور اتباع میں اصل دلیل ہے۔ (مزید بحث جواب نمبر ۶، ۱۹ میں ملاحظہ ہو)

(۵) تقلید سلف اور تقلید ائمہ اتباع سلف کے افراد ہیں یا نہیں؟

جواب - ہرگز نہیں۔ بلکہ تقلید اور اتباع سلف میں بونِ بعید اور نسبت تضاد ہے۔ تقلید بے دلیل ہے اور اتباع دلیل کے پیچھے لگنا ہے۔ ہاں تقلید سلف اور تقلید ائمہ میں عام خاص کی نسبت ہے۔ سو اہلحدیث نہ تقلید سلف کے قائل نہ تقلید آئمہ کے۔ وہ تو براہ راست کلام اللہ اور کلام الرسول کے پیرو ہیں۔ فالحمد للہ ؎

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا ؛؛ سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

اہلحدیث مقلد نہیں

(۶) قرآن شریف میں اقوال کفار کے متعلق اتباع آباء واجداد آیا ہے۔ تقلید کا لفظ نہیں آیا۔ وہابیوں نے کیوں تقلید کا مفہوم وہاں سے سمجھ لیا ہے؟

قرآن کریم سے تقلید کی تردید

جواب - قاعدہ ہے کہ ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت کرتی ہے۔ دوسری آیت میں موجود ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا (بقرآیت ۱۷۰) یعنی جب ان سے کہا جائے کہ وحی الٰہی کی پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں۔ ہم تو وہ عمل کرینگے جس پر اپنے باپ داداؤں کو پایا۔ اور آیت میں ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا (مائدہ آیت ۱۰۴) یعنی جب ان سے کہا جاتا ہے۔ کہ کلام اللہ اور رسول اللہ کی طرف آؤ۔ تو جواب دیتے ہیں کہ جس طریقہ پر ہم نے اپنے باپ داداؤں کو پایا ہمیں تو وہی بس ہے۔ ثابت ہوا کہ وہ قرآن وحدیث کے مقابلہ میں اپنے بڑوں کے اقوال وافعال چال چلن کو لیتے تھے۔ اور اصطلاح میں اسی کا نام تقلید ہے۔ اور مقلدین کا بھی یہی حال ہے۔ کہ وہ قرآن وحدیث سے کوئی سروکار نہیں رکھتے۔ اپنے اماموں فقیہوں مجتہدوں کے اقوال وافعال پر اڑے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار مصری جزاول صـ۵۳ پر ہے۔ لَا يُفْتِيْ وَيَعْمَلُ اِلَّا بِقَوْلِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ یعنی مقلد کا فرض ہے کہ بغیر قول امام کے نہ کوئی فتویٰ دے نہ کوئی عمل کرے۔ حنفی مذہب کے اصول کی کتاب توضیح مصری صـ۳۵ جزاول میں ہے۔ لَيْسَ دَلِيْلُ الْمُقَلِّدِ مِنْهَا۔ یعنی قرآن حدیث اجماع قیاس سے مقلد دلیل نہیں لے سکتا۔ اسی کتاب کے صـ۳۶ میں ہے۔ کہ مقلد کی دلیل یہی ہے کہ وہ کہدے میرے امام

نے یہ کہا، یا کیا ہے۔ یہی بات ان کفار میں تھی۔ وہ جہاں اپنے باپ دادوں کی روش کے مقلد تھے۔ وہاں اپنے علماء صلحاء کی فقہ کے بھی مقلد تھے۔ قرآن کہتا ہے۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (توبہ آیت ۳۱) یعنی انھوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا بنالیا تھا۔ ترمذی شریف میں ہے کہ یہ خدا بنانا یہی تھا۔ کہ جو وہ کہیں یہ بے دلیل طلب کئے مان لیتے تھے۔ پس یہ آیت اور اسی قسم کی جتنی آیتیں قرآن کریم میں ہیں سب ردِّ تقلید ہی میں نازل ہوئی ہیں۔ اور بڑے بڑے مفسرین نے ان سے تقلید کے رد کا اثبات کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل حدیث ان آیتوں کو مقلدین کی تردید میں لاتے ہیں۔ گو آپ کو اب تک اس کا علم نہ تھا۔ اور ہو کیسے؟ ؎

تمام رات وہ جاگیں وہ سوئیں مارے دن ؛ خبر ہی کیا انھیں کیونکر کٹے ہمارے دن

(۷) کفار کا یہ قول..... اتباع سلف کا مترادف ہے۔ یا تقلید امام کا؟

جواب۔ ہم اوپر جواب نمبر ۲ میں ثابت کر آئے ہیں۔ کہ یہ عمل کفار کا تقلیدی تھا جس کی مذمت قرآن نے کی۔ اور جسے شرک ٹھہرایا۔

(۸) تقلید شخصی کے امتناع پر کوئی صحیح حدیث یا آیت پڑھ دیجئے۔

جواب۔ آیتیں حدیثیں تو بہت سی خدا کے فضل و کرم سے میں اپنے رسالہ طریق محمدی میں لکھ چکا ہوں اُسے ملاحظہ فرمالیجئے۔ اور سر دست ایک حدیث صحیح تو یہ سنتے جائیے۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقَلِّدُوْا لِعَالِمٍ دِيْنَكُمْ (اوسط طبرانی) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "دینی امور میں کسی عالم کی تقلید مت کرو" قرآن کریم فرماتا ہے۔ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ۔ یعنی قرآن و حدیث کے علاوہ کسی اور محبوب کی پیروی میں نہ لگو ؎

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی
رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

دوسری حدیث یہ بھی سن لیجئے۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ رِجَالٌ يَدْعُوْنَ النَّاسَ اِلٰى اَقْوَالِ اِمَامِهِمْ وَرُهْبَانِهِمْ وَيَحْمِلُوْنَ النَّاسَ عَلَى النَّارِ اَمِّنْ خَلْفَ الْاِمَامِ اُولٰئِكَ يَعُوْذُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ اُولٰئِكَ يَعُوْذُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ اُولٰئِكَ يَعُوْذُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ (رواہ ابن نعمان وصححہ ابن السکن۔ جمع الجوامع للسیوطی) یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں ایک فرقہ ایسے لوگوں کا ہوگا جو لوگوں کو اپنے اماموں اور اپنے بزرگوں کے اقوال کی طرف بلائیں گے۔ مسلمانوں کے اپنے امام کے پیچھے آمین کہنے سے وہ چڑینگے

تقلید کے رد کی حدیثیں

یاد رکھو اس امت کا یہ یہودی فرقہ ہے۔ یہ لوگ اس امت کے یہود ہیں۔ اس امت میں یہ یہودی فرقہ ہے۔ ایک موقوف حدیث بھی سن لو۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اتَّبِعُوْا وَلَا تَبْتَدِعُوْا وَلَا تُقَلِّدُنَّ اَحَدًا دِیْنَہٗ رَجُلًا (رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ رجال الصحیح) یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ لوگو! قرآن و حدیث کی تابعداری کرتے رہو۔ بدعتوں کو چھوڑ دو۔ اور ہرگز ہرگز دینی مسائل میں کسی بڑے سے بڑے شخص کی تقلید نہ کرنا" ہمیں تو اس سوال پر بھی تعجب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص جو پیغمبری کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم مانتا ہو۔ وہ اس بات کی دلیل طلب کرے کہ کسی امتی کی تمام باتوں کے مانتے چلے جانے کے خلاف کیا دلیل ہے؟ ہم جواباً صرف اتنا کہدینا ہی کافی جانتے ہیں۔ کہ اسلام کا کلمہ ہی اس کی دلیل ہے۔ جب اس کے مطابق عمل کروگے۔ تو تقلید کے دامن کا تار تار الگ ہو جائیگا۔ ہاں اگر عمل ہی نہ کرو تو اور امر ہے۔ ؎

بنتے ہو وفادار وفا کرکے دکھاؤ ؛ کہنے کی وفادار ہے کرنے کی وفا اور

(۹) موجودہ زمانہ کی وہابیت میں تقلید شخصی کا وجود ہے یا نہیں؟

جواب ۹۔ یہ سوال اُن سے کرو جو وہابی ہوں۔ ہم اہلحدیث نہ تو حنفی نہ شافعی نہ مالکی نہ حنبلی نہ وہابی نہ کچھ اور۔ صرف خدا کے بندے اور اس کے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت، صرف حضورؐ ہی کی پیروی اپنے اوپر فرض و واجب جاننے کے باعث ہم محمدی ہیں۔ بفضل خدا تقلید کی شومی سے ہم کوسوں دور ہیں۔ یہ پٹیاں ہماری آنکھوں سے نہ کبھی ہم نے باندھیں نہ اب باندھیں۔ یہ اندھے کی لکڑی اوروں ہی کے ہاتھ میں زیب دیتی ہے۔ ہمارے نزدیک جیسے حنفی شافعی ویسے ہی وہابی۔ ہم ہر مقلد کو ایک ہی برادری میں گنتے ہیں۔ خواہ وہ ابوحنیفہؒ کا مقلد ہو خواہ عبدالوہاب کا۔ ہم اہلحدیث کے عقائد اگر معلوم کرنا چاہتے ہوں تو میری تصنیف عقیدۂ محمدی ملاحظہ فرمایئے۔

(۱۰) کیا ہر ایک وہابی اپنی تحقیقات میں دوسرے کا ہمخیال نہیں؟

جواب ۱۰۔ اگر اس سے مراد بھی آپ کی عبدالوہابؒ کے مقلدین سے ہے تو تو انھیں دنیا کے پردے پر تلاش کیجئے اور ان سے پوچھئے۔ اور اگر آپ ہم محمدیوں سے سوال کرتے ہیں تو سُنیئے۔ یقیناً تمام مسائل میں کلیتاً ہمخیال نہیں۔ ہاں توارد اور توافق کے طور پر ہو تو دوسری بات ہے۔ تقلیدی طور پر کوئی کسی کی نہیں مانتا۔ سنیئے ظہر کی چار رکعت حنفیوں کے ہاں بھی ہیں اور شوافع وغیرہ کے ہاں بھی۔ تو کیا ایک حنفی شافعی یا مالکی یا حنبلی بن گیا؟ اسی طرح دلائل کی تحقیق کے بعد کی موافقت اور چیز ہے اور تقلید اور چیز ہے۔ خدا کے فضل سے تقلید کے گھن سے جماعت اہلحدیث بالکل الگ تھلگ ہے۔

ایک بہتان کا ازالہ

دلیل کی موافقت تقلید نہیں۔

(۱۱) کسی ..... کا ہمخیال ہونا تقلید شخصی کے تحت میں آسکتا ہے یا نہیں؟

جواب ۔ اگر بوجہ تقلید کے یعنی صرف اس کی بات کا مان لینا اپنے اوپر ضروری جانتے ہوئے بے دلیل دریافت کئے ہوئے اس کا ہمخیال ہوگیا ہے۔ تو تو تقلید ہے۔ اور اگر خود دلیل کی جانچ پڑتال کی ہے۔ یا کم از کم اُس سے دلیل یعنی قرآن وحدیث دریافت کرنے کے بعد اُس آیت قرآنی یا حدیث نبوی پر عامل ہوا ہے تو تقلید میں داخل نہیں۔ پہلی صورت ممنوع ہے۔ دوسری ممدوح۔ ملاحظہ ہو جواب ۶

(۱۲) وہابیوں کی پیری مریدی تقلید شخصی کی اشاعت ہے یا نہیں؟

جواب ۱۲ ۔ جو شخص اپنے مریدوں کو کہے کہ صرف میری ہی مانو۔ میں جو کچھ کہوں اُسے سچ جانو۔ یا صرف فلاں بزرگ کی ہی مانو۔ اُس کی تمام باتوں کو سچ جانو۔ اور جو شخص ایسا کرنا اپنے ذمہ لازم سمجھے یہ دونوں تقلیدی سلسلہ میں پھنس چکے۔ اور اس بھاری بیڑی کو پاؤں میں اور اس خوفناک ہتھکڑی کو ہاتھ میں اور اس ناری طوق کو گلے میں ڈال لیا۔ ایسا وہابی اور بدعتی دونوں ہمارے نزدیک یکساں ہیں۔ ہم اہلحدیث محمدی ان دونوں سے بری الذمہ ہیں ؎

پیروئ قیس نہ فرہاد کریں گے ٭ ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

(۱۳) وہابیوں کے تعویذ گنڈے استعانۃ بالغیر فیما لا یقدر علیہ الا اللہ فی العقد میں داخل ہیں یا نہیں؟

جواب ۱۳ ۔ جو تعویذ خلاف شرع شرکیہ الفاظ والے ہوں۔ جو گنڈے اس قسم کے ہوں وہ قطعاً اس میں داخل ہیں۔ کرنیوالا خواہ کوئی بھی ہو۔ اسی طرح انھیں استعمال میں لانے والا بھی اس جرم کا مجرم ہے خواہ کوئی بھی ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ جماعت اہلحدیث کا دامن اس دھبے سے پاک ہے۔ وہ ہر قسم کے شرک وکفر اور جادو منتر سے الگ تھلگ ہے۔ اُس کا مذہب تو یہ ہے ؎

اُس کا ہے کون جس کی مدد پیر خدا نہیں ٭ ڈوبے وہ ناؤ جس کا خدا ناخدا نہیں

(۱۴) جو وہابی ..... نہیں روکتے ان کا کیا حکم ہے؟

جواب ۱۴ ۔ جو نہ روکے وہ بھی خطاکار ہے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ ہر بُرے کام کو ہاتھ سے روکو۔ نہ طاقت ہو تو زبان سے۔ اتنی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے آخر ایسے لوگوں کے ہونٹ اور زبانیں قیامت کے روز ناری قینچیوں سے کاٹی جائیں گی۔

(۱۵) نواب صدیق الحسن نے کہا تھا۔ کہ "قاضی شوکاں مدے ....

جواب ۱۵ ۔ جو بھی اسے کہے اُس نے برا کیا۔ کسی کا فعل ہمارے لئے حجت نہیں۔ ہم کسی کے مقلد نہیں۔ خطا اور غلطی سے بجز انبیاء کرام کوئی معصوم نہیں یہ اعتراض اُن پر کرو جو ان کے مقلد ہوں۔ اہلحدیث تقلید کے

ہمخیالی کا نام تقلید نہیں ۔ اہلحدیث محمدی کا فیصلہ ۔ تعویذوں کا فیصلہ ۔ امر بالمعروف ۔ نواب صاحب کی غلطی

جال میں پھنسے ہوتے نہیں۔ بلکہ وہ تو اس جال کا تار تار کرنیوالے ہیں۔ ایک موحد کی زبان سے اگر کوئی کلمہ مبہم نکل جائے اور قابلِ تاویل ہو تو وہی تاویل مناسب مقام ہوا کرتی ہے۔ پس ممکن ہے کہ یہ خدا سے دعا ہو۔ کہ باریتعالیٰ تو بھر قاضی شوکان جیسا شخص پیدا کر کے اپنے بندوں کی مدد فرما۔

(۱۶) عبدالنبی اور غلام محمد وغیرہ الفاظ شرکیہ ہیں تو مولٰنا کیوں لفظ شرکیہ نہیں ہے؟

جواب ۱۶۔ صحیح مسلم شریف میں حدیث ہے۔ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ۔ کوئی ہرگز کسی کو اپنا عبد نہ کہے۔ پس معلوم ہوا کہ عبدالنبی عبدالرسول عبدحسین وغیرہ نام بالکل ممنوع ہیں۔ صحیح مسلم شریف میں ہے لِیَقُلْ سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ یعنی میرا سردار اور میرا مولیٰ کہہ سکتا ہے۔ پس مولٰنا کہنا جائز ہوا۔ جنابمن! عبد کا عبد بننے سے کیا فائدہ ہے۔ اس کے عبد کیوں نہ بنو جس کی عبودیت میں تمام جہان ہے تمام نبی آدم کے سردار اور تمام مخلوق سے بہتر و افضل ہمارے رسول، رسولوں کے سرتاج حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا کے عبد تھے۔ خود ہمارے کلمہ میں ہے۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنی میری گواہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ صَلَوٰتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ حضورؐ کو لفظ عبد سے یاد کیا گیا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ الخ (بنی اسرائیل آیت ۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ (کہف آیت ۱) وغیرہ۔ پس آپ حضرات عبد کے عبد یعنی بندے کے بندے کیوں نہیں؟ قرآن فرماتا ہے۔ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (بقر آیت ۲۲) جان بوجھ کر خدا کے شریک نہ بناؤ ؎

کٹنے میں رگوں کے نہ صدا آہ کی نکلے ؎ ہر نقرے سے بوالفتِ اللہ کی نکلے

عبدالنبی و غیرہ نام شرک ہے

(۱۷) کیا یہ صحیح قول ہے۔ کہ حنفی مذہب قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ .....

جواب ۱۷۔ بیشک صحیح ہے۔ بہت سے مسائل حنفی مذہب کے قرآن حدیث کے خلاف موجود ہیں ملاحظہ ہو میری کتاب دراسۃ محمدی اور سیف محمدی وغیرہ اور سردست سننے ہوں تو نمونہ کے طور پر دو چار سنتے جایئے۔ حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب عالمگیری مصری جلد سوم صفحہ ۱۶۱ میں ہے۔ اِذَا ذَبَحَ کَلْبَهٗ وَبَاعَ لَحْمَهٗ جَازَ یعنی کتے پر چھری پھیر کر اسے ذبح کر کے اس کا گوشت بیچا جائز ہے۔ حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب شامی مصری جلد اول صفحہ ۱۵۴ میں ہے۔ وَبِالْبَوْلِ اَیْضًا۔ یعنی اگر کسی کی کمسیر پھوٹی ہو تو اس سے بطور علاج کے سورہ فاتحہ الحمد شریف کو اپنی پیشانی پر اور ناک پر پیشاب سے لکھنا جائز ہے۔ حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب درمختار مصری جلد پانچ صفحہ ۳۱۵ و صفحہ ۳۲۱ میں ہے۔ وَالْحَلَالُ مِنْهَا اَرْبَعَةُ اَنْوَاعٍ۔ یعنی اصطلاح میں شراب کہتے ہیں نشے والی چیز کو۔ اس نشے والی شراب میں سے چار قسم کی شراب حلال ہے

حنفی مذہب کے بے دلیل مسائل

(۱۷) حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب ہدایہ مجتبائی جلد اول ص۱۱۱ باب الحدث میں لکھا ہے۔ اِذَا اَحْدَثَ الْمُصَلِّیْ فِیْ هٰذِهِ الْحَالَةِ تَمَّتْ صَلٰوتُهٗ یعنی نماز میں اَلتَّحِیَّات کے لئے تھوڑی دیر بیٹھ کر قصداً بجائے سلام پھیرنے کے گوز مار دے یعنی پچھلے راستہ سے ہوا نکالدے تو نماز پوری ہو جاتے گی۔ یعنی یہ گوز مارنا ہی سلام کے قائم مقام ہے (۱۸) حنفی مذہب کی معتبر کتاب طحطاوی مصری جلد اول ص۹۰ میں ہے اِنَّ جِلْدَ الْخِنْزِیْرِ یُطْهَرُ بِالدِّبَاغِ وَیَجُوْزُ بَیْعُهٗ وَالْاِنْتِفَاعُ بِهٖ وَالصَّلٰوةُ فِیْهِ وَعَلَیْهِ (یعنی امام ابو یوسف سے جو امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔ اور جن کا قول بھی حنفیوں کے نزدیک امام صاحب ہی کا قول ہے) اُن سے روایت ہے کہ) سور کی کھال رنگ لینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ اُسے بیچنا اس سے نفع اٹھانا اُسے پہنکر نماز پڑھنا اُس کی جانماز بنا کر اُس پر نماز پڑھنا سب جائز ہے۔ سر دست بطور نمونہ کے یہ پانچ مسائل دکھاتے ہیں۔ باقی جواب ۱۳۵ تا ۱۴۰ میں ملاحظہ فرمائیے۔ اور اگر اسی قسم کے تقریباً چھ سو مسائل دیکھنے ہوں تو میری کتاب سیف محمدی کو ملاحظہ فرمائیں اب ٹٹول کر ان کے لال ذرا قرآن حدیث سے تو پیش کیجئے۔ یہ تمام مسائل قرآن و حدیث کے بالکل خلاف ہیں۔ بلکہ مذہب انسان کی تہذیب بھی ان مسائل کو صحیح نہیں مان سکتی۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ حنفی مذہب فقہ کی کتابوں میں بہت سے مسائل قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ بلکہ تہذیب انسانی کے بھی خلاف ہیں

ع خزاں کے ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ رہا ؛ بہار کیسی نشانِ بہار تک نہ رہا ؛ ؛

(۱۸) کیا یہ صحیح ہے۔ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ نے احادیث صحیحہ چھوڑ کر اپنے قول کی طرف لوگوں کو دعوت دی تھی ؟

جواب ۱۸۔ میرے سامنے تو امام صاحب کا وہ قول ہے جو جواب نمبر ۳ میں گزرا۔ اس لئے میں تو ادباً اپنی زبان و قلم کو روکتا ہوں۔ ہاں چونکہ آپ کا سوال ہے اس لئے جواباً اس قسم کی بھی روایتیں پیش ہیں۔ سنئے حضرت اسحاقؒ فرماتے ہیں۔ کَانَ اَبُوْحَنِیْفَةَ یَجِیْئُهٗ شَیْءٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُخَالِفُ اِلٰی غَیْرِهٖ یعنی امام صاحب باوجود حدیث پالینے کے بھی اُس کا خلاف کرنے سے باز نہ آتے تھے (جزء تاریخ خطیب ص۱۰۱) ابو اسحاق فزاریؒ فرماتے ہیں۔ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس گیا۔ اور ایک مسئلہ کی بابت سوال کیا۔ انھوں نے فتویٰ دیا میں نے کہا حدیث میں تو اس طرح آیا ہے تو فرمانے لگے دَعْنَا مِنْ هٰذَا۔ ہمیں اس سے چھوڑ دے یعنی اسے ٹالدے (جزء تاریخ خطیب ص۱۰۱) میں نے پھر ایک مسئلہ دریافت کیا۔ اور ان کا جواب خلاف حدیث پاکر حدیث پڑھ سنائی کہ دیکھئے اس حدیث میں یوں ہے۔ تو فرمانے لگے حَکَّ هٰذَا بِذَنَبِ خِنْزِیْرٍ اسے سور کی دم سے کھرچ ڈال (جزء

امام صاحب کی حدیث کو رد کرنا

تاریخ خطیب صفحہ ۱۰۱) فرماتے ہیں ایک دن میں نے مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھانے کی ممانعت کی حدیث پیش کی تو مجھ سے فرمایا۔ ھٰذا حَدِیْثٌ خُرَافَۃٌ یہ واہیات ہے خرافات ہے رذیل ہے (صفحہ ۱۰۲) حضرت علی بن عاصمؒ کہتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ ہم نے امام صاحب کو ایک حدیث سنائی تو فرمانے لگے کَاَنَّا اٰخُذُ بِہٖ میں اس کے مطابق فتویٰ نہیں دیتا۔ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ پھر بھی یہی کہا کہ میں نہیں مانتا۔ (جزء تاریخ خطیب صفحہ ۱۰۲) حضرت بشر بن المفضل فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہ کے مذہب کے خلاف یہ حدیث سنائی کہ خرید و فروخت کرنے والوں کو جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں سودا واپس دینے لینے کا اختیار ہے۔ چونکہ امام صاحب کا مذہب ہے کہ اختیار نہیں اس لئے حدیث کو ٹال دیا۔ اور کہنے لگے ھٰذَا رِجْزٌ یہ حدیث گندگی پلیدی اور ناپاکی ہے (جزء تاریخ خطیب صفحہ ۱۰۲) میں نے پھر ان کے مذہب کے ایک مسئلہ کے خلاف یہ حدیث سنائی کہ جس یہودی نے ایک لونڈی کا سر پتھر سے کچل دیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کا سر بھی اسی طرح دو پتھروں کے درمیان کچل دیا جائے امام صاحب کا فتویٰ ہے کہ اس طرح نہ کیا جائے تو اس حدیث کی نسبت کہنے لگے ھٰذَا یَھُوْدِیٌّ یہ حدیث بکواس ہے۔ یہودہ گوئی ہے۔ (جزء تاریخ خطیب صفحہ ۱۰۲) اسی صفحہ میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے مذہب کے خلاف حدیث سنکر آپ نے کہا۔ ھٰذَا سَمْجٌ یہ اونٹنی کا بلبلانا ہے۔ حضرت یوسف بن اسباطؒ فرماتے ہیں رَدَّ اَبُوْحَنِیْفَۃَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْبَعَ مِاَۃِ حَدِیْثٍ اَوْ اَکْثَرَ۔ یعنی ابوحنیفہؒ نے چار سو سے زیادہ حدیثوں کو رد کر دیا ہے۔ (جزء تاریخ خطیب صفحہ ۱۰۳) حضرت یوسف بن اسباطؒ فرماتے ہیں قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ لَوْ اَدْرَکَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ اَدْرَکَتْہُ کَاَخَذَ بِکَثِیْرٍ مِّنْ قَوْلِیْ۔ یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے زمانہ میں زندہ ہوتے یا میں آپ کے زمانہ میں موجود ہوتا تو حضور مجھ سے بہت سے مسائل لیتے اور میری رائے کی تابعداری کرتے۔ امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں۔ یَجِیْئُ الْحَدِیْثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُخَالِفُہٗ اِلٰی غَیْرِہٖ (تاویل لابن قتیبہ مصری صفحہ ۴۳) یعنی امام ابوحنیفہؒ کے پاس حدیث پہنچتی تھی پھر بھی وہ اس کا خلاف کرتے تھے۔ سر دست میں ان گیارہ حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں اگر جناب بسط و تفصیل سے دیکھنا چاہیں تو تاریخ خطیب بغدادی کا جزء جس کا میں نے ترجمہ کیا ہے بہ نام امام محمدی ملاحظہ فرمالیں جسمیں حضرت الامام کی پوری سوانح کے ساتھ ہی اس قسم کی کل باتیں ہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ جناب نے خود سوال کر کے اس بحث کو چھیڑا۔ اور اس مضمون پر مجھے قلم اٹھانا پڑا کاش کہ یہ سوال ہی آپ نہ کرتے ؎

محو ابرو کے لئے خنجر فولاد آیا ؛ ذبح کرنا بھی نہ تجھ کو مرے صیاد آیا

(۱۹) دلیل سے ثابت کرو کہ حنفی شرک فی الرسالت کے مرتکب ہیں۔

جواب ۱۹ - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (نساء آیت ۶۴) یعنی جتنے بھی رسول بھیجے جاتے ہیں صرف وہی اس منصب پر فائز ہوتے ہیں کہ ان کی اطاعت کا حکم باری ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ منصب نبوت یہی ہے کہ ایک شخص کو مطاع برحق سمجھنا۔ جو وہ کہے اُسے بجا لانا اور اس کے فرمان کی بجا آوری کو اپنے ذمہ واجب سمجھنا۔ حنفی امام ابوحنیفہ کی نسبت یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کی ہر بات کا ماننا ہمارے ذمہ ضروری ہے۔ جیسے کہ تعریف تقلید سے ظاہر ہے۔ ملاحظہ ہو جواب چوتھا اور چھٹا۔ اور آپ کے مذہب کی معتبر کتاب درمختار مصری جلد اول صـ۴۷ میں تحریر ہے فَلَعْنَةُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ عَلٰى مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ۔ یعنی ابوحنیفہ کا قول رد کرنے والے پر ربّ کے ذروں کی گنتی کے برابر لعنتیں برستی ہیں۔ پس اس طرح کا کسی شخص کو ماننا منصب نبوت غیر نبی کو دینا اور کرسی نبوت پر غیر نبی کو بٹھانا ہے۔ الحدیث بموجب فرمان حدیث صرف پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی مانتے ہیں ؎

شمع روشن ہے ہماری آہ سے ؛ نور لگائے بیٹھے ہیں اللہ سے

(۲۰) کیا اہل قرآن کا دعویٰ صحیح ہے؟.....

جواب ۲۰ - غلط ہے۔ اور آپ کو اس سے کیا؟ ان کا اعتراض تو حنفی محمدی دونوں پر ہے جواب میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔

(۲۱) کیا حنفی مذہب شرک و بدعت کا نام ہے اور حدیث کے خلاف ہے؟

جواب ۲۱ - فی الحقیقت آپ جیسے بریلوی حنفیوں کا مذہب شرک و بدعت اور خلاف حدیث کا ایک مجسمہ ہے۔ تعزیہ داری، قبر پرستی، مُردوں سے مدد مانگنا، انھیں ہر جگہ حاضر ناظر جاننا وغیرہ شرکیات۔ اور تیجہ۔ دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں، اقتیاطی ظہر۔ الوداعی نماز، اسقاط میت وغیرہ بدعات کا مجموعہ ہے۔ دلائل دیکھنے ہوں تو میرا رسالہ صراط محمدی دیکھئے۔ اور خلاف حدیث ہونا جواب ۱۶، ۱۷، ۴۷ میں ملاحظہ فرمائیے۔ نیز میری کتاب درود محمدی بھی دیکھئے۔

(۲۲) کیا تقلید شخصی کا کوئی ایسا مفہوم بھی ہے کہ ..... مسلمان رہ سکیں؟

جواب ۲۲ - ہر وہ شخص جو قرآن و حدیث کو مستقل دلیل جان کر بغیر کسی کی تقلید کے اس پر عامل ہو جو قول جس کسی بزرگ کا ان کے خلاف پائے اُسے چھوڑ دے اور ان کو کسی حالت میں کسی کے قول کی مخالفت کی وجہ سے نہ چھوڑے۔ وہ پکا سچا مسلمان ہے اور جو اس طرح نہ کرے اُسے مسلمانی کا

تقلید شرک فی الرسالت ہے۔ — اعتراض بریلوی حنفی — تقلید اسلام کے خلاف ہے۔

ادنیٰ ساحصہ بھی عنداللہ حاصل نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (سورہ نساء آیت ۶۵) یعنی تیرے رب کی قسم کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اے نبی اپنے آپس کے تمام اختلافات میں تجھے حاکم نہ مان لے اور تیرے ہر فرمان کو بہ کشادہ دلی راضی خوشی تسلیم نہ کر لیا کرے مثنوی معنوی رومی جسے آپ کے ہم مشرب حضرات فارسی قرآن مانتے ہیں اور جسے جھوم جھوم کر آپ حضرات پڑھتے ہیں۔ اس کے دفتر پنجم صفحہ ۴۳۶ پر لکھا ہوا ہے۔

"نشاید مقلد را مسلمان دانستن"

یعنی مقلد کو مسلمان نہ جاننا چاہئے۔ دفتر چہارم صفحہ ۴۴۹ میں لکھتے ہیں۔ ؎

بلکہ تقلید ست آن ایمانِ او ❊ روئے ایماں را ندیدہ جانِ او

یعنی مقلد کا ایمان تو اپنی تقلید پر ہی ہے۔ حقیقی ایمان کو تو اس کے جسم نے کیا اس کی روح نے بھی کبھی نہیں دیکھا۔ مزید اشعار دیکھنے ہوں تو رسالہ اشعار رد تقلید ملاحظہ فرمائیں۔ اور وضاحت جواب نمبر ۲۶ میں دیکھئے۔ یہ رسالہ مع ترجمہ دفتر اخبار محمدی دہلی سے ملسکتا ہے۔

(۲۳) کوئی محدث ..... ایسا بھی گزرا ہے کہ جس پر تقلید کا لفظ عائد نہ ہوا ہو؟

جواب ۲۳۔ مشہور محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک بھی تقلید شخصی اصطلاحی کا پابند نہیں ہوا۔ وہ اپنے تئیں اہلحدیث ہی کہتے رہے۔ ملاحظہ ہو جواب ۱۰ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ صفحہ ۲۲ میں لکھتے ہیں۔ کہ چوتھی صدی تک دنیا میں اجتماعی طور پر تقلید کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ پس یہ جملہ محدثین کرام اہلحدیث تھے نہ کہ مقلد۔ اسی کتاب میں آپ یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ جو جہاں تھا۔ وہاں جو حدیثیں انھیں پہنچتیں اُن پر عامل تھا۔ کوئی کسی خاص شخص کی تمام باتوں کے ماننے کا پابند یعنی اس کا مقلد نہ تھا علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ لَيْسَ مِنْهُمْ أَحَدٌ قَلَّدَ رَجُلًا ان محدثین کرام میں سے کوئی بھی مقلد نہ تھا۔ ہدایت السائل صفحہ ۵۳۳ بلکہ آپ فرماتے ہیں۔ لَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُوصَفُ بِالْعِلْمِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا يَسْتَحِيزُ التَّقْلِيدَ وَلَا يَأْمُرُ بِهِ۔ یعنی میں نے تو کسی عالم حدیث کو سلف وخلف میں ایسا نہیں پایا۔ جو تقلید کو جائز جانتا ہو یا تقلید کا حکم کرتا ہو۔ مولانا شاہ عبدالعزیز بستان میں تحریر فرماتے ہیں۔ امام مالک کے زمانہ تک تقلید شخصی کا وجود نہ تھا۔ حضرت نواب صاحب ناقل ہیں کہ مجتہد مستقل کسی کا مقلد نہیں ہوتا۔ ہدایت السائل صفحہ ۵۳۲ چونکہ سائل صاحب بھی اس حقیقت سے بالکل بے خبر نہ تھے اس لئے آپ نے خود اپنے سوال کو بیحد کمزور کر دیا اور لکھدیا۔ "کہ تقلید کا لفظ عائد نہ ہوا ہو"۔ جواب سے پہلے

محدثین کرام مقلد نہ تھے

ہی جواب کو جان گئے اور مان گئے ؎

انگڑائیاں بھی لینے نہ پائے اٹھا کے ہاتھ ؛ دیکھا مجھے تو چھوڑ دیئے مسکرا کے ہاتھ

(۲۴) سلطانِ نجد کیسے مسلمان رہا؟ .....

جواب ۲۴۔ حضرت سلطان ابن سعود دَمَّرَ اللّٰہُ اَعْدَائَہٗ کی نسبت آپ کی یہ غلط بیانی ہے کہ تقلید شخصی اصطلاحی کے قائل ہیں۔ آپ ان کی طرف سے چھپی ہوئی کتاب تحفۂ سنّیہ پڑھئے جس میں جگہ جگہ لکھا ہے کہ ہم قرآن و حدیث پر ایمان و عمل کا مدار جانتے ہیں۔ ان ہی دو کے ہم پیرو ہیں جس کسی کا قول ان کے خلاف ہوتا ہے اس کی ایک جُنبش کی برابر بھی عزت نہیں کرتے۔ مکہ شریف کے سلطانی اخبار ام القریٰ نے اپنی ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ کی اشاعت میں حضرت السلطان مدظلہٗ کا ایک خطبہ نقل کیا ہے۔ جس میں آپ کا یہ فرمان بھی منقول ہے۔ میں قرآن و حدیث کے سوا کسی تیسری چیز کے ماننے کا مکلف اپنے کو نہیں سمجھتا۔ میرے نزدیک کسی تیسرے کا قول حجت شرعی نہیں۔ ۶ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ کے کئی اخبار ام القریٰ میں آپ کا یہ فرمان بھی منقول ہے۔ کہ لوگ ہمیں ایک جدید فرقہ خیال کر کے ہمارا نام وہابی رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ محض بہتان ہے۔ اور سخت غلطی ہے۔ ہم نئے مذہب والے نہیں۔ ہمارا اصل مذہب صرف کتاب و سنت ہی ہے۔ ہمارے نزدیک چاروں امام واجب العزت اور لائق احترام ہیں لیکن ہم ان میں سے کسی ایک کی تقلید نہیں کرتے۔ پھر سلطان ابن سعود اعزہ اللہ کو حنبلی بنانا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ آپ لوگ محدثین کرام پر بھی یہی بہتان باندھ دیتے ہیں۔ اور کیوں جناب اگر شاہ حرمین آپ کے نزدیک مقلد ہی ہیں تو پھر آپ آج تک انہیں کیوں کوس کاٹ رہے ہیں؟ کیوں انہیں اسلام سے خارج کر رہے ہیں؟ تعجب ہے کہ یوں چین نہ دوں چین۔ جو کتاب حضرت السلطان نصرہ اللہ علی اعدائہ نے چھپوائی ہے اس کے صفحہ ۲۵ پر آپ لکھتے ہیں۔ اِذَا صَحَّ لَنَا نَصٌّ جَلِیٌّ مِنْ کِتَابٍ اَوْ سُنَّۃٍ .... اَخَذْنَا بِہٖ وَتَرَکْنَا الْمَذْھَبَ یعنی جب ہمیں کوئی مسئلہ کتاب و سنت میں صاف صاف ملجاتا ہے۔ ہم اُسوقت کسی مذہب کی پابندی نہیں کرتے۔ کتاب و سنت کو لیتے ہیں۔ باقی مذہب کو چھوڑ دیتے ہیں۔ صفحہ ۲۶ پھر لکھتے ہیں وَکَانَ تَرْکُ السُّنَنِ وَالْاِخْتِیَارُ النَّبَوِیَّۃِ لِرَاْیِ فَقِیْہٍ وَمَذْھَبِ عَالِمٍ یعنی کسی فقیہ کی رائے اور کسی عالم مجتہد کے قیاس کے مقابلہ میں ہم سنتوں کو اور احادیث رسولؐ کو نہیں چھوڑتے۔ اگر زیادہ بسط سے حضرت السلطان اور اہل نجد کے عقائد معلوم کرنے ہوں تو میری کتاب انصار محمدی پڑھئے۔

(۲۵) موجودہ فرقے تقلید شخصی کے ماتحت ہیں۔ یا خود رائی کے ماتحت ہیں؟

اہلحدیث کا مذہب

جواب ۲۵ بحمداللہ اہلحدیث ان دونوں آفتوں سے الگ ہیں۔ نہ وہ تقلید کے شیفتہ نہ خودرائی کے فریفتہ۔ صرف قال اللہ کے شیدا اور قال الرسول پر فدا ؎

حسنِ خیدر او نہ پسند و شریک را ؛ آئینہ را بدست نگیرد نگارِ ما

(۲۶) کسی معتبر کتاب میں لکھا ہے۔ یا کسی امام نے یہ تصریح کی ہے کہ فلاں شخص اس لئے کافر یا بدعتی ہے کہ اس نے کسی امام کی تقلید کی تھی؟

تقلید کی برائی بزرگوں سے

جواب ۲۶ حضرت شاہ ولی اللہ جیسے مسلم امام نے اپنی کتاب فوز الکبیر کے صدہ پر تقلدین علماء کو یہود کا نمونہ لکھا ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی مجموعہ فتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں "حنفی وغیرہ ہونا مسلمانی میں شرط نہیں کیا گیا۔ اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امام کے وقت میں بھی حنفی شافعی وغیرہ سے مسلمان موسوم نہ تھے"۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنے رسالہ عمل بالحدیث میں لکھتے ہیں۔ جو شخص یہ سمجھے کہ فلاں ایک امام کی ہی سب باتیں ٹھیک اور درست ہیں اور صرف اسی کی تقلید واجب ہے۔ فَهُوَ ضَالٌّ جَاهِلٌ۔ وہ بڑا گمراہ اور بڑا جاہل ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں۔ وَهَلْ يُقَلِّدُ إِلَّا عَصَبِيٌّ أَوْ غَبِيٌّ۔ یعنی مقلد وہی ہوتا ہے جو متعصب اور نرا بے وقوف ہو۔ فتوحات مکیہ میں ہے آیت قرآن یا حدیث رسول کو اپنے امام کے قول کے خلاف پاکر بوجہ تقلید کے چھوڑ دینے والا قَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا وَخَرَجَ عَنْ دِينِ اللّٰهِ۔ سخت تر گمراہ اور دین اسلام سے خارج ہے۔ عقد الجید میں شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ حدیث و قرآن کی موجودگی میں اُن کے خلاف کسی امام کی تقلید کرنا گویا اسے نبی ماننا۔ حق سے ہٹ جانا اور راہ راست سے دور پڑ جانا ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ میں آپ نے اسے کھلی حماقت اور باطنی نفاق فرمایا ہے۔ اور سنو خود امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں مَنْ خَرَجَ عَمَّا قَالَ ضَلَّ۔ جو سنت رسول سے نکلجائے وہ اسلامی راستہ سے بھٹک گیا۔ (فتوحات) بحر العلوم مولانا عبدالعلی شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔ فَاِتِّبَاعُهُ شَرِيعَةٌ جَدِيدَةٌ یعنی ایک ہی مذہب کی تقلید کو واجب جاننا اپنی طرف سے شریعت گھڑ لینا ہے۔ (ظاہر ہے کہ شریعت اپنی طرف سے بنانیوالا کافر ہے) قرآن فرماتا ہے۔ اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ (شوریٰ آیت ۲۱) مطلب یہ ہے کہ وحی خدا کے علاوہ کسی کی بات کو دین میں داخل سمجھنا اسی شریک خدا ماننا اور خود مشرک ہونا ہے۔ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی کتاب فتح الغیب مقالہ ۲۶ میں لکھتے ہیں۔ وَلَا تَخْرُجْ عَنْهُمَا فَيَضِلَّكَ هَوَاكَ وَالشَّيْطَانُ اگر تو قرآن و حدیث سے ہٹ گیا یعنی کسی کی تقلید میں پھنس گیا) تو تیری خواہش اور شیطان تجھے اسلام کے راستے

سے بھٹکا کر گمراہ کر دینگے۔

سردست ان دس حوالوں پر ہی اکتفا کرتا ہوں مزید تشفی نظر ہو تو میری کتاب "طریق محمدی" دیکھو۔ خود تقلید جب کہ بدعت ہے۔ نہ آنحضرت کے زمانہ میں تھی نہ تابعین کے نہ آئمہ کے پھر مقلدین کے بدعتی ہونے میں شک ہی کیا رہ گیا یہی وجہ ہے کہ اہل حدیث آپ حضرات کے طعنے سہتے ہیں مار پیٹ جھیل لیتے ہیں۔ لیکن تقلید کو قبول نہیں کرتے۔ آہ وہ کون کون سے مظالم ہیں جو اس جماعت پر نہیں کئے گئے۔ ؎

تہ تیغ اس صبر سے زخم کھائے ؛ قضا بھی تھکی مرحبا کہتے کہتے

(۲۷) کیا .... وہابی مذہب کی بنیاد خیر القرون سے چلی آتی ہے۔ یا اہلحدیث کا فرقہ خیر القرون میں گزرا ہے؟

جواب ۲۷ خیر القرون میں صرف اہلحدیث ہی تھے۔ کوئی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، وہابی تھا ہی نہیں خود چاروں امام بھی امامت کے مرتبے کے ساتھ پہلی صدی میں موجود ہی نہ تھے۔ پھر ان کے مقلدین کہاں سے ہوں گے؟ اس زمانہ کے تمام مسلمان صرف قرآن و حدیث کے معتقد اور عامل تھے جن پر عمل کرنے کی وصیت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخر میں کر گئے تھے۔ لہذا وہ سب کے سب اہلحدیث تھے اور انھیں اس زمانہ میں بھی اہلحدیث ہی کہا جاتا تھا۔ ملاحظہ ہو کتاب شرف اصحاب الحدیث۔ جو پانچویں صدی کی تصنیف ہے۔ جس کا ترجمہ اردو بھی میں نے کر کے چھاپ دی ہے۔ بنام فضائل محمدی۔ جس کا قلمی اصلی نسخہ بھی مدینہ طیبہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اور اس کی مصدقہ نقل قلمی بھی میرے پاس موجود ہے۔ صلا ۲ میں ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نوجوان طالب حدیث کو دیکھتے تو فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت مبارک ہو۔ ہمیں حضور حکم فرما گئے ہیں کہ تمہارے لئے مجلسوں میں کشادگی کریں۔ اور تمھیں حدیث سمجھائیں۔ فَاِنَّكُمْ خَلْفُنَا وَاَهْلُ الْحَدِيْثِ بَعْدَنَا۔ تم ہمارے خلیفہ ہو اور ہمارے بعد تم ہی اہلحدیث ہو۔ ثابت ہوا کہ صحابہ خود اہلحدیث تھے۔ پھر ان کے بعد بھی اہلحدیث رہے۔ خود جناب رسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلحدیثوں کے لئے اپنے صحابہ کرام کو وصیت فرمائی تھی اور حکم دیا تھا۔ کہ سَيَأْتِيْكُمْ شُبَّانٌ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ يَطْلُبُوْنَ الْحَدِيْثَ فَاِذَا جَاءُكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا یعنی تمہارے پاس چوطرف سے لوگ میری حدیثیں حاصل کرنے کے لئے آئینگے۔ جب وہ آئیں تو تم ان کے ساتھ بھلا سلوک اور خیر خواہی کرنا۔ امام ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مقلد بدعتی ہیں

اہلحدیث ہمیشہ سے ہیں

رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقُلْتُ مَنِ الْفِرْقَۃُ النَّاجِیَۃُ مِنْ ثَلَاثٍ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً قَالَ اَنْتُمْ یَا اَھْلَ الْحَدِیْثِ یعنی میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور دریافت کیا کہ حضور تہتر فرقوں میں سے نجات پانیوالا فرقہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا اے اہلحدیثو! وہ تم ہو۔ صہ ۲۵ اُس حدیث کی شرح میں جس میں حضورؐ نے ایک جماعت کو مبارک باد دی ہے۔

حضرت امام عبدانؒ فرماتے ہیں۔ ھُمْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ۔ اس سے مراد اہلحدیث ہیں (صہ ۲۳) حضرت امام احمدؒ بن حنبلؒ فرماتے ہیں۔ اِنْ لَمْ یَکُوْنُوْا اَصْحَابَ الْحَدِیْثِ لَا اَدْرِیْ مَنْ ھُمْ (صہ ۲۴) یعنی فرقہ ناجیہ اہلحدیث کے سوا اور ہو ہی نہیں سکتا۔ امام یزید بن ہارونؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ (صہ ۲۶) حضرت امام ابن المبارکؒ فرماتے ہیں۔ ھُمْ عِنْدِیْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ۔ میرے نزدیک بھی یہ جماعت اہل حدیث کی ہے۔ (صہ ۲۶) حضرت امام احمد بن سنانؒ کا بھی یہی قول ہے۔ (صہ ۲۷) حضرت امام بخاریؒ بھی فرماتے ہیں کہ جس جماعت کی نسبت ہمیشہ حق پر رہنے کی حضورؐ نے پیشین گوئی کی ہے اس سے مراد اہلحدیث کی جماعت ہے۔ (صہ ۲۸) ایک اور مرفوع حدیث سنیئے فضائل محمدی صہ ۳۲ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمھیں بتاؤں کہ میرے اور تمام انبیاء کے اور میرے صحابہ کے خلیفہ کون لوگ ہیں۔ وہ جو قرآن حدیث والے ہیں۔

امام اسحٰق بن موسیٰؒ فرماتے ہیں۔ اہلحدیث جیسی معزز جماعت کوئی اور نہیں۔ (صہ ۳۲) امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں اہلحدیث زمین پر خدا کے دین کے نگہبان ہیں۔ (صہ ۴۵) حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں اِذَا رَاَیْتُ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ الْحَدِیْثِ فَکَاَنِّیْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیًّا یعنی میں جب کسی اہلحدیث کو دیکھتا ہوں تو اسقدر خوشی ہوتی ہے کہ گویا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ (صہ ۴۷) حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں۔ لَیْسَ عِنْدِیْ قَوْمٌ خَیْرًا مِّنْ اَھْلِ الْحَدِیْثِ میرے نزدیک اہلحدیث سے بہتر کوئی جماعت نہیں، امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں اہلحدیث سے بہتر روئے زمین پر کوئی نہیں (صہ ۵۱) حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں۔ ابدال واولیا صرف اہلحدیث ہی ہوتے ہیں۔ امام علی بن مدینیؒ استاد امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ حدیث میں جن لوگوں کا ذکر ہے کہ وہ ہمیشہ تک حق پر رہیں گے وہ اہل حدیث ہی ہیں۔ (صہ ۵۳) امام ابن المبارک فرماتے ہیں۔ پل صراط پر ثابت قدم رہنے والی جماعت اہلحدیث کی ہے۔ (صہ ۶۰) خلیفہ ہارون الرشید امیر المومنین فرماتے ہیں میں نے خوب غور کیا تو دیکھا کہ حق پر اہلحدیث کی جماعت ہے۔ (صہ ۵۰) حضرت حسن بن علیؓ فرماتے ہیں۔ طواف کرتے ہوئے میرے دل میں خیال آیا۔

عہ یہ سارے حوالے کتاب شرف اصحاب الحدیث کے ہیں۔ یہ کتاب جامع ترجمہ میں نے چھپوا دی ہے۔ فالحمد للہ

کہ قیامت کے دن تمام اہلِ جنت کے آگے آگے کون ہوگا؟ تو میں نے ہاتفِ غیب کی آواز سنی کہ وہ اہلحدیث ہونگے (ص۶) حضرت ابن المبارک فرماتے ہیں نوعمر اہلحدیث بچوں کو دیکھکر فرماتے یہ خدا کے دین کے لڑکے ہیں۔ (ص۶۷) حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے سامنے کسی نے اہلحدیث کی نسبت کہا کہ یہ بُرے لوگ ہیں تو آپ نے غصہ ہو کر فرمایا تو بے دین اور مذہب ہو گیا (ص۶۸) امیر المومنین خلیفہ ہارون الرشید فرماتے ہیں کہ مرد ت والے اہلحدیث ہیں۔ صحابی رسول اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اَنَا اَوَّلُ صَاحِبِ حَدِیْثٍ فِی الدُّنْیَا۔ دنیا میں میں پہلا اہلحدیث ہوں (اصابہ ج۴ ص۲۰۲) قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں۔ مَنْ یَّعْتَقِدُ مَذْھَبَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ۔ یعنی ہمیشہ حق پر قائم اور مظفر و منصور رہنے والی جماعت ہے جو مذہب اہلحدیث کی پابند ہو۔ سر دست یہ پچیس حوالے پیش ہیں۔ مزید درکار ہوں تو کتاب فضائل محمدی اور جواب ۲۸ ملاحظہ فرمائیے۔ ان یہ بھی ذہن نشین رہے کہ مقبولِ امت حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں۔ کہ نجات پانے والی جماعت کا نام صرف اہلحدیث ہی ہے ص۱۹۸ مطبوعہ امید لاہور) افسوس کہ ان تمام بزرگوں کے خلاف آپ کی روش ہے ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے ۔۔۔ دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

(۲۸) کسی دلیل سے ثابت کرو کہ اہلحدیث ہی ..... فرقۂ ناجیہ کے لئے مخصوص ہو چکا ہے...

جواب ۲۸۔ جواب ۲۷ کو پڑھ لیجئے اور مزید سنیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوتا ہے۔ کہ فرقۂ ناجیہ یعنی نجات پانیوالی جماعت تہتر فرقوں میں سے کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ۔ وہ جماعت جو اس پر ہو جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضورؐ اور صحابہ نہ تو حنفی تھے نہ شافعی تھے نہ مالکی تھے نہ حنبلی تھے وہ صرف وحیِ خدا کے تابع تھے۔ اور آج بھی صرف وحیِ الٰہی یعنی فقط قرآن و حدیث کے تابع اہلحدیث ہی ہیں۔ نہ وہ حنبلی ہیں نہ مالکی نہ شافعی نہ حنفی جس طرح صحابہ اور حضورؐ ان مذاہب سے دور تھے اسی طرح یہ بھی ان کے پابند نہیں۔ یہی روایت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ مَنْ کَانَ عَلٰی مِثْلِ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ یعنی نجات کی مستحق وہ جماعت ہے۔ جو اس پر ہو جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ بعض روایات میں الیوم کا لفظ بھی ہے۔ یعنی آج جس پر ہم سب ہیں۔ تعجب ہے کہ دنیا اس جماعت کی دشمنی کیوں کر رہی ہے جو اپنا مذہب مسلک مشرب طریقت صرف اللہ کے کلام اور رسول اللہ کی حدیث کو بتائے ؎

خاطر جو جرم است بہ صہبا چہ حاجت است
دل چوں کشادہ است بہ صحرا چہ حاجت است

اہلحدیث فرقۂ ناجیہ ہیں۔

فرمان پیران پیر

لیکن بزرگان دین کے تجربے سچے ہوتے ہیں، پیران پیر اپنی کتاب غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۹۵ پر لکھ گئے ہیں۔ کہ عَلَامَۃُ اَھْلِ الْبِدْعَۃِ الْوَقِیْعَۃُ فِیْ اَھْلِ الْاَثَرِ جس کا ترجمہ فارسی میں شیخ علامہ عبدالحکیم اس طرح کرتے ہیں "نشان اہل بدعت غیبت کردن ست در اہلحدیث" یعنی بدعتی کی پہچان یہی ہے کہ وہ اہلحدیث کی دشمنی کریگا۔ مولانا شاہ عبدالعزیزؒ نے بھی اپنی کتاب بستان المحدثین میں اہلحدیث پر طعنہ کرنیوالوں کو جاہل اور بے سمجھ لکھا ہے۔

تاریخ اہلحدیث

(۲۹) اہلحدیث ..... کی ابتداء تاریخی طور پر بتاؤ .....

جواب ۲۹۔ جب سے حدیث ہے تب سے اہلحدیث ہیں۔ حدیث کہتے ہیں کلام اللہ و کلام الرسول کو۔ یہ آج تیرہ سو سال سے ہیں، اور اسی وقت سے آجتک بفضلہٖ اہلحدیث بھی ہیں۔ مزید وضاحت جواب ۲۷، ۲۸ میں ملاحظہ ہو۔ اور میری کتاب مشکوٰۃ محمدی بھی ملاحظہ ہو۔

لفظ اہلحدیث قدیم ہے

(۳۰) اہل حدیث یا محدث اصطلاح جدید ہے یا خیر القرون میں پائی ہے .....

جواب ۳۰۔ یہ قدیمی اصطلاح ہے۔ قرآن سے حدیث سے خیر القرون سے ہم ثابت کر آئے ہیں۔ ملاحظہ ہو جواب نمبر ۱، ۳، ۷، ۲۸، ۲۹۔ ہاں البتہ حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی یہ جدید اصطلاح ہے۔ جس نے ایک کے چار کرکے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالدیا۔ جو بقول حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ چوتھی صدی کے بعد کی ایجاد ہے۔ حنفی لقب کی پوری تحقیق میرے اخبار محمدی لکھنؤ جلد ۱۴ میں ملاحظہ ہو۔

آنحضرتؐ کے زمانہ کی حدیث کی کتابیں

(۳۱) تدوین احادیث اور تدوین فقہ کا زمانہ ایک ہے یا مختلف؟ اور اس میں خیر القرون کے نزدیک کس کا زمانہ ہے؟

جواب ۳۱۔ ایک نہیں دو ہیں۔ تدوین حدیث خیر القرون میں بلکہ خود زمانہ نبوی میں تھی۔ اور فقہ کی مشہور کتابیں مدتوں بعد تصنیف کی گئی ہیں۔ دلائل سنئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُکْتُبُوْا وَلَا حَرَجَ میری حدیثیں لکھ لیا کرو کوئی حرج نہیں۔ (کنز العمال) فرمان ہے قَیِّدُوا الْعِلْمَ بِالْکِتَابَۃِ۔ علم کو لکھ کر اپنا کر لیا کرو (مستدرک) حضورؐ اپنے ایک خطبہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ اُکْتُبُوْا لِاَبِیْ شَاۃٍ ابوشاہ کو یہ میرا خطبہ لکھ کر دو۔ (بخاری، مسلم) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وَمَا فِیْ ھٰذِہِ الصَّحِیْفَۃِ یعنی قرآن کریم کے علاوہ ہمارے پاس یہ ایک کتاب (حدیث نبوی کی) لکھی ہوئی ہے۔ (بخاری) اور حدیث ہے۔ اِسْتَعِیْنُوْا بِیَمِیْنِکَ یعنی میری حدیث لکھ لیا کرو (ترمذی) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ حضورؐ سے حضورؐ کی حدیثوں کو لکھ لیا کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں تو ارشاد ہوتا ہے اُکْتُبْ لکھ لیا کرو (مسند احمد) آخر بیماری میں بھی قلم دوات طلب فرماتی

تھی۔ کہ اُکْتُبْ لَکُمْ کِتَابًا میں تمہیں ایک کتاب لکھدوں (بخاری) یمن والوں کو حدیث لکھوا کر آپ نے بھجوائی تھی۔ (مسلم) ہرقل قبیلہ کی طرف دیت وغیرہ کی کتاب لکھوا کر حضورؐ نے بھجوائی تھی۔ (صحیح مسلم) وصال سے ایک ماہ پیشتر قبیلہ جہینہ کو کھالوں کے احکام لکھوا کر بھیجے (ابوداؤد وغیرہ) یمن والوں کو زکوٰۃ کے احکام لکھوا کر بھیجے (فتح الباری) حضرت وائل بن حجر کو ایک کتاب لکھوا کر مرحمت فرمائی جس میں حرمتِ نشہ۔ ربا۔ احکام بیع۔ احکام نکاح۔ مسائل نماز و زکوٰۃ تھے۔ (طبرانی) آپ کی مشہور کتاب کتاب الصدقہ ہے جو آپنے مرض الموت میں تحصیلداروں کے پاس بھیجنے کے لئے لکھوائی تھی۔ جس پر آپ کے خلفا۔ آپ کے بعد عمل کرتے رہے۔ (ابوداؤد) یہ کتاب حضورؐ کے بعد حضرت صدیق کے پاس رہی۔ پھر حضرت فاروقؓ کے پاس۔ پھر آلِ فاروق کے پاس پھر ان سے حضرت زہری تابعی رحمۃ اللہ کو ملی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز امیر المومنینؒ کو ملی جس کا مضمون صحیح بخاری وغیرہ میں موجود ہے۔ بخاری شریف میں یہ بھی ہے کہ اس کے آخر میں حضورؐ کی مہر شریف بھی لگی ہوئی تھی۔ مجتبیٰ میں ہے کہ حضورؐ نے ایک کتاب لکھوائی فِیْہِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ وَالدِّیَاتُ۔ یعنی اس میں فرائض کی سنتوں کی دیتوں کی حدیثیں تھیں۔ اس کتاب کی نسبت مجدد اعظم حضرت امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ھُوَ کِتَابٌ عَظِیْمٌ الخ یعنی یہ کتاب بہت بڑی تھی۔ اس میں زکوٰۃ کے دیت کے دیگر مسائل کے احکام تھے۔ کبیرہ گناہوں کا بیان تھا۔ طلاق کے، آزادگی کے، نماز وغیرہ کے اور بھی بہت سے مسائل و احکام کی تمامتر حدیثیں تھیں (زاد المعاد) یہ تو تھیں خود آنحضرتؐ کی کتابیں خود املا کرائی ہوئی۔ اب صحابہ کی نسبت سنیئے۔ امام خطیب بغدادی کی کتاب شرف اصحاب الحدیث میں ہے۔ جس کا میں نے ترجمہ اردو بھی چھپوا دیا ہے۔ کہ حضرت انسؓ نے اپنے دونوں بیٹوں نضر اور موسیٰ کو حکم دیا۔ کہ حدیثیں مع سند لکھا کرو۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے جتنی حدیثیں حضورؐ سے سنیں سب لکھ کر رکھی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک کتاب میں پانچسو حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھ کر اپنے پاس رکھی تھیں ملاحظہ ہو تذکرۃ الحفاظ۔ اسیطرح حضرت عمرؓ نے بھی حدیثوں کی کتاب لکھ کر رکھی تھی۔ (جامع) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے پاس بھی حدیث کی ایک کتاب تھی جیسے اوپر گزرا۔ اور حضرت ابوہریرہؓ عاشق حدیث رسول اللہ کے پاس تو حدیث کی بہت سی کتابیں لکھی ہوئی تھیں جو لوگوں کو دکھلاتے اور فرماتے ھٰذَا ھُوَ مَکْتُوْبٌ عِنْدِیْ یہ دیکھو میرے پاس یہ حدیث کی کتابوں کا مجموعہ موجود ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے صحابہ سے احادیث کا لکھنا منقول ہے حضرت عروہ بن زبیر تابعیؒ نے

صحابہ کرام کے زمانہ کی حدیث کی کتابیں

تابعین کی حدیث کی کتابیں۔

غزوات کی حدیثوں کی کتاب لکھ رکھی تھی۔ چنانچہ کشف الظنون میں ہے۔ اَوَّلُ مَنْ صَنَّفَ فِیْھَا عُرْوَۃُ الزُّبَیْرِ امام زہری تابعی نے چار سو حدیث کی ایک کتاب لکھی تھی۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الحفاظ۔ بلکہ آپ نے تمام سنن نبویہ اور آثار صحابہ کو ایک ضخیم کتابی صورت میں جمع کیا تھا۔ منتخب کنز العمال دیکھئے فتح الباری میں ہے کہ جلیل القدر تابعی سچے جانشین حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبد العزیز نے تمام مملکت اسلام میں شاہی فرمان بھیجا تھا کہ اُنْظُرُوْا حَدِیْثَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاجْمَعُوْہُ یعنی تمام حدیثیں لکھ لو چنانچہ اس پر عمل بھی ہوا۔ حضرت سعد بن ابراہیم فرماتے ہیں فَکَتَبْنَاھَا دَفْتَرًا دَفْتَرًا یعنی ہمنے حدیثوں کے دفتر کے دفتر لکھ ڈالے (جامع) سر دست میں ان تین بیس حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں اگر مزید حوالوں کی ضرورت ہو تو کتاب احسن المواریث کا مطالعہ کیجئے

امام ابو حنیفہؒ کی کوئی تصنیف نہیں

اب آپ کی فقہ کی مشہور کتابوں کی تاریخ سنئے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا لکھا ہوا تو ایک حرف بھی دنیا میں نہیں آپنے تو کوئی کتاب فقہ یا حدیث کی تالیف نہیں فرمائی مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ اپنی مشہور عالم اور مقبول عام کتاب بستان المحدثین میں تحریر فرماتے ہیں کہ چاروں اماموں کی تصنیف میں سے سوا موطا امام مالکؒ کے علم حدیث میں خود ان کی کوئی تصنیف موجود نہیں ہے۔ ہاں آپ کو علمی نہو جو مسند امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب ہے اسے خوارزمی نے ۶۵۴ھ میں جمع کیا ہے۔ وہ دراصل امام صاحب کی تصنیف نہیں غرض امام صاحب کا لکھا ہوا ایک حرف بھی دنیا میں نہیں۔ اب جن فقہ کی کتابوں پر دن رات حنفیوں کا عمل ہے ان کی تصنیف کی تاریخ سنئے جس سے آپ کو تقدیم تاخیر بھی معلوم ہو جائے گی

کتب فقہ کی تصنیف کی تاریخ

قدوری پانچویں صدی۔ ہدایہ ۵۹۳ھ۔ خانی۔ فتاوی ولوالجیہ چھٹی صدی۔ منیہ۔ تتمہ ساتویں صدی۔ کنز۔ نہایہ۔ عنایہ۔ شرح وقایہ۔ طحطاوی، جامع الرموز آٹھویں صدی۔ فتح القدیر۔ برازیہ خلاصہ کیدانی، حلیہ نویں صدی۔ بحر الرائق۔ غنیہ۔ شرح منیہ۔ تنویر الابصار، ذخیرۃ العقبیٰ، چلپی دسویں صدی۔ درمختار۔ فتاوی خیریہ گیارھویں صدی، فتاوی عالمگیری بارھویں صدی۔ مراقی الفلاح۔ الابد۔ عمدۃ الرعایہ تیرھویں صدی۔ یہ تھی تدوین فقہ کی مختصر تاریخ ؎

کانٹوں میں گھر نہ ہو الجھنا ۔ تھوڑا سا کھا بہت سمجھنا

حضور کے زمانہ میں اہلحدیث کا مذہب

(۳۲) عہد رسالت یا عہد صحابہ میں اہلحدیث کا مذہب موجود تھا یا نہیں؟.....

جواب۔ اس کا جواب کئی بار گزر چکا۔ ملاحظہ ہو جواب ۱، ۳، ۷، ۲۸، ۲۹ وغیرہ۔ ماحصل یہ ہے کہ صحابہ کے اور حضورؐ کے زمانہ میں سوا اہلحدیث کے اور کوئی تھا ہی نہیں۔ تفصیل میری کتاب شکوۃ محمدی میں ہے۔

(۳۳) بدعت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟.....

جواب ۳۳۔ صحیح حدیث شریف میں ہے۔ کُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ الخ (بیہقی) اور حدیث میں ہے مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَیْسَ عَلَیْہِ اَمْرُنَا فَھُوَ رَدٌّ (بخاری) اور حدیث میں ہے۔ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔ پس صاف ثابت ہوا کہ جو کام لوگ امر دین میں نکالیں جو قرآن و حدیث میں نہ ہو وہ بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور ہر گمراہی جہنم میں لیجانیوالی چیز ہے۔ ہر بدعت اور ہر بدعتی مردود ہے۔ ابن ماجہ کی حدیث میں ہے ملعون ہے۔ کنوز الحقائق میں ہے۔ جہنم کا کتا ہے۔ بدعت کا یہی مفہوم خود آپ کے مذہب کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۱ میں ہے کہ قبر پر قرآن پڑھنا امام ابوحنیفہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ کَاَنَّہٗ مُحْدَثٌ لَمْ تَرِدْ بِہِ السُّنَّۃُ اس لئے کہ یہ بدعت ہے اور بدعت کا ثبوت یہ کہ حدیث میں نہیں۔

(۳۴) کیا قرآن وہی ہے جو عہد رسالت میں تھا۔ اگر نہ تھا تو عمل صحابہ کو کیوں تسلیم کرتے ہو؟

جواب ۳۴۔ اللہ خیر کرے۔ حدیث کی نسبت تو طرح طرح کے وسوسے تھے ہی اب قرآن کی نسبت بھی وساوس شروع ہوئے ہیں۔ ہاں بھائی صاحب جو عہد رسالت میں تھا وہی ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ جس چیز کی حفاظت خدا نے اپنے ذمہ لی ہو کوئی ہے جو اس میں بھی کمی زیادتی کاٹ چھانٹ کتر بیونت کر سکے۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ اس سوال کے جواب وہ جس طرح اہلحدیث ہیں اسی طرح اور اتنے ہی حنفی بھی ہیں۔ مزید بحث جواب ۳۵ میں ملاحظہ ہو۔ کوئی آریہ عیسائی اگر یہ کہتا تو خیر۔ لیکن افسوس کہ آپ مدعی اسلام ہو کر قرآن کریم کو وہی نہیں مانتے جو حضور سرور خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا۔ جب ایک مدعی اسلام کی زبان سے یہ الفاظ نکلیں تو آریوں عیسائیوں کا کیا گلہ؟ ؎

کیا پوچھتے ہو داغ جگر میں کہاں کے ہیں ۔۔۔ کچھ آپ کے دئے ہوئے کچھ آسماں کے ہیں

(۳۵) قرآن شریف کی موجودہ ترتیب اور حرکات و سکنات خاندان بنی امیہ نے اور ترجمہ احناف نے کیا۔ وہابیوں نے ان دو بدعتوں کو کیوں قبول کیا ہے۔ اور بیس رکعت تراویح اور اذان جمعہ کو بدعت صحابہ کہہ کر کیوں چھوڑ دیا ہے؟

جواب ۳۵۔ اوپر کے سوال ۳۴ میں جناب نے قرآن شریف کی موجودہ شکل کو عمل صحابہ تسلیم کیا لیکن اب آپ فرماتے ہیں۔ کہ خاندان بنی امیہ نے موجودہ ترتیب پیدا کی۔ یہ کیا اندھیر ہے؟ اے جناب ترتیب تو اس کی حضورؐ کے زمانے ہی میں تھی۔ اور وہی اب بھی ہے۔ ملاحظہ ہو جواب ۳۴

حدیث شریف میں صاف آچکا ہے۔ کہ جب کوئی آیت اُترتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس آیت کو فلاں سورت کی فلاں آیت کے بعد لکھ لو۔ (مسند احمد۔ ترمذی، ابوداؤد، فتح الباری) خود آپ سورتیں حفظاً نماز میں اور غیر نماز میں تلاوت فرماتے۔ (صحاح) دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ اترتی اور آپ لکھواتے (ابوداؤد) رمضان شریف میں قرآن کا دور کرتے آپ پڑھتے اور جبرائیلؑ سنتے۔ جبرائیلؑ پڑھتے اور آپ سنتے (صحیح بخاری) قرآن کریم کا نسخہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس موجود تھا۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں منگوایا تھا۔ یہ قرآن کریم حضرت عمرؓ کے پاس سے آپکو ملا تھا اور حضرت عمرؓ نے اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پایا تھا۔ جو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے لئے لکھوایا تھا۔ پورا قرآن کریم خلافتِ صدیقی سے صحابہؓ کے ہاتھوں میں موجود تھا (بخاری) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی لکھا ہوا مرتب موجود تھا۔ جو جرائد نخل اور حجارہ ہیں اور پارہ ہائے چرم پر مکتوب تھا۔ ملاحظہ ہو اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری شریف۔ حضرت امام سیوطیؒ حارث محاسبی سے ناقل ہیں۔ کِتَابَۃُ الْقُرْاٰنِ لَیْسَتْ مُحْدَثَۃً فَاِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْمُرُ بِکِتَابَتِہٖ وَلٰکِنَّہٗ کَانَ مُفَرَّقًا فِی الرِّقَاعِ وَغَیْرِھَا۔ یعنی قرآن کریم کا لکھنا کوئی بدعت نہیں۔ اسلئے کہ خود رسول اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یہ آپ کے سامنے مختلف چیزوں پر تھوڑا تھوڑا لکھا جاتا رہا۔ لمعات میں ہے۔ وَکَانَ ذٰلِکَ بِمَنْزِلَۃِ اَوْرَاقٍ وُجِدَتْ فِیْ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَھَا جَامِعٌ وَرَبَطَھَا بِخَیْطٍ حَتّٰی لَا یَضِیْعَ مِنْھَا شَیْءٌ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں آپ کا لکھوایا ہوا قرآن شریف گویا مختلف اوراق پر موجود تھا جنھیں جمع کرنے والوں نے جمع کر کے تاگے سے ان سب اوراق کو سی لیا۔ تاکہ کھوئے جانے کا کھٹکا نہ رہے۔ الغرض پورا قرآن خود آپ کے حکم سے مرتب لکھا ہوا موجود تھا ہاں ایک جگہ ایک ہی چیز پر سارا کا سارا نہ تھا۔ اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کی زندگی میں احتمال تھا کہ شاید اور کوئی آیت اترے۔ یا ممکن ہے کسی آیت کو منسوخ قرار دیا جائے۔ وغیرہ۔ پس حضورؐ کے وصال کے بعد یہ احتمال باقی نہ رہا۔ چنانچہ خلیفۂ اوّل نے اس سارے کو ایک جگہ جمع کرالیا۔ پھر خلیفۂ دوم کے پاس اس کا نسخہ رہا۔ پھر خلیفۂ سوم نے اسے اور پختگی کے ساتھ لکھوا کر تمام ممالک اسلامی میں پھیلا دیا۔ رضی اللہ عنہم۔ گو ثبوت مہیا ہو چکا لیکن چونکہ اس اعتراض میں حنفی، چکڑالوی، آریہ، عیسائی وغیرہ سب شریک ہیں اس لئے میں کچھ اور بھی عرض کروں۔

کھینچتا ہے کیوں مجھے محبوب کے آغوش سے :: اور رہنے دے مجھے جلّا دوم بھر دار پر

پورے[۹] قرآن کی حضورؐ کے زمانہ میں لکھا ہوا موجود ہونے کی بڑی بھاری دلیل ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے زمانہ میں ہی حافظِ قرآن صحابہؓ موجود تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حافظِ قرآن تھے۔ پس اگر مجموع و مرتب نہ ہوتا۔ تو حفظ کیسے ہو سکتا تھا۔ لمعات[۱۰] شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ وَقَدْ كَانَ الْقُرْاٰنُ كُلُّهٗ كُتِبَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی قرآن پورا کا پورا عہد نبوی میں لکھا جا چکا تھا۔ حاکم میں[۱۱] ہے عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُؤَلِّفُ الْقُرْاٰنَ فِي الرِّقَاعِ۔ یعنی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن شریف کو لکھ کر پرزوں پر جمع و تالیف دیا کرتے تھے۔ صحیح[۱۲] بخاری شریف پارہ ۲۱ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ مقولہ مروی ہے۔ مَا تَرَكَ اِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کو چھوڑا ہے جو ان دونوں لوحوں یعنی پٹھوں کے درمیان ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ قرآن کریم کو لکھا ہوا چھوڑ گئے تھے۔ گو اور معنی ظاہر ہیں۔ یہی قول[۱۳] حضرت محمد بن حنفیہ کا بھی ہے بخاری پارہ ۲۱۔ بعض[۱۴] روایتوں میں لفظ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ اور بعض[۱۵] میں صاف لفظ مصحف بھی آیا ہے۔ بخاری[۱۶] مسلم کی حدیث میں ابن مسعودؓ کی بیان کردہ حدیث کا ثبوت طلب کرنے والی عورت کا یہ کہنا بھی مروی ہے۔ کہ میں نے دونوں لوحوں کے درمیان کا سارا قرآن پڑھا ہے صحیح بخاری شریف پارہ بیس میں ہے کہ ایک عراقی شخص نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔ اَرِيْنِيْ مُصْحَفَكِ۔ مجھے ذرا اپنا قرآن شریف تو دکھاؤ ..... حضرت عائشہ نے قرآن منگوا کر انہیں دکھایا۔ اور کئی آیتیں لکھوائیں۔ مسلم[۱۷] کی حدیث میں ہے لَا تُسَافِرُوْا بِالْقُرْاٰنِ الخ یعنی قرآن شریف ساتھ لیکر دشمن کے ملک میں سفر کو نہ جاؤ۔ یہ حدیث بھی دلیل ہے قرآن شریف کے لکھا ہوا ہونے کی۔ مسند[۱۸] احمد ابوداؤد وغیرہ میں ہے۔ کہ حضورؐ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ میں قرآن کی منزل تلاوت کر رہا تھا۔ اور میرا ارادہ ہوا کہ اسے پورا کئے بغیر نہ چھوڑوں۔ یہ سنکر لوگوں نے صحابہؓ سے سوال کیا۔ کہ قرآن کی منزلیں کس طرح کرتے تھے۔ فرماتے ہیں سات منزلیں کرتے تھے۔ تین[۱۹] پہلی سورتوں کی ایک منزل۔ پھر[۲۰] پانچ سورتوں کی پھر[۲۱] سات سورتوں کی۔ پھر[۲۲] نو سورتوں کی۔ پھر گیارہ سورتوں کی۔ پھر[۲۳] تیرہ سورتوں کی پھر[۲۴] مفصل یعنی سورۃ قٓ سے لیکر ختم قرآن تک کی۔ یہ حدیث بالکل صاف کھلی دلیل ہے اس امر کی کہ آیتوں کی ترتیب پھر سورتوں کی ترتیب پھر منزلوں

ایک نہایت ہی اہم دلیل

کی ترتیب اور ترتیب بھی وہی جواب ہے یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی۔ اس ترتیب سے حضورؐ اور آپ کے صحابہ تلاوت کیا کرتے تھے۔ پس یہ محض غلط ہے کہ قرآن کی ترتیب خاندان بنی اُمیہ نے کی ہے اسی طرح یہ بھی غلط ہے۔ کہ یہ بدعت ہے۔ بقول آپ کے اگر آپ کو سوال کرنے میں کمال حاصل ہے۔ تو کیا ہمیں جواب دینے میں خدا کا فضل شاملِ حال نہیں ؎

میرے ہی دم سے مہر و وفا کا نشاں ہے اب ؛ تم سا اگر نہیں ہے تو مجھ سا کہاں ہے اب؟

خدا کی قسم مجھے سائل کے اس سوال نے سخت تکلیف پہنچائی ہے۔ میں حیران ہوں کہ ایک مسلمان کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ کی نسبت ایسے بے سر و پا سوال کر کے محض تقلید شخصی کو ثابت کرنے کے لئے انھیں بے وقار اور غیر معتبر ثابت کرنا چاہا ہے۔ اور وہ بھی از خود بلا دلیل۔ ورنہ دلائل تو بالکل اس کے برخلاف ہیں۔ لیکن افسوس یہ حضرات اپنے نزدیک اپنی تحقیق پر نازاں ہیں۔ ہاں البتہ مجھے خوشی بھی ہے کہ عموماً یہی بے سر و پا چند باتیں ہیں جنھیں یہ لوگ پیش کیا کرتے ہیں اسی لئے میں نے بھی ذرا بسط و تفصیل سے ان کے جواب لکھ دئے ہیں۔ تاکہ برادرانِ اہلحدیث کو ہر موقع پر یہ باتیں کام آئیں۔ اور کیا عجب کہ اور حضرات بھی یہ دلائل سُنکر راہ راست پر آجائیں مولانا میں تو اسے بھی اہلحدیث کی قہمندی اور خوش اقبالی سمجھ رہا ہوں کہ آپ نے خود یہ سوالات کر کے پبلک کو موقعہ دیا۔ کہ وہ مذہب اہلحدیث کی مضبوطی اور پختگی نیز حنفیت کی اصل بخوبی معلوم کر سکے ؎

اپنی متقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا ؛ طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو قرآن کریم کے لکھنے کی عام اجازت دی تھی۔ جناب مولوی صاحب ایک بار یک نکتہ کی طرف بھی غور فرمائیے۔ کہ جس حدیث میں ہے کہ زمانہ صدیق میں جب حضرت زیدؓ سے قرآن لکھنے کو کہا گیا اور آپ نے لکھنا شروع کیا تو کھجور کے درخت کے چھلکوں۔ چمڑے کے ٹکڑوں، کاغذ کے ورقوں۔ کاغذی جزوں۔ سفید پتھروں۔ مٹی کے برتنوں۔ ہڈیوں۔ اونٹ کی پالان کی لکڑیوں تختیوں اور کتابوں سے دیکھ دیکھ کر لکھا اور یہانتک احتیاط کی کہ جو آیتیں یاد تھیں لیکن لکھی ہوئی نہ ملتی تھیں انھیں اپنی یاد سے نہیں لکھتے تھے۔ یہانتک کہ انھیں تلاش کر کے نکالیں۔ چنانچہ اس روایت میں ہے۔ کہ سورۂ توبہ کے خاتمہ کی ۲ آیتیں لَقَدْ جَاءَكُمْ الخ ہمیں نہیں ملتی تھیں۔ بالآخر حضرت خزیمہ انصاریؓ کے پاس ملیں اس سے مراد یہ ہے کہ آیتیں یاد تھیں اور لوگوں نے پیش بھی کی تھیں۔ لیکن زمانہ نبوی کی لکھی ہوئی ملتی نہ تھیں اس لئے لکھنے میں توقف تھا۔ جب ملیں تب لکھ لی گئیں۔ چنانچہ فتح الباری میں ہے لَمْ أَجِدْهَا

اَیْ مَکْتُوْبَۃً یعنی حضرت زیدؓ جو فرماتے ہیں۔ کہ مجھے وہ آیت ان کے سوا دوسرے کے پاس نہ ملی اس سے مطلب یہ ہے کہ لکھی ہوئی نہ ملی۔ پس یہ واقعہ بھی دلیل ہے کہ پورا قرآن کریم زمانہ رسالت پناہ میں لکھ لیا گیا تھا۔ آخر میں ایک صاف حدیث اور بھی سنا دوں۔ بیہقی کی حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ انسان کا قرآن کو حفظ پڑھنا ایک ہزار درجے رکھتا ہے۔ اور مصحف میں سے دیکھ کر پڑھنا اس سے بڑھ کر دو ہزار درجوں تک پہنچ جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ) سر دست میں ان باتیں حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ امید کہ آپ تعصب کو برطرف کر کے ان سے سیری حاصل کرینگے ؎

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا ؎ بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا

باقی رہا حرکات و سکنات لگانا یہ بھی بدعت نہیں۔ خاندان بنو امیہ کی ایجاد ہے۔ بلکہ بیہقی میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَعْرِبُوا الْقُرْاٰنَ۔ قرآن کو اعراب (یعنی حرکات و سکنات لگاؤ۔ البتہ حنفی مذہب اسے مکروہ بتلاتا ہے۔ ملاحظہ ہو ہدایہ جلد چہارم فاروقی ص۴۵۷۔ مگر تعجب ہے کہ سب حنفی اس مسئلہ میں اپنے مذہب کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ نیز ترجمہ بھی صحابہ اور حضورؐ کے وقت سے ہے۔ فتح الباری پارہ ۲۰ میں ہے۔ وَھُمْ یُتَرْجِمُوْنَہٗ لِغَیْرِ الْعَرَبِ۔ یعنی صحابہ عرب کے سوا اور لوگوں کے لئے قرآن و حدیث کا ترجمہ کر دیا کرتے تھے۔ توراۃ و انجیل جو کلام الٰہی تھے ان کے ترجمے بھی آپ کے زمانہ میں موجود تھے۔ اور ترجمہ کا رواج بھی تھا۔ اور اسے آپ نے بھی جائز رکھا۔ (بخاری وغیرہ) حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے چچازاد بھائی کا یہ وصف صحیح بخاری پارہ اول میں موجود ہے۔ خود قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ۔ (نحل آیت ۴۴) یعنی ہم نے اپنی وحی تیری طرف نازل کی ہے تاکہ تو لوگوں کے لئے اس کی توضیح کر دے۔ اسے خوب ظاہر کر دے جس سے انھیں غور کرنے کا موقع ملے ظاہر ہے کہ جب تک کلام سمجھا ہی نہ جائے۔ نہ اس کی وضاحت ہوتی۔ نہ اس میں غور و فکر کا موقع ملا۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابوجمرہ کو اس کام پر مقرر کیا تھا کہ وہ آپ کے بیان کردہ قرآن و حدیث کا ترجمہ کر کے عجمیوں کو سمجھائیں۔ یہ اور اس قسم کی بہت سی آیتیں وغیرہ ظاہر دلیل ہیں قرآن کریم کے ترجمے کے جواز پر۔ حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ حضور صلعم کا عربی کے سوا فارسی زبان میں کلام کرنا۔ نیز ابوہریرہؓ کا غیر عرب کو ان کی زبان میں مسائل سمجھانا یعنی ترجمہ کر کے کہنا۔ ابوداؤد و نسائی وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ تفصیل میری کتاب خلیفۂ محمدی میں ہے۔

اب بیس رکعت تراویح کی بابت سنیئے۔ کسی صحیح حدیث سے بیس رکعت تراویح پڑھنا حضورؐ سے ثابت

قرآن کے ترجمہ اور ترجمہ بھی بدعت نہیں

بیس رکعت تراویح ثابت نہیں

نہیں۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ صلّٰی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات والوتر یعنی حضورؐ نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ (تراویح) پڑھائیں۔ پھر وتر پڑھا۔ (ابن خزیمہ ابن حبان فتح الباری قیام اللیل۔ تعلیق الممجد، عمدۃ القاری) حضورؐ کے زمانہ میں آپ کے صحابہ نے بھی اسی پر عمل کیا۔ جیسے حضرت اُبی بن کعبؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں بھی اسی پر عمل ہوتا رہا کہ وتر سمیت گیارہ رکعتیں حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داریؓ لوگوں کو پڑھاتے رہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس پڑھی جانے کی روایت منقطع ہے۔ آپ کے مذہب کے علامہ عینی اور آپ کے مذہب کے علامہ زیلعی اور آپ کے مذہب کے علامہ ابن ہمام اور آپ کے مذہب کے علامہ شیخ عبدالحق دہلوی کی کتابیں عمدۃ القاری اور نصب الرایہ اور فتح القدیر اور فتح سبحانی ملاحظہ ہو۔ پس بیس کا ثبوت ہی نہیں اور آٹھ کا پختہ ثبوت حضورؐ اور آپ کے جلیل القدر صحابہؓ سے صاف صحیح موجود ہے۔ یہ گھریلو شہادتیں ہیں جن سے آپ انکار نہیں کر سکتے۔ ؎

بنایا آشیاں جس جا وہیں صیاد جا پہنچا
یونہی اک عمر گزری تنکے چنتے چنتے باغباں ان کی

مزید تحقیق مدنظر ہو تو رسالہ تحقیق تراویح مترجم اردو امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا اور رسالہ رکعات التراویح مولانا غازی پوری کا ملاحظہ فرمائیں۔ اذان جمعہ کی بابت بھی سنتے جائیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے زمانہ میں مسجد کے باہر بازار میں ایک بلند مقام پر یہ اذان اس لئے دی جاتی تھی کہ لوگوں کو جمعہ کے وقت کے قریب آجانے کا علم ہو جائے۔ مدینہ میں اس وقت آبادی بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ شہر بہت بڑا تھا۔ سارے شہر میں ایک ہی جگہ جمعہ ہوتا تھا۔ پس بطور آگہی اور اطلاع وقت کے یہ جاری کیا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو صحیحین وسنن وغیرہ) اور اعلان کو عربی میں اذان کہتے ہیں۔ جیسے قرآن میں ہے۔ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ پس یہ شرعی اذان نہ تھی۔ اب بھی ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر کسی بڑے شہر میں جہاں ایک ہی مسجد میں جمعہ ہوتا ہو۔ وقت کے علم کے حاصل کرنے کا آسان ذریعہ یعنی گھڑی گھنٹے نہ ہوں تو مسجد کے باہر بازار میں کسی بلند مکان پر چڑھ کر بطور اطلاع اور اعلان کے یہ اذان دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن جس طرح موجودہ وقت میں حنفی حضرات کرتے ہیں کہ امام کے سامنے مسجد ہی میں کھڑے ہو کر یہ اذان کہتے ہیں یہ صریح بدعت ہے۔ نہ حضورؐ سے ثابت نہ خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہٗ سے۔ پس الحمد للہ الحدیث سنتِ نبوی پر بھی عامل ہیں اور سنتِ عثمانی بھی ہاتھ سے نہیں گئی۔ اور آپ حضرات یہ دونوں چیزیں ہاتھ سے

جمعہ کی دو اذانیں بدعت ہیں۔

کھو کر ایک بدعت کے مرتکب ہو رہے ہیں ؎

حیراں ہیں پارہ دوزخیوں کا علاج کیا ؎ دامن سیا نہ تھا کہ گریباں نکل گیا

(۳۶) کیا وہابیوں کے نزدیک صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بدعتی تھے ؟ .....

جواب ۳۶ - جناب نے عربی کا فقرہ غلط لکھا ہے - عن فعل کا صلہ ہے - مصدر کا نہیں ہے - خیر جواب سنئے - ہمارے نزدیک کل کے کل صحابہ عادل تھے - اور متبع سنت تھے - ہم ان میں سے کسی کو بدعتی نہیں کہتے - حاشا و کلا - بلکہ ہم تو کہتے ہیں جو انھیں بدعتی کہے اور سمجھے وہ چھوٹا رافضی ہے - خدا کی اس پر لعنت ہو - کہو آمین - اور اب ذرا اپنے مذہب کی کتاب توضیح مصری جلد دوم صفحہ ۲۱۰ کو ملاحظہ فرمائیے - جہاں جلیل القدر صحابی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھلے لفظوں میں بدعتی لکھا ہے - میں اس جگہ اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا - اگر آپ کو اس کی تحقیق کرنی ہے تو میرا رسالہ سیف محمدی صفحہ ۳۰ سے صفحہ ۳۳ تک دیکھ جائیے تو معلوم ہوگا کہ صحابہ کو کس قدر گستاخانہ الفاظ سے حنفی مذہب کی معتبر کتابوں میں یاد کیا گیا ہے - اور دیگر بزرگوں کی شان میں بھی کیسے سخت بیہودہ فقرے استعمال کئے گئے ہیں - مزید جواب ۴۵ میں ملاحظہ ہو - مولانا دوسروں پر الزام لگانے سے اپنا دامن پاک نہیں ہو سکتا - ہم مذہبی دنیا سے اتنے بے خبر نہیں ؎

نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے ؎ پسینہ پونچھئے اپنی جبیں سے

(۳۷) بدعت شرک فی التوحید ..... وغیرہ کے اقسام کس حدیث کی رو سے گھڑے گئے ہیں ؟ ...

جواب ۳۷ - بدعت کا لفظ تو حدیث میں موجود ہے - ملاحظہ ہو جواب ۳۳ شرک کا لفظ خود قرآن میں بھی ہے - اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمان آیت ۱۳) باقی اقسام شرک کی دلالت والی آیتیں حدیثیں بھی بہت سی ہیں - آیئے میں آپ کو ایک جامع آیت کا حصہ سنا کر آپ کی تشفی کر دوں قرآن ہے - فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (محمد آیت ۱۹) پس خدا وہ ہے - جس کی توحید میں - جس کی صفات میں جس کے ناموں میں - جس کے عابد کی نیت میں - جس کے عابد کے عمل میں جس کے عابد کے قول میں اس کا کوئی شریک نہ ہو - یعنی خدا کو اپنی ذات میں ایک مانے اس کی صفتوں میں سے کوئی صفت اس کے سوا دوسرے میں نہ مانے - اس کا نام دوسرے کے لئے نہ رکھے - نہ اپنے کو دوسرے نام کا بندہ بنائے - اس کی عبادت میں اس کی خوشنودی کی طرف توجہ رکھے کسی اور کی رضا جوئی مطلوب و مراد نہ ہو - جو عمل اس کے لئے کرے دوسرے کے لئے نہ کرے - جن الفاظ میں اس کی تعریف کرے ان الفاظ میں کسی اور کی نہ کرے پس شرک کی تمام اقسام کی تردید

حنفی مذہب میں صحابہ کی گستاخی

تردید شرک

کے لئے اور ان اقسام کے ثابت کرنے کے لئے یہی چھوٹی سی آیت کافی ہے۔ گو قرآن کریم میں ہر ہر امر کی ممانعت کے بارے میں کئی کئی آیات ہیں۔

(۳۸) ابن تیمیہ اور ابن قیم کا ہم خیال ہونا۔ یا اُن کی تقلید کو بلا چون وچرا تسلیم کرنا تقلید شخصی کا مفہوم پیدا کرتا ہے یا نہیں؟ .....

جواب ۳۸۔ کیوں جناب اس کے کیا معنیٰ؟ کہ آپ بزرگوں کا ذکر استحقار کے ساتھ کریں۔ ہمارے نزدیک تو جیسے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ویسے ہی حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سلف ہونے عالم ہونے وغیرہ کی حیثیت سے ہم انھیں یکساں طور پر احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ رہی تقلید سو اُسے تو ہم حرام مطلق جانتے ہیں۔ کسی کا ہمخیال بوجہ دلائل دیکھنے کے ہونا تو تقلید میں داخل ہی نہیں۔ اور بلا چون و چرا محض اس کا قول ہونے کی حیثیت سے اپنے اوپر اس کی تسلیم واجب جاننا تقلید ہے۔ جو جس کی کرے وہ بُرا کرتا ہے۔ مزید جواب ۱۱ میں ملاحظہ ہو۔

اہلحدیث امام ابن تیمیہ کے مقلد نہیں۔

(۳۹) کس امام یا مجتہد نے کہا کہ اہلحدیث بنو اور مقلد نہ بنو؟

جواب ۳۹۔ خود امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو جواب نمبر ۳۔ اور سنیئے حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں فَانْظُرُوْا فِیْ رَأْیِیْ فَکُلَّمَا وَافَقَ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ فَخُذُوْہُ وَکُلَّمَا لَمْ یُوَافِقْ فَاتْرُکُوْہُ یعنی میں جو کچھ کہوں اسے جانچو جو کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ کے موافق ہو لیلو۔ جو خلاف ہو چھوڑ دو۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں۔ لَا تُقَلِّدْنِیْ وَلَا تُقَلِّدْ مَالِکًا وَّلَا الشَّافِعِیَّ وَلَا الْاَوْزَاعِیَّ وَلَا النَّخَعِیَّ وَخُذْ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا۔ یعنی نہ میری تقلید کرنا نہ مالکؒ کی نہ شافعیؒ کی نہ اوزاعیؒ کی نہ نخعیؒ کی بلکہ احکام دین وہاں سے لو جہاں سے یہ حضرات لیا کرتے تھے۔ یعنی قرآن وحدیث پر عمل کرو۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ اِذَا رَاَیْتُمْ کَلَامِیْ یُخَالِفُ الْحَدِیْثَ فَاعْمَلُوْا بِالْحَدِیْثِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِیْ الْحَائِطَ۔ یعنی جب تم میرے کلام کے خلاف حدیث پاؤ تو حدیث ہی پر عمل کرنا اور میرے کلام کو دیوار پر دے مارنا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ اِیَّاکُمْ وَاَنْ تَقُوْلُوْا فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ بِالرَّاْیِ وَعَلَیْکُمْ بِاتِّبَاعِ السُّنَّۃِ فَمَنْ خَرَجَ عَنْھَا ضَلَّ۔ یعنی لوگو! خدا کے دین میں رائے قیاس کو دخل نہ دو۔ صرف اتباع سنت کو لازم پکڑے رہو۔ جس نے حدیث و سنت کو چھوڑا وہ بھٹک گیا۔ گمراہ ہو گیا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ اَخَذْتُ بِکِتَابِ اللّٰہِ فَمَا لَمْ اَجِدْ فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الخ یعنی میں

چاروں اماموں سے تقلید کی تردید

اوّلاً کتاب اللہ کو لیتا ہوں پھر سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر اقوالِ صحابہ کو۔ میں پھر اور بزرگوں میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتا۔ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتوح الغیب میں یہی وصیت کی ہے۔ اِجْعَلِ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ اِمَامًا لَکَ الخ یعنی اپنا امام صرف کتاب وسنت کو بناؤ۔ اور لوگوں کی رائے قیاس کے پابند نہ بنو۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وصیت نامہ میں لکھتے ہیں۔ وصیت اول ایں فقیر چنگ زدن ست بہ کتاب وسنت۔ یعنی میری پہلی وصیت یہ ہے کہ قرآن وحدیث مضبوطی کے ساتھ تھام رکھو۔ اب ایک حدیث بھی سنو۔ حضرت محمد بن حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا تَقُوْلُ فِی النَّظَرِ فِیْ کَلَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَصْحَابِہٖ اَنْظُرُ فِیْھَا وَاَعْمَلُ عَلَیْھَا قَالَ لَا لَا قُلْتُ مَرَّاتٍ قُلْتُ فَمَا تَقُوْلُ فِی النَّظَرِ فِیْ حَدِیْثِکَ وَحَدِیْثِ اَصْحَابِکَ اَنْظُرُ فِیْھَا وَاَعْمَلُ عَلَیْھَا قَالَ نَعَمْ نَعَمْ نَعَمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ الخ (جزء تاریخ خطیب بغدادی ص۱۲۲) یعنی میں نے خواب میں حضورؐ کی زیارت کی اور آپ سے پوچھا کہ کیا میں امام ابوحنیفہ کے مسائل اور ان کے ساتھیوں کے مسائل کو دیکھوں اور ان پر عمل کروں؟ آپ نے فرمایا نہیں نہیں نہیں۔ تین مرتبہ انکار فرمایا۔ میں نے پھر پوچھا۔ کہ اچھا آپ کی اور صحابہ کی حدیثوں کو دیکھوں اور ان پر عمل کروں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں ہاں ہاں تین مرتبہ فرمایا۔ پس میں آپ کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ فقہ حنفی کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کریں۔ ؎

کچھ مجھ سے سیکھ رونقِ گفتگو شوخ ؎ پھر داستاں بنو گے ابھی ہاں سے ہو

اگر اسی قسم کے بہت سے اقوال آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو میری کتاب طریق محمدی ملاحظہ فرمائیں۔

(۴۰) کیا یہ صحیح ہے کہ جس وہابی کا باپ حنفی ہو کر مرا ہو وہ یہ دعا نہ پڑھے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ۔

جواب۔ مشرکین کے لئے دعاء مغفرت ناجائز ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی (توبہ آیت ۱۱۳) یعنی نبی کو اور مومنوں کو اپنے مشرک قرابتداروں کیلئے بھی دعاء مغفرت نہ مانگنی چاہئے۔ ہاں اگر قرابتدار مشرک تھے خواہ کیسے ہی گنہگار ہوں ان کے لئے ضرور دعا مانگنی چاہئے۔

(۴۱) تکمیل دین کے بعد فرقہ اہلحدیث اور ان کے اجتہاد جدید کی کیا ضرورت تھی؟

جواب۔ اہلحدیث کوئی جدید فرقہ نہیں۔ نہ انھوں نے اپنے جدید اجتہاد پھیلائے ہیں یہ تو اُسی

اہلحدیث کون یا کونسا فرقہ نہیں۔ مشرکوں کے لئے استغفار منع ہے

مکمل دین کی محافظ پابند اور پھیلانیوالی ایک جماعت ہے جو دین کے ساتھ ہی ساتھ رہتی چلی آئی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ملاحظہ ہو جواب نمبر ۳۹، ۳۲، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۴، ۳

(۴۲) اہلحدیث کہلانا فرض ہے یا حرام؟.....

لقب اہلحدیث کا ثبوت

جواب ۴۲۔ چونکہ یہ لقب برابر صحابہؓ کے زمانہ سے چلا آتا ہے۔ اور آجتک بعد قیامت تک رہیگا اور یہ ایک امتیازی نشان ہے جس سے اہل فقہ سے خصوصاً اور تمام باطل گروہ سے عموماً یہ جماعت علیحدہ ہوجاتی ہے۔ اس لئے یہ لقب نہایت ضروری ہے۔ اور اس لقب کے جواز کا اور اس کے قدیمی ہونے کا ثبوت ہم اس سے پہلے کے بہت سے نمبروں میں بیان کرآئے ہیں۔ فالحمد للہ۔ مزید تسلی (۱) مصنف رسالہ کی تشفی کے لئے اور اس لئے بھی کہ یہ اعتراض عام ہے ہم قدرے تفصیل کے ساتھ اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ بغور ملاحظہ ہو۔ سب سے پہلا ثبوت تو یہ ہے کہ کتاب "شرف اصحاب الحدیث" مصنفہ حضرت امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۶۳ھ کے صفحہ ۲۱ پر مروی ہے (یہ کتاب کامل تینوں حصے عربی مع اردو ترجمہ صرف ۱۲ر میں آپ دفتر اخبار محمدی سے منگوا سکتے ہیں) حَدَّثَنَا ابْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَهْلٍ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْجَهْمِ السَّمَرِيُّ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدٍ الْمَقْرِئُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ذَكْوَانَ الْاَزْدِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ هَارُوْنَ الْعَبْدِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا رَاَى الشَّبَابَ قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّوَسِّعَ لَكُمْ فِي الْمَجْلِسِ وَاَنْ نَّفْهِمَكُمُ الْحَدِيْثَ فَاِنَّكُمْ خُلُوْفُنَا وَاَهْلُ الْحَدِيْثِ بَعْدَنَا۔ یعنی ابوسعید خدری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نوجوانان طالب علم حدیث کو دیکھتے تو فرماتے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت مبارک ہو۔ ہمیں اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے رکھا ہے۔ کہ ہم تمہارے لئے اپنی مجلسوں میں کشادگی کریں۔ اور تمہیں حدیثیں سمجھائیں۔ تم ہمارے خلیفہ ہو اور ہمارے بعد تم ہی **اہلحدیث** ہو۔

صحابہ کا اپنے تئیں اہلحدیث کہلوانا۔

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف ثابت ہے کہ صحابہ کرام اپنے تئیں اہلحدیث کہتے تھے۔ اور حدیث کا طرز بیان اس بات کا بھی کھلا مقتضی ہے۔ کہ یہ لقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا تھا۔ اسی لئے صحابہ بطور ورثۂ نبوت کے اسے اپنے سے حدیث لینے والوں کو عطا فرماتے تھے۔ اور صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اہلحدیث ہیں اور ہمارے بعد تم اہل حدیث ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ سلسلہ تابعین میں بھی رہا۔ وہ اپنے تئیں بھی اہلحدیث کہتے رہے اور اپنے اساتذہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی اس مبارک لقب سے پکارتے رہے۔ چنانچہ تابعین کے سردار حدیث کے مشہور آفاق استاد حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے اڑھائی سو بزرگ صحابہ کرام سے علم حدیث حاصل کیا۔ ایک موقعہ پر فرماتے ہیں۔ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا حَدَّثْتُ اِلَّا مَا اَجْمَعَ عَلَیْہِ اَھْلُ الْحَدِیْثِ (تذکرۃ الحفاظ) یعنی اگر مجھے پہلے سے یہ نتیجہ معلوم ہوتا تو میں صرف وہی حدیثیں بیان کرتا جن پر اہلحدیث کا اجماع ہے۔ خیال فرمائیے سید التابعین اپنے استادانِ حدیث کو اہلحدیث کے پاک لقب سے یاد فرماتے ہیں۔ چمکتے ہوئے سورج کی طرح ثابت ہے کہ صحابہ کرامؓ بہ فرمانِ رسالت مآب اپنے تئیں اہلحدیث کہتے تھے اور تابعین انہیں اپنے تئیں بھی اہلحدیث کہلواتے تھے۔

گو سلف صالحین صحابہ اور تابعین کے زمانوں کے اس لقب کے صاف حوالے کے بعد ہمیں مطلقاً ضرورت نہیں رہی کہ مزید حوالے دیں۔ لیکن چونکہ چوطرف سے یہ اعتراض گونج رہا ہے ہم اس مضمون کو تدریجاً تطویل دیتے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی ہم بارہا اسی مضمون کو اس رسالہ کے صفحات پر اجمالاً اور تفصیلاً لکھ چکے ہیں۔ لیکن ؎

شیریں لبوں کی بات کچھ کم نہیں نبات سے ۔۔۔ ہکلائے تو قند مکرر ۔۔۔۔ ملا دیا

چونکہ یہ مضمون نہایت شیریں مضمون ہے۔ پھر بھی اسے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

اصابہ میں ہے۔ امام فن حدیث حضرت ابوبکر بن ابی داؤد سجستانی محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ رَاَیْتُ فِی النَّوْمِ اَبَا ھُرَیْرَۃَ وَاَنَا بِسِجِسْتَانَ اُصَنِّفُ حَدِیْثَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فَقُلْتُ لَہٗ اَنَا اُحِبُّکَ فَقَالَ اَنَا صَاحِبُ الْحَدِیْثِ کَانَ فِی الدُّنْیَا یعنی میں سجستان میں حضرت ابوھریرہؓ کی حدیثیں جمع کر رہا تھا جو خواب میں مجھے آپ کی زیارت ہوئی۔ میں نے کہا جناب عالی میرے دل میں آپ کی بڑی محبت ہے آپ نے فرمایا ہونی چاہئے اس لئے کہ میں دنیا میں اہلحدیث تھا۔

(۴) واللہ ہمیں سخت تر تعجب ہے کہ اس لقب کے پیچھے پڑنے والے عموماً ہمارے حنفی بھائی ہیں۔ ان سے تو ہمیں صرف اتنا لکھدینا کافی ہے۔ کہ آپ اپنی کتاب حدائق الحنفیہ مطبوعہ نولکشور صـ ۱۳۶ ملاحظہ کیجئے۔ جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود بھی اہلحدیث تھے۔ بلکہ وہ دوسروں کو بھی اہلحدیث بنایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس کتاب

میں ہے کہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوتا ہے۔ کہ آپ کیسے اہل حدیث ہو گئے؟ آپ جواب دیتے ہیں کہ مجھے امام ابو حنیفہؒ نے اہلحدیث بنایا۔ یہی ٹھیک بھی ہے خود امام صاحب پنجۂ اہلحدیث تھے۔ اس کی شہادت آپ کے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ۔ میرا مذہب صحیح حدیث ہے۔ یہی بحمداللہ اہلحدیث کا مذہب ہے۔ اور یہی چاروں اماموں کا بھی مذہب تھا۔ ملاحظہ ہو یہی شامی۔ یہی منقولہ چاروں اماموں سے مروی ہے۔

مندرجہ بالا مختصر سی تحریر سے یہ بات بہت واضح ہو گئی کہ لقب اہلحدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہے۔ صحابہ تابعین اور چاروں امام بھی اسی لقب پر تھے۔ اور ان کے بعد کے زمانوں میں بھی یہ لقب برابر چلا آتا رہا۔ آپ صحاح ستہ اور کتب اصول اور کتب اسماء الرجال دیکھیں۔ سینکڑوں جگہ لفظ اہلحدیث کو پائیں گے۔ ترمذی شریف کا وہ کونسا صفحہ ہے؟ جس میں آپ یہ لفظ نہ پائیں؟ عربی داں عربی ترمذی دیکھیں۔ اردو داں اردو ترجمہ مع عربی ترمذی شریف کا ملاحظہ فرمائیں[1]۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے ہیں اور ۲۷۹ھ میں انتقال فرماتے ہیں۔ اس وقت اہلحدیث کا لقب اتنا عام تھا۔ تمام محدثین اپنے استادوں اور استادوں کے استادوں صحابہ اور تابعین کو اسی معزز و محبوب لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ پھر آج اسے نیا لقب قرار دینا سچ تو یہ ہے کہ علمی ماتم داری کی مجلس منعقد کرنا ہے۔

پھر جو شخص لقب اہلحدیث کو حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سے بلاتا ہے دراصل وہ بھی بے سوچے قلم اور قدم اٹھاتا ہے۔ اس لئے کہ ان چاروں نسبتوں میں ایک امتی شخص کے ساتھ نسبت ہے لفظ اہلحدیث میں یہ بات ہی نہیں۔ شخصی نسبت جو ان نسبتوں کے مقابل اہلحدیث جماعت کی ہے وہ لفظ محمدی ہے۔ یہ چاروں جماعتیں شخصی نسبت کے اعتبار سے ان چار بزرگ اماموں کی طرف اپنے تئیں منسوب کرتی ہیں۔ لیکن اہلحدیث اس سے اعلیٰ اور بہت اعلیٰ وہ نسبت اپنے لئے پسند کرتے ہیں جو خود ان ائمہ کی پسندیدہ ہے۔ اور جس نسبت سے وہ خود الگ نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہمیں تو خود تعجب ہے کہ مسلمانوں نے اس پاک اور بہترین اور اعلیٰ و بالا نسبت کو کیوں چھوڑ دیا ہے؟ آج تک باوجودیکہ سارا دین چھوڑ دیا۔ لیکن انگریز اپنی نسبت اپنے نبی سے نہیں ہٹاتے۔ آج تک وہ عیسائی اور مسیحی کہلواتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب مسلمانی ہے جس میں اپنے نبی کی طرف نسبت بھی عیب سمجھی جانے لگی۔ حنفی شافعی کہو تو عام مسلمان اسے مسلمان سمجھیں گے

تمام تابعین و غیرہم بھی اپنے تئیں اہلحدیث کہلواتے تھے محمدی لقب

[1] ترمذی شریف مع اردو ترجمہ ساڑھے سات روپے میں اس پتہ سے آپ طلب فرما سکتے ہیں۔ دفتر اخبار محمدی دہلی۔ محض عربی

لیکن محمدی کہنے سے وہ حیرت میں پڑ جائینگے کہ یہ کون ہوا؟ مسلمانو! آؤ ملکر ماتم کریں کہ آج دیوبند سے فتوے شائع ہوتے ہیں کہ محمدی نہ کہلواؤ یہ ناجائز ہے۔ ہاں حنفی شافعی کہلواؤ بلکہ یہ ضروری ہے آج بگھڑ باندکر دستار فضلت سروں پہ رکھ کر پورے تھان کے لمبے چوڑے عمامے کا بوجھ سر پر لاد کر جبہ قبہ پہنکر مدرس و مفتی کہلوانے والے بھی اپنی پوری عمر میں اپنے تئیں محمدی ایک مرتبہ بھی نہیں کہلواتے۔ بلکہ ہمیشہ حنفی شافعی ہی کہلواتے رہتے ہیں۔ ہمیں کہنے دیجئے کہ کسی امت نے اپنے نبی سے اتنی دوری نہیں اختیار کی جتنی دوری اس امت نے اپنے نبی سے اختیار کر لی ہے۔ آہ! مسلمانو! محمدی کہلوانے پر تمہیں عار ہے اور حنفی شافعی کہلوانے پر تمہیں اصرار ہے؟ ہے کوئی اسلام کی ہمدرد آنکھ جو رو لے وہ جتنا رو سکے۔ نبی آدم کی گمراہی کا ٹھیکیدار کتنا خوش ہوتا ہوگا جب اسے یہ خیال آتا ہوگا کہ میں نے امت محمدؐ کو اس قدر بہکا دیا کہ آج انہیں اپنے نبی کی طرف اپنی نسبت کرنے سے عار معلوم ہونے لگا۔ میں نے اپنا دست تصرف دراز کر کے دیوبند جیسے مشہور علم کے مرکز علم سے یہ فتویٰ نکلوا دیا کہ محمدیؐ کہلواؤ یہ گمراہی ہے۔ مسلمانو! میں سوز دل سے درد دل سے ہمدردی سے بیس سچی خیر خواہی سے میں رسول کی پاسداری سے تم سے باادب عرض کرتا ہوں کہ خدارا اس بدعت کو توڑو۔ سب محمدی کہلواؤ۔ تم امت محمدؐ ہو، امت ابو حنیفہؒ نہیں ہو۔ امت شافعیؒ نہیں ہو۔ امت مالکؒ نہیں ہو۔ امت احمد ابن حنبلؒ نہیں ہو۔ مسلمانو! اے حنفی شافعی حنبلی مالکی کہلوانے والو! تمہیں تمہارے پیدا کرنے والے کی قسم ہے کیا تم بتلا سکتے ہو؟ کہ ہمارے ان چاروں بزرگ اماموں نے ہمیں حنفی شافعی کہلوانے کی ہدایت کی ہو؟ پس یہ نسبت جہاں شرعاً بدعت ہے وہاں خود ائمہ رحمۃ اللہ علیہم کے بھی خلاف ہے۔ آؤ سب محمدی کہلوائیں اور اس شخصی نسبت کے بکھیڑوں کو یکسر مٹا دیں۔ ورنہ میری سن لو ؎

میں بلبل نالاں ہوں گلزار محمدؐ کا ❁ آئینہ حیراں ہوں انوار محمدؐ کا
بلبل ہے فدا گل پر شمع پہ پروانہ ❁ ہے عشق مجھے اپنے دلدار محمدؐ کا

لفظ اہلحدیث کے معنے

ہمارے معترض دوستوں نے کبھی اس پہ بھی غور کیا؟ کہ لفظ اہل حدیث کے معنی کیا ہیں؟ اگر اس مبارک لقب کے معنے پر ہی وہ غور کر لیتے تو کبھی اس پر اعتراض نہ کرتے اور ہم سے نہ کہتے کہ تم اس لقب کو چھوڑ دو۔ اس لفظ کے صحیح معنی وہی ہیں جو لفظ مسلمان کے ہیں۔ اسلام کے معنی ہیں مسلمان ہونے کے اور اطاعت خدا اور رسولؐ کو تسلیم کر لینے کے یہی معنی لفظ اہل حدیث کے ہیں۔ حدیث کہتے ہیں خدا کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی باتوں کو۔ قرآن فرماتا ہے۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ۔ اس حدیث کے بعد وہ کس حدیث پر ایمان لائینگے؟ فرماتا ہے اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ اللہ نے بہترین حدیث نازل فرمائی۔ فرماتا ہے فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیَاتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ۔ اللہ کی حدیث اور اس کی آیتوں کے بعد یہ کس حدیث پر ایمان لائینگے۔ ان کے علاوہ اور آیتیں بھی ہیں۔

حدیث شریف میں بھی ہے خَیْرُ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ تمام باتوں میں بہترین حدیث کتاب اللہ ہے۔ اس حدیث اور آیتوں میں قرآن کو حدیث کہا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھی اسی پیارے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ فرمانِ قرآن ہے۔ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا جب کہ نبیؐ نے اپنی کسی بیوی سے پوشیدہ طور پر حدیث بیان کی۔ حدیث میں ہے۔ نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا یعنی خدائے تعالےٰ اسے تروتازہ رکھے جو میری بات کو سنکر یاد کرے کے دوسروں کو پہنچائے۔ محدثین کی اصطلاح میں فرمان وفعل اور تقریر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ حدیث سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن اور فرمان رسولؐ فعل رسولؐ سنت رسول کا نام حدیث ہے۔ لفظ "اہل" کے معنی بہت ظاہر ہیں یعنی "والا" جیسے اہل دولت اہل ثروت اہل ہند اہل بیت وغیرہ۔ پس اہل حدیث کے معنی ہوئے قرآن وحدیث والا۔ یعنے قرآن وحدیث کو تسلیم کرنے والے یعنی اطاعت خدا اور رسول کو ماننے والے۔ یہی معنی لفظ مسلم کے ہیں اگر کہا جائے کہ پھر مسلم ہی کہلواؤ اہلحدیث کیوں کہلاتے ہو؟ تو ہماری گذارش ہے کہ اگر مسلم چھوڑ کر مسلمان کہلوانا جائز ہے جیسا کہ ہم اہل ہند سب کے سب کہلواتے ہیں۔ تو پھر اہل حدیث کہلوانے میں کیا قباحت ہے؟ خصوصاً اس وقت جب کہ یہ پاک لقب اپنے معنی میں لفظ قرآن کے مطابق اور صحابہ تابعین کا لقب رہ چکا ہے۔ اور اپنے اندر ایک خاص امتیاز بھی رکھتا ہے اور اس جماعت کو اس لقب سے ایک خاص مناسبت بھی ہے جو کسی اور کو نہیں۔ ایک حنفی حدیث وقرآن پر عمل کرنے کے لئے اور اسے تسلیم کرنے کے لئے پابند ہے اس امر کا کہ اس کا خاص مذہب بھی اسے اجازت دے اسی طرح شافعی اور دوسرے گروہ بھی۔ لیکن اہلحدیث اس کا محتاج نہیں وہ ہر آیت ہر صحیح حدیث پر عمل کرے ہیں ان چاروں مذہبوں کی قید سے اور بندے بفضلہ ویسا ہی آزاد ہے جیسا صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین وغیرہ آزاد تھے۔ پس محمدی جماعت اس لقب کی

اہلحدیث کا امتیازی نشان

مستحق بھی ہے۔ اس پر قابض بھی ہے۔ یہ لقب ان کا اپنا ایجاد کردہ نہیں۔ بلکہ صحابہ خود اہلحدیث تھے تابعین تھے ائمہ تھے پھر آج انہیں اس لقب کے چھوڑنے کی ہدایت کرنا گویا صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین کے اجماع کا خلاف کرنا اور راہ راست پر سے ایک جماعت کو ورغلانا ہے۔

میں اپنے دوست مصنف رسالہ ضربات الحنفیہ سے گذارش کروں گا کہ آپ ناظم خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کتاب "شرف اصحاب الحدیث" ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ یہ کتاب تین حصوں میں ہے مدینہ شریف کے کتب خانہ سے نقل کرا کر میں نے مع ترجمہ اردو شائع کرا دی ہے۔ ایک سو اڑتالیس صفحات میں شروع سے آخر تک اسی مضمون پر ہے۔ نام سے ظاہر ہے کہ اس میں صرف اسی مضمون پر تبصرہ ہے کہ اہل حدیث کی بزرگیاں اور ان کے فضائل کیا کیا ہیں؟ میں اپنی جماعت سے بھی گذارش کروں گا کہ آپ اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ یہ اس بزرگ محدث کی تصنیف ہے جن کی تصنیفات پر آج دنیائے اسلام کو ناز ہے۔ اور یکتا ناز ہے۔ جن کا انتقال ۴۶۳ھ میں ہوا ہے۔ آپ کو یہ کتاب بتا دیگی کہ اہل حدیث کیا ہیں؟ کیسے ہیں؟ وغیرہ! اس کتاب کے چھپنے سے پہلے تو یہ اعتراض جو لقب اہلحدیث پر ہے کچھ جان بھی رکھتا تھا اس کی موجودگی میں اب یہ اعتراض نہایت ہی بے جان مردہ ہو گیا ہے۔ صرف یہ کتاب پڑھ لینا ہی اہلحدیث کی حقانیت ان کی قدامت ان کی صداقت کو آفتاب کی طرح چمکا دیتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

(۸) یہ تو آپ کو معلوم ہو گا کہ حدیث شریف میں ہے کہ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزو ہے۔ خدا کی طرف سے بشارت ہے۔ اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ شیطان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں نہیں بن سکتا۔ جس نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس نے سچ مچ آپ ہی کو دیکھا ہے۔ آپ کو ایک زبردست محدث رحمۃ اللہ کا خواب سناؤں۔ امام ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن شہر محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ مَنِ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ مِنْ ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً قَالَ أَنْتُمْ يَا أَصْحَابَ الْحَدِيثِ (شرف اصحاب الحدیث ص۵) جزاول) یعنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مجھے خواب میں نصیب ہوئی تو میں نے

عہ بجائے سوا روپیہ کے صرف پندرہ آنہ میں دفتر اخبار محمدی دہلی سے منگا لیجئے۔

شرف اصحاب الحدیث یعنے فضائل محمدی

اہلحدیث کے بارے میں بہتری خوشخبریاں

عرض کیا کہ حضورؐ ان تہتر فرقوں میں سے نجات پانے والی جماعت کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ تم ہو اے **اہل حدیث**! مومن کا خواب خدا کی طرف کی خوشخبری ہونا نبوت کے نور کا حصہ ہونا۔ اور حضورؐ کی شکل بن کر شیطان کا نہ آسکنا یہ تینوں چیزیں حدیث سے ثابت ہیں۔ ایک محدث رحمۃ اللہ علیہ کا خواب آپ کے سامنے ہے۔ اور اس میں اہلحدیث کا فرقۂ ناجیہ ہونا اس کا برسرِ حق ہونا خود اس معزز لقب کے ساتھ بزبان رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے۔

(۹) جس حدیث میں ہے کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اس کی شرح میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنْ لَّمْ یَکُوْنُوْا اَصْحَابَ الْحَدِیْثِ فَلَا اَدْرِیْ مَنْ ھُمْ اگر اہلحدیث نہیں ہے تو پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ اور کون ہیں؟ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابن المبارک اور امام ابوحاتم رازی وغیرہ بھی اس کی شرح میں یہی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہل حدیث ہیں۔ ملاحظہ ہو کتاب شرف اصحاب الحدیث صد ۲۲ و صد ۲۷ جزء اول۔

(۱۰) اگر معترضین کو اصطلاح شرع پر عبور ہوتا تو لفظ اہلحدیث پر ہرگز اعتراض نہ کرتے دیکھئے جس طرح ہمیں قرآن نے مسلم کہا اسی طرح یہود نصاریٰ وغیرہ اگلے دین والوں کو بھی مسلم کا خطاب دیا گیا ہے۔ نصرانیوں کے اولین گروہ یعنی حواریوں کا مقولہ خود قرآن میں ہے۔ وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ اے عیسیٰ گواہ ہو ہم مسلمان ہیں۔ لیکن ان مسلمانوں کو پھر خود قرآن فرماتا ہے۔ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ یعنے اہل انجیل کو خدا کی نازل کردہ وحی کے مطابق ہی حکم احکام جاری کرنے چاہئیں۔ ان دونوں آیتوں سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ مسلمان اپنی کتاب کی طرف بھی منسوب ہو سکتے ہیں۔ عیسائیوں کا مسلم ہونا پھر ان کا اہل انجیل ہونا قرآنی لفظوں سے ثابت ہے ان کی کتاب کا نام انجیل تھا۔ ہماری کتاب کا نام خود کتاب میں ہی "حدیث" رکھا گیا ہے جیسے کہ آپ دلیل ۷ میں پڑھ آئے ہیں۔ پھر کتاب رسولؐ یعنی فرمان و سنت رسولؐ کا نام بھی حدیث ہے۔ پس عموم مجاز کے طور پر لفظ حدیث قرآن اور طریقہ نبوی کو شامل ہے اہل انجیل وہ تھے۔ اہل حدیث ہم ہیں۔ فالحمد للہ

اقوال بزرگان سے اس لقب کا ثبوت لقب اہلحدیث کا ثبوت قرآن سے

اہلحدیث کے فضائل کی حدیث

(۱۱) ہمارے نازک دماغ حضرات کہیں طویل مضمون سے گھبرا نہ جائیں۔ اس لئے میں اس مضمون کو بادل ناخواستہ دو دلیلوں کے بعد سردست ختم کرتا ہوں یہ مرفوع حدیث سنئے! امام خطیب بغدادی محدث رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تاریخ خطیب کی تیسری جلد میں حدیث لائے ہیں عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ جَاءَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ مَا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَمَعَھُمُ الْمَحَابِرُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اَنْتُمْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ کُنْتُمْ تُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ۔ یہ حدیث صورۃً الہیہ اور جواہر الاصول میں بھی ہے مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب قیامت کا دن آئے گا **اہل حدیث** جناب باری میں پیش ہوں گے اور ان کے بکثرت درود لکھنے پڑھنے کی وجہ سے ان سے جناب باری عزّ وجلّ فرمائے گا کہ تم جنت میں چلے جاؤ۔

اہلحدیث خلیفۃ الرسول ہیں

(۱۲) آؤ میں آپ کو آخر میں ایک حدیث اور بھی سناؤں امام خطیب رحمۃ اللہ علیہ اپنی پوری سند نقل کر کے لکھتے ہیں عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلَی الْخُلَفَاءِ مِنِّیْ وَمِنْ اَصْحَابِیْ وَمِنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ ھُمْ حَمَلَۃُ الْقُرْاٰنِ وَالْاَحَادِیْثِ عَنِّیْ وَعَنْھُمْ فِی اللّٰہِ وَاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ (ملاحظہ ہو کتاب شرف اصحاب الحدیث عربی مع ترجمہ صـ۳۲) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آؤ میں تمہیں اپنے اور اپنے اصحاب کے اور مجھ سے پہلے کے نبیوں کے خلیفے بتلاؤں یہ وہ ہیں جو قرآن کو اور میری حدیثوں کو اور میرے اصحاب اور انبیا کی حدیثوں کو صرف اللہ کی راہ میں اللہ ہی کے لئے اٹھانے والے ہیں۔ یہاں لفظ "حَمَلَۃ" ہیں اسی لفظ کا ہم معنی لفظ "اہل" ہے اور یہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن بھی حدیث ہے۔ پس اس حدیث سے بھی لقب اہل حدیث اور ساتھ ہی ان کی صداقت قدامت حقانیت وغیرہ سب کچھ ثابت ہوتی ہے! مزید پھر سہی انشاء اللہ!

محدثین بکثرت ہیں

(۴۳) ائمہ صحاح ستہ کے بغیر کوئی اور بھی محدث گذرے ہیں یا نہیں؟

جواب۔ بہت سے محدث گذرے ہیں۔ تذکرۃ الحفاظ وغیرہ کتابیں ملاحظہ فرمائیے۔

(۴۴) جس فقہ کا حدیث میں ذکر ہے ..... وہ ائمہ اربعہ کی فقہ ہے۔ یا وہ فقہ جو آجکل اجمیری دروازہ میں گھڑی جا رہی ہے؟ (چونکہ اخبار محمدی کا دفتر اسوقت یہیں تھا اسلئے الفقیہ نے لکھا ہے)

کتب فقہ کی نظر سے نامعلوم

جواب ۴۱۔ اُس فقہ سے مراد دین کی سمجھ ہے ائمہ اربعہ کی فقہ نہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس فہم ہے۔ جو خدا کی طرف سے دیا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس فہم یعنی فقہ سے مراد ان ائمہ اربعہ کی فقہ نہ تھی کیونکہ ان چاروں بزرگوں میں سے ایک بھی صحابہ چھوڑ تابعین کے زمانے میں بھی اس درجہ کے ساتھ نہ تھا کہ وہ مسند امامت پر نظر آسکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے فرماتے ہیں خِیَارُکُمْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا۔ یعنی تم میں سے جاہلیت میں جو اعلیٰ درجہ کا تھا اسلام میں بھی اعلیٰ درجہ کا ہے۔ بشرطیکہ وہ فقیہ ہو فقہ جانتا ہو اس سے مراد بھی ظاہر ہے کہ موجودہ کتب فقہ کا جاننا یا ائمہ کے قیاسیات کا جاننا نہیں۔ ورنہ صاف ثابت ہے کہ صحابہؓ کے زمانہ میں یہ دونوں چیزیں وجود میں بھی نہیں آئی تھیں۔ پس فقہ سے مراد فقہ حدیث یعنی حدیث کی سمجھ ہے۔ جس کی تعریف حدیث میں آئی ہے۔ اور جو سمجھ صحابہؓ میں تھی جسے حضرت علیؓ نے فرمایا۔ موجودہ فقہ تو صدیوں بعد کی ایجاد ہے جس کی مذمت حدیث شریف میں آئی ہے۔ حضور فرماتے ہیں اَعْظَمُهَا فِتْنَةً قَوْمٌ يَقِيسُونَ الدِّينَ بِرَأْيِهِمْ یعنی میری امت کے جو سب سے زیادہ فرقے ہو جائینگے اون میں سب سے بڑا فتنہ والا گروہ ہوگا جو دین میں اپنی رائے قیاس کو دخل دے گا۔ ص۱۲۲ کتاب الاعتصام جلد اول اور ص۱۲۱ پر حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَيُفْتُونَ فَيُضِلُّونَ وَيُضِلُّونَ یعنی یہ لوگ اپنی رائے قیاس سے فتوے دیکر خود بھی بہکینگے اور دوسروں کی گمراہی کا بھی سبب بنیں گے حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں لَا أَعْلَمُ شَيْئًا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ إِلَّا وَهُوَ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ (مقدمہ فتح) یعنی امر دین میں جن جن مسائل کی ضرورت ہے سب کے سب قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ اور ہاں جناب نے یہ کیا فرمایا کہ اجمیری دروازے میں فقہ گھڑی جا رہی ہے۔ اگر دہلی کا اجمیری دروازہ مراد ہو تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہاں تو دوسری جگہ کی گھڑی گھڑائی فقہ کی مرمت ہوتی ہے۔ ہاں اگر اسی نام کا کوئی دروازہ کوفے میں اور اس کے بعد بریلی میں ہو تو اس گھرنت کے گھڑنے والے جانیں اور ان کے ایجنٹ حضرات ؎

ہم کو کیا بحث کہ ذکر شب و شینہ کریں
دیکھتے ہم بھی ہیں کچھ رنگ سار خسارون کے

موجودہ فقہ کی مذمت

(۴۵) کیا صحابہ میں بھی کوئی فقیہ گذرا ہے یا نہیں۔

جواب ۴۵۔ صحابہ سب کے سب فقیہ تھے سب کے سب محدث تھے سب کے سب اہل حدیث تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ہاں صحابہؓ کو فقیہ نہ جاننے والی جماعت حنفیوں کی ہے۔ حنفی مذہب فقہ کے اصول کی کتاب اصول شاشی بحث ثانی میں ہے۔ کَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ یعنی صحابہ میں غیر فقیہ (بے سمجھ کم فہم بات کو بخوبی نہ سمجھنے والے) تھے۔ جیسے ابوہریرہ اور انس بن مالک۔ (خدایا تو ان سے خوش رہ) ہیں السطور میں حضرت عقبہ اور دیہات کے رہنے والے کل صحابہ کو غیر فقیہ بے سمجھ لکھا ہے۔ اسی طرح نور الانوار مطبوعہ دیوبند صفحہ ۲۷۹ میں بھی یہی لکھا ہے۔ قمر الاقمار صفحہ ۱۸۰ میں حضرت معبد خزاعی کو غیر فقیہ لکھا ہے۔ پس ان چاروں بزرگوں کا تو نام لے کر انہیں بے وقوف کہا گیا اور باقی مدینہ شریف کے ارد گرد کے تمام لوگوں کو یہی لقب دیا گیا۔ جو خدا جانے سینکڑوں ہوں گے یا ہزاروں۔ بلکہ حضرت وابصہ بن معبد صحابی رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمہ بن محبق صحابی رضی اللہ عنہ اور حضرت مقل بن سنان رضی اللہ عنہ کو تو مجہول لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو مرجانی وغیرہ جو حنفی مذہب کے اصول کی کتابیں ہیں۔ بلکہ ان بانیان حنفی مذہب نے صحابہ کرام کو غیر عادل بھی لکھا ہے یعنی ان میں عدالت بھی نہ تھی ملاحظہ ہو اصول مذہب حنفی کی کتاب تلویح مصری جلد دوم صفحہ ۲۵۲ عبارت یہ ہے فِیْهِمْ عُدُوْلٌ وَغَیْرُ عُدُوْلٍ یعنی صحابہ میں عادل بھی تھے اور غیر عادل بھی تھے۔ الغرض موجودہ فقہ یعنی رائے قیاس کے دفاتر کا فقیہ اوس زمانہ میں صحابہ میں کوئی نہ تھا نہ یہ دفاتر تھے نہ رائے قیاس تھی ہاں احادیث نبوی کی کامل سمجھ صحابہ کرامؓ میں تھی۔ قرآن کریم کی تفسیر اون میں تھی اور بس۔ اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم دو ہی چیز کا نام ہے قرآن حکیم اور سنت رسول کریم۔ اس کے ماسوا سب فضول ہے (ابن ماجہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت زیاد بن لبیدؓ کو بہت بڑا فقیہ فرمایا تھا حالانکہ مروجہ فقہ سے وہ محض ناآشنا تھے (دارمی) آخر میں ہیں جناب کو ایک بالکل صاف حدیث سناؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیہ کسے کہا ہے فرماتے ہیں مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اُمُوْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِیْهًا الخ یعنی جو شخص میری امت کو اون کے دینی معاملات میں کام آنے والی میری چالیس حدیثیں یاد کرلے اوس کو اللہ تعالیٰ

حنفیوں نے صحابہ کی بڑی توہین کی ہے

قیامت کے دن بھی خیمہ بنا کر اٹھائیگا۔ پس معلوم ہوا کہ فقیہ وہ ہے جو اہلحدیث یعنی محدث ہو نہ کہ وہ جو چند قیاسات اور چند رایوں کا موجد ہو رائے کے مجموعے اور قیاسات کے دفاتر کا نام فقہ نہیں اور نہ اُنکے مصنفین کا نام فقیہ ہے یہ دفاتر تو بے مغز کے چھلکے اور بے گودے کی ہڈی ہے ؎

بزم میں پاتے نہیں ہم ساقیٔ گلفام کو ❊ جانتے ہیں ہم ہتیلی کا پھپھولا جام کو

(۴۶) حضرت امام مالکؒ کی شان بڑی ہے یا امام بخاری کی۔ اگر امام مالکؒ کی بڑی ہے تو اون کی کتاب موطا کو صحیح بخاری پر ترجیح کیوں نہیں دیجاتی؟

امام بخاری اور صحیح بخاری کا ذکر

جواب خاصتاً جمع احادیث میں حضرت امام بخاریؒ کی شان کو دنیا میں سے کسی نے نہیں پایا۔ آپ کو چھ لاکھ حدیثیں بزبان یاد تھیں۔ گیارہ سال کی عمر میں اپنے اوستاد کو ایک سند کی غلطی اپنے حافظہ سے بتلائی تھی۔ جب انہوں نے اپنے اصل مسودہ میں دیکھا تو اسی طرح پایا جس طرح امام الحدیث نے فرمایا تھا۔ سولہ سال کی عمر میں پندرہ ہزار حدیثوں کا حفظاً امتحان دیا تھا۔ یہانتک کہ خود ممتحن نے اپنی کتاب کی اصلاح آپ کے حفظ سے کی۔ اٹھارہ سال کی عمر سے تصنیف و تالیف شروع کر دی تھی۔ چھ لاکھ حدیثوں میں سے اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیثیں انتخاب کر کے آپ نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں لکھی ہیں (جس میں مع مکررات وغیرہ نو ہزار آٹھ سو بیاسی حدیثیں لائے ہیں۔ مکررات کے حذف کے بعد (۲۶۰۲) ہر حدیث کے لکھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھتے۔ سولہ سال کے عرصہ میں اس کتاب کے جمع کرنے سے آپ نے فراغت حاصل کی ہے۔ مسجد نبوی میں ممبر رسول اللہ ﷺ اور بیت النبیؐ کے درمیان بیٹھ کر اس کتاب کی ترتیب دی ہے۔ آپ کی زندگی میں ہی نوّے ہزار آدمیوں نے اس صحیح بخاری کو آپ سے روایت کیا ہے۔ امام عبدالواحد طوسیؒ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برسر راہ کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں محمد بن اسمٰعیل بخاری کا انتظار کر رہا ہوں۔ جاگ کر تحقیق کرتے ہیں تو انتقال کا وقت اور خواب کا وقت ایک ہی ہوتا ہے۔ اللہ اللہ ؎

سر اپنا وقتِ ذبح اسکے زیر پا پائے ہے ❊ یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

امام محمد بن مروزی فرماتے ہیں۔ میں مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان سویا ہوا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا۔ ابوزید..... ہماری کتاب کا درس کیوں نہیں جاری کرتے؟ میں نے حیران ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ

میری جان آپ پر فدا ہو آپ کی کتاب کونسی ہے؟ فرمایا جامع محمد بن اسمٰعیل بخاری (یعنی صحیح بخاری شریف) حضرت امام الحرمین کا بھی ایک خواب اسی طرح کا منقول ہے۔ ملاحظہ ہو۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ کی کتاب بستان المحدثین۔ ہاں یہ بھی یاد رہے کہ صاحب کتاب کی فضیلت خود کتاب کی فضیلت کو نسبتاً متلزم نہیں۔ امت کا اتفاق ہے کہ روئے زمین پر کوئی کتاب صحیح بخاری شریف سے زیادہ معتبر نہیں۔ اور یہ بات بھی نہ بھولنی چاہیئے کہ خود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ حدیثیں بھی عموماً صحیح بخاری شریف میں آگئی ہیں۔ پھر ان کے علاوہ اور حدیثیں ہیں۔ ایک ہزار سے زیادہ محدثین سے آپنے حدیثیں جمع کی ہیں۔ امام مسلمؒ امام ترمذیؒ امام نسائیؒ وغیرہ وغیرہ بڑے بڑے پایہ کے محدثین کرام آپ کے شاگرد ہیں۔ محدثین کرام آپ کو امیر المومنین فی الحدیث کہا کرتے تھے۔ آپ امام المسلمین قدوۃ المؤمنین شیخ الموحدین حافظ احادیث سید المرسلین تھے اس امت میں آپ خیر القرون کے بعد کے تمام بزرگوں سے بڑے فقیہ اور اعلیٰ المحدثین تھے۔ مقدمہ فتح الباری میں ہے کہ امام بخاریؒ امام احمد بن حنبلؒ سے بھی زیادہ فقیہ تھے حضرت امام ابن خزیمہؒ فرماتے ہیں مَا تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ اَعْلَمُ بِالْحَدِيْثِ وَ اَحْفَظُ لَهٗ مِنْهُ یعنی آسمان تلے علم و حفظ حدیث میں ان سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ سب سے پہلے صحیح حدیث کے مجموعے کی کتاب آپ کی یہی صحیح بخاری ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ اس کی صحت پر امت کا اجماع ہے۔ کتاب صحیح بخاری کی ناقدری کرنے والا اور اس پر اعتراض کرنے والا بدعتی اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہے۔ مولانا عبدالحی حنفی فوائد بہیہ میں لکھتے ہیں۔ جلالۃ قدر البخاری و وقۃ فہمہٗ یعنی حضرت امام بخاری کی بزرگی اور ان کی فہم و فراست ان کا غور و فکر ان کی وسعت معلومات کا انکار کوئی نہیں کرسکتا۔ فقیہ محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں میں بصرہ شام کوفہ حجاز سب جگہ پھر آیا وہاں کے تمام علماء فقہا کو دیکھا بھالا سب کو کہتے سنا کہ ہم سے امام محمد بن اسمٰعیل بہتر و افضل ہیں۔ حضرت موسیٰ بن ہارونؒ فرماتے ہیں اگر تمام مسلمان ملکر امام بخاری جیسا اور طلب کریں تو نہیں پاسکتے۔ علماء بصرہ کا متفقہ مقولہ ہے کہ دنیا میں امام صاحب کا مثیل معرفت و اصلاح حدیث میں کوئی نہیں گذرا۔ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَيْسَ فِي الدُّنْيَا مِثْلُكَ یعنی تجھ جیسا دنیا میں کوئی

اور نہیں۔ امام فربریؒ فرماتے ہیں میں نے خواب میں حضورؐ کی زیارت کی آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا امام بخاریؒ کے پاس فرمایا میری طرف سے انہیں سلام پہنچا دینا۔ الغرض کتاب صحیح بخاری شریف کا مرتبہ کتاب اللہ کے بعد ہے۔ سب کتابیں اس سے کم درجہ کی ہیں اور اس کی وجہ اعلیٰ صحت وغیرہ ہے (ملاحظہ ہو مقدمہ فتح الباری) بخاری شریف کے پایہ کی کوئی کتاب نہیں ؎

کھول دی ہے زلف اس نے پھول سے رخسار پر
چھا گئی کالی گھٹا سی آن کر گلزار پر

(۴۷) وہابیوں کے مذہب میں ہزاروں گندے مسائل موجود ہیں.... اگر چھوڑ دیئے جائیں اور حنفی طریق پر عمل بالحدیث کیا جائے تو کیا؟....

جواب: یہ ہم پر تہمت ہے اگر وہابیوں سے مراد جماعت اہل حدیث ہے تو یہ سراسر غلط اور سرتاپا جھوٹ ہے کہ ہمارے مذہب میں ہزاروں گندے مسائل ہیں۔ ہمارا مذہب تو صرف قرآن حدیث ہے کیا آپ کا ایمان آپ کو اجازت دیتا ہے کہ آپ کہیں قرآن حدیث میں ہزاروں گندے مسائل موجود ہیں۔ ہمارے مذہب کا اصول سنیئے یُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (اعراف آیت ۱۵۷) یعنی پاک چیزیں حلال اور گندی چیزیں حرام فرمان ہے وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (مدثر آیت ۵) ناپاک گندی چیزیں چھوڑو افسوس بہتان اور طوفان باندھ کر ایک ناکردہ گناہ کے سر تھوپنے سے کیا حاصل ہوگا ایسا سنیئے کلام اللہ شریف فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ ۚ (نحل آیت ۱۰۵) یعنی افترا بہتان وہی باندھا کرتے ہیں جن کے دلوں میں خدا کی باتوں پر ایمان نہیں ہوتا۔ اگر آپ نے یا کسی اور نے ادھر ادھر سے کچھ مسائل جمع کر لئے ہوں اور انہیں اہل حدیث کے مسائل سمجھ لئے ہوں تو یہ یا تو آپ کی اہلحدیث کے مذہب سے ناواقفیت کا باعث ہے یا صرف دشمنی اور دلی حسد ہے کہ باوجود ان کے مذہب کی واقفیت کے بیجا طور پر انہیں الزام دیتے ہیں اور دونوں صورتیں بدترین ہیں۔ ہاں اس قسم کے مسائل البتہ حنفی مذہب میں موجود ہیں اور وہ بھی حنفیوں کی اُن فقہ کی کتابوں میں جو درس و تدریس میں ہیں اور جن سے فتوے دیئے جاتے ہیں۔ اور جن پر حنفیت کا دارومدار سمجھا جاتا ہے ملاحظہ ہو جواب ۱۷، ۱۸ و ۵۰ وغیرہ اور میری کتاب ہدایت محمدی مدایت

مذہب اہلحدیث میں خلاف اہلحدیث کوئی مسئلہ نہیں

محمدی صدائے محمدی سیف محمدی وغیرہ۔ افسوس دوسروں کی آنکھوں کا تنکا ٹٹول رہے ہو اور اپنی آنکھوں کا شہتیر بھی نہیں دکھائی دیتا ؎

سنبھلتا نہیں جن سے اپنا دوپٹہ ؛ سنبھالیں گے کیا وہ کلیجہ کسی کا

لیجئے نمونہ کے طور پر دس پندرہ سن لیجئے۔ آپ کے مذہب کی وہ کتاب جسے آپ حضرات مثل قرآن مانتے ہیں یعنی ہدایہ کے باب الماء الذی فیہ میں ہے کہ اگر کتے وغیرہ کے گلے پر جھجری پھیر دیجائے تو اس کی کھال گوشت پاک ہے۔ کتے کی رنگی ہوئی کھال کا لباس بنا کر کتے کی رنگی ہوئی کھال کے ڈول سے پانی بھر کر اس سے وضو کر کے نماز ہو جاتی ہے۔ باب الانجاس میں ہے غلیظ نجاست جیسے پیشاب وغیرہ اگر کپڑے یا بدن پر بقدر ہتیلی کے لگا ہوا ہو یا وزن میں ایک مثقال کے برابر ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ بیان المحرمات میں ہے کہ اگر کسی عورت نے کسی مرد پر نکاح کا جھوٹا دعوے کیا اور گواہ گذار دئے۔ اور جج نے ڈگری دیدی تو ان دونوں کا میاں بیوی بنکر رہنا آپس میں ہمبستر ہونا سب کچھ جائز ہے۔ باب الوطی میں ہے کہ جو شخص اپنی ماں بہن بیٹی ساس وغیرہ محرمات ابدیہ سے نکاح کر کے ہمبستری کرے اس پر حد نہیں۔ باب بیع الفاسد میں ہے سؤر کے بال پاک ہیں۔ مسائل منثورہ میں ہے کتے کی کھال کی تجارت حلال ہے۔ فی الغصب میں ہے مزامیر طبلہ وغیرہ اور نشے کی چیزوں کی تجارت حلال ہے۔ فصل فی البیع میں ہے۔ شراب بنانے والے کے ہاتھ بشیرہ انگور کی تجارت حلال ہے۔ ہدایہ کی اسی فصل میں ہے۔ کہ آتشکدہ گرجا گھر اور شراب کا پیٹھا بنانے کے لئے اپنا مکان کرایہ پر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ کتاب الاشربہ میں ہے گیہوں کی جو کی شہد کی جوار کی شراب حلال اس کے پینے والے کو نشہ بھی چڑھا تو حد نہ مارنی چاہیئے۔ اسی میں ہے کہ جس پیالے سے نشہ چڑھا وہی حرام ہے یعنی کسی نے دو جام شراب پیئے نشہ نہیں چڑھا تو یہ دو تو اس کیلئے حلال طیب تھے مگر دسواں پیا اور نشہ چڑھا تو البتہ یہ حرام ہے۔ یہ یاد رہے کہ یہ حکم اون چار قسموں کی شراب کے علاوہ میں جن کا اوپر ذکر ہوا وہ تو مطلقاً حلال طیب ہیں۔ اب ایک اور مسئلہ سن لیجئے طحطاوی مصری جلد اول صفحہ ۳۸۴ میں ہے۔ یؤجر اذا خاف الشھوۃ یعنی اگر شہوت کا خوف ہو تو مشت زنی کرلے اس پر اسے ثواب ملیگا۔ اور بھی اس قسم کے بہت سے مسائل ہیں ؎

حنفی مذہب کے خلاف بعض نقل مسائل

اگر خواہی بہ بد مستی تیفتد بر زباں نامت
مخور زنہار مے جائے کہ یک شیار می باشد

اب دوسری شق کا جواب ملاحظہ ہو حنفی طریق پر کوئی شخص تمام صحیح حدیثوں پر عمل کر ہی نہیں سکتا حنفی مذہب میں تو ہے کہ جس حدیث رسول اللہ کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معید رضی اللہ عنہ اور مدینہ کی اردگرد کی بستیوں کے رہنے والے صحابہ ہوں اور وہ حدیث امام ابوحنیفہ کے قیاس کے خلاف ہو تو اس وقت عمل حدیث پر نہ کرنا چاہئے۔ ان حدیثوں پر قیاس مقدم ہے۔ ملاحظہ ہو آپ کے مذہب کے اصول کی کتاب۔ اصول شاشی۔ نور الانوار۔ حسامی۔ توضیح تلویح۔ قمر الاقمار۔ وغیرہ وغیرہ بھلا جو مذہب اپنے امام کے قیاس کے مقابلہ میں حدیث رسول اللہ کو چھوڑ دینے کا اصول مقرر کرتا ہو۔ اوس مذہب پر چلکر عمل بالحدیث ہو بھی سکتا ہے؟ اور اس مذہب کا پورا پابند شخص اہلحدیث بن بھی سکتا ہے؟ غرض عامل بالحدیث اور اہلحدیث وہی ہو سکتا ہے۔ جو ان مذاہب کی پابندی سے آزاد ہو کر ہر ہر حدیث صحیح کا ماننے والا بنجائے۔ یہ نہیں کہ میرے امام نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا۔ میرے امام نے یہ حدیث نہیں لی یہ امامیہ ہے۔ محمدی نہیں۔ محمدی کو تو سب کچھ قرآن حدیث میں مل رہا ہے۔ پھر اسے اِدھر اُدھر تاک جھانک کی کیا ضرورت ہے ؎

چوں در ہمہ جا عکس رخ یار توان دید ❊ دیوانہ نیم من کہ ادم خانہ بہ خانہ

(۴۸) اہلحدیث ہو کر مقلد بن سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں بن سکتا تو جملہ محدثین کو مقلدین کی صف میں نواب صاحب نے کیوں کھڑا کر دیا ہے؟

حنفی قیاس امام کے مقابلے میں حدیث رسول نہیں مانتے

محدثین مقلد نہیں ہیں

جواب میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ تقلید اور اہلحدیثیت میں تباین اور تضاد ہے۔ اہل حدیث ہو کر مقلد ہرگز نہیں بن سکتا۔ اہلحدیث ہر مسئلہ میں قرآن حدیث ٹٹولے گا۔ اس کی دلیل یہی ہے۔ اور مقلد کسی مسئلہ میں قرآن و حدیث کو اپنی دلیل نہیں بنا سکتا ملاحظہ ہو جواب ۴۵ و ۴۶ وغیرہ اگر نواب صاحب نے ایسا کیا ہو تو غلط کیا ہم حضرت نواب صاحبؒ کے مقلد تو نہیں کہ ان کے فعل سے ہم پر دلیل قائم کی جائے۔ محدثین کل کے کل اہلحدیث تھے۔ تقلید سے کوسوں دور تھے۔ ملاحظہ ہو ہمارا جواب ۲۰۔ اہلحدیث ہو اور پھر

مقلد ہو؟ ناممکن محض ناممکن ؎

بادہ وخونِ جگر بہ یک کس نہ دہند ؎ کہ بیک دست محال است دو ساغر گیرند

(۴۹) چاروں مذہب تسلیم کئے جاتے ہیں تو ان میں سے کسی ایک پر قائم ہو جانا کیوں ناجائز ہے؟

جواب ۴۹۔ اہلحدیث تو تسلیم نہیں کرتے پھر ان پر یہ سوال کرنا کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟ ہاں آپ حضرات مقلدین زبانی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن عمل سے تسلیم آپ کو بھی نہیں سنئے یا تو حق پورا کا پورا ان چاروں میں مل کر ہے۔ یا ان میں کے تین میں یا دو میں یا ایک میں۔ یا حق ہے ہی نہیں۔ نہ مجموعی طور پر نہ انفرادی طور پر اگر حق ہے ہی نہیں پھر تو ان کی پیروی ناحق کی پیروی ہے۔ اور اگر چاروں میں ملکر حق ہے تو جب تک چاروں پر عمل نہ ہو پورے حق پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح تین میں۔ لیکن اس صورت میں ایک حق پر نہ رہے گا۔ اسی طرح دو میں لیکن اس صورت میں دو باطل پر ہو جائینگے۔ اسی طرح ایک میں لیکن اس صورت میں تین باطل پر ہو جائینگے۔ اور ان تینوں صورتوں میں یہ کلیہ غلط ہو جائیگا۔ کہ یہ چاروں برحق ہیں۔ پس آپ حضرات زبانی تو کہہ رہے ہیں کہ چاروں برحق ہیں اور چاروں تسلیم ہیں مگر عمل کے وقت اپنے اس قول کی دھجیاں بکھیر دیتے ہیں۔ کیا مجال جو کوئی حنفی فقہ شافعی کو مان لے یا کیا مجال جو کوئی شافعی حنفی فقہ پر عمل کر لے حد بندی ہو چکی ہے اس طرف کا اس حد میں اور اس طرف والا اوس کی حد میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ آیئے میں آپ کو ایک مثال دے کر سمجھاؤں۔ ایک روپیہ کی چار چونیاں لیں اور چار ریت کی ڈھیریاں کر کے ہر ہر ڈھیری میں ایک ایک چونی رکھ دیں۔ چار جماعتیں آئیں ایک ایک ڈھیری کے پاس ایک ایک جماعت بیٹھ جائے اور ریت کریدنے لگے ہر ایک جماعت یہی کہتی ہے کہ میری ڈھیری میں روپیہ ہے۔ میں ابھی اس میں سے روپیہ نکال لونگا۔ تو کیا سچ مچ اوس ڈھیری میں سے روپیہ نکل آئیگا۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ روپیہ تو ان چار میں ملکر ہے۔ اسی طرح حق ایک ہے مَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ (قرآن کریم) اگر یہ مان لیا جائے کہ چاروں مذہب برحق ہیں تو زیادہ سے زیادہ ہر مذہب کے حصہ میں حقانیت کی چوتھائی آئی تین چوتھائیاں اس سے رہ گئیں پس جامع حق جماعت وہ ہے جو ان چاروں پر قبضہ رکھے کسی ایک کے کریدنے میں نہ رہ جائے۔ بحمد اللہ وہ جماعت

اہل حدیث کی ہے جن کا مذہب ہے کہ جو صحیح حدیث حضرت امام مالکؒ سے مل جائے وہ بھی سر آنکھوں پر جو صحیح حدیث کا مسئلہ حضرت امام شافعیؒ بتلائیں وہ بھی تسلیم جو حدیث رسولؐ حضرت امام احمد بن حنبلؒ پہنچائیں وہ بھی قابل عمل۔ اگر کسی صحیح حدیث کے راوی حضرت امام ابو حنیفہؒ ہوں یا اور کوئی ہو۔ اس کے ماننے اور اس پر عمل کرنے کے لئے بھی ہم تیار۔ وہ غلام جو اپنے چار آقا بتلائے۔ اور فرمان صرف ایک کا مانے وہ اپنے دعوی میں سچا نہیں کہلا سکتا۔ یہی حالت آپ حضرات کی ہے۔ کہ کہنے کو تو چاروں امامؒ کو برحق کہیں لیکن ایک کے سوا تین کی ہرگز نہ مانیں اور پھر اسی کی طرف دوسروں کو بلائیں اور وہ بھی کن کو اہل حدیث کو ؎

عنان باز کش زیں تمنائے خام ٭ کہ سیمرغ را کس نیارد بہ دام

(۵۰) کیا کسی اہلحدیث کو جائز ہے کہ فقہ حنفیہ کے مطابق فتوی دے۔ اگر جائز ہے تو پھر فقہ حنفیہ عمل بالحدیث کے خلاف کیوں ہوئی؟

جواب۔ اہلحدیث کو کسی مذہب کی فقہ سے تقلیدی طور پر فتوی دینا جائز ہے نہ اہلحدیث ایسا کرتے ہیں ہاں یہ اور بات ہے کہ جو فتوی حدیث میں ہو وہی کسی امام کا مذہب بھی ہو یہ توافق تو چیز ہی اور ہے۔ ممکن ہے کسی وقت کسی امام سے موافقت ہو جائے اور کسی وقت دوسرے امام سے پھر کسی وقت موافقت والے سے مخالفت اور مخالفت والے سے موافقت ہو جائے اور کسی وقت دونوں سے موافقت ہو جائے اور کسی وقت دونوں سے مخالفت۔ مثال کے طور پر سمجھ لیجئے کہ ایک امام نے ایک مسئلہ میں ایک فتوی دیا وہی فتوی دوسرے امام نے بھی دیا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ایک نے دوسرے کا مذہب مان لیا۔ بلکہ یہ توافق ہے۔ ظہر کی چار ہی رکعتیں امام ابو حنیفہؒ نے فرض بتلائیں امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں تو کیا امام شافعیؒ حنفی بن گئے یا کیا انہوں نے فقہ حنفی کو عمل بالحدیث کی طرح معتبر مان لیا؟ اس ضمن میں جواب نمبر ۱۱ بھی ملاحظہ ہو۔ فقہ حنفیہ کا عمل بالحدیث کے خلاف ہونا یہ تو کئی مرتبہ بیان ہو چکا ہے جواب نمبر ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ و ۴۷ وغیرہ اور مزید سننے کی خواہش ہو تو بھی سن لیجئے۔ حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب کنز الدقائق صفحہ ۱۶۸ میں ہے۔ لَوِ اسْتَأْجَرَ امْرَأَةً لِيَزْنِيَ بِهَا فَزَنَى بِهَا لَا يَحِلُّ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ یعنی اگر کوئی شخص روپیہ پیسہ (اجرت خرچی) دے کر

اجتہاد امام الائمہ کے فرمان کے تابع ہیں

فقہ حنفیہ کے شرعاً کی مسائل

کسی عورت سے زناکاری کرے تو اسے حد نہ مارنی چاہیئے۔ یعنی عورت سے چکا لے کہ میں تجھ سے بدکاری کروں گا اور اتنا اتنا دونگا تو حنفی مذہب اسے حد نہ لگائیگا یہی مسئلہ اسیطرح حنفی مذہب کی دوسری معتبر کتاب فتاوی قاضیخاں صفحہ ۴۰۷ اور فتاوی عالمگیری کتاب الحدود باب ثالث میں بھی ہے۔ اب فرمایئے یہ کس حدیث میں ہے؟ چلپی حاشیہ شرح وقایہ جو حنفی مذہب کی معتبر کتاب ہے اوس کے صفحہ ۲۹۸ میں ہے۔ اِنْ مَہَرَ اَخَذَتْہُ الزَّانِیَۃُ اِنْ کَانَ بَعْقِدِ الْاِجَارَۃِ فَحَلَالٌ عِنْدَ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ یعنی زانیہ عورت جو روپے پیسے اپنی زناکاری کے بدلے لے وہ (اجرت خرچی) حلال ہے امام اعظم ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہے بحر الرائق شرح کنز الدقائق صفحہ ۲۲ جزو ۸ میں ہے۔ وَاِنِ اسْتَاْجَرَھَا لِیَزْنِیَ بِھَا ثُمَّ اَعْطَاھَا مَھْرَھَا اَوْ مَا شَرَطَ لَھَا لَا بَاْسَ بِاَخْذِہٖ اگر کسی عورت سے زناکاری کی اجرت چکا کر زنا کرکے اسے اجرت زنا دے تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں اور فتاوی عالمگیری کتاب الحدود باب ثالث میں ہے۔ وَلَھَا مَھْرُ مِثْلِھَا یعنی جس زانیہ عورت سے رقم ٹھہرا کر زنا کیا ہے تو وہ اپنے مہر مثل کی یعنی اجرت زنا کی حقدار ہے۔

افسوس یہ مسائل ہیں جنہیں مانا جاتا ہے اور حدیث رسول کی مطلق پرواہ نہیں کی جاتی فقہ کی محبت پر حدیث کو قربان کرکے کہہ دیا جاتا ہے ؎

لگایا ہے دل اسکی زلف رسا سے ❊ اگر جاں جائے تو جائے بلا سے

(۵۱) وہابیوں میں موجودہ فرقے کیوں ہوئے؟

جواب۔ اگر جناب اہلحدیث کی نسبت یہ اعتراض کرتے ہیں تو سنئے۔ اہلحدیث باعتبار اصول کے کئی فرقوں میں منقسم نہیں ہیں وہ صرف ایک ہی جماعت ہے یوں اگر کوئی شخص ایک ایک فرد کو ایک ایک فرقہ کہدے تو بھی کوئی زبان تو بند کر ہی نہیں سکتا یہ اور بات ہے کہ علمائے اہلحدیث میں چند فروعی مسائل میں اختلاف ہوں جیسے جہری نماز میں کوئی بسم اللہ کو بھی بالجہر پڑھنے کو ترجیح دیتا ہے کوئی بالسر کو ترجیح دیتا ہے وغیرہ سو ایسے مسائل کے اختلاف کی بنا پر فرقے نہیں بن جاتے ایسے اختلاف تو صحابہ کرام میں بھی موجود تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ہاں اصولی اختلاف ایک فرقے ہی میں دیکھنا ہو اور اس ایک فرقے کے کئی فرقے دیکھنے ہوں تو حنفیوں پر نظر ڈالیئے

اہلحدیث جماعت میں کوئی اصولی اختلاف نہیں

کہ دیوبندی تو اولیاء اللہ کو حاضر ناظر اور عالم الغیب جاننے والوں تعزیہ پرستوں اور قبر کے پجاریوں کو کافر کہیں ملاحظہ ہو فقہ اکبر اور فتاوی بزازیہ وغیرہ اور بریلوی ان کاموں ہی کو اصل اسلام قرار دیں اور ان کے نہ کرنے والوں کو کافر کہیں ملاحظہ ہو احکام شرعیہ مصنفہ احمد رضا بریلوی حصہ اول وغیرہ پھر خود آپ اپنی بریلوی جماعت میں دیکھ لیجئے کس قدر فرقے ہیں۔ امجدیہ۔ حشمتیہ۔ نثاریہ مشتاقیہ۔ لعل خانیہ سبحانیہ۔ سرفرازیہ۔ حامدیہ۔ رضائیہ۔ کچھوچھیہ۔ نظامیہ۔ جماعتیہ۔ بدایونیہ۔ دیداریہ۔ سلامیہ سورتیہ۔ فاخریہ۔ شفیعیہ۔ کرامتیہ۔ وغیرہ وغیرہ ان سب کی تشریح دیکھنی ہو تو اخبار محمدی جلد ۳ نمبر ۶ تا ۹ ملاحظہ ہو پس شاید اپنے ہاں کی فرقہ بندی پر آپ نے اہلحدیث کی جماعت کو بھی قیاس کر لیا ہوگا ؎

یہ اندازِ جنوں اچھا نکالا ❊ لیا پہچان گو دیکھا نہ بھالا

(۵۲) اگر کسی وہابی کو فقہ حنفیہ کا کوئی مسئلہ صحیح ثابت ہو جائے تو کیا وہ.... ٹال سکتا ہے؟

جواب ۵۲۔ خود فقہ تو کوئی اعتبار کی چیز نہیں اس کے کسی مسئلہ کا صحیح ہو جانا موقوف ہے قرآن و حدیث پر۔ جب قرآن و حدیث میں وہ مسئلہ موجود پاتا ہے تو قرآن و حدیث کا سمجھ کر مانتا ہے اور ٹالتا نہیں۔ یوں گو آپ لوگ خوش ہو جائیں کہ دیکھو فلاں مسئلہ ہماری فقہ کا مانا لیکن اہلحدیث اس حیثیت سے کہ وہ فقہ کا ہے ہرگز نہیں مانتا۔ بلکہ اس حیثیت سے مانتا ہے کہ قرآن حدیث کا مسئلہ ہے۔ اسے بھی مثال سے سمجھئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے شیطان کہتا ہے کہ جس گھر میں رات کو آیت الکرسی سوتے وقت پڑھ لیجائے وہاں شیطان صبح تک آ ہی نہیں سکتا۔ وغیرہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرتے ہیں حضور فرماتے ہیں ٹھیک ہے (بخاری) اب حضرت ابو ہریرہؓ اسی کے مطابق عمل کرتے ہیں یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ فرمائیے کیا وہ شیطان کے ماننے والے اور اس کے احکام کے پابند ہو گئے؟ اسی طرح اہل حدیث فقہ کو ماننے والے اور اس کے احکام کے پابند نہیں وہ صرف پابند قرآن و حدیث ہیں۔ اور بس۔ حدیث تمام خوبیوں کی مخزن ہے۔ اس کا کروڑواں حصہ بھی فقہ میں نہیں ؎

اہلحدیث کسی مذہب کی فقہ کے پابند نہیں

باغباں کو نسی صورت مرے جی لگنے کی
ایک تو مجھ کو قدیار سا بوٹا۔ دکھلا

اور ہاں یہ کیا بات ہے کہ آپ حضرات نے ہمیں تو وہابی کا لقب دیا اور اپنے لئے اہل سنت والجماعت کا لقب نہ صرف اختیار کیا بلکہ اوسے ٹریڈ مارک بنالیا یہ الٹے بانس بریلی کیوں؟ سنئے اس لقب کے سچے مستحق بحمد اللہ اہلحدیث اور صرف اہلحدیث ہی ہیں ملاحظہ ہو ملل ونحل مصری صـ قیل وَمَنْ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَاَصْحَابِيْ۔ یعنی حضورؐ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت والجماعت کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو اس پر ہوں جس پر آج میں اور میرے اصحاب ہیں۔ ظاہر ہے کہ جس چیز پر آپ اور اصحاب عامل تھے وہ وحی خدا تھی اور بس۔ پس آج اسی مسلک پر صرف اہل حدیث ہیں کہ انکے نزدیک بھی حجت تامہ اور مستقل دلیل صرف وحی الٰہی ہے۔ جس کے دو حصہ ہیں یعنی قرآن اور حدیث۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیاس ورائے کے تابع تھے نہ آپ کے اصحاب تقلیدی گمن سے اوس پاک زمانہ کے مسلمان کوسوں دور تھے بلکہ خود تقلید کا وجود بھی اس مبارک زمانہ میں رونما نہ ہو سکا تھا۔

اور سنئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوتا ہے مَنْ اَهْلُ السُّنَّةِ اہل سنت کون ہیں جواب ملتا ہے۔ اَلْمُتَمَسِّكُوْنَ بِمَا سَنَّهُ اللّٰهُ لَهُمْ وَرَسُوْلُهُ وَاِنْ قَلُّوْا یعنی وہ جو فرمان خدا اور سنت مصطفےٰ کے عامل اور پابند ہوں گو تعداد میں کم ہوں (منتخب کنز صـ ۳۱۵ جز ۶) سچ ہے کلام خدا اور رسول کیسا سنے کلام الناس کی کیا حاجت

نمود روئے تو گلہائے باغ را چہ کنم ✤ چو آفتاب برآمد چراغ را چہ کنم

(۵۳) .... اتباع رسول کی .... مذاہب رابعہ میں منحصر ہے....

جواب ۵۳ - جناب کے ذہن میں شاید ابن ماجہ کی حدیث موجود نہیں جو یہ فرمادیا۔ سنئے ابن ماجہ مصری جلد اول صـ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَّ خَطًّا وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَسَارِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ فِي الْخَطِّ الْاَوْسَطِ فَقَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ

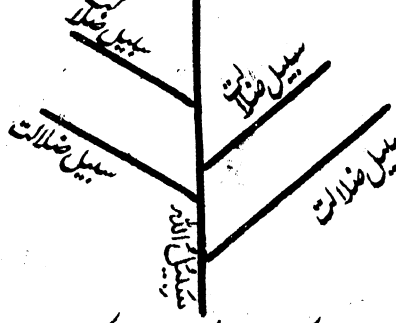
اہلحدیث ہی اہلسنت والجماعت ہیں

چاروں مذہبوں کی تردید حدیث سے

مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ یعنی ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور اس کی داہنی جانب دو لکیریں کھینچیں اور بائیں جانب دو لکیریں اور کھینچیں پھر درمیان کی سیدھی لکیر پر اپنی انگلی رکھ کر فرمایا یہ ہے اللہ کی راہ پھر یہ آیت پڑھی کہ بالیقین میری سیدھی راہ یہی ہے۔ اسی کی پیروی کرو اور باقی راہوں میں سے کسی راہ پر نہ چلو ورنہ وہ تمہیں راہ راست سے بھٹکا کر گمراہ کر دیگی۔ اتباع رسولؐ کی ایک لکیر کھینچنا اور بہکانے والی راہوں کی پوری چار لکیریں کھینچنا نہ تین نہ پانچ اس لئے جناب چار کو یہ چار لکیریں کہدیتے جب تو ایک بات تھی۔ چار میں اتباع سنت کو منحصر بتلانا یہ تو سراسر اس حدیث کے خلاف ہے ؎

چمنے دید و ہوائے خوش و پروازے کرد
کبک مسکیں چہ خبر داشت کہ شہبازے ہست

بصورت نقشہ ملاحظہ ہو۔



پس چار راہیں ضلالت کی ہیں اور ایک راہ خدا کی راہ ہے۔ اور اگر ہم جناب کی بات کو تسلیم کرلیں کہ اتباع رسولؐ ان مذاہب اربعہ میں منحصر ہے تو فرمائیے کیا ان چاروں سے ہر ایک میں پوری ہے؟ اگر ہاں کہیں تو بالبداہت صاف طور پر غلط ہے۔ کیونکہ اتباع سنت ایک چیز ہے وہ اگر پوری پوری ایک مذہب میں آگئی تو دوسرے تین خالی رہ گئے۔ مثال سے سمجھئے۔ ایک تولہ عطر ہو اور چار شیشیاں ہوں اگر ایک ہی شیشی میں ایک تولہ ڈالدیا تو تین شیشیاں ضرور خالی رہجائینگی۔ اور اگر آپ انکار کریں کہ ہر ایک میں تو نہیں تو چار میں منحصر ہونا غلط ہوا کیونکہ ایک دو تین۔ اس صورت میں بقول آپ کے

ایسے بھی ہوئے جو اتباعِ رسولؐ سے خالی ہیں تو انحصار چار میں نہ رہا بلکہ تین میں یا دو میں یا ایک میں پھر اگر تین میں مانیں تو بھی وہی اعتراض ہے کہ ایک خالی رہ گئی ہاں ایک میں مان لیں تو یہ اعتراض تو گو باقی نہ رہے لیکن یہ قول غلط ہو گیا کہ اتباعِ رسولؐ مذاہب اربعہ میں منحصر ہے۔ یوں کہئے کہ ایک ہی مذہب میں منحصر ہے۔ پھر ہم یہ پوچھنے کے حقدار ہوں گے کہ وہ ایک حنفی ہے یا شافعی یا مالکی یا حنبلی؟ پس آپ کو چاہیئے کہ اول آپس میں اتفاق کر لیں کہ کن تین کو باطل کہیں گے افسوس ؎

لیا عقل و دیں سے نہ کچھ کام انہوں نے ❊ کیا دینِ برحق کو بدنام انہوں نے

اگر جناب پوری اتباعِ رسولؐ کو ہر ایک میں منحصر نہ مانیں اور ایک کے سوا ایک میں بھی نہ مانیں اور یہ فرمائیں کہ ان چاروں میں ملکر ہے۔ جیسے آپ کے ظاہری الفاظ دلالت کر رہے ہیں تو ہم کہیں گے کہ پھر ہر ہر مذہب میں بقدر ایک چوتھائی ۱/۴ کے اتباعِ سنت ہوئی اور بقدر ۳/۴ کے اتباعِ سنت نہ ہوئی جیسے ایک تولہ عطر کو چار شیشیوں میں بھر دیا تو ہر ایک میں پاؤ تولہ ہوا نہ کہ ایک تولہ پس جو شخص ایک ہی مذہب کی تقلید کرتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ اتباعِ سنت کے چوتھے حصے کو ماننے والا اور تین حصوں کا منکر ہے۔ اس صورت میں پورا پابند سنت وہ ہے جو ان چاروں مذہبوں پر قبضہ کرے جیسے پورے ایک تولہ عطر کا مالک اس صورت میں وہ ہو گا جو چاروں شیشیاں جیب میں ڈال لے۔ پھر آپ حضرات ایک چوتھائی پر کیوں قناعت کئے بیٹھے ہیں اور تین چوتھائیاں حق کی کیوں چھوڑ دی ہیں؟

الحمد للہ اہلحدیث کی جماعت ہے کہ ان چاروں پر قابض ہے۔ جو حدیث صحیح ان چاروں اماموں میں سے (اللہ ان پر رحم کرے) جس کسی سے ملے یہ جماعت اسے سر آنکھوں پر رکھ کر دل کھول کر بہ کشادہ پیشانی تسلیم کر کے فی الفور اپنا عقیدہ اور اپنا عمل اس کے مطابق کر لیتی ہے۔ اور آپ کو بھی تلقین کرتی ہے کہ دوستو! جس کا کھاؤ اس کا گاؤ۔ جس کا کلمہ پڑھتے ہو اسی کی مانو بھی جنہیں رسول کہتے ہو ان کے فرمان پر عمل بھی کرو اور اس طرح کہ دوسرے کا نام بھی بیچ میں نہ آئے ؎

شرکت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری ❊ غیر کی ہو کے رہے یا شبِ فرقت میری

اور ہاں کبھی اس پر بھی غور کیا کہ اگر اتباعِ رسولؐ ان چاروں مذہبوں میں منحصر ہے

اہلحدیث کا مذہب

تو صحابہ اور تابعین جو ان میں سے کسی کے پابند نہ تھے بلکہ ان کے زمانہ میں یہ یہ مذاہب چھوڑ جن کے نام یہ مذاہب ہیں وہ بھی نہ تھے پھر کیا یہ سب صحابہ اور تابعین وغیرہ آپ کے نزدیک ناحق پر اور خلاف سنت پر تھے؟ ہرگز نہیں وہی حق پر تھے۔ جن کی حقانیت کا گواہ قرآن ہے پس ان کے بعد ان کے اس طریقہ کو چھوڑنے والے در اصل اتباع سنت سے ہٹنے والے ہیں۔ میں پھر کہوں گا کہ طالب نجات کے لئے اہلحدیث بنے بغیر چارہ ہی نہیں۔ چونکہ کتاب کا خاتمہ ہے اس لئے اہلحدیث بھائیوں کی ایک بشارت اور دوسرے حضرات کی کامل ترغیب کی ایک صاف حدیث اس جگہ نقل کر کے میں اس سوال کے جواب کو ختم کرتا ہوں۔ جواہر الاصول وصواعق الہیہ صـ۲۸ میں ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ جَاءَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ مَا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَمَعَھُمُ الْمَحَابِرُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اَیُّھَا اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ کُنْتُمْ تُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اہلحدیث اللہ تعالے کے سامنے اپنی دواتیں لئے ہوئے حاضر ہوں گے پس اللہ تعالے فرمائے گا تم اہلحدیث ہو تم میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کرتے تھے چلو تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ ۵

مسلکِ سنت پہ اے سالک چلا جا بیدھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

سائل صاحب نے انچاسواں سوال بھی ایسا ہی کیا تھا۔ وہاں اس کا جواب قدرے بسط کے ساتھ گذر چکا ہے لہذا یہاں صرف اتنا لکھ دینا کافی ہے۔

الحمد للہ جناب کے ترپن سوالات کے جواب پورے ہو گئے۔ اور سوالات کے رنگ میں جو اعتراضات آپ نے کئے تھے وہ سب اٹھ گئے۔ باقی جو گالیاں آپ نے اپنے رسالہ میں مجھے اور اہل حدیث کو دی ہیں مثلاً بہروپیے جنگ زرگری کرنے والے دھوکہ دہ جاہل فتنہ انگیز وآم تزویر پھیلانے والے ہینڈ کی کوزکام ہونے لگا ہے اور ٹرّاتے ٹرّاتے اپنا پیٹ بھی پھاڑنے لگی ہے۔ بے سمجھ وہابی متجاہل امت ابن تیمیہ دین ابن تیمیہ رہنرن اسلام بے شرم معاند کرزن فیشن بالشویک قرامطہ کی طرح بدعتی

بشارت خیر البشر

الفضل ما شہدت بہ الاعداء

تابع ہوا مسلمانوں سے خارج گونگے پرانے مالخولیا والے خبث باطنی والی ۔ وہابیوں کی نیت میں شرارت ہے ۔ اشعر المنافقین جالباز وغیرہ وغیرہ ان سب سے بدترین الفاظ کا ذخیرہ بھی دنیا میں موجود ہے ۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہم بھی ان الفاظ کو استعمال کر سکتے تھے لیکن ہم نے تہذیب و متانت کو ہاتھ سے نہیں دیا امید کہ آپ بھی اس سے سبق لینگے ورنہ ؎

قیامت خیز ہے افسانہ پُر درد و غم میرا
نہ کھلوا وئ زباں میری نہ اٹھوا وئ قلم میرا

آپ کی ان گالیوں پر صبر کرنے کی ہمیں قرآنی تعلیم ہے ۔ ارشاد ہے ۔ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا یعنی تمہیں اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی باتیں اور رنج دہ کلمات سننے پڑینگے اور صبر کرنا پڑیگا پس ہمنے سنے اور صبر کیا اور جو جناب نے دھمکی دی ہے کہ اس قسم کے سوالات تمہارے بائیں ہاتھ کا کرتب سے ہم اور فہرست تیار کر دینگے ۔" تو جناب ڈرائیں کیوں شوق سے تیار کیجئے ۔ سنئے ؎

سینے کو چمن بنائینگے ہم ٭ گل کھائینگے گل کھلائینگے ہم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی صحابہؓ سے کسی نے کہا تھا اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ لوگوں نے تمہارے مقابلہ میں بڑا لشکر جمع کیا ہے ڈر جاؤ جس کے جواب میں وہ ایمان میں اور بڑھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۔ پس ہم بھی یہی کہتے ہیں اور بفضلہ آپ کی یہ دھمکیاں ہمیں اپنے ایمان میں اور زیادہ مضبوط کرتی ہیں ۔

بھلا اس جماعت کا مقابلہ دلائل سے کوئی کر بھی سکتا ہے ؟ جو صرف قرآن و حدیث پر ہی دین کی ابتدا انتہا جانتی ہو اور ان کے سوا کسی چیز کو دین میں داخل نہ جانتی ہو جیسے سورۂ مائدہ کے پہلے رکوع میں ہے ۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ میں نے تمہارا دین کامل کر دیا ۔ اور حدیث شریف میں ہے اَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ یعنی جتنی

اہلحدیث کو نصیحت

قرآن حدیث میں دین کی تکمیل ہے

چیزیں تمہیں جنت سے قریب کرنے والی اور جہنم سے دور کرنے والی تھیں ہیں ان سب کا حکم تمہیں دے چکا اور جتنی چیزیں تمہیں جنت سے دور اور جہنم سے نزدیک کرنے والی تھیں ان سب سے میں تمہیں ممانعت کر چکا (مشکوۃ باب التوکل) پس بحمد اللہ جماعت اہل حدیث جانتی اور مانتی ہے کہ کلام اللہ اور کلام رسولؐ کے سوا کسی کا کلام شریعت نہیں دین نہیں مذہب نہیں پھر ان سے کوئی کیا کھا کر مقابلہ کریگا پس ہم اپنے تجربہ کی بنا پر آپ کی دھمکی کا جواب دیتے ہیں کہ ؎

ہم جانتے ہیں تم کو تمہاری زبان کو ٭ وعدوں ہی میں گذارو گے موسم بہار کا

یہ تھے جناب کے تیرہ سوالات کے جوابات۔ چونکہ مضمون کو زیادہ طویل نہ کرنا تھا اس لیے میں نے اختصار سے کام لیا ہے تاہم طالب حق کے لئے دلائل بہت کچھ جمع کر دئے ہیں۔ میں جناب سے بھی کہوں گا کہ جواب میں دلائل سے کام لیا کرو صرف گالیاں دے لینے سے کام نہیں چلتا ؎

یہ کہد و ابر باراں سے اگر برسے تو یوں برسے
کہ جیسے ملیہ برستا ہے ہمارے دیدۂ تر سے

برادران اہلحدیث! میں ایک گذارش آپ سے بھی کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ہم اہل حدیث ہیں۔ اسوۂ حسنہ ہمارا عمل ہے تو ناممکن ہے کہ دنیا ہماری دشمن نہ ہو مخالفین اسلام تو خیر ہیں ہی لیکن اسلام کے نام لیوا بھی عموماً ہمارے مخالف ہیں اور جس طرح بھی ممکن ہوتا ہے وہ ہمیں ایذا پہنچانے میں کمی نہیں کرتے حدیث شریف میں بھی ہے مَنْ يُبْغِضُهُمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ يُحِبُّهُمْ ان کے دشمن بہت ہوں گے دوست کم ہوں گے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ إِيَّاكُمْ وَأَصْحَابَ الرَّأْيِ فَإِنَّهُمْ أَعْدَاءُ السُّنَنِ لوگو! رائے قیاس والوں سے ہشیار رہو۔ یہ سنتوں اور حدیثوں کے دشمن ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہو فتح الباری انصاری پارہ ۲۹۰ صـ ۶۶۹ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الْأَئِمَّةُ الْمُضِلِّينَ یعنے مجھے اپنی امت پر سب سے بڑا کھٹکا بہکانے والے اماموں کا کا ہے (دارمی صـ ۲۹) الغرض جو دکھ درد ہمیں اپنے ان بھائیوں کے ہاتھوں پہنچے ہیں اول کا نقشہ صحیح طور پر یہ ہے ؎

اہلحدیث بھائیوں سے گذارش

مرے زخم جگر کو دیکھ کر جراح یوں بولے
لگائیں کس جگہ مرہم بھریں کس کس جگہ ٹانکا

لیکن ہمیں چاہیے کہ صبر و سہار سے پیغمبر کی صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے نمونے کو سامنے رکھیں اور جور و ظلم سہتے رہیں مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ حق پر چلنے میں سست رفتاری کریں یا توحید و سنت کے پھیلانے میں مخلوق سے ڈریں حضورؐ کی اور صحابہؓ کی مکی زندگی کو دیکھیے کہ مار پیٹ کھا رہے ہیں۔ گالیاں سن رہے ہیں لیکن نہ تو عمل میں کمی آتی ہے نہ تبلیغ سے زبان رکتی ہے پس آپ حضرات بھی بالکل یہی نمونہ اپنا بنالیں پھر دیکھیے کہ آپ کے اس حلم و تحمل کا اور تبلیغ و عمل کا اثر ان مخالفین کے دلوں پر کیسا بیٹھتا ہے؟ آپکا راہ للہ یہ مصیبتیں اٹھانا انشاء اللہ تعالےٰ ایک دن رنگ لائیگا اور ہمیں یہ کہنے کا موقعہ ملے گا ؎

ستارے یہ نہیں ہر گز اثر ہے آہِ سوزاں کا
کلیجہ بھر گیا ہے آبلوں سے چرخِ گرداں کا

الٰہ العالمین! تو اس بے سر و سامانی میں ہماری مدد کر ہم جہاں ہوں ہمیں اپنی حفاظت میں رکھ تیری توحید کی پاسبانی اور تیرے رسولؐ کی سنت کی نگہبانی کی ہمیں کامل توفیق عنایت فرما۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْکِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ الدِّیْنَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ اِلٰہَ الْحَقِّ اٰمِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الْمُوَحِّدِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

الراقم العاجز:۔ محمد بن ابراہیم عفا عنہ الغفور الرحیم مدرس مدرسہ دار الحدیث محمدیہ ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی



الحدیث اپنی تبلیغ جاری رکھیں

اس کتاب کے مصنف مولانا محمد صاحب کی تصنیف کی ہوئی اور کتابیں

ایمانِ محمدی[1] اس میں ایمان کی ستر شاخوں کا قرآن حدیث اور بزرگوں کے اقوال سے پورا تفصیلی بیان ہے۔ دس آنے

صلوٰۃِ محمدی[2] وضو نماز وغیرہ کے جملہ احکام قیمت ایک کی تین آنے ایک روپے میں چھ دو روپے کی تیرہ بچیں کتابوں کے

چار روپے پچاس کے سات روپے یکبارگی کے ساڑھے بارہ روپے صیامِ محمدی[3] رمضان المبارک کی فضیلتیں روزوں کی

فضیلتیں روزوں کے احکام نفلی روزوں کے احکام تراویح کا بیان عید کے مسائل نماز وغیرہ۔ قیمت صرف تین آنے

زکوٰۃِ محمدی[4] کس کس مال پر زکوٰۃ ہے کس پر نہیں کتنے پر زکوٰۃ کب دے کسے دے کسے نہ دے۔ دینے سے کیا ہوگا

نہ دینے سے کیا ہوگا وغیرہ قیمت تین آنے حجِ محمدی[5] حج کی فضیلت نہ کرنے کا گناہ دیر لگانے کا گناہ وغیرہ ایک آنہ

عقیدۂ محمدی[6] اہلحدیث کا اصلی مذہب اور جو تہمتیں اُن پر رکھی جاتی ہیں سب کا ازالہ۔ ایک آنہ سیرتِ محمدی[7]

آنحضرت صلعم کی تمام وکمال سوانحعمری امام جعفر طبریؒ کی عربی کتاب کا ترجمہ حضورؐ کی آل اولاد بیویوں وغیرہ کا ذکر بھی

ساتھ ہی ہے اصل عربی ۸ ترجمہ صرف بارہ آنے انعامِ محمدی[8] دو برے کے رمضان شریف کی عید کے چھوٹے بڑے سب

احکام اور کل مسائل مع عید کی نماز اور اُسکے مسائل کے قیمت ایک آنہ تحفۂ محمدی[9] بقرہ عید کے قربانی کے جملہ احکام

مطابق حدیث مع حوالہ اور بنا بیت اللہ اور قصہ ذبح اسمٰعیلؑ وغیرہ قیمت ایک آنہ عقائدِ محمدی[10] امام احمد بن حنبلؒ

کی کتاب کا ترجمہ اسلامی عقائد کا بیان جسمیں ایک عقیدے کے خلاف پر بھی ایمان باقی نہیں رہتا قیمت ایک آنہ

آئینۂ محمدی[11] صورت شکل لباس وغیرہ کے احکام داڑھی مونچھ کے مسائل قیمت ایک آنہ تعلیمِ محمدی[12] عورتوں کو

لکھنا سکھانے کا جواز اور مخالفین کی دلیلوں کا جواب ایک آنہ ہدایتِ محمدی[13] حنفی مذہب کی اعلےٰ کتاب ہدایہ

کے ایک سو وہ مسائل جو خلافِ حدیث وتہذیب ہیں قیمت دو آنے براتِ محمدی[14] حسن نظامی نے اہلحدیث

اور نجدیوں کے خلاف جو کتاب لکھی تھی اُس کا جواب ایک آنہ برہانِ محمدی[15] رفع الیدین کرنیکے ثبوت کی

حدیثیں اور صحابہ اور خلفاء اربعہ کے اقوال جن سے رفع الیدین کا وجوب ثابت ہوتا ہے عربی مع ترجمہ۔ دو آنے

صدائے محمدی[16] اہلحدیث جماعت پر جو چودہ اعتراض کئے جاتے ہیں اُن کے بہترین جواب قیمت دو آنے

درایتِ محمدی[17] حنفی مذہب فقہ کی اعلےٰ کتاب ہدایہ میں جو غلطیاں ہیں اُن سب کا تفصیلی بیان دلائل سمیت۔ بارہ آنے

میلادِ محمدی[18] مولود کی رسموں کا اور قیام مولود کا ناجائز ہونا پچاس دلیلوں سے ثابت کیا ہے۔ دو آنے

امامِ محمدی[19] اس میں امام ابوحنیفہؒ کی پوری سوانحعمری مع اُن کے مناقب وفضائل کے ہے پھر جو اُنپر اعتراضات

ہیں اور ائمہ نے جو جرح کی اُسکا بیان ہے امام خطیبؒ محدث کی تصنیف ہے عربی مع اردو ترجمہ قیمت ایکروپیہ چھ آنے

دلائلِ محمدی[20] حصہ اول آمین رفع الیدین اور سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کا حدیثوں سے اور فقہ حنفی سے ثبوت

اہلحدیث کے سلمان ہونیکا انکے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہونے کا حنفیوں کی کتاب سے ثبوت قیمت تین آنے **دلائل محمدی** حصہ دوم ان تینوں مسئلوں میں حنفی دلیلیں حنفی حضرات دیتے ہیں سب کا جواب اور ان مسائل کی بہت سی حدیثیں ساتھ ہی سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت قیمت سات آنے **طریق محمدی** تقلید کی تردید میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اس کے ڈیڑھ سو صفحات ہیں تقلید کیخلاف اسمیں چھ سو دلیلیں ہیں قرآن سے حدیث سے خود امام صاحب سے اُن کے شاگردوں سے اور فقہا سے تقلید کا بہترین رد ہے قیمت ایک روپیہ **حقوق محمدی** آنحضرت صلعم کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کے رد کی بہت سی دلیلیں مع جواب دلائل مخالفین قیمت ایک آنہ **عصائے محمدی** ایک بدعتی نے اہلحدیث کے خلاف ایک بڑی کتاب لکھکر اس جماعت پر کچھ تہمتیں تراشی تھیں اُنکا جواب اور حنفیوں کے بے دلیل مسائل قیمت پانچ آنے **فضائل محمدی** یا مناظرہ خطیب محدث کی کتاب ہے اسمیں ثبوت ہے کہ اہلحدیث ہمیشہ سے ہیں وہی حق پر ہیں اس لقب کا ثبوت بھی ہے اس جماعت کی سچائی اور حقانیت کا ثبوت قرآن حدیث اور بزرگوں کے اقوال سے بھی ہے عربی مع اردو ترجمہ قیمت سوا روپیہ **توحید محمدی** یکی قبروں اور گنبذوں کے منع ہونے اور بے ہودوں کو گرانے کی دلیلیں قرآن حدیث اور حنفی مذہب سے جلد آنے **صراط محمدی** تعزیہ داری کی پوری تردید قرآن حدیث اور حنفی مذہب سے اور خود امام ابوحنیفہؒ سے قیمت ایک آنہ **معراج محمدی** معراج کا ثبوت معراج کا واقعہ اور ماہ رجب کی بدعتوں کی تردید ایک آنہ **درود محمدی** تیجے دسویں بیسویں چالیسویں خیرہ کا رد حنفی مذہب سے اور قرآن حدیث سے اور بدعتیوں کے تمام دلائل کا جواب قیمت پانچ آنے **مملکت محمدی** سلطان ابن سعود اور نجدیوں پر جو اعتراض ہیں اُن کا جواب قیمت ایک آنہ **جماعت محمدی** عورتوں کو عیدگاہ میں اور نماز جمعہ اور نماز پنجگانہ کے لئے آنے کا ثبوت اور اسکے خلاف جو دلیلیں ہیں سب کا جواب قیمت چار آنے **اذان محمدی** رمضان میں سحری کے وقت اذان دینے کا ثبوت اور اس کے خلاف کی تردید قیمت ایک آنہ **فرمان محمدی** قبر کی زیارت کا مسنون طریقہ اور قبر پرستی اور عرس کی تردید قیمت ایک آنہ **مناظرہ محمدی** تقلید شخصی پر مولانا نے جو مناظرہ کیا تھا اُس کی پوری تفصیل قیمت دو آنے **خطبہ محمدی** جمعہ کے خطبہ کا ترجمہ کرلینے دلائل مخالفین کے جوابات سمیت ایک آنہ **وضو محمدی** کپڑے کی جرابوں پر مسح کرنے کا جواز اور ناجائز کہنے والوں کی دلیلوں کا جواب قیمت صرف تین آنے **تعویذ محمدی** ایک حنفی نے اہلحدیث کیخلاف دو رسالے لکھے تھے اس میں اُن دونوں کا جواب ہے قیمت دو آنے **تسبیح محمدی** اس بات کو ثابت کرنیکے لئے کہ حنفی مذہب کی موجودہ کتابوں میں بہت سے مسائل علاوہ قرآن و حدیث کے خلاف ہونیکے تہذیب تمدن کے بھی خلاف ہیں اس میں چھ سو مسائل فقہ حنفی کے لکھے ہیں یہ کتاب قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کا فرق ظاہر کردیتی ہے قیمت ایک روپیہ **فیصلہ محمدی** قبر دل پر پھول ڈالنے اور شدے پہنچے نکالنے کی تردید ایک آنہ **جمع محمدی** ڈیڑھ سو حدیثیں مع عبارت و ترجمہ جنہیں حنفی نہیں مانتے قیمت ایکروپیہ **موت میت** کے تمام مسائل مطابق قرآن و حدیث قیمت ایک آنہ **محراب مساجد** کی تردید ایک آنہ **مدت سود** **مرغ** کی قربانی کی تردید ایک آنہ **فتاوی محمدیہ** حضورؐ کے بارہ سو جوابات صحابہ بارہ سو سوالات پر قاہلد کتاب ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ **اشعار و تقلید** مثنوی مولوی روم و شیخ سعدی مع ترجمہ اردو۔ ایک آنہ **مشکوٰۃ محمدی** ڈیڑھ سو صفحات کی کتاب اہلحدیث کے تمام مسائل کا ثبوت اور حنفیوں کے تمام اعتراضوں کا جواب جلد آنے **اخبار محمدی** محض دینی اخبار قیمت سالانہ تین روپے **اربعین محمدی** اہلحدیث کے ہر سلسلے کی ثبوت کی ایک ایک حدیث مع ترجمہ قیمت دو آنے **دین محمدی** ترجمہ اعلام الموقعین چار حصے قیمت پانچ روپے **تفسیر محمدی** تفسیر ابن کثیر کا بورڈ ۱۰ جلدیں قیمت تیس روپے **سراج محمدی** جو آپکے ہاتھ میں ہے قیمت پانچ آنے **بنگال کی حنفیت** کا جواب ایک آنہ

ملنے کا پتہ:- دفتر اخبار محمدی۔ صدر۔ دہلی

حضرت مولانا محمد صاحب کی تفسیر محمدی وغیرہ کتابیں

مولانا کی اور تصانیف کی فہرست اس کتاب کے صہ ۵۶ و صہ ۵۷ پر ملاحظہ ہو :-

(۱) اللہ تعالیٰ جسکے ہاتھ سے اپنے دین کی جو خدمت لینا چاہے وہ لیتا ہے اس قحط الرجال اور اس بدشوقی کے زمانہ میں جبکہ عموماً دین کو پس پشت ڈالدیا گیا ہے خدا کا شکر ہے کہ حضرت مولانا محمد صاحب سے قدرت خدا نے اپنے دین کی وہ خدمت لی جو پوری قوم کے بس کی بھی نہ تھی۔ آپ کے کتاب اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ کرکے نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ دین کی بھی بہترین خدمت کی الحمدللہ اسکا پہلا حصہ بہتر صفحات کا بنام دین محمدی چھپ چکا ہے قیمت جسکی چودہ آنے ہے حصہ دوم اہل رائے کی ایسی زبردست تردید ہے کہ باید و شاید ہے درمیانی حصہ میں تقلید پر باقاعدہ مناظرہ ہے آخری حصہ میں فتاویٰ محمدی سے اسکی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے چاروں حصوں کی قیمت پانچ روپے پہلے حصہ میں تقلید رائے قیاس وغیرہ کی اعلیٰ عالمانہ بحثیں کرکے ثابت کیا ہے کہ یہ چیزیں شریعت میں دخل نہیں۔ آخری حصہ میں علاوہ بہت ساری معلومات کے صحابہؓ کے بارہ سو سوالات اور آنحضرتؐ کے بارہ سو جوابات ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے کے وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا دربار محمدی میں بیٹھے ہیں

(۲) مولانا محمد صاحب کو خدا تعالیٰ جزائے خیر دے کہ جہاں آپنے اعلام الموقعین جیسی مہتم بالشان اور ضروری کتاب کا ترجمہ کردیا ہے اور اسکے چار حصوں کے ترجمے سے آپ فارغ بھی ہو چکے ہیں وہاں آپ نے بفضلہ تعالیٰ پوری تفسیر ابن کثیر کا بھی اردو ترجمہ کرڈالا ہے یہ کتاب بخاری بڑے صفحات میں ڈھائی ہزار صفحات پر آئی ہے ہر پارہ الگ ہے۔ تفسیر ابن کثیر کا لفظی ترجمہ ہے اور اتنا سلیس اور واضح اور آسان کہ اس سے زیادہ ناممکن۔ آٹھ سال کی محنت کا نتیجہ ہے تفسیر نویسی کی سب تفسیروں سے زیادہ معتبر اور مستند ہے آٹھ سال میں ہزار ہا خرچ کے بعد یہ ترجمہ چھپا ہے ہر پارہ الگ الگ رکھا ہے ہر پارہ کی قیمت الگ الگ ملاحظہ ہو۔ پہلا پارہ عہ دوسرا عہ تیسرا عہ چوتھا عہ پانچواں عہ چھٹا عہ ساتواں عہ آٹھواں عہ نواں عہ دسواں عہ گیارہواں عہ بارہواں ۱۴ تیرھواں پندرہ آنے چودھواں ۱۴ پندرھواں عہ سولھواں عہ سترھواں عہ اٹھارھواں عہ انیسواں ۱۴ بیسواں ۱۴ اکیسواں عہ بائیسواں عہ تئیسواں عہ چوبیسواں عہ پچیسواں عہ چھبیسواں عہ ستائیسواں عہ اٹھائیسواں عہ انتیسواں عہ تیسواں عہ لیکن مکمل تفسیر کی قیمت صرف اٹھائیس روپے ہے

اخبار محمدی توحید و سنت کا حامی حدیث کا خادم۔ دین حق کا مبلغ۔ شرک و بدعت کی جڑیں کاٹنے والا تقلید و تحقیق کا فرق ظاہر کرنے والا۔ رسومات بد کو مٹانے والا مبلغ واعظ مفتی مبصر مناظر یہ اخبار ہے ساتھ ہی خبریں بھی ہوتی ہیں مسائل بھی ہوتے ہیں اس اخبار کی سالانہ قیمت صرف تین روپے ہے نمونہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح دفتر کی کامل فہرست کلاں بھی مفت بھیجی جاتی ہے۔ ہر قسم کی کتابیں

ملنے کا پتہ :- دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ۔ دہلی

آیت۔ أَنْتُمْ أَشَرُّ مَكَانًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ۝

مطلب۔ اپنے غلط مسائل دوسروں کے سر تھوپنے سے خدا کے ہاں تمہاری برأت نہیں ہو سکتی۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ رسالہ جس میں

حنفی کہلوانے کی تردید ہے۔ "محمدی" نسبت کا۔ اور "اہلحدیث" لقب کا پورا ثبوت ہے۔ حنفی علما کے ایک رسالے کا جواب ہے۔ جو مسائل اہلحدیث کے نہیں اور اُن کے کہے جاتے ہیں اُن سے برأت ہے۔ جو دراصل اہلحدیث کے مسائل ہیں اُن کا ثبوت دلائل سے ہے۔ پھر حنفی مذہب کے غلط مسائل کا بیان ہے۔ اور فقہِ حنفی کے عجیب و غریب خلافِ عقل و نقل مسائل مع حوالہ و ترجمہ ہیں۔ ہمارا

حنفیت اور محمدیت

المعروف بہ

دُرّۂ محمّدی

مُصنّفہ۔ محدّث و مُفسّر۔ مصنّف و مؤلّف۔ ناصر حدیثِ رسولِ کریم۔

مولانا محمد بن ابراہیم۔ عفا عنہُ اللہُ العفوُ الرحیم۔ مُدرّس مدرسہ محمدیّہ۔

ایڈیٹر اخبار محمّدی۔ صدر۔ دہلی

بار دوم بماہِ شوال ۱۳۵۵ھ جمال پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپا

تبلیغ کیلئے مفت تقسیم کرنے والے حضرات یہ رسالے صرف چار روپیہ کے ایک سو اس پتے سے طلب فرمالیں۔

دفتر اخبار محمدی۔ صدر۔ دہلی

قیمت ایک کی ایک آنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والصلوٰۃ علیٰ رسولہ الکریم

اولاً تو حنفی مذہب کے وہ دلائل جو بمقابلہ اہلحدیث پیش کئے جاتے ہیں مکڑی کے جالے جیسے ہوتے ہی ہیں پھر وہ بھی جب بنگال کے دھان کے کھیتوں میں سے نکلکر آئیں تو لامحالہ اس مثل کو اصل کر دکھائیں گے کہ "کڑوا کریلا اور نیم چڑھا" ابھی ابھی ایک اشتہار دفتر میں پہنچا ہے جو علمائے حنفیہ ضلع میمن سنگھ بنگال کا تصنیف کردہ ہے۔ خیر سے اس کے سرے پر ایک سطر عبارت عربی کی ہے۔ کیا ہم بنگال کے ان فاضلوں سے دریافت کر سکتے ہیں کہ پہلا لفظ فیہ کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ اور صَحَبُہٗ کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ اور اَنْبِیَآءٌ لفظ جمع کا ہے پھر ضمیر واحد کی کس قاعدے سے آگئی؟ اور یہ وَتَابِعُوْنَ عربیت کی کونسی پسلی توڑ کر بنایا گیا ہے؟ آخر مولانا صاحبان آپ کو اپنی قابلیت کا صور پھونکنے اور ڈھنڈورا پیٹنے کی ضرورت ہی تھی تو کسی عربی داں سے ہی یہ سطر لکھوالی ہوتی۔ بھئی کیا عربی لکھی ہے؟ گونگے کی زبان گونگے کی ماں ہی سمجھے ✣

عربی عبارت کی غلطیاں

اس میں ان علماء کے مجمع کی طرف سے تحریر ہے کہ ہم حنفیوں کے لقب حنفی کا ثبوت آیت بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ہے اس کے جواب میں گذارش ہے کہ پھر تو آپ کے نزدیک شافعی مالکی حنبلی وغیرہ تو دینِ ابراہیم حنیف پر نہیں؟ وہ جو آجتک آپ اور آپ کے ہم مذہب بانگ دیا کرتے تھے کہ چاروں مذہب برحق ہیں یہ تو غلط ہے؟ آپنے فیصلہ صادر فرمایا کہ ملتِ ابراہیم حنیف کے ٹھیکیدار صرف حنفی ہیں یہ آپنے کیا فرمایا؟ کہ "اسی مذہب پر امام انبیاؑ اور آخری نبی اور آپکے اصحاب تھے"۔ پھر یہ بھی لکھا کہ "چونکہ ہم امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں اُن کے نام کے آخر میں یائے نسبتی ملا لیا کرتے ہیں۔ اسلئے ہم اپنے تئیں حنفی کہتے ہیں" گویا آپکے نزدیک تمام انبیا اور آخری نبیؐ اور آپ کے اصحاب بھی امام ابوحنیفہ کے مقلد تھے۔ سنو؟! امام صاحب سب نبیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں وہ اُمتی ہیں نبی نہیں ہیں۔ امام صاحب ہوش سنبھالیں۔ اور امامت کا منصب تھامیں اس سے پہلے دنیا انبیاؑ کے وجود سے خالی ہو چکی ہے۔ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود با جود بھی دنیا میں نہیں بلکہ صحابہؓ کے وجود سے بھی تقریباً دنیا خالی ہو چکی ہے پھر یہ سب حنفی کیسے بن گئے؟ اور جب امام صاحب کی طرف نسبت کر کے آپ حنفی بنے ہیں تو اوپر کیوں لکھا کہ آیت بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ہماری حنفیت کی دلیل ہے؟ خود امام ابوحنیفہؒ سے اس لفظ کی اور اس نسبت کی خوبی سنئے! جزر تاریخ خطیب بغدادی میں ہے

حنفیت کا ثبوت اور اس کا جواب

ابوحنیفہ کی نسبت ۔ ۔ ۔

امام صاحبؒ فرماتے ہیں لَا یَکْنِیْنِیْ بِکُنْیَتِیْ بَعْدِیْ اِلَّا مَجُوْسِیٌّ یعنی میرے بعد جو ابو حنیفہ کنیت رکھیگا وہ پاگل ہوگا۔ امام صاحب کے پڑپوتے ابراہیم کہتے ہیں فَرَاَیْنَا عِدَّۃً لَّا کُنُوْا بِھَا فَکَانَ فِیْ عُقُوْلِھِمْ ضُعْفٌ ملاحظہ ہو جزء تاریخ خطیب بغدادی مع ترجمہ اردو ۲ یعنی ہم نے خود دیکھا کہ کئی ایک لوگوں نے ابو حنیفہ کنیت رکھی لیکن سب کم عقل ہوگئے۔ سب کی عقلیں ماری گئیں پس بقول امام صاحب اس کنیت کا اثر یہ ہے اور امام صاحب کے کہنے والوں نے آزما کر دیکھ لیا۔ پھر آپ آج اس کنیت پر فخر کرنے کیوں بیٹھے ہیں؟ یہ تو بڑی ضعیف کنیت ثابت ہوئی۔ اگر اس کنیت میں نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ہوتی تو اس کم عقلی کی کوئی وجہ نہ تھی صاف ظاہر ہے اس کنیت کی نسبت میں بھی تناسب کے ساتھ ضعفِ عقل شامل ہے اللّٰھم احفظنا ؛

اس کے بعد فاضل مشہرین نے علم صرف کے دریا کھنگال ڈالے ہیں اور یہ دکھایا ہے کہ حنفی میں نسبت حنیف کیطرف ہے اور یہ حضرات ابراہیم تھے ہم کہتے ہیں تم تو خود اوپر لکھ آئے ہو کہ چونکہ ہم ابو حنیفہ کے مقلد ہیں اسلئے اپنے تئیں حنفی کہلواتے ہیں پھر تمہیں حضرت ابراہیمؑ سے کیا واسطہ؟ اور سنئے! حضرت ابراہیم حنیف تھے حنیف کیطرف جب نسبت کی جائیگی تو حنیفی لفظ ہوگا نہ کہ حنفی۔ آپ نے جو حذف یا وغیرہ کا قاعدہ لکھا ہے یہ اسوقت ہے جب فَعِیْلَۃٌ کا وزن ہو جیسے حَنِیْفَۃٌ سے حَنَفِیٌّ یا فَعِیْلٌ ناقص ہو جیسے غَنِیٌّ سے غَنَوِیٌّ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب فَعِیْلٌ کا وزن ہو اور لام صحیح ہو تو کسی حرف کا حذف نسبت کیوقت نہیں ہوتا۔ ملاحظہ ہو تصریح جس میں صراحت سے لکھا ہے (فَاِنْ کَانَ فَعِیْلٌ) بِفَتْحِ الْفَاءِ (وَفُعَیْلٌ) بِضَمِّھَا (صَحِیْحَیِ اللَّامِ لَمْ یُحْذَفْ مِنْھُمَا شَیْءٌ) پس حنیف جو بروزن فعیل ہے اور صحیح اللام ہے اس کی نسبت کے وقت اس کا کوئی حرف نہ گریگا۔ اور حنیفی اس کی نسبت بنے گی نہ کہ حنفی۔ رضی میں بھی یہی قاعدہ بیان کیا گیا ہے وَالْقِیَاسُ لِاِبْقَاءِ الْیَاءِ۔ قاعدہ یہی ہے کہ فعیل کی نسبت میں یا باقی رہیگی نہ کہ گر جائیگی۔ جار بردی میں ہے فَتَقُوْلُ فِیْ حَنِیْفَۃَ وَشَنُوْءَۃَ حَنَفِیٌّ وَّشَنَئِیٌّ وَفِیْ حَنِیْفٍ وَشَنُوْءٍ حَنِیْفِیٌّ وَشَنُوْئِیٌّ فَرْقًا بَیْنَھُمَا۔ یعنی حنیف کی طرف نسبت کرنے میں حنفی کہا جائیگا اور حنیف کی نسبت میں حنیفی کہا جائیگا۔ اگر کوئی ان کتابوں کو نہیں دیکھ سکتا تھا تو کم از کم وہ درسی ابتدائی کتاب فصول اکبری کو ہی دیکھ لیتا۔ یا اس کے بعد کی کتاب شافیہ کا مطالعہ کر لیتا تب بھی اس مہلک غلطی سے بچ جاتا ۔ ؛

یہ ہیں کتب صرف جن سے ظاہر ہے کہ حنفیوں کی نسبت لفظ حنیف کی طرف نہیں جو وصف ہے خلیل اللہ علیہ صلوات اللہ کا۔ بلکہ یہ نسبت حنیفہ کی طرف ہے جس پر کنیت تھی امام نعمانؒ کی۔

حنفی غلط ہے

حنیف اور حنیفہ کا فرق

۲ ۔ یہ کتاب عربی مع ترجمہ دفتر اخبار محمدی دہلی سے بقیمت (ایک روپیہ چھ آنے) ملتی ہے۔

حدیث میں حنیفیت کا لفظ

ان سب سے بڑھ چڑھ کر وہ دلیل بھی سُن لیجئے جس کا نہ ماننا ایمان کو کھونا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو افصح العرب ہیں خود آپ کے الفاظ میں یہ لفظ موجود ہے فرماتے ہیں بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ (رواہ احمد) دیکھئے یا حذف نہیں ہوئی۔ بلکہ موجود ہے۔ جب اللہ کے رسولؐ کے الفاظ میں حنیفیت میں یا موجود ہے۔ پھر اس کے خلاف کو کہنا اور اس پر اڑنا گویا در پردہ یہ کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عربیت نہیں جانتے تھے۔ +

توہین نبی اور توہین امام

اگر حنفی حضرات علم سے نہیں بلکہ واقعات سے ہی نتیجہ نکالتے تو نہ خود اس غلطی میں پڑتے نہ اوروں کو یہ مغالطہ دیتے۔ حنفی مقابلے میں ہیں شافعی حنبلی اور مالکی کے۔ تو جیسے ان تینوں جماعت کی نسبت اپنے اپنے امام کی طرف ہے ایسے ہی حنفیوں کی نسبت بھی اپنے امام کی طرف ہے۔ حنیفہ کوئی غیر معمولی لفظ نہ تھا۔ عرب کا ایک پورا قبیلہ بنو حنیفہ ہے حنیفہ عورتوں کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ناممکن تھا کہ امام صاحبؒ اپنی کنیت میں اپنے تئیں ابو حنیفہ کہکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ بننے کی کوشش کریں کیونکہ اس کوشش میں جہاں ایک طرف خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی شان میں بے ادبی ہے۔ وہاں دوسری جانب یہ بھی تو ہے کہ خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے والد مسلمان نہ تھے وہ کافر تھے اشد کافر تھے بُت پرست تھے بلکہ بُت فروش تھے بلکہ بُت گر اور صنم ساز تھے۔ پھر تعجب ہے کہ حنفی امام صاحبؒ کو اس کی جگہ ٹھیراتے ہیں۔ اور ابو حنیفہ کنیت میں حنیفہ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام لیکر ان کے باپ امام صاحب کو بناتے ہیں۔ اور ایک نبیؑ کی اور اور ایک امامؒ کی خاطر خواہ بھرپور توہین کرتے ہیں۔ حنفیو! خبردار جواب یہ لفظ بھی کہا۔ امید کہ حنفی مذہب کے جھنڈا بردار حضرات اب بھول کر بھی یہ نہ فرمائینگے کہ ہماری نسبت حضرت ابراہیم حنیفؑ کی طرف ہے وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ۔ +

بے خبری اور بے علمی

خدا جانے ہمارے علامہ کو یہ کیسے الہام ہو گیا کہ بخاری کہنے سے حدیث رسول سمجھی جاتی ہے غلط اور محض غلط اسی طرح اسپر فرع ڈال کر جو آپنے لکھا ہے کہ "امام ابو حنیفہؒ کے نام کے آخر یائے نسبتی ملا کر ہم اُن کی تقلید کرتے ہیں۔ تو آیت مذکورہ سے ہم حنفی ہوئے" یہ بھی غلط مولانا ابو حنیفہ نام نہیں کنیت ہے نام تو نعمان ہے۔ آپ کو اتنی تو خبر نہیں اور چلے ہیں حنفی مذہب کی منجدھار میں پڑی ہوئی ناؤ کو کنارے پر لگانے؟ مانیں امام ابو حنیفہؒ کی نام لیوا اُن کے اور جب اعتراض ہو تو لفظ حنیف کو پیش کر دیں اور علم صرف میں تصرف کرنے بیٹھ جائیں اور پھر صاف لکھ بھی دیں کہ ہم حنفی اس لئے کہلواتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ کے "نام" کی طرف

ہماری نسبت ہے۔ یہ اجتماع ضدّین بلکہ ضدّات کیسا؟ ؎

اس کے بعد آپ نے ہمارے محمدی ہونے پر اعتراض کیا ہے اور اس کا تعلق دریافت کیا ہے کہ اے جناب تعلق امتی اور نبی ہونے کا۔ کوئی اگر امتِ محمدؐ میں سے نکلکر اُمتِ امام ابو حنیفہؒ میں داخل ہو کر حنفی کہلوائے تو ہمیں جس کی ہم امت ہیں اُن کی طرف نسبت کرنے سے کیوں روکے؟ آپ اس کی دلیل دریافت کرتے ہیں۔ سنئے! ابوداؤد میں حدیث ہے جس میں ہے کہ صحابہؓ کو محمدی کہا جاتا تھا۔ اور وہ بھی اپنے تئیں محمدی کہلواتے تھے۔ لفظ یہ ہیں اِنَّ مُحَمَّدًا یَکُمْ ھٰذَا۔ پس لقب محمدی اور اس پاک نسبت کا ثبوت بحمداللہ ہو گیا۔ اگر یہ ثبوت نہ بھی ہوتا تاہم ہر امت اپنے نبی کی طرف ہی منسوب ہے اور اسی نسبت کے ساتھ وہ پکاری جائیگی۔ ملاحظہ ہو تفسیر آیت یَوْمَ نَدْعُوْ کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ سب سے پہلے اس نسبت پر جس نے اعتراض کیا وہ عبیداللہ بن زیاد تھا۔ یہی وہ شخص ہے جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا معاون تھا یہ یزید کی طرف سے کوفے کا گورنر تھا۔ اب بھی جو اُسی کی روش پر ہیں ان کے دلوں میں حضورؐ کی اہل و عیال کی اور آپ کی طرف منسوب ہونے والوں کی دشمنی موجود ہے۔ ان کی چاہت آجتک یہی ہے کہ مسلمان نبیؐ کی طرف سے نسبت بھی ہٹالیں۔ مسلمانو! کیا اندھیر ہے؟ عیسائی آجتک باوجود سارا دین چھوڑ دینے کے اپنے نبیؑ کی نسبت کو نہیں چھوڑتے۔ اسی طرح موسائی بھی اس نسبت کو ترک نہیں کرتے۔ لیکن خدا جانے امتِ محمدؐ نے اپنے نبی میں کونسا نقصان دیکھا جو حضورؐ کی طرف سے نسبت بھی ہٹالی حنفیو! تمہیں خدا کی قسم ہے ذرا بتلاؤ تو وہ کونسی خوبی امام ابو حنیفہ میں ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ہو؟ ذرا بتلاؤ تو وہ کونسا عیب اور برائی ہے؟ جو حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تم نے پائی ہو؟ اور آپ سے اپنی نسبت ہٹالی ہو؟ افسوس تم خدا کے دین سے اتنے دور پڑ گئے کہ آج تمہیں خدا کے نبیؐ کی طرف نسبت کرنی بھی بھاری پڑ گئی؟ اچھا تو قیامت کے دن بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کی شفاعت قبول کرنا حضورؐ کے جھنڈے کے سوا اور کسی کے جھنڈے تلے کھڑے ہو جانا۔ آپ کے حوض کوثر پر بھی نہ آنا۔ جب دنیا میں آپ کے احکام چھوڑ دیئے آپ کی حدیثیں چھوڑ دیں یہانتک کہ آپ کا نام بھی چھوڑا پھر کیا ضرورت جو آپ کے حوض اور آپ کی شفاعت کی امید رکھو؟ میں تو پھر یہی کہونگا کہ اگر خیر سے خالی نہیں ہو اگر دل کے کسی گوشے میں بھی ایمان کا کوئی مخفی ذرہ بھی ہے تو آج ہی حنفی لقب کو دور کر دو اور محمدی کہلوا کر پھر سے دامنِ رسولؐ تھام لو۔ ؎

محمدی لقب کا ثبوت

اہلحدیث لقب کا ثبوت

اس کے بعد متاخرین نے ہم سے لقبِ اہلحدیث کا ثبوت مانگا ہے لیجئے جناب اس کا ثبوت بھی سُن لیجئے۔ امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ کتاب "شرف اصحاب الحدیث" کی جلد اول کے صلا پر حدیث ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا رَاَیَ الشَّبَابَ قَالَ مَرْحَمًا بِوَصِیَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّوَسِّعَ لَکُمْ فِی الْمَجَالِسِ وَاَنْ نُّفَہِّمَکُمُ الْحَدِیْثَ فَاِنَّکُمْ خُلُوْفُنَا وَاَھْلُ الْحَدِیْثِ بَعْدَنَا۔ یعنی صحابیِ رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اُن نوجوانوں کو دیکھتے جو طلبِ حدیث کیلئے آتے تو آپ انھیں فرماتے کہ مرحبا ہو، تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وصیّت فرما گئے ہیں کہ ہم تمہارے لئے اپنی مجلسوں میں کشادگی کریں تمہیں حدیثیں سمجھائیں اس لئے کہ تم ہمارے جانشین ہو اور ہمارے بعد تم ہی اہلحدیث ہو۔ یہ حدیث صاف ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنے تئیں اہلحدیث کہتے تھے اور اپنے بعد والوں کو بھی یہی لقب دیکر گئے (مزید بحث میری کتاب مشکوٰۃ محمدی میں ملاحظہ ہو)۔

مذمتِ نجد کی روایت کا جواب

اس کے بعد آپنے مذمتِ نجد کی حدیث نقل کی ہے۔ جناب من! یہ مذمت نجدِ عراق کی ہے۔ اور امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نجدِ یمن کے ہیں جہاں کے ایمان وغیرہ کی بہت کچھ مدحت حدیث میں آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجدِ عراق کی مذمت بیان کرتے ہوئے عراق کی طرف اشارہ کیا۔ بخاری مسلم میں لفظ ہیں قَالَ وَھُوَ مُسْتَقْبِلَ الْمَشْرِقِ ھٰھُنَا کا لفظ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ آپنے اُس وقت کسی طرف اشارہ کیا تھا۔ ترغیب ترہیب میں توصاف لفظ عراق کا موجود ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ عراق ہمیشہ سے فتنوں کا مخزن رہا۔ آتشکدۂ مزدی یہیں تھا جنگِ جمل۔ جنگِ صفین۔ ظہورِ خوارج۔ شہادتِ حسینؓ وغیرہ واقعات پر نظر ڈال جائیے افسوس کہ آپ کو اور آپ کو تو کیا آپ کے بڑوں کو بھی یہ معلوم ہی نہیں کہ عبدالوہاب نجدی نے نہ تو کوئی کتاب لکھی نہ وہ امام کے نام سے مشہور ہوئے کتابیں جنھوں نے لکھیں اور توحید و سنت کی اشاعت کی وہ امام محمد بن عبدالوہاب ہیں۔ لیکن آپ تو کیا آپ کے بڑے بھی یہی غلطی کرتے رہے۔ مزید بحث میری کتاب فیصلہ محمدی میں ملاحظہ ہو۔ مشکوٰۃ کے حوالے سے جو حدیث یکون فی اٰخر الزمان دجالون الخ والی آپنے نقل کی ہے اُسے اگر بے وجہ آپ جماعت اہلحدیث پر ڈھالیں تو کیا وجہ کہ خود آپ اپنے تئیں اسکا مصداق نہ بنالیں ع ہر چہ بخود نہ پسندی بہ دیگراں مپسند

ے یہ کتاب مکمل عربی مع ترجمہ اردو چھپ گئی ہے دفتر اخبار محمدی دہلی سے منگوا لیجئے قیمت عہ

پہلے اعتراض کا جواب

اس کے بعد مشتہر صاحبان نے اہلحدیث کے بعض مسائل پر اعتراض کیا ہے وہ مع جواب ملاحظہ ہوں

(۱) آدمی کی منی پاک ہے۔ جواب پاک ناپاک کی بحث نہیں۔ مسلہ اہلحدیث کا یہ ہے کہ اگر منی کپڑے پر لگ جائے تو اُسے دھو ڈالے۔ لیکن اگر سوکھ گئی ہو تو صرف کھرچ لینا کافی ہے۔ اسکی دلیل یہ حدیث ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کُنْتُ اَفْرُکُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الخ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پر اگر خشک شدہ ہوتی تو میں اُسے کھرچ ڈالتی پھر آپ اُسے پہن کر نماز پڑھتے (مسلم شریف) اور اس پر اعتراض کیسا؟ یہ تو آپ کے مذہب میں بھی اسی طرح ہے۔ عالمگیری میں ہے وَاِنْ جَفَّ عَلَی الثَّوْبِ اَجْزَاَ فِیْہِ الْفَرْکُ سوکھی منی کپڑے پر سے کھرچ لینا کافی ہے۔ یہ تو تھا ہمارا مسلہ اور اس کی دلیل اب آپ اپنے ہاں کا مسلہ سنو! اور اس کی دلیل تلاش کر کے لے آؤ۔ (۱) آپ کے حنفی مذہب کی فقہ کی معتبر کتاب فتاوٰی خانیہ میں ہے لَحْسُھَا بِلِسَانِہٖ یعنی بدن کے کسی حصے پر نجاست لگی ہوئی ہو تو زبان سے چاٹ لے پاک ہو جائیگا کہیے اس کی دلیل آپ کے پاس کیا ہے۔ ؎

دوسرے اعتراض کا جواب

(۲) گانا بجانا اور فوٹو اتارنا جائز ہے۔ یہ تہمت ہے حدیث میں یہ سب کلام حرام ہیں اور حدیث اہلحدیث کا مذہب ہے پس یہ ہم پر تو تہمت ہے۔ ہاں تمہارے مذہب کی معتبر کتابوں میں جو ہے اُسے سنئے اور اس کے دلائل تلاش کر کے لائیے (۲) ہدایہ میں ہے بَیْعُ ھٰذِہِ الْاَشْیَاءِ جَائِزٌ وَّھٰذَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ یعنی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مزامیر طبلہ دف ستار سارنگی وغیرہ کی خرید و فروخت تجارت اور نشہ آور چیزوں کا بیچنا اور ان کی تجارت کرنا حلال ہے تصویروں کی بابت آپ کے مذہب کی مثل قرآن کتاب ہدایہ میں ہے لَا بَاْسَ بِاَنْ یُّصَلِّیَ عَلٰی بِسَاطٍ فِیْہِ تَصَاوِیْرُ تصویروں والے کپڑے پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور فرماتے ہیں لَوْ کَانَتِ الصُّوْرَةُ صَغِیْرَةً بِحَیْثُ لَا تَبْدُوْ لِلنَّاظِرِ لَا یُکْرَہُ یعنی چھوٹی چھوٹی تصویریں جو دور سے نظر نہ آتی ہوں ان میں کوئی کراہت نہیں۔ گانے بجانے کی نسبت سنئے آپ کے حنفی مذہب کی فقہ کی معتبر کتاب درمختار میں ہے وَلَوْ اَخَذَ بِلَا شَرْطٍ لِّیُغَنِّیَہٗ یعنی گناہ کے کاموں پر (مثلاً گانے بجانے نوحہ کرنے وغیرہ) بغیر شرط کے اجرت وانعام لینا جائز ہے اور سنئے اور کان دھر کر سنئے آپ کے ہاں کی مثل قرآن کتاب جس پر حنفی مذہب کی بنیاد ہے یہی ہے جس کی عظمت سے آپ حضرات کے دل پُر ہیں یعنی ہدایہ اس کی جلد ۴ صفحہ ۴۲۳ میں ہے مَنْ دُعِیَ اِلٰی وَلِیْمَةٍ اَوْ طَعَامٍ فَوَجَدَ ثَمَّةَ لَعِبًا اَوْ غِنَاءً فَلَا بَاْسَ بِاَنْ یَّقْعُدَ وَیَاْکُلَ قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ اِبْتُلِیَتْ

ھٰذَا اَمَرَّ عَلَیَّ فَصَبَرْتُ یعنی جو شخص ولیمہ کی یا کسی اور کھانے کی دعوت دیا گیا اور وہاں کھیل تماشے ہو رہے ہیں۔ گانا ہو رہا ہے تو بھی کوئی حرج نہیں وہ وہاں بیٹھ جائے اور کھانا کھالے۔ خود امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خود مجھے بھی ایسا ہی اتفاق پڑ گیا میں نے بھی صبر کیا۔ مدارج النبوۃ میں ہے امام ابوحنیفہ را ہمسایہ بود کہ ہر شب بر می خاست و تغنی می کرد و امام گوش می داشت الخ یعنی امام ابوحنیفہؒ کے پڑوس میں ایک گویا تھا جو ہر رات گانا گاتا تھا اور امام صاحب بھی کان لگا کر سنا کرتے تھے۔ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ ۔

(۳) بغیر وضو کے قرآن کو ہاتھ میں لیکر تلاوت کرنا جائز ہے۔ جواب۔ حدیث شریف میں ہے اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ اِذَا قُمْتُ اِلَی الصَّلٰوۃِ (ابن ماجہ وغیرہ) یعنی مجھے وضو کا حکم صرف نماز کیلئے ہی کیا گیا ہے۔ پس باوضو پڑھنا افضل ہے نہ کہ فرض و واجب یہ تو ہوا ہمارا مسئلہ اور اس کی دلیل۔ اب آپ اپنے ہاں کا مسئلہ سنئے! اور اس کی دلیل تلاش کر کے بیان فرمائیے (۳) آپ کے مذہب کی فقہ کی کتاب ذخیرۃ العقبیٰ میں ہے لَوْ تَمَضْمَضَ الْجُنُبُ وَغَسَلَ یَدَیْہِ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّہٗ لَا بَاْسَ اَنْ یَّقْرَأَ الْقُرْاٰنَ اَوْ یَمَسَّہٗ یعنی جنبی ناپاک آدمی جس نے جماع کیا ہے اور ابھی نہایا نہیں اسے ہاتھ دھو کر کلی کر کے قرآن کو ہاتھ میں لینا اور پڑھنا جائز ہے۔

(۴) نفل پڑھنا بدعت ہے جواب۔ خدا کے بندو خدا سے ڈرو جھوٹ نہ بولو اس سے نور ایمان بجھ جاتا ہے۔ لعنت خدا کی ظلمت سے منہ کالا ہو جاتا ہے۔ نوافل نماز ہمارے نزدیک زیادتی حسنات کا موجب ہے۔ حدیث سے ثابت شدہ نفل نماز نیکیوں کا ذریعہ ہے۔ پس یہ تو ہم پر سراسر تہمت تھی اب آپ اپنے ہاں کا مسئلہ سنئے اور اس کی دلیل تلاش کیجئے (۴) آپ کے مذہب کی معتبر کتاب ہدایہ و مختار مراقی الفلاح وغیرہ کتابوں میں ہے کہ کتے کی کھال کا ڈول بنا کر اس میں پانی بھر کے اس پانی سے وضو کرے کتے کی کھال پہن کر کتے کی کھال کی جانماز بنا کر اس پر نماز پڑھنا جائز ہے عبارتیں ملاحظہ ہوں یُتَّخَذُ جِلْدُہٗ مُصَلًّی وَّدَلْوًا تَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ فِیْہِ وَعَلَیْہِ وَالْوُضُوْءُ مِنْہُ یعنی کتے کی کھال کی جانماز اور ڈول اگر بنائی جائے اور کتے کی کھال کو پہن کر کتے کی کھال کی جانماز بنا کر اس پر نماز پڑھی جائے تو جائز ہے جبکہ اسے دباغت دے لی گئی ہو۔

(۵) کچھوا کھانا جائز ہے جواب۔ اس اعتراض کی کونسی بات تھی؟ صحیح بخاری شریف میں ہے لَمْ یَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلْحُفَاۃِ بَاْسًا یعنی امام حسنؒ کے نزدیک کچھوا کھانے میں کوئی ڈر خوف نہیں حلال ہے۔ حدیث شریف میں ہے اِنَّ اللّٰہَ قَدْ دَبَّرَ لِکُلِّ مَا فِی الْبَحْرِ بَنِیْ اٰدَمَ یعنی سمندر میں جو

وہ سب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے ذبیحہ کردیا ہے۔ یعنی پانی کے جانور حلال ہیں۔ قرآن فرماتا ہے اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ دریائی شکار اور دریائی جانور مُردہ تمہارے لئے حلال کردیا گیا ہے۔ یہ تو تھا ہمارا مسئلہ اور اس کی دلیل اب آپ اپنے ہاں کا مسئلہ سنئے اور اس کی دلیل پیش کیجئے (۵) حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار وغیرہ میں ہے طَهُرَ بِذَكَاةٍ یعنی کتا بھیڑیا وغیرہ تمام درندوں اور کل حرام جانوروں کی کھالیں پاک ہیں جبکہ انھیں ذبح کرلیا گیا ہو۔ بلکہ عالمگیری میں ہے کہ نہ صرف کھال بلکہ ان کے بدن کے تمام اجزا پاک ہیں۔ +

(۶) ایک گلاس پانی میں پیشاب پڑ جائے تو پینا جائز ہے الخ جواب غلط اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ اہلحدیث کا مسئلہ یہ ہے کہ پانی جب دو قلے ہو تو جب تک کسی نجاست سے اسکا رنگ یا مزہ یا بُو نہ بدلے وہ پاک ہے۔ اس مسئلے کی دلیل سنو! ابوداؤد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ ابن ماجہ میں ہے اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰى رِيحِهٖ وَطَعْمِهٖ وَلَوْنِهٖ یعنی جب پانی دو قلے ہو تو جب تک کسی نجاست کے پڑنے کی وجہ سے اس کا رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے تب تک وہ پاک ہے۔ یہ تو تھا ہمارا مسئلہ اور اس کی دلیل اب آپ اپنے حنفی مذہب کا مسئلہ سنئے! (۶) ہدایہ میں ہے کہ پانی اگر دس دس ہاتھ لمبا چوڑا ہو اتنا کہ چلو بھر تو زمین نظر نہ آئے اس میں پاخانہ پیشاب وغیرہ نجاست اگر لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ پانی پاک ہے ملاحظہ ہو ہدایہ جلد اول باب المیاہ الخ اسی ہدایہ میں ہے کہ غلیظ نجاست جیسے پاخانہ پیشاب وغیرہ اگر کپڑے پر یا جسم پر بقدر ہتھیلی کے لگا ہوا ہو تو بھی نماز ہو جائیگی اور نجاست خفیفہ سے اگر کپڑا بھرا ہوا ہو تو بھی نماز ہو جائیگی یہانتک کہ دو چوتھائی کو ہے +

(۷) اللہ کے ہاتھ پاؤں مثل انسانوں کے ہیں۔ جواب سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ ہمارا مذہب ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ خدا جیسی کوئی چیز نہیں لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ہ خدا تعالیٰ کا ہم جنس اور ہمسر کوئی نہیں۔ پس یہ ہم پر بہتان ہے۔ اب آپ اپنے مذہب کے عقائد کو دیکھئے

(۷) حنفی مذہب کی فقہ کی معتبر کتاب درمختار میں ہے وَسَبِّ النَّبِيِّ یعنی اگر کوئی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے تو بھی اس کا ذمہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی کتاب میں ہے لَا يُكَفَّرُ بِشَتْمِ دِيْنِ مُسْلِمٍ یعنی دین اسلام کو کوئی گالیاں دے تو بھی وہ مسلمان رہتا ہے۔ +

(۸) گائے بکری کا پیشاب پاک ہے۔ جواب حدیث شریف میں ہے لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ۔ حلال جانوروں کا پیشاب نجس نہیں (ابن کثیر) بخاری شریف وغیرہ میں ہے کہ

حضورؐ نے عکل یا عُرَینہ کے قبیلہ کے آدمیوں کو بطور علاج کے اونٹ کا پیشاب اور دودھ پینے کا حکم دیا۔ خود حنفی مذہب کے امام امام محمدؒ کے نزدیک بھی حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے اِنَّ بَوْلَ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ طَاھِرٌ عِنْدَہٗ (ہدایہ) یہ تو تھا ہمارا مسئلہ اور اس کی دلیل۔ اب آپ اپنے مذہب کا مسئلہ سنئے اور اس کی دلیلیں تلاش کر کے لے آیئے (۸) آپ کے حنفی مذہب کی فقہ کی سب سے اعلیٰ کتاب ہدایہ میں ہے فَاِنِ انْتَضَحَ عَلَیْہِ الْبَوْلُ مِثْلُ رُؤُسِ الْاِبَرِ فَذَالِکَ لَیْسَ بِشَیْءٍ۔ یعنی کسی شخص پر سوئی کے برابر پیشاب کی چھینٹیں پڑیں تو اس کا کچھ بھی نہیں۔ اور اور آپ کے مذہب کی کتاب مراقی الفلاح میں ہے کہ پیشاب کی ایسی چھینٹیں کپڑے پر ہوں یا بدن پر پڑی ہوں اگرچہ کتنی ہی ہوں پھر بھی کوئی حرج نہیں۔ وہ کپڑا بھی پاک اور وہ بدن بھی پاک صاف طیب طاہر۔ +

ہمارا آٹھواں اعتراض

(۹) ٹوپی پہننا بدعت ہے۔ جواب۔ اہلحدیث بدعت نہیں کہتے۔ اہلحدیث وہی کہتے ہیں جو حدیث میں ہے کہ ٹوپی پر عمامہ افضل صرف ٹوپی جائز۔ اب آپ اپنے ہاں کی سنئے! یہ تو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ کتے کی کھال کا لباس بنا کر اگر کوئی پہنے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز بھی ہو جائے گی (۹) درمختار میں خود حضرت ابوحنیفہؒ سے مروی ہے کہ اِنَّمَا یُحَرِّمُ اِذَا مَسَّ الْجِلْدَ یعنی ریشم پہننا اس وقت حرام ہے جب وہ جسم سے لگتا ہو۔ یعنی کوئی اور کپڑا اس کے نیچے ہو تو پھر ریشم پہننا مردوں پر حرام نہیں۔ آپ کی ہدایہ میں ہے لَا بَاْسَ بِتَوَسُّدِہٖ وَ النَّوْمِ عَلَیْہِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی ریشمی کپڑوں کے تکیے اور بستر پر سونے میں کوئی حرج نہیں خاص امام صاحب کا یہ مذہب ہے۔ ان مسائل کی پوری بحث دیکھنی ہو تو میری کتاب عصائے محمدی اور صدائے محمدی اور سیف محمدی اور ہدایت محمدی اور درایت محمدی وغیرہ ملاحظہ فرمایئے +

نویں اعتراض کا جواب۔ ہمارا نواں اعتراض

الحمد للہ آپ کے سارے اشتہار کا جواب ہو گیا۔ اب ایک مزیدبات سنئے۔ آپ ان نو مسائل کا جواب پوچھ لکھے گئے ہیں جواب دیں گے اور ان کے دلائل قرآن و حدیث سے بیان فرمائیں گے۔ مہربانی فرما کر ان کے ساتھ ہی ایک دسویں مسئلے کا جواب بھی دیدیجئے گا۔ اور اسکی دلیلیں بھی بیان فرما دیجئے گا۔ اور اے حنفی بھائیو! اگر آپ حنفی رہنا چاہتے ہیں تو آج سے اس دسویں مسئلے پر عمل کیا کیجئے۔ آپ کے مذہب کی معتبر کتاب شامی شریف کی جلد اول صـ۳۲ سطر ۵ میں ہے وَیُجَدِّدُ نِکَاحَ امْرَاَتِہٖ عِنْدَ شَھِدَیْنِ فِیْ کُلِّ شَھْرٍ مَرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ یعنی ہر حنفی ہر مہینے میں دو مرتبہ ورنہ کم از کم ایک مرتبہ تو احتیاطاً اپنی بیوی سے اپنا نکاح دو

ہمارا دسواں اعتراض

گواہوں کے روبرو نئے سرے سے پڑھوالیا کرے۔ (اس قسم کے صدہا مسائل میری کتاب سیفِ محمدی اور ہدایتِ محمدی و ردِ رایتِ محمدی اور عصائے محمدی اور صدائے محمدی وغیرہ میں ملاحظہ ہوں) کہو حنفی بھائیو تمنے اور تمہارے ان مشہورین علما نے اس پر عمل کیا؟ اگر نہیں کیا اور نہیں کر سکتے اسی طرح مندرجہ بالا نو مسائل پر بھی۔ تو آؤ ہم بتلائیں یقین مانو کہ فقہ کی کتابیں رائے کے مسئلے قیاس کے فتوے اس قابل ہیں ہی نہیں کہ یہ سب سچے مانے جائیں اور ان پر عمل ضروری سمجھا جائے۔ آؤ! آج سے قرآن و حدیث پر عمل شروع کر دو۔ تمہارے دو ہاتھ ہیں۔ یہاں دو چیزیں ہیں ایک میں کتاب اللہ لے لو۔ ایک میں سنتِ رسول اللہ لیلو۔ اب نہ تیسرا ہاتھ نہ تیسری چیز۔ یہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ (موطا وغیرہ) یعنی دو چیزیں میں تم میں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک انھیں مضبوطی سے تھامے رہو گے بہکو گے نہیں۔ ایک قرآن کریم دوسرے حدیث شریف۔ یہی اہلحدیث کا مذہب ہے اور اسی کی ان کی طرف سے آپ کو دعوت ہے۔ ؎

مسلکِ سنت پہ سالک چلا جا بے دھڑک ✤ جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

محترم حنفی بھائیو! تم سنو! یہ محض غلط ہے کہ فقہ کی ان کتابوں میں جو ہے وہ امام صاحبؒ کا فرمایا ہوا ہے ہرگز نہیں۔ امام صاحبؒ اس سے بری الذمہ ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو فقہ کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی کتاب بھی تصنیف نہیں فرمائی۔ یہ تو ہزارہا انسانوں کے رائے قیاس کا مجموعہ ہے۔ اور افسوس کہ اسے امام صاحبؒ کا مذہب قرار دے لیا ہے۔ پس خدارا تم اُسے لیکر قرآن حدیث کو نہ چھوڑو۔ ہم دشمنِ امام نہیں۔ ہم خود امامانِ دین کے خادم ہیں لیکن تمام اماموں کا مذہب اور سب اماموں کی نصیحت یہی ہے کہ قرآن حدیث دین ایمان ہے۔ چاروں بزرگ اماموں سے (اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی رحمت کاملہ نازل فرمائے) آپ کے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں مروی ہے کہ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ جو صحیح حدیث ہو وہی ہمارا مذہب ہے۔ یہی اہلحدیث کہتے ہیں پس انھیں اپنا دشمن نہ جانو۔ اور سوچ سمجھ کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر قائم ہو جاؤ۔ کہ نہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کوئی اطاعت کے لائق۔ آؤ! مسلمان بھائیو! ہم سب مل کر پکار اٹھیں ؎

مابلبلیم نالاں گلزارِ ما محمدؐ ✤ ما نرگسیم حیراں دیدارِ ما محمدؐ

قمری بسرو ناز بلبل بہ گل فریبد ✤ ما عاشقیم بے جاں دلدارِ ما محمدؐ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ فقط والسلام۔ **محمد** (ایڈیٹر اخبار محمدی۔ مدرس مدرسہ محمدیہ) دہلی

دعوتِ حق

امام صاحبؒ کی برأت

بسم اللہ الرحمن الرحیم — الحمد للہ رب العالمین — والسلام علی سید المرسلین

فہرست کتاب مشکوٰۃ محمدی

عنوان	صفحہ
رسالہ راہِ صواب کی حقیقت	۱
سوادِ اعظم کی اتباع کی روایت سے حنفی جواستدلال کرتے ہیں اسکے جوابات	۲و۳
ایجادِ تقلید کی تاریخی تحقیق	۳
چار سو سال تک تقلید نہ تھی	۴
آٹھواں جواب	۴
تاریخ تقلید	۵
سوادِ اعظم والی روایت کے جوابات ۲۴ تک	۶
سوادِ اعظم سے مراد اہلحدیث ہے	۸
تقریظ پر تنقید	۹
دوسری تقریظ پر تنقید	۱۰
مؤلف کی گالیاں	۱۰
قرآنی آیت میں خیانت	۱۰
مؤلف کی جہالت	۱۱
اسکے چار جوابات	۱۲
دو تہمتوں کا ازالہ	۱۲
مسند ابو حنیفہؒ کی تحقیق	۱۲
امام ابو حنیفہؒ کی کوئی تصنیف نہیں	۱۳
مؤلف کی بے علمی	۱۳
مؤلف کا صحاح ستہ پر حملہ	۱۳
تیسری تہمت کا رد	۱۳
اہلحدیث امام صاحب کے دشمن نہیں	۱۳
امام ابو حنیفہؒ اہلحدیث تھے	۱۴
خلاف حدیث قول کو چھوڑنا شان اسلام ہے	۱۴
دراصل امامؒ مالک امام اعظم ہیں۔	۱۴
مذمتِ عراق کی حدیث	۱۵
عراق کے فتنے۔	۱۵
نجدیین کی تعریفیں۔	۱۵
امام محمد بن عبدالوہابؒ کے قبیلے کی تعریف میں حدیثیں۔	۱۵
نجدیوں کی برأت۔	۱۶
قبیلۂ محمدی۔	۱۶
گنبدوں کو گرانے کے دلائل	۱۶
اسکی بابت امام صاحب کا فرمان	۱۷
توحید محمدی۔	۱۷
چوتھی تہمت کا ازالہ	۱۷
توحید کا بیان۔	۱۷
پانچویں تہمت کا ازالہ	۱۷
وسیلے کا بیان۔	۱۷
چھٹی اور ساتویں آٹھویں	
تہمت کا ازالہ	۱۸
حنفی مذہب اور حضرت علیؓ	۱۸
سیف محمدی	۱۸
مولف کی اصلی غرض کا بیان	۱۹
امام بخاریؒ کی بزرگی	۱۹
مذمتِ اختلاف۔	۲۰
اختلافُ اُمتی والی حدیث پر جرح۔	۲۱
امام احمدؒ سے تقلید کی حرمت	۲۲
طریق محمدی۔	۲۳
مولف کا کفریہ کلمہ	۲۳
چار اور تہمتوں کا ازالہ	۲۳
حنفی مذہب کی فقہ کی کتابوں میں صحابہؓ پر حملہ	۲۳
سیف محمدی	۲۴
محدثین کی بے ادبی کا جواب	۲۴
فقیہ کسے کہتے ہیں؟	۲۵
حاضر ناظر صرف خدا ہے۔	۲۵
خدا کے سوا اور سے دعا شرک ہے	۲۶
مثنوی مولوی روم سے توحید	۲۷
دعوتِ توحید۔	۲۸
صراطِ محمدی۔	۲۹
ابو حنیفہ کو نیند کھسے کا اثر	۲۹
امام محمدی۔	۲۹
مؤلف کی بے علمی۔	۲۹
حنفیوں کی دو پارٹیاں	۳۰
بریلی حنفیوں کی لامذہبی	۳۱
تکبیر تحریمہ سے پہلے اِنّی وَجَّھْتُ پڑھنا بدعت ہے	۳۱
حضرت عیسیٰؑ پر تہمت	۳۲
حنفی مذہب کی گپ ملکہ گپوڑا	۳۲
اس افسانے کے ابواب۔	۳۳ تا ۳۶
اس واقعہ کی تردید۔	۳۶
تیرہویں تہمت کا ازالہ	۳۸
مؤلف کی غلطیاں۔	۳۹
تردید شرک	۳۹
چودہویں تہمت کا ازالہ	۳۹
آنحضرتؐ کو بھائی کہنا	۴۰

بقیہ فہرست مضامین صـ۴۳ پر ملاحظہ ہو



جن کی نیت حق کو ثابت کرنے باطل کو رد کرنے اور لوگوں کی صحیح رہنمائی کی ہوتی ہے ان کا تو کیا ہی کہنا؟ لیکن ان کے سوا بھی جو لوگ مہذب ہیں وہ ظاہری تہذیب کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے گو تعصب برتیں گو جہالت کا مظاہرہ کریں گو لوگوں کو صرف مغالطہ ہی دیں لیکن وہ بھی ایک قرینے کا ہوتا ہے۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ مسو کے مصنف ہی منہ پھٹ ہیں لیکن آج ایک رسالہ جو ہماری نظر سے گذرا اس نے ہمیں باور کرادیا کہ "نکا میں جسے دیکھو باون گز کا" یا یوں کہہ لیجئے کہ "حمام میں سب ننگے"۔ اس رسالہ کا نام ہے "راہ صواب"۔ شاید کاتب کی غلطی سے خراب کے بدلے صواب لکھ دیا گیا ہے ورنہ اس کا صحیح نام راہِ خراب ہے۔ یہ رسالہ میری کتاب دلائل محمدی حصہ دوم کے جواب میں لکھا گیا ہے لیکن اول سے آخر تک مؤلف صاحب نے دلائل محمدی کی کسی بحث کو حقیقی طور پر چھوا بھی نہیں صرف منہ چڑایا ہے اور گالیاں دی ہیں اور ادھر اُدھر کی باتوں سے پورا رسالہ چونسٹھ صفحہ کا بھر دیا ہے۔ اس رسالہ کے مؤلف نے اپنا نام لکھا ہے مولوی سید قربان علی شاہ صاحب حنفی القادری حیدرآبادی۔ اگر مؤلف صاحب بجائے شاعرانہ ترنگ اور دل آزاری کے مقتدی کے سورہ فاتحہ پڑھنے کی اونچی آواز سے آمین کہنے کی رفع الیدین کی اور سینے پر ہاتھ باندھنے کی ہماری وارد کردہ دلیلوں پر نقض کرتے اور انھیں توڑ کر اپنے ٹوٹے ہوئے دلائل کو جوڑتے تو کم از کم یہ رسالہ برائے نام ہماری کتاب کا جواب تو کہا جاتا۔ لیکن مؤلف صاحب نے ایسا نہیں کیا انھوں نے تو کچھ بولیاں بولی ہیں کچھ پہیلیاں بجھوائی ہیں کچھ شاعرانہ انداز میں پھبتیاں کسی ہیں کچھ غیر متعلق بحثیں چھیڑی ہیں ایک راز کی بات سے بھی ہم اہل حیدرآباد کو مطلع کردیں۔ وہ یہ کہ جہاں تک اصلیت کا تعلق ہے مسکین قربان علی صاحب سے تو صرف عاریتاً نام لے لیا گیا ہے ورنہ اس کے اصلی مصنف تو کوئی محبوب علی شاہ ہیں جو کاروان

محمدیہ بک ڈپو حیدرآباد

ساہوان کے کسی مدرسے کے ملازم ہیں۔ لیکن خدا جانے کس مصلحت سے انھوں نے اپنے تئیں پردہ میں رکھا اور کسی اور کا نام رسالے پر لکھ مارا۔ اصلی مؤلف نے بھی اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ بدعتیوں کے چند مختلف رسائل اپنے سامنے رکھکر اُن میں سے عبارتیں نقل کرکر کے ایک کتاب کی تالیف کرلی ہے اور جہانتک ہمیں معلوم ہوا ہے قربان صاحب تو محض قربانی کیلئے پیش کئے گئے ہیں انھیں تو مطلقاً لکھنا پڑھنا ہی نہیں آتا۔ ہاں حیدرآباد کی ایک انجمن نے چونکہ اس رسالہ کی اشاعت کی ہے اسلئے اس کے جواب کی ضرورت محسوس ہوئی۔

سواد اعظم

سب سے پہلے آپ نے ابن ماجہ کے حوالے سے ایک حدیث وارد کی ہے کہ بڑی جماعت کی تابعداری کرو الخ۔ چونکہ عموماً حنفی بھائیوں کی طرف سے یہ حدیث پیش کی جاتی ہے اور اسے اپنے مطلب کے سانچے میں ڈھال کر رکھا جاتا ہے کہ بڑی جماعت حنفیوں کی ہے اسلئے اور سب کو بھی حنفی بننا چاہیے۔ چنانچہ اس رسالے کے ص۴۵ میں بھی لکھا ہے "سوادِ اعظم مذہب حنفی"۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کا قدرے تفصیل سے جواب لکھ دوں تاکہ مسلمانوں کو اصل حقیقت پر عبور ہوجائے۔ مصنف کے نقل کردہ الفاظِ حدیث یہ ہیں عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔ ابن ماجہ ملاحظہ ہو ص۲۹ (۱) پس پہلی غلطی تو یہ ہے کہ اس حدیث کا حوالہ ابن ماجہ کا دیا ہے میرا چیلنج ہے کہ مولوی صاحب نے یہ حوالہ غلط دیا ہے اگر وہ سچے ہیں تو یہ حدیث ابن ماجہ میں دکھادیں میں مکرر علی الاعلان کہتا ہوں کہ یہ حدیث ابن ماجہ میں نہیں ہے (۲) ابن ماجہ میں ابن عمرؓ سے نہیں بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث اور ہے جس کے الفاظ یہ ہیں اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَۃٍ فَاِذَا رَاَیْتُمُ اخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ + (۳) لیکن یہ حدیث بھی صحیح نہیں ہے چنانچہ امام سندی حنفی لکھتے ہیں فِیْ اَسْنَادِہٖ اَبُوْ خَلَفٍ الْاَعْمٰی وَاسْمُہٗ حَازِمُ بْنُ عَطَاءٍ وَّھُوَ ضَعِیْفٌ یعنی اس حدیث کی سند میں ابوخلف اعمٰی ہیں جن کا نام حازم بن عطاء ہے اور یہ ضعیف ہیں پس یہ حدیث ضعیف ہے (۴) ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ اس روایت کی جتنی سندیں ہیں سب کی سب مجروح ہیں چنانچہ امام سندی حنفی لکھتے ہیں وَقَدْ جَاءَ الْحَدِیْثُ بِطُرُقٍ فِیْ کُلِّھَا نَظَرٌ (۵) اس حدیث کو جس غرض سے مصنف نے پیش کی ہے اور ان کے ہم مشرب بھی جس غرض سے پیش کرتے ہیں وہ بھی سرے سے باطل ہے کیونکہ سوادِ اعظم سے مراد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

پہلا جواب

دوسرا جواب

تیسرا جواب

چوتھا جواب

اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور سلفِ کرامؒ کی وہ جماعت جو اسی روش پر تھی۔ ملاحظہ ہو تنقیح الرواۃ عبارت یہ ہے وَالْمُرَادُ عَلَيْكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِّنَ السَّلَفِ (۵) اگر اس سے مراد یہ لی جائے کہ تم مقلدوں کی تابعداری کا ہمیں حکم ہو رہا ہے تو اس کا بطلان صرف اسی سے ظاہر ہے کہ مقلد کی تقلید ہو نہیں سکتی " او خود گم است کرا رہبری کند " اندھے کے پیچھے اگر کوئی اندھا لگے تو ایسا ہے جیسے ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۵ اندھیرے میں اندھیرا۔ (۶) پھر جو وقت رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم یہ ارشاد فرماتے ہیں اس وقت تو حنفی شافعی مالکی حنبلی تھے ہی نہیں یہ تو پیدا ہوتے ہیں چوتھی صدی کے بعد۔ اس پر ہم آپ کو آپ کے گھر کا گواہ دیتے ہیں (۷) دیکھئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّ النَّاسَ یعنی چوتھی صدی سے پہلے لوگ شخصی تقلید پر جمے ہوئے نہ تھے۔ چنانچہ ابوطالب مکی قوت القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ کتابیں اور یہ مجموعے نو پید ہیں لوگوں کی باتوں پر بات کہنا اور ایک ہی امام کے قول پر فتوے دینا اسی کو لینا ہر قسم کے مسائل میں اسی ایک امام کے اقوال کو بیان کرتے رہنا۔ اسی کے مذہب کی فقہ کو لینا یعنی شخصی تقلید کرنا یہ وہ چیز ہے جس پر سلف صالحین نہ تھے نہ تو پہلی صدی میں یہ بات تھی نہ دوسری صدی میں یہ بات ہوئی انتہیٰ۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دوسری صدی کے بعد بھی گو کچھ تخریج ہونے لگی لیکن چوتھی صدی والے بھی ایک ہی مذہب کی تقلید پر اسی کی فقہ پر اور اسی کے فتووں پر جمے نہیں گئے تھے۔ جو شخص ان لوگوں کے حالات کی تفتیش کریگا وہ ہماری بات کی صداقت خود ہی دیکھ لیگا۔ ہاں ان میں عامی بھی تھے اور عالم بھی تھے۔ عامی حضرات ان مسائل میں جن میں اختلاف نہیں صرف شارع علیہ السلام کی ہی مانتے تھے یعنی حدیث پر عامل تھے اور وضو غسل نماز زکوٰۃ وغیرہ اپنے بزرگوں اور استادوں سے سیکھتے تھے اور اس پر عامل ہوتے تھے اگر کوئی ایسا ہی واقعہ درپیش ہو جاتا تو جس مفتی سے چاہتے دریافت کر لیتے یہ بات ان میں نہ تھی کہ فلاں خاص مذہب کے مفتی سے ہی اسی مذہب کا مسئلہ پوچھیں یہ تو تھی حالت عام لوگوں کی خاص لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ان میں جو اہلحدیث تھے وہ تو اُن احادیث کے عامل تھے۔ جو انھیں پہنچیں وہ معمول بہا احادیث متناقض ہوں تو اور ترجیح سے تو اور موقوف ہوں تو۔ وہ ان کے ساتھ کسی اور چیز کے محتاج نہ تھے۔ اور دراصل احادیث پر عمل چھوڑنے کا کوئی

جواب اعتراض ۴ — جواب اعتراض ۵

عذر ہے بھی نہیں۔ یا اُن ظاہر اقوال کو لیتے تھے جو جمہور صحابہ اور تابعین کے ہوں۔ جن کی مخالفت کوئی اچھی چیز نہیں۔ اب اگر کوئی مسئلہ قرآن حدیث صحابہ تابعین سے نہ ملا تو سلف کے اور بزرگ اہل علم کے اقوال کی طرف رجوع کرتے۔ اس میں بھی یہ کوئی قید نہ تھی کہ وہ کوفے ہی کے ہوں یا مدینے ہی کے ہوں۔ پھر اگر ان میں اختلاف پاتے تو جو قول زیادہ موافقت والا نظر آتا اُسے لے لیتے۔ اگر ان میں بھی وہ مسئلہ نہ ملتا تو پھر ان میں جو علما تھے وہ اپنے اجتہاد سے کام لیکر اقوال نکالتے اور اس بنا پر انھیں لوگ منسوب کر دیا کرتے تھے کہ فلاں شافعی فلاں حنفی۔ اور اسی طرح اہلحدیث بزرگوں کو بھی انہی کی طرف لوگ منسوب کر دیا کرتے تھے۔ جس کی جس سے زیادہ موافقت دیکھی اسی کو اس کی طرف نسبت دیدی جیسے امام نسائی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما کو شافعی کی طرف منسوب کر دیا گیا پس قضا کا فتووں کا والی وہی بنایا جاتا تھا جو مجتہد ہو در اصل فقیہ نام بھی اسی کا ہے جو مجتہد ہو مقلد نہ ہو۔ ان چاروں صدیوں کے گذر جانے کے بعد یعنی اسلام پر چار سو برس کا ممتد زمانہ گذر جانے پر اب لوگ دائیں بائیں ہو گئے اور شخصی تقلید نے لڑائی جھگڑے خلاف اور اختلاف پیدا کر دیا اور مذہب واحد کی فقہ پر لوگ چمٹ گئے (حجۃ اللہ البالغہ مصری حصہ اول ص۱۲۲) (۸) آگے چلکر ص۱۵۳ میں آپ جو تحریر فرماتے ہیں اس کا ملخص مطلب یہ ہے کہ پھر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا تقلیدی نشہ بڑھتا گیا اور پھر تو یہ حال ہو گیا کہ اس مذہب والا اپنے مذہب پر اور اُس مذہب والا اپنے مذہب پر جان چھڑکنے لگا ایک ایک سے الگ ہو گیا ایک ایک کی تردید میں پھنس گیا اور جس طرح بادشاہوں کی آپس کی جنگ نے سلطنت اسلامی کو پاش پاش کر دیا ان چاروں مذہبوں کے جھگڑوں نے تعلیم اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ زمانے کے گذرنے کے ساتھ تقلید کا فتنہ زور پکڑتا گیا تحقیق کا مادہ اٹھتا گیا یہانتک کہ اب تو دین خدا نام رہ گیا اسی تقلید کا آپ کتنی ہی دلیلیں قرآن حدیث کی پیش کریں لیکن وہاں سے صرف اتنا ہی جواب ملتا ہے کہ ہم تو اپنے بڑوں کے مقلد ہیں ہمیں تو یہی تقلید کافی ہے (ملخص از ص۱۲۳ حجۃ اللہ) الغرض یہ تحریر صاف ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ تقصید شخصی کی یہ آفت اجتماعی طور پر مسلمانوں میں چار سو سال اسلام پر گذر چکنے کے بعد آئی ہے۔ اور یہ حدیث چار سو برس پہلے کی ہے پس ظاہر ہے کہ اس سے مراد یہ تو ہو نہیں سکتی کہ تقلید سے الگ رہنے والوں کو حضور فرماتے ہوں کہ تم تقلیدیوں کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ اس وقت اور اس کے بعد چار سو سال تک دنیا اس بدعت سے خالی تھی ✦

آٹھواں جواب

(۹) اب حدیث کا صاف مطلب یہی ہو سکتا ہے واللہ اعلم کہ حضورؐ نے اپنے ساتھ اپنے صحابہ کی کلیت یا کثرت کی اتباع کا حکم دیا اور یہی مطلب آیت وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ الخ اور یہی مطلب حدیث مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ کا ہے۔ (۱۰) اب ہمیں کہنے دیجئے کہ اس حدیث کے بھی اوّلین مخالف مصنّف صاحب جیسے حضرات ہی ہیں کہ اجماعِ صحابہ ترکِ تقلید پر لیکن یہ حضرات اس کے متبع نہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں پس اپنی پیش کردہ حدیث کے مصداق اور اپنی پیش کردہ آیت کے مصداق کون ہیں؟ دیانت داری سے خود ہی بتلا دیں۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ

(۱۱) ان مقلدین جامدین کو اجماعِ صحابہ اور اجماعِ تابعین کا مخالف سلف صالحین نے بھی لکھا ہے چنانچہ حجۃ اللہ کے صـ۱۲۳ میں امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ منقول ہے کہ اَلتَّقْلِيْدُ حَرَامٌ وَّ لَا يَحِلُّ فِمْ یعنی تقلید حرام ہے اور بلا دلیل کسی کا قول بجز قولِ نبوی ماننا حلال نہیں کیونکہ فرمانِ خدا ہے کہ تمہاری طرف جو وحی نازل ہوئی ہے اسے مانو اس کے سوا اور اولیا کی پیروی میں نہ لگ جاؤ۔ فرمانِ خدا ہے جب انھیں وحیِ خدا کی تابعداری کو کہا جاتا ہے تو یہ اپنے بزرگوں کی تابعداری الاپنے لگتے ہیں تقلید نہ کرنے والوں کی تعریف میں ارشادِ خداوندی ہے کہ میرے اُن بندوں کو خوشخبری سنا دے جو بات سنکر اس کی اچھائی کی پیروی کرتے ہیں یہی راہ یافتہ اور عقلمند ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ جب بھی تم میں کوئی بھی اختلاف ہو اُسے تم اللہ رسولؐ کی طرف لیجاؤ اگر تم میں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے خیال فرمائیے کہ سوائے قرآن حدیث کے اور طرف اختلاف کے لیجانے کو اللہ تعالیٰ نے جائز نہیں رکھا۔ اختلافی مسئلہ میں قرآن وحدیث کے سوا کسی اور کے قول کو دینا خدائے تعالیٰ نے مطلقاً حرام فرمادیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اول سے لیکر آخر تک اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اول سے لیکر آخر تک اسی طرح تبع تابعین کا اول سے لیکر آخر تک اس پر اجماع ہے کہ کوئی شخص اپنے زمانے کے یا اس سے پہلے کے کسی انسان کے تمام اقوال کا ماننا یعنی اس کی تقلید کرنا اپنے ذمے ضروری نہ کرلے۔ پس حنفی مالکی شافعی اور حنبلی جو کہ ان چاروں اماموں کے تمام اقوال کی تقلید ضروری جانتے ہیں ہر مقلد اپنے امام کے سوا اور کا قول نہیں لیتا بلکہ اپنے امام کے خلاف قرآن حدیث پر بھی اعتماد نہیں رکھتا یہ سب اجماعِ امت کے مخالف ہیں انھوں نے اول سے آخر تک کی تمام امت کا خلاف کیا ہے ایک شخص بھی تینوں بہتر زمانوں میں انھیں ایسا نہیں ملیگا جو اس مرض کا مریض ہو۔ پس یہ

مقلدین جامدین تمام بیماندروں کی راہ کے خلاف راہ چلنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بدترین تقلید سے نجات دے۔ پھر لطف تو دیکھو کہ یہ مقلد جن کی تقلید کے دعوے دار ہیں خود ان اماموں نے بھی تو اپنی تقلید سے ممانعت فرما دی ہے پس یہ تو اپنے اماموں کے بھی مخالف ہیں پھر یہ بھی خیال فرمائیے کہ آخر وجہ کیا؟ کہ یہ چاروں امام تو تقلید کئے جانے کے قابل ہوں؟ اور چاروں خلفاء راشدین اور بڑے بڑے بزرگ صحابہ کرام میں سے کوئی بھی تقلید کے لائق نہ ہو۔ اگر تقلید ہی کرنی ہے تو حضرت عمر حضرت علی حضرت ابن مسعود حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کیا ان اماموں سے درجے میں یا علم میں یا دیانت میں یا تقوے میں غرض کس چیز میں کم ہیں؟ جو انھیں چھوڑا انھیں پکڑا جائے؟ انتہیٰ۔ سن لیا آپ نے سوادِ اعظم اور اجماع مسلمین اور سبیلِ مومنین کے مخالف کون لوگ ہیں؟ (۱۲) یہ تو ظاہر ہے کہ تقلید شخصی اور یہ چاروں جماعتیں مقلدین کی اپنے اماموں کے بعد کی ہی ہو سکتی ہیں کوئی بیٹا اپنے باپ سے عمر میں بڑا نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی نالائق ایسی بات کہے تو گویا وہ کسی اور کو اپنا باپ کہتا ہے پس اماموں سے پہلے تو یہ مقلد ہو ہی نہیں سکتے اور اماموں کی تاریخ خود آپ نے اپنے رسالے میں لکھی ہے آپ کے فصاحت و بلاغت بھرے الفاظ یہ ہیں "سنہائے وفات حضرت امام اعظمؒ ۱۵۰ھ حضرت امام شافعیؒ ۲۰۴ھ حضرت امام احمد حنبل ۲۴۱ھ (یہ احمد حنبل کون بزرگ ہیں؟ افسوس کہ ائمہ کے صحیح نام کا بھی پتہ نہیں اور چلے ہیں مذہب کی منجدھار میں پڑی ہوئی کشتی کی ملاحی کرنے کو) حضرت امام مالکؒ ۱۷۹ھ۔ الغرض یہ ائمہ جب تک نہ تھے نہ ان کے مقلد تھے اسوقت سوادِ اعظم کا کیا مذہب تھا؟ ظاہر ہے کہ وہ مقلد نہ تھے وہ تقلید سے محض ناآشنا تھے پس ان کے بعد جس نے تقلید کو لیا اس نے سوادِ اعظم کی پیروی ترک کی اور اس نے سبیلِ مومنین کا خلاف کیا۔ اس آیت و حدیث پر جسے عمل کرنا ہو اسے آج ہی تقلید کی بیڑیاں فقہ پرستی کی ہتکڑیاں رائے قیاس کے طوق توڑ دینے چاہئیں۔ بحمد اللہ الحدیث نہ تو سوادِ اعظم کے مخالف ہیں نہ ان کی راہ سچے مومنوں کی راہ کے خلاف ہے۔ (۱۳) اور اگر یونہی ایک بھیڑ کھڑی کر کے آپ کہدیں کہ یہ ہے سوادِ اعظم اور یہ سب مقلدین تو ہم کہیں گے کہ ہر ہاتھ یدِ بیضا نہیں ہوتا ہر لکڑی عصائے موسوی کا حکم نہیں رکھتی ہر تخت والا سلیمان نہیں کہلاتا ہر جام والا جم اور ہر آئینے والا سکندر اور ہر کتاب والا نبی نہیں ہوتا۔ ورنہ جناب کے

بارھواں جواب

تیرھواں جواب

چودھویں جواب

سامنے حسینی اور یزیدی گروہ بھی ہے عثمانی جماعت اور باغی ٹولہ بھی ہے (۱۴) صرف کثرتِ تعداد باعثِ فخر نہیں ہوتی ہزار خرمہروں سے ایک موتی زیادہ قیمتی ہوتا ہے قرآن کا فرمان ہے وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ۔ میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں (۱۵) کیا وہ وقت یاد نہیں؟ جب ایک خدا کا پوجنے والا روئے زمین پر صرف ایک ہی تھا اور ساری زمین کفار سے پٹی پڑی تھی۔ وہ خلیل خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے (۱۶) کیا وہ وقت یاد نہیں؟ جب اپنے ساتھ ایک یار غار کو لیکر سرورِ رسولان سردارِ پیغمبران رات کے اندھیرے میں مکّے سے نکلے تھے۔ بس اپنی تعداد کو بڑھا چڑھا کر ہمیں دکھا کر یہ ضعیف روایتیں پڑھکر گو تھوڑی دیر کیلئے اپنے والوں میں آپ کی عزت بڑھ جائے لیکن حقیقت کھلنے پر سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا (۱۷) کیا وہ حدیث یاد نہیں کہ قیامت کے دن حضرت آدمؑ کو حکم ہوگا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم کے لئے نکالیں اور ایک جنت کیلئے (۱۸) میدان بدر کا نقشہ تو پیش نظر نہ ہوگا؟ یا آپ کے ہاں کی گنتی میں تین سو کی تعداد بارہ سو سے زیادہ ہے؟ (۱۹) سنو عدد وہاں گنے جاتے ہیں جہاں چیز برابر کی ہو۔ روپیوں کی گنتی کے مقابلے میں پیسوں کی گنتی کی زیادتی پر فخر بے جا ہے خیال تو کرو کہاں حنفی کہاں محمدی؟ (۲۰) حضورؐ فرماتے ہیں میری امت کے تہتر گروہ میں سے ایک ناجی باقی ناری۔ کہئے سوادِ اعظم تہتر کی ہوئی یا ایک کی؟ بس حکم حضورؐ ہے کہ بہتر اس ایک کی پیروی کریں (۲۱) آپ کے مذہب کی کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے عَنْ سُفْيَانَ لَوْ اَنَّ فِقْهَهَا عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ لَكَانُوْا جَمَاعَةً ۔ یعنی ایک عالم جو تنہا ہو اور کسی پہاڑ کی چوٹی پر ہو وہی جماعت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ کثیر التعداد عوام کی بھیڑ سوادِ اعظم نہیں کہی جاتی۔ (۲۲) اسی کتاب میں ہے وَالْمُرَادُ اِجْمَاعُ الْعُلَمَآءِ وَلَا عِبْرَةَ بِاِجْمَاعِ الْعَوَامِّ لِاَنَّهٗ لَا يَكُوْنُ عَنْ عِلْمٍ ۔ یعنی اجماع سے مراد اجماع علما ہے عوام کے اجماع کا کوئی اعتبار نہیں اسلئے کہ اس میں علم نہیں ہوتا۔ اور آپ مقلدین علما میں داخل نہیں نہ تقلید علم ہے (اعلام) پس آپ حضرات کی بھیڑ ہرگز مرادِ حدیث نہیں۔ یہ عقیدہ یقیناً خلافِ شرع ہے گو اس عقیدے والوں کی گنتی زمین کے سنگریزوں کے برابر ہو جائے کہ امت میں کوئی ایسا ہے جس کی تقلید ہم پر فرض ہے جس کا خلاف ہم پر حرام ہے جس کی بات شرع ہے۔ شاہ ولی اللہؒ حجۃ اللہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ وَلَمْ تُؤْمَنْ

پندرھویں جواب

سولہویں جواب

سترھویں جواب

اٹھارھویں جواب

انیسویں جواب

بیسویں جواب

اکیسویں جواب

بائیسویں جواب

بِفَقِیْہٍ اَیًّا کَانَ اَنَّہٗ اَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ الْفِقْہَ وَفَرَضَ عَلَیْنَا طَاعَتَہٗ وَاَنَّہٗ مَعْصُوْمٌ یعنی ہمارا کسی فقیہ پر ایمان نہیں خواہ وہ کوئی بھی ہو ہم یہ نہیں مانتے کہ اس کی طرف فقہ خدا نے اپنی وحی سے نازل فرمائی ہو اور ہم پر اس کی اطاعت فرض کردی ہو اور وہ فقیہ معصوم ہو غلطی سے پاک ہو۔ (۲۳) سوادِ اعظم کے معنی آپ نے تو بڑی جماعت کے کردیئے لیکن یہ تو شاید آپ نے کبھی سنا بھی نہ ہوگا کہ اس سے مراد کتاب وسنت بھی ہوا کرتی ہے آپ ہی کے ہم مذہب ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں قِیْلَ الْکِتَابُ وَالسُّنَّۃُ لِکَثْرَۃِ مَعَانِیْھِمَا یعنی ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد سوادِ اعظم سے حدیث وقرآن ہے اور اسے سوادِ اعظم یہ وجہ ان کے معانی کی کثرت کے کہا جاتا ہے تو اب مطلب اور واضح ہوگیا کہ حضورؐ فرماتے ہیں تم قرآن حدیث کی تابعداری کرو۔ اور الحمدللہ یہی اہلحدیث کا مذہب ہے (۲۴) مولوی صاحب کی تشفی اگر مندرجہ بالا تمام دلائل سے بھی نہ ہوئی ہو تو اب ہم وہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اگر اس کے بعد بھی کسی کی تشفی نہ ہو تو وہ ایمان سے خالی ہے سنو مجمع الزوائد جلد اول صـ۶۲ میں طبرانی کبیر سے نقل کرکے حدیث لائے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں مَا السَّوَادُ الْاَعْظَمُ حضورؐ سوادِ اعظم کون ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں مَنْ کَانَ عَلٰی مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ یعنی وہ لوگ جو اس پر ہوں جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔ طبرانی صغیر کی روایت میں لفظ اَلْیَوْمَ زائد ہے یعنی جس پر آج میں ہوں اور میرے اصحاب۔ حضورؐ نے اس سوال کے جواب میں بھی کہ نجات پانیوالی جماعت کون ہے؟ یہی فرمایا تھا۔ اب سمجھ لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کس چیز پر تھے؟ آیا وحیِ خدا پر؟ یا تقلیدِ مروج پر؟ اس کا جواب ایک اور صرف ایک ہی ہے کہ آپ مع اصحاب صرف وحیِ الٰہی یعنی قرآن وحدیث کے پابند وپیرو تھے پس آج بھی جو جماعت اصولاً عقیدتاً عملاً انہی دو چیزوں کی متبع ہے وہی سوادِ اعظم ہے وہی فرقہ ناجیہ ہے۔ ہے کوئی؟ جو اس واضح حقیقت کا منکر ہوجائے کہ اہلحدیث کا یہی مذہب ہے وہ قولِ ائمہ کو یہ درجہ نہیں دیتے کیونکہ حدیثِ رسولؐ کے مقابلے میں چاروں اماموں میں سے ایک تو کیا چاروں کا متفقہ قول لینا بھی حرام اور جا سوز ظلم ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ میں تحریر فرماتے ہیں فَاِنْ بَلَغَنَا حَدِیْثٌ مِنَ الرَّسُوْلِ الْمَعْصُوْمِ الَّذِیْ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْنَا طَاعَتَہٗ بِسَنَدٍ صَالِحٍ یَدُلُّ عَلٰی خِلَافِ مَذْھَبِہٖ

تیسویں جواب

چھبیسویں جواب

وَتَرَكْنَا حَدِيثَهُ وَاتَّبَعْنَا ذَالِكَ التَّخْمِينَ فَمَنْ اَظْلَمُ مِنَّا وَمَا عُذْرُنَا يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۔ یعنی اگر ہمیں کوئی صحیح حدیث پہنچے اور وہ ہمارے مذہب کے خلاف ہو پھر بھی ہم اپنے مذہبی مسئلے پر اڑے رہیں اور واجب الاطاعت پیغمبر کی حدیث کو چھوڑ دیں تو ہم سے بڑھکر ظالم کون ہوگا؟ اور قیامت کے دن خدائے رب العالمین کے سامنے ہمارا کیا عذر ہوگا؟ الغرض بحمداللہ یہ حدیث بھی بر تقدیر صحت ہماری دلیل ہے نہ کہ ہمارے مخالفین کی۔ بلکہ مخالف فرقہ اسے اگر مان لے تو آج اختلاف دور ہو جائے۔ اللہ ہمیں نیک توفیق اور اچھی سمجھ دے آمین

مصنف کی اور تحریر کی طرف رجوع کرنے سے پہلے میں ایک لطیفہ ناظرین کے گوش گذار کردوں اس کتاب کے شروع میں صہ پر مؤلف کے ایک محبوب نے تقریظ لکھی ہے ہم اس سے بھی چشم پوشی کر لیتے مگر چونکہ مقرظ صاحب نے اپنے تئیں مفتی اور عالم اور سید اور شاہ اور حسینی اور حنفی اور قادری اور نظامی وغیرہ وغیرہ لکھا ہے اسلئے ہم اُن سے باادب عرض کرینگے کہ کیوں جناب کسی کتاب کے ریویو کے لئے اس کے بعض مضامین کو دیکھ لینا ہی کافی ہے؟ کیا فتوٰی دیتے وقت استفتا کے چند فقرے پڑھتے ہی جناب فتوٰی دیدیا کرتے ہیں؟ اگر واقعی یہی روش جناب کی ہے تو یقیناً اُن مستفتیوں کی حالت زار قابل رحم ہے جو آپ کے فتووں پر عمل کرلیں کیونکہ جناب نے تو سوال کے چند فقرے پڑھے اور جواب لکھ دیا ظاہر ہے کہ جس نے سوال ہی پورا نہیں پڑھا اس کا جواب کہاں تک پورا ہوگا؟ آپ نے اپنے منصب کا بھی کچھ خیال نہ فرمایا کہ ایک زہریلی دل آزار گالیوں کی بوچھاڑ بدتہذیبی کی پڑیا کتاب پر تعریفی ریویو کر دیا اور ساتھ ہی لکھدیا کہ میں نے بعض بعض مضامین علمیہ کو دیکھا الغرض ناظرین یاد رکھیں کہ مفتی صاحب نے صرف اپنے محب کی محبت میں ہی یہ چند کلمے لکھے ہیں کیونکہ مصنف آپ کے محب ہیں لکھا کہ مجھی مولوی الخ ورنہ اگر انھیں بیان حقیقت انصاف کے ساتھ منظور ہوتا تو کم از کم اس کتاب کو جسے خود وہ مختصر سی کتاب لکھتے ہیں پہلے ٹھنڈے دل سے پوری دیکھتے زوال بعد اس پر قلم اٹھاتے مفتی صاحب اگر سچ مچ آپ مفتی ہیں تو کم از کم آپ کو تعصب سے بہت دور ہونا چاہئے اور فرقہ پرستی اور طرفداری کی لعنت سے اپنے تئیں بہت بچانا چاہئے۔ آپ کو سموئی ہوئی کارروائی کرنی چاہئے اور جہالت کی باتوں کو نہ اچھالنا چاہئے۔ یہ رسالہ جس کے محرر کا دل خوش نہیں ہوتا جب تک کہ دوسری جماعت اور ان کے بزرگوں کو سوقیانہ گالیاں نہ دے لے آپ اس کی نسبت لکھتے ہیں کہ مذہب حق

تقریظ پر تنقید

کی تائید وغیرہ الخ۔ پس اس غلطی سے نادم ہو جایئے اور توبہ کیجئے اور مسلمانوں کو آپس میں نہ لڑایئے

دوسری نظر پر نظر

ایک اور صاحب نے بھی جنھوں نے کسی مصلحت سے اپنا نام بھی نہیں لکھا صرف کنیت پر ہی اکتفا کی ہے اس رسالہ کی دو سطری تائید فرمائی ہے وہ بھی اپنے ہاتھ پاؤں بچا کر مؤلف کی بدتہذیبی اور اس کی گالیوں سے اپنا دامن دھونے کیلئے یہی سپر تھامتے ہیں کہ "احقر نے اس کتاب کے بعض مضامین سنے" فی الواقع یہ کتاب اس لائق ہے ہی نہیں کہ کوئی مہذب آدمی اسے پوری سن سکے۔ اگر خدا کو منظور ہوا تو میں مؤلف کی گالیاں نقل کر دونگا لیکن سر دست آپ یہ سن لیجئے کہ مؤلف لکھتا ہے

مؤلف کی گالیوں کا نمونہ

ابن عبدالوہاب نجدی دجال ص۶ کمبخت ص۶ پھر انہی کی نسبت لکھتا ہے شیخ نجدی کے معنی شیطان کے ہیں ص۶۔ ص۳۲ پر لکھتا ہے ابن عبدالوہاب نجدی شیطان۔ ص۳۶ پر لکھتا ہے ابن تیمیہ و ابن قیم ابن حزم ابن عبدالوہاب نفس پرست (ہیں) اسی طرح اور فوت شدہ مسلمان بزرگوں کے بھی نام لکھ لکھ کر گالیاں لکھی ہیں اور میری نسبت تو کچھ نہ پوچھئے اسقدر گالیاں لکھی ہیں کہ اگر انھیں الگ کیا جائے تو کئی صفحات میں آئیں اسی طرح عموماً سارا رسالہ بکواس بازی سے پر ہے اس لئے ان دونوں مقرظین نے "بعض مضامین" کا لفظ کہہ کر اپنا بچاؤ کر لیا ہے اب اگر کوئی مہذب مسلمان ان سے کہے کہ تم نے ایسی گندی اور دل آزار تحریروں کی نسبت یہ لکھا تو یہ جھٹ سے کہدینگے کہ صاحب یہ عبارت ہماری نظر سے اس وقت نہیں گذری تھی یہ مقرظ صاحب بھی عداوت حدیث و اہل حدیث میں مؤلف صاحب سے کم نہیں اپنی دو سطری عبارت میں بھی ہمیں وہابیہ وغیرہ کہنے سے نہیں چوکے۔ خیر یہ تو ہوا بیچ کا ایک لطیفہ اب ہم مولوی سید قربان علی شاہ صاحب کی اور تحریر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

قرآن کی آیت میں خیانت

نام کے اثر سے متاثر ہو کر غالباً سب سے پہلے آپ نے اپنے عقل و علم کی قربانی کی ہے ہمارے بارے میں آیت قرآنی نقل کی ہے اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔ کیا ہم مولوی صاحب سے دریافت کریں کہ یہ آیت کس قرآن میں ہے؟ قسم خدا کی ہم نے تو بار بار کی اپنی تلاوت میں اس قرآن کریم میں جو ہمارے ہاتھوں میں امانت رسول کے طور پر خدائی کتاب کی حیثیت میں ہے یہ آیت تیسویں پارہ میں کہیں نہیں پائی۔ کیا قربان علی مہربانی فرما کر یہ آیت ہمیں دکھا دیں گے؟ ورنہ خدا کی کتاب میں اور یہ خیانت؟

اس کے بعد مؤلف صاحب نے ایک اور حدیث لائے ہیں کہ اس کا مصداق بھی جماعت

الحدیث ہے۔ وہ حدیث ان کے الفاظ میں یہ ہے یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ترجمہ ان کے الفاظ میں یہ ہے یعنی ہوں گے آخر زمانے میں فریب کرنے والے جھوٹے مکار لوگ لائیں گے تمہارے پاس ایسی حدیثیں کہ نہ سنی ہوں گی تم نے اور نہ تمہارے باپ داداؤں نے سو بچاؤ تم اپنے تئیں ان سے اور ان کو اپنے سے اسلئے کہ نہیں گمراہ نہ کردیں تم کو اور فتنہ وفساد میں نہ ڈالیں تم کو۔ صہ۔ ناظرین کو یقین دلانے کیلئے کہ راہِ خراب کے سالک نے جو کچھ نقل کیا ہے وہ اردو کے چند چٹھہ دل سے اور متعصب بے علم لوگوں کی چند تحریروں سے ہے ہم کہتے ہیں یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب میں موجود ہے۔ آباؤکم سے پہلے لفظ لائے لیکن مصنف اہل کتاب دیکھتے اور وہاں سے نقل کرتے تو اسے لانے یا عربیت کے عالم ہوتے تو ترجمہ لکھتے وقت خیال آتا کہ میں جو لکھ رہا ہوں "نہ تمہارے باپ داداؤں نے" یہ نہ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ پھر اس لفظ آباؤکم کے بعد حدیث میں یہ لفظ ہیں فایاکم وایاھم لیکن یہ جملہ بھی مؤلف نے نقل نہیں کیا ساتھ ہی چونکہ عربی زبان سے بھی محض ناآشنا ہیں اسلئے کسی رسالے سے ترجمہ نقل کردیا ہوگا ورنہ خود ترجمہ کرتے تو پتہ چل جاتا کہ جو میں لکھتا ہوں "سو بچاؤ تم اپنے تئیں ان سے اور ان کو اپنے سے" یہ ترجمہ کس فقرے کا ہے؟ اے جناب آپ کی نقل کردہ عربی عبارت میں تو وہ فقرہ ہے ہی نہیں لیکن یہ تو وہ سمجھے جو عالم ہو جاہل کی جانے بلا۔ ایک سطر کی حدیث نقل کرنے میں مولوی صاحب نے دو غلطیاں کیں۔ تیسری غلطی ملاحظہ ہو کیوں جناب؟ ترجمے میں آپنے دجالون کا ترجمہ کیا فریب کرنیوالے کذابون کا ترجمہ کیا جھوٹے لیکن پھر مکار یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے الغرض نہ نقل درست نہ ترجمہ درست۔ اب جناب کی اردو دانی اور فصاحت و بلاغت ملاحظہ ہو یہ آخری زمانے" کی زنانہ بول چال کی کیا ضرورت تھی؟ اور یہ فقرہ تو معلوم ہوتا ہے سونا منڈھا ہوا ہے (سو بچاؤ تم اپنے تئیں ان سے اور ان کو اپنے سے) یہ میں نے صرف اسلئے لکھا ہے کہ مولوی صاحب کا سارا زور اپنے رسالے میں صرف اسی بات پر ہے کہ یہ فقرہ دلائل محمدی میں یوں لکھا ہے اور یوں چاہیے وغیرہ۔ اس لئے ہم نے صرف نمونے کے طور پر ان کا قصور علم بتا دیا باقی ایسی خطاؤں سے جن سے ان کا رسالہ پُر ہے اب ہم چشم پوشی کریں گے کیونکہ اس سے مؤلف صاحب کے کمال علم کے اظہار کے سوا اور کوئی اہم فائدہ نہیں۔ پس اب حدیث کے متعلق سنئے۔ حدیث کا صحیح مطلب تو ان لوگوں کی مذمت ہے

حدیث کے الفاظ مصباحی اور صحیح کی مخالفت

پہلا جواب

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر موضوع حدیثیں بنائیں۔ لیکن خوش مذاق نامعاملہ فہم مؤلف صاحب نے اس سے مذمتِ جماعتِ اہلحدیث سمجھ لی ہے۔ حالانکہ ہمارے نزدیک حضور پر جھوٹ بہتان باندھنے والا یقیناً جہنمی ہے۔ اور اگر جناب کے نزدیک واقعی یہ حدیث اہلحدیث کی مذمت میں ہے تو کیا اس سے آپ کے مذہب کے تمام فقہا کی تردید و مذمت نہ ہوئی؟ جب کہ خود آپ نے اپنے رسالے کے ص۲۸ میں لکھا ہے کہ ہر فقیہ اہلحدیث ہے اور ص۳۳ میں ائمہ اربعہ کو بھی اہلحدیث لکھا ہے۔ اور اگر یونہی اپنے مخالف کو خواہ مخواہ ہی ایک غیر متعلق حدیث سے الزام دینا ہو تو کیا وجہ کہ اس سے مراد جماعت حنفیہ ہی نہ لی جائے؟

اس کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اہلحدیث کے نزدیک خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت! الحمد للہ اہلحدیث اس الزام سے بھی بری ہیں آپنے جس کا نام لکھا ہے اور جو لوگ اس کے قائل ہیں وہ بھی آپ جیسے ہی حنفی ہیں۔

پھر آپ نے ایک جھوٹ اور بولا ہے کہ اہلحدیث مسند ابوحنیفہ مسند احمد حنبل موطا امام محمد موطا امام مالک کو معتبر نہیں مانتے۔ میں کہتا ہوں یہ بھی غلط ہے اہلحدیث ہر اُس حدیث کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا کرتے ہیں جو بطریقِ محدثین سندِ صحیح سے مروی ہو خواہ حدیث کی کسی کتاب میں ہو اور آپ مسند ابوحنیفہ کہاں سے لائے؟ حضرت وہ تو مسند خوارزمی ہے جو ساتویں صدی کے شخص تھے ۶۶۵ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ ساتویں صدی میں یہ مسند جمع کی گئی امام صاحبؒ کا انتقال دوسری صدی میں ہوا ہے لیکن آپ کی تحقیق کو حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں جو زبان پر چڑھا لکھ مارا۔ آپ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ دیکھ لیجئے اس کا نام ہی مسند خوارزمی لکھا ہے۔ پھر کتبِ حدیث میں اس کا درجہ کیا ہے؟ اس کی نسبت لکھا ہے کہ یہ چوتھے طبقہ کی کتاب ہے عبارت یہ ہے کَمُسْنَدِ الْخَوَارِزْمِیِّ یَکُوْنُ مِنْ هٰذِهِ الطَّبَقَةِ، پھر لکھتے ہیں وَهٰذِهِ الطَّبَقَةُ مَادَّةُ کِتَابِ الْمَوْضُوْعَاتِ لِابْنِ الْجَوْزِیِّ، ابن الجوزی کی کتاب الموضوعات کا مادہ اسی طبقہ کی کتابیں ہیں۔ یعنی اس طبقہ کی کتابوں کی اکثر و بیشتر حدیثیں گری پڑی بلکہ موضوع اور واہی ہیں۔ خود جامع مسند خوارزمی نے دیباچے میں لکھا ہے کہ لوگوں کی اس بات سے کہ امام صاحبؒ کی کوئی کتاب حدیث نہیں مجھے حمیت مذہبی نے ابھارا کہ میں اس کتاب کو لکھوں۔ پس ساتویں صدی میں یہ کتاب لکھی گئی ہے امام صاحب کی جمع کردہ نہیں محض حمایت و تعصب

دوسرا جواب — تیسرا جواب — چوتھا جواب — ایک شبہ کا ازالہ — دوسری شبہ کا ازالہ — مسند ابوحنیفہ کی حقیقت

مذہب کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور دوسرے متعصبین نے اسے مسند امام ابوحنیفہ کا نام دیکر اچھالنا شروع کیا ہے۔ خود آپ کے ہم مذہب بھی اسے مانتے ہیں سیرۃ النعمان میں مولانا شبلی نے صاف لکھا ہے کہ "انصاف یہ ہے کہ ان تصنیفات کو امام صاحب کی طرف منسوب کرنا نہایت مشکل ہے" نیز امام رازیؒ نے مناقب الشافعی میں لکھا ہے کہ امام صاحب کی کوئی تصنیف نہیں ہے۔ سیرۃ النعمان میں لمبی بحث کے بعد بطور نتیجہ تحریر ہے کہ "آج امام صاحب کی کوئی تصنیف موجود نہیں ہے۔ پس مسند امام ابوحنیفہؒ امام صاحب کی تالیف کردہ نہیں ہے"

ہاں جناب یہ احمد حنبلؒ کون بزرگ ہیں یہ آئے ہیں اہلحدیث کے مقابل؟ جنھیں یہ بھی تمیز نہیں کہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح نام کیا ہے؟ سنئے آپ کا پورا نام حضرت امام احمد بن محمد بن حنبل ہے۔ کبھی آپ کو دادا کی طرف نسبت کرکے احمد بن حنبل بھی کہدیتے ہیں لیکن احمد حنبل یہ آپ کی علمیت کا نرالا نشان ہے۔

پھر آپ نے صحاح ستہ پر حملہ کیا ہے۔ سچ ہے ایک مقلد کو صحاح ستہ سے واسطہ ہی کیا؟ وہ تو کہیے آپ کو عوام الناس کا ڈر ہے ورنہ آپ تو قرآن کریم کی نسبت بھی ایسے الفاظ کہہ دیں کیونکہ آپ مقلدین جس طرح صحاح ستہ سے بے نیاز ہیں کلام اللہ شریف سے بھی یکسو ہیں نہ حدیث سے مسائل آپ لے سکتے ہیں نہ قرآن سے آپ ہیں اور فقہ حنفی کی کتابیں۔ آپ صحاح ستہ کو دو ڈھائی صدی کے بعد کی لکھی ہوئی مان کر ان پر حملہ کرتے ہیں لیکن چھ صدی کے بعد کی لکھی ہوئی مسند خوارزمی کو معتبر مانتے ہیں فَافِّ لَّکُمْ

زاں بعد آپ نے لکھا ہے کہ اہلحدیث کو امام اعظمؒ سے دلی عداوت ہے وہ انھیں بہت برا جانتے ہیں وغیرہ اس کی نسبت صرف اتنی گذارش ہے کہ جسے ائمہ دین میں سے کسی سے بھی عداوت ہو خدائے تبارک وتعالیٰ دونوں جہاں میں اس کا منہ کالا کرے۔ الحمدللہ ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عداوت سے انھیں برا کہنے سے اور برا جاننے سے پاک ہیں اور جو ہم پر اس قسم کی تہمت لگاتا ہے قیامت کے دن اس کا دامن ہوگا اور ہمارا ہاتھ۔

اے حنفی قادری صاحب سنو۔ اگر امام صاحبؒ کی تقلید کے چھوڑنے کی وجہ سے آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ ہم حضرت امام صاحبؒ کے دشمن ہیں تو ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو تو سہی کہ تم نے جو تینوں اور اماموں کی تقلید ترک کی ہے کیا تم ان کے دشمن نہیں ہو؟ اگر باوجود ان تینوں بزرگوں کی تقلید نہ کرنے کے تم ان کے دشمن نہیں ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ

امام ابوحنیفہؒ کی کوئی تصنیف نہیں

مولف کا امام کے علم سے بیزاری

مولف کا صحاح ستہ پر حملہ

تیسری بہت کا ازالہ

اہلحدیث امام صاحب کے دشمن نہیں

امام ابوحنیفہؒ اہلحدیث تھے

ہمیں امام صاحبؒ کی تقلید نہ کرنے پر تم ان کا دشمن بتلاؤ۔ سنو جو ہمارا مذہب ہے وہی مذہب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ چنانچہ نہایۃ النہایہ میں اور شامی میں آپ کا فرمان موجود ہے اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ ۔ یعنی صحیح حدیث میں جو ہو وہی میرا مذہب ہے۔ اہلحدیث بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب صحیح حدیث ہے۔ فرماتے ہیں ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اٰرَاءِ الرِّجَالِ ۔ تمام لوگوں کی رائے سے ایک ضعیف حدیث مجھے بہت ہی پیاری معلوم ہوتی ہے (عقود الجواہر) فرماتے ہیں مَا جَاءَ عَنِ الرَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبِالرَّأْسِ وَالْعَیْنِ ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سر آنکھوں پر ہے۔ پس امام صاحبؒ کے سچے متبع ہم ہیں نہ کہ وہ جنھوں نے امام صاحب کا نام لیکر سینکڑوں برس بعد ہزارہا مسائل گھڑ لئے اور انھیں امام صاحب کا مذہب قرار دے لیا۔ ہم تمہاری اس گھڑنت کے منکر ہیں نہ کہ حضرت الامام کے صحیح مذہب کے جسے وہ خود اپنی زبان مبارک سے بیان فرما گئے ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔

خلاف حدیث اقوال کو چھوڑنا شان اسلام ہے

آپ لکھتے ہیں کہ مجتہد کو راستی اور غلطی پر ثواب ملتا ہے یہ تو درست ہے لیکن کہیں اس کی دلیل بھی آپ نے دیکھی ہے کہ مجتہد کا اجتہاد خلاف حدیث ہو۔ اور کسی کے سامنے وہ حدیث بھی ہو اور کسی مجتہد کا خلاف حدیث اجتہاد بھی ہو پھر وہ حدیث چھوڑ کر اجتہاد کو مانے تو اسے بھی ثواب ملیگا؟ ہم تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایسی صورت میں اجتہاد مجتہد کو ماننے والا اسلام سے مذاق کرنے والا ہے۔ سنئے آپ کے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں ہے اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ وَکَانَ عَلٰی خِلَافِ الْمَذْھَبِ عُمِلَ بِالْحَدِیْثِ الخ یعنی جب مذہب کے خلاف کوئی حدیث ملجائے تو حدیث پر ہی عمل کرنا چاہئے۔ پس امام صاحب کا جو اجتہادی اور قیاسی مسئلہ خلاف حدیث ہو اسے ترک کرنا اور حدیث پر عمل کرنا یہ شان اسلام ہے اور اس کا خلاف اسلام کا بھی خلاف ہے۔ مولوی صاحب خیرات الحسان کا حوالہ تو آپ نے دیدیا لیکن خیرات الحسان کی یہ عبارت آپ کی نظر سے نہیں گذری کہ امام صاحبؒ حضرت امام مالکؒ کے شاگرد ہیں؟ پس ان چاروں بزرگ اماموں میں سب سے بڑا درجہ اس معنی میں حضرت امام مالکؒ کا ہے کیونکہ آپ امام ابوحنیفہؒ کے بھی استاد ہیں امام شافعیؒ کے بھی استاد ہیں اور امام احمدؒ کے تو استاد کے استاد ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

امام مالکؒ تینوں اماموں کے استاد تھے

مذمتِ نجد کے بارے میں جو حدیث آپ نے نقل کی ہے اس کا صحیح مطلب بھی سنتے جائیے۔ بخاری مسلم میں ہے کہ اس فرمان کے وقت حضورؐ نے مشرق کی جانب اشارہ کیا۔ الفاظ یہ ہیں قَالَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلَ الْمَشْرِقِ پس وہ نجد جس کی مذمت آپ نے کی ہر وہ نجد عراق ہے نہ کہ نجد یمن۔ خود تم بھی دبی زبان سے اس کے قائل ہو چنانچہ تم نے لکھا ہے کہ اس سے مراد عراق عرب ہے۔ تم نے جو اس کے بعد لکھا ہے کہ "جو نجد سے ملحق ہے"

مذمتِ نجد سے مراد عراق ہے

ا ن کی نسبت عرض ہے کہ نجد اور چیز ہے اور ملحقات نجد اور چیز ہے ھذا اور چیز ہے اور ملحقات ھذا اور چیز ہے۔ یہ تمہارا تعارض ہی تمہارے کذب کی دلیل ہے۔ اور حدیث میں خود عراق کا لفظ ہی موجود ہے ملاحظہ ہو ترغیب کبیر اور حدیث میں اُن قبیلوں کا بھی نام ہے جو فتنہ زا ہیں صحیح بخاری ملاحظہ ہو فرماتے ہیں فِیْ رَبِیْعَۃَ وَمُضَرَ ان قبیلوں کا مسکن بھی آپ کا عراق ہے، اور جن نجدیوں کی عداوت میں تم جامے سے باہر ہوئے جاتے ہو یہ قبیلہ بنو تمیم میں سے ہیں۔

عراق کے فتنے

واقعات ظاہر کر رہے ہیں کہ عراق ہمیشہ فتنوں کا مرکز رہا جنگ جمل جنگ صفین ظہور خوارج شہادتِ حسینؓ شہادت مسلمؒ کے روح فرسا واقعات کس مسلمان سے پوشیدہ ہیں؟ یہانتک کہ عرب عجم میں یہ مقولہ مشہور ہے اَلْکُوْفِیُّ لَا یُوْفِیْ کوفی تم لوگ جو اس حدیث کو لیکر امام محمد بن عبدالوہابؒ اور ان کے متبعین کو اس کا مصداق ٹھہراتے ہو۔ اگر تم جیسا ہی کوئی اس حدیث کو لیکر اس کا مصداق امام ابوحنیفہؒ اور ان کے متبعین کو ٹھہرائے تو تمہارے پاس اس کا جواب کیا ہوگا؟ دراصل تم بھی جھوٹے ہو اور امام صاحب کی شان میں گستاخی کرکے اس حدیث کا مصداق انھیں ٹھہرانے والا بھی تم سے کم نہیں۔

نجد یمن کی تعریف

یہ نجد یمن جس کے پیچھے تم پڑے ہوئے ہو اس کی تو حضورؐ نے بڑی تعریفیں بیان فرمائی ہیں حدیث میں ہے اَشَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ نَحْوَ الْیَمَنِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْاِیْمَانَ هَاهُنَا یعنی حضورؐ نے یمن کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یاد رکھو ایمان یہاں ہے اور حدیث ستو بزار میں ہے حضورؐ فرماتے ہیں عنقریب تم مختلف لشکروں میں بٹ جاؤ گے . . . فَلْیَلْحَقْ بِیَمَنِہٖ یعنی اس وقت نجد کے لشکروں سے مل جاؤ۔

قبیلہ بنو تمیم کے فضائل

قبیلہ بنو تمیم نجدی ہے اور اسی قبیلے میں سے امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ تھے اس قبیلے کے فضائل میں تین صحیح حدیثیں مروی ہیں (۱) حضورؐ فرماتے ہیں هُمْ اَشَدُّ

اُمَّتِیْ عَلَی الدَّجَّالِ یعنی دجال پر سب سے بھاری یہی قبیلہ پڑیگا (۲) فرماتے ہیں ھٰذِہٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا یہ مالِ زکوٰۃ میری قوم کا ہے یہ فرمان بھی اسی قبیلے کی بابت حضورؐ نے فرمایا ہے (۳) فرماتے ہیں اَعْتِقِیْھَا فَاِنَّھَا مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ ۔ اسی قبیلے کی ایک عورت کی بابت آپ فرماتے ہیں اسے آزاد کردو یہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہے۔ یہ حدیث بخاری شریف کی ہے۔ بزار کی مسند میں ہے کہ اس قبیلے کی نسبت حضورؐ کا ارشاد ہے ھُمْ فِخَامُ الْقَامِ ۔ ثَبْتُ الْاَقْدَامِ ۔ نِصَارُ الْحَقِّ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ ۔ اَشَدُّ قَوْمًا عَلَی الدَّجَّالِ یہ لوگ بڑے عقلمند ہیں بڑے دلیر اور ثابت قدم ہیں۔ آخر زمانے میں مددگارانِ حق یہ لوگ ہیں۔ دجال پر سب سے بھاری یہی قبیلہ ہے۔

اہل نجد کی برائت قبیلہ محمدی گنبدوں کا گرانا

آداب میں آپ کو وہ حدیث سناؤں جس کے بعد کسی مسلمان کے دل میں اہلِ نجد کیطرف سے کوئی بغض و عداوت ہرگز نہیں رہ سکتی۔ مسند بزار میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے شانوں پر ہاتھ رکھکر فرمایا اَحِبُّوْا بَنِیْ تَمِیْمٍ ۔ بنو تمیم کے قبیلے سے محبت رکھو۔ پس جن سے دوستی اور محبت رکھنے کا فرمانِ رسولؐ ہے اُن سے دشمنی اور بغض رکھنے والا مخالفِ رسول اور دشمنِ حدیث ہے۔ اسی طرح کی اور بھی کئی ایک حدیثیں ہیں اگر آپ تفصیل سے دیکھنا چاہیں تو میری کتاب قبیلہ محمدی دیکھ لیجئے۔

اس کے بعد راہ صواب کا مؤلف ہمارے مسائل لکھتا ہے۔ ہدم قبور و گنبد۔ شرک و بدعت توحید۔ خدا کی جسمانیت انکار وسیلہ و شفاعت وغیرہ۔ اس کے جواب میں گذارش ہے کہ ہدم قبور تو ہمارا مسئلہ نہیں البتہ ہدم بنا بر قبور کا مسئلہ ہمارا مسئلہ ہے اس کے دلائل سنئے۔ عَنْ اَبِیْ ھَیَّاجٍ الْاَسَدِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَہٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَہٗ ۔ رواہ مسلم ۔ یعنی حضرت ابوالہیاج اسدی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں اس کام پر مقرر کرکے بھیجتا ہوں جس پر مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کرکے بھیجا تھا جہاں کہیں کسی جاندار چیز کی تصویر دیکھو اسے مٹا دو اور جہاں کہیں کوئی اونچی قبر دیکھو اسے برابر کر دینا۔ یہ حدیث صحیح ہے صریح ہے کہ قبروں کے اوپر کی بنی ہوئی عمارت گنبد وغیرہ توڑ دینا چاہیے حضورؐ نے حضرت علیؓ کو اس بات پر مامور کیا اور شیرِ خدا نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت حسان بن حصین کو اس کام پر مامور فرمایا۔ خود حضرت

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی قبروں پر گنبد عمارت مقبرہ اور کسی قسم کی بنا بنانے کی ممانعت فرماتے ہیں آپ کے مذہب کی معتبر کتاب فتاوی قاضی خاں میں ہے عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ اَنَّہٗ قَالَ لَا یُجَصَّصُ الْقَبْرُ وَلَا یُطَیَّنُ وَلَا یُرْفَعُ عَلَیْہِ بِنَآءٌ وَّسَقْفٌ ۔ یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر کو پختہ نہ بنائی جائے اور مٹی سے بھی لیپی نہ جائے اور قبر پر کوئی بنا کھڑی نہ کی جائے نہ خیمہ کھڑا کیا جائے۔ اسی طرح آپ کے مذہب کی فقہ کی کتاب شامی میں ہے عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یُکْرَہُ اَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ بِنَآءٌ مِّنْ بَیْتٍ اَوْ قُبَّۃٍ اَوْ نَحْوِ ذَالِکَ یعنی حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں قبروں پر عمارت بنانی مکروہ ہے خواہ کسی قسم کی عمارت ہو مقبرہ ہو یا گنبد ہو وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح کی اور بھی بیسیوں عبارتیں کتب فقہ میں موجود ہیں۔ اگر آپ تفصیل سے دیکھنا چاہیں تو میری کتاب **توحید محمدی** ملاحظہ فرمالیجئے۔

اس کے بعد مؤلف نے ہمارا مسئلہ لکھا ہے شرک و بدعت۔ بندۂ خدا خدا سے ڈرو مخلوق سے شرماؤ۔ اہلحدیث اور نجدی تو شرک و بدعت کے خدا کے فضل سے اتنے دشمن ہیں کہ ان ناموں سے بھی گھبراتے ہیں۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ پھر ہمارا مسئلہ لکھا ہے "توحید" شانِ خدا ہے یہ لوگ اہلحدیث کی عداوت میں ایسے بگڑے کہ خدا کی توحید بھی انہیں ایک غلط مسئلہ دکھائی دینے لگی جن مسائل سے ان حضرات کو ہم سے خلاف ہے اس میں ایک مسئلہ توحید کا بھی ہے یعنی ان کا مطلب یہ ہے کہ ہم توحید چھوڑ دیں۔ خدا نہ کرے تم توحید کی قدر کیا جانو ہمارے نزدیک تو وہ ہمیں اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے تم مشرک بنے پھرتے رہو لیکن اپنے شرک و کفر کی دعوت ہمیں کیوں دینے لگے؟ ناظرین یہ ہے تمہارے ان مولوی ملاؤں کا مقصد کہ ہمارے ہاتھوں میں توحید خداوندی نہ رہے۔ پھر لکھا ہے کہ ہم خدا کی جسمانیت کے قائل ہیں یہ تو ہم پر بہتان ہے نہ ہمارا یہ مذہب ہے نہ اہل نجد کا ہے واللہ علیٰ ما نقول وکیل پھر لکھا ہے کہ ہم وسیلے کے منکر ہیں سنو دعاؤں میں مُردوں سے وسیلہ لینا اس کے ہم قائل نہیں اور اس کے لئے تم اپنی مثل قرآن کتاب ہدایہ دیکھ لو جس میں تحریر ہے۔ یُکْرَہُ اَنْ یَّقُوْلَ فِیْ دُعَائِہٖ بِحَقِّ فُلَانٍ اَوْ بِحَقِّ اَنْبِیَآئِکَ وَرُسُلِکَ ۔ یعنی دعا میں بحق فلاں کہنا یوں کہنا کہ تیرے انبیا کے حق سے تیرے رسولوں کے حق سے یہ مکروہ ہے۔ پس بحق رسول بحق نبی بحق ولی یہ کہنا اور یہ وسیلہ لینا خود آپ کے مذہب کی رو سے بھی مکروہ ہے۔ اور وہ وسیلہ جس کا ذکر حدیث میں ہے اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ اس کے ہم قائل ہیں وہ جنت کے

توحید محمدی — چوتھی بہت کا ازالہ — توحید — پانچویں بہت کا ازالہ — وسیلہ

چھٹی تہمت کا ازالہ

ایک مقام اور مکان کا نام ہے جو سب سے بلند و بالا اور افضل تر ہے وہ سوائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو میسر نہیں ہونے کا۔ پھر قربان صاحب نے لکھا ہے کہ ہم شفاعت کے منکر ہیں یہ بھی جھوٹ ہے تہمت ہے بہتان ہے اللہ تعالیٰ بہتان بازوں کو غارت کرے ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کرینگے اور سب سے پہلے کرینگے اور سب سے بڑی شفاعت آپ کی ہوگی آپ اپنی امت کے شفیع ہیں آپ اور تمام امتوں کے بھی شفیع ہیں بلکہ آپ تمام نبیوں رسولوں کے بھی شفیع ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ خدائے تعالیٰ ہمیں آپ کی شفاعت نصیب فرمائے آمین آمین!

ساتویں تہمت

ازاں بعد قربان صاحب نے ہمیں بے ایمان لکھا ہے خارجی لکھا ہے۔ خدا کی باتیں تو خدا ہی جانے اتنا تو ہم بھی کہیں گے کہ حدیث کے مطابق اگر خدا کے نزدیک ہم بے ایمان نہیں تو قربان صاحب کی بے ایمانی میں تو شک نہ رہا۔ تم نے ہمیں خارجی کہکر اپنا جی خوش کر لیا اس کے مقابلے میں قلم ہمارے ہاتھ میں بھی ہے مگر ہم اپنا قلم روک لیتے ہیں اور خدا کے حوالے کرتے ہیں۔ اس کے بعد قربان صاحب ہمیں حضرت علیؓ کو برا کہنے والا لکھتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہم حضرت علیؓ کو برا نہیں کہتے بلکہ انھیں برا کہنے والوں کو خارجی جانتے ہیں ہم انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ بزرگ صحابی چچازاد بھائی چوتھے درجے کے سچے خلیفہ المسلمین امیر المومنین مانتے ہیں رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ فی الجنہ۔ پس ہم پر تو یہ صریح تہمت ہے اب آپ اپنی نسبت سنئے آپ کے مذہب کی معتبر ترکتاب چلپی میں لکھا ہوا ہے اِنَّ عَلِیًّا لَمْ یَکُنْ مِنْ اَھْلِ الْاِجْتِھَادِ یعنی حضرت علیؓ مجتہد (یعنی سمجھدار عالم) نہ تھے کہئے حضرت علیؓ کو برا کہنے والے کون ہیں؟ بلکہ آپ کے مذہب کی معتبر کتاب ردالمحتار میں ہے اِنَّ سَابَّ الشَّیْخَیْنِ وَمُنْکِرَ خِلَافَتِھِمَا لَا یُکَفَّرُ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے والا اور ان دونوں کی خلافت کا منکر کافر نہیں اسی طرح اور بھی بہت سے صحابہؓ وغیرہ کو آپ کے مذہب کی کتابوں میں برائی اور حقارت سے ذکر کیا گیا ہے ان پر فتوے جڑے گئے ہیں بحمداللہ اس داغ سے اہلحدیث کا دامن پاک ہے اگر آپ ان حوالوں کو جن میں آپ کے مذہب کے بانیوں نے پیشوایان اسلام کو گالیاں دی ہیں بالتفصیل دیکھنا چاہیں تو میری کتاب سیف محمدی کو ملاحظہ فرمائیے۔

آٹھویں تہمت

حنفی مذہب بلحاظ حضرت علیؓ

سیف محمدی

ناظرین کرام اس قسم کے ان مصنفین کتب کا اصلی منشا یہ ہے کہ وہ دنیا کو کسی

معراف کی اصل غرض

اندھیری کوٹھڑی میں آنکھوں پر پٹیاں باندھکر بند کر دیں۔ یہ اگر آپ کو دیکھنا ہو تو اس کتاب کا صفحہ دیکھ لیجئے جہاں لکھا ہے "ہر مذہب والے کو آنکھ میچ کر اپنی آپ پابندی کرنی چاہئے" دیکھا اور سنا؟ ان کی تو بس ایک ہی ہدایت ہے کہ آنکھیں بند کر کے اندھے بن کر دل کی پھوڑ کر تحقیق کو آگ لگا کر سچائی کے قبول کرنے سے منکر ہو کر تقلیدی کوٹھڑی میں بند ہو کر یہ رٹ لگاتے ہوئے مر جاؤ وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا جس پر ہمارے بڑے تھے اسی پر ہم بھی رہیں گے اور ہماری طرف سے دنیا کو کہا جاتا ہے کہ گولر کے کیڑے نہ بنو تحقیق و تلاش کرو حقانیت اور صداقت جہاں پاؤ اس کے قبول کرنے میں نہ ہچکچاؤ۔ ہمیشہ تلاش حق میں رہو اور جب حق مل جائے یہ نہ دیکھو کہ ماں باپ کی روش چھوٹتی ہے کنبے قبیلے ترک ہوتے ہیں شہری اور ملکی ناراض ہوتے ہیں حکومت اور سلطنت بگڑتی ہے بزرگوں کی تقلید ٹوٹتی ہے فقہ کا خلاف ہوتا ہے دنیا کائیں کائیں کریگی ان تمام واہی خیالات کو چھوڑ دو حق کی آواز کے سامنے پست جاؤ صداقت کے ماننے میں تامل نہ کرو فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ؟

امام بخاریؒ کی عظمت

قربان صاحب کی کتاب کے دیباچے کا جواب بحمداللہ ختم ہوا۔ آگے ملاحظہ ہو لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ کو ایک لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔ سنو آفتاب کا تھوکا منہ پر آتا ہے حضرت امام بخاریؒ کو خدائے تعالیٰ نے وہ عام مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ اسے آپ جیسے لاکھوں ملکر بھی مٹا نہیں سکتے حدیث میں امام صاحب امیر المومنین ہیں۔ خدا کے فضل سے دنیا میں ان کا ہم پلہ کوئی اور نہیں گذرا سنو خود امام المسلمین امام المحدثینؒ کا مقولہ ہے خَرَّجْتُ كِتَابِيَ الصَّحِيحَ مِنْ زُهَاءِ سِتِّ مِائَةِ أَلْفِ حَدِيثٍ یعنی میں نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے چھانٹ چھانٹ کر صحیح بخاری شریف لکھی ہے پس آپ کی یہ کہو اس کہ امام صاحبؒ کو صرف ایک لاکھ حدیثیں یاد تھیں اور وہ فتوٰی دینے کے منصب پر نہ تھے یہ کس قدر آپ کی دیانت داری کی نوحہ خوانی ہے؟ اور کیوں جناب اس کے مقابلے میں اگر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث دانی آپ کی ہی کتابوں سے بیان کی جائے تو؟ انصاف کرو بزرگوں پر طعنہ زنی کرنا اپنی قبر کو جہنم کے انگاروں سے بھرنا ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ جن کا قول آپ نے نقل کیا ہے خود ان میں اور حضرت امام بخاریؒ میں موازنہ کرتے ہوئے امام احمد بن ابی بکرؒ فرماتے ہیں مُحَمَّدُ بْنُ

اِسْمَاعِیْلَ اَفْقَہُ عِنْدَنَا وَاَبْصَرُ مِنْ اَحْمَدِ بْنِ حَنْبَلٍ یعنی ہمارے نزدیک حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ میں اور بصیرت میں بہت زیادہ ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ اور صحیح بخاری پر وہی زبان درازی کرتا ہے جو خدا کی لعنتوں کا مرکز ہو جس کے دونوں جہاں بگڑنے والے ہوں جو رب کے نزدیک جانوروں سے بھی زیادہ ذلیل ہو۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں کہ ایسا شخص بدعتی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے کہ امام محمد بن احمد مروزیؒ فرماتے ہیں کُنْتُ نَائِمًا بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ فَرَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ لِیْ یَا اَبَا زَیْدٍ اِلٰی مَتٰی تُدَرِّسُ کِتَابَ الشَّافِعِیِّ وَلَا تُدَرِّسُ کِتَابِیْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا کِتَابُکَ قَالَ جَامِعُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِیْلَ الْبُخَارِیِّ، یعنی بیت اللہ شریف میں مقام ابراہیم اور رکن یمانی کے درمیان میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں سرورِ رسولاں شفیع امتیاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے مجھ سے فرمایا کہ شافعی کی کتاب کا درس کب تک دیتے رہو گے؟ میری کتاب کا درس کیوں نہیں دیتے؟ میں نے کہا قربان جاؤں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضورؐ کی کتاب کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا امام بخاری کی صحیح بخاری۔ ملاحظہ ہو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ حضرت امام عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہؓ ہیں میں نے جاکر شرف سلام حاصل کیا۔ حضورؐ نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے عرض کیا مَا وُقُوْفُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ حضورؐ کیسے کھڑے ہوئے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا اَنْتَظِرُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِیْلَ الْبُخَارِیَّ، یعنی میں امام بخاری کے انتظار میں ہوں نیند سے بیدار ہو کر میں نے معلوم کیا کہ ٹھیک اسی وقت حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا ہے۔ اللہ آپ کو تمام امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے آمین!

اختلاف کی مذمت

تعجب سا تعجب ہے اور ایک مجھے ہی نہیں جب آپ سنیں گے تو آپ کو بھی تعجب ہوگا کہ قربان صاحب نے اختلاف کی بہت مدح سرائی کی ہے اس لئے اگر انھیں اختلاف کا چسکا نہ ہو تو اور کسے ہو؟ آپ نے اختلاف کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے ایک حدیث بھی لکھی ہے کہ اختلاف الامۃ رحمۃ یعنی امت کا اختلاف رحمت ہے اے جناب آپ حدیث سے کوئی تعلق نہ رکھتے ہوئے اس پر دست درازی کیوں کرتے ہیں؟ اللہ رکھے آپ کی فقہ کو

وہ آپ کو بس ہے ہم نے تو آج تک ان الفاظ میں کوئی حدیث نہیں دیکھی ورنہ آپ ہی ذرا حوالہ لکھ دیجئے آپ کی عنایت ہوگی۔ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ تمام قرآن اور ساری صحیح حدیثیں اختلاف کی مذمت سے پُر ہیں اختلاف کو باعثِ ہلاکت اختلاف کو باعثِ صد لعنت ساری دنیا کہتی ہے بجز آپ جیسے شاذ یقین اختلاف کے کہ وہ اُسے سببِ رحمت بتلاتے ہیں اور اسی وجہ سے ہمیشہ اختلاف کے خواہاں وجویاں اور اس کی اشاعت میں رواں دواں رہتے ہیں کیونکہ آپ کے نزدیک تو جسقدر اختلاف زیادہ ہوگا رحمتِ خدا وافر ہوگی۔ اسی لئے آپ اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں یہ ہے قرآن جو فرماتا ہے وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ط معلوم ہوا کہ رحمتِ رب اتفاق ہے۔ اختلاف رحمت نہیں یہ ہے حدیث جس میں ہے اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ یعنی اگلی تمام امتوں کی تباہی کا باعث یہی اختلاف تھا۔ قربان صاحب اختلاف کے عشق کو آگ لگائیے۔ اور اتفاق سے دوستی پیدا کیجئے اپنے نفس پر اور ان مقلدین پر رحم کھائیے جن کی آنکھوں پر پٹیاں باندھکر آپ انھیں اپنے حوض کی مینڈکیاں بنائے ہوئے ہیں۔

آپ کی پیش کردہ روایت آپ کے پیش کردہ الفاظ میں تو کہیں نہیں البتہ اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ کے الفاظ ایک روایت میں ہیں اس کی نسبت آپ کے مذہب کے معتبر امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ موضوعات میں لکھتے ہیں زَعَمَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ اَنَّهٗ لَا اَصْلَ لَهٗ یعنی بہت سے ائمہ کا بیان ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں محض بے اصل ہے تذکرۃ الموضوعات میں ہے منقطع مرسل ضعیف بے اصل وغیرہ لکھا ہے۔ حاشیہ بیضاوی میں ہے لَيْسَ بِمَعْرُوْفٍ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ یعنی یہ روایت محدثین کے نزدیک معروف نہیں ہے پس یہ روایت غیر ثابت ہے اور باوجود اس کے یہ روایت اتنی ہی نہیں بلکہ لمبی روایت ہے لیکن چونکہ اس روایت کا باقی حصہ ان مقلدین کے خلاف ہے اس لئے وہ یہاں بھی چوری سے کام لیتے ہیں پوری روایت یوں ہے کہ کتاب اللہ میں جو ہے اس پر عمل رکھو اُسے چھوڑنے کا کوئی عذر خدا کے ہاں نہ چل سکیگا۔ اگر کسی مسئلے کو کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو اسے میری سنت میں دیکھو وہ پختہ اور عمدہ چیز ہے اگر میری حدیثوں میں بھی تمہیں نہ ملے تو میرے اصحاب کا کہا ہوا لو۔ میرے اصحاب قائم مقام آسمان کے روشن ستاروں کے ہیں جس کے قول کو لوگے راہ پاؤگے میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔ پس اس روایت کے آخری حصے کو جسے راویوں نے دوسرے الفاظ

حدیث اختلاف امتی رحمۃ

سے بھی بیان کیا ہے یہ لوگ لے لیتے ہیں اور اپنے اختلاف کی برائی پر بےحیائی کا لفافہ چڑھاتے ہیں حالانکہ اختلاف کا عذاب ہونا یہ ثابت شدہ اصول ہے۔ اے دلدادگانِ اختلاف اے دشمنانِ اتفاق۔ اے شیدایانِ تقلید۔ اے اعدائے حدیث۔ اے برہم زنانِ توحید۔ اے فداکارانِ شرک شدید اپنی بداعمالیوں سے توبہ کرو اور خدا سے ڈرکر دینِ خدا پر رحم کرو +

امام احمدؒ سے تقلید کی حرمت

آپ کا یہ قول کہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس شخص کے لئے ہے جو استنباط احکام کی قدرت رکھتا ہو۔ یہ محض غلط ہے اس لئے کہ امام صاحب کے فرمان میں کوئی لفظ ایسا نہیں آپ کا فرمان تو صاف ہے اور ساری دنیا کے لئے ہے خود تم نے جو الفاظ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے میزان شعرانی جلد اول ص۶۸ کے حوالے سے نقل کئے ہیں یہ ہیں وَبَلَغَنَا اَنَّ شَخْصًا اِسْتَشَارَہٗ فِیْ تَقْلِیْدِ اَحَدٍ مِّنْ عُلَمَاءِ عَصْرِہٖ فَقَالَ لَا تُقَلِّدْنِیْ وَلَا تُقَلِّدْ مَالِکًا وَّلَا الْاَوْزَاعِیَّ وَلَا النَّخَعِیَّ وَخُذِ الْاَحْکَامَ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا اس کا ترجمہ جو آپ نے کیا ہے وہ یہ ہے یعنی ایک شخص کے جواب میں یہ بھی کہا کہ میری تقلید نہ کرنا اور نہ مالکؒ کی اور نہ اوزاعی کی اور نہ نخعی کی اور نہ کسی اور کی تقلید کرنا اور احکام وہاں سے لے جہاں سے انھوں نے لئے ہیں۔ اردو کی نزاکت ترجمے کی غلطی وغیرہ تو وہ چیزیں ہیں جن پر ہم گرفت نہیں کرتے مگر اے ناظرین کرام آپ ذرا انصاف کیجئے اس پوری عبارت میں کوئی لفظ ایسا ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہو کہ یہ حکم استنباط کی اہلیت والے کے لئے ہے ورنہ نہیں۔ ظاہر ہے کہ عامی لوگ جو مناسبت قرآن حدیث سے رکھتے ہیں وہی اقوالِ ائمہ سے بلکہ آپ کے مذہب کی کتاب شامی میں ہے اَلْعَامِیُّ لَا مَذْھَبَ لَہٗ عامی کا کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ قرآن حدیث لفظوں میں معنیٰ میں مطلب میں آسان ہے اور اقوال ائمہ اس سے صدہا درجے زیادہ مشکل ہیں۔ پھر ایک عامی ان مختلف اور پھیلے ہوئے اور صدہا لوگوں کے اقوال میں سے تو بطور تقلید مسائل کے اخذ کرنے کی قابلیت رکھتا ہو اور قرآن حدیث کے پاک مجموعے سے جو کم اور صرف ایک کے اقوال اور اختلاف و تضاد سے پاک ان سے مسئلہ لینے کی قابلیت نہ رکھتا ہو؟ اچھا یہی فرض کرلو تو معلوم ہوا کہ علما پر تو امام صاحب تقلید کو حرام قرار دیتے ہیں۔ تم بھی علما کو تو مستثنیٰ کردو۔ اور سنئے بالفرض امام صاحب کے اس قول کی تم نے تحریف کردی لیکن اس قول کو کیا کروگے؟ جو عقد الجید میں مروی ہے فرماتے ہیں لَیْسَ لِاَحَدٍ مَّعَ اللّٰہِ دَ

رَسُوْلِہٖ کَلَامٌ ۔ یعنی خدا رسول کے کلام کے ہوتے ہوئے کسی کا کلام کوئی چیز نہیں۔ اس قسم کے ائمہ اربعہ اور ائمہ اسلام کے بیسیوں اقوال میری کتاب طریق محمدی میں ملاحظہ ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ مقلد جہاں خدا رسول سے ٹوٹتا ہے ائمہ کرام سے بھی چھوٹتا ہے نہ گھر کا رہتا ہے نہ گھاٹ کا ۔

مولوی قربان علی صاحب کا ایک وہ مقولہ سنئے جو آپ کسی مسلمان کی زبانی سن نہیں سکتے ہم گو ان کی ذات شریف سے تو واقف نہیں لیکن کتاب کا تو ایک ایک حرف بتلاتا ہے کہ کچھ اردو کی کتابیں سامنے رکھکر مؤلفین میں اپنا نام گنوایا ہے اور نہایت بیباکی کے ساتھ قرآن وحدیث کا مذاق اڑایا ہے۔ وہ قرآن حدیث کو ہدایت کی چیز نہیں بلکہ گمراہی کا آلہ لکھتے ہیں اور اس پر یہ آیت دلیل میں لاتے ہیں یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا۔ آہ! مسلمان ہوکر قرآن حدیث کو آلۂ گمراہی بتلانا اور اپنی اس قرآن دشمنی کے ثبوت میں قرآنی آیت کا ٹکڑا پیش کر دینا یہ کسقدر کھلا کفر ہے؟ شاید قرآن کی ان آیتوں پر ایمان نہیں ہے ھُدًی لِّلنَّاسِ۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وغیرہ وغیرہ۔ جو آیت تم نے پیش کی ہے اس کی صراحت وتشریح دوسری جگہ ان الفاظ میں ہے وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفَاسِقِیْنَ ۔ خدا تمہیں سمجھ دے کہ تم قرآن وحدیث پر ہاتھ صاف کرنے سے بچو! آمین!

پس آیت کا وہ مطلب نہیں جو تم نے سمجھا ہے کہ قرآن گمراہ کرنے کیلئے اترا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دراصل قرآن کریم سراسر ہدایت ہی ہے لیکن جو بدکار اس سے ہدایت نہ لیں وہ گمراہ ہوتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جو کام آریوں عیسائیوں اور سناتنیوں کا تھا افسوس کہ آج اُسے تم انجام دے رہے ہو اور پھر مسلمان کہلواتے ہو۔

پس کے بعد اس مولف نے ہمیں صحابہ کرامؓ کا بے ادب ائمہ مجتہدین سے شر و فساد کرنے والے امام اعظم سے بغض وعناد رکھنے والے بزرگوں کی اہانت کرنے والے وغیرہ کہا ہے۔ اس کے جواب میں صرف یہی کہدینا کافی ہے کہ ان تمام گندگیوں سے بفضل خدا ہم پاک دامن ہیں۔ اس خیال کے جو لوگ ہوں ہم تو انھیں ملعون ومطرود اور رحمت رب سے مردود سمجھتے ہیں خدا ایسوں پر اپنا غضب وغصہ نازل فرمائے کہو آمین اور اس کے بعد ذرا اپنی فقہ شریف کی ورق گردانی کرو سنو۔

آپ کے مذہب کی معتبر ترکتاب اصول شاشی میں ہے کَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ

مؤلف کا کفریہ کلمہ

چار اماموں کی توہین کا ارتکاب

فقہ کی کتابوں میں صحابیوں کی بے ادبیاں

یعنی ابوہریرہ اور انس بن مالک غیر مجتہد اور غیر فقیہ تھے۔ بین السطور میں حضرت عقبہ بن مالک اور آس پاس کے دیہات کے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غیر فقیہ لکھا ہے ٹھیک اردو میں لفظ غیر فقیہ کے معنیٰ بیوقوف کے ہوتے ہیں پس ان سینکڑوں صحابیوں کو حنفی مذہب کی معتبر اور اصول کی اعلیٰ کتابوں میں اس طرح تہذیب کے ساتھ گالی دی گئی ہے قربان صاحب اب ایمان سے کہئے کہ صحابہؓ سے بے ادبی کرنے والے کون ہیں؟ شانِ خاصانِ رسول میں لاف زنی کرنیوالے کون ہیں؟ تعجب ہے کہ جاں نثارانِ رسول شاگردان پیغمبر تو غیر فقیہ ٹھہریں اور اصول شاشی والے اور نورالانوار والے فقیہ مانے جائیں؟۔ مجتہدین کرام اور ائمہ عظام کی توہین بھی اگر آپ کو غیر مشتبہ الفاظ میں دیکھنی ہو تو اپنے مذہب کی اعلیٰ اور اصولی کتاب نورالانوار کو دیکھئے جس میں دو جگہ لکھا ہے کَجَهْلِ الشَّافِعِيِّ یعنی مثال کے طور پر شافعی کی یہ جہالت ہے۔ اس بے ادبی کو دیکھئے نام کس حقارت سے لیتے ہیں اور پھر انھیں جاہل کہتے ہیں یہ الفاظ ہیں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق۔ اب تو آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ آپ کے فرقے نے کیا کیا ستم توڑے ہیں؟ اور کس طرح صحابہ کی اور ائمۂ دین کی سب وشتم سے خبر لی ہے؟ کسی کو ناسمجھ لکھا کسی کو جاہل کہا۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔ اگر آپ کو یہ بحث مفصل دیکھنی ہو تو میری کتاب **سیف محمدی** ملاحظہ فرمالیں +

سیف محمدی

محدثین کرام کی بے ادبی کا جواب

پھر آپ نے ایک انوکھی مثال یہ پیش کی ہے کہ محدثین عطار کی طرح ہیں اور فقہا طبیب کے مثل۔ میں کہتا ہوں اول تو یہ مثال غلط ہے۔ اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو ہم کہتے ہیں فرض کرو طبیب نے نسخہ لکھا لیکن اگر دوائیں نہ ہوں تو کیا اس کا نسخہ لیکر کوئی جائیگا؟ اسی طرح وہ فقہ جو حدیث بغیر کی ہو نسخہ ہے جس کی دوا نہیں ہاتی۔ نسخہ مریض کے ہاتھ میں ہی رہیگا اور وہ تڑپ تڑپ کر جان دیدیگا طبیب صاحب بھی بغلیں جھانکتے رہیں گے اور تیماردار بھی منہ بسورے رہ جائیں گے۔ وہ فقہ جو حدیث سے نہ ہو جسم ہے جس میں جان نہیں چھلکا ہے جس میں گودا نہیں سیپ ہے جس میں موتی نہیں آپ جیسے حضرات تو جو چاہیں لکھ دیں لیکن انصاف کی بات تو یہ ہے کہ محدث سے بڑا فقیہ نہیں ہوتا۔ فقیہ انھیں نہیں کہتے جو فرضی صورتیں تراشتے جائیں اور ان پر اپنے گھر ملو فتوے لگاتے جائیں۔ فقیہ وہی ہے جسے حدیث رسول سے انس ومحبت ہو۔ سردار محدثین حضرت امام بخاریؒ کی نسبت حجۃ اللہ میں ہے وَ كَانَ غَرَضُهُ ... اِسْتِنْبَاطَ الْفِقْهِ منجملہ اور اغراض کے امام صاحب کی ایک غرض احادیث سے

تعریف فقیہ

فقہی مسائل کا استنباط کرنا بھی تھی۔ آؤ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنو۔ بیہقی میں ہے آپ سے سوال ہوتا ہے کہ علم کی کس حد تک پہنچ کر انسان فقیہ ہو جاتا ہے؟ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِیْهًا۔ جو امر دین میں میری چالیس حدیثیں یاد کرے اُسے اللہ تعالیٰ فقیہ کر کے اٹھائیگا۔ پس محدثین کرام ہی فقہا ہیں۔ وہ جو رائے قیاس سے شاشہ مسائل گھڑتے چلے جائیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ رحمۃ اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں فَالْفَقِیْهُ یَوْمَئِذٍ هُوَ التِّرْتَارُ الْمُتَشَدِّقُ الَّذِیْ حَفِظَ اَقْوَالَ الْفُقَهَآءِ قَوِیَّهَا وَضَعِیْفَهَا مِنْ غَیْرِ تَمْیِیْزٍ وَسَرَدَهَا بِشَقْشَقَةٍ شِدْقِیَّةٍ۔ یعنی آج تو عوام میں فقیہ وہ کہے جاتے ہیں جو بکواس خوب بکواس کر لیتے ہوں جنھیں کتب فقہ کے بہت سے مسائل یاد ہوں۔ اور بے تمیزی کے ساتھ قوی اور ضعیف میں فرق کئے بغیر اونہی کو ادھر اُدھر موقع بے موقعہ الاپتے پھریں۔

صرف خدا کو پکارو

اس کے بعد قربان صاحب نے یہ مسئلہ چھیڑا ہے کہ مُردوں کو پکارنا جائز ہے اس کے ثبوت میں السلام علیکم یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ کہنا اور تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ پڑھنا آپ نے وارد کیا ہے اس کی نسبت گذارش ہے کہ حقیقتاً یہاں دونوں مخاطب نہیں یہ صرف منقول دعا ہے جس طرح چاند دیکھنے کے وقت کی دعا میں ہے رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ ظاہر ہے کہ چاند تو کوئی روحانی تصرف نہیں رکھتا آپ کے نزدیک مُردوں کو تو تصرف حاصل ہے لیکن شاید آج تک چاند سورج کے تصرف و اختیار کے آپ قائل نہیں ہوئے اور اگر اس جرم کے بھی آپ پجاری بن گئے ہوں تو خدا کو خبر ہے۔ اس طرح کے خطابات بطور نقل کے تو بہت سے ہیں اور آپ کو بھی ماننا پڑیگا کہ وہ مخاطب سنتے نہیں ہیں۔ مثلاً یَا اِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اور یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ اور یَا سَمَآءُ اَقْلِعِیْ۔ جب ان آیتوں کو پڑھیں گے تو کیا خطاب کی وجہ سے جناب مان لینگے؟ کہ شیطان ملعون اور زمین و آسمان بھی پکارے جانے کے قابل ہیں اور یہ کہ وہ بھی سنتے جانتے ہیں اور یا علیؓ یا حسینؓ کے ساتھ ان ناموں کا بھی اضافہ کر لیں گے؟ سنئے خدا تعالیٰ کو مصیبتوں کے وقت پکارا جاتا ہے اسلئے کہ وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہر حاجت کو پورا کرنے والا ہے ہر دور و نزدیک کی پکار کو سننے والا ہے ہر شخص کے حالات سے عالم ہے فی الواقع یہی عقیدہ کسی پیر پیغمبر کی نسبت رکھ کر جو اسے پکارے وہ قطعاً مشرک و کافر ہے ایمان سے بارہ پتھر باہر ہے۔ خواہ اُسنے کسی دیوی کو اور بت کو پکارا ہو خواہ نبی اور ولی

خدا کے سوا اوروں کو پکارنا شرک ہے

پیر اور فرشتے کو پکارا ہو۔ تم نے ہماری یہ عیب جوئی اچھی کی! کیا جو چیز تمہیں بری لگے؟ اُس کے بیان کو ہم چھوڑ دیں گے؟ یا اُس مسئلے کا جو حکم ہوا سے چھپالیں گے؟ استغفر اللہ۔ سنو قرآن فرماتا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا اور اسے قبول فرماؤں گا فرماتا ہے۔ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ خبردار اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارنا جو کہ نہ تجھے نفع پہنچا سکے نہ نقصان اگر تو نے ایسا کیا تو تو یقیناً ظالموں میں ہو جائیگا۔ لیکن تم ہو کہ کہتے ہو خدا کے سوا اوروں کو حاجت روائی کے لئے اور مشکل کشائی کے لئے پکارتے ہو یا علیؓ اور یا حسینؓ کہہ کہہ کر اُن سے مرادیں مانگتے رہو۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ عمل قرآنی تعلیم کے یکسر خلاف ہے اور خود حنفی مذہب کے بھی خلاف ہے۔ حنفی بھائیو! تمہارے یہ ملا مولوی صرف اپنی روٹیوں کے خیال سے تمہیں حقیقتِ حال سے باخبر نہیں کرتے ورنہ سنو تمہارے حنفی مذہب کی کتاب شرح فقہ اکبر میں ہے ذَکَرَ الْحَنِفِیَّۃُ تَصْرِیْحًا بِالتَّکْفِیْرِ بِاِعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ لِمُعَارَضَۃِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی حنفی مذہب کے کل عالموں نے اُسے کافر کہا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں کیونکہ یہ عقیدہ قرآن کی اس آیت کے خلاف ہے جس میں ہے کہ زمین یا آسمان میں بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی غیب کا جاننے والا نہیں تمہارے مذہب کی کتاب شامی میں ہے یکفر بادعاء علم الغیب غیب دانی کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ تمہارے مذہب کی معتبر کتاب فتاویٰ بزازیہ میں ہے مَنْ قَالَ اَرْوَاحُ الْمَشَائِخِ حَاضِرَۃٌ تَعْلَمُ یَکْفُرُ یعنی جو شخص بزرگوں کی نسبت یہ عقیدہ رکھے کہ ان کی روحیں حاضر ناظر ہیں وہ کافر ہے۔ مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی اپنے فتاوے میں لکھتے ہیں "ہمچو اعتقاد کہ حضرات انبیا و اولیا ہر وقت حاظر و ناظر اند و از ہمہ حال برند ارا مطلع می شوند اگرچہ از بعید باشد شرک است" یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرات انبیا و اولیا ہر وقت حاضر ناظر ہیں اور ہر حال میں ہمارے پکارنے کو اگرچہ ہم دور سے پکاریں وہ سنتے ہیں اور خبر رکھتے ہیں یہ عقیدہ شرک ہے۔ بالآخر کتاب کلمات الکفر میں ہے گفت کہ خدا و رسول خدا را گواہ کردم یا فرشتہ را گواہ کردم کافر شود۔ یعنی بوقت نکاح کسی نے کہا کہ میں نے خدا رسول کو گواہ کیا یا فرشتہ کو وہ کافر ہے اس کی وجہ حاشیے پر یہ تحریر ہے کہ "چرا کہ آن اعتقاد کرد کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غیب می دانند مثل خدا و پیغمبر خدا در حالت حیات غیب نمیدانست پس چگونہ بعد موت

غیب داند کذا فی قاضی خاں ۔ یعنی اس کے کفر کی وجہ حضورؐ کو مثل خدا غیب داں جاننا ہے حالانکہ حضورؐ اپنی زندگی میں غیب داں نہ تھے تو بعد از موت غیب داں کیسے ہوجائیں گے ؟ مثنوی مولوی روم میں تحریر ہے ؎

از کسے دیگر چہ میخواھی مگر ٭ حق زدادن مفلس آمد اے پسر
رزق ازوے خواہ نے از غیر او ٭ آب ازیم جو مجو از خشک جو
گفت پیغمبر کہ جنت از الٰہ ٭ گر ہمی خواہی ز کس چیزے مخواہ

یعنی تو جو خدا کے سوا اوروں سے مانگتا پھرتا ہے شاید تو نے اپنے خیال میں خدا کو مفلس سمجھ رکھا ہے تو اپنی روزی وغیرہ کل حاجتیں خدا ہی سے طلب کر کیونکہ اوروں سے طلب کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی کے لبریز بھرے ہوئے دریا بلکہ سمندر کو چھوڑ کر کسی خشک گڑھے سے پانی طلب کرے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اگر جنت کے طلب گار ہو تو سوائے خدا کے کسی کو نہ پکارو نہ اس سے حاجت روائی اور مشکل کشائی طلب کرو۔

پس ایک وہ مسئلہ جو توحید کا ہے جس کا خلاف شرک و کفر ہے جو قرآن میں ہے جو حدیث میں ہے جو فقہ میں ہے جو بزرگ صوفیوں کی زبان پر ہے اس کے بیان سے آپ کو تھرتھری کیسے چھوٹی؟ اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کو خدا کے اوپر جھکا رہنے دو۔ نیک در گیرد مستحکم گیر۔ انھیں قبروں پر اور جھنڈوں تعزیوں پر اور نشانوں پر اوندھا نہ ڈالو۔ آہ! کلیجہ کٹتا ہے جب دیکھتے ہیں کہ ان جیسے توحید فروش علما کی وجہ سے ناواقف مسلمان قبروں کے پتھروں پر سجدہ کر رہے ہیں ان کا طواف کر رہے ہیں ان کی دھوؤن پی رہے ہیں ان کی خاک چاٹ رہے ہیں ان پر ہاتھ اور منھ مل رہے ہیں ان سے دعائیں اور التجائیں کر رہے ہیں کوئی بیٹا مانگتا ہے کوئی مال چاہتا ہے کوئی بیوی طلب کرتا ہے آہ! خدا کے بندو تمہارا وہ سر جسے صرف خدا نے بنایا تھا جس میں ایک رگ ایک پٹھا ایک ہڈی کھال کا کوئی حصہ بلکہ ایک بال بھی کسی پیر پیغمبر ولی شہید فرشتے اور فقیر کا پیدا کیا ہوا نہ تھا اُسے تم خدا کے سوا اوروں کے سامنے جھکاتے ہو؟ قریب والے سب چیز پر قادر سب کے مالک خدا کو چھوڑ کر خدا کے غلاموں کو پکارتے ہو؟ فرمان خدا ہے ذالك بان اللہ ھو الحق وان ما تدعون من دونہ الباطل وان اللہ ھو العلی الکبیر یعنی اللہ سچا ہے اور اس کے سوا جسے تم پکارتے رہتے ہو سب باطل ہیں اور اللہ بلند اور بڑا ہے

دعوت توحید

تم نے قرآنی آواز نہیں سنی۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ میرے سوا کوئی نہیں جو بیقرار کی بے کسی کے وقت کی دعا کو سن سکے اور اسے مشکل سے نجات دے سکے۔ کیا تم نے نہیں سنا؟ کہ خدائے تعالیٰ نے ساری مخلوق سے افضل و اعلیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاصۃً خطاب کرکے فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کردو لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ مجھے تمہارے کسی نقصان نفع کا اختیار نہیں اس پر بھی بس نہ کرکے فرمایا اور یہ بھی اعلان کردو لَآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۝ مجھے تو خود اپنے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں۔ لوگو تم نے خدا کو سمجھا کیا ہے؟ سنو وہ فرماتا ہے اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ یعنی زمین آسمان میں جتنے جاندار ہیں سب خدا کے غلام ہیں اس کے سامنے پیش ہونے والے ہیں سب اس کے قبضے اور اس کی قدرت میں گنے چنے ہیں اور ہر ایک قیامت کے دن اس کے سامنے تنہا تنہا جانیوالا ہے اپنے مقرب فرشتوں کا ذکر کرکے فرماتا ہے وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۝ ان میں سے اگر کوئی بھی خدائی دعویٰ کرے تو میں اسے جہنم میں جھونک دوں فرماتا ہے وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ آسمانوں کے فرشتے زمین کے پیغمبر اور تمام جاندار اور بے جان اُسی خدا کی ملکیت ہیں اور سب اس کے سامنے دست بستہ عاجز و اطاعت گذار ہیں۔ مسلمانو چاہے ان ملا مولویوں کو دنیا و ان کی جیبیں بھر دو لیکن خدارا انھیں دین دیکر بے دین ہوکر خدا کے سامنے نہ جاؤ یہ تو دین کے ڈاکو توحید کے چور ہیں صحیح چیز تو یہ تھی کہ مردہ بدست زندہ لیکن انھوں نے معاملہ الٹ دیا ہے یعنی زندہ بدست مردہ قرآن فرماتا ہے لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ یعنی سورج چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ صرف اللہ ہی کو سجدہ کرو جو سب کا خالق ہے۔ یہ ہے تمہارے مذہب کی معتبر کتاب شامی جس میں تحریر ہے لَوْ سَجَدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى يُكَفَّرُ ۝ یعنی اگر خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے تو کافر ہو جاتا ہے۔ یہ تو چاہتے ہیں کہ تم قبروں پر ہی جھکے رہو وہیں چڑھاوے چڑھاتے رہو منتیں اتارتے رہو۔ نذریں لیجاتے رہو اور ان کی پانچوں گھی میں رہیں تم ان کے سر کڑھائی میں دو اور پھر سے کلمہ پڑھ لو

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

صراط محمدی

اس کی مزید تفصیل دیکھنی ہو تو میری کتاب **صراط محمدی** ملاحظہ فرمائیے۔ یاد رہے کہ السلام علیک کی جگہ بعض سے السلام علی النبی پڑھنا بھی مروی ہے پھر تو یہ استدلال ہی گیا اسی طرح سلام میت میں بعض حدیثوں میں دَارَ قَوْمٍ ہے بعض میں السلام علیٰ اَھل الدیار من المومنین والمسلمین ہے پس یہ دوسرا استدلال بھی گیا۔

قربان صاحب نے اتنی چالاکیاں اپنی کتاب میں کھیلی ہیں کہ جن کا شمار مشکل ہے اور شاید اس کی وجہ یہ ہوئی ہے کہ انھوں نے سمجھا اولاً تو میری کتاب اہلحدیث کے ہاتھوں میں جائیگی ہی کیوں؟ دوسرے بالفرض گئی بھی تو ایسی کتاب کو پڑھیگا ہی کون؟ اور بالفرض کسی نے دیکھ بھی لی تو علماء کو کیا خبر؟ اور اگر بالفرض علما کے ہاتھوں میں پڑ گئی تو وہ اسے ردی میں ڈال دینگے کون جواب لکھتا ہے؟ لیکن مسکین کو کیا خبر تھی کہ سر منڈواتے ہی اولے پڑیں گے اگر یہ بات نہ ہوتی تو قربان صاحب اتنی جرأت نہ کرتے کہ لکھ مارتے کہ ہم ابراہیم حنیف کی وجہ سے حنفی کہلواتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ امام صاحب نے اپنی یہ کنیت رکھی تھی وغیرہ۔ انھیں یہ نہیں معلوم کہ خود امام صاحب اپنی کنیت کی بابت کیا فرماتے ہیں سنئے امام صاحبؒ فرماتے ہیں لَا یَکْتَنِیْ بِکُنْیَتِیْ بَعْدِیْ اِلَّا مَجْنُوْنٌ یعنی یہ کنیت میرے بعد وہی رکھیگا جو نرا گدھا ہو بالکل پاگل ہو پورا مجنوں ہو۔ امام صاحب کے پڑپوتے ابراہیم کہتے ہیں رَاَیْنَا عِدَّۃً اِلْتَنَوْا بِھَا فَکَانَ فِیْ عُقُوْلِھِمْ ضُعْفٌ یعنی ہم نے خود دیکھا کہ جن جن لوگوں نے یہ کنیت رکھی سب پاگل ہی ہو گئے۔ ملاحظہ ہو تاریخ خطیب بغدادیؒ اور بھی اگر آپ کو تفصیل دیکھنی ہو تو میری مترجمہ کتاب **امام محمدی** ملاحظہ فرمالیں۔ یقین ہے کہ اب آپ ایسی کچی بات کہتے ہوئے ذرا جھجھکیں گے بشرطیکہ اس کنیت کے ایک حصے نے آپ کے ذہن کے کسی حصے میں کوئی خاص بگاڑ پیدا نہ کیا ہو۔ آپ حنفی ہیں حنیفی نہیں ہیں جو آپ اس لفظ پر اور اس نسبت پر کوئی فخر کر کے قرآنی آیت اپنی فضیلت میں لا سکیں قرآن تو امام صاحبؒ سے پہلے ہی اتر چکا تھا اس میں آپ جو چوتھی صدی کے بعد کی پیدائش ہیں آئے کہاں سے؟ اللہ تمہاری عقل پر رحم کرے۔

امام محمدی

مؤلف صاحب نے اس کے بعد اپنی حدیث دشمنی کا ایک اور ثبوت دیا ہے لکھتے ہیں کہ "یہی وجہ ہے کہ احناف نیت نماز سے پہلے یہ آیت اِنِّیْ وَجَّھْتُ الخ پڑھ لیتے ہیں" میں کہتا ہوں یہ

بدعت

بھی تمہاری بدترین بدعت ہے اور حدیث اور سنت کا خلاف ہے حدیث میں تو ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوۃَ کَبَّرَ ثُمَّ قَالَ الخ (نسائی) اور حدیث میں ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ تَطَوُّعًا قَالَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ الخ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہہ کر تکبیر تحریمہ کے بعد اِنِّیْ وَجَّھْتُ پڑھتے تھے لیکن مؤلف صاحب نے حدیث کی خلاف یہ کہا کہ نیت نماز سے پہلے اسے پڑھ لے ہر جگہ خدا کے رسول کا خلاف کریں لیکن ہیں یہ چاہنے والے رسول کے۔ اہلحدیث ہر فرمانِ رسول کو سر آنکھوں پر رکھیں لیکن ان کی رٹ یہی ہے کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی ہ پھر جتنی دعا مؤلف نے ذکر کی ہے حدیث میں اتنی نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہے۔ پھر اس میں مؤلف نے اپنے مذہب کا بھی خلاف کیا ہے حقیقت ہے کہ حنفیوں میں اس وقت دو گروہ ہیں ایک تو قبر پرست تعزیہ پرست مولود خواں یہ گروہ اپنے تئیں بریلوی یا رضائی وغیرہ کہلواتا ہے دوسرا گروہ ہے جو اپنے تئیں دیوبندی کہلواتا ہے ان دونوں گروہ کا حال وہی ہے جو قرآن نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے تَحْسَبُھُمْ جَمِیْعًا وَّقُلُوْبُھُمْ شَتّٰی ہ تو انہیں ایک سمجھ رہا ہے حالانکہ ان کے دل ایک نہیں بلکہ ایک ایک سے الگ ہے۔ دیوبندی بریلویوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں اور بریلوی دیوبندیوں کو بھی اس سے ورے نہیں چھوڑتے ہمیں اس وقت یہ کہنا ہے کہ بریلوی جماعت کے تو چھوٹے بڑے سارے کے سارے ہی علم کے پاس سے بھی نہیں نکلے آپ عمر بھر ان کی باتیں سنیں لیکن اُن میں سے ایک کو بھی قرینے کی گفتگو کرنے والا بھی نہ پائیں گے یہ تو بے پر کی اڑنے والے بے روح کے جسم ہیں۔ ان کا عمل جہاں قرآن حدیث پر نہیں وہاں فقہ پر اور حنفی مذہب پر بھی نہیں یہ تو اپنے بزرگوں کی بڑھائی ہوئی بکلوں کی ڈور اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے ہیں۔ ورنہ ہمارا ان سے سوال ہے کہ بتائیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے کب مولود کیا؟ انھوں نے کب تعزیہ داری کی؟ انھوں نے کب عرس کئے؟ انھوں نے کب میلے کئے؟ انھوں نے کب رجبی منائی؟ انھوں نے کب معراج کی رات چراغاں کئے؟ انھوں نے رجب کے کونڈے کب کئے؟ انھوں نے شعبان کی پندرہویں کو کب عید منائی؟ کب حلوے پکائے؟ کب فاتحے دلوائے؟ کب روحوں کو کورے برتنوں میں پرشاد دیا؟ کب آتش بازی چھوڑ کر روحوں کو ڈرایا؟ کب چنوں پر ختم پڑھا؟ کب تیجے دسویں چالیسویں بیسویں کئے؟ کب برسیاں منائیں؟ کب تبارک کی روٹیاں دیں؟

حنفیوں کے دو گروہ

کب چالیس دن تک روح کا آنا مانا؟ کب تیرہ تیزی کا تہوار منایا؟ کب آخری بدھ کی عید منائی؟ کب مہندیاں اور دولدل نکالے؟ کب سانگ بھرے؟ کب قوالیاں سنیں؟ کب قبروں پر رنڈیوں کے مجرے کرائے؟ کب قبروں پر نوگوں کے سر جھکوائے؟ کب قوالوں کے فحش شعروں پر وہ ناچے اور تھرکے؟ کب انھیں غزلیں سنکر وجد آیا؟ کب انھوں نے مجاور بن کر قبروں کی جھاڑو بتی کی خدمت انجام دی؟ انھوں نے کب مخلوق میں سے کسی کو عالم الغیب حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا؟ انھوں نے کب صلوٰۃ غوثیہ ادا کی؟ انھوں نے کب لکھی اور ہزاری روزے رکھے؟ انھوں نے کتنے تعزیے بنائے؟ کہاں کہاں بٹھائے؟ کب ریوڑی گنڈا ان پر چڑھا یا؟ کب اپنے بچوں کے سر پر امام حسینؓ کے نام کی چوٹی رکھی؟ کب تاشے اور نقارے پیٹتے ہوئے تعزیوں کو شہروں میں گشت لگایا؟ کونسا امام باڑہ بنا کر وہاں مجلس عزاداری قائم کی؟ کون سے مرثیے پڑھے؟ کون سے جنگ نامے اور کربلا نامے تصنیف کئے؟ اے رضائیو! اور اے بریلویو! کیوں خدا کو رسول کو ائمہ دین کو اسلام کو مذہب کو امام صاحب کو اور مذہب امام صاحب کو بدنام کرتے پھرتے ہو! ڈرو اللہ سے ڈرو بزرگوں پر طوفان نہ باندھو ورنہ تم میں سے کوئی آئے اور خود تمہارے مذہب کی فقہ کی معتبر کتابوں میں سے امام صاحب سے ان کاموں میں سے کسی کا بھی صریح صحیح ثبوت دے تو خدا کی قسم ہم مان لیں گے۔ برادران ان مولویوں کو مجبور کرو ان افعال کا ثبوت امام صاحب سے صراحت و صحت کے ساتھ طلب کرو اگر یہ نہ پیش کر سکیں تو تمہیں بھی تمہارے رب کی قسم ہے کہ انھیں اور ان کے ساتھ ان بدعتوں کو چھوڑ دو ورنہ یاد رکھو قیامت کے دن نہ یہ مولوی کام آئیں گے نہ یہ للا تمہاری قبروں میں سوئینگے۔ نیکیاں کرو سنت پر عمل کرو توحید کو مضبوط تھامو! تاکہ خدا کے ہاں سرخرو ہو سکو۔ خیر مجھے یہ عرض کرنا تھا کہ اس جگہ قربان علی صاحب نے خود حنفی مذہب کا بھی خلاف کیا ہے۔ یہ ہے حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ھدایہ شریف جس کے اول حصے کے چھیاسی صفحہ کی تیرہویں سطر میں لکھا ہے عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ اَنَّہٗ یَضُمُّ اِلَیْہِ قَوْلَہٗ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ اِلٰی اٰخِرِہٖ مطلب یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر پھر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ پڑھکر پھر اِنِّیْ وَجَّھْتُ الخ بھی آخر تک پڑھے یہ مذہب ہے امام ابو یوسفؒ کا۔ لیکن امام محمد اور خود امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد صرف سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ پڑھے۔ پس اس غیر مقلد قربان علی صاحب مؤلف راہِ صواب نے یہاں فقہ کا اور خصوصاً امام صاحب کا بھی خلاف کیا آپ کے مذہب کی کتاب

درمختار میں ہے فَلَا یَضُمُّ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ اِلَّا فِی النَّافِلَةِ یعنی وجہت لہٗ کا اضافہ نہ کرے بجز نافلہ کے۔ آپ کے مذہب کی کتاب شامی میں ہے اَلْحَقُّ اَنَّ قِرَأَتَهٗ قَبْلَ التَّسْمِیَةِ وَ بَعْدَهَا قَبْلَ التَّکْبِیْرِ لَمْ تَثْبُتْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَنْ اَصْحَابِهٖ یعنی حق بات یہ ہے کہ اِنِّیْ وَجَّهْتُ کا نیت نماز سے پہلے یا نیتِ نماز کے بعد تکبیر اولیٰ سے پہلے پڑھنا نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین سے امید کہ اب حنفی مذہب کی لاج رکھکر مؤلف صاحب اپنی اس بدعت سے توبہ نامہ شائع کر دینگے۔

حضرت عیسیٰ پر حنفیت

پھر لکھتے ہیں "حضرت عیسیٰ علیہ السلام احناف کے طریقہ پر عمل فرمائینگے" میں چاہتا ہوں کہ ان مقلدین کی اس یاوہ گوئی کو اولاً تو تفصیل سے بیان کروں پھر اس کی تردید بھی ناظرین کے سامنے رکھ دوں یہ اسلئے کہ آپ کو یہ یقین ہو جائے کہ تقلید کی محبت میں یہ کس قدر اندھے بہرے ہو گئے ہیں اور بڑے بڑے انبیا بالخصوص کلمۃ اللہ وروح اللہ ونبی اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کس طرح یہ بہتانِ تقلید باندھتے ہیں پس سنئے۔

پیش لفظ

شیخ چلی کے قصے فسانہ عجائب کے فسانے، طوطا مینا کی کہانیاں، حاتم سوشربا کی گپیں تو دنیا میں مشہور ہیں لیکن مذہبی رنگ میں اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز جھوٹ حیا سوز بکواس بے تکی گپ بلا قرینہ کا کذب بعض نشہ تقلید کے بدمست لوگوں نے بک دیا ہے، چنانچہ بعض وہ لوگ جو اپنے آپ کو مقلد حنفی المذہب مانتے ہیں اور ان کے پرمذاق دل نت نیا سامانِ تفریح پیدا کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں انھوں نے ایک بے وقت کی راگنی الاپی ہے اور جھوٹ بکا ہے جس سے شیطان بھی شرمائے، اپنے نزدیک تو یہ گویا امام ابوحنیفہؒ کی تعریف و توصیف کرتے ہیں اُن کی فضیلت و منقبت بیان کرتے ہیں، لیکن دراصل اگر امام صاحب زندہ ہوتے تو غالباً ان کے کفر کا فتویٰ دیتے یا ان کے لئے کوئی سخت سے سخت تر سزا تجویز کرتے۔ یہ دشمنان امام صاحب لکھتے ہیں کہ منجملہ اور بہت سی کرامتوں کے امام صاحب کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ پہلا باب خضر علیہ السلام ہر دن صبح کو اُن کے پاس آکر علم دین سیکھا کرتے تھے پچاس برس تک برابر یہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رہا یہانتک کہ امام صاحب کا انتقال ہو گیا چونکہ خضر علیہ السلام کی تعلیم ابتک مکمل نہیں ہوئی تھی اس لئے انھیں سخت صدمہ ہوا، جناب باری میں عرض کی کہ الٰہ العالمین اس غلام کی اگر تیرے ہاں کچھ بھی قدر ہو تو ابوحنیفہ کو اجازت دے کہ وہ قبر میں سے مجھے تعلیم دیا کریں اور میں شریعت کا پورا علم اُن سے حاصل کر لوں، آسمان سے

جواب ملا خضر تم امام صاحب کی قبر پر جاؤ اور جو چاہو سیکھو اور اپنے ارمان پورے کرو چنانچہ حضرت خضر نے اسی طرح صبح کے وقت بلا ناغہ ان کی قبر پر جانا شروع کیا اور امام صاحب بھی انھیں قبر میں سے حسب عادت پڑھانا شروع کر دیا پچیس برس تک یہ پڑھتے رہے اور وہ پڑھاتے رہے یہانتک کہ کل علم سیکھ لیا۔ جب خضر کی دستار بندی ہوگئی تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی پروردگار اب مجھے کیا حکم ہوتا ہے آسمان سے ندا آئی کہ اب عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور حکم ثانی کا انتظار کرو۔

دوسرا باب۔ ماوراء النہر میں ایک شخص تھا ابوالقاسم قشیری اس کا باپ تو مر چکا تھا ماں زندہ تھی۔ یہ شخص اپنی والدہ کی بہت خدمت کرتا تھا اور اسے ہر وقت راضی رکھتا تھا جوانی کی عمر میں اسے علم دین حاصل کرنیکا ولولہ اٹھا۔ ماں کی خدمت میں حاضر ہوا باادب عرض کیا کہ مجھے تحصیل علم کے لئے جانے کی اجازت دیجئے۔ ماں بھی بہت دیندار متقی پرہیزگار تھی خیال کیا کہ اگر روکتی ہوں تو خیر سے روکنے والی بنتی ہوں اگر اجازت دیتی ہوں تو اس کی جدائی پر صبر نہیں ہو سکیگا اور پھر میرا اسکے سوا اور کون ہے بالآخر صبر کی سل کلیجہ پر رکھکر کہا جاؤ جانِ مادر تمہیں خدا کو سونپا، ابوالقاسم ایک اور شخص کو اپنے ساتھ لے کر ماں سے رخصت ہو کر خوشی خوشی بخارا کی طرف طلب علم کے لئے چلے۔

تیسرا باب۔ ماں کی نظروں سے بیٹے کا غائب ہونا تھا کہ کوہ غم ان پر ٹوٹ پڑا۔ صبر کی رسی ہاتھ سے چھوٹ گئی، آنکھیں ساون بھادوں برسانے لگیں جی بیقرار ہو گیا تلملانے لگیں، دروازے پر ہی بیٹھ گئیں اور رو رو کر جناب باری میں عرض کرنے لگیں خدایا میں نے کھانا پینا سونا رہنا سہنا اپنے ذمہ حرام کر لیا ہے جب تک کہ اپنے نور نظر کو نہ دیکھ لوں تھیں یہ بھی خدا کی لاڈلی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا بھی دل رکھ دیا۔ قشیری جو اپنے ساتھی کے ساتھ چلے رات کو ایک جگہ قیام کیا پاخانے کیلئے باہر نکلے اتفاق سے سارے کپڑے پیشاب میں لت پت ہو گئے۔ گھبرا گئے واپس آکر ساتھی سے کہا تم تو جاؤ میں تو گھر واپس جاتا ہوں۔ اس پہلی منزل میں تو نجاست میرے کپڑوں کو لگی شاید دوسری منزل میں جسم کو لگ جائے اور پھر شاید تیسری منزل میں روح کو بھی ناپاک کر دے بس میں اس سفر سے باز آیا۔ اس سے تو ماں کی خدمت میں رہنا ہی مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے الٹے پاؤں واپس آئے دیکھا کہ بڑھیا ماں سے جس جگہ جدا ہوئے تھے وہ وہیں

بیٹھی ہیں سخت اندوہناک اور غمگین ہیں آنکھوں سے آنسو تھمتے نہیں، اُن کے سلام سے وہ چوکنا ہوگئیں اور خوش ہوکر انھیں لیکر گھر میں آئیں +

چوتھا باب - قشیری کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا اور خضر علیہ السلام سے کہا کہ قشیری نے اپنی والدہ کو خوش کیا ہے میں بھی اس سے خوش ہوں اس لئے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم قشیری کے پاس جاؤ اور جو کچھ تم نے اپنے استاد ابوحنیفہ سے سیکھا ہے وہ سب انھیں گھر بیٹھے سکھا دو چنانچہ خضر ان کے پاس آئے اور فرمایا تو نے طلب علم کیلئے سفر کیا اور پھر اپنی ماں کو رضامند کرنے کیلئے واپس چلا آیا اس لئے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو گھر بیٹھے میں پڑھا دوں، قشیری نے ان کی شاگردی شروع کی اور حضرت خضر روزانہ بلاناغہ آکر انھیں پڑھا جایا کرتے تھے تین برس میں قشیری نے وہ کل علوم حضرت خضر سے سیکھ لیے جو انھوں نے پچھتر برس میں سیکھے تھے پچاس برس کی زندہ تعلیم اور پچیس برس کی مردہ تعلیم۔ اب قشیری بے نظیر عالم اور کل حقائق و دقائق سے آگاہ ہوگئے۔

پانچواں باب۔ قشیری خود بڑے صاحب کرامت ولی اللہ تھے بہت سے لوگ ان کے شاگرد ہوئے اور بہت سے مرید بنے۔ انھوں نے ایک ہزار کتابیں تصنیف کیں اور اب تک جو علم سینے میں تھا آج کتاب میں آیا۔ زاں بعد اپنے ایک راسخ الاعتقاد مرید کو بلایا اور کہا مجھے ایک ضروری امر پیش آیا ہے تم میری یہ کتابیں لو اور ایک صندوق میں بند کرو اور دریائے جیحوں میں ڈال آؤ۔ ان کے سامنے وہ ایک ہزار کتابیں گن کر صندوق میں بند کرکے ان کے سپرد کیں، مرید جب امانتِ شیخ کو لیکر چلا تو دل میں خیال آیا کہ میں شیخ کی ان متبرک کتابوں کو کیسے دریا برد کردوں اور اگر نہ کروں تو شیخ کی خفگی کا خیال ہے بہت کچھ شش و پنج کے بعد سوچا کہ آؤ اسے تو حفاظت سے رکھدوں اور شیخ سے جاکر کہدوں کہ حضرت دریا میں ڈال آیا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور شیخ سے جاکر کہدیا کہ پیر و مرشد میں اُس صندوق کو دریا میں ڈال آیا، شیخ نے پوچھا پھینکتے وقت دریا میں سے کوئی نئی بات ظاہر ہوئی اب مرید سٹ پٹایا اور کہا حضرت وہاں تو میں نے کوئی نئی بات نہیں دیکھی، شیخ نے کہا پھر تم نے اُسے دریا میں ڈالا ہی نہیں جاؤ میرا حکم مانو اور اس صندوق کو دریا میں ڈال آؤ مرید متفکر و متردد ہوکر دوبارہ چلا مگر اب کی مرتبہ بھی شیخ کی کمائی کو ضائع کرنے کی جرأت نہ ہوئی پھر آکر کہدیا کہ حضرت ڈال آیا پیر صاحب نے

پھر پوچھا علامت بتاؤ کہا علامت تو کوئی ظاہر نہیں ہوئی، پیر صاحب سخت ناراض ہوئے اور چیں بجبیں ہوکر فرمایا تم میری اطاعت کیوں نہیں کرتے تم فوراً جاؤ اور جس طرح میں کہتا ہوں اس صندوق کو دریا میں ڈال آؤ بالکل پس وپیش نہ کرو، مرید جبراً کرہاً چلا اور دل کو مضبوط کرکے اس صندوق کو دریا میں ڈال ہی دیا۔

چھٹا باب۔ صندوق کے دریا میں پڑتے ہی ایک ہاتھ نکلا اور صندوق کو لے لیا۔ مرید اولاً تو جھجکا پھر دل کڑا کرکے پوچھا تو کون ہے؟ اور اس صندوق کو کیا کریگا؟ پانی میں سے ندا آئی گھبراؤ نہیں میں شیخ کی اس امانت کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مؤکل ہوں میں نے اسے سنبھال لیا آپ آرام سے جائیے اور شیخ کو مطلع کیجئے، مرید حیران وپریشان شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا، شیخ سے عرض کی کہ جناب مجھے تو یہ فرمائیے کہ اس گراں بہا رقم کو دریا برد کرنے کی کیا وجہ تھی؟ پیر جی نے فرمایا سنو

ساتواں باب۔ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ انجیل تو ان کو ملجائیگی لیکن وہ کہیں گے کہ مجھے خدا کا حکم یہ نہیں کہ میں تمہیں انجیل پر عمل کراؤں بلکہ شریعت محمدیہ پر عمل کرنے اور کرانے کا مجھے حکم ہوا ہے، کتب محمدیہ لاؤ تاکہ میں ان کے مطابق حکم کروں لوگ ادھر ادھر جو طرف کھوئیں گے ہر جگہ تلاش کرینگے لیکن شریعت محمدیہ کی کوئی کتاب ہاتھ نہ لگے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سخت متحیر ہوں گے کہ اب کیا کروں کس طرح لوگوں کو شرع محمدی بتلاؤں تنگ آکر اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے۔ باری تعالیٰ حکم تو یہ ہے کہ شریعت محمدیہ پر عمل کرو اور یہاں شریعت محمدیہ کی کوئی کتاب نہیں ملتی اب فرمائیے کیا کروں؟ ارشاد ہوگا نہر جیحون پر جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو، پھر کہو اے ابوالقاسم قشیری کے صندوق کے امین مجھکو صندوق دیدو میں عیسیٰ بن مریمؑ ہوں میں نے دجال کو قتل کیا ہے۔

آٹھواں باب۔ عیسیٰ علیہ السلام اب خوش ہوکر نہر جیحون پر جائیں گے۔ وہاں بحضور قلب دو رکعت نماز ادا کریں گے اور نہر کے کنارے کھڑے ہوکر باادب عرض کریں گے اے ابوالقاسم قشیری کے صندوق کے محافظ صاحب میں عیسیٰ بن مریمؑ ہوں وہ صندوق قشیری نے مجھے دینے کیلئے آپ کے سپرد کیا ہے، آپ وہ امانت مجھے عطا فرمائیے میں نے دجال کو قتل کردیا ہے۔ میں اب شریعت پر عمل کرنے میں حیران ہوں مجھے ان

کتابوں کا صندوق عطا فرمایا جائے ۔

نواں باب ۔ پانی شق ہوگا اور وہ عیسیٰ مرد اس صندوق کو سر بمہر پیش کریں گے عیسیٰ علیہ السلام جب اسے کھولیں گے تو دیکھیں گے کہ ایک ہزار کتابیں ابو القاسم کی لکھی ہوئی سربمہر اس میں موجود ہیں ان پر اب وہ خود بھی عمل کریں گے اور ساری دنیا کو اسی پر عمل کرائیں گے، حضرت عیسیٰ بھی حنفی ہو کر رہیں گے اور حضرت امام مہدی علیہم السلام بھی ۔

دسواں باب ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھیں گے جبرئیل یہ تو بتاؤ قشیری کو یہ مرتبہ کیسے ملا ؟ جبرئیل کہیں گے ماں کو راضی رکھنے کی وجہ سے (انیس الجلساء)

یہانتک بھی خیریت تھی کہ کوئی انیس الجلسار کا سا مصنف ہی کہہ ڈالتا، اتنا ہی نہیں بلکہ درمختار مصری جلد اول صـ۴۲ میں لکھا ہے یَحْکُمُ بِمَذْھَبِہٖ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ ۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حنفی مذہب کے مطابق عمل اور حکم کریں گے، شارح لکھتے ہیں تَبِعَ فِیْہِ الْقُھُسْتَانِیُّ یعنی قہستانی بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حنفی المذہب ہونگے

میں کہتا ہوں کہ اس سرتاپا غلط واقعہ مضحکہ صبیاں قصہ بیان کرتے ہوئے بھی شرم نہ آئی خیال فرمایئے کہ حضرت خضر زندہ موجود ہیں لیکن نہ تو دربار محمدی میں کبھی حاضری دیتے ہیں نہ خلفاء اربعہ میں سے کسی سے ملتے ہیں نہ اولوالعزم بزرگ ذی علم اصحاب سے کچھ سیکھتے پڑھتے ہیں بلکہ امام صاحب کے منتظر رہتے ہیں اُن کے زمانہ میں حاضر خدمت ہوتے ہیں اور پچھتر برس تک ان کی جوتیاں سیدھی کرتے رہتے ہیں وہ خضر جن کی نسبت خدائے عالم فرمائے عَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ہم نے انھیں خاص اپنے پاس کا علم سکھایا تھا جن کی شاگردی کے لئے موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر خدا سے دعائیں کریں وہ آج ایک احادامت کے شاگرد بنتے ہیں اور اس قدر کند ذہن ثابت ہوتے ہیں کہ پچھتر برس تک پڑھتے ہیں جب جاکر کچھ قابل بنتے ہیں۔ اس سے تو ان کے شاگرد قشیری ہی اچھے رہے کہ تین برس میں پچھتر برس کا آموختہ چھین لیا۔ بھائیو خضر کی زندگی کے لالے پڑے ہوئے ہیں، محدثین کا قریب قریب اجماع ہے کہ وہ فوت ہو چکے دلائل بھی اس کے کافی وافی موجود ہیں اصابہ ملاحظہ ہو۔ مگر یہاں نہ صرف خضر کی زندگی بلکہ سلسلہ تعلیم و تعلم بھی ثابت کیا جاتا ہے، قشیری کو دیکھئے کیا سوجھتی ہے کہ امام کے علوم کے خزانوں کو دریا برد کر دیتے ہیں کاش کہ آج وہ کتابیں علماء حنفیہ کے ہاتھوں میں ہوتیں تاکہ انھیں مذہب کے پھیلانے میں پوری سہولتیں ہو جاتیں۔ ہمیں نہایت رنج

اس فسانے کی تردید

کے ساتھ آج اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ حنفی مذہب تو صدہا سال ہوئے دریا برد ہو گیا آج جو کچھ باتیں بعد والوں نے نکالی ہیں وہ امام صاحب کے سر تھوپی جاتی ہیں ورنہ اصلی باتیں تو امام صاحب نے خضر کو بتائیں خضر نے قشیری مرد کو اور قشیری نے انھیں سپرد سمندر کیا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ پھر جب حضرت عیسیٰؑ آئیں گے تب اس سلسلہ کا چوتھا شخص دنیا پر رونما ہو گا۔ آج تو غائب غلہ ہے۔

وہ عیسیٰ علیہ السلام جو کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں وہ امام صاحب کے شاگرد کے شاگرد ٹھیریں، قرآن و حدیث پر عمل نہ کریں اور ابو حنیفہ کی فقہ کی پر عمل کریں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَمَّکُمْ مِنْکُمْ اور اس جملہ کی تفسیر میں راوی حدیث ابن ابی الذئب فرماتے ہیں اَمَّکُمْ بِکِتَابِ رَبِّکُمْ عَزَّ وَجَلَّ وَسُنَّۃِ نَبِیِّکُمْ صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح مسلم جلد اول ص ۸۷ مطبوعہ انصاری) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہاری پیشوائی کریں گے کتاب اللہ قرآن شریف اور سنت رسول اللہ حدیث شریف سے۔ پھر تعجب پر تعجب اور اس عقیدہ کے رکھنے والے کے کفر پر دلالت کرنیوالی بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل تو مل جائیگی لیکن قرآن کریم نہ ملیگا جس کی حفاظت کا ذمہ دار خود رب العالمین ہے فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ اس ذکر کو ہم نے نازل فرمایا اور اس کی حفاظت بھی ہمارے ذمہ ہے، سبحان اللہ ابو حنیفہ کی کتابوں کی تو اس طرح حفاظت ہو لیکن ابو القاسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابیں اس طرح برباد ہو جائیں کہ روئے زمین پر پتہ بھی نہ چلے، اور سب سے بڑھ چڑھ کر اس قصہ کو جھوٹ ثابت کر دینے والی یہ بات ہے کہ خود ابو القاسم قشیری حنفی مذہب نہیں، خضر اور عیسیٰؑ کے لئے حنفی مذہب پسند کریں لیکن آپ خود اس پر عمل نہ کریں یہ عجب مخمصہ ہے اور سنئے امام صاحب نے قبر میں سے خضر کو پڑھایا لیکن افسوس اب خاموش ہیں حالانکہ ان کا پڑھایا ہوا سب دریا برد نقش بر آب ہو گیا۔ ضرورت تو اب ہے نہ کہ جب تھی، عصائے پیر بجائے پیر، پھر خضر کے بخل کو ملاحظہ فرمایئے کہ قشیری کو ایک ہزار کتابیں لکھوا دیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک بھی لکھوانے کیلئے تشریف نہیں لاتے کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کو ناخوش رکھا تھا قرآن تو فرماتا ہے وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ ماں کے ساتھ بہت سلوک کرنیوالے تھے۔

ناظرین کرام ہماری حیرت کی تو کوئی انتہا نہیں یہ اپنے پاس بیڑی کو کیسے؟ امتی تو ہی

کا تابع ہوتا ہے لیکن یہاں کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے نبیؐ امتی کا تابع ہے حضرت عیسیٰؑ نبیؐ ہیں اور حضرت ابو حنیفہ امتی ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کو ابو حنیفہ کا مقلد بتایا جاتا ہے۔ فالعیاذ باللہ۔ ایک مجتہد کو تو دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی ناجائز بتلائی جائے مگر ایک نبیؐ کو مجتہد کا مقلد بنانے میں شرم نہ آئے۔ کہاں تک لکھوں سچ تو یہ ہے کہ اس ناپاک قصہ کے سننے کی بھی ایک سچے مسلمان میں تاب نہیں، حافظ سیوطیؒ اپنے رسالہ اعلام میں لکھتے ہیں مَا یُقَالُ اِنَّہٗ یَحْکُمُ بِمَذْھَبٍ مِّنَ الْمَذَاھِبِ الْاَرْبَعَۃِ بَاطِلٌ لَّا اَصْلَ لَہٗ ط یعنی یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان چار مذہبوں میں سے کسی ایک مذہب کی پیروی کرکے لوگوں میں بھی اسی کے مطابق حکم کریں گے۔ یہ بالکل بے اصل جھوٹ اور بدزیب باطل ہے۔

اس کہانی کو لیکر ہمارے قربان صاحب نے بھی اپنے بھیک کے ٹکڑوں میں ایک کا اضافہ کرلیا ہے سنو تمہارے مذہب کی معتبر کتاب شامی شریف میں بھی منقول ہے کہ ھٰذَا کَلَامٌ بَاطِلٌ لَّا اَصْلَ لَہٗ وَلَا تَجُوْزُ حِکَایَتُہٗ اِلَّا لِرَدِّہٖ ط یعنی یہ ساری کہانی محض غلط اور جھوٹ ہے بالکل بے اصل اور بادر ہوا ہے اسے بجز تردید کرنے کے اور کسی طرح ذکر کرنا ہی حرام ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ باوجودیکہ میرا ارادہ اس رسالے کو بہت ہی مختصر کرنے کا تھا لیکن اس بحث کو طول ہوگیا۔ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ یہ ایک بالکل نئی چیز ہے میں نے ارادہ کیا کہ خود حنفی حضرات بھی اپنے ہاں کے اس گھپوڑے سے واقف ہوجائیں۔ اور قربان جیسے مولوی صاحبان بھی آئندہ اسے زبان پر نہ لائیں خدا توفیق دے۔

اس کے بعد مؤلف نے لکھا ہے کہ ابن عبدالوہاب کا عمل اور فتوٰی ہے کہ جمیع مقلدین مشرک و کافر ہیں اس کا جواب سنئے یہ غلط ہے بلکہ تمہارے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں ہے کہ وہ خود حنبلی مذہب ہیں دوسرے یہ کہ تم انھیں ابن عبدالوہاب کیطرف نسبت کرتے ہو تمہارے بڑے اس جماعت کو عبدالوہاب کی طرف نسبت کرتے رہے ملاحظہ ہو تمہارے مذہب کی معتبر کتاب شامی۔ کہو تم سچے اور وہ جھوٹے یا تم جھوٹے اور وہ سچے؟ سنو نجدیوں کا عقیدہ سنو۔ شیخ عبداللہ بن شیخ محمد بن شیخ عبدالوہاب اپنے ایک رسالے کے صلا پر لکھتے ہیں وانا نکفر الناس علی الاطلاق ... الا من ھو ما نحن علیہ ... فجوابنا ... روی عنا شیئا من ذالک او نسبہ الینا فقد

تیرھویں بہت کا ازالہ

کذب علینا وافترای ۔ یعنی ہماری نسبت ہمارے دشمنوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ ہم اپنی جماعت کے سوا سب کو کافر کہتے ہیں یہ محض جھوٹ افترا کذب دروغ اور بہتان ہے۔ مؤلف کی یہ دیانت داری بھی قابلِ داد ہے کہ میری کتاب دلائل محمدی حصہ دوم کی تردید کیلئے ۱۳۴۰ھ کا مطبوعہ ایڈیشن سامنے رکھتا ہے اور ۱۳۵۲ھ ذی الحجہ کے جدید ایڈیشن کو وہ چھوتا بھی نہیں۔ حالانکہ ۱۳۵۳ھ جمادی الثانیہ میں وہ اپنی کتاب چھپواتا ہے اور مؤلف صاحب یہ بھی یاد رہے کہ جمادیٰ عربی کا لفظ ہے مؤنث ہے اسلئے یہ جمادی الاخریٰ یا جمادی الثانیہ کہا جاتا ہے نہ کہ جمادی الثانی لیکن آپ کو ان باتوں کی تمیز کہاں؟ آپ کا یہ اعتراض بھی لغو ہے کہ ٹائیٹل کے میرے القاب میری طرف سے ہیں۔ جیسے آپ عربی نہیں جانتے ایسے ہی غالباً آپ نے اس سے پہلے کوئی کتاب بھی نہیں لکھی ورنہ آپ جان لیتے کہ ٹائیٹل مطبع والے کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس میں جو الفاظ تعریفی ہوں وہ اہل مطابع کی طرف سے ہوتے ہیں۔ لَوْلَاکَ الخ کی حدیث موضوع ہے لیکن آپ کو حدیث اور سند حدیث سے کیا لگاؤ؟ دافع البلاء والوبار فقط خدا ہے خدا کے سوا دوسرے کو ایسا ماننے والا مشرک ہے اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ۔ اگر خود تجھے خدائے تعالیٰ کوئی نقصان پہنچائے تو اسے کوئی نہیں ہٹا سکتا نہ تو نہ اور کوئی) بجز خدائے تعالیٰ کے۔ پس بلاؤں کا دفع کرنیوالا صرف اللہ تعالیٰ اکیلا ہی ہے۔ قاسم الرزاق بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں یہ وصف بھی جنابِ باری عزوجل کا ہے۔ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ فرماتا ہے یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ فرماتا ہے لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۔ افسوس خدائی اوصاف تم نے خدا کے بندوں میں ثابت کرنے شروع کئے اور لا الٰہ الا اللہ کو توڑ دیا سنو رزاق اور روزیوں کا بانٹنے والا اللہ ہے خزانے سب اسی کے ہیں جسے چاہے کم دے جسے چاہے زیادہ دے جسے چاہے در در سے دُر دُر کرائے جسے چاہے عزت و سلطنت کا جھولا جھلائے۔

پھر ہمیں ایک الزام دیا ہے اور اس کا حوالہ دیا ہے سر الکم ہیلی کی کتاب کا بس یہ ہے ان کی علمیت کا تھیلا اور یہ ہے ان کے حوالوں کی جان۔ ایک انگریز مسلمانوں

کی مذہبی حالت سے اور وہ بھی اندرونی جزئی حالات سے کیا واقفیت رکھیگا پھر اس کی تقلید پر قربان ہوکر مسلمانوں کو ایک اندھا دھند الزام دینا یہ کون سی دیانت ہے؟ الزام یہ ہے کہ ہم حضورؐ کو اپنا بڑا بھائی سمجھتے ہیں اس کا جواب سنئے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ ساری مخلوق سے افضل سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین بلکہ شفیع النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اگر لفظ بھائی کے اطلاق سے آپ کو انکار ہے اور اسی کو آپ بے ادبی خیال کرتے ہیں تو سنئے قرآنی اصطلاح اور ریت کے الفاظ میں یہ چیز نمایاں طور پر موجود ہے قرآن فرماتا ہے وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا۔ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صَالِحًا۔ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صَالِحًا۔ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ۔ اَخُوْھُمْ نُوْحٌ ان آیتوں میں ان پیغمبروں کو ان کی قوم کے بھائی کہا گیا ہے۔ قرآن کریم کی ایک آیت اور بھی ہے جس میں ذرا سا بھی ایمان ہو اس کے لئے اس مسئلے میں بالکل کافی شافی ہے ظاہر ہے کہ قرآن کریم کے اول مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہیں انہی کو خطاب کرکے قرآن کریم فرماتا ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ ؕ اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نمازوں کے پابند ہوجائیں اور زکوٰۃ ادا کیا کریں تو دین میں وہ سب تمہارے بھائی ہیں۔ پس اس آیت میں سچے مسلمانوں کو خود خدا نے اپنی نبیؐ کے ساتھ بھی بھائی کا لقب دیا۔ ظاہر ہے کہ حضورؐ کے لئے اس لفظ کا استعمال نہ تو بے ادبی ہے نہ آپ کی توہین ہے نہ خلاف شرع ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں اَنْتَ اَخِیْ (بخاری شریف) تم میرے بھائی ہو۔ آپ فرماتے ہیں وَدِدْتُّ لَوْ اَنَّا رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا الخ میری چاہت ہے کہ کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے۔ مراد اس سے آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو آپ کے بعد آئیں گے۔ فرماتے ہیں اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ لوگو اپنے رب کی ہی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا) اکرام کرو۔

پس ان اور ان کے علاوہ اور بہت سی سندوں کے ہوتے ہوئے حضورؐ کی اور دیگر انبیا کی نسبت بھائی کا لفظ بولنے کو موجب اہانت قرار دینا اپنے علم کا نوحہ اور اپنے ایمان کا ماتم کرنا ہے اسلام کے لحاظ سے قرآن وحدیث کی اصطلاح سے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

اُخوۃ کی حمومیت سے یہ مسئلہ صاف اور واضح اور غیر مشتبہ طور پر ثابت ہے سب کا دین ایک ہے اسلئے سب بھائی بھائی ہیں ؎

اَبِی الْاِسْلَامُ لَا اَبَ لِیْ سِوَاہُ ✤ اِذَا افْتَخَرُوْا بِقَیْسٍ اَوْ تَمِیْمٍ
اَلْقَوْمُ اِخْوَانٌ صِدْقٌ بَیْنَھُمْ سَبَبٌ ✤ مِنَ الْمَوَدَّۃِ لَمْ یُبْذَلْ بِہٖ نَسَبٌ

باقی رہا درجہ اور فضیلت اس میں تو نہ کوئی حضورؐ جیسا ہوا نہ ہے نہ ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مزید تشفی چاہتے ہو تو میری کتاب **صدائے محمدی** پڑھو۔ اس کے بعد مولف نے کچھ ذاتی گلے کئے ہیں جن کے جواب کی طرف توجہ کرنے کی ہمیں چنداں ضرورت نہیں اس کے بعد چونکہ ہم نے لکھا تھا کہ حنفیہ میں سے کوئی صاحب اگر امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھنے کی رفع الیدین نہ کرنے کی جہری نماز میں آمین بالجہر نہ کہنے کی مرفوع صحیح صریح غیر مجروح حدیث پیش کرے تو سو روپیہ لے میری کتاب کے جواب میں راجکوٹ سے ایک رسالہ شائع ہوا اس نے اس رقم کا مطالبہ کیا اس کے جواب میں ہم نے لکھا کہ میری شرط کے مطابق کوئی صحیح صریح غیر مجروح مرفوع حدیث اس میں تم نے پیش نہیں کی اس لئے انعام کے حقدار نہیں ہو۔ اس پر بھی اگر تمہیں اصرار ہے تو عدالت کی معرفت وصول کر سکتے ہو کیونکہ وہاں یہ معلوم ہو جائیگا کہ آیا میری شرط پوری ہوئی یا نہیں ہوئی؟ اس مطلب کے الفاظ کو بگاڑ کر قربان شاہ نے ہم پر اعتراض کیا ہے کہ یہ اس آیت کے خلاف ہے جس میں حکم ہے کہ فیصلہ قرآن حدیث سے کر لو۔ بندۂ خدا ایک شرط پر ایک انعام مقرر کیا۔ اب کیا قرآن کی کوئی آیت بتلائیگی؟ کہ اس نے یہ شرط پوری کر دی لہٰذا اسے یہ انعام دیدو یا کوئی حدیث اسے بتلائے گی؟ اس کا حل تو اسی طرح ہوگا کہ کسی تیسرے زندہ شخص کو حکم بنایا جائے اس کے بعد وہ لن ترانی کے لیتے ہوئے اپنی جماعت کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ مختلف فیہ مسئلے کو اولی الامر (علمائے شرع) میں پیش کر کے فتوٰی لیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہی وہ غلطی ہے جس نے آپ کو خطرات میں ڈال دیا ہے مختلف فیہ مسائل کو اولی الامر کی طرف لوٹانے کا حکم نہیں بلکہ قرآن کے الفاظ یہ ہیں فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ۔ یعنی مختلف فیہ مسائل کو قرآن حدیث سے سلجھا لیا کرو۔ جس میں جھگڑا واقع ہوا سے اللہ رسولؐ کی طرف لوٹاؤ۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ اولی الامر کی طرف لوٹاؤ لیکن تم لوگ تو جب تک قرآن میں اپنا بیان نہ ملاؤ تمہیں چین نہیں پڑتا

انعامی دعوہ صدائے محمدی

اختلافی مسئلے کا قرآن و حدیث

یہاں تو تم نے صریح تحریف کی اور نہایت چالاکی اور ریاکاری سے لکھ دیا کہ آیت کا یہی مطلب ہے۔ بندۂ خدا فرمانِ خدا اللہ رسول کی طرف لوٹانے کا ہے تم علمائے شرع کی طرف لوٹاتے ہو اور اسے آیت کا مطلب بتاتے ہو؟ تحریر تمہاری اتنی بدہے کہ بات منہ سے نکالنے سے پہلے گالیاں بکتے ہو صرف اس ایک فقرے میں آپ نے چھ گالیاں بکی ہیں یہ ہے آپ کی شرافت کی دلیل ناظرین اگر میری تحریر میں کہیں سختی پائیں تو ان کی سختی کو بھی سامنے رکھ لیں اور حدیث اَلْبَادِیْ اَظْلَمُ کو اور آیت جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا کو اور آیت وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ کو بھی سامنے رکھ لیں۔

اولی الامر کی تفسیر آپ نے کی ہے حضرت ابوبکر حضرت عمر صحابہ کرام علما فقہا حکام اور پیران طریقت۔ اس کی نسبت گذارش ہے کہ پھر آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی تقلید کو واجب کیوں نہ کہا؟ حضرت عمرؓ کی تقلید سے آپ کو کس چیز نے روکا؟ صحابہ کرامؓ کی تقلید آپ نے امت پر فرض کیوں نہ کی؟ پھر کیا وجہ کہ تمام علماء وقت کی آپ تقلید نہیں کرتے؟ کیا باعث جو کل فقہا کو آپ نے اس منصب سے گرادیا؟ اور حکام اور پیران طریقت کی تو واللہ ایک ہی کہی اب حاکموں کی تقلید کرو حلال حرام ان کی زبان پر رکھو اور مزے کرو۔ موجودہ پیرانِ طریقت کی تقلید میں سوائے گیسو درازی کے بحالتِ وجد باقاعدہ ناچنے کے طبلے کی تھاپ اور سارنگی کے سُروں پر جھومنے کے امردوں کے گانے اور بیسواؤں کے گلے سننے کے اور کیا حاصل ہوگا؟ سنئے دراصل اولی الامر کی مستقل اطاعت قرآن نے بتلائی ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کیلئے لفظ اَطِیْعُوْا آیت میں موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیلئے بھی لفظ اَطِیْعُوْا موجود ہے لیکن اولی الامر کی اطاعت کیلئے یہ لفظ نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اولی الامر کی اطاعت مستقل نہیں بلکہ ان کی اطاعت صرف اس امر میں ہے جو آیت و حدیث یہ ہمیں پہنچائیں۔ ان کی اطاعت مقید ہے اسی لئے اس کے بعد ہی ارشاد ہوا کہ مسائل مختلف فیہا میں صرف قرآن و حدیث ہی سند ہے یہاں اُولی الامر کا لفظ نہیں لائے پوری آیت یوں ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا پس آیت کا موجب و لازم تقلید کی حرمت ہے کیونکہ اختلافی چیز کا فیصلہ صرف قرآن و حدیث سے ہی ہے اور اسی کو

اولی الامر کا بیان

شرطِ ایمان قرار دیا ہے جو شخص اپنے اختلاف کو ان دو کے سوا تیسرے سے فیصل کراتے وہ ایمان سے خالی اور محض کورا ہے۔ اولی الامر کی نسبت فرمانِ رسول موجود ہے۔ مَنْ اَمَّرَكُمْ مِنْهُمْ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔ ان میں سے جو تمہیں قرآن حدیث کے خلاف حکم کرے پھر نہ تو اس کی سنو نہ مانو۔ فرماتے ہیں اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ یعنی اطاعت صرف قرآن حدیث میں ہی ہے اور حدیث میں ہے لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔ یعنی کسی مخلوق کی اطاعت خدا کی نافرمانی میں نہیں ہے ایک اور بات بھی گوش گذار کر دوں۔ تین کی اطاعت کا فرمان ہے۔ خدا رسول اور اولی الامر۔ خدا اور اس کے رسولؐ کے درمیان تو نہ تنازع نہ اختلاف لیکن اولی الامر میں اختلاف ممکن بلکہ موجود کیونکہ ان کے پاس وحی نہیں آتی۔ اگر یہ واجب الاتباع ہی سمجھے جائیں تو ایک حلال کہتا ہے ایک حرام کہتا ہے۔ دونوں کی اطاعت کا حکم ہے تو اس حکم کی بجاآوری بداہۃً محال ہے اور جس حکم کی بجاآوری اور تعمیل محال ہو اس حکم کا کرنے والا کبھی حکیم نہیں ہو سکتا اور خدا حکیم ہے پس یہ حکم خدا نہیں ہو سکتا۔ چلتے چلتے ایک بات اور بھی سن لیجئے آیت کے مخاطب صحابہؓ رسول ہیں اگر تمہارے کہنے کے مطابق یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اس سے مراد یہ چاروں بزرگ مجتہد ائمہ اربعہؒ ہی ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کو حکم دیتا ہے کہ تم ان چاروں کی یا بقول تمہارے ان چار میں سے ایک کی تقلید کرو اب ہم جناب سے پوچھتے ہیں کہ جب صحابہؓ کے زمانہ میں یہ بزرگانِ دین تھے ہی نہیں تو صحابہ ان کی تقلید کیسے کرتے؟ امر محال کا حکمِ خدا ہونا بھی محال ہے۔ پس یہ دعوٰی کرنا اور اس آیت سے یا استدلال کرنا بالبداہت باطل ہو گیا۔ برادران! علم الٰہی اور حکومتِ شرعی کے جامع چاروں خلفا رضی اللہ عنہم تھے پھر ان میں سے کسی ایک کی تقلید کو نہ آپ نے فرض مانی نہ کی۔ نہ ان میں سے کسی کی طرف آپ منسوب ہوئے پھر چاروں اماموں کی تقلید اور ان کی طرف نسبت یہ فرض کیسے ہو گئی؟ اور سنئے اگر امت پر مثلاً امام ابوحنیفہؒ کی تقلید ان کے زمانے میں فرض ہو گئی؟ تو امام مالک جو ان کے سولہ سال بعد دنیا میں آئے اس تقلید سے مستثنیٰ کیوں ہو گئے؟ امام شافعیؒ کو اور امام احمدؒ کو امامِ اول سے اختلاف کرنے کا کیا حق رہ گیا؟ بس تقلید کی دائرے میں یہ تینوں بزرگ بھی محصور رہتے تو کم از کم آج مسلمانوں میں ایک ہی کی تقلید ہوتی یہ کیا کہ چار کی تقلید تم نے قائم کر کے مسلمانوں کو چار سمت بانٹ دیئے۔ اُس ایکے کو توڑ دیا جو مسلمانوں میں

طریق محمدی

اسلام نے واجب قرار دیا تھا۔ مزید تفصیل دیکھنی ہو تو میری کتاب طریق محمدی ملاحظہ فرمایئے۔

جواب اعتراض

فَاسْتَمِعُوْا کے ترجمے کے متعلق نہ تو آپ نے اعتراض کو سمجھا نہ جواب کو اور لگے جواب لکھنے۔ برادرم پھر سے بغور میری کتاب دلائل محمدی کی عبارت کو اور اس کے جواب کی عبارت کو پڑھئے تو معلوم ہو جائیگا کہ مقصد صرف اتنا ہے کہ اردو ترجمے کے الفاظ میں عربی کے لفظوں کی ٹھیک رعایت ضروری نہیں صرف بیان مطلب مقصود ہے اس کے خلاف جو اعتراض مجیب کا تھا اس کے جواب میں لکھا گیا تھا کہ اگر تم فَاقْرَءُوْا کے ترجمے کو اس وجہ سے غلط کہتے ہو تو فَاسْتَمِعُوْا کا تمہارا ترجمہ غلط ٹھیریگا یہ ایک الزامی جواب تھا لیکن آپ نے بات کا بتنگڑ بنالیا۔

جواب اعتراض

اسی طرح ہم نے لکھا تھا کہ آیت اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کو درحقیقت سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن اگر آپ کی بات مان لی جائے اور ترکی بہ ترکی جواب دیا جائے تو اس کے بعد کی آیت کو بھی اسی معنی میں لینا چاہئے اس طرح بھی مسئلہ یہی ٹھہریگا کہ امام کے پیچھے مقتدی کو الحمد پڑھنا چاہئے۔ پھر اس پر تفسیر بیضاوی اور تفسیر ابن جریر وغیرہ کا حوالہ دیا تھا۔ لیکن آپ اس الزامی جواب کو بھی نہیں سمجھ سکے۔ رہا جناب کا اس سے بدکنا کہ اوپر کی آیت اِذَا قُرِئَ فِیْ جمیں جمع کے صیغے ہیں اور یہاں آیت وَاذْکُرُوْا میں واحد کے صیغے ہیں اور یہ لکھنا کہ "ہم پوچھتے ہیں کہ واحد اور جمع دونوں کا حکم ایک کیونکر ہو گیا؟" اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو قرآن پر عبور نہیں ورنہ ایسی کچی بات نہ کہتے قرآن میں تو خطابت کی یہ شان بہت سے مقامات پر ہے لیجئے ایک سن بھی لیجئے۔ فرماتا ہے اِذْ یُرِیْکَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ ۔ دیکھئے اوپر کے تین خطابات میں لفظ واحد ہے اور پھر دو خطاب میں لفظ جمع ہے۔

جواب اعتراض

آپ نے یہ خوب اعتراض کیا کہ سننے اور چپ رہنے کا حکم اور دل میں یا آہستہ پڑھنے کا حکم خدا تعالیٰ کیوں فرمانے لگا؟ اے جناب بہتر تو یہ تھا کہ یہ اعتراض آپ خود خدا پر کرتے جس کی ایک صفت ہے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ ؕ یعنی خدا سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا اور وہ سب سے باز پرس کر سکتا ہے۔ یا پھر اپنے اصولی حضرات سے دریافت فرماتے۔ جو یہ

مانتے ہیں کہ قرآن کی ایک آیت میں خاموشی کا حکم ہے دوسری میں قرأت کا حکم ہے۔ ملاحظہ ہو آپ کے مذہب کے اصول کی کتاب (نورالانوار اصول شاشی وغیرہ) دل میں پڑھنے اور زبان سے پڑھنے میں بھی آپ کو الجھن ہوتی ہے اس کی نسبت بھی سنئے۔ انسان پڑھتا ہے لیکن آہستہ آواز سے دل ہی دل میں یعنی اور لوگ نہیں سن سکتے یہ ہے دل میں پڑھنا اور زبان سے پڑھنا۔ آپ کو تو اپنے مذہب پر بھی نظر نہیں دیکھئے ہدایہ میں ہے اَدْنَی الْجَھْرِ اَنْ یُّسْمِعَ نَفْسَہٗ، جہر کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنی قرأت آپ نے اسی میں ہے ثُمَّ الْمُخَافَتَۃُ اَنْ یُّسْمِعَ نَفْسَہٗ یعنی دل میں پڑھنا یہ ہے کہ اپنی قرأت آپ سنے۔ کہئے میرے کلام میں تناقض ہے یا آپ کے صاحب ہدایہ کے کلام میں؟ تفسیر کبیر جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس میں ہے وَالْمُرَادُ بِذِکْرِ اللّٰہِ فِیْ نَفْسِہٖ کَوْنُہٗ عَارِفًا بِمَعَانِی الْاَذْکَارِ الَّتِیْ یَقُوْلُھَا بِلِسَانِہٖ، یعنی دل میں یاد کرے۔ مراد یہ ہے کہ جو زبان سے کہیں اس کے معنی مطلب کو دل سے سمجھیں۔ پس دل میں پڑھنے اور زبان سے پڑھنے میں کوئی تناقض و تعارض نہیں۔

ترجمے پر جو آپ کا اعتراض ہے اس کی نسبت سنئے تفسیر قرآن کے مطابق آیت کا مطلب بیان کیا گیا ہے لیکن آپ اُسے اصل ترجمہ سمجھکر چکرا رہے ہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ تفسیر بیضاوی کی اصل عبارت ہماری تائید نہیں کرتی یہ تو آپ کی صداقت کا کرشمہ ہے ورنہ تفسیر کسی ثالث کے سامنے رکھکر فیصلہ کرالو۔ آپ کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ تفسیر کبیر میں اس کی تردید ہے کیونکہ خود آپ لکھتے ہیں کہ یہ مقولہ امام شافعیؒ کا ہے پھر امام رازی رحمۃ اللہ علیہا سے کیسے رد کرسکتے ہیں؟ جو مقولہ آپ نے نقل کیا ہے وہ تو اعتراض ہے کسی معترض کا نہ کہ مقولہ ہو امام رازی کا۔ بلکہ امام صاحب نے تو اسے بہت زور سے ثابت کیا ہے کہ آیت وَاِذَا قُرِئَ کے مخاطب کفار ہیں مسلمان نہیں۔ آپ کا یہ لکھنا کہ حنفیوں کے نزدیک بحالت قرأت امام مقتدی کو ثنا پڑھنے کے احکام ہی نہیں یہ بھی آپ کی اپنے مذہب سے ناواقفیت ہے سنئے درمختار میں ہے وَقِیْلَ فِی الْمُخَافَتَۃِ یُثْنِیْ آہستہ قرأت والی نماز میں مقتدی امام کو قیام کی حالت میں پائے تو کہا گیا ہے کہ وہ ثنا پڑھ لے۔ آپ کے مذہب کی کتاب قاضی خاں میں ہے لَوْ اَدْرَکَ الْاِمَامَ بَعْدَ مَا اشْتَغَلَ بِالْقِرَأَۃِ قَالَ ابْنُ الْفَضْلِ لَا یُثْنِیْ وَقَالَ غَیْرُہٗ یُثْنِیْ، یعنی اگر مقتدی نماز میں شامل ہو اس حالت میں کہ امام قرأت پڑھ رہا ہو تو ابن الفضل کا قول ثنا نہ پڑھنے کا ہے لیکن اوروں کا قول ہے کہ ثنا پڑھ لے آپ کے مذہب کی کتاب ذخیرہ میں اس کی وجہ بھی لکھی ہے

جواب اعتراض

بیان حالت قرأت

وہ یہ کہ امام کی ثنا خوانی مقتدی کی ثنا خوانی نہیں۔ پس اگر اس نے ثنا نہ پڑھی تو ترک سنت لازم آئے گا۔ گونگے کا قرأت نہ کرنا اس کی بے بسی کے باعث ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں۔ ایک الزامی جواب بھی سنتے جاؤ منفرد ہونے کی حالت میں تو آپ کے مذہب میں بھی ہر شخص پر قرأت ہے پھر گونگا تو اس حالت میں بھی کچھ نہیں پڑھتا۔ مہربان من لکھنے سے پہلے سمجھ بھی لیا کیجئے کہ کیا لکھ رہے ہیں؟

یارسول اللہ کی بحث

اس کے بعد مصنف لائن سے نیچے اتر گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یارسول اللہ کہہ کر پکارنا جائز ہے اس کی نسبت سنئے! یا رسول اللہ کہہ کر حضورؐ کو پکارنے والا اگر آپ کو حاضر ناظر جانتا ہے۔ اگر عالم الغیب سمجھتا ہے اگر آپ کو دور اور نزدیک کی پکار کا سننے والا سمجھ کر پکارتا ہے۔ اگر آپ کو حاجت روا مشکل کشا دافع البلا جان کر پکارتا ہے تو بلا شک یہ پکارنا ناجائز ہے بلکہ شرک ہے قرآن فرماتا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ یعنی سوائے خدائے تعالیٰ کے کوئی نہیں جو بیقرار کی فریاد کو اس کی پکار کو جب وہ پکارے سُن سکے اور اس کی برائی کو دور کر سکے حدیث شریف میں ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ (شعب الایمان) جو مجھ پر دور سے درود پڑھے میں پہنچایا جاتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ خود آپ دور والے کا درود بھی نہیں سنتے قرآن فرماتا ہے فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ اللہ کو یاد کرو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے۔ انسان کی یہی تین حالتیں ہیں ان تینوں حالتوں میں اس پر یادِ خدا فرض کی گئی نام خدا لینا سکھایا گیا پھر خدا کے نام کی جگہ دوسرے کا نام لینا حق خداوندی دوسرے کو دینا ہے اور یہی شرک ہے۔

سنئے آپ کے مذہب کے مقتدا مولانا عبدالحی حنفی مجموعہ فتاوٰی میں لکھتے ہیں "یہ عقیدہ خلاف عقائد اہل اسلام بلکہ منجر الی الشرک ہے ہر شخص کی ندا کو ہر جگہ سے ہر وقت سننا خاص ہے پروردگار عالم کے ساتھ کسی مخلوق میں یہ صفت نہیں" اور سنئے ظاہر ہے کہ یا اللہ کہنا عبادت ہے تو یا رسول اللہ کہنا بھی عبادت ہوئی۔ وہ عبادت خدا کی ہوئی یہ عبادت رسول کی ہوئی لا الہ الا اللہ بتلاتا ہے کہ عبادت صرف اللہ کا حق ہے تو اس حق کو دوسرے کو دینے والا یقیناً مشرک ہوا۔ قرآنی تعلیم ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ پھر غیر کی عبادت کیسی؟ مزید بحث بر صفحہ ۱۱۱ ملاحظہ ہو۔

ناظرین کرام سچ تو یہ ہے کہ ایسے بے اصول لوگ بھی ہم نے کم دیکھے میری کتاب

دلائل محمدی میں سورۂ فاتحہ آمین بالجہر اور رفع الیدین کی بحث تھی اس کا جواب لکھا گیا میں نے اس کا جواب الجواب لکھا اس کے جواب میں حیدرآبادی صاحب نے قلم اٹھایا چاہیئے تو یہ تھا کہ ہماری دلیلوں کو توڑتے اپنی دلیلیں ان مسائل پر لاتے لیکن یہ تو علمی کارنامہ تھا اس سے عاجز آکر مؤلف راہِ صواب کہیں رکیک حملے کرتے ہیں کہیں بڑوں بزرگوں کو کوستے ہیں کہیں تہمتیں اور بہتان رکھتے ہیں کہیں غیر متعلقہ بحثیں چھیڑتے ہیں۔ کوئی پوچھے کہ قرأت فاتحہ خلف الامام کو یا رسول اللہ کی ندا سے کونسا تعلق تھا؟ لیکن جب مسکین کے پاس تیر ختم ہوتے ہیں تو پتھر پھینکتے ہیں جب وہ بھی ختم ہوتے ہیں تو خاک اڑانے لگتے ہیں جب وہ بھی نہیں ملتی تو کپڑا چھالنے لگتے ہیں پھر اس کے خاتمے پر منہ چڑانے لگتے ہیں +

اس کے بعد ان کا اعتراض ہے کہ ایک آیت کے شان نزول دو کیوں ہوگئے؟ اے جناب اگر آپ کو قرآن کریم سے کوئی لگاؤ ہوتا تو آپ اس اعتراض کو زبان پر نہ لاتے ایک ایک آیت کے کئی کئی شانِ نزول بھی ہوتے ہیں۔ اور خود جناب نے جو تسلیم کیا ہے کہ حنفی مذہب میں آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے شانِ نزول ہیں خطبہ اور نماز۔ پس اپنا اعتراض آپ نے خود ہی واپس لے لیا۔

آپ کا یہ فرمانا کہ "تفسیر کبیر میں امام اعظم صاحبؒ کا قول معہ دلائل موجود ہے" یہ بھی ایک چوری ہے ورنہ اس تفسیر میں تو آپ کے مذہب کی پوری تردید ہے چنانچہ ص۳۴۲ پر ہے اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ وَهُوَ الْمُعْتَمَدُ اَنْ نَقُوْلَ الْفُقَهَاءُ اَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّهٗ يَجُوْزُ تَخْصِيْصُ عُمُوْمِ الْقُرْاٰنِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ فَهَبْ اَنَّ عُمُوْمَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا يُوْجِبُ سُكُوْتَ الْمَأْمُوْمِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ اِلَّا اَنَّ قَوْلَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَوْلَهٗ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اَخَصُّ مِنْ ذَالِكَ الْعُمُوْمِ وَثَبَتَ اَنَّ تَخْصِيْصَ عُمُوْمِ الْقُرْاٰنِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ لَازِمٌ فَوَجَبَ الْمَصِيْرُ اِلٰى تَخْصِيْصِ عُمُوْمِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ لِهٰذَا الْخَبَرِ وَهٰذَا السُّؤَالُ حَسَنٌ، مطلب یہ ہے کہ اگر ہم حنفیوں کی تمام چون وچرا کو تسلیم کرلیں تو بھی ہم کہتے ہیں کہ یہ تو اجماعاً ثابت ہے کہ قرآن کے عام کی تخصیص حدیث سے ہوسکتی ہے تو قرآن کی اس آیت میں جو عام طور پر چپ رہنے اور سننے کا حکم ہے اس میں سے مقتدی کا

تفسیر کبیر سے سورہ فاتحہ کا ثبوت

الحمد امام کے پیچھے پڑھنا مخصوص ہے کیونکہ حدیث میں آچکا ہے کہ جو الحمد شریف نہ پڑھے اس کی نماز نہیں اور حدیث میں ہے کوئی نماز نماز نہیں بغیر سورہ فاتحہ کے اور سری نمازوں کے بارے میں لکھتے ہیں وَلَا دَلَالَةَ فِيهَا عَلَى هٰذِهِ الْحَالَةِ یعنی آیت کی کوئی دلالت اس پر نہیں۔ باوجود اس قدر کھلی تحریر کے پھر بھی اپنی بات کو غلط حوالے سے زوردار بنانا کتنی کمزوری ہے؟

چاروں مذہب کی الگ الگ حیثیت

یہ بھی خوب کہا کہ تفاسیر میں چاروں اماموں کے قول رہتے ہیں تاکہ ہر متعلقہ مقلد کو فائدہ پہنچے؟ بھائی تم دوسروں کے فائدے کے خواہاں ہوئے کب سے؟ تم چاروں مذہبوں والوں میں تو اتنی عداوت ہے کہ گویا باپ مارے کا بیر ہے۔ ہر ایک کی حد الگ الگ یہاں تک کہ کعبے میں تم نے نویں صدی میں چار مصلے قائم کئے ۸۱۸ھ میں تم نے خانہ خدا کو بھی چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ تقریباً چھ سو سال تک تمہاری یہ بدعت جاری رہی اب چودھویں صدی میں مجدد اعظم ایدہ اللہ الودود حضرت سلطان ابن سعود نے اس بدعت کو مٹایا اور حکم قرآنی پر مخلوق خدا کو مجبور کر دیا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى۔ تمہارے مذہب کی کتاب سراجیہ میں ہے اِذَا تَحَوَّلَ اِلٰى مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ يُعَزَّرُ۔ یعنی جو حنفی ہو پھر شافعی ہو جائے تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔ تمہارے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں تمہیں تعلیم دی گئی ہے کہ خبردار کسی کو ایسی دلیل نہ بتلانا جس سے تمہارا مذہب رد ہوتا ہو وہ تم سے کچھ بھی پوچھے تم اپنے مذہب کی ہی کہے جانا۔ عبارت ملاحظہ ہو لِاَنَّ عَلَيْهِ اَنْ يُّجِيْبَ بِمَا يَعْتَقِدُهٗ وَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّدُلَّهٗ عَلٰى مَا يَهْدِمُ مَذْهَبَهٗ۔ ناظرین ذرا ان مذاہب اربعہ کا میل جول دیکھئے۔ اور حنفی مذہب کے فقہا کی اس تعلیم پر غور کیجئے درمختار میں لکھا ہے لَوْ قِيْلَ لِحَنَفِيٍّ مَا مَذْهَبُ الْاِمَامِ الشَّافِعِيِّ فِيْ كَذَا وَجَبَ اَنْ يَّقُوْلَ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ كَذَا۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی حنفی مذہب والے سے پوچھے کہ فلاں مسئلہ میں امام شافعی کا قول کیا ہے؟ تو اس پر واجب ہے کہ جواب میں کہے کہ قول ابو حنیفہ یہ ہے۔ سنا آپ نے؟ سوال از آسماں جواب از ریسماں۔ یہ صرف اسلئے کہ کہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پسند کر کے مطابق دلیل پاکر حنفی مذہب کو یا حنفی مذہب کے قول کو کوئی چھوڑ نہ دے اسلئے تعلیم دیجاتی ہے کہ گو سائل امام شافعیؒ کا قول پوچھے تم قول امام ابو حنیفہ ہی بتلاتے رہو

آپ کا یہ لکھنا کہ خطبے اور نماز دونوں کے لئے یہ آیت اتری ہے آپ کے راجکوٹی مجیب کے

خلاف ہے انھوں نے تو کہا ہے کہ یہ قول کسی دانا آدمی کا ہو ہی نہیں سکتا۔ اب فرمایئے آپ دونوں میں سے کون دانا اور کون نادان؟

آپ کا کہنا کہ حنفیوں کے نزدیک خطبے میں بھی سُننے اور چپ رہنے کا حکم ہے یہ بھی غلط ہے آپ کے مذہب کی کتاب ہدایہ میں ہے کہ خطبے کے وقت امام سے آیت صَلُّوْا عَلَیْہِ الخ سنکر دل میں درود پڑھ لے آپ کے مذہب کی کتاب درمختار میں ہے وَالصَّوَابُ اَنَّہٗ یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ سَمَاعِ اِسْمِہٖ فِیْ نَفْسِہٖ یعنی حضورؐ کا اسم گرامی سنکر دل میں درود پڑھ لے۔ بلکہ اسی کتاب میں ہے کَانَ اَبُوْ یُوْسُفَ یَنْظُرُ فِیْ کِتَابِہٖ وَیُصَحِّحُ یعنی بحالتِ خطبہ امام ابو یوسفؒ اپنی کتاب دیکھتے اور اس کی صحت کرتے تھے۔ یہ ہے خطبے کا استماع اور یہ ہے اس کے لئے انصات۔

آپ کا یہ کہنا کہ ردِ کفار صاحب تفسیر کبیر کا اپنا خیال ہے یہ بھی غلط ہے وہ تو کہتے ہیں وَفِی الْاٰیَۃِ قَوْلٌ خَامِسٌ اس آیت کی تفسیر میں پانچواں قول (مفسرین کا) یہ ہے۔ آپ کا یہ فرمان کہ سورۂ فاتحہ کی مقتدیوں کے سوا اوروں کو حنفی مذہب میں تاکید شدید ہے یہ بھی آپ کی بے خبری کا عَلَم ہے اور بے علمی کا جھنڈا ہے سنئے آپ کے مذہب کی کتاب ہدایہ میں ہے اَدْنٰی مَا یُجْزِیُٔ مِنَ الْقِرَاءَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ اٰیَۃٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی کم سے کم ایک آیت کا پڑھ لینا نماز کی قراءۃ کے لئے امام صاحبؒ کے نزدیک کافی ہے۔ بتلاؤ مقتدیوں کے علاوہ الحمد شریف کی تاکید شدید کہاں رہی؟ اور یہ بھی سن لو کہ امام صاحب کے نزدیک یہ آیت بھی ضروری نہیں بلکہ صرف اس کا ترجمہ ہی کر لینا کافی ہے ملاحظہ ہو ہی ہدایہ باب صفۃ الصلوٰۃ۔ پس کسی شخص کا "دو برگ سبز" دو ہرے پتے کہہ لینا قرأت کر لینا ہے۔ مدعی سست اور گواہ چست امام صاحب کچھ فرمائیں اور یہ دعوے داران تقلید اور ہی کچھ کہیں باقی رہی بحث آیت وَلِذَا قُرِئَ کی اس کے اکتالیس جواب بفضلہٖ میں نے دلائل محمدی میں دیئے ہیں جن میں سے ایک کا جواب بھی مولف صاحب سے نہیں بنا شکر ہے مولف صاحب کو اس ستر ہویں صفحہ پر ایک حدیث لانے کی توفیق تو نصیب ہوئی۔ کہ امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ مولٰنا سنئے اس حدیث کے ایک راوی جابر جعفی ہیں جن کی نسبت حضرت امام ابو حنیفہؒ لکھتے ہیں کہ میری نگاہ سے تو اس سے زیادہ جھوٹا شخص کوئی گذرا ہی نہیں۔ کہو امام صاحبؒ کی مانو گے؟ اگر مانتے ہو تو خبردار اب نہ کہنا کہ

حدیث میں ہے کہ جس کا امام ہو اسکی قرأت اُسکی قرأت ہے۔ باقی جواب دلائلِ محمدی میں گذر چکے ہیں جنھیں مؤلف صاحب نے چھوا بھی نہیں۔

پندرھویں تہمت کا ازالہ

یہ ہم پر تہمت ہے کہ ہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں یہ امام بخاری پر تہمت ہے کہ وہ امام شافعی کے مقلد ہیں۔ بندۂ خدا اگر امام بخاریؒ کو مقلد مانا تو پھر مقلد کی تقلید کیسی؟ پھر تو ہمیں شافعی ہی کہتے لیکن خدا کو تو آپ کے دروغ کا دامن چاک کرنا تھا۔ امام بخاریؒ کی نسبت انصاف میں شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے فَقَدْ خَالَفَ اَیْضًا فِیْ کَثِیْرٍ یعنی امام بخاریؒ نے امام شافعیؒ کے بہت سے مسائل میں خلاف کیا ہے۔ آیت میں بیشک قرآن کی قرأت کا ذکر ہے لیکن آپ کی پیش کردہ حدیث میں مطلق قرأت ہے جو شامل ہے اَلتَّحِیَّاتُ واذکارِ نماز وغیرہ سب پر۔

اجماعِ صحابہ

حضرت جابرؓ مع اور صحابہؓ وغیرہ امام کے پیچھے الحمد پڑھتے تھے اسے ہم نے بحوالہ ابن ماجہ نقل کیا تھا۔ اس پر معترض لکھتے ہیں کہ ایک وقت کے واقعہ سے دوام ثابت نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ آپ عربیت سے کورے ہیں اسلئے اسے ایک وقت کا واقعہ لکھتے ہیں حدیث کے لفظ کُنَّا نَقْرَأُ میں قواعد کی کتابوں کو دیکھئے کہ مضارع پر کُنَّا کے داخلے نے کیا تصرف کر دیا؟ ابن ماجہ کا حوالہ ہے راوی کا نام ہے کتاب کا صفحہ ہے لیکن مؤلف صاحب فرماتے ہیں "چلے صحابی کا نام لیتے ہوئے گویا کہ انہی سے سنکر نجد سے تشریف لا رہے ہیں" اور کیوں جناب؟ جب آپ فقہ کی کتابوں کے جملے نقل کرتے ہیں تو کیا اونہی سے سنکر کوفے سے تشریف لاتے ہیں؟

معترض کی حالت قابلِ رحم ہے۔ امام سندیؒ اسے صحیح کہتے ہیں کوئی مانے یا نہ مانے اس سے بحث نہیں لیکن آپ ماننا نہ ماننا اور صحیح غیر صحیح کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں فقروں کا مطلب الگ الگ ہے ایک نہیں۔

مؤلف کی اردو دانی

دلائل محمدی کے نمبر ۸ اور نمبر ۱۰ میں آپ کو فرق معلوم نہیں ہوتا سنئے نمبر ۸ میں اس کا ثبوت ہے کہ مخالف صرف حضرت جابرؓ کا نام لیتا ہے۔ نمبر ۱۰ میں ہماری طرف سے اجماع صحابہؓ کا بیان ہے کہو فرق معلوم ہوا یا نہیں؟ اسی طرح نمبر ۳ اور نمبر ۹ کا فرق بھی آپ پر مخفی ہے سنئے نمبر ۳ میں حنفیہ کا عمل ہے نمبر ۹ میں حنفیوں کا اصولی اقرار ہے۔

ہماری ردود پر جا بجا جو بیجا اعتراض ہے جسکا جواب ہم نے نہیں دیا نہ ان کی اردو پیش

کی ہے مگر یہاں تو بیساختہ جی چاہتا ہے کہ اردو کے اس ادیب کا ایک مختصر سا جملہ پیش کر ہی دوں تاکہ یہ گوشہ بھی بالکل خالی تو نہ رہے۔ لکھتے ہیں "کم از کم اردو میں تو بھی کسی کے شاگرد ہو جاتے" کہو یہ کیسی اردو ہے؟ افسوس مؤلف صاحب علم کے ساتھ ہی تہذیب متانت سے بھی یکسر محروم ہیں اپنی کتاب کے اس ص۲ پر مفعول فاعل کی گردان شروع کر دی ہے اور بھی اپنے رسالے میں کئی جگہ اسے لائے ہیں بھائی یہ باتیں لوطیوں کی ہوا کرتی ہیں ہم تو بفضلہٖ محمدی ہیں۔ آن کی علمیت اور ان کی کج بحثی کا اندازہ آپ اس سے فرمائیے کہ اسی صفحہ ۲ میں لکھا ہے "اگر پوشیدہ قرأت کا اقرار ہے تو اولیاء اللہ کی کرامات کا کیوں انکار ہے؟" سنا آپ نے؟ چانول کا رنگ سفید ہے اسلئے زمین گول۔ سنو ہم اولیاء اللہ کے منکر نہ کرامات اولیاء اللہ کا ہمیں انکار۔ جو ایسا ہو اس پر صد پھٹکار اور جو مسلمانوں پر تہمت باندھے وہ فی النار۔ ہمارے عقائد میری کتاب عقیدۂ محمدی میں ملاحظہ فرمائیے کرامات اولیاء اللہ کے کئی مستقل مضامین میں نے اپنے اخبار محمدی میں بھی لکھے ہیں۔

الغرض یہ ہم پر تہمت ہے کہ ہم کرامات اولیاء اللہ کے منکر ہیں۔

اس کے بعد مؤلف صاحب نے ہمیں تقلید صحابی کی دعوت دی ہے ہم کہتے ہیں جناب تو آجتک تقلید صحابہؓ کے پاس بھی نہیں پھٹکے آپ نے جن چار کی تقلید امت پر واجب کی ہے فرمائیے ان میں سے صحابی کون ہے؟

ہم نے اپنی کتاب دلائل محمدی حصہ دوم میں لکھا تھا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت جب قیاس کے خلاف ہو تو حنفی نہیں مانتے ان کے ہاں کا اصول یہی ہے۔ اس پر مؤلف صاحب نے لکھا ہے کہ "آپ نے زبردستی قیاس کے خلاف لکھا" سنو مولانا ہم نے زبردستی نہیں لکھا یہ ہے آپ کے اصول کی کتاب اصول الشاشی اس کے ص۱۲ پر لکھا ہے

وَالْقِسْمُ الثَّانِیْ مِنَ الرُّوَاۃِ هُمُ الْمَعْرُوْفُوْنَ بِالْحِفْظِ وَالْعَدَالَةِ دُوْنَ الْاِجْتِهَادِ وَالْفَتْوٰی كَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَاِذَا صَحَّتْ رِوَایَتُهٗ بِمِثْلِهَا عِنْدَكَ فَاِنْ وَافَقَ الْخَبَرُ الْقِیَاسَ فَلَا خَفَآءَ فِیْ لُزُوْمِ الْعَمَلِ بِهٖ وَاِنْ خَالَفَهٗ كَانَ الْعَمَلُ بِالْقِیَاسِ اَوْلٰی یعنی جو راوی عادل و حافظ تو ہیں لیکن فقیہ اور مفتی نہیں جیسے ابوہریرہؓ اور انسؓ جب ان جیسوں کی روایت تیرے نزدیک صحت کو پہنچ جائے تو اگر وہ حدیث مطابق قیاس ہو تو تو اس پر عمل کے لازم ہونے میں کوئی پوشیدگی نہیں ہاں اگر وہ حدیث خلاف قیاس ہو تو

سولہویں تہمت کا ازالہ

عقیدۂ محمدی

صحابہؓ کی حدیث دشمنی

قیاس پر عمل کرنا ہی اولیٰ ہے۔ کہو مولوی جی صاف عبارت ہے یا نہیں؟ کہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے کوئی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہ سند صحیح مروی ہو اور ہو خلاف قیاس تو حنفی مذہب کے اصول کی تعلیم یہ ہے کہ ایسے وقت اس حدیث کو چھوڑ دیا جائے اور قیاس پر عمل کیا جائے۔ اس اصول میں اصولیوں نے کئی گناہوں کا ارتکاب کیا ہے۔ اول تو یہ کہ صحابۂ رسولؐ کو غیر مجتہد غیر فقیہ یعنی صاف لفظوں میں بے سمجھ کہا ہے۔ دوسرے قیاس کو حدیث پر ترجیح دی ہے تیسرے خدا کے رسولؐ کی حدیث کو نہیں مانا۔ شانِ خدا ہے امام محمدؒ امام ابو یوسف ہدایہ اور شرح وقایہ کے مصنف تو فقیہ ٹھہریں اور شاگردانِ رسولؐ اصحاب پیغمبر غیر فقیہ ٹھہریں؟ قیاسِ فقہا تو مقبول اور حدیث رسولؐ مردود فلا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اسی کتاب میں اس کی مثال بھی دی ہے لکھتے ہیں وَعَلٰی هٰذَا تَرَكَ اَصْحَابُنَا رِوَايَةَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فِیْ مَسْئَلَةِ الْمُصَرَّاةِ بِالْقِيَاسِ یعنی اسی اصل کی بنا پر ہم حنفیوں نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کردہ حدیثِ رسولؐ کو دودھ روکے ہوئے جانور کی خرید فروخت کے مسئلے میں چھوڑ دیا ہے اور قیاس کو لے لیا ہے یہ تو تھا جواب مولوی قربان شاہ کے انکار کا۔ اب آگے سنئے مصنف اصول شاشی جو لکھتے ہیں کہ ہم نے اس حدیث کو اسلئے رد کر دیا یہ بھی ان کی تحقیق کی کمی ہے ورنہ یہ حدیث جیسے حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے ایسے ہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی مروی ہے کہئے آپ انھیں تو غیر فقیہ نہیں کہہ سکتے۔ اور رہے بھی وہ بخاری شریف میں مگر ان اصولیوں کی نظر بھی آگے بڑھی نہیں کیونکہ مذہب اس کے ماننے سے بگڑتا ہے اس لئے حدیث سے روٹھے اور بہت سستے چھوٹے۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ کی نسبت اصول الشاشی وغیرہ میں جو لکھا ہے کہ وہ حضرت ابن عباسؓ کے اعتراض کو سنکر خاموش ہو گئے یہ بھی ان اصولی حضرات کی مسامحت ہے ورنہ ترمذی اور ابن ماجہ میں موجود ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے اس کے جواب میں کہا کہ بھتیجے حدیث رسولؐ سن کر اس کے سامنے مثالیں بیان نہیں کرتے۔ پس خاموش حضرت ابن عباسؓ ہوئے نہ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

لطف تو یہ ہے کہ اتنا کہہ کر مؤلف صاحب کو پھر کچھ سوجھی تو حضرت ابوہریرہؓ پر جرح کرنی شروع کر دی۔ لکھتے ہیں کہ ان پر بی بی عائشہؓ کے اعتراض ہیں۔ ہم کہتے ہیں اس سے ان کی فقاہت پر کیا بٹہ لگ گیا؟ حضرت عائشہؓ نے تو حضرت ابن عمر پر بھی اعتراض کئے ہیں لیکن

اس حدیث کو حنفی نہیں مانتے

حضرت ابوہریرہؓ پر اعتراض اور اسکے جواب

آپ کے نزدیک وہ فقہا میں داخل ہیں۔ ائی صدیقہؓ کے اعتراض سے کوئی شخص غیر فقیہ ہو جاتا ہے تو کیا وجہ کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو آپ کے اصولی حضرات نے غیر فقیہ نہیں لکھا؟ بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ جب حضرت عائشہؓ نے سنا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میت کو زندوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا یہ ان کی غلطی ہے۔ حضورؐ نے تو یہ یہودیوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ یہودیہ عورت اپنی قبر میں عذاب میں مبتلا ہے اور یہ اس پر رو رہے ہیں۔ بلکہ اگر آپ کے نزدیک کسی کے غیر فقیہ بے سمجھ ہونے کا یہی معیار ہے تو کہئے کہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی غیر فقیہ غیر مجتہد (یعنی نعوذ باللہ بے سمجھ نادان) تھے۔ کیونکہ یہی حدیث حضرت عمرؓ کی روایت سے جب مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنی تو آپ نے اس کا خلاف کیا۔ یہ روایت بھی بخاری مسلم میں موجود ہے۔ تیسرے یہ کہ حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت کہ جنازہ اٹھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ ہمیں تو کہیں نہیں ملی اور ہمیں یقین ہے کہ یہ بھی مؤلف صاحب کے علمی باغ کا ایک بوٹہ ہے۔ البتہ مشکوٰۃ کی حدیث میں یہ الفاظ تو ہیں وَمَنْ حَمَلَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ یعنی جو میت کو اٹھائے وہ وضو کرلے۔ اس کے معنی اگر آپ نے یہ کئے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے تو یہ بھی جناب کے علم کے بوٹے کی ایک نا خفگفتہ کلی ہے۔ اس کے معنی ہیں لِيَكُنْ عَلٰى وُضُوْءٍ ملاحظہ ہو آپ کے ہم مذہب حضرت ملا علی قاریؒ کی مرقاۃ۔ اور اگر یہ معنی لئے جائیں کہ نیا وضو کرے تو یہ امر ندبی ہے نہ کہ وجوبی چھٹے یہ کہ آپ کا یہ کہنا بھی محض غلط ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں نہیں بلکہ وہ فرمانِ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتے ہیں۔ ساتویں یہ کہ یہ روایت صحیح بھی نہیں ضَعَّفَهُ الْجُمْهُوْرُ (مرقاۃ) مکرم آپ تو مہربانی فرما کر حدیث کو ہاتھ بھی نہ لگایا کیجئے۔ پھکڑ بازی طعنہ بازی بہتان بازی مقفیٰ عبارت غلط سلط اردو کی ادبیت ہی جناب کا زیور اور آرائش کافی ہے۔ اور یہ آپ نے خوب کیا کہ غسل کے بیان کو الگ کر دیا۔ بندۂ خدا وہ تو ایک ہی حدیث ہے کہ جو میت کو غسل دے وہ غسل کرلے اور جو اسے اٹھائے وہ وضو کرلے۔ لیکن چونکہ ہمارے مولانا کے سامنے اصل کتاب نہیں۔ اسی وجہ سے آپ نے نہ عربی عبارت نقل کی نہ دو اور ایک میں تمیز کر سکے اس جملے کے ترجمے میں بھی جناب نے غلطی کی کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ مُردے کو غسل دینے سے غسل واجب ہوتا ہے حدیث میں یہ الفاظ ہیں مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ

لیکن آپ نے واجب بنا کر چھوڑا۔ [10] یہ بھی حضرت ابو ہریرہؓ کا قول نہیں بلکہ مرفوع حدیث کا جملہ ہے۔ اس کی نسبت بھی آپ کی مرقاۃ میں ہے وَالْاَمْرُ لِلْاِسْتِحْبَابِ ۔ [11] اچھا اب مہربانی فرما کر یہ جو حضرت عائشہؓ کے اعتراضات آپ نے نقل فرمانے کی زحمت اٹھائی ہے ذرا ان کا حوالہ تو دیجئے بے حوالہ بات ایسی ہے جیسے گدھے کی لات۔ [12] یہ حدیث صرف حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی مروی نہیں بلکہ اس کے راوی حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ ملاحظہ ہو عون المعبود۔ تو کیا جناب کے نزدیک یہ بھی غیر فقیہ ہوئے؟ [13] اور لو حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کُنَّا نَغْسِلُ الْمَیِّتَ فَمِنَّا مَنْ یَغْتَسِلُ وَمِنَّا مَنْ لَا یَغْتَسِلُ (خطیب) تو کیا جتنے صحابہؓ میت کو غسل دینے سے غسل کر لیا کرتے تھے آپ کے نزدیک غیر فقیہ ہوئے؟ ڈرو دوستو! خدا سے ڈرو! واللہ حضرت ابو ہریرہؓ کی دوستی ایمان ہے اور ان کی دشمنی بے ایمانی ہے۔ انھیں غیر فقیہ کہتے ہو؟ یاد رکھو اس زبان پر سانپ ڈسینگے۔ [14] اچھا اب میں وہ حدیث سناؤں جس سے اس سارے قصے کا محض گھڑنت ہونا ثابت ہو جائے۔ ابوداؤد میں ہے عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا حَدَّثَتْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَغْتَسِلُ مِنْ اَرْبَعٍ مِنَ الْجَنَابَۃِ وَیَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَمِنَ الْحِجَامَۃِ وَغُسْلِ الْمَیِّتِ ۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزوں سے غسل کیا کرتے تھے جنابت سے۔ جمعہ کے دن پچھنے لگوانے سے۔ اور میت کو غسل دینے سے۔ کہدو کہ حضرت عائشہؓ بھی فقہ سے دور تھیں۔ ہاں [15] یہ جو حاشیے پر آپ نے شیخی کی ہے کہ حضرت عائشہؓ کے تفقہ پر حنفیوں کا عمل ہے۔ یہ اب کہاں گئی؟ [16] یہی حضرت عائشہؓ ہیں جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث سنتی ہیں جس میں ہے کہ نمازی کے آگے سے عورت یا کتا یا گدھا گذر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے [17] تو فرماتی ہیں بِئْسَ مَا عَدَلْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْکِلَابِ یعنی یہ بات تو تمہاری بہت ہی بری ہے کہ تم نے ہم عورتوں کو گدھوں اور کتوں کے برابر کر دیا اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں حضرت ابوذرؓ ہیں اور بھی بزرگ صحابہؓ ہیں تو کہئے حضرت عائشہؓ کے انکار سے یہ سب بزرگ آپ کے نزدیک غیر فقیہ ٹھیر گئے؟۔ [18] حضرت ابن عمرؓ کے اس قول پر کہ غسل کے وقت عورتیں اپنے سر کے بال کھول لیا کریں آپ فرماتی ہیں یونہی کیوں نہ کہدو کہ عورتیں بال منڈوا دیں؟ تو کیا ابن عمر غیر فقیہ ہو گئے؟ اور کیا ان کی حدیث کو بھی آپ کے فقہا کے قیاس کے خلاف کے وقت چھوڑ دینی چاہیے؟۔

۱۹ یہ بھی آپ لکھتے ہیں کہ حنفی قیاس کے خلاف والی حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث نہیں لیتے یہ غلط ہے پھر حضرت ابوہریرہؓ کی حدیثوں کو نہ لینے کیلئے دلیلیں بھی لکھتے ہیں۔ پھر حضرت عائشہؓ کو فقیہ مان کر ان کا خلاف حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کر کے حضرت ابوہریرہؓ کو غیر فقیہ بھی مانتے ہیں یہ کیا اندھیر ہے؟ ۲۰ حضرت عائشہؓ کے سامنے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار قریش کے بدری مقتولین سے کلام کرنے کا ذکر آتا ہے تو آپ اس پر بھی انکار فرماتی ہیں تو ان صحابہ کی جو اس حدیث کے راوی ہیں روایت کردہ کل حدیثیں مجروح اور ناقابل عمل ہو جائینگی؟ ۲۱ سباطۂ قوم پر بول بحالت قیام کا ذکر سنکر بھی مائی صاحبہؓ انکار کرتی ہیں تو کیا اس حدیث کے کل راوی بھی غیر فقیہ اور ان کی روایتیں بھی قابل ترک ہو جائیں گی؟ ۲۲ بدشگونی والی روایت مشکوٰۃ شریف میں حضرت سعد بن مالکؓ سے مروی ہے۔ حضرت صدیقہ کا اس پر بھی اعتراض ہے تو کیا جناب ان پر بھی ہاتھ صاف فرمائینگے کہ یہ غیر فقیہ ہیں؟ بے سمجھ ہیں؟ ۲۳ یہ بائیس جواب تو سر دست لیجئے۔ کیا اب بھی آپ کے نقل کردہ بے حوالہ تین اعتراضات میں سے کسی میں جان رہی؟ مزید ملاحظہ فرمانا ہو تو اخبار محمدی کے فائلوں میں میرے وہ مضامین دیکھئے جو مسلسل کئی نمبروں میں حضرت ابوہریرہؓ کے متعلق نکلائے ہیں۔ اس کے بعد مؤلف نے گالیاں بکنی شروع کی ہیں نجدی اور خارجی اور جھوٹے اور بے ایمان اور نجد کے شیطان اور متعصب اور نہ جانے کیا کیا؟ ان باتوں کا جواب نہ ہم نے اس سے پہلے لکھا نہ اب لکھیں کیونکہ جانتے ہیں کہ اگر کسی شریف انسان کے پاؤں پر کتا کاٹ لے تو وہ اس کے بدلے سے دست بردار ہی ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد مؤلف نے نور الانوار کے حوالے سے ایک عبارت لکھی ہے گویا یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ امام مالکؒ کے مذہب میں تو قیاس خبر واحد پر مقدم ہے مگر ہمارے مذہب میں نہیں جس سے مقصود یہ ہے کہ گویا حنفی مذہب میں یہ نہیں کہ غیر فقیہ راوی کی بیان کردہ حدیث اگر خلاف قیاس ہو تو ترک کر دی جائے گی۔ اس کی نسبت گذارش ہے کہ جناب یہ تو بحث ہے خبر واحد کی۔ نہ کہ حدیث غیر فقیہ کی۔ آپ نے خاک اڑا کر چاند کو چھپانے کی بے فائدہ کوشش کیوں کی؟ یہاں اس کی بحث نہیں جس کی بحث ہے اور جو ہم نے لکھا ہے وہ تو آپ کی اسی کتاب نور الانوار میں بہت وضاحت سے مذکور ہے اسی لئے آپنے قطؔ تک عبارت لکھ کر چھوڑ دی ہے۔ اسی سے آگے کی عبارت یہ ہے وَاِنْ عُرِفَ بِالْعَدَالَۃِ وَالضَّبْطِ

حدیث رد کرنے کے حنفیوں کے اصول

دُوْنَ الْفَقِیْہِ کَانَسٍ وَّاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اِنْ وَّافَقَ حَدِیْثُہُ الْقِیَاسَ عُمِلَ بِہٖ وَھُوَاِنْ خَالَفَہٗ لَمْ یُتْرَکْ اِلَّا بِالضَّرُوْرَۃِ۔ وَھِیَ اَنَّہٗ لَوْعُمِلَ بِالْحَدِیْثِ لَانْسَدَّ بَابُ الرَّأْیِ یعنی اگر راوی عادل ہو ضابط ہو لیکن فقیہ نہ ہو جیسے انسؓ اور ابوہریرہؓ تو اگر ان کی روایت کردہ حدیث مطابق قیاس ہے تو تو اس پر عمل کر لیا جائیگا اور اگر خلاف قیاس ہے تو بالضرورت چھوڑ دی جائیگی اسلئے کہ اگر حدیث پر عمل کیا جائے تو رائے کا دروازہ بند ہو جائے۔

ناظرین یہ ہے نورالانوار! آپ اسے دیکھ لیجئے اور خدا کیلئے دھوکے سے بچیں۔ عبارت صاف ہے حضرت ابوہریرہؓ کو غیر فقیہ کہا جارہا ہے ان کی روایت کردہ حدیث رسولؐ پر قیاس کو مقدم کیا جاتا ہے اُس حدیث رسولؐ کو جو خلافِ قیاس ان کی روایت سے مروی ہو چھوڑنے کی ہدایت کی جارہی ہے لیکن قربان صاحب ہیں کہ ان سب باتوں کا انکار کر کے سرخرو بننا چاہتے ہیں اور جن مقامات پر اس کی بحث نہیں وہ پیش کر کے سستے چھوٹنا چاہتے ہیں۔ پھر مذہب کو جاتا دیکھ کر حدیث ابوہریرہ پر اعتراض بھی جماتے جارہے ہیں مولانا شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب الانصاف میں تحریر فرماتے ہیں اَصْلُوْا اَنَّہٗ لَا یَجِبُ الْعَمَلُ بِحَدِیْثٍ غَیْرِ الْفُقَھَاءِ اِذَا انْسَدَّ بِہٖ بَابُ الرَّأْیِ الخ یعنی حنفیوں نے جو غلط اصول وضع کئے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ غیر فقیہ راوی کی حدیث پر عمل واجب نہیں ورنہ رائے قیاس کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ پھر لطف یہ ہے کہ حنفی خود اپنے اس اصول کو نبھا نہیں سکے۔ قہقہہ کی بالکل ضعیف حدیث انہی سے مروی ہے لیکن چونکہ ان کا مذہب بھی یہی ہے اسلئے آنکھیں بند کر کے یہ حدیث لے لی۔ روزے میں۔ بھولے سے کھا لینے سے روزہ نہ ٹوٹنے کی حدیث کے راوی بھی یہی ہیں لیکن چونکہ حنفی مذہب کا مسئلہ بھی یہی ہے۔ یہاں بھی حنفیوں نے یہ حدیث اپنے اصول کے خلاف لے لی غرض جہاں لینے سے مذہب بنتا تھا لے لی جہاں مذہب بگڑتا دیکھا اصول کو لیکر حدیث چھوڑ دی۔

حنفیوں کا اپنے اصول کو توڑنا

ناظرین پر واضح رہے کہ اصل کتاب نورالانوار جس سے ہم نے مندرجہ بالا عبارت نقل کی ہے اس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ نہ رضی اللہ لکھا ہے نہ علامت رضؓ بنائی ہے اور مولف کے نزدیک یہ حرکت ان بزرگوں کے ساتھ دشمنی رکھنے کا ثبوت ہے پس اس بنا پر معلوم ہوا کہ مصنف نورالانوار ان بزرگوں کے دشمن تھے۔ یا پھر اپنے قول سے مولف صاحب توبہ کریں

اور ہمیں کسی بزرگ کا دشمن نہ کہیں، ناظرین اگر چاہیں اصل کتاب دیکھیں مطبوعہ یوسفی لکھنؤ صہ ۱۷۹۔ یہاں ہمیں ناظرین ایک مزید بات کہنے کی بھی اجازت دیں وہ یہ کہ یہ سب کچھ لکھکر پھر مصنف نورالانوار صاحب تحریر فرماتے ہیں وَھٰذَا الَّذِیْ اِرْتَدَّ بِرَأْیِہٖ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَاسْتَخَفَّ فَاَبِہٖ یعنی اس میں نہ تو حضرت ابوہریرہ کی تحقیر ہے نہ توہین تعجب ہے انھیں اتنا نا سمجھ بتلایا کہ ان کی روایت کردہ حدیث رسول بھی متروک کردی گئی۔ لیکن ابھی تک نہ ان کی تحقیر ہوئی ہے نہ توہین تو اب کیا گالیاں دوگے؟ کیا مار پیٹ کروگے؟ اللہ سے ڈرو اور صحابۂ رسول کی توہین سے توبہ کرو۔

سنو امام حنظلی فرماتے ہیں۔ ثَبَتَ عِنْدَنَا اَلْاَحْکَامُ بِثَلَاثَۃِ اٰلَافِ حَدِیْثٍ رَوَی اَبُوْھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِنْھَا اَلْفَانِ وَخَمْسُ مِائَۃٍ یعنی احکام کے بیان کی حدیثیں کل تین ہزار ہیں جن میں سے ڈیڑھ ہزار صرف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہیں آپ آنحضرتؐ کے صحابہؓ کے زمانے میں فتوے دیتے تھے۔ آٹھ سو صحابہؓ اور تابعین ان کے شاگرد ہیں۔ پانچ ہزار تین سو چھتیس حدیثیں ان سے مروی ہیں انھیں غیر فقیہ کہنے والے سے زیادہ بے سمجھ اور بے ادب دنیا میں کوئی نہیں نہ ہوگا۔

سنو! مسلمانو! میرا ایمان تو یہ ہے کہ مصنف نورالانوار اور مصنف اصول شاشی جیسے ایک کروڑ بھی جمع ہوجائیں تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایک کروڑویں درجے کو بھی نہیں پاسکتے ان حضرات کا حضرت ابوہریرہؓ کو غیر فقیہ کہنا محض لغو و باطل ہے تذکرۃ الحفاظ میں ہے اَبُوْھُرَیْرَۃَ الدَّوْسِیُّ اَلْحَافِظُ الْفَقِیْہُ ۔۔۔۔ مِنْ کِبَارِ اَئِمَّۃِ الْفَتْوٰی۔ غایۃ المقصود میں ہے کہ ابن عباسؓ ابن عمرؓ جابرؓ انسؓ واثلہ بن اسقعؓ وغیرہ جیسے جلیل القدر صحابہؓ ان کے شاگرد ہیں تمام صحابہ سے زیادہ حدیثیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی آئی ہیں حضورؐ نے ان کے لئے دعا کی تھی کہ یہ حدیث بھول نہ جائیں۔ آپ کی دعا قبول ہوئی اور حدیث رسول کے سب سے زیادہ حافظ حضرت ابوہریرہؓ تھے رضی اللہ عنہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم کی اولاد میں سے نو سو بزرگوں نے آپ کی شاگردی کی ہے خود حضرت ابوہریرہؓ کا قول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے بعد میں ایک حدیث بھی بھولا نہیں ہوں۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ جن کے اقوال ہمارے مؤلف صاحب لائے ہیں۔ وہ بھی

حضرت ابوہریرہؓ کے حافظہ کی مضبوطی کا ثبوت

ہماری طرف سے بحیثیت گواہ پیش ہو سکتے ہیں آپ تحریر فرماتے ہیں اَمَّا اَصْحَابُ الرَّأْیِ فَاِنَّ اَمْرَھُمْ فِیْ بَابِ الْخَبَرِ وَالْقِیَاسِ عَجِیْبٌ فَتَارَۃً یُرَجِّحُوْنَ الْقِیَاسَ عَلَی الْخَبَرِ یعنی رائے والوں کا عجیب حال ہے یہ کبھی قیاس کو حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ مولانا آپ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو تو بخوبی جانتے ہوں گے اور ان کی فقاہت تو آپ کے نزدیک بھی مسلم ہوگی آپ کو یاد ہوگا کہ حضرت عبداللہ نے فتویٰ دیا کہ حاملہ عورت کے فوت شدہ خاوند کی عدت اس کے ذمے دونوں عدتوں میں جو دیر کی ہو وہ ہے یعنی چار ماہ دس دن اور بچے کا ہونا ان میں سے جو دیر سے ہو وہی اس کی عدت ہے حضرت ابوہریرہؓ نے وہیں اس کی تردید کی اور فتویٰ دیا کہ اس کی عدت حمل کا وضع ہونا ہے۔ وہ چاہے جب ہو پھر انھیں غیر فقیہ کیسے کہا جا رہا ہے؟ جن بڑے بڑے صحابہؓ پر علم دین مسائل شرع علم حدیث علم فقہ حدیث کا دار مدار تھا ان میں بڑے پایے کے بزرگ حضرت ابوہریرہؓ تھے ملاحظہ ہو کتب محدثین اور الروض الباسم وغیرہ۔

قیاس کو حدیث پر مقدم کرنا

ہمارا شیہ بھی عجیب مزے کا انسان ہے ہم نے دلائل محمدی میں لکھا تھا کہ جو معنی اس حدیث کے ہیں کہ اس کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ اس کی نماز نہیں جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔ اس پر شیر صاحب لکھتے ہیں یہ ابلیسی قیاس ہے بھائی دونوں حدیثوں کے یکساں الفاظ ہیں اس میں قیاس کی بات ہی کونسی ہے؟ اللہ تمہیں سمجھ دے۔ ہاں اور یہ جناب قیاس سے کہاں بھاگنے لگے؟ ادھر دیکھئے اے جناب آپ نے اور آپ کے آباؤ اجداد نے حتیٰ کہ آپ کی فقہ کے اصول وضع کرنے والوں نے تو قیاس کو وہ درجہ دیا جو ابھی آپ سن آئے ہیں کہ قیاس کے خلاف جو حدیث حضرت ابوہریرہؓ وغیرہ بیان فرمائیں ہم اسے چھوڑ دینگے نہ مانیں گے۔ اتنا لکھکر پھر اپنی عادت سے مجبور ہو کر مؤلف نے کوسنا شروع کیا ہے لکھا ہے کمبخت ہیں وہابی ہیں نہ ادھر کے ہیں نہ ادھر کے ہیں خیر اسے تو ہم پھر نظر انداز کرتے ہیں۔

ابوحنیفہؒ دشمن اسلام نہیں

اس کے بعد قربان صاحب نے ہمارا متعصب ہونا ثابت کرنے کیلئے لکھا ہے کہ ابوحنیفہؒ کے بعد ہم نے نہ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے نہ رح لکھا ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ جناب کے تعصب کا مظاہرہ ہے ایک خیانت تو آپ نے یہیں کی ہے کہ ہم نے امام لکھا ہے اسے بھی آپ نے نقل نہیں کیا دوسرے اسی کتاب میں جگہ جگہ رحمۃ اللہ علیہ امام صاحبؒ کے نام کے ساتھ

لکھا ہوا ہے۔ وہ کیا آپ کی نگاہ سے نہیں گذرا؟ تیسرے آپ نے اپنی کتاب کے صـ۲۴ میں امام دارقطنی لکھا ہے اور اس کے بعد نہ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے نہ رحمہ اللہ لکھا ہے کہئے ہم آپ کو وہی کیوں نہ کہیں جو آپ نے ہمیں کہا ہے۔ اسی صفحہ میں صحابی کو لکھکر بھی آپ نے نہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے نہ رضہ بتایا ہے۔ اسی طرح کئی ایک مقامات اور بھی ہیں ہم نے اپنے رسالے میں اور نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے میں جس چیز کو بدعت کہا ہے وہ بدعت ہی ہے ورنہ اگر کچھ علم تھا تو اسے سنت ثابت کرتے۔ منہ چڑانے سے کیا نتیجہ؟ یہ تو ہم پر تہمت ہے کہ ہم مردوں کی ثواب رسانی کے قائل نہیں۔ ہم قائل ہیں اور جو ہم پر تہمت رکھے اس سے خدا سمجھے ہاں یہ ہم ضرور کہتے ہیں کہ ثواب رسانی کے طریقے وہی ہونے چاہئیں جو شرع محمدی میں ہیں، نہ وہ جو ہندوؤں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں بھی سرایت کر گئے ہیں اس مسئلے کی پوری وضاحت میری کتاب درود محمدی میں ملاحظہ فرمائیے۔

ثواب رسانی

اس کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبادہ والی حدیث کو جو حسن کہا ہے اس پر آپ نے لکھا ہے کہ تم نے ان کی تحسین فلاں جگہ تسلیم نہیں کی۔ ہم کہتے ہیں وہاں تسلیم کے لائق نہ تھی اس کی دلیلیں وہیں موجود ہیں یہاں تسلیم کے لائق ہے۔ ورنہ آپ ہی کوئی جرح کر کے بتلائیے مگر آپ نے تو ہتھیار ڈال دیئے ہیں نے تو اپنے رسالہ دلائل محمدی میں اور بھی بہت سے محدثین سے اس کی تصحیح اور تحسین نقل کی ہے بلکہ خود آپ کے مذہب سے اس حدیث کا صحیح ہونا ثابت کیا ہے۔ لیکن آپ سے نہ اس کا جواب بن پڑا ہے نہ میری کسی ایک بات کا۔ خارج از بحث امور پر آپ نے گفتگو کی ہے دلائل کو تو چھوا بھی نہیں جس سے ظاہر ہے کہ خدا کے فضل سے ہمارے قوی دلائل کے سامنے آپ کی پشت خم ہے اور آپ کی نگاہیں نیچی ہیں فالحمد للہ۔

تحسین ترمذی

واہ علامۂ دہر آپ نے یہ خوب اعتراض کیا کہ صحابی کا نام نہیں۔ نہ ہو آپ اصول سے بے بہرہ ہیں ورنہ آپ کو معلوم ہوتا کہ اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ۔ صحابہؓ سارے کے سارے عادل ہیں اسلئے نام نہ ہونا حدیث میں کوئی ضعف پیدا نہیں کرتا۔ یہ تو حنفی اہلحدیث دونوں کے نزدیک مسلم ہے لیکن آپ کی جانے بلا؟ کہ اصول ہیں کیا؟ صرف راویوں کی ثقاہت ہی بیان نہیں کی بلکہ حدیث کو حسن بھی کہا ہے۔ اور میں نے یہ سب نقل بھی کیا ہے لیکن آپ سے اس کا بھی جواب کوئی بن نہیں پڑا۔ یہاں بھی مولف ہم پر بہتان بازی کرنے سے نہیں چوکے

اصول حدیث

تیسری تہمت

لکھا ہے کہ ہم نے دلائل محمدی ص۱۲ میں سحابی کے قول کو بصورت عدم مخالفت قابل تقلید کہا ہے حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ ناظرین خود دلائل محمدی دیکھ لیں۔ اس کے بعد آپ نے امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کو مردود لکھا ہے اس کے جواب میں ہم تو کچھ نہیں لکھتے لیکن اگر کسی بگڑدل کے قلم سے یہ لفظ کسی وقت احمد رضا خاں بریلوی کے لئے نکل جائے تو برا تو نہ لگیگا؟ چاروں مسئلوں کی اور تقلید کی بحث پوری دیکھنی ہو تو میری کتاب طریق محمدی دیکھئے اس کتاب میں بھی شروع کے حصے میں کافی بحث گذر چکی ہے۔ اس پر دوبارہ نظر ڈال جائیے۔ اس کے بعد آپ نے کہا ہے "حضورؐ کا ارشاد ہے کَلَامِیْ لَا یَنْسَخُ کَلَامَ اللّٰہِ وَکَلَامُ اللّٰہِ یَنْسَخُ کَلَامِیْ" یعنی میرا قول خدا کے قول کو منسوخ نہیں کرتا اور خدا کا قول میرے قول کو منسوخ کرتا ہے۔ اس کی نسبت عرض ہے کہ اگر آپ اس حدیث کی صحت ثابت کردیں اس کی سند غیر مجروح پیش کردیں تو میں آپ کو انعام دونگا تم جیسے مقلدوں کا حدیث میں دخل دینا ایسا ہی ہے جیسے کسی نامرد کا جورو کرنا۔ سنئے اس کی سند میں جبرون بن واقد افریقی ہیں جن پر حدیثوں کے گھڑنے کا الزام ہے پس یہ حدیث انتہا درجہ کی ضعیف بلکہ تقریباً موضوع ہے ثابت و صحیح نہیں۔ اور آپ کو تو یہ خبر بھی نہ ہوگی سنئے اگر یہ مان لیا جائے تو پھر تو حنفی مذہب پورا کا پورا ارنڈ کے درخت کی طرح جڑ سے اکھڑ جائیگا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ مذہب ہے کہ حدیث شریف سے کلام اللہ شریف منسوخ ہوسکتا ہے آپ کے مذہب کی اسی کتاب نورالانوار میں ہے فَیَجُوْزُ نَسْخُ الْکِتَابِ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ یعنی کتاب اللہ منسوخ ہوسکتی ہے خود کتاب اللہ سے بھی اور حدیث رسول اللہ سے بھی۔ والدین اور اقربا کے لئے وصیت کا حکم کلام اللہ میں موجود ہے لیکن حدیث میں ہے کہ وارث کیلئے کوئی وصیت نہیں سارے حنفی اسے مانتے ہیں کہو نسخ کلام اللہ حدیث سے جائز ہے یا نہیں؟ عام مسلمانوں کو میراث کا حکم قرآن ہے لیکن حدیث نے میراث پیغمبری کو اس میں سے مخصوص کردیا ہے کہئے آپ بھی مانتے ہیں یا نہیں؟ آپ سنی ہیں یا کچھ اور؟ اسی طرح کے اور بھی بہت سے مسائل ہیں۔ ہاں ایک اور نہایت گہرا اور عمدہ مطلب بھی عربیت کے قاعدہ سے ہوسکتا ہے خدا جانے آپ اسے سمجھ بھی سکیں یا نہیں؟ مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے بعد اس کے متصل ہی اور حدیث ہے اس میں ہے اِنَّ اَحَادِیْثَنَا یَنْسَخُ بَعْضُھَا بَعْضًا کَنَسْخِ الْقُرْاٰنِ یعنی ہماری حدیثیں آپس میں ایک دوسری کو

حدیث سے کلام اللہ منسوخ ہونے کا ثبوت

منسوخ کرتی ہیں مثل نسخ قرآن کے۔ یعنی جس طرح ہماری حدیثیں قرآن کریم کی ناسخ ہیں اسی طرح حدیث کی بھی وہ ناسخ ہوسکتی ہیں۔ اس صورت میں مطلب اور بھی واضح ہوگیا۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ یعنی مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اسی جیسی چیز اور بھی اُسی کے ہمراہ دی گئی ہے (رواہ ابوداؤد) پس آپ کی حدیث بھی مثل قرآن ہے۔ ماننے کے لحاظ سے تعمیل تسلیم کے لحاظ سے دونوں بالکل یکساں ہیں جو حکم قرآن کا وہی حدیث کا۔ سنو بھائی مولوی قربان علیصاحب تم تو بہت چھوٹے ہو تمہارے بڑوں نے بھی حدیثوں میں بکثرت ٹھوکریں کھائی ہیں باور نہ ہو تو میری کتاب درایت محمدی ملاحظہ فرمالیجئے۔ اس موقعہ پر ہم مولف صاحب کو چار مسائل بتلاتے ہیں جو باوجودیکہ قرآن کے خلاف ہیں صحیح حدیث سے ثابت بھی نہیں لیکن حنفی ان ہی بیجان دلائل کو لیکر قرآن کا خلاف کرتے ہیں اور ان سے آیات قرآنیہ کو گویا منسوخ مانتے ہیں (۱) کہتے ہیں کہ وتر واجب ہے (۲) کہتے ہیں کہ نبیذ یعنی کھجور کے شیرے سے وضو جائز ہے (۳) کہتے ہیں کہ دس درہم سے کم کا مہر نہ ہونا چاہئے (۴) کہتے ہیں کہ دس درہم سے کم کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹنے چاہئیں دیکھئے یہ مسائل قرآن کے خلاف ہیں اور ان کے ثبوت کی حدیثیں بھی نہیں تاہم حنفی حضرات ان مسائل کو مانتے ہیں۔ کہئے قرآن کا نسخ غیر ثابت حدیثوں کی بنا پر آپ نے کیسے کرلیا؟ قرآن پر احادیث سے زیادتی کی کامل بحث جو صاحب دیکھنا چاہیں وہ میری کتاب دین محمدی ترجمہ اعلام الموقعین کے حصہ چہارم کا ۵۵ سے ۵۸ تک ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ ان کے دل میں نور چمکنے لگیگا۔ مصنف نورالانوار نے نسخ کتاب بالسنہ کی مثال میں آیت لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ اور حدیث عائشہؓ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَخْبَرَهَا بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَبَاحَ لَهُ النِّسَآءَ مَا شَآءَ پیش کی ہے لیکن مولوی قربان علی شاہ صاحب ان تمام باتوں سے محض بے خبر ہیں اور ہاں مولوی صاحب یہ تو آپنے خوب کہی کس مزے سے لکھا کہ "اربعین محمدی صلا میں ائمہ اربعہ کے ساتھ یہ زبان درازی ہے"

ما اہل حدیثیم و دغا را نہ شناسیم ✦ باب الحیل ایں فقہا را نہ شناسیم

آخر یہ تو فرمائیے کہ اس شعر میں ائمہ اربعہؒ کا ذکر ہی کیا ہے؟ کیا باب الحیل امام ابوحنیفہ رحؒ نے لکھا ہے؟ یا تین اور ائمہ میں سے کسی نے لکھا ہے؟ سنو یقیناً جس نے باب الحیل کھولا ہے اس نے خدا کی تمام شریعت کو بدل دیا ہے۔ اسے اگر آپ بسط سے دیکھنا چاہتے ہوں تو میرے مضامین اخبار محمدی جلد سوم کے ۱۳ سے ۱۷ تک ملاحظہ فرمالیجئے۔

حنفی مذہب کے حیل

مؤلف صاحب کا یہ سلیقہ بھی قابل داد ہے کہ اگر کہیں عربی نقل کرتے ہیں تو ترجمہ نہیں کہیں سے ترجمہ نقل کرتے ہیں تو اصل عربی نقل نہیں کرتے۔ اپنی اسی عادت کے مطابق یہاں بھی مؤلف نے ایک ترجمہ نقل کیا ہے اور حوالہ دیا ہے شاہ ولی اللہؒ کی کتاب انصاف کا۔ ہم نے انصاف کو اول سے آخر تک دیکھا ہمیں تو اس میں مؤلف کی نقل کردہ عبارت نہ ملی۔ نہ ترجمہ نظر سے گذرا۔ خدا ہی جانتا ہے کہ مؤلف کو اس غلط حوالے کی کونسی ضرورت پیش آئی تھی؟

مؤلف کی غلطی

دوسرا حوالہ دیا ہے عقد الجید کا اس کی نسبت سنئے اولاً تو لفظ "جان تو" یہ اصل عبارت کے علاوہ ہے۔ دوسرے شاہ صاحب خبر دیتے ہیں ماضی کے لفظ سے لکھتے ہیں اعتمدوا لیکن ہمارے علامہ صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں اعتماد کریں" عبارت میں لِئَلَّا یخرج پر عطف ہے ولینبی علیہا کا لیکن علامہ مولف ترجمہ کرتے ہیں" اور چاہیئے کہ بنا کرے اس میں ان سے جو پہلے اس کے ہیں" ناظرین اردو کے اس جملے پر توجہ فرمائیں کیا فصاحت و بلاغت ہے؟ میرے خیال سے تو اردو کے ایک سو اعلیٰ ادیب انسان جمع ہو جائیں تو بھی علامہ کے اس فقرے کو سمجھ بھی نہ سکیں گے۔ یہ ہیں جنھیں ہماری اردو دانی پر اعتراض ہے۔ پھر اس فصاحت و لطافت پر جس عربی عبارت کا یہ ترجمہ کہا جاتا ہے اس کا ترجمہ بھی نہیں پھر اس جملے کے بعد اصل عربی میں ایک جملہ اور ہے اوسے اور اسے مخلوط کر دیا گیا ہے پھر اس پوری عبارت کو چھوڑ دیا ہے۔ لِاَنَّ جَمِیْعَ الصِّنَاعَاتِ کَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَالطِّبِّ وَالشِّعْرِ وَالْحِدَادَۃِ وَالنِّجَارَۃِ وَالْخِیَاطَۃِ لَمْ یَتَیَسَّرْ لِاَحَدٍ اِلَّا بِمُلَازَمَۃِ اَھْلِھَا وَغَیْرُ ذٰلِکَ نَادِرٌ بَعِیْدٌ لَمْ یَقَعْ وَاِنْ کَانَ جَائِزًا فِی الْعَقْلِ ۔ اس پوری عبارت کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے ہم نے اگر کہیں سے غیر متعلقہ عبارت حذف کی تھی تو نقطے لگا دیئے تھے کہ پڑھنے والا اسے سمجھ لے اس پر تو جناب کو اعتراض تھا پھر یہ کھلی خیانت اور اس طرح ملی جلی کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلے یہ کیوں؟ پھر عبارت میں مخدومہ کا لفظ ہے اس کا مطلب چونکہ مولف کو معلوم نہیں ہو سکا لہٰذا اس لفظ کا ترجمہ ہی نہیں کیا۔ پھر یہاں بھی ان کی اردو ملاحظہ ہو لکھتے ہیں" اور یہ کہ ہوں مخدومہ یعنی بیان کیا جائے راجع مختلات ان کی سے"۔ بھائی حیدر آبادی صاحب یہ کونسی جنّاتی زبان بول رہے ہو؟ آپ کو تو اردو میں ادیب ہونے کا دعویٰ تھا پھر آپ کے دعوے کو کونسی دیمک چاٹ گئی؟ اور ہاں حضرت یہ راجع کے کیا معنیٰ ہوئے؟ ذرا سمجھو تو سہی کہ لکھتے کیا ہو؟ چونکہ مولف کو انہی چیزوں پر اعتراض تھا اور اسے جا بجا چھالتے رہتے تھے اس لئے میں نے بھی ذرا قلم چلا دیا ہے ورنہ ہم تو ان کی ایسی غلطیوں سے چشم پوشی ہی کرتے رہے یہ ساری عبارت ان کی پڑھنے کے لائق ہے۔ اب اصل عبارت کا جواب ملاحظہ ہو۔ جس انصاف کا آپ نے حوالہ دیا ہے اسے شاہ صاحبؒ ختم اس عبارت پر کرتے ہیں وَلَمْ یَاْتِ قَرْنٌ بَعْدَ ذٰلِکَ اِلَّا وَھُوَ اَکْثَرُ فِتْنَۃً وَّاَوْفَرُ تَقْلِیْدًا الخ یعنی اب تو جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے فتنے بڑھتے جاتے ہیں لوگ تقلید میں مضبوط ہوتے

مولف کی اردو دانی

جواب

شاہ ولی اللہ صاحب کا رد تقلید

جارہے ہیں دلوں میں سے امانتِ خداوندی اٹھتی چلی جارہی ہے لوگوں نے دینِ خدا کی تحقیق چھوڑ دی ہے اور صرف تقلید پر جم گئے ہیں صاف کہدیتے ہیں کہ ہم تو اگلوں کی اور بڑوں کی روش پر قائم ہیں۔ پس اس خرابی کی شکایت ہم دربارِ خداوندی میں کرنے کے سوا اور کیا کریں؟ اور جگہ اسی انصاف پسند ولی کامل حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اِنَّهُمْ اَلْهَمُوْا بِالتَّقْلِيْدِ وَدَبَّ التَّقْلِيْدُ فِيْ صُدُوْرِهِمْ دَبَّ النَّمْلِ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۔ یعنی یہ مقلدین تقلید پر جم گئے اور تقلید ان کے دلوں میں چیونٹی کی چال کی طرح ان کی بے خبری میں رچ گئی۔ صحابہ اور تابعین کی بابت آپ اپنی اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں وَقَدْ تَوَاتَرَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا بَلَغَهُمُ الْحَدِيْثُ يَعْمَلُوْنَ بِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّلْتَفِتُوْا شَرْطًا ۔ یعنی تواتر کے ساتھ یہ بات ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ صحابہؓ اور تابعینؒ کو جب کبھی کوئی حدیث ملتی وہ فوراً اس پر عمل شروع کردیتے کسی اور شرط کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھاتے یعنی یہ عادت نہ تھی کہ فلاں نے اگر اس حدیث کو لیا ہے تو ہم بھی لیں گے ورنہ نہیں۔ یعنی تقلید کا شائبہ بھی ان میں نہ تھا۔ فرمایئے اب تو غالباً آپ کو بھی اطمینان ہوگیا ہوگا کہ تقلید بدترین بدعت ہے اور خیر و بہتری کے زمانوں کے بعد ایجاد ہوئی ہے صحابہ تابعین اس بدعت سے بالکل بعید تھے فرضی اللہ عنہم اجمعین آؤ شاہ صاحبؒ کی بات ہمیں ماننے سے پہلے خود ہی مان جاؤ آپ وصیت نامہ میں لکھتے ہیں دائماً تفریعاتِ فقہیہ را بر کتاب و سنت عرض نمودن انچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والّا کالائے بدبیش خاوند دادن۔ امت را بہیچ وجہ از عرض مجتہدات بر کتاب و سنت استغنا حاصل نیست۔ و سخن تقشفہ فقہا را کہ تقلید عالمے را دستاویز ساختہ تتبع کتاب سنت را ترک کردہ نہ شنیدن و بدیشاں التفات نہ کردن و قربتِ خدا جستن بدوری اینہا۔ (وصیت نامہ) یعنی ہمیشہ فقہ کی جزئیات کو قرآن و حدیث پر پیش کیا کرو۔ فقہ کا جو مسئلہ مطابق قرآن و حدیث ہو اُسے قبول کرلو اور جو اُن کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔ امت میں سے کسی کو بھی اس بات سے بے نیازی ہو ہی نہیں سکتی کہ وہ اماموں کے اجتہادات کو کتاب و سنت سے نہ ملائے۔ ہرگز ان فقہا کی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آنا چاہیئے جو کسی امام کی تقلید کو دستاویز بنائے ہوئے ہیں۔ بلکہ انکی طرف توجہ تک نہ کرنی چاہیئے ان سے دوری میں خدا کی نزدیکی کی تلاش ہے۔

ناظرین کرام وہ لوگ تو خیر جن کا ارادہ اور مقصود صرف لڑائی جھگڑے خلاف اور مخالفت کا ہی ہے جو اختلاف پر مٹے ہوئے ہیں۔ لیکن آپ کی زندہ ضمیر سے میں اپیل کرتا ہوں کہ کیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت نے معاملے کو ختم نہیں کر دیا۔ کیا موجودہ تقلید شخصی کی رگِ جان اس تحریر نے کاٹ نہیں دی؟ اہلحدیث وہی کہتے ہیں جو شاہ صاحبؒ فرما رہے ہیں۔ ان کے مجمل اقوال لاکر غلط نتائج نکال کر دنیا کو تقلیدی زنداں کا قیدی بنانا اچھا؟ یا اُن کے بے لاگ اور بہت صاف اور پاک اقوال کو لیکر مسلمانوں کو اس اندھیرے والے جیل خانے سے نکالنا اچھا؟ مسلمانو! کیا اندھیر کر رہے ہو؟ ایک طرف سے تمہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں دوسری طرف سے آواز آتی ہے کہ آؤ امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کریں۔ ایمان سے بتلاؤ! کس کی آواز قابل قبول ہے؟ ایک طرف سے کہا جاتا ہے کہ فقہ کی کتابوں میں انتیوں کے جو رائے قیاس ہیں انھیں مانو۔ دوسری طرف سے تمہیں رغبت دلائی جاتی ہے کہ حدیث کی کتابوں میں جو فرمانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انھیں تسلیم کرو۔ بتلاؤ کس کی بات قابلِ قبول ہے؟ مَالِیْ اَدْعُوْکُمْ اِلَی النَّجَاۃِ وَ تَدْعُوْنَنِیْ اِلَی النَّارِ۔ کیا بات ہے؟ کہ ہم تمہیں نجات کی طرف بلا رہے ہیں اور تم ہمیں آگ کی طرف آواز دے رہے ہو؟ دوستو! تقلیدِ امام کا چھوڑنا آسان ہے اور اتباعِ رسول سے ہٹنا کفر ہے اسی عقد الجید میں ہی حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلنَّاسُ لَمْ یَزَالُوْا عَلٰی ذَالِکَ یَسْتَفْتُوْنَ مَنِ اتَّفَقَ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْ غَیْرِ تَقْلِیْدٍ لِمَذْھَبٍ یعنی ان مذاہبِ اربعہ اور ان متعصب مقلدوں کے ظاہر ہونے سے پہلے دنیائے اسلام کا یہی قاعدہ تھا کہ جس عالم سے موقعہ پڑا مسئلہ دینی دریافت کر لیا۔ اور اسکی بتلائی ہوئی قرآن وحدیث کی دلیل پر عمل کر لیا۔ کسی خاص مذہب یا کسی مخصوص عالم کے وہ پابند نہ تھے۔ لیکن افسوس اس زمانے کے متعصب مقلدوں نے تو گویا اپنے اپنے اماموں کو نبی مان لیا ہے۔ اگرچہ ائمہ کا قول قرآن وحدیث سے کوسوں دور کیوں نہ ہو؟ مگر ان کی گردنوں میں سے تقلید کی پھانسی نہیں نکلتی پر نہیں نکلتی بھلا اس گمراہی اور حق سے دوری کو کوئی عقلمند بھی پسند کر سکتا ہے؟

جو عبارت تم نے پیش کی ہے اس میں بھی تقلید کی دراصل ممانعت ہے اس میں اتباعِ سلف کی ترغیب ہے۔ لیکن تم اتباع اور تقلید کے فرق کو کیا جانو؟ اعلام الموقعین

دیکھکر اپنی علمیت بڑھاؤ اور ان دونوں کے فرق کا احساس کرو۔ آپ کی پیش کردہ عبارت میں آخری فقرہ جو چاروں مذاہب کی کتابوں کی بابت ہے اس سے بھی یہ مطلب نہیں کہ ان میں سے کسی مخصوص مذہب کی اندھی تقلید کیا کرو۔ بلکہ ان کے اقوال لیکر حدیث قرآن سے ملاکر جس مذہب کا جو قول کتاب وسنت سے مل جائے اسے لے لو۔ جو جو خلاف نظر آئے اس سے نگاہیں پھیر لو۔ یہی مطلب خود شاہ صاحب کے الفاظ میں بیان ہو چکا دوبارہ نظر ڈال لیجئے۔ شاہ صاحب کی اسی کتاب عقید الجید میں موجود ہے اور یہی عبارت ساری کتاب کا خلاصہ ہے اور واقعی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے ہم مولوی قربان علی صاحب کو اور دوسرے اپنے بھائیوں کو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی قبولیت کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ فَاِنْ بَلَغَنَا حَدِیْثٌ مِنَ الرَّسُوْلِ الْمَعْصُوْمِ الَّذِیْ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْنَا طَاعَتَہٗ سَنَدًا صَالِحًا یَدُلُّ عَلٰی خِلَافِ مَذْھَبِہٖ وَتَرَکْنَا حَدِیْثَہٗ وَاتَّبَعْنَا ذَالِکَ التَّخْمِیْنَ فَمَنْ اَظْلَمُ مِنَّا وَمَا عُذْرُنَا یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ یعنی جب ہمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث صحیح سند سے پہنچے جو تابعداری کے لائق اور معصوم محض ہیں اور وہ حدیث ہمارے مذہب کے خلاف ہو۔ اس وقت اگر ہم اس حدیث رسولؐ کو چھوڑ کر اس مذہبی تخمینہ پر جمے رہیں تو ہم سے بڑھکر ظالم کوئی نہیں اور قیامت کے دن جبکہ سب لوگ رب العالمین کے دربار میں پیش ہوں گے ہمارا کوئی عذر نہ چل سکیگا یاد رکھنا شاہ صاحبؒ کی جس کسی کتاب میں تقلید کا جواز کسی طرح سے بھی کوئی بھی بالفرض نکال لے تو بھی تقلید سے مراد یہی ہے کہ قول امام کو حدیث وقرآن کی موافقت کی صورت میں ماننا اور مخالفت کی صورت میں پس پشت پھینک دینا۔ چنانچہ خود شاہ صاحب اسی کتاب عقد الجید میں تحریر فرماتے ہیں یَکُوْنُ عَمَلُہٗ بِقَوْلِ الْمُجْتَھِدِ کَالْمَشْرُوْطِ بِکَوْنِہٖ مُوَافِقًا لِلسُّنَّۃِ فَلَا یَزَالُ مُتَفَحِّصًا عَنِ السُّنَّۃِ بِقَدْرِ الْاِمْکَانِ فَمَتٰی یَجِدُ حَدِیْثًا یُخَالِفُ قَوْلَہٗ تَرَکَہٗ وَاَخَذَ بِالْحَدِیْثِ ۔ وَاِلَیْہِ اَشَارَ الْاَئِمَّۃُ قَالَ الشَّافِعِیُّ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ ۔ وَاِذَا رَاَیْتُمْ کَلَامِیْ یُخَالِفُ الْحَدِیْثَ فَاعْمَلُوْا بِالْحَدِیْثِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِیْ الْحَائِطَ ۔ وَقَالَ مَالِکٌ مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَمَاْخُوْذٌ مِنْ کَلَامِہٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَیْہِ اِلَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ

شاہ صاحب کا فیصلہ

ان دونوں کا فرق

لَا یَتَّبِعُنِیْ لِمَنْ لَمْ یَعْرِفْ دَلِیْلِیْ اَنْ یُّفْتِیَ بِکَلَامِیْ وَقَالَ اَحْمَدُ لَا تُقَلِّدُوْنِیْ وَ لَا تُقَلِّدَنَّ مَالِکًا وَّلَا غَیْرَہٗ وَخُذِ الْاَحْکَامَ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ۔

اے میرے وہ بھائیو جن کی نظریں ان سطروں پر اس وقت ہیں۔ آپ سے عرض ہے کہ خدارا اس عبارت پر غور کیجئے اور حق کو قبول کرنے میں عار اور شرم نہ کیجئے۔ اے مولوی قربان علی صاحب خدا آپ کو ہدایت دے آپ بھی ذرا اس پر تامل کیجئے یہ فرمان اُن ہی کا ہے جن کا قول آپ نے بطور دلیل پیش فرمایا ہے سنئے! شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور اپنے فرمان کو چاروں اماموں کے قول سے مؤید اور مدلل کر کے فرماتے ہیں اللہ ان چاروں اماموں کی روح کو راحت پہنچائے اور ان پر اپنی رحمتوں کی جھوم جھوم کر برسنے والی بدلیوں میں سے بے شمار رحمتیں برسائے۔ فرماتے ہیں کہ امام ومجتہد کے قول پر عمل اس شرط سے رکھو کہ قرآن حدیث کے مطابق اگر اس بزرگ کا قول ہوگا تو مانوں گا۔ اور ہمیشہ حدیث کی تلاش میں رہو جسقدر تم میں طاقت ہو۔ جب کبھی جس کسی مسئلے میں اپنے امام اور مجتہد کے قول کو حدیث وقرآن کے خلاف پاؤ وہاں امام کے قول کو پھینکدو اور حدیث شریف کو مضبوطی سے تھام لو۔ سنو ائمہ کرام کے ارشادات بھی یہی ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے۔ جب میرا کوئی مسئلہ خلافِ حدیث دیکھو تو حدیث پر عمل کرو اور میری بات کو دیوار پر مارو۔ حضرت امام مالکؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کوئی ایسا نہیں جس کی بعض باتیں لینے کے اور بعض چھوڑنے کے قابل نہ ہوں بجز رسول اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کی تمام باتیں قطعاً واجب التعمیل والتسلیم ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جسے میری دلیل معلوم نہ ہو اسے صرف میری بات پر فتوٰی دینا جائز ہی نہیں۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسلمانو! نہ میری تقلید کرنا نہ امام مالکؒ کی تقلید کرنا نہ کسی اور کی بلکہ احکام اسلام وہاں سے لینا جہاں سے ان بزرگوں نے لئے ہیں یعنی قرآن حدیث سے۔ برادران کیا حرمتِ تقلیدِ مروج میں یہ عبارت نصِ قطعی نہیں؟ پھر اس عبارت کے لکھنے والے سے اسی کتاب سے فرضیت تقلیدِ مروج کے پیچھے لگنا کیا دین ودیانت کے خلاف نہیں؟ اسی عبارت کے متصل شاہ صاحب حرمتِ تقلید کی ایک اور وجہ قائم کرتے ہیں فرماتے ہیں وَالْوَجْہُ الثَّانِیْ

حرمت تقلید کی وجہیں

(الی ان قال) اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ یعنی حرمتِ تقلید کی دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی امام کی نسبت یہ حسن ظنی کرلے کہ وہ انتہائی درجہ کو پہنچ چکا ہے ناممکن ہے کہ اس کا بتلایا ہوا مسئلہ غلط ہو۔ اب اسے اگر کوئی صریح صحیح حدیثِ رسول پہنچے جو قولِ امام کے خلاف ہو تاہم قولِ امام کی تقلید کو نہ چھوڑے۔ یا یہ سمجھ لے کہ جب میں اس امام کی تقلید کا اقرار کر چکا تو اب میں اس کی تمام باتیں ماننے پر مجبور ہوں ورنہ تقلید ٹوٹے گی۔ پھر ایسا ہو کر بیٹھ رہے جیسے کوئی کم عقل شخص جسے اس کے مال میں تصرف کرنے سے روک دیا گیا ہو۔ اب اُسے حدیثیں پہنچیں اور ان کی صحت یقینی ہو تاہم انہیں قبول نہ کرے کیونکہ اس نے اپنے ذمے تقلید کی بیخ لگا رکھی ہے یہ عقیدہ بالکل فاسد ہے اور یہ قول بالکل نکما اور محض غلط ہے عقلاً نقلاً اس کا شاہد ہے ہی نہیں۔ سلف میں ایسا کرنے والا ایک بھی نہیں گذرا۔ اس مقلد نے دو بڑی بھاری غلطیاں کی ہیں اول تو یہ کہ فقیہ اور امام کو جو خطا اور غلطی سے پاک نہیں اس نے معصوم اور غلطی سے پاک سمجھ کر اس کی نسبت یہ خیال کر لیا کہ اس کے تمام مسائل برحق ہیں یا تو حقیقۃً یا حق عمل میں۔ دوسری ڈبل غلطی یہ کی کہ یہ خیال کر بیٹھا کہ مجھ پر اس کی تقلید ضروری ہے خدا نے مجھ پر واجب کر دی ہے ایسے ہی مقلدوں کے حق میں قرآن کریم کا یہ فرمان ہے کہ اگلے زمانے کے کفار کہا کرتے تھے کہ ہم نے تو اپنے بڑوں کو جس پر پایا ہم تو انہی کے قدم بقدم چلیں گے۔ دوسری عبارت جو آپنے عقد الجید سے نقل کی ہے۔ اس میں ایک تو لفظ کلہا کی تحریف کر کے آپ نے کل لکھا ہے۔ دوسرے چونکہ اس کا ترجمہ کرنے سے آپ کا بھرم کھل جاتا۔ پردہ پوشی اسی میں تھی کہ اس کا ترجمہ نہ کیا جائے لوگ سمجھ لیں گے کہ یہ عبارت بھی ہمارے مفید مدعا ہو گی بدیں وجہ جناب نے اس کا ترجمہ بھی نہیں کیا۔ تیسرے مصلحۃً عظیمۃً پر آپ نے پیش غلط لگائے ہیں وہ اِنَّ کا اسم ہے اور اسم اِنَّ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے لیکن آپ کی جانے بلا اب سنئے اس عبارت میں یہ ہے کہ چاروں مذہبوں سے اعراض مفسدہ کبیرہ ہے چاروں کا مجموعہ الگ چیز ہے اور چاروں سے ہر ایک الگ چیز ہے۔ چار چوانیاں اگر ہوں اور کوئی کہے کہ ان چاروں کا ایک روپیہ ہوتا ہے تو کوئی عقلمند ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک روپیہ سمجھ لے یہ محض اس کی عقل کی زیادتی ہے کہنے والے کا قصور نہیں پھر شاہ صاحب اُسے بھی شرعی حکم وجوب و فرض کی صورت میں نہیں بتلاتے عامیوں کیلئے

ایک مصلحت جانتے ہیں۔ مصلحت اور ہوتی ہے اور مسئلہ اور ہوتا ہے۔ غرض جناب نے شاہ صاحب کی نسبت اور اُن کی تصنیفات کی نسبت جو لکھا وہ محض غلط ہے۔

بدعتیوں کی جبلّت میں یہ بات داخل ہے کہ بزرگوں کو اُن کے حقیقی مرتبوں سے بہت بڑھا دیں۔ مؤلف نے اس کے بعد لکھا ہے کہ امام اعظمؒ تابعی ہیں صحابہ کرام سے بالمشافہ روایت کی ہے اور اور بھی جا بجا ایسے بہت سے جملے لکھے ہیں۔ سنئے امام صاحب کی بہتری اور بزرگی کو ہم مانتے ہیں لیکن شاید کیا بلکہ یقیناً آپ کی نگاہیں تاریخ ابن خلکان پر نہ پڑی ہونگی جس میں تحریر ہے کہ امام صاحب کے بہت بڑے شاگرد آپ کے مذہب کے رکن اعظم امام محمدؒ سے حضرت امام شافعیؒ دریافت فرماتے ہیں کہ (۱) بتلاؤ تمہارے استاد حضرت امام ابوحنیفہؒ قرآن کریم کے زیادہ جاننے والے تھے یا ہمارے استاد حضرت امام مالکؒ؟ جواب دیا کہ خدا کی قسم علم قرآن میں ہمارے استاد سے آپ کے استاد زیادہ ماہر تھے۔ (۲) اچھا یہ بتلاؤ حدیث رسول اللہ کا علم ہمارے استاد کو زیادہ تھا یا آپ کے استاد کو؟ جواب ملا کہ خدا کی قسم آپ کے استاد کو۔ پھر پوچھا کہ آپ کو خدا کی قسم سچ بتلاؤ کہ متقدمین صحابہؓ کے اقوال کا زیادہ عالم کون تھا؟ امام مالکؒ یا امام ابوحنیفہؒ؟ اس کے جواب میں بھی یہی فرمایا کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ پس امام صاحبؒ نے فرمایا اب سوائے قیاس کے اور کیا باقی رہا؟ اور قیاس انہی چیزوں پر ہوتا ہے جب ان میں امام مالکؒ یہ اقرار تمہارے بڑھے ہوئے ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ صحیح قیاس میں بھی وہ امام ابوحنیفہؒ سے آگے ہی رہیں گے۔ یہ ہیں بزرگوں کی تصریحات اس کے خلاف آپ جیسوں کا کچھ لکھنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ یہ لکھنا بھی صریح جھوٹ ہے کہ امام صاحب نے صحابہؓ سے بالمشافہ روایت کی ہے۔ اے جناب ۸۰ھ میں تو امام صاحب تولد ہوتے ہیں پھر سن شعور کو پہنچکر آپ آبائی تجارت میں مشغول ہو جاتے ہیں آپ کے ہاں کی معتبر کتاب شامی میں ہے اِنَّہٗ اَوَّلَ اَمْرِہٖ اِشْتَغَلَ بِالْاِکْتِسَابِ کم سے کم اگر بیس برس بھی آپ کی صغرسنی اور تجارت کے رکھ لئے جائیں تو ایک صدی پوری اسلام پر گذر چکنے تک تو آپ علمی میدان میں بھی نہ آئے تھے۔ آپ کے مذہب کے ایک صاحب یعنی مولانا شبلی اپنی کتاب سیرۃ النعمان میں لکھتے ہیں کہ بیس برس سے کم عمر کا شخص حدیث کی درسگاہ میں شامل نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر لکھتے ہیں غالباً یہی قید تھی جس نے امام ابوحنیفہؒ کو

امام ابوحنیفہؒ کی صحابی سے نہیں پڑھا

ایسے بڑے شرف سے محروم رکھا۔ یعنی صحابہؓ کی شاگردی سے۔ اس سے پہلے اسی صفحہ میں مولانا تحریر فرماتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام ابوحنیفہؒ نے کسی سے بھی کوئی حدیث روایت کی۔ یعنی کسی صحابیؓ سے آپ نے کوئی ایک روایت بھی نہیں سنی۔ چنانچہ خود مصنف سیرۃ النعمان کے الفاظ اسی صفحہ میں یہ ہیں "واقعہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے کسی صحابی سے کوئی حدیث نہیں سنی" اگر امام صاحبؒ کو یہ شرف حاصل ہوا ہوتا تو آنکھوں سے لگاتے ٹھنڈک۔ لیکن کسی بزرگ کی بزرگی اسی میں منحصر نہیں کہ جو مرتبہ اُسے حاصل نہ ہو وہ خواہ مخواہ اس میں مان لیا جائے آیئے تاریخی طور پر اس کی تحقیق کریں۔ کوفے میں سب سے آخر جو صحابی انتقال کرتے ہیں وہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ ہیں ان کے سن انتقال کی بابت تین قول ہیں ۸۶ھ ۸۷ھ ۸۸ھ لیکن آخری قول کو بھی معتبر مانیں تو امام صاحب کی عمر اس وقت آٹھ سال کی ہوتی ہے جو بچپن کا زمانہ ہے۔ تمام صحابہؓ میں علی الاطلاق سب سے آخر جن کا انتقال ہوتا ہے وہ حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ کا انتقال مکہ شریف میں ۱۰۰ھ میں ہوتا ہے لیکن امام صاحب کا ان سے حدیث سننا تو کہاں؟ ملاقات کرنا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ پس یہ ثابت ہونا بالکل محال ہے کہ امام صاحبؒ نے صحابہؓ سے بالمشافہ حدیث سنی!!! یہی وجہ ہے کہ سیرۃ النعمان کے مصنف کو بھی باوجودیکہ وہ امام صاحبؒ کی تعریف میں رطب و یابس سب کچھ بے تحقیق جمع کئے چلے جاتے ہیں اس بات کا اقرار کرنا پڑا کہ امام صاحبؒ نے کسی صحابی سے کوئی روایت بالمشافہ نہیں سنی وہ خود کہتے ہیں کہ "صاف بات یہ ہے کہ امامؒ نے صحابہؓ سے ایک بھی روایت کی ہوتی تو سب سے پہلے امام کے تلامذۂ خاص اس کو شہرت دیتے" تحقیقی طور پر امام صاحبؒ کے تابعی ہونے میں بھی کلام ہے لیکن مؤلف صاحب تو لکھ چکے کہ انھوں نے صحابہؓ سے بالمشافہ حدیثیں روایت کی ہیں۔ تاریخ ابن خلکان میں صاف موجود ہے کہ امام صاحب کو کسی صحابیؓ سے ملاقات اور روایت حاصل نہیں ہوئی۔ اسی طرح امام صاحبؒ کے مناقب کی حدیثیں بھی سب موضوع ہیں جن میں امام صاحبؒ کا نام ہے ملاحظہ ہو موضوعات کبیر ملا علی قاری حنفیؒ اسی طرح یہ بات کہ حضرت علیؓ نے امام صاحبؒ کے بچپن میں انھیں دیکھکر ان کیلئے دعا کی محض گپ ہے حضرت علیؓ کا انتقال ۴۰ھ میں ہوا اور امام صاحبؒ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہے بس یہ سب خوش گپیاں ہیں۔

امام صاحب تابعی نہ تھے

مؤلف کی نادانی

رحمۃ اللہ علیہ کسی نام پر نہ لکھا گیا ہو تو اُسے تعصب سمجھنا یہ آپ کے متعصب دماغ کی اپج ہے ورنہ آپ کی کتاب میں بھی یہ عیب موجود ہے۔ جو عبارتیں ہم نے سیرۃ النعمان کی نقل کی ہیں اُس میں بھی بیسیوں جگہ نام ہے اور نہ رحمۃ اللہ ہے نہ رح ہے۔ کہو انھیں بھی متعصب کہو گے؟

اتنا لکھکر پھر مؤلف نے گالیاں بکی ہیں۔ جن کا جواب بجز سکوت کے اور مناسب نہیں ناظرین! اگر آپ میں سے کوئی ان کی دیانت یا ان کے علم کی حقیقت دیکھنا چاہے وہ دلائل محمدی کو دیکھ لے اور پھر اس کی تحریر کو دیکھ لے تو سمجھ لیگا کہ واقعہ کیا ہے؟ دلائل محمدی میں عربی کی تین عبارتیں ہیں پھر تینوں کا ترجمہ ہے اس میں پہلی عبارت یہ ہے هُوَ اسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی الخ اس کا ترجمہ ہے کہ آمین اللہ کا نام ہے لیکن مؤلف صاحب صریح بددیانتی سے کام لیکر اپنی کتاب میں تالیف فرماتے ہیں کہ "خاتم کے معنیٰ مَا یُخْتَمُ بِہٖ ہیں آپنے نام ترجمہ کیا جو غلط در غلط اور بے ربط ہے" اس کے بعد پھر گالیاں بکنی شروع کردی ہیں اب ناظرین خود ہی بتلائیں ہم نے صحیح لکھا ہے یا مؤلف نے؟ اس کے بعد خود بے ربطی کی ہے۔ جس کا کوئی ذکر فکر نہیں اُس بات کو لاکھڑی کی ہے یعنی کہا ہے کہ "آپ کو سرکار کے خاتم النبیین ہونے سے انکار ہے" اس بے ادب بے خبر شخص سے کوئی کہدے کہ حضور ختم المرسلین کو جو خاتم النبیین نہ مانے اور آپ کے بعد کسی کو نبی مانے ہم تو اُسے کافر سمجھتے ہیں۔ اور جو مسلمانوں پر بلا وجہ تہمت لگائے اسے جہنم کا کیڑا جانتے ہیں۔

اظہار حق بر تہمت کا ازالہ

مولویو! خدا سے ڈرو بہتان باندھکر مسلمانوں میں پھوٹ نہ ڈلواؤ۔ ہمارے عقائد میری کتاب عقیدۂ محمدی میں دیکھو۔ جھوٹ بول کر لعنتِ خدا مول نہ لو۔ ہاں ایک حدیث مؤلف نے لکھی ہے لکھتے ہیں موافق حدیث آمین کے معنیٰ ہیں "دعا قبول کر" ہم کہتے ہیں جناب آپ نے پھر حدیث کا نام لیا؟ آپ جیسے مستِ تقلید کو اس سے کام کیا؟ مہربانی فرماکر یہ حدیث دکھائیے ورنہ شرمائیے منہ چھپائیے۔

آپ نے لکھا ہے کہ یہ فتویٰ کہ آمین دعا نہیں جہل آمیز ہے اس کے جواب میں صرف اتنا لکھنا کافی ہے کہ خود امام ابوحنیفہؒ سے آمین کا دعا نہ ہونا ہم نے مبسوط کے حوالے سے دلائل محمدی[۲] میں نقل کر دیا ہے اور حوالے بھی وہیں ہیں اب آپ کے یہ الفاظ کس پر پڑے؟ اگر تمیز ہے تو جان جائیے اور نقصان نہ اٹھائیے۔ اے جناب ہم نے تو آمین کو دعا مان کر پھر بھی اسے باآوازِ بلند کہنے کے..... بہت سے دلائل اپنی کتاب دلائل محمدی[۲] میں لکھے تھے

لیکن آپ سے نہ ہو سکا کہ اُن میں سے ایک کو بھی توڑتے یا اپنی ٹوٹی ہوئی دلیلوں کو جوڑتے؟

ناظرین! ہمارے مؤلف صاحب کی علمی ناتجربہ کاری کا برہنہ فوٹو ملاحظہ فرمائیے۔ ہم نے لکھا تھا کہ بقول حضرت امام عطاءؒ استاد حضرت امام ابوحنیفہؒ دو سو صحابہؓ باآواز بلند آمین کہا کرتے تھے جن کی آوازِ آمین حضرت عطاؒ نے سنی اس پر مؤلف صاحب لکھتے ہیں کہ ایک کو دو سو بنا دیا۔ سنئے جناب ایک کا بیان ہے وہ دو سو کا فعل نقل کرتے ہیں پس فاعل اور عامل دو سو ہوئے نہ کہ ایک۔ اس روایت میں ہے کہ اُن کی آمین کی بلند آوازیں گونج پیدا کر دیتی تھیں۔ اس پر مؤلف صاحب لکھتے ہیں کھجور کے پتوں کی مسجد میں گونج کہاں؟ اے جناب یہ آپ کے کان میں کس نے کہہ دیا کہ کھجور کے پتے تھے۔ بندۂ خدا علم سے نہیں تو عقل سے آدمیت سے ہی کام لیا ہوتا۔ کہیں کھجور کے پتوں کی مسجد بنی بھی ہے؟ اور اگر جناب نے کبھی کسی واعظ کی زبانی سُن لیا ہو کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے پتوں کی تھی تو گذارش ہے کہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ بھی پکی بن گئی تھی۔ اور حضرت عطاء تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۱۱۵ھ میں ہوتا ہے۔ تو یہ واقعہ اس وقت کا نہیں جب چھت کھجور کے پتوں کی تھی پھر آوازوں کی گونج کو مسجد کی چھت کے کچا ہونے سے کیا مطلب؟ بہت سی آوازوں کا ملنا ہی آواز میں گونج پیدا کر دیتا ہے بلند آوازوں کے خلط ملط ہونے کا نام ہی عربی میں رجّہ ہے۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ مکی ہیں۔ آپ نے خدا جانے کھجور کے پتوں کی مسجد کیسے سمجھ لی؟ پھر آپ لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ ایک وقت کا ہے یہ بھی نادرست ہے۔ کیونکہ روایت میں لفظ اِذَا ہے پس جب بھی نماز ہوتی اور امام وَلَا الضَّالِّیْنَ باآواز بلند پڑھتا تو مقتدی اونچی آواز سے آمین کہتے۔ یہ تھی ہمارے مؤلف صاحب کی تین سطری عبارت!!!

دو سو صحابہ کی ادنیٰ آمین

یہ بدحواسی بھی قابل داد ہے کہ ہم نے معترض کی عبارت دلائل محمدی میں نقل کی تھی کہ وہ آیت اُدْعُوْا رَبَّكُمْ الخ کا ترجمہ یہ لکھتے ہیں لیکن مؤلف نے اُسے ہماری عبارت قرار دیکر پھر اور حوالے دیکر گویا تعارض ثابت کیا ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ یہ آپ کا قصورِ فہم ہے یہ لکھنا کہ ہم نے خُفْیَۃً کے معنی یا تفسیر بیان نہیں کی یہ صریح دروغ بے فروغ ہے خود آپ نے اپنی کتاب میں ہمارے رسالہ سے نقل کیا ہے۔ اِعْلَانًا وَّاِسْرَارًا۔ آخر یہ اسرار کا

مولف کی بوکھلاہٹ

کس لفظ کے معنیٰ اور اور کس لفظ کی تفسیر ہے؟ یہ بھی آپ نے محض جرأت سے کام لیا ہے جو تفسیر حسینی کی ایک لمبی عبارت نقل کی ہے۔ بھائی میں نے تفسیر نقل کی ہے آیت تَدْعُوْنَہٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً کی وہاں تفسیر حسینی میں آپ کی نقل کردہ عبارت نہیں ہے۔ شان خدا ہے۔ باوجود ان باتوں کے لکھنے کے پھر بھی ہمارے مؤلف کے قلم سے ایک سچا جملہ نکل ہی گیا ہے۔ لکھتے ہیں "آمین نماز میں درمیان سر و جہر کہنے" افضلیت پر قرآن ناطق ہے۔ جہر حضرت امام اعظم کا ارشاد ہے" میں کہتا ہوں یہ ہے حق جو آپ کی زبان سے نکلا۔ خدا کرے آپ کو اس پر عمل بھی نصیب ہو کہ بہت بلند اور بالکل پست نہیں بلکہ درمیانہ اونچی آواز سے آمین کہا کریں۔ یہی میں نے اپنی کتاب دلائل محمدی میں لکھا تھا۔ جسے خود آپ نے بھی ص۲۸ پر نقل کیا ہے۔ جہر و سر کے درمیان کی اونچی آواز۔ آپ کے ہم مذہب نے اور خود آپ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد جو سری آواز سے دل میں آمین کہنے کی کہی تھی وہ آپ کی اس تحریر سے سوخت ہو گئی۔ فالحمد للہ۔ ناظرین مولوی صاحب نے اردو میں جو فقرہ لکھا ہے میں چاہتا ہوں کہ ذرا سی توجہ آپ اس پر کریں کیا مزے کی اردو ہے؟ اور کس قدر فصاحت بلکہ بلاغت بھری ہے؟ "کہنے کے افضلیت" اس فقرے پر بیساختہ زبان سے نکلتا ہے کہ کسی گونگے کی زبان ہے۔ اس کے بعد مؤلف نے ہمارے چند مسائل گنوائے ہیں گو ان کا جواب بفضلہ بار بار ہو چکا ہے لیکن بریلوی گروہ انہی اوچھے ہتھیاروں سے ہمیشہ حملہ آور ہوتا رہتا ہے اسلئے پھر بھی ان مسائل کے جوابات یہاں لکھے جاتے ہیں غور سے ملاحظہ فرمائیے۔

پانی کی پاکی کا مسئلہ

(۱) ہمارا پہلا مسئلہ یہ لکھا ہے کہ پانی اگرچہ بالکل ہی تھوڑا ہو تاہم نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ رنگ اور بو اور مزہ نہ بدلے اس کی بابت گذارش ہے کہ اس مسئلے کی نسبت ہماری طرف غلط ہے۔ ہاں جب پانی دو قلے ہو جائے تو بیشک جب تک اس کا مزہ یا بو یا رنگ کسی نجاست کے پڑنے کی وجہ سے نہ بدلے وہ پاک رہتا ہے یہ ہے ہمارا مسئلہ۔ پس اسی میں تم نے دو جھوٹ بولے ہیں۔ توبہ کیجئے ورنہ منہ کالا ہوگا اب اس کی دلیل سنئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِذَا کَانَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ (ابوداؤد) اور روایت میں ہے اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰی رِیْحِہٖ وَطَعْمِہٖ وَلَوْنِہٖ (ابن ماجہ) یعنی پانی جب دو قلے ہو تو ناپاکی کے پڑنے سے وہ ناپاک نہ ہوگا۔ جب تک کہ

اُس کا رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے۔ اس حدیث کے مطابق اہلحدیث کا یہی مذہب ہے آپ اگر حدیث کو نہ مانیں اور اپنے مذہب کی فقہ پر اسے قربان کردیں تو یہ آپ کا فعل ہے ہم اہلحدیث تو حدیث کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ یہ اعتراض ہم پر نہیں سرشتہ رسولؐ پر ہے۔ پس اسے واپس لیجئے۔ ترمذی میں ہے کہ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحاقؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۲) لکھا ہے کہ اہلحدیث کے نزدیک شیر خوار لڑکے کا پیشاب پاک ہے اس کی نسبت بھی سُن لیجئے پاک ناپاک کی بحث نہیں۔ بات یہ ہے کہ اہلحدیث کہتے ہیں کہ چھوٹا دودھ پیتا لڑکا اگر کسی کے کپڑوں پر یا جسم پر پیشاب کردے تو صرف پانی کا چھینٹا دے دینے سے وہ پاک ہوجائے گا۔ اس کی دلیل سنئے! حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے چھوٹے لڑکے کو جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا حضورؐ کے پاس لائی آپ نے اُسے اپنی گود میں بٹھالیا بچے نے وہیں پیشاب کردیا فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔ تو آپ نے اس پر پانی کا چھینٹا دے لیا اور اسے دھویا نہیں (متفق علیہ) آپ چونکہ حنفی مذہب کے مقید ہیں اسلئے آپ کا اس صحیح صریح حدیث پر ایمان نہیں۔ لیکن فدایانِ نبوت اس پر اور اللہ کے رسولؐ کے ہر کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسلئے ان کا مسلک وہی ہے جو حضورؐ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور حدیث میں حضورؐ کا فرمان موجود ہے۔ إِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ (احمد ابوداؤد ابن ماجہ) یعنی لڑکی کا پیشاب تو دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے دیدیئے جائیں۔ پس یہی مذہب اہلحدیث کا ہے باقی جو آپ نے لکھا ہے تہمت ہے ہم ہر حرام جانور کے پیشاب پاخانے کو نجس اور ناپاک جانتے ہیں

(۳) مولوی صاحب آپ تو خیالی پلاؤ پکاتے ہیں مَی کے طوطے اڑاتے ہیں۔ کسی خاص شخص کی تحقیق اور اس کا خیال جماعت کا مذہب نہیں کہا جاسکتا۔ اگر بالفرض کسی کی یہی تحقیق ہو کہ مالِ تجارت اور زیورات پر زکوٰۃ نہیں تو ہو۔ جیسے حنفیوں میں بیسیوں مسائل میں آپس میں اختلاف موجود ہے یا جیسے حنفی شافعی کا سارا مذہب جداگانہ ہے لیکن شافعیہ کے مسائل سے حنفیوں کو اور حنفیہ کے مسائل سے شوافع کو الزام دینا صریح بے انصافی ہے اسی طرح کسی کی تحریر کو اہلحدیث جماعت کا مسلہ بتلانا بھی بدترین جرم ہے۔ سنو ہمارا مذہب وہ ہے جو قرآن میں ہو۔ وہ ہے جو صحیح حدیث میں ہو بس۔ پس لوگوں کے اِدھر اُدھر کے

اقوال سے ہمیں الزام دینا دیانت صداقت اور علمیت کے صریح خلاف ہے۔ تاہم سنئے مال تجارت میں زکوٰۃ ہے زیور میں زکوٰۃ ہے ہمارا مذہب یہی ہے ملاحظہ ہو ابو داؤد وغیرہ میں حدیثیں موجود ہیں۔

استنجا کا مسئلہ

(۴) لکھتے ہیں کہ پیشاب کے بعد ڈھیلا لینا یا پانی سے استنجا کرنا ہمارے نزدیک بدعت ہے تعجب ہے اگر کسی کی ہیئے کی پھوٹ گئی ہوں لیکن چہرے کی موجود ہوں وہ بھی ایسے بیہودہ الزام قائم نہیں کر سکتا۔ کسی دن آکر خود ملاحظہ فرمالیں کہ اہلحدیث ڈھیلا لیتے ہیں یا نہیں؟ اور پانی سے استنجا کرتے ہیں یا نہیں؟ بھائی آخر تم رہتے کہاں ہو؟ کہ تمہیں اب تک یہ بھی نہیں معلوم؟ کوئی ایسا ہے بھی کہ پیشاب کرکے نہ ڈھیلا لے نہ پانی لے اور اسے شرعی مسئلہ کہے؟ یہ بھی تہمت ہے آپ کو اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔

غسل کا مسئلہ

(۵) پھر لکھا ہے کہ بلا انزال غسل ہمارے نزدیک واجب نہیں۔ اس کی نسبت سنئے آپ اس مسئلے کو بخاری شریف میں دیکھئے جہاں لکھا ہے وَالْغُسْلُ اَحْوَطُ۔ یعنی احتیاط اور بہتری غسل کرنے میں ہی ہے وَالْمَاءُ اَنْقٰی یعنی پانی ہی زیادہ پاک صاف کرنے والا ہے۔ ان اعتراض کا اور ان جیسے اور اعتراضوں کا مفصل جواب میری کتاب عصائے محمدی اور فتح محمدی اور صدائے محمدی وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

عصائے محمدی

یہ تو تھے آپ کے اعتراض اور ان کے جوابات اب ہوش حواس درست کرکے ہمارے اعتراضات سنئے۔ اور اگر ہو سکے تو ان کے جوابات اور دلائل بھی تلاش کر لائیے اور یقین مانئے کہ نہ تو ہم نے انھیں آپ کے ہاں کی نامعتبر کتابوں سے نقل کیا ہے نہ آپ پر تہمتیں باندھی ہیں بلکہ ہم تو صاف کہتے ہیں کہ اگر ایک عبارت بھی آپ کو نہ ملے تو ہم ایکسو روپیہ دینگے۔ سنئے۔

پانچ سو روپے کا انعام

(۱) حنفی مذہب کی کتاب تبیین میں صاحب ہدایہ نے حنفی مذہب کا مختار مسئلہ لکھا ہے وَرُعِفَ فَكَتَبَ الْفَاتِحَةَ بِالدَّمِ عَلٰى جَبْهَتِهٖ وَاَنْفِهٖ جَازَ لِاَنَّهٗ يَسْتَشْفِيْ وَبِالْبَوْلِ اَيْضًا اِنْ عَلِمَ فِيْهِ شِفَاءً لَا بَاْسَ بِهٖ۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی بہترین اور افضل ترین سورت سورۂ فاتحہ کو پیشانی پر اور ناک پر خون سے اور پیشاب سے وہ شخص لکھ سکتا ہے جسے نکسیر پھوٹنے کی بیماری ہو اور وہ اس کا علاج اس سے کرتا ہو جب وہ اپنے علم میں اس میں شفا جانے تو بیشک لکھے کوئی حرج نہیں۔ نعوذ باللہ ایمان کی بات تو یہ ہے کہ صرف یہی ایک مسئلہ قیاسی مسائل کا فوٹو پیش کرنے کیلئے کافی ہے اللہ کے کلام کو جو پیشاب سے

حنفی مذہب کا ایک عجیب مسئلہ

لکھنا صرف اپنی شفایابی کیلئے جائز مانے۔ سمجھ لیجئے کہ اس کے دل میں کلام خدا کی کیا کچھ عزت ہے اور اس کے نزدیک یہ قرآن کریم کس درجے کا ہے؟ توبہ توبہ خدا کا کلام بھی مانتے ہیں پھر اسے خون اور پیشاب سے لکھتے بھی ہیں۔ اللہ بچائے۔ دنیا میں اس سے بھی بڑھکر کوئی برائی ہو سکتی ہے؟ اس سے بھی زیادہ کوئی بے ادبی توہین اور تحقیر کلام اللہ شریف کی ہو سکتی ہے؟ بھائیو! خدا کیلئے ان مسائل سے توبہ کرو۔ اور اے مؤلف صاحب اگر کوئی دلیل اس کی ہے تو پیش کرو۔ ورنہ آئندہ سے اہل حدیث کے منہ لگنے سے توبہ کرلو۔

حنفی مذہب میں شراب کی حلت

(۲) حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار میں ہے کہ شراب اصطلاح میں کہتے ہیں اسے جو نشہ لائے اس کی آٹھ قسمیں ہیں چار قسمیں حرام ہیں وَالْحَدَّ الْمُسْكِرُ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ اَنْوَاعٌ اور اس کی چار قسمیں حلال ہیں مسلمانو! سن رہے ہو شراب نشے والی شراب کی چار قسموں کو یہ حلال کہہ رہے ہیں۔ تم نے سنا ہوگا اور دنیا جانتی ہے کہ اسلام میں شراب کا ایک گھونٹ پینا بھی حرام ہے خواہ وہ کسی چیز کی ہو کسی قسم کی ہو لیکن حنفی مذہب کی فقہ کی کتابوں میں کھلے لفظوں میں لکھا ہوا موجود ہے اور آپ کے سامنے ہے کہ چار قسم کے نشے والی شراب حلال ہے۔ کہئے مولوی جی ہے کوئی دلیل؟ جس سے آپ اپنے ہاں کے اس مسئلے کو ثابت کر سکیں حنفی دوستو! خیر خواہانہ پھر ایک مرتبہ عرض ہے کہ للہ ان مسائل سے توبہ کرلو۔ کیوں مذہب اسلام کی صورت مسخ کر رہے ہو؟ کہیں پیشاب سے الحمد شریف کی سورت لکھنے کا جواز کہیں نشہ اور شراب کی قسمیں حلال۔ اللہ سے ڈرو! اور ان غلط قیاسات کو ترک کردو۔

حنفی مذہب کا نیا مسئلہ

(۳) حنفی مذہب کی معتبر کتاب درمختار میں ہے وَاَمَّا فِيْ دُبُرِ نَفْسِهٖ فَرُتِّجَ فِي النَّهْرِ عَدَمُ الْوُجُوْبِ اِلَّا بِالْاِنْزَالِ یعنی اگر کسی شخص نے اپنے ذکر کو خود اپنی ہی دبر میں داخل کیا تو راجح مسئلہ یہ ہے کہ اگر انزال ہوا ہے تو غسل واجب ہے انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں۔ حنفی دوستو! کیا یہ مسائل شرعیہ ہیں؟ عقلمندو! دنیا میں ایسا ہو بھی سکتا ہے؟ مولانا صاحب مہربانی فرما کر اس کی دلیلیں تو بیان کرو! شیشے کا گھر بنا کر پھر دوسروں کے پختہ قلعوں پر پتھر پھینکتے ہو؟ فقہ کی کتابوں میں اس ٹائپ کے مسائل جمع کر کے حدیث کے مسائل پر اعتراض کرتے ہو؟ اللہ سے ڈرو! آؤ ہمارے ساتھ ہو جاؤ! قرآن و حدیث کو سراسر حق جانو اور دلوں کی سب باتیں نہ مانو!

(۴) آپ کے مذہب کی کتاب درمختار میں ہے وَاعْلَمْ اَنَّ لَیْسَ الْکَلْبُ بِنَجِسِ الْعَیْنِ عِنْدَ الْاِمَامِ وَعَلَیْہِ الْفَتْوٰی وَاِنْ رَجَّحَ بَعْضُھُمُ النَّجَاسَۃَ کَمَا بَسَطَہُ ابْنُ الشِّحْنَۃِ فَیُبَاعُ وَیُؤْجَرُ وَیُضْمَنُ وَیُتَّخَذُ جِلْدُہُ مُصَلًّی وَدَلْوًا وَلَوْ اُخْرِجَ حَیًّا وَلَمْ یُصِبْ فَمُہُ الْمَاءَ لَا یُفْسِدُ مَاءُ الْبِیْرِ وَلَا الثَّوْبُ بِاِنْتِقَاضِہٖ وَلَا یَعْصِرُہٗ مَالَمْ یُرَ رِیْقُہٗ وَلَا صَلٰوۃُ حَامِلِہٖ وَلَوْ کَبِیْرًا وَشَرَطَ الْحَلْوَانِیُّ شَدَّ فَمِہٖ وَلَا خِلَافَ فِیْ نَجَاسَۃِ لَحْمِہٖ وَطَھَارَۃِ شَعْرِہٖ یعنی یہ جان لے کہ کتا بذاتِ خود نجس نہیں وہ نجس العین نہیں ہے امام ابوحنیفہؒ کا یہی مسلہ ہے۔ اور حنفی مذہب کا مفتی بہا مسلہ بھی یہی ہے۔ گو بعض نے نجاست کو ترجیح دی ہے۔ جیسے کہ ابن شحنہ نے بہ بسط بیان کیا ہے۔ پس کتے کی تجارت خرید فروخت جائز ہے اسے اجرت پر دینا اور کسی سے اس کی اجرت لینا بھی جائز ہے۔ اگر کسی کا کتا دوسرے کے ہاتھ سے تلف ہو جائے تو وہ اس کے ذمے ہے۔ کتے کی کھال کی جانماز بنانی بھی جائز ہے۔ کتے کی کھال کا ڈول بنانا بھی جائز ہے۔ کتا اگر پانی میں گر پڑے اور اسے زندہ ہی نکال لیا جائے تو اگر اس کا منہ پانی میں نہیں پہنچا تو کنویں کا پانی بگڑیگا نہیں گیلے بدن والا کتا اگر جھرجھری لے اور اس کی چھینٹیں کسی کے کپڑوں پر اڑیں تو کپڑا ناپاک نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کتا کسی کو کاٹ لے تو بھی جہاں اس نے کاٹا وہ کپڑا ناپاک نہیں جب تک کہ اس کا تھوک دکھائی نہ دے۔ کتے کو اٹھا کر اگر کوئی نماز پڑھے تو اس کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔ خواہ کتے کا پلا ہو یا بڑا کتا ہو۔ نماز ہو جائیگی۔ حلوانی نے اس کے منہ کے بندھا ہوا ہونے کی شرط لگائی ہے۔ اس کے گوشت کی نجاست میں خلاف نہیں۔ کتے کے بال تمام حنفیوں کے نزدیک پاک ہیں۔ حنفیہ کا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ مولانا آنکھیں کھلیں؟ خدا کرے آپ کو انصاف کی سوجھے۔ واللہ میرا مقصود صرف یہی ہے کہ آپ ان خلافِ شرع مسائل سے ہٹ جائیں یہ تو وہ مشہور مسلہ ہے کہ مسلمان بچے بچے کی زبان پر ہے کہ کتا ناپاک ہے لیکن فقہ کی جن کتابوں کو آپ دین مذہب کی جڑ مانتے ہیں جن کو حنفی مذہب کی جان سمجھتے ہیں جن پر آنکھیں بند کر کے عمل کرتے ہیں جن کی جانچ پڑتال کرنے پر آپ ہم سے ناخوش ہوتے ہیں جن کی پابندی کو آپ حنفی ہونا خیال کرتے ہیں ان کتابوں کا یہ نقشہ ہے بس للہ ان مسائل سے توبہ کیجئے قرآن حدیث کے مطابق قرآن کی توہین کو شراب کے

حلال کر لیجئے کو گندگی کے افعال کو پاک صاف ماننے کو ناپاکی کو پاکیزگی سمجھنے کو ترک کر دیں خدا تمہیں توفیق دے اگر یہ نہیں تو پھر مہربانی فرما کر ان مسائل کے دلائل قرآن حدیث سے پیش کر دیجئے۔ اور ہم سے اپنے یہ مسائل منوا لیجئے۔

(۵) کاشکے ہمارے مؤلف صاحب ہم پر اعتراض جڑنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لیتے سنئے جناب اور کسی اِدھر اُدھر کی کتاب سے نہیں درمختار جیسی بہت ہی معتبر کتاب سے سنئے لکھتے ہیں۔ وَلَا عِنْدَ وَطْیِ بَهِيْمَةٍ اَوْ مَيِّتَةٍ اَوْ صَغِيْرَةٍ غَيْرِ مُشْتَهَاةٍ بِاَنْ تَصِيْرَ مُفْضَاةً بِالْوَطْءِ وَاِنْ غَابَتِ الْحَشَفَةُ وَلَا يَنْتَقِضُ الْوُضُوْءُ فَلَا يَلْزَمُ اِلَّا الْغُسْلُ اِنْ اَنْزَلَ قُهُسْتَانِيْ عَنِ النَّظْمِ وَسَيَجِيْءُ اَنَّ رُطُوْبَةَ الْفَرْجِ طَاهِرَةٌ عِنْدَهٗ فَتَنْبَهْ بِدَاِنْزَالٍ لِقُصُوْرِ الشَّهْوَةِ اَمَّا بِهٖ فَيُحَالُ عَلَيْهِ یعنی غسل واجب نہیں جانور سے وطی کرنے سے مردہ عورت سے وطی کرنے سے چھوٹی بچی سے وطی کرنے سے کہ اس کے دونوں راستے ایک ہو جائیں اگرچہ سر ذکر داخل بھی ہو گیا ہو۔ جب تک کہ انزال نہ ہو جائے اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا صرف ذکر کا دھو لینا لازم ہے۔ (قہستانی عن النظم) یہ بھی عنقریب بیان ہو گا کہ امام صاحب کے نزدیک فرج کی رطوبت پاک ہے اسے سمجھ لے وجہ اس کی قصور شہوت ہے۔ ہاں جب انزال ہو جائے تو بوجہ انزال غسل واجب ہو جائے گا۔ سنا مولانا اگر جانور سے مردہ سے صغیرہ سے کرے تو نہ وضو ٹوٹا نہ غسل واجب ہوا جب تک انزال نہ ہو۔ کہئے اور ایمان سے کہئے کہ کیا پاک صاف ستھرے دین اسلام کا ایسا حکم ہو سکتا ہے؟ یہ ہے فقہ کا نمونہ؟ یہ ہیں وہ مسائل جنہیں ہم اہلحدیث نہیں مانتے اور آپ ہمارے سر ہو رہے ہیں۔ ہم تو پھر بھی آپ سے کہیں گے کہ اگر ان مسائل کی دلیلیں قرآن حدیث سے ہیں تو ہمیں بھی اپنے ساتھ ملا لیجئے ورنہ آیئے مصافحہ کر لیجئے اور ان مسائل کو ترک کر کے ہماری طرح اہلحدیث ہو جائیے۔ مسلمانو! واللہ آج یہ مسائل اگر چھوڑ دیئے جائیں تو یہ تفرقہ جو ہم تم میں ہے دور ہو جائے۔ ہم کسی امام کے کسی بزرگ کے دشمن نہیں ہم کسی کے مذہب کو برا نہیں کہتے ہاں جس اصول میں ہم سب یکساں ہیں وہ جہاں ٹوٹتا ہے ہم تمہیں تنبیہ کرتے ہیں کہ دیکھو اسلام چلا اُسے نہ جانے دو۔ اصل یہی قرآن حدیث ہے۔ فقہ تو فرع ہے اصل کے مطابق ہے تو قبول ورنہ اس سے دست برداری! اگر یہ نہیں اور ہم غلطی پر ہیں تو

حنفی مذہب کا ہر مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کا چیلنج

ان مسائل کی دلیلیں پیش کر کے ہمیں اپنا کر لیجئے۔ الحمد للہ ہم تو آپ کے اعتراضات کے جواب دے چکے دیکھیں آپ اپنا قرضہ کب ادا کرتے ہیں؟

ایمان کی بات تو یہ ہے کہ ہمیں تو آج تک اتنے بڑے علامہ سے سابقہ ہی نہیں پڑا تھا دلائل محمدی حصہ دوم میں ہم نے ایک جواب دیا تھا کہ اگر ہر دعا کو دل میں ہی مانگنا چاہیئے تو فرض نمازوں کے بعد کی دعا تم اونچی آوازوں سے کیوں مانگتے ہو؟ ایک جواب دیا تھا کہ اگر تمہاری پیش کردہ آیت اپنے عموم پر بقول تمہارے مانی جائے تو جن دعاؤں میں حضورؐ سے جہر ثابت ہے تم اس کا کیا کرو گے؟ الغرض مختلف دلیلیں قائم کر کے حنفیوں کا یہ دعوٰی توڑا تھا لیکن علامہ نے کمال کیا صاف کہہ دیا کہ تمہاری باتوں میں تعارض ہے پھر کوسنے لگے کہ خدا وہابیوں کو غارت کرے وغیرہ۔ اب فرمایئے ایسا علامہ بھی آپ نے دیکھا ہے؟ وہ تو کہئے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مناظرے کے وقت نمرودی بارگاہ میں یہ نہ تھے ورنہ جیسے ہی حضرت ابراہیمؑ ایک دلیل کے بعد دوسری پیش کرتے تو علامہ صاحب وہیں تالی بجا دیتے کہ ہار گئے۔ اگر پہلی دلیل سچ ہے تو دوسری کیوں پیش کی؟ اس بندۂ خدا کے نزدیک آواز کو پست کرنا اور اونچی آواز سے دعا مانگنا یہ بھی دو متضاد حقیقتیں ہیں۔ بھائی اونچی آواز ایک تو وہ ہے جو مؤذن کی ہوتی ہے ایک وہ ہے جو دو آدمی آپس میں باتیں کرتے ہوئے آواز نکالتے ہیں یہ ہے آواز کو پست کرنا اور وہ ہے آواز کو بلند کرنا لیکن دونوں صورتوں میں آواز ہے ہاں دل میں کہہ لینا خفیہ کہہ لینا چپ رہنا آواز نہ نکالنا یہ ہے آواز نکالنے کے خلاف حنفیوں کا یہ عمل نہیں کہ وہ اونچی آواز سے جو درمیانہ ہو آمین کہیں بلکہ وہ تو دل میں کہتے ہیں۔ اور کیا خبر کہتے بھی ہیں یا نہیں؟ بس یہ قصہ ہے جس پر آپ کا غصہ ہے۔ اردو پر ناز کرنے والوں کی اردو ملاحظہ ہو لکھتے ہیں "باقی رہی آواز اور پست میں کو تو جواب حوالہ ص۳۴ ملاحظہ ہو۔ کچھ آپ سمجھے بھی کہ یہ کیا لکھ رہے ہیں؟ آپ جو کہ حدیث سے ناواقف ہیں رجال حدیث کو کیا جانیں؟ بخاری شریف میں جو احادیث ہیں ان کی نسبت خود امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے مَا اَدْخَلْتُ فِیْهِ اِلَّا مَا قَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم یعنی میں نے اپنی اس کتاب میں اسی مرفوع حدیث کو لیا ہے جو حضورؐ سے صحت کیساتھ ثبوت کو پہنچ چکی ہے آپ جیسے لوگ اعتراض کریں تو بخاری میں کوئی نقصان پیدا نہیں

معارضہ کچھ نہیں

بخاری پر اعتراض کرنے والا جہنمی ہے

ہوتا چاند چڑھتا ہے تو بہت سے کتے بھونکنے لگتے ہیں وہی شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے اقوال آپ نے اس سے پہلے نقل فرمائے تھے حجۃ اللہ میں صاف لکھتے ہیں کہ بخاری پر اعتراض کرنے والا بدعتی ہے۔ محدثین کا فیصلہ امام بخاری کے متعلق یہی ہے نَظَرُ الْبُخَارِیِّ اَدَقُّ مِنْ اَنْ یُعْتَرَضَ عَلَیْہِ ہم نے تو تجربۃً یہی دیکھا ہے کہ صحیح بخاری شریف پر اعتراض انہی لوگوں کا ہوتا ہے جو دشمنانِ حدیث ہوتے ہیں۔ جنھیں کلام الرسول سے بَیر ہوتا ہے۔ مؤلف نے نثر لکھتے لکھتے خیر سے نظم لکھنی شروع کردی ہے آپ مصرع موزوں فرماتے ہیں۔ مثل نگینہ کام دے آواز و پست ہیں۔ یا اللہ! حیرت ہے یہ کسی انسان کی زبان ہے؟

ان سے پہلے راجکوٹی صاحب حضرت وائل صحابیؓ کو حضرت سفیانؒ کا شاگرد لکھ چکے تھے اس پر ہمارا اعتراض پڑھکر حیدرآبادی صاحب لکھتے ہیں کہ وائلؒ ایک تابعی ہیں۔ اے جناب حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کو آپ کے راجکوٹی نے سفیانؒ کا شاگرد لکھا وائل نامی کوئی تابعی ہوں تبع تابعی ہوں ان سے بھی بعد کے ہوں اس کا کسے انکار ہے؟ اس کی بحث ہی کب ہے؟ کہ وائل نام رکھنا ہی مسلمانوں نے چھوڑ دیا تھا۔ ہم اپنے حیدرآبادی دوست کو مطلع کرتے ہیں کہ نہ ہم حضرت امام ابن تیمیہ کے مقلد ہیں نہ ہم حضرت امام محمدؒ کے مقلد ہیں نہ ہم کسی صحابی کے منکر ہیں نہ خدا کے نیک بندوں کے دشمن ہیں نہ کسی بزرگ کے بے ادب یہ تو آپ ہی کو مبارک ہو کہ کہیں کسی بزرگ کو شیطان کہتے ہو کہیں انھیں فتنتی کہتے ہو۔ جو خدا رسولؐ کے کلام کا پابند ہو وہ ہمارا ہے جو ان دونوں سے خارج ہو ہم اُس سے الگ ہیں۔ ناظرین کرام کیا بتلاؤں؟ اگر ہو سکے تو میری کتاب دلائل محمدی ایڈیشن اول کا صفحہ ۳۶ آپ پورا دیکھ جائیے۔ وہاں جو بحث ہی نہیں ہے وہ ہمارے علامہ اس صفحہ کے حوالے سے اس کتاب کی طرف منسوب کرتے ہیں جن کی دیانت کا یہ حال ہے انھیں کونسا جھوٹ بولنا محال ہے؟ پھر ہماری نسبت لکھا ہے کہ "خود ہی آمین سے چڑنا مقدمہ بازی کرنا فتنہ و فساد مچانا" مولانا آپ کی غلطی تو نہیں ہو رہی؟ جب آپ اونچی آواز سے آمین کہتے ہی نہیں تو آپ کی آمین سے چڑیگا کون؟ یہ آپ نے اُلٹی گنگا کیوں بہائی؟ ہاں حنفی شافعی کا تعلق اس کی نسبت تو ہم پہلے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۴۸ میں آپ کے مذہب کی فقہ کی کتابوں سے تحریر کر آئے ہیں کہ اگر کوئی حنفی شافعی ہو جائے تو اُسے ڈنڈے مارے جائیں سزا دی جائے

مؤلف کے مفروضہ فتنہ کا جواب

حنفی شافعی کی سزا تجویز

ہم لکھ چکے ہیں اور تمہاری کتابوں سے ثابت کر آئے ہیں کہ تم تو شافعی مذہب کے آدمی کو بھی حنفی مذہب کا ہی مسئلہ بتلانے کے مکلف ہو۔ تمہارے تعصب کا تو یہ حال ہے کہ کعبۃ اللہ میں جا کر بھی تم نے چار ٹکڑے کر دیئے حنفی مصلیٰ الگ ہوا اور شافعی مصلیٰ الگ ہوا۔ اے جناب دائی سے پیٹ چھپانا؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ تمہارے مذہب کی اہم ترکتاب ہدایہ ساری کی ساری شافعی مذہب کی تردید سے بھری پڑی ہے؟ پھر آج کس منہ سے ہم سے کہہ رہے ہو کہ حنفی شافعی ایک ہیں نہ ایک ہو سکیں۔ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ ۔ اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ ۔ اچھا جانے دیجئے اس بحث کو اور سنئے! اگر یہ سچ ہے اور آپ لوگ فی الواقع شافعیہ سے نہیں بھڑتے ان کے مسائل کو سچ جانتے ہیں تو جب ہم آمین بالجہر کہتے ہیں رفع الیدین کرتے ہیں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں تو آپ کے جذبات بے طرح کیوں برانگیختہ ہو جاتے ہیں؟ اور باوجود رحم کے کپتے بننے کے آپ حضرات ظلم کے پتلے کیوں بن جاتے ہیں؟ آپ تو شافعی مذہب کے مطابق نماز پڑھنے سے ہمارے پیچھے اس طرح پڑ جاتے ہو جس طرح ہندو ذبیحہ گاؤ کی وجہ سے مسلمانوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ بھولے مؤلف ہم نے کبھی کہیں ایک مقدمہ بھی دائر نہیں کیا کہ حنفی دل میں آمین کہتے ہیں یا نہیں کہتے اسلئے انھیں مسجد میں نہ آنے دینا چاہیئے۔ ایسے سارے فتنے آپ حضرات کی تعلیم کا نتیجہ ہیں۔ خدا شاہد ہے ہم تو چاہتے ہیں کہ مسلمان ملے جلے رہیں مسائل کا اختلاف دلوں کی پھوٹ کا باعث نہ بنے لیکن جہاں اوچھے علم والے کند ہتھیار والے ٹیڑھی زبان والے ہوں وہاں بھلا امن وامان کا کیا کام؟ آپ جو لکھتے ہیں کہ آپ کے مذہب کا ہر مسئلہ قرآن وحدیث واجماع صحابہ کرامؓ سے مستنبط ہے۔ یہ محض غلط ہے یاد رکھو مجتہد کی بابت تو ہمارا آپ کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ اس سے کبھی غلطی بھی ہوتی ہے پھر اس دعوے کے کیا معنیٰ؟ اور اگر اپنے دعوے میں سچے تو پانچ مسائل جو صفحہ ۷ میں پیش کئے گئے ہیں ان کی دلیل آیت اور حدیث اور اجماع سے ذرا بتا تو دو اور ساتھ ہی ان مسائل کے دلائل بھی دیدو جو میری کتاب ھدایت محمدی درایت محمدی سیف محمدی صدائے محمدی عصائے محمدی وغیرہ میں ہیں؟ یہ دعویٰ تو آپ نے کر لیا کہ مذہب حنفی کی فقہ کا ہر مسئلہ تحت حدیث ہے لیکن اس کا ثبوت ایسا ہی مشکل ہے۔ جیسا رات کو دن ثابت کرنا مشکل ہے۔

ہماری منشاء

امام ابوحنیفہ کے مذہب پر حنفی نہیں

جناب نے الارشاد میں جو عبارت دیکھی ہے ممکن ہے ہو اور اگر نہ بھی ہو تاہم ہمارا تو ایمان ہے ہم تو ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے تو صاف فرمادیا ہے کہ اِیَّاکَ وَالرَّأْیَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ یعنی دین میں رائے نہ لگاؤ۔ آپ کا تو یہ قول مشہور ہے کہ ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ آرَاءِ الرِّجَالِ۔ یعنی تمام دنیا کی رائے سے ایک ضعیف حدیث بھی مجھے بہت زیادہ محبوب ہے۔ یہ تو ہے تعلیم امام ہمام علیہ رحمۃ اللہ العلام کی لیکن ان کے نام لیوا اس پر نہیں رہے انھوں نے تو رائے کے پوٹھ تیار کرلئے اور ان کے ہزارہا مسائل قیاسیہ کو امام صاحبؒ کے ذمے تھوپ کر آج اُسی کو مذہب حنفی قرار دے لیا۔ ہم آپکی اس پنچایت کے خلاف ہیں نہ کہ امام صاحب کے خلاف ہوں۔ انھیں تو ہم امام اور بزرگ مانتے ہیں۔ مولوی صاحب تمہیں تمہارے پیدا کرنے والے کی قسم ہے آؤ ہمت باندھو اور مذہب حنفی کی فقہ کی جتنی معتبر کتابیں ہیں ان میں جو مسائل ہیں ذرا اُن کی سندیں حضرت امام صاحبؒ تک صحت کے ساتھ پہنچا تو دو بتاؤ تو تم نے جو مسئلہ اپنی کتاب درمختار میں لکھ رکھا ہے کہ (۱) انگلی اور چھاتی بخس ہوگئی ہو تو تین مرتبہ چاٹ لینے سے پاک ہوجاتی ہے اس کی دلیل کیا؟ اور امام صاحب تک اس کی سند کیا ہے؟ (۲) بتلاؤ یہ جو تم نے اپنے ہاں درمختار میں مسئلہ لکھ رکھا ہے کہ دودھ شہد شیرہ انگور میں اگر نجاست پڑجائے تو تین مرتبہ جوش دے لینے سے پاک ہوجاتا ہے یہ کس حدیث میں ہے اور امام صاحب تک اس کی کیا سند ہے؟ (۳) تمہاری اسی کتاب درمختار میں جو لکھا ہوا ہے کہ پیشاب پاخانے کے وقت سورج چاند کی طرف منہ نہ کرے؟ یہ کس حدیث میں ہے؟ اور امام صاحب تک اس کی سند کیا ہے؟ (۴) تم نے جو اپنے ہاں شامی میں یہ مسئلہ لکھ رکھا ہے کہ اگر مشت زنی کی وجہ سے زنا سے یقیناً بچاؤ ہوتا ہو تو مشت زنی کرلینی یعنی اپنے ہاتھ سے اپنا خاص پانی نکال ڈالنا واجب ہے۔ یہ تم نے کس حدیث سے لیا ہے؟ اور امام صاحبؒ تک اس کی سند کیا ہے؟ (۵) یہ جو تم نے ہدایہ درمختار وغیرہ کتابوں میں لکھ رکھا ہے کہ فلاں فلاں قسم کی نشہ آور شراب کی وہ مقدار جو نشہ نہ لائے اس کا پینا حرام نہیں یہ تم نے کس حدیث سے لیا؟ اور اس کی سند کیا ہے اسی طرح پہلے کے پانچ مسائل کی بھی۔

حنفی مذہب کی فقہ کے اور مسائل

مولوی جی خدا سے ڈرو بات کو سمجھو تعصب یہاں اگر اونچا دکھا بھی دے تو وہاں تو نیچا کرکے ہی چھوڑیگا۔ اللہ کے دین پر رحم کرو ایک بزرگ پر تہمتیں رکھ کر اس کے نام پر اپنے

نکالے ہوئے ہزارہا قیاسات کے مجموعے کو منسوب کرکے دنیا کی گمراہی کا باعث نہ ۔ خدایا تو ہمیں حق کو حق دکھا۔

بحث ہے اس میں کہ ایک فقیہ کو امام مان کر اسکی تقلید کرنی۔ آپ ہمیں الزام دیتے ہیں کہ جب اسے نہیں مانتے تو روزانہ پانچ وقتہ نمازوں میں امام کی اقتدا کیوں کرتے ہو؟ خوب! ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ کل کہدینا کہ میں خدا ہوں کیونکہ میں بھی دیکھتا سنتا ہوں اور خدا بھی دیکھتا سنتا ہے۔ ایسے ہی قیاسات ہیں تو یقیناً ایک روز آپ کو معراج ہوگی۔ مولوی قربان علی شاہ کس مپکینی سے لکھتے ہیں کہ ابن عبدالوہاب نے نبوت کا دعوٰی کیا سنو جو حضورؐ کے بعد مدعی نبوت ہوا ہو اس پر لعنت اور جو کسی ناکردہ گناہ پر الزام رکھے اس پر صد پھٹکار۔ لکھتے ہیں کہ تم لوگوں کو قاضی شوکانی وغیرہ کے اجتہادات کی طرف بلاتے ہو؟ اس میں جناب نے ایک نام لکھا ہے شریف حسین۔ اے جناب ان کے اجتہادات ہیں کہاں؟ اور یہ آپ سے کہا کس نے؟ سنو ہم تو کسی کے اجتہاد کو قرآن حدیث کا مرتبہ نہیں دیتے نہ کسی کے اجتہاد کی طرف مسلمانوں کو بلاتے ہیں ہماری دعوت تو یہی ہے کہ خدا کی مانو خدا کے رسولؐ کی مانو اگر نہ مانو گے تو خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

شکر ہے آدھی کتاب لکھ کر مؤلف کو خیال آیا ص۳۳ پر ائمہ اربعہؒ کو اہلحدیث لکھا۔ اب کہو جو برائیاں تم نے اس سے پہلے اور اس کے بعد اہلحدیث کی بیان کی تھیں وہ سب ان ائمہ پر بھی ٹپیں؟ توبہ کرو حلد توجہ کرو یوم کا بھروسہ نہیں۔ ابن ماجہ کی حدیث میں جن چار راہوں کی برائی آئی ہے اس سے نہ تو کسی نے ائمہ اربعہ مراد لی ہے نہ ان بزرگوں کی نسبت کسی نے زبان کھولی ہے۔ ہاں مروجہ مذاہب اربعہ یہ تو خود ان ائمہ کے بھی خلاف ہیں اسی کتاب کے ص۶۶ میں آپ ائمہ اربعہؒ کے اقوال پڑھ آئے ہیں کہ اس تقلید کو انھوں نے حرام کہا ہے اور زیادہ بسط سے ان چاروں بزرگوں کے کلام میری کتاب **طریق محمدی** میں ملاحظہ فرمالیجئے۔ پس تقلیدی راہوں کی مذمت جس طرح حدیث میں ہے خود ائمہ سے بھی مروی ہے۔ کس خوبصورتی سے آپ نے لکھا ہے کہ اہلحدیث امام شافعیؒ کے مقلد ہیں۔ ہماری بلی اور ہمیں سے میاؤں؟ ہماری گود میں بیٹھکر ہماری ہی ڈاڑھی نوچنے لگے؟ اے جناب آپ خود ہمیں گلا پھاڑ پھاڑ کر غیر مقلد غیر مقلد کہتے چلے آرہے ہیں یہ یہاں آواز کیوں بدل دی؟ اب مقلد اور وہ بھی شافعی لکھ مارا بھلا تمہارا یہ جھوٹ چلیگا بھی؟ اولی الامر سے مراد اگر علماء بھی

لے لیں تو ان کی تقلید کا تو حکم نہیں بلکہ ان کی اطاعت تو مستقل ہے ہی نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ساتھ ہی فرمادیا ہے۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ اگر تم میں کچھ جھگڑا ہو تو اسے خدا رسول کی طرف پھیرو۔ اگر تم میں ایمان ہے پس جس مسئلے میں شافعی حنفی کا اختلاف ہوا اس مسئلہ کا فیصلہ ان دونوں مذہبوں میں سے کسی سے چاہنا نری بے ایمانی ہے۔ بلکہ اب فیصلہ قرآن حدیث سے طلب کرنا پڑیگا صاف ثابت ہوگیا کہ مستقل اطاعت اور مسائل کے تصفیہ کی صورت صرف حدیث و قرآن ہے اور سب بیجان ہے یہ تو ایمان ہے ورنہ دین دنیا کا خسران ہے۔ مزید تفصیل اس کی اس کتاب کے صلا میں ملاحظہ ہو اور میری کتاب طریق محمدی میں جو ڈیڑھ سو صفحات کی کتاب صرف اسی تقلید میں ہے اس سے بھی زیادہ وضاحت کی ضرورت ہو تو کتاب اعلام الموقعین کا میرا کیا ہوا ترجمہ دین محمدی ملاحظہ ہو۔

یہاں مولف نے جو عبارت نقل کی ہے وہ صیغہ تمریض کے ساتھ ہے جو خود ظاہر کرتی ہے کہ یہ قول مریض ہے تندرست نہیں اسلئے آپ نے پانی سے پہلے پاڑ باندھ لی جسکے پر اپنا یہ خود ظاہر کر دیا۔ لیکن ہمیں تو آپ کی غیب دانی کا یقین نہیں اور شکر ہے کہ آپ کی غیب دانی بھی آپ کے علم ظاہری کی طرح غلط ہی نکلی۔

اس کے بعد آپ نے غنیۃ الطالبین کا حوالہ دیکر اپنا اہلسنت والجماعت ہونا ظاہر کیا ہے اس کی نسبت سنئے اسی کتاب میں اُن بہتر گروہ کا مفصل ذکر ہے جو جہنم میں جانیوالے ہیں ان میں ایک فرقہ مرجیہ ہے ان کی بارہ شاخیں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہیں ان میں ایک شاخ کا بیان صلا ۲۲۹ پر ان الفاظ میں ہے وَاَمَّا الْحَنَفِیَّةُ فَهُمْ اَصْحَابُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ یعنی ان مرجیوں کے ایک فرقے کا نام حنفی ہے یہ لوگ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے مقلد ہیں کہئے مولوی صاحب کچھ آنکھیں کھلیں؟ آپ کی نسبت تو شاہ عبد القادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ آپ لوگ مرجیہ ہیں پس آپ کا یہ فرمانا کہ بقول شاہ صاحب آپ اہل سنت والجماعت ہیں غلط ٹھیرا۔ اپنی اسی کتاب غنیۃ الطالبین کے صلا ۱۹۷ میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں وَاعْلَمْ اَنَّ لِاَهْلِ الْبِدَعِ عَلَامَاتٍ یُعْرَفُوْنَ بِهَا فَعَلَامَةُ اَهْلِ الْبِدْعَةِ الْوَقِیْعَةُ فِیْ اَهْلِ الْاَثَرِ یعنی بدعتیوں کی بہت سی نشانیاں ہیں جن سے

حضرت شاہ صاحب کے نزدیک حنفی اہلسنت نہیں

علامات اہل بدعت

ان کی شناخت ہوجاتی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ لوگ اہل حدیث کی بدگوئی اور بدی کیا کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت پیر صاحب تحریر فرماتے ہیں وَعَلَامَۃُ الزَّنَادِقَۃِ تَسْمِیَتُھُمْ اَھْلَ الْاَثَرِ مُجْبِرَۃً الْحَشْوِیَّۃَ وَیُرِیْدُوْنَ اِبْطَالَ الْاَثَرِ وَعَلَامَۃُ الْقَدَرِیَّۃِ تَسْمِیَتُھُمْ اَھْلَ الْاَثَرِ مُجْبِرَۃً وَعَلَامَۃُ الْجَھْمِیَّۃِ تَسْمِیَتُھُمْ اَھْلَ السُّنَّۃِ مُشَبِّھَۃً وَعَلَامَۃُ الرَّافِضِیَّۃِ تَسْمِیَتُھُمْ اَھْلَ الْاَثَرِ نَاصِبَۃً وَکُلُّ ذَالِکَ عَصَبَۃٌ وَغِیَاظٌ لِاَھْلِ السُّنَّۃِ وَلَا اِسْمَ لَھُمْ اِلَّا اِسْمٌ وَّاحِدٌ وَّھُوَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ وَلَا یَلْتَصِقُ بِھِمْ مَا یَقْبُحُوْنَھُمْ اَھْلُ الْبِدَعِ لِمَا لَمْ یَلْتَصِقْ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْمِیَۃُ کُفَّارِ مَلَّتِہٖ سَاحِرًا وَّشَاعِرًا وَّمَجْنُوْنًا وَّمَفْتُوْنًا وَّکَاھِنًا وَّلَمْ یَکُنْ اِسْمٌ عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَعِنْدَ اِنْسِہٖ وَجِنِّہٖ وَسَائِرِ خَلْقِہٖ اِلَّا رَسُوْلًا نَبِیًّا بَرِیْئًا مِّنَ الْعَاھَاتِ کُلِّھَا ۔ یعنی بددین فرقے کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کا نام حشویہ رکھتے ہیں اور حدیثوں کو باطل کرنا چاہتے ہیں قدریہ کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو مجبرہ کہتے ہیں جہمیہ کی علامت یہ ہے کہ وہ انھیں مشبہ کہتے ہیں رافضیوں کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو ناصبہ بتلاتے ہیں یہ سب باتیں محض تعصب اور غصہ کی وجہ سے ہیں اہل سنت والجماعت کا صرف ایک ہی نام ہے اور کوئی نام نہیں اور وہ نام اہل حدیث ہے بدعتی انھیں کچھ بھی کہا کریں اس سے ان کا کچھ بھی بگڑ نہیں سکتا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ نہ بگڑا کفار مکہ نے آپ کے بھی بہت سے نام تراش لئے تھے مثلاً جادوگر شاعر مجنون مفتون کاہن وغیرہ۔ دراصل حضورؐ کا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں خدا کے نزدیک فرشتوں کے نزدیک انسانوں اور جنوں کے نزدیک اور ساری مخلوق کے نزدیک ان میں سے کوئی نام نہ تھا آپ کا اسم گرامی صرف رسول و نبی ہی تھا اور آپ ان تمام آفات و بلیات سے بفضل خدا پاک اور بری تھے شاہ صاحب نے اس حدیث کی شرح بیان فرمائی ہے جس میں تہتر فرقوں کا بیان ہے ان کی اصل دس گروہ بتلائے ہیں پھر ہر گروہ کے اندرونی گروہ گنوا کر تعداد پوری کی ہے ان میں ناجی گروہ اہل سنت والجماعت کا بتلایا ہے فرماتے ہیں وَاَمَّا الْفِرْقَۃُ النَّاجِیَۃُ فِھِیَ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ یعنی نجات پانے والی جماعت اہل سنت والجماعت ہے پھر اہلسنت کی بابت تحریر فرماتے ہیں فَاَھْلُ السُّنَّۃِ طَائِفَۃٌ وَّاحِدَۃٌ ۔ یعنی اہل سنت کا ایک ہی گروہ ہے

یہ بیان پیر کے نزدیک بھی جماعت اہلحدیث ہی کا ہے

(نہ کہ چار) پھر اہل سنت کی بابت لکھتے ہیں وَھُوَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ یعنی اہل سنت کا ایک ہی نام ہے اور وہ اہل حدیث ہے۔ ناظرین کرام اب آپ کے ہاتھ انصاف ہے کیا ہماری نقل کردہ عبارتوں سے صاف واضح نہیں؟ کہ بفضل خدا شاہ صاحبؒ ہمیں ڈگری دے رہے ہیں۔ خدا کرے ہمارے مولوی قربان صاحب بھی شاہ صاحبؒ کی بات کو تسلیم کرلیں تو یہ سارا جھگڑا دفع ہوجائے ان مسائل میں جن کا بیان میری کتاب دلائل محمدی میں ہے اور جس کے رد میں قربان شاہ نے قلم اٹھایا ہے؟ کیا وہ اس پر راضی ہیں؟ کہ ان مسائل کا تصفیہ بھی شاہ صاحبؒ سے ہی کرالیں۔ آئیے شاہ صاحب کی اسی کتاب غنیہ کو ملاحظہ فرمائیے۔ شاہ صاحبؒ سورہ فاتحہ کو رکن نماز میں شمار کرتے ہیں ملاحظہ ہو صـ۹ رفع الیدین کی بابت صـ۱۰ میں آپ لکھتے ہیں رَفْعُ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ وَالرُّکُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْہُ یعنی نماز کی پہلی تکبیر میں رکوع کے وقت رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین کرنا چاہیئے اسی صفحہ میں تحریر فرماتے ہیں وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ فَوْقَ السُّرَّۃِ یعنی نماز میں ناف کے اوپر داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا۔ یاد رہے کہ حنفیوں کا مذہب ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا ہے۔ اسی صفحہ میں کہتے ہیں وَالْجَھْرُ بِالْقِرَأَۃِ وَاٰمِیْن! یعنی جن نمازوں میں باواز بلند قرأت ہے ان میں اونچی آواز سے ہی آمین کہنا۔ الحمدللہ شاہ صاحب ان چاروں مسائل میں اہلحدیث کو ہی ڈگری دیتے ہیں۔ کہیئے مولوی قربان صاحب صرف گیارہویں کرکے ہی پیر صاحب کو راضی کرنا چاہو گے؟ یا ان کی علمی تحقیق بھی مانو گے؟ کیا محبت اس کا نام ہے کہ وہ کرو جو آپ نے نہ فرمایا ہو اور وہ نہ کرو جو آپ نے فرمایا ہو؟

پیران پیر حضرت شاہ جیلاں رحمۃ اللہ علیہ اسی کتاب غنیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔ فَالسُّنَّۃُ مَا سَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْجَمَاعَۃُ مَا اتَّفَقَ عَلَیْہِ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی سنت سے مراد حضورؐ کا مقرر کردہ فعل وحکم ہے اور جماعت سے مراد صحابہ کا متفقہ اجماعی رویہ ہے۔ پس سنت رسول اور اتفاق صحابہ میں تقلید شخصی نہ تھی۔ اس تقلید کا مارا ہوا انسان سنت والجماعت کی تعریف میں نہیں آسکتا۔ الحمدللہ ہم نے شاہ صاحب کی کتاب سے قدرے بسط کے ساتھ اس کا فیصلہ سنایا جس کے خلاف قربان شاہ نے نیو ڈالی تھی خدا کرے اس سے بندگان خدا نفع اٹھائیں۔ رہا جناب کا تفسیر مظہری سے کچھ کہنا اس کی بابت عرض ہے کہ یہ قول کہ

ان چاروں کے خلاف جو ہو باطل ہے اور یہ قول کہ ان چاروں میں سے ایک حق ہے یا ہر ایک حق ہے ان میں جو فرق ہے اُسے شاید جناب نے نہیں سمجھا۔ اگر آپ کہیں کہ ان چاروں میں سے ایک حق ہے تو تین باطل ٹھیرتے ہیں۔ اگر کہیں چاروں میں سے ہر ایک حق ہے تو یہ قول ہی باطل ہے کیونکہ حلال حرام کا فرق ہے اور حق ایک ہے یا تو حلال ہوگا یا حرام؟ ایک ہی چیز کے متعلق ایک مذہب کا فیصلہ کہ حلال دوسرے کا فیصلہ کہ حرام آپ کا فیصلہ کہ دونوں حق۔ یہ وہ فیصلہ ہے جو کسی صاحب عقل کا ہو ہی نہیں سکتا پس چاروں کا ایک ساتھ خلاف نہ کرنا یہی ہے کہ یہ اصول مضبوط تھام لیا جائے کہ قرآن وحدیث کے مطابق ان چاروں میں سے جس کا قول ہو مسلم جس کا قول ان کے خلاف ہو غلط۔ یہی اہلحدیث کہتے ہیں کہ حق وہ ہے جو کتاب وسنت میں ہو۔ خواہ اسے کسی امام نے لیا ہو یا نہ لیا ہو۔ معیارِ حق کسی مذہب میں ہونا نہیں ہے بلکہ خدا رسولؐ کی زبان سے نکلنا ہے اس تفسیر میں ہے کہ تمہارے یہ چاروں مذہب چوتھی یا پانچویں صدی میں نکلے ہیں۔ تم اپنے مذہب کی کتاب توضیح تلویح دیکھو جس میں تحریر ہے اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ وَھُمُ الَّذِیْنَ طَرِیْقَتُھُمْ طَرِیْقَۃُ الرَّسُوْلِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَصْحَابِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ یعنی اہل سنت وہی ہیں جن کا طریقہ وہی ہے جو طریقہ اللہ کے رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا تھا۔

اس کے بعد ہمارے مولانا نے رائے قیاس کا داخلِ دین یا خود دین ہونے کے دلائل پیش کئے ہیں۔ پہلے تو قرآن کی آیت لکھی ہے فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ اے آنکھوں والو تم عبرت حاصل کرو! اوّلاً تو اس آیت کو تمہارے اس قیاس سے اور اس رائے سے جس سے تم دینِ خدا کو الٹ پلٹ کر ڈالتے ہو کیا لگاؤ؟ دوسرے اگر یہ آیت قیاس اور رائے سے مسائلِ دین ایجاد کرنے کا حکم دیتی ہے تو یہ منصب ہر ایک کو ہے۔ آیت عام ہے ہر مسلمان کو یہ حکم ہے۔ پس رائے قیاس کیلئے مجتہد ہونے کی ضرورت نہ رہی بلکہ ہر مسلمان رائے قیاس سے مسائل ایجاد کر سکتا ہے اور وہی دینِ خدا ہے۔ کہو سید صاحب یہی دین ہے کہ ہر ایک عالم جاہل کے دماغ کا فضلہ اس میں داخل ہے؟ اور اگر یہ ٹھیک ہے تو پھر ہر شخص رائے قیاس لگائیگا اور جو اس کی سمجھ میں آئے گا اُسے مانیگا پھر بھی آپ کی یہ تقلید تو رخصت پر ہی رہی۔ اس میں تو اپنے

رائے قیاس کی تردید

دماغ وعقل کو معطل کر دینا ہے نہ کہ اُسے کام میں لینا۔ سنئے جناب قیاس آپس میں متضاد ہوتا ہے ایک امام کا قیاس کچھ ہے دوسرے کا اس کے خلاف اور ہی کچھ ہے۔ تیسرے کا ان دونوں کے خلاف کچھ اور ہی قیاس ہے۔ چوتھا اپنی رائے ان تینوں کے خلاف اور ہی رکھتا ہے۔ پس اگر قیاس کو حجت شرعی مانا گیا تو مختلف اور متضاد اقوال کا بہ یک وقت حجت و دلیل اور مسئلہ شرعی ہونا لازم آئیگا اور مختلف و متضاد اقوال و اقلیسہ پر عمل بیک وقت محال ہے پس ظاہر ہے کہ قیاس دلیل شرعی نہیں۔ خود آپ نے جو مقولہ امام نوویؒ کا نقل کیا ہے اسی سے ثابت ہے کہ قیاس کی دو قسمیں ہیں ایک مقبول ایک مردود اسی عبارت میں خود آپ نے نقل فرمایا ہے کہ قیاس کی مذمت تابعین وغیرہ سے منقول ہے۔ پس قیاس مقبول وہ ہے جو مطابق حدیث و قرآن ہو اور مردود وہ ہے جو مطابق نہ ہو۔ جب یہ ہے تو جو مطابق ہے وہ بے ضرورت ہے جو مطابق نہیں وہ سرے سے مردود ہے۔ بہر دو صورت قیاس محض فضول اور بالکل بیکار چیز ٹھہری مولانا جن بزرگوں نے قیاس کو کہا ہے ان کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ جب کسی کو اس کی کمی علم کی وجہ سے حدیث و قرآن نہ ملے اور مسئلہ درپیش ہو تو قیاس سے کام چلالے لیکن پھر جب کبھی دلیل یعنی قرآن حدیث مل جائے قیاس کو ترک کر دے قیاس ایسا ہے جیسے مضطر کے لئے سور کا کھا لینا۔ پس سور غذا نہیں، حلال نہیں ہاں بوقت نہ ملنے حلال غذا کے صرف جان بچانے کیلئے اس کا کھا لینا مباح ہے۔ اسی طرح قیاس ہے کہ بوقت نہ ملنے قرآن حدیث کے اس سے کام چلالے لیکن یہ کوئی دلیل شرعی نہیں۔

سنئے جس مسئلے میں قیاس کیا جاتا ہے یا تو وہ قرآن حدیث میں ہے یا نہیں ہے۔ اگر ہے تو قیاس محض بے ضرورت چیز ہے۔ اگر نہیں تو قیاس کی خود دو صورتیں ہیں ممکن ہے غلط ہو اور ممکن ہے صحیح ہو۔ جب دونوں احتمال اس میں ہیں تو غلطی کے یا صحت کے کسی ایک پہلو کو راجح قرار دے لینا بے دلیل ہے اسلئے اس صورت میں بھی قیاس بیکار ہوا۔ پھر ایک مجتہد کے قیاس کے مقابلے میں دوسرے کا قیاس بھی ہے اور ان دونوں میں تضاد۔ اور اختلاف ہے دونوں کا بہ یک وقت ماننا محال ہے۔ ایک کا ماننا دوسرے کو چھوڑنا ہے لانکہ درجہ دونوں کا ایک ہے پھر ترجیح کی کیا وجہ؟ اور سنئے

رائے قیاس کے رد کی بہترین دلیل

شریعت میں یا تو کسی مسئلے کا بیان ہے یا نہیں ہے اگر ہے تو قیاس کی ضرورت نہ رہی۔ اگر نہیں تو فرمانِ رسول ہے کہ جس کا بیان شرع میں نہ ہو وہ معاف ہے فرماتے ہیں فَاسْكُتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ ۔ جس سے سکوت ہو وہ معاف ہے۔ پس جس کا بیان شریعت میں نہیں اس میں قیاس کی حاجت نہیں کیونکہ وہ منجانب اللہ معافی میں داخل ہے جس کا بیان ہے وہاں قیاس کی ضرورت نہیں موافقت کی صورت میں وہ قرآن حدیث میں ہے ہی ناموافقت کی صورت میں اس پر عمل حرام ہے اب بتلاؤ قیاس رہا کہاں؟ مولانا ذرا آپ اپنی علمیت تو دیکھئے عبارت عربی آپ نے لکھی ہے ثم قس الامور عندذالك ۔ ترجمہ کرتے ہیں پھر اسے قیاس کرو لاحول ولاقوۃ الا باللہ بندۂ خدا آخر حیدرآباد میں عربی داں تو تھے اُن سے ہی اس کا ترجمہ کرا لیتے۔ لفظ "اُن سے" کس کا معنیٰ یا کس کا مطلب ہے؟ جناب من آپ نے رائے کے بارے میں حضرت عمرؓ کا قول وارد کرنے کی زحمت کیوں اٹھائی؟ سنئے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ہماری رائے محض اٹکل ہے۔ فرماتے ہیں میری رائے اگر ٹھیک نکلے تو خدا کی طرف سے اگر ٹھیک نہ ہو تو میرا اپنا خیال ہے آپ فرماتے ہیں رائے کی خطا کو امت کیلئے سنّت نہ بناؤ۔ فرماتے ہیں رائے والے دشمنانِ حدیث ہیں۔ فرماتے ہیں اِتَّقُوا الرَّأْيَ فِي دِيْنِكُمْ یعنی دینی مسائل میں رائے زنی سے بچتے رہو۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے رائے کے رد میں اور بھی بہت سے اقوال میں کہاں تک انھیں لکھوں اگر آپ ان کی تفصیل دیکھنا چاہتے ہیں تو میری کتاب دین محمدی حصہ اول میں دیکھ لیجئے لیکن یہاں ایک قول خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا نقل کرتا ہوں جو اس بحث کا دو ٹوک فیصلہ کر دیگا۔ اَصْحَابُ الرَّأْيِ اَعْدَاءُ السُّنَّةِ اَعْيَتْهُمُ الْاَحَادِيْثُ اَنْ يَّحْفَظُوْهَا وَتَفَلَّتَتْ مِنْهُمْ اَنْ يَّعُوْهَا وَاسْتَحْيَوْا حِيْنَ سُئِلُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا لَا نَعْلَمُ فَعَارَضُوا السُّنَنَ بِرَأْيِهِمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ (اعلام الموقعین جلد اول مطبع ہند ص۱۹) یعنی اہل رائے حدیثوں کے دشمن ہیں انھیں حدیثیں یاد نہیں رہتیں ان کے حافظے سے نکل جاتی ہیں اور جب ان سے مسائل دریافت کئے جاتے ہیں تو انھیں شرم آتی ہے کہ یہ کہیں کہ ہم نہیں جانتے پس یہ لوگ اپنی رائے سے فتوے دیتے ہیں جو حدیثوں کے خلاف ہوتے ہیں مسلمانو تم ان سے الگ رہنا اور انھیں بھی اپنے

نذرانے میں فیصلہ فارورقی

رائے قیاس کی تردید حدیث

پاس نہ پھٹکنے دینا۔ اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ دین محمدی حصہ اول صلا۲۶ مولانا بہت ممکن ہے کہ آپ کو اپنے مسلمات کے خلاف دلائل کے دیکھنے کا موقعہ نہ ملا ہو۔ اسلئے میں آپ کے سامنے یہ حدیثیں پیش کرکے امید رکھتا ہوں کہ اہل اسلام کی حیثیت سے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی حیثیت سے ان حدیثوں پر ایمانداری کے ساتھ نظر میں ڈال کر اپنے عقیدے کو درست کرینگے۔ سنئے ابن عبد البر ہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تَعْمَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ بُرْهَةً بِكِتَابِ اللّٰهِ وَبُرْهَةً بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَعْمَلُوْنَ بِالرَّأْيِ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدْ ضَلُّوْا۔ یعنی میری امت کا عمل ایک زمانے تک تو قرآن و حدیث پر رہیگا لیکن اس کے بعد وہ رائے کے عامل بن جائیں گے اسوقت گمراہ ہوجائیں گے۔ مجمع الزوائد میں حدیث ہے آپ فرماتے ہیں اَعْظَمُهَا فِتْنَةً عَلٰى اُمَّتِىْ قَوْمٌ يَّقِيْسُوْنَ الْاُمُوْرَ بِرَأْيِهِمْ یعنی حضورؐ کا ارشاد ہے میری امت میں سب سے بڑا فتنی گروہ وہ ہے جو امور دین میں رائے قیاس کو داخل کریگا۔ پس رائے قیاس نہ امر دین ہے نہ امر دین میں داخل ہے امتیوں کی رائے کو دین بنانے کے درپے آپ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی رائے کے متعلق فرماتے ہیں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ رَّأْيِىْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ (صحیح مسلم شریف) یعنی میں ایک انسان ہی ہوں تمہیں کسی دینی امر کا حکم دوں تو اسے تو مضبوطی سے تھام لیا کرو۔ ہاں جب میں تمہیں اپنی رائے سے کوئی بات بتلاؤں تو میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔ یعنی اور انسانوں کی طرح ہوسکتا ہے کہ میری رائے درست نہ ہو۔ اس صورت میں وہ شرعی حکم نہیں۔ دخل بیہقی میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا تَعْمَلُوْا بِرَأْيِكُمْ اپنی رائے پر عمل نہ کرو۔ علاوہ ان کے میں آپ کو آپ کے مذہب کے اصول کی دو عبارتیں بھی دکھا دوں اصول شاشی میں ہے اِنَّ الْعَمَلَ بِالرَّأْيِ اِنَّمَا يَكُوْنُ عِنْدَ انْعِدَامِ الدَّلِيْلِ سواہ شرعاً یعنی رائے قیاس پر عمل صرف اسی وقت ہے جب کوئی اور شرعی دلیل نہ ہو۔ اسی کتاب میں تحریر ہے فَاِنَّهٗ لَا سَبِيْلَ اِلَى الْعَمَلِ بِالرَّأْيِ مَعَ اِمْكَانِ الْعَمَلِ بِالنَّصِّ یعنی جب تک قرآن حدیث پر عمل ممکن ہو رائے قیاس پر عمل کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اب میں آپ کو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اقوال بھی سنا دوں فرماتے ہیں اِيَّاكُمْ وَالْقَوْلَ

رائے کا رد اصول فقہ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے

فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ بِالرَّأْیِ۔ وَعَلَیْکُمْ بِاتِّبَاعِ السُّنَّۃِ فَمَنْ خَرَجَ عَنْھَا ضَلَّ ۔ (فتوحات)
لوگو خدا کے دین میں رائے قیاس سے بالکل بچتے رہو اور حدیث شریف کی تابعداری میں لگے رہو اگر سنت رسولؐ کی تابعداری چھوڑی تو راندۂ درگاہ بن جاؤ گے۔ امام صاحبؒ فرماتے ہیں ھَلْ یُحْتَاجُ بَعْدَ النَّصِّ اِلٰی قِیَاسٍ حدیث و قرآن کے ہوتے ہوئے قیاس کی مطلقاً ضرورت ہی نہیں۔ فرماتے ہیں ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اٰرَاءِ الرِّجَالِ تمام دنیا کی رائے سے مجھے ایک ضعیف حدیث بھی زیادہ محبوب ہے۔ اعلام میں ہے آپ فرماتے ہیں بعض قیاس اس سے بھی بدتر ہیں کہ انسان مسجد میں پیشاب کر دے بھائیو اس رائے کی تعلیم نے کیسے کیسے مسائل ایجاد کئے ہیں یہ آپ کو معلوم ہو جائے اس لئے میں سر دست آپ کے سامنے یہ پانچ مسئلے حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتابوں سے پیش کرتا ہوں پھر آپ ہی کے زندہ ضمیر سے اپیل کروں گا کہ کیا آپ مان سکتے ہیں کہ یہ احکام شرع ہوں؟ یا حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بتلائے ہوئے مسائل ہوں؟

حنفی مذہب کے پانچ مسائل جو خلاف عقل و نقل ہیں فتاویٰ کہ

(۱) آپ کے مذہب کی معتبر کتاب درمختار میں ہے کَتَزَوُّجِ الْمَغْرِبِیِّ بِمَشْرِقِیَّۃٍ بَیْنَھُمَا سَنَۃٌ فَوَلَدَتْ لِسِتَّۃِ اَشْھُرٍ مُدَّ تَزَوُّجِھَا۔ مطلب یہ ہے کہ ایک عورت مشرق میں رہتی ہے اس سے ایک مغرب میں رہنے والا نکاح کرتا ہے اب یہ یہاں سے اپنی عورت کے پاس جانا چاہے تو ایک سال کا راستہ ہے وہاں چھ ماہ گذرتے ہی اس عورت کو بچہ پیدا ہو گیا تو یہ بچہ اسی میاں کا حلالی بچہ سمجھا جائیگا سنا آپ نے یہ ہے قیاس کہ نہ میاں نے بیوی کو دیکھا نہ نیکبخت بیوی نے میاں کی صورت دیکھی کسی تیسرے شخص نے دونوں میں دو بول پڑھا دیئے اب اگر یہ حضرت اسی دن سے چلتے تو سال بھر میں پہنچتے لیکن ابھی چھ ہی ماہ گذرے تھے کہ اس بسر قدم کے ہاں بچہ نمودار ہو گیا۔ حنفی مذہب کا قیاس کہتا ہے کہ یہ بچہ اسی کا ہے یہ ولد الحلال ہے جس طرح اور حلال بچے ہیں اسی طرح یہ بھی۔ کہو دوستو کیا آپ کے اس قیاس کو ہم بھی مان لیں؟ حنفی بھائیو یہ ہیں وہ قیاسات جس سے اہلحدیث دور اور نفور ہیں۔ جہاں یہ قرآن و حدیث کے خلاف ہیں وہاں عقل صحیح کے بھی یکسر خلاف ہیں۔

(۲) اسی درمختار میں ہے یحل لہ وطی امراۃ ۔ ۔ ۔ وکذا التحل لہ ۔ ۔ ۔ ولو قفیٰ بطلاقھا ۔ ۔ ۔ حل للشاھد زور الخ۔ ان تمام عبارتوں کا خلاصہ مطلب یہ ہے

کہ ایک عورت جو کسی کے نکاح وغیرہ میں نہیں اس پر کوئی مرد جھوٹا دعوٰی کرے کہ اس سے میرا نکاح ہوگیا ہے اور جھوٹے گواہ پیش کردے اور قاضی فیصلہ کردے تو اس شخص کے لئے شرعاً بھی اس عورت کو اپنی بیوی بنا کر رکھنا اور اس سے صحبت و مجامعت کرنا حلال ہوگیا۔ اسی طرح اگر عورت نے کسی مرد پر ایسا ہی جھوٹا دعوٰی کیا ہے اور قاضی نے ڈگری دیدی ہے تو بھی دونوں آزادی کے ساتھ میاں بیوی بن کر رہیں خدا کے ہاں بھی انھیں پکڑ نہیں۔ اسی طرح اگر عورت نے خلافِ واقعہ جھوٹے گواہ گذار کر طلاق کا فیصلہ قاضی سے کرالیا تو اب وہ عند اللہ بھی آزاد ہوگئی جس سے چاہے نکاح کرلے اور اس کی بیوی بن کر رہے سہے۔ بلکہ جن لوگوں نے جھوٹے گواہ بن کر جھوٹی گواہی دیدی ہے انھیں بھی اس عورت سے نکاح کرنا حلال ہے۔ یہ ہے قیاسی نکاح اور طلاق۔

مسلمانو! میں تو اس پر تبصرہ کیا کروں؟ آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ قیاسی مسائل مان لئے گئے اگر ان پر عمل درآمد شروع ہوگیا تو کیا دنیا میں کوئی گھر عزت و عفت کے ساتھ رہ سکتا ہے؟ کیا ان قیاسات کو حق مان لینے کے بعد کوئی نکاح اور کوئی طلاق اور کوئی اولاد اپنے حقیقی معنی پر رہ سکتی ہے؟ دوستو! دنیا سے امن و امان سلامتی اور اسلام ان قیاسی فتووں پر عمل کرنے کے بعد اٹھ جائیگا حسب نسب برباد ہوجائیں گے بے حیائی بے شرمی بے غیرتی اور بے ایمانی کا دور دورہ ہوجائیگا۔ کیا غضب ہے کہ ایک انسان کے فیصلے کا تابع خدا کو بھی ٹھیرایا جاتا ہے؟ یہ جرأت و جسارت؟ کہ عورت جانتی ہے میرا دعوٰی جھوٹا ہے مرد جانتا ہے میرا دعوٰی جھوٹا ہے گواہ جانتے ہیں ہماری گواہی خلافِ واقعہ ہے لیکن قاضی جی نے چونکہ کہہ دیا ہے اسلئے میاں بیوی بن جائیں زندگی موج مزے سے گذاریں دنیا میں تو کیا خدا بھی ان کی کوئی پکڑ نہیں کریگا۔ کیونکہ حنفی جج کا فیصلہ اٹل ہے کیا مجال کہ کوئی اس کے خلاف لب ہلا سکے۔ دوستو یہ ہیں وہ قیاسات جنھیں اہلحدیث نہیں مانتے اور آپ سے بھی خدا کا واسطہ دیکر کہتے ہیں کہ نہ مانو۔ ورنہ اگر ایسے واقعات آپڑے تو اس وقت آنکھیں کھلیں گی بلکہ جھپ کی وجہ سے ہمیشہ کو بند ہوجائینگی۔ اس وقت صحیح طور پر معلوم ہوگا اور حسرت و افسوس سے کہوگے کہ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ۝ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا۔

(۳) صدایہ میں ہے اِنْ تَعَمَّدَ الْحَدَثَ فِیْ هٰذِهِ الْحَالَةِ اَوْ تَكَلَّمَ . . تَمَّتْ صَلٰوتُهٗ

قیاسی سلام

یعنی تشہد کے بعد اگر جان بوجھکر گوز مارے یا بات چیت کرلے تو نماز پوری ہوجائیگی۔ یعنی پچھلے راستے سے ہوا نکالدینا گویا نماز سے سلام پھیرنا ہے۔ درمختار میں ہے وَمِنْهَا الْخُرُوْجُ بِصُنْعِهٖ یعنی نماز کے خلاف کسی کام کو اگر کرلے تو گویا سلام پھیردیا یعنی بقدر تشہد پڑھنے کے بیٹھا رہا پڑھا کچھ بھی نہیں نہ التحیات نہ درود نہ دعا پھر بجائے سلام پھیرنے کے ہوا چھوڑدی یا قہقہہ لگاکر ہنس دیا یا کسی سے بات چیت شروع کردی یا اٹھ کر چلنے پھرنے لگا یہ سب قائم مقام سلام پھیرنے کے ہے۔ ملاحظہ ہو اسی کتاب کی شرح اور شرح ہدایہ وغیرہ۔ وغیرہ۔ یہ ہے قیاسی سلام نماز!

ناظرین کرام۔ آپ قیاسی مسائل کا نمونہ ملاحظہ کررہے ہیں۔ فرمایئے۔ کیا یہ قیاسات ایسے ہیں؟ کہ انھیں داخلِ اسلام سمجھا جائے؟ میں تو سچ کہتا ہوں کہ اگر آج مسائل قیاسیہ کا درجہ بھی مسائل قرآنیہ اور مسائل حدیثیہ کا کردیا جائے تو واللہ اسلام کا سارا نقشہ بدل جائیگا۔ پھر تو اسلام وہ ہوجائیگا کہ اس کی صورت دیکھ سے انسان کانپ اٹھے۔

(۴) درمختار میں نہر میں فتح القدیر میں کفایہ میں عالمگیری میں اور فقہ حنفی کی اور بھی کتابوں میں باختلافِ الفاظ موجود ہے یُبَاحُ اِسْقَاطُ الْوَلَدِ قَبْلَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ یعنی چار ماہ سے پہلے حمل کو گرادینا جائز ہے۔ گو عورت اپنی مرضی سے اپنے خاوند کی بلا اجازت بھی ایسا کرلے تو مباح ہے۔ کوئی گناہ نہیں۔ ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہیں باپ کے پاس اتنا مال نہیں کہ کوئی دایہ مقرر کرسکے تو وہ عورت اپنا حمل چار ماہ کے اندر اندر جب چاہے گرادے۔ عورت کو یہ بھی جائز ہے کہ اپنی بچہ دانی کا منہ بند کرلے تاکہ حمل ٹھیرے ہی نہیں خاوند کو جائز ہے کہ وہ جب مجامعت کرنے بیٹھے اور منی نکلنے کو ہو تو منی کو باہر نکال دے اندر جانے ہی نہ دے ایسا نہ ہو کہ حمل رہ جائے۔ خواہ اس بات سے بیوی ناراض ہی کیوں نہ ہو؟ یہ ہے شامی یہ ہے درمختار اور یہ ہیں حنفی مذہب کی اور کتابیں ان میں یہ مسائل کھلے لفظوں میں موجود ہیں۔ خیال فرمایئے کہ ایک ہونے والے انسان کی جڑ کاٹنے کی کتنی کتنی ترکیبیں پوشیدہ پوشیدہ ہوگئیں مرد کوشش کرے کہ اس کا نطفہ جانے ہی نہ پائے عورت کوشش کرے کہ نطفہ ٹھیرنا ہی نہ پائے تس پر بھی اگر نطفہ جم گیا تو حمل گرادے کیوں دوستو! قیاسات کے باغ کی بہار دیکھی؟ کہو کیا اب بھی ان خونی مسائل کو اسلامی مسائل کہوگے؟ کیا اب بھی ان کے نہ ماننے سے ہمیں غیر مقلد کہوگے؟ کیا اب بھی قیاس کو دینِ خدا

قیاس کا خونی نقشہ انسان کا

میں داخل سمجھو گے؟ کیا اب بھی یہی کہے جاؤ گے کہ حنفی مذہب کا ایک ایک مسئلہ قرآن حدیث کے مطابق ہے؟ خدا سے ڈرو مذہب کے بدنام کرنے سے باز آؤ۔

(۵) ان آپ کے قیاسات پر عمل کر کے ان قیاسی مسائل کو سچ مان کر آپ کے مذہب کی جو جائز نماز ہوتی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کا نقشہ آپ کے سامنے پیش کر دوں کہ سب کم سے کم نماز کو حنفی مذہب کے قیاسات جائز جانتے ہیں وہ کیا ہے؟

حنفی مذہب کی نماز کا نقشہ

جانور سے مُردے سے چھوٹی لڑکی وغیرہ سے وطی کرنے بغیر انزال کے بے غسل آجائے نماز پڑھ لے۔ کپڑے پر بدن پر عورت کی فرج کی رطوبت لگی ہو تو کوئی حرج نہیں، بچے کی ولادت کے وقت کی چکنائی لگی ہو تو حرج نہیں جانور کے بچے کی یہ رطوبت ہو تو حرج نہیں۔ کتے کی کھال بندر کی کھال اور ہر درندے کی چاہے رنگی ہوئی کھال پہن لے اور پڑھ لے۔ رنگی ہوئی نہ ہو تو بھی حرج نہیں، ذبح کیا ہوا بیٹھا یا اور ذبح کئے ہوئے کتے کی کھال کی جانماز پر نماز پڑھ لے، ان کی کھال کا لباس پہن کر نماز پڑھ لے۔ کتے کا شیر کا اور جس ذبح کئے ہوئے درندے کا چاہے گوشت اپنی جیبوں میں رکھ لے۔ کتے سور اور جس درندے کی ہڈیوں کا چاہے ہار پہن کر نماز پڑھ لے۔ کتے کی اسی کھال کے ڈول میں پانی بھر کر اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ ذبح کئے ہوئے سانپ اور چوہے کا گوشت لیکر بھی نماز پڑھ لے۔ کتے وغیرہ درندوں کی کھالیں ہڈیاں ناخن بال دانت آنت گوشت پوست چربی خون ان میں سے جس چیز کو چاہے اپنے ساتھ رکھ کر نماز پڑھ لے۔ کتے کے پتے کو اغل میں دبا کر نماز پڑھ لے بڑے کتے کو سر پر چڑھا کر نماز پڑھ لے۔ جس پانی میں کتا پڑ گیا ہو اگر اس کا منہ اس میں نہ لگا ہو تو اس پانی سے وضو کرے اور غسل بھی، نماز پڑھتے ہوئے نجس چڑیا سر پر بیٹھی ہو تو حرج نہیں، نجاست آلود کپڑوں والا بچہ گود میں بیٹھا ہو تو حرج نہیں۔ نمازی کے کپڑوں پر کتے کی چھینٹیں ہوں تو حرج نہیں، چوتھائی حصہ سے کم کپڑا نجاست خفیفہ سے بھرا ہوا ہو تو نماز پڑھ لے، چمگادڑ کا پیشاب یا چمگادڑ کی بیٹ کپڑے پر یا بدن پر ہو تو نماز پڑھ لے کتے نے بدن پر یا کپڑے پر منہ مارا ہوا رطوبت نظر آئے تو نماز پڑھ لے، پیشاب کی چھوٹی چھوٹی چھینٹوں سے اگر سارا کپڑا بھر جائے یا سارا بدن بھر جائے تو بھی نماز پڑھ لے۔ نماز میں کتے کو پچکار لے۔ نماز میں گدھے کو ہانک دے نماز میں عورت کی شرمگاہ کو دیکھ لے نماز میں فقہ کی کتاب کو دیکھ لے اور سمجھ لے۔ کتے کے بالوں کی گھنڈیاں لگا کر نماز پڑھ لے

سور اور کتے کے بال پڑے ہوئے پانی سے وضو کرلے، بھیگی ہوئی کھجوروں کے شیرے سے وضو کرلے، اس طرح کہ پہلے پاؤں دھوئے پھر منہ دھوئے پھر کلی کرے۔ پھر مسح کرے۔ یعنی الٹا پلٹا وضو کرلے۔ اللہ اکبر کا ترجمہ کسی اور زبان میں کردے فقط ایک آیت کا ترجمہ اپنی زبان میں پڑھ دے، رکوع سجدے میں اطمینان نہ کرے، رکوع کیلئے ذرا جھک جانا کافی ہے۔ قومہ میں اور دونوں سجدوں کے درمیان ٹھیرنا ضروری نہیں، سلام کے بدلے گوز مار دے کتے یا بھیڑیے کے دانتوں والا ہار پہن کر نماز پڑھ لے، کافر اگر کتے ریچھ بندر وغیرہ پر چھری پھیر دے تو اس کا گوشت پوست لیکر نماز پڑھ لے۔ کتے کی رنگی ہوئی کھال کے ڈول میں پانی بھر کر اس پانی سے غسل کرے وضو کرکے نماز پڑھ لے، بوریہ پر بھیگا ہوا کتا بیٹھ گیا یا لیٹ گیا اگر اس پر نجاست کا اثر نہ ہو تو اس پر نماز پڑھ لے، کسی بڑے حوض میں کتا گر کر مر گیا اوپر سے پانی جما ہوا ہے تو اس سے وضو کرلے۔ امامتِ نماز کے لئے کچھ شرائط کی یکساں موجودگی کے بعد یہ شرط ہے کہ اس کی جورو سب کی جوروں سے زیادہ خوبصورت ہو، یہ بھی شرط ہے کہ خود امام شکیل اور خوبرو ہو، یہ بھی وجہِ اختیار ہے کہ امام سب سے بڑا مالدار ہو، امام سب سے اچھے لباس والا ہو، امام کا عضو . . . چھوٹا ہو، امام غلام نہ ہو، امام دیہاتی نہ ہو، امام اندھا نہ ہو، سجدے میں صرف پیشانی کا زمین پر لگ جانا کافی ہے اور صرف ناک کا لگ جانا بھی، التحیات میں بیٹھکر بجائے سلام کے زور سے ہَوا دے بات چیت کرے گوز مار دے عورت کا پیٹ پاؤں سے کم ننگا ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ عورت کا سر پاؤں سے کم کھلا ہو اور اس نے نماز پڑھی تو نماز ہو گئی۔ عورت کی پنڈلی اور ران کا بھی یہی حکم ہے کہ پاؤں کھلا ہوا ہو تو نماز ہو جائیگی۔ مرد کے بیٹھ بھی اگر پاؤں سے کم ننگے ہوں تو نماز ہو جائے گی نمازی کے بدن پر یا کپڑے پر پاخانہ پیشاب وغیرہ جیسی غلیظ نجاست ہتیلی کی چوڑائی کے برابر یا ایک مثقال وزن کے برابر لگی ہو تو بھی نماز ہو جائیگی، حرام پرندوں کی بیٹ یا پیشاب اس سے زیادہ لگا ہوا ہو تو بھی نماز ہو جائے گی، وضو بے نیت کرلو۔ عورت کی شرمگاہ پاؤں سے کم ننگی ہو تو نماز ہو جائیگی۔ مرد کا آلۂ تناسل چوتھائی سے کم کھلا ہوا ہو تو نماز ہو جائیگی۔ نماز کے ایسے ہی مسائل اور بھی بہت سارے ہیں ۔ جن کو ہمارے بھولے بھائی حنفی مذہب کہتے ہیں۔

برادران! آپ موجودہ قیاسی حنفیت کا نقشہ، خدارا اس غلط راہ کو چھوڑو اور قرآن حدیث کی صحیح اور سیدھی راہ پر لگ جاؤ ۔ ہماری خیر خواہی کو قبول فرمالو۔

قسم خدا کی ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے۔ ہم سے نہیں ہو سکیگا کہ اس نماز کو اسلامی عبادت کہیں یہ نماز نہیں یہ نماز کا مذاق اڑانا ہے یہ نماز نہیں یہ خدا سے ہنسی اور دل لگی کرنا ہے کسی مذہب نے ایسی عبادت اپنے ماننے والوں کو نہیں سکھائی۔ دوستو جس طرح نماز جیسی اعلیٰ عبادت کی پاک صورت کو یہاں مسخ کی گئی ہے اسی طرح ہر ہر اسلامی حکم کی کایا پلٹی ان قیاسات نے کردی ہے مشکل کوئی چیز اپنی جگہ رہی ہوگی۔ واللہ ہم نہیں مان سکتے کہ یہ نماز امام ابوحنیفہؒ کی بتلائی ہوئی ہو اللہ سے ڈرو دین کو نہ بدلو اور قیاس کو شریعت نہ بناؤ۔

مولانا آپ نے اپنی کتاب کے صـ ۳۱ پر کیا لکھ مارا؟ کہ امام محمد صاحبؒ کے قول پر فتویٰ ہو تو چاروں مذہب والے اس فتوے پر عمل کرتے ہیں۔ ناظرین کرام! آپ ہی کہیے مولانا سچ لکھ رہے ہیں؟ جھوٹ اور ایسا جھوٹ جس کے جھوٹ ہونے میں کلام نہیں۔ امام محمدؒ شاگرد امام ابوحنیفہ کے قول پر اور چاروں مذہبوں کا عمل؟ اس جھوٹ کا کیا کہنا؟۔ اس کے بعد مولانا نے اپنی عادت کے مطابق گالیاں دینی شروع کی ہیں لکھتے ہیں "آپ کے نفس پرست ائمہ اربعہ جن کے آپ مقلد ہیں ابن تیمیہ ابن قیم ابن حزم ابن عبدالوہاب" مولوی جی دیکھو بے ادبی اسے کہتے ہیں رب کے رحم سے جو محروم ہوتا ہے وہ تم جیسا ہی بدزبان بے ادب گستاخ اور بدتمیز ہوتا ہے۔ خدا اپنے دوستوں کے دشمنوں کا کالا منہ کرے۔ خدا لگتی بات تو یہ ہے بعض جہلا بھی کبھی کبھی قلم اٹھا لیتے ہیں وہ بھی دس باتوں میں ایک دو کام کی باتیں بھی کہہ ڈالتے ہیں لیکن اس وقت جس کتاب کا جواب ہم لکھ رہے ہیں یہ مسکین تو دو سو میں دو باتیں بھی کام کی نہیں لکھتا۔ ہم نے دلائل محمدی میں رفع الیدین کرنے کی کئی ایک حدیثیں نقل کی تھیں ان پر جو اعتراض حنفیوں کے تھے ان کے جواب دیئے تھے حنفیوں کی جو دلیلیں اس کے خلاف تھیں ان کے جواب دیئے تھے ان میں ایک ناجواب یہ بھی تھا کہ حنفی جو حدیث پیش کرتے ہیں اس میں ہے کہ حضورؐ نے صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا پھر نہیں کیا۔ اگر اسے مان لیا جائے تو پھر کیا وجہ کہ حنفی وتر میں رفع الیدین کرتے ہیں؟ ان کا یہ رفع الیدین بھی اس حدیث کے خلاف ہے۔ اس کے جواب میں ہمارا بھولا مجیب لکھتا ہے کہ قنوت کے لئے رفع الیدین کرنے سے ہر جگہ رفع الیدین لازم نہیں آتا۔ کوئی اسے اتنا تو کہے کہ بندۂ خدا بات تو پہلے سمجھ لیا کرو جب بات سمجھنے کی سوجھ نہیں تو پھر کیوں الجھ رہے ہو؟

حنفی حضرت عبداللہؓ کی نہیں مانتے

حضرت عبداللہؓ کی نسبت ہم نے لکھا تھا اس پر مؤلف صاحب بڑے بگڑے ہیں اور ہمارے ایمان پر ہائے وائے شروع کر دی ہے ہم کہتے ہیں اگر تمہارے نزدیک ان کا ہر قول صحیح ہے قسم ہے تمہیں تمہارے پیدا کرنے والے کی کہ آج سے جب رکوع میں جاؤ دونوں ہاتھ ملا کر دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھ لیا کرنا دیکھو تم پر حرام ہے اگر انھیں گھٹنوں کے اوپر رکھو۔ اگر نہ رکھے تو پھر ہم بھی تم سے وہی کہیں گے جو تم نے ہمیں کہا جس کے لئے مہذب الفاظ ہمارے یہ ہوں گے کہ یہ کیسا ایمان ہے کہ تم صحابہؓ کی نہیں مانتے؟ اپنے مذہب کو سچا جانتے ہو اور صحابہؓ کو غلطی اور سہو و نسیان والا جانتے ہو؟ اپنے امام کی بات کو غلط کہنا آسان تھا اس سے کہ صحابی کی بات کو غلط کہو۔ اپنے مذہب کے غلط مسئلے کو صحیح کرنے کے لئے سینکڑوں گناہوں کے مرتکب ہوتے ہو؟ افسوس کہ آپ اپنے مذہب کے ایک بد سے بد انسان کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر فوقیت دیتے ہیں ایک رنڈی جو حنفی المذہب ہے ایک بھڑوا جو اپنے تئیں حنفی المذہب کہتا ہے آپ کے نزدیک اس کا فعل درست ہے اور حضرت عبداللہؓ کا درست نہیں اس کا ہر رکوع سنت کے مطابق ہے اور اُن کا نہیں توبہ توبہ۔ سنا مولوی صاحب یہ ہے آپ کے اعتراض کی حقیقت۔ بندۂ خدا کسی صحابی کے کسی فعل یا قول کو حدیث صریح صحیح کے خلاف پا کر چھوڑ دینا نہ تو اُن کی توہین ہے نہ ان کی دشمنی ہے ہم تو صحابہؓ کے دشمن کو رافضی سمجھتے ہیں۔ انبیا علیہم السلام ہمارے نزدیک معصوم ہیں احکام دینی میں اُن سے کسی غلطی کا ہونا جو باقی رہ جائے ناممکن ہے۔ ان کی عصمت کا ذمہ دار خود خدا ہے بھائی قربان دیکھو تم تو پھر برا مان جاؤ گے سچ تو یہ ہے کہ تم نے اپنا فیصلہ آپ کر لیا۔ تم نے لکھا ہے؟ احناف کی حالت نہ پوچھئے ؎

عاشقاں را چہ کار با تحقیق ✤ ہر کجا نام اوست قربانم

تقلید کے کیے میں قربانی

پس جبکہ آپ کو تحقیق سے مطلب نہیں تقلید کی قربان گاہ کی بھینٹ آپ چڑھ چکے ہیں تو آپ نے ایک محقق سے مناظرہ کرنے کی کیسے ٹھان لی؟ میری کتاب کا جواب لکھنا کیسے شروع کر دیا؟ جب تحقیق سے واسطہ نہیں جب دلیلوں سے مطلب نہیں تو آخر تم نے اتنی لمبی چوڑی کتاب کیوں لکھ ماری؟ بس یہ کافی تھا کہ تم لکھ دیتے کہ چونکہ حنفی مذہب میں آمین دل میں کہہ لینے کا حکم ہے لہٰذا خواہ کتنی ہی حدیثیں اور

آمین اونچی آمین کہنے کی ہوں ہم نہیں مانتے یہی الفاظ رفع الیدین سورۂ فاتحہ اور سینے پر ہاتھ باندھنے کی نسبت کہدیتے یہی ہتھیار تم سے پہلے کے مقلدین کا بھی تھا وہ بھی تعلیم رسول کے مقابلے میں یہی آواز اٹھاتے تھے اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَاءَنَا اور اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا الخ ہم اپنے بزرگوں اور بڑوں کے مقلد ہیں۔ ہمیں تحقیق سے واسطہ کیا؟ امام کا نام آیا اور ہم قربان ہوئے بس ہزاروں دلیل کی ایک دلیل نام امام ہے انھوں نے جو کہا سچ اس کے سوا جو ہے جھوٹ۔ برادران! دیکھا آپ نے یہ ہے تقلید جس سے ہم آپ کو دور کرنا چاہتے ہیں دراصل یہ منصب نبوت ہے جو غیر نبی کو دیا جاتا ہے قرآن فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ غرض مستقل اطاعت جس کی فرض ہو جس کے نام کے ساتھ ہی تحقیق ختم ہو جاتی ہو وہ صرف ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کوئی اور نہیں دوسرے کو اس درجے پر جاننے والا منصب رسالت غیر نبی کو دیکر مشرک فی الرسالت بن کر ابدالآباد کیلئے جہنمی ہے۔ فرمان قرآن ہے۔ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ حکم احکم الحاکمین ہے۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ کیا سوائے خدا کے ان کے شریک ایسے ہیں جنھوں نے ان کے لئے وہ شرع مقرر کی ہے جو اللہ کی شرع نہیں۔ انھوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا بنا لیا ہے سچے خدا کو چھوڑ کر۔

میں چاہتا ہوں کہ مولوی قربان صاحب نے اپنی کتاب میں اس کے بعد ایک بات لکھی ہے میں اسے آپ کو پوری سنا دوں اس سے آپ کو یہ بھی اندازہ ہو جائے گا کہ ان کی تہذیب کیا ہے؟ ان کی اردو کیسی ہے؟ ان کی معلومات کہاں تک ہیں؟ وغیرہ سنئے ص۳۴ کی آخری سطر میں پھر ص۳۵ کے شروع میں ان کی عبارت یہ ہے "صبح کی نماز میں سنتوں کے بعد لیٹنا حضور انور کا فعل مبارک اس لئے تھا کہ اکثر رات بھر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ وہابیوں نے دیکھا نہ بھالا تمام رات خراٹے لیکر سونے کے باوجود مسجد میں سنتیں پڑھنے کے بعد یہاں سے وہاں تک چھوٹے کا لحاظ نہ بڑے کا قاعدہ ہمیشہ لیٹنا ہی شروع کر دیا فرض شروع ہو چکی ہو تو بھی ضرور ایک لوٹنی مار ہی لیتے ہیں حضور انور تکان اتارنے کو بعض اوقات تھوڑی سی استراحت فرما لیتے تھے کچھ تشدد سے ایسا حکم تو نہیں فرمایا"

صبح کی دو سنتوں کے بعد لیٹنا

سب سے پہلے تو ان سے کوئی پوچھے کہ حضورِ انور تکان اتارنے کیلئے لیٹتے تھے یہ تم نے کہاں سے نکالا؟ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَاِنْ کُنْتُ مُسْتَیْقِظَۃً حَدَّثَنِیْ وَاِلَّا صْطَجَعَ (مسلم) یعنی صبح کی دو سنتوں کے بعد اگر حضورؐ مجھے بیدار دیکھتے تو تو مجھ سے باتیں کرتے ورنہ لیٹ جاتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ لیٹنا تکان دور کرنے کیلئے نہ تھا بلکہ حضورؐ کی سنت تھی ورنہ اس کے عوض بات کر لینا کافی نہیں۔ آپ کی اردو دیکھئے اور آئندہ سے اردو دانی کے بڑھے چڑھے دعوے بھی نہ کیجئے آپ لکھتے ہیں "فرض شروع ہو چکی ہو" یہ گلابی اردو؟ اور یہ دعوئے زبان دانی؟ مندرجہ بالا حدیث کے سوا بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ اِضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی دو سنتیں پڑھتے اپنی دائیں کروٹ پر لیٹتے۔ دنیا جانتی ہے کہ شرط و جزا میں تلازم ہے۔ اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ صبح کی دو سنتیں آپ ترک نہیں فرماتے تھے چنانچہ بخاری مسلم میں حدیث ہے لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاھُدًا مِّنْہُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ یعنی کسی نفلی نماز کی نگہبانی حضورؐ کو صبح کی دو سنتوں سے زیادہ نہ تھی۔ پس ہمیشہ آپ یہ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور اوپر حدیث گذری کہ جب یہ دو رکعتیں پڑھتے تو ان کے بعد لیٹ جاتے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ کسی سے باتیں کرنے میں مشغول ہو جائیں یہ تمہاری تہمت ہے کہ فرض نماز ہو رہی ہو تو بھی لیٹنا ہم ضروری جانتے ہیں ہرگز نہیں۔ بالفرض اگر کسی نے ایسا کر لیا ہو تو اُسے شاید مسئلہ معلوم نہ ہو لہٰذا اسے مذہب اہلحدیث سمجھنا فاش غلطی ہے۔ ہاں مؤلف صاحب کا یہ قول کہ آپ نے ایسا حکم نہیں دیا اس کی نسبت عرض ہے کہ تقلید کی ظلمت نے آپ کے دل سے نورِ حدیث محو کر دیا ہے۔ حدیثیں اُن کے سینوں میں محفوظ رہتی ہیں جو حدیثوں کے دلدادہ ہیں جو ان پر جان و دل سے فدا ہیں جسے نہ حدیث پر عمل کرنا ہو نہ اس سے مسئلہ لینا ہو۔ جو تحقیق کو آگ لگا چکا ہو۔ جو کولہو کے بیل کی طرح اپنی آنکھوں پر پٹیاں باندھ چکا ہو۔ جو امتی کا امتی بن چکا ہو۔ اسے حدیثوں سے کیا غرض؟ اُسے حدیث کا کیا علم؟ سنو ترمذی اور ابوداؤد میں ہے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ

اس لیٹنے کا حکم حضورؐ

رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیَضْطَجِعْ عَلٰی یَمِیْنِہٖ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو شخص صبح کی دو سنتیں پڑھے وہ اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جائے مولوی صاحب خدا سے ڈرو افعل و قول رسول کا مذاق نہ اڑاؤ عمل سنت پر پھبتیاں نہ کسو۔ سنت کی سبکائی کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے دیکھئے آپ کے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں ہے لَوْ لَمْ یَرَ السُّنَّۃَ حَقًّا کَفَرَ لَا مُجَرَّدَ اِسْتِخْفَافٍ ہ یعنی سنت کو حق نہ سمجھنے والا کافر ہے اس لئے کہ اس میں توہین سنت ہے اور آپ نے تو اپنے لفظوں میں اس سنت رسول کی توہین کی ہے "لوٹنی مارنا" لکھا ہے اس سنت کے عاملوں کو بے ادب بتلایا ہے۔ مولوی جی توبہ کرو۔ حضورؐ کے عام حکم نے کہ صبح کی دو سنتوں کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹ جایا کرو آپ کی اس تاویل کے بھی ٹکڑے اڑا دیئے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضورؐ اکثر رات بھر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ بلکہ یہ حکم تہجد گذار اور غیر متہجد سب کو ہو رہا ہے۔ مسلمانو! آپ اس کا یقین کر لیجئے کہ پابندی تقلید کے بعد انسان حدیث پر عمل کرنے کیلئے آزاد رہ نہیں سکتا۔ وہ تو کوشش کر کر کے سنتوں کو چھوڑیگا اور توڑے گا ہر اس سنت کا گلا گھونٹ دیگا جو اس کے مذہب کے خلاف پڑے آپ اگر اس سین کو آئینے کی طرح دیکھنا چاہتے ہوں تو میری کتاب شمع محمدی کو ملاحظہ فرمائیے کہ کس طرح صحیح صریح سینکڑوں حدیثوں کو چھوڑا اور موڑا اور توڑا گیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ لیٹنا آپ کا مکان پر تھا نہ کہ مسجد میں تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ سنتیں بھی آپ مکان پر ہی پڑھتے تھے اسلئے وہیں لیٹتے تھے حکم عام ہے جو جہاں سنت پڑھیگا وہیں لیٹے گا۔ اگر کسی نے مسجد میں سنت پڑھی ہے تو ظاہر ہے کہ لیٹے گا بھی وہیں۔ امام ترمذی اس حدیث کو وارد کر کے لکھتے ہیں۔ وَقَدْ رَأَی بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنْ یَّفْعَلَ ھٰذَا اِسْتِحْبَابًا یعنی بعض اہل علم اس لیٹنے کو مستحب دیکھتے ہیں۔ زاد المعاد میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ حضرت رافع بن خدیج حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم بھی صبح کی سنتوں کے بعد لیٹ جایا کرتے تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی یہی حکم فرمایا کرتے تھے حضرت ابو ہریرہؓ کا بھی یہی فعل تھا رضی اللہ عنہ بہت سے بڑے بڑے تابعین رحمہم اللہ کا بھی یہی فعل ہے۔ آپ اپنی عینی دیکھئے جس میں ہے کہ امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب اسے سنت بتلاتے ہیں۔ کیا میں امید رکھوں؟ کہ مولوی قربان صاحب اتنے دلائل ملاحظہ فرما کر راہ راست پر آجائیں گے؟ آپ کے مذہب کی کتاب

سنت کی توہین کفر ہے

شمع محمدی

تلویح میں ہے تَرْکُ السُّنَّۃِ الْمُؤَکَّدَۃِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْحَرَامِ یعنی سنت مؤکدہ کو چھوڑنا قریب حرام ہے حنفی دوستو! اس سنت کو ترک کرکے حرام کے مرتکب نہ بنو اور اس کے انکار اور اس کے مذاق سے بچو ورنہ کفر لازم آئیگا جیسے کہ تم نے ابھی ابھی پڑھا۔

اس کے بعد مؤلف صاحب نے حضرت نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے ہمیں الزام دیا ہے ہم کہتے ہیں کہ جو عبارت تم نے نقل کی ہے وہ تو نواب صاحب کی کتاب میں ہمیں ملی نہیں تم نقل کرتے ہو اردو رسالوں سے اسلئے قطعاً تم جھوٹے ہو اور تم نے یہ تہمت باندھی ہے۔ ہم اُن تمام اوراد و وظائف کے قائل ہیں جو حدیث سے ثابت ہوں اور وہ اتنے ہیں کہ انسان کو پوری زندگی کے لئے دن رات کے لئے چوبیس گھنٹوں کیلئے کافی ہیں اور وقت ہی نہ بچیگا جو وہ پیروں فقیروں کے وہ وظائف رٹے جو حدیثوں سے ثابت ہی نہیں۔ اسی طرح ہم مُردوں کو ثواب پہنچانے اور انھیں پہنچنے کے بھی قائل ہیں ہاں یہ ضروری ہے کہ اس کا بھی طور و طریق وہی ہو جو پیغمبر عربی کی مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ نہ وہ جو پیٹ کے بھوکوں نے ایجاد کیا ہے کہ چالیس دن تک روح آتی ہے تیجا ہو دسواں ہو بیسواں ہو چالیسواں ہو برسی ہو عرس ہو شب برات ہو تبارک ہو چنے ہوں پھول ہوں یہ سب تمہاری ایجاد کردہ بدعتیں ہیں جس سے شریعت اور سنت رسُول پاک ہے۔ جن حنفی بھائیوں کے ہاتھ میں میری یہ کتاب ہو ان کی تشفی کے لئے میں یہاں حوالہ نقل کر دیتا ہوں۔ مزید تفصیل اور پورے بسط کے ساتھ اگر آپ اس مسئلہ کو معلوم کرنا چاہتے ہوں تو میری کتاب، درود محمدی پڑھ لیجئے۔ مولانا حضرت شاہ ولی اللہ علیہ رحمۃ اللہ کے حوالے ہمارے مؤلف صاحب دیا کرتے ہیں گو وہ غلط سلط اور خلاف اصل مطلب ہوں لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک شاہ صاحب کی ہستی ایک قابلِ قدر ہے ہم بھی آپ ہی کی تصنیف وصیت نامہ میں سے ایک عبارت پیش کرتے ہیں اور جناب مؤلف صاحب کو اور دوسرے برادران حنفی کو اس پر عامل ہونے کا مشورہ دیتے ہیں آپ لکھتے ہیں "از بدعات شنیعہ ماموم اسراف ست در ماتمہا و سوم و چہلم و شش ماہی و فاتحہ و سالینہ۔ و ایں ہمہ را در عرب اول وجود نہ بود۔ مصلحت آن است کہ غیر تعزیہ وارثان میت تا سہ روز طعام ایشاں یک شباں روز رسمے نہ باشد۔ یعنی ہم لوگوں میں جو بدترین بدعتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ ماتم میں اور تیجے میں چالیسویں میں فاتحہ میں برسی میں ہم خوب

تردید بدعت

درود محمدی

روپیہ اڑاتے ہیں۔ اسلام کے پہلے زمانے میں سارے عرب میں ان میں سے کسی چیز کا وجود بھی نہ تھا۔ اب بھی بہتری اسی میں ہے کہ ان تمام ناجائز رسموں کو ترک کر دی جائیں صرف یہی دو باتیں باقی رہیں کہ تین دن تک میت کے وارثوں کو صبر و تسکین دی جائے اور ان کی غمخواری کی جائے اور ایک دن رات انھیں تیار کھانا اپنے ہاں کا کھلایا جائے۔

حنفی مذہب کی معتبر کتاب فتاوٰی بزازیہ میں ہے یُکْرَہُ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِی الْیَوْمِ الْاَوَّلِ وَالثَّانِیْ وَالثَّالِثِ وَبَعْدَ الْاُسْبُوْعِ ۔ یعنی پہلے دن کی حاضری کی روٹی بھتی کا کھانا اور دوسرے دن کا اور تیجا اور ساتویں دن کا کھانا میت کے پیچھے کرنا مکروہ ہے اس کے سوا اور بھی بہت سی عبارتیں فقہ کی بہت سی کتابوں میں ہیں آپ اگر چاہیں تو میری کتاب درود محمدی میں مفصل بحث مع تردید دلائل مبتدعین دیکھ لیں۔

اس کے بعد مؤلف صاحب نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں۔ اے جناب ہم ان تمام فضائل و مناقب کے بلکہ ان کے سوا اور بھی بہت سی بزرگیوں کے قائل ہیں۔ لیکن ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عبداللہؓ شرعی مسائل میں غلطی کرنے سے معصوم تھے ان کی زبان شریعت تھی۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے اور جس پر جناب چراغ پا ہو رہے ہیں وہ آپ کے مذہب کی بہترین کتاب ہدایہ کی تخریج نصب الرایہ میں موجود ہے تو اگر اس لکھنے سے صحابی کی توہین ہو گئی ان کی دشمنی ہوئی تو یہ کام آپ کے بڑوں نے بھی کیا ہے کیا ان کے لئے بھی آپ انہی الفاظ کا استعمال جائز رکھتے ہیں؟ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں وَلَیْسَ فِیْ نِسْیَانِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لِذَالِكَ فَایُسْتَغْرَبُ قَدْ نَسِیَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ الخ یعنی ابن مسعودؓ کا رفع الیدین کو بھول جانا کوئی غیر معمولی اور قابل تعجب چیز نہیں وہ تو قرآن کی دونوں آخری سورتوں کا قرآن میں ہونا بھول گئے تھے تطبیق کرنا رکوع میں منسوخ ہے لیکن آپ اسے بھی بھول گئے تھے غرض جو کچھ میں نے اپنی کتاب دلائل محمدی میں لکھا ہے تقریباً وہ سب آپ کے مذہب کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ لیکن جناب کے گوش مبارک اور چشم مبارک اس سے کر و کور ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے یہ مسائل وہ ہیں جنھیں ہم نے نہیں مانا اسوجہ سے تم ہمیں گالیاں دینے لگ گئے پھر لطف تو یہ کہ تم خود بھی نہیں مانتے کہو تو اب ہم بھی تمہیں گالیاں دینے لگیں لیکن یہ کمینہ پن ہے جس سے ہم اپنا دامن داغدار نہیں بناتے۔ آثار امام محمدؒ کی ایک اور روایت ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اس سے

حضرت عبداللہؓ کا نسیان

ابن مسعودؓ اور حنفی

آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت موجود ان کے فتوے موجود ایک، چھوڑ تین تین لیکن تاہم صاف لفظ موجود کہ لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِي الثَّلٰثَةِ یعنی ہم حنفی حضرت عبداللہؓ کے یہ تینوں مسئلے نہیں مانتے۔ یعنی (۱) دو مقتدی ہوں تو ایک امام کے دائیں کھڑا رہے دوسرا بائیں (۲) رکوع کے وقت دونوں ہاتھ ملا کر دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھے (۳) جماعت بے اذان اقامت کے کرلے کہیئے اب آپ کا حنفی مذہب کی نسبت کیا خیال ہے؟ مان جاؤ کہ تم اپنے اس قول میں بھی جھوٹے ہو کہ تمہارے حنفی مذہب کی فقہ کا دارمدار حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر ہے تم میں سے ایک نے بھی آج تک مع امام صاحبؒ کے اور ان کے شاگردوں کے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ان دلائل میں سے ایک کو بھی مان کر نہیں دیا۔ الغرض کسی صحابیؓ کے کسی مسئلے کو خلاف حدیث پاکر ہمانا تانا اس صحابی کی تحقیر ہے تو ہیں ورنہ یہ جرم وہ ہے کہ خود حنفی بھی اس کے مجرم ہیں۔ اس کے بعد حسب عادت مؤلف نے گالیاں بکی ہیں ہم حسب عادت پھر اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ پر عمل کرتے ہیں۔

محسنین ترمذی کا رد

امام ترمذیؒ نے جس حدیث کو حسن کہا ہے اس پر ہم نے جو لکھا تھا پھر امام ترمذیؒ کے حسن کہنے کو جو لکھا تھا اسے مؤلف صاحب سمجھ نہیں سکے اور اس میں تعارض بتلایا ہے۔ اے جناب جسے ہم نے امام ترمذیؒ سے حسن لکھا اور حسن اس لئے بھی یہ اسلئے کہ اس میں کوئی جرح نہیں اور جسے نہیں مانا وہ اس لئے کہ اس میں اوروں کی جرح ثابت ہے پس معلوم ہوا کہ پہلی تحسین باصطلاح تمام محدثین ہے اور دوسری تحسین صرف امام ترمذیؒ کی اپنی اصطلاح پر ہے۔ آگیا جناب کی سمجھ شریف کے بیچوں بیچ میں؟

مولف کی تحسین سے تحسین

حق بات کہے بغیر ہم تو رہ نہیں سکتے مؤلف کتاب راہِ صواب نہایت بدزبان بے ادب اور دشمن محدثین ہے۔ جگہ جگہ بزرگوں کے نام لے لے کر ان کی کسر شان کرتا ہے اور انھیں بُرا کہتا ہے یہاں ص۳۹ میں اس نے امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر چوٹ کی ہے اور ص۴۱ میں امام صاحبؒ کو ادنیٰ محدث لکھا ہے۔ بلادم کسی کے زمانے میں جھوٹ کی اشاعت اس بات کی مستلزم نہیں کہ وہ بھی جھوٹا ہو۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے زمانے میں بھی جھوٹے تھے حضورؐ کی بعثت کے وقت ساری دنیا میں خدا کے سوا اوروں کی پوجا کی اشاعت تھی لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا نری حماقت ہے کہ

حضورؐ بھی ایسے ہی تھے نعوذ باللہ۔ یا یہ کہ حضورؐ کو غیر پرستی اور خدا پرستی میں امتیاز نہ تھا نعوذ باللہ۔ حضرت الامام عالی مقام جھوٹ کو سچ سے تمیز کر سکتے تھے اسی لئے پوری تحقیق کے ساتھ صحیح غیر صحیح حدیثوں میں امتیاز فرمایا اور اس بارے میں آپ ساری دنیا کے مسلّم امام مانے گئے۔ اللہ آپ کی قبر کو نور سے منور کرے اور آپ پر اپنی رحمت کی بدلیاں برسائے۔ آمین!

رفع الیدین کی ثابت نہیں

فائدہ مولف صاحب ہماری دو عبارتوں میں تعارض قائم کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو ثابت ہے کہ صحابہؓ رفع الیدین کرتے تھے اور یہ ثابت نہیں کہ وہ نہ کرتے ہوں جن سے نہ کرنا مروی ہے وہ ثابت نہیں لہٰذا رفع الیدین کا نہ کرنا جس طرح حضورؐ سے ثابت نہیں کسی صحابی سے بھی بسند صحیح ثابت نہیں اور عموماً انہی حضرات سے کرنے کی روایتیں آئی ہیں پس ہماری تحریر میں تضاد نہیں آپ کی سمجھ میں سو راخ ہے۔ ورنہ پھر غور سے ہمارا رسالہ دلائل محمدی حصہ دوم ملاحظہ فرمایئے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کی فضیلت میں فرماتے ہیں کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کے دروازے ہیں ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت نہیں یہ انہی حدیثوں میں ہے جو رافضیوں نے وضع کر لی ہیں تمہارے مذہب کے علامہ موضوعات کبیر میں لکھتے ہیں کہ تقریباً تین سو حدیثیں اس بارے میں گھڑی گئی ہیں جو سب کی سب موضوع اور من گھڑت ہیں ترمذی میں یہ روایت دار الحکمت کے لفظ سے مروی ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے غریب اور منکر لکھا ہے۔ آپ کی پیش کردہ روایت کو امام ابن معینؒ کہتے ہیں کَذِبٌ لَا اَصْلَ لَہٗ۔ محض جھوٹ اور بالکل بے سروپا ہے۔ امام ابو حاتم اور امام یحییٰ بن سعیدؒ بھی یہی فرماتے ہیں امام ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں وارد فرمایا ہے۔ امام ذہبیؒ نے بھی انہی کی موافقت کی ہے۔ امام ابن دقیق العیدؒ فرماتے ہیں لَمْ یَثْبُتْ وَقِیْلَ بَاطِلٌ یعنی محدثین کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ روایت باطل ہے۔

دروازہ علم کی حدیث

سہو و نسیان

اس کے بعد مولف صاحب نے حضرت علیؓ کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ اے جناب نہ ہمیں حضرت عبداللہؓ کے فضائل سے انکار تھا نہ حضرت علیؓ کے۔ آپ تو نہ بات کو سمجھیں اور نہ کلام کو اس کی جگہ پر رکھیں حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہؓ تو کیا خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سہو و نسیان ہوا۔ بجائے چار رکعت نماز کے دو پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ قرآن فرماتا ہے

فَنَسِیَ اٰدَمُ حدیث میں ہے نَسِیَ اٰدَمُ وَنَسِیَتْ ذُرِّیَّتُہٗ ۔ حضرت عبداللہؓ بھی اولادِ آدم میں ہی تھے۔ کسی مسئلے کا فراموش کر دینا نہ حضرت علیؓ کی منقبت کو گھٹا سکتا ہے نہ کسی اور کی۔ ہم نے لکھا تھا کہ رفع الیدین نہ کرنے کی روایت حضرت علیؓ سے حنفی پیش کرتے ہیں یہ ثابت نہیں پھر اُسے صحیح فرض کر لینے کے بعد یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے آپ کو اسکا علم نہ پہنچا ہو۔ اس پر جناب مؤلف نے جو منہ پر چڑھا ہے بکا ہے اے جناب یہ کوئی بے ادبی کی بات نہیں جو عمارت آپ نے اس پر چنی ہے کہ ہم حضرت علیؓ کے فضائل کے منکر ہیں یا ان کے دشمن ہیں یا ان کی جناب میں گستاخ ہیں یہ یا تو آپ کی جہالت پر مبنی ہے یا تعصب پر۔ خدا کی لعنت ہو اُس پر جو دشمن علیؓ ہو یا حضرت علیؓ کی توہین و تحقیر کرنے والا ہو۔ بندۂ خدا ہتان بازی سے بچو۔ دادی کے ورثے کی حدیث۔ شہید کی دیت نہ لینے کا مسئلہ حضرت صدیق اکبرؓ کو معلوم نہ تھا پہلا مسئلہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ وغیرہ نے بتلایا دوسرا حضرت عمرؓ نے بتلایا۔ غسل کے بدلے تیمم کی حدیث حضرت عمرؓ سے مخفی تھی۔ تین مرتبہ اجازت طلبی کے بعد واپسی کے حکم کی حدیث حضرت عمرؓ سے مخفی تھی۔ پہلی بات حضرت عمارؓ نے بتلائی دوسرا مسئلہ حضرت ابوموسیٰؓ نے بتلایا۔ یہ ان بزرگوں کی توہین نہیں ایسے ہی واقعات بہت سے صحابہؓ کے موجود ہیں۔ اگر حضرت علیؓ کے فرمان کو اور ان کے بتلائے ہوئے سارے دین کو ماننے والا آپ کو دیکھنا ہو تو حضرت علیؓ کے اس قول کو اور اپنی تقلید شخصی کو دیکھ لیجئے۔ شیرِ خداؓ فرماتے ہیں ایاکم والاستنان بالرجال خبردار لوگوں کی تقلید میں نہ پھنسنا۔ پس حضرت علیؓ کے اول مخالف آپ حضرات ہیں ملاحظہ ہو اعلام الموقعین۔

ہاں آپ کی تسلی کیلئے میں آپ کو آپکی کتب فقہ کا حوالہ دوں اسلئے کہ حدیث سے تو آپ کی بے خبری چنداں تعجب کی چیز نہیں اور اسے آپ جیسوں کے سامنے پیش کرنا بھی بے سود ہے۔ ہاں فقہ سے بھی گو آپ بے علم ہیں لیکن کم از کم اس کے قائل تو ہیں اس لئے سنئے آپ کے مذہب کی معتبر کتاب شامی میں ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دس مسائل کی نسبت فرمایا کہ میں انھیں نہیں جانتا۔ ہر ایک کا جواب یہی دیا کہ لَا اَدْرِیْ کہئے شامی کے مصنف آپ کے نزدیک دشمن امام اور امام صاحب کی توہین و تحقیر کرنیوالے ہوئے یا نہیں؟ اور جناب نے مَوْلَا کے معنی مددگار کے ہی کہاں سے کر لئے؟ کیا آپ کو

فضائل صحابہؓ

ہم ابوحنیفہؒ سے مسائل کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

معلوم نہیں کہ یہ لفظ بہت سے معنی پر بولا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے معنی رب کے بھی ہیں اور غلام کے بھی ہیں مناسب موقعہ اس کے معنی ہوتے ہیں آپ کی وارد کردہ حدیث میں حضرت امام شافعیؒ اس کے معنی کرتے ہیں یَعْنِیْ بِذَالِکَ وَلَاءَ الْاِسْلَامِ۔ ملاحظہ ہو تحفۃ الاحوذی۔ یعنی مراد اس سے اسلامی دوستی ہے یعنی مجھ سے محبت رکھنے والے کو ضروری ہے کہ حضرت علیؓ سے بھی محبت رکھے۔ اور الحمد للہ جماعت اہلحدیث کو حضرت علیؓ سے وہی محبت ہے جو مطلوب حدیث ہے فالحمد للہ۔

البتہ آپ کے حنفی مذہب کی معتبر کتابوں میں حضرت علیؓ کی تخطیہ کی گئی ہے چلپی میں ہے اِنَّ عَلِیًّا لَمْ یَکُنْ مِنْ اَھْلِ الْاِجْتِھَادِ یعنی حضرت علی (کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ وارضاہ) مجتہدوں میں سے نہ تھے۔ شرح فقہ اکبر جو آپ کے مذہب کے عقائد کی معتبر کتاب ہے اس میں ہے لَوْ فُرِضَ اَنَّ اَحَدًا الخ یعنی بالفرض اگر کوئی حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عمرؓ کو حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ کو مار بھی ڈالے قتل بھی کر دے تو بھی وہ مسلمان ہے اس فعل سے بھی اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ مولوی قربان صاحب آپ کیلئے بہتری اسی میں ہے کہ آئندہ قلم بکنے سے توبہ کر لیں۔ بہتان بازی سے باز آجائیں۔ توبہ کر کے اپنے افعال سنوار لیں خدا آپ کو توفیق دے۔ آمین! اس کے بعد مؤلف صاحب لکھتے ہیں غریب حسنؒ کی قسم ہے حوالہ دیا ہے دین خالص۔ ہمیں تو دین خالص میں یہ عبارت ملی نہیں ہاں دین خالص نامی کوئی اردو رسالہ ہمارے اردو داں مؤلف صاحب نے کہیں دیکھ لیا ہو تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ ورنہ اصطلاح محدثین میں غریب اس حدیث کو کہتے ہیں جسکا راوی ایک ہو ممکن ہے وہ حسن ہو اور ممکن ہے حسن نہ ہو۔ پھر آپ ایک تہمت باندھتے ہیں کہ ہم نے چاروں اماموں کی نسبت لکھا ہے "اگلے فقہ داں بکواسی" جھوٹے پر خدا کی مار مولوی صاحب خدا سے نہیں تو لوگوں سے شرمائیے۔ چاروں امام ہمارے سر کے تاج ہیں۔ ہمیں خدا کی ذات سے امید ہے کہ قیامت کے دن ان کا دامن تھامے ہم کھڑے ہوں گے نہ وہ جہاں کی تقلید کا دعویٰ کر کے ان پر سینکڑوں ہزاروں لاکھوں مسائل گھڑتے رہتے ہیں اور ان کی تعلیم اور عمل کے خلاف ان کی تقلید میں اور قرآن و حدیث کے ترک میں عمر گذارتے ہیں ہم تو اپنی کتاب میں شاہ ولی اللہ علیہ رحمۃ اللہ کی کتاب فوز الکبیر کی ایک عبارت لکھی ہے جس میں شاہ صاحب نے

حنفی مذہب اور حضرت علیؓ

حسن حدیث کی تعریف

چاروں امام اور اہلحدیث

ان علما کی مذمت کی ہے جو کتاب وسنت کو چھوڑ کر تقلید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ان کی نسبت کہا ہے کہ یہ لوگ یہودیوں جیسے ہیں۔ اس سیدھی سی بات کو کہاں سے کہاں لیگئے؟ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین!۔

پھر لکھتے ہیں کہ حضورؐ نے حضرت صدیق اکبرؓ وحضرت عمرؓ کی تقلید کے الفاظ فرمائے ہیں۔ میں کہتا ہوں اچھا صاحب پھر آپ کو آج کیا ہوگیا کہ ان دونوں کی تقلید کو ترک کردی ہے؟ پھر لکھتے ہیں حضرت عمرؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تقلید کا حکم فرمایا ہے۔ میں کہتا ہوں پھر جناب نے اس حکم کی حکمبرداری کیوں نہیں کی؟ کیا اچھا ہو کہ اب بھی توبہ کرلو۔ ان چاروں اماموں کو چھوڑ کر ان چاروں صحابہؓ کی تقلید کرلو۔ پھر لکھتے ہیں حضرت عمرؓ نے حضرت صدیقؓ کی تقلید فرمائی۔ میں کہتا ہوں کہ پھر جناب نے حضرت صدیقؓ کی تقلید کیوں نہ فرمائی؟ اچھا اب سہی حضرت ابوحنیفہؒ کی کی تقلید توڑو اور حضرت صدیقؓ کی تقلید جوڑو۔

صحابہؓ کی تقلید

کیا اس مشہور حقیقت کا جسے اہل علم کا بچہ بچہ جانتا ہے تم انکار کرسکتے ہو؟ کہ بیسیوں مسائل میں حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا خلاف کیا (۱) مرتد جو گرفتار ہوکر آئے خلیفہ اولؓ نے انھیں قیدی بنالیا لیکن خلیفہ ثانیؓ اس کے مخالف رہے یہانتک کہ انھیں آزاد کرکے ان کے کنبے قبیلے کی طرف لوٹادیا۔ (۲) لڑ بھڑ کر قبضہ کی ہوئی زمین حضرت ابوبکرؓ کے نزدیک قابل تقسیم تھی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اسے نہیں مانا ان کے نزدیک وہ وقف تھی۔ (۳) سرکاری انعام میں حضرت صدیق اکبرؓ کے نزدیک برابری ضروری تھی اور حضرت فاروق اعظم کے نزدیک کمی بیشی جائز تھی۔ (۴) اپنے بعد خلیفہ کا تقرر کرنے کے مسئلے میں خلاف فاروقی مشہور تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت الصدیقؓ نے نہ کیا اور جناب فاروقؓ نے کیا (۵) اسی طرح دادا اور بہن کے ورثے میں خلاف فاروقی از صدیقؓ مشہور مسئلہ ہے۔ لیکن آپ ہیں کہ حضرت عمرؓ جیسے ملہم شخص کو مقلد بتلا کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کررہے ہیں۔ اور اگر بالفرض ایسا ہی تھا تو آج تم نے حضرت الصدیقؓ کی تقلید ترک کرکے ان سے بہت کم درجے کے لوگوں کی تقلید کیوں شروع کردی؟

حضرت عمرؓ کا حضرت ابوبکرؓ کے خلاف

اس کے بعد تقلید کی ایک انوکھی دلیل یہ پیش کی ہے کہ حضورؐ کا فرمان ہے

ایک صریح ثبوت تقلید اور اس کا جواب

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ ۔ یعنی میرے صحابہؓ مثل ستاروں کے ہیں (۱) میں کہتا ہوں یہ سچ ہے لیکن حضورؐ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مثل روشن سورج کے ہیں۔ قرآن نے آپ کو سراج منیر فرمایا ہے۔ پس سورج کی موجودگی میں ستاروں کی روشنی خود بخود ماند پڑ جاتی ہے حدیث کے ہوتے ہوئے قول اقوال کی مسلمانوں کو ضرورت ہی نہیں رہتی۔ (۲) پھر یہ حدیث بھی ثابت نہیں۔ سنداً بالکل ضعیف ہے۔ (۳) اور اس میں اقتدا کا حکم ہے نہ کہ تقلید کا۔ اور اقتدا اور تقلید میں آسمان زمین کا فرق ہے (۴) پھر اگر اس سے تقلید ہی ثابت کی جائے تو تقلید جماعت صحابہؓ ثابت ہوتی ہے۔ غیر صحابہ کی تقلید میں اسے پیش کرنا تقریب تام نہیں (۵) پھر خصوصیت سے تقلید شخصی میں پیش کرنا اور دور ہونا ہے (۶) پھر وہ بھی چار متعین میں سے ایک معین کی تقلید اس سے ثابت کرنے کے درپے ہونا۔ مکھن نکالنے کیلئے پانی کو بلونا۔ یا تیل نکالنے کیلئے ریت کو کولھو میں ڈالنا ہے (۷) اگر یہ حدیث صحیح ہے اگر اس سے تقلید کا حکم نکلتا ہے تو تمہیں کس چیز نے روکا کہ تم نے بہترین صحابہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کی تقلید چھوڑ کر مالک شافعیؒ احمدؒ رحمہم اللہ کی تقلید شروع کی۔ تمہیں ان چاروں برحق خلفاء رسولؐ میں کونسی کمی نظر آئی جو ان چاروں اماموں میں نہ تھی؟ (۸) پس تمہاری عجب حالت ہے کہ جو حدیث میں ہے اسے چھوڑتے ہو اور جو حدیث میں نہیں اُسے ثابت کرنے بیٹھے ہو (۹) ہم اہلحدیث تم میں سے کسی کے مذہب کے خلاف کوئی فتویٰ دیتے ہیں اس پر صحابہؓ کے اقوال پیش کرتے ہیں تو تم تو ہمیں چیچڑیوں کی طرح چمٹ جاتے ہو اس وقت تقلید صحابہؓ کے حکم کی یہ حدیث کہاں چلی جاتی ہے؟ (۱۰) سوال جواب یہ ہے کہ اگر ان صحابہؓ کی تقلید کی جائے تو ان سب کا عمل و عقیدہ ان کا متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ قرآن حدیث سے مسائل لئے جائیں پھر تم نے اسے کیوں چھوڑ رکھا ہے؟ (۱۱) ان بزرگوں نے حضورؐ کی موجودگی میں کسی ایک کو ایسا نہیں بنایا کہ اور سب اس کے مقلد ہوئے ہوں اور اپنی نسبت اس کی طرف کی ہو پھر تم نے آج یہ بدعت کیوں نکال لی؟ (۱۲) بتلاؤ کیا حضورؐ کے بعد ان بزرگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا کیا کہ ایک یا چار ایسے امام بنائے جن کی تقلید یا جن میں سے ایک کی تقلید اور سب پر فرض کی اور اس کی طرف اپنی نسبت کی؟ جب ایسا نہیں اور

صحابہ کے آپس کے اختلافات

بقول تمہارے اس حدیث میں ان کی تقلید کا حکم ہے تو ان کی تقلید بھی یہی ہے کہ تقلید نہ کی جائے۔ امید کہ آئندہ ایسی بے تحقیق باتیں احادیث جیسی محقق جماعت کے سامنے کہتے ہوئے آپ شرماتے رہیں گے۔

اے صحابہ کی تقلید کرنے کا حکم اس حدیث سے سمجھنے والو خدا کی قسم تم تقلید کر ہی نہیں سکتے۔ بتاؤ تو صحابہ میں وہ بھی ہیں جو ادا کو بھائیوں کے ساتھ ورثہ دلواتے ہیں اور وہ بھی ہیں جو نہیں دلواتے اور صحابہؓ کی تقلید کا حکم ہے اب کس کی مانو گے؟ اور کس کی نہ مانو گے؟ کوئی کہتا ہے حرام کر لینا قسم ہے کوئی کہتا ہے طلاق ہے کس کی تقلید کرو گے؟ اور کس کا خلاف کرو گے؟ کوئی کہتا ہے کہ دو بہنوں کو ایک ساتھ لونڈی بنانا حرام کوئی کہتا ہے حرام نہیں بتاؤ تقلید ان کی کیسے کرو گے؟ اونٹوں کا کھانا روزے کی حالت میں کسی کے نزدیک جائز کسی کے نزدیک حرام تم تقلید کیسے کرو گے؟ کیونکہ بقول تمہارے صحابہؓ کی تقلید کا حکم ہے پھر ان کے خلاف کے وقت دونوں جماعتوں کی ایک ساتھ تقلید فرض رہی اس پر عمل کرو گے کیسے؟ عقلمندی کی باتیں کرو بھونڈا نہ بڑے سے کام نہ لو۔ ان صحابہ میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ جس عورت کا خاوند مرجائے اور وہ حاملہ ہو تو اگر چار ماہ دس دن سے پہلے بچہ ہو جائے تو بھی عدت میں بیٹھی رہے اور چار ماہ دس دن پورے کرے۔ اور اگر چار ماہ دس دن گذر جائیں اور بچہ نہ ہو تو جب تک بچہ نہ ہو عدت گذارے۔ ان میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ خاوند کی موت کے ایک دن بعد بلکہ ایک ساعت بعد بھی بچہ ہو گیا تو عدت سے نکل گئی کہو تو دونوں کی تقلید ایک ساتھ کرو گے کیسے؟ کوئی کہتا ہے احرام والے نے اگر احرام سے پہلے خوشبو لگائی ہے تو وہ لگائے رہے۔ کوئی کہتا ہے اسے چھٹا کر احرام باندھے۔ یہ حلال مانتا ہے وہ حرام مانتا ہے کیسے تقلید کرو گے؟ صحابی یہ بھی ہے وہ بھی ہے تمہارے قول کے مطابق ہر صحابی کی تقلید واجب ہے۔ اس وجوب پر ذرا عمل کر کے تو دکھاؤ۔ کوئی کہتا ہے کہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے بیچنا حرام کوئی کہتا ہے حلال۔ پھر تم پر واجب ہے اس کی تقلید بھی جو کہتا ہے کہ عضو کے ڈھیلا پڑ جانے پر گو انزال نہ ہوا ہو غسل فرض اور اس کی تقلید بھی جو کہتا ہے فرض نہیں۔ اس کی تقلید بھی جو بڑے آدمی کی رضاعت کو بھی موجب حرمت بتلاتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اسے موجب حرمت نہیں بتلاتا۔ اس کی تقلید بھی جو ذوی الارحام

رشتے داروں کو وارث ٹھیراتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو انھیں وارث نہیں ٹھیراتا۔ اس کی تقلید بھی جو جنبی شخص کو یتیم سے منع کرتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو یتیم کو واجب بتلاتا ہے۔ اس کی تقلید بھی جو تین طلاقوں کو ایک جانتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو تین کو تین گنتا ہے۔ اس کی تقلید بھی جو حج کو عمرے کی طرف فسخ کرنا واجب کرتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اس سے منع کرتا ہے۔ اس کی تقلید بھی جو گھریلو پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کہتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اسے حلال جانتا ہے۔ اس کی تقلید بھی جو ذکر کو چھو لینے سے وضو ٹوٹنا مانتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اسے نہیں مانتا۔ اس کی تقلید بھی جو لونڈی کے بیچ ڈالنے کو طلاق مانتا ہے اور اس کی تقلید بھی جو اسے طلاق نہیں مانتا۔ اس کی تقلید بھی جو ایلا کرنے والے کو کھڑا کرنا مانتا ہے اور جو اسے نہیں مانتا۔ اور بھی بہت بہت مسائل اس قسم کے ہیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اختلاف کیا ہے اچھا اس حدیث کو مان کر کم سے کم اتنا تو کرلو کہ ایک قول کے مقابلے پر دوسرا قول بطور حجت کے پیش نہ کیا کرو ایک مذہب کے مقابلے میں دوسرا نہ رکھا کرو بلکہ ہر شخص کو کم از کم یہ اختیار ہی دیدو کہ ان میں سے جس کا قول جس مسئلے میں چاہے لے لے لیکن تمہارا تو یہ حال ہے کہ تمہارے اپنے مدوّن مذہب کے خلاف جہاں کسی نے کسی صحابی کا قول پیش بھی کیا کہ تم چیڑیوں کی طرح اسے چمٹ گئے اور لگے اس کا خون پینے جب تم اتنی کم سے کم بات پر بھی اس حدیث کے عامل نہیں ہو تو کیا ہمیں حق نہیں کہ ہم کہیں کہ تم لوگ ان حدیثوں کے صاف صاف کہیں واقعہ کے مطابق کہیں اور بالکل سچ کہیں کہ اس حدیث کے پہلے اور پکے منکر تم ہو بلکہ اس کے مخالف اور اس کی ضد میں تم ہو بتاؤ تم اس داغ کو کیسے دھو سکتے ہو؟ اور اس اعتراض کو کیونکر دفع کر سکتے ہو؟ ایک دانا جواب اسکا یہ ہے کہ ان کی اتباع قرآن حدیث کی اتباع ہی کا نام ہے یہ سب انہی دو چیزوں کی دعوت دیتے اسلام کو دیتے رہے۔ ان کی اقتدا کرنے والے پر تو تقلید حرام ہے وہ تو دلیل یعنی کتاب وسنت سے ہی حکم احکام جاری کریگا یہی دستور ان تمام بزرگوں کا رہا الغرض ان سے خوش رہے اور راضی ہو۔ پس دراصل یہ حدیث بھی ہماری دلیل ہے اور تمہاری تقلید کی گردن اڑاتی ہے نہ کہ وہ تمہاری دلیل بن جائے۔

لکھتے ہیں حضورؐ کے قول مبارک کو لینا اور اسوۂ حسنہ پر عمل کرنا تقلید ہے۔ بہت

اچھا پھر آپ نے اسے چھوڑ کر امام ابوحنیفہؒ کے قول اور اسوہ کی تقلید کیوں شروع کی؟ توبہ کرو اس کو چھوڑو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک اور اسوۂ حسنہ کو لو۔ تمہیں اگر لفظ تقلید کے ساتھ اتنا ہی عشق ہے تو تم اسے تقلید ہی کہتے رہو۔ لَا مُشَاحَّةَ فِي الْاِصْطِلَاحِ ۔ ہمیں تمہارے اس نام سے کوئی غرض نہیں اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ ۔

میں اگرچہ نہ کہوں لیکن کسی کا قول کچھ کہے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں (۱) کہیں تو ہمارے بھولے بھالے مؤلف نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو مجتہد مطلق بانی فقہ مفتی علی الاطلاق مانا ہے کہیں انھیں بھی مقلدین کی صف میں لا کھڑا کیا ہے مقلد مجتہد نہیں ہو سکتا۔ (۲) حضرت ابن مسعودؓ کو حضرت عمرؓ کا مقلد بتلانا اور اس سے تقلید ائمہ اربعہ ثابت کرنا بول میں گلاب کا پھول ٹٹولنا ہے۔ اگر یہ ثابت بھی مان لیں تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی تقلید کرنا چاہیے نہ کہ حضرت عمرؓ سے لاکھوں درجے نیچے کے کسی امام کی؟ (۳) پس حضرت عبداللہ بن مسعود کے اول مخالف تم حنفی ہو کہ انھوں نے حضرت عمر فاروق خلیفۃ المسلمین امیر المومنین صحابی رسولؐ کی تقلید کی اور تم اُن کی تقلید سے دست بردار ہو۔ (۴) سنئے اگر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول حجت ہے تو وہ تو خود ہی تقلید کو حرام محض کہتے ہیں فرماتے ہیں لَا يُقَلِّدَنَّ اَحَدُكُمْ دِيْنَهٗ رَجُلًا ۔ اعلام الموقعین ص۲۱۷ ۔ تم میں سے کوئی بھی اپنے دین میں کسی کی تقلید ہرگز ہرگز نہ کرے۔ (۵) یہ کہنا صریح جھوٹ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عمر بن خطابؓ کے مقلد تھے تم تو کبھی علمی میدان میں آئے نہیں ہو سنو۔ جس لونڈی سے اولاد ہو جائے اس کے بارے میں حضرت عبداللہؓ حضرت عمرؓ کے مخالف ہیں رکوع میں ہاتھ ملا کر گھٹنوں کے درمیان رکھنے کے مسئلے میں آپ کا اور حضرت عمرؓ کا خلاف مشہور ہے۔ حضرت عمرؓ عمر بھر دونوں گھٹنوں پر دونوں ہتھیلیاں حالت رکوع میں رکھا کرتے تھے اور حضرت ابن مسعودؓ اس کے خلاف عمر بھر کرتے رہے۔ لیکن تم واہ رے تم کہ ابتک بھی رٹ لگائے ہوئے ہو کہ یہ ان کے مقلد تھے۔ بیوی کو حرام کر لینا حضرت عمرؓ کے نزدیک طلاق تھی حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک نہ تھی۔ لونڈی کی بیع حضرت عمرؓ کے نزدیک طلاق نہیں حضرت عبداللہ کے نزدیک طلاق ہے۔ زانی کا اپنی زانیہ سے نکاح بجز از توبہ حضرت عمرؓ کے نزدیک حلال اور حضرت عبداللہؓ کے نزدیک حرام

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے تقلید کی تردید

اس طرح کے اور بھی بہت سے مسائل میں دونوں بزرگوں کا آپس میں اختلاف ہے۔ لیکن تم تو اپنی ہی سکھے جاؤ لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکے جاؤ۔ (۶) اگر واقعی ابن مسعودؓ اس قابل ہیں کہ ان کی بات کی تقلید کی جائے تو تم نے ان کی تقلید کیوں چھوڑی؟ نہ اُن کی تقلید کرو نہ انھوں نے جن کی تقلید کی ان کی کرو پھر ان کے نام سے تمہیں کیا کام؟ (۷) حضرت عمرؓ کی تقلید چھوڑی حضرت ابن مسعودؓ کی تقلید چھوڑی۔ حضرت ابو حنیفہؒ کی تقلید جوڑی حضرت شافعیؒ کی تقلید جوڑی۔ اس پر ابن مسعودؓ کے قول کو دلیل میں پیش کیا یہ کیا لغویت ہے (ان اماموں کی تقلید بھی زبانی ہے ورنہ ان کے پاکیزہ اقوال پر بھی آپ کا عمل نہیں۔ ملاحظہ ہو اس کتاب کا آئندہ صفحہ ۱۲۰)

الغرض تقلید کی یہ دلیل بھی بے جان ہے (۹) جو فرمان ابن مسعودؓ تم نے پیش کیا ہے اس میں حضرت عمرؓ کی راہ کو اور صحابہ کی راہ پر ترجیح دیتے ہیں نہ یہ کہ ان کی راہ کو راہِ رسولؐ پر اور طریقِ محمدی پر پسند فرماتے ہیں۔ بخلاف تمہاری اس موجودہ تقلید کے کہ فقہ کے خلاف حدیث دیکھو تو منہ موڑ لو آیت دیکھو تو بھاگ چھوٹو۔ (۱۰) یاد رکھو یہ موافقت حضرت ابن مسعودؓ کی حضرت عمرؓ سے دلیل کے طور پر تحقیق کے مطابق ہونے کی صورت میں تھی۔ مثلاً پانی نہ ملنے کی حالت میں تیمم کی رخصت پر اور اسی طرح کے اور بیسیوں مسائل پر چاروں ائمہؒ کا اتفاق ہے لیکن اس اتفاق سے ایک کو دوسرے کا مقلد نہیں کہہ سکتے اسی طرح ابن مسعودؓ کی ابن الخطابؓ سے موافقت تقلید نہیں

محدثین کرام کے اقوال جو جرح و تعدیل کے متعلق ہیں ان کی تسلیم کا نام تقلید نہیں (۱) ورنہ اس میں آپ اور ہم برابر ہیں مگر آپ اپنے تئیں محدثین کا مقلد نہیں گنتے پھر ہمیں ان کی تقلید کا الزام کیوں ہے؟ (۲) یہ تو حکم قرآنی کی تعمیل ہے کہ اِذَا جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا۔ خبر کی تحقیق کر لیا کرو۔ (۳) جرح و تعدیل تو ایک طرح کی شہادت ہے اور شہادت کے ماننے کو کسی نے تقلید میں داخل نہیں کیا (۴) ان کی بات سند سے ہوتی ہے نہ کہ اپنی رائے اور خیال سے۔ (۵) تقلید امورِ شرعی میں اور چیز ہے اور خبروں کا مان لینا اور چیز ہے۔ تم تو ایک صحیح چیز سے ایک غیر صحیح چیز کے درپے ہو۔ راکھ کو آٹا اور ٹھیکریوں کو سکہ سمجھے ہوئے ہو۔ یہ محض جھوٹ ہے کہ ہم اہلحدیث حضرت عمرؓ کو گمراہی والی بدعت کا موجد کہتے ہیں ہم تو اپنے نزدیک خلیفۂ رسولؐ کی نسبت ایسا

جرح و تعدیل محدث کا نام تقلید نہیں

تراویح گیارہ رکعت ہے

بدعقیدہ دل میں رکھنا بھی خلافِ ایمان جانتے ہیں۔ ایک تم نہیں تمہارے ساتھ اور جتنے ہوں سب کو لیکر بھی قیامت تک حضرت عمرؓ سے بیس رکعت تراویح پڑھنے کا ثبوت صحت کے ساتھ پیش نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کے برخلاف صحیح سند سے مروی ہے حضرت سائب بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کُنَّا نَقُوْمُ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِاِحْدٰی عَشَرَ رَکْعَۃً یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہم لوگ گیارہ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (قیام اللیل وغیرہ)

ماں باپ کی تعیین تقلید نہیں

اس کے بعد مصنف نے نہایت ہی کڑی کڑی اور بازاری بدزبانی کی ہے اس کا جواب تو ہم کیا لکھیں؟ سنئے ہر چیز کی تحقیق کا ڈھنگ اور ہوتا ہے ماں باپ کون ہیں؟ اس کا علم گھر کے بڑے بوڑھوں سے ہی حاصل ہوتا ہے اس لئے یہ تحقیق ہے تقلید نہیں یہ معتبر گواہی کا مانتا ہے اسے تقلید سے کیا واسطہ؟ تقلید اس صورت میں یہ ہے کہ تم بلا تحقیق دوسرے کو جسے تمہاری ماں نہ مانتی ہو باپ قرار دے لو وہ ہر چند اس سے انکار کرتی رہے لیکن تم کہدو کہ میں مقلد ہوں مجھے تحقیق سے مطلب نہیں میں قربان تقلید ہوں۔ اسی طرح اللہ رسول کچھ فرمائیں لیکن تم اپنے فقہا کے قیاس کے پیچھے پڑ کر کہو کہ میں تو مقلد ہوں میرے نزدیک تو حق یہی ہے خدا رسول کچھ ہی کہیں مجھ میں ان کے کلام کی سمجھ نہ علم نہ اسے تحقیق کرنے کی سکت نہ ضرورت۔

استاد کی ماننا تقلید نہیں

معلم اور استاد کی مان لینے سے بھی ہمارے ہوشمند مؤلف صاحب تقلید شخصی کی دلیل لیتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سب معلموں کے معلم سب استادوں کے استاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب ان کی تعلیم ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے تو ہمیں اُن سے کروڑوں بلکہ بے شمار درجے کے نیچے کے لوگوں کی تعلیم اور استادوں کی ضرورت ہی کیا رہی؟ سورج نکلنے کے بعد ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کو گل کر دیا جاتا ہے۔ عدالتِ عالیہ کا فیصلہ ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کو سوخت کر دیتا ہے۔ اب بھی جو شخص نیچے کی عدالت کے فیصلے کو لیکر اچھلتا پھرے حالانکہ عدالتِ عالیہ نے اُسے غلط قرار دیدیا ہے اور اس کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا ہے تو دنیا کے بیوقوف تو البتہ اسے عقلمند کہہ دیں گے لیکن عقل والے تو اُسے پہلی کے پاگل خانے بھیجدینگے۔ بیچ آسمان میں سورج چمک رہا ہے اور کوئی عقلمند اپنے ٹمٹماتے ہوئے دیے کو لئے چلا جا رہا ہے تو دنیا اس کی ہنسی اڑائیگی

اور کیوں جناب استاد کی ماننے والے۔ یہ تو فرماؤ کہ ایک استاد ایک حرف کو میم بتلاتا ہے دوسرا اسی کو جیم کہتا ہے تیسرا اوسے صواد قرار دیتا ہے چوتھا اُسے عین کہتا ہے اس صورت میں آپ جیسا شاگرد رشید کیا کرے گا؟ تمہارے چاروں امام ایک ہی مسئلے میں ایک دوسرے کے خلاف ہوتے ہیں ایک حلال کہے دوسرا حرام کہے تیسرا مکروہ کہے چوتھا مباح کہے کہو کس کی تقلید کروگے؟ کس کی تقلید چھوڑوگے؟ ان باہمی متعارض متخالف اور متضاد اقوال کی تقلید کیسے ہوسکتی ہے؟ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ان تمام استادوں پر ایک استاد ہے ان تمام معلموں پر ایک معلم ہے جس کی زبان پر خدا کی باتیں ہیں اسکی مانو وہ جسے حلال کہے تم بھی اُسے حلال سمجھو وہ جسے حرام کہے تم بھی اُسے حرام سمجھو اس کے حلال کہہ دینے کے بعد ایک چھوڑ چاروں مل کر حرام کہیں تو بھی ان کی طرف گوشۂ چشم سے التفات تک نہ کرو سنو خدا فرماتا ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ الخ مجھے میری قسم جو اے رسول تیری نہ مانے وہ میرے نزدیک مومن نہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

ناظرین کرام تقلید کی ان دلیلوں کو دیکھنے سے ہی معلوم ہوجاتا ہے کہ مقلدین سے زیادہ مسکین فرقہ دنیا پر کوئی نہیں۔ جبکہ تقلید کی تعریف میں بے دلیلی داخل ہے تو تقلید کی دلیل آئیگی کہاں سے؟ یہ بھی ان حضرات کی ڈھٹائی ہے کہ ہاتھ پیر مارتے ہیں ورنہ بھلا مقلد کو دلیل پیش کرنے سے واسطہ ہی کیا؟ ہمارے علامہ شیر بیشۂ تقلید نے تقلید کی ایک اور بہت وزنی دلیل پیش کی ہے نماز میں امام کی اقتدا کرنے کی۔ کیوں نہ ہو؟ انہی دلیلوں سے تو آپ کی قلعی کھلتی ہے اور دنیا کے ہوشمند جان لیتے ہیں کہ تقلید کی جھولی بھیک کے ٹکڑوں سے خالی ہوچکی۔ کیوں جناب نماز ہوچکی اور امام صاحب ادھر گئے مقتدی صاحب اور طرف گئے پھر یہ تقلید کا تانا بانا ٹوٹ کیوں گیا؟ اگر کوئی مقلد آپ کی یہ کتاب دیکھے اور امام کے پیچھے پڑجائے تو مصیبت ہوگی آپ امام بن کر نماز پڑھائیں گے وہ آپ کے پیچھے مقلد بن کر کھڑا ہوگا جو آپ کرینگے وہ بھی کرے گا پھر آپ جدھر چلیں گے وہ بھی چلیگا آپ اپنے گھر میں گھسینگے وہ بھی آپ کے قدم پر قدم رکھتا ہوا پیچھے پڑا ہوگا آپ گئے بستر پر وہ بھی آپ کے پیچھے ہوگا آپ نے کسی سے بات چیت وہ بھی آپ کی تقلید کرے گا۔ کہو کیسی بنے گی؟

مولانا ایسی کچی باتیں زبان سے نہ نکال دیا کرو۔ اور سنئے اماموں کے امام بلکہ نبیوں اور رسولوں کے امام بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اگر ان اماموں کی ماننا تمہارے نزدیک فرض ہے تو امام الانبیا کی ماننا ان سب کی ماننے سے بڑا فرض ہوا پھر تم ان کو چھوڑ کر ان چھوٹوں کی کیوں مانتے ہو؟ تمہارا تو یہ حال ہے کہ مصنف کنز و قدوری اگر کچھ کہدیں تو تم اس کے خلاف خدا رسولؐ کی نہیں مانتے۔ امام کی تقلید فرض لیکن امام الکل کی اتباع ترک۔ اے امام نماز کی تقلید کرنے والو ابتلاء تو اگر تمہارا امام کسی وقت نماز ہی نہ پڑھے تو تم بھی اس کی تقلید میں نماز چھوڑ دو گے؟ اگر نہ چھوڑو گے تو پھر تقلید کہاں رہی؟ اگر چھوڑ دو تو تم مسلمان کیسے رہے؟ اسی طرح جبکہ کسی مجتہد سے غلطی ہوئی تو اگر اس کی تقلید اس غلط مسئلے میں نہ کی گئی تو تقلید چھوٹی۔ اور اگر ایسے وقت بھی اس کی نہ چھوڑی تو اتباع رسولؐ ٹوٹی؟ اور سنئے! امام نماز کی اقتدا کا حکم حدیث میں ہے فرماتے ہیں اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ یعنی امام اسلئے مقرر کیا گیا ہے۔ کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ مہربانی فرما کر ایسی ہی وہ حدیث بھی آپ پڑھ دیجئے جس میں ہو کہ امام ابو حنیفہؒ اس لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ تم ان کی تقلید کرتے رہو۔ اگر یہ نہیں تو پھر اپنے یہ بچپن کے بیمار قیاس اپنے تک ہی رہنے دو۔ مسلمانوں کو اللہ کے رسولؐ کی اللہ کے کلام کی تابعداری سے ہٹا کر امتیوں کے ہاتھوں میں ان کی نکیلیں دیکر ان کا تماشہ نہ کرو۔ کہ ایک مشرق کو کھینچے دوسرا مغرب کو تیسرا جنوب کو چوتھا شمال کو۔ اور جواب بھی لو۔ ایک مجتہد ایک عامی کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ جب تمہارے نزدیک اقتدار نماز اور تقلید احکام ایک ہی چیز ہے تو کیا ایک مجتہد ایک جاہل کی تقلید بھی کر سکتا ہے؟ اور سنو مقتدی اپنے امام کی ہر ہر رکن نماز میں اقتدا کرتا ہے لیکن تم عجب مقلد ہو کہ ائمہ کی عمر تو اجتہاد میں قرآن حدیث سے مسائل لینے میں گذری لیکن تم نے اس تحقیق میں اپنی زندگی کا ایک منٹ بھی نہ دیا۔ امام نے پوری زندگی میں ایک مسئلے میں بھی کسی بڑے سے بڑے کی تقلید نہ کی اور تم نے اپنی پوری عمر میں کسی ایک مسئلے میں گو وہ چھوٹے سے چھوٹا ہو تقلید کی دُم نہ چھوڑی۔ پس تمہیں جس طرح قرآن حدیث سے دوری ہے تقلید سے بھی مجبوری ہے۔ نہ گھر کے ہو نہ گھاٹ کے۔ چاروں امام عالی مقام

علیہم السلام قرآن حدیث کو سب پر مقدم کرتے رہے لیکن تم اقوالِ ائمہ کو قرآن حدیث پر مقدم کرتے ہو آہ! کسقدر مخالفینِ امام ہو۔ تمہیں اماموں کی حقیقی پیروی کے کبھی خواب میں بھی درشن نہیں ہوئے۔

ہمارے مولوی صاحب ہیں تماشے کے آدمی صـ۴۴ پر لکھتے ہیں غیر مقلد کے معنی ہیں نافرمان۔ بہت بہتر۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے نزدیک مقلد تھے یا غیر مقلد؟ اگر مقلد مانو تو مقلد کی تقلید کیسی؟ اور اگر غیر مقلد کہو تو بتلاؤ کیا وہ نافرمان تھے؟ یہ ہے اماموں کی دشمنی۔ مولوی صاحب گالیوں کی عادت دور کیجئے ورنہ زبان دوسرے کے منہ میں بھی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ آپ کے ساتھ مقلدین کی نماز نہیں ہوتی مسلمانو! یہ ہے اس فرقے کا اصلی مطلب کہ مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیں ان کا یہ مطلب نہیں کہ کتابوں میں مسائل کی تحقیق کریں اور جو دلیل سامنے آجائے اس کی تابعداری کریں۔

سنئے حنفی مذہب کے چشم وچراغ مولانا عبدالحی لکھنوی اہلحدیث کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں ان کے پیچھے اقتدا درست ہے (مجموعہ فتاوٰی) آپ کے مذہب کے امام ملا علی قاری الاصدا میں لکھتے ہیں۔ ذَهَبَ عَامَّةُ مَشَائِخِنَا إِلَى الْجَوَازِ الخ یعنی حنفی کی نماز مخالف مذہب حنفی کے پیچھے ہوجاتی ہے مجموعہ فتاوٰی میں ہے۔ رفع الیدین اور آمین بالجہر کہنا امام کا مفسد نماز مقتدی و مانع جواز اقتدا نہیں ہوسکتا۔ آپ کے مذہب کی چوٹی کی کتاب فقہ اکبر میں فرمانِ امام ابوحنیفہؒ موجود ہے۔ وَالصَّلٰوةُ خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ جَائِزَةٌ۔ یعنی ہر ایک نیک بد مسلمان کے پیچھے نماز جائز ہے مولوی صاحب کہلواتے تو ہو تم حنفی اور فتوے دیتے ہو مرزائیوں کے۔ جس طرح وہ اہل اسلام کے پیچھے نماز کو ناجائز کہتے ہیں تم بھی وہی کہنے لگے۔ نہ تمہیں حنفی مذہب کی تعلیم معلوم نہ امام صاحب کا فرمان معلوم نہ فقہا کے فیصلے معلوم نہ علما کی تحقیق معلوم لیکن تم نے یہی ایک رٹ لگا دی اور بے تأمل کہہ دیا کہ آپ کے ساتھ نماز نہیں ہوتی۔ سچ ہے اگر حکومت کا قانون نہ ہوتا تو تم تو مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ

پھر لکھتے ہیں کہ بعض مسائل میں حنفی ہونا اور بعض میں شافعی ہونا خیر میں داخل

نہیں۔ جواباً گذارش ہے کہ کیا آپ اپنے فقہا کو خیر سے خالی کہتے ہیں؟ سنئے آپ کے حنفی مذہب کی فقہ کی بہترین معتبر کتاب شامی شریف میں ہے وَاَمَّا لَوْ صَلّٰی یَوْمًا عَلٰی مَذْھَبٍ وَّاَرَادَ اَنْ یُّصَلِّیَ یَوْمًا اٰخَرَ عَلٰی غَیْرِہٖ فَلَا یُمْنَعُ مِنْہُ۔ یعنی اگر کوئی شخص آج ایک مذہب کے مطابق نماز پڑھے اور کل وہ دوسرے مذہب کے مطابق نماز پڑھنا چاہے تو اسے منع نہ کیا جائے کہئے اب آنکھیں کھلیں؟ اسی طرح ایسے مسائل بھی بہت سے ہیں جن میں حنفیوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذاہب پر فتوے دیئے ہیں ملاحظہ ہو میری کتاب طریق محمدی۔ اس کے بعد پھر گالیاں لکھنی شروع کر دی ہیں خارجی اور خدا جانے کیا کیا لکھ کر بری طرح کوسا ہے یہانتک کہ لکھا ہے "آپ منافقوں کے صلب میں تشریف فرما تھے" مولوی صاحب اس روش کو چھوڑ دیجئے۔ ان کی اردو ملاحظہ ہو لکھتے ہیں "کتنوں کے حسن کہنے سے" کیوں جناب یہ کتنوں کون سی جاتی زبان کا لفظ ہے۔؟

مولف کی گالیاں

پھر مذہب اہلحدیث کو ص۴۶ پر بدعت لکھا ہے۔ میں کہتا ہوں مذہب اہلحدیث صرف قرآن و حدیث ہے اگر یہ بدعت ہے تو ہم بھی بدعتی۔ ہاں نئے مذاہب وہ ہیں جو حضورؐ کے زمانے میں نہ تھے۔ نہ حنفی تھے نہ شافعی تھے نہ مالکی تھے نہ حنبلی تھے۔ ص۴-۵ میں گذر چکا ہے کہ ان مذاہب کی تقلید چوتھی صدی کے بعد ایجاد ہوئی۔ پھر ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہمیں حضورؐ کی محبت سے انکار ہے ہمارا جواب یہ ہے کہ جس دل میں محبتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو اس دل میں ایمان ہی نہیں ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جب تک کسی کے دل میں دنیا و مافیہا سے زیادہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جس کتاب کا آپ نے حوالہ دیا ہے اور اس سے پہلے بھی جن اردو رسائل کا آپ حوالہ دیتے رہے نہ یہ ہماری مذہبی کتابیں نہ ان پر ہمارا ایمان نہ ان کے اکثر مصنفین سے ہم واقف نہ یہ رسالے ہمارے پاس اسلئے نہ ہم نے یہ کوشش کی کہ دیکھیں وہاں یہ عبارتیں ہیں بھی یا نہیں نہ ہم نے اس کی ضرورت سمجھی۔ ہاں اجمالاً اتنا جانتے ہیں کہ آپ پورے کذاب ہیں آپ کی زبان بے لگام ہے آپ کی بات بے اعتبار ہے۔ ناممکن ہے کہ کوئی مسلمان ایسا لکھے کہ حضورؐ کی محبت نہ رکھنی چاہیئے۔ بلکہ محبت کرنے والے کو مشرک کہے توبہ توبہ۔

مذہب اہلحدیث محبت نبوی

مولوی صاحب کا اس کے بعد یہ لکھنا کہ ہمارے نزدیک حضورؐ سے دو ایک معجزوں کے علاوہ اور معجزات ثابت نہیں یہ بھی ہم پر تہمت ہے ہم حضورؐ کے ہر معجزے پر ایمان رکھتے ہیں آپ کے معجزات بیشمار ہیں۔ آپ چونکہ قرآن سے بے خبر ہیں اسلئے قرآن میں دو ایک معجزوں کا ذکر پاتے ہیں ہم سے پوچھئے ہم آپ کو کئی معجزے قرآن سے گنوادیں خود قرآن حضورؐ کا جیتا جاگتا معجزہ ہے۔ احدؔ اور بدرؔ کے معجزوں کا ذکر قرآن میں ہے فتحؔ کی پیشین گوئی پوری ہونے کا معجزہ قرآن میں ہے کنکریاں پھینکنے کے معجزے کا ذکر قرآن میں ہے۔ شق القمرؔ کا ذکر قرآن میں ہے۔ غلبۂ روم کا ذکر قرآن میں ہے دین اللہ میں کفار کے داخلے کا ذکر قرآن میں ہے ہجرتؔ کے موقعہ کا کفار کا اندھا پا قرآن میں ہے غارؔ میں نہ دیکھ سکنے کے معجزے کا ذکر قرآن میں ہے۔ اونگھ کا بطور امن میدانِ جنگ میں آنا۔ کفار کا مسلمانوں کو اپنے سے زیادہ دیکھنا۔ مسلمانوں کا انھیں اپنے سے کم دیکھنا۔ فرشتوںؔ کا اترنا۔ جنگ خندقؔ میں آندھی بگولے کا کفار پر آنا وغیرہ۔ اور اسی طرح کے بیسیوں معجزات کا ذکر خدا کی کتاب میں ہے۔ آپ پڑھئے اور سوچ سمجھ کر پڑھئے۔ وقت اگر ہو اور قسمت بھی مساعدت کرتی ہو تو ہمارے مدرسے میں آجائیے۔ اور کتاب اللہ سنت رسول اللہ کا باقاعدہ درس لیجئے اس کے بعد پھر پھکڑ بازی شروع کی ہے یہانتک کہ لکھا ہے "مفعولیت کے شیدا" ایسی تحریریں لوطیوں کی ہوا کرتی ہیں محمدی ان تحریروں کا کیا جواب دے؟ ہمیں اس سمجھ پر ہنسی آتی ہے کہ مولوی صاحب اپنی کتاب کے صـ۱۱ میں بلند آواز والی قرأت کی نماز میں الحمد شریف پڑھنا اور حالتِ وقفۂ امام میں الحمد شریف پڑھنا مقتضا حکم قرار دے رہے ہیں بندۂ خدا کیا بلند آواز والی قرأت کو امام ایک ہی سانس میں ختم کرلیگا؟ مسنون طریقے کے مطابق اگر وہ ہر ہر آیت پر وقف کرتا جائے گا تو اس کے وقفے کی حالت میں مقتدی قرأت کرلیگا اس میں معارضہ کیا ہوا؟ اردو تک سمجھتے نہیں ہو۔ تم فقہ کی گتھی کب سلجھاؤ گے؟ اونچی آمین کی حدیثوں کے لئے یہ کہنا کہ تعلیم کے لئے ہے۔ غلط ہے۔ کل آپ کہہ دینگے کہ صبح کی مغرب کی اور عشا کی نماز میں اونچی آواز سے قرأت پڑھنا بھی تعلیم کے لئے تھا۔ اب آمین کی طرح اسے بھی آہستہ پڑھئے۔ یہ قیاسات ہیں جن کی نسبت مشہور ہے اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْس

مولف کی تالیف کی تردید

سب سے پہلے قیاس کرنے والا ابلیس ہے علیہ ما علیہ۔ یہ بھی ہم پر تہمت ہے کہ ہم مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں یہ وصف تو جناب کو نامبارک ہو کہ بڑے بزرگوں کا نام لے کر اپنی اسی کتاب میں انھیں شیطان تک لکھا جس کا خمیازہ خدا کے ہاں بھگتو گے۔ جب کہ ان بزرگوں کا ہاتھ ہوگا اور آپ کا گریبان۔

دیانت مؤلف

مؤلف کتاب راہِ صواب مولوی سید قربان علی شاہ حیدر آبادی کی دیانت کا ایک نمونہ میں آپ کو بتلاؤں جس سے آپ کو پتہ چل جائے کہ اس ٹائپ کے مصنف اور اس فرقے کے مؤلف کیا کیا ہتھکنڈے کرتے ہیں؟ اور کس طرح ایمان نگل کر دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں؟ اور حوالے دینے میں اور عبارتیں نقل کرنے میں کس خیانت سے کام لیتے ہیں؟ ص۴۸ میں ہماری کتاب دلائل محمدی ص۵۲ ایڈیشن اول سے عبارت نقل کرنے میں چالاکی کر کے یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمیں اردو زبان یاد نہیں ہم نے مذکر کو مؤنث لکھا ہے اس اعتراض کو قائم کر کے پھر ہمیں خوب گالیاں سنائی ہیں ہمیں معلوم ہے قرآن نے ہمیں بتلا دیا ہے وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا یعنی یہود و نصاریٰ اور مشرکوں کی گالیاں تمہیں سننی پڑیں گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی خصلتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ وہ جھگڑے کے وقت گالیاں بکتا ہے۔ ہماری عبارت میں ہے کہ حضرت وائلؓ حضورؐ کی خدمت میں پہنچیں اس سے پہلے ہی حضرت جبرئیلؑ نے آپ کو یہ خبر کر دی۔ مؤلف نے پہنچیں تک لکھا اور لے پہنچیں بنایا پھر لکھا "توبہ آپ کی اردو دانی نے تو مرد کو عورت بنا دیا" دیکھا آپ نے؟ یہ ہے ان کی دیانت داری؟ اور یہ ہے نقل عبارت میں امانت داری۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ انھیں اردو عبارت پڑھنی بھی نہیں آتی۔ الغرض یہ اعتراض بھی بے جان ہے ہمارے مؤلف صاحب کی علمیت کا اندازہ لگانے کیلئے آپ ان کی کتاب کا ص۹۴ پڑھئے ہم نے لکھا تھا کہ زیرِ ناف ہاتھ باندھنے کی روایت جو حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت علیؓ سے مروی ہے دونوں کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی ہیں اور وہ ضعیف ہیں۔ مؤلف صاحب لکھتے ہیں جب راوی دو صحابی ہیں تو پھر ایک عبدالرحمٰن کیوں لکھا۔ بندۂ خدا اس میں کوئی تضاد نہیں اوپر کے راوی صحابی دو ہیں مگر نیچے

زیرِ ناف ہاتھ باندھنا

دونوں روایتوں کی سند میں ایک ہی راوی ہے اس کی مثال آپ یوں سمجھئے کہ دو شخصوں سے ایک شخص پڑھتا ہے کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک شاگرد کے دو اُستاد ہوں اس میں آپ نے اعتراض کیا کیا؟ ہم نے سینے پر ہاتھ باندھنے کی ایک دلیل یہ بھی دی تھی کہ وَانْحَرْ کی تفسیر میں حضرت علیؓ سے سینے پر ہاتھ باندھنا مروی ہے۔ اس کا جواب سنئے مؤلف صاحب لکھتے ہیں یہ شافعی مذہب ہے خوب! یعنی شافعی مذہب یہ ہے اسلئے آپ اس کے مخالف ہیں۔ فرمائیے اس کا جواب کوئی کیا دے؟ یہ ہے ان حضرات کے جواب کی حیثیت۔ خدا کا دین بھی گویا ان کے نزدیک باپ دادا کا ورثہ ہے کہ یہ اس کا اور یہ اس کا۔ بھائی اگر کوئی حق مسئلہ مطابق دلیل بات امام شافعیؒ لیں تو اس میں کیا کیڑے پڑ گئے؟ کہ تم اس کے منکر بن جاؤ؟ یہ ہندوؤں کی چھوت تم میں کہاں سے آگئی؟ کہ شافعی مذہب جس حدیث پر عمل کر لیں تمہارے نزدیک وہ ناقابلِ عمل ہو جائے ان کی اردو دیکھئے جو ہماری اردو پر معترض ہیں لکھتے ہیں تقلید نفس میں غیر مقلدی کا دعویٰ ہے اے جناب ادیبِ اردو یوں لکھا کیجئے نفسِ تقلید میں۔ یہ تقلید نفس میں کس قفس کی زبان ہے؟

پھر صفحہ ۵ میں وَانْحَرْ کی اس تفسیر پر بے طرح برسے ہیں کیوں جناب حضرت علیؓ کے ایک مسئلے کی نسبت ہم نے لکھا تھا تو آپ زمین کے گز بن گئے تھے کہ تم حضرت علیؓ کو مانتے نہیں ہو تم حضرت علیؓ کے دشمن ہو۔ حضرت علیؓ کے یہ فضائل یہ مناقب وغیرہ وغیرہ یہاں تمہیں کیا ہو گیا؟ یہ الٹی گنگا کیوں بہنے لگی؟ سنو میرے بھولے اور بھولے ہوئے بھائی ایک آیت کی تفسیر کئی طرح ہو تو اس میں تعارض قائم نہیں کیا کرتے بلکہ اس کے معنیٰ یہ ہوتے ہیں کہ یہ بھی اور وہ بھی وَانْحَرْ کے معنیٰ قربانی کرنے کے بھی ہیں اور اس کا مطلب نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا بھی ہے پھر آپ کو کیا مشکل پڑی؟ مسلمانو! یہ کیا اندھیر ہے کہ قربان صاحب جھوٹ بولنے سے بھی نہیں چوکتے لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے قول کا حوالہ نہیں۔ مہربانِ من یہ کیا اندھیر ہے؟ امام حاکم کا حوالہ موجود ہے تاریخ بخاری کا حوالہ موجود ہے۔ آپ نے آنکھیں بند کر کے ہی لکھ مارا کہ حوالہ نہیں۔ کیا اس جھوٹ سے آپ کا چھٹکارا ہو جائیگا؟ ہاں اگر جناب اسی پر مچلے ہوں کہ کسی تفسیر کا حوالہ دیا جائے تو لیجئے ہم آپ کی اس ضد کو بھی پوری کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

تفسیر محمدی ترجمہ تفسیر ابن کثیر پارہ تیس صفحہ ۹۴ میں ہے "مراد وانحر سے دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر نماز میں سینے پر رکھنا ہے" اس کے راوی حضرت علیؓ ہیں۔ ہاں یہ لطیفہ بھی جناب کا خالی از لطف نہیں لکھتے ہیں نحر کے معنی گردن کے نیچے برچھا مارنے کے ہیں۔ بہت اچھا تو ذبیحہ اس سے خارج ہے؟ اگر نہیں تو پھر یہ مطلب بھی اسی کی تفسیر میں ہے جو خلیفۃ الرسول حضرت علیؓ نے بتلایا۔ دیکھو جو کہہ چکے ہو جو لکھ چکے ہو اسے نہ مٹاؤ حضرت علیؓ کے خلاف کہتے ہوئے ڈرو۔ اس کے بعد پھر ذاتیات کی بحث پر اتر آئے ہیں۔ بھائی جان کتابوں کا اشتہار منیجر دفتر اخبار محمدی کی طرف سے ہے کتاب کے بچے ہوئے صفحات پر اشتہارات وہ دیتے ہیں آپ اخباری محکمے سے واقف نہیں۔ مصنف کا کام صرف تصنیف کرنا ہوتا ہے دفتری محکمہ اسے چھپواتا ہے۔ مولا کے لفظ پر اعتراض نہ کیجئے یہ مشترک لمعانی لفظ ہے جیسے کہ ہم صفحہ میں تشریح کر آئے ہیں۔ یہاں مولا مددگار کے معنی میں نہیں یہ الٹی سمجھ آپ ہی کو مبارک ہو۔ اس کے بعد پھر گالیاں دینے لگے ہیں چند سطریں لکھتے ہیں اور پھر جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے لگتے ہیں۔ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھنے والے وغیرہ لکھا ہے اس کے جواب میں عرض ہے کہ یہ تو ظاہر ہے کہ آج تک ہم نے تو اپنی نسبت بھی حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہٹائی حالانکہ آپ لوگوں نے ہٹالی ہم حضورؐ کی حدیثوں اور سنتوں پر عمل کرنے کی وجہ سے آپ حضرات کی گالیاں سنتے ہیں اور چپ ہیں۔ دنیا کو آپ لوگ ہمارے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ ہم پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑتے ہیں لیکن ہمیں ان سب مصائب کا جھیلنا آسان ہے ہاں نام رسولؐ کلام رسولؐ کا چھوڑنا ہم پر مشکل ہے پھر بھی اگر آپ ہمیں دشمن رسولؐ بتلائیں تو ہم کہتے ہیں کہ خدایا اپنے محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن پر اپنی بیشمار لعنتیں نازل فرما ورنہ جو مسلمانوں پر بہتان باندھے ان پر تہمت دھرے اور مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کی کوشش کرے اُسے دونوں جہاں میں ذلیل و خوار کر آمین!

بھائی دوستی دشمنی تو ظاہر ہے تم نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۵۱ پر دعا کی ہے "خدا جہلا سے من مانی بلا تفقہ حدیثوں کا عمل چھڑائے" کہئے اب دشمن رسولؐ و دشمن حدیث کون ہے! ۔ جگہ جگہ مولف صاحب نے فقہ کو حدیث کے ماتحت لکھا ہے گو ہم نے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمدی

اس کے جواب دیدیئے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی بہت وہ حدیثیں جو صحیح اور صریح ہیں اور حنفی مذہب کی فقہ کے مخالف ہونیکی وجہ سے حنفی انھیں نہیں مانتے انھیں یہاں نقل کردوں پس اسّی حدیثیں سنیئے جن میں سے ایک کو بھی حنفی مذہب نہیں مانتا۔ ۱ غربا کو تحفۃً کھانے کے لئے دیئے ہوئے درختوں کو وہ پھل کی حالت میں تیار پھل کے بدلے بیچ دیں اس کی رخصت حدیث میں ہے مگر مقلدین اسے نہیں مانتے ۲ جس کی بیوی ہو پھر وہ نکاح کرے تو اگر باکرہ سے کیا ہے تو سات دن اس کے پاس رہے اور اگر رانڈ سے کیا ہے تو تین دن اُس کے پاس رہے پھر برابر سے باریاں تقسیم کرے یہ حدیث میں حکم ہے لیکن قیاس کے متوالے اس کے منکر ہیں ۳ حدیث میں ہے کہ غیر شادی شدہ زانی کو جلاوطن بھی کیا جائے گا لیکن یہ لوگ اسے بھی جواب دیتے ہیں ۴ حدیث میں ہے کہ حاجی اپنے حج میں شرط کرسکتا ہے اور اس شرط کے مطابق حلال ہوسکتا ہے لیکن کیا مجال جو شیفتہ گان قیاس اسے مان لیں ۵ جرابوں پر مسح کرلینے کا بیان حدیث میں ہے لیکن قیاسی حضرات اسے بھی نہیں مانتے۔ ۶ عمران بن حصین اور ابوہریرہؓ کی روایت والی مرفوع حدیث میں ہے کہ بھولنے والے اور جاہل کے کلام کرلینے سے نماز باطل نہیں ہوتی لیکن رائے کے رگڑے والے ان حدیثوں کے بھی منکر ہیں ۷ حدیث میں صاف ہے کہ گری پڑی چیز جسے ملی ہو پھر کوئی آکر اُس کا دعویٰ کرے اور اس کے برتن کا سربند کا اور اُس کی ڈوری کا صحیح پتہ دے تو اُسے دیدینا چاہئے مگر قیاس کے شیدائی اس کے بھی منکر ہوگئے۔ ۸ جس جانور کا دودھ تھن میں روک کر گاہک کو زیادہ دکھا کر بیچ دیا جائے اس کی واپسی کا اسے اختیار ہے اس بارے کی جو حدیثیں ہیں انھیں بھی یہ حضرات نہیں مانتے۔ ۹ کوئی اپنے غلاموں کو اپنی بیماری میں آزاد کردے اور ان کی قیمت اس کے ثلث مال سے زیادہ ہو تو ثلث مال کی قیمت تک کے غلاموں کو قرعہ اندازی کرکے الگ کرکے انھیں آزاد کردیا جائے یہ صحیح صریح حدیث میں ہے لیکن کیا مجال کہ قیاسی حضرات اسے کسی وقت بھی مان لیں؟ ۱۰ مجلس کے خیار کے حدیث صحیح کے مسئلے کو یہ فرقہ نہیں مانتا۔ ۱۱ جس نے صبح کی ایک رکعت پڑھ لی ہو اور سورج طلوع

ان حدیثوں جنھیں حنفی مذہب نہیں مانتا

۱۰ اسکا مفصل بیان میری کتاب وضو محمدی میں ملاحظہ فرمائیے ۱۲

ہوجائے تو وہ اپنی نماز پوری کرلے اسے بھی رائے والے نہیں مانتے جو حدیث میں کھلے لفظوں سے موجود ہے ۱۲ میت کی طرف سے روزہ رکھ لینے کی حدیث کو انھوں نے معطل کر رکھی ہے ۱۳ جو مریض اپنی بیماری سے شفا پانے سے ناامید ہوچکا ہو اس کی طرف سے ادائیگی حج کی حدیث کو انھوں نے معطل کر رکھی ہے۔ ۱۴ قیافے سے حکم لگانے کی حدیث کو انھوں نے معطل کر رکھا ہے ۱۵ جو شخص اپنی کوئی چیز بعینہٖ کسی دیوالئے کے پاس موجود پائے تو وہی اسکا حقدار ہے اس حدیث کو بھی قیاسیوں نے باطل کر رکھا ہے ۱۶ تر کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے بیچنے کی ممانعت کی حدیث کو انھوں نے ٹال دیا ہے ۱۷ بیع مدبّر کی حدیثوں کو انھوں نے نظر انداز کر دیا ہے ۱۸ شاہد اور قسم پر فیصلہ کرنے کی حدیث کو انھوں نے نہیں مانا ۱۹ لونڈی جس کی ہو اس سے جو اولاد ہو وہ اسی کی ہے یہ فیصلۂ محمدی ان اہل الرائے کے نزدیک ردی چیز ہے ۲۰ جب ماں باپ جدا ہوجائیں تو بچے کو اختیار دینے کی حدیث انھوں نے تہل چھوڑ رکھی ہے ۲۱ چوتھائی دینار کے چور کے ہاتھ کاٹنے کی حدیث کو انھوں نے جواب دیدیا ہے ۲۲ اہل کتاب زانیوں کو رجم کرنے کی حدیث کی انھوں نے بے طرح تواضع کی ہے ۲۳ جو شخص اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کرے اس کی گردن مارنے اور اس کا مال چھین لینے کی حدیث کو انھوں نے رائے پر قربان کیا ہے ۲۴ مومن کو کافر کے قتل کے بدلے قتل نہ کیا جائے یہ حدیث ان کے نزدیک قابل عمل نہیں رہی ۲۵ حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملعون کہا لیکن اہل رائے اس پر ایمان نہیں لائے ۲۶ بغیر ولی کے نکاح نہ ہونے کو اللہ کے رسولؐ نے فرمایا لیکن قیاسی حضرات اس کے خلاف ہیں ۲۷ تین طلاقیں جس عورت کو مل گئی ہوں اس کے خاوند پر اس کا کھانا پلانا اور رہنے کا مکان دینا نہیں اس فیصلہ محمدی کو رائے والے ٹھکرا رہے ہیں ۲۸ حضورؐ نے خود حضرت صفیہؓ کو آزاد کیا اور اسی آزادگی کو مہر قرار دیا اس کے بھی یہ منکر ہیں ۲۹ حضورؐ کا فرمان ہے کہ مہر میں دیدے اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو مگر رائے والے اسے بھی مانتے نہیں ۳۰ گھوڑوں کے گوشت کو شریعت نے حلال کیا ہے لیکن رائے قیاس والے

اُسے حلال نہیں مانتے ۳۱ ہر نشے والی چیز کو اللہ کے رسول نے حرام فرمائی ہے لیکن رائے والوں کو اس میں بھی تردد ہے ۳۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں بتلاتے لیکن رائے والے اس کا بھی خلاف کرتے ہیں ۳۳ کھیت بونے میں پانی پلانے میں شرکت کو حدیث میں جائز بتلایا گیا ہے لیکن رائے والے اس کے بھی مخالف ہیں ۳۴ حدیث میں ہے جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہو جانور کا ذبیحہ اس کا بھی ذبیحہ ہے لیکن قیاسی اس کے بھی منکر ہیں ۳۵ رہن شدہ جانور سواری لیا جائے گا اور دودھ نکالا جائیگا والی حدیث کو بھی قیاسیوں نے چھوڑ رکھا ہے ۳۶ شراب سے سرکہ بنانے کو حدیث نے منع کیا لیکن رائے والے منع نہیں کرتے ۳۷ غنیمت کی تقسیم کے وقت پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو تین حصے دینے کا فرمان حدیث میں ہے لیکن رائے والے اسے نہیں مانتے ۳۸ حدیث میں ہے کہ ایک دو دفعہ کی چسکی دودھ کی لگانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی لیکن رائے والے اس سے بھی حرمت ثابت کر دیتے ہیں ۳۹ مدینہ شریف کی حرمت کی حدیثیں ۴۰ قربانی کے شمار کرنے کی حدیثیں ۴۱ محرم کو بوقت نہ پانے تہمد کے پاجامہ پہننے کی حدیثیں ۴۲ اولادوں کو ہبہ کرنے کے وقت برابری کرنے کی حدیثیں اور ان میں کمی بیشی کرنا ظلم ہونے اور اس پر گواہ نہ رہنے کی حدیثیں ۴۳ حدیث کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کی چیز ہے ۴۴ قسامہ کی حدیثیں ۴۵ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کر لینے کی حدیث ۴۶ عمامہ پر مسح کی حدیث ۴۷ صف کے پیچھے تنہا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی نماز کے دوہرانے کے حکم کی حدیثیں ۴۸ جو شخص جمعہ کے خطبے کی حالت میں آئے وہ بھی دو رکعت تحیۃ مسجد پڑھے بغیر نہ بیٹھے یہ حدیثیں ۴۹ جنازہ غائبانہ کی حدیثیں ۵۰ نماز میں اونچی آواز سے آمین کہنے کی حدیثیں یہ سب ان رائے قیاس فقہ و اجتہاد والوں نے چھوڑ رکھی ہیں۔ کیا مجال جو ان کے لاکھوں افراد میں سے ایک بھی پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی ان احادیث پر عمل کر لے یا ان کے حق ہونے کا اقرار ہی کر لے سچ تو یہ ہے کہ رائے کا اندھیر سنت کے نور کو کھو دیتا ہے اور بھی وہ حدیثیں ملاحظہ ہوں جنھیں رائے قیاس کے مقابلے میں ترک کر دیا گیا ہے ۵۱ باپ اپنی اولاد کو

دئے ہوئے ہبہ کو واپس لے سکتا ہے ۵۲ سیاہ کتا نماز کاٹ دیتا ہے ۵۳
جب زوال کے بعد عید کا علم ہو تو نماز عید دوسری صبح پڑھنی چاہئے ۵۴ جو لڑکا
کھانا نہ کھاتا ہو اس کے پیشاب چھینٹا دے لینا کافی ہے ۵۵ قبر پر جنازہ ادا کرنا
۵۶ جو شخص بے اجازت دوسرے کی زمین میں کھیتی بولے اُسے کھیتی میں سے
کچھ نہ ملیگا ہاں اپنے خرچ کے پانے کا وہ مستحق ہے ۵۷ حضورؐ نے حضرت جابرؓ
سے اس شرط پر اونٹ خریدا کہ اس کی سواری مدینے پہنچنے تک ان کی ہے ان
احادیث کو بھی اہل رائے نے ٹکا سا جواب دیدیا ہے ۵۸ درندوں کی کھال کی
ممانعت کی حدیث ۵۹ پڑوسی کو اپنی دیوار میں کوئی لکڑی گاڑنے سے نہ روکنے
کی حدیث ۶۰ سب سے زیادہ قابل وفا اُن شرطوں کے ہونے کی حدیث جن
کی وجہ سے عصمت حلال ہو ۶۱ غلام جس کے پاس مال ہو اسے جو بیچے وہی
اس مال کا حقدار ہے یہ حدیث ۶۲ مسلمان ہونے کے وقت جس کے گھر میں دو بہنیں
ہوں تو اُسے ان میں سے ایک کے رکھنے کی حدیث ۶۳ سواری پر وتر پڑھ لینے کی
حدیث ۶۴ ہر کچلی والے درندے کی حرمت کی حدیث ۶۵ اس کی نماز نہ ہونے
کی حدیث جو رکوع سجود سے اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا ۶۶ رکوع میں جانے اور
رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین کرنے کی حدیث ۶۷ استفتاح کی حدیث
۶۸ حضورؐ کے دو سکتے کرنے کی حدیث ۶۹ نماز کی تحریم تکبیر اور تحلیل تسلیم ہونے
کی حدیث ۷۰ نماز میں بچے کے اٹھا لینے کی حدیث ۷۱ قرعہ اندازی کی حدیثیں
۷۲ عتبقے کی حدیثیں ۷۳ اگر کسی کے گھر میں اس کی اجازت بغیر کوئی جھانکے اور
وہ کنکر پھینکے جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو اس پر کوئی جرمانہ نہیں اس صحیح
حدیث کو بھی رائے والوں نے رد کر دیا ہے ۷۴ کسی کے ہاتھ کو کوئی کاٹتا ہو اور
وہ جھٹکا دیکر اس کے منہ سے اپنا ہاتھ گھسیٹے اس میں اس کے دانت ٹوٹ جائیں
تو اس پر شرعاً جرمانہ نہیں اس حدیث کو بھی رائے سے رد کر دیا ہے ۷۵ حضرت
بلالؓ والی رات کے وقت کی اذان کی حدیث کو بھی یہ رائے والے نہیں مانتے۔
۷۶ صرف جمعہ کے دن کے نفلی روزے کی ممانعت کی حدیث کو اہل قیاس قبول
نہیں کرتے ۷۷ دانت اور ناخن سے ذبیحہ کرنے کی ممانعت کی حدیث کو یہ ترک کئے

ہوئے ہیں ۷۸ کسوف اور استسقا کی نماز باجماعت کی حدیثوں کے یہ مخالف ہیں۔
۷۹ نرکی کرائی کی اجرت کی ممانعت والی حدیث کو یہ صاف جواب دیئے ہوئے ہیں ۸۰ احرام کی حالت میں جو شخص مرجائے اس کا سر نہ ڈھانپا جائے اور اُسے خوشبو نہ لگائی جائے اس حدیث کو بھی کیا مجال جو رائے قیاس کے شیدائی کبھی مان کردیں بلکہ ان لوگوں نے اسے بھی جواب دیدیا ہے۔ یہ تو بطور نمونہ کے اسّی حدیثیں ہم نے بیان کی ہیں انھوں نے تو اَن گنت اور بے شمار حدیثوں کو جواب دیدیا ہے اور رائے کے رگڑے میں بُری طرح پس گئے تقلید کے جال میں ایسے پھنسے کہ پھر نہ چھٹے۔

آہ! ان مقلدوں کو آج حدیث کانٹے کی طرح کھٹکتی ہے چاہتے ہیں کہ دنیا میں اس کا عامل کوئی نہ رہے۔ لیکن سنو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِیْ خدایا میرے خلیفوں پر رحم کر صحابہؓ نے دریافت فرمایا کہ حضورؐ کے خلفا کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا جو میرے بعد آئیں گے میری حدیثیں روایت کرینگے اور لوگوں کو میری حدیثیں سکھائیں گے (شرح مسند الحدیث) اور حدیث میں ہے نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَھَا اَوْ وَعَاھَا وَاَدَّاھَا (بیہقی) یعنی خدایا اسے تروتازہ رکھ ہرا بھرا رکھ خوش وخرم رکھ جو میری حدیثیں سنے انھیں حفظ کرے یاد کرے پھر دوسروں کو سنائے۔ مولوی صاحب بتلاؤ تمہاری دعا قبول ہوگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی؟ تم حدیثوں کا عمل چھڑانے کے درپے ہو۔ اس وقت تک تو تم تمہارا دامن خالی ہی رہیگا جب تک آسمان پر سورج اور زمین پر پہاڑ قائم ہیں حضورؐ کی پیشین گوئی ہے لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاھِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّھُمْ مَّنْ خَذَلَھُمْ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَۃُ (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی میری امت میں ایک جماعت حق پر قائم رہیگی وہ سب پر غالب رہیگی ان کے مخالف انھیں کوئی ایذا نہ پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے۔ امام بخاری امام احمد امام ابن المدینی اور بہت سے محدثین کا اتفاق ہے کہ مراد اس سے اہلحدیث جماعت ہے۔ اگر آپ اس کی پوری بحث دیکھنا چاہتے ہیں تو میری کتاب فضائل محمدی ملاحظہ فرمائیے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ خدایا ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرما۔ اُسی

پر زندہ رکھ اسی پر موت دے اور قیامت کے دن حضورؐ کی شفاعت نصیب فرما آپ کے ہاتھوں جام کوثر پلا اور آپ کے قدموں میں جنت الفردوس میں جگہ نصیب کر آمین۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

"الحمد للہ۔ مولوی صاحب کی کتاب اور ہمارا جواب ختم ہوا۔

اب یہاں سے ان کے ضمیمہ کا جواب شروع ہوتا ہے"

ضمیمہ میں مولوی سید قربان علی شاہ نے تقلید کے خلاف جو اشعار مثنوی اور بوستاں وغیرہ سے اخبار محمدی میں مع ترجمہ شائع ہو کر پھر بصورت رسالہ شائع ہوئے تھے ان کی بابت لکھا ہے کہ یہ اشعار تقلید ائمہ اربعہ کے متعلق نہیں ہیں ان کی لمبی چوڑی تحریر کا مختصر مطلب یہی ہے اس کے جواب میں ہمیں صرف اتنا کہدینا کافی ہے کہ الفاظ کے عموم معنی کا ہر جگہ اعتبار ہوتا ہے خاص واقعات کے ساتھ انھیں محدود نہیں کیا جاتا۔ لات وعزیٰ کی کمزوری عرب کے اور بتوں کی تردید انہی تک محدود نہیں بلکہ ہندوستان کے بت بھی اسی میں شامل ہیں کالی اور بھوانی رام اور لچھمن کا بھی یہی حکم ہے۔ پس مذمت تقلید کا کسی قصے کے ضمن میں بیان ہونا اسی پر انحصار نہیں بلکہ تقلید جہاں بھی پائی جائے گی وہ مذموم ہی ہے۔ کیونکہ تحقیق کے خلاف ہے اور تحقیق انسانی فطرت میں ہے۔ پس تقلید فطرت انسانی کو سوختہ کرنا اور خداداد عقل کا ستیاناس کرنا ہے جو ہر طرح برا ہی برا ہے۔

تردید تقلید از مثنوی مولوی روم

مولانا المکرم یہ جو جناب نے "ومقلد ناشدن او ایشاں را" کے معنی لکھے ہیں اور نہ اُن سب کا مقلد ہونا اس کا۔ ذرا کرم فرما کر اس پر نظر ثانی کر لیجئے اس کے صحیح معنی یہ ہیں اس کا ان سب کی تقلید نہ کرنا۔ اور ہاں جناب کی یہ گلابی اردو باوجود اردو دانی کے دعوے کے کہیں آپ کے خلاف شہادت نہ دیدے۔ اسی طرح مدح عقل ایشاں کردن کا ترجمہ آپ نے لکھا ہے۔ مدح عقل ان کی پر۔ ثبات بنیاں ندارد کا ترجمہ آپ نے لکھا ہے۔ مضبطی بنیاد کی نہیں رکھتا ہے۔

مولف کی فارسی دانی

سبحان اللہ بھائی ہمیں تو کوئی دعویٰ نہ تھا لیکن اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آپ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کچھ اچھے گواہ پیش نہیں کئے ایسا نہ ہو کہ انصاف کی کچہری سے آپ کا دعویٰ خارج کر دیا جائے۔

مؤلف صاحب نے چلتے چلتے آخری سانس میں بھی ستم ڈھایا غضب کر دکھایا لکھتے ہیں صاحبِ ہدایہ یعنی حضرت امام اعظمؒ۔ ملاحظہ ہو ص۶۳ مولوی صاحب کیا اندھیر کر دیا؟ صاحبِ ہدایہ امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہیں بلکہ صاحب ہدایہ کا نام علی بن ابوبکر ہے۔ ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔ ان کا لقب برہان الدین ہے۔ مرغینان کے رہنے والے ہیں۔ سنہ ۵۱۱ھ بتاریخ ۸ ماہِ رجب پیر کے دن بعد از عصر تولد ہوئے۔ اور سنہ ۵۹۳ھ ۱۴ ذی الحجہ کو منگل کی رات فوت ہوئے اور سمرقند کے قبرستان تربۃ المحمدین کے پاس ہی دفن کئے گئے ہیں۔ ہدایہ کے مؤلف یہ ہیں نہ کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔ اس کتاب کی تالیف سنہ ۵۷۳ھ میں شروع ہوئی۔ حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۱۵۰ھ میں انتقال فرما چکے تھے۔ مولوی صاحب اتنی ذلیل غلطی آپ نے کی؟ کہ ہدایہ کا مصنف حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ٹھہرایا؟ تعجب اور افسوس ہے۔ ہم کو کچھ نہ کہیں لیکن جو لوگ آپ کی اس تحریر کو پڑھینگے وہ آپ کی علمیت اور معلومات کی نسبت کیا رائے قائم کرینگے؟

چونکہ آپ نے اپنی کتاب کے آخر میں بھی ہمیں دشمنِ امام بتانے کی کوشش کی ہے اور پوری کتاب میں اس کوشش کو نبھایا ہے اس لئے ہم خدا کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ ہم دشمنان امامانِ دین نہیں ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہمیں کوئی دشمنی نہیں ہم انھیں بزرگ نیک زاہد عابد پرہیزگار متقی پارسا فقیہ امام اور علامہ مانتے ہیں۔ ان کے ہر اس ارشاد کو سر آنکھوں پر رکھ کر دل سے مانتے ہیں جو قرآن حدیث کے مطابق ہو۔ یہی عقیدہ ہمارا اور تینوں بزرگ اماموں کی نسبت بھی ہے اللہ ان چاروں اماموں کی روح پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور اُن سے خوش رہے۔ اور ان پر ہماری طرف سے سلام پہنچائے۔ چونکہ ان بزرگ ائمۂ کرام کی تعلیم یہی ہے کہ مسائلِ دین صرف قرآن و حدیث سے تحقیق کر کے لئے جائیں۔ اسلئے ہم ان کے فرمان کے ماتحت یہی وطیرہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اپنی اس بات کے ثبوت

مؤلف کی جہالت

اہلحدیث اور اہلسنت والجماعت

کیلئے اور اپنے بھائیوں تک بھی ان امامانِ دین کی صحیح راہ پہچانے کیلئے ان کے چند ارشادات ہم یہاں نقل کرتے ہیں اللہ ہمیں نیک توفیق عطا فرمائے سنئے!

حضرت امام مالک سے تردید تقلید

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِیْ وَاُصِیْبُ فَانْظُرُوْا فِیْ رَأْیِیْ فَکُلُّ مَا وَافَقَ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ فَخُذُوْہُ وَکُلُّ مَا لَمْ یُوَافِقْ فَاتْرُکُوْہُ (محمد بن سنہ) یعنی میں ایک انسان ہوں۔ کبھی میری بات ٹھیک ہوتی ہے کبھی غلط ہوتی ہے۔ تم میری اس بات کو تولے لو جو کتاب وسنت کے مطابق ہو۔ اور جو ان میں سے کسی کے خلاف ہو اُسے ہرگز نہ مانو۔ آپ فرمایا کرتے تھے مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَمَاْخُوْذٌ مِّنْ کَلَامِہٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَیْہِ اِلَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (الانصاف صـ۱۳) یعنی دنیا میں کوئی ایسا نہیں جس کی بعض باتیں سچی اور درست اور اور بعض باتیں غلط اور نادرست نہ ہوتی ہوں ان کی اچھی باتیں نہ لے لی جاتی ہوں اور بری باتیں نہ چھوڑ دی جاتی ہوں۔ سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کی تمام باتیں سچی اور اچھی آپ کی تمام باتیں لینے ماننے قبول کرنے اور عمل کرنے کے قابل۔

حضرت امام احمد سے تردید تقلید

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَا تُقَلِّدْنِیْ وَلَا تُقَلِّدْ مَالِکًا وَّلَا الشَّافِعِیَّ وَلَا الْاَوْزَاعِیَّ وَلَا الثَّوْرِیَّ وَخُذْ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا (عقد الجید) یعنی خبردار ہرگز ہرگز نہ میری تقلید کرنا نہ مالکؒ کی نہ شافعیؒ کی نہ اوزاعیؒ کی نہ ثوریؒ کی بلکہ جہاں سے یہ بزرگ احکام لیا کرتے تھے وہیں سے تم بھی لیا کرو یعنی صرف قرآن وحدیث سے، آپ کا یہ بھی ارشاد ہے لَیْسَ لِاَحَدٍ مَعَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ کَلَامٌ (عقد الجید) یعنی خدا اور رسولؐ کے کلام کے ہوتے ہوئے کسی کا کلام کوئی چیز نہیں۔

حضرت امام شافعی سے تقلید کی تردید

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اِذَا وَجَدْتُّمْ فِیْ کِتَابِیْ خِلَافَ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقُوْلُوْا بِسُنَّۃِ وَدَعُوْا مَا قُلْتُ (بیہقی) یعنی جب تم میری کتاب میں سنت رسول اللہ کے خلاف کچھ پاؤ۔ تو میرے قول کی کچھ پرواہ نہ کرو۔ اور سنت نبویؐ کو مضبوط تھام لو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ وَاِذَا رَأَیْتُمْ کَلَامِیْ یُخَالِفُ الْحَدِیْثَ فَاعْمَلُوْا بِالْحَدِیْثِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِیْ الْحَائِطَ (عقد الجید) یعنی صحیح حدیث میں جو وارد ہوا ہو وہی میرا مذہب ہے۔ جب تم میرے کلام کو حدیث کے خلاف پاؤ تو حدیث پر عمل کرو، اور میرے قول کو دیوار پر دے مارو۔ آپ سے ایک مسئلہ دریافت

اصول اور کتب اسماء الرجال دیکھیں۔ سینکڑوں جگہ لفظ اہلحدیث کو پائیں گے۔ ترمذی شریف کا وہ کونسا صفحہ ہے؟ جس میں آپ یہ لفظ نہ پائیں؟ عربی داں عربی ترمذی دیکھیں اردو داں اردو ترجمہ مع عربی ترمذی شریف کا ملاحظہ فرمائیں[۵]۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے ہیں اور ۲۷۹ھ میں انتقال فرماتے ہیں۔ اُس وقت اہلحدیث کا لقب اتنا عام تھا۔ تمام محدثین اپنے استادوں اور استادوں کے استادوں صحابہ اور تابعین کو اسی معزز اور محبوب لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ پھر آج اسے ایک نیا لقب قرار دینا سچ تو یہ ہے کہ علمی ماتم داری کی مجلس منعقد کرنا ہے۔

(۶) پھر جو شخص لقب اہلحدیث کو حنفی شافعی مالکی حنبلی سے ملاتا ہے دراصل وہ بھی بے سوچے قلم اور قدم اٹھاتا ہے۔ اس لئے کہ ان چاروں نسبتوں میں ایک امتی شخص کے ساتھ نسبت ہے۔ لفظ اہلحدیث میں یہ بات ہی نہیں۔ شخصی نسبت جو ان نسبتوں کے مقابل اہلحدیث جماعت کی ہے وہ لفظ **محمدی** ہے۔ یہ چاروں جماعتیں شخصی نسبت کے اعتبار سے ان چار بزرگ اماموں کی طرف اپنے تئیں منسوب کرتی ہیں لیکن اہلحدیث اس سے اعلیٰ اور بہت اعلیٰ وہ نسبت اپنے لئے پسند کرتے ہیں جو خود ان ائمہ کی پسندیدہ ہے اور جس نسبت سے وہ خود الگ نہیں ہو سکتے بلکہ ہمیں تو خود تعجب ہے کہ مسلمانوں نے اس پاک بہترین اور اعلیٰ و بالا نسبت کو کیوں چھوڑ دی ہے؟ آج تک باوجودیکہ سارا دین چھوڑ دیا لیکن انگریز اپنی نسبت اپنے نبی سے نہیں ہٹاتے۔ آج تک وہ عیسائی اور مسیحی کہلواتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب مسلمانی ہے جس میں اپنے نبیؐ کی طرف کی نسبت بھی ایک عیب سمجھی جانے لگی۔ حنفی شافعی کہو تو عام مسلمان اُسے مسلمان سمجھیں گے۔ لیکن محمدی کہنے سے وہ حیرت میں پڑ جائیں گے کہ یہ کون ہوا؟ مسلمانو! آؤ ملکر ماتم کریں کہ آج دیوبند سے فتوے شائع ہوتے ہیں کہ محمدی نہ کہلواؤ یہ ناجائز ہے۔ ہاں حنفی شافعی کہلواؤ بلکہ یہ ضروری ہے۔ آج پگھڑ باندھ کر دستار فضیلت سروں پر رکھکر پورے تھان کے لمبے چوڑے عمامے کا بوجھ سر پر لاد کر جبہ قبہ پہن کر مدرس و مفتی کہلوانے والے

اہلحدیث اور حنفی کا فرق

---

[۵] ترمذی شریف مع اردو ترجمہ ساڑھے سات روپے میں اس پتے سے آپ طلب فرما سکتے ہیں دفتر اخبار محمدی دہلی۔ محض عربی ساڑھے چار روپے۔ سترہ اردو ۵۰

بھی اپنی پوری عمر میں اپنے تئیں ایک مرتبہ محمدی نہیں کہلواتے۔ بلکہ ہمیشہ حنفی شافعی ہی کہلواتے رہتے ہیں ہمیں کہنے دیجئے کہ کسی امت نے اپنے نبی سے اتنی دوری نہیں اختیار کی تھی جتنی دوری اس امت نے اپنے نبی سے اختیار کر لی۔ آہ! مسلمانو! محمدی کہلوانے میں تمہیں عار ہے اور حنفی شافعی کہلوانے پر تمہیں اصرار ہے؟ ہے کوئی اسلام کی ہمدرد آنکھ؟ رو لے وہ جتنا رو سکے۔ نبی آدم کی گمراہی کا ٹھیکیدار کتنا خوش ہوتا ہوگا جب اُسے یہ خیال آتا ہوگا کہ میں نے امت محمدؐ کو اس قدر بہکا دیا کہ آج انھیں اپنے نبی کی طرف اپنی نسبت کرنے سے عار معلوم ہونے لگا۔ میں نے اپنا دستِ تصرف دراز کر کے دیوبند جیسے مشہور نام کے مرکز علم سے یہ فتوٰی نکلوا دیا کہ محمدی نہ کہلواؤ یہ گمراہی ہے۔ مسلمانو! میں سوز دل سے میں درد دل سے میں ہمدردی سے میں سچی خیر خواہی سے میں رسول کی پاسداری سے تم سے باادب عرض کرتا ہوں کہ خدارا اس بدعت کو چھوڑ دو۔ سب محمدی کہلواؤ۔ تم اُمتِ محمدؐ ہو۔ تم اُمتِ ابوحنیفہؒ نہیں ہو اُمتِ شافعی نہیں ہو۔ اُمتِ مالکؒ نہیں ہو۔ اُمتِ احمد ابن حنبلؒ نہیں ہو۔ مسلمانو! اے حنفی شافعی حنبلی مالکی کہلوانے والو تمہیں تمہارے پیدا کرنے والے کی قسم ہے کیا تم بتلا سکتے ہو؟ کہ ہمارے ان چاروں بزرگ اماموں نے ہمیں حنفی شافعی کہلوانے کی ہدایت کی ہو پس یہ نسبت جہاں شرعاً بدعت ہے وہاں خود ائمہ رحمۃ اللہ علیہم کے بھی خلاف ہے۔ آؤ سب محمدی کہلائیں اور اس شخصی نسبت کے بکھیڑوں کو یکسر مٹا دیں۔

(۷) ہمارے معترض دوستوں نے کبھی اس پر بھی غور کیا؟ کہ لفظِ اہلحدیث کے معنی کیا ہیں؟ اگر اس مبارک لقب کے معنی پر ہی وہ غور کر لیتے تو کبھی اس پر اعتراض نہ کرتے اور ہم سے نہ کہتے کہ تم اس لقب کو چھوڑ دو۔ اس لفظ کے صحیح معنی وہی ہیں جو لفظِ مسلمان کے ہیں اور لفظ اہلسنت والجماعت کے ہیں۔ اسلام کے معنی ہیں مسلمان ہونے کے اور اطاعتِ خدا و رسول کو تسلیم کر لینے کے۔ یہی معنی لفظِ اہلحدیث کے ہیں۔ حدیث کہتے ہیں خدا کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو قرآن فرماتا ہے فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ اس حدیث کے بعد وہ کس حدیث پر ایمان لائیں گے؟ فرماتا ہے اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ اللہ نے بہترین حدیث نازل فرمائی۔ فرماتا ہے فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ اللہ کی حدیث اور اس کی آیتوں کے بعد یہ کس حدیث پر ایمان لائیں گے؟ ان کے علاوہ اور آیتیں بھی ہیں۔ حدیث

قرآن بھی حدیث ہے

شریف میں بھی ہے خَیْرُ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ۔ تمام باتوں میں بہترین حدیث کتاب اللہ ہے۔ اس حدیث اور ان آیتوں میں قرآن کو حدیث کہا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھی اسی پیارے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ فرمان قرآن ہے اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا جب کہ نبی نے اپنی کسی بیوی سے پوشیدہ طور پر حدیث بیان کی حدیث میں ہے نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا الخ۔ یعنی خدائے تعالیٰ اسے تر و تازہ رکھے جو میری حدیث کو سنکر یاد کرے دوسروں کو پہنچائے۔ محدثین کی اصطلاح میں فرمان و فعل اور تقریر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ حدیث سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن اور فرمان رسول فعل رسول سنت رسول کا نام حدیث ہے لفظ "اہل" کے معنی بہت ظاہر ہیں یعنی "والا" جیسے اہل دولت اہل ثروت اہل ہند اہل بیت وغیرہ۔ پس لفظ اہل حدیث کے معنی ہوئے قرآن و حدیث والا۔ یعنی قرآن حدیث کو تسلیم کرنے والے یعنی اطاعت خدا اور رسول کو ماننے والے۔ یہی معنی لفظ مسلم کے ہیں۔ اگر کہا جائے کہ پھر مسلم ہی کہلوا اہلحدیث کیوں کہلاتے ہو؟ تو ہماری گذارش ہے کہ اگر مسلم جمہور مسلمان کہلانا جائز ہے جیسا کہ ہم اہل ہند سب کے سب کہلاتے ہیں تو پھر اہلحدیث کہلوانے میں کیا قباحت ہے؟ خصوصاً اس وقت جبکہ یہ پاک لقب اپنے معنی میں لفظ قرآن کے مطابق اور صحابہ تابعین کا لقب رہ چکا ہے اور اپنے اندر ایک خاص امتیاز بھی رکھتا ہے اور اس جماعت کو اس لقب سے ایک خاص مناسبت بھی ہے۔ جو کسی اور کو نہیں۔ ایک حنفی حدیث و قرآن پر عمل کرنے کیلئے اور اسے تسلیم کرنے کیلئے پابند ہے اس امر کا کہ اس کا خاص مذہب بھی اسے اجازت دے۔ اسی طرح شافعی اور دوسرے گروہ بھی۔ لیکن اہلحدیث اس کا محتاج نہیں وہ ہر آیت ہر صحیح حدیث پر عمل کرنے میں ان چاروں مذہبوں کی قید سے اور بندے بفضلہٖ ویسا ہی آزاد ہے جیسے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین وغیرہ آزاد تھے۔ پس محمدی جماعت اس لقب کی مستحق بھی ہے۔ اس پر قابض بھی ہے۔ یہ لقب ان کا اپنا ایجاد کردہ بھی نہیں۔ بلکہ صحابہ خود اہلحدیث تھے تابعین تھے ائمہ تھے۔ پھر آج انھیں اس لقب کے چھوڑنے کی ہدایت کرنا گویا صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین کے اجماع کا خلاف کرنا اور راہ راست پر سے ایک جماعت کو ورغلانا ہے۔

میں معترضین سے گذارش کروں گا کہ آپ امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف

حدیث کا اصطلاحی معنی

کتاب "شرف اصحاب الحدیث" ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ یہ کتاب تین حصوں میں ہے۔ مدینے شریف کے کتب خانے سے نقل کرا کر میں نے مع ترجمہ اردو شائع کرادی ہے شروع سے آخر تک اسی مضمون پر ہے۔ نام سے ظاہر ہے کہ اس میں صرف اسی مضمون پر تبصرہ ہے کہ اہل حدیث کی بزرگیاں اور ان کے فضائل کیا کیا ہیں؟ میں اپنی جماعت سے بھی گذارش کروں گا کہ آپ اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ یہ اس بزرگ محدث کی تصنیف ہے جن کی تصنیفات پر آج دنیائے اسلام کو ناز ہے۔ جن کا انتقال ۱۳۶۳ھ میں ہوا ہے آپ کو یہ کتاب بتادے گی کہ اہلحدیث کیا ہیں؟ کیسے ہیں؟ وغیرہ! اس کتاب کے چھپنے سے پہلے تو یہ اعتراض جو لقب اہلحدیث پر ہے کچھ جان بھی رکھتا تھا اس کی موجودگی میں اب یہ اعتراض نہایت ہی بے جان مردہ ہوگیا ہے۔ صرف یہ کتاب پڑھ لینا ہی اہلحدیث کی حقانیت ان کی قدامت ان کی صداقت کو آفتاب کی طرح چمکا دیتا ہے فالحمد للہ اھ ۵

(۸) یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حدیث شریف میں ہے کہ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے خدا کی طرف سے بشارت ہے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ شیطان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں نہیں بن سکتا جس نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اُس نے سچ مچ آپ ہی کو دیکھا۔ میں آپ کو ایک زبردست محدث رحمۃ اللہ علیہ کا خواب سناؤں۔ امام ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن شبر محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقُلْتُ مَنِ الْفِرْقَۃُ النَّاجِیَۃُ مِنْ ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً قَالَ اَنْتُمْ یَا اَصْحَابَ الْحَدِیْثِ (شرف اصحاب الحدیث ص۲۵ جزء اول) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مجھے خواب میں نصیب ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ حضور ان تہتر فرقوں میں سے نجات پانے والی جماعت کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ تم ہو اے اہل حدیث۔ مومن کا خواب خدا کی طرف کی خوشخبری ہونا۔ نبوت کے نور کا حصہ ہونا اور حضور کی شکل بن کر شیطان کا نہ آسکنا یہ تینوں چیزیں حدیث سے ثابت ہیں۔ ایک محدث رحمۃ اللہ علیہ کا خواب آپ کے سامنے ہے اور اس میں اہلحدیث کا فرقۂ ناجیہ ہونا اس کا برسرحق ہونا خود اس معزز لقب کے ساتھ بزبان رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے۔

ھ بجائے سوا روپیہ کے صرف پندرہ آنے میں دفتر اخبار محمدی دہلی سے منگا لیجئے۔ منجر

(۹) جس حدیث میں ہے کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہیگی۔ اس کی شرح میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنْ لَّمْ یَکُوْنُوْا اَصْحَابَ الْحَدِیْثِ فَلَا اَدْرِیْ مَنْ ھُمْ اگر یہ اہلحدیث نہیں تو پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ اور کوئی ہو۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی اس کی شرح میں یہی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہلحدیث ہیں ملاحظہ ہو کتاب شرف اصحاب الحدیث صفحہ ۲۶ و صفحہ ۲۷ جزء اول۔

حق والی جماعت اہلحدیث ہے۔

(۱۰) اگر معترضین کو اصطلاحِ شرع پر عبور ہوتا تو لفظِ اہلحدیث پر ہرگز اعتراض نہ کرتے دیکھئے جس طرح ہمیں قرآن نے مسلم کہا ہے اسی طرح یہود نصاریٰ وغیرہ اگلے دین والوں کو بھی مسلم کا خطاب دیا گیا ہے۔ نصرانیوں کے اولین گروہ یعنی حواریوں کا مقولہ خود قرآن میں ہے وَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ اے عیسیٰ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔ لیکن ان مسلمانوں کو پھر خود قرآن فرماتا ہے وَلْیَحْکُمْ اَھْلُ الْاِنْجِیْلِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ یعنی اہل انجیل کو خدا کی نازل کردہ وحی کے مطابق ہی حکم احکام جاری کرنے چاہئیں۔ ان دونوں آیتوں سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ مسلمان اپنی کتاب کی طرف بھی منسوب ہو سکتے ہیں۔ عیسائیوں کا مسلم ہونا پھر ان کا اہل انجیل ہونا قرآنی لفظوں سے ثابت ہے۔ ان کی کتاب کا نام انجیل تھا۔ ہماری کتاب کا نام خود کتاب میں ہی حدیث رکھا گیا ہے۔ جیسے کہ آپ دلیل ۷ میں پڑھ آئے ہیں پھر کتاب رسولؐ یعنی فرمان و سنت رسولؐ کا نام بھی حدیث ہے۔ پس عموم مجاز کے طور پر لفظِ حدیث قرآن اور طریقۂ نبویؐ کو شامل ہے اہل انجیل وہ تھے اہل حدیث ہم ہیں۔ فالحمد للہ۔

قرآن سے لقب اہلحدیث کا ثبوت

(۱۱) مضمون بڑھتا جا رہا ہے۔ اس لئے میں اس مضمون کو بادلِ ناخواستہ دو دلیلوں کے بعد سر دست ختم کرتا ہوں۔ یہ مرفوع حدیث سنئے! امام خطیب بغدادی محدث رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تاریخ خطیب کی تیسری جلد میں حدیث لائے ہیں عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ جَاءَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ مَا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَمَعَھُمُ الْمَحَابِرُ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اَنْتُمْ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ لَسْتُمْ

اہلحدیث کی فضیلت

تُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ یہ حدیث مواعق الہیہ اور جواہر الاصول میں بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب قیامت کا دن آئیگا اہل حدیث جنابِ باری میں پیش ہوں گے اور ان کے بکثرت درود لکھنے پڑھنے کی وجہ سے ان سے جنابِ باری عزّوجل فرمائیگا کہ تم جنت میں چلے جاؤ۔

(۱۲) آؤ میں آپ کو آخر میں ایک حدیث اور بھی سناؤں امام خطیب رحمۃ اللہ علیہ اپنی پوری سند نقل کر کے لکھتے ہیں عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اَلَا اُدُلُّکُمْ عَلَی الْخُلَفَاءِ مِنِّیْ وَمِنْ اَصْحَابِیْ وَمِنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ هُمْ حَمَلَۃُ الْقُرْاٰنِ وَالْاَحَادِیْثِ عَنِّیْ وَعَنْهُمْ فِی اللّٰہِ وَلِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ ۔ (ملاحظہ ہو کتاب شرف اصحاب الحدیث عربی مع ترجمہ ص۲) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آؤ میں تمہیں اپنے اور اپنے اصحاب کے اور مجھ سے پہلے کے نبیوں کے خلیفے بتلاؤں ۔ وہ ہیں جو قرآن کو اور میری حدیثوں کو اور میرے اصحاب اور انبیا کی حدیثوں کو صرف اللہ کی راہ میں اللہ ہی کے لئے اٹھانے والے ہیں۔ یہاں لفظ "حَمَلَۃ" ہیں اسی لفظ کا ہم معنی لفظ "اہل" ہے اور یہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن بھی حدیث ہے۔ پس اس حدیث سے بھی لقب اہل حدیث اور ساتھ ہی ان کی صداقت قدامت حقانیت وغیرہ سب کچھ ثابت ہوتی ہے فالحمد للہ! مزید پھر سہی انشاء اللہ تعالیٰ!

اہلحدیث خلفاء رسول ہیں

ناظرین کرام بحمداللہ میں رسالہ راہِ صواب جواب سے فارغ ہوا۔ اللہ تعالیٰ میری محنت ٹھکانے لگائے۔ ہمیں حق کو حق دکھائے اور اس کی قبولیت کی ہمت و توفیق عطا فرمائے اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ الدِّیْنَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ فقط والسلام

محمد۔ از دفتر اخبار محمدی دہلی

۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

عنوان	صفحہ
صدائے محمدی۔	۴۱
انعامی وعدہ	۴۱
اختلافی مسائل کے فیصلے کا طریقہ۔	۴۱
اُولی الامر کا بیان۔	۴۲
حنفیوں کے استدلال کا جواب	۴۳
طریق محمدی۔	۴۴
چار اعتراضات کا جواب	۴۵
پانچویں اعتراض کا جواب	۴۵
بحالتِ قرأت ثناخوانی کا حکم فقہ۔	۴۵
یارسول اللہ کہکر پکارنا شرک ہے	۴۶
اعتراض کا جواب	۴۷
تفسیر کبیر سے سورۂ فاتحہ کا جواب	۴۷
چاروں مذہب کی آپس کی کشمکش۔	۴۸
مؤلف کا غلط دعویٰ	۴۹
مؤلف کے اعتراضوں کے جواب۔	۴۹
الحمد نہ پڑھنے کی دلیل کا جواب	۴۹
پندرھویں تہمت کا ازالہ	۵۰
اجماع صحابہؓ	۵۰
مؤلف کی اردودانی	۵۰
سولھویں تہمت کا ازالہ	۵۱
عقیدۂ محمدی	۵۱
حنفیوں کا حدیث ابوہریرہؓ کو نہ ماننا۔	۵۱
حنفیوں کی ردکردہ حدیث	۵۲
حضرت ابوہریرہؓ پر اعتراض	
اور اسکے جواب از ۵۲ تا ۵۵	
حنفیوں کی وہ اصول جو حدیث میں رد کرنے کیلئے ہے۔	۵۵
حنفیوں کا اپنے اصول کے خلاف عمل کرنا۔	۵۶
مؤلف کی پکڑ۔	۵۶
حضرت ابوہریرہؓ سے آدھا دین منقول ہے	۵۷
حنفیوں کا قیاس کو حدیث پر مقدم کرنا۔	۵۸
احدیث دشمن امام نہیں	۵۸
ثواب رسانی کا مسئلہ	۵۹
تحسین ترمذی	۵۹
اصول حدیث	۵۹
سترھویں تہمت کا ازالہ	۵۹
حدیث کلام اللہ شریف کا	
منسوخ ہونا	۶۰
درایت محمدی	۶۱
دین محمدی	۶۱
حنفیوں کے حیلے۔	۶۱
مؤلف کی اردودانی	۶۲
مؤلف کو جواب	۶۲
شاہ ولی اللہ سے تردید تقلید	۶۳
سچا وعظ۔	۶۴
اتباع اور تقلید کا فرق۔	۶۴
شاہ ولی اللہ کا فیصلہ	۶۵
چاروں امام کا فیصلہ	۶۵
حرمت تقلید	۶۷
امام مالکؒ امام ابوحنیفہؒ سے بڑھے ہوئے ہیں	۶۸
امام ابوحنیفہؒ کسی صحابی کے شاگرد نہیں۔	۶۸
امام ابوحنیفہؒ کا تابعی ہونا	۶۹
مؤلف کی نافہمی۔	۷۰
اٹھارہویں تہمت کا ازالہ	۷۰
دوسو صحابہؓ کی دیگ آمین	۷۱
مولف کی بدحواسی	۷۱
پانی رہا پاکی کا مسئلہ	۷۲
شیر خوار کے پیشاب کا مسئلہ	۷۳
مال تجارت و زیور کی زکوٰۃ	۷۳
استنجا کا مسئلہ	۷۴
غسل کا مسئلہ	۷۴
عصائے محمدی	۷۴
پانچسو روپیہ کا انعام	۷۴
حنفی مذہب کا ایک مسئلہ	۷۴
حنفی مذہب میں شراب کی حلت	۷۵
حنفی مذہب کا تیسرا نرالا مسئلہ	۷۵
حنفی مذہب میں کتا پوتر اور ناپاک نہیں	۷۶
پانچواں بیہودہ مسئلہ۔	۷۷
مؤلف کو جواب	۷۸
بخاری شریف پر اعتراض	۷۸
کرنیوالا جہنمی ہے	۷۸
مؤلف کے بیہودہ خیالات	۷۹
حنفی شافعی کی موجہ بندی	۷۹
ہماری اصلی غرض	۸۰
مصنف کی اور تصانیف	۸۰
موجودہ حنفی امام صاحب کے مذہب پر نہیں۔	۸۱
حنفی مذہب کے پانچ اور مسئلے	۸۱
مؤلف کی رنج بخشی	۸۲
اُولی الامر کی بحث	۸۲
ایران میں کے نزدیک حنفی اہل سنت نہیں۔	۸۳
علامت اہل بدعت	۸۳
فقہ جعفریہ کو شاہ صاحبؒ اہلحدیث کہتے ہیں	۸۴
شاہ عبدالقادرؒ کی نماز	۸۵
تفسیر مظہری کا مطلب	۸۵

عنوان	صفحہ
ردِّ قیاس کی تردید	۸۶
ردِّ قیاس کی بہترین دلیل	۸۷
ردِّ رائے کی اعلیٰ دلیل	۸۸
ردِّ قیاس کا فیصلۂ فاروقی	۸۸
ردِّ قیاس کی حدیثیں	۸۹
ردِّ قیاس کے اصولِ حنفیہ	۸۹
ردِّ رائے کے اقوالِ امام اعظم ابوحنیفہؒ	۸۹
حنفی مذہب کے پانچ مسئلے جو خلافِ عقل و نقل ہیں۔	۹۰
قیاسی بچہ۔	۹۰
قیاسی نکاح طلاق	۹۰
قیاسی سلام۔	۹۱
قیاس نسلِ انسانی کا دشمن ہے	۹۲
حنفی مذہب کی جائز کردہ نماز کا نقشہ	۹۳
مؤلف کا جھوٹ	۹۵
حنفی حضرت عبداللہؓ کی نہیں مانتے	۹۶
تقلید کی قربانگاہ پر بھینٹ	۹۶
تقلید کا شرک ہونا	۹۷
مؤلف کی قلعی کھل گئی	۹۷
صبح کی دو سنتوں کے بعد لیٹنا	۹۸
اس سنت کا حکم حضورؐ سے	۹۸
شمع محمدی	۹۹
تردید بدعت	۱۰۰
حضرت عبداللہؓ کا نسیان	۱۰۱
حضرت ابن مسعودؓ اور حنفی	۱۰۱
مؤلف کی دشمنی نور عین سے	۱۰۲
رفع الیدین نہ کرنا ثابت نہیں۔	۱۰۳
حضرت علیؓ کے دروازۂ علم ہونے کی حدیث کی تنقید	۱۰۳
سہو و نسیان خاصۂ انسان ہے۔	۱۰۳
مخفیات صحابہ رضؓ	۱۰۴
امام صاحبؒ کا بہت سے مسائل کو نہ جاننا۔	۱۰۴
حضرت علیؓ کی بے ادبی حنفی مذہب میں۔	۱۰۵
حسن حدیث کسے کہتے ہیں۔	۱۰۵
چاروں امام اور اہلحدیث	۱۰۵
صحابہؓ کی تقلید کا جواب	۱۰۶
حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے مقلد نہ تھے	۱۰۶
ایک حدیث سے تقلید کا ثبوت اور اس کے جوابات	۱۰۶ تا ۱۱۷
معجزاتِ محمدی از قرآن کریم	۱۱۷
مؤلف کی تاویل کی تردید	۱۱۷
دیانتِ مؤلف	۱۱۸
سینے پر ہاتھ باندھنا	۱۱۸
مؤلف کی اردو دانی	۱۱۹
تفسیرِ قرآن سے سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت	۱۱۹
آنحضرت محمد صلعم اور محمدی	۱۲۰
مؤلف کی حدیث سے دشمنی	۱۲۰
وضو محمدی	۱۲۱
اسّی حدیثیں وہ جنہیں حنفی مذہب نہیں مانتا	۱۲۱ تا ۱۲۵
اہلحدیث کے فضائل	۱۲۵
تردید تقلید از مثنوی	
مولوی روم	۱۲۶
مؤلف کی فارسی دانی	۱۲۶
مؤلف کی جہات	۱۲۷
اہلحدیث اور ائمہ اربعہؒ	۱۲۷
حضرت امام مالکؒ سے تردید تقلید	۱۲۸
حضرت امام احمدؒ سے تقلید کی تردید	۱۲۸
حضرت امام شافعی سے ردِّ تقلید	۱۲۸
حضرت امام ابوحنیفہؒ سے	
حرمتِ تقلید کے ۲۳ اقوال	۱۲۹ تا ۱۳۳
امام محمدی	۱۳۳
مقلد کہلوانے والے دراصل غیر مقلد ہیں	۱۳۳
حنفیہ کو دعوتِ حق۔	۱۳۴
لقب اہلحدیث کا ثبوت	۱۳۴
فضائل محمدی۔	۱۳۵
صحابہؓ کا اہلحدیث کہلانا	۱۳۵
تابعینؒ بھی اپنے تئیں اہلحدیث کہلواتے تھے	۱۳۵
امام ابوحنیفہؒ بھی اہلحدیث تھے	۱۳۶
اہلحدیث اور حنفی کا فرق	۱۳۷
قرآن بھی حدیث ہے	۱۳۸
حدیث کا اصطلاحی معنی	۱۳۹
اہلحدیث زبانِ رسول اللہ صلعم	
نجات پانیوالی جماعت	۱۴۰
حق والی جماعت اہلحدیث	۱۴۰
قرآن سے لقب اہلحدیث کا ثبوت	۱۴۱
اہلحدیث کے فضائل	۱۴۱
اہلحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں	۱۴۲
خاتمہ	۱۴۲

تمت

محترم مکرم حضرت مولانا محمد صاحب کی بعض دیگر تصانیف

ایمانِ محمدی ایمان کی ستر شاخوں کا پورا بیان دس آنے صلوٰۃِ محمدی وضو نماز وغیرہ کے جملہ احکام تین آنے صیامِ محمدی نفلی فرضی روزوں اور ماہ رمضان کے کل احکام ۳ زکوٰۃِ محمدی زکوٰۃ خیرات کے کل مسائل تین آنے سیرتِ محمدی رسولِ کریم کی سچی سوانحعمری بارہ آنے عقیدۂ محمدی اہلحدیث کے سچے مذہب کا بیان اور جو تمہیں ان پر ہیں سب کا ازالہ ایک آنہ عقائدِ محمدی امام احمد بن حنبل کی کتاب کا ترجمہ عقائد کے بارے میں ایک آنہ ہدایتِ محمدی حنفی مذہب فقہ کی سب سے اعلیٰ کتاب ہدایہ کے ایکسو مسائل جو خلاف حدیث ہیں دو آنہ برأتِ محمدی حسن نظامی نے اہل حق کے خلاف جو رسالہ لکھا تھا اس کا قابلِ دید جواب ایک آنہ برہانِ محمدی امام سبکیؒ کے رسالہ کا ترجمہ رفع الیدین کے ثبوت میں عربی مع ترجمہ دو آنے سیفِ محمدی فقہ حنفی اور کتب حدیث کے فرق کو واضح کرنے کیلئے انہیں چھ مخالف مسائل فقہ کے ہیں عہ طریقِ محمدی تقلید کی تردید میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اس میں چھ دلیل ہیں عہ دلائلِ محمدی حصہ اول قرآن حدیث اور حنفی مذہب سے آمین رفع الیدین اور سورہ فاتحہ کا ثبوت تین آنے دلائلِ محمدی حصہ دوم ان تینوں مسائل میں حنفیوں کی جو دلیلیں تھیں انکا جواب اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت سات آنے صدائے محمدی اہلحدیث کے مذہب پر جتنے بڑے بڑے اعتراضات کئے جاتے ہیں سب کا جواب دو آنے درایتِ محمدی حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی ہر فن کی لغزشوں کا ثبوت سے بیان ۱۲ر تحفۂ محمدی تقریرِ عید نماز عید کے قربانی کے مفصل احکام ایک آنہ آئینۂ محمدی ڈاڑھی مونچھ خط اور لباس کے کل احکام ایک آنہ عصائے محمدی حدیث کے مسائل پر جتنے اعتراض مخالفین کرتے ہیں سب کا جواب پانچ آنے میلادِ محمدی مولود اور قیام مولود کی قابلِ دید تردید دو آنے حقوقِ محمدی آنحضرتؐ کا نام سنکر انگوٹھے چومنے کی تردید ایک آنہ فضائلِ محمدی اہلحدیث کے فرقہ ناجیہ ہونیکا ثبوت عربی مع اردو ۴ امامِ محمدی حضرت امام ابوحنیفہؒ کی پوری سوانحعمری مع جرح عربی مع اردو ۴ توحیدِ محمدی کی قبروں و گنبد کے حرام ہونے کی اور انھیں گرادینے کی سینکڑوں دلیلیں ۴ انعامِ محمدی عید الفطر کے نماز عید کے فطرے کے کل احکام ایک آنہ صراطِ محمدی تعزیہ داری کی تردید ایک آنہ معراجِ محمدی معراج کا صحیح قصہ اور ماہ رجب کی بدعتوں کی تردید ایک آنہ دروِ محمدی تیجے دسویں بیسویں برسی وغیرہ کی تردید ۵ حجِ محمدی حج نہ کرنیکا وبال اور حج کے فضائل ایک آنہ تعلیمِ محمدی عورتوں کو لکھنا سکھانیکا کافی ثبوت ایک آنہ مملکتِ محمدی حضرت سلطان ابن سعود پر اعتراضات کے جوابات ایک آنہ جماعتِ محمدی عورتوں کو عیدگاہ اور مجالس وعظ میں بھیجنے کی روایتیں ۴ اذانِ محمدی رمضان میں سحری کی اذان کا مسنون ہونا ایک آنہ فرمانِ محمدی زیارتِ قبر کے مسائل ۱ر مناظرۂ محمدی تقلید کی تردید کا مناظرہ ۲ر خطبۂ محمدی جمعہ کے خطبہ میں ترجمہ کرنیکا ثبوت ایک آنہ وضوئے محمدی کپڑے کی جرابوں پر مسح کرنیکا ثبوت ایک آنہ

ملنے کا پتہ ✻ دفتر اخبار محمدی دہلی

باڑہ ہندو راؤ

لیلۂ محمدی حنفیوں کے دو رسالوں کا جواب ۲ر فیصلۂ محمدی قبروں پر پھولڈالنے اور شدرے پنجوں کی تردید ۱ر شیعۂ محمدی

حضرت مولانا محمد صاحب کی تفسیر محمدی وغیرہ کتابیں

مولانا کی اور تصانیف کی فہرست اس سے اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

(۱) اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ سے اپنے دین کی جو خدمت لینا چاہے وہ لیتا ہے۔ اس قحط الرجال اور اس بدشرقی دین کے زمانہ میں جبکہ عموماً دین کو پس پشت ڈالدیا گیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت مولانا محمد صاحب سے قدرت خدا نے اپنے دین کی وہ خدمت لی جو پوری قوم کے بس کی بھی نہ تھی۔ آپنے کتاب اعلام الموقعین کا اردو ترجمہ کرکے نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ دین کی بھی بہترین خدمت کی۔ الحمد للہ اسکا پہلا حصہ ۲۰۰ صفحات کا بنام دین محمدی چھپ چکا ہے قیمت جسکی چودہ آنے ہے حصہ دوم اسمیں رائے کی ایسی تردید ہے کہ باید و شاید عہ در میانی حصہ اس میں تقلید پر باقاعدہ مناظرہ ہے آخری حصہ بنام فتاویٰ محمدی ہے اسکی قیمت ۸ عہ ہے چاروں حصوں کی قیمت پانچ روپے پہلے حصہ میں تقلید رائے قیاس وغیرہ کی علمی عالمانہ بحثیں کرکے ثابت کیا ہے کہ یہ چیزیں شریعت میں داخل نہیں۔ آخری حصہ میں علاوہ بہت ساری مفید معلومات کے صحابہؓ کے بارہ سو سوالات اور آنحضرتؐ کے بارہ سو جوابات ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے کے وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا دربار محمدی میں بیٹھے ہیں۔

(۲) مولانا محمد صاحب کو خدا تعالیٰ جزائے خیر دے کہ جہاں آپ نے اعلام الموقعین جیسی مہتم بالشان اور ضروری کتاب کا ترجمہ کر دیا ہے اور اسکے چار حصوں کے ترجمہ سے آپ فارغ بھی ہو چکے ہیں۔ وہاں آپ نے بفضلہ تعالیٰ پوری تفسیر ابن کثیر کا بھی اردو ترجمہ کر ڈالا ہے یہ کتاب اخباری بڑے صفحات میں ڈھائی ہزار صفحات پر آئی ہے ہر پارہ الگ ہے۔ تفسیر ابن کثیر کا لفظی ترجمہ ہے اور اتنا سلیس اور واضح اور آسان کہ اس سے زیادہ ناممکن۔ آٹھ سال کی محنت کا یہ نتیجہ ہے یہ تفسیر دنیا کی سب تفسیروں سے زیادہ معتبر اور مستند ہے آٹھ سال میں ہزارہا خرچ کے بعد یہ ترجمہ چھپا ہے ہر پارہ الگ الگ رکھا ہے۔ ہر پارہ کی قیمت الگ الگ ملاحظہ ہو۔ پہلا پارہ عہ دوسرا عہ تیسرا عہ چوتھا عہ پانچواں عہ چھٹا عہ ساتواں عہ آٹھواں عہ نواں عہ دسواں عہ گیارہواں عہ بارہواں ۱۴ تیرہواں ۱۵ چودہواں ۱۴ پندرہواں عہ سولہواں عہ سترہواں عہ اٹھارہواں عہ انیسواں ۱۴ بیسواں ۱۴ اکیسواں عہ بائیسواں عہ تیئیسواں عہ چوبیسواں عہ پچیسواں عہ چھبیسواں عہ ستائیسواں عہ اٹھائیسواں عہ انتیسواں عہ تیسواں عہ لیکن مکمل تفسیر کی قیمت صرف تیس روپے ہیں ۱۲

اخبار محمدی۔ توحید و سنت کا حامی حدیث کا خادم دین حق کا مبلغ شرک و بدعت کی جڑیں کاٹنے والا۔ تقلید و تحقیق کا فرق ظاہر کرنیوالا رسومات بد کو مٹانے والا۔ مبلغ واعظ مفتی رہبر مناظر یہ اخبار ہے ساتھ ہی خبریں بھی ہوتی ہیں مسائل بھی ہوتے ہیں۔ اس اخبار کی سالانہ قیمت صرف تین روپے ہے نمونہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح دفتر کی کامل فہرست کلاں بھی مفت بھیجی جاتی ہے۔ ہر قسم کی کتابیں

ملنے کا پتہ دفتر اخبار محمدی باڑہ ہندو راؤ دہلی